وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اَنعاماتُ المُنعِم

لِطالِباتِ المُسلِم

۱-۲

مُرتّب

مولانا محبوب احمد صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743

انعامات المنعم

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

انعامات المنعم

لطالبات المسلم

۱-۲

مُرتّب

مولانا محبوب احمد صاحب دامت برکاتہم

فاضل جامعہ دار العلوم کبیر والا ۔ خطیب جامع مسجد نور

مدرس معہد الخلیل الاسلامی و مدرسہ زینت البنات

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 37355743-37224228-042

مکتبہ رحمانیہ

نام کتاب: ---------------- انعامات المنعم

مُرتّب: ---------------- مولانا محبوب احمد صاحب دامت برکاتہم

ناشر: ---------------- مکتبہ رحمانیہ

مطبع: ---------------- لعل سٹار پرنٹرز لاہور

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

انتساب

بندہ اپنی ادنیٰ سی کاوش اپنے

والدین

اور محسن ومربی عارف باللہ

حضرت مولانا **مفتی عبد القادر صاحب**

سابق شیخ الحدیث، خطیب ورئیس دار الافتاء جامعہ دار العلوم کبیر والا

جن کی محبت، محنت، شفقت تربیت اور دعاؤں سے

بندہ اس لائق ہوا۔

کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

مؤلف

JUSTICE MUHAMMAD TAQI USMANI

EX Member Shariat appellate Bench
Supreme Court of Pakistan
Deputy Chairman : Islamic Fiqh Academy (OIC) Jeddah
Vice President Darul-Uloom Karachi-14 Pakistan.

محمد تقي العثماني
سابقا
قاضي بمجلس التمييز الشرعي للمحكمة العليا باكستان
نائب رئيس : مجمع الفقه الإسلامي، جدة
نائب رئيس : دار العلوم كراتشي ١٤ باكستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین، وعلی کل من تبعھم بإحسان إلی یوم الدین

جناب مولانا محبوب احمد صاحب زید مجدہم استاذ مدرسہ مصباح العلوم محمودیہ (منظور کالونی کراچی) نے اپنی تالیف لطیف "انعامات منعم لطالبات مسلم" مجھے عنایت فرمائی یہ کتاب انہوں نے اردو میں صحیح مسلم کے اس حصے کی شرح کے طور پر لکھی ہے جو وفاق المدارس کے مدارس البنات میں داخل نصاب ہے اردو میں ان طالبات کی مدد کیلئے کوئی شرح دستیاب نہیں تھی۔ مولانا موصوف نے اس کمی کو پورا کیا ہے۔ بندہ نے جستہ جستہ مقامات سے کتاب پر نظر ڈالی، الحمد للہ اسے مفید پایا، اور اندازہ ہوا کہ مؤلف موصوف نے مستند مراجع سے استفادہ کرکے نہایت آسان اور عام فہم انداز میں احادیث کی شرح کی ہے جو نہ صرف ان طالبات کیلئے بلکہ عام مسلمانوں کیلئے بھی قابل مطالعہ ہے۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالی مؤلف موصوف کی عمر، علم، عمل اور خدمات دینیہ میں برکت عطا فرمائیں، اور ان کی اس قابل قدر کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرماکر اسے نافع عام وخاص بنائیں۔ آمین

بندہ
محمد تقی عثمانی
دار العلوم کراچی ۱۴

۲۸-۵-۱۴۲۶ھ

تقریظ وتبریک

جامع المعقول والمنقول استاذ الاساتذہ شیخ التفسیر والحدیث پیکر علم وعمل نمونہ سلف

پیشواء خلف حضرت مولانا **منظور احمد نعمانی** صاحب دامت برکاتہم

مدیر وشیخ الحدیث مدرسہ احیاء العلوم، ظاہر پیر، رحیم یار خان

واستاذ التفسیر جامعہ انوار الصحابہ، گلزار ہجری، کراچی ☆

انعامات منعم ہے محبوب ساری
مسلم کی شرحوں میں سہل و نرالی
مؤلف بھی محبوب و منظور سب
جو ناظر ہیں اس کے وہ مسرور سب
کئے دور اشکال و تطبیق دی
خدا نے انہیں حسنِ توفیق دی
مترجم محقق ہوئے کامیاب
دعا ہے کہ ہوں طالبہ فیض یاب

تقریظ

جامع المنقول و المعقول بحر العلوم ولی کامل استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا علامہ ارشاد احمد صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ دار العلوم عیدگاہ کبیر والا

الحمدللہ وکفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔

امابعد! صحاح ستہ میں صحیح بخاری کے بعد جامع صحیح مسلم کو صحت اور مقبولیت میں سب سے بلند مقام حاصل ہوا ہے۔

عزیزم مولانا محبوب احمد صاحب سلمہٗ اپنے زمانہ طالب علمی سے ہی بندہ سے مانوس ہیں۔ بندہ کو حق تعالیٰ نے بلا استحقاق محض اپنے خصوصی فضل وکرم سے کئی بار اپنے مادر علمی دار العلوم عیدگاہ کبیروالا میں جامع صحیح مسلم کا درس دینے کی سعادت بخشی۔ عزیز موصوف بھی اس درس میں شریک رہے۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ کی توفیق وعنایت سے انہوں نے جامع صحیح مسلم کا مدارس بنات کیلئے وفاق المدارس کے مجوزہ نصاب یعنی ﴿کتاب الفضائل﴾ کا ترجمہ وتشریح اور دیگر ضروری اور مفید علمی باتوں کو جمع کیا ہے اور بندہ سے اس پر تقریظ تحریر کرنے کی فرمائش کی۔ بندہ اپنی نااہلی کو سامنے رکھ کر خود کو اس کا ہرگز لائق نہیں سمجھتا۔ دل جوئی کیلئے چند بے ربط الفاظ تحریر کررہا ہوں۔ ورنہ من آنم کہ من دانم!

چند خصوصیات جن کا عزیز موصوف نے شرح میں اہتمام کیا ہے صرف وہی تحریر کرتا ہوں۔

(۱) شروع میں ضروری معلومات پر مشتمل ایک اہم مقدمہ شامل کیا گیا ہے جو امید ہے کہ علم حدیث کے ہر طالب اور طالبہ کیلئے پیش خیمہ ہوگا۔

(۲) عبارت کو معرب کیا گیا ہے۔

(۳) سلیس ترجمہ کا اہتمام کیا گیا ہے جس سے حدیث کی چاشنی اور لذت ہر ایک کیلئے آسان ہوگئی ہے۔

(۴) دل نشین انداز میں احادیث کی تشریح کرکے اس کے مطالب ومعانی سمجھنے کی دقت کو دور کیا گیا ہے۔

(۵) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور بے شمار علوم وفوائد سے مزین مبارک ارشادات کے عمدہ اور لذیذ بعض فوائد ونکات کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔

(۶) وہ احادیث جو بظاہر باہمی طور پر متعارض معلوم ہوتی ہیں ان کا حل بھی پیش کیا گیا ہے۔

(۷) انداز بیان عام فہم اور عمدہ ہے۔

یہ کتاب درجہ عالمیہ کی طالبات کے علاوہ مدارس بنین کے طلباء اور عوام وخواص سب کیلئے یکساں مفید ہے۔

حق تعالیٰ جل شانہ عزیز کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز کر ذخیرہ آخرت بنائیں۔ آمین!

ارشاد احمد عفی عنہ خادم دار العلوم عیدگاہ کبیروالا خانیوال (۲۹ شوال المکرم ۱۴۲۵ھ)

تقریظ

جامع الکمال استاد العلماء حق گومجاہد مرشد المجاہدین نمونہ اسلاف محی السنہ شیخ الحدیث

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

الحمد للہ رب العٰلمین و الصلوۃ والسلام علی سید الاوّلین و الآخرین و علی آلہٖ و صحبہ اجمعین

امابعد! علماء کرام اور طلباء عظام اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں کہ صحاح ستہ میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بڑی شان اور نمایاں مقام ہے۔ دورۂ حدیث میں ان دونوں کتابوں کی خاص اہمیت ہے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مقرر کردہ نصاب میں بھی ان دونوں کتابوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ علماء کرام نے عرصہ دراز سے صحیح بخاری کو اپنی خصوصی توجہات کا مرکز بنایا ہے اور مختلف زبانوں میں صحیح بخاری کی ہر قسم کی توضیح وتشریح کر کے بڑی خدمت کی ہے لیکن امام مسلم کی کتاب صحیح مسلم کی طرف جو توجہ دینی چاہیے تھی میرے خیال میں وہ اس کو حاصل نہ ہو سکی دوسری طرف وفاق المدارس کی نگرانی میں چلنے والے بنات کے مدارس میں صحیح بخاری کی طرح صحیح مسلم کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔

اب ضرورت اس بات کی تھی کہ صحیح بخاری کی طرح صحیح مسلم کی بھی پوری پوری تشریح وتوضیح ہو جائے تا کہ یہ کتاب بھی طلباء وطالبات کیلئے آسان ہو جائے۔ اسی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے مولانا محبوب احمد صاحب دامت برکاتہم کو اس اہم کام کی طرف متوجہ فرمایا اور آپ نے مسلم شریف کے ان ابواب کی تشریح وتوضیح فرمائی جو ابواب وفاق المدارس نے مدارس بنات میں طالبات کیلئے مقرر کئے ہیں۔

الحمد للہ مولانا موصوف نے ان ابواب کی احادیث پر اعراب بھی لگا دیئے ہیں اور ساتھ ساتھ ترجمہ بھی کیا ہے اور مختصر انداز سے احادیث کی توضیح اور تشریح بھی فرمائی ہے۔ مولانا موصوف جید عالم دین ہیں۔ آپ نے خوب محنت اور خوب لگن واخلاص کے ساتھ یہ اہم کام سرانجام دیا ہے اس طرح موصوف نے طلباء وطالبات کی ایک دیرینہ تمنا کو پورا کیا آپ کے قلم میں سلاست اور روانی ہے اور علمی پختگی بھی ہے۔

میں نے چند مقامات سے موصوف کی تحریر کو دیکھا اور اس کو قابل اعتماد پایا۔ اللہ تعالیٰ اس دینی خدمت کو مؤلف کیلئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیلئے عموماً ذریعہ نجات بنائے اور ہر خاص وعام کو اس کتاب کا گرویدہ بنائے۔ آمین!

هٰذَا مَا لَدَیَّ وَلَا اُزَکِّیْ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

فضل محمد بن نور محمد یوسف زئی

استاذ: جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۹ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

تقریظ

فخر الاماثل مفسرِ قرآن ، محققِ زماں استاذ العلماء محسن الطلباء
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب مدظلۂ العالی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم.

امابعد! صحاح ستہ میں مسلم شریف کی اہمیت سے اہل علم بخوبی آگاہ ہیں حتی کہ بعض علماء اس کو بخاری سے بھی فائق قرار دیتے ہیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر مدارس بنین کے ساتھ ساتھ مدارس بنات میں بھی اس کا معتد بہ حصہ طالبات کو پڑھایا جاتا ہے۔ اس کی عربی شروحات کی فہرست تو کافی طویل ہے لیکن اردو میں کوئی جامع شرح بندہ کی نظر سے نہیں گزری۔ کچھ عرصہ قبل تک تو صرف مولانا وحید الزمان (غیر مقلد) کا ترجمہ ہی دستیاب ہوتا تھا البتہ بعد میں علماء دیو بند میں سے ایک دو حضرات نے اردو ترجمے لکھے لیکن یہ تمام صرف لفظی ترجمے کی ضرورت کو پورا کرتے اور احادیث کی تشریح سے خالی تھے۔

اکثر طالبات چونکہ عربی شروحات سے استفادہ پر قادر نہیں ہوتیں اس لئے ایک اردو شرح کی شدید ضرورت تھی جس میں لفظی ترجمہ کے علاوہ مناسب تشریح بھی موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے عزیزم مولانا محبوب احمد صاحب کو حصہ بنات کی نہایت جامع شرح لکھ کر طالبات کی مشکل آسان کر دی ہے۔ احادیث پر اعراب بھی لگائے گئے ہیں، ہر باب کی احادیث کی تشریح کرنے کے ساتھ اعتراضات کے جوابات بھی دئے گے ہیں۔

بندہ کی ناقص رائے میں یہ شرح ان شاء اللہ معلمات و طالبات کو تمام شروحات سے مستغنی کر دے گی اور انتہائی مفید ثابت ہوگی۔ دعاء ہے حق تعالیٰ شانہ اس شرح کو قبول و مقبول فرمائے اور عزیزم مؤلف کے علم و عمل میں مزید ترقی عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ سید العٰلمین .

کتبہ! عبدالرحمٰن جامی
مدیر: جامعہ حفصہ لبنات الاسلام جھنگ موڑ مظفر گڑھ
استاذ: جامعہ دارالعلوم رحیمیہ ملتان۔

تقریظ

منبع العلوم ومخزن الفہوم مجسمہ تواضع وانکسار عالم باعمل جامع المحاسن صاحب طریقت شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ معہد الخلیل الاسلامی کراچی

الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ

دنیائے علم حدیث کی یگانۂ روزگار شخصیت حضرت امام مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ کی شہرۂ آفاق تالیف الجامع الصحیح کو حق جل شانہ نے جو قبولیت ورتبہ عطا فرمایا ہے وہ طالبین حدیث سے مخفی نہیں ہند و پاک و بنگال کے مدارس دینیہ دیگر ممالک اسلامیہ کے جامعات کی بہ نسبت اس اعتبار سے بڑے خوش قسمت ہیں کہ ان میں صحاح ستہ اور بعض دیگر کتب حدیث کی تعلیم وتعلم کا خاص اہتمام ہے جو حدیث نبوی کے ساتھ ان کی شیفتگی اور والہانہ تعلق کا ثبوت ہے۔

الحمد للہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے منسلک مدارس بنات میں دورہ حدیث کے سال صحاح ستہ کا ایک معتدبہ حصہ پڑھایا جاتا ہے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ طالبات کا مجوزہ نصاب درس نظامی انتہائی مختصر ہونے کی بناء پر دورہ حدیث کیلئے جو علمی استعداد مطلوب ہے عموماً وہ ان کو حاصل نہیں ہو پاتی جس میں صنف نازک کی فطری کمزوری عقل کا بھی ایک حد تک دخل ہے۔

چنانچہ مدرسین بنات کا اس حوالے سے تدریس میں ایسا معتدل طریقہ کار
اختیار کرنا جس میں ان کی فہم ولیاقت کی بھرپور رعایت ہو بڑا اہم مسئلہ ہے

اس لئے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ صحاح ستہ میں سے خاص طالبات کیلئے جو نصاب مقرر ہے اس پر کام کیا جائے، ہمارے مدرسہ کے استاذ محترم حضرت مولانا محبوب احمد صاحب مدظلہ کو اللہ تعالیٰ بہترین جزاء خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے صحیح مسلم کے خاص اس حصے کی شرح فرمائی جو شعبہ بنات کے نصاب دورہ حدیث میں داخل ہے، مولف موصوف نہ صرف یہ کہ ایک ذی استعداد اور بلند ہمت عالم دین ہیں بلکہ ایک کہنہ مشق اور کامیاب مدرس بھی ہیں اس لئے انہوں نے ترجمہ احادیث کے علاوہ صحیح مسلم کی چند اہم شروحات (نووی، المفہم، اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال، تکملہ فتح الملہم) وغیرہ سامنے رکھتے ہوئے ان کے مباحث کو بڑی جامعیت کے ساتھ مختصر انداز میں سمونے کی کوشش فرمائی ہے جس میں وہ بہت حد تک کامیاب رہے ہیں پھر مولانا کا انداز بیان سلیس بھی ہے اور آسان بھی جس سے افادیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

مسودہ پر جستہ جستہ نظر ڈالنے کے بعد باوجود چھوٹا ہونے کے اپنے انتہائی ناقص علم اور سمجھ کے حساب سے جو اصلاح مناسب معلوم ہوئی یا مشورہ ذہن میں آیا عرض کر دیا بندہ کے ناقص خیال میں دور حاضر کے علماء وطلباء کے اندر علمی

اورعوام الناس میں جو عملی انحطاط روز افزوں ہے اس کو دیکھتے ہوئے کتب درس نظامی کی اردو شروحات میں اشتغال کچھ مناسب معلوم نہیں ہوتا اس کے برخلاف عوام الناس میں قرآن کریم کی آسان اردو تفسیر اور احادیث مبارکہ کی سلیس اردو تشریح وقت کی اہم ضرورت معلوم ہوتی ہے۔لیکن طالبات دورہ حدیث کیلئے ابتدائی نصابِ درس نظامی انتہائی مختصر ہونے کی بناء پر حضرت مولانا کی یہ جدو جہد حدیث پاک کی ایک وقیع خدمت معلوم ہوتی ہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ تمام طالبین وطالبات کے حق میں اس شرح کو مفید ونفع بخش بنائے اور حضرت موصوف کی محنت کو قبول فرما کران کے حق میں اس کتاب کو ذخیرہ آخرت بنائے۔آمین

محمد یوسف

مدرس: معھد الخلیل الاسلامی

۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

MUFTI MUHAMMAD ABDUL MAJEED DEEN PURI
Vice Principal Darul Iftaa
Jamia tul Uloom il Islamiyyah Allama Banuri Town
Karachi 74800 P.O. Box : 3465 (Pakistan)
Phone : 4925352 / 4913570 Fax : 4919531

مفتی محمد عبد المجید دین پوری
نائب رئیس دار الإفتاء
جامعة العلوم الإسلامية علامه محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراتشی ۷۴۸۰۰ ص ب رقم: ۳۴۶۵ پاکستان
تلیفون: ۴۹۲۵۳۵۲ / ۴۹۱۳۵۷۰ فیکس: ۴۹۱۹۵۳۱ (۲۱-۹۲)

Date : .... التاریخ: ....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

حامداً ومصلیاً!

صحیح مسلم صحاح کے مجموعوں میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور اپنے حسن سیاق اور ترتیب کی عمدگی کی وجہ سے صحیح بخاری پر بھی فائق ہے۔

بنات کیلئے مجوزہ نصاب میں صحیح مسلم کے چند ابواب داخل نصاب ہیں، مولانا محبوب احمد صاحب زید مجدہ نے بنات کی ضرورت کو سامنے رکھ کر ان ابواب کی توضیح وتشریح کردی ہے، موصوف نے احادیث سے متعلق مباحث کو اختصار وجامعیت کیساتھ سمیٹا ہے، موضوع چونکہ خالص علمی وفنی ہے اس لئے انداز بیان بھی علمی وفنی ہے، قارئین جا بجا ادب کی چاشنی اور اردو زبان کی حلاوت ولطافت بھی محسوس کریں گے۔

بندہ نے جستہ جستہ مقامات دیکھے، ماشاء اللہ مذکورہ شرح کو مفید اور نافع پایا۔ حق تعالیٰ شانہ صحیح مسلم کی طرح موصوف کی کاوش کو بھی قبولیت عامہ نصیب فرمائے۔

کتبہ

محمد عبد المجید دین پوری

۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

2.3.2005

کلمات بابرکات

محسن المدارس مفتی محمودؒ کے رفیق کار پیر طریقت یادگار اسلاف مجاہد اسلام نشانی احرار

حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ اجل محترم جناب حافظ عبدالقیوم نعمانی صاحب مدظلہ

رئیس جامعہ مصباح العلوم محمودیہ وخطیب مریم مسجد کراچی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! انعامات المنعم لطالبات المسلم کا چند مقامات سے بحسب الحکم مربی ومشفقی پیر طریقت ولی کامل حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ اس کتاب میں حضرت مولانا صاحب کی محنت شاقہ قابل تحسین ہے اور طلباء وطالبات کیلئے ایک انمول علمی تحفہ ہے ضرورت تھی کہ مسلم شریف کے اس حصہ کی اردو میں آسان اور ضروری تشریح ہو یہ ایک حقیقت ہے کہ اب تک اس مقبول عالم کتاب پر اردو زبان میں اس درجہ کا کام نہیں ہوا تھا کہ بنین و بنات کیلئے یکساں طور پر مفید ہو اور تمام پہلوؤں کے اعتبار سے پیاس کو بجھائے یہ خدمت اللہ جل شانہٗ نے میرے عزیز دوست محترم ومکرم مولانا محبوب احمد صاحب مدظلہ کے مقدر میں کر دی اور اس شرح سے یہ ضرورت پوری ہوگئی۔ اس شرح میں عزیز طلبا وطالبات کیلئے وہ سب کچھ دستیاب ہے جو ان کی علمی استعداد کو نکھارنے اور وفاق کے امتحان میں امتیازی کامیابی حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اس چشمۂ علم کو تشنگان علم کیلئے سیرابی کا ذریعہ بنائے اور موصوف کی اس محنت کو قبول فرما کر اس شرح کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔ آمین!

کتبہ! محمد عثمان یحییٰ

استاد حدیث: جامعہ مصباح العلوم محمودیہ مریم مسجد منظور کالونی کراچی

انعامات المنعم لطالبات المسلم شرح صحیح مسلم جو کہ حضرت مولانا محبوب احمد صاحب نے تصنیف فرمائی ہے۔ مجھے دی گئی کہ اس کا مطالعہ کروں، اپنی رائے کا اظہار کروں، میں اپنی بے علمی کیوجہ سے اس سے قاصر ہوں۔ میں نے اپنے ادارے کے استاد حدیث حضرت مولانا مفتی محمد عثمان یحییٰ صاحب مدظلہ کے سپرد کیا، انہوں نے اپنی علمی رائے لکھ دی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو طلباء اور طالبات کیلئے مفید بنائے، موصوف کو دنیا اور آخرت میں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین!

حافظ عبدالقیوم نعمانی

رئیس: جامعہ مصباح العلوم محمودیہ منظور کالونی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

الحمد لله الذى خلق الا شياء فقدّر ها تقديرا وصوّر شكل الانسان فاحسنه تصويرا و زيّنه با لعقل وجعله سميعا بصيرا و شرّفه بما عرّفه من العلم و نوّر قلبه تنويرا: فيالها نعمة و فضلا كبيرا! و أطلق لسانه بشكره تحميدا و تهليلا و تكبيرا و ارسل محمدا صلى الله عليه وسلم الى الخلق كافّة و بشيرا و نذيرا و انزل عليه كتابا منيرا و اودَعه حِكمة و حُكما و تر غيبا و تحذيرا و علّم عباده علومه تفهيما و تبصيرا. احمده على تو اتر انعامه حمدا كثيرا و اشهد انّ محمدا عبده و رسوله الذى اعطى من فضله عزاو مهابة و تو قيرا صلى الله تعالىٰ عليه وعلى آلهٖ و اصحابه كماأ ذهب عنهم الرجس وطهّرهم تطهيراً.

امابعد!

اللہ ربّ العزت نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور علم عطاء کیا پھر ساتھ ہی فرشتوں پر ظاہر کرایا۔اور فرشتوں پر فوقیت بخشی! اور یہ مٹی سے پیدا شدہ مسجود ملائکہ ہوا۔اللہ جلّ جلالہ وعم نوالہ نے پھر اس انسان کو جنت میں داخل فرمایا اور باغات و محلات میں وراحت سے بسایا۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنت میں ایک درخت کے علاوہ سب کچھ مباح فرمایا اور استعمال کا حکم دیا پھر شجرہ ممنوعہ کے کھانے پر ہبوط الی الارض (زمین پر اترنے) کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے پیغامِ ہدایت آئیگا جس نے اس کی اتباع اور پیروی کی وہ خوش وخرم خوشحال ونونہال ہوگا جس نے پشت پھیری اور پہلوتہی کی تو خائب وخاسر اور ناکام ہوگا۔

انسان اس غرض سے دنیا میں آیا اور ان میں سے بہت سارے ایفاء کر کے کامیاب ہو گئے اور بہت سے جفا کر کے جہنم کا ایندھن بن گئے۔تا آنکہ سب سے آخر میں محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرور کونین شفیع المذنبین راحۃ للعاشقین رحمۃ للعٰلمین محبوب رب العٰلمین آمنہ کے درِ یتیم ماہ جبین علیہ الصلوٰۃ والسلام الف الف مرۃ' بعدد کلّ ذرّۃ مبعوث ہوئے اور سب سے پہلا حکم ہوا: اقرأ پڑھیے..........

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا، پڑھایا، پہنچایا اور حق ادا کر دیا پھر امت میں سے سب سے زیادہ علم والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نیابتِ سنبھالی اور اس کا حق ادا کر دیا۔اور جنت کے ٹکڑے گنبد خضرا کے مکین ہوئے اس طرح علم بڑھتا رہا اور مردان حق اسے سینوں اور سفینوں میں محفوظ کرتے اور پہنچاتے چلے گئے......

آج تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر فتین کے فتنے اور شریر کے شر سے بچائے۔ آمین!

ماضی قریب میں مدارس عربیہ میں قرون اولیٰ کی طرح تعلیم نسواں کا ایک مربوط سلسلہ بھی شروع کیا گیا جو اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے مترادف بلکہ اس کا عکاس ہے کہ دین متین اور احکام اسلام مردوں وعورتوں سب کیلئے ہیں اور مردوں کی طرح صنف نازک بھی علم وعمل، ذکر وعبادت، اخلاص وللھیت اتباع واطاعت، اوامر ونواہی، دار آخرت کی تیاری اور شریعت سے روشناسی کی محتاج ہے اور یہ سب منازل طے کرنے کیلئے علم ضروری اور ناگزیر ہے۔

اس کیلئے اہل علم نے مدارس البنات کے ذریعے امت کے ایک معتدبہ طبقے کی تعلیمی اور تربیتی ضرورت کو پورا کیا ہے اور اس کیلئے علوم اسلامیہ کے پاسبان، مدارس دینیہ کے مہربان، تاریخ اکابر کے نشان تعلیمی بورڈ وفاق المدارس العربیۃ نے انتہائی موزوں اور مناسب نصاب مقرر کیا ہے جو علم دین کی متلاشی طالبات کی علمی پیاس کیلئے آب حیات ہے اور بندہ کی (ناقص) رائے یہ ہے کہ یہ نصاب طالبات کیلئے کافی وافی ہے کہ اس سے طالبات احکام اسلام اور ضروری علم سے واقفیت پالیتی ہیں اور یہی مطلوب ہے۔ کیونکہ عورتوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے مُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ. کو وصف امتیاز اور قابل مدح قرار دیا اور سیاق کلام سے واضح ہے کہ یہ جملہ جس کیلئے ہے وہ قاریہ، عالمہ، معلّمۃ الصحابہ اور مکثّرین فی الحدیث میں سے ہیں۔ اس لئے علم وعمل سب کیلئے ہے۔

منتہی طالبات (درجہ عالمیہ) کیلئے صحیح مسلم کا خاصا حصہ شامل نصاب ہے اور باقاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔ بندہ کو جب اس کے پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی (اللہ کرے تاحیات خدمت حدیث مقدر ومیسّر رہے۔ آمین)۔ دوران درس بہت تگ ودو اور جانفشانی سے تیاری کر کے کتاب پڑھائی اور متفرق شروح جمع کرنے اور دیکھنے میں بہت دِقّت پیش آئی کیونکہ یہ نصاب جلد ثانی سے ہے اکثر تو مصنفین کے قلم آخر کتاب تک گھس جاتے ہیں۔ مزید براں یہ کہ آخر کے اکثر اوراق میں درج شدہ تحقیقات ومباحث کا صرف حوالہ دینا کافی تصوّر رہوتا ہے جو بالاستیعاب پڑھنے والے کیلئے یاددہانی اور دھرائی کا مقام رکھتا ہے اور اس کے لئے مفید بھی ہے۔ لیکن ایک حصہ یا آخر سے پڑھنے والے کیلئے یہ طرز معمے سے کم نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ سالانہ امتحان کی تیاری کے دوران تو بندہ ورطہ حیرت میں پڑ گیا اور بالکل ہی سرگردان ہو گیا کہ اب طالبات تیاری کیسے کریں سبق پورا ہونے کے بعد استاد محترم سے استفادہ اور پوچھنا مشکل پھر ایسی شرح جس سے استفادہ کر سکیں نا پید...... بس ٹوٹے پھوٹے محظوطے اور یادداشت کی مدد سے کسمپرسی کی حالت میں امتحان کی تیاری کی اور دار الامتحان میں جا بیٹھیں۔
اگر عربی شروحات ہیں تو بعض نایاب، بعض کم یاب اور جو دستیاب تو اس کی متعلقہ جلد اور حصہ (مکمل سیٹ کے بغیر) نہ ملے..........

یہ ایسی مشکل سامنے آئی جس کا دو سال تک کوئی حل نظر نہ آیا توفیق ایزدی اور احباب کی رائے اور شفقت سے گرتے پڑتے قلم تھاما اور کتاب الفضائل سے صحیح مسلم کے طے شدہ نصاب برائے طالبات کی شرح کی تیاری شروع کی بحمد اللہ تحریر وکتابت اور طباعت کے مراحل طے کر کے یہ کتاب اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ شرح درجہ عالیہ کی طالبات کی علمی اور نصابی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ اور مزید کئی احکام وفوائد پر مشتمل ہے۔
اس امید پر یہ کتاب لکھی کہ طالبات صحیح علم سیکھیں اور علم وعمل میں جوڑ پیدا کریں۔

کتاب میں مخاطبین کا لحاظ رکھتے ہوئے انداز سہل اور آسان اپنایا گیا ہے: عربی عبارت پر اعراب، ترجمہ، لفظی تحقیق، تشریح، فوائد ونکات مستقل عنوان سے الگ الگ تحریر کئے گئے ہیں۔ صحابہ کرام اور بعض رواۃ کے حالات اور سوانح حیات طویل مضامین میں سے بڑی عرق ریزی سے چھانٹ کر درج کئے گئے ہیں۔

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب صدق وصفارا

بڑی ہی ناسپاسی ہوگی کہ اس وقت میں اپنے مخلص احباب کو بھلا دوں جن کی مشاورت ومعاونت سے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا اور جنہوں نے تحریر کے آغاز سے طباعت تک برابر دست شفقت رکھا اور اعانت کرتے رہے۔ بالخصوص استاذین، شفیقین، محبین وکریمین حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب اور مولانا عبدالرحمٰن جامی صاحب سلمهما الله

کہ جن کی شفقتوں سے یہ پودا پروان چڑھا اور ان کی دعاؤں سے یہ لکھنے کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کا ٹھنڈا سایہ تادیر بندہ پر قائم رکھے۔ اور جامعہ دارالعلوم کبیر والا کے رئیس دارالافتاء سمیت تمام اساتذہ کا دست شفقت تاحیات اس خاکسار کے سر پر رہے۔

کہاں میں اور کہاں نکہت گل نسیم صبح یہ تیری مہربانی

بندہ ان سب حضرات کا مشکور وممنون اور دعاء گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انہیں اس کا بہترین بدلہ دے۔ آمین

بالخصوص مکتبۃ الشیخ کے منتظم جناب حافظ شاہد صاحب کا بندہ شکر گزار ہے جن کی شفقت بھری مشاورت اور مخلصانہ محنت و راہنمائی سے کتاب کی طباعت میں آسانی ہوئی۔

فجزاه الله تعالىٰ و اعطاه شرف الدنيا و الآخرة. آمين !

اللہ تعالیٰ اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو دارین میں کامیابی وسرفرازی اور سرخروئی سے نوازیں۔

گر قبول افتدز ہے عزوشرف۔

محبوب احمد بہاولپوری عفی عنہ

خطیب! جامع مسجد نور کراچی

عرضِ ناشر (طبع جدید)

حدیث مبارکہ میں وارد ہے "مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ" "جو بندوں کا شکر نہیں کرتا وہ بندہ پرور کا بھی شکر ادا نہیں کرتا" اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور بے پایاں احسان واکرام اور فضل وامتنان ہے جس نے ہماری کوشش کو قد آور اور ثمر آور بنایا اور مکتبہ المقیت کی پیشکش ﴿اِنْعَامَاتُ الْمُنْعِمِ لِطَالِبَاتِ مُسْلِمٍ﴾ کو قبول فرمایا اور اپنی راہ کی جستجو میں لگنے والے قارئین کے دلوں میں اسے پیوست کر دیا اور کتاب منظر عام پر آتے ہی سب نے گرویدہ وار اسے خریدا اور ہمیں متعدد بار چھاپنے اور خدمت کا موقع دیا۔ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو!

بالخصوص درجہ عالمیہ کی طالبات کہ جنہوں نے خوب استفادہ کیا کتاب خریدی اور منگوائی اور بعض نے تو خرید کر دوسروں تک پہنچانے کا بھی خوب اہتمام کیا اور کئی مدارس کے ذمہ داروں نے بار ہا ہم سے طلب فرمائی اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے ہم نے بھی از بس کوشش کی ہے اور رہے گی "انشاء اللہ" کہ قارئین کو انتظار کی الجھن کا سامنا نہ ہو اور کتاب ہر جگہ بروقت دستیاب رہے۔ کتاب کے نام کے ذریعے روزِ اول سے ہم نے بتوفیق ایزدی اس کا دفعیہ کر دیا تھا کہ اس کی بجائے کسی خریدار کو دوسری کتاب نہ تھما دی جائے بلکہ خود خریدنے جائیں یا منگوائیں تو منفرد نام کی وجہ سے کسی غلط فہمی کا امکان نہ ہو۔ گر کسے درنیم روزبے راہ ندید قصور شمس نیست

﴿اِنْعَامَاتُ الْمُنْعِمِ لِطَالِبَاتِ مُسْلِمٍ﴾ اب مکمل تصحیح وتنقیح کے ساتھ دو معتدل جلدوں میں طبع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے جس میں تصحیح کے ساتھ کچھ اضافے بھی ہیں مثلاً مکمل مضامین کی فہرست اردو میں "کتاب القدر میں عصمت انبیاءؑ" پر مفصل اور سیر حاصل بحث اور شیخ الاسلام استاذِ کبیر ادام اللہ فیوضھم کی تقریظ بخطِ طبع ثانی سے شامل طباعت ہے اور ۲۷۔۱۴۲۶ھ کے دوسوالیہ پرچہ جات کا حل بھی شامل طباعت ہے۔ بعض دیگر چند تبدیلیاں بھی ہوئی ہیں۔ اس ایڈیشن میں زیادہ تر توجہ صحت پر صرف ہوئی ہے۔

آخر میں ہم جملہ قارئین کا تہہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے طبع جدید کے متعلق ہمیں مفید مشورے دیئے اور قابلِ تقلید لائحہ عمل سے روشناس کرایا۔ اسی افادیت کی بنا پر بحمد اللہ "انعام المعبود" بھی منظر عام پر آ چکی ہے اور قارئین اس سے بھی مستفید ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف ومخدوم کی کاوشوں اور تصنیفی خدمات ونگارشات کو اپنی بارگاہ میں درجہ قبولیت سے نوازے اور ناشرین، معاونین اور قارئین کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور تادیر بلکہ تا آخر ان کی تالیفات کو قائم رکھے اور مزید مقبول کام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

يَلُوحُ الْخَطُّ فِي الْقِرْطَاسِ دَهْرًا وَكَاتِبُهُ رَمِيمٌ فِي التُّرَابِ

علم وعلما کا خادم بندہ عاجز: عبد المقیت غفرلہٗ

دار الافتاء جامع مسجد نور منظور کالونی کراچی۔ ۲۹۵۴ ۲۲۵-۰۳۲۱ - ۶۰۲۲ ۸۹۵-۰۳۰۰

ماخذ ومراجع

صحیح مسلم مترجم مولانا عزیز الرحمٰن صاحب۔ شرح نووی، المفہم، اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال، تکملہ فتح الملہم، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، طحاوی، مشکوۃ، فتح الباری، عمدۃ القاری، انوار الباری، مقدمہ فتح الملہم، مقدمہ کشف الباری، مرقات المفاتیح، التعلیق الصبیح، اشعۃ اللمعات، ظفر المحصلین، کشف الباری، کوکب الدری، بستان المحدثین، تاریخ حدیث اور محدثین، نور الیقین، عمل الیوم واللیل للنسائی، عمل الیوم واللیل لابن سنی۔ تفسیر ابن کثیر، روح المعانی، روح البیان، خازن، مظہری، جلالین، قاموس الوحید، جمہرۃ انساب العرب، لسان العرب، مصباح اللغات، المنجد، فیروز اللغات، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، اسد الغابہ، طبقات ابن سعد، سیر الصحابہ والصحابیات، ان کے علاوہ دیگر کئی کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔ ﴿انعامات منعم لطالبات مسلم﴾ کی تیاری میں کلیدی کردار اور معیار تکملہ کو بنایا گیا ہے۔ اور تحقیق میں اسی پر بھروسہ کیا گیا ہے۔

کتاب کے حوالہ جات کے متعلق: ﴿انعامات منعم لطالبات مسلم﴾ کی تصنیف اور تیاری میں ان کتابوں میں سے درج ذیل کتابوں کو بنیاد قرار دیا گیا ہے اور ان کے علاوہ ممکن الوصول متعدد کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم مترجم مولانا عزیز الرحمٰن صاحب۔ (۱) نووی (۲) تکملہ (۳) اکمال اکمال المعلم (۴) مکمل الاکمال (۵) المفہم۔ ان کتابوں سے باب کے تحت جو بات لی گئی ہے اس کا حوالہ مجموعی طور پر باب کے آخر میں درج ہے ان کتابوں سے باب کے علاوہ یا کسی دوسری کتاب سے لی گئی بات کا حوالہ ساتھ ہی درج ہے۔ اس طرح مکمل کتاب باحوالہ ہے۔

ملحوظہ: جس بات کے سامنے حوالہ درج نہیں تو اس کا حوالہ انہیں چار کتابوں میں سے باب کے تحت دیکھا جاسکتا ہے۔

شیخ الاسلام: استاد کبیر ابن مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد تقی العثمانی مدظلہ کو کتاب میں شیخ الاسلام کے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے اس کتاب میں لفظ شیخ الاسلام جہاں کہیں ہے اس سے مراد موصوف مذکور ہیں۔

مؤلف

☆ وفاقی سوالات مع حلِ جوابات جلد دوم کے آخر میں ہیں۔

فہرست مقدمہ

کتاب الفضائل

فضائل الصحابہ

كتاب البر والصلة

کتاب القدر

کتاب العلم

کتاب الذکر والدعا والاستغفار والتوبة

كتاب التوبة

كتاب المنافقين

كتاب القيامة

كتاب الجنة والنار

☆ ضمیمہ فی حلّ سوالات الوفاق ☆

مقدمہ

کتاب کے آغاز اور مقصود سے پہلے مقدمہ میں چند ضروری مباحث رقم کی جاتی ہیں، جو ہر طالب وطالبہ حدیث کے لئے ضروری ہیں۔

(۱) صاحب کتاب کے حالات
(۲) کتاب کا تعارف
(۳) مبادیات علم حدیث (تعریف، وجہ تسمیہ، موضوع، غرض وغایت)
(۴) فضیلت علم حدیث
(۵) حجیت حدیث
(۶) اصطلاحات محدثین، اقسام حدیث
(۷) تاریخ وتدوین حدیث
(۸) کتب حدیث کا تعارف واقسام
(۹) علم حدیث میں سند کی اہمیت
(۱۰) طلب حدیث کے لئے اسفار وآداب

اللہ تعالیٰ تکمیل وتتمیم کی توفیق رفیق عطاء فرمائے۔

نام ونسب: نام مسلم، لقب عساکر الدین، کنیت ابوالحسین ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے، ابوالحسین عساکر الدین مسلمؒ بن الحجاجؒ بن وردؒ، بن کرشاد القشیری نیشاپوری، مولد ومسکن کے لحاظ سے اگر چہ عجمی ہیں لیکن درحقیقت ان کا سلسلہ نسب، عرب کے مشہور قبیلہ قشیر سے ملتا ہے اسی لئے انہیں قشیری کہا جاتا ہے۔

محلِ ولادت اور وطن: امام مسلم خراسان کے مشہور ومعروف شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے جس کے متعلق احمد بن طاہر کہتے ہیں۔

لیس فی الارض مثل نیشابور — بلد طیب وربٌ غفور،
زمین پر نہیں کوئی مثل نیشاپور — پاکیزہ شہر اور ربٌ غفور۔

فتوحی شاعر کہتا ہے۔ حبذا شہر نیشاپور کہ در مُلکِ خدا — گر بہشت ست ہمیں ست وگرنہ خود نیست۔
نیشاپور کتنا عمدہ شہر ہے۔ — کائنات میں (مثل) بہشت ہے تو یہی ہے ورنہ ہے ہی نہیں

علامہ یاقوت حمویؒ نے نیشاپور کو مَعدِنُ الفضلاء ومَنبع العلماء لکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس سے اتنے ائمہ حدیث اور ماہر فن پیدا ہوئے۔ جن کا شمار ممکن نہیں اور علامہ تاج الدین سبکی لکھتے ہیں کہ نیشاپور اس قدر بڑے اور عظیم الشان شہروں میں سے تھا کہ بغداد کے بعد اس کی نظیر نہ تھی اہلِ تاریخ نے اس کو امہات البلاد لکھا ہے لیکن شومی قسمت کہ چنگیز خان کے ہنگاموں میں بالکل ویران ہو گیا تھا کہتے ہیں چنگیز خان نے جن لوگوں کو قتل کیا ان کی شمار سترہ لاکھ سینتالیس ہزار تھی، شہر نیشاپور کو شاپور بن اردشیر نے آباد کیا تھا فارسی میں ,, نہ ،، شہر کو کہتے ہیں شاپور کے ساتھ مرکب اضافی ہو کر نیشاپور ہو گیا اس کی معدنیاتی حالت یہ تھی کہ یہاں نہایت نفیس فیروزہ (موتی) کی کانیں تھیں اور اسکی علمی حالت یہ تھی کہ اسلام میں سب سے پہلا (مستقل) مدرسہ یہیں تعمیر ہوا جس کا نام

مدرسہ بیہقیہ تھا امام الحرمین امام غزالیؒ کے استاد نے اسی مدرسہ میں تعلیم پائی تھی عام مشہور یہ ہے کہ دنیائے اسلام میں سب سے پہلا مدرسہ بغداد کا، نظامیہ، تھا جیسا کہ ابنِ خلکان نے بھی یہی دعویٰ کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بغداد کی بجائے نیشاپور کو یہ شرف حاصل ہے بغداد کا نظامیہ ابھی وجود میں نہیں آیا تھا کہ نیشاپور میں بڑے بڑے دار العلوم قائم ہو چکے تھے مثلاً بیہقیہ، سعدیہ، نصریہ جسکو سلطان محمودؒ کے بھائی نصر بن سبکتگین نے قائم کیا تھا ان کے سوا اور بھی مدرسے تھے جن کا سرتاج بیہقیہ نیشاپور تھا شیخ ابوحفص حدادؒ، ابوعلی دقاقؒ، ابومحمد مرتعشؒ، ابوعلی ثقفیؒ، فریدالدین عطارؒ، محمد بن یحییٰ جوہریؒ، ابن راہویہؒ، ثعلبیؒ وغیرہ اہل علم کو سرزمین نیشاپور نے پرورش کیا ہے۔

تاریخ ولادت: ابن الاثیرؒ نے جامع الاصول کے مقدمہ میں سنہ پیدائش ۲۰۶ھ ذکر کیا اور اسی کو راجح قرار دیا ہے حاکم نے سنہ وفات ۲۶۱ھ لکھ کر کل عمر ۵۵ سال ذکر کی ہے اس سے بھی سنہ ولادت ۲۰۶ھ ثابت ہوتا ہے یا ۲۰۲ اور ۲۰۴ھ

سماع حدیث کیلئے سفر: علامہ ذہبیؒ نے آپ کے سماع حدیث کی ابتداء ۲۱۸ھ کو قرار دیا ہے گویا بارہ برس کی عمر میں سماعت حدیث کا زمانہ شروع ہوا اگرچہ اس سے پہلے بھی سماعت کے مواقع میسر آئے لیکن بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلمؒ احتیاطاً اہلیت کے زمانہ کے منتظر تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اس فن کی اہمیت وفضیلت اور پیچیدگیوں کو مدِ نظر رکھ کر اس اعلیٰ مگر محتاط ترین میدان میں قدم رکھا اور یقیناً کامیاب ہوئے۔

مشائخ واساتذہ: امام مسلمؒ قرب وجوار کے تمام اہل علم اور ائمہ حدیث سے مستفید ہوئے اور اپنی علمی پیاس بجھائی اور بار ہا دور دراز علاقوں حجاز مقدس، مصر، شام، بغداد وغیرہ کے سفر کئے اور بغداد میں تو درس بھی دیا اور بغداد کا آخری سفر ۲۵۹ھ میں کیا اس کے دو سال بعد انتقال ہوا بغداد میں آپ کے مشہور استاد محمد ابن مہران الرازیؒ (جن سے امام مسلمؒ نے کتاب الفضائل کی پہلی حدیث روایت کی ہے) اور ابوغسانؒ اور عراق میں امام احمد ابن محمد ابن حنبلؒ اور عبداللہ ابن مسلمہ قعنبیؒ اور حجاز میں سعید ابن منصورؒ اور ابومصعبؒ اور مصر میں عمرو ابن سوادؒ اور حرملہ ابن یحییٰؒ ہیں جن سے امام مسلمؒ نے سماعت کی اور احمد ابن سلمہؒ کی ہمنشینی میں بصرہ اور بلخ کے سفر بھی کئے خراسان اور نیشاپور میں اسحاق ابن راہویہؒ اور امام ذُہلیؒ جیسے ائمہ فن آپ کے استاد ہیں صحیح مسلم میں جن اساتذہ کی احادیث درج کی ہیں ان کی تعداد ۲۱۱ ہے۔

اصحاب وتلامذہ: آپ سے دورانِ تدریس عوام وخواص نے استفادہ کیا اور ہروقت مستفیدین اور طالبین کا جم غفیر رہتا آپ کے مشہور تلامذہ میں حافظ امام ابوعیسیٰؒ ترمذی صاحب سننؒ، ابوحاتم رازیؒ، ابوبکر بن خزیمہؒ، ابراہیم بن ابی طالبؒ، ابن صاعدؒ، ابوحامد بن الشرقیؒ، ابوحامد بن احمد بن حمدانؒ، ابراہیم بن محمد بن سفیانؒ، مکی بن عبدانؒ، محمد بن مخلدؒ، احمد بن سلمہؒ، موسیٰ بن ہارونؒ اور ابوعوانہؒ جیسے ائمہ فن ہیں۔ امام مسلمؒ سے ابوعیسیٰ ترمذیؒ اپنی جامع (ج ۱ص ۲۶۶ باب ماجاء فی احصاء ہلال شعبان ورمضان) میں ایک حدیث لائے ہیں

اخلاق وعادات، زہد وتقویٰ: امام مسلم راستگو پاکباز متبع سنت کم گو صاحب ورع اور اخلاقِ حمیدہ واعمال حسنہ کے پیکر قبائح سے دور اور محاسن سے معمور تھے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کے پابند اور احکام شرع پر کاربند تھے آپ نے عمر بھر کسی کی غیبت کی نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو برا بھلا کہا اساتذہ وشیوخ کا بیحد احترام فرماتے تھے نہایت پاکیزہ خو اور انصاف پسند تھے امام بخاریؒ کے نیشاپور

کے زمانہ قیام میں جب وہاں کی مجالس درس بے رونق ہو گئیں اور امام بخاریؒ پر خلق کا ہجوم ہونے لگا تو حاسدین نے حسد کیا عوام تو عوام امام ذہلی تک نے مسئلہ خلق قرآن میں امام بخاری کی مخالفت کی اور اپنی مجلس درس میں اعلان کر دیا ,,**الا منْ کان یقول بقول البخاری فی مسئلة اللفظ بالقرآن فلیعتزل مجلسنا**، جو شخص لفظ القرآن غیر مخلوق کا قائل ہو وہ ہماری مجلس میں نہ آئے اس کا اعلان سن کر امام مسلمؒ اور امام احمد بن سلمہؒ فوراً مجلس سے اٹھے اور ان سے مسموعہ روایات کے تمام مخطوطے ان کو واپس کر دیئے اور امام ذہلی سے بالکلیہ روایت کرنا بند کر دیا کیونکہ امام بخاریؒ امام مسلمؒ کے استاد تھے امام مسلمؒ نے اپنے استاد کا ادب کرتے ہوئے امام ذہلیؒ کی مجلس چھوڑ دی۔

آپ کے فضل وکمال کا اعتراف: امام مسلمؒ کی فطری قابلیت اور قوت حافظہ کی وجہ سے لوگ اس قدر گرویدہ اور دلدادہ ہو چکے تھے کہ اسحاق بن راہویہؒ جیسے امام فن نے ان الفاظ میں پیش گوئی فرمائی۔

,, **ایّ رجل یکون ھذا**،، خدا جانے یہ بندہ کس مرتبہ پر پہنچے گا۔

نگاہیں کاملوں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر

اسحاق کو سچؒ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: ﴿**لن نعدم الخیر ما ابقاك الله للمسلمین**﴾ آپ کی زندگی تک ہم خیر سے محروم نہ ہونگے. آپ امام بخاریؒ کی خدمت میں بکثرت حاضر ہوتے تھے ایک مرتبہ ان کی علمی مہارت اور زہد وتقویٰ سے متاثر ہو کر امام مسلمؒ نے بے ساختہ ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور بے خودی میں پکار اٹھے۔ ﴿**دعنی اقبل رجلیك یا سید المحدّثین وطبیب فی عِلَلِه**﴾ احمد بن سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے شیخ ابوزرعہؒ اور ابوحاتمؒ کو دیکھا ہے کہ وہ امام مسلمؒ کو احادیث صحیحہ کی معرفت کے باب میں اپنے ہم عصر مشائخ پر ترجیح دیتے تھے، حافظ ابوقریشؒ کہتے ہیں کہ دنیا میں حفاظ حدیث چار ہیں رئ میں ابوزرعہؒ نیشاپور میں مسلم بن حجاجؒ ثمرقند میں امام دارمیؒ اور بخاریٰ میں امیر المومنین فی الحدیث امام بخاریؒ قدس اللہ سرہٗ ہم ابوعمرو حمدانؒ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابن عقدہؒ سے پوچھا امام بخاریؒ حافظ تر ہیں یا امام مسلمؒ؟ آپ نے فرمایا بھائی یہ دونوں عالم ہیں میں نے بارہا یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا امام بخاریؒ کبھی کبھی اہل شام کی بابت تسامح کر جاتے ہیں بخلاف امام مسلمؒ کے۔ علامہ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں امام مسلم کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے۔ ﴿**ھو الامام الکبیر، الحافظ المجوّد، الحجة الصادق**﴾

امام مسلمؒ کا مسلک: آپ کے مسلک کی تعیین میں بڑی دشواری ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ امام مسلم وابن ماجہ کا مذہب معلوم نہیں نواب صدیق حسن خانؒ نے انہیں شافعی شمار کیا ہے صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں **الجامع الصحیح للامام المسلم الشافعی**، مولانا عبدالرشید نعمانیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ آپ مالکی المذہب تھے مگر طبقات مالکیہ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ شیخ عبداللطیفؒ سندی فرماتے ہیں کہ امام ترمذی ومسلم کے متعلق عام طور سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دونوں امام شافعیؒ کے مقلد ہیں حالانکہ یہ دونوں مجتہد تھے صاحب الیانع الجنی نے لکھا ہے کہ آپ اصولی طور پر شافعی تھے آپ نے امام شافعیؒ سے بہت کم اختلاف کیا ہے شیخ طاہر جزائریؒ کی بھی یہی رائے ہے کہ کسی امام کے مقلد محض نہیں تھے البتہ امام شافعی وغیرہ اہل حجاز کے مسلک کی طرف مائل تھے۔ مسلک امام مسلمؒ میں حرف آخر یہ ہے کہ مجتہد مائل الی الشوافع تھے۔ فی الحقیقة ائمہ صحاح کے مسلک کی تعیین ان کے مجتہد

ہونے کی وجہ سے مشکل ہے قولِ راجح وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا۔

وفات حسرت آیات: امام مسلمؒ نے ۲۵ رجب ۲۶۱ھ (۸۷۵ء) میں بروز اتوار وفات پائی۔ اور پیر کے روز دن کو جنازہ اٹھایا گیا اور نیشا پور کے باہر نصیر آباد کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ برّد اللہ مضجعہ اس طرح ﴿منها خلقناکم وفیها نعیدکم﴾ کا مظہر بنے اور ﴿منها نخرجکم تارة اخرٰی﴾ کا ظہور قیامت کے دن ہوگا اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت سے پہلے قبر و آخرت کی تیاری کی توفیق دیں۔ آمین یارب العلمین

جانِ من ہر چیز را باصل خود باشد رجوع ماچو از خاکیم آخر خاک می باید شدن

ہر جنازہ زبان حال سے ہمیں یہ کہتا ہے!

ع اے اہلیان میت افسانہ زندگی کا سنا رہا ہوں سب گھر کو آ رہے ہیں میں گھر سے جا رہا ہوں۔

اے ہمراہیان میت اب آؤ پیچھے پیچھے نشان منزل بتا رہا ہوں۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ان کی قبر زیارت گاہ بنی ہوئی ہے عبرت وایصالِ ثواب کیلئے بدعات وخرافات کیلئے نہیں۔

ع آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔ سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے۔

آپ کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب وغریب اور انہماک فی الحدیث کی بیّن دلیل ہے۔ کہتے ہیں ایک دن مجلس درس میں ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا جو امام صاحب کو اتفاق سے یاد نہ تھی گھر واپس ہوئے کتب خانہ میں حدیث کی تلاش میں لگ گئے اسی اثناء میں خرما (کھجور) کا ٹوکرہ پیش کیا گیا حدیث کی جستجو میں ایک ایک کر کے بلا التفات کھجوریں تناول فرماتے رہے حتیٰ کہ حدیث مل گئی۔ کھجوریں ختم ہوگئیں اور موت نے بھی آلیا۔ ﴿الا وانّ نفسًا لن تموت حتّٰی تستکمل رزقها﴾ غالبًا یہ بھی نہ بتا سکے وہ حدیث کونسی تھی یہی (اُکل خرما) ان کی موت کا سبب بنا۔

استبشار وقبولیت: وفات کے بعد ابو حاتم رازیؒ نے خواب میں دریافت کیا! کیا بیتی؟ فرمایا: ﴿انّ الله تعالٰی اباح لی الجنة اتبوّأ حیث اشاء﴾ اللہ نے میرے لئے جنت کو مباح کر دیا جہاں چاہوں پھروں۔ ابو علی زاغوانیؒ کو بعض ثقات نے خواب میں دیکھا تو پوچھا ﴿بایّ شیٔ نجوتَ قال بهذا الجزء الذی فی یدی فاذا هوا جزء من صحیح مسلم﴾ کس چیز سے تم نے نجات پائی؟ تو اس نے کہا اس جزء (نسخہ) کی وجہ سے جو میرے ہاتھ میں ہے وہ جزء صحیح مسلم کا تھا۔ نفعنا الله به.

باقیات الصالحات تصنیفات: امام مسلمؒ نے تمام عمر علم وعمل اور خدمت دین وعلم حدیث میں صرف کی عوام وخواص اور اقارب واجانب کو بلا امتیاز علم حدیث سے سیراب کیا تادم حیات پڑھاتے رہے تقریر کے ساتھ ساتھ تحریری میدان میں بھی پیچھے نہیں رہے اور متعدد کتب تصنیف کیں جس کا منہ بولتا ثبوت صحیح مسلم ہے۔

☆ الجامع الصحیح لمسلم ☆المسند الکبیر ☆الجامع مرتب علی الابواب ☆الاسماء والکنٰی یہ رسالہ مخطوطہ ۱۷۱ھ دمشق کے کتب خانہ ظاہریہ میں موجود ہے ☆الافراد و الوحدان ☆ الاقران ☆ مشائخ الثوری ☆تسمیة شیوخ مالك،سفیان،شعبة ☆کتاب التمییز ☆کتاب المخضرمین ☆کتاب اولاد الصحابة

☆اوهام المحدثين ☆كتاب الطبّ ☆كتاب افراد الشاميين ☆العلل ☆كتاب سُوالات احمد ابن حنبل ☆كتاب حديث عمرو ابن شعيب عن ابيه عن جدّه ☆كتاب الانتفاع باُهُب السباع ☆كتاب رواة الاعتبار وغیرہ آپ کی عمدہ ومشہور تصانیف ہیں ﴿عشرون صابرون يغلبوا مائتين﴾

صحیح مسلم

مذکورہ تصنیفات میں سے سب سے زیادہ مقبولیت اور شہرت الجامع الصحیح کو ملی ہے جوفن حدیث کے عجائبات کثیرہ کا مظہر ہے کہ آج تک اس کا نام صحیح بخاری شریف کے ساتھ لیا جاتا ہے امام مسلمؒ نے محدّث احمد ابن سلمہؒ کی معاونت سے صحیح تصنیف کی اور تیار کر کے امام ابوزرعہ رازیؒ کی خدمت میں پیش کی امام ابوزرعہؒ نے جہاں کہیں پوشیدہ علت بتائی تو امام مسلمؒ نشان لگاتے گئے پھر تصحیح، اصلاح اور تائیدا کا بروائمہ کے بعد امت کے سامنے پیش کی کہ آج تک لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔

سبب تصنیف: احادیث کے ذخیرے میں سے سب سے پہلے امام بخاریؒ نے احادیث صحیحہ مرفوعہ کو الگ منتخب فرمایا اور جامع صحیح تصنیف کی جس کو دیکھ کر امام مسلمؒ کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ بھی اسی عنوان پر ایک دوسرے انداز میں احادیث صحیحہ مرفوعہ کو جمع کریں کیونکہ امام بخاریؒ کے پیش نظر احادیث صحیحہ مرفوعہ کی تخریج اور فقہ وسیرت اور تفسیر وغیرہ کا استنباط تھا اس لئے موقوف ومعلق، صحابہ وتابعین کے اقوال وفتاویٰ بھی نقل کیے جس کے نتیجہ میں احادیث مبارکہ کے متون وطرق کے ٹکڑے بکھر گئے اور احادیث کی تلاش وسرد (بیان) میں دقت پیدا ہوگئی جبکہ امام مسلمؒ کا مقصد صرف احادیث صحیح کا انتخاب تھا اس لئے انھوں نے صرف احادیث کو جمع کرنا شروع کیا اور صحیح مسلم تصنیف کی وہ استنباط وغیرہ سے تعرض نہیں کرتے بلکہ ہر حدیث کے مختلف طُرق کو حُسن ترتیب سے یکجا بیان کرتے ہیں جس سے متون کے اختلاف اور اسانید سے واقفیت حاصل ہو جاتی ہے اس لئے منقطع احادیث کی تعداد نادر ہے۔

تعداد روایات: امام مسلمؒ نے اپنی جامع صحیح کا انتخاب ایسی تین لاکھ روایات سے کیا ہے جن کو آپ نے براہ راست اپنے شیوخ و اساتذہ سے سنا تھا اس منتخب مجموعہ صحیحہ کی روایات کی تعداد علامہ طاہر جزائریؒ کے قول کے مطابق حذف مکررات کے بعد چار ہزار ہے شیخ ابن صلاحؒ کی بھی یہی تحقیق ہے۔ علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں اگر مکررات کا لحاظ کیا جائے تو صحیح مسلم کی حدیثیں کثرت طرق میں بخاری شریف سے زائد ہیں۔ چنانچہ احمد بن سلمہؒ جو امام مسلمؒ کے ساتھ پندرہ سال شریک کار رہے وہ فرماتے ہیں کہ بشمول مکررات کل حدیثیں بارہ ہزار ہیں اور ابوحفص میاجیؒ فرماتے ہیں کہ آٹھ ہزار ہیں یہ بھی ہوسکتا ہے معیارِ شمار مختلف ہو۔ مکررات کے سوا کل تعداد (۴۰۰۰) یا (۳۰۳۳) ہزار ہیں۔

تراجم الابواب: علامہ نوویؒ فرماتے ہیں امام مسلمؒ نے اپنی کتاب کو ابواب کا لحاظ رکھتے ہوئے ترتیب دیا گویا کہ کتاب کی تبویب کی گئی تھی ممکن ہے کتاب کے حجم کے زیادہ ہونے کی وجہ سے تراجم ابواب حذف کر دئے کیونکہ موجودہ ابواب کے عنوانات امام مسلمؒ کے مرتب کردہ نہیں بلکہ بعد کے محدثین میں سے بعض (نوویؒ) نے ترتیب دیے کہ ان میں بعض بے محل ونامناسب بھی ہیں کاش تراجم ابوابِ صحیح مسلم امام مسلمؒ کے مزاج ومعیار کے مطابق قائم کئے جاتے تو کتاب کا حُسن دوبالا ہو جاتا اس لئے تو علامہ شبیر احمد

عثمانیؒ کہہ اٹھے اب تک تراجم ابواب (عنوانات) مصنف کے شایان شان قائم نہیں ہو سکے۔

جامع صحیح میں امام مسلمؒ کا اہتمام: امام مسلمؒ نے صحیح میں صرف اپنی ذاتی تحقیق پر اکتفا نہیں کیا کہ جن حدیثوں کو خود صحیح سمجھا نقل کر دیا بلکہ مزید احتیاط کے پیش نظر صرف وہی حدیثیں درج کیں جن کی صحت پر مشائخ وقت کا بھی اتفاق تھا چنانچہ خود ان کا بیان ہے کہ ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح تھی اس کو میں نے اپنی صحیح میں درج نہیں کیا بلکہ میں نے تو یہاں صرف ان احادیث کو نقل کیا ہے جن کی صحت پر شیوخ وقت کا اجماع ہے۔ اس اجماع سے مراد امام احمد ابن حنبلؒ، یحییٰ ابن معینؒ، عثمان ابن ابی شیبہؒ، سعید ابن منصور خراسانیؒ، کا اجماع ہے اجماع عام مراد نہیں جیسا کہ شیخ ابن صلاحؒ وغیرہ نے سمجھا ہے اس لئے ان کو امام مسلمؒ کے دعوے کی صحت کے متعلق اشکال ہوا۔ چنانچہ علامہ بلقینیؒ نے اس سلسلہ میں ائمہ اربعہ مذکورہ کے اجماع کی تصریح کی ہے امام مسلمؒ نے اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ جب کتاب مکمل ہو گئی تو حافظ عصر ابو زرعہؒ کی خدمت میں پیش کی جو اس دور میں علم حدیث اور فن جرح و تعدیل کے امام مانے جاتے تھے اور جس روایت کے بارے میں انہوں نے کسی علت کا اشارہ کیا اسے کتاب سے خارج کر دیا اس طرح پندرہ سال کی طویل محنت سے بقول ابو الفضل احمد بن سلمہؒ بارہ ہزار احادیث صحیحہ کا یہ مجموعہ تیار ہوا جس کے بارے میں خود مصنف نے جوش ادعا میں کہا تھا، اگر محدثین دو سو سال تک بھی حدیثیں لکھتے رہیں تب بھی ان کا انحصار اسی المسند الصحیح پر ہوگا۔ مردانِ خدا کی بات بے اثر نہیں ہوتی دو سو برس کیا آج گیارہ سو برس سے اوپر گزر گئے مگر کتاب کا حُسن وقبول اسی طرح پر ہے سچ ہے۔

چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد مقبولوں کا چراغ کبھی بجھتا نہیں

کُتب صحاح میں صحیح مسلمؒ کا مقام: علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کے بعد صحیحین بخاریؒ و مسلمؒ کا مرتبہ ہے اور امت نے ان دونوں کی تلقّی بالقبول کی ہے۔ امام مسلمؒ نے سردا سانید (سند بیان کرنے) میں اور حسنِ ترتیب میں ایسی محنت کی ہے جس میں کلام کی گنجائش نہیں اس لئے اہلِ مغرب نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر مقدم کیا ہے اور حافظ ابو علی نیشا پوریؒ نے تو صاف کہہ دیا مَاتَحتَ اَدِیمِ السَّمَاءِ اَصَحُّ مِن کتاب مُسلم (فی الحدیث) آسمان کی چھت تلے صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں۔

دلیل: (۱) امامِ مسلمؒ نے اپنی صحیح میں درج حدیث کیلئے یہ شرط لگائی ہے کہ حضور ﷺ سے دو صحابہ نے روایت کیا ہو پھر ان سے دو تابعین نے روایت کیا ہو اسی طرح امام مسلمؒ تک تمام طبقات میں ہو۔ (۲) امام مسلمؒ نے رواۃ میں عدالت کے ساتھ شرائط شہادت کا بھی اعتبار کیا ہے حالانکہ امام بخاریؒ نے اس قدر تحقیق و تضییق (تنگی) نہیں کی۔ (۳) امام بخاریؒ نے اہلِ شام سے بطریق مناولت احادیث لی ہیں اور اس میں کسی راوی کو کبھی کنیت سے ذکر کیا ہے دوسری جگہ اسی کو نام سے ذکر کیا جس سے اشتباہ ہو سکتا ہے کہ یہ دو علیحدہ شخص ہیں جبکہ امام مسلمؒ کا طریقہ اخذ بالمشافہ (آمنے سامنے) ہے جس میں غلطی کا امکان نہیں۔

سوال! دلیل (۲) میں اہلِ مغرب پر یہ سوال ہے حدیث نیت میں مذکورہ شرط نہیں کیونکہ وہ صرف حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ حالانکہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔

جواب! (۱) یہ حدیث امام مسلمؒ صرف تیمّن اور برکت کیلئے لائے ہیں (۲) یہ شرط حدیث نیت میں موجود ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ وابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے اور ان سے تو کثیر تابعی راوی ہیں۔ (بستان المحدثین)

اس لئے ان حضرات نے صحیح مسلم کو مقدم کیا ہے۔ مزید☆ حافظ مسلمہ بن قاسم قرطبیؒ نے اپنی تاریخ میں صحیح مسلم کے متعلق لکھا ہے کہ اسلام میں کسی نے ایسی کتاب تصنیف نہیں کی☆ قاضی عیاضؒ نے الماع، میں ابو مروان طبنیؒ سے نقل کیا ہے کہ میرے بعض شیوخ صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت دیتے تھے☆ شیخ ابو محمد تجیبیؒ نے اپنی فہرست میں امام ابن حزم ظاہریؒ کے متعلق بھی یہی لکھا ہے کہ وہ مسلم کی کتاب کو بخاریؒ کی کتاب پر ترجیح دیا کرتے تھے☆ حافظ ابن مندہؒ کی رائے بھی ابو علی نیشاپوری کی رائے کے مطابق ہے۔لیکن عند الجمہور کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب آسمان کے نیچے بخاری شریف ہے صحاح ستہ میں صحیح مسلم کا درجہ دوسرا ہے اور حافظ عبدالرحمٰن بن علی الربیع یمنی شافعیؒ نے عمدہ تطبیق دی ہے۔ کہتے ہیں۔

تَنازع قوم فی البخاری و مسلم لدیّ وقالوا ایّ ذین تقدم
بخاری اور مسلم میں قوم نے جھگڑا کیا میرے پاس کہ ان میں کون مقدم ہے
فقلت لقد فاق البخاری صحة کما فاق فی حسن الصناعة مسلم
میں نے کہا بخاری صحت میں مقدم وفائق ہے جیسا کہ مسلم حسن ترتیب میں فائق ہے

جن علماء نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح بایں معنیٰ دی ہے کہ امام مسلم کے پیش نظر فقط احادیث صحیحہ کا انتخاب ہے۔ بخلاف امام بخاری کے کہ وہ موقوفات وآثار وغیرہ کو بھی اپنی کتاب میں جگہ دیتے ہیں تب تو کوئی حرج نہیں اور اگر یہ حضرات علی الاطلاق اصح کہنا چاہتے ہیں تو یہ نا قابل اعتبار ہے۔خلاصہ یہ ہے صحیح مسلم کا دوسرا درجہ ہے۔

اصحاب صحاح کے مقاد وانداز: ''موطا'' میں اکثر آثار ہیں، ''ابن ماجہ'' میں جمع حدیث صحاح وضعاف، ''نسائی'' علل الحدیث، ''ترمذی'' میں انواع حدیث اور بیان مذاہب، ''ابوداود'' میں ائمہ مجتہدین کے دلائل، ''بخاری'' میں طرق استنباط واستخراج اور ''مسلم'' میں جمع الروایات الصحیحہ کا اہتمام جیسے متعدد اغراض ومقاصد ہیں، سب سے بڑھ کر یہ ذخیرہ حدیث کا تحفظ وابلاغ ہے (اوجز ۱۱/۲۲۸)

راویانِ صحیح مسلم: امام مسلمؒ سے صحیح مسلم کی روایت وشہرت اگرچہ تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ ایک جم غفیر نے امام موصوف سے صحیح مسلم پڑھی اور یہ سلسلہ اب تک جاری وساری ہے لیکن بطور خاص اس کی روایت جو ہم تک پہنچی ہے وہ شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن سفیانؒ نیشاپوری متوفی ۳۰۸ھ سے ہے۔

شیخ ابو اسحاق کو امام مسلمؒ سے خاص انس تھا اکثر حاضرِ خدمت رہتے تھے انکا بیان ہے کہ امام مسلمؒ نے اپنی کتاب کی قراءت جو آخری بار ہمارے لئے شروع کی تھی اس سے رمضان المبارک ۲۵۷ھ میں فراغت پائی۔ بلاد مغرب میں امام مسلم کے ایک اور شاگرد ابو محمد احمد بن علی قلانسیؒ سے بھی مسلم کی روایت کی جاتی ہے لیکن اس کا سلسلہ حدود مغرب تک محدود ہے۔اور صحیح مسلم کا آخری حصہ جو تین جزو کے قریب قریب ہے ابو محمد قلانسیؒ نے امام مسلمؒ سے براہ راست نہیں سنا بلکہ وہ اس کو ابراہیم کے شاگرد ابو جلودیؒ سے روایت کرتے ہیں۔ متصل ومشہور روایت ابو اسحاقؒ کی ہے جس کا ذکر صحیح مسلم (ج ۲ ص ۳۲۹) قال ابو اسحاق: **لا ادری اَهلَکُهم بالنصب اَهلُکُهم** بالرفع کے الفاظ میں ہے۔

شروحات وحواشی صحیح مسلم: صحیح مسلم کی افادیت وشہرت کی وجہ سے اس پر بہت سی شروح وحواشی اور مستخرجات لکھے گئے ہیں جن کا

ذکر صاحب کشف الظنون نے تفصیل سے کیا ہے چند مشہور و مفید شروح یہ ہیں۔

(۱) المنہاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج: حافظ ابوزکریا یحیٰ بن شرف نوویؒ متوفی ۶۷۶ھ کی مشہور تصنیف ہے۔

(۲) الابتہاج: خطیب قسطلانی شہاب الدین احمد ابن محمد شافعی متوفی ۹۲۳ھ کی ہے جو نصف حصہ تک آٹھ ضخیم اجزاء میں ہے۔

(۳) شرح صحیح مسلم: ملا علی قاری ہرویؒ کی ہے، جو چار جلدوں میں ہے۔

(۴) مختصر شرح النووی: شیخ شمس الدین محمد بن یوسف قونوی حنفیؒ نے منہاج کا اختصار کیا ہے۔

(۵) المعلم بفوائد کتاب مسلم: ابوعبداللہ محمد بن علی مازریؒ متوفی ۵۳۶ھ کی تصنیف ہے۔

(۶) اکمال المعلم فی شرح مسلم: علامہ قاضی عیاض مالکیؒ متوفی ۵۴۴ھ نے شرح مازری کی تکمیل کی ہے۔

(۷) المفہم لما اشتمل فی تلخیص کتاب مسلم: ضیاء الدین ابوالعباس احمد بن عمر ابراہیم قرطبی مالکیؒ متوفی ۶۵۶ھ کی تصنیف ہے موصوف نے پہلے صحیح مسلم کے ابواب کی تلخیص کی اس کے بعد شرح لکھی، مصنف کا بیان ہے کہ اس میں علاوہ توجیہ واستدلال کے اعراب کے نکات بھی بیان کئے گئے ہیں۔

(۸) شرح زوائد مسلم: از سراج الدین عمر بن علی بن الملقن الشافعیؒ متوفی ۸۰۴ھ

(۹) حاشیہ صحیح مسلم: از برہان الدین ابراہیم بن محمد الحلبیؒ معروف بسبط ابن العجمیؒ متوفی ۸۴۱ھ

(۱۰) اکمال اکمال المعلم: امام ابوعبداللہ محمد بن خلیفہ ابوشتانی الابیّ المالکیؒ متوفی ۸۲۷ھ کی تصنیف ہے موصوف نے قاضی عیاضؒ، نوویؒ، قرطبیؒ اور مازریؒ کی شروح سے مدد لی ہے اور بہت سے فوائد کا اضافہ کیا ہے یہ چار جلدوں میں ہے۔

(۱۱) المفہم فی شرح غریب مسلم: امام عبدالغافرؒ بن اسماعیل فارسیؒ متوفی ۵۱۹ھ نے الفاظ غریبہ کی شرح کی ہے۔

(۱۲) شرح صحیح مسلم: علامہ ابوالفرج عیسیٰ بن مسعود زرّادیؒ متوفی ۷۴۴ھ کی تصنیف ہے جو معلم، کمال، مفہم وغیرہ شروح کا مجموعہ ہے علامہ شعرانیؒ کہتے ہیں کہ اس کا زیادہ تر مجموعہ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے یہ پانچ جلدوں میں ہے۔

(۱۳) شرح صحیح مسلم: شیخ عماد الدین عبدالرحمن بن عبدالعلی مصریؒ کی مشہور تصنیف ہے۔

(۱۴) الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج: علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی نہایت لطیف وعمدہ شرح ہے۔

(۱۵) المعلم فی شرح صحیح مسلم: از شیخ ابو یوسف یعقوب البیانی اللاہوریؒ المتوفی ۱۰۹۸ھ۔

(۱۶) حاشیہ بر صحیح مسلم: از شیخ ابوالحسن نور الدین محمد بن عبدالہادی السندی الحنفیؒ المتوفی ۱۱۳۸ھ۔

(۱۷) عنایۃ المنعم بشرح صحیح مسلم: شیخ عبداللہ بن محمد اماسی حنفیؒ متوفی ۱۱۶۷ھ کی تصنیف سات جلدوں میں نصف مسلم تک۔

(۱۸) وشی الدیباج: علامہ مجموعی متوفی ۱۲۹۸ھ نے شرح سیوطیؒ کی تلخیص کی ہے۔

(۱۹) السراج الوہاج: نواب صدیق حسن خانؒ متوفی ۱۳۰۷ھ کی ہے جو مختصر منذری کی شرح ہے۔
(۲۰) شرح صحیح مسلم: از شیخ تقی الدین ابوعمر وعثمان ابن صلاحؒ۔ اس کا ذکر سیوطیؒ نے تقریب میں کیا ہے۔
(۲۱) فتح الملہم: علامہ شبیر احمد عثمانی کی بہترین شرح ہے جس کی صرف تین جلدیں مکمل ہوسکی تھیں کہ ۱۳۶۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور حضرت عثمانیؒ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور شرح مکمل نہ ہوسکی۔

☆ تکملہ: شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے بغرض اتمام وافادہ تام فتح الملہم کی بہت عمدہ تکمیل کی ہے جو چھ جلدوں میں بارہا طبع ہو کر اہل علم کے ہاتھوں میں ہے۔ فتح الملہم اور تکملہ کل نو جلدوں میں جامع شرح ہے۔ اور ان کے علاوہ اور متعدد عربی و اردو شروح وحواشی مسلم شریف پر لکھے گئے ہیں۔

مستخرجات: مستخرج میں محدث اپنی سند سے اسی حدیث کو روایت کرتا ہے جو امام مسلمؒ نے لکھی ہے مگر وہ اپنی سند امام مسلمؒ کے شیخ یا شیخ الشیخ سے ملاتا ہے اور سند کو عالی کرنے کی کوشش کرتا ہے مسلم شریف کی سندیں عالی نہیں ہیں اس لئے نیشاپور وغیرہ کے بعض محدثین نے مسلم شریف پر مستخرجات لکھے ہیں ان مستخرجات میں زیادہ مشہور مستخرج محدث ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنیؒ کا مستخرج ہے۔

اخلاص کی برکت: امام مالکؒ کے مؤطا کے جواب میں بہت سی موطائیں لکھی گئی تھیں جب امام مالکؒ کو ان کا علم ہوا تو فرمایا کہ آنے والا وقت بتلائیگا کہ کس کے کام میں اخلاص ہے چنانچہ آج لوگ سوائے موطا مالک کے کسی اور مؤطا کا نام تک نہیں جانتے، ٹھیک یہی صورت صحیح مسلم کے ساتھ پیش آئی، وہ تمام مستخرجات جو صحیح مسلم کے جواب میں لکھے گئے تھے دو چار کے علاوہ آج اہل علم ان کا نام بھی نہیں جانتے اَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً (رعد ۱۷) سو جھاگ وہ تو گئی سوکھ کر۔ وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ! سو جو نفع مند ہے امت کیلئے وہ باقی ہے زمین میں۔

اللہ تعالیٰ امام مسلمؒ کو امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں اور ان کے درجات بلند فرمائیں آمین یا ربّ العٰلمین.

علم حدیث

تعریف علم حدیث: حدیث کا لغوی معنیٰ بات، ذکر، خبر: عند العرب لفظ حدیث کا مطلب ومفہوم وہی ہے جو ہمارے ہاں (اردو میں) مراد ہوتا ہے گفتگو، کلام، بات تو لفظ حدیث کا لغوی معنیٰ کلام اور بات ہوا۔

حدیث کی اصطلاحی تعریف: اقوال الرسول ﷺ وافعاله و احواله. اصطلاح وعرف میں حدیث مطلق بات کو نہیں بلکہ رسول اکرم ﷺ کے اقوال، اعمال، احوال، تقریرات کو کہتے ہیں حاصل یہ ہوا کہ حدیث حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات اور آپ کے جسد اطہر سے صادر شدہ اعمال اور وہ عمل جو آپ کے سامنے ہوا اور آپ ﷺ نے نکیر نہ فرمائی ہو عرف میں اس کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث، خبر، اثر، سنت: لفظ حدیث کا اطلاق نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب پر ہوتا ہے۔ خبر جو حضور ﷺ کے سوا سے مروی ہو اور بعض نے حدیث کا اطلاق واستعمال خبر پر بھی کیا ہے تو اس وقت یہ مرادف (ہم معنیٰ) ہونگے اور بعض نے حدیث کو خاص مرفوع پر اور خبر کو مرفوع وموقوف دونوں پر بول کر عموم وخصوص کی نسبت ثابت کی ہے کہ ہر خبر حدیث ہے ہر حدیث خبر نہیں کہ مرفوع حدیث

بھی ہے اور خبر بھی لیکن موقوف خبر ہے حدیث نہیں۔ اثر کا استعمال خبر کی طرح ہے اور خبر و اثر مرادف ہیں۔ سہل انداز میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے۔

حدیث و مرفوع: قول رسول ﷺ کو کہتے ہیں۔ خبر و موقوف قول صحابیؓ کو کہتے ہیں۔ اثر و مقطوع قول تابعیؒ کو کہتے ہیں۔ بندہ کے نزدیک یہ اقرب الی الفھم ہے۔ سنت یہ حدیث، خبر، اثر سب کو مشتمل اور مستعمل ہے عندالاکثر مرادف حدیث ہے قول کی بنسبت اس کا زیادہ تر استعمال عملِ (رسول ﷺ) پر ہوتا ہے۔

فائدہ! یہ تمام تفصیل و فرق عندالاصولیین ہیں عرف میں لفظ حدیث مرفوع، موقوف مقطوع و منقطع، خبر اثر پر بلا تأمل مستعمل و متداول ہے چنانچہ کئی ایسی کتابیں جن میں آثار جمع کئے گے ہیں یا اکثر آثار ہیں ان کو بھی حدیث کی کتابیں گنا اور کہا جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف: اب یہاں دو علم ہیں (۱) علمِ اصول حدیث (۲) علمِ حدیث۔ اور دونوں کی تعریف منفرد ہے۔

علم اصول حدیث: (۱) علامہ جلال الدین سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ نے الفیۃ الحدیث میں یوں تعریف کی ہے۔

علمِ الحدیث ذو قوانین تُحَدّ یُدْرٰی بھا احوال متن وّ سند

علمِ حدیث کی تعریف ایسے قواعد سے کی گئی ہے کہ جس کے ذریعہ سے متن و سند کی پہچان ہو

(۲) علامہ زرقانیؒ اور شیخ عز الدین ابن جماعۃ نے علم اصول حدیث کی تعریف اس طرح کی ہے۔

ھو علم بقوانین یُعرَف بہ اقوال الرسو ل و افعالہ و احوالہ من صِحَّۃٍ و حسن. علمِ حدیث ایسے قواعد کا جاننا ہے کہ جن سے نبی ﷺ کے قول فعل واحوال کی صحت وحُسن معلوم ہو۔

علمِ حدیث کی تعریف: علامہ عینیؒ ۸۰۰ھ اور شیخ کرمانیؒ ۷۸۶ھ نے علمِ حدیث کی یہ تعریف کی ہے۔

ھو علم یُعرَفُ بہ اقوال الرسول ﷺ وافعالہ و احوالہ وتقریراتہ.

''علمِ حدیث وہ ایسا علم ہے جس سے نبی ﷺ کے اقوالِ طیبہ، افعال کریمہ، احوال حسنہ اور تقریرات مواظبۃ معلوم ہوں۔''

علمِ حدیث کی تقسیم: پھر علمِ حدیث عندالمحدّثین دو قسموں کی طرف منقسم ہے۔ (۱) علم روایۃ الحدیث (۲) علمِ درایۃ الحدیث۔

علمِ روایۃ الحدیث۔ جس میں حدیث کی فنی حیثیت، صحت، سُقم، سماع، اتصال، انقطاع وغیرہ امور کثیرہ سے بحث ہوتی ہے۔ عام طور پر ائمہ اسماء رجال اور محدثین اسی سے بحث کرتے ہیں۔ علمِ درایۃ الحدیث۔ حدیث دانی، استنباط، مسائل کا استخراج، تطبیق عندالتعارض، احکام وانواع جیسی مباحث جن سے فقہاء، مجتہدین اور اصولیین بحث کرتے ہیں۔

حدیث کی وجہ تسمیہ: (۱) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ متوفی ۸۵۲ھ نے وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ لفظ حدیث ضد ہے قدیم کی بمعنٰی (نیا) کیونکہ کتاب اللہ قدیم ذات کا کلام ہے تو قدیم ہوا اور حدیث بعد میں اس کی تشریح وتوضیح ہے اس لئے نام رکھا حدیث۔

(۲) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے وجہ تسمیہ بیان فرمائی ہے کہ حدیث مشتق ہے تحدیث بالنعمۃ۔ (نعمت بیان کرنا، شکریہ ادا کرنا) سے اسلئے کہ اللہ تعالٰی نے آنحضرت ﷺ پر اپنے تین انعام بطور خاص یکجا گنوائے اور ان کے شکر کا حکم دیا ہے۔

اَلَمْ یَجِدكَ یتیِما فَاٰوٰی. کیا اللہ تعالٰی نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر ٹھکانہ دیا۔

ووجدك ضالاً فهدٰی. اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے خبر (متلاشی حق) پایا پھر راستہ بتایا۔
ووجدك عائلا فاغنیٰ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نادار پایا پھر غنی کر دیا۔
فامّا الیتیم فلا تقهر سو یتیم پر سختی نہ کیجئے۔
وامّا السائل فلا تنهر سو سائل (مانگنے والے) کو نہ جھڑکئے۔
وامّا بنعمة ربّك فحدّث اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کیجئے۔

پہلے تین نعمتوں کا ذکر ہے۔ پھر ان پر شکریہ کا حکم ہے۔ حضور ﷺ نے نعمت رسالت و نبوت کو جتنا بولا وہ حدیث ہے۔ آپ کی زبان مبارک وحی (متلو یا غیر متلو) کے بغیر امور دینیہ میں نہیں کھلتی اور نہ بولتے قرآن شاہد ہے۔

﴿ومایںطق عن الهوی ان هو الاوحی یوحٰی﴾ وہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں ان کا کلام سراسر وحی ہے

علم غیبے کس نہ می داند بجز پروردگار — ہر کسے گوید کہ مے دانم از و باور مدار
مصطفٰی ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل — جبرئیلش تہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

پروردگار کے سوا علم غیب کوئی نہیں جانتا — جو کہے میں غیب جانتا ہوں اس پر اعتماد مت کر
مصطفٰی ہرگز نہیں بولتے جب تک جبرئیل نہ بولے — جبرئیل بھی اس وقت تک نہیں بولتے جب تک اللہ کا حکم نہ آئے

مذکورہ تفصیل سے دونوں وجوہ تسمیہ واضح ہوگئیں، خوب سمجھ لیجئے۔

حدیث کا موضوع: شیخ کرمانیؒ نے علم حدیث کا موضوع بیان کیا ہے ذات الرسول من حیث انّه نبیّ کہ علم حدیث کا موضوع (زیر بحث آنے والی چیز) آنحضرت ﷺ کی ذات بحیثیت نبی ہے آپ ﷺ کی نبوی زندگی سے بحث علم حدیث کا موضوع ہے کہ حضور ﷺ نے کیا فرمایا کیسے کھایا کیا پہنا اپنوں پرایوں سے کیا سلوک کیا خوشی غمی جنگ وامن میں اور امیر وگدا احباب واعداء سے کس طرح معاملہ فرمایا اور حکم دیا۔

سوال: علامہ کافیجیؒ نے اس موضوع پر اعتراض کیا ہے کہ ذات الرسول علم طب کا موضوع ہے جس میں بدن کی صحت وسقم سے بحث ہوتی ہے مجھے تعجب ہے کہ علم حدیث کا موضوع ذات الرسول کیسے ہوسکتا ہے جو فی الحقیقۃ علم طب کا موضوع ہے

جواب: حافظ ابن حجرؒ اس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ میں علامہ کافیجیؒ کی بات پر متحیّر ہوں کہ اتنی سادہ سی بات کا ادراک نہ کر سکے اور موضوع پر اعتراض کر دیا حالانکہ موضوع میں من حیث انّه نبی قید موجود ہے کہ ذات الرسول بدن انسانی کی وجہ سے علم حدیث کا موضوع نہیں بلکہ بحیثیت نبی و رسول علم حدیث کا موضوع ہے طب کا موضوع محض بدن انسانی ہوتا ہے نہ کہ بحیثیت پیغمبر و رسول۔ علم حدیث اور علم طب کا موضوع دو الگ چیزیں ہیں۔ یہ موضوع مطلق علم حدیث کا ہے۔ علم روایت حدیث کا موضوع بقول شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ ﴿المرویات والروایات من حیث الاتصال و الانقطاع﴾ اور علم درایت حدیث کا موضوع ﴿الروایات والمرویات من شرح الألفاظ و استنباط الأحکام منها﴾ اور علم اصول حدیث کا موضوع المتن و السند ہیں۔ (اوجز المسالک)

اس طرح علم حدیث کے موضوع میں چار چیزیں ذکر ہوئیں فتدبّر!

غرض وغایت کی تعریف: غرض اس قصدوارادہ کو کہتے ہیں جس کے حاصل کرنے کیلئے کوئی فعل کیا جائے اور غایت وہ نتیجہ ہے جو اس فعل پر حاصل ہو۔ مثلاً کتاب خریدنا بازار جانے کیلئے غرض ہے اور کتاب خرید لینا غایت ہے تو غرض وغایت دونوں مصداق کے اعتبار سے ایک ہیں صرف ابتدا اور انتہا کا فرق ہے۔

علمِ حدیث کی غرض وغایت: علمِ روایت الحدیث کی غرض **معرفة الصحیح عن غیرہ** ہے۔

☆ **الاھتداء بھدی النبیّ ﷺ** ☆ علامہ کرمانیؒ کہتے ہیں حدیث کی غرض وغایت **الفوز بسعادۃ الدارین** ہے

☆ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات ومرضیات کو معلوم کرنا اور ان پر عمل کرتے ہوئے ان کو راضی کرنا علمِ حدیث کی غرض وغایت اور مقصود ہے۔ علمی وعملی زندگی میں پیش نظر رہے کہ ہم اس میں کس حد تک کامیاب ہو رہے ہیں۔

علم حدیث کی شرافت اور طالبِ حدیث کی فضیلت

(۱) مثل مَا بَعَثنی اللّٰہُ تعالیٰ بِہ من الھدٰی والعلم کَمَثَلِ غَیثٍ اَصَابَ ارضًا .... (مشکوٰۃ ۱/۳۵)

اس علم ہدایت کی مثال اس بارش کی ہے جو ہموار زمین کو پہنچے۔ (بخاری ومسلم) جس طرح بارش سے حیات الابدان (زندگی، ہریالی سرسبزی وشادابی) حاصل ہوتی ہے بالکل اسی طرح ہدایت کے خوشگوار پانی سے انسانوں میں صداقت، عدالت، حیاء، شجاعت، صلہ رحمی، غمخواری، الفت، محبت مدارات، مساوات، اخوت وبھائی چارگی جیسی صفات حمیدہ پیدا ہوتی ہیں جس سے معاشرہ نظیر جنت بن جاتا ہے۔ کہ خود بھی مستفید ہوں اور دوسروں کیلئے مفید (فائدہ دینے والا) ہوں کیونکہ یہ خلاف عقل ہے کہ ہرا بھرا شجر (درخت) دوسروں کو تو سایہ پہنچائے اور خود دھوپ میں ہو۔ نہیں! خود عمل کریں اور دوسروں کو اسلام وعمل کی دعوت دیں۔

(۲) عن ابن مسعودؓ نَضَّرَاللہ أمرأَسَمِعَ مقالتی فَحَفِظَھَا ووَعَاھَا وَاَدّٰاھا فَرُبَّ حامل فقہٍ الیٰ من ھو ا فقہ منہ.

(مشکوٰۃ ص ۳۵) ابن مسعودؓ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تروتازہ، باغ بہار اور خوش وخرم رکھے جس نے میری بات (حدیث) کو سنا پھر اسکو یاد کیا اور محفوظ کیا اور دوسروں تک پہنچایا بسا اوقات کم سمجھ والا اپنے سے زیادہ فہم وفقہ والے تک پہنچاتا ہے۔ آج ہم اولیاء اللہ اہلِ علم اور نیک لوگوں سے دُعائیں کراتے ہیں جو یقیناً مفید عمل ہے اس سے بہتر کیا ہوگا کہ سرور کونین سرتاج الانبیاء سب کے رہنما اللہ کے محبوب پیغمبر ﷺ کی دعا ہمیں حاصل ہو جائے جس کا واحد ذریعہ تعلیم وتعلّم اور حدیث نبوی میں مصروفیت اور اپنے آپ کو اسی سے جوڑے رکھنا ہے۔

(۳) عن ابن عباسؓ قال قال رسو ل اللہ ﷺ اللّٰھمَّ ارحَم خلفاء ی قلنا ومن خلفاء ك یارسُول اللہ قال الذین یروون احادیثی ویعلّمو نھاالناس (کنزالعمال ج۱۰ص۲۲۱ وطبرانی)

ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما! ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کے خلفاء (نائب ووارث) کون ہیں تو جواب میں فرمایا جو میری احادیث کو روایت کریں اور لوگوں کو سکھائیں۔ اس میں طالب،

عامل و مبلغ حدیث کیلئے منصب خلافت اور دعا رحمت فرمائی ہے۔

(۴) عن ابی ہریرۃؓ ...... من سَلَکَ طریقا یلتمس فیه علما سَهَّلَ الله به طریقًا الی الجنة۔ (مختصر من المشکوٰۃ) جو طلب و جستجوئے علم کیلئے چلا اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ سہل و آسان فرما دیتے ہیں۔ یہ دخول جنت سے قرینہ و کنایہ ہے۔ یہ بھی طالب حدیث کیلئے فضیلت ہے کہ علم حدیث کو اوڑھنا بچھونا بناؤ اور علم سے مطمح نظر رضاء باری تعالیٰ ہو اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں عزت سے سرفراز فرمائیں گے۔

فائدہ! آنحضرت ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اتارا اور امت کی ہدایت و راہنمائی کیلئے رسول بنایا اور حکم دیا۔

اُتْلُ ما اوحی اِلیك من الکتاب۔ (عنکبوت ۴۵) اور جو کتاب آپکی طرف وحی کی گئی اس کی تلاوت کیجئے۔

واتل علیهم نبأ ابنی آدم بالحق۔ (مائدہ ۲۶) اور ان پر آدم کے دو بیٹوں کا سچا قصہ پڑھئے

وانْزلنَا الیك الذِّکر لتبین للناس (نحل ۴۴) ہم نے آپ کی طرف قرآن نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کو بیان کریں۔

و ذکّر فِاِنّ الذکرٰی تنفع المؤمنین (ذاریات ۵۵) آپ نصیحت کیجئے یقیناً نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔

آیات بالا سے صراحۃً دو حکم ثابت ہو رہے ہیں (۱) تلاوت (۲) تبیین و تذکیر۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی تلاوت بھی کی ہے اور تشریح، تفسیر، تبیین، تذکیر بھی فرمائی ہے پہلی قسم کو کتاب اللہ اور دوسری قسم کو سنت رسول اللہ، حدیث مبارکہ کہتے ہیں اور حضور ﷺ کے دہن مبارک سے جو تفسیر و تشریح اور احکام نکلے ان بکھرے موتیوں کو جہاں انتہائی احتیاط اور اعلیٰ ترین معیار و شرائط سے پرو دیا اور جمع کیا گیا ان کا نام کتب حدیث ہے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ...... ما ا تا کم الرسول فخذوہ وما نہا کم عنه فانتهوا واتقوا الله (حشر ۷) جو تمہیں حکم دیں لے لو (تعمیل کرو) اور جس سے تم کو روکیں رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو۔ امت پر حضور ﷺ کی اطاعت ایمان کیلئے شرط اور طریقہ اعمال کیلئے فرض کیا گیا۔ اطاعتِ رسول ﷺ کے بغیر ایمان معتبر نہیں اور حضورؐ کے طریقہ کے بغیر عمل مقبول نہیں اس لئے اہل حق کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہزاروں سال لا الٰہ الا الله کی رٹ لگاتا رہے ہرگز ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک محمد رسول الله نہ کہے۔ تو ثابت ہوا ایمان اور عمل کیلئے اللہ کا حکم اور رسول اللہ کا طریقہ ضروری ہے۔ اب یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ قرآن مجید اور حدیث مبارکہ دونوں حجت اور واجب العمل ہیں۔

حجیت حدیث کی دلیل: (۱) فلا وربّك لا یؤمنون حتّٰی یحکّموك فیما شجر بینهم تیرے رب کی قسم یہ ایمان دار ہو ہی نہیں سکتے یہاں تک کہ اپنے اختلافی امور میں آپ سے تصفیہ کرائیں۔ (نساء ۶۵) اس آیت میں حضور کی کلی اتباع کا حکم ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے بات (حدیث) تو نہ مانیں اور متبع سنت اور مؤمن و محبّ رسول کہلائیں۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

(۲) قالت من انبأ ك هذا قال نبّأ نی العلیم الخبیر (التحریم ۳) تو انہوں نے کہا آپ کو کس نے خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے علیم و خبیر نے خبر دی۔ تفصیل قصہ یہ ہے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آپ ﷺ عصر کے بعد کھڑے کھڑے تمام ازواج مطہراتؓ کے پاس تشریف لے جاتے ایک دن سیّدہ زینبؓ کے ہاں معمول سے زیادہ دیر ٹھہرے اور شہد تناول فرمایا مجھے رشک آیا میں نے اور حضرت حفصہؓ نے مشورہ کیا کہ حضور ﷺ ہم دو میں سے جس کے پاس بھی آئیں وہ کہے کہ آپ ﷺ نے مغافیر (کریہة الرائحة بد بو

دار بوٹی ہے) پی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے شہد نوش کیا ہے تو میں نے کہا شاید شہد کی مکھی مغافیر کے پیڑ پر بیٹھی ہو اور اس کا رس چوس لیا ہو تو آپ ﷺ نے قسم کھائی کہ میں آئندہ شہد نہ پیوں گا اور تا کہ حضرت زینبؓ کو تکلیف نہ ہو یہ فرمادیا کہ تم اس کو نہ بتانا لیکن جب انہوں نے بتادیا تو اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دیدی جب حضور نے ان کو بتایا تو کہنے لگیں آپ کو کس نے بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا نبأني العليم الخبير کہ مجھے علیم و باخبر ذات نے بتایا ہے۔ (بیان القرآن ابن کثیر بروایت صحیح بخاری، ج۲ ص ۷۲۹)

استدلال! اس آیت میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے راز فاش ہونے کی خبر حضور ﷺ کو دی حالانکہ قرآن کریم میں اس کا کہیں ذکر نہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو احکام وقصص وحی متلو جلی کے سوا وحی غیر متلو خفی کے ذریعے بھی دئے گئے اگر وحی کی دوسری قسم حدیث حجّت نہیں تو کوئی (منکرِ حدیث) اُس پارہ، سورۃ، رکوع، آیت، جملہ، کلمہ کی نشاندہی کرے اور دکھائے کہ جس میں اس واقعہ کی خبر دی گئی ہو...... اگر کوئی دلیل لائے تو انعام پائے۔

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب یہ واضح ہوگیا کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کا حجت ہونا بھی قرآن پاک سے ثابت ہے حدیث کا انکار قرآن ہی کا انکار ہے۔

۳۔ عقلی دلیل (اہل خرد کیلئے) اگر حدیث پر اعتماد و بھروسہ نہ کیا جائے اور علمِ حدیث پر ھوا پرستی کی تلوار چلادیں تو اہم العبادات اور ارکان اسلام میں مہتم بالشان نماز کی مکمل حقیقت، طریقہ ادائیگی، قیام وقعود، تشہد و درود معلوم نہ ہوں گی مثلاً فجر کی صرف دو رکعات نماز ہی ثابت نہ ہو سکے گی۔ اگر کوئی منکر حدیث اس کا مدّعی ہے تو آیت لائے جس میں ذکر ہو کہ فجر کی نماز کل چار رکعات دو فرض دو سنت مؤکدہ ہیں، اسی طرح اگر حدیث کو نہ مانیں تو صرف حضرت زیدؓ کے علاوہ آپ کو کوئی صحابی رسول ﷺ نہ ملے گا کیونکہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، عشرہ مبشّرہ، شہداء بدر، شرکاء بیعت رضوان وغیرہ کو آپ کہاں سے ثابت کریں گے کیا یہ سب فرضی نام و اشخاص ہیں یا حقیقت اگر حدیث حجت نہیں تو یہ کہاں سے ثابت ہیں۔ حدیث رسول اللہ ﷺ کو مان کر ہی تعمیر اسلام کی تکمیل ہوگی۔

کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ دونوں پر یقین رکھنا صحیح ماننا قرآن ہی سے ثابت ہے قرآن متن اور حدیث اس کی تشریح ہے ﴿حتی يَتَبَيَّنَ لكم الخيطُ الابيض من الخيط الاسود من الفجر﴾ (بقرۃ ۱۸۷) میں فجر کے سفید دھاگے اور سیاہ دھاگے کی تصریح وتعیین حدیث رسول اللہ ﷺ سے ہوئی ہے کہ اس سے مراد صبح صادق (پو پھوٹنا) ہے نہ کہ حِسّی دھاگے جیسا کہ عدی ابن حاتمؓ نے سمجھا۔ کیونکہ صاحب کلام کی منشأ و رضا کو جان کر ہی اس کی تشریح کی جاسکتی ہے نہ کہ اپنی مرضی سے اگر ہر کس و ناکس ہی قرآن کی تفسیر اپنی مرضی سے بلا لحاظ حدیث، لغات ..... کرنے لگے تو یہ علمِ تفسیر مذاق بن جائے۔ امن اور ایمان اسی میں ہے کہ قرآن و حدیث کو صدقِ دل سے تسلیم کریں اور عمل کریں اور اسے اپنی بساط کے مطابق دوسروں تک پہنچائیں۔

مزید ایک حوالہ: **كان الوحي ينزل على رسول الله ﷺ ويحضره جبريل بالسنة التي تفسر ذلك** (ترجمان السنۃ ج ۱ ص ۱۲۴) آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور جبریل آپ کے پاس وہ سنت لاتے جو اسکی تفسیر کر دیتی۔ حجیت حدیث کیلئے بے شمار دلائل ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ذکر کر دیا کیونکہ علم و عمل کے خواہی کیلئے ایک بات ہی کافی ہے جو کتاب سے بندہ کا مقصود ہے بحث و تمحیص کیلئے کتب خانے بھی کافی نہیں۔

﴿اللهمّ اَرِ نا الحق حقًّا وارزُقنا اتباعه و اَرِنا الباطلَ باطلاوارزقنا اجتنابه﴾

محدثین کی اصطلاحات یعنی حدیث کی اقسام

مختلف اعتبارات سے احادیث کی چند تقسیمات اور متعدد اقسام ہیں، ذیل میں ترتیب وار ہر تقسیم اور اس کی جملہ اقسام کو مع تعریفات ذکر کیا جاتا ہے، عندالمحدثین چھ اعتبار سے احادیث کو تقسیم کیا گیا ہے۔

محدثین کے ہاں حدیث کی چند قسمیں ہیں۔ اولاً حدیث دو قسم پر ہے (۱) متواتر (۲) خبر واحد۔

(۱) متواتر وہ حدیث ہے، جس کے روایت کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان سب کے کذب پر متفق ہونے کو عقلِ سلیم محال سمجھے اور آخری راوی اپنے دیکھے یا سنے ہوئے امر کو بیان کرے۔ (۲) خبر واحد وہ حدیث جس کے راوی اتنی زیادہ تعداد میں نہ ہوں۔

خبر واحد رواۃ کی تعداد کے اعتبار سے تین اقسام پر ہے: (۱) مشہور (۲) عزیز (۳) غریب۔

(۱) مشہور وہ حدیث جس کے راوی کسی زمانے میں بھی تین سے کم نہ ہوں اس کو مستفیض بھی کہتے ہیں۔ (۲) عزیز وہ حدیث جس کے راوی کبھی بھی دو سے کم نہ ہوں۔ (۳) غریب وہ حدیث جس میں کہیں نہ کہیں ایک راوی ہو اس کو فرد بھی کہتے ہیں۔

خبر واحد اپنے منتہیٰ کے اعتبار سے تین قسم پر ہے: (۱) مرفوع (۲) موقوف (۳) مقطوع۔

(۱) مرفوع وہ حدیث ہے جس میں حضورؐ کے قول وعمل یا تقریر کا ذکر ہو۔ (۲) موقوف وہ حدیث جس میں صحابیؓ کے قول وفعل یا تقریر کا ذکر ہو۔ (۳) مقطوع وہ حدیث جس میں تابعیؒ کے قول وفعل یا تقریر کا بیان ہو۔

خبر واحد راویوں کی صفات کے اعتبار سے سولہ قسم پر ہے:

(۱) صحیح لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کے کل راوی عادل، کامل الضبط ہوں اور وہ معلّل شاذ و منکر نہ ہو۔

فائدہ! عادل وہ ہے جو کذب، تہمت کذب، فسق، جہالت، بدعت سے محفوظ ہو۔ ضابط وہ ہے جو فحش غلطی، غفلت، لاپرواہی، وہم مخالفت ثقات اور سوئے حفظ سے محفوظ ہو۔

(۲) حسن لذاتہ: وہ حدیث ہے جس کا راوی صرف ضبط میں ناقص ہو باقی صحیح لذاتہ کی جملہ شرائط کا حامل ہو۔

(۳) ضعیف وہ حدیث ہے جس کے راوی میں حدیث صحیح اور حدیث حسن کی شرائط نہ پائی جائیں مثلاً راوی کاذب یا فاسق ہو یا سیّئ الحفظ ہو یا اس کی سند منقطع ہو۔

(۴) صحیح لغیرہ: وہ حسن لذاتہ حدیث ہے جس کی سندیں کثیر ہوں۔

(۵) حسن لغیرہ: اس حدیث ضعیف کو کہتے ہیں جس کی سندیں بہت ساری ہوں ضعیف وہ حدیث ہے جس کے راوی میں حدیث صحیح اور حدیث حسن کی شرائط نہ ہوں مثلاً راوی کاذب یا فاسق یا سیّیء الحفظ ہو یا اس کی سند منقطع ہو۔

(۶) موضوع: وہ حدیث جس کے راوی پر حدیث نبوی میں کذب بیانی کا طعن موجود ہو۔

(۷) متروک: وہ حدیث ہے جس کا راوی متّہم بالکذب ہو یعنی راوی کے متعلق حدیث کے علاوہ دوسرے معاملات میں جھوٹ

بولنا ثابت ہو جائے یا وہ روایت قواعد معلومہ فی الدین کے خلاف ہو۔
(۸) شاذ: وہ حدیث ہے جس کا راوی خود ثقہ ہو مگر ایک ایسی جماعت کثیرہ کی مخالفت کرتا ہو جو اس سے زیادہ ثقہ ہے۔
(۹) محفوظ: وہ حدیث ہے جو شاذ کے مقابل ہو یعنی اوثق راوی کی حدیث۔
(۱۰) منکر: وہ حدیث ہے جس کا راوی باوجود ضعیف ہونے کے جماعت ثقات کے مخالف روایت کرے اور وہ حدیث بھی منکر ہے جس کا راوی فاحش الغلط یا کثیر الغفلت یا ظاہر الفسق والبدعۃ ہو۔
(۱۱) معروف: وہ حدیث ہے جو منکر کے مقابل ہو یعنی ثقہ اور قوی راوی کی حدیث۔
(۱۲) معلل یا معلول: وہ حدیث ہے جس میں کوئی ایسی علت خفیہ اور پوشیدہ خرابی ہو جو صحت حدیث کیلئے باعث نقصان ہو مثلاً حدیث کا راوی ضبط میں کمی کی وجہ سے وہمی ہو گیا ہو یا وہ موقوف کو مرفوع بیان کر رہا ہو وغیرہ اس علت کو معلوم کرنا ماہرِ فن ہی کا کام ہے۔
(۱۳) مضطرب: وہ حدیث ہے جسکی سند یا متن میں ایسا اختلاف واقع ہو کہ اسمیں ترجیح یا تطبیق نہ ہو سکے۔
(۱۴) مقلوب: وہ حدیث ہے جس میں نسیانا سند یا متن مین تقدیم وتاخیر واقع ہو جائے یعنی لفظ مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کر دیا جائے مثلاً مرہ بن کعب کی جگہ کعب بن مرہ کر دیا جائے یا بھول کر ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی لکھ دیا جائے۔
(۱۵) مصحف: وہ حدیث ہے جس میں باوجود صورت باقی رہنے کے نقطوں اور حرکات وسکنات کے تغیر کی وجہ سے تلفظ میں غلطی واقع ہو گئی ہو مثلاً مراجم کی جگہ مزاحم اور اُبَی کی بجائے اَبِی اور اگر لفظ کیساتھ صورت بھی بدل جائے تو وہ حدیث محرّف ہے مثلاً عمرؓ کی جگہ عامرؓ
(۱۶) مدرج: وہ حدیث ہے جس میں کسی جگہ راوی تشریح کی غرض سے اپنا یا کسی راوی یا تابعی کا کلام درج کر دے یا دو حدیثوں کے دو متن الگ الگ اسناد سے مروی ہوں اور انہیں ایک ہی سند سے روایت کر دیں۔

خبر واحد راوی کے سقوط اور عدم سقوط کے اعتبار سے سات قسم پر ہے۔
(۱) متصل: وہ حدیث ہے جس کی سند میں پورے راوی مذکور ہوں کوئی راوی ساقط وحذف نہ ہو۔
(۲) مسند: وہ حدیث ہے کہ جس کی سند حضورؐ تک کامل ومتصل ہو۔
(۳) منقطع: وہ حدیث ہے کہ اس کی سند متصل نہ ہو بلکہ کہیں نہ کہیں سے کوئی راوی گرا ہوا ہو
(۴) معلّق: وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع میں سے ایک یا کثیر راوی گرے ہوئے ہوں اور تعلیق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ سند کے تمام راوی حذف کر کے حدیث بلا واسطہ حضور کی طرف یا صحابی کا نام لے کر حضور ﷺ کی طرف منسوب کر دیں. جیسا کہ احادیث مشکوٰۃ میں ہے عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔
(۵) معضل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان کوئی راوی گرا ہوا ہو یا اس کی سند میں ایک سے زائد راوی مسلسل یعنی علی التوالی (پے درپے) گرے ہوئے ہوں اور اگر دو راوی دو مختلف مقامات پر علیحدہ علیحدہ ساقط ہوں تو وہ حدیث معضل نہیں بلکہ منقطع ہوگی۔

(۶) مرسل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے کوئی راوی گرا ہوا ہو یعنی تابعی کے بعد کوئی راوی صحابی یا تابعی ساقط ہو۔
فائدہ! یہ حدیث عندالاحناف مقبول ہے کیونکہ صحابہؓ تمام کے تمام عدول ہیں نیز یہ کلام مرسل ثقہ میں ہے اور ظاہر ہے کہ ثقہ آدمی اسی راوی کو ساقط کرسکتا ہے جو معتمد اور ثقہ ہو کیونکہ غیر ثقہ کو ساقط کرنا شانِ ثقہ کے خلاف ہے تو گویا تبع تابعی نے کمال وثوق واعتماد کی وجہ سے اس تابعی کو ساقط کر دیا ہے۔
(۷) مدلس: وہ حدیث ہے جس کے راوی کی عادت یہ ہو کہ وہ اپنے شیخ یا شیخ الشیخ کا نام چھپالیتا ہو اور یہ راوی جس شخص سے روایت کرتا ہے اس سے اس نے ملاقات کی ہو یا وہ اس کا ہم عصر ہو مگر اس نے اس روایت کو اس سے سُنا نہ ہو اور پھر بھی ایسے الفاظ میں بیان کرتا ہو جن سے سماع کا شبہ اور وہم ہوتا ہو مثلاً عن فلان یا قال فلا ن.
فائدہ! اور اگر اس راوی کی مروی عنہ سے ملاقات اور معاصرت ہی ثابت نہ ہو تو یہ حدیث باتفاق محدثین منقطع ہوگی کیونکہ اس صورت میں سماع کا وہم تک نہیں۔

خبر واحد صیغ ادا کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔ (۱) معنعن (۲) مسلسل۔

☆ معنعن: وہ حدیث ہے جس کی سند میں لفظ عن ہو اس کو حدیث عنعنہ بھی کہا جاتا ہے۔
☆ مسلسل: وہ حدیث ہے جس کی سند میں صیغ اداراویوں کے اوصاف اور حالات ایک طرح کے ہوں مثلاً ہر راوی یوں کہتا ہے سمعتُ فلاناًیقولُ یا کسی سند کے تمام راوی فقیہ ہوں یا مثلاً دمشقی ہوں اور مثلاً حدیث .... اللّٰھم اعنی علی ذکرك و شکرك وحسن عباد تك. مسلسل باخذ الید ہے کہ اس میں ہر راوی اخذ ید کا ذکر کرتا ہے۔

تاریخ تدوین الحدیث

علم حدیث کو ضبط کرنا دو قسم پر ہے (۱) ضبط صدر وسینہ (۲) ضبط کتابت وسفینہ۔ پہلے دور میں ضبط صدر یعنی یاد کرنا معروف اور رائج تھا کہ سینے میں یاد رکھتے تھے کیونکہ اس وقت حافظے بہت قوی تھے اور خیر القرون کا زمانہ تھا۔ ضبط کتابت یعنی تحریری طور پر لکھنا اور محفوظ کرنا۔

پھر ضبط کتابت کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مطلق کتابت (۲) مستقل کتابت بصورت تصنیف۔ مطلق کتابتِ حدیث قرون اولیٰ میں مختلف فیہ تھی ابتداء میں بعض حضرات فرماتے تھے کہ کتابت حدیث مکروہ ہے تا کہ الفاظ حدیث کا الفاظ قرآنیہ کے ساتھ التباس اور اختلاط نہ ہو جائے۔ لیکن پھر اخیر زمانے میں سب کے سب حضرات اس امر پر متفق ہو گئے کہ کتابت حدیث بلاشبہ جائز بلکہ مستحسن ہے اور اب اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کتابت حدیث بصورت تصنیف کے پانچ طبقات ہیں۔
طبقہ اولیٰ، طبقہ تابعین: پہلی صدی ہجری کے آخر میں خلیفہ برحق حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ المتوفی ۱۰۱ھ نے امام محمد بن مسلم بن شہاب زہریؒ المتوفی ۱۲۴ھ اور قاضی مدینہ امام ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اندلسیؒ المتوفی ۱۲۰ھ کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی یادداشت کے مطابق ایک ایک کتاب حدیث میں تصنیف کریں۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے امام ابوبکر بن محمد کو یہ خط لکھا کہ اُنظُر ما

کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکتُبُہ فانی خفتُ دروس العلم و ذھاب العلماء۔ مفتاح السنہ مطبوعہ مصر (ص ۲۱۱) مشہور قول کے مطابق امام ابن شہاب زہریؒ نے سب سے پہلی کتاب ضبط فرمائی تو آپ پہلے مدوّن حدیث ہوئے اور پھر امام ابوبکر بن محمدؒ نے تصنیف کی۔

طبقہ ثانیہ۔ طبقہ تبع تابعین: اس طبقہ میں مختلف علماء نے حدیث کی کتابیں ابواب کی ترتیب پر لکھیں۔ مدینہ منورہ میں امام مالکؒ نے موطأ مالک تحریر کی اور مکہ مکرمہ میں ابن جریجؒ نے اور واسط میں ھشیمؒ نے اور یمن میں معمر بن راشدؒ نے اور خراسان میں عبداللہ ابن مبارکؒ نے اور کوفہ میں سفیان ثوریؒ نے اور شام میں عبدالرحمن اوزاعیؒ نے بصرہ میں ربیع بن صبیحؒ نے اور رَے میں جریر بن عبد الحمیدؒ نے ایک ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ یہ زمانہ تقریباً ۱۵۰ھ (ڈیڑھ صدی) کا تھا۔

طبقہ ثالثہ، طبقہ مسانید: مسند وہ کتاب ہے جس میں صحابہ کرامؓ کی ترتیب رُتبی یا ترتیب حروف ہجایا ترتیب تقدم وتاخر اسلامی کے لحاظ سے احادیث مذکور ہوں مثلاً مسند دارمی وغیرہ اس طبقہ میں امام احمد بن حنبلؒ نے مسند احمد اور عثمان بن ابی شیبہؒ نے مصنف ابن ابی شیبہ اور اسحاق بن راہویہؒ نے مسند اسحاق لکھی۔ یہ زمانہ دوسری صدی کا آخر اور تیسری صدی کا اول تھا۔ ان تینوں طبقات میں حدیث کی کتابیں مخلوط تھیں، یعنی حدیث مرفوع اور موقوف وغیرہ میں نیز حدیث صحیح اور حسن وضعیف میں کوئی خاص امتیاز نہ تھا۔

طبقہ رابعہ طبقہ صحاح ستہ: اس طبقہ میں مصنفین صحاح ستہ نے صحیح سند کے ساتھ صرف مرفوع احادیث لکھیں اور صحاح ستہ کو مرتب فرمایا پھر صحاح ستہ میں بھی سب سے پہلے امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ نے صحیح بخاری مرتب فرمائی اس کے بعد ان کی اتباع میں باقی صحاح بھی لکھی گئیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ نے الفیۃ الحدیث میں ان چاروں طبقات کو منظوم کیا ہے۔

اول جامع الحدیث والاثر ابن شھاب آمر لہ عُمَرُ
اول الجامع للابواب جماعۃ فی العصر ذواقتراب
کابن جُریجٍ و ھشیم مالک و معمرو ولد المبارک
و اوّل الجامع باقتصار علی الصحیح فقط البخاری

طبقہ خامسہ، طبقہ متاخرین: اس طبقہ میں متاخرین محدثین نے اپنی سندوں سے خود روایت نہیں کی بلکہ جو متقدمین نے اپنی سندوں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ وہ اس کو صرف صحابی کے نام سے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ذکر کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا عن ابی ھریرۃ علامہ محی السنہ ابومحمد حسین بن مسعود فراء بغویؒ نے کتاب المصابیح اور صاحب مشکوٰۃ ولی الدین ابوعبداللہ خطیب تبریزیؒ نے مشکوٰۃ المصابیح مرتب فرمائی۔ جزاھم اللہ عن جمیع الامۃ و رفع درجاتھم و برّد مضاجعھم۔

حدیث کی کتابوں کا تعارف

حدیث کی کتابیں وضع، ترتیب اور مضامین و مسائل کے اعتبار سے چند قسم پر ہیں؟

جامع: وہ کتاب ہے جس میں درج ذیل آٹھ مضامین کی احادیث مبارکہ مجتمع ہوں۔ مثلاً جامع البخاری جامع الترمذی

سیر آداب تفسیر وعقائد فتن احکام اشراط ومناقب

فائدہ! صحیح مسلم کا شمار جامع میں نہیں کیونکہ اس میں کتاب التفسیر قلیل (نہ ہونے کے برابر) ہے۔ اگرچہ بعض نے اس کا اعتبار کرتے ہوئے صحیح مسلم کو جامع کی فہرست میں شامل کیا ہے والحق ماذُکرَ۔

☆سُنن: وہ کتاب ہے جس میں احکام کی احادیث ابواب فقہیہ (کتاب الطہارۃ.. الصلوٰۃ.. الزکوٰۃ.. الحج.. النکاح وغیرہ) کی ترتیب کے مطابق بیان ہوں مثلاً سُنن ابی داود، سُنن ابن ماجہ، سُنن نسائی، سُنن ترمذی۔

☆مسند: وہ کتاب ہے جس میں صحابہ کی ترتیب شرافت اسلامی یا ترتیب حروف ہجاء یا ترتیب تقدم وتأخر اسلامی کے لحاظ سے احادیث مذکور ہوں مثلاً مسند احمد ومسند دارمی۔

☆معجم: وہ کتاب ہے جس کے اندر احادیث جمع کرنے میں مصنف اپنے اساتذہ کی ترتیب کا لحاظ رکھے مثلاً معجم طبرانی

☆جزء: وہ کتاب ہے جس میں صرف ایک ہی مسئلے کی احادیث یکجا ہوں مثلاً جزء القراءۃ للبیہقی۔

☆مفرد: وہ کتاب ہے جس میں صرف ایک ہی محدث کی کل مرویات مذکور ہوں مثلاً ابو ہریرہ یا انس یا حذیفہ رضی اللہ عنہم

☆غریب: وہ کتاب ہے جس میں ایک محدث کے تفرّدات جو اس کے شیخ سے ہوں وہ مذکور ہوں۔

مثلاً کتاب: الافراد للدّارقطنی۔

☆مستخرج: وہ کتاب ہے جس میں کتابوں کی حدیثوں کی اُن زائد سندوں کا استخراج کیا گیا ہو جو مصنف کی ذاتی ہوں حتیٰ کہ وہ مصنف اس دوسری کتاب کے مصنف کے ساتھ جا کر اوپر سند میں شریک ہو جائے مثلاً مستخرج ابو عوانہ علی صحیح مسلم۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ دوسری کتاب کی روایت پر مزید وثوق اور اعتماد حاصل ہو جاتا ہے۔

☆مستدرک: وہ کتاب ہے جس میں دوسری کتاب کی شروط کے موافق اسکی رہی ہوئی احادیث کو پورا کر دیا گیا ہو مثلاً مستدرک حاکم علی الصحیحین۔

☆رسالہ: وہ مجموعہ ہے جس میں خاص کسی ایک مقصد کی احادیث جمع کی جائیں مثلاً کتاب الادب المفرد للبخاری

☆اربعین: وہ مجموعہ ہے جس میں صرف چالیس احادیث اس لئے جمع کی جائیں کہ درج ذیل حدیث کی فضیلت وسعادت حاصل ہو جائے ﴿مَن حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَربعین حدیثًا فی امر دینها بَعثه الله فقیهًا و کنتُ لهٗ یوم القیامه شافعًا وّشهیدًا﴾ رواه البیهقی فی شُعَب الایمان﴾ ۔ جس نے یاد کیں چالیس حدیثیں امور دینیہ میں سے اللہ اس کو قیامت کے دن فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کیلئے شفیع اور شہید (گواہ) ہونگا۔

کُتُبِ حدیث مقبول اور غیر مقبول ہونے کے اعتبار سے پانچ قسم پر ہیں

(۱) وہ کتابیں جن میں تمام احادیث صحیح ہیں جیسے مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم۔
(۲) وہ کتابیں جن میں حسن، صحیح، ضعیف، حدیثیں ہوں لیکن سب قابل حُجت ہوں کیونکہ ضعیف حدیثیں بھی حسن کے قریب ہیں جیسے ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، مسند احمد۔
(۳) وہ کتابیں جن میں حسن، صالح، منکر ہر قسم کی حدیثیں جمع ہوں جیسے سنن ابن ماجہ، مسند عبدالرزاق، مسند طیالسی۔
(۴) وہ کتابیں جن میں سب حدیثیں ضعیف ہوں الاّ قلیل جیسے نوادر الاصول حکیم ترمذی، تاریخ الخلفاء۔
(۵) وہ کتابیں جن میں سب حدیثیں موضوع (من گھڑت) ہوں جیسے موضوعات ابن الجوزی، موضوعات شیخ محمد طاہر
صحاح ستّہ! صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ
علمِ حدیث سے منسلک اور مشتغلین بالحدیث کا تعارف: ☆ طالب الحدیث وہ مبتدی ہے جو تحصیل علم حدیث میں مشغول ہو ☆ محدّث وہ شیخ اور استاد جو درسِ حدیث دیتا ہو ☆ حافظ الحدیث وہ محدّث ہے جس کو ایک لاکھ احادیث سنداً ومتناً اَز بر یاد ہوں۔
فائدہ: امام ابنِ شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ حافظ الحدیث ہر چالیس سال میں پیدا ہوتا ہے۔
☆ حجت فی الحدیث۔ وہ محدث ہے جس کو تین لاکھ احادیث سنداً ومتناً ومعنیً یاد ہوں مثلاً امام بخاریؒ علی بن مدینیؒ، یحییٰ ابن معین، عبداللہ ابن مبارکؒ وغیرہم اور امام ابو یوسفؒ کو صرف موضوع احادیث تین لاکھ یاد تھیں۔ اس سے اندازہ لگائیں ان کو صحیح احادیث کتنی یاد ہونگی اور پھر ان کے شیخ امام اعظم ابوحنیفہؒ کو کس قدر احادیث محفوظ ہونگی۔ ☆ حاکم فی الحدیث وہ محدّث ہے جس کو تمام احادیث موجودہ ممکنۃ الحصول سنداً ومتناً ومعنیً وجرحاً وتعدیلاً یاد ہوں بلکہ مزید برآں یہ کہ اس کو راویوں کی تاریخ یعنی سن ولادت اور زمان ومکان تعلیم وغیرہ بھی یاد ہوں مثلاً امام احمد ابن حنبلؒ کہ آپ کو سات لاکھ سے زائد احادیث یاد تھیں اسی طرح امام ابوزرعہ رازیؒ کو سات لاکھ احادیث حفظ تھیں۔

علمِ حدیث میں سند کی اہمیّت وافادیت

اِسناد بابِ افعال کا مصدر ہے جس کے لغوی معنیٰ ہیں چڑھانا اُٹھانا کہا جاتا ہے۔ **اَسْنَدَہ علی الجبل** اس کو پہاڑ پر چڑھایا۔ اصطلاح: میں اسناد کہتے ہیں بات کی سند قائل (کہنے والے) تک پہنچا۔ سند کا معنٰی سہارا اصطلاح میں سند کہتے ہیں۔ **حکایۃ طریق المتن یا مجموعۃ رِجال الحدیث** . سند مفید اور نا گزیر ہے۔
سند کی اہمیت پر چند حوالے ذکر کئے جاتے ہیں جس سے سند کی افادیت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔
(۱) ﴿**الاسنادُ من الدین ولَولاالاسنادُلقال من شاء ماشاء**﴾ (مقدمہ مسلم ص۱۲) حضرت عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ اِسناد دین میں سے ہے اگر سند نہ ہوتی تو جس کا جو جی چاہتا کہتا! (۲) ﴿ **بیننا و بیناالقوم القوائم یعنی الاسناد**﴾

ہمارے اور لوگوں کے درمیان پائے ہیں یعنی سند (۳) ﴿مَثَلُ الذی یَطْلُبُ اَمْرَ دینِہٖ بلااسنادٍ کَمَثَلِ الذی یَرْتَقِی السطحَ بلا سُلَّم﴾ (الاجوبۃ الفاضلۃ ص ۲۱) ترجمہ اس شخص کی مثال جو دینی علوم کو بغیر سند کے حاصل کرتا ہے اس شخص جیسی ہے جو چھت پر بغیر سیڑھی کے چڑھتا ہے[1] (۴) سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: الاسناد سلاح المؤمن فاذالم یکن معہ سلاح فبای شیء یقاتل. سند مؤمن کا ہتھیار ہے جب اس کے پاس ہتھیار نہ ہو تو کسی چیز سے مقابلہ کرے گا کسی چیز سے بھی قتل کیا جاسکتا ہے۔ (کیونکہ سبب دفاع سند ہے ہی نہیں) (۵) ﴿مثل الذی یطلب الحدیث بلا اِسناد کمثل حاطب لیل﴾ جو بلا سند حدیث حاصل کرتا ہے اس کی مثال رات کو ایندھن جمع کرنیوالے کی سی ہے (الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ ص ۴۴)

تحمّلِ حدیث اور الفاظ بیان: حدثنا...... محدثین فرماتے ہیں کہ جب استاد حدیث بیان کرے اور شاگرد سنیں اس کی تعبیر میں تلامذہ حدّثنا کہیں گے اگر جماعت ہو اور اگر ایک طالب علم ہو تو حدثنی (مجھے میرے شیخ نے بیان کیا) اور جب طالب علم پڑھے اور شیخ و استاد سنے تو اخبرنا جماعت کیلئے اور اخبرنی (مجھے میرے شیخ نے خبر دی) ایک کیلئے بولا جاتا ہے۔ اور اگر شیخ اپنا بیاض اور تحریر شدہ مواد و مسوّدۃ عاریۃً یا مِلکًا مطالعہ کیلئے طلبہ کو دیدے اور اس عنایت کے ساتھ روایت کی اجازت بھی دیدیں تو ایک کیلئے انبانی اور جماعت کیلئے انبانا استعمال ہوتا ہے جب شاگرد استاد کے سامنے پڑھے استاد سنے تو اس کو قراءۃ کہتے ہیں اور جب ایک پڑھے اور باقی سن رہے ہوں تو باقیوں کے حق میں سماعۃ ہوگا اور جب روایت کی اجازت دے تو اجازۃ ہوگا ورنہ وِجادۃ

تنبیہ! صحیح مسلم (ج ۲ ص ۲۸۵ باب فضائل عائشہؓ) میں ﴿ حدّثنا ابو بکر ابن ابی شیبۃ قال وجدتُ فی کتابی عن ابی اسامۃ عن ھشام عن ابیہ عن عائشۃؓ قالت ان کان رسول اللہ لیتفقّد یقول این اناالیوم این انا غدااستِبطاءً لیومِ عائشۃ قالت فلمّاکان یومی قبضہ اللہ بین سحری ونحری﴾ حدیث وجادۃ موجود ہے اس پر سوال و جواب زیرِ نظر کتاب باب فضائل عائشہؓ میں ملاحظہ کیجئے۔

اسی طرح ﴿سمعتُ فلاناًاور قال لنا فلانٌ اور ذکرلنا فلان﴾ بھی استعمال ہوتے ہیں اور تَحَمُّلِ حدیث میں ﴿المکاتبۃ اور المراسلۃ اور المناولۃ﴾ کے طُرُق بھی مشہور ہیں۔ مکاتبۃ۔ کہ محدث ﴿حدّثنی فلان فاذا بلغک کتابی فحدّث بہ عنّی بھذا الاسناد﴾ مجھے بیان کیا فلاں نے جب تجھے میرا مکتوب پہنچے تو تو اس کو مجھ سے اسی سند کے ساتھ بیان کرسکتا ہے کے الفاظ سے اپنے تلمیذ کو حدیث دے۔ مراسلہ رسالہ. بأن یرسل الشیخ رسولاً الیٰ اٰخر ویقول للرسول بَلِّغْہ عنّی انّہ حدّثنی فلانٌ.... فاذابَلَغَتکَ رسالتی فارْوِہ عنی بھذا الاسناد. شیخ قاصد بھیجے دوسرے کی طرف کہ پہنچا اس کو میری طرف سے مجھے بیان کیا فلاں نے جب تجھے میرا پیغام پہنچے سو تو اس کو اسی سند کے ساتھ مجھ سے روایت کرسکتا ہے کے الفاظ سے اپنے شاگرد کو اجازت دے۔ المناولہ: اِعطاء الشیخ الطالبَ شیئاً من مرویّاتہ مع اجازتہ صریحًا او کنایۃً شیخ طالب کو اپنی مرویات (روایت کردہ حدیثوں) کا کچھ حصہ عطا کرے اور صراحتًا یا کنایۃً اجازت بھی دے۔ (فتح الملھم ج ۱ ص ۷۷)

☆ سند حدیث میں بعض الفاظ کا مُخفّف بھی استعمال کیا جاتا ہے جب اسانید میں لفظ انَا آئے تو اصول حدیث کے مطابق یہ مخفف ہے اخبرنا کا اسی طرح صرف نا یہ مخفف ہے۔ حدّثنا کا مثلاً انا ابوعوانہ اور ناھناد اصل میں اخبرنا ابوعوانہ اور حدّثنا

---

[1] چھت پر پہلے پہنچے گا یا ہسپتال؟

هناد ہوں گے لکھنے میں انااور نا اور پڑھنے میں مکمل اخبر نا، حدثنا ہوں گے۔
فائدہ! ان الفاظ کے بارے میں یہ فرق ملحوظ رکھنا صرف مستحسن ہے جمہور محدثین کرامؒ اور حضرات ائمہ اربعہؒ کے نزدیک اگر ان الفاظ کو ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا جائے تو بھی جائز ہے اور حدیث کے حجت ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (فتح الباری ج ا ص ۱۱۸ وتدریب الراوی)
تحویل سند کا طریقہ: اکثر اسانید میں حرف ''ح'' بھی آتا ہے یہ حرف تحویل السند کا مخفف ہے۔ علماء اہلِ مغرب اس کو تحویل پڑھتے ہیں اور علماء اہلِ مشرق میں سے مشہور نحوی امام سیبویہ (ابو بشر عمرو بن عثمان بن قنبر امام البصر یین التوفی ۱۸۰ھ وسیبو یہ لقب و معناہ رائحۃ التفاح مفتاح السعادۃ ج ا ص ۱۲۹) حروف تہجی کے قاعدہ کے مطابق ''ح'' پڑھتے ہیں اور مراد اس تحویل سے یہ ہوتی ہے کہ راوی سند کو اُوپر کے مذکورہ راویوں کے حوالے کر دیتا ہے اور حرف ''ح'' سے نیچے سند دگنی اور متعدد ہوتی ہے

آدابِ طالب حدیث

مَنْ اَرَادَاَنْ یَّحْفَظَ العلمَ فَعَلیه اَنْ یُّلازِمَ خَمسَ خِصَالٍ: الاولٰی صلٰوۃ اللیل ولو رکعتین! الثانیة دَوامُ الوضوء! الثالثة التَّقْوٰی فِی السرّ و العلانیة! الرابعة اَنْ یَّاْکُلَ لِلتَّقْوٰی لَا لِلشّهَوَاتِ الْخَامِسَةُ السواکُ. جو شخص ارادہ کرے حفاظت علم کا پس لازم ہے اس پر اختیار کرنا پانچ خصلتوں کا: پہلی نماز تہجد اگر چہ دو ہی رکعت ہوں۔ دوسری ہر وقت باوضو رہنا۔ (طہارت ظاہری و باطنی کا اہتمام) تیسری تقویٰ کرنا ظاہر و باطن میں۔ چوتھی کھاوے وہ شخص واسطے تقویٰ کے نہ کہ شہوت کے۔ پانچویں مسواک۔
(۱) اخلاص: علم حدیث میں محنت صرف اس لئے کرے کہ حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور احکام اسلامیہ کا علم ہو جائے۔ کیونکہ ابو ہریرہؓ سے مرفوع حدیث مروی ہے ﴿من تعلم علمًا ممّا یبتغی بہٖ وجه اللہ لا یتعلمهٗ، اِلا لیصیبَ به عرضًا من الدنیا لم یجد عرف الجنة یوم القیامة﴾ جو شخص علوم دینیہ کو دنیاوی ساز و سامان کیلئے حاصل کرتا ہے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴)
(۲) اَخلاقِ حمیدہ: علم حدیث کے طالب اور طالبہ کو عمدہ اخلاق کا اہتمام اور رذائل (عادات سیئہ) سے اجتناب ضروری ہے حضرت ابو عاصم نبیلؒ فرماتے ہیں ﴿من طلب هذا الحدیث طلب اعلیٰ امورِ الدین فیجبُ ان یکون هو خیر الناس﴾ جس نے علمِ حدیث کو حاصل کیا اس نے دین کے عمدہ مسائل کو حاصل کیا پس واجب ہے کہ خود بھی لوگوں میں بہتر اخلاق والا ہو ﴿سوء الخُلق لیفسِدُ العمل کما یُفسِد الخَلُّ العسلَ﴾ بداخلاقی اعمال کو ایسے بگاڑ دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو فاسد کر دیتا ہے اخلاقِ حمیدہ میں سرِ فہرست تواضع اور برے اخلاق میں تکبر ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب نے تکبر کو امّ الامراض لکھا ہے۔
(۳) محنت: طالب حدیث کو چاہئے طلبِ حدیث میں بساط بھر کوشش اور خوب محنت کرے اور فراغت (زمانہ طالب علمی)

کوغنیمت سمجھے اور دن رات محنت کر کے علم حدیث حاصل کرے۔ محدث یحییٰ ابن ابی کثیرؒ فرماتے ہیں۔ ﴿لا یستطاع العلمُ براحة الجسم﴾ علم راحتِ جسمانی سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں ﴿لا یفلح من طلب هذا العلم با لتملّل وغنی النفس ولکن من طلبه بذلة النفس وضیق العیش و خدمة العلم افلح﴾ جس نے علم حدیث سستی ولا پرواہی سے حاصل کیا وہ کامیاب نہ ہوگا لیکن جس نے اس علم کو عاجزی نفس، تنگی عیش وخشونت اور خدمت سے حاصل کیا وہ کامیاب ہوگا۔

.....اور مشہور شعر ہے

من طلب العُلیٰ سَہِرَ اللیالی — بقدر الکدِّ تُکتسب المعالی

جو بلندیوں کا طالب ہو وہ راتوں کو جاگتا ہے — کیونکہ بقدر محنت ہی مراتب علیا حاصل ہوتے ہیں

غرضیکہ اپنی تمام قوتیں تحصیل حدیث میں صرف کردے مثلاً قوتِ دماغ، قوتِ فکر قوتِ علم، صحت عافیت فراغت۔

(۴) **کلماتِ تعظیم**: یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ تعظیمی لفظ کہے مثلاً عزوجل یا عزّ اسمہٗ یا جلّ مجدُہٗ یا سبحانہ وتعالیٰ وغیرہ اور آنحضرت ﷺ کے نام پر درود شریف پڑھے مثلاً صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نام پر رضی اللہ عنہ، رضی اللہ عنہم اور صحابیات کے نام پر رضی اللہ عنہا، رضی اللہ عنھن ائمہ وعلماء کے نام پر رحمہ اللہ، رحمھم اللہ، رحمۃ اللہ علیہ، مرحوم، مغفور وغیرہ کہے۔

(۵) **عزم عمل**: عبادات، اخلاق، آداب کی جو حدیث پڑھے اس پر عمل کرے کیونکہ اس سے حدیث محفوظ بھی ہو جاتی ہے اور ثواب بھی ملتا ہے امام وکیعؒ فرماتے ہیں ﴿اذا اردتَ ان تحفظ الحدیث فا عمل به﴾ (جب تو حدیث یاد کرنے کا ارادہ کر چکا تو اس پر عمل کر) اور امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ﴿ما کتبتُ حدیثاً الا وقد عملتُ به حتّٰی مرّبِیْ ان النبیّ احتجم واعطی ابا طیبة الحجام دیناراً فاحتجمت واعطیت الحجام دیناراً﴾ کہ میں نے کوئی حدیث نہیں لکھی مگر اس پر عمل کیا حتیٰ کہ میرے سامنے یہ حدیث گزری کہ نبی ﷺ نے پچھنے لگوائے اور ابوطیبہ حجام کو ایک دینار (سونے کا سکہ) دیا تو میں نے اتباع میں پچھنے لگوائے اور حجام کو ایک دینار (روپیہ) دیا ہاں طالب علم کو نوافل کی اتنی کثرت نہ کرنی چاہئے کہ پڑھنے اور تکرار ومطالعہ میں حرج واقع ہو۔

(۶) **ادب**: اپنے شیخ، استاد، والدین کتاب، مدرسہ، تعلیمی اشیاء، احباب تمام کی تعظیم علم نافع کے حصول کیلئے ناگزیر ہے ورنہ مشہور ہے بےادب محروم گشت از فضلِ ربّ چنانچہ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے ﴿تو اضعوا لمن تعَلّمونَ منه﴾ جن سے علم سیکھتے ہو ان سے عاجزی وادب سے پیش آؤ۔ اسی طرح حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ اَنا عبدُمَن عَلّمنی حرفاً اِنْ شاء باع و ان شاء اعتق جس نے مجھے ایک حرف سکھایا میں اس کا غلام ہوں اور وہ میرا آقا ہے اگر چاہے مجھے بیچے یا آزاد کرے۔

استاد کی تعظیم کا معیار یہ ہے پس پشت بھی کوئی ایسا قول وفعل نہ ہو جو استاد تک پہنچنے کی صورت میں اس کے لئے باعث اذیت ہو اور یہ بھی اَدب ہے کہ علمیت میں استاد کی ترجیح کا اعتقاد رکھے ورنہ علم سے انتفاع نہ ہوگا۔ ادب کا حاصل: حفظِ حدود اور ادائے حقوق۔ حدود کا لحاظ کرتے ہوئے سب کے حقوق ادا کرنا۔

افسوس ہے وقت سے مہلت نہ لے پائے ہم — جو استادوں کا حق تھا وہ عزت نہ دے پائے ہم

جو ہم سے ہو نہیں پایا وہی اب کام تم کرنا — مدرسے کی قدر کرنا معلم کا ادب کرنا

(۷) افادہ عام: حصولِ علم اپنے عمل کی اصلاح اور دوسروں (خواص وعوام) کی اطلاع اور احکام اسلام کی ابلاغ کیلئے ہو نہ یہ کہ طالب علموں کو علمی فائدہ پہچانے میں بخل کرے۔ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ **من بخلَ با لعلم اُبتلی بثلاث امّا ان یموت فیذهب علمه' اوینسیٰ اَو یتبعُ السلطان** . جس نے علم میں بخل کیا تین چیزوں میں آزمایا جائے گا یا تو مرے گا علم بھی ساتھ چلا جائے گا (بعد والے منتفع نہ ہوسکیں گے) یا بھول جائے گا یا بادشاہ کے پیچھے چلے گا جو عالم کیلئے سمّ قاتل ہے البتہ نااہل (ناسمجھ، بے ادب، ریاکار وغیرہ) کو نہ بتانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸) عدمِ حیاء: تحصیل علم میں سوال کرنے سے حیاء اور تکبر سے قطعاً پرہیز رکھے اور عمر میں اپنے سے چھوٹے سے سیکھنے میں بھی عار نہ کرے امام بخاریؒ حضرت مجاہدؒ سے نقل کرتے ہیں ﴿**لاینال العلم مستحی ولامستکبرٌ**﴾

(۹) تکرار ومطالعہ: پڑھے ہوئے اسباق کا تکرار اور آمدہ سبق کیلئے مطالعہ کرنا بھی ضروری ہے علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں ﴿**ولیذاکر بمحفوظ ولیباحث اهل المعرفة فَاِنَّ المذاکرة تعین علیٰ دوامه**﴾ اور حضرت ابنِ عباسؓ کا فرمان ہے **مذاکرة العلم ساعةً خیرٌ مِنْ اِحیاء لَیلَةٍ**.

(۱۰) طہارت: (ظاہری وباطنی)۔ شامی وغیرہ میں ہے کہ حدیث، فقہ ودینی کُتب کو بغیر طہارت کے ہاتھ لگانا مکروہ ہے۔ کیونکہ تحصیل علم کا مقصد اصلاح اعمال واخلاق ظاہر ہے جب ہم طہارت ظاہری کا اہتمام کرینگے تب اللہ تعالیٰ باطنی پاکیزگی انعام فرمائیں گے۔

(۱۱) اجتناب عن المعاصی: طالب حدیث کو چاہیے کہ معاصی سے دور رہے ورنہ علم نافع سے محروم رہے گا امام وکیعؒ کا مشہور مقولہ ہے جو انھوں نے امام شافعیؒ سے وصیۃً فرمایا تھا۔

شکوتُ الیٰ وکیع سوء حفظی — فاوصانی الیٰ ترك المعاصی
میں نے اپنے استاد وکیع سے سوء حافظہ کی شکایت کی — تو انھوں نے مجھے گناہوں سے بچنے کی ہدایت کی
لِاَنَّ العلم نورٌ من الٰهی — و نور الله لا یعطٰی لعاصی
کیونکہ علم ہے نورالٰہی — اور عاصی کو ملتا نہیں نورِ خدائی

بنوصاحب آداب رہوہر دم شاد

اللہ ﷻ تمام آداب پر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں! آمین یاربّ العٰلمین۔ (مقدمہ اوجز المسالک)

طلبِ حدیث کیلئے سفر

جیسا کہ آداب طالبِ حدیث سے معلوم ہوا کہ علم دین بلاجدّ وجہد کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ ﴿**اِنّ العلم لا یعطیك بعضه حتیٰ تعطیه کلّك**﴾ علم تجھے اپنا کچھ حصہ بھی نہ دے گا یہاں تک کہ تو اپنا سب کچھ اس کو نہ دے اس علم کے حصول ووصول کیلئے منجملہ دوسری چیزوں کے سفر بھی جزوِ لاینفک ہے سفر کے بغیر عالم کامل نہیں بن سکتا حتیٰ کہ کوئی عالم ایسا نہیں جس نے علم کیلئے سفر نہ کیا

ہو۔اللہ کے اولوالعزم پیغبر موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام بھی کہہ رہے ہیں ﴿قال له موسٰی هل اتّبعك علی ان تعلّمنِ ممّا علّمت رشدًا﴾ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ جو علم مفید آپ کو سکھلایا گیا ہے اس میں سے مجھے بھی سکھا دیں (سورۃ الکہف پ ۱۵)

فائدہ! حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا تفصیلی واقعہ زیر مطالعہ کتاب کے باب فضائل الخضر میں دیکھیں۔ جب اللہ کے جلیل القدر انبیاء نے سفر کیا تو امت کو حصول علم کیلئے کس قدر اہتمام سے سفر کی ضرورت ہے۔ بغرض تمثیل ایک دو واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) ﴿عن عمرؓ کنت انا و جارلی من الانصار فی بنی امیّة بن زید و هی من عوالی المدینة و کنّا نتناوب النزول علی رسول الله ینزل یوما و انزل یوما فا ذا نزلت جئته بخبر ذالك الیوم من الوحی﴾ (بخاری ج۱ ص۱۹) حضرت عمرؓ سے مروی ہے میں اور میرا پڑوسی (ساتھی) انصاری جو بنو امیہ ابن زید کے قبیلہ میں سے تھا مدینہ کی بالائی بستیوں میں سے تھا۔ہم باری باری حضور ﷺ کے پاس رہتے ایک دن وہ رہتا اور ایک دن میں جب میں حضور ﷺ کیساتھ ٹھہرتا تو اسے اس دن کی وحی اور تعلیم کی خبر دیتا۔اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام میں طلب حدیث پر کتنا اہتمام و دوام تھا۔ یہ عتبان ابن مالک بن عمر عجلان الخزرجی تھے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کا عشر عشیر عطا فرمائیں۔

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کو ایک صحابی رسول ﷺ عبداللہ ابن انیس الجہنی ؓ متوفی ۵۸ھ جو شام میں قیام پذیر ہو گئے تھے کے بارے میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس ایک حدیث ہے جو مجھے یاد نہیں انہوں نے ایک حدیث کے حصول کیلئے اونٹ خرید اسفر کی تیاری کی اور ایک ماہ کا طویل اور کٹھن سفر کر کے عبداللہ ابن انیس ؓ کے پاس شام پہنچے اور ان سے وہ حدیث حاصل کی۔وہ حدیث یہ ہے۔ ﴿عن عبد الله ابن اُنَیس سمعت النبی یقول یحشر الله العباد فینا دیهم بصوت یسمعه مَنْ بَعُدَ کما یسمع مَنْ قَرُبَ انا الملك انا الدیّان﴾ عبداللہ ابن انیسؓ سے مروی ہے میں نے نبی ﷺ سے سنا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کو جمع کریں گے ان کو پکاریں گے ایسی آواز سے جس کو دور والے ایسے ہی سنیں گے جیسے قریب والے انا الملك انا الدیّان (بخاری ج۲ ص۱۱۱۴) بعض نے کہا وہ حدیث ﴿یحشر الله الناس یوم القیامة عراةً﴾ ہے (فتح الباری ج۱ ص۱۷۴) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو برہنہ جمع کریں گے۔اندازہ کیجئے صحابی رسول ﷺ صاحب مرتبہ ﴿مبشّر با لجنة﴾ نے بھی حدیثِ واحد کیلئے اتنا سفر طے کیا۔

(۳) سیّدنا خالد ابنِ زید ابوایوب انصاری ؓ کا سبق آموز واقعہ کتب حدیث میں موجود ہے اس کی تفصیل یہ ہے ایک مجلس میں ابو ایوب انصاریؓ اور عقبہ ابن عامر ؓ حضور ﷺ کے پاس تھے اور حضور نے ایک حدیث بیان فرمائی.....بعد میں سیّدنا عقبہ ابن عامرؓ مصر میں مقیم ہو گئے تھے سیّدنا ابو ایوب انصاریؓ کو خیال ہوا کہ اس حدیث کو (جو میں نے عقبہؓ کے ساتھ سنی تھی) تصدیق کرلوں۔اس تردد کو دور کروں سامانِ سفر باندھا اور مصر روانہ ہوئے سفر طے کر کے حضرت عقبہ ابن عامر کے پاس پہنچے ان کا سن کر وہ باہر تشریف لائے تو سلام دعا کے بعد بلاتمہید حضرت ابو ایوب انصاری ؓ نے کہا کہ میں اور آپ نے حضور ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی اس کی

تصدیق کیلئے حاضر ہوا ہوں اس وقت ہم دو کے سوا سننے والا باقی نہیں انھوں نے وہ حدیث سنادی اور چاہا کہ اپنے ہم مکتب اور صحابی رسول کی ضیافت وخاطر تواضع کریں لیکن حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فوراً اپنی سواری کی طرف پلٹے اور یہ کہہ کر چل دیے بس میں اس حدیث کیلئے آیا تھا۔ دیکھئے کتنا اہتمام واحترام تھا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہ ایک حدیث کیلئے اتنا سفر کیا اسی لئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اصحابی کا لنجوم با یّهم اقتدیتم اهتدیتم . وہ حدیث یہ ہے من ستر مؤ منا فی الدنیا علٰی خِزیة ستره اللّٰہ یوم القیامة ۔ جس نے کسی غلطی پر مؤمن کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا فُطَنًا طَلَّقُوا الدُّنْيَا وَ خَافُوا الفِتَنَا
بیشک اللہ کے زیرک بندے ہیں جنھوں نے دنیا کو ترک کیا اور فتنوں سے ڈرے
نَظَرُوا فِيهَا فَلَمَّا عَلِمُوْا اَنَّهَا لَيْسَتْ لِحَيٍّ وَطَنَا
انھوں نے دنیا میں غور کرنے سے جان لیا بیشک یہ مستقل قیام گاہ نہیں
جَعَلُوْهَا لُجَّةً وَاتَّخَذُوْا صَالِحَ الْاَعْمَالِ فِيْهَا سُفُنًا
انھوں نے دنیا کو سمندر قرار دیا اعمال صالحہ کو اس میں کشتی بنایا

تاکہ اس دنیا کے سمندر کو پار کر کے حوضِ کوثر کے ساحل پر پہنچیں اور جنت میں جانے کا راستہ آسان ہو، مغفرتِ عصیان ہو خائب شیطان ہو، عنایت کوثر کا جام ہو، اللہ کا انعام ہو، داخلہ دار السلام ہو، راضی ربِ رحمان ہو۔

اَدِّبُوا النَّفْسَ اَيُّهَا الاَصْحَابُ طُرُقُ العِلْمِ كُلُّهَا آدَاب

قدتم المقدّمة بتوفيق الله تعالٰى ويليه كتاب الفضائل

❀❀❀

کتاب الفضائل

(۱) باب فَضْلِ نَسَبِ النَّبِيِّ ﷺ وَ تَسْلِيمِ الْحَجَرِ عَلَيْهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ

(۱۰۳۸) نبی ﷺ کے نسب مبارک کی فضیلت اور نبوت سے قبل پتھر کا آپ ﷺ کو سلام کرنے کے بیان میں۔

(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ جَمِيعًا عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ اَبِيْ عَمَّارٍ شَدَّادٍ اَنَّهُ سَمِعَ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ.

(۵۹۳۸) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں کنانہ کو چنا اور قریش کو کنانہ سے چنا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور پھر بنی ہاشم سے مجھے چنا۔

(۲) وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ حَدَّثَنِيْ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ.

(۵۹۳۹) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں کہ جو مکہ مکرمہ میں میرے مبعوث ہونے سے پہلے (یعنی اعلان نبوت سے قبل) مجھ پر سلام کیا کرتا تھا میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

ربط ومناسبت! کتاب الفضائل سے پہلے امام مسلمؒ نے ابتداء کتاب سے کتاب الرؤیا تک ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات، احکام وحقوق کے متعلق احادیث ذکر کی ہیں جن میں بتادیا کہ اے امت محمدؐ کے افراد (رجال واناث، عرب وعجم، خواندہ وناخواندہ) ان تمام احکام وحقوق اور ارکان وہدایات کو اپناؤ اور مکمل عمل کرو کہ نتیجۃً اللہ جل جلالہ تم سے راضی ہونگے اور اپنے فضل وکرم سے تمہیں صاحب فضیلت بنادیں گے۔ بالآخر اپنی بے پایاں رحمت سے جنت میں داخل فرمائیں گے ورنہ دنیا میں رذیل اور آخرت میں ذلیل ہونگے اس لئے کہ تمام عزتیں اور فضل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے چنانچہ فرمایا: ﴿فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا﴾ (النساء ۱۳۹) دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران ۷۳) اے میرے حبیب ﷺ فرمادیجئے بیشک فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اور صرف فضل والا نہیں فضلِ

عظیم والا ہے جس کی انتہا نہیں۔ امام مسلمؒ نے کتاب الفضائل کا عنوان دے کر سب سے پہلے فضل اللہ کے محور انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کا تذکرہ کیا ہے اس کے بعد انبیاء سے بلاواسطہ مستفیدین ومسترشدین جماعت صحابہ کرام کا ذکر کیا۔ ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ (البقرۃ ۲۵۳) یہ سب رسول ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت و برتری ہم نے دی۔ اس آیت سے ثبوت فضیلت کے ساتھ ساتھ یہ بات واضح ہوگئی کہ نبوت و رسالت عطائی چیز ہے کسبی نہیں کہ اعمال، ریاضات، عبادات سے حاصل کی جاسکے اعمال سے درجہ صدیقین، شہداء، صالحین حاصل ہوتا ہے قرب خداوندی نصیب ہوتا ہے آدمی رحمت باری تعالیٰ کا مستحق بنتا ہے لیکن نبی ورسول نہیں ہرگز نہیں حاشا وکلا۔

کتاب وباب کی تعریف۔ کتاب: کتاب کا اطلاق محدثین کی اصطلاح میں اس مجموعہ پر ہوتا ہے جسمیں مختلف انواع واقسام کی حدیثیں ہوں۔ باب: وہ ہے جس میں صنف واحد کی احادیث ہوں۔ (علامہ عینیؒ)

الفضائل: فضیلۃ کی جمع ہے جیسے شرائف جمع شریفۃ کی. فضیلت بمعنی حُسنِ اخلاق، اخلاق کا بلند درجہ، بلند کرداری، بلندی مرتبہ، وصف امتیازی۔ (اس کی ضد رذائل جمع رزیلۃ ہے) اسی طرح مناقب جمع ہے منقبۃ کی بمعنی خاندانی خوبی، عمدہ اخلاق واوصاف، خوبی۔ (اِنَّ الْمَنَاقِبَ اِنَّمَا هِيَ التَّقْوٰى بِاَنْ يُّعْمَلَ بِطَاعَتِهٖ وَيُكَفَّ عَنْ مَعْصِيَتِهٖ) مناقب تقویٰ ہی ہے اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی سے بچا جائے۔ فضائل ومناقب دونوں لفظ عندالمحدثین مستعمل ومتداول ہیں

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ ان میں آپؐ کے نسب مبارک اور پتھر کے سلام کا ذکر ہے۔

حدیثِ اول: یہ کتاب الفضائل کا پہلا باب ہے جس میں فضیلتِ ظاہری نسب کا ذکر ہے اور ثبوت فضیلت کیلئے علوِ نسب اور تسلیم حجر کا بیان ہے اس باب میں دو چیزیں ہیں ا۔ فضیلت نسب ۲۔ آپ ﷺ کو بعثت سے پہلے پتھروں کا سلام کرنا۔ پہلی حدیث میں نسب کا ذکر ہے جس میں عالی النسب اور محمود النسب ہونے کا بیان ہے۔ فرمایا ایک تو میرا نسب اللہ کے برگزیدہ نبی اسمٰعیل علیہ السلام سے ملتا ہے جو عالی النسب ہونے کی دلیل ہے اس کے ساتھ محمود النسب ہونے کا بھی ثبوت ہے کیونکہ انبیاء کا نسب یقیناً قابلِ تعریف ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل جلالہ نے مجھے آدم وحوا سے لے کر عبداللہ وآمنہ تک شریف پشتوں اور پاکیزہ رحموں کے ذریعے منتقل فرمایا۔ اصطفٰی کنانۃ .... ابن العربیؒ کہتے ہیں اصطفا کا معنٰی ہے چیزوں کے مجموعے سے صاف وشفاف کو چن لینا جس کی مثل نہ ہو۔ سرورِ کونین ﷺ کو مخلوقات وانسانیت سے چنا گیا واہ خدا کا انتخاب انتخابِ لاجواب۔ اس کے قریب کا لفظ اختیار ہے جیسے انّ اللہ اختارنی (ترمذی ج۲ص۶۷۹)

آنحضرت ﷺ کا انتخاب! اللہ تعالیٰ نے جملہ مخلوقات میں سے آدم کو چنا' آدم کے دو بیٹے ہابیل وقابیل (مطیع وعاصی) میں سے ہابیل کو چنا' ہابیل کی اولاد میں سے نوح کو چنا' نوح علیہ السلام کے تین (مؤمن) بیٹوں میں سے ابوالعرب حام کو چنا' حام کی اولاد میں سے ابراھیم خلیل اللہ کو چنا' ابراھیم علیہ السلام کے دو بیٹے اسحاق واسمٰعیل میں سے اسمٰعیل ذبیح اللہ کو چنا' اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے عدنان کو چنا' عدنان کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا' کنانہ سے قریش کو چنا' قریش سے بنوھاشم کو چنا' بنوھاشم سے عبدالمطلب کو چنا' عبدالمطلب کے دس بیٹوں میں سے جناب عبداللہ کو چنا' عبداللہ کے گھر محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا؛ ذالک فضل اللہ۔ سبحان اللہ۔

(انّ اللہ خلقَ الخلقَ فجعلنی فی خیر ھم ثمّ جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیر ھم فرقۃ ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیر ھم قبیلۃً ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیر ھم بیتاًوخیر ھم نفسًا) (ترمذی ج۲ص۶۷۹) باپ عبداللہ سراپا عبدیت ماں آمنہ پیغام امن بیٹا پیغام ہدایت۔ حدیثِ باب اسی فضیلت وترتیبِ انتخاب پر دلیل ہے اور قرآن کریم بھی اس چناؤ کا تذکرہ کرتا ہے۔ ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ﴾ (الاسراء ۷۰) البتہ ہم نے آدم کو تکریم بخشی ﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَايَشَاءُ وَيَخْتَارُ﴾ (القصص ۶۸) تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسکو چاہتا چنتا ہے۔

﴿انّ اللہ اصطفی آدم و نوحًا و آل ابراھیم و ال عمران علی العٰلمین﴾ (آل عمران ۳۳)

بیشک اللہ نے آدم نوح آل ابراہیم وآل عمران کا چناؤ کیا۔

آپ ﷺ کا نسب۔ سیدنا ومولانا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبدمناف بن الیاس بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان۔ عدنان تک سلسلہ نسب مسلم ہے اس سے اوپر نسابین میں اختلاف ہے۔

ابن سعدؒ نے آدم علیہ السلام تک نسب یوں بیان کیا ہے۔

ذکر نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تسمیۃ من والدہ الی آدم صلی اللہ علیہ وسلم .

قال :أخبرنا ھشام بن محمد بن السائب بن بشیر الکلبی قال:علّمنی أبی و أنا غلام نسبَ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :محمد الطیّب المبارک (طبقات ابن سعد ج۱ص۵۵ بیروت)

سیدنا و مولانا محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قُصی بن کلاب بن مرّۃ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فھر بن مالك بن نضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزاربن معدّ بن عدنان بن أدد بن ھمیسع بن سلامان بن عوص بن یوز بن قموال بن أبیّ بن عوّام بن ناشد بن حزا بن بلداس بن تد لاف بن طابخ بن جاحم ابن ناحش بن ما خی بن عَبَقَی بن عبقر بن عبید بن الوعا بن حمدان بن سنبر بن یثربی بن نحزن بن یلحن بن أرعوی بن عیفَی بن دیشان بن عیسر بن أفناد بن أبھام بن مُقصی بن ناحث بن زارح بن شمی بن مزّی بن عوص ابن عرّام بن قیذر بن اسماعیل بن ابراھیم بن آزر(کما فی القرآن) اوتارح کما فی التورات وبعضھم یقول آزر بن تارح) بن ناحور بن ساروغ (یقال شروغ) بن أرغوا بن فالغ بن فالخ عابر بن شالخ بن ارفخشد ابن سام بن نوح(النبیّ علیه السلام) بن لمك بن متوشلخ (و یقال متوسلخ) بن اخنوخ(وھو ادریس النبیّ علیه السلام) بن یرذ بن مھلائیل بن قینان بن أنوش بن شیث ھبۃ اللہ بن آدم علٰی نبیّنا وعلٰی جمیع الانبیاء الصلٰوۃ والسلام .و آدم خلق من التراب.

قریش: قریش کا مصداق کون ہیں اس میں نسابین کا اختلاف ہے (۱) قریش کا مصداق فِہر ابن مالک کی اولاد ہے (۲) قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کو کہتے ہیں۔ نضر کے سوا کنانہ کی دیگر اولاد کو قریش نہیں کہتے قول ثانی مشہور ہے کہ قریش نضر کی

اولاد ہے۔

قریش کی وجہ تسمیہ: (لفظ قریش سے نام رکھنے کا سبب)(۱) قریش ایک سمندری جانور(مچھلی) کا نام ہے جو دوسرے تمام جانوروں پر غالب وحاوی رہتا ہے اوران کو کھا جاتا ہے قبیلہ قریش بھی بسبب شجاعت و بسالت کے دوسرے عرب قبائل پر غالب و حاوی رہتا اس لئے ان کا نام رکھدیا قریش۔ (۲) قریش قرش یا تقریش سے ہے جسکے معنٰی ہیں کمانا، جستجو، تفتیش کرنا فھر ابن مالک ضرورت مندوں کی حاجتوں کا پتہ لگا تا انکو پورا کرتا غریبوں کی مدد کرتا ننگوں کو کپڑے پہنا تا مسافروں اور پناہ گزینوں کو پناہ دیتا اور ضیافت کرتا بھولے بھٹکے کو سیدھی راہ دکھاتا اس لئے ان کا نام قریش (جستجو کرنے والا) رکھا گیا.(۳) قریش تَقَرُّش سے ہے بمعنٰی جمع کرنا.

ابو کم قُصی کانَ یدّ عی جمعًا به جمع الله القبائل من فهر

تمہارا باپ قصی مجمعوں کو بلاتا. اس کی وجہ سے اللہ تعالٰی نے (اولاد فھر) قبائل کو جمع کر دیا۔

حاصل یہ ہوا کہ لفظ قریش! نام سمندری جانور، معنٰی جستجو تلاش، جمع کرنا یہ تینوں وجوہ اس قبیلہ میں موجود ہیں اس لئے ان کو قریش کہا جانے لگا۔ قریش کے چند مشہور قبائل۔ جزیرۃ العرب حجاز مقدس کا مشہور و نامور باسی قبیلہ قریش ہے جو مکہ مکرمہ کے گردونواح میں قیام پذیر تھا.

چند مشہور خاندان یہ ہیں: قریش کی دو اقسام: (۱) قریش البطحاء۔ (۲) قریش الظواہر۔

(۱) قریش البطحاء: جو مکہ مکرمہ کے بطحاء میں سکونت پذیر تھے ان میں کعب بن لؤی کی اولاد خصوصاً بنوعبد مناف، بنوعبد العزّی، بنو عبدالدار، بنوزہرہ، بنوتیم، بنومخزوم، بنوجمع، بنوسہم وغیرہ مشہور ہیں۔

(۲) قریش الظواہر: قریش کے وہ قبائل جو مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے ان میں بنو عامر بن لؤی، بنومحارب، بنوحارث وغیرہ شامل ہیں۔

(۱) بنوھاشم: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر متعدد صحابہ اس نامور خاندان میں سے تھے۔

(۲) بنومحارب بن فھر: ضرار بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور شاعر صحابی اور اعبدالملک بن قطن اور کرز بن جابرؓ۔

(۳) بنوحارث بن فھر: ابوعبیدہ عابد بن عبداللہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقبہ بن نافع عیاص بن غنم۔

(۴) بنوعامر بن لؤی: سہیل بن عمرو (صلح حدیبیہ میں مشرکین کا یہ نمائندہ تھا بعد میں اسلام قبول کرلیا) ابو جندل، ام المؤمنین سیدہ سودۃ بنت زمعۃ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔

(۵) بنوکعب بن لؤی: صفوان بن اُمیہ، عثمان بن مظعون ان کے بھائی عبداللہ قدامہ، سائب، مہاجر زینب بنت مظعون زوجہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرجیل یا شرحبیل بن حسنہ عمرو بن عاص عقبہ بن نافع الفہری۔

(۶) بنوعدی بن کعب: سیدنا سعید بن زید عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

(۷) بنومُرَّۃ بن کعب: ارقم بن ارقم بدری خالد بن ولید سیف اللہ، ابوسلمہ عبداللہ عکرمہ بن ابی جہل۔ اس سے واضح ہوا ابوجہل

ہاشمی نہ تھا۔ بلکہ بنو مرہ بن کعب میں سے تھا۔

(۸) **بنو زُھرہ بن کلاب**: سعد بن ابی وقاص عبدالرحمٰن بن عوف (ان کے برادر صغیر خواد) عمیر بن محدث محمد بن مسلم المعروف ابن شہاب زہری اسی خاندان میں سے تھے۔

(۹) **بنوعبدالدار**: مصعب بن عمیر، عثمان بن طلحہ، شیبہ بن طلحہ، کعبۃ اللہ کی چابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دی اور آج تک اسی خاندان میں چلی آ رہی ہے۔ (جلالین)

(۱۰) **بنوعبدالعزّٰی**: امّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا، زبیر بن عوامؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ، مصعب بن زبیرؓ حکیم بن حزام، دارالندوۃ (مشورہ گاہ) حکیم بن حزام کو وراثت میں ملا تھا۔

(۱۱) **بنوامیّہ**: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کی مزید تفصیل جمھرۃ انساب العرب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

قریش کا مذہب: قریش اصلا ابراہیمی تھے لیکن بگڑتے بگڑتے بت پرست اور کٹر مشرک بن گئے کہ توحید کی آواز بھی برداشت نہ کر سکتے تھے ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ بت پرستی پھیلانے والا اور دین کو بگاڑنے والا سب سے پہلا شخص عمرو ابن لحی ہے۔[1] اگرچہ بعض سلیم الطبع باوجود فساد کے فطرت سلیمہ اور ملت ابراہیمی پر رہے۔ اُن میں سے بعض عیسائی بھی ہوئے لیکن عامۃ الناس کا مذہب بت پرستی تھا۔ ان کے بتوں کے نام لات (تانیث اللہ) اور عزّٰی (تانیث عزیز) ھبل، منات (تانیث منان) مشہور ہیں۔ (انی لاعرف حجرًا بمکۃ) میں پہچانتا ہوں مکہ میں ایک پتھر کو۔ بمکہ میں 'ب' ظرفیت کیلئے ہے حجر سے کونسا پتھر مراد ہے اس کے بارے میں اہل علم کے دو قول ہیں (۱) اس سے مراد عام پتھر ہیں کہ آپ جہاں سے گزرتے وہ آپ کو سلام کرتے اس کی تعمیم سینے تنوین تنکیر اور حجرًا کا نکرہ ہونا قرینہ ہے کہ کوئی پتھر بھی ہو سکتا ہے۔ (۲) بعض نے اس پتھر کی تصریح وتعیین کی ہے کہ حجرًا سے مراد حجرِ اسود ہے جو جنّت کا پتھر ہے اور کعبۃ اللہ کے ایک حصہ میں نصب ہے۔ حدیث باب کے تحت۔ اکمال اکمال المعلم (ج۶ ص۹۶) میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے بمکہ: مکہ میں قرینہ تعیین ہو سکتا ہے کہ مکہ میں مخصوص پتھر حجرِ اسود ہے۔ واللہ اعلم!

فائدہ! تاریخ عرب میں عربوں کی تین اقسام ہیں۔ (۳) عرب مستعربہ: یہ اولادِ اسمٰعیل ہیں جنکا مسلّم ومتفق علیہ نسب عدنان تک ہے بنو ہاشم اسی کی طرف منسوب ہیں۔ (نور الیقین ص۱۴) (۲) عرب عاربہ: یہ یمن کے باسی ہیں یعرُبُ بن قحطان کی طرف منسوب ہیں۔ (۳) عرب بائدہ: وہ عرب جو گزر چکے اور انکے باقیات ونشانات بھی مٹ گئے ۔ مثلاً عاد ثمود (کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ) وہ مجھ پر سلام کرتا تھا یہ بھی خرق عادت اور آپ ﷺ کا معجزہ ہے ورنہ بے جان پتھر عادۃً تو سلام وکلام نہیں کرتا امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کے اس جملہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ جمادات، نباتات، حجر وشجر وغیرہ میں بھی احساس اور قوت گویائی پائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (الاسراء۴۴) اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اسکی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ انکی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں اور فرمایا: وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ

---

[1] اس کا تفصیلی واقعہ حصہ دوم کتاب الجنۃ، باب جہنم حدیث ۲۹ میں ملاحظہ ہو

وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخۡرُجُ مِنۡهُ الۡمَآءُ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ (البقرہ ۷۴) اور بعض پتھر تو ایسے ہیں جن سے نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں اور ان میں سے بعضے پھٹتے ہیں کہ ان سے پانی نکلتا ہے اور انتہا یہ ہے: کہ بعضے خوف الٰہی سے گر پڑتے ہیں

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے: لمحہ فکر یہ امت کیلئے ہے کہ خوف خدا کہاں ہے۔

,,ظفر! آدمی نہ جانیئے گا اسے. جسے طیش میں خوف خدا نہ رہے۔ عیش میں یادِ خدا نہ رہے،،

کیا پتھروں سے بھی سخت ہو گئے؟ اس سے پتا چلا کہ جمادات میں بھی احساس وادراک ہے اور یہی قول راجح ہے کہ انکی تسبیح حقیقت پر محمول ہے۔

مزید: (۱) مسند احمد بخاری، ترمذی میں ہے کہ بوقت غسل تالاب کے باہر ایک پتھر حضرت موسیٰ کے کپڑے لے دوڑا. اور موسیٰ ثوبی حجر ثوبی حجر کہتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑے (روح المعانی ج ۱۱ پ ۲۲ ص ۱۳۶) (۲) زہر آلود بکری کا (بازو) آپ ﷺ کے سامنے بول پڑا کہ مجھ میں زہر ملائی گئی ہے۔[1] (مسلم ج ۲ ص ۲۲۲) (۳) آنحضرت ﷺ کے بلانے پر دو درختوں کا زمین کو چیرتے ہوئے چل کر آنا اور مل جانا۔ (نووی) یہ دلائل مشہورہ ومقبولہ ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان بے جانوں میں بھی احساس وشعور ہے۔ جو چیز خلاف معمول پیش آئے اسے خرق عادت کہتے ہیں مثلاً اقتربت الساعة وانشق القمر اور خرق عادت کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) اھانت (رسوائی) کافر کے ہاتھ پر اسکے دعویٰ کے خلاف کوئی خرق عادت ظاہر ہو۔ مسیلمہ کذاب نے کانے کیلئے دُعا کی تو پہلی بینائی بھی چلی گئی۔ (۲) استدراج (مہلت) کافر کے ہاتھ پر اسکے دعویٰ کے مطابق کوئی خرق عادت چیز ظاہر ہو۔ جیسے دجال کا بارش برسانا۔ (۳) معونت (مدد) کسی عام مؤمن کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت ظاہر ہو۔ ابو مسلم خولانیؒ کیلئے آگ کا گلزار بننا۔ (۴) کرامت (عزت افزائی) مؤمن کامل پارسا ولی اللہ احکام شریعت کے پابند کے ہاتھ پر کوئی خرق عادت چیز ظاہر ہو۔ بحکم امیر المؤمنین دریائے نیل کا چلنا۔ (۵) اِرھاص (جمانا، مضبوط کرنا) نبیؑ کے ہاتھ پر اعلان نبوت (بعثت) سے پہلے کوئی خرق عادت چیز ظاہر ہو جیسا کہ حدیث میں گزرا۔ (۶) معجزہ اعلانِ نبوت کے بعد نبیؑ کے ہاتھ پر جو خلاف عادت چیز ظاہر ہو اسکی مثالیں بکثرت ہیں (عصائے موسیٰ، شق قمر) (قَبۡلَ اَنۡ اُبۡعَثَ) یعنی بعثت سے پہلے۔ یاد رہے! نبی ازلی اور پیدائشی نبی ہوتا ہے اعلان بعد میں ہوتا ہے تو بعثت اعطاء نبوت ورسالت کا نہیں اعلان نبوت کا نام ہے۔[2]

(۲) باب تَفۡضِيلِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَمِيعِ الۡخَلَائِقِ.

(۱۰۳۹) باب: اِس کے بیان میں کہ ساری مخلوقات میں سب سے افضل ہمارے نبی کریم ہیں۔

(۳) وحَدَّثَنِي الۡحَكَمُ بۡنُ مُوۡسٰى اَبُوۡ صَالِحٍ حَدَّثَنَا هِقۡلٌ يَعۡنِي ابۡنَ زِيَادٍ عَنِ الۡاَوۡزَاعِيِّ حَدَّثَنِي اَبُوۡ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي عَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ فَرُّوۡخَ حَدَّثَنِي اَبُوۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا سَيِّدُ وُلۡدِ آدَمَ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَ اَوَّلُ مَنۡ يَنۡشَقُّ عَنۡهُ الۡقَبۡرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ.

(۵۹۴۰) حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں حضرت آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا اور

---

[1] زہر ملانے والی عورت کا نام زینب بنت الحارث ہے یہ سلام بن مشکم کی بیوی تھی نبی ﷺ نے اس کو معاف کر دیا تھا۔

[2] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع المكمّل. تكمله

سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔

حدیث کی تشریح : اس باب میں ایک حدیث ہے! اس میں آنحضرت ﷺ کی سیادت کا ذکر ہے۔

سیّد: دراصل سَیْوِدٌ تھا و التعلیل مشہور معنٰی سردار۔ سیّد کی تعریف علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہرویؒ نے کہا۔

(۱) (**السیّد ھو الذی یفوق قومه فی الخیر**) سیّد وہ ہے جس کو اسکی قوم بھلائی اور خیر خواہی میں اپنے سے بالاتر سمجھے حقیقۃً سردار وہی ہے جسکی قوم بخوشی مانے قابض کیلئے لفظ سیّد استعمال نہیں ہوسکتا: (۲) دوسرے علماء کہتے ہیں کہ سیّد وہ ہے جسکے سامنے لوگ اپنے مسائل حل کیلئے پیش کرتے ہوں اور وہ انکی تکلیف و آلام کو دور کرے۔ (خالی سن کر ٹال نہ دے) قطع نظر حدیث بالا کے اہلِ مکہ آنحضرت ﷺ کو اپنا آقا سیّد و سردار مانتے تھے جیسے تنصیب حجرِ اسود بوقت تعمیر کعبہ میں آپ کی بات ہی قول فیصل ہوئی اور سب نے بخوشی قبول کیا بعد میں مخالفت سیادت، دیانت، صداقت کے انکار کی وجہ سے نہیں بلکہ تو حید اور عداوت کی بناء پر کی۔ **وُلْدِ بضم واو** جمع ہے (**وَلَدٌ** کی **آدم عَلَمٌ لا بی البشر لا نه خلق من ادیم الارض ای وجه الارض) (التراب والطین**) **یوم** دن: **الیوم** آج کا دن: یوم شرعی: صبح صادق تا غروب الشمس: یوم عرفی (عندالعوام) طلوع شمس سے سورج کے غروب ہونے تک: قیامۃ مصدر ہے دراصل قِوامٌ تھا ''ت'' مصدر یہ لاحق ہے لفظی معنٰی کھڑا ہونا مراد روز محشر (روایت ترمذی ج ۲ ص ۶۷۹) میں اسکے ساتھ **لا فخر** (**غیرَ فخر**) بھی ہے بتانا فخر و غرور کیلئے نہیں بلکہ اِخبار اور اظہارِ حقیقت کیلئے ہے تا کہ امت اقتدا اور پیروی کرے۔

سوال! انا سیّد کے ساتھ یوم القیامۃ کی قید کیوں لگائی کیا آپ ﷺ دنیا میں سردار نہیں؟

جواب! یوم القیمۃ کی قید سیادت دنیویہ کے اخراج کیلئے نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ دنیا و آخرت دونوں میں آقا و سردار ہیں۔[۱] لیکن دنیا میں کچھ موافق کچھ مخالف بعضے ماننے والے بعضے انکار کرنے والے لیکن میدان حشر میں سب ہی مانیں گے (لیکن وہ ماننا کفار کیلئے مفید نہ ہوگا) یہ قید ایسے ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿**لمن الملك الیوم لله الواحد القهار**﴾ (مؤمن ۱۶) حالانکہ اللہ جل جلالہ کی بادشاہت اب بھی ہے اور جب بھی ہوگی اور ابد الاباد کیلئے ہے لیکن دنیا میں چند خرد ماغ ایسے ہوئے جو اسکی ربوبیت و مالکیت کے منکر (اور اپنے لئے مدعی) تھے لیکن وہاں تو سب ہی سر تسلیم خم۔ اسی طرح حضور ﷺ کی سیادت کے ساتھ لفظ یوم القیامۃ کا ذکر ہے۔

آپ ﷺ کا اپنے کمال و جمال کو بتانا دو وجہ سے ہے۔ (۱) **واما بنعمة ربّك فحدّث** کی اطاعت میں کہ بیان نعمت کا حکم ہے جو عنایت ہوئیں (۲) آپ پر واجب تھا کہ اپنے منصب عُلیاء کی تبلیغ کریں تا کہ امت آپ ﷺ کے منصب کو پہچانے اس پر اعتقاد رکھے اور اطاعت کرے اور آپ ﷺ کی توقیر و تعظیم شایانِ شان کرے۔

سوال! (**واوّل من ینشقّ عنه القبر**) اور پہلا میں ہوں کہ جس سے قبر پھٹے (کھلے) گی اس جملہ کا حدیث **فاکون اوّل من بُعث.. فاذا موسیٰ.. اٰخذ بالعرش**: (مسلم ج ۲ ص ۲۶۷ بخاری ج ۱ ص ۳۲۵) کہ میں سب سے پہلے اٹھایا جاؤں گا تو موسیٰ علیہ السلام کے عرش کو پکڑے ہوئے ہونگے، سے تعارض ہے کیونکہ اس حدیث سے پہلے اٹھنا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کیلئے ثابت ہوتا ہے؟

جواب! (۱) علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ آپؐ نے یہ حدیث ثانی: (**اوّل من ینشقّ عنه القبر**) کے جاننے سے پہلے

---

[۱] آدم بصف محشر و ذریت آدم   در زیر لوائت کہ خطیبی و امیری

فرمائی ہو بعد میں واضح ومعلوم ہوگیا ہو کہ سب سے پہلے میں ہی اٹھایا جاؤنگا تو تعارض نہ رہا۔
(۲) یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ قیامت کے دن اوّل زمرہ پہلی جماعت کہ جسمیں سب سے پہلے میں ہی اٹھایا جاؤنگا اور زمرہ اوّلین (پہلی جماعت) ہونے کی وجہ سے اوّلیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی ہو کہ وہ بھی پہلی جماعت میں اٹھائے جائیں گے لیکن علی الاطلاق اوّلیت حقیقی آنحضرت ﷺ کیلئے ہے (ھٰکذا فی اکمال المعلم بذیل ھذا الحدیث ج۶ ص ۹۷)
(۳) نیز یہ کہ آپ ﷺ نے اٹھنے کے بعد متصل بلا فصل نہیں بلکہ بعد لمحۃٍ انکو دیکھا کہ اخذ بالعرش اس طرح بھی تقدم واوّلیت تو آنحضرت ﷺ کیلئے اور متصلاً بعدہ بلا وقفہ حضرت موسیٰ کا اٹھنا ہو۔ واللہ اعلم۔
و اوّل شافع: سب سے پہلا شفاعت یعنی سفارش کرنے والا۔ **و اوّل مُشَفَّع:** اور پہلے میری ہی سفارش قبول کی جائے گی اگرچہ تقدم واوّلیت لفظ اوّل شافع میں موجود ہے لیکن ضروری نہیں کہ تقدم فی القبول بھی ہو کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دو سفارش کرتے ہیں لیکن شافع ثانی کی سفارش پہلے قبول ہو جاتی ہے اس لئے فرمایا سب سے پہلے میں ہی شافع اور میں ہی مشفّع کہ میری ہی پہلے سفارش قبول ہوگی جیسے فرمانِ باری تعالیٰ ہوگا۔

سل تُعط و اشفع تشفع ولسوف یعطیك ربّك فترضٰی۔

ثبوت شفاعت ﴿یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوْلًا﴾ (طٰہٰ ۱۰۹) اس دن سفارش نہیں فائدہ دیگی مگر اس کی جسکو رحمٰن نے اجازت دی اور اسکی بات سے راضی ہوا ﴿لَا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ (نباء ۳۸) پہلی آیت کی طرح اس سے بھی صحت قول اور ثبوت شفاعت واضح ہو رہی ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ نے کہا کہ آیات کثیرہ اور احادیث کا مجموعہ حدتواتر کو پہنچا ہے کہ شفاعت عقلاً ونقلاً ثابت ہے اور یہی اہل السنۃ کا مذہب ہے جبکہ خوارج اور بعض معتزلہ شفاعت کی نفی کرتے ہیں۔ (اگرچہ شفاعت کی تمام اقسام کی نفی نہیں کر سکتے کیونکہ شفاعت کبریٰ کو تو سب ہی مانتے ہیں) کیونکہ وہ مرتکب کبیرہ کو مخلّدفی النّار کہتے ہیں اور یہ آیات پیش کرتے ہیں ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ﴾ (مدثر ۴۸) اور ﴿مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ﴾ (مؤمن ۱۸) لیکن یہ ان کی دلیل نقش برآب کی مصداق ہے کیونکہ یہاں جن کیلئے شفاعت مفید نہ ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد کفار اور (ظالم کامل) مشرک مراد ہیں اور ان کیلئے ثبوت شفاعت کا کوئی قائل نہیں بات تو مؤمنین، مذنبین کیلئے شفاعت کی ہے جو مسلّم ہے۔
اقسام شفاعت دس ہیں: (۱) شفاعتِ کبریٰ۔ جو حساب شروع کرنے کیلئے ہوگی۔ (۲) بلا حساب وکتاب جنت میں دخول کی شفاعت۔ یہ دونوں آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ (۳) جن کے اعمال حسنہ وسیئہ برابر ہوں ان کیلئے عفو وترجیح کیلئے شفاعت۔ (۴) اہلِ جنت کیلئے ترقی درجات کی شفاعت۔ (۵) جنت کا دروازہ کھلوانے کیلئے شفاعت (۶) مستحقین نار کیلئے نجات کی شفاعت (۷) مؤمن فاسق کیلئے تخفیف عذاب کی شفاعت (۸) اہل نار مؤمنین کے نکالنے اور جنت میں داخلہ کی شفاعت جیسا کہ انبیاء، اولیاء، علماء، حفاظ، صالحین، ملائکہ کی سفارش سے نکالے جائیں گے آخر میں ذات باری تعالیٰ **کما یلیق بشانہ** (حسوۃ) لپ بھریں گے اور جنت میں داخل کریں گے (۹) اہل مدینہ کیلئے شفاعت۔ (۱۰) گنبد خضراء، روضہ رسول کے زائرین کیلئے

شفاعت۔ رزقنا الله من شفاعة حبيبه (اُشِعَّةُ اللمعات ج۴ ص۴۰۴) بعض نے شفاعت کی قسمِ اول کو کبریٰ اور باقی اقسام کو شفاعت صغریٰ کہا اور تقسیم اسطرح کی: شفاعت کی دو قسمیں (۱) شفاعت کبریٰ ۲: شفاعت صغریٰ۔ لیکن یہ بھی مذکورہ تفصیل کی مؤید ہے متعارض نہیں کیونکہ الفاظ ہیں ثم بعدها (کبریٰ) شفاعات كثيرة صغرى من العلماء والصلحاء والحفاظ وغيره

اس حدیث میں ایک مشہور اشکال ہے: سوال یہ ہے کہ اس میں آنحضرت نے اپنے فضائل بتلائے اور جتلائے ہیں جس میں آپ ﷺ کی افضلیت مذکور ہے اور دوسری حدیث میں ہے (لا تخيّروا بين الانبياء) انبیاء میں کسی کو فضیلت نہ دو اور (لاتخيّروني على موسٰى علیہ السلام) مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو اور (لا تفضّلوا بين الانبياء) نبیوں کے درمیان برتری نہ نکالو یا فضیلت نہ دو۔ حدیث باب میں فضیلت مذکور ہے ان احادیث میں فضیلت واختیار ممنوع ہے یہ تعارض ہوا۔

جواب! اس کے علماء نے کئی جوابات دیئے ہیں اور رفع تعارض کی کوشش کی ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں جواب (۱) آپ کا یہ فرمان (لا تفضّلوا بين الانبياءَ انا سيّد ولد آدم) کے علم سے پہلے کا ہے جب اس کا علم ہوا تو فرمایا: انا سيّد ولد آدم۔ ۲ لا تفضّلوا آپؐ نے ادباً تواضعاً فرمایا ورنہ آپ کا مرتبہ یقیناً افضل ہے اور خود اللہ جل جلالہ نے فرمایا: تلك الرسل فضّلنا بعضهم على بعضٍ (البقرة ۱۵۷) (۳) اس سے مراد ایسی فضیلت بیان کرنا ہے کہ جس سے کسی دوسرے نبی کی تنقیص وتحقیر، دل آزاری ہو۔ (۴) فضیلت نہ دو کا مطلب یہ ہے کہ نفس نبوت ورسالت میں کوئی فرق نہیں مراتب فضائل وخصائل تو مختلف ہیں نفس نبوت میں مساوی ہیں (۵) اس طرز کی فضیلت بیان کرنا کہ ما بين الامم فتنہ وتنازع پیدا ہو یہ منع ہے۔

فائدہ! عقیدہ اہل السنہ والجماعۃ آنحضرت ﷺ تمام مخلوقات حتیٰ کہ ملائکہ اور انبیاء غرضیکہ پوری انسانیت سے افضل واکمل ہیں کیونکہ جب سيّد ولد آدم فرمایا تو ملائكة سے افضلیت ثابت ہوئی اس لئے کہ فرشتے انسان سے مفضول ہیں جب حضورؐ ساری انسانیت سے افضل ہیں تو مفضول ملٰئكة سے بطریق اولیٰ افضل ہونگے اسی لئے تو واقعہ معراج میں سيّد الملئكة جبرائیل ساتویں آسمان پر رک گئے آپ ملأ اعلیٰ پر تشریف لے گئے اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ بشر اور رسول مَلَکْ نور سے افضل ہیں اور یہ سابقہ باب سے واضح ہو چکا ہے کہ آپؐ صرف انسان نہیں بلکہ انسانیت کے سردار ہیں۔ جس طرح حدیث باب سیّد ولد آدم سے سیادت انسانیت کا تاج آنحضرت ﷺ کے سر پر ہے اسی طرح آپ ﷺ کی نبوت بھی سب کیلئے ہے انبیاء کے نبی، رسولوں کے نبی، فرشتوں کے نبی، عرشیوں کے نبی، فرشیوں کے نبی۔ اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کو مکمل دین، رحمة للعٰلمين کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے آپ کے ذکر کو بلند فرمایا آپ ﷺ کے سینے کو کھولا حتیٰ کہ جملہ انبیاء ورسل کی ہدایت کو یکجا فرمایا ہے ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (انعام ۹۰) آپ کی اطاعت کو اللہ جل جلالہ نے اپنی محبت کیلئے شرط قرار دیا۔ ﴿فاتّبعوني يحببكم الله﴾ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (نساء ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی آپ ﷺ سے بیعت کو اللہ نے اپنی بیعت فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ (فتح ۱۰) بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا ﴿ورفعنا لك ذكرك﴾ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا مقام محمود، عطاء کیا اور مسئول کا وعدہ ہے (خصائله و فضائله لا تعدّ ولا تحصٰى) لیکن اتنا یاد رکھیں۔ اللہ۔

اللہ ہے۔ محمد رسول اللہ ہے وہ معبود ہے۔ یہ محمود ہے۔ وہ مسجود ہے۔ یہ محبوب ہے۔ یہ سائل ہے۔ وہ مُعطی ہے۔ وہ ربّ ہے۔ یہ عَبد ہے۔ اُس کی عبادت ہے اِسکی اطاعت ہے۔ اُس کی مغفرت ہے۔ اس کی شفاعت ہے۔ اللہ ﷻ ہم مسلمانوں کو شکل میں، عقل میں، رفتار میں، گفتار میں، کردار میں، افکار میں، عادات میں، حالات میں، تاثرات میں، جذبات میں، خیالات میں واقعات میں، ہر بات میں، چال میں، خیال میں، افعال میں، اعمال میں، اقوال میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل نصیب فرمائے۔ آمین!

(۳) باب: فِيْ مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ ﷺ

(۱۰۴۰) باب: نبیؑ کے معجزات کے بیان میں

(۴) وَ حَدَّثَنِیْ اَبُو الرَّبِیْعِ سُلَیْمٰنُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَکِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ یَعْنِی ابْنَ زَیْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَعَا بِمَاءٍ فَاُتِیَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فَجَعَلَ الْقَوْمُ یَتَوَضَّاُوْنَ فَحَزَرْتُ مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الثَّمَانِیْنَ قَالَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَی الْمَاءِ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ.

(۵۹۴۱) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (وضو کیلئے) پانی مانگا تو ایک کشادہ پیالہ لایا گیا۔ لوگ اس میں سے وضو کرنے لگے (حضرت انسؓ فرماتے ہیں) کہ میں نے اندازہ لگایا کہ ساٹھ سے اسّی تک لوگوں نے وضو کیا ہوگا اور میں پانی کو دیکھ رہا تھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا ہے۔

(۵) وَ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَی الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَ حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ حَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ یَجِدُوْهُ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ ذٰلِكَ الْاِنَاءِ یَدَهٗ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ یَتَوَضَّاُوْا مِنْهُ قَالَ فَرَاَیْتُ الْمَاءَ یَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ حَتّٰی تَوَضَّاُوْا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

(۵۹۴۲) حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور لوگوں نے وضو کرنے کیلئے پانی تلاش کیا لیکن پانی نہیں ملا پھر تھوڑا سا پانی رسول اکرم ﷺ کے وضو کیلئے (آپ کی خدمت میں) لایا گیا تو رسول اکرم ﷺ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا اور صحابہ کرام ؓ کو اس پانی سے وضو کرنے کا حکم فرمایا حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے بہہ رہا ہے پھر صحابہ کرام ؓ نے وضو کیا یہاں تک کہ ان میں جو سب سے آخر میں تھا اس نے بھی وضو کیا۔

(۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ یَعْنِی ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ بِالزَّوْرَاءِ قَالَ وَالزَّوْرَاءُ بِالْمَدِیْنَةِ عِنْدَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ فِیْمَا ثَمَّهْ دَعَا بِقَدَحٍ فِیْهِ مَاءٌ فَوَضَعَ كَفَّهٗ فِیْهِ فَجَعَلَ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ جَمِیْعُ اَصْحَابِهٖ قَالَ

قُلْتُ كَمْ كَانُوْا يَا اَبَا حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانُوْا زُهَاءَ الثَّلَاثِ مِائَةٍ.

(۵۹۴۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زوراء کے مقام میں تھے راوی کہتے ہیں کہ زوراء مدینہ منورہ کے بازار میں مسجد کے قریب ایک مقام ہے آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور آپ نے اپنی ہتھیلی مبارک اس پانی والے پیالے میں رکھ دی تو آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹنے لگا پھر آپ ﷺ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے وضو کیا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ صحابہ رضی اللہ عنہم کتنی تعداد میں تھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا صحابہ رضی اللہ عنہم اس وقت تقریباً تین سو کی تعداد میں تھے۔

(۷) وَ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ بِالزَّوْرَاءِ فَاُتِيَ بِاِنَاءِ مَاءٍ لَا يَغْمُرُ اَصَابِعَهُ اَوْ قَدْرَ مَا يُوَارِيْ اَصَابِعَهُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ هِشَامٍ.

(۵۹۴۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ زوراء کے مقام میں تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک پانی کا برتن لایا گیا جس میں صرف اتنا پانی تھا کہ اس میں آپ کی انگلیاں ڈوبتی بھی نہ تھیں یا آپ کی انگلیاں چھپتی نہیں تھیں پھر ہشام کی روایت (مذکور) کی طرح ذکر کی۔

(۸) وَ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ اُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَاْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْاَلُوْنَ الْاُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِيْ كَانَتْ تُهْدِيْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا اُدْمَ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِيْهَا فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيْهَا مَا زَالَ قَائِمًا.

(۵۹۴۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ نبی ﷺ کی خدمت میں گھی کے ایک برتن (کپی) میں گھی بطور ہدیہ کے بھیجا کرتی تھیں پھر اُس کے بیٹے آتے اور اپنی والدہ سے سالن مانگتے لیکن اُن کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو حضرت مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ اس برتن کے پاس جاتیں جس میں وہ نبی ﷺ کیلئے گھی بھیجا کرتی تھیں تو وہ اس برتن میں گھی موجود پاتیں تو اسی طرح ہمیشہ ان کے گھر کا سالن چلتا رہا یہاں تک کہ اُمّ مالک رضی اللہ عنہا نے اس برتن کو نچوڑ لیا پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئیں (یہ قصہ ذکر کیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا تُو نے اس برتن کو نچوڑ لیا ہوگا تو اُس نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کاش تو اُسے اِسی طرح چھوڑ دیتی تو وہ ہمیشہ قائم رہتا۔

(۹) وَ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطْعِمُهُ فَاَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَاْكُلُ مِنْهُ وَامْرَاَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتّٰى كَالَهُ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ.

(۵۹۴۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اُس نے آپ ﷺ سے کھانے کیلئے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے آدھا وسق جَو دیدیئے پھر وہ آدمی اور اس کی بیوی اور اُن (دونوں) کے مہمان ہمیشہ اس سے کھاتے رہے یہاں تک کہ

اس نے اس کا وزن کرلیا پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کاش کہ تو اس کا وزن نہ کرتا تو ہمیشہ تم اسی میں سے کھاتے رہتے اور وہ تمہارے لئے قائم رہتا۔

(۱۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ اَنَّ اَبَا الطُّفَيْلِ عَامِرَ بْنَ وَاثِلَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمًا اَخَّرَ الصَّلَاةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَاْتُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوْكَ وَاِنَّكُمْ لَنْ تَاْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحِيَ النَّهَارُ فَمَنْ جَاءَ هَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا اِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ قَالَ فَسَاَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا قَالَا نَعَمْ فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ قَالَ ثُمَّ غَرَفُوْا بِاَيْدِيْهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى اجْتَمَعَ فِيْ شَيْءٍ قَالَ وَ غَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ يَدَيْهِ وَ وَجْهَهُ ثُمَّ اَعَادَهُ فِيْهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ اَوْ قَالَ غَزِيْرٍ شَكَّ اَبُوْ عَلِيٍّ اَيُّهُمَا قَالَ فَاسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ يُوْشِكُ يَا مُعَاذُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ اَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا.

(۵۹۴۷) حضرت معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک والے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو آپ ﷺ نمازوں کو جمع فرماتے تھے ظہر اور عصر اکٹھی پڑھتے تھے اور مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ایک دن نماز میں دیر فرمائی پھر آپ ﷺ نکلے اور ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھیں پھر آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے پھر اس کے بعد آپ تشریف لائے اور مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو کل تم دن چڑھے تک تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے اور تم میں کوئی اس چشمے کے پانی کو ہرگز ہاتھ نہ لگائے جب تک میں نہ آجاؤں (راوی کہتے ہیں) کہ ہم میں سے پہلے دو آدمی اس چشمے کی طرف پہنچ گئے اور اس چشمے میں پانی جوتی کے تسمے کے برابر ہوگا وہ پانی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو آدمیوں سے پوچھا کیا تم نے اس چشمے کے پانی کو ہاتھ لگایا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! تو نبی ﷺ نے جو اللہ نے چاہا اُن کو بُرا کہا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا راوی کہتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک اور چہرۂ اقدس دھویا پھر وہ پانی چشمے میں ڈال دیا پھر اس چشمے سے جوش مارتے ہوئے پانی بہنے لگا، یہاں تک کہ لوگوں نے پانی پیا (اور جانوروں نے بھی پیا) پھر آپ ؐ نے فرمایا: اے معاذ! اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تُو دیکھے گا کہ اس چشمے کا پانی باغوں کو سیراب کردے گا۔

(۱۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ (بْنِ سَعْدٍ) السَّاعِدِيِّ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَاَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرٰى عَلٰى حَدِيْقَةٍ لِامْرَاَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اخْرِصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَ خَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِيْهَا حَتّٰى

نَرْجِعَ اِلَيْكِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا تَبُوْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيْهَا اَحَدٌ مِنْكُمْ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيْرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ فَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيْحُ حَتّٰى اَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّءٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ ابْنِ الْعَلْمَاءِ صَاحِبِ اَيْلَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِكِتَابٍ وَاَهْدٰى لَهُ بَغْلَةً بَيْضَاءَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَهْدٰى لَهُ بُرْدًا ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرٰى فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَةَ عَنْ حَدِيْقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ مُسْرِعٌ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِيَ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَمْكُثْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هٰذِهِ طَابَةُ وَ هٰذَا اُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الْاَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ دَارُ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِيْ (عَبْدِ) الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ دَارُ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ اَلَمْ تَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ دُوْرَ الْاَنْصَارِ فَجَعَلَنَا اٰخِرًا فَاَدْرَكَ سَعْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَيَّرْتَ دُوْرَ الْاَنْصَارِ فَجَعَلْتَنَا اٰخِرًا فَقَالَ اَوَ لَيْسَ بِحَسْبِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ.

(۵۹۴۸) حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہم وادی قریٰ میں ایک عورت کے باغ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ تو ہم نے اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ کے اندازے کے مطابق (اس باغ کے پھل) دس وسق معلوم ہوئے آپ نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو ہمارا تیری طرف واپس آنے تک اس کی تعداد کو یاد رکھنا اور پھر ہم چلے یہاں تک کہ تبوک میں آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات بہت تیز آندھی چلے گی اور تم میں سے کوئی آدمی بھی اس میں کھڑا نہ ہو۔ جس آدمی کے پاس اونٹ ہے وہ اسے مضبوطی سے باندھ دے آپ کے فرمان کے مطابق ایسا ہی ہوا بہت تیز آندھی چلی ایک آدمی کھڑا ہوا تو اُسے لے کر اڑ گئی یہاں تک کہ طی کے دونوں پہاڑوں کے درمیان اُسے ڈال دیا۔ پھر اس کے بعد علماً کے بیٹے کا قاصد جو کہ ایلہ کا حکمران تھا وہ ایک کتاب اور ایک سفید گدھا رسول اللہ ﷺ کیلئے بطور ہدیہ لیکر آیا رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی طرف جواب لکھا اور ایک چادر بطور ہدیہ اُس کی طرف بھیجی پھر ہم واپس ہوئے یہاں تک کہ ہم وادی قریٰ میں آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے اس باغ کے پھل کے بارے میں پوچھا کہ اس باغ میں کتنا پھل نکلا؟ اس عورت نے عرض کیا: دس وسق۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جلدی جانے والا ہوں اور تم میں سے جو جلدی جانا چاہے۔ وہ میرے ساتھ چلے اور جو چاہے وہ ٹھہر جائے۔ پھر ہم نکلے یہاں تک کہ مدینہ منورہ نظر آنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ طابہ اور یہ احد (پہاڑ) ہے یہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں پھر آپ نے فرمایا: انصار کے سب گھروں سے بہتر گھر بنی نجار کے گھر ہیں پھر قبیلہ عبدالاشہل کے گھر پھر قبیلہ عبدالحارث بن خزرج کے گھر پھر قبیلہ ساعدہ کے گھر اور انصار کے سب گھروں میں خیر ہے پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہم سے ملے تو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تو نے خیال نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے سب گھروں کی بھلائی بیان کی ہے اور ہمیں سب سے آخر میں کر دیا (پھر اس کے بعد) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے انصار کے گھروں کی بھلائی بیان کی ہے۔ اور آپ نے ہمیں سب سے آخر میں کر

دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اے سعد!) تمہیں یہ کافی نہیں کہ تم پسندیدہ لوگوں میں سے ہو جاؤ۔

(۱۲)حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا الْمُغِیْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُوْمِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ یَحْیٰی بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلٰی قَوْلِهٖ وَفِیْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَیْرٌ وَلَمْ یَذْكُرْ مَا بَعْدَهٗ مِنْ قِصَّةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَ زَادَ فِیْ حَدِیْثِ وُهَیْبٍ فَكَتَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَحْرِهِمْ وَلَمْ یَذْكُرْ فِیْ حَدِیْثِ وُهَیْبٍ فَكَتَبَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ .

(۵۹۴۹) حضرت عمرو بن یحییٰ رحمہ اللہ نے اسی سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے (اسی روایت میں) آپ ﷺ کے اس فرمان تک ہے کہ انصار کے سب گھروں میں بھلائی ہے اور اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ والے واقعہ کا ذکر نہیں کیا اور وہیب کی حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایلہ والوں کیلئے ان کا ملک لکھ دیا اور وہیب کی حدیث میں یہ الفاظ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف لکھا۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں نو حدیثیں ہیں۔ جن میں معجزات کا ذکر ہے۔

معجزہ کے معنٰی وہ مافوق العادت چیز جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی نبی کی نبوت کے ثبوت کیلئے نبی کے ہاتھ سے ظاہر کرائی جائے اور غیر نبی اس پر قادر نہ ہو (قاموس الوحید) **المعجزة** یہ عِجزٌ سے مشتق ہے قدرت کی ضد یعنی عاجز ہونا تو مُعْجِز (اسم فاعل از افعال) عاجز کرنیوالا **المعجز** سے مراد ہوگا عاجز کردینا وہ اللہ جل جلالہ کی ذات ہے ان آیات و دلائل کو معجزہ اس لئے کہتے ہیں کہ پوری انسانیت اس کی مثل لانے سے عاجز و قاصر ہے مثلاً قرآن پاک کی آج تک کوئی مثل لا نہیں سکا اور نہ ہی لا سکے گا معجزہ میں ''ت'' مبالغہ کیلئے ہے جیسے علامۃ میں ۔(مرقات ج ۲ ص ۱۸۴) مذکورہ تفصیل سے واضح ہوا کہ بعض شعبدہ باز، ہپناٹیزم کے ماہر، جادوگر جو محیّر العقول کام کر دکھاتے ہیں وہ معجزہ میں داخل نہیں۔

(۱) کیونکہ وہ دعویٰ نبوت کی تصدیق کیلئے نہیں بلکہ محض عوام الناس کی تسخیر اور مقاصد مذمومہ کیلئے (عام طور پر) یہ عمل کرتے ہیں۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ انکا ظہور مادی چیزوں سے ہوتا ہے کہ اپنے فن کے ذریعے کرتب دکھاتے ہیں جسکا معجزہ سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ خوارق عادات کی ابھی قریب ہی قسمیں گزری ہیں۔

معجزہ اور کرامت میں فرق: جو خرق عادت نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور وہ اس کو اپنی نبوت کی تصدیق کیلئے پیش کرے اور امت اس کے مقابلہ اور مثل لانے سے عاجز ہو وہ معجزہ ہے کرامت جس میں خرق عادت کے ظہور پر نبوت کا دعویٰ نہیں ہوتا۔ کرامت اور جادو میں فرق (۱) کرامت نیک صالح سے ظاہر ہوتی ہے اور سحر جو فاسق کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ (۲) جادو ساحر کے کرتب، کسب اور فنی مہارت (اور اکثر) تعیین وقت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے کرامت میں یہ چیزیں نہیں بلکہ محض اللہ کے فضل سے ظہور ہوتا ہے۔ (نووی مسلم ج ۲ ص ۲۲۱)

حدیث اول: اس حدیث میں واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ مقام زوراء (جو مسجد و بازار کے درمیان ہے) میں تھے عصر کا وقت ہوا آپ ﷺ نے نماز کا حکم دیا تو قریب گھروں والے تو اپنے گھروں سے وضو کر آئے اور جن کے گھر دور تھے وہ منتظر تھے تو آپ

ﷺ نے پانی منگوایا ایک کھلے پیالے میں پانی لایا گیا جو قلیل تھا تعداد صحابہ زیادہ تھی آپ ﷺ نے دستِ مبارک پیالے میں رکھا اور صحابہ کرام نے وضو کرنا شروع کیا حتی کہ سب نے وضو کرلیا جن کی تعداد ساٹھ (۶۰) سے اسی (۸۰) کے درمیان تھی ﴿الماء ینبع من اصابعه﴾ پانی پھوٹ رہا تھا انگلیوں کے درمیان سے اس میں دو صورتیں ہیں۔(۱) پانی ہاتھ کی انگلیوں سے بہہ رہا ہو۔(۲) جو پانی موجود تھا وہی برکت سے بڑھ گیا اور ابلنے لگا: دونوں صورتوں میں معجزہ ہونا ظاہر ہے ﴿کلاهما معجزة ظاهرة و آیة باهرة﴾ ﴿رَحْرَاحٌ بروزن خَلْخَالٌ﴾۔ کھلا پیالہ (مثل طست) پیالے میں پانی کا کثیر ہونا بھی معجزہ پر دلالت کرتا ہے کہ ایک پیالہ اور اتنی بڑی تعداد نے وضو کیا۔ ﴿فَحَزَرْتُ ای خَرَصْتُ﴾ میں نے اندازہ لگایا۔ نکتہ: یہ بات بھی فضیلت پر دال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کیلئے پتھر سے چشمہ پھوٹا جو معتاد امر ہے کہ پتھروں سے چشمے بہتے ہی ہیں معجزہ تو یہ اعلیٰ ہے کہ انگلیاں جنکے اندر پانی سے متضاد خون ہے پھر اس سے پانی نکلے۔

حدیث ثانی: اس میں بھی قصہ سابقہ کی مثل پانی کی کثرت کا ذکر ہے ﴿الوضوء، وَضُوْ بفتح الواو﴾ پانی جس سے وضو کیا جائے۔ ﴿وُضُوْ بضم الواو﴾ عمل وضو یعنی وضو کرنا ﴿وِضُو بکسر الواو آلة الماء﴾ پانی کا برتن' نلکا' کوزہ جس میں پانی لیکر وضو کیا جائے۔ ﴿حتی توضّؤا من عند آخرهم﴾ یہاں تک کہ ان میں آخری آدمی نے وضو کیا ای جمیعهم یعنی سب نے وضو کرلیا۔ یہ اصطلاحی لفظ ہے عند العرب مجموعہ وتمام کیلئے استعمال ہوتا ہے حتیٰ تدریج کیلئے اور من بیان کیلئے اور عند بمعنی فی ہے (بقول کرمانیؒ) یہاں تک کہ آہستہ آہستہ وضو کرلیا ان میں آخری شخص نے (کوئی باقی نہیں رہا) نکتہ! اس حدیث میں ذکر ہے کہ موجودہ پانی کثیر ہوا معدوم موجود نہیں ہوا کیونکہ معدوم (غیر موجود) کو وجود دینا یہ صرف ذات باری تعالیٰ کا کام ہے ہاں موجود میں کثرت یہ نبی ﷺ کا معجزہ ہے اکمال اکمال المعلم میں ہے کہ کثرت ماء کا واقعہ غزوہ حدیبیہ اور غزوہ بواط میں بھی رونما ہوا۔

حدیث ثالث۔ اس میں بھی پانی ہی کا واقعہ ہے بالزَّوْراء یہ بازار و مسجد کے درمیان مرتفع اور مشہور جگہ ہے اور یہ وہی جگہ ہے جہاں سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے اذان اوّل کا حکم دیا تھا جمعہ کیلئے ﴿ثَمّ بفتح الثاء﴾ بغیر ہا اور ہا کیساتھ ثَمَّ ثَمَّہ دونوں استعمال ہوتے ہیں بمعنیٰ هناک وهنا وہاں اور یہاں ثم کے بغیر ہا کے بعید کیلئے اور ثمّہ ہا کے ساتھ قریب کیلئے ہیں. ﴿دعا بقدح فیه ماء﴾ یہ پانی حضرت انس رضی اللہ عنہ سیدہ ام سلمہ کے گھر سے لائے تھے. ﴿کانوا زهاء ثلث مائة﴾ تین سو کے قریب تھے۔

سوال: حدیث اول میں ستین الی ثمانین کا ذکر ہے یہاں تین سو کا تو یہ تعارض ہوا۔

جواب: یہ دو مختلف واقعات ہیں جو علیحدہ علیحدہ پیش آئے اس لئے تعداد صحابہ بھی مختلف ہے تعدد واقعات کیوجہ سے تعارض نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک میں اسی تک اور دوسرے میں تین سو تک تو اس میں کوئی منافات اور مخالفت نہیں اور یہ واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیحین اور مسند احمد میں مروی ہے انکے علاوہ پانچ طرق سے روایت ہے اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے چار طریقوں سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا گیا ہے اسی لئے علامہ قرطبی نے یہ کہہ دیا ہے کہ پانی کی کثرت و برکت کا واقعہ حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تواتر معنوی ہو سکتا ہے ورنہ اتنی تعداد نہیں کہ تواتر کا حکم لگایا جا سکے اگر چہ مشہور ترین ضرور ہے هکذا قال ابن حجرؒ۔ واللہ اعلم

فائدہ! بعض معتزلہ اور اسی طرح مغرب زدہ (مغربی ذہنیت کے حامل) فلاسفہ، معجزات کے منکر ہوئے ہیں۔
وہ دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ خرق عادت کا پیش آنا حقیقت اشیاء اور انکی فطرت کے متصادم اور متضاد ہے اور خلاف حقیقت وفطرت کیسے ہوسکتا ہے مثلاً آگ میں حرارت واحراق (جلانا) کیسے بدل سکتا ہے۔ ﴿فیا للعجب و لضیعة العقل﴾ انکی عقل نے انکو یہ نہیں سمجھایا کہ اللہ کی قدرت ان اشیاء کی حقیقت وفطرت پیدا کرنے پر ہے کیا اس کے تغیر پر نہیں؟ ﴿ہرگز نہیں فعال لما یرید یفعل اللہ مایشاء﴾ اللہ اپنی قدرت کے عجائب دکھانے پر قدرت کاملہ رکھتے ہیں اور بدل کے دکھایا بھی نار گلزار ہوئی کہ نہیں چاند دو ٹکڑے ہوا یا نہیں، جو اللہ آگ میں گرمی اور جلانے کی صفت پیدا کرسکتا ہے وہ اللہ آگ میں ٹھنڈک بھی پیدا کرسکتا ہے ﴿اللھم ارنا الحق حقاً وا رزقنا اتباعہ﴾ معجزات النبی تسلیم شدہ عقائد میں سے ہیں۔
حدیث رابع :وحدثناہ محمد ابن مثنّٰی : ہ ضمیر کا مرجع حدیث سابق ہے۔
سوال! جب اسکا مرجع حدیث سابق ہے تو تحویل سند سے بیان کیوں نہیں کیا؟ اگر مستقل حدیث ہے تو پھر ضمیر لانے کی ضرورت نہیں۔

جواب! حدیث تو ایک ہے جس کی وجہ سے ضمیر لائے اور تحویل سے کام نہیں لیا کیونکہ الفاظ حدیث میں کچھ فرق اور اختلاف تھا اتحاد واقعہ در حدیث کی وجہ سے ضمیر ذکر کی اور اختلاف الفاظ کی وجہ سے بجائے تحویل کے مستقل سند ذکر کی بالزّوراء میں ب ظرفیت کی ہے۔
لطیفہ: سب پانیوں میں وضو کا بچا ہوا پانی زیادہ بابرکت ہے پھر دنیا کے تمام پانیوں سے آب زم زم افضل ہے پھر ان سب سے جو آنحضرت ﷺ کی اصابع مبارکہ سے نکلا وہ افضل ہے پھر ان سب سے آپ کا لعاب دھن افضل ہے۔
حدیث خامس: ﴿عُکّة بضم العین﴾ کپی جمع اس کی عُکَکٌ بحذف التاء آنیة السمن اصغر من القربة ﴾ گھی کا برتن جو کہ مشکیزے سے چھوٹا ہوتا ہے۔ ﴿الْاُدْمُ بضم الالف و سکون الدال﴾ الْاِدَام کی ایک لغت ہے وہ چیز جس سے روٹی کھائی جائے سالن۔ اس حدیث میں بھی آپ کے معجزہ کی وجہ سے گھی میں برکت و کثرت کا ذکر ہے حضرت حافظ صاحب نے (الاصابہ ج ۴ ص ۷۰ ۴ میں) ابن ابی عاصم اور ابن ابی خیثمة کی روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ امّ مالک انصاری ؓ گھی کی کپی لائی اور آپ کی خدمت میں پیش کی آنحضرت ﷺ نے حضرت بلال ؓ سے فرمایا: اسے لیکر نچوڑ لو حضرت بلال ؓ نے گھی نچوڑ لیا اور خالی کپی واپس کردی جب وہ کپی لیکر واپس گئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ کپی گھی سے بھری ہوئی ہے (فکر مند ہوکر) واپس آئیں اور عرض کیا ﴿انزلَ فِیَّ شیءٌ﴾ کیا میرے بارے میں کچھ نازل ہوا (کہ میں صادقة الاسلام نہیں یا مجھ سے ہدیہ قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے) کہ میرا ہدیہ آپ ﷺ نے رد فرما دیا حضور ﷺ نے حضرت بلال ؓ سے پوچھا انھوں نے جواب دیا: ﴿والذی بعثك بالحق﴾ میں نے اس کو خوب نچوڑ لیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے امّ مالک تمہیں مبارک ہو یہ برکت ہے کہ جلد تجھے اللہ ﷻ نے بدلہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے کپی گھی سے بھر گئی حدیث پاک میں کپی میں گھی کی بقاء اور برکت کا ذکر ہے جو آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔ ﴿لو ترکتیھا ما زال قائما﴾ حدیث لاحق میں بھی اس کے قریب کا لفظ ہے حاصل دونوں کا یہ ہے اگر نہ نچوڑتیں اور جو نہ ناپتا تو غذا اور سالن کا کام چلتا رہتا ختم نہ ہوتا۔

سوال! نچوڑنے اور ماپنے سے برکت کیوں ختم ہوئی؟
جواب! (۱) برکت کا تعلق امور باطنہ سے ہے جستجو اور تحقیق کی اس میں اجازت نہیں جب خود تصرف کیا تو برکت چلی گئی۔ (۲) نچوڑنا اور ناپ تول کرنا توکل اور تسلیم ورضا کے خلاف ہے جس کی وجہ سے برکت اٹھالی گئی اس لئے بندہ پر بجائے تحقیق حال اور کھود کرید کے شکر ادا کرنا لازم ہے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رسول اللہ کے معجزہ سے ہے ورنہ ہم تو اس کے مستحق نہیں اور نہ ہماری قدرت وطاقت ہے ﴿كلوا من طيبات ما رزقناكم واشكروا لله﴾ (بقرہ ۱۷۲) پاکیزہ اور حلال رزق کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔

حدیث سادس: اس حدیث میں آپ کی عنایت سخاوت اور معجزہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے مانگا تو آپ نے شطر وسق (آدھا وسق) عنایت فرمایا (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے) اور اسی میں وہ پورا گھرانہ اور مہمان وغیرہ سب کھاتے رہے حتی کہ اپنی تدبیر لڑائی اور ماپ لیا تو برکت اٹھ گئی اور جو ختم ہو گئے۔

نکتہ: ضیفھما کے لفظ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بیوی کے قریبی رشتے دار و عزیز مہمان ہوں تو شوہر کے مال وطعام سے ان کی ضیافت اور مہمانداری کی جائے گی کیونکہ یہ جو وہ مرد ہی لایا تھا اور لفظ ہے کہ وہ خود اور ان دونوں کے مہمان کھاتے رہے۔ ﴿هذا ماظهرلي والله اعلم﴾ ۔اگر چہ یہ بات قابل اصلاح ہے کہ اپنے عزیز آئیں تو خوب خاطر تواضع اور اگر شوہر کے آئیں تو (روکھے منہ) کچی پکی روٹی تیار کر کے دیدیں اور ان کی ضیافت کو بوجھ سمجھیں نہیں۔

حدیث سابع: یہ قدرے طویل ومفصل حدیث ہے پہلے اس کے الفاظ پر بحث ہے ﴿ والعين مثل الشراك تَبِضُّ اى تقطر و تسيل قليلا﴾ قطرہ کی طرح ٹپک رہا تھا اور تھوڑا تھوڑا بہہ رہا تھا تَبِضُّ. بضوض سے مشتق ہے بمعنی پتھر سے پسینہ ٹپکنا کہا جاتا ہے بیر بضوض وہ کنواں جس سے تھوڑا تھوڑا پانی نکلے۔ بعض نے تَبِصُّ کا معنی تلمع سے کیا ہے چمک رہا تھا مثل الشراک نے تشبیہ دینے سے مقصود قلت ماء کو بیان کرنا ہے۔ ماء منهمر زور سے گرنا اور بہنا۔قرآن کریم میں ہے ﴿ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر﴾ (القمر ۱۱) غزير جمع غِزَارٌ ۔ کثیر زیادہ ہونا یہاں پانی کی صفت ہے خوب بہنا۔ جنًا نا جمع ہے جنة کی با غات لفظ جنة کا معنی ہے مستور و پوشیدہ چھپا ہوا۔ باغ کو اس لئے جنۃ کہتے ہیں کہ زمین اشجار سے ڈھکی ہوتی ہے اسی طرح جنۃ الفردوس، جن وغیرہ بھی کیونکہ یہ چیزیں بھی پوشیدہ ہیں باغ کیلئے دولفظ حدیقہ اور بستان بھی بولے جاتے ہیں ان میں فرق یہ ہے ﴿حديقه بالجدار. بستان بلاجدار﴾ کو کہتے ہیں یعنی باڑ دیوار اور آڑ موجود ہو تو حدیقہ اگر دیوار نہ ہو تو بستان لفظ جنۃ دونوں کیلئے مستعمل ہے۔ ﴿غَسَلَ رسول الله ﷺ﴾ غَسْلٌ بفتح الغين دھونا غُسْلٌ بضم العين نہانا یہاں غسل بالفتح ہے اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے اور باب سے مناسبت لفظ فجرت العين بماء منهمر سے ہے۔غزوۂ تبوک رجب المرجب ۹ھ میں پیش آیا۔حضور ﷺ کل ۲۷ غزوات میں شریک ہوئے۔(حاشیہ نور الیقین ص ۹۲) اور یہ آپ کا آخری غزوہ تھا اس کا نام غزوہ العسرہ بھی ہے تبوک مدینہ منورہ اور دمشق کے درمیان نصف راستہ پر مشہور جگہ ہے جسکی طرف یہ غزوہ منسوب ہے اور غزوہ تبوک کہا جاتا ہے تبوک غیر منصرف ہے ﴿بوجود العلمية و العجمة و حروفها فوق الثلاث اووزن الفعل مع

العلمیة﴾ اس غزوہ میں رومیوں سے جہاد (لڑائی) کیلئے آپ تشریف لائے تھے (جس کی تفصیل مغازی میں موجود ہے) ﴿فکان یجمع الصلوٰة﴾ جمع بین الصلاتین (دونمازوں کو جمع کرنا) مشہور مختلف فیہ مسئلہ ہے جس کی تفصیل کا محل کتاب الصلوٰۃ ہے مختصراً عرض کیا جاتا ہے۔

جمع بین الصلاتین کی صورتیں: (۱) دونمازوں کو جمع کرنا حقیقۃً ایک وقت اور حضر میں جمع کرنا (۲) حقیقۃً سفر وعذر میں جمع کرنا۔ (۳) میدان عرفات ومزدلفہ میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کرنا۔ یہ بالاتفاق جائز ہے۔ (۴) جمع فعلی وصوری۔ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ حضر میں جمع حقیقی (وقتی) جائز نہیں عرفات ومزدلفہ میں جمع کرنا جائز ہے۔ نماز ظہر وعصر کسی بھی دونمازوں کو جمع کرنا ایک وقت میں سفر کے اندر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے۔ عندالاحناف جمع وقتی حضر وسفر عذر وبلاعذر ہر حال میں ناجائز ہے۔ جبکہ بلاعذر وحضر میں ائمہ ثلاثہ احناف کے ساتھ ہیں۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل! حدیث باب ہے جو مختلف طریقوں اور کتب صحاح میں مروی ہے ﴿کان یجمع بین الصلاتین فصلی الظهر والعصر فی الوقت﴾

احناف کی دلیل: (۱) ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتاباموقوتاً (النساء:۱۰۳) (۲) پانچوں نمازوں کیلئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اول وآخر وقت دو دفعہ علیحدہ آکر تعلیم کرنا۔ (جیسے مسلم ج ۱ص ۲۲۱، ترمذی ج ۱ص ۱۳۴، ابوداؤد ج ۱ص ۶۲ میں مذکور ہے) یہ دلیل ہے اس بات کی کہ نماز اپنے وقت پر ہی ادا ہوسکتی ہے (۳) اگر نمازیں ملاکر پڑھنا درست ہے تو دو نمازوں میں قضا کا تو تصور ہی نہیں رہتا۔ بلکہ بعد میں پڑھی جانیوالی نماز کو بھی ادا ہی کہیں قرآن مجید کے حکم پر حدیث سے زیادتی درست نہیں۔ ائمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب! کان یجمع بین الصلوٰتین صورۃً اس سے مراد جمع صوری اور فعلی ہے کہ مثلاً عصر کی نماز کا وقت چار بج کر بیس منٹ پر شروع ہوتا ہے تو آدمی چار بج کر دس منٹ پر ظہر پڑھے اس سے فارغ ہوکر وقت داخل ہوتے ہی چار بج کر بائیس منٹ پر عصر پڑھے یہ جمع درست ہے اور عندالاحناف اس حدیث کا یہی محمل ہے۔ دوصحابہ کو آپ ﷺ نے چشمہ میں ہاتھ ڈالنے اور پانی کو چھونے سے منع کیا تاکہ سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کا مبارک ہاتھ لگے یہ نہی مصلحۃً تھی اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ لشکر کا امیر کسی مصلحت وفائدہ کیلئے کسی مباح کام سے روک سکتا ہے ﴿فسبّهما﴾ انکو سخت سست کہا لفظ سبّ اور شتم اردو زبان میں گالی کیلئے استعمال ہوتا ہے حالانکہ عربی میں لفظ سب کا معنٰی گالی نہیں بلکہ ترش وتند لہجہ میں بات کرنا سختی سے بات کرنے کو کہتے ہیں اور شتم گالی گلوچ کیلئے ہے اس لئے سب کا معنٰی سخت وسست ہے نہ کہ گالی کیونکہ گالی ناجائز ہے اور نبی کی زبان مبارک سے اسکا ظہور نہیں ہوسکتا شیخ الاسلام نے اس کے بعد لکھا ہے ای لامهما و عاتبهما انکو ملامت کیا اور ڈانٹا۔

تنبیہ: مصنفین اور اہل لغات نے اردو استعمال، شہرت کے مطابق لفظ سبّ کے معنٰی گالی گلوچ لکھا ہے۔

سوال! ان دوصحابہ کرام نے اطاعت کیوں نہ کی اور پانی کو چھوا۔

جواب! (۱) انھوں نے اس کو نہی تنزیہی سمجھا۔ (۲) انکو آپ کا نہی کرنا معلوم نہ ہوا (۳) نہی کو بھول گئے اور پہنچتے ہی پانی میں ہاتھ ڈالدیا (۴) ابوالبشر الدولابی نے کہا ہے ﴿انهما کانا من المنافقین﴾ کہ وہ دونوں منافق تھے۔ زیرنظر کتاب میں کتاب

المنافقین کے اندر احادیث موجود ہیں جن سے منافقوں کا اس غزوہ میں ہونا اور ان کی دیگر حرکات شنیعہ کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم !
یو شك یامعاذ ان طالت بك حیاۃ (اطال اللہ عمرك) اس میں اشارہ ہے نبی کی رحلت کے بعد حضرت معاذ کی بقاء وحیات کا۔ یہ معاذ ابن جبل انصاری ہیں ان کی وفات شام کے غور نامی صوبے کے شہر بیسان میں ۱۸ھ کو وفات پائی۔ جہاں سے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا گیا تھا[1]﴿ قد ملئی جنانًا ﴾ کہ حضور کی برکت اور پانی کی کثرت سے خوب باغات ہونگے۔ کیونکہ ویران اور صحرا میں بغیر پانی کے باغات کیسے ہونگے ابن عبدالبرؒ نے ابن وضاع سے نقل کیا ہے ابن وضاع کہتے ہیں کہ میں نے مبارک چشمہ کو دیکھا ہے کہ اس کے اردگرد گھنے اور لہلہاتے باغ ہیں جنھوں نے اس کو گھیرا ہوا ہے۔
حدیث ثامن: وادی القریٰ یہ مدینہ اور شام کے درمیان قدیم مشہور شہر ہے اس میں آپ ﷺ نے باغ کے ثمر، پھل کا اندازہ دس وسق لگایا جو بعد واپسی پر بعینہ اسکے مطابق ہی نکلا ایک وسق ساٹھ صاع کا ایک صاع ساڑھے تین سیر کا اور دس وسق ساڑھے باون من (۲۱۰۰ کلو) ہوتا ہے۔ اس مالکہ باغ کے متعلق حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ﴿ لم اَقِفْ علی اسمھا فی شیء من الطرق ﴾ اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ باغ کے پھل کا اندازہ لگانا اور اس میں مہارت رکھنے والوں سے پوچھنا درست ہے یہ اندازہ اس لئے بھی لگایا جاتا ہے تاکہ عشر دینے اور وصول کرنے میں سہولت ہو اگرچہ اندازہ لگانے والے اور بھی اندازہ لگاتے ہیں لیکن ان کا اندازہ یقینی نہیں آنحضرت ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے بالکل درست اور تحقیق سے اندازہ لگایا ﴿ ستھبّ علیکم اللیلۃ ریح شدیدۃ ﴾ اس میں قبل از وقت خبر دینا یہ بھی معجزہ ہے۔ آپ ﷺ نے کھڑا ہونے سے جو منع کیا اور اونٹوں (اور سواریوں) کے باندھنے کا حکم دیا یہ شفقۃً تھا تاکہ مشقت و پریشانی نہ ہو۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آندھی بارش یا دوسرے حادثات سے بچاؤ کیلئے احتیاطی تدابیر کرنا اور پہلے سے سنبھلنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ توکل نام ہے مقدور بھر کوشش کرنا اور نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ﴿فقام رجل﴾ آپ ﷺ کے اس حکم پر سب نے عمل کیا صرف دو حضرات نے عمل نہ کیا جو بنوساعدہ سے تھے ان میں سے ایک قضائے حاجت کیلئے اور دوسرا اپنا اونٹ ڈھونڈنے کیلئے نکلے جو قضائے حاجت کیلئے گیا تھا اسکو تو ہوا نے راستہ میں گرا دیا اور چوٹ آئی اور جو اونٹ کی طلب میں نکلا تھا اسکو ہوا نے اُڑا کر جبل طیی میں پھینک دیا جب حضور کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے روکا نہ تھا بہرحال تکلیف زدہ کیلئے دعا فرمائی جس نے شفا پائی اور جس کو جبل طیی میں ڈالا تھا وہ غزوہ تبوک سے واپسی پر آپ سے ملا ﴿طیی دراصل طیوی مثل سیوِدٌ تھا﴾ بعد از تعلیل طیی مثل سیّد ہوا۔ یہ مشہور قبیلہ جو دو پہاڑ اَجاء اور سلمٰی کے درمیان رہائش پذیر تھا۔ ان دو پہاڑوں اَجاء اور سلمٰی کی وجہ تسمیہ کے متعلق علامہ عینی نے (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۴۱۶ میں) اسماء البلدان للکلبی سے نقل کیا ہے کہ اَجاء نامی شخص اپنی آشنا سلمٰی نامی عورت کے ساتھ (گھر سے) بھاگ کر ان دو پہاڑوں کے درمیان آ ٹھہرے بعد میں سلمٰی کے بھائیوں نے اسکی آنکھیں نکال دیں اور پہاڑ پر پھینک دیا اور اَجاء کے ہاتھ پسِ پشت باندھ کر دوسرے پہاڑ پر پھینک دیا اس وجہ سے ان کا نام جبل سلمٰی و اَجاء پڑ گیا جیسا کہ اساف و نائلہ کو صفا و مروہ پر ڈالا گیا تھا۔
﴿فجاء رسول ابنُ العَلْمَاء﴾ یہ ایلہ (بفتح الھمزہ) کا والی تھا جب حضور ﷺ تبوک پہنچے تو یوحنا ابن روبہ کا قاصد آیا اور جزیہ دے کر صلح کر لی یوحنا صاحب ایلہ کا نام ہے العَلْما اس کی ماں اور روبہ اس کے باپ کا نام ہے۔ ایلہ قدیم شہر ہے جو ساحل سمندر پر

---

[1] سیر الصحابہ ج ۴ حصہ ۵ ص ۱۵۴

واقع ہے حضرت شیخ الاسلام مدظلہ کی عبارت (بلدة قديمة بساحل البحر) سے اندازہ ہوتا ہے... کہ واسئلهم عن القرية التي كانت حاضرة البحر اذيعدون في السبت (اعراف ۱۶۳) میں اسی شہر کا واقعہ مذکور ہے۔ جو سیدنا داؤد علیہ السلام کے دور رسالت میں بنی اسرائیل کے نافرمان شکاریوں سے پیش آیا تھا کیونکہ وہ قدیم بھی ہے اور ساحل سمندر پر بھی ہے اور مفسرین نے اس کا نام بھی ایلہ بتایا ہے۔ (ابن کثیر ج۲ ص۲۶۲، خازن ج۱ ص۵۹، جلالین ص۱۱-۱۴۳) ﴿العَلْمَاء﴾ تانیث ہے اعلم کی جس کا معنی ہے وہ (آدمی) جس کا اوپر کا ہونٹ پھٹا ہوا ہو اس کے مقابلہ میں افلح ہے جس کا نچلا ہونٹ پھٹا ہو۔ ﴿اهدى له بغلة بيضاء﴾ اس نے ایک سفید خچر ہدیہ بھیجا علامہ نوویؒ فرماتے ہیں اس خچر کا نام دلدل ہے۔

اشکال! اس پر اشکال یہ ہے کہ غزوہ تبوک ۹ھ اور فتح مکہ اور غزوہ حنین اس سے پہلے ۸ھ میں ہوئے اور آپ غزوہ حنین میں دلدل نامی خچر پر سوار تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس خچر کے سوا حضور کی سواری کیلئے کسی خچر کا ذکر نہیں اب تطبیق کیسے ہوگی کہ ہدیہ ۹ھ میں ہوا اور سوار ۸ھ میں ہوئے۔

جواب: (۱) علامہ نووی نے اس کا جواب یہ دیا ہے۔ ابن العلماء نے یہ خچر غزوہ تبوک سے پہلے ہدیہ کیا تھا جس کا ذکر یہاں بھی کیا گیا او اهدى له میں واو مطلق جمع کیلئے ہوگی ترتیب کیلئے نہیں کیونکہ خط کا ذکر پہلے ہے وہ اس وقت دیا تھا۔

جواب: (۲) سہیلی نے یہ کہا ہے کہ جس خچر پر آپ غزوہ حنین میں سوار تھے اس کا نام فضہ اور رنگ شہباء (بھورا) تھا اس لئے امام نووی نے تکلف بعید کیا ہے اور یہ بات بھی محل نظر ہے کہ صرف ایک خچر آپ ﷺ کے پاس تھا کیونکہ مستدرک حاکم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسریٰ نے آپ ﷺ کو خچر ہدیہ کیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ نجاشی اور صاحب دومة الجندل نے آپ کیلئے خچر ہدیہ میں بھیجے۔ اور دلدل اس خچر کا نام ہے جو مقوقس شاہِ مصر نے بھیجا تھا اس لئے حدیث میں کوئی بعد و تعارض نہیں۔ جو ہدیہ میں آیا وہ بیضا اور جس پر حنین میں سوار ہوئے وہ شہباء تھا۔

مسئلہ: اس حدیث سے کفار سے ہدیہ قبول کرنے کا ثبوت اور جواز ملتا ہے۔ حضرت مولینا محمود حسن گنگوہیؒ نے اپنے فتاویٰ محمودیہ میں لکھا ہے کہ اگر کفار سے ہدیہ لینے میں کسی فتنہ احسان جتلانے، مغلوب کرنے کا خطرہ ہو تو ہدیہ نہ لیا جائے ورنہ لے سکتے ہیں۔ اس سے بھی یہ معلوم ہوا کہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان ہدیہ لینا اور دینا بھی چاہئے ﴿فكتب اليه رسول الله﴾ پس لکھا اسکی طرف رسول اللہ ﷺ نے۔ آنحضرت ﷺ کی کتابت اور لکھنے کے متعلق علماء کے دو مذہب ہیں۔

(۱) ابوالولید الباجی اور بعض افریقی علماء نے اور اس کی متابعت میں ابوذر الهروی اور ابوالفتح النیسابوری کا قول یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ لکھتے تھے لیکن حسن کتابت نہیں تھا ﴿كان رسول الله يكتب و لا يحسن﴾ ۲۔ جمہور اہل علم کا قول ہے کہ آپ ﷺ لکھنا نہیں جانتے تھے الباجی کی دلیل مسلم ج۲ ص۱۰۴ قصہ صلح الحدیبیہ کی حدیث ہے جس میں کاتب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے معاہدے میں جب رسول اللہ کا لفظ نہ مٹایا تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مٹایا الفاظ حدیث یہ ہیں ﴿فمحاه النبي بيده ....﴾ تو ثابت یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے لکھا ہے اور ابن عبداللہ کا لفظ لکھا تھا۔

دلیل (۲) ابن ابی شیبہ میں روایت مامات رسول الله حتّٰى كتب و قرء (بحوالہ فتح الباری)

ابوالولید الباجی کی دلیلوں کا جواب! (۱) حدیث صلح حدیبیہ میں آپ نے ایک کلمہ لکھا تھا جو معجزۃ تھا ایک کلمہ لکھنے سے ثبوت کتابت کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ نسبت مجازی ہے۔

جواب! (۲) دلیل ثانی کا جواب یہ ہے کہ جملہ محدثین نے ابن ابی شیبہ کی مذکورہ روایت کی تضعیف کی ہے۔

جمہور کے دلائل: (۱) ﴿وما كنت تتلو من قبله من كتٰب ولا تخطّه بيمينك ﴾ (عنکبوت ۴۸) آپ ﷺ اس کتاب سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ آپ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے۔ دلیل ۲۔ ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان (شوریٰ ۵۲) آپ کو نہ یہ خبر تھی کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کیا چیز ہے (ایمان بتادیا گیا کتابت سکھانے کا ذکر نہیں ملتا) دلیل (۳) حدیث مبارکہ انّا امة اميّة لا نكتب ولا نحاسب (فتح الباری) ہم امی امت ہیں نہ لکھنا جانتے ہیں نہ حساب۔ ان نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ لکھنا نہیں جانتے تھے۔ کتاب میں جو لفظ فكتب الله اس کا معنٰی ہے أمر الكتابة کہ لکھنے کا حکم دیا اور یہ بات راجح ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک کا نوشتہ ذخیرہ حدیث سے ایک بھی نہیں دکھایا جا سکتا ہاں جو خطوط و پیغامِ اسلام آپ نے لکھوائے وہ مذکور و موجود ہیں واللہ اعلم (ملخص از فتح الباری ج۷ ص ۵۰۴ و تکملہ ج ۳ ص ۱۸۰) کہ آپ ﷺ نے مستقل فن کتابت سیکھا تو نہیں اس لئے بادشاہوں کو جو خطوط دعوت اسلام کے پیغام بھیجے وہ صحابہ کرام سے لکھوائے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے لکھوایا اسکی طرف پھر تو کوئی اشکال ہی نہ رہیگا۔ هذه طابة وهذا احد ... طابة یہ مدینہ منورہ کا نیا نام ہے اسکا معنٰی ہے طیبہ پاکیزہ۔ طابہ غیر منصرف ہے لوجود العلمیۃ والتانیث۔ قدیم نام یثرب ہے جو قرآن کریم میں بھی مذکور ہے۔ یا اهل یثرب لا مقام لکم فارجعوا (الاحزاب ۱۳) اُحد (مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑ ہے)۔

سوال: ہم سے محبت کرتا ہے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: (۱) کہ اہل جبل اسکے باسی انصار ہم سے محبت کرتے ہیں مراد ہیں۔ (۲) کہ خود پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور یہ کوئی بعید نہیں قریب ہی گزرا ہے کہ حجر مجھے سلام کرتا تھا تو یہ محبت کرتا ہے بھی بعید نہیں اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ جس میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ اور ابوبکر عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ساتھ تھے جبل احد ہلنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں تو پہاڑ تھم گیا ﴿انّ خير دُوْرِ الانصار .... ﴾ دُور جمع ہے دَار کی منزل، گھر یہاں مراد قبائل (گھروں کے رہائشی) ہیں۔ اس میں فضیلت و مرتبہ بسبب تقدم فی الاسلام اور نصرت اہل اسلام کی وجہ سے بیان کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انصار کے گھروں میں سب سے بہتر بنو النجّار کے گھر ہیں پھر بنو عبدالاشہل کے گھر پھر بنو عبدالحارث کے گھر پھر بنو ساعدہ کے گھر اور انصار کے تمام گھروں میں خیر، بہتری، بھلائی ہے۔ بنوالنجار آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے اخوال (ماموں) ہیں کیونکہ عبدالمطلب کی والدہ بنوالنجار میں سے تھیں۔ بنو النجار آپ کے ننھیال بھی ہیں۔ آپ ﷺ جب مدینہ طیبہ آئے تو ان کے پاس ٹھہرے۔ نجار لقب ہے تیم ابن ثعلبہ ابن عمرو بن الخزرج کا۔ ﴿قيل سُمّيَ النجار لانّه اختتن بقدوم﴾ بنو عبدالاشہل یہ قبیلہ اوس میں سے ہے یہ سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے حضرت سعد وہی ہیں جن کی موت پر رحمٰن کا عرش بھی ہل گیا تھا اور ان کا درجہ انصار میں ایسا ہے جیسے مہاجرین، قریش میں

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا۔ انصار کے سردار تھے ان کو دوسرے درجہ میں ذکر کیا گیا اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (ج ۷ ص ۱۱۴) میں اسی کو راجح قرار دیا ہے کہ بنو النجار بنو عبد الاشھل پر مقدم ہیں جب کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عبد الاشھل کی بنو النجار پر تقدیم بھی مروی ہے لیکن وہ مرجوح ہے راجح بات ذکر ہو چکی۔ بنو الحارث ابن الخزرج یہ خزرج میں سے ہیں بعض نسخوں میں بنو عبد الحارث ابن الخزرج ہے لیکن درست نسخہ وہی ہے جو متن میں مذکور ہے اسی کو ہی علامہ قرطبیؒ نے راجح کہا اور دوسرے نسخہ عبد الحارث کو وَهُوَ وَهْمٌ سے تعبیر کیا۔ بنو ساعدہ یہ بھی خزرج میں سے ہیں کیونکہ یثرب کے مشہور باسی یہی (اوس وخزرج) دو قبائل ہی تھے۔ ان کے علاوہ یہود کے (بنو قریظہ و بنو نضیر) دو قبیلے بھی یہاں مقیم تھے۔ بنو ساعدہ یہ سیدنا سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کی قوم ہے۔ ﴿فجعلتنا آخرًا﴾ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے ہمیں آخر میں ذکر کیا۔ یہ ان کا کہنا اطمینان و تثبیت کیلئے تھا نہ کہ اعتراض و انکار کیلئے۔ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: کہ تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ تم اخیار (بہترین قبائل) میں سے ہو۔ اگر چہ آخر میں ہو۔ اور آنحضرت ﷺ کا فضیلت بیان کرنا علم الٰہی سے تھا اس لئے اللہ جل جلالہ نے جو درجات و مراتب ان کے مقدر میں لکھوائے تھے حضور ﷺ نے بتا دیئے۔ یختص برحمته من يشاء (آل عمران ۷۴) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انبیاء کے علاوہ امت میں بھی اعمال و اخلاق کے اعتبار سے فضائل و مراتب درست ہیں اسطرح کہ فتنہ، تکبر وغیرہ کا خطرہ نہ ہو تو کسی کی سچی تعریف کی جا سکتی ہے اور یہ جائز ہے۔ اور یہ بھی واضح ہوا کہ منافسة فی الفضل والخیر درست ہے جیسا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے ہمیں آخری قرار دیا یعنی پہلے کی ان کو طلب وخواہش تھی۔ اس حدیث سے آپ ﷺ کے معجزات ثابت ہوئے۔ (۱) پانی کا خوب بہنا۔ (۲)۔ باغ کے پھل کی صحیح خبر دینا۔ (۳) آندھی کی پیشگی خبر دینا (۴) اس علاقہ کا ہرا بھرا ہونا۔ جو بعد میں دیکھا بھی گیا۔

حدیث تاسع: ﴿ببحر هم ای ببلد هم﴾ یعنی ان کے شہر کے متعلق لکھدیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ولایت قائم رہے گی اور بدستور تم والی رہو گے۔ کیونکہ اس نے جزیہ دے دیا تھا۔ ﴿البحر بمعنى القرية﴾ بستی بسا اوقات عرب لفظ بحر بستی، بلد اور شہر کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ ان کی بستی کو بحر اس لئے کہا گیا کہ یہ ساحل البحر (سمندر کے کنارے) پر رہتے تھے۔ ابن اسحاقؒ نے اس مکتوب کا مضمون بھی نقل کیا ہے۔ بسم اللہ کے بعد لکھا تھا۔ ﴿هذه اَمَنة من الله و من محمد النبی رسول الله ليوحنا ابن روبه واهل ايلة سفنهم وسيارتهم فى البرّ والبحر لهم ذمّة الله ومحمد النبّی....﴾ (ملخص از عمدۃ القاری ج ۴ ص ۲۱۶)

ان احادیث میں ہاتھ دھونے اور ہاتھ ڈالنے کا ذکر ہے۔ اسی طرح (مسلم ج ۲ ص ۱۷۸) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث موجود ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے گوندھے ہوئے آٹے اور سالن کی دیگچی میں لعاب دھن ڈالا تو اس قلیل مقدار سے غزوہ خندق، احزاب کے موقع پر سینکڑوں جانثار مجاہدین نے سیر ہو کر کھایا ان کی اہلیہ کا بیان ہے کہ ہماری ہانڈی میں سالن اور آٹا پہلے سے زیادہ باقی تھا۔[1]

(۴) باب تَوَكُّلِهِ ﷺ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَعِصْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهٗ مِنَ النَّاسِ.

(۱۰۴۱) باب: نبی کریم ﷺ کا اللہ کی ذات پر توکل کے بیان میں

(۱۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ ح وَ حَدَّثَنِيْ

---

[1] نووی۔ المفهم. اكمال المعلم مع المكمّل. تكمله

اَبُوْ عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سِنَانِ بْنِ اَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ فَاَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ سَيْفَهٗ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا قَالَ وَ تَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْوَادِيْ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رَجُلًا اَتَانِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاَخَذَ السَّيْفَ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِيْ فَلَمْ اَشْعُرْ اِلَّا وَالسَّيْفُ صَلْتًا فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ لِيْ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ قَالَ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

(۵۹۵۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں گئے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ایسی وادی میں پایا جہاں کانٹے دار درخت بہت تھے رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے اور آپ ﷺ نے اپنی تلوار ایک شاخ پر لٹکا دی اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس وادی کے درختوں کے سائے میں علیحدہ علیحدہ ہو کر (بیٹھ گئے) راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی میرے پاس اس حال میں آیا کہ میں سو رہا تھا تو اس نے تلوار پکڑ لی۔ میں بیدار ہوا تو وہ آدمی میرے سر پر کھڑا تھا۔ مجھے صرف اس وقت پتہ چلا جب ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ وہ آدمی کہنے لگا: اب تجھے کون مجھ سے بچائے گا؟ میں نے جواب دیا ! اللہ دوبارہ پھر اس نے مجھ سے کہا: میں نے کہا: اللہ (یہ سن کر) اس نے اپنی تلوار نیام میں ڈالی۔ وہ آدمی یہ بیٹھا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ تعرض نہیں فرمایا۔

(۱۴) وَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ وَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَا اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سِنَانُ بْنُ اَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ وَ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اَخْبَرَهُمَا اَنَّهٗ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ النَّبِيُّ ﷺ قَفَلَ مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ يَوْمًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ وَ مَعْمَرٍ.

(۵۹۵۱) جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں تھے، وہ خبر دیتے ہیں ہم نبی ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں گئے تو جب نبی ﷺ (وہاں سے) واپس ہوئے تو ہم بھی آپکے ساتھ تھے پس ان کو دوپہر کے قیلولہ نے پا لیا۔ (یعنی آرام کیا) پھر اس کے بعد معمر اور ابراہیم بن سعد کی (مذکورہ حدیث) کی طرح حدیث ذکر کی۔

(۱۵) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

(۵۹۵۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ یہاں تک کہ ہم ذات الرقاع تک پہنچ گئے (پھر اس کے بعد) مذکورہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔ لیکن اس میں یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ تعرض نہیں فرمایا۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین احادیث ہیں۔ ان میں توکل الٰہی کا ذکر ہے۔

حدیث اول: توکل کا معنی اعتماد وبھروسہ! اہل باطن سالکین وصوفیاء کی اصطلاح میں توکل کہتے ہیں اللہ جل جلالہ کے پاس جو کچھ ہے اس پر اعتماد وبھروسہ کرنا اور مخلوق کے پاس جو کچھ ہے اس سے ناامید ہونا اور یقین نہ کرنا۔

یاد رہے کہ اسباب کا اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں۔ ایک حوالہ عرض کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے۔ ﴿رجل القی حبّة فی بطن الارض ثم توکل علی ربه﴾ متوکل وہ آدمی ہے جس نے زمین میں بیج ڈالا اور پھر اللہ پر بھروسہ کیا۔ (شعب الایمان للبیہقی ج ۲ ص ۸۱) اس باب میں حضور ﷺ کے اللہ پر کامل توکل اور بھروسہ کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے ﴿والله یعصمك من الناس﴾ (مائدہ ۶۷) **غزوةً قبل نجد**۔ یہ غزوہ غزوہ خندق اور قریظہ کے بعد پیش آیا اس میں بنو محارب اور ثعلبہ کے ساتھ جہاد کیلئے آپ ﷺ سات سو جانبازوں جان نثاروں کو لیکر نکلے تھے۔ غزوہ ذات الرقاع اسکا نام اس لئے رکھا گیا کہ سنگریزوں کی کثرت کی وجہ سے مجاہدین کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے جن پر انہوں نے پٹیاں باندھیں اس لئے اس کا نام ذات الرقاع ہوا۔ نبی ﷺ نے کتنے غزوات کئے؟ آنحضرت ﷺ ۲۷ غزوات میں بنفس نفیس شریک ہوئے (تکملہ ج ۳ ص ۲۶۲)

کثیر العِضاہ: بکسر العین: عضاہ (۱) ہر خاردار درخت کو کہتے ہیں (۲) بیری اور کیکر کے طویل درخت۔ رجلا. اس آدمی کا نام غورث ابن الحارث ہے بعض نے دعثور بھی ذکر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دو الگ قصے ہیں ایک میں غورث اور دوسرے میں دعثور کا نام ہے۔ سیاق کلام سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت آپ ﷺ پر کوئی پہرہ دار نہیں تھا نبی ﷺ پر آمد مدینہ کی ابتدا میں پہرہ دیا جاتا تھا جب ﴿والله یعصمك من الناس﴾ نازل ہوئی تو آپ نے حارس (پہرہ دار) سے فرمایا: جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ فرمادیا۔ تفصیل قصہ حدیث سے واضح ہے۔ ﴿فشام السیف﴾ (اغمده) ای جعل السیف فی نیامه کہ تلوار کو نیام میں رکھ دیا یہ اضداد میں سے ہے تلوار سونتنا اور نیام میں رکھنا دونوں معنی آتے ہیں۔ یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔

حدیث ثانی: ﴿فلمّا قَفَلَ ای رجع من القتال﴾ جب واپس ہوئے جیسے حدیث میں ہے **قفلة كغزوة** (مشکوۃ ص ۳۳۳). **القائلہ:** دوپہر کا آرام قیلولہ۔ قال یقول قولاً از نصر کہنا بات کرنا۔ قال یقیل قیلولۃ از ضرب قیلولہ کرنا۔ باب اور مصدر کی تبدیلی سے معنی بدل گیا۔

حدیث ثالث: رِقاع جمع ہے رقعۃ کی کپڑے کا ٹکڑا، پیوند۔

فائدہ! ﴿والله یعصمك من الناس﴾ (المائدہ ۶۷) میں جو وعدہ حفاظت ہے وہ قتل اور جان سے مارنے کا ہے ورنہ جزوی تکالیف تو آپ ﷺ کو پہنچی ہیں مثلاً رخسار مبارک زخمی ہونا، دندانِ مبارک کا شہید ہونا...... اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی ورنہ ظاہراً تو کافر تلوار سونت کر قتل پر قدرت پاچکا تھا۔ اسی طرح واقعہ ہجرت کی ابتدا میں بھی یہی ہوا۔ ﴿وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْیَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ﴾ (انفال ۳۰) اس میں بھی اللہ جل جلالہ نے آنحضرت ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ .وکثیر من الواقعات۔ احادیث باب سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں: (۱) دیہات، جنگلات کے درختوں سے سایہ حاصل کرنا۔ (۲) دوپہر کا قیلولہ۔ اس کے بہت فائدے ہیں اہم الفوائد یہ ہے کہ قیلولہ کرنیوالا نمازِ تہجد کیلئے بآسانی اٹھ سکتا ہے۔ (۳) درخت پر اسلحہ تلوار وغیرہ لٹکانا (۴) انسانیت پر عفو ودرگزر کرنا بھلے کافر ہی کیوں نہ ہو (۵) باوجود قدرت

---

۱ نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع المکمل. تکمله

وگرفت کے دشمن کو چھوڑ دینا۔(۶) برائی کا بدلہ بجائے برائی کے بھلائی سے دینا۔(۷) حلم وحوصلہ کا دامن نہ چھوڑنا۔ ﴿فَلَمْ اَشْعُرْ اِلَّا وَ السَّیْفُ صَلْتًا فِیْ یَدِہٖ﴾ ﴿یَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ﴾ کے منافی ومتعارض نہیں کیونکہ دل کے نہ سونے کا مطلب یہ ہے کہ نیند میں یادخدا سے غافل نہیں ہوتا ورنہ ظاہراً تو آپ نیند میں ہوتے تھے یہ آپ ﷺ کی خصوصیت میں سے ہے۔ (۸) اس سے انتہائی عجز وانکساری کا بھی سبق ملتا ہے کہ سیدالاولین والآخرین محبوب ربّ العالمین عام لشکری کی طرح ایک پیڑ کے نیچے آرام فرما ہیں۔ واللہ اعلم!!!

(۵) باب بَیَانِ مَثَلِ مَا بُعِثَ بِهِ النَّبِیُّ ﷺ مِنَ الْهُدٰی وَ الْعِلْمِ

(۱۰۴۲) باب: اس مثال کے بیان میں نبی ﷺ کو کتنا علم وہدایت دیکر مبعوث فرمایا گیا۔

(۱۲) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ عَامِرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ مِنَ الْهُدٰی وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَیِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِیْرَ وَ كَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَ سَقَوْا وَرَعَوْا وَاَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا اُخْرٰی اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَاً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَ نَفَعَهُ اللّٰهُ بِمَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَ عَلَّمَ وَ مَثَلُ مَنْ لَمْ یَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ یَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ۔

(۵۹۵۳) حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنا علم اور ہدایت دیکر مبعوث فرمایا: اس کی مثال ایسے ہے جیسے کہ زمین پر مینہ برسا، اس زمین میں سے کچھ حصہ ایسا تھا کہ جس نے پانی اپنے اندر جذب کرلیا اور بہت کثرت سے چارہ اور سبزہ اگایا اور زمین کا کچھ حصہ سخت تھا کہ وہ پانی کو روک لیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو نفع دیتا ہے لوگ اس میں سے پیتے ہیں اور اپنے جانوروں کو پلاتے اور چراتے ہیں اور زمین کا کچھ حصہ چٹیل میدان ہے کہ وہ پانی کو نہیں روکتا اور نہ ہی اس میں گھاس پیدا ہوتی ہے۔ تو یہی مثال اس کی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سمجھا اور اُس کو اللہ تعالیٰ نے اُس دین سے نفع دیا جو مجھے دیکر مبعوث فرمایا: چنانچہ اس نے خود دین سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور مثال ان لوگوں کی کہ جنہوں نے اس طرف سر بھی نہ اُٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت (دین) کو جسے مجھے دیکر بھیجا گیا ہے قبول نہیں کیا۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں علم وہدایت کا ذکر ہے۔

باب سے مناسبت! علم بھی سبب ہے ترقی درجات اور قبول شفاعت کا اس لئے کتاب الفضائل میں ذکر ہوا ہے۔ غیث بارش طائفة (جماعة من الناس) زمین کا ٹکڑا، حصہ۔ طیّبة، پاکیزہ، آباد، اُگانے والی، طائفة طیّبة، عمدہ زمین، العشب بضم العین و سکون الشین تر گھاس، بوٹی۔ عشب خاص ہے صرف تر ہری گھاس، الحشیش خشک، سوکھی۔ کلاء عام ہے سوکھی اور تر دونوں کیلئے آتا ہے۔ سقوا پلایا، رعوا چرلیا، زرعوا (بالزآئی نسخۃ البخاری) انہوں نے کاشتکاری کی۔ دونوں نسخوں کے اعتبار سے معنی

واضح ہیں۔اجادب جمع ہے جدب کی بفتح الجیم و الدال ،سخت زمین ،ایک نسخہ میں اجارد جمع اجرد مشتق من الجرداء وہ زمین جس میں گھاس نہ اگے۔اور بخاری میں اخاذات ہے جمع ،اخاذۃ وہ زمین جو پانی روک لے (گڑھے) اجادب، اجارد ،اجاذات تینوں نسخے درست ہیں۔بعض نے احادب بالحاء اور اجاذب بالذال بھی نقل کیا ہے لیکن شیخ الاسلام مدظلہ نے انکی تغلیط کی ہے (کلا هما خطأ تکملہ) قیعان۔چٹیل میدان، بالکل سیدھی زمین جو اگائے نہ پانی روکے۔

فائدہ! لوگوں کی پانچ قسمیں ہیں۔(۱)عالم عامل معلم .(۲)جامع العلم غیر فقیه مبلّغ.(۳)عامل غیر مبلّغ.(۴) غیر منتفع معلّم الغیر (خود علم سے فائدہ عمل حاصل نہ کیا دوسروں کو پہنچایا)۔(۵)سامع غیر حافظ غیر عامل غیر ناقل الی الغیر۔اب الفاظ حدیث سمجھئے۔طائفہ طیبہ انسانوں کی پہلی قسم مراد ہے کہ علم سیکھا خود عمل کیا دوسروں کو سکھایا۔﴿اجادب امسکت الماء﴾ میں دوسری قسم مراد ہے کہ علم سیکھا لیکن خود تفقہ حاصل نہ کر سکے بلکہ دوسروں تک پہنچادیا۔یہ دونوں قابلِ تعریف ہیں۔نافع ومفید ہونے کی وجہ سے۔﴿انما ھی قیعان﴾ میں پانچویں اور آخری قسم مراد ہے سنا نہ عمل کیا نہ دوسروں تک پہنچایا۔ باقی تیسری اور چوتھی دو قسمیں ہیں۔تیسری تو داخل ہوگئی عامل ہونے کی وجہ سے پہلی قسم میں۔چوتھی اگر فرائض پر عمل کیا اور نوافل ترک کئے تب تو یہ دوسری قسم میں داخل ہوگی۔اگر فرائض ونوافل کل احکام چھوڑ دئے تو فاسق و نافرمان ہونے کی وجہ سے حدیث کی تیسری قسم میں داخل ہوگی جو قابل مذمت ہے۔اسی تقریر کو ان الفاظ میں بھی ادا کیا جا سکتا ہے کہ طائفہ طیبہ پہلی قسم علماء فقہاء۔ اجادب دوسری قسم میں راویان حدیث اور تیسری قسم قیعان میں عوام مراد ہوں۔یہ تفصیل اس صورت میں ہے کہ الناس سے مراد خاص مسلمان ہوں اگر الناس کو عام سمجھا جائے اور سب لوگ مراد ہوں تو پھر تقسیم اس طرح ہوگی پہلی قسم علماء مجتہدین وفقہاء دوسری قسم حفاظ غیر مجتہدین وراویان حدیث۔عوام انہیں دو میں داخل ہونگے تیسری قسم کفار ومنافقین کی کہ کچھ فائدہ بھی نہیں نہ علم نہ عمل نہ یقین نہ ایمان۔اس سے ثابت ہوا کہ انسان کی مثال زمین کی ہے کہ پیاسی بارش کی محتاج ومنتظر یہی حال لوگوں کا تھا آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد وتعارف سے ویران جس طرح بارش سے زمین آباد ہوتی ہے اسی طرح علم الٰہی وعلوم دینیہ سے بھی دلوں کو جلا ملتی ہے۔

فائدہ! الفاظ حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ درس، سبق، نصیحت، وعظ، بیان، غور وادب سے سنا جائے ورنہ فائدہ نہ ہوگا جو قابل مذمت ہے اور علم وعمل میں جوڑ پیدا کیا جائے۔[1]

(٦)باب شَفَقَتِهٖ ﷺ عَلٰی اُمَّتِهٖ وَمُبَالَغَتِهٖ فِیْ تَحْذِیْرِهِمْ مِمَّا یَضُرُّهُمْ

(۱۰۴۳)باب: نبی کریم ﷺ کا اپنی امت پر شفقت کے بیان میں۔

(۱۷) وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِیُّ وَاَبُوْ كُرَیْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ كُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَ مَثَلَ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمَهٗ فَقَالَ یَا قَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ فَاَطَاعَهٗ

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع المکمل. تکمله

طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَادَّلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰى مُهْلَتِهِمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِىْ وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَ مَثَلُ مَنْ عَصَانِىْ وَ كَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ.

(۵۹۵۴) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے اس دین کی مثال جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیکر مبعوث فرمایا ہے۔ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنی قوم سے آکر کہے: اے قوم! میں نے اپنی آنکھوں سے دشمن کا ایک لشکر دیکھا ہے اور میں تم کو واضح طور پر ڈراتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو دشمن سے بچاؤ اور اس کی قوم میں سے ایک جماعت نے اس کی اطاعت کر لی اور شام ہوتے ہی اس مہلت کی بناء پر بھاگ گئی اور ایک گروہ نے اسکو جھٹلایا اور وہ صبح تک اسی جگہ پر رہے تو صبح ہوتے ہی دشمن کے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور اُنکو ہلاک کر دیا اور جڑ سے اکھیڑ دیا۔ یہی مثال ہے جو میری اطاعت کرتا ہے اور میں جو دین حق لے کر آیا ہوں اس کی اتباع کرتا ہے اور مثال ان لوگوں کی جو میری نافرمانی کرتے ہیں اور جو میں دینِ حق لے کر آیا ہوں اسے جھٹلاتے ہیں۔

(۱۸) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا مَثَلِىْ وَمَثَلُ اُمَّتِىْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهِ فَاَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهِ.

(۵۹۵۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور میری امت کی مثال اُس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے آگ جلائی ہوئی ہو اور سارے کیڑے مکوڑے اور پتنگے اس میں گرتے چلے جا رہے ہوں اور میں تمہاری کمروں کو پکڑے ہوئے ہوں اور تم بلا سوچے اندھا دھند اس میں گرتے چلے جا رہے ہو۔

(۱۹) وَ حَدَّثَنَاهُ عَمْرُو النَّاقِدُ وَ ابْنُ اَبِىْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ.

(۵۹۵۶) حضرت ابوالزناد رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۲۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِىْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَ هٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِىْ فِى النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا وَ جَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا قَالَ فَذٰلِكُمْ مَثَلِىْ وَمَثَلُكُمْ اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِىْ وَ تَقَحَّمُوْنَ فِيْهَا.

(۵۹۵۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اُس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے آگ جلائی ہو تو جب اُس نے آگ سے اپنے اردگرد کو روشن کیا تو اس میں کیڑے مکوڑے اور جانور اس میں گرنے لگے۔ وہ ان کو روکے مگر وہ نہ رکے اور اس میں گرتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تمہیں کمر پکڑ کر دوزخ میں گرنے سے روکتا ہوں اور تمہیں کہتا ہوں کہ دوزخ کے پاس سے چلے آؤ۔ دوزخ کے پاس سے چلے آؤ لیکن تم نہیں مانتے اور اس میں گرتے چلے جا رہے ہو۔

(۲۱) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنِي ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا وَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَأَنْتُمْ تَفَلَّتُونَ مِنْ يَدِي.

(۵۹۵۸) حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اس میں ٹڈی اور پتنگے گرنے لگیں۔ اور وہ آدمی ان کو روکے اور میں بھی دوزخ کی آگ سے تمہاری کمروں کو تھامے ہوئے ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے نکلتے جا رہے ہو۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں پانچ احادیث ہیں۔ ان میں نبی ﷺ کی شفقت کا ذکر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شفیق ہونا تو ساری کائنات جانتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم﴾ (التوبہ ۱۲۸) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لا رہے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت (تکلیف) کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمانداروں کیساتھ بڑے ہی شفیق (نرم دل) اور مہربان ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے ﴿وما ارسلناك الا رحمة للعالمین﴾ (انبیاء ۱۰۷) اور ہم نے آپ ﷺ کو کسی اور بات (مقصد) کے واسطے نہیں بھیجا مگر (صرف اور صرف) دنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کیلئے۔ آنحضرت ﷺ کی شفقت صرف انسانیت تک محدود نہیں بلکہ جانوروں اور پرندوں کیلئے بھی رحمت۔ چڑیا تک کی بے قراری کو برداشت نہ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ایسے خیر خواہ اور شفیق وحبیب نبی کی اتباع نصیب فرمائے.... آمین

حدیث اول: ﴿انا لنذیر العریان﴾ میں کھلا ڈرانے والا ہوں. (۱) یہ ضرب المثل ہے سچے اور یقینی ڈرانے والے کی کہ جب کوئی آدمی دشمن کے قابو آجاتا اور دشمن اس سے سب کچھ چھین لیتے پھر وہ ان سے چھوٹ کر آتا تو عریاناً (برہنہ) اپنی قوم کو ڈراتا۔ (۲) نوویؒ فرماتے ہیں کہ جب عرب میں کوئی آدمی کسی وجہ سے اپنی قوم کو ڈرانا چاہتا تو لباس اتار کر دور سے ہی چیخ و پکار شروع کر دیتا اور لوگ اس طریقہ کو حتمی و یقینی سمجھ کر اقدام حفاظت کرتے اور یہ انداز دشمن کے خلاف ابھارنے واکسانے کیلئے مؤثر کردار ادا کرتا۔ لب ولباب پوری تقریر کا یہ ہے کہ ﴿اناالنذیر العریان﴾ خوب ڈرانے کیلئے ضرب المثل ہے اب اس کا لفظی معنی مراد نہیں جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے ﴿النجاء ای اطلبوا النجاء﴾ کہ نجات حاصل کرو نجات۔ یہ منصوب علی المفعولیت ہے ,, فَادَّلَجُوا،، رات کے اول حصہ میں چلنا۔ رات کے اول حصہ میں داخل ہونا! دُلْجَة۔ رات کا اول حصہ۔ دُلْجَه بضم الدال آخر اللیل رات کے آخری حصہ کیلئے بھی آتا ہے۔ یہاں پہلا معنی اوّل اللیل مراد ہے۔ واجتاحهم (دراصل اِجْتَوَحَ ماضی از افتعال تعلیل شدہ بقاعدہ قال) جڑ سے اکھیڑ دیا۔ بیخ کنی، کچومر نکالدیا، صفایا کر دیا مجرد جاح یجوح مثل عاد یعود۔ اسم: الجائحہ آفت۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میں نے خوب ڈرایا اور سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے لیکن فائدہ انھوں نے اٹھایا جنھوں نے اطاعت کی جہنم کی آگ سے بچے اور جنت کے باغ کے مستحق بنے۔

حدیث ثانی: استوقد یہ اوقد کے معنٰی میں ہے طلب والا معنٰی نہ ہوگا بلکہ معنٰی ہوگا جلایا۔ لیکن استوقد میں زیادہ مبالغہ ہے۔ اوقد جلایا، استوقد خوب جلایا۔ اسی طرح اضاء (من الاضاءۃ) روشن کیا مجرد ضوء۔ انار (من الانارۃ) منور کیا۔ میں انار ابلغ ہے مجرد نور۔ الفراش۔ بفتح الفاء پروانے پرندوں کی ایک قسم ہے جسکے پَر جسم سے بڑے ہوتے ہیں۔ انکی چھوٹی بڑی مختلف قسمیں ہیں ﴿وھی التی تحبّ النور و النار﴾۔ جو نور و نار پر مرتے ہیں۔ کالبعوض مثل مچھر ھکذا قال النووی۔ گرمیوں میں بارش کے دنوں میں انکا نظارہ ہوتا ہے۔ الدوابّ۔ جمع ہے دابّۃ کی چوپائے حشرات الارض۔ ﴿تقحّمون از تقحّم﴾۔ دھڑا دھڑ داخل ہو رہے ہو۔

حدیث ثالث: حدیث رابع: آخذ بحُجَزِکُم۔ حُجَز بضم الحاء و فتح الجیم جمع حجزۃ کی (بحذف التاء) وھی معقد الازار و السراویل (چادر یا شلوار پہننے، باندھنے کی جگہ) ھذا ما حدثنا۔ ھذا کا مشار الیہ ہمام کا وہ صحیفہ ہے۔ جو ابو ہریرہؓ سے لکھا تھا۔

حدیث خامس: الجنادب جمع جندب۔ پتنگے۔ یذبّھنّ الذب۔ الدفع ہٹانا دور کرنا۔[1]

(۷) باب ذِکرِ کَونِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ.

(۱۰۴۴) باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بیان میں۔

(۲۲) وَ حَدَّثَنَا عَمْرُو (بْنُ مُحَمَّدٍ) النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِیْ وَ مَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بُنْیَانًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ فَجَعَلَ النَّاسُ یُطِیْفُوْنَ بِهٖ یَقُوْلُوْنَ مَا رَاَیْنَا بُنْیَانًا اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا اِلَّا هٰذِهِ اللَّبِنَةَ فَکُنْتُ اَنَا تِلْكَ اللَّبِنَةَ.

(۵۹۵۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور تمام انبیاء کرام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے مکان بنایا اور اسے خوبصورت بنایا اور اس کو سجایا سو لوگ اس مکان کے چاروں طرف گھومنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے اس مکان سے خوبصورت مکان نہیں دیکھا، سوائے اس ایک اینٹ کے (یعنی ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے) تو وہ اینٹ میں ہی ہوں۔

(۲۳) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنٰی بُیُوْتًا فَاَحْسَنَهَا وَاَجْمَلَهَا وَاَکْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ مِنْ زَوَایَاهَا فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَ یُعْجِبُهُمُ الْبُنْیَانُ فَیَقُوْلُوْنَ اَلَّا وُضِعَتْ هٰهُنَا لَبِنَةٌ فَیَتِمَّ بُنْیَانُكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکُنْتُ اَنَا اللَّبِنَةَ.

(۵۹۶۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور اُن تمام انبیاء علیہم السلام کی مثال جو مجھ سے پہلے آچکے ہیں، ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے گھر بنایا اور اس کو اچھا، خوبصورت اور مکمل طور پر بنایا اور سجایا لیکن اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی۔ لوگ مکان کے چاروں طرف گھومتے ہیں اور اسے دیکھتے ہیں اور مکان ان کو اچھا لگتا ہے لیکن وہ

[1] نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع المکمّل۔ تکملہ

کہتے ہیں اس جگہ ایک اینٹ رکھ دی جاتی تو تمہارا مکان مکمل ہو جاتا۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: میں ہی وہ اینٹ ہوں۔

(۲۴) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَ قُتَيْبَةُ وَ ابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَثَلِيْ وَ مَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بُنْيَانًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهُ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهِ وَ يَعْجَبُوْنَ لَهُ وَ يَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ.

(۵۹۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور ان انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال جو مجھ سے پہلے آچکے ہیں اس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے مکان بنایا اور خوبصورت بنایا اور سجایا لیکن اس کے ایک کونے میں سے ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ اور لوگ اس مکان کے چاروں طرف گھومے، وہ مکان اُن کو بڑا اچھا لگا اور وہ مکان بنانے والے سے کہنے لگے کہ آپ نے اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(۲۵) حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلِيْ وَ مَثَلُ النَّبِيِّيْنَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(۵۹۶۲) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی۔

(۲۶) حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَأَتَمَّهَا وَأَكْمَلَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهَا وَ يَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

(۵۹۶۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میری مثال اور دوسرے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال اُس آدمی کی ہے کہ جس نے ایک گھر بنایا اور اسے پورا اور کامل بنایا سوائے ایک اینٹ کی جگہ کے کہ وہ خالی رہ گئی۔ لوگ اس گھر کے اندر داخل ہو کر دیکھنے لگے اور وہ گھر ان کو پسند آنے لگا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میں ہی اس اینٹ کی جگہ آیا ہوں اور میں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔

(۲۷) وَ حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلِيْمٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَ قَالَ بَدَلَ أَتَمَّهَا أَحْسَنَهَا.

(۵۹۶۴) حضرت سلیم رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے، صرف لفظی فرق ہے کہ أَتَمَّهَا کی جگہ أَحْسَنَهَا کہا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ احادیث ہیں۔ ان میں ختم نبوت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: ﴿ فاحسنه واجمله﴾ سو اسکو خوبصورت بنایا اور اس کو سجایا۔ حدیث ثانی: ﴿فاحسنها واجملها و اکملها﴾ خوبصورت بنایا اس کو سجایا اور مکمل کیا۔ پہلی روایت میں احسنهٗ مفعول کی ضمیر مذکر راجع بسوئے بنیانا ہے۔ دوسری روایت میں فاحسنها.... تینوں ضمیریں مؤنث کی ہیں راجع بسوئے بیوتاً جو غیر ذوی العقول کی جمع ہونے کی وجہ سے مؤنث کے

حکم میں ہے۔

حدیث ثالث: ﴿اِلّا موضع لَبِنَةٍ من زاویة﴾ مگر ایک اینٹ (بلاک، پتھر) کی جگہ اس کے کونے میں سے.... لبنة بفتح اللام و کسر الباء اینٹ جمع اسکی لَبِن بحذف التاء آتی ہے جیسے نَبِقَةٌ کی جمع نَبِقٌ اور کَلِمَةٌ کی کَلِمٌ. لَبَنٌ بفتح اللام دودھ۔ اس کی جمع الببان ہے۔ احادیث باب میں تمثیل کے ساتھ سرورِ کونین سید الاولین والآخرین رسول رب العالمین رحمۃ للعالمین ﷺ کی ختم نبوت کو آشکارا کیا گیا ہے اس مثال سے صاحبِ بصیرت واہلِ خرد کیلئے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگئی ہے۔ الّا یہ کہ کوئی شپرہ چشم اور کانا ہو تو اس میں سورج کا کیا قصور۔

خاتم کا معنٰی ! (۱) ﴿وخاتم النبیین.... لانه خَتَمَ النبوةَ ای اتمّها بمجیئه﴾ اور حضور خاتم النبیین ہیں اس لئے تحقیق انہوں نے نبوت کو ختم کیا یعنی انکے تشریف لانے سے نبوت کو تمام ومکمل کر دیا (المفردات ص ۱۴۳ مطبوعہ ایران) ۲۔ علامہ منظور افریقی صاحب لسان العرب فرماتے ہیں ختام القوم، وخاتِمهم (بکسر التاء) وخاتَمهم (بفتح التاء) آخر هم کہ ختام اور خاتم کا معنٰی ہے اس کا آخر۔ مذکورہ بالا تفصیل سے ثابت ہو چکا کہ خاتم (مشتق من الختم) کا معنٰی آخری نبی ہے۔ جس طرح ختم مہر لگانے کے بعد مضمون ولفافہ میں زیادتی نہیں ہوسکتی۔ ﴿اگر کوئی مضمون بڑھانے کی کوشش کریگا تو جعلساز مستوجب سزا و تعزیر ہوگا اور دنیا کا کوئی ایسا مذہب نہیں جو جعلسازی کرنے والے کیلئے سزا کا قائل اور اس پر عامل نہ ہو﴾ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلۂ رسالت ونبوت اللہ تعالٰی نے ختم فرمادیا۔ اب اگر کوئی دعویدار نبوّت ہو تو وہ دجال، کذاب، مفتری، جھوٹا، جعلساز، خارج از اسلام، کافر ایندھن برائے نار، وہاں روئے گا زار وقطار، آخرت میں مجبوراً کریگا اقرار، مگر کچھ بھی نہ پائے گا قرار مخلّد فی النار ۔

ختم نبوت پر قرآن وحدیث سے چند دلائل: (۱) ﴿ما کان محمدابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین﴾ (احزاب ۴۰) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ محمد ﷺ کا امت سے تعلق اُبنوّت و اَبوّت کا نہیں بلکہ نبوت کا ہے اور وہ اللہ کے رسول سب نبیوں کے ختم پر (آخر میں) تشریف لائے۔ اس صریح النص آیت کے بعد کوئی گنجائش نہیں کہ آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے ہاں کذاب (انگریز کا خود کاشتہ پودا) ہو تو شئی دیگر است۔ ☆ آیت بالا سے قادیانیوں کا استدلال اور اسکا ابطال۔ قادیانی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنٰی ہے نبیوں کی مہر جس پر آپ ﷺ نے مہر لگادی وہ نبی بن گیا: غلام احمد پر آپ کی مہر لگی: نتیجہ کہ غلام احمد نبی ہے: العیاذ باللہ

جواب ! (۱) ختم نبوت کا یہ معنٰی کرنا کھلی تحریف ہے قرآن مجید میں کیونکہ خاتم کا معنٰی عاقب و آخر ہے نہ کہ مہر جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اور اگر خاتم کا معنٰی مہر بھی ہو تو بھی مقصود نبیوں پر مہر لگانے والا نہیں بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جب کوئی چیز، مضمون ختم ہو جائے تو آخر میں مہر لگادی جاتی ہے اب اس میں مزید کوئی چیز داخل نہیں ہوسکتی اور نہ زیادہ کی جاسکتی ہے یہاں بھی یہ ہوگا کہ اب انبیاء میں زیادتی نہیں ہوسکتی سلسلہ نبوت خاتم النبیین والمرسلین پر ختم ہو چکا۔

جواب ! (۲) اگر بالفرض والمحال مان بھی لیں کہ خاتم النبیین کا معنٰی نبیوں کی مہر ہے کہ جس پر آپ ﷺ مہر لگادیں تو نبی بن جاتا ہے: تو کوئی قادیانی چیلہ بتائے کہ مرزا غلام احمد کو یہ مہر کب لگی، کس عمر میں لگی، کس جگہ اور جسم کے کس حصہ پر لگی، (وہ مہر اسٹیل کی تھی

یا بڑی) کیسی تھی کیا لکھا تھا؟ نہیں دکھا سکو گے دنیا میں نہیں تو میدانِ حشر میں دکھا دینا وہاں پوری خلقت خدا ہوگی لیکن دنیا میں نہ میدانِ محشر میں مہر نبوت نہیں بلکہ ملائکہ کے گرزوں کے نشان آخرت میں دکھا سکیں گے۔ اور فرنگی کے ایوارڈ دنیا میں۔ یاد رکھیے: انبیاء ورسل مہروں سے نہیں اللہ کے فضل وانتخاب سے مبعوث ہوتے ہیں۔

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ (جمعہ ۴)

دلیل: (۲) **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** (مائدہ ۳) آج کے دن تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین پسند کر لیا۔ دیکھئے! تکمیل دین اِتمام نعمت اور اِعطاء ورضاء اسلام کے بعد اب اِجراء نبوت نہیں (ہرگز نہیں) اس لئے انبیاء کی بعثت امت کی ہدایت ودین کی تبلیغ کیلئے ہوتی ہے جب دین کامل ہوا اور نبی بھی خاتم۔ پھر اگر سلسلہ نبوت جاری رہا تو وحی بھی جاری رہے گی جو تکمیل واتمام کے خلاف ہے یہ آیت بھی دلیل ہے ختم نبوت کی جیسا کہ حدیث باب میں **فاکملہا** بھی موجود ہے۔

دلیل: (۳) **تبارك الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرًا** (فرقان ۱) بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر فیصلہ وفرق کرنے والی کتاب اتاردی تا کہ وہ تمام جہانوں کیلئے ڈرانے والے ہو جائیں۔ **الفرقان! فارق بین الحق و الباطل**۔

دلیل: (۴) **وما ارسلنك الّا رحمة للعٰلمین** (انبیاء ۱۰۷) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ان دونوں آیتوں سے استدلال اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نذیر ورحمت تمام جہانوں کیلئے۔ اگر کوئی اور نبی بھی متصور ہو تو ان آیات کے خلاف ہوگا آنحضرت ﷺ نبی ونذیر اور رحمت تمام جہانوں کیلئے (قادیانی شیطانوں کیلئے تو ہوگا بھی انہیں کی جنس سے) **دلیل: (۵)** **والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل مِنْ قبلك وبالاٰخرة هم یوقنون اولٰئك علی هدًی من ربّهم و اولٰئك هم المفلحون** (بقرہ ۴-۵) اور لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر جو آپ ﷺ کی طرف اتاری گئی اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جاچکی ہیں اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ٹھیک (سیدھی) راہ پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ملی اور یہ لوگ پورے کامیاب ہیں اور ﴿**لا نفرق بین احد منهم ونحن له مسلمون**﴾ (بقرہ ۱۳۶ و آل عمران ۸۴) ہم ان (سچے رسولوں) میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ نبی اور انبیاء سابقین کی طرف نازل ہونے والی وحی پر ایمان لانا ضروری ہے اور اسی پر ہدایت وفلاح دارین کا مدار ہے اگر نبی کے بعد بھی کوئی نبی آنا منظور وممکن ہوتا تو اس پر ایمان لانے کا ذکر قرآن میں کیا جاتا۔ آیات بالا سے مسئلہ ختم نبوت ثابت ہوا اب احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

دلیل: (۶) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ **قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلّما هلك نبی خلفه نبی وانّه لا نبی بعدی.** (مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۷۔ بخاری ج ۱ ص ۴۹۱) ابو ہریرہ سے مروی ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل (اولاد یعقوب) کے انبیاء انکا سیاسی نظام چلاتے تھے جب بھی نبی فوت ہوتا اسکے پیچھے (متصلا یا منفصلا) دوسرا نبی بھیج دیا جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

دلیل (۷) عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ انّ الرسالة و النبوّة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۲۶۷، مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۷ مطبوعہ بیروت ترمذی ج ۱ ص ۳۳۱) انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے بعد نبوت ورسالت منقطع ہوچکی سو میرے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ نبی۔

دلیل: (۸) عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ لاتقوم الساعة حتّٰی تلحق قبائل من امّتی بالمشرکین وحتّٰی یعبدوا الاوثان وانّہ سیکون فی امّتی ثلاثون کذّابون کلھم یزعم انّہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ھذا حدیث صحیح (ترمذی ج ۱ ص ۲۲۳ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸ ومسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸ دلائل النبوہ للبیھقی ج ۶ ص ۴۸۰) سیدنا ثوبان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے (بعض) قبائل مشرکین کے ساتھ لاحق نہ ہوں اور جب تک وہ بتوں کی پرستش (عبادت پوجا پاٹ) نہ کریں (سنو) اور میری امت میں تیس (۳۰) کذاب و جھوٹ کے پلندے (سراپا جھوٹ) ہونگے ان میں سے ہر ایک نبوت کا (جھوٹا) دعویٰ کریگا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ احادیث بالا با حوالہ سے مسئلہ ختم نبوت کا اظھر من الشمس ہونا ظاہر وباہر ہے رزقنا اللہ تعالیٰ اطاعت نبیّہ وحبّ حبیبہ اسی طرح آیات قرآنی وحدیث نبوی اور نقل وعقل سے عقیدہ ختم نبوت کے ثبوت پر بے شمار دلائل ہیں۔

راقم الحروف کے ذکر کردہ چند دلائل مشتے نمونہ از خروارے (ڈھیر سے ایک مٹھی بطور نمونہ) کا مصداق ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت پر خردل (رائی کے دانے) برابر بھی شک وتردد کی گنجائش نہیں۔ استاد کبیر شیخ الاسلام مدظلہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ وکونہ ﷺ خاتم النبیین لا نبی بعدی ثابت بنصوص قطعیة متواترة لا شبھة فیھا و عقیدة ختم النبوة مماثبت من الدین ضرورة یکفر جاحدہ ھادون ایّ شک (تکملہ ج ۴ ص ۴۹۵) آنحضرت ﷺ کا آخری نبی ہونا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں نصوص قطعیہ متواترہ یقینیہ سے ثابت ہے اور آپ ﷺ پر نبوت کا ختم (و آخر) ہونا ضروریات وعقائد دینیہ میں سے ہے اسکے منکر کی بلاشک تکفیر کی جائیگی۔

فائدہ! ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں مرزا غلام احمد نامی (ایک شقی) شخص گورداسپور کے علاقہ قادیان میں پیدا ہوا۔ مبلغ اسلام بن کر ظاہر ہوا پھر اس نے (بعمر اکیاون سال) ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود کا دعویٰ کیا پھر ﴿فی طغیانھم یعمھون﴾ کا مصداق بن کر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں یہ شخص مر گیا۔ (خس کم جہاں پاک) (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی) اسی کی طرف فرقہ ضالّہ ومضلّہ قادیانی منسوب ہے۔

اب قادیانی فرقہ ضالّہ ومضلّہ کے چند شبہات کا موازنہ وازالہ کیا جاتا ہے جو رطب ویابس کا مجموعہ ہیں۔ (جو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہی سہی کا مصداق ہیں: ان کو یہ معلوم نہیں کہ تنکہ تو سہارے سے پہلے خود ہی ڈوب جاتا ہے) راقم نے دلیل کا عنوان نہیں دیا اگرچہ قادیانی دلیل نہیں دلائل کہتے ہیں لیکن آپ تفصیل سے جانیں گے کہ شبہ واشتباہ کے سوا کچھ نہیں کیونکہ دلیل کے معنی ہے دال علی الحق راہنما۔ یہ صرف شبہات ہیں جو انکو شرور کی طرف لے جاتے ہیں اولئک ھم شرّ البریّة.

شبہ (۱) عن ابی ھریرة انّ النبی قَالَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْ شِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حُکَمًا مُقْسِطًا فَیَکْسِرُ

الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ (ترمذی ابواب الفتن ج۲ص۴۲۳) ترجمہ: ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ بیشک نبی ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں اتریں گے عیسیٰ ابن مریم حاکم، عادل توڑیں گے صلیب قتل کریں گے خنزیر کو موقوف کردیں گے جزیہ کو اور اتنا مال بہائیں گے کہ کوئی ایک بھی اسے قبول نہ کریگا۔ مرزائی کہتے ہیں کہ ختم نبوت کا معنی انبیاء کو ختم کرنے والا آخر الانبیاء اور عاقب ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے۔ انکا آنا بھی تو منافی ختم نبوت ہے اگر انکا نزول تم مانتے ہو تو ہم غلام احمد کو مانتے ہیں اس حدیث سے پتہ چلا کہ حضور ﷺ کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں۔

جواب! اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت وبعثت پہلے ہو چکی ہے اب فقط نزول ہوگا وہ بھی موافق شرع اسلام اعمال کریں گے انکے پاس نئی شریعت یا وحی نہیں ہوگی نزول منافی ختم نبوت نہیں بلکہ مؤید ہے غلام احمد کہاں سے نازل ہوا۔ مرزا قادیانی تو اب کی پیداوار ہے اس لئے ان کا اس سے استدلال درست نہیں۔

شبہ (۲) عن ابی هريرة يقول قال رسول الله فانی آخر الانبياء وان مسجدی آخر المساجد (صحیح مسلم ج۱ص۴۴۶) ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔ مرزائی استدلال کرتے ہیں کہ اگر آخر المساجد کہنے کے باوجود دوسری مساجد بن سکتی ہیں اور اب تک بن رہی ہیں تو آخر الانبیاء ہونے کے باوجود دیگر نبی آسکتے ہیں نتیجۃً تو غلام احمد بھی نبی بن سکتا ہے۔ واہ واہ۔

جواب! اس استدلال سے اندازہ ہوتا ہے کہ قادیانی جس طرح حق سے عاری ہیں اسی طرح عقل سے بھی خالی ہیں کہ آخر المساجد کا مطلب کہ اس کے بعد کوئی مسجد نہ بنے گی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ میری مسجد آخری مسجد نبوی ہے اس کے بعد دوسری مسجد نبوی نہیں بنے گی۔ اور یہ بات بالکل مُسلَّم ہے مطلق مساجد کی نفی نہیں اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی مسجد کے بعد کوئی مسجد نبوی نہیں بنی جس طرح دوسری مسجد نبوی نہیں اسی طرح حضور کے بعد کوئی اللہ کا نبی نہیں یہ تو اہل حق کی دلیل ہے۔

شبہ (۳) عن سهل ابن سعد الساعدی قال استاذن العباس بن عبد المطلب عن النبّی صلی الله علیه وسلم فقاله يا عمّ اقم مكانك الذی انت فيه فانّ الله عزوجل يختم بك الهجرة كما ختم بی النبوة (مجمع الزوائد ج۹ص ۲۶۹ مطبوعہ بیروت) ترجمہ! سہل ابن سعد الساعدی ؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ عباس ابن عبد المطلب نے ہجرت کرنے کیلئے اجازت طلب کی نبی سے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے چچا آپ جہاں ہیں وہی ٹھہریں اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھ پر نبوت ختم کی ہے آپ پر ہجرت ختم کریں گے۔ مرزائی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عباسؓ خاتم المہاجرین ہیں حالانکہ دوسری احادیث صریحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت قیامت تک جاری رہے گی اگر عباسؓ خاتم المہاجرین کے باوجود ہجرت جاری رہ سکتی ہے تو آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کے باوجود نبوت کیوں جاری نہیں رہ سکتی۔ ہجرت بھی جاری نبوت بھی جاری۔

جواب! اس استدلال کی تقریر سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا عقل وخرد سے کورا (بلکہ حرام خور) تھا کہ اتنی موٹی سی بات کو بھی نہیں سمجھ پایا حضرت عباس ؓ خاتم المہاجرین مکہ سے مدینہ کی طرف ہیں کہ ان کے بعد مکہ سے مدینہ کی طرف کوئی ہجرت نہیں کرے گا

کیونکہ مکہ مکرمہ دار الاسلام ہو گیا تھا دیگر اماکن کی طرف تو ہجرت جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔تو خاتم الانبیاء بعد میں نبی کے آنے کے منافی ہے۔

شبہ(۴) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّامَاتَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا (سنن ابن ماجہ ص ۱۰۸) ترجمہ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضور ﷺ نے انکی نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: اس کیلئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اگر وہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔مرزائیوں کا کہنا ہے کہ جملہ ﴿لو عاش لکان صدیقا نبیا﴾ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا آنا ممکن ہے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا نہ آنا ہوتا تو آپ یہ جملہ نہ فرماتے۔

جواب! یہ نتیجہ جو قادیانیوں نے نکالا ہے ہرگز درست نہیں کیونکہ لفظ لو آتا ہے بالفرض والمحال کیلئے قرآن مجید میں ہے لَوْ كَانَ فیهما آلهة الا الله لفسدتا اگر ان آسمان وزمین میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتا تو یہ بگڑ جاتے۔(فساد بپا ہو جاتا) کیا یہ شریک باری تعالیٰ کے امکان کو ثابت کرتا ہے یا رفع کرتا ہے؟ آیت کا خلاصہ ونتیجہ یہ ہے کہ اگر اللہ جل جلالہ کے سوا معبود ہوتا تو فساد بپا ہوتا فساد نہیں ہوا تو ثابت ہوا کہ دوسرا معبود نہیں اسی طرح حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے زندہ نہیں تو نبی بننا بھی ممکن نہیں (کیونکہ لو آتا ہے انتفائے ثانی کیلئے بسبب انتفائے اوّل کے) اس جواب کی اتنی ہی تسہیل اور تشریح کافی ہے۔ دیگر فنی ومنطقی طرز کے جواب بھی ہیں۔فی الحال اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔یہ حدیث تو ہماری دلیل ہے اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو ابراہیم رضی اللہ عنہ ہی زندہ رہتے اور نبی بنتے ان کا دنیا سے رحلت کرنا مستلزم ہے نبوت کے ختم ہونے کو اب کوئی نبی و رسول نہیں آسکتا۔واللہ اعلم وعلمہ اتم ورسولہ خاتم۔

امتی اور ظلی نبی کی اختراع: مرزا غلام احمد نے دلائل قطعیہ متواترہ میں تاویل کرنے کی (بے جا جسارت) کی ہے کہ انبیاء کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔نبی تشریعی (۲) ظلی امتی بروزی کہ امتی ہو کر سایہ نبوی کی وجہ سے نبی ہو۔اور یہ دلائل قسم اوّل تشریعی نبی کی نفی کرتی ہیں۔ظلی امتی اور بروزی نبی (میری) نفی نہیں کرتیں اس لئے یہ میرے خلاف نہیں از روئے دلائل صحیحہ میں نبی ہوں۔

جواب: یہ تقسیم قرآن وحدیث سے ذرا بھی مماثلت نہیں رکھتی بلکہ یہ قادیانی کی گھڑی ہوئی ہے۔اس لئے کہ نبی کی تعریف قرآن و حدیث کے مطابق یہ ہے کہ نبی اس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی (پیغام خدا) نازل ہو تبلیغ احکام پر مامور ہو اور آیات بینات، معجزات سے اس کی تائید کی گئی ہو۔صرف ایک آیت ملاحظہ ہو۔یہ ایک بھی بفضلہ تعالیٰ سنار کی سو اور لوہار کی ایک کی مصداق ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ﴾ (یوسف ۱۰۹) آپ سے پہلے ہم نے صرف مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جنکی طرف ہم وحی کرتے تھے۔نبی ورسول کی یہ تعریف ہے امتی ظلی بروزی نبی نہیں بلکہ موذی ہے۔

جواب! (۲) یہ تقسیم وتشریح قادیانیوں کیلئے مفید و دلیل نہیں کیونکہ غلام احمد خود لکھتا ہے کہ میری وحی میں امر ونہی ہیں مرزا لکھتا ہے: یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام

ہوں یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿انّ ھذا لفی الصحف الاولٰی صحف ابراھیم وموسٰی﴾ یعنی یہ قرآنی تعلیم تورات میں بھی موجود ہے (اربعین ۴ ص ۸۳ر۷) اس عبارت سے نبی صاحب وحی صاحب شریعت واضح ہو رہا ہے یہ ایسا دجل ہے جس کی مثال عدیم ہے۔کہیں تاویل کہیں تقسیم کہیں تشریع۔لیکن یہ بہانے نہ چلیں گے۔ والحق ماقلنا !!!

آخر میں قادیانی قوم سے بندہ عرض کرتا ہے کہ اب بھی اس کافرانہ چال بدحال سے،غلیظ عقیدہ وخیال سے باز آجاؤ ورنہ کل پچھتاؤ گے۔آج کا حال: ﴿وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنَ سَوَاءً﴾ (نساء ۸۹) آج وہ کافر چاہتے ہیں تم بھی ان جیسے کافر ہو جاؤ تاکہ تم سب برابر ہو جاؤ (ناریں)

کل کا حال: ﴿یودّ المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیہ﴾ (معارج ۱۱) مجرم لوگ تمنا کریں گے کہ اس کے عذاب سے چھوٹنے کیلئے اپنے بیٹوں (بیوی بھائی کنبہ تمام اہل زمین) فدیہ دیدے...فرمایا: ﴿كَلَّا﴾ ہرگز نہیں۔ایک دنیا کی تمنا تھی کافر بنانے کی ایک آج آخرت کی تمنا ہے جان چھڑانے کی لیکن چھوٹے گی نہیں ﴿وَلَوْ تَرٰى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا﴾ (السجدہ ۱۲) اور تو دیکھے گا کہ جب یہ منکر سر جھکانے ہونگے سامنے اپنے رب کے (اور کہیں گے) اے ہمارے رب اب تو ہماری آنکھیں کھل گئیں اور کان بھی کھل گئے سولوٹا ہم کو تاکہ کریں ہم اعمال بھلے لیکن یہ ساری تمنائیں اور حسرتیں چنداں مفید نہ ہونگی سمجھنے،سنبھلنے،سنورنے اور سدھرنے کا وقت صرف اور صرف آج دنیا کا ہے پھر پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ.

۸: باب اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةَ اُمَّةٍ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا .

(۱۰۴۵) اس بات کے بیان میں کہ جب اللہ تعالیٰ اُمت پر رحم کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اس کے نبی کو ہلاکت سے پہلے ہی بلا لیتا ہے۔

(۲۸) (قَالَ مُسْلِمٌ) وَحُدِّثْتُ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ وَمِمَّنْ رَوٰى ذٰلِكَ عَنْهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدِ الْجَوْهَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِیْ بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَ نَبِيُّهَا حَیٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَهٗ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ.

(۵۹۶۵) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل جب اپنے بندوں میں سے کسی اُمت پر رحم کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے نبی کو امت کی ہلاکت سے پہلے بلا لیتا ہے اور وہ امت کیلئے اجر اور پیش خیمہ ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی امت کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اُس نبی کی زندگی میں ہی اس اُمت پر عذاب نازل فرماتا ہے اور نبی اس امت کی ہلاکت دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے نبی کو جھٹلایا اور اس کے حکم کی نافرمانی کی تھی۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ پہلی بات سند پر ہے۔

سوال! وَحُدِّثْتُ عن ابی اسامة و ممن روی ذلك عنه ابراهيم ابن سعيد الجوهری .... یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ مجھے بیان کیا گیا۔ ابواسامہ سے تو یہ بیان کرنے والا کون تھا؟ معلوم نہیں تو امام مسلمؒ اور ابواسامہ میں انقطاع ہوا۔

جواب! علامہ نووی اسکا جواب دیتے ہیں کہ یہ انقطاع حقیقی نہیں بلکہ بعض قابل اعتماد نسخوں میں ہے قال ابو محمد الجلودی حدثنا محمد ابن المسیب الارعیانی قال حدثنا ابراہیم بن سعید الجوہری ھذا الحدیث عن ابی اسامة باسنادہ جب اسامہ نے اپنی سند سے روایت کیا تو اتصال ہوگیا اس لئے یہ حدیث منقطع نہیں بلکہ یہ حدیث مروی عن راوٍ مجہول ہے۔ فرطًا سلفًا پیش رو۔

مفہوم حدیث: نبی ورسول کی وفات حسرت آیات کو امت کیلئے سبب رحمت کہا گیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ جب نبی دنیا سے رحلت کرتا ہے تو یہ امت کیلئے صدمہ ہے کیونکہ نبی کی موت سے بڑا صدمہ امت کیلئے کوئی نہیں جب کہ اتنے بڑے صدمہ پر امت صبر کرتی ہے اور شریعت پر کاربند رہتی ہے تو اس صبر وعمل کے سبب سے اجر عظیم پایا۔ اس لیے نبی کی موت رحمت ہے ☆ جب نبی بقید حیات ہو اور امت مرجائے ہلاک ہوجائے، یہ اس وقت ہوتا ہے جب امت نافرمان، ایذا رساں ہو، جب وہ سرکشی میں پڑتے ہیں تو نبی کی بدعاء اور غضب الٰہی سے امت ہلاک کردی جاتی ہے جیسے کہ قوم نوح، قوم لوط، قوم شعیب۔ اب نبی کی وفات سے یقین ہوگیا کہ یہ قوم ہلاکت سے محفوظ ہوئی اس لیے نبی کی موت امت کیلئے رحمت ہے کہ وفات پر صبر ثابت قدمی اور عمل کی وجہ سے اجر عظیم پایا۔ اور ہلاکت وعذاب الٰہی سے بچایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ﴿حياتي لكم رحمة ومماتي لكم رحمة﴾ (ذکر الزبیدی فی الاتحاف ۹/۱۷۶، ۱۷۷) بحوالہ المفہم ج۶ ص۸۹) میری حیات بھی تمہارے لئے رحمت اور میری موت بھی رحمت۔[1]

(۹) باب اِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا ﷺ وَصِفَاتِهٖ.

(۱۰۴۶) باب: ہمارے نبی ﷺ کے حوض کوثر کے اثبات اور اُس کی صفات کے بیان میں

(۲۹) وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

(۵۹۶۶) حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں: کہ میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔

(۳۰) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ جَمِيعًا عَنْ مِسْعَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

(۵۹۶۷) حضرت جندب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

(۳۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا

---

[1] نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع المکمل۔ تکملہ

رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ وَرَدَ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ اَبَدًا وَلَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَ یَعْرِفُوْنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ فَسَمِعَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِیْ عَیَّاشٍ وَ اَنَا اُحَدِّثُهُمْ هٰذَا الْحَدِیْثَ فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا یَقُوْلُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَ وَاَنَا اَشْهَدُ عَلٰی اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ لَسَمِعْتُهُ یَزِیْدُ فَیَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِیْ.

(۵۹۶۸) حضرت سہل ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: کہ حوض (کوثر) پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا جو اس حوض پر آئے گا وہ اس حوض سے پئے گا اور جو اس میں (ایک مرتبہ) پی لے گا پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا (آپ ﷺ نے فرمایا) میرے پاس (حوضِ کوثر) پر کچھ لوگ آئیں گے، میں اُن کو پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر میرے اور ان کے درمیان (ایک پردہ) حائل کر دیا جائے گا (یعنی میری طرف آنے سے روک دیا جائے گا) ابو حازم ؓ کہتے ہیں کہ جب میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا تو حضرت نعمان بن ابی عیاش ؓ بھی یہ حدیث سن رہے تھے تو انہوں نے فرمایا: کہ تو نے حضرت سہل سے یہ حدیث اسی طرح سنی ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں! حضرت نعمان ؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری سے بھی یہ حدیث اسی طرح سنی ہے۔ لیکن وہ اتنی بات زیادہ فرماتے تھے کہ آپ ﷺ فرمائیں گے کہ یہ لوگ میرے ہیں (یعنی میرے مطیع وفرمانبردار ہیں) تو آپ کو جواب میں کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کیا کام کیے۔ میں کہوں گا: دُور ہو جاؤ۔ دُور ہو جاؤ۔ اُن لوگوں کو جنہوں نے میرے بعد دین میں ردوبدل کر دیا۔

(۳۲) وَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَیْلِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِیْ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یَعْقُوْبَ.

(۵۹۶۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے (مذکورہ حدیث) یعنی یعقوب کی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں۔

(۳۳) وَ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ عَمْرٍو الضَّبِّیُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِیُّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِیْ مَسِیْرَةُ شَهْرٍ وَ زَوَایَاهُ سَوَاءٌ وَ مَاؤُهٗ اَبْیَضُ مِنَ الْوَرِقِ وَرِیْحُهٗ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَ كِیْزَانُهٗ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَا یَظْمَاُ بَعْدَهٗ اَبَدًا. قَالَ وَقَالَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ عَلَی الْحَوْضِ حَتّٰی اَنْظُرَ مَنْ یَرِدُ عَلَیَّ مِنْكُمْ وَسَیُؤْخَذُ اُنَاسٌ دُوْنِیْ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ مِنِّیْ وَمِنْ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ اَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا بَعْدَكَ یَرْجِعُوْنَ عَلٰی اَعْقَابِهِمْ قَالَ فَكَانَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْكَةَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ اَنْ نَرْجِعَ عَلٰی اَعْقَابِنَا اَوْ اَنْ نُفْتَنَ عَنْ دِیْنِنَا.

(۵۹۷۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے حوض (کی لمبائی، چوڑائی) ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے سارے کونے برابر ہیں اور اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید اور خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے

اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں تو جو آدمی میرے اس حوض سے پیئے گا پھر اس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی
حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حوض (کوثر) پر ہوں گا، یہاں تک کہ جو تم میں سے میرے پاس آئے گا میں اُسے دیکھ رہا ہوں گا اور کچھ لوگوں کو میرے قریب ہونے سے پہلے ہی پکڑ لیا جائے گا تو میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! یہ لوگ تو میرے (فرمانبردار) اور میرے اُمتی ہیں تو آپ ﷺ کو جواب میں کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کیا کام (بدعات) کیے؟ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے بعد یہ لوگ فوراً ایڑیوں کے بل پھر گئے (یعنی بدعات و رسوم میں مبتلا ہو گئے) راوی کہتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! ہم اس بات سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم ایڑیوں کے بل پھر جائیں اور اس بات سے بھی کہ ہم اپنے دین سے آزمائش میں مبتلا کیے جائیں۔

(۳۴) وَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ (اَنَّهٗ) سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَقُوْلُ) وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَیْ اَصْحَابِهٖ اِنِّیْ عَلَى الْحَوْضِ اَنْتَظِرُ مَنْ يَّرِدُ عَلَیَّ مِنْكُمْ فَوَ اللّٰهِ لَيُقْتَطَعَنَّ دُوْنِیْ رِجَالٌ فَلَاَ قُوْلَنَّ اَیْ رَبِّ مِنِّیْ وَ مِنْ اُمَّتِیْ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ مَا زَالُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ۔

(۵۹۷۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، اس حال میں کہ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے کہ میں حوض (کوثر) پر تمہارا انتظار کروں گا کہ تم میں سے کون کون میرے پاس آتا ہے اللہ کی قسم! کچھ آدمی میرے پاس آنے سے روک دیئے جائیں گے میں کہوں گا: اے میرے پروردگار! یہ تو میرے (فرمانبردار) اور میرے اُمتی ہیں۔ تو اللہ فرمائے گا کہ آپ ﷺ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا کام (رسوم بدعات) کیے۔ یہ لگا تار اپنے ایڑیوں کے بل (یعنی اپنے دین) سے پھرتے ہی رہے۔

(۳۵) وَ حَدَّثَنِیْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّدَفِیُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو وَ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهٗ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ الْهَاشِمِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ يَذْكُرُوْنَ الْحَوْضَ وَلَمْ اَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمًا مِنْ ذٰلِكَ وَالْجَارِيَةُ تَمْشُطُنِیْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّهَا النَّاسُ فَقُلْتُ لِلْجَارِيَةِ اسْتَاْخِرِیْ عَنِّیْ قَالَتْ اِنَّمَا دَعَا الرِّجَالَ وَلَمْ يَدْعُ النِّسَاءَ فَقُلْتُ اِنِّیْ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَكُمْ فَرَطٌ عَلَى الْحَوْضِ فَاِيَّایَ لَا يَاْتِيَنَّ اَحَدُكُمْ فَيُذَبُّ عَنِّیْ كَمَا يُذَبُّ الْبَعِيْرُ الضَّالُّ فَاَقُوْلُ فِيْمَ هٰذَا فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا۔

(۵۹۷۲) حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ فرماتی ہیں کہ میں لوگوں سے حوض (کوثر) کا ذکر سنتی تھی لیکن اس کے بارے میں مَیں نے حضور ﷺ سے نہیں سنا تھا۔ ایک دن جبکہ ایک لڑکی میرے سر میں کنگھی کر رہی تھی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! (حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) کہ میں نے اس لڑکی سے کہا: مجھ سے علیحدہ ہو جا۔ وہ

کہنے لگی: آپؐ نے صرف مردوں کو بلایا ہے اور عورتوں کو نہیں بلایا۔ تو میں نے کہا: میں بھی (دین کے بارے میں آپ ﷺ کے فرامین سننے کیلئے) لوگوں میں سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے لئے حوض کوثر پر پیش خیمہ ہوں گا اور تم اس بات سے ڈرنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی میری طرف آئے اور پھر ہٹا دیا جائے جیسا کہ گمشدہ اُونٹ ہٹا دیا جاتا ہے۔ تو میں ان کے بارے میں کہوں گا (کہ یہ مجھ سے کیوں ہٹا دیئے گئے؟) تو آپ ﷺ کو جواب دیا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے جانے کے بعد کیا کیا (رسوم و بدعات) ایجاد کر لیں تھیں۔ تو میں کہوں گا کہ دور ہو جاؤ۔

(۳۶) وَ حَدَّثَنِي أَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَهُوَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَفْلَحُ ابْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَافِعٍ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهِيَ تَمْتَشِطُ أَيُّهَا النَّاسُ فَقَالَتْ لِمَا شِطَتِهَا كُفِّي رَأْسِي بِنَحْوِ حَدِيثِ بُكَيْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبَّاسٍ.

(۵۹۷۳) حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا اس حال میں کہ وہ (اپنے بالوں میں) کنگھی کروا رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے (جب یہ سنا) تو کنگھی کرنے والی سے کہنے لگیں: میرے سر کو رہنے دے باقی روایت بکیر عن القاسم کی روایت کی طرح نقل کی گئی ہے

(۳۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِيَ الْآنَ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا.

(۵۹۷۴) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر نکلے اور شہداء اُحد کی نماز اس طرح سے پڑھی جس طرح میت کی نماز پڑھا کرتے ہیں پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہارے لیے پیش رو ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں اور اللہ کی قسم میں اب بھی اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں ہیں یا زمین کی چابیاں اور اللہ کی قسم مجھے اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ تم میرے بعد مشرک بن جاؤ گے بلکہ اس بات کا ڈر ہے تم لوگ دنیا کے لالچ میں آ کر ایک دوسرے سے حسد کرنے لگو گے۔

(۳۸) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبٌ يَعْنِي ابْنَ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنَّ عَرْضَهُ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ إِلَى الْجُحْفَةِ إِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَتَنَافَسُوا فِيهَا وَ تَقْتَتِلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَتْ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

(۵۹۷۵) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد پر نماز پڑھی پھر آپ منبر پر چڑھے جیسا کہ کوئی زندوں اور مردوں کو رخصت کر رہا ہو آپ ﷺ نے فرمایا: میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا کوثر کی چوڑائی اتنی ہے جتنا ایلہ کے مقام سے جحفہ کے مقام تک کا فاصلہ ہے۔ مجھے تم سے اس بات کا ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک بن جاؤ گے لیکن مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے لالچ میں آپس میں حسد کرنے لگ جاؤ گے اور آپس میں خون ریزی کرنے لگ جاؤ گے۔ جس کے نتیجہ میں تم ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو آخری مرتبہ منبر پر دیکھا تھا۔

(۳۹) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ اَبُوْ كُرَیْبٍ وَ ابْنُ نُمَیْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَی الْحَوْضِ وَلَاُنَازِعَنَّ اَقْوَامًا ثُمَّ لَاُغْلَبَنَّ عَلَیْهِمْ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ.

(۵۹۷۶) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا اور کچھ لوگوں کی خاطر مجھے جھگڑنا پڑے گا پھر میں اُن پر مغلوب کر دیا جاؤ گا پھر میں عرض کروں گا: (اے میرے پروردگار) یہ تو میرے ساتھی ہیں' یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ تو جواب میں مجھ سے فرمایا جائے گا: آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے جانے کے بعد کیا کیا (رسوم و بدعات) ایجاد کر ڈالی تھیں۔

(۴۰) وَ حَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ جَرِیْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ یَذْكُرْ اَصْحَابِیْ اَصْحَابِیْ.

(۵۹۷۷) حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں اصحابی اصحابی کا لفظ نہیں ہیں۔

(۴۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِیْرٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِیْعًا عَنْ مُغِیْرَةَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ وَفِیْ حَدِیْثِ شُعْبَةَ عَنْ مُغِیْرَةَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ.

(۵۹۷۸) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ عَنْ مُغِیْرَةَ کی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں اور شعبہ کی روایت میں عَنْ کی جگہ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ کے الفاظ ذکر کیے گئے ہیں۔

(۴۲) وَحَدَّثَنَاهُ سَعِیْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِیُّ اَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَیْلٍ كِلَاهُمَا عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوَ حَدِیْثِ الْاَعْمَشِ وَ مُغِیْرَةَ.

(۵۹۷۹) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے حضرت اعمش اور حضرت مغیرہ کی حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

(۴۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِیْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضُهُ مَا بَیْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِیْنَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ اَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْاَوَانِیْ قَالَ لَا فَقَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرٰی فِیْهِ الْاٰنِیَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ.

(۵۹۸۰) حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: کہ میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا کہ صنعاء اور مدینہ کے درمیان فاصلہ حضرت مستورد رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سن کر کہا کیا آپ نے برتنوں کے بارے میں کچھ نہیں سنا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ تو حضرت مستورد کہنے لگے کہ اس حوض میں تاروں کی طرح برتن ہوں گے۔

(۴۴) وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ ابْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَذَكَرَ الْحَوْضَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ الْمُسْتَوْرِدِ وَقَوْلَهُ.

(۵۹۸۱) حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور پھر حوض کی روایت مذکورہ حدیث کی طرح نقل کی اور اس میں حضرت مستورد رضی اللہ عنہ کا قول ذکر نہیں کیا۔

(۴۵) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ.

(۵۹۸۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے سامنے حوض ہے اس کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مقام جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے۔

(۴۶) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنَّى حَوْضِي.

(۵۹۸۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے سامنے حوض ہے (اور یہ اتنا بڑا ہے) جتنا کہ مقام جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے اور ابن مثنی کی روایت میں ''حوضی'' کا لفظ ہے یعنی میرا حوض۔

(۴۷) وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ قَرْيَتَيْنِ بِالشَّامِ بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بِشْرٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

(۵۹۸۴) حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔ اس میں صرف یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مقام جرباء اور اذرح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ شام میں دو بستیاں ہیں' ان دونوں بستیوں کے درمیان تین رات کی مسافت کا فاصلہ ہے اور ابن بشر کی روایت میں تین دن کا ذکر ہے۔

(۴۸) وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ.

(۵۹۸۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عبید اللہ کی روایت کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں۔

(۴۹) وَ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَمَامَكُمْ حَوْضًا كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَ اَذْرُحَ فِيْهِ اَبَارِيْقُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ وَرَدَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَاْ بَعْدَهَا اَبَدًا.

(۵۹۸۶) حضرت عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے سامنے حوض ہے (یہ حوض اتنا بڑا ہے) جتنا مقام جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے اور اس حوض میں آسمان کے ستاروں کی طرح کوزے ہیں جو آدمی اس حوض پر آئیگا اس سے پئے گا تو اسکے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا

(۵۰) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَاللَّفْظُ لِاِبْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا آنِيَةُ الْحَوْضِ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَاٰنِيَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ وَ كَوَاكِبِهَا اَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ الْمُصْحِيَةِ آنِيَةُ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَاْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ يَشْخُبُ فِيْهِ مِيْزَابَانِ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَاْ عَرْضُهٗ مِثْلُ طُوْلِهٖ مَا بَيْنَ عَمَّانَ اِلٰى اَيْلَةَ مَاؤُهٗ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ.

(۵۹۸۷) حضرت ابوذر ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حوضِ کوثر کے برتن کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اس حوض کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں اور اس رات کے تارے جو رات اندھیری ہو اور جس میں بدلی نہ ہو یہ جنت کے برتن ہیں جو اس برتن سے پئے گا وہ پھر کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اس حوض میں جنت کے دو پرنالے بہتے ہیں جو اس سے پئے گا وہ پیاسا نہیں ہوگا۔ اس حوض کی چوڑائی اور لمبائی دونوں برابر ہیں جتنا کہ مقام عمان اور مقام ایلہ کے درمیان فاصلہ ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

(۵۱) حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَاَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنِّيْ لَبِعُقْرِ حَوْضِيْ اَذُوْدُ النَّاسَ لِاَهْلِ الْيَمَنِ اَضْرِبُ بِعَصَايَ حَتّٰى يَرْفَضَّ عَلَيْهِمْ فَسُئِلَ عَنْ عَرْضِهٖ فَقَالَ مِنْ مَقَامِيْ اِلٰى عَمَّانَ وَ سُئِلَ عَنْ شَرَابِهٖ فَقَالَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ يَغُتُّ فِيْهِ مِيْزَابَانِ يَمُدَّانِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْاٰخَرُ مِنْ وَرِقٍ.

(۵۹۸۸) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنے حوض کے کنارے پر لوگوں کو ہٹا رہا ہوں گا۔ یمن والوں کیلئے لوگوں کو میں اپنی لاٹھی سے ماروں گا یہاں تک کہ یمن والوں پر (حوض کا پانی) بہہ پڑے گا پھر آپ ﷺ سے حوض کی چوڑائی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری اس جگہ (مدینہ) سے عمان تک اور اُس کے مشروب کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: (حوض کا پانی) دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس حوض

میں دو پرنالے گرتے ہیں جو اس میں جنت سے بہتے ہیں ان میں سے ایک پرنالہ سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہوگا۔

(۵۲) وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِإِسْنَادِ هِشَامٍ بِمِثْلِ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ عُقْرِ الْحَوْضِ.

(۵۹۸۹) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہشام کی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔ سوائے اس کے کہ اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن حوض کوثر کے کنارے پر ہوں گا۔

(۵۳) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيثَ الْحَوْضِ فَقُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ هٰذَا حَدِيثٌ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِي عَوَانَةَ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا مِنْ شُعْبَةَ فَقُلْتُ انْظُرْ لِي فِيهِ فَنَظَرَ لِي فِيهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ.

(۵۹۹۰) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے حوض کوثر کی حدیث (مذکورہ حدیث کی طرح) منقول ہے (محمد بن بشار کہتے ہیں) کہ میں نے یحییٰ بن حماد سے کہا تو نے یہ حدیث ابوعوانہ سے سنی ہے؟ وہ کہنے لگے کہ (ہاں!) اور میں نے یہ حدیث شعبہ سے بھی سنی ہے۔ تو میں نے کہا: وہ بھی مجھ سے بیان کرو تو انہوں نے وہ بھی مجھ سے بیان کر دی۔

(۵۴) وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَلَّامٍ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَأَذُودَنَّ عَنْ حَوْضِي رِجَالًا كَمَا تُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الْإِبِلِ.

(۵۹۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے حوض کوثر سے لوگوں کو ایسے ہٹاؤں گا جس طرح کہ اجنبی اونٹوں کو ہٹایا جاتا ہے۔

(۵۵) وَ حَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

(۵۹۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث کی طرح فرمایا۔

(۵۶) وَ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَدْرُ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَ صَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ وَإِنَّ فِيهِ مِنَ الْأَبَارِيقِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ.

(۵۹۹۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے حوض کی مقدار اتنی ہے جتنی کہ ایلہ کے مقام سے مقام صنعا' جو کہ علاقہ یمن کے درمیان ہے اور اس حوض میں برتن آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔

(۵۷) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ صُهَيْبٍ يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِمَّنْ صَاحَبَنِي حَتّٰى إِذَا رَأَيْتُهُمْ وَرُفِعُوا إِلَيَّ اخْتُلِجُوا دُونِي فَلَأَقُولَنَّ أَيْ رَبِّ أُصَيْحَابِي أُصَيْحَابِي فَلَيُقَالَنَّ لِي إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ.

(۵۹۹۴) حضرت انس بن مالک ﷛ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: حوض پر کچھ ایسے آدمی آئیں گے جو دنیا میں میرے ساتھ رہے یہاں تک کہ جب میں ان کو دیکھوں گا اور ان کو میرے سامنے کیا جائے گا تو اُن کو میرے قریب آنے سے روک دیا جائے گا۔ تو میں کہوں گا: اے میرے پروردگار! یہ تو میرے ساتھی ہیں تو جواب میں کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا (رسوم و بدعات) ایجاد کیں۔

(۵۸) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ جَمِيْعًا عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْمَعْنٰى وَ زَادَ آنِيَتُهٗ عَدَدَ النُّجُوْمِ.

(۵۹۹۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کرتے ہیں اور اس میں یہ زائد ہے کہ اس حوض کے برتن ستاروں کے برابر ہیں۔

(۵۹) وَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ وَ هُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاللَّفْظُ لِعَاصِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ نَاحِيَتَىْ حَوْضِىْ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ.

(۵۹۹۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان اِتنا (طویل) فاصلہ ہے جتنا کہ مقام صنعاء اور مدینہ منورہ کے درمیان فاصلہ ہے۔

(۶۰) وَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَ حَدَّثَنَا حَسَنُ (بْنُ عَلِيٍّ) الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهُمَا شَكَّا فَقَالَا اَوْ مِثْلَ مَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَ عَمَّانَ وَ فِىْ حَدِيْثِ اَبِىْ عَوَانَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَىْ حَوْضِىْ.

(۵۹۹۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں سوائے اس کے کہ ان دونوں راویوں کو شک ہے وہ کہتے ہیں کہ یا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مدینہ منورہ اور عمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے اور حدیث ابو عوانہ میں لَا بَتَىْ حوضِى. کے الفاظ ہیں۔

(۶۱) وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ اَنَسٌ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ تُرٰى فِيْهِ اَبَارِيْقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ.

(۵۹۹۸) حضرت قتادہ ﷛ سے روایت ہے کہ حضرت انس ﷛ نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: تُو اس حوض میں سونے اور چاندی کے کوزے برتن دیکھے گا جتنے کہ آسمان کے تارے ہیں۔

(۶۲) وَ حَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِثْلَهٗ وَ زَادَ اَوْ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ.

(۵۹۹۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مذکورہ حدیث کی طرح فرمایا اور اس میں اتنی بات زائد ہے کہ آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ۔

(۶۳) حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ السَّكُونِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي (رَحِمَهُ اللهُ) حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ أَلَا إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنَّ بُعْدَ مَا بَيْنَ طَرَفَيْهِ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَأَيْلَةَ كَأَنَّ الْأَبَارِيقَ فِيهِ النُّجُومُ.

(۶۰۰۰) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حوضِ کوثر پر تمہارے لیے پیش خیمہ ہوں گا اور اس حوض کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مقام صنعاء اور مقام ایلہ کے درمیان فاصلہ ہے اور اس میں آب خورے ستاروں کی طرح ہوں گے۔

(۶۴) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَعَ غُلَامِي نَافِعٍ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَنَا الْفَرَطُ عَلَى الْحَوْضِ.

(۶۰۰۱) حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ کی طرف اپنے غلام نافع کے ہاتھ ایک خط لکھ کر بھیجا کہ مجھے اس چیز کی خبر دو کہ جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں حوضِ کوثر پر تمہارے لئے پیش رو ہوں گا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھتیس حدیثیں ہیں۔ ان میں حوض کوثر کا ذکر ہے۔

اس باب میں ساقی محشر کے حوض کوثر ذکر کا ہے۔ حوض کوثر کا ثبوت معنوی تواتر کی حد کو پہنچا ہوا ہے علامہ قرطبیؒ المفہم میں فرماتے ہیں کہ احادیث حوض کوثر تیس سے زائد صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے روایت کی ہیں جن میں بیس کا ذکر تو صحیحین میں موجود ہے۔ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض متاخرین نے احادیث کوثر کے راوی صحابیوں کی تعداد اسّی تک بتائی ہے۔ اس پر جملہ اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ حوض کوثر کا ثبوت تواتر معنوی سے ہے کہ معنوی طور پر حوض کوثر کی حدیثیں حد تواتر کو پہنچتی ہیں تمام مسلمان حوض کوثر کے ثبوت و وجود کے قائل ہیں الّا یہ کہ بعض معتزلیوں اور خارجیوں نے انکار کیا ہے لیکن ان کا یہ انکار بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ بیشک ہم نے آپ ﷺ کو کوثر عطا کی (اس کے شکریہ میں) اپنے رب کی نماز پڑھیے اور ذبح (قربانی) کیجئے بیشک آپ کا ویری ہی مقطوع النسل (بے نام ونشان) ہے۔ ابو الفداء ابن کثیر. رقمطراز ہیں ﴿فقرأ بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم انااعطيناك الكوثر. حتّٰى ختمها فقال هل تدرون ماالكوثر؟ قالو: الله ورسوله اعلم. قال هو نهر اعطانيه ربّي عزوجل﴾ (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۵۶) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے: بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم انا اعطيناك الكوثر آخر تک پڑھی پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا: وہ نہر ہے جنت میں۔ اسی طرح روح المعانی، خازن، قرطبی، مدارک، جلالین، بیان القرآن، معارف القرآن و دیگر جملہ تفسیروں میں کوثر کی یہی تفسیر کی گئی ہے۔ حوض کوثر حضور ﷺ کیلئے خاص ہے اس کے علاوہ ہر نبی کیلئے اپنے اپنے حوض ہونگے حدیث میں ہے انّ لكل نبيّ حوضا (ترمذی ج ۲ ص ۵۲۲) بیشک ہر نبی کیلئے حوض

ہے لیکن کوثر آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہے جسکی نظیر نہیں

حوضِ کوثر کا محلِ وقوع: اس میں علماء کے مختلف قول ہیں کہ حوض کوثر کا محل وقوع کیا ہے

قولِ اوّل! بعض کہتے ہیں کہ حوض کوثر پل صراط سے پہلے ہے۔

قولِ ثانی! بعض کہتے ہیں کہ پل صراط کے بعد جنت سے پہلے ہے۔

قولِ ثالث: آنحضرت ﷺ کے دو حوض ہیں ایک پل صراط سے پہلے اور دوسرا پل صراط کے بعد۔ علامہ عینی اسی طرف مائل ہوئے ہیں قول اوّل پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر پل صراط سے پہلے ہے تو جنت کے پرنالوں سے پانی کیسے پہنچ سکتا ہے کیونکہ میدان محشر اور جنت کے درمیان جہنم ہے جس کے اُوپر پل صراط ہے تو جنت سے نہر کوثر کا پانی حوض کوثر میں کیسے آئیگا۔ قول ثانی پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اگر حوض کوثر پل صراط کے بعد ہے تو امت جمع ہوگی میدان محشر میں پیاسی تو پیاس میدان محشر میں اور حوض کوثر پل صراط کے بعد حالانکہ پل صراط (جہنم کے پل) سے گزرنے کے بعد تو جنت میں پہنچ جائیں گے تو کوثر کب پئیں گے۔ اس لیے راجح یہ ہے حوض کوثر جنت کے کنارے اور میدان محشر کے قریب ہے جنت سے اس میں پانی آتا ہے اور میدان محشر میں سے امت جا کر اس سے اپنی پیاس بجھائیگی۔ اوپر ذکر کردہ اعتراضات کا یہ جواب بھی ممکن ہے محل وقوع کیا ہے اس میں جنت سے پانی کیسے پہنچتا ہے یہ سب آخرت کے حالات وواقعات میں سے ہے جسکی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے ہم تو مکلف ہیں تصدیق واطاعت کے۔ حوض کوثر کی تصدیق واجب ہے اور اس سے مطیعین ومحبین کو جام عطاء ہونگے۔ مرتدین، منافقین ومبتدعین ہٹادیئے جائیں گے۔

﴿رزقنا اللہ تعالی الوصول الیہ والا ستقاء منہ . آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین﴾

﴿من شرب منہ لم یظمأ بعدہ ابدا﴾ جس نے اس سے پیا وہ پیاسا نہ ہوگا اس کے بعد کبھی۔

سوال! جب حوضِ کوثر کے پینے سے پیاس ختم ہوگئی اور دوبارہ پیاس نہ لگے گی تو جنت کی نہریں شراب، دودھ، خالص پانی، شہد کس لئے ہیں ان سے کون پیئے گا ﴿فیھا انھار من ماء غیر آسن وانھار من لبن لم یتغیر طعمہ وانھار من خمر لذة للشاربین وانھار من عسل مصفی﴾ صرف پینا نہیں بلکہ کھانا بھی ﴿ولھم فیھا من کل الثمرات و مغفرة من ربھم﴾ (محمد ۱۳)

جواب! یہ مسلم ہے کہ کوثر پینے کے بعد پیاس نہ لگے گی اور انہار جنت سے پینا (صرف پینا نہیں بلکہ خوب پینا ہوگا) بطور پیاس کے نہیں بلکہ لذت کیلئے ہوگا کیونکہ پیاس تکلیف ہے اور تکلیف نام کی کوئی چیز جنت میں نہ ہوگی اب دونوں نصوص حدیث وقرآن متوافق ہوئے تعارض نہ رہا۔ فائدہ! امام مازریؒ کہتے ہیں کہ پینا حساب اور نجات من النار کے بعد ہوگا کیونکہ جو مؤمن فاسق جہنم میں جائیں گے انکو نہ ملے گا اس لئے کہ جہنم میں تو پیاس ہوگی۔ لیکن قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ کوثر کا پینا مؤمنین کاملین اور فاسقین سب کیلئے ہوگا۔ سوائے مرتدین کے ظاہر حدیث کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ باقی یہ سوال کہ فاسق جہنم میں جائیں گے اسکا جواب بالکل سھل وواضح ہے کہ مؤمن فاسق جو کوثر پینے کے بعد جہنم میں جائے گا تو اس کو دیگر عذاب ہونگے لیکن پیاس کا عذاب نہ ہوگا۔

باب کی حدیث ثالث میں ہے ﴿لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُھُمْ وَیَعْرِفُوْنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَھُمْ﴾ البتہ وارد ہونگے مجھ پر

کچھ لوگ میں انکو پہچانتا ہونگا اور وہ مجھے جانتے ہونگے پھر میرے اور انکے درمیان (پہنچنے سے پہلے) رکاوٹ حائل کردی جائیگی۔
دوسری حدیث میں ہے ہٹا دیئے جائیں گے۔ انکا راستہ کاٹ دیا جائے گا وغیرہ کے الفاظ ہیں۔

حوضِ کوثر سے ہٹائے جانے والے لوگ کون ہونگے؟

(۱) وہ لوگ ہونگے جو آپ ﷺ کی رحلت کے بعد مرتد ہوگئے تھے۔ (۲) منافقین ہونگے۔ (۳) کبیرہ گناہوں کے مرتکب اور دین میں بدعتیں گھڑنے والے مبتدعین ہوں گے۔ اس میں راجح قول اول ہے کیونکہ مؤمن (بھلے مبتدع یا فاسق ہو) سے سحقا سحقا کہنا بعید از قیاس ہے سحقا سحقا کا معنٰی ہے بُعداً بُعداً دوری ہو دوری ہو۔
﴿فسحقا لا صحٰب السعير﴾ (ملک ۱۱) دفع ہوں دوزخ والے اُصیحابی اِصیحابی خلاف قیاس تصغیر ہے اصحابی کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرتدین کی جماعت قلیل تھی کیونکہ تصغیر چھوٹائی، قلت، حقارت کا معنٰی دیتی ہے۔ اس سے روافض کے عقیدہ شنیعہ پر بھی رد ہوگیا کہ صحابہ کی جماعت میں سے ابوذر غفاری، سلمان فارسی، مقداد اسود، کے علاوہ مرتد ہوگئی تھی۔ ﴿اعاذنا الله منها﴾۔ اس کی تفصیل مقدمہ فضائل الصحابہ میں دیکھئے۔

حوضِ کوثر کی مقدار وحدود:

حدیث سادس: میں ﴿حوضی مسيرة شهر وزواياه سواء﴾۔ میرے حوض کا (طول وعرض) ایک ماہ کی مسافت ہے اور اس کے کونے برابر ہیں عقبہ بن عامر ﷺ کی حدیث میں ہے وانَّ عرضه كما بين ايلة و جحفة۔ ایلہ بحر قلزم کے کنارے آباد شہر کا نام ہے جحفة مکہ ومدینہ کے درمیان مقام رابغ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے یہ اہل شام کا میقات ہے۔ حدیث انس ﷺ میں ہے ﴿قدر حوضی كما بين ايلة و صنعاء اليمن﴾ حدیث حذیفہ ﷺ میں صنعاء کی جگہ عدن ہے ﴿كما بين ايلة و عدن﴾ حدیث ابوذر ﷺ میں ہے ما بين ايلة و عمان! بضم العين خلیج عرب کا ایک شہر ہے۔ حدیث ثوبان ﷺ میں ہے ﴿مابين عدن و عمان البلقاء﴾ یہ عمان البلقاء بفتح العين ہے یہ اردن میں واقع ہے اب بھی اسی نام سے موسوم وموجود ہے وغیر ذالک ان احادیث میں حوضِ کوثر کی حدود بیان کی گئی ہیں۔ پہلا جملہ مسيرة شهر صریح اور واضح ہے۔ باقی تمام الفاظ اسکے قریب کے ہیں ان کے درمیان ایک ماہ یا کم وبیش مسافت ہے۔ حدیث ابن عمر ﷺ میں ﴿كما بين جرباء و اذرح﴾ یہ دو بستیاں شام میں ہیں اور انکے درمیان کی مسافت تین دنوں کی ہے۔

سوال! یہ متعارض ہے احادیث بالا سے کیونکہ ایک ماہ کی مسافت اور تین دن کی مسافت میں بظاہر توافق وتقارب نہیں۔
جواب! (۱) قلیل مخالف کثیر نہیں بلکہ داخل کثیر ہے یعنی تین دن کی مسافت ایک ماہ کی مسافت کے مخالف نہیں بلکہ یہ داخل ہے ایک ماہ میں۔ (۲) عبارات بالا سے تحدید مقصود نہیں بلکہ وسعت بیان کرنا مقصود ہے ضروری نہیں صرف تین دن یا ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہو بلکہ حاصل یہ ہے کہ حوض کوثر وسیع ترین ہے سمجھانے کیلئے یہ الفاظ فرمائے۔ (۳) علامہ قرطبیؒ نے المفهم میں بہت عمدہ جواب دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اختلاف امکنہ سے مقصود یہ ہے کہ لوگ ان علاقوں کے اس طرح وارد ہونگے جو بہت پہچانتے ہونگے ہر ایک سامع کی پہچان کے مطابق علیحدہ جگہ کا ذکر فرمایا دیا۔ ﴿ماءُهٗ ابيض من الورق ابيض من اللبن ابرد من

الثلج﴾ صاف شفاف اور ٹھنڈک کو بیان کیا۔ کہ صاف گرم بھی پینے کے قابل نہیں اور ٹھنڈا گدلا بھی پینے کے لائق نہیں۔ اس پانی میں سب خوبیاں جمع ہیں۔ ﴿و کیزانہ کنجوم السماء﴾ اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں کیزان کوز بضم الکاف کی جمع ہے تمثیل میں دو چیزیں مقصود ہیں۔ اس لئے کہ ستاروں کی دو نمایاں خوبیاں ہیں ا۔ کثرت ۲۔ روشن و چمکدار ہونا۔ اسی طرح حوضِ کوثر کے آبخورے (پیالے گلاس) بے شمار ہونگے مثل ستاروں کے صاف چمکدار بھی ہونگے ستاروں کی طرح۔ کیونکہ برتن کم بھی سبب تکلیف، دھلے ہوئے اور صاف نہ ہوں تو بھی ایذاء کا سبب۔ (اس لئے ہزاروں برتن موجود مگر استعمال کے قابل ایک بھی نہ ہو تو کیا فائدہ)

حدیث تاسع: ایھا الناس فقلت للجاریۃ استاخری عنی...... فقلت انی من الناس آخری جملہ سے سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی فطانت و کمال علم و عقل ثابت ہوتا ہے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق ٹپکتا اور پھوٹتا ہے اور اہتمام اطاعت و جذبہ محبت رونما ہو رہا ہے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ خطابِ عمومی میں صنف نازک مستورات بھی شامل ہوتی ہیں۔

حدیث حادی عشر۔ عن عقبۃ بن عامر خرج یوما فصلی علی اھل احد صلا تہ علی المیت ثم انصرف الی المنبر صلّی علی قتلی احد۔ غزوہ احد شوال ۳ھ میں پیش آیا اور آپ ﷺ کی رحلت و وفات ۱۱ھ ربیع الاوّل میں ہے۔ حدیث میں مذکور واقعہ آنحضرت ﷺ کی حیات دنیوی کے آخری ایام کا ہے کیونکہ آگے جملہ حدیث میں موجود ہے فکانت آخر ما رأیت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم علی المنبر غزوہ اُحد اور واقعہ صلاۃ علی اھل احد کے درمیان ساڑھے سات سال کا عرصہ ہے بتصریح امام بخاری قول محقق یہی ہے۔ اس تمہید کے بعد اب حدیث کے جملہ کو سمجھئے کہ صلاۃ علی اہل احد کا معنٰی کیا ہے دُعاء مراد ہے یا استغفار یا نماز جنازہ کیونکہ لفظ صلاۃ میں ان معانی کی گنجائش ہے علامہ نوویؒ کہتے ہیں المراد من الصلوۃ ھنا الدعاء۔ اور یہ کہنا کہ مثل مُردوں کی نماز کے۔ اس سے مراد مثال دنیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے دعاء کی جیسے شہیدوں اور مقتولوں کیلئے فرماتے تھے۔ لیکن اس پر سوال یہ ہے کہ دعاء مراد لینے میں شہداء احد کی خصوصیت تو نہ ہوئی حالانکہ تذکرہ شہداء احد تو خصوصیت کی وجہ سے ہے اس لئے اگر صلاۃ کا معنٰی نماز جنازہ لیں تو بھی عندالاحناف کوئی بُعد نہیں رہا باقی یہ اشکال کہ مردہ تو تین دن کے بعد پھول اور پھٹ جاتا ہے تو اس کا جواب اظہر من الشمس ہے کہ شہداء حیات ہیں وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ (بقرۃ ۱۵۴) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (آل عمران ۱۶۹) قول اوّل راجح ہے دوسرے کو بھی رد نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم

﴿واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی﴾ (۱) اسکا حاصل یہ ہے کہ امت ساری کی ساری مرتد و مشرک ہو جائے اسکا اندیشہ نہیں بعض کا شرک وارتداد منافی حدیث نہیں۔ (۲) اسکا مطلب علامہ ابی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسکا تعلق مخاطبین و حاضرین سے ہے جو اس وقت موجود تھے یاد رکھیں! اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب امت میں شرک نہ ہوگا اس سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ شرک اور تنافس فی الدنیا میں سے آخر الذکر (پیسے کی دوڑ) کو خطرے کا الارم فرمایا ہے کہ مجھے خوف ہے کہ تم دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگو۔ یہ اس لئے کہ لوگوں میں حسد (ضد بازی) بغض، عداوت، دنگا فساد، اخلاقی ابتری، دنیا (زن۔ زر۔ زمین) کی وجہ سے ہوتی ہے اگرچہ صرف دنیا کو جمع کرنا فائدہ اٹھانا یہ حرام نہیں۔ دنیا میں انہماک منع اور انتفاع درست ہے۔

رئیس التبلیغ حضرت جی مولینا محمد یوسف صاحب ابن بانی تبلیغ شاہ محمد الیاس رحمہما اللہ کا مقولہ ہے غرق دنیا ضلالت ہے اور ترک دنیا جہالت ہے۔(دنیا میں غرق ہونا گمراہی اور بالکل چھوڑ دینا نادانی ہے) مزید دنیا اور انسان کی مثال کشتی اور پانی کی سی ہے۔ کشتی بغیر پانی کے چل نہیں سکتی اور اگر یہی پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو ڈوب جاتی ہے اسی طرح دنیا (ساز وسامان) انسان اس کے بغیر چل ہی نہیں سکتا۔ کھانا، پینا، ستر ڈھاپنا، پہننا، حج کرنا، زکوٰۃ دینا، روزہ رکھنا (سحر وافطار) صدقہ کرنا، غریبوں کی مدد کرنا دنیا (پیسہ) کے سوا نہیں ہو سکتے لیکن یہ دنیا دل میں گھر نہ کرے۔ دنیا کا کمانا واستعمال کرنا ضرورت کی وجہ سے ہو محبت کی وجہ سے نہیں۔

حدیث خامس عشرون (۲۵) ﴿انی لبعقر الحوض اذود الناس لا هل اليمن﴾ عقر بضم العين. حوض پر اونٹ کے وارد ہونے کی جگہ، کونا۔ میں ہٹادونگا لوگوں کو اہل یمن کیلئے یعنی اہل یمن کو پہلے پلاؤں گا۔ انکے اکرام وافضلیت کی وجہ سے کیونکہ قبائل میں پہلے ایمان لائے۔ علامہ نوویؒ کہتے ہیں الانصار من اليمن. انصار یمنی ہیں۔[1]

(۱۰) باب اِكْرَامِهِ ﷺ بِقِتَالِ الْمَلَآئِكَةِ مَعَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۰۴۷) باب نبی ﷺ کے اس اکرام کے بیان میں کہ فرشتوں نے آپ ﷺ کے ساتھ مل کر (کفار) سے قتال کیا ہے

(۶۵) وَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَنْ شِمَالِهِ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيَاضٌ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِىْ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

(۶۰۰۲) حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے غزوۂ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ کے دائیں اور بائیں دو آدمیوں کو دیکھا جنہوں نے سفید لباس پہنا ہوا تھا (اور آپ کی طرف سے خوب لڑ رہے تھے۔) میں نے اُن کو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔ یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام۔

(۶۶) وَ حَدَّثَنِىْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا سَعْدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ يَوْمَ اُحُدٍ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَنْ يَسَارِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

(۶۰۰۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوۂ اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ کے دائیں اور بائیں طرف دو آدمیوں کو دیکھا جنہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ آدمی آپ ﷺ کی طرف سے خوب شدت سے قتال کر رہے تھے۔ میں نے اُن کو اس سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ ان میں فرشتوں کی نصرت اور قتال کا ذکر ہے انبیاء علیہم السلام کے پاس فرشتوں کا آنا اور جبرئیل علیہ السلام کا وحی لانا اٹل حقیقت ہے حتی کہ بعض انبیاء کی تائید وتقویت کیلئے فرشتوں کا ساتھ رہنا بھی ثابت ہے ﴿واتينا عيسى ابن مريم البينٰت وايّدناه بروح القدس﴾ (بقرہ ۸۷) اور ہم نے عیسٰی ابن مریم کو دلائل ومعجزات

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع المكمِّل. تكمله

دیئے اور جبرئیل امین سے اس کی تائید کی۔ ہاں مسلح ہو کر آنا اور میدان جنگ میں لڑنا یہ آپ ﷺ کے اکرام کیلئے خاص ہے ورنہ قوم لوط (بستی سدوم کے باسیوں) کو بھی ایک طمانچہ رسید کیا تھا (ملائکہ نے جو معیت جبرئیل میں آئے تھے لیکن وہ مسلح نہیں صرف انسانی شکل اور سادہ لباس میں ملبوس تھے اور قرآن کریم میں ہے ... ﴿هٰذَا يُمْدِدْ كُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الٰافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ﴾ (آل عمران ۱۲۵) تمہارا رب تمہاری امداد فرمادیگا پانچ ہزار فرشتوں سے جو ایک خاص وضع بنائے ہونگے۔

حدیث باب سے حاصل شدہ مسائل! (۱) حدیث باب سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ فرشتوں کا قتال ونزول غزوہ بدر سے مختص نہیں بلکہ دیگر مواقع اور معرکوں میں بھی اترے اور لڑے ہیں۔ (۲) سفید لباس کا محبوب وپسندیدہ ہونا۔ (۳) سعد ابن ابی وقاص کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ انہوں نے جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام کے مقرب فرشتوں کو دیکھا۔ (۴) حضور ﷺ کی عزت وتکریم صحابہ رضی اللہ عنہم، مؤمنین کی حوصلہ افزائی اور مشرکین وکفار کو مرعوب کرنا۔ (۵) انبیاء کے سوا امت کے افراد بھی ملائکہ کو دیکھ سکتے ہیں حدیث باب اور اسی طرح حدیث جبرئیل سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ یعنی جبرئیل و میکائیل سے جو رجلین کی تشریح وتعیین کی گئی ہے یہ دوسری حدیث سے کی گئی ہے جس میں آپ نے فرمایا: کہ وہ دونوں جبرئیل ومیکائیل تھے ورنہ اسکے بغیر تعین کا کوئی چارہ نہیں فرشتوں کا یہ لڑنا اور قتال کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت ﷺ کی امت کو مدد دکھانے کیلئے تھا ورنہ فرشتہ تو ایک انگلی پر اُٹھا کر پوری بستی کو پٹخ سکتا ہے اور ایک چیخ سے ساری قوم ڈھیر کر سکتا ہے۔ یہ لڑنا مدد اور تائید کیلئے تھا۔ واللہ اعلم ﴿ما رایتهما قبل ولا بعد﴾ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوبارہ فرشتے آئے ہی نہیں بلکہ صرف اتنا واضح ہوتا ہے کہ میں نے ان دونوں کو پہلے بھی نہ دیکھا تھا اور اس ہیئت میں بعد میں بھی نہ دیکھا۔ حالانکہ فرشتے اس سے پہلے غزوہ بدر میں اور اس کے بعد غزوہ خندق وغیرہ میں اُترتے رہے اسی طرح ملائکہ کا اترنا آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ بھی خاص نہیں بلکہ امت مسلمہ کی نصرت وفتح کیلئے قیامت تک اُترتے رہیں گے۔[1]

فضاء بدر پیدا کر فرشتے اب بھی اتر سکتے ہیں قطار اندر قطار

(۱۱) باب شُجَاعَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم.

(۱۰۴۸) باب نبی کریم کی شجاعت (بہادری) کے بیان کا

(۶۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَ اَبُو كَامِلٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَ كَانَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَ كَانَ اَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ نَاسٌ قِبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاجِعًا وَقَدْ سَبَقَهُمْ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَةَ عُرْیٍ فِیْ عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا اَوْ اِنَّهٗ لَبَحْرٌ قَالَ وَ كَانَ فَرَسًا يُبَطَّأُ.

(۶۰۰۴) حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے ایک رات مدینہ منورہ والے گھبرا گئے اور جس طرف سے آواز آرہی تھی صحابہ کرام اُس طرف چل پڑے۔ راستے میں

[1] نووی۔ المفهم. اکمال اکمال المعلم مع المکمّل. تکمله

آپ اُن لوگوں کو واپس آتے ہوئے ملے اور آپ ﷺ اس آواز کی طرف سب سے پہلے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ حضرت ابوطلحہ ؓ کے گھوڑے پر سوار تھے جو کہ ننگی پیٹھ تھا اور آپ ﷺ کی گردن میں تلوار تھی اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کوئی گھبرانے کی بات نہیں' مت گھبراؤ اور فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو تیز رفتاری میں سمندر کی طرح پایا۔ یا کہا یہ تو دریا ہے اور گھوڑا پہلے بہت سُست تھا۔

(۶۸) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِیْ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُقَالُ لَهٗ مَنْدُوْبٌ فَرَكِبَهٗ فَقَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

(۶۰۰۵) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) مدینہ منورہ میں کچھ گھبراہٹ سی پیدا ہوگئی تو نبی ﷺ نے حضرت طلحہ ؓ کا گھوڑا مانگا جسے مندوب کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ اُس گھوڑے پر سوار ہوئے اور فرمایا: ہم نے تو گھبراہٹ کی بات ہی نہیں دیکھی اور ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح پایا۔

(۶۹) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنِيْهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِیْ ابْنَ الْحَارِثِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِیْ حَدِيْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ فَرَسًا لَنَا وَلَمْ يَقُلْ لِاَبِیْ طَلْحَةَ وَفِیْ حَدِيْثِ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَنَسًا.

(۶۰۰۶) حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور ابنِ جعفرؒ کی روایت میں ہے کہ گھوڑا لیا اور اس میں ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کا ذکر نہیں اور خالد کی روایت میں عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَنَسًا ہے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں حضور ﷺ کی شجاعت کا ذکر ہے۔

آنحضرت ﷺ کو جس طرح دیگر فضائل وخصائل سے نوازا گیا اسی طرح شجاعت کا بھی وافر حصہ عطا ہوا احادیث باب سے واضح ہو رہا ہے کہ شجاعت میں بھی آپ ﷺ یکتا تھے۔ حدیث اول: احسن الناس یہ تین ایسے کلمات ہیں جنہوں نے تمام اخلاق کو اپنے اندر سمو دیا حضرت انس ؓ کے یہ تین جملے جوامع الکلم میں سے ہیں اس لئے کہ ہر انسان میں تین قوتیں ہیں۔(۱) غضبیہ (۲) شهوانیه (۳) عقلیه۔ ان تینوں کا اکمل و کامل درجہ اپنا اپنا ہے۔ قوت غضبیہ (غصہ) کا کمال و منتھی شجاعت، بہادری، دلیری ہے اور شہوانیہ کا اعلیٰ درجہ سخاوت وعنایت ہے اور عقلیہ کا کامل درجہ یہ ہے کہ حکمت بھری نصیحت آمیز گفتگو کرنا۔ اور احسن کا معنی ہے ﴿حسن فی الاقوال والاعمال﴾ آنحضرت ﷺ حسن الصورة وحسین السیرة تھے۔ صرف حسین نہیں بلکہ حُسن دینے والے۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ حسین زیادہ سخی اور بہادر تھے سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد ﷺ بنایا گیا۔ پھر اس سے مانگ کر روشنی بزم کون ومکان کو سجایا گیا۔

وہ حُسن مطلق کے شاہد بھی مشہود بھی   وہ محمد بھی احمد بھی حامد بھی محمود بھی۔

﴿فزع اهل مدينة﴾ ایک رات آواز سن کر اہلِ مدینہ گھبرائے کہ شاید کہیں دشمن نے دھاوا بول دیا۔ لوگ (تحقیق حال کیلئے) اس آواز کی طرف بڑھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سید الاولین والآخرین ماہ جبین تشریف لا رہے ہیں۔ ﴿لم تراعوا لم تراعوا﴾ مت

گھبراؤ (مطمئن ہو جاؤ) ﴿علی فرس لابی طلحة عری﴾۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے برہنہ خالی پشت (بلا زین) گھوڑے پر سوار تھے۔ ابوطلحہ ام سلیم (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) کے شوہر ہیں انکا نام زین ابن سہل ہے۔ عری بضم العین وہ گھوڑا جس پر زین نہ ہو۔ اگر عری عاریۃ سے مشتق مانیں تو معنٰی ہوگا مستعار مانگا ہوا۔ دونوں معنٰی مراد ہو سکتے ہیں کہ گھوڑا زین کے بغیر تھا اور مانگا ہوا بھی تھا۔ اوّل معنٰی (خالی پشت) اقرب ہے۔ اس سے ثابت ہوا ☆ گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہونا درست ہے ☆ عاریۃً لینا اور دشمن کے مقابلہ میں استعمال کرنا درست ہے ☆ اور تحقیق حال کے بعد لوگوں کو خبر دینا۔ وجدناہ بحرًا۔ ہم نے اس کو سمندر پایا۔ بحر (سمندر) میں دو چیزیں ہیں۔ ۱: وسعت۔ ۲: کثرت۔ تو گھوڑے کی دوڑ میں سرعت وشدت تھی اس لئے بحر کہہ دیا۔ پہلے یہ گھوڑا سست رفتار تھا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار ہونے کی برکت سے تیز رفتار ہو گیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا تھا سست رفتار...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے سوار...... تو بن گیا برق رفتار...... یہ ہے برکتِ سرکار۔ ﴿یقا ل له مندوب﴾ اس گھوڑے کا نام مندوب تھا۔ اس جملہ سے ثابت ہوا کہ جانور کا نام رکھنا درست ہے۔

سوال! ایک گھوڑا مندوب نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ استعمال بھی رہا ہے۔ کیا وہ یہی تھا یا دوسرا؟

جواب! (۱) یہ دو الگ نام کے گھوڑے تھے ایک جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں تھا اور دوسرا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ (۲) مندوب نامی گھوڑا یہی ابوطلحہ والا ہی ہے لیکن بعد میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر دیا یا بیچ دیا آپ نے قبول فرمایا یا خرید لیا۔ گھوڑا ایک ہے ایک وقت میں (پہلے) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی کو قاضی عیاض نے پسند کیا ہے ایک اور گھوڑا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اور اس کا نام بھی بحر تھا لیکن وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ والا (بحر و مندوب) نہیں بلکہ وہ یمنی تاجروں سے خریدا تھا۔ (عمدۃ القاری ج۶ ص ۲۱۳)[1]

(۱۲) باب جُوْدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۱۰۴۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا بیان

(۶۰۰۷) حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِيْ مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ عِمْرَانَ مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ (بْنِ مَسْعُوْدٍ) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَ كَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ فَيَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقُرْآنَ فَاِذَا لَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

(۶۰۰۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں سب سے زیادہ سخی تھے اور اُن کی سخاوت کا سب سے زیادہ ظہور رمضان کے مہینہ میں ہوتا تھا، اور جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان کے مہینہ میں آخر مہینہ تک آپ سے ملاقات کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن سناتے تھے، اور جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارش برسانے والی (تیز) ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

---

[1] نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع المکمل۔ تکملہ

(۱۷)حَدَّثَنَاهُ اَبُو کُرَیْب حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ عَنْ یُوْنُسَ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

(۶۰۰۸)امام مسلمؒ نے اس حدیث کی دواور سندیں ذکر کی ہیں۔

احادیث کی تشریح :اس باب میں دوحدیثیں ہیں۔ان میں حضور کی سخاوت وعنایت کا ذکر ہے

حدیث اول: اس باب میں نبی ﷺ کی سخاوت وعنایت کا ذکر ہے اور بالخصوص رمضان المبارک میں تو عطاء کی انتہا نہ رہتی جس کو راوی نے ﴿اجود بالخیر من الریح المرسلة﴾ سے بیان کیا ہے۔جس طرح چلتی ہوا سب کو لگتی اور راحت پہنچاتی ہے اسی طرح (بلکہ) اس سے بڑھ کر آپ ﷺ ہر وقت ہر کسی کو دیتے ہر چیز دیتے خوب دیتے۔

جود کی تعریف: جود کا لفظی معنیٰ ہے عمدہ، بہتر۔

اصطلاحی تعریف: ﴿اعطاء ما ینبغی لمن ینبغی﴾ مناسب چیز مناسب شخص (حقدار) کو دینا۔اس لئے حرام جو نامناسب ہے دینا جود وسخا میں شمار نہ ہوگا اسی طرح غیر مناسب غیر مستحق کو دینا سخاوت نہیں۔یوں سمجھ لیجئے کہ تعریف میں دو قیدیں ہیں ا۔مال حلال ہو۲۔آدمی مستحق ہو۔جود کا لفظ صدقہ سے عام ہے کیونکہ صدقہ :صدقات واجبہ، منذورہ، موعودہ پر بولا جاتا ہے۔صدقہ خاص اور جود عام ہے جو اس دینے کو کہتے ہیں جو صدقات مذکورہ کے علاوہ ہو۔﴿ فَیَعْرِضُ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ ﴾ جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سنانا اور سننا (دور کرنا)۔اس سے رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کی کثرت اور خاص اہتمام کا سبق ملتا ہے۔ملاقات جبرئیل پر زیادہ صدقہ کرنے سے یہ بات ثابت ہے کہ اولیاء اللہ، صالحین اور اللہ کے مقرب لوگوں کی ملاقات کے وقت آدمی کو صدقہ زیادہ کرنا چاہیے۔رمضان المبارک میں زیادہ سخاوت کی وجوہ۔

(۱) رمضان المبارک میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جب نعمتیں بڑھ گئیں تو صدقہ بھی زیادہ فرماتے (۲) رمضان میں اعمال کا اجر بڑھ جاتا ہے زیادہ صدقہ دینے سے زیادہ ثواب کے مستحق ہونگے۔(۳) روزے داروں کو افطار کرانے سے انکے روزے کا ثواب افطار کرانے والے کو ملے گا اسکے حصول کے لئے زیادہ صدقہ کرتے۔یاد رہے! افطار کرانے والے کو ثواب ملتا ہے لیکن روزہ رکھنے والے کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی دونوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پورا پورا ثواب عطا کرتے ہیں۔﴿انّ الله علی کل شیءٍ قدیر !! و بالاعطاء جدیر ﴾ (۴) ملاقات جبرئیل سے ایمان میں تازگی آتی اس لئے زیادہ صدقہ فرماتے۔﴿ ماعندکم ینفدو ما عند الله باق ﴾ (نحل ۹۶) تمھارے پاس جو کچھ ہے ختم ہوجائے گا اور اللہ کے پاس باقی رہنے والا ہے۔امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔

ع انا طامع بالجود منك ولم یكن . لابی حنیفة فی الا نام سواك

میں آپکے جود وکرم کا خواہاں ہوں۔ ابوحنیفہ کا اس جہاں میں آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں[1]

مدحت سرکار کرتے جایئے روح کو سرشار کرتے جایئے

صاحب جود وسخا تک آگئے غم زدہ غم آشنا تک آگئے

---

[1] نووی ۔ المفهم. إكمال اكمال المعلم مع المكمل. تكمله

(۱۳) باب حُسْنِ خُلُقِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۰۵۰) رسول اللہ ﷺ کے حُسنِ اخلاق کے بیان میں

(۷۲) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَاَبُو الرَّبِيْعِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ (بْنِ مَالِكٍ) قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ وَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ اُفًّا قَطُّ وَلَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَهَلَّا فَعَلْتَ كَذَا زَادَ اَبُو الرَّبِيْعِ لَيْسَ مِمَّا يَصْنَعُهُ الْخَادِمُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَهٗ وَاللّٰهِ.

(۶۰۰۹) حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ کی قسم آپ ﷺ نے مجھے کبھی بھی اُف تک نہیں فرمایا اور نہ ہی کبھی یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہیں کیا۔ حضرت ابوالربیع ؓ نے یہ الفاظ زائد کہے ہیں کہ جو کام خادم کو نہیں کرنا چاہیے اور ''واللہ'' کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

(۷۳) وَحَدَّثَنَاهُ شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِيْنٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسٍ بِمِثْلِهٖ.

(۶۰۱۰) حضرت انس ؓ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۷۴) وَحَدَّثَنَاهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ وَاللَّفْظُ لِاَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ اَخَذَ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهٗ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَاللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا.

(۶۰۱۱) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ ؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف لے کر چل پڑے اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! انس عقلمند لڑکا ہے۔ یہ آپ ﷺ کی خدمت کرے گا۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سفر اور حضر میں آپ ﷺ کی خدمت کی۔ اللہ کی قسم! آپ نے کسی کام کے بارے میں جو میں نے کیا ہو نہیں فرمایا کہ (اے انس!) تو نے یہ کام اس طرح کیوں کیا؟ اور نہ ہی اس کام کے بارے میں جس کو میں نے نہیں کیا ہو اُس کام کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں نہیں کیا۔

(۷۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَ سِنِيْنَ فَمَا اَعْلَمُهٗ قَالَ لِيْ قَطُّ لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا وَلَا عَابَ عَلَيَّ شَيْئًا قَطُّ.

(۶۰۱۲) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ مجھے نو سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے کبھی فرمایا ہو (کہ اے انس!) تو نے یہ کام اس طرح کیوں کیا؟ اور نہ ہی کبھی آپ ﷺ نے (میرے کیے ہوئے کام پر) نکتہ چینی کی۔

(۷۶) حَدَّثَنِی اَبُوْ مَعْنِ الرَّقَاشِیُّ زَیْدُ بْنُ یَزِیْدَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِکْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ اِسْحٰقُ قَالَ اَنَسٌ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِیْ یَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِیْ بِهٖ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اَمُرَّ عَلَی الصِّبْیَانِ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَایَ مِنْ وَرَائِیْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ یَا اُنَیْسُ اَذَهَبْتَ حَیْثُ اَمَرْتُکَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ اَنَسٌ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ خَدَمْتُهٗ تِسْعَ سِنِیْنَ مَا عَلِمْتُهٗ قَالَ لِشَیْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ فَعَلْتَ کَذَا وَ کَذَا اَوْ لِشَیْءٍ تَرَکْتُهٗ، هَلَّا فَعَلْتَ کَذَا وَ کَذَا.

(۶۱۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے اچھے اخلاق والے تھے۔ایک دن آپ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔میں نے کہا: اللہ کی قسم میں نہیں جاؤنگا اور میرے جی میں یہ بات تھی کہ جس کام کا اللہ کے نبی ﷺ نے مجھے حکم فرمایا ہے اُس کیلئے ضرور جاؤنگا۔تو میں نکلا یہاں تک کہ میں کچھ ایسے بچوں کے پاس سے گزرا کہ وہ بازار میں کھیل رہے تھے۔اچانک میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے میری گدی پکڑے ہوئے ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے انس! کیا تو وہاں گیا تھا جہاں جانے کا میں نے تجھے حکم دیا تھا۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ میں اب جا رہا ہوں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے نو سال تک آپ ﷺ کی خدمت کی۔میں نہیں جانتا کہ کسی کام کے بارے میں آپ ﷺ نے مجھے فرمایا ہو کہ تو نے یہ کام اس طرح کیوں کیا یا کسی ایسے کام کے بارے میں کہ جس کو میں نے نہ کیا ہو (تو آپ ﷺ نے فرمایا ہو) کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔

(۷۷) وَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ وَاَبُو الرَّبِیْعِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا.

(۶۰۱۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں نبی ﷺ کے اخلاق کا ذکر ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے متعلق قرآن کہتا ہے ﴿انک لعلی خلق عظیم﴾ (القلم ۴) بیشک آپ ﷺ اخلاق حمیدہ کے پرتو تھے صاحب روح المعانی نے بروایت ابن المنذ رحضرت ابوالدرداءؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے اخلاق کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ﴿فقالت کان خلقه القرآن یرضی لرضاہ و یسخط لسخطه﴾ آپ ﷺ کے اخلاق قرآن کریم ہے انکی رضا اس کی رضا میں اور انکی ناراضگی اسکی ناراضگی میں (روح المعانی ج ۱۵ ص ۴۳)

﴿احسن الناس خلقا﴾ پر قریب ہی باب شجاعتہ ﷺ میں تفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث اول: ﴿خدمت رسول اللہ عشر سنین﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال آپ ﷺ کی خدمت کی

لیکن آپ ﷺ نے کبھی بھی مجھے اُف (ھشت) تک نہیں کہا۔اف بضم الالف وتشدید الفاء کلمہ مذمت، گھن آور۔اسکی اصل تف ہے ناخنوں میں پوشیدہ میل (ناخن کی میل) اب یہ بے جا، نامناسب، حقارت آمیز کلام، گھٹیا بات کیلئے مستعمل ہوتا ہے۔اس میں دیگر لغات بھی ہیں علامہ قرطبیؒ نے دس اور ابن عطیہ نے چالیس تک لغات لکھیں مشہور وہی ہے جو اُوپر مذکور ہے (من اراد التفصیل فلیراجع الی فتح الباری ج۱۰ص۴۶۰) ﴿لم فعلت كذا لم صنعت كذا هلّا فعلت كذا ولاعاب علي شيئا قط﴾ ان تمام کلمات کا حاصل ترک عتاب ہے۔زجر، توبیخ، مذمت، ڈانٹنا، جھڑکنا، برا بھلا کہنا، عار دلانا وغیرہ۔کبھی بھی آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا جس سے خادم وغلام کہتری وابتری کا شکار ہو بلکہ آپ ﷺ حوصلہ افزائی فرماتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا اعلیٰ ثبوت ہے۔

حدیث ثالث: اخذ ابو طلحة بيدى !دوسری روایت میں ہے کہ میری ماں ام سلیم ؓ مجھے آنحضرت ﷺ کے پاس لے گئیں اور یہاں ابوطلحہ ؓ کے لے جانے کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل میاں بیوی (ابوطلحہ وامّ سلیم) نے باہم مشورہ کیا آپ ﷺ کی خدمت کیلئے پیش کرنے کا پھر دونوں نے علیحدہ علیحدہ پیش کیا ایک دفعہ ابوطلحہ ؓ لائے جیسے اُوپر مذکور ہے اور دوسرے موقع پر امّ سلیم ؓ لائیں تو اب منافات وتعارض نہ رہا۔

حدیث رابع: خدمت رسول الله تسع سنين۔ پہلے حدیث میں عشر سنین کا ذکر ہے یہ تعارض ہے دس یا نو ایک نسخہ درست ہو سکتا ہے۔جواب !فی الحقیقت حضرت انس ؓ نے آپ ﷺ کی نو سال اور چند ماہ خدمت کی ہے ان چند ماہ (کسر) کو حذف کر کے نو سال کہہ دیا یا پھر کسر کو پورا کر کے دس سال کہہ دیا اور کسر کا حذف کرنا یا بڑھانا عند العرب شائع وذائع ہے اس لئے کوئی تعارض نہیں۔اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔

حدیث خامس: والله !لا اذهب! یہ کیسے کہا کہ بقسم میں نہیں جاؤنگا۔جواب !۱: علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ انس طفل، نابالغ، غیر مکلف تھا اس لئے قابل مؤاخذ نہیں اسکی دلیل آپ ﷺ کا قد قبض بقفاى من ورائى اوالاعمل ہے کہ آپ ﷺ نے تنبیہ وتادیب نہیں کی بلکہ دعابةً و مزاحا اسکی گدی کو پکڑا۔جواب !۲: یہ بھی کہا گیا ہے کہ انس ؓ کی نیت میں تو جانا ہی تھا بطور مزاح (مخول) ایسا کہا جیسے بچے بڑوں کو کہہ دیتے ہیں تو آپ ﷺ بھی سمجھ گئے کہ اسکا جانے کا ارادہ ہے پھر حضرت انس ؓ نے کہا بھی کہ ﴿نعم انا اذهب﴾ بس میں جا رہا ہوں۔

فائدہ ! ابوطلحہ انکا نام زید ابن سہل ہے ام سلیم کے دوسرے شوہر ہیں انہی کا شعر ہے جو میدان جنگ میں پڑھا کرتے تھے

انا ابوطلحہ واسمی زید　　　　وکل یوم فی سلاحی صید

میں ابوطلحہ نام میرا زید　　　　ہر دن میرے اسلحہ میں ہوتا ہے صید۔

ام سلیم کنیت سہلہ نام ہے (سہلہ بنت ملحان) شہید بیر معونہ حرام ابن ملحان کی بہن تھیں۔ان کے پہلے شوہر مالک تھے جو انس کے والد ہیں کسی وجہ سے بیوی سے ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔انس نام ابوحمزہ کنیت اور خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقب تھا آپ ﷺ کی آمد سے آٹھ سال قبل یثرب میں پیدا ہوئے آپ ﷺ کی حیات میں خدمت کی۔ بعد میں اتباع ومحبت میں زندگی بسر کی حق گوئی وبسالت شجاعت ودلیری کے پیکر صائب الرائی علم سے آراستہ تھے ۹۳ھ بعمر ۱۰۳ سال بصرہ میں

وفات پائی بصرہ میں وفات پانے والے یہ آخری صحابی تھے نماز جنازہ قسطن ابن مدرک کلابی نے پڑھائی نماز جنازہ میں اقربا، تلامذہ، احباب کے جم غفیر نے شرکت کی اپنے محل کے قریب مقام طف میں دفن کئے گئے۔ مزید انکے حالات فضائل الصحابہ میں آئیں گے۔ ان شاء اللہ ہر آدمی کو اہل وعیال، اقربا، احباب، تلامذہ، خدام سے سابقہ پڑتا ہے اس باب میں آنحضرت ﷺ کے اپنے خادم کے ساتھ برتاؤ کا تذکرہ کیا گیا جس سے عفوو درگزر کا سبق ملتا ہے۔[1]

(۱۴) باب: ماسئل رسول اللہ ﷺ شیئاً قطُّ فقال لا و کثرةُ عطائه.

(۱۰۵۱) اس کے بیان میں کہ آپ ﷺ سے کبھی کچھ مانگا اور آپ نے لا کہا اور آپ کا خوب عنایت کرنا

(۷۸) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا.

(۶۰۱۵) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ (کبھی بھی ایسا نہیں ہوا) کہ رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے عطاء نہ فرمائی ہو۔ (یعنی آپ سے جس چیز کا بھی سوال کیا گیا آپ نے فوراً عطا فرمادی)۔

(۷۹) وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْاَشْجَعِيُّ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِىْ ابْنَ مَهْدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ بِمِثْلِهِ سَوَاءً.

(۶۰۱۶) حضرت جابر بن عبداللہ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۸۰) وَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِىْ ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ قَالَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَاَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَرَجَعَ اِلٰى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ يُعْطِىْ عَطَاءً لَا يُخْشَى الْفَاقَةَ.

(۶۰۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے پر رسول اللہ ﷺ سے جو چیز بھی مانگی گئی آپ نے وہ چیز عطا فرمادی راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا (اور اُس نے آپ ﷺ سے سوال کیا) تو آپ ﷺ نے دو پہاڑوں کے درمیان (وادی بھر) کی بکریاں عطا فرمادیں۔ وہ واپس اپنی قوم کی طرف آیا اور اُس نے کہا: اے قوم! اسلام قبول کرلو کیونکہ محمد ﷺ اتنا عطا فرماتے ہیں کہ فاقہ کشی کا خوف ہی نہیں رہتا۔

(۸۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهُ فَقَالَ اَىْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَ اللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُعْطِىْ عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ فَقَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُسْلِمُ مَا يُرِيْدُ اِلَّا الدُّنْيَا فَمَا يُسْلِمُ حَتّٰى يَكُوْنَ الْاِسْلَامُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا.

(۶۰۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان کی بکریاں مانگیں تو آپ ﷺ نے اُسے

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع المکمل. تکمله

اتنی ہی بکریاں عطا فرمادیں۔ وہ آدمی اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے قوم! اسلام قبول کرلو۔ اللہ کی قسم! محمد ﷺ اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ پھر محتاجی کا خوف ہی نہیں رہتا (یعنی صرف دنیا کے مال ومتاع کے لالچ میں اسلام قبول کرتا ہے) لیکن مسلمان ہونے کے بعد اُس کی نظر میں آپ کی صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے دین ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہوجاتا ہے۔[1]

(۸۲) وَ حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَاقْتَتَلُوْا بِحُنَیْنٍ فَنَصَرَ اللّٰهُ دِیْنَهُ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَئِذٍ صَفْوَانَ بْنَ اُمَیَّةَ مِائَةً مِنَ النَّعَمِ ثُمَّ مِائَةً ثُمَّ مِائَةً قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ صَفْوَانَ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَعْطَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَعْطَانِیْ وَاِنَّهُ لَاَبْغَضُ النَّاسِ اِلَیَّ فَمَا بَرِحَ یُعْطِیْنِیْ حَتّٰى اِنَّهُ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ.

(۶۰۱۹) حضرت ابن شہاب سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن غزوہ کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے اُن تمام مسلمانوں کے ساتھ جو آپ ﷺ کے ساتھ تھے حُنین کی طرف نکلے۔ حنین میں مسلمانوں نے (کفار سے) قتال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ اُس دن رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن اُمیہ کو سو اونٹ عطا فرمائے۔ پھر سو اُونٹ عطا فرمائے۔ پھر سو اُونٹ عطا فرمائے حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن مسیّب نے بیان کیا کہ صفوان کہتے ہیں: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا جتنا عطا فرمایا اور آپ لوگوں سے زیادہ مجھے مبغوض تھے اور آپ ہمیشہ مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوگئے۔

(۸۳) حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ (اَنَّهُ) سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ وَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ جَابِرٍ اَحَدُهُمَا یَزِیْدُ عَلَى الْاٰخَرِ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَالَ سُفْیَانُ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُفْیَانُ وَ سَمِعْتُ اَیْضًا عَمْرَو بْنَ دِیْنَارٍ یُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَ زَادَ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَ نَا مَالُ الْبَحْرَیْنِ لَقَدْ اَعْطَیْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَالَ بِیَدَیْهِ جَمِیْعًا فَقُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یَجِیْءَ مَالُ الْبَحْرَیْنِ فَقَدِمَ عَلٰى اَبِیْ بَكْرٍ بَعْدَهُ فَاَمَرَ مُنَادِیًا فَنَادٰى مَنْ كَانَتْ لَهُ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ عِدَةٌ اَوْ دَیْنٌ فَلْیَاْتِ فَقُمْتُ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَیْنِ اَعْطَیْتُكَ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا فَحَثٰى اَبُوْبَكْرٍ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لِیْ عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِیَ خَمْسُ مِائَةٍ فَقَالَ خُذْ مِثْلَیْهَا.

(۶۰۲۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اس قدر دوں گا اور اس قدر اور اس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے فرمایا۔ تو بحرین کا مال آنے سے پہلے نبی ﷺ (اس دنیا سے) رحلت فرما گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منادی کو حکم فرمایا کہ وہ یہ اعلان کردے کہ جس آدمی سے نبی ﷺ نے کوئی وعدہ کیا ہو یا جس کا آپ

---

[1] انس کہتے ہیں ایک آدمی صرف دنیا کے لئے اسلام لاتا۔

صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہوتو اُسے چاہیے کہ وہ آئے۔ سو میں کھڑا ہو گیا اور میں نے عرض کیا: نبی ﷺ (کا مجھ سے وعدہ تھا) کہ اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آیا تو تجھے اس قدر دوں گا اور اس قدر اور اس قدر تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لپہ بھرا پھر مجھے فرمایا: اسے گنو۔ میں نے اُن کو گنا تو وہ پانچ سو نکلے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سے دوگنا اور لے لو۔

(٨٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ ابْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَاَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ جَاءَ اَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ اَوْ كَانَتْ لَهٗ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنَا بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

(٦٠٢١) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے کچھ مال آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس آدمی کا نبی ﷺ پر کوئی قرض ہو یا جس سے آپ ﷺ نے کوئی وعدہ فرمایا ہو وہ آدمی ہمارے پاس آجائے۔ باقی روایت ابنِ عیینہ کی روایت کی طرح منقول ہے۔

فائدہ! اس باب کا عنوان طبع شدہ مسلم شریف کے حاشیہ میں ﴿باب فی سخائه﴾ ہے اور یہ عنوان جو اُوپر درج ہے یہ شیخ الاسلام مدّ ظلّہ نے قائم کیا ہے اور یہی مطابق محل ہے کیونکہ صرف باب حسن خلق اور تین حدیثوں کے وقفہ سے پہلے باب جودہ ﷺ گزر چکا ہے اس لئے تکرار سے بچنے کیلئے عنوان ثانی لازم ہے علامہ قرطبی نے المفهم میں بھی اس باب کا یہی عنوان دیا ہے جو شیخ الاسلام نے ذکر کیا راقم کو دورانِ تدریس اس باب پر شدید قلق رہا جو اللہ تعالیٰ نے حل کر دیا۔ الحمدللہ!!

نرفت "لا" به زبان مبارک ہرگز مگر "بَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ"

احادیث کی تشریح: اس باب میں سات حدیثیں ہیں۔ ان میں کثرت عطا کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: ﴿ماسئل رسول الله ﷺ شيئاً قط فقال﴾: فرزدق نے یہاں تک کہہ دیا۔

﴿ما قال لا قط الا في التشهد لولا التشهد لا ينطق بذاك فم﴾ آپ ﷺ نے کلمہ شہادت کے علاوہ لا نہیں کہا اگر کلمہ میں لا نہ ہوتا تو اُنکے دھن مبارک سے کبھی لا نہ نکلتا۔

سوال! اس پر دو جملوں سے نقض وارد ہوتا ہے ا: قرآن کریم میں ہے ﴿لا اجد ما احملكم عليه﴾ (التوبہ ۹۲) میں نہیں پاتا جس پر تمہیں سوار کروں۔ ۲: کتاب الایمان و النذور مسلم ج ۲ ص ۴۷ کہ آپ ﷺ نے اشعریوں سے فرمایا تھا ﴿والله لا احملكم﴾ بخدا میں تمہیں سوار نہ کرونگا۔ ان دو حوالوں سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے لا کا تلفظ کیا اور دینے سے انکار بھی؟

جواب! حدیث جابر کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے از روئے انکار بلا عذر لا کا لفظ نہیں کہا کیونکہ چیز موجود نہ ہونے کی صورت میں لا کہنا عذر و عدم شئی کی وجہ سے ہے نہ کہ بخل و منع کی وجہ سے تو جہاں آپ ﷺ نے لا فرمایا ہے وہ مجبوری کی وجہ سے ... کہ بروقت چیز پاس نہ تھی جب آگئی تو دیدی اس جواب کی تائید اسی حدیث اشعریین سے ہوتی ہے تفصیل حدیث ملاحظہ ہو۔ ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں ﴿انّي اتيت رسول الله ﷺ في رهط من الاشعر يين نستحمله فقال والله! لا احملكم وماعندى ما

احملكم عليه فلبثنا ماشاء الله فاتى رسول الله بنهب ابل فدعا بنا فامر لنابخمس ذود﴾ میں اشعری قبیلہ کی جماعت کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آیا ہم آپ ﷺ سے سواری طلب کررہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: بخدا میں تمہیں سوار نہ کرونگا اور میرے پاس کچھ ہے بھی تو نہیں کہ میں تمہیں اس پر سوار کروں (اور دوں) سو ہم بقدر ماشاءاللہ ٹھہرے پھر آپ ﷺ کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے تو آپ نے (از خود) ہمیں بلوایا ہمارے لئے پانچ عمدہ اونٹوں کا حکم دیا۔ (مکمل حدیث مسلم ج ۲ ص ۴۷ پر دیکھیئے) اب جواب بالکل واضح ہوگیا کہ آپ ﷺ نے لا برائے انکار از روئے بخل کبھی نہیں فرمایا۔ واقعہ! حاتم طائی ایک مشہور سخی آدمی گزرا ہے اسکی اولاد میں سے کسی ایک کی بات چیت ایک دن ﴿حسنين كريمين سيد اشباب اهل الجنة﴾ آنحضرت ﷺ کے نواسوں سے ہوئی ہر ایک نے اپنے نانا کی سخاوت کا ذکر کیا۔ حاتم کا نواسہ کہنے لگا میرا نانا اتنا سخی تھا کہ اپنے گھر کے چاروں اطراف دروازے لگوائے تھے سائل شرقی دروازے سے آتا اسکو دیتا پھر وہی سائل (منگتا) شمالی دروازہ سے آتا پھر دیتا پھر یہی سابقہ سائل جنوبی دروازے سے آتا پھر دیتا حتی کہ یہی سائل (چوتھی) بار غربی دروازے سے آتا تب بھی میرا نانا دیتا انکار نہ کرتا......

اب نواسہ رسول ﷺ ابن بتول بولے کہ میرا نانا ایک ہی دروازہ سے اتنا عطاء کرتا کہ سائل کو دوبارہ مانگنے کی حاجت ہی نہ رہتی فسكت ولد الحاتم۔ یہ واقعہ دلیل، تائید، تثبیت کیلئے نہیں محض تفہیم کیلئے پیش کیا ہے کیونکہ بندہ کو اسکی صحت کا یقین حاصل نہیں ہوسکا۔ واللہ اعلم (اگر کسی صاحب کو اسکا صحیح حوالہ مل جائے تو بندہ پر ضرور کرم فرما کر مطلع کردے راقم الحروف)

حدیث ثالث: فجاءه رجل اعطاه غَنَمًا بين جبلين اى اعطاه غَنَمًا كثيرة یعنی اس کو بہت زیادہ (وادی بھر) بکریاں عطاء کیں۔ علامہ خفاجیؒ نے نسیم الریاض ج ۲ ص ۱۳۶، ۲۷ میں رجل کی تعیین کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد صفوان ابن امیہ رضی اللہ عنہ ہے جسکا تذکرہ بعد کی حدیث میں بھی آرہا ہے اور یہ عطیہ مال غنیمت سے تھا جو غزوہ حنین میں حاصل ہوئی تھی۔ اور دوسرا آدمی بھی ہو سکتا ہے اس طرح یہ دو الگ شخصوں کے منفرد واقعات ہونگے۔ وليس بينهما تعارض ﴿لا يخشى الفاقة﴾ (۱) اگر اس کو معلوم پڑھیں اور یہی قریب ہے تو حاصل یہ ہوگا کہ آپ ﷺ اتنا کثیر دیتے ہیں اور اللہ جل جلالہ پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں ان کو فاقہ کا ڈر نہیں کہ زیادہ دیا تو ختم ہوجائے گا۔ مزید کہاں سے آئیگا۔ نہیں! تو كلا على الله خوب دیتے اس طرح آپ ﷺ کی سخاوت اور توکل دو صفات ظاہر ہونگی۔ (۲) اگر اس کو مجہول پڑھیں تو معنی ہوگا اتنا دیتے ہیں کہ (لینے والے کو) پھر محتاجی کا اندیشہ تک نہیں رہتا بلکہ خوب دیتے ہیں کہ حاجت مند کی ضرورت بدرجہ اتم پوری ہوجاتی ہے اس صورت میں اس جملہ سے آپ کی سخاوت کا علم و اندازہ ہوگا۔

حدیث رابع: ﴿مايريد الا الدنيا حتى يكون الاسلام احبّ اليه﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاً آدمی کی آمد و نیت قبول اسلام کیلئے نہیں بلکہ دنیوی غرض کیلئے ہوتی تھی لیکن جب قریب آتا، اختلاط ہوتا، آپ ﷺ کی گفتگو، مسلمانوں کی صفات اور مسجد نبوی کا ماحول دیکھتا تو آپ ﷺ کا گرویدہ اور اسلام اس کا پسندیدہ بن جاتا کہ اب سب کچھ دین اسلام پر قربان۔ اس سے پتہ چلا کہ کسی نیک کام میں لگتے وقت عندالابتداء اگر نیت خالص نہ ہو تو بھی عمل شروع کردے عمل کرتے کرتے نیت صاف ہوجائے گی۔ اگر یہ کہے کہ نیت درست ہوگی تو عمل کرونگا اس طرح عمل سے محرومی کا خدشہ ہے۔ اگرچہ اصلاح نیت کی کوشش کرتا رہے۔ کیونکہ بلا اخلاص کوئی عمل مقبول نہیں۔ امام غزالیؒ کا مشہور مقولہ ہے کہ میں نے دین سیکھا دنیا کیلئے لیکن اس نے انکار کردیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی

رضا پر مجھے لے گیا۔ وہ ریا جس پر عابد تھے طعنہ زن پہلے عادت پھر عبادت ہوگئی

مسئلہ! اوّلاً اگر کوئی نیت دل میں نہ ہو یا درست نہ ہو تب بھی عمل کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اخلاص عطا کر دینگے۔ انشاء اللہ

حدیث خامس: ﴿اعطی رسول اللہ یو مئذ صفوان ابن امیّۃ مائۃ من النعم ثم مائۃ ثم مائۃ﴾ یہ ہے حضور ﷺ کا عمل کہ ﴿أَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ﴾ اسکا تیرہ بھی دیکھئے واللہ لا بغض النّاس الیّ. صفوان اور اسکی جماعت (مشرکین مکہ) نے آپ ﷺ کو محروم کیا۔ حضور ﷺ نے عطاء کیا.. انہوں نے مکہ سے نکالا.. آپ ﷺ نے پناہ دی.. انہوں نے عداوت کی.. حضور ﷺ نے سخاوت کی۔ انہوں نے جنایت کی حضور نے عنایت کی.. انہوں نے جفا کی.. حضور ﷺ نے وفا کی.. اس لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے مکہ تلوار سے نہیں پیار سے فتح کیا۔ اتنا بڑا معرکہ جس میں چند ہلاکتیں اور ایک آدھ شہادت ہوئی۔ یہ دلیل ہے اعلیٰ اخلاق اور حسن سیاست کی۔ صفوان ابن امیّۃ بن خلف بن وھب الجمحی ہے مکہ کے دس بڑے سرداروں میں سے ایک ہے اسکا باپ امیہ غزوہ بدر میں قتل ہو گیا تھا۔ فتح مکہ کے دن یہ چھپ کر بھاگ گیا تھا اسکی بیوی ناجیہ بنت الولید بن المغیرہ نے پہلے اسلام قبول کر لیا۔ اس کی ماں کا نام صفیہ بنت معمر ہے پھر یہ صفوان اپنے چچا زاد عمیر ابن وھب کی امان میں غزوہ طائف وحنین میں آیا اور آنحضرت ﷺ سے ملا۔ آپ ﷺ نے اس سے عاریۃ اسلحہ بھی لیا تھا آپ ﷺ نے اس کو تالیف قلب (اسلام کی طرف مائل کرنے) کیلئے عطاء فرمایا جسکا ذکر حدیث میں موجود ہے۔ آپ دیتے رہے یہ بغض اور عداوت میں رہا۔ بالآخر اسلام قبول کر ہی لیا۔ اسلام قبول کرتے ہی آپ ﷺ نے اسکی بیوی ناجیہ اسکو دیدی مدینہ منورہ مین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس چند دن رہا اور بعد میں اجازت لیکر مکہ میں واپس آگیا باقی زندگی بحالت اسلام مکہ میں گزاری کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

مسئلہ! (۱) اب اسلام کے غلبہ کے بعد مؤلفۃ القلوب کو مال زکوٰۃ و بیت المال میں سے نہیں دیا جا سکتا کوئی اپنی ذاتی ملکیت سے دے تو درست ہے۔ (۲) وہ نومسلم جو مجبور، مقھور، مخرج من البیت والاہل، محتاج ہو تو اسکا استحقاق احتیاط کی وجہ سے ہوگا مؤلفۃ القلوب کے طور پر نہ دیا جائیگا۔

حدیث سادس: لو قدجاء نامال البحرین اس جملہ کا پس منظر یہ ہے کہ بحرین کے مجوس (کواکب پرستوں) نے جزیہ پر آپ ﷺ سے ۹ھ میں صلح کر لی تھی آپ نے ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا جزیہ وصول کرنے کیلئے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مال کثیر لیکر آئے اور آنحضرت ﷺ نے مال تقسیم فرمایا اسکے بعد حضرت جابر سے حضور ﷺ نے آئندہ سال مال آنے پر دینے کا وعدہ کیا اور بحرین کا مال آنے سے پہلے رحلت فرما گئے پھر بحرین کا مال حضرت علاء ابن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے بھجوایا جب یہ مال پہنچا تو خلیفہ وقت خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا جس کی تفصیل حدیث میں موجود ہے ﴿قال بیدیہ جمیعا﴾ اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا ہاتھ سے کہنے کا معنی ہاتھوں سے اشارہ کیا۔ (دفع التوھّم) بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تین دفعہ آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے نہ دیا پھر آخر فرمایا میں نے تاخیر نہیں کی مگر تجھے دینے کیلئے اس سے کسی کو وہم نہ ہو کہ صحیح مسلم میں ہے ان کو دیا اور صحیح بخاری میں ہے نہ دیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس (تاخیر) کی وجہ بیان کی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام

پہلے کسی اور زیادہ اہم مصرف میں خرچ کرنے کی وجہ سے تھا یا اس لئے کہ حرص علی المال پیدا نہ ہو یا اس لئے کہ (دیکھا دیکھی) مال طلب کرنے کیلئے سب ہی کھڑے نہ ہو جائیں۔ بہر حال مصلحت وضرورت کی وجہ سے تاخیر ہوئی لیکن پھر بھی دیدیا۔ اس سے پتہ چلا کہ ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کی آپ کا کیا ہوا وعدہ پورا کیا اور حضرت جابر کو عنایت کر کے راضی کردیا۔ بعض دوسرے واقعات بھی ملتے ہیں کہ دیگر صحابہ نے بھی کچھ کہا وہ وعدہ بھی ابوبکرؓ نے پورا کیا۔

حدیث سابع: من قِبَلِ علاء ابن الحضرمی. علاء ابن الحضرمی جلیل القدر مشہور صحابی ہیں آپ ﷺ نے انکو منذر ابن ساوی بحرین کے عامل (والی) کی طرف پیغام اسلام دیکر بھیجا اس نے اسلام قبول کیا اور وہاں کے مجوس (ستاروں کی پرستش کرنیوالوں) سے جزیہ پر صلح کرلی پھر حضور ﷺ کی طرف سے علاءؓ بحرین کے عامل مقرر ہوئے۔ انکے والد حضرمی کا نام زہرمز ہے فارسی نژاد غلام تھے حضرموت علاقہ سے ایک شخص نے انکو چرا کر بیچ دیا پھر جس نے خریدا تھا اس نے مکہ لاکر زہرمز کو آزاد کردیا یہ ذہین، بہادر، دست کار اور ہنرمند آدمی تھا مکہ میں مقیم رہا اس کی اولاد پیدا ہوئی اور اسکی ایک بیٹی صعبة سے ابوسفیان نے نکاح کیا تھا۔ حضرموت کا آدمی کیونکہ انکو آزاد کرنیوالا تھا اس لئے نام زہرمز کی بجائے الحضرمی مشہور ہوگیا سیدنا علاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتداء نبوت میں اسلام لائے اسلام کے پرچم تلے زندگی بسر کی اور سیدنا عمرؓ کے دورِ خلافت میں انتقال ہوا۔ رضی الله تعالی عنه و ارضاه[1]

اِنْ نِلْتِ یَارِیْحَ الصَّبَاحِ: یَوْمًا الٰی اَرْضِ الْحَرَمْ: بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَةً: فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ مَنْ وَّجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی: مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی: مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی: مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْکَرَمْ!

اے بادِ صبا سرزمین حرم پر — اگر ہو تیرا گزر — پیش کر سلام میرا بر روضہ انور — جس میں رونق افروز ہے نبی اطہر
چہرہ جن کا چمکتا آفتاب — رخسار دمکتا ماہتاب — جن کی ذات نورِ ہدایت — ان کا ہاتھ بحر سخاوت

(زین العابدین)

(۱۵) باب رَحْمَتِهٖ ﷺ الصِّبْیَانَ وَالْعِیَالَ وَتَوَاضُعِهٖ وَ فَضْلِ ذٰلِكَ.

(۱۰۵۲) باب جناب نبی کریم ﷺ کا بچوں اور اہل وعیال پر شفقت اور آپ ﷺ کی تواضع اور اس کے فضائل کے بیان میں

(۸۵) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَ شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ کِلَاهُمَا عَنْ سُلَیْمٰنَ وَاللَّفْظُ لِشَیْبَانَ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ الْمُغِیْرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ لِیَ اللَّیْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّیْتُهٗ بِاسْمِ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ثُمَّ دَفَعَهٗ اِلٰی اُمِّ سَیْفٍ امْرَاَةِ قَیْنٍ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْ سَیْفٍ فَانْطَلَقَ یَاْتِیْهِ وَاتَّبَعْتُهٗ فَانْتَهَیْنَا اِلٰی اَبِیْ سَیْفٍ وَهُوَ یَنْفُخُ بِکِیْرِهٖ قَدِ امْتَلَاَ الْبَیْتُ دُخَانًا فَاَسْرَعْتُ الْمَشْیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا اَبَا سَیْفٍ اَمْسِكْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمْسَكَ فَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّبِیِّ فَضَمَّهٗ اِلَیْهِ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقُوْلَ فَقَالَ اَنَسٌ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ لَقَدْ رَاَیْتُهٗ وَهُوَ یَکِیْدُ

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع المکمل. تکمله

بِنَفْسِهٖ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَ يَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَاللّٰهِ يَا اِبْرَاهِيْمُ اِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ.

(۶۰۲۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات میرے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی۔ میں نے اس لڑکے کا نام اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لڑکا اُمِ سیف کو دے دیا۔ جو ایک لوہار کی بیوی تھی اور اس لوہار کو ابوسیف کہا جاتا تھا۔ (ایک دن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسیف کی طرف چلے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلا۔ جب ہم ابوسیف کے ہاں پہنچے تو وہ اپنی بھٹی پھونک رہا تھے اور ان کا گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا تو میں نے جلدی جلدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (پہلے جا کر) اُس سے کہا: اے ابوسیف! ٹھہر جاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں تو وہ ٹھہر گئے۔ نبی علیہ السلام نے بچے کو بلایا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینے سے چمٹالیا اور آپ نے وہ فرمایا جو اللہ نے چاہا۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس بچے کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دم توڑ رہا ہے (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھیں صلی اللہ علیہ وسلم اشک آلود ہیں اور دل غمزدہ ہے اور ہم وہ بات نہیں کہتے کہ جس سے ہمارا رب راضی نہ ہو۔ اللہ کی قسم! اے ابراہیم! ہم تیری وجہ سے غمزدہ ہیں۔

(۸۶) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ مُسْتَرْضِعًا لَهٗ فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهٗ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَاِنَّهٗ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهٗ قَيْنًا فَيَاْخُذُهٗ فَيُقَبِّلُهٗ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَاِنَّهٗ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَاِنَّ لَهٗ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهٗ فِي الْجَنَّةِ.

(۶۰۲۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بال بچوں پر اتنی شفقت کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا جتنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر شفقت فرمایا کرتے تھے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر) حضرت ابراہیم عوالئ مدینہ میں دودھ پیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں چلے جایا کرتے تھے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں بھی چلے جاتے۔ وہاں دھواں ہوتا کیونکہ اُس کا خاوند لوہار تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچے کو لیتے' اُس سے پیار کرتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آتے۔ عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم انتقال کر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم رضی اللہ عنہ میرا بیٹا ہے اور وہ رضاعت کی حالت میں ہی انتقال کر گیا ہے۔ اب اس کیلئے دو دائیاں (دائیاں) ہیں جو اسے جنت میں رضاعت کی مدت پوری ہونے تک دودھ پلائیں گی۔

(۸۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَتُقَبِّلُوْنَ صِبْيَانَكُمْ فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالُوْا لٰكِنَّا وَاللّٰهِ مَا نُقَبِّلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ اَمْلِكُ اِنْ كَانَ اللّٰهُ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ وَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ.

(۶۰۲۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ دیہاتی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے:

کیا آپ ﷺ اپنے بچوں (کو بوسہ دیتے اور ان) سے پیار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تو دیہاتی لوگ کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم تو بچوں سے پیار نہیں کرتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کیا کروں اگر اللہ نے تمہارے اندر سے رحم اُٹھالیا ہے اور ابنِ نمیر کہتے ہیں (کہ آپ ﷺ نے فرمایا) اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے۔

(۸۸) وَ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ اَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ يُقَبِّلُ الْحَسَنَ فَقَالَ اِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ وَاحِدًا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ.

(۶۰۲۵) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس ؓ نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن ؓ کو پیار کر رہے ہیں۔ اقرع کہنے لگا کہ میرے دس بیٹے ہیں۔ میں نے تو اُن میں سے کسی سے پیار نہیں کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا (یعنی اللہ بھی اُس پر رحم نہیں فرمائے گا)۔

(۸۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي اَبُو سَلَمَةَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

(۶۰۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

(۹۰) وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو سَعِيدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ ابْنِ وَهْبٍ وَ اَبِي ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللّٰهُ (عَزَّ وَجَلَّ).

(۶۰۲۷) حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی لوگوں پر رحم نہیں کرتا' اللہ بھی اُس آدمی پر رحم نہیں کرے گا۔

(۹۱) وَ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ اِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَ ابْنُ اَبِي عُمَرَ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْاَعْمَشِ.

(۶۰۲۸) حضرت جریر ؓ نے نبی ﷺ سے اعمش ؒ کی (مذکورہ روایت کی طرح) روایت نقل کی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں سات حدیثیں ہیں۔ ان میں نبی ﷺ کی شفقت کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: ولدلی اللیلة غلام۔ آج رات میرا بچہ پیدا ہوا۔ اس کا نام ابراہیم ؓ رکھا۔ مسئلہ بچہ کی پیدائش سے ساتویں دن نام رکھنا، سر کے بالوں کی مقدار چاندی صدقہ کرنا، عقیقہ کرنا مسنون ہے۔ اس حدیث سے سات دنوں سے پہلے نام رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

---

۱ نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع المکمل۔ تکملہ

فائدہ! آنحضرت ﷺ کی اولاد تین بیٹے قاسم ،طیّب ، طاہر ابراہیم پہلے بیٹے کے نام سے کنیت ابوالقاسم ہے چار بیٹیاں ۔ زینب، رقیہ، امّ کلثوم، فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن ۔تینوں بیٹوں کا ایام طفولیت میں انتقال ہوا۔سیدہ زینبؓ ابوالعاص ابن الربیع کی زوجہ تھی۔ رقیہؓ وامّ کلثومؓ یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ؓ کی زوجہ تھیں ۔سیدہ فاطمہؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حرم میں آئیں ۔جب آپ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا تو انصار کی عورتیں رشک کرنے لگیں کہ کون اس کو دودھ پلائیگی ۔آپ ﷺ نے ام بردہ امّ سیف امرأۃ قین کے سپرد کیا جو عوالی مدینہ (مدینہ کی بالائی بستیوں) میں رہتی تھی امّ سیف خولہ بنت المنذر بن زید بن اسید من بنی عدی ابن النجار ہے اور اس کا شوہر براء ابن اوس بن خالد بن جعر من بنی عدی بن النجار ہے دونوں نجار خاندان کے ہیں اور براء کی کنیت ابوسیف ہے وا قدی کی روایت میں آتا ہے کہ ابراہیم کی مرضعہ (دودھ پلانے والی) امّ بردہ زوجہ براء ابن اوس ہے۔حدیث باب میں ہے کہ مر ضعہ امّ سیف زوجہ ابوالسیف ہے اب ناموں میں فرق ہوا کہ امّ بُردہ براء یا امّ السیف :ابوالسیف۔☆ قاضی عیاضؒ نے آسان تطبیق دی ہے کہ ایک عورت خولہ بنت منذر کی دو کنیتیں ہیں ام بُردہ، ام سیف ۔اور براء ابن اوس شوہر کی کنیت ابوالسیف ہے خولہ ام بردہ ام السیف کا مصداق ایک ہی خاتون اور براء اور ابوالسیف ایک آدمی ہے اس لئے کوئی منافات نہیں یہ تطبیق بالکل درست ہے۔

تطبیق ۲: حافظ ابن حجرؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ ابراہیم ابن محمد ﷺ کو دودھ پلانے والی دو عورتیں ہیں ا:ام بردہ زوجہ براء ابن اوس اس نے پہلے دودھ پلایا بعد میں دوسری عورت ام السیف امرأۃ ابوالسیف قین (لوہار) کے سپرد کیا۔مشہور یہی ہے کہ ابراہیم ؓ کو دودھ پلانے والی عورت خولہ ام السیف ہے ﴿فانطلق یأتیه......﴾ آنحضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی کہ ابراہیم بیمار ہیں حقیقت حال معلوم کرنے کیلئے آپ تشریف لے گئے ۔حضرت انس ؓ کے ساتھ جانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی بزرگ کے ساتھ چلنا بہتر ہوتا ہے یا کسی خادم وغیرہ کا اور بڑوں کا ادب کرنا پیچھے رہنا آگے نہ نکلنا! ہاں خدمت کیلئے آگے بڑھ سکتا ہے جیسے حضرت انس ؓ ابوالسیف کو دھواں سے روکنے کیلئے آگے بڑھے ﴿وهو یکید بنفسه﴾ اپنی جان دے رہا تھا، موت وحیات کی کشمکش میں تھا، حالت نزع ۔حاصل معنی اس کی موت قریب تھی۔ ﴿تدمع العین ویحزن القلب﴾ اس سے ثابت ہوا (بدوں نوحہ وگریہ، بین) آنسو کا نکلنا خلاف صبر و منع نہیں اور صبر کی حقیقت یہی ہے کہ اللہ کے فیصلہ پر راضی رہے جو اس جملہ میں بیان ہے ﴿ولا نقول الا ما یرضی ربّنا﴾ امام بخاریؒ نے یہ حدیث نقل کی ہے ﴿انّ الله لایعذّب بدمع العین ولا بحزن القلب ویعذّب بهذا واشار الی لسانه او یرحم﴾ (بخاری ج ا ص ۱۷۴ باب البکاء عند المریض) بیشک اللہ آنکھ کے بہنے (آنسو) اور دلی افسوس پر عذاب نہیں دیتا عذاب تو اس کی وجہ سے دیتا ہے (اشارہ زبان کی طرف) یا رحم ودرگزر کرتا ہے۔ ﴿یا ابراهیم انّا بك لمحزونون﴾ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اظہار غم میں میت کا نام لینا درست ہے۔ بین کرنا، سینہ کوبی کرنا، گریبان چاک کرنا، لوٹ پوٹ ہونا منع ہے۔اور صبر کرنے میں بھی تو اجر ہے ایک تو ہاتھ سے بچہ گیا اور بے صبری وجزع فزع سے اجر نہ ملا تو ﴿خسر الدنیا والآخرة﴾ اس لئے کبھی بھی صبر کا دامن نہ چھوڑیں تقدیر کے فیصلے تو ہر حال میں نافذ ہوتے ہی ہیں ہم بے صبری کی وجہ سے ثواب سے کیوں محروم ہوں ﴿انّ الله مع الصابرینَ﴾

حدیث ثانی: و انّه مات فی الثدی ...... له لظئرین تکملان رضاعه فی الجنة ۔علامہ نووی کہتے ہیں کہ ابراہیم ؓ کی وفات سولہ سترہ ماہ کی عمر میں ہوئی۔اسکی رضاعت (دودھ پلانے کی مدت) کی تکمیل دو سال تک جنت میں اسکے والدین کے درجہ

تکریم کی وجہ سے ہے۔ ظئر بکسر الظاء دودھ پلانے والی (دائی) جمع اس کی ظُئار مثل عراق، بضم الظاء .

حدیث ثالث: ﴿اتقبّلون صبیانکم﴾ یہ کہنا بطور استبعاد کے تھا کہ ان کے یہاں تقبیل اولاد معتاد نہ تھی اس لئے از راہ تعجب پوچھا انکار مقصود نہ تھا اس سے بچوں کے ساتھ شفقت ورحمت کا سبق ملتا ہے۔

حدیث رابع: اقرع ابن حابس رضی اللہ عنہ یہ مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں فتح مکہ، حنین طائف میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہے زمانہ جاہلیت واسلام دونوں میں معزز اور با اخلاق تھے خلافۃ عثمان رضی اللہ عنہ میں خراسان کی طرف آنے والے ایک لشکر میں شامل تھے جو زجان نامی قصبہ، علاقہ میں شہید ہوئے یا جنگ یرموک میں اپنے دس بہادر بیٹوں کیساتھ شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہم و ارضاھم. من لا یرحم! یہ صغار وکبار سب کو شامل ہے بچوں سے شفقت ہم عمروں سے الفت اور بڑوں کا ادب لازم ہے۔[1]

(۱۲) باب كثرة حيائه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۱۰۵۳) رسول اللہ ﷺ کی شرم وحیاء کے بیان میں۔

(۹۲) وَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ عُتْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَاَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ عُتْبَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا وَ كَانَ اِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ.

(۶۰۲۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم وحیاء والے تھے جو کہ با پردہ ہو اور جب آپ ﷺ کسی چیز کو ناپسند سمجھتے تھے تو ہم آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے پہچان جاتے تھے۔

(۹۳) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا قَالَ عُثْمَانُ حِيْنَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ (اِلَى) الْكُوْفَةِ.

(۶۰۳۰) مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف تشریف لائے تو ہم حضرت عبد اللہ بن عمرو کے پاس گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور فرمانے لگے کہ نہ تو آپ بدزبان تھے اور نہ ہی (بتکلف) بدزبانی کرتے تھے اور انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

(۹۴) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ يَعْنِي الْاَحْمَرَ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

(۶۰۳۱) حضرت اعمش ؒ سے اسی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں حیاء کا ذکر ہے۔

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع المكمل. تكمله

حدیث اوّل: حیاء کی تعریف۔حیاء (الف ممدودہ کے ساتھ ہے) شرمانا۔حیاء حیاۃ سے ماخوذ ہے ایک سے زمین کی زندگی ہے دوسرے سے دل کی زندگی ہے (بے حیاء مردہ دل ہوتا ہے) **لغوی تعریف:۔** الحیاء تغیّر یعتری المرء من خوف ما یعاب علیه شرعا او عرفا۔حیاء اس تبدیلی کو کہتے ہیں جو انسان پر شرعی یا عرفی عیب سے بچنے اور ڈرنے کیلئے طاری ہوتی ہے۔

اصطلاحی تعریف۔(۱) جو وصف انسان کو برے کاموں سے بچنے اور بھلے کاموں کے کرنے پر ابھارے اسکو حیاء کہتے ہیں۔ (۲) ﴿الحیاء هو انقباض النفس خشیة ارتکاب مایکره! اعم من ان یّکون شرعیّا او عقلیّا او عرفیّا﴾ حیاء نفس کا رکنا ہے ناپسندیدہ کے ارتکاب سے عام ہے کہ کراہت و ناپسندیدگی شرعی ہو یا عقلی یا عرفی۔ان تینوں کی ضدّوں کا حکم۔اگر مکروہ و ممنوع شرعی کا ارتکاب کیا تو فاسق ہوگا۔ممنوع عقلی (عقل کے خلاف) کا ارتکاب کیا تو مجنون کہلائیگا۔مکروہ عرفی کا ارتکاب کیا تو ابلہ (پرلے درجے کا بیوقوف) کہلائیگا۔اسی لئے تو حدیث پاک میں ہے کہ ﴿الحیاء کله خیر﴾ شرع، عقل، عرف تینوں کے اعتبار سے حیاء مجسمہ خیر ہے۔

حیاء کا حکم: حرام سے حیاء واجب ہے! مکروہ سے حیاء مندوب ہے! اگر مباح چیز ہو تو اس سے عرفاً حیاء ہونا چاہئے مثلاً چلتے ہوئے پھل کھانا مباح مگر عرفاً خلاف حیاء ہے۔۳: الحیاء رؤیة النِعَمِ و رؤیة التقصیر فیتولّد بینهما حالة تسمّٰی حیاء اللہ کی نعمتوں کو دیکھنا (دوسری طرف) اپنی کوتاہیوں اور نالائقیوں کو دیکھ کر جو شرم کی حالت پیدا ہوتی ہے اس کو حیاء کہتے ہیں۔

کتھے مہر علی کیتھے تیری ثنا گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں۔

مٹی کا پتلا مہر علی کہاں اور آپ کی بلند و بالا تعریف کہاں یہ تو بے ادبی ہے۔

کسر نفسی کے طور پر حضرت مہر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ بھی ایک کیفیت حیاء کا عکس ہے کہ اپنی کمتری اور ممدوح کی بالاتری سے متعجب ہیں۔یہی حیاء ہی تو ہے جو انسان کو معاصی سے بچاتا اور نیکیوں پر ابھارتا ہے

حیاء کی اقسام: ☆ کریم کا حیاء: نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین سیدہ زینبؓ کے ولیمہ میں زیادہ دیر ٹھہرنے والوں سے حیاء کی وجہ سے جانے کا نہ کہا۔یہ ہے کریم کا حیاء ☆ عبد و عبدیت کا حیاء: بندہ اپنے نیک اعمال کی قلت اور بداعمالیوں کی کثرت دیکھ کر شرمندہ و نادم ہو۔یہ بندے کا حیاء ہے اپنے معبود سے۔☆ عبادت میں اپنے آپ سے حیاء: آدمی جب کسی بلند منصب پر فائز ہو پھر اپنے نقائص کا تصور کرے اور خود سے شرمائے (کہ میں کہاں)۔☆ بندے کا اپنے ربّ سے حیاء کرنا: کہ معصیت سے بچنا اور اطاعت کو بجالانا۔☆ بندے کا انسانوں سے حیاء: کسی کی دل آزاری نہ کرنا۔اعمال محمودہ کو اختیار کرنا اور افعال قبیحہ و مذمومہ کو چھوڑنا یہ حیاء کا خلاصہ ہے۔فرمایا: ﴿اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ﴾ حیا ایمان کا حصہ ہے۔

☆ حیاء محمود: اگر کسی فرد کی وجہ سے آدمی شریعت کا پابند ہو تو یہ حیاء قابل تعریف ہے۔☆ حیاء مذموم: اگر حیاء کی وجہ سے آدمی حق نہ کہہ سکے حدود قائم نہ کر سکے سچ نہ بول سکے باطل کی آنکھ میں آنکھ ملا کر بات نہ کر سکے تو یہ حیاء مذموم ہے۔

سوال! بسا اوقات حیاء کی وجہ سے آدمی (نڈر ہو کر) حق بیان نہیں کر سکتا یا صحیح مسئلہ نہیں سمجھا سکتا حالانکہ حدیث میں ہے۔ ﴿الحیاء کلّه خیر! الحیاء لایأتی اِلّا بخیر﴾ کہ حیاء سراسر بھلائی ہے۔حیاء نہیں لاتا مگر نیکی کو۔یہاں تو حیاء نیکی لا نہیں رہا

بلکہ مانع بن رہا ہے۔
جواب! یہ حق سے رکنا یا مسئلہ سمجھانہ پانا حیاء کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ بزدلی ہے حیاء یقیناً بھلائی کی طرف لاتا ہے یا پھر یہ حیاء مذموم ہوگا جس سے بچنا ضروری ہے آج کل ہمارے معاشرے میں حیاء کا بالکل بے جا استعمال ہوتا ہے اور اپنی کمزوری، بزدلی، کو چھپانے کیلئے حیاء کا پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے مثلاً قرآن کریم کی تلاوت کیلئے کہہ دیا جائے کہ بلند آواز سے پڑھیئے تو جواب دیا جاتا ہے بچہ شرمارہا ہے، شرماتا ہے۔ غیبت اور فضول گوئی میں تو سب سے بلند آواز سے بولتا ہے اور تلاوت کیلئے بہانہ بن گیا کہ شرمارہا ہے۔ ﴿و کثیر من الامثلة﴾ بغرض افادیت بحث حیاء قدرے مفصل پیش کردی اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی حیاء عطاء فرمائے اور حیاء کے پیکر اپنے حبیب کی کامل محبت واتباع نصیب فرمائے آمین۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد حسن وخوبی حیاء کے بغیر ادا نہیں ہو سکتے۔ ﴿من العذراء فی خدرها﴾، عذراء، باکرہ، خدر بکسر الخاء وہ پردہ جو گھر کے ایک کونے میں کنواری عورت کیلئے لگایا جاتا ہے۔ عرفناه فی وجهه۔ آپ ﷺ کو جب کوئی ناگوار چیز پیش آتی تو حیاء کی وجہ سے اظہار نہ فرماتے لیکن چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا۔ جسکو جانثار، وفادار، خبردار، باوقار، رفیق الحضر والاسفار صحابہ سمجھ جاتے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تورات پڑھنے پر آپ ﷺ کی ناگواری کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھانپ لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روک بھی دیا۔
حدیث ثانی: ﴿لم یکن فاحشا ولا متفحشا﴾ فاحش بدگو فحش کہتے ہیں کلام میں حد سے تجاوز کرنے والے کو۔ اصل الفحش الزیادة و الخروج عن الحد. قاضی عیاضؒ۔ المتفحش بتکلف، بیہودہ گفتگو کرنے والا۔ خیارکم احاسنکم اخلاقا تم میں سے اچھے وہ جنکے اخلاق اچھے۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ حسن اخلاق! بذل المعروف کفّ الاذی و طلاقة الوجه کا نام ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں ﴿مخالطة الناس بالجمیل والبشر والتودّدلهم والا شفاق علیهم واحتمالهم والحلم عنهم والصبر علیهم فی المکاره وترک الکبر﴾ ...لوگوں سے حسن وخوبی، شفقت، احسان و اکرام، حلم وحوصلہ صبر وتحمل سے پیش آنا غصہ وتکبر نہ کرنا حسن اخلاق ہیں۔ اخلاق جبلی ہیں یا کسبی: علامہ طبریؒ نے سلف صالحین کا اختلاف نقل کیا ہے کہ یہ کسبی ہیں یا جبلی وعطائی اور پیدائشی ونسبی۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں حتما ویقیناً ایک بات نہیں کہی جاسکتی کہ سب جبلی ہیں یا سب کسبی بلکہ بعض جبلی ہیں جیسے وقار، تودّد، لطافت ونرمی اور بعض اخلاق (بلکہ اکثر) کسبی ہیں کہ محنت مجاہدہ سے حاصل ہوتے ہیں اور نفس کو روندنا (اور لتاڑنا) پڑتا ہے۔ جیسے صدق مقال، اصلاح اعمال، غیبت، نمیمہ کا ترک کرنا وغیرہ۔ اس لئے اخلاق حمیدہ کے اپنانے اور اخلاق رذیلہ سے اجتناب کا حکم ہے۔[1]

(۱۷) باب تَبَسُّمِهٖ وَ حُسْنِ عِشْرَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۰۵۴) باب: رسول اللہ ﷺ کے تبسم (مسکرانے) اور حُسنِ معاشرت کے بیان میں

(۹۵) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَثِيْرًا كَانَ لَا يَقُوْمُ مِنْ

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع المکمل. تکمله

مُصَلَّاهُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْهِ الصُّبْحَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ وَ کَانُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ فَیَاْخُذُوْنَ فِیْ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ فَیَضْحَکُوْنَ وَ یَتَبَسَّمُ ﷺ.

(۶۰۳۲) حضرت سماک بن حربؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! بہت (مرتبہ) آپ ﷺ صبح کی نماز جس جگہ پڑھا کرتے تھے تو وہاں سے سورج نکلنے تک نہ اُٹھتے تھے اور جب سورج نکل آتا تو آپ ﷺ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باتوں میں مصروف ہوتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے کاموں کا تذکرہ کرتے اور ہنستے تو آپ ﷺ مسکرا پڑتے تھے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ **فیضحکون و یتبسّم.**

تبسم، ضحک، قہقہہ کی تعریف: تبسم مسکرانا، ضحک ہنسنا، قہقہہ ٹھکا رامار کر ہنسنا۔

تبسم: جس میں اظہار خوشی اور چہرے کا کھِل جانا اور دانتوں کا قدرے ظاہر ہونا صحیح ہے وہ تبسم ہے۔

ضحک: جس میں دانتوں کے ظاہر ہونے کے ساتھ آواز بھی پیدا ہو جو قریب سے سنی جائے تو وہ ضحک ہے۔

قہقہہ: اتنا زور سے ہنسنا کہ جسمیں دور تک آواز جائے وہ قہقہہ ہے۔ تبسم اور ضحک (مسکرانے اور ہنسنے) کی باہم ایسی نسبت ہے جیسے اونگھ اور نیند کی۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قہقہہ کی نسبت ضحک سے ایسی ہے جیسے نیند سے مدہوشی اور جنون کی کہ کوئی خبر نہ رہے اپنی نہ دوسرے کی۔ واللہ اعلم۔ حدیث باب میں نماز فجر کے بعد نماز کی جگہ بیٹھنے ذکر و تلاوت میں مشغول ہونا انذار، تذکیر، تبشیر کیلئے امم سابقہ (ناجیہ وہالکہ) کا ذکر کرنا اور تطییب قلب کیلئے اہل مجلس کے سامنے مسکرانا ان چیزوں کا ثبوت ملتا ہے اور یہ دو وجہ سے ہے۔ ا: صبح کا وقت انتہائی مبارک، نزول برکت اور تبدیلی ملائکہ کا وقت ہوتا ہے اس میں عبادت بہتر ہے۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی صاحب مدّ ظلہ (بانی و مدیر معہد الخلیل الاسلامی کراچی) سے سنا جو قوم صبح (دن چڑھے) دیر سے اُٹھے اور شام کو دیر سے سوئے وہ برکتوں سے محروم رہتی ہے۔ اس لئے صبح کا مبارک وقت غفلت میں نہیں تلاوت وعبادت ذکر و نصیحت میں گذاریں۔ ۲: حاضرین مجلس کی تطییب اور تسلی۔ ممکن ہے کسی کو رات میں کوئی دکھ غم والم پہنچا ہو کوئی برا خواب دیکھا ہو تو اس مجلس وعمل کی وجہ سے اس کا دکھ بھی سکھ میں بدل جائے گا یا کم از کم ہلکا تو ہو جائے گا۔ بایں دو وجوہ نماز فجر کے بعد کا یہ عمل محبوب و ممدوح ہے اور تمام سلف وخلف اور اہل علم وفضل کا اس سنت پر دائما عمل رہا کہ فجر کے بعد اعمال، اذکار، مواعظ حکایات صادقہ وناصحہ میں مشغول رہتے۔

تنبیہ: حدیث باب میں ﴿فیاخذون فی امر الجاهلیة﴾ سے مراد جاہلیت کی باتیں نہیں بلکہ زمانہ جاہلیت کے نصیحت آمیز قصے کہے سنے جاتے نہ کہ حکایات مخترعة، کاذبہ، بیہودہ، فحش سے آلودہ، غیبت ونمیمہ سے مملوءة۔ ان سے تو اجتناب کا حکم ہے اور بچنا چاہیے۔

تبسم اور قہقہہ کا حکم: افضل ہے کہ صرف تبسم (مسکرانے) پر اکتفاء کیا جائے یہی حضور کا عمل اور اہل علم کو زیب دیتا ہے زیادہ ہنسنا مردہ دلی کا سبب اور اہل علم کیلئے بالکل قبیح ہے۔ قرآن کریم میں یہی کہا گیا ہے ﴿فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون﴾ (التوبہ ۸۲) سو ہنسو کم (بلکہ کالعدم) حدیث پاک میں بھی زیادہ ہنسنے سے روکا گیا ہے۔ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ من یأخذعنی هٰولاء الکلمات فیعمل بهنّ او یعلّم من یعمل بهنّ فقال ابوهریرة رضی اللہ عنہ

قلت انا یارسول الله فا خذ بیدی فعدّ خمسا و قال اتق المحارم تکن اعبد الناس! وَارْضَ بما قسم الله لك تکن اغنی الناس! واَحسِن الی جارك تکن مؤمنا! و اَحِبَّ للنّاس ما تحبُّ لنفسك تکن مسلما ! ولا تکثر الضحك فان کثرة الضحك تمیت القلب (ترمذی ج۲ص۵۰۵) ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ ﷺ سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کون شخص ہے جو یاد کرتا ہے مجھ سے سن کر پانچ باتیں پھر عمل کرتا ہے ان پر یا سکھاتا ہے ایسے شخص کو جو عمل کرے ان (پانچ باتوں) پر سو کہا ابو ہریرہ ﷺ نے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں سیکھتا ہوں پس پکڑا آپ ﷺ نے ہاتھ میرا اور گنا پانچ باتوں کو۔ (۱) حرام چیزوں سے بچ ہو جائیگا سب لوگوں سے زیادہ عابد (عبادت گزار) (۲) اللہ کی تقسیم پر راضی رہ ہو جائیگا سب سے زیادہ غنی۔ (۳) اپنے پڑوسی سے اچھائی کر ہو جائے گا تو مؤمن۔ (۴) پسند کر لوگوں کیلئے جو پسند کرے اپنے لئے تو ہوگا مسلم (کامل) (۵) زیادہ نہ ہنس اس لئے کہ کثرت ضحک (زیادہ ہنسنا) مردہ کر دیتا ہے دل کو۔ اس لئے زیادہ ہنسنے سے پرہیز کیا جائے۔ اور وہ بندہ کیسے ہنس سکتا ہے جسکو مصائب دنیا، حالات قبر، ہولناکی حشر، خوف خدا، پُل صراط کا دہشت ناک سفر جیسے مسائل پیش ہونے والے ہوں کہ جن سے کوئی مفرّ (چارہ) نہیں اور زیادہ ہنسنا چہرے کے نور اور رونق کو لیجاتا ہے۔ بالخصوص اہل علم ومراتب کیلئے تو زیادہ ہنسنا مکروہ ہے۔ (نووی) قال نعم کثیراً جابر بن سمرہ ﷺ نے یہاں کثرت کا لفظ ذکر کیا اور طبرانی میں جالست مع رسول اللہ ﷺ اکثر من مائة اور صلیت مع النبی اکثر من الفی مرّة کے الفاظ بھی حدیث صحیح میں ہیں۔ ترجمہ میں حضور ﷺ کے ساتھ سو سے زائد مرتبہ بیٹھا اور دو ہزار سے زائد دفعہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی حضرت جابر بن سمرہ ﷺ کوفہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے ۷۴ھ میں وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ کا تبسم ہی معمول تھا ضحک اور قہقہہ کا اکا دکا واقعہ ہے وہ بھی اس لئے (۱) آپ امور آخرت پر ہنسے۔ ۲: ضحک اس لئے تھا کہ صحابہ کرام آپ کے رعب ووقار سے ہیبت ناک نہ ہوں آپ ﷺ انکی خوشی وفرحت کیلئے ہنسا کرتے ورنہ معمول نہ تھا۔ پھر آپ ﷺ کا مسکرانا وہنسا کہ جس سے نور چمکتا تھا۔[1]

(۱۸) باب رَحْمَتِهٖ ﷺ النِّسَآءَ وَ اَمْرُهٗ بِالرِّفْقِ بِهِنَّ.

(۱۰۵۵) باب: نبی ﷺ کا عورتوں پر رحم کرنے کے بیان میں۔

(۹۶) حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِیْعِ الْعَتَکِیُّ وَ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَ قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَاَبُوْ کَامِلٍ جَمِیْعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ اَبُو الرَّبِیْعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَ غُلَامٌ اَسْوَدُ یُقَالُ لَهٗ اَنْجَشَةُ یَحْدُوْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا اَنْجَشَةُ رُوَیْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِیْرِ.

(۶۰۳۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور ایک سیاہ فام غلام جسے انجشہ کہا جاتا تھا وہ شعر پڑھ رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا: اے انجشہ! ذرا آہستہ آہستہ چل اور اُن اونٹوں کو شیشہ لدے ہوئے اونٹوں کی طرح ہانک۔

(۹۷) وَ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِیْعِ الْعَتَکِیُّ وَ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ کَامِلٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ بِنَحْوِهٖ.

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع المکمل. تکمله

(۶۰۳۴) حضرت انس ﷺ سے مذکورہ روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۹۸) وَحَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى عَلٰى أَزْوَاجِهِ وَ سَوَّاقٌ يَسُوقُ بِهِنَّ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ فَقَالَ وَ يْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ قَالَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ تَكَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوهَا عَلَيْهِ.

(۶۰۳۵) حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے پاس آئے اور ایک ہنکانے والا اُن کے اُونٹوں کو ہنکار رہا تھا جسے انجشہ کہا جاتا ہے آپ ﷺ نے اُس سے فرمایا: اے انجشہ! شیشوں کو آہستہ آہستہ لے چل۔ حضرت ابوقلابہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی بات ارشاد فرمائی کہ اگر تم میں سے کوئی اس طرح کی بات کرتا تو تم اسے کھیل (مذاق) سمجھتے۔

(۹۹) وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مَعَ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَسُوقُ بِهِنَّ سَوَّاقٌ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ أَيْ أَنْجَشَةُ رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ.

(۶۰۳۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے ساتھ تھیں اور ہنکانے والا اُن کے اُونٹوں کو ہنکار رہا تھا تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اے انجشہ آہستہ آہستہ شیشوں کو لے کر چل۔

(۱۰۰) وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رُوَيْدًا يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيرَ يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ.

(۶۰۳۷) حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حدی خوان خوش الحان (سُریلی آواز والا) تھا رسول اللہ ﷺ نے اُس سے فرمایا: اے انجشہ! آہستہ آہستہ، کہیں شیشوں کو نہ توڑ دینا یعنی کمزور عورتوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

(۱۰۱) وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ حَادٍ حَسَنُ الصَّوْتِ.

(۶۰۳۸) حضرت انس ﷺ نبی ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں لیکن اس میں حدی خوان کی خوش آوازی کا ذکر نہیں ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں آپ ﷺ کی شفقت کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: انجشہ یہ حبشی غلام تھا اور یہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی سواریوں کو ہانک رہا تھا۔ طبرانی کے نزدیک ایک متکلم فی روایت میں ہے کہ ﴿انه كان من المخنثين﴾ نبی ﷺ کے دو حدی خواں تھے جو رجزیہ اشعار پڑھتے تھے سواریوں کو چلاتے اور ہانکتے وقت۔ ا: انجشہ عورتوں کی سواریوں کیلئے۔ ۲: براء بن مالک یہ مردوں کی سواریوں کو ہانکتے ہوئے حدی پڑھتا تھا۔ رویدک۔ لفظ روید منصوب مصدر محذوف موصوف کی صفت ہے سُقْ سوقًا رويدًا چلا آہستہ چلنا اَرْوَدَ، يُرْوِدُ اِرْوَادًا سے ہے رام ہرمزی کہتے ہیں کہ رویدًا یہ رَوْدٌ کی تصغیر ہے اور یہ تصغیر کی صورت میں مہلت کا معنٰی دیتا ہے۔ قواریر جمع ہے قارورۃ کی ماخوذ من القرار معنٰی شیشہ۔ اور شیشہ کو اس لئے قارورہ کہتے ہیں کہ اس میں مشروب (پانی) ٹھہرتا اور قرار پکڑتا ہے مثلاً شیشہ کا گلاس وغیرہ۔ اس کلمہ میں قواریر سے باتفاق محدثین عورتیں مراد ہیں۔

وجہ تسمیہ! عورتوں کو قواریر کیوں کہا گیا؟ ا: جیسے حدیث خامس میں موجود ہے عورتیں نازک اندام اور انکے عزائم ضعیف ہوتے ہیں کہ ٹوٹ پھوٹ کا اندیشہ رہتا ہے اور شیشہ بھی کمزور ہوتا ہے اس ضعف اور ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے عورتوں کو شیشہ سے تشبیہ دی اور بالقواریر کا لفظ فرمایا کہ ان شیشوں کو آہستہ آہستہ لے کر چل آگے لاتکسر القواریر کا لفظ آرہا ہے ان شیشوں کو نہ توڑ۔ (کاش کہ مستورات) آپ ﷺ کی اس بلیغ تمثیل وتشبیہ کا پاس رکھیں اور اپنے اخلاق ودامن کو شیشے سے بھی زیادہ شفاف بنائیں۔ آپ ﷺ نے آہستہ لے چلنے کا حکم کیوں دیا؟

جواب !ا: خطابی کہتے ہیں کہ انجشہ کے سواریوں کے چلنے میں تندی اور حدی پڑھنے میں سُریلی آواز تھی جس سے اونٹ مست ہوکر تیز چلتے ہیں اور ہودج (کجاوے) خوب ہلتے جس میں عورتوں کو ضرر وگزند پہنچنے کا اندیشہ تھا اس لئے آپ ﷺ نے آہستہ لے کر چلنے کا حکم دیا اور آواز پست کرنے کو کہا۔

جواب !۲: دیگر محدثین وشرّاح کہتے ہیں کہ انجشہ ایک حسین الصوت حدی خواں تھا اور ایسے اشعار پڑھتا تھا جس میں تشبیب (ایام شباب) کا تذکرہ ہوتا اور بلند آواز سے پڑھنے میں عورتیں سنتیں اور انکے فتنہ میں پڑنے کے اندیشہ کو پیش نظر فرماکر آنحضرت ﷺ نے آہستہ کا حکم دیا۔ اور عورتوں کو ضعیف العزائم ہونے میں شیشہ سے تشبیہ دی قاضی عیاضؒ نے جواب ثانی کو برمحل اور راجح کہا ہے۔ جیسے مشہور مثل ہے الغناء رقیۃ الزنا گانا (موسیقی) زنا کی سیڑھی ہے۔

حدیث ثالث: قال ابوقلابہؒ ﴿تکلم رسول اللہ بکلمۃ لو تکلّم بھا بعضکم لعبتموھا علیہ﴾ داؤدیؒ نے اس کی تشریح میں یہ کہا ہے کہ ابوقلابہؒ کا روئے سخن اہل عراق کی طرف ہے کہ تم بات بات پہ اعتراض اور بال کی کھال اتارنے والے ہو (اشکالی مزاج چھوڑو اعمالی مزاج اپناؤ) اب اس جملہ بالقواریر پہ تم اعتراض نہیں کرسکتے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔ (جس پر اعتراض دین کا صفایا کردیتا ہے) ورنہ تم کوئی اعتراض ہی کردیتے۔

(۲) یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ عورتوں کا متاثر ہونا اور فتنے میں پڑنا پھر اس کا اظہار کرنا صراحۃً معیوب تصوّر رہتا ہے لیکن آنحضرت ﷺ کیونکہ مصلح ومبلغ تھے اس لئے صاف الفاظ کہہ کر منع فرمادیا۔ واللہ اعلم۔

ویحك یا انجشہ اویل، ویح، ویس کا معنی ہلاکت، خرابی، رسوائی ہے۔ یہ مذمت اور دعاء دونوں معانی کیلئے آتے ہیں یہاں شفقۃً وترحماً حضور ﷺ نے فرمایا تیری خرابی اے انجشہ یعنی خدا تجھ پر رحم کرے۔ اس سے آپ ﷺ کی شفقت کا اندازہ لگایئے کہ سفر میں بھی اتنا خیال کہ انکی سواریاں بھی تیز نہ چلائی جائیں۔[1]

(۱۹) باب قُرْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّاسِ وَ تَبَرُّكِهِمْ بِهٖ وَ تَوَاضُعِهٖ لَهُمْ

(۱۰۵۶) باب نبی ﷺ سے لوگوں کا قرب اور برکت حاصل کرنا اور آپ ﷺ کا لوگوں کیلئے تواضع کے بیان میں

(۱۰۲) وَ حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى وَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ اَبِى النَّضْرِ وَ هَارُوْنُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ جَمِيْعًا عَنْ اَبِى النَّضْرِ

[1] نووی۔ المفهم. اکمال اکمال المعلم مع المکمل. تکمله

(قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ) يَعْنِيْ هَاشِمَ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يُؤْتٰى بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهِ وَ رُبَّمَا جَاءُ ؤْهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا.

(۶۰۳۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو مدینہ منورہ کے خادم (بچے) اپنے برتنوں میں پانی لے آتے پھر جو برتن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیتے اور اکثر اوقات سخت سردی کے موسم میں بھی یہ اتفاقات پیش آتے تو پھر بھی آپ ﷺ اس میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیتے۔

(۱۰۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهٗ وَاَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِيْ يَدِ رَجُلٍ.

(۶۰۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ حجام (نائی) آپ کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ آپ کے ارد گرد تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی بال مبارک نیچے گرے بلکہ کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ میں آپ ﷺ کا بال گرے۔

(۱۰۴) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ امْرَاَةً كَانَ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ انْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا.

(۶۰۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فتور تھا' وہ عرض کرنے لگی: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے آپ ﷺ سے ایک کام ہے تو آپ نے فرمایا: اے اُمّ فلاں! تو جس جگہ چاہتی ہے ٹھہر لے' میں تیرا کام کر دونگا تو آپ نے ایک راستے میں اس عورت سے علیحدہ میں بات کی یہاں تک کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئی۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ان میں نبی ﷺ کی شفقت کا ذکر ہے۔

اس باب میں جو احادیث ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو امت کے ایک ایک فرد سے اتنی شفقت تھی کہ ان کی حاجت و مصلحت کیلئے بعض اوقات (بل فی کل الاوقات) مشقت برداشت کرتے لیکن انکی ضرورت پوری کرتے اور امت سے اتنا قرب و تعلق کہ ہر مرد و عورت صبیان و جواں آپ ﷺ سے ملتے اور اپنی محبت کی پیاس بجھاتے و تبرکات حاصل کرتے۔ یہ اس لئے تھا کہ آپ ﷺ سے ہر ایک مل سکے اپنی حاجت و مسئلہ بتا اور پوچھ سکے اور آپ ﷺ کی بھی جملہ احباب واصحاب پر نظر رہتی تا کہ انکے اعمال کا جائزہ لیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم حاضرِ خدمت رہتے تا کہ آنحضرت ﷺ کی اقتداء کریں۔اس سے یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ قوم کے مقتداء، رہنماء (لیڈر) امیر و والی کو چاہیے کہ اس طرح رہے کہ ہر فرد کا ملنا سہل ہو اور اتنا قریب رہے کہ انکے اعمال کی نگرانی بھی ہوتی رہے۔

حدیث اوّل: بچے آپ ﷺ سے حصول برکت کیلئے پانی لاتے اور آپ کے ہاتھ ڈبونے کے بعد واپس لیجاتے۔ آپ ﷺ باوجود جاڑے (سرد موسم) کے انکی حوصلہ افزائی کیلئے ہاتھ بھگوتے رہتے جب تک بچے آتے۔

حدیث ثانی: **فما یریدون ان تقع شعرة الّا فی ید رجل** یہ ہے صحابہ کرام ﷺ کی محبت! جانثار جبدار وفا شعار (سارے جنت کے حقدار) آپ ﷺ کے ایک بال کو بھی زمین پر نہ جانے دیتے بلکہ صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے آپ ﷺ کے وضو کے پانی کو بھی نیچے نہ گرنے دیتے۔ وکثیر من الواقعات۔ واقعہ: حضرت خالد بن ولید ﷺ کو آنحضرت ﷺ کا ایک موئے مبارک ملا اسکو اتنا عظمت سے سنبھالا اور رکھا کہ اپنی ٹوپی میں محفوظ کرلیا تاکہ برکت بھی حاصل ہو اور عظمت بھی۔ عام طور پر میدانِ جہاد میں یہ ٹوپی پہن کر جاتے جنگ یمامہ میں جب میدان گرم ہوا اور لڑائی زوروں پر تھی تو انکی ٹوپی گرگئی انہوں نے اسی حالت میں ٹوپی اُٹھائی تو صحابہ کرام ﷺ کو اس پر حیرت ہوئی انہوں نے واضح کیا کہ میں نے ٹوپی کو قیمت کی وجہ سے نہیں اُٹھایا بلکہ اس میں سید الکونین ﷺ کا بال مبارک ہے اسکی عظمت وحفاظت کے واسطے اُٹھایا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۷ مصر)

حدیث ثالث: **ان امرأة كان فی عقلها شیء** .. بیشک ایک خاتون کہ جس کی عقل میں کچھ تھا فی عقلها شئی کے متعلق بندہ کو کسی کتاب میں وضاحت نہیں ملی اس کا مقصد جنون تردّد یا عقل کی کمی ہے۔ فحوائے کلام سے اندازہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے (جنون پاگل پنا کم عقلی) مراد نہیں بلکہ صرف تیز مزاجی یا اپنی بات پر اصرار کی وجہ سے راوی نے کہہ دیا فی عقلها شیء جیسے جب کوئی تیز مزاج ہو یا بات پر بے جا مُصر ہو یا کوئی اور سبب خفی پایا جاتا ہو تو اس کو کہہ دیا جاتا ہو کہ تمہاری عقل ٹھکانے ہے اسی طرح یہ بھی اصطلاحی کلمہ ہے ﴿ **فخلا معها فی بعض الطرق** ﴾ اس جملہ پر خلوت بالاَجْنبِیَّة کا سوال نہیں کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ اسکا معنٰی ہے ﴿ **ای وقف معها فی طریق مسلوك لیقضی حاجتها ویفتیها فی الخلوة** ﴾ یعنی آپ ﷺ اسکے ساتھ کشادہ راستہ کے کنارے پر ٹھہرے تاکہ اس کی بات سنیں اور اسکی ضرورت پوری کرتے ہوئے علیحدہ اسکو دینی مسئلہ سمجھادیں۔ نوویؒ کے الفاظ یہ ہیں ﴿ **فانّ هذا كان فی ممرّ النّاس و مشاهد تهم ايّاها لكن لايسمعون كلا مهما لان مسئلتها مما لاتظهره** ﴾ تحقیق یہ آپ ﷺ کا ٹھہرنا راستہ میں لوگوں کے سامنے تھا صرف اتنی بات ہے کہ لوگ انکی آواز نہیں سن رہے تھے اس لئے کہ مسئلہ کوئی ایسا تھا جسکو وہ خاتون سب کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ یہ ہے شفقت کا بحر بے کنار کہ ایک عورت کیلئے کھڑے رہے جبتک اس نے اپنی بات پوری نہیں کی۔[1]

(۲۰) باب مُبَاعَدَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاٰثَامِ وَ اخْتِيَارِهٖ مِنَ الْمُبَاحِ اَسْهَلَهٗ وَ انْتِقَامِهٖ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَنْدَ انْتِهَاكِ حُرُمَاتِهٖ.

(۶۰۵۷) باب: آپ ﷺ کے گناہوں سے دور رہنے، مباحات میں سے آسان کو اختیار کرنے، اور اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے احکامات ٹوٹنے پر انتقام لینے کے بیان میں

(۱۰۵) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى

[1] نووی۔ المفهم. اكمال اكمال المعلم مع المكمل. تكمله

مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(٦٠٤٢) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب دو کاموں میں سے ایک کام کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے تھے شرط یہ ہے کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا ہو اور اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ ﷺ سب سے بڑھ کر اس کام سے دور رہتے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کی وجہ سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر کوئی آدمی اللہ کے حکم کو توڑتا تو آپ ﷺ اُسے سزا دیتے۔

(١٠٦) وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ ابْنُ عِيَاضٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُحَمَّدٍ فِي رِوَايَةِ فُضَيْلٍ ابْنِ شِهَابٍ وَفِي رِوَايَةِ جَرِيرٍ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح. وَ حَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ.

(٦٠٤٣) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ حدیث کی تین سندیں اور مذکور ہیں۔

(١٠٧) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ.

(٦٠٤٤) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ اُن میں سے آسان کام کو اختیار فرماتے۔ جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا اور اگر گناہ کا کام ہوتا تو آپ تمام لوگوں سے زیادہ اُس سے دور رہتے۔

(١٠٨) وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ (جَمِيعًا) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلٰى قَوْلِهِ أَيْسَرَهُمَا وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ.

(٦٠٤٥) حضرت ہشام سے اسی سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں ایسرھما تک کا قول مذکور ہے لیکن اس کے بعد کا حصہ مذکور نہیں ہے۔

(١٠٩) حَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا امْرَأَةً وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْئًا مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(٦٠٤٦) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ ہی کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو مارا سوائے اُس کے کہ اللہ کے راستے میں جو جہاد کیا جاتا ہے (یعنی جہاد کے دوران آپ نے مارا) اور جس نے بھی

آپ کو تکلیف پہنچائی تو آپ نے اُس سے بدلہ نہیں لیا سوائے اُس کے کہ جس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو آپ ﷺ نے اللہ ہی کیلئے اُس سے انتقام لیا۔

(۱۱۰) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَ وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ.

(۶۰۴۷) حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے۔صرف کچھ کمی بیشی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں نبی ﷺ کے آسان کو اختیار کرنے اور صرف اللہ کیلئے انتقام لینے کا بیان ہے۔اس باب کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا اور حدود شرعیہ میں کوئی رعایت ونرمی نہیں برتی۔ ہمیشہ امت کیلئے سہولت کا راستہ اختیار فرمایا اور اسی کا حکم دیا قرآن کریم میں ہے ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (بقرہ ۱۸۵) اللہ جل جلالہ تم پر آسانی چاہتا ہے وہ تم پر مشکل نہیں چاہتا۔ **یسّروا ولا تعسروا بشّروا ولا تنفّروا** (بخاری ج ۱ ص ۱۶) بشارت دو متنفر نہ کرو۔آسانی کرو تنگی مت کرو۔اور حدیث میں ہے **الدین یُسْرٌ** دین آسان ہے ان نصوص سے پتہ چلا کہ سہولت کا راستہ ہی عافیت والا راستہ ہے۔

حدیث اوّل: ﴿**ما خیّر رسول اللّٰہ بین امرین الّا اخذ أیسَرَھما مالم یکن اثما**﴾

تفسیر اوّل: اس سے مراد تخییر (اختیار دینا) امور دنیویہ میں ہے۔کہ جس دنیوی مسئلہ میں حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے آسان کو اختیار کیا مثلاً صلح اور جنگ میں سے صلح ہی کو اختیار فرمایا۔

تفسیر دوم: بعض نے یہ کہا ہے کہ دینی اور تشریعی امور میں اختیار ملنے کی صورت میں آسان کو اختیار کیا۔اس پر **مالم یکن اثما** کے جملہ سے اشکال وارد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی چیزوں میں اختیار نہیں دیتے کہ جس میں اثم وگناہ ہو۔اسکا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ مراد تخییر سے دو مباح چیزیں ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک میں اندیشہ ہو کہ یہ **مفضی الی الاثم** ہے تو اس سے احتراز فرماتے۔آپ ﷺ وہ اختیار کرتے جس میں اثم وگناہ کا احتمال وشبہ تک نہ ہوتا اور دوسرے کو ترک کر دیتے۔مثلاً مسواک کے وجوب ومسنون میں سے مسنون کو اختیار فرمایا وکثیر من الاحکام۔آسان کو اپنانا ہی عبدیت کی لائق ہے۔شیخ الاسلام مدظلہ نے آسان کو اپنانے کی انتہائی عمدہ دلیل بیان کی ہے کہ سہل کو اختیار کرنا عبدیت،تواضع،عجز وانکساری اور نیاز مندی ہے کہ میں مشکل کو اپنانے کی سکت نہیں رکھتا اور اللہ جل جلالہ نے بھی تواضع وعبدیت پر ہی بلندی کا سہرا سجایا ہے **من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ**۔اور جو مشکل کو ترجیح دیتا ہے گویا وہ اپنی دلیری اور جرأت کا اظہار کرتا ہے کہ جی ہاں میں مشکل کو اپنا اور نبھا سکتا ہوں اور یہ مقام عبدیت کے منافی ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ صعب ومشکل کو اختیار کرنے میں اپنے نفس کو بلاوجہ مشقت میں دھکیلنا ہے کہ بسا اوقات آدمی کہہ بیٹھتا ہے کر نہیں پاتا۔تو یہ حقوق نفس کے بھی خلاف ہے کہ اس کو ایسے امر میں الجھایا جسکی وہ طاقت ہی نہیں رکھتا اس لئے آسان ہی کو اپنانا اور نبھانا نقل وعقل کے مطابق ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس پر بدرجہ اتم عمل کیا۔اللہ تعالیٰ کا حکم بھی بقدر وسعت عمل کرنے کا ہے۔ **لا یکلف اللّٰہ نفسا الّا وسعھا**۔﴿**ما انتقم رسول اللّٰہ ﷺ لنفسہ**﴾ آپ ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا۔

سوال !ا: آپ ﷺ نے عقبہ ابن ابی معیط اور عبداللہ ابن خطل کو قتل کرنے کا حکم دیا۔۲: مرض وفات میں آپ ﷺ کو جن حضرات نے دوائی ڈالی تھی انکو دوائی ڈالنے کا حکم دیا یہ تو انتقام ہے۔

جواب !ا: یہ آپ ﷺ کا اپنی ذات کیلئے انتقام لینا اور حکم دینا نہیں تھا ان دونوں (عقبہ ابن ابی معیط اور عبداللہ ابن خطل) نے احکام خداوندی کو پامال کیا تھا اس لئے مارے گئے نیز ابن خطل مرتد ہو گیا تھا۔۲: دوائی ڈالنے والوں کی تادیب کیلئے دوائی پلانے کا حکم دیا اور ان کی حفاظت کیلئے کہ نبی ﷺ کو ایذا دینے پر اللہ کی گرفت نہ آن پڑے۔ آپ ﷺ نے بدلہ نہیں لیا بلکہ اچھا بدلہ دیا لوگوں نے پتھروں سے لہولہان کیا آپ ﷺ نے دعاء ہدایت سے نوازا۔ انہوں نے ظلم کیا حضور ﷺ حلم اپنایا۔ فائدہ !مفتیان کرام کو چاہئے مسائل شرعیہ میں تسہیل وآسانی کو اختیار کریں! امور شرعیہ سہلہ پر فتویٰ دیں تاکہ امت دین پر مکمل طور پر بسہولت چل سکے بشرطیکہ حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کریں۔ اور عوام کو بھی چاہئے علماء کی مان کر اسلامی زندگی اپنائیں اور بیجا تاویل (وتحریف) کی کوشش نہ کریں۔ اور شریعت کو بدلنے اور بگاڑنے کی رائے مفتیوں کو نہ دیں۔[1]

(۲۱) باب طِيبِ رِيحِهِ ﷺ وَلِينِ مَسِّهِ (وَالتَّبَرُّكِ بِمَسْحِهِ)

(۱۰۵۸) باب: نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو اور ہتھیلی مبارک کی نرمی کے بیان میں۔

(۱۱۱) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ طَلْحَةَ الْقَنَّادُ حَدَّثَنَا اَسْبَاطٌ وَ هُوَ ابْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْاُولٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهِ وَ خَرَجْتُ مَعَهُ فَاسْتَقْبَلَهُ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا قَالَ وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّيْ قَالَ فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا اَوْ رِيحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ.

(۶۰۴۸) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ اپنے گھر کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تو سامنے سے کچھ بچے آئے تو آپ نے ان بچوں میں سے ہر ایک کے رُخسار پر ہاتھ پھیرا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ہاتھ مبارک میں وہ ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی گویا کہ عطار کے ڈبہ سے ہاتھ باہر نکالا ہو۔

(۱۱۲) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ ح وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَنَسٌ مَا شَمِمْتُ عَنْبَرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَلَا شَيْئًا اَطْيَبَ مِنْ رِيحِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا مَسِسْتُ شَيْئًا قَطُّ دِيبَاجًا وَلَا حَرِيرًا اَلْيَنَ مَسًّا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

(۶۰۴۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نہ عنبر اور نہ مشک اور نہ ہی کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو خوشبو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے محسوس کی اور نہ ہی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے زیادہ کسی دیباج اور

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع الاکمال. تکمله

ریشم کو نرم پایا۔

(۱۱۳)وَ حَدَّثَنِی اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَزْھَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَہُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰی تَکَفَّاَ وَلَا مَسِسْتُ دِیْبَاجَۃً وَلَا حَرِیْرَۃً اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَلَا شَمَمْتُ مِسْکَۃً وَلَا عَنْبَرَۃً اَطْیَبَ مِنْ رَائِحَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔

(۶۰۵۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک سفید چمکتا ہوا تھا اور آپ کا پسینہ مبارک موتی کی طرح چمکتا ہوا تھا اور جب آپ چلتے تو آگے جھکتے ہوئے دباؤ ڈال کر چلتے تھے اور میں نے دیباج اور ریشم کو بھی اتنا نرم نہیں پایا جتنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں کو نرم پایا اور مشک اور عنبر میں وہ خوشبو نہیں تھی کہ جو رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک میں تھی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔

ان میں جسد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خوشبو اور نرمی کا ذکر ہے۔اب امام مسلمؒ آنحضرت ﷺ کے روحانی ورحمانی صفات بیان کرنے کے بعد جسمانی حسن عمدگیوں اور کیفیات کی طرف آرہے ہیں سب سے پہلے آپ کی طبعی خوشبو کا ذکر کیا ہے کیونکہ طیب و خوشبو ایک ایسی چیز ہے جو عند الکل محبوب و پسندیدہ ہے اور مصنوعی بازاری تو درکنار آنحضرت ﷺ کو اللہ جل جلالہ کی طرف سے عطا کردہ طبعی خوشبو کہ جس کے سامنے تمام عطریات (اور پرفیومز) ہیچ ہیں۔نوویؒ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کی یہ طبعی خوشبو تھی آپ کوئی خوشبو استعمال کرتے یا نہ کرتے مگر آپ ﷺ کا جسم اطہر مہکتا رہتا اور یوں محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ نے عطر لگایا ہے اگرچہ آپ ﷺ فرشتوں کی پسند اور کثرت ملاقات کی وجہ سے خوشبو بھی لگاتے اور استعمال کرتے تھے۔

☆ خوشبو کا استعمال محبوب و مسنون ہے بالخصوص جب بندہ مسلمانوں کے مجمع، جمعہ، عیدین، تقریبات میں شریک ہو۔(بشرطیکہ خوشبو راحت رساں ہو نہ کہ قابل ایذاء)

حدیث اوّل: صلاۃ الاولی۔اس سے مراد نماز ظہر ہے اس کو صلاۃ اولی اس لئے کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام نے تعلیماً سب سے پہلے ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔فانھا اوّل صلاۃ صلّاھا جبرئیل بالنبی (المفہم ج۶ ص۱۲۱) اگرچہ یہ احتمال بھی ہے کہ صلاۃ اولی سے مراد نماز فجر ہو کیونکہ وہ دن کی پہلی نماز ہے۔شیخ الاسلام نے پہلے قول کو بالجزم ذکر کیا ہے۔ فوجدت لیدہ بردا او ریحا...... آپ ﷺ شفقت اور برکت کیلئے سب بچوں کے چہروں پر ہاتھ پھیرتے اس سے بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنے کا سبق حاصل ہوتا ہے۔آپ ﷺ کے ہاتھوں کی ٹھنڈک نرمی اور خوشبو بیان کی ہے۔ جؤنۃ عطار. بضم الجیم و سکون الھمزۃ و فتح النون ایک گول سا ڈبہ جو چمڑے سے ڈھکا ہوتا ہے جس میں عطار اپنی خوشبوئیں رکھتے ہیں (آجکل صندوقچی طرز کی چیز ہوتی ہے عطاروں کے پاس) عطار کی ڈبیہ۔

حدیث ثالث: ازھر اللون ، ابیض المستنیر ، چمکیلا سفید رنگت۔ کان عرقہ اللؤلؤ آپ کا پسینہ موتیوں جیسا چمکدار اور معطر صاف شفاف ہوتا۔ اذا مشی تکفأ مھموز اللام۔ جب چلتے تو تو اضعاً قدرے جھک کر چلتے۔(شیطان کی مانند کر سینہ تان کر چلنا عند اللہ مبغوض ہے)۔

آنحضرت ﷺ کے فضلات کا طاہر و پاک ہونا: آنحضرت ﷺ کے جسم اطہر سے ظاہر ہونیوالی چیزیں پسینہ اور خارج ہونے والی چیزیں فضلات (بول و براز) طاہر و پاک ہیں اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے آپ ﷺ جب بھی قضائے حاجت فرماتے تو زمین اس کو اپنے اندر سمو لیتی، نگل جاتی وہاں ذرات واثر محسوس نہ ہوتا (قاضی عیاضؒ نے شفاء ج اص ۳۹، ۴۲ مفصل و مدلل بحث کی ہے) مطبوعہ ملتان۔[1]

(۲۲)باب طِيْبِ عِرْقِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّبَرُّكِ بِهٖ

(۱۰۵۹)باب: نبی ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو اور متبرک ہونے کے بیان میں۔

(۱۱۴) حَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ يَعْنِی ابْنَ الْقَاسِمِ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَنَا فَعَرِقَ وَجَاءَ تْ اُمِّیْ بِقَارُوْرَةٍ فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فِيْهَا فَاسْتَيْقَظَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا الَّذِیْ تَصْنَعِيْنَ قَالَتْ هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِیْ طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ.

(۶۰۵۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور آپؐ نے آرام (قیلولہ) فرمایا۔ آپ ﷺ کو پسینہ آیا۔ میری والدہ محترمہ ایک شیشی لائیں اور آپ ﷺ کا مبارک پسینہ پونچھ کر اس شیشی میں ڈالنے لگیں تو نبی ﷺ بیدار ہو گئے اور آپؐ نے فرمایا: اے اُمِ سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: یہ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں ڈالیں گے اور تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبو ہے۔

(۱۱۵) وَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ بَيْتَ اُمِّ سُلَيْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَيَنَامُ عَلٰى فِرَاشِهَا وَلَيْسَتْ فِيْهِ قَالَ فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلٰى فِرَاشِهَا فَاَتَتْ فَقِيْلَ لَهَا هٰذَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمٌ فِیْ بَيْتِكِ عَلٰى فِرَاشِكِ قَالَ فَجَاءَ تْ وَقَدْ عَرِقَ وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهٗ عَلٰى قِطْعَةِ اَدِيْمٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَفَتَحَتْ عَتِيْدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذٰلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهٗ فِیْ قَوَارِيْرِهَا فَفَزِعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَصْنَعِيْنَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرْجُوْ بَرَكَتَهٗ لِصِبْيَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ.

(۶۰۵۲): حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے تو اُمِ سلیمؓ کے بستر پر سو جاتے اور اُمِ سلیمؓ وہاں نہ ہوتیں۔ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے اُمِ سلیمؓ کے بستر پر سو گئے۔ اُمِ سلیمؓ آئیں تو ان سے لوگوں نے کہا: نبی ﷺ آپ کے گھر میں آپ کے بستر پر سو رہے ہیں راوی کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) حضرت اُمِ سلیمؓ اندر آئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ کو پسینہ آ رہا ہے اور آپ ﷺ کا پسینہ مبارک چمڑے کے بستر (ٹکڑے) پر جمع ہو رہا ہے تو اُمِ سلیمؓ نے ایک ڈبہ کھولا اور آپ ﷺ کا پسینہ مبارک پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں تو نبی ﷺ گھبرا گئے اور فرمانے

---

[1] نووی۔ المفهم. اکمال اکمال المعلم مع الاکمال. تکمله

لگے: اُمِ سلیم: یہ کیا کر رہی ہو؟ اُمِ سلیمؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے بچوں کے لیے اس پسینے سے برکت کی امید رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تو ٹھیک کہہ رہی ہے۔

(۱۱۶) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ لَهُ نِطَعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيبِ وَالْقَوَارِيرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ أَدُوفُ بِهِ طِيبِي.

(۶۰۵۳) حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لاتے تھے اور آرام فرماتے تھے۔ اُمِ سلیمؓ آپؐ کے لئے چمڑے کا ایک ٹکڑا بچھا دیتی تھیں اس پر آپ ﷺ آرام فرماتے۔ آپ ﷺ کو پسینہ بہت زیادہ آتا تھا۔ اُمِ سلیمؓ آپ کا پسینہ مبارک اکٹھا کرتی تھیں اور اسے خوشبو اور شیشیوں میں ملا دیتی تھیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے اُمِ سلیم! یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں: یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے، جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

(۱۱۷) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ لَيُنْزَلُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ ثُمَّ تَفِيضُ جَبْهَتُهُ عَرَقًا.

(۶۰۵۴): سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سردی کے دنوں میں وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے پسینہ بہنے لگ جاتا تھا۔

(۱۱۸) وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ بِشْرٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ ثُمَّ يَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُهُ وَأَحْيَانًا مَلَكٌ فِي مِثْلِ صُورَةِ الرَّجُلِ فَأَعِي مَا يَقُولُ.

(۶۰۵۵): سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کیسے آتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر وحی کبھی تو گھنٹی کی جھنکار (آواز) کی طرح آتی ہے اور وہ کیفیت مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے پھر وہ کیفیت موقوف ہو جاتی ہے اور میں اس وحی کو محفوظ کر چکا ہوتا ہوں اور کبھی تو ایک فرشتہ انسانی شکل میں آتا ہے اور جو وہ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔

(۱۱۹) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ.

(۶۰۵۶): حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو اس کی وجہ سے آپ پر سختی ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کا رنگ (متغیر) بدل جاتا۔

(۱۲۰) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِیِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْیُ نَكَسَ رَاْسَهٗ وَنَكَسَ اَصْحَابُهٗ رُءُوْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِیَ عَنْهُ رَفَعَ رَاْسَهٗ.

(۶۰۵۷): حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک جھکا لیتے تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اپنے سروں کو جھکا لیتے اور جب وحی ختم ہو جاتی تو آپ ﷺ اپنا سر مبارک اٹھا لیتے تھے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں سات حدیثیں ہیں۔ان میں نبیؐ کے پسینہ مبارک کا ذکر ہے

حدیث اوّل: فقال عندنا. یہ قال مشتق من القیلولۃ (از باب ضرب قال یقیل قیلولۃً) ہے بمعنی قیلولہ دوپہر کا ہلکا سا آرام، لیٹنا۔نصیر مناوی نے لطیف انداز میں قول اور قیلولہ کو جمع کیا (کہنا اور سونا)

وقال: قال النّبیّ ﷺ قولا صحیحا   قلت: قال النّبیّ ﷺ قولا صحیحا

سائل نے کہا نبی ﷺ نے قیلولہ کیا یہ صحیح ہے   میں نے کہا نبی ﷺ نے بالکل قیلولہ کیا یہ قول صحیح ہے۔

اہلِ علم کہتے ہیں۔اس سے قیلولہ کی مشروعیت واستحباب مستخرج ہے اور اپنے اعزّہ اقرباء اور جان پہچان والوں کے پاس جانا شفقت واظہار محبت کرنا انکے پاس ٹھہرنا درست ہے۔تسلُت بضم اللام و کسرھا (از نصر وضرب) ہاتھ اور انگلیوں سے نچوڑنا (جیسے ہمارے ہاں پیشانی سے پسینہ صاف کیا جاتا ہے) ھذا عرقك نجعله فی طیبنا...... حدیث ثالث میں ہے عرقك ادوف به طیبی۔ان دونوں کا حاصل یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کا معطر پسینہ (بلکہ عطروں کا سردار) اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں کہ جس سے خوشبو یقیناً دوبالا ہو جاتی ہے یہ بھی آپ ﷺ کی خصوصیت ہے ورنہ پسینہ وہ پانی ہے جو خون سے ہوتا ہوا جسم کے مساموں سے خارج ہوتا ہے اور بدبودار ہوتا ہے اللہ جل جلالہ نے آنحضرت ﷺ کے پسینہ میں وہ خوشبو رکھی جس کی دنیا میں مثال نہیں۔

بقارورة...... شیشی۔چھوٹی سی بوتل۔

حدیث ثانی: یدخل بیت امِّ سلیم فینام علی فراشھا۔نوویؒ کہتے ہیں کہ امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ ﷺ کا جانا دخول علی الاجنبیہ نہیں اس لئے کہ امّ سلیم امّ حرام کی بہن ہے ان کے والد کا نام ملحان ہے اور یہ دونوں آپ ﷺ کی محرم تھیں۔ ابن عبد البرؒ نے تو یہ کہا ہے کہ یہ دونوں بہنیں آنحضرت کی رضاعی خالہ تھیں۔حرّمت علیکم امھٰتکم...... و خالاتکم و بنات الاخ (النساء ۲۳) دیگر اہل علم نے یہ کہا ہے کہ یہ آپ ﷺ کے والد جناب عبداللہ یا آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی خالہ تھیں کیونکہ عبدالمطلب کی ماں قبیلہ بنو نجار انصار میں سے تھی جو امّ سلیم کا قبیلہ ہے تو بھی آپ ﷺ کی محرم ہوئیں بہر دو وجوہ سے یہ ثابت ہے کہ امّ سلیم آپ ﷺ کی محرم تھیں اس لئے آپ ﷺ کے جانے میں کوئی اشکال نہیں۔ فینام علی فراشھا ای علی فراشٍ فی ملکھا آپ ﷺ آرام فرماتے ایسے بستر پر جو امّ سلیم کے مِلک میں تھا اب مکمل تشریح بے غبار ہوگئی (نووی مسلم ج ۲ ص ۱۴۱) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اگر صاحب خانہ موجود نہ ہو اور عرفاً وعادۃً اجازت ہو تو گھر میں داخل ہو سکتے ہیں جسکا قوی وصریح

قرینہ یہ کہ جب اس کو آنے والے کی اطلاع ملے تو خوش ہو اگر ناگواری کا اظہار کرے تو اجازت تصور نہ ہوگی۔ ففتحت عتیدتھا۔ صندوقچی۔ عتید عتاد سے ماخوذ ہے وہ چیز جو کسی اہم شئی کے سنبھالنے کیلئے تیار کی جائے۔ نرجو برکته لصبیا ننا قال اصبت. ہم اس میں اپنے بچوں کیلئے برکت کی امید رکھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری نیت (حصول) برکت درست ہے۔ یہ جملہ نجعله فی طیبنا سے متعارض ہے کیونکہ پسینہ جمع کرنے کی پہلے وجہ اور بتائی اب اور۔ جواب یہ کوئی تعارض نہیں بلکہ دونوں اغراض جمع ہیں کہ خوشبو میں ملاتے ہیں اور برکت بھی حاصل کرتے ہیں فلا منا فاة بینھا.

فائدہ! اصبت تو نے درست کیا اس تقریر سے صراحتاً ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام، صلحاء، اللہ والوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا اور انکو اپنے پاس محفوظ کرنا بالکل درست ہے اور آپ ﷺ نے اس کو درست قرار دیا صرف اتنی احتیاط ضروری ہے کہ حصول برکت وصول بدعت کا سبب نہ بن جائے اور شرک جڑ نہ پکڑ لے فی الحقیقت برکت حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ وممانعت نہیں لیکن اکثر انجانے میں آدمی کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے اس لئے احتیاط ضروری ہے۔

حدیث خامس: انّ الحارث ابن هشام: یہ حارث ؓ ابوجہل کے بھائی ہیں فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے کبار صحابہ میں انکا شمار ہوتا ہے شام کی فتوحات وجنگوں میں شہید ہوکر زندہ جاوید ہوئے۔

﴿کیف یاتیك الوحی: فقال: احیاناً یا تینی فی مثل صلصلة الجرس وھوا شدّ علیّ﴾ حدیث کی باب سے مناسبت! دراصل باب قائم کیا ہے پسینہ کے متعلق اور بحث بھی اس کی چل رہی ہے۔ نزول وحی کیونکہ سبب ہے پسینہ کا اس لئے اس باب میں نزول وحی والی روایات بھی امام مسلمؒ لائے ہیں۔

وحی کی تعریف: وحی کا لغوی معنٰی ہے اشارہ کرنا القاء کرنا، دل میں ڈالنا، پیغام بھیجنا۔ وحی کا اصطلاحی معنٰی ہے اللہ اپنے نبی ورسول پر جو کلام نازل فرمائیں۔ مثلاً صحف برابراہیم، توریت برموسیٰ، زبور برداؤد، انجیل برعیسیٰ، قرآن برمحمد

وحی کی اقسام: ۱۔ وحی جلی ۲۔ وحی خفی۔ اگر اللہ جل جلالہ الفاظ ومعانی دونوں نازل فرمائیں تو یہ وحی جلی اور وحی متلو ہے۔ اگر صرف معانی القاء فرمادیں اور نبی ﷺ اپنی تعبیر سے بیان کرے تو یہ وحی خفی اور وحی غیر متلو ہے۔ وحی جلی، متلو کا مصداق قرآن کریم ہے اور وحی خفی، غیر متلو حدیث مبارکہ ہے۔

حضور ﷺ پر نزول وحی کی صورتیں۔ ۱: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ کبھی تو مجھے گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور جب یہ آواز تھمتی ہے تو اس آواز میں جو کچھ کہا ہوتا ہے مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے۔ اور وحی کی یہ صورت مجھ پر سب سے زیادہ سخت اور وقت آمیز ہوتی ہے بخاری باب کیف کان بدء الوحی میں اور حدیث باب میں یہ صورت مذکور ہے۔ جو آپ ﷺ نے حضرت حارث ؓ کے جواب میں فرمائی۔ حاصل یہ ہوا۔ گھنٹی کی سی آواز میں وحی کا آنا۔ ۲: فرشتے جبرئیل علیہ السلام کا کسی انسان کی شکل میں آنا۔ جیسا کہ حدیث جبرئیل میں۔ عموماً حضرت دحیہ کلبی ؓ کی شکل میں آتے تھے۔ ۳: فرشتے کا اپنی اصلی شکل میں آنا۔ جسکا ذکر ولقد راہ بالافق المبین میں ہے کہ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ لیکن یہ صورت صرف دو یا تین دفعہ پیش آئی۔ ۴: اللہ جل جلالہ سے براہ راست ہمکلام ہونا یہ شرف صرف ایک بار حالت بیداری میں لیلۃ معراج میں آپ ﷺ کو حاصل ہوا۔ ۵: دل میں کسی معنٰی بات کو ڈالدینا۔

اسکو اصطلاح میں نفث فی الروع (دل میں پھونکنا) کہتے ہیں۔۶: خواب میں کسی چیز کو دکھا دینا۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں قربانی کا حکم ہوا قَالَ یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی (صافات ۱۰۲) اور آنحضرت ﷺ کا قصہ سحر (لبید ابن اعصم) خواب میں دکھایا گیا (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۷۴ بخاری ج ۲ ص ۸۵۷)

فائدہ! انبیاء کے اللہ جل جلالہ سے احکام وہدایات حاصل کرنے کے تین طریقے ہیں۔۱: کلام خداوندی کلام قدیم کو اللہ جل جلالہ سے سننا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے سنا احادیث میں آپ ﷺ کے سننے کا بھی ذکر ہے۔۲: فرشتوں کی وساطت سے وحی حاصل کرنا۔۳: دل میں اللہ جل جلالہ کی طرف سے القاء ہونا۔

حدیث سادس: و تربدّ وجهه اور آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ نزول وحی کے وقت پسینہ آنے اور بوجھ وکرب کی وجہ۔ علامہ بدرالدین عینی کہتے ہیں کہ نزول وحی کے وقت نبی ﷺ کو تھکاوٹ اور تکلیف ہوتی اس لئے کہ وحی کا ثقل اور بوجھ ہوتا خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے انّا سنلقی علیك قولا ثقیلا (مزمل ۵) ہم ڈالیں گے آپ پر ایک بھاری بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نبی ﷺ کی رفیقہ حیات صدیقہ کائنات کا بیان ہے کہ سخت جاڑے میں بھی آپ ﷺ پسینہ میں شرابور ہو جاتے۔ اور پیشانی مبارک سے موتیوں کی مانند پسینہ کے قطرے ٹپکتے نظر آتے۔

حدیث سابع: اذا انزل علیه الوحی نکس راسه ونکس اصحابه رؤوسهم سے نزول وحی کا ادب ظاہر ہوتا ہے اور جب وحی قرآن پاک کی تلاوت ہو تو اسکا ادب بھی ملحوظ رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک طرف تلاوت قرآن اور دوسری طرف آواز شیطان۔ فَیَالَلْعَجَبِ وَلِضَیْعَةِ الْاَدَبْ ادب کرو بصد آداب جنت میں جاؤ گے۔[1]

(۲۳) باب صِفَةِ شَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ وَ حُلْيَتِهٖ

(۱۰۶۰) باب: رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک، صفات اور حلیہ مبارک کے بیان میں

(۱۲۱) حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِیْ مُزَاحِمٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِیَادٍ قَالَ مَنْصُوْرٌ حَدَّثَنَا وَ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِیْمُ یَعْنِیَانِ ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتٰبِ یَسْدُلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ وَ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ یَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتٰبِ فِیْمَا لَمْ یُؤْمَرْ بِهٖ فَسَدَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاصِیَتَهٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ.

(۶۰۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب اپنے بالوں کو پیشانی پر لٹکے ہوئے چھوڑ دیتے تھے اور مشرک لوگ مانگ نکالتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا تو اس کام کے بارے میں اہل کتاب کی موافقت بہتر سمجھتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی پیشانی مبارک پر بال لٹکانے لگے پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگ نکالنی شروع فرمادی۔

(۱۲۲) وَ حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

---

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع الاکمال. تکمله

(۶۰۵۹) حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۱۲۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ (مُحَمَّدُ) بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مَرْبُوْعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ عَظِيْمَ الْجُمَّةِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

(۶۰۶۰) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد کے آدمی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کا درمیانی حصہ وسیع تھا۔ اور بال لمبے تھے جو کہ کانوں کی لَو تک آتے تھے۔ آپ ﷺ پر ایک سرخ دھاری دار چادر (پوشاک) تھی۔ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔

(۱۲۴) حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهٗ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ لَهٗ شَعَرٌ.

(۶۰۶۱) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی پٹے والے کو سرخ جوڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کے بال مبارک آپ ﷺ کے کندھوں تک آرہے تھے۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کا درمیانی حصہ وسیع تھا اور نہ آپ ﷺ زیادہ لمبے قد کے تھے اور نہ ہی (پستہ) چھوٹے قد کے۔

(۱۲۵) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ خَلْقًا لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الذَّاهِبِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ.

(۶۰۶۲) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب لوگوں سے زیادہ اچھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لمبے قد والے تھے اور نہ چھوٹے قد والے۔

(۱۲۶) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَيْفَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ شَعْرًا رَجِلًا لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا السَّبِطِ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَ عَاتِقِهٖ.

(۶۰۶۳): حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا: درمیانے قسم کے تھے، نہ تو بہت گھونگریالے اور نہ ہی بہت سیدھے۔ آپؐ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان تک آپؐ کے بال تھے۔

(۱۲۷) وَ حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ (بْنُ هِلَالٍ) ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُهٗ مَنْكِبَيْهِ.

(۶۰۶۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کندھوں کے قریب تک تھے۔

(۱۲۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعَرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ.

(۶۰۶۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نصف کانوں تک تھے۔

(۱۲۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْسَ الْعَقِبَيْنِ قَالَ قُلْتُ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قَالَ قُلْتُ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قَالَ قُلْتُ مَا مَنْهُوْسُ الْعَقِبِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ.

(۶۰۶۶): حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فراخ منہ والے تھے۔ آپ کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے اور آپ کی ایڑیوں میں گوشت کم تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے سماک ؓ سے پوچھا کہ ضَلِيْعُ الْفَمِ کا کیا معنی ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ فراخ منہ۔ راوی نے کہا کہ پھر میں نے پوچھا کہ اَشْكَلُ الْعَيْنِ کا کیا معنی؟ انہوں نے فرمایا: آنکھوں کے شگاف دراز۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ مَنْهُوْسُ الْعَقِبِ کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: تھوڑے گوشت والی ایڑی۔

(۱۳۰) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لَهُ اَرَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحَ الْوَجْهِ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ مَاتَ اَبُو الطُّفَيْلِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سَنَةَ مِائَةٍ وَ كَانَ آخِرَ مَنْ مَاتَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۶۰۶۷): حضرت جریری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوالطفیل ؓ سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ مبارک سفید ملاحت دار تھا۔ امام مسلم بن حجاج فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالطفیل ؓ نے ۱۰۰ھ میں وفات پائی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے آخر میں وفات پانے والے یہی حضرت ابوالطفیل ؓ تھے۔

(۱۳۱) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ رَجُلٌ رَآهُ غَيْرِيْ قَالَ فَقُلْتُ (لَهُ) فَكَيْفَ رَاَيْتَهُ قَالَ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا.

(۶۰۶۸): حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور اب کرۂ ارض پر میرے علاوہ کوئی آدمی رسول اللہ کو دیکھنے والا (موجود) نہیں ہے۔ حضرت جریری ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالطفیل ؓ سے پوچھا کہ

آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کیسا دیکھا ہے؟ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ آپ ﷺ کا رنگ سفید ملاحت دار تھا اور آپ ﷺ درمیانہ قد والے تھے۔

احادیث کی تشریح :اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں۔ان میں نبی ﷺ کے حلیہ اور زلفوں کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: كان اهل الكتب يسدلون اشعار هم: وكان المشركون يفرقون رؤسهم... يسدلون بكسر الدال از ضرب يابضم الدال از نصر بالوں کو سامنے پیشانی (جبھہ) پر چھوڑ دینا۔**المراد ارساله على الجبين. نووی۔ يفرقون" از باب ضرب ونصر" بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کرنا۔ مانگ نکالنا۔ آپ ﷺ پہلے سدل فرماتے اور بالوں کو سامنے چھوڑ دیتے تھے ناصیہ وجبین پر۔ پھر بعد میں فرق (دو حصوں میں تقسیم کرنا) مانگ نکالنے کو پسند کیا یہی آخر العمل اور محبوب ومسنون ہے۔

اہل کتاب سے موافقت کی ترجیح کی وجہ: (۱) اہل کتاب کے اعمال کیونکہ انبیاء کے بقایاجات اور بچے کچھ دین کے مطابق تھے جنکی بنیاد ایک نبی مرسل اور شریعت الٰہی تھی۔ بت پرست اور مشرکین مکہ کے اعمال کی بنیاد قدامت پسندی، توہم پرستی بے سند (من گھڑت) باتوں اور شرک پر تھی (جو کھوکھلی اور بے سروپا باتوں کا پلندہ تھیں) اس لئے آپ ﷺ نے (غیر منزّل احکام میں) اہل کتاب کی موافقت کو اختیار کیا اور حکم آتے ہی ترک کر دیا۔ (۲) آنحضرت ﷺ نے اہل کتاب کی تالیف اور انکو مانوس وقریب کرنے کیلئے ایسا کیا پھر اظہار وغلبہ اسلام کے بعد چھوڑ دیا جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے ابتداء ہجرت میں چند ایام کیلئے بیت المقدس کی طرف نماز کا حکم دیا۔ پھر ﴿**فول وجهك شطر المسجد الحرام**﴾ (بقرہ ۱۴۴) فرما کر ہمیشہ کا حکم صادر فرمادیا۔ نبی ﷺ نے ان دونوں کی بناء پر اہل کتاب کی موافقت اختیار کی پھر ترک کر دیا۔ اور یہود ونصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا۔ (قاضی عیاضؒ) جیسا کہ سفید بالوں کے رنگنے، صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنے، یوم عاشوراء (دس محرم) کا اکیلا روزہ رکھنے اور افطار میں جلدی کرنے میں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم ہے **و كثير من الاحكام . ثم فرق بعدُ**۔ کیا مانگ نکالنا سنت ہے؟ نوویؒ کہتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے سنت کہا ہے کیونکہ حضور ﷺ کا آخری اور دائمی عمل یہی ہے بعض دیگر اہل علم کہتے ہیں کہ سدل وفرق دونوں جائز ہیں۔ خلاصہ! نفس جواز واباحت میں دونوں برابر ہیں۔ ہاں فرق افضل واولیٰ ہے۔ امام الحرمین امام مالکؒ کہتے تھے کہ فرق اَحَبّ ہے نوویؒ نے قول ثانی کو ترجیح دی ہے اور فرق کو مستحب کہا ہے **وعليه العمل لا كثر اهل العلم**۔

آپ ﷺ کے بالوں کی تفصیل اور مختلف روایات میں تطبیق: آنحضرت ﷺ کے بالوں کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں۔ ترتیب یہ ہے ا: وَفْرَۃٌ ۲: لِمَّۃٌ ۳: جُمَّۃٌ۔ وفرہ وہ بال جو کانوں کی لو کے برابر ہوں۔ لمّہ وہ بال جو کانوں کی لو سے متجاوز ہوں۔ جمّہ وہ بال جو کندھوں تک ہوں۔ (کندھوں کو چھوئیں) لمہ کی جمع لِمَمْ اور لمام آتی ہے۔ وفرۃ کی جمع وِفار ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے بالوں کی ترتیب اس طرح ذکر کی ہے ﴿**كان شعره لمة ووفرة وجمّة**﴾ لیکن وفرۃ کی لمۃ پر تقدیم راجح وصحیح ہے۔ نبی ﷺ کے بالوں کے متعلق حدیث ثالث میں **عظيم الجمّة** اور حدیث رابع میں **ذی لِمّة** (کلاهما عن البراء) اور حدیث ثامن (حدیث انس رضی اللہ عنہ) میں **الى انصاف اذنيه** (یعنی وفرۃ) اور شمائل ترمذی (حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں ﴿**فوق الجمة ودون الوفرة**﴾ کے صریح الفاظ موجود ہیں جن سے بالوں کی کیفیت ومقدار میں اختلاف اور احادیث میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔

رفع تعارض! تطبیق ا: یہ تینوں حالتیں (کانوں کی لو تک اس سے کچھ نیچے اور کندھوں تک وفرہ لمۃ جمۃ) مختلف اوقات کے اعتبار سے ہیں کیونکہ بال بڑھنے والی چیز ہیں ایک وقت میں کم کانوں کی لو تک مزید وقت گزرنے پر لمۃ اور جہادی و دینی مصروفیت کی وجہ سے جب دیر تک اصلاح (کاٹنے) کا موقع نہ ملتا تو جمۃ کندھوں تک پہنچ جاتے جس صحابی / راوی نے جس حال میں دیکھا اس نے وہ بیان کر دیا اس لئے کوئی تعارض نہیں۔ ۲: بالوں کے تین حصے ہیں سر کے اگلے حصے (پیشانی) کے بال تو پہنچتے نصف کانوں تک یہ وفرہ ہوئے اور وسط رأس کے بال ان سے ذرا نیچے پہنچتے تو لمۃ ہوئے اور اخیر سر کے بال منکبین (کندھوں) تک پہنچتے یہ جمۃ ہوئے روایات میں کوئی تعارض نہ رہا۔ ۳: شیخ الاسلام نے تطبیق میں کہا ہے کہ الفاظ وفرہ، لمۃ، جُمّۃ میں لغوی معنٰی کے اعتبار سے تو فرق ہے (جیسے اُوپر گذرا) لیکن احادیث باب میں ان الفاظ ثلثۃ (وفرہ، لمہ، جمہ) کو لغت پر محمول نہ کریں بلکہ یوں کہیں کہ یہ الفاظ ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال ہوتے ہیں اور یہ بات مشترک ہے کہ مفہوماً یہ الفاظ زلفوں کیلئے آتے ہیں اور احادیث میں ان سے آنحضرت ﷺ کی زلفوں کی کثرت وطول مراد ہو کہ نبی ﷺ کی زلفیں مبارک تھیں جن کو مختلف انداز میں ان الفاظ کے اندر رواۃ نے بیان کیا ہے تینوں سے مطلقاً کثیر بال و زلفیں مراد لینے میں کوئی تعارض نہیں اور عند العرب و اللغة الفاظ کا بجائے یک دیگر استعمال شائع و ذائع ہے۔

مردوں کیلئے کنگھا اور مینڈھیوں کا حکم: نهى رسول الله ﷺ عن الترجّل الّاغبا. اَنَّ النَّبِی ﷺ كان يترجّل غبّا (شمائل ترمذی ص۲۳،۷) رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع کیا مگر گاہے گاہے۔ بیشک نبی ﷺ کنگھی کرتے کبھی کبھی (وقفے سے) احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ بالوں کی صفائی ستھرائی رکھو۔ انّ رسول الله ﷺ قال من كان له شعر فليكرمه (ابوداؤد ج ۲ص ۲۲۰) نبی ﷺ نے فرمایا جس کے بال ہوں وہ ان کی تکریم (صفائی ستھرائی) کرے۔ ذخیرہ حدیث پر غور کرنے سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ بالوں کی صفائی ستھرائی تیل لگانا سنبھالنا ضروری ہے اور بکھرے بال بدحال پراگندہ رہنے کو نبی ﷺ نے ناپسند فرمایا۔ اس سے ظاہر ہوا بالوں کی تزئین و آرائش میں انہماک اور صفائی سے عدم التفات (دونوں) منع ہیں۔ صفائی کا خیال ضرور رکھیں مگر ضیاع وقت نہ ہو ضرورۃ کنگھا کریں۔ وَلَنِعْمَ مَا قَالَ اِبْنُ الْعَرَبِی ﴿الترجّل موالا ته تصنّع و تركه تدنّس واغبابه سنّة﴾ ہروقت کنگھا کرنا تصنّع بازی (بناوٹ وسجاوٹ) ہے اور کنگھی کو چھوڑ دینا میل پنا ہے اور گاہے گاہے کنگھی کرنا تو سنت ہے حدیث بالا میں نہی سے مراد نهى عن الدوام ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے کنگھا کرنا سنت و پسندیدہ ہے۔ مردوں کیلئے بالوں کو گوندنا اور مینڈھیاں بنانا اور بالوں کو اس انداز سے بنانا کہ عورتوں سے مشابہت ہو درست نہیں۔

سر کی دو سنتیں ہیں۔ ا: بال (مطابق سنت) ۲: عمامہ۔ تنبيه: مردوں (بچوں بڑوں سب) کیلئے سر کے بالوں کو مختلف حصوں میں چھوٹے بڑے کٹوانا منع ہے بلکہ بالوں کی اصلاح اس طرح کرائی جائے کہ ہر طرف سے سر کے بال برابر ہوں۔ حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو! ﴿عن علی ؓ قال نهى رسول الله ﷺ عن القزع﴾ (نسائی ج ۲ص ۲۷۵) علی المرتضی شیر خدا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے قزع بال چھوٹے بڑے کرانے سے منع کیا ہے۔ خواتین کیلئے بال کٹوانا یا مصنوعی بال لگانا (وگ) درست نہیں اس پر سخت وعید آئی ہے اور بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو علیحدہ علیحدہ گیسو بنانا تشبہ بالکافرات والفواحش کی وجہ سے منع ہے ان چیزوں سے

اجتناب ضروری ہے ہماری ہر ادا موافق شرع ہونا عند اللہ و رسولہ محبوب اور اس کے برعکس و خلاف مبغوض ہے۔ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ (الحجرات ۱۱) ایمان لانے کے بعد (نافرمانی) کتنا قبیح ہے۔ نام مومن و مومنہ بود و باش اور کام کفار سے ابتر، یہ کیسی ہے مسلم کی دختر، کیونکر حاصل ہوسکتا ہے اسے جام کوثر۔ ہم پر لازم ہے کہ حیاء و اتباع کا دامن نہ چھوڑیں۔ اور جاہلانہ رسوم و خرافات کو چھوڑ دیں۔ فرشتوں کی ایک جماعت کی تسبیح ہے۔ سبحٰن من زيّن الرجال باللّحی والنساء بالذوائب (مبسوط ج ۲۶ ص ۲۷)

حدیث ثالث: رجلا مربوعًا میانہ قد تھے رجلا بضم الجیم ہے اور مربوعًا کا معنیٰ ہے درمیانہ متوسط بین الطول و القصر بعض روایات میں مربوعًا کی جگہ ربعۃ القوم بھی آیا ہے معنا ھما واحد۔ بعيد ما بين المنكبين۔ دونوں شانوں کے درمیان دوری اور فاصلہ تھا۔ جو سینہ کی کشادگی اور وسعت کو مستلزم ہے اور یہ علامت ہے بہادری اور فراخی قلب کی جو صفت جمیلہ ہے بُعَید یہ بعید کی تصغیر ہے جس میں اشارہ ہے کہ زیادہ بعد (دوری) نہیں جو قباحت کا سبب ہو۔ بلکہ اعتدال کے ساتھ کشادگی۔ منکب بازو اور کندھے کی ہڈی کے ملنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ عليه حلّة حمراء. حلّہ بضم الحاء پوشاک، جوڑا جو کم از کم دو کپڑوں (قمیص و شلوار) کا مجموعہ ہوتا ہے اس سے کم کو حلّہ نہیں کہا جاتا۔

سرخ لباس پہننے کا حکم: شوافع، اصحاب مالک، اور بعض احناف کا قول لبس احمر کے جواز کا ہے۔ دلیل حدیث باب ہے کہ نبی ﷺ نے سرخ پوشاک زیب تن فرمائی اور غیر مباح و ناجائز کو آپ ﷺ کیسے پہن سکتے ہیں۔ احناف کا مشہور قول یہ ہے بالکل خالص سرخ لباس مردوں کیلئے مکروہ ہے۔ دلیل ۱: عن عبد الله ابن عمرو ؓ قال! مرّ على النبي ﷺ الرجل وعليه ثوبان احمران فسلّم عليه فلم يردّ عليه النّبيّ ﷺ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۷) عبداللہ ابن عمر ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ پر ایک آدمی گزرا جس پر دو سرخ کپڑے (ازار و رداء پوشاک) تھے اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو نبی ﷺ نے اس کو سلام کا جواب نہ دیا (سرخ لباس پہننے پر تنبیہ کی وجہ سے) دلیل ۲: امام مسلم ؒ نے صحيح مسلم ج ۲ ص ۳۹۱ باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر میں پانچ احادیث ذکر کی ہیں جس میں سرخ رنگ کا لباس پہننے کی صراحۃً ممانعت مذکور ہے۔ ملاحظہ فرمایئے حوالہ بالا: ان احادیث کی وجہ سے احناف کا قول مدلل یہی ہے کہ بالکل سرخ لباس مکروہ ہے۔ بلکہ سفیان ثوری ؒ نے تو سرخ لباس کی حرمت کا قول اختیار کیا ہے۔ لیکن اعتدال اسی میں ہے کہ حرمت نہیں کراہت کا حکم ہے۔

دلیل شوافع کا جواب ۱: حدیث باب میں جو حلّہ حمراء کا ذکر ہے وہ دو یمنی چادریں تھیں جن میں سرخ دھاریاں تھیں خالص احمر نہ تھیں ابن القیم نے یہ جواب دے کر مزید یہ بھی کہا ہے کہ حضور ﷺ کیلئے خالص سرخ لباس کا گمان غلط ہے۔

جواب ۲: نبی ﷺ کا حلّہ حمراء کو پہننا بیان جواز کیلئے تھا استحباب و عادت کیلئے نہیں اسی لئے تو صرف ایک ہی واقعہ ہے جس میں حلّہ حمراء کا ذکر ہے۔

وجہ ترجیح! احادیث نہی و اثبات میں مسلّم اصول ہے کہ نافی کو ہی ترجیح ہوتی ہے اس لئے کراہت کا قول راجح اور موافق دلائل ہے۔

مزید براں ۱!: قال البيهقي والصواب تحريم المعصفر دلّت عليه الاحاديث الصحيحة التي لو بلغت الشافعي

لقال بها وقد اوصانا بالعمل بالحديث الصحيح (حوالہ بالا)۔ علامہ بیہقی شافعیؒ نے کہا کہ رنگین لباس کی حرمت ومنع کا قول درست ہے اس پر صحیح احادیث دال ہیں اگر یہ احادیث امام شافعیؒ کو پہنچتیں تو وہ بھی یہی کہتے کیونکہ ہمیں امام شافعیؒ نے صحیح احادیث پر عمل کی تاکید کی (تو خود کیسے چھوڑ سکتے ہیں الا یہ کہ ان کو یہ احادیث پہنچی ہی نہ ہوں) ۲: سرخ لباس پہننے میں تشبہ بالنساء ہے اس لئے منع ومکروہ ہے، سرخ لباس پہننے میں فساق برے اور بد خلق لوگوں سے مشابہت ہے اس لئے منع ہے۔

☆ علامہ قرطبیؒ نے تشبہ بالنساء والی علت پر اعتراض کیا اور اس کو خطاء پر محمول کیا ہے اور کہتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ مشابہت صرف سرخ کپڑوں میں نہیں بلکہ ہر رنگ، لباس میں ہوسکتی ہے۔ مشابہت کی وجہ سے منع ہونا مسلّم ہے لیکن صرف سرخ رنگ کو علت قرار دینا درست نہیں۔ جواب! راقم کہتا ہے کہ یہ علت مسلّم اور قرطبیؒ کا قول مخلوط غیر واضح ہے اس لئے کہ سرخ لباس میں مشابہت بالنساء یقینی ہے اور دوسرے کپڑوں میں مشابہت مظنونہ ممکنہ وموہومہ ہے کہ بناوٹ میں اگر کپڑا (کسی رنگ کا بھی ہو) عورتوں کے لباس کے مشابہت ہو تو مشابہت وممانعت ثابت ہوگی۔ سرخ لباس میں تو بلا قید بناوٹ وخیاطت مشابہت صرف رنگ کی وجہ سے موجود ہے اس لئے یہ بات درست ہے کہ سرخ لباس میں عورتوں کی مشابہت ہے اور یہ منع ہے۔ کما ذکر مد للا۔ یاد رہے کہ لباس کسی رنگ، قسم، ورائٹی کا ہو عورتوں کے ساتھ مشابہت نہ ہونی چاہئے یہ عجیب بات ہے کہ مرد بھی لباس عورتوں جیسا پہنے۔ تو مردانگی کہاں؟

حدیث رابع وخامس: ليس با لطويل ولا بالقصير . ليس بالطويل الذاهب ولا بالقصير ۔ نہ (حد سے) زیادہ لمبے نہ بالکل ٹھگنے۔ دونوں عیب ہیں حدیث سادس: كان شعرًا رَجلا ليس بالجعد ولا السبط ہلکے پیچ دار نہ بالکل (بٹے ہوئے) گھنگریالے اور نہ سیدھے۔ حدیث ثامن: كان رسول الله ﷺ ضليع الفم کشادہ منہ فراخ دہن، اشكل العين سرگیں آنکھیں منهوس العقبين ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔ طويل شقّ العين آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے۔ یہی ترجمہ درست ہے طویل شق العین جو اشکل العین کا ترجمہ کیا گیا ہے قاضی عیاضؒ نے اس کو رد کیا ہے۔ هذا وهم ۔صحیح معنیٰ.. انّ الشُكْلَةَ حمرة في بياض العينين ہے۔ شكلة (اشکل العین) کا معنیٰ ہے آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے تھے۔ اس کے مقابلے میں الشُهْلَةُ آتا ہے سیاہی میں سرخی۔

حدیث تاسع: مليح الوجه پُر رونق چہرے والے۔ ابو الطفیل ﷺ کا نام عامر بن واثلۃ اللنانی ثم اللیثی ہے کم سنی میں حضور ﷺ کو پایا۔ حضور ﷺ کی زندگی کے آٹھ سال پائے اور احادیث بھی یاد کیں ۱۰۰ھ یا ۱۰۲ھ یا ۱۰۷ھ میں وفات پائی یہ وفات پانے والے آخری صحابی رسول ہیں۔ اور مدینہ منورہ میں سب سے پہلے انتقال سیدنا عثمان ابن مظعون ﷺ کا ہوا۔ اوّل من مات بمدينة المنورة هو عثمان ابن مظعون ﷺ انکی وفات پر نبی ﷺ نے فرمایا: عثمان ﷺ نے جنت کا راستہ کھول دیا ہے۔ اوّل من وُلد بمدينة المنورة هو عبد الله ابن الزبير ﷺ من اولاد المهاجرين .

حدیث عاشر: كان ابيض مليحا مقصّدًا مقصد معتدل جسیم نہ نحیف، طویل نہ قصیر، یہ لفظ ربعۃ کی مثل ہے۔

آنحضرت ﷺ کا حلیہ مبارک: مذکورہ احادیث میں حلیۃ النبی ﷺ کے متعلق متفرق الفاظ موجود ہیں اسی طرح دیگر کتب حدیث

میں بھی نقل کیا گیا ہے جملہ احادیث کا خلاصہ بالترتیب لکھا جاتا ہے۔

کہہ دو کہ ملک گوش برآواز رہیں　　　　مداح پیغمبر کی زبان کھلتی ہے

نبی ﷺ بہت لمبے تھے نہ پست قد (ٹھگنے) بلکہ معتدل متوسط قد کاٹھ والے بالکل گندم گوں نہ سفید تھے ہلکی سرخی پلائی ہوئی شفاف رنگت تھی۔ نبی ﷺ بہت زیادہ موٹے تھے نہ بالکل لاغر (نحیف نہ جسیم) بلکہ معتدل۔ نبی ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال سفید نہ تھے...... سر بڑا تھا جملہ اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط و موٹی تھیں بال یکدم بٹے ہوئے گھنگریالے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ ہلکے پیچدار تھے مانگ بسہولت نکلتی تو ٹھیک ورنہ (بتکلف) نہ نکالتے...... چہرہ انور بالکل گول تھا نہ لمبا ہلکی سی گولائی لئے ہوئے تھا آنکھیں نہایت سیاہ، پلکیں دراز اور پیشانی وسیع وکشادہ تھی ابرو خمدار، باریک، گنجان اور جدا جدا تھے دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی سفید آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے۔ ناک بلندی مائل کہ اس سے نور چمکتا اور بلند ہوتا تھا سامنے والے دانت کچھ فاصلے سے (کشادہ) تھے جب نبی ﷺ گفتگو فرماتے تو ثنایا کے درمیان سے نور نکلتا تھا دہن مبارک فراخ تھا داڑھی گھنی تھی چہرا چاند کی طرح چمکتا تھا گردن صاف (تراشی ہوئی) چاندی جیسی پیٹ اور سینہ ہموار تھے سینہ فراخ و چوڑا تھا سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی چھاتی اور پیٹ بالوں سے خالی تھے البتہ دونوں بازوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے دونوں مونڈھوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا کندھے کے پاس مہر نبوت تھی مثل مسہری کی گھنڈی کے تمام جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور کلاں تھی (جو قوت وشجاعت کی دلیل ہوتی ہیں) کلائیاں دراز ہتھیلیاں فراخ اور پرگوشت تھیں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں مناسب لمبی تھیں نبی ﷺ کے تلوے قدرے گہرے تھے اور قدم مبارک ہموار کہ انکے صاف وملائم ہونے کی وجہ سے پانی نہ ٹھہرتا فورا ڈھلک جاتا جب چلتے تو قدم قوت سے اٹھاتے اور آہستہ رکھتے قدم زمین پر زور سے نہ پڑتا آپ تیز رفتار اور ذرا کشادہ قدم رکھتے چھوٹے چھوٹے قدم نہ رکھتے جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ پستی اور نشیب کی طرف اتر رہے ہیں نظر نیچے رہتی (تواضعا نظر نیچے رہتی اور اشتیاق وانتظار وحی میں آسمان کی طرف بھی اکثر اٹھتی رہتی) نبی ﷺ نہایت معتدل روشن وچمکدار (پرکشش) قد وقامت والے تھے جسم پرگوشت اور گھٹا ہوا (سمارٹ) تھا آنحضرت ﷺ خود اپنی ذات والاصفات کے اعتبار سے شاندار اور دوسروں کی نظروں میں بلند رتبے والے تھے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا ﴿يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صلى الله عليه وسلم﴾ تمام مداح، وصاف اور ثناء خواں تھک ہار کر قلم ڈال کر یہی کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا صاحب جمال وکمال نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ دیکھتے کیسے جب اللہ نے پیدا ہی نہیں کیا۔ رب نے محمد بنا کے قلم توڑ دیتا۔[1]

كَرِيمٌ　نَبِيٌّ　مُطَاعٌ　شَفِيعٌ	وَسِيمٌ　نَسِيمٌ　جَسِيمٌ　قَسِيمٌ
سخی　نبی　کئے گئے　اطاعت　سفارش کرنیوالے	خوبصورت　پاکیزہ　بھرکم　بھاری　حسین
احسن منك لم تر قط عيني	واجمل منك لم تلد النساء
آپ جیسا ماہ جبیں تو میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا	آپ سے زیادہ حسین تو ماں نے نہیں جنا

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع الاكمال. تكمله

فانك خلقت مبرءً من كل عيب — كانك قد خلقت كما تشاء

آپ تو تمام عیبوں سے پاک پیدا کیے گئے — گویا کہ آپ پیدا ہوئے جیسا ہی چاہا

يا صاحب الجمال ويا سيد البشر — من وجهك المنير لقد نوّر القمر

مہکاتے ہوئے دل میں گلستان محمدؐ — رہتے ہیں سدا سر شار فدا یان محمدؐ

(۲۴) باب شيبه صلى الله عليه وسلم

(۱۰۶۱) باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے بیان میں

(۱۳۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَ عَمْرُو النَّاقِدُ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ اِدْرِيْسَ قَالَ عَمْرُو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اِدْرِيْسَ الْاَوْدِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ (بْنُ مَالِكٍ) هَلْ خَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ رَاٰى مِنَ الشَّيْبِ اِلَّا قَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ كَاَنَّهُ يُقَلِّلُهُ وَقَدْ خَضَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ.

(۶۰۶۹) حضرت ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر بڑھاپا ہی نہیں دیکھا گیا سوائے اس کے کہ ابنِ ادریس کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور وسمہ کے ساتھ خضاب لگایا ہے۔

(۱۳۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَضَبَ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغِ الْخِضَابَ فَقَالَ كَانَ فِىْ لِحْيَتِهٖ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يَخْضِبُ قَالَ فَقَالَ نَعَمْ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ.

(۶۰۷۰) حضرت ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ خضاب کے درجے کو پہنچے ہی نہیں۔ آپ کی ڈاڑھی مبارک میں صرف چند بال سفید تھے۔ حضرت ابن سیرینؒ کہتے ہیں۔ کہ میں نے پھر انس ؓ سے پوچھا کہ کیا حضرت ابوبکرؓ خضاب لگاتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! مہندی اور وسمہ کے ساتھ۔

(۱۳۴) وَ حَدَّثَنِىْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَخَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَرَ مِنَ الشَّيْبِ اِلَّا قَلِيْلًا.

(۶۰۷۱) حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کا بڑھاپا ہی نہیں دیکھا گیا، سوائے تھوڑے سے سفید بالوں کے۔

(۱۳۵) حَدَّثَنِىْ اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِىُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ خِضَابِ النَّبِىِّ ﷺ فَقَالَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِىْ رَاْسِهٖ فَعَلْتُ وَ قَالَ لَمْ يَخْتَضِبْ

وَقَدِ اخْتَضَبَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا.

(۶۰۷۲) حضرت ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ؓ سے نبی ﷺ کے خضاب لگانے کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت انس ؓ نے فرمایا: اگر میں چاہتا تو میں آپؐ کے سر مبارک میں سفید بال گن سکتا تھا۔ آپؐ نے خضاب نہیں لگایا البتہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مہندی اور وسمہ کے ساتھ خضاب لگایا ہے اور حضرت عمر ؓ نے صرف خالص مہندی سے خضاب لگایا ہے۔

(۱۳۶) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ یَكْرَهُ اَنْ یَنْتِفَ الرَّجُلُ الشَّعْرَةَ الْبَیْضَاءَ مِنْ رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ قَالَ وَلَمْ یَخْضِبْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا كَانَ الْبَیَاضُ فِیْ عَنْفَقَتِهٖ وَفِی الصُّدْغَیْنِ وَفِی الرَّاْسِ نَبْذٌ.

(۶۰۷۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس بات کو ناپسند سمجھتے تھے کہ آدمی اپنے سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو اُکھاڑے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا اور آپ ﷺ کی چھوٹی داڑھی جو کہ ہونٹوں کے نیچے ہوتی ہے اس میں کچھ سفید بال تھے اور کچھ کنپٹیوں اور کچھ سر میں سفید بال تھے۔

(۱۳۷) وَ حَدَّثَنِیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۰۷۴) حضرت مثنی سے اسی سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے۔

(۱۳۸) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَ اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الدَّوْرَقِیُّ وَ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَیْدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعَ اَبَا اِیَاسٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ شَیْبِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا شَانَهُ اللّٰهُ بِبَیْضَاءَ.

(۶۰۷۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھاپے کے ساتھ نہیں بدلا۔

(۱۳۹) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ ح وَ حَدَّثَنَا یَحْیَى بْنُ یَحْیٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَیْثَمَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهٖ مِنْهُ بَیْضَاءَ وَ وَضَعَ زُهَیْرٌ بَعْضَ اَصَابِعِهٖ عَلٰى عَنْفَقَتِهٖ قِیْلَ لَهٗ مِثْلُ مَنْ اَنْتَ یَوْمَئِذٍ قَالَ اَبْرِی النَّبْلَ وَاَرِیْشُهَا.

(۶۰۷۶) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ سفیدی دیکھی اور زہیر نے اپنی انگلیاں اپنی ٹھوڑی کے بالوں پر رکھ کر بتایا۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اس دن تم کیسے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں تیر میں پیکان اور پر لگاتا تھا۔ (یعنی فہم وسماع کے قابل تھا)

(۱۴۰) حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَبْیَضَ قَدْ شَابَ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ یُشْبِهُهٗ.

(۶۰۷۷) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا رنگ مبارک سفید تھا

اور آپ پر کچھ بڑھاپا آ گیا تھا۔ حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے مشابہ تھے۔

(۱۴۱) وَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمٰعِيلَ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ بِهٰذَا وَلَمْ يَقُوْلُوْا اَبْيَضَ قَدْ شَابَ.

(۶۰۷۸) اس سند کے ساتھ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ کی سفیدی اور بڑھاپے کا تذکرہ نہیں ہے۔

(۱۴۲) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ (بْنِ حَرْبٍ) قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ اِذَا ادَّهَنَ رَاْسَهٗ لَمْ يُرَ مِنْهُ شَيْءٌ وَاِذَا لَمْ يَدَّهِنْ رُئِيَ مِنْهُ.

(۶۰۷۹) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے بڑھاپے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ اپنے سر مبارک میں تیل لگاتے تو کچھ سفیدی دکھائی نہ دیتی اور جب تیل نہ لگاتے تو آپ ﷺ کے سر مبارک سے کچھ سفیدی دکھائی دیتی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں ان میں آپ ﷺ کے بالوں کا ذکر ہے۔

حدیث ثانی : حدیث ثالث : حدیث رابع : حدیث خامس : حدیث ثامن حدیث تاسع : ﴿کان فی لحیته شعرات بیض لم یُر من الشیب الاقلیلا أعد شمطات کنّ فی رأسه انما کان البیاض فی عنفقته وفی الصدغین و فی الرأس نبذ﴾ هذه (عنفقه) منه بیضاء ابیض قد شاب۔ ان احادیث مبارکہ سے نبی ﷺ کے سفید بال ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہی بات راجح ہے کہ آپ ﷺ کے سفید بال تھے اور یہ بال داڑھی کے بچہ (نچلے ہونٹ کے نیچے) کنپٹیوں اور سر میں تھے سفید بالوں کی تعداد ۱۳، ۱۷، ۱۹ اتھی تعداد میں اختلاف ہے لیکن اس پر جملہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کے سفید بال بیس سے زیادہ نہیں تھے۔

حدیث اول: انه لم یکن رای من الشیب۔ نبی ﷺ نے سفید بال نہیں دیکھے۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال رأیت شعر رسول الله مخضوباً انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بالوں کو خضاب کیا ہوا دیکھا سئل ابو هریرة رضی اللہ عنہ هل خضب ر سول الله قال نعم (شمائل ترمذی ۲۷۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا نبی ﷺ نے خضاب کیا انہوں نے کہا جی ہاں! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں تعارض ہے کہ ایک میں سفید بالوں کی نفی اور دوسری میں اثبات ہے۔ علماء نے ان کے مابین تطبیق اس طرح دی ہے کہ یہ دو روایتیں مختلف اوقات پر محمول ہوں گی۔ عن ابن سیرین سالت انسا أخضب النّبی ﷺ فقال لم یبلغ الشیب الّا قلیلا (بخاری ج ۲ ص ۸۷۵) محمد ابن سیرینؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی ﷺ نے خضاب کیا تو انہوں نے کہا کہ سفید بال نہیں تھے مگر تھوڑے سے یہ حدیث بھی تطبیق پیدا کرتی ہے۔

اس باب میں تین مسائل ہیں: ۱۔ نبی ﷺ نے خضاب کیا یا نہیں۔ ۲: مطلق خضاب کا رجال واناث کے لیے کیا حکم ہے ۳: سیاہ خضاب کا کیا حکم ہے۔

مسئلہ اولیٰ: اکثر اہل علم کا قول یہی ہے کہ نبی ﷺ نے خضاب نہیں کیا اور حنفیہ بھی اسی کی طرف مائل ہیں در مختار میں ہے کہ نبی ﷺ کا خضاب نہ کرنا زیادہ صحیح ہے۔ علامہ بیجوری شافعیؒ کا قول ہے کہ نبی ﷺ نے خضاب کیا ہے یعنی اپنے بالوں کو رنگا ہے جیسا کہ بحوالہ

شمائل ترمذی ابو ہریرہ وانس عنہما کی احادیث گزر چکی ہیں ان احادیث کا محمل شیخ الاسلام نے یہی لکھا ہے کہ احیانا خضاب کیا مواظبۃ و دواما نہیں واللہ اعلم۔

خلاصہ: نبی ﷺ کے سفید بال تھے کیونکہ بالکل قلیل تھے کہ جن کو رنگنے کی حاجت نہ تھی اس لئے کبھی کبھار رنگا، مستقل رنگنے کا معمول نہ تھا (باب الخضاب کے تحت شمائل ترمذی میں تین احادیث مذکور ہیں جن میں خضاب (رنگنے) کا ذکر ہے) انّ ام سلمة اَرَتْهُ شعر النّبی ﷺ احمر (بخاری ج۲ص ۸۷۵) ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابن وہب کو حضور ﷺ کے سرخ (رنگے ہوئے) بال دکھائے۔

مسئلہ ثانیہ: مطلقا خضاب کے متعلق پہلے احادیث ملاحظہ ہوں۔ ۱: عن ابی ہریرة ﷺ ان الیہود و النصاریٰ لا یصبغون فخالفوھم (بخاری ج۲ص ۸۷۵ مسلم ج۲ص ۱۹۹، ابوداؤد ص۲۲۶ نسائی ج۲ص ۲۹۲) ترجمہ یقیناً یہود و نصاریٰ نہیں رنگتے سوتم انکی مخالفت کرو۔ (کہ رنگو) ۲: عن جابر بن عبداللہ ﷺ قال اُتِی بابی قحافة یوم فتح مکة ورأسه ولحیته کالثغامة بیاضا فقال رسول اللہ غیّرو اھذا بشیئ واجتنبوا السواد (مسلم ج۲ص ۱۹۹، ابوداؤد ص۲۲۰، نسائی ج۲ص ۲۹۲، ابن ماجہ ۲۵۸) ترجمہ: جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے فتح مکہ کے دن ابوقحافہ (والد ابوبکر صدیق) کو لایا گیا اس حال میں کہ انکے سر اور داڑھی کے بال پھول کی طرح (بالکل) سفید تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا اس کو کسی شئی (کتم حنا صفرہ) سے بدلو اور (سیاہ (خضاب) سے بچو۔

۳: عن ابی ہریرة ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ غیّرا والشیب ولا تشبّھو بالیہود (ترمذی ۲۳۸) ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا بڑھاپے (سفیدی) کو بدلو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ ۴: عن ابی ذر ﷺ عن النبی انّ احسن ما غیّر به الشیب الحنا و الکتم بیشک بال رنگنے کیلئے سب سے عمدہ حنا (مہندی) اور کتم (بوٹی) ہے۔

۵: ان امرأ ة سألت عائشةؓ عن خضاب الحناء فقالت لاباس به (ابوداؤد ص۲۲۰) ایک خاتون نے حضرت عائشہؓ سے خضاب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (درست ہے) احادیث بالا مفصل با حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سفید بالوں کو رنگنا مردوں و مستورات کیلئے درست ہے بلکہ بعض احادیث میں تو صیغہ امر (غیّروا فخالفوھم) ہے۔ عند الاحناف مردوں وعورتوں کیلئے سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور یہی احادیث بالا کا مقتضا ہے شوافع کے نزدیک سنت ہے اور بال رنگنے کیلئے سرخ، سیاہ سرخی مائل، پیلا، زعفرانی رنگ پسندیدہ ہیں جیسا کہ حدیث رابع میں گزرا۔ ان رنگوں کا ذکر حدیث ذیل میں ہے۔ عن عباس ﷺ قال مرّ النبی ﷺ علی رجل قد خضب بالحنا ء فقال ما احسن ھذا ثم مرّ بآ خر قد خضب یا لحناء والکتم فقال ھذا اَحْسَنُ من ھذا ثم مرّ بآ خر قد خضب بالصفرة فقال ھذا اَحْسَنُ من ھٰذا کلّه (ابن ماجہ ص ۲۵۸) ترجمہ ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی پر گزرے جس نے مہندی سے بال (رنگے) ہوئے تھے فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے! پھر دوسرے پر گزرے جس نے مہندی اور کتم بوٹی (مخلوط وکس) سے رنگا ہوا تھا فرمایا: یہ اس سے زیادہ خوبصورت ہے پھر تیسرے پر گزرے اس نے صفرہ (پیلے رنگ) سے رنگا ہوا تھا فرمایا: یہ ان سب سے حسین ہے۔

مسئلہ ثالثہ: سیاہ خضاب، کالی مہندی کا حکم

حدیث نمبر۱۔ عن جده صهیب الخیر قال رسول اللہ ﷺ ان احسن ما خضبتم به لهذا السواد ارغب لنسا ء

کم فیکم واھیب لکم فی صدور عدوّ کم (ابن ماجہ ص ۲۵۸) ترجمہ صہیب الخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین وحسین رنگ جس سے تم رنگتے ہو یہ سیاہ رنگ ہے یہ تم میں تمھاری عورتوں کیلئے زیادہ مرغوب ہے اور تمھارا رعب تمھارے دشمن کے سینے میں پیدا کرنے والا ہے۔[1]

حدیث نمبر۲۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہُ قال قال رسول اللہ ﷺ یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یر یحون را ئحة الجنة (ابوداؤد ص ۲۲۶) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو کبوتروں کے پوٹوں کی طرح سیاہ خضاب لگائے گی یہ لوگ جنت کی خوشبو نہ پائیں گے۔ مذکورہ حدیثوں سے سیاہ خضاب کے متعلق متعارض حکم ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے احناف ؒ نے حدیث ثانی کو راجح قرار دیتے ہوئے سیاہ خضاب کو مکروہ کہا ہے اور یہی مشہور قول ہے اگر چہ بعض علماء نے سیاہ خضاب کو جائز کہا ہے جیسے ابھی آتا ہے۔ شوافع کے نزدیک سیاہ خضاب حرام ہے وعید شدید کی وجہ سے۔

مسئلہ! عذر شرعی کی صورت میں مردوں اور مستورات کیلئے سیاہ خضاب بھی جائز ہے۔

مسئلہ! سیاہ سرخی مائل خضاب درست ہے ملا علی قاری حنفی ؒ نے حلیمی کا قول مختار (جمع الوسائل ج ا ص ۱۲۵ میں) نقل کیا ہے کہ سیاہ خضاب میں مردوں اور عورتوں کیلئے فرق ہے مردوں کو سیاہ خضاب سے منع کیا ہے اور عورتوں کیلئے سیاہ خضاب کی اجازت دی ہے۔

یہ سب تفصیل بالوں کے متعلق ہے عورتوں کیلئے ہاتھوں اور پیروں کو مہندی سے رنگنا جائز و مستحسن ہے مردوں کیلئے بلا عذر (علاج وغیرہ) کے مہندی لگانا حرام ہے۔[2] بحمد اللہ اس تفصیل سے تینوں مسائل واضح ہوگئے۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ فَهْمٍ فَهِيْمٌ۔

حدیث خامس: یکرہ ان ینتف الرجل الشعرة البیضاء۔ آدمی کیلئے سفید بالوں کو نوچنے کو انس ابن مالک رضی اللہ عنہ مکروہ سمجھتے تھے۔ بالوں کو نوچنا منع ہے اس لئے کہ اس میں خلقت اصلی اور ہیئت حقیقی کو بدلنا ہے اور سفید بالوں کو نور مسلم کہا گیا ہے۔ کان ابراھیم ...... اوّل النّاس رأی الشیب قال ربّ ما ھذا قال الربّ تبارك و تعالٰی وَقَارٌ یا ابراھیم قال یا ربّ زدنی وَقَارًا اخرجه مالك فی المؤطّا (خازن ج ا ص ۸۶)

ترجمہ: سعید ابن مسیبؒ (جلیل قدر تابعی) کہتے ہیں..... کہ ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے انسانوں میں سفید بال دیکھے تو پوچھا اے میرے پروردگار یہ کیا ہے؟ جواب ملا یہ وقار ہے۔ کہا! اے میرے پروردگار میرے وقار میں اضافہ فرمائیں۔ امام مالکؒ نے اپنی موطاء میں روایت کیا۔ شمطات جمع ہے شمط بفتح الشین و المیم ابتداء میں آنے والے سفید بال یہاں سفید بال مراد ہیں۔ الحناء، مہندی، الکتم یہ بوٹی ہے جسکا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے

حدیث ثامن: اُبْرِی النَّبَلَ وَ اُرِیْشُهَا ابوحیفہ کہتے ہیں ان دِنوں میں تیروں میں پیکان اور پر لگاتا تھا۔ یعنی میں اتنی عمر میں تھا کہ سمجھ بوجھ (فھم وسماع) رکھتا تھا۔[3]

---

[1] ابن ماجہ کے محشی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اگلی روایت کے ساتھ متعارض ہونے کی وجہ سے۔۱۲

[2] سیاہ خضاب سب سے پہلے فرعون (ولید ابن مصعب بن ریان) نے لگایا تھا۔

[3] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع الاکمال. تکملہ

(۲۵) باب اِثْبَاتِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ وَصِفَتِهٖ وَمَحَلِّهٖ مِنْ جَسَدِهٖ ﷺ

(۱۰۶۲) باب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر نبوت کے ثبوت کے بیان میں

(۱۴۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ سِمَاكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَكَانَ اِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَاِذَا شَعِثَ رَاْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَرَاَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ.

(۶۰۸۰) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک کا اگلا حصہ سفید ہو گیا تھا اور جب آپ تیل لگاتے تو سفیدی ظاہر نہ ہوتی اور جب آپ کے سر مبارک کے بال پراگندہ (خشک) ہوتے تو سفیدی ظاہر ہو جاتی۔ اور آپ کی داڑھی مبارک کے بال گھنے تھے۔ ایک آدمی کہنے لگا کہ آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس تلوار کی طرح (چمکتا تھا) حضرت جابرؓ کہنے لگے کہ نہیں بلکہ آپ کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح گولائی مائل تھا اور میں نے مہر نبوت آپ کے کندھے مبارک کے پاس دیکھی جس طرح کہ کبوتری کا انڈہ اور اس کا رنگ آپ کے جسم مبارک کے مشابہ تھا۔

(۱۴۴) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ خَاتِمًا فِیْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَاَنَّهٗ بَيْضَةُ حَمَامٍ.

(۶۰۸۱) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک میں مہر نبوت دیکھی جیسا کہ کبوتر کا انڈا۔

(۱۴۵) وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی اَخْبَرَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

(۶۰۸۲) حضرت سماک رضی اللہ عنہ سے اسی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۱۴۶) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِیْ خَالَتِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِیْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَاْسِیْ وَدَعَا لِیْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰی خَاتِمِهٖ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

(۶۰۸۳) سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کرنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میرا یہ بھانجا بیمار ہے تو آپ نے میرے سر پر (اپنا ہاتھ مبارک) پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی پھر آپؐ نے وضو فرمایا اور میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا پھر میں آپ کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے آپکے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی جو کہ مسہری کی گھنڈیوں جیسی تھی۔

(۱۴۷) حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ ابْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ ح وَحَدَّثَنِي حَامِدُ ابْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا اَوْ قَالَ ثَرِيْدًا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ اِسْتَغْفَرَ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ نَعَمْ وَلَكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ [محمد:۱۹] قَالَ ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتِمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيْلَانٌ كَاَمْثَالِ الثَّاٰلِيْلِ.

(۶۰۸۴) حضرت عبداللہ بن سرجس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روٹی اور گوشت یا ثرید کھایا۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے دعائے مغفرت بھی کی ہے۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! اور تیرے لیے بھی دعائے مغفرت کی ہے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کی طرف ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان چپٹی ہڈی کے پاس بائیں کندھے کے قریب مٹھی کی طرح مہر نبوت دیکھی، اس پر مسوں کی طرح کے تل تھے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں مہر نبوّت کا ذکر ہے

حدیث اوّل: قد شمط بروزن سمع کہ سفید بال شروع ہو چکے تھے۔ **فقال رجل وجهه مثل السيف قال لا بل كان مثل الشمس والقمر**۔ ایک آدمی نے کہا نبی ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا انہوں نے کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا۔ تلوار سے تشبیہ میں شبہ تھا چہرہ انور کے لمبا ہونے کا جو حسن کے خلاف ہے اس لئے نورانیت اور چمک میں سورج و چاند کی مثل کہا۔ **رأيت الخاتم عند كتفه مثل بيضة الحمامة يشبه جسدهٗ**۔ میں نے مہر نبوّت شانے کے پاس دیکھی جو (جسامت میں) کبوتری کے انڈے کی طرح تھی اور (رنگت میں) جسم اطہر کے مشابہ تھی۔ مہر نبوّت یہ بائیں کندھے کے پاس تھی جو ابھرے ہوئے گوشت کا مجموعہ تھا۔

مہر نبوّت کو خاتم کہنے کی وجہ تسمیہ: خاتم مہر یہ علامت ہوتی ہے کسی ادارے اور کمپنی کی اسی طرح یہ خاتم النبوۃ علامت تھی آنحضرت ﷺ کے نبی مرسل ہونے کی جیسا کہ علماء یہود و نصاریٰ نے اس مہر سے نبی ﷺ کو پہچانا اور (جنکے مقدر میں تھا) ایمان لائے مثلاً سلمان فارسی ﷺ جو فارس کے صوبہ اصبھان کے شہر جے سے (اپنے باپ و قوم کی آتش پرستی سے بیزار ہو کر) چلے شام، موصل، نصیبین، عموریا، کے سفر کاٹتے اور جان لیوا مصائب جھیلتے ہوئے رحمت دو جہاں ﷺ کے پاس آن پہنچے اور تین نشانیاں عدم اکل صدقہ، قبول ہدیہ اور مہر نبوّت کو دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ تو خاتم النبوۃ علامت تھی آپ ﷺ کی نبوت وصداقت کی۔

۲: ختم کا معنٰی ہے حفاظت (پیک) کہ اس سے چیز محفوظ ہو جاتی ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کی بعثت سے سلسلہ نبوت ورسالت تمام ہو چکا اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء بھیجنے تھے آ چکے اور سلسلہ نبوت منقطع اور ختم ہو گیا۔ اس لئے مہر نبوت کو خاتم کہا گیا (جمع الوسائل ج۱ص ۵۶)

تنبیہ! قاضی عیاض مالکیؒ نے کہا **وهذا الخاتم هو اثر شق الملكين بين الكتفين** یہ مہر نبوت دو کندھوں کے درمیان فرشتوں

کی شق (چیرنے) کا اثر ہے لیکن یاد رکھئے علامہ نوویؒ اور دیگر محققین نے قاضی عیاضؒ کے قول کی تردید کی ہے (ضعیف بل باطلٌ) کیونکہ شق صدر ہوا تھا شق الکتف کا تو کہیں ذکر نہیں۔
مہر نبوت شق نہیں مستقل علامت نبوت تھی۔ جبکہ بعضوں نے قاضی عیاضؒ کے قول کی تائید میں دلائل پیش کرتے ہوئے تصویب کی کوشش کی ہے! للّٰہ دَرُّ القائل۔
مہر کا حجم اور مقدار کتنی تھی؟ اس کے متعلق بیضہ حمامة زِرّالحجلة (مسہری کی گھنڈی) اور خِیلَانٌ کَامثَالِ الثالیل (مسّوں کے تِل کی طرح) کے الفاظ ہیں جن میں اس کی جسامت کا ذکر ہے۔ بیضہ حمامۃ کا لفظ سب سے زیادہ واضح ہے۔ فائدہ! آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مہر نبوت غائب ہوگئی تھی۔ حجلۃ کی جمع حجال ہے۔ زرالحجلۃ کا معنیٰ حجلۃ پرندے کا نام انڈا بھی بعض نے کہا ہے جیسا کہ امام ترمذی لیکن جمہور نے حجلۃ سے مراد قبہ نما مسہری (جس پر پردہ لٹکایا گیا ہو) مراد لیا ہے۔
حدیث خامس: عند ناغض کتفہ۔ شانے کی چپٹی (حرکت کے وقت ظاہر ہونیوالی) ہڈی کے پاس تھی۔ صحابی رسول عبداللہ ابن سرجس ﷺ (بکسرالجیم) نے جو آیت پڑھی یہ (سورۂ محمد ۱۹ کی) آیت ہے جس میں نبی ﷺ کو امت کیلئے دعائے مغفرت کا فرمایا گیا۔ انہوں نے مہر نبوت کے محل کو بیان کیا۔ ﴿ جُمْعٌ بضم الجیم و سکون المیم مجموعة ﴾ الخاتم پر الف لام عہد کا ہے یعنی وہ خاتم (مہر) جو نشانی وعلامت تھی نبوت کی اور کتب سابقہ سماویہ میں بعثت سے پہلے مذکور تھی [۱]

(۲۶) باب قَدْرِ عُمْرِهٖ ﷺ وَاِقَامَتِهٖ بِمَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ.

(۱۰۶۳) باب: نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک اور مکہ ومدینہ میں قیام کے بیان میں

(۱۴۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَ لَيْسَ فِىْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

(۶۰۸۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طویل القامت (بہت لمبے) تھے اور نہ ہی پست قد اور نہ ہی آپؐ بالکل سفید تھے اور نہ ہی گندمی رنگ اور آپؐ کے بال مبارک نہ تو بالکل گھنگریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے سر مبارک پر چالیس سال کی عمر میں نبوت کا تاج رکھا پھر آپؐ نے مکہ مکرمہ میں دس سال قیام فرمایا اور دس سال مدینہ منورہ میں رہے اور ساٹھ سے کچھ اوپر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اور آپؐ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

(۱۴۹) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ عَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنِى الْقَاسِمُ ابْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِىْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ كِلَاهُمَا عَنْ رَبِيْعَةَ (يَعْنِى) ابْنَ اَبِىْ

---

[۱] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع الاكمال. تكمله

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ (بْنِ اَنَسٍ) وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا كَانَ اَزْهَرَ.

(۶۰۸۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے لیکن ان دونوں روایتوں میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک چمکتا ہوا سفید تھا

(۱۵۰) وَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ غَسَّانَ الرَّازِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ زَائِدَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ وَاَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ وَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ.

(۶۰۸۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی تریسٹھ سال کی عمر پائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۱۵۱) وَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ سَنَةً وَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

(۶۰۸۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں وفات پائی۔ ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سعید بن مسیبؒ نے بھی اس طرح خبر دی ہے۔

(۱۵۲) وَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ عَبَّادُ بْنُ مُوْسٰى قَالَا حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا مِثْلَ حَدِيْثِ عُقَيْلٍ.

(۶۰۸۹) حضرت ابن شہابؒ سے ان دونوں اسناد کے ساتھ عقیل کی روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۱۵۳) وَحَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِعُرْوَةَ كَمْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ.

(۶۰۹۰) حضرت عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عروہؓ سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے مکہ مکرمہ میں کتنا عرصہ قیام کیا؟ انہوں نے فرمایا: دس سال میں نے کہا حضرت ابن عباسؓ نے تو تیرہ سال فرمائے ہیں۔

(۱۵۴) وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعُرْوَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَمْ لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ بِضْعَ عَشْرَةَ قَالَ فَغَفَّرَهُ وَقَالَ اِنَّمَا اَخَذَهُ مِنْ قَوْلِ الشَّاعِرِ.

(۶۰۹۱) حضرت عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں کتنا عرصہ قیام فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: دس سال۔ میں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تو دس سال سے کچھ اوپر کہتے تھے تو حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی اور کہنے لگے کہ انہوں نے شاعر کا قول لیا ہے۔

(۱۵۵) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ.

(۶۰۹۲) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں تیرہ سال قیام فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۱۵۶) وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ (سَنَةً) يُوْحٰى اِلَيْهِ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَ مَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ سَنَةً.

(۶۰۹۳) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں تیرہ سال قیام فرمایا اور اس عرصہ میں آپ کی طرف وحی آتی رہی اور مدینہ منورہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال قیام فرمایا اور آپؐ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۱۵۷) وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبَانَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ فَذَكَرُوْا سِنَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَكْبَرَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ وَ مَاتَ اَبُوْبَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ وَ قُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يُقَالُ لَهُ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ فَذَكَرُوْا سِنَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ (سَنَةً) وَمَاتَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ وَ قُتِلَ عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ.

(۶۰۹۴) حضرت ابو اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ وہاں موجود لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا ذکر کیا تو کچھ لوگوں نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضرت ابوبکرؓ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تریسٹھ سال کی عمر میں شہید کیے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے ایک آدمی جسے عامر بن سعد کہا جاتا ہے کہنے لگا: ہم سے حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا تذکرہ کیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تریسٹھ سال کی عمر میں شہادت پائی۔

(۱۵۸) وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ يُحَدِّثُ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ الْبَجَلِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ فَقَالَ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَ سِتِّيْنَ.

(۶۰۹۵) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور میں بھی اب تریسٹھ سال کا ہوں۔

(۱۵۹) وَ حَدَّثَنِي ابْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَمَّارٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَمْ أَتَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ فَقَالَ مَا كُنْتُ أَحْسِبُ مِثْلَكَ مِنْ قَوْمِهِ يَخْفَى عَلَيْهِ ذٰلِكَ قَالَ قُلْتُ إِنِّي قَدْ سَأَلْتُ النَّاسَ فَاخْتَلَفُوا عَلَيَّ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَعْلَمَ قَوْلَكَ فِيهِ قَالَ أَتَحْسِبُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَمْسِكْ أَرْبَعِينَ بُعِثَ إِلَيْهَا خَمْسَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَأْمَنُ وَ يَخَافُ وَ عَشْرَ مِنْ مُهَاجَرِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ.

(۶۰۹۶) حضرت عمار رضی اللہ عنہ (بنی ہاشم کے مولیٰ) سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک آپ کی وفات کے دن کتنی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: میرا خیال نہیں تھا کہ آپ کی قوم میں سے ہوتے ہوئے بھی اتنی سی بات تم سے پوشیدہ ہوگی۔ میں نے کہا کہ میں نے لوگوں سے (اس بارے میں) پوچھا تو انہوں نے مجھ سے اختلاف کیا، اس لیے میں نے پسند کیا کہ میں اس سلسلے میں آپ کا قول جان لوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم حساب جانتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے فرمایا: تم چالیس کو یاد رکھو، اس وقت آپؐ کو مبعوث کیا گیا (یعنی نبوت ملی) (پھر اس کے بعد) پندرہ سال مکہ مکرمہ میں کبھی امن اور کبھی خوف کے ساتھ رہے اور پھر آپؐ نے ہجرت کے بعد دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔

(۱۶۰) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُونُسَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ ابْنِ زُرَيْعٍ.

(۶۱۹۷) حضرت یونس رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ یزید بن زریع کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔

(۱۶۱) وَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَ سِتِّينَ.

(۶۱۹۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پینسٹھ سال کی عمر میں ہوئی۔

(۱۶۲) وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

(۶۱۹۹) حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے۔

(۱۶۳) وَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَ يَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَ ثَمَانَ سِنِينَ يُوحٰى إِلَيْهِ وَ أَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا.

(۶۲۰۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں پندرہ سال قیام پذیر رہے۔ آپ آواز سنتے (یعنی جبرئیل علیہ السلام کی) اور روشنی دیکھتے (یعنی راتوں کی تاریکی میں عظیم نور دیکھتے) اور یہ سلسلہ سات سال تک رہا لیکن آپ کوئی صورت نہ دیکھتے اور پھر آٹھ سال تک وحی آنے لگی اور آپؐ نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں۔ ان میں نبی ﷺ کی عمر اور قیام مکہ ومدینہ کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: بعثہ اللہ علی راس اربعین سنۃً اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا چالیس سال کی عمر میں۔

آنحضرت ﷺ کی بوقت بعثت عمر کیا تھی؟

قول اوّل: بوقت بعثت آپ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی کہ ولادت باسعادت بھی ربیع الاوّل میں اور بعثت پُر رحمت بھی ربیع الاوّل یہ مسعودی اور ابن عبداللہ کا مختار ہے۔

قول ثانی: بوقت بعثت آنحضرت ﷺ کی عمر چالیس سال دس یوم تھی۔

قول ثالث: بوقت بعثت نبی ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال بیس یوم تھی۔ یہ جعابی کا قول ہے۔

قول رابع: لیکن مشہور یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ولادت باشرافت ربیع الاوّل میں اور بعثت باکرامت رمضان المبارک میں ﴿شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن......انا انزلناہ فی لیلۃ القدر﴾ اس طرح بوقت بعثت سرور کونین ﷺ کی عمر شریف انتالیس سال چھ یا چار ماہ ہوگی۔ آخری قول راجح ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ حدیث باب میں تو اربعین سنۃ (چالیس) سال کا ذکر ہے تو یہ قول مشہور کے متعارض ومخالف نہیں کہ عرب میں کسور کو حذف کرنا شائع وذائع ہے کہ ساڑھے اُنتالیس کو چالیس یا ساڑھے چالیس کو صرف چالیس کہہ دیا۔ یہی شیخ الاسلام مدظلہ کا مختار ہے۔

حدیث تاسع: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال اقام رسول اللہ ﷺ ﴿بمکۃ ثلاث عشرۃ یوحی الیہ وبالمدینۃ عشرا ومات وھو ابن ثلاث و ستین سنۃ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تیرہ سال مکہ میں (بعثت کے بعد) قیام کیا کہ انکی طرف وحی اُترتی تھی اور مدینہ (منورہ) میں دس سال اور دنیا سے رحلت فرمائی اس حال میں کہ آپ ﷺ کی عمر شریف تریسٹھ سال تھی۔ اس باب میں یہ روایت صحیح صریح اور واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ کی کل عمر تریسٹھ سال ہے (۴۰ سال بعثت سے قبل ۱۳ سال قیام مکہ اور دس سال قیام مدینہ (۴۰+۱۳+۱۰=۶۳)۔

بعض روایات میں ساٹھ پینسٹھ کا ذکر حذف اور زیادتی کسور کے ساتھ ہے۔

حدیث حادی عشر: وانا ابن ثلاث وستین اور میری عمر تریسٹھ سال ہے یہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے اور اس میں اظہار تمنا ہے کہ مجھے بھی اس سال موت آئے کہ میں بھی (مذکورہ حضرات (نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ) کے مشابہ ہو جاؤں۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال بعمر ۷۲ سال رجب ۶۰ھ میں ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کا تفصیلی ذکر اوائل کتاب فضائل الصحابہ میں آرہا ہے ان شاء اللہ

تنبیہ: حدیث ثانی کی سند میں ایک راوی خالدؒ ابن مَخْلَدْ ہے جوز جانی نے کہا ﴿کانَ شتّا مَا مُعْلِنًا لسوء مَذْھَبِہ﴾ امام مسلمؒ نے اس سے روایت کیونکر لی؟ اسکا جواب شیخ الاسلام مدظلہ نے یہ دیا ہے کہ بطور تائید ومتابع اس کی روایت لی ہے ورنہ مستقل ثبوت مسئلہ

کے لئے ایسے راوی کی روایت معتبر نہیں متابع میں اس لئے کہ اصل بنیاد واستدلال روایات صحیحہ قطعیہ سے ہوتا ہے ابن شاہین اور عثمان بن ابی شیبہ نے خالد ابن مخلد کی توثیق کی ہے اور شیخ الاسلام مدظلہ نے بھی وہی عندی ان شاء اللہ لا باس بہ کے الفاظ سے تائید کی ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث سابع: انما اخذہ من قول الشاعر ۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ابوقیس صرمہ ابن ابی انس بن مالک بن عدی بن عامر بن حنم ابن النجار الانصاری ہیں یہ زمانہ جاہلیت میں ہی گوشہ نشین تھا اور بتوں سے دور اور صاف ستھرا پاک وطاہر رہتا اس نے ایک جھونپڑا نما معبد خانہ بنایا تھا جس میں جُنُبی اا ور حائضہ نہ جاتے اور یہ کہتا اَعْبُدُ رَبَّ اِبراهيمَ میں ابراہیم کے رب کی عبادت کرونگا آنحضرت ﷺ کی مدینہ آمد پر مشرّف باسلام ہوا معمر اور سچ گو تھا زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف میں شعر کہتا تھا جس کا حوالہ ہے وہ یہ ہے

﴿ثَوٰی فِیْ قُرَیْشٍ بِضعَ عَشْرَۃَ حجّۃً يُذَكِّرُ لَوْيَلْقٰی خَلِيْلاً مُوَاتِيًا و صَدِيقًا﴾

نبی ﷺ نے قریش میں دس سال سے کچھ زائد قیام کیا نصیحت کرتے کہ کاش کوئی ہمنوا مخلص ملے۔

حاشیہ مسلم عبارت نوویؒ میں مُوَاتِيًا بالنون ہے لیکن صحیح اور اوفق بالمعنٰی مواتیا بالتاء (مشتق مِن وت ی) ہے۔ کیونکہ موانیا (مشتق من ون ی) کا معنی کاہل، سست کام چور ہے جو محل سے ذرہ بھی موافقت نہیں رکھتا۔ بضع کا لفظ مشہور قول کے مطابق تین سے دس کیلئے بولا جاتا ہے۔ یہاں تین ہی مراد ہونگے۔

حدیث سادس عشر: یسمع الصوت ویری الضوء ملائکہ اور ہاتف کی آواز سنتے (ہاتف وہ پکارنے والا جو نظر نہ آئے) اللہ کی آیات اور ملائکہ کی نورانیت کو دیکھتے اشجار واحجار کا سلام سنتے حتی کہ جبرئیل ﴿اقرأ باسم ربّكَ الذی خلق﴾ کا پیغام لیکر آئے۔ یہ چیزیں مقدمات ومبادی نزول وحی کے تھیں۔[1]

(۲۷) باب فِیْ اَسمَآئِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۰۶۴) باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ کے بیان میں

(۱۶۴) وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ يُمْحٰی بِیَ الْكُفْرُ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی عَقِبِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ.

(۶۲۰۱) حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں اور میں احمد بھی ہوں اور میں ماحی بھی ہوں یعنی اللہ میری وجہ سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں (قیامت کے دن) سب لوگوں کو میرے پاؤں پر جمع کیا جائے گا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد کوئی اور نبی نہیں (یعنی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔

---

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع الاكمال. تكمله

(۱۶۵) حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ اَحَدٌ وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ رَءُوْفًا رَحِیْمًا.

(۶۲۰۲) حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بہت سے نام ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور ماحی ہوں (ماحی کا معنی یہ کہ اللہ میری وجہ سے کفر کو مٹائے گا) اور میں حاشر ہوں (حاشر کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن) اللہ سب لوگوں کو میرے پاؤں پر جمع فرمائے گا اور میں عاقب ہوں (عاقب کا معنی یہ ہے کہ) جس کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رؤف اور رحیم رکھا ہے۔

(۱۶۶) وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ اللَّیْثِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلٌ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ کُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِیْ حَدِیْثِ شُعَیْبٍ وَ مَعْمَرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ حَدِیْثِ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْتُ لِلزُّهْرِیِّ وَمَا الْعَاقِبُ قَالَ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ وَفِیْ حَدِیْثِ مَعْمَرٍ وَ عُقَیْلٍ الْکَفَرَةَ وَفِیْ حَدِیْثِ شُعَیْبٍ الْکُفْرَ.

(۶۲۰۳) حضرت زہری رحمہ اللہ سے ان سندوں کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور شعبہ اور معمر کی حدیث میں "سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ" کے الفاظ ہیں اور معمر کی روایت میں ہے کہ میں نے حضرت زہری سے پوچھا کہ عاقب کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو اور عقیل نے اپنی روایت میں "کفرۃ" کا لفظ کہا ہے اور شعیب نے اپنی روایت میں "کفر" کا لفظ کہا ہے۔

(۱۶۷) وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُسَمِّیْ لَنَا نَفْسَهٗ اَسْمَاءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَالْمُقَفِّیْ وَالْحَاشِرُ وَ نَبِیُّ التَّوْبَةِ وَ نَبِیُّ الرَّحْمَةِ.

(۶۲۰۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اپنے کئی نام بیان فرمائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد اور احمد اور مقفی اور حاشر، نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں نبی ﷺ کے ناموں کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: انا محمد و انا احمد و انا الماحی ..... انا الحاشر ... انا العاقب۔

محمد اور احمد نبی ﷺ کے دو مشہور نام ہیں ان میں پہلا زیادہ مشہور ہے کتب سابقہ سماویہ میں آپ ﷺ کا نام احمد اور قرآن کریم میں محمد ہے۔ سورۃ الصف میں عیسیٰ علیہ السلام سے حکایۃً قرآن مجید میں احمد بھی مذکور ہے انکا اشتقاق لفظ حمد سے ہے جو مجسمہ تعریف ہے۔

محمد تعریف کیا ہوا۔ صفات والا۔ قابل تعریف۔ کہ ساری کائنات نے آپ ﷺ کی تعریف کی۔ محمد کہتے ہیں جس پر صفات حمیدہ کی انتہا ہو جائے۔ جمال وکمال کا امتزاج وانحصار ہو! ظاہر محمد، باطن محمد، قول محمد، عمل محمد، خیال محمد، چال محمد، حال محمد، قال محمد، ہر حال محمد، تعریف ہی تعریف۔ کمی ونقص نام کی کوئی چیز نہیں۔ نبی ﷺ سے پہلے کسی کا نام محمد نہیں تھا جیسے فرمایا۔ اسمه یحیٰی لم نجعل له من قبل سمیّا (مریم ۷) کہ یحیٰی علیہ السلام سے پہلے یحیٰی کسی کا نام نہیں تھا۔ ہاں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے قریب زمانہ میں جب اہل کتاب نے حضور ﷺ کی پیشگی خبر دی تو بعض لوگوں نے اپنے بچوں کے نام محمد رکھے کہ شاید یہی ہو۔ حافظ ابن حجرؒ نے محمد نامی افراد کی تعداد پندرہ لکھی ہے بعض نے کم بھی لکھے ہیں۔ محمد کہتے ہیں ﴿الذی حُمِدَ مرّةً بعد مرّةٍ﴾۔

احمد تعریف کرنے والا: آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی تعارف کرایا اسکا راستہ دکھایا جہنم سے بچایا اور جنت کے راستہ پر لگایا اس لیے آپ ﷺ کا نام احمد ہے اپنے رب کی تعریف کرنے والا۔ احمد اس لئے کہ سب سے پہلے آپ نے اللہ کی تعریف کی قیامت میں سب سے پہلے آپ ﷺ تعریف کریں گے، کھانے پینے سفر پر جانے وغیرہ مواقع میں آپ ﷺ نے اللہ کی حمد کی۔ لواء الحمد آپ کا، حمادون امت آپ کی، مقام محمود آپ ﷺ کے لیے، سب نبیوں صدیقوں شہیدوں ولیوں نے اللہ کی حمد کی وہ حماد ہیں آپ ﷺ نے سب سے زیادہ تعریف کی تو آپ ﷺ احمد ہیں۔

محمد اور احمد میں تطبیق: ایک ہی ذات محمد تعریف کی ہوئی اور احمد تعریف کرنیوالی یہ کیسے کئی جواب دیئے جاسکتے ہیں۔

جواب: (۱) پہلی کتابوں میں آپ کا نام احمد ﷺ اور قرآن میں محمد ﷺ ہے۔ ۲: بعثت سے پہلے احمد ﷺ اور اس کے بعد محمد ﷺ ۳: زمین پر احمد آسمانوں میں محمد۔ ۴: اللہ کی ذات کیلئے احمد ﷺ اور امت کیلئے محمد ﷺ۔ آپ ﷺ اللہ کی تعریف کرنے والے ہیں اور امت آپ کی تعریف کرتی ہے۔ ۵: پہلے اللہ کی تعریف کرتے رہے احمد تھے پھر محمد و محمود ہوئے۔

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا پھر اس سے مانگ کر روشنی بزم کون ومکاں کو سجایا گیا
وہ محمد بھی احمد بھی حامد بھی محمود بھی حسن مطلق کے شاہد بھی مشہود بھی

﴿ مَا اِنْ مَدَحْتُ محمدا بِمَقَالَتِیْ لکن مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ. ﴾

میں نے اپنی نعت سے محمد کی تعریف نہیں کی بلکہ محمد کی وجہ سے میری کلام قابل تعریف ہوئی۔

الماحی: مٹانے والا جس سے اللہ کفر کو ملیا میٹ کر دیگا۔

قول اوّل: جزیرہ عرب سے کفر کو مٹاؤ نگا۔ قول ثانی: پوری دنیا سے کفر کو مٹانے والا بتدریج بسبب اسی محنت دین کے جو نبی ﷺ لائے تھے جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد مکمل اسلامی نظام ہوگا۔ قول ثالث: دنیائے کفر سے دلائل قطعیہ ویقینیہ کے ذریعے کفار کے شبہات ودلائل کو مٹادونگا۔ قول رابع: الماحی بانّ الله یَمْحوبه سیئات من اتّبعه۔ ماحی کا معنیٰ ہے کہ نبی ﷺ کے متبعین کے گناہوں کو اللہ مٹادینگے۔ الحاشر: سب سے پہلے میں اُٹھایا جاؤں گا۔ حاصل معنیٰ یہ ہے کہ اب میرے بعد قیامت کے مابین کوئی نبی نہیں آئے گا اب قیامت ہی آئیگی جسمیں سب سے پہلے میں اُٹھایا جاؤ نگا پھر ساری خلقت اٹھے گی۔ العاقب: سب سے آخر میں آنیوالا پیچھے آنے والا آخر الانبیاء، خاتم الانبیاء۔

حدیث ثانی: قد سماه الله رؤوفا رحيما ـ اللہ تعالیٰ نے انکا نام شفیق ورحم دل رکھا جیسا کہ ﴿ لقد جاء كم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم ﴾ (التوبہ ۱۲۸) میں مذکور ہے رحمت کا معنی ہے افاضة النعم على المحتاجين حاجت مندوں پر انعام کرنا (نعمتیں بہادینا) وما ارسلناك الا رحمةً للعالمين (انبیاء ۱۰۷) حدیث رابع: المقفّی پیچھے آنیوالا ـ ثم قفّينا على آثارهم برسلنا وقفّينا بعيسى ابن مريم (الحدید ۵۷) ولا تقف ما ليس لك به علم (بنی اسرائیل ۳۶) میں بعد اور آخر کا معنی ہے ـ نبی التوبه نبی الرحمه کہ توبہ ورحمت کو لانیوالا نبی کہ انکے تبعین کی توبہ قبول ہوگی اور شفاعت النبی سے درجات عطا ہونگے ـ نبی الملحمة: نبی الملاحم ـ اس نام کا ذکر کتب سابقہ سماویہ میں بھی موجود تھا اسلحہ والا نبی مجاہد لاِعلاءِ کلمۃ اللہ ـ سو کے قریب غزوات وسرایا اسکا آئینہ دار ہیں ـ یہ چند مشاہیر ناموں کا ذکر ہے اس کے سوا نبی ﷺ کے متعدد نام ہیں ـ قاضی ابوبکر ابن العربی ؒ نے احکام القرآن میں کثیر تعداد میں نام لکھے ہیں ـ[1]

(۲۸) باب عِلْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللّٰهِ تعالٰى وَشِدَّةِ خَشْيَتِهٖ

(۱۰۶۵) باب: نبی کریم ﷺ کے اللہ تعالیٰ کو جاننے اور اللہ سے ڈرنے کے بیان میں

(۱۶۸) وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرًا فَتَرَخَّصَ فِيْهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِهٖ فَكَاَنَّهُمْ كَرِهُوْهُ وَ تَنَزَّهُوْا عَنْهُ فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَقَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ بَلَغَهُمْ عَنِّيْ اَمْرٌ تَرَخَّصْتُ فِيْهِ فَكَرِهُوْهُ وَ تَنَزَّهُوْا عَنْهُ فَوَ اللّٰهِ لَاَنَا اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً.

(۶۲۰۵) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کیا اور اس میں رخصت رکھی (یعنی جائز فرمایا) تو یہ بات آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں تک پہنچی تو ان لوگوں نے اسے ناپسند سمجھا اور اس سے پرہیز کیا۔ آپؐ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کیا حال ہے، ان لوگوں کا کہ جن کو یہ بات پہنچی ہے کہ میں نے ایک کام کرنے کی اجازت دے دی ہے اور وہ اسے ناپسند سمجھ رہے ہیں اور اس سے پرہیز کر رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں ہی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں اور میں ہی اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔

(۱۶۹) حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ ح وَ حَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ جَرِيْرٍ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ.

(۶۲۰۶) حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جریر کی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۱۷۰) وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَمْرٍ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَغَضِبَ حَتّٰى بَانَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْغَبُوْنَ عَمَّا رُخِّصَ لِيْ فِيْهِ فَوَ اللّٰهِ لَاَنَا اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع الاكمال. تكمله

وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً.

(۶۲۰۷) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے کرنے کے بارے میں اجازت عطا فرمائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ اس سے بچنے لگے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ غصہ میں آ گئے یہاں تک کہ آپ کے چہرۂ اقدس پر غصہ کے اثرات نمایاں ہو گئے پھر آپ نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جس کام کے کرنے کی میں نے اجازت دی ہے اور وہ لوگ اس سے اعراض کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں سب سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور میں ہی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔

احادیث کی تشریح :اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں نبی ﷺ کے علم اور خشیۃ کا ذکر ہے

حدیث اوّل: **صنع رسول اللہ ﷺ امرا فترخّص فیه فبلغ ذلك من اصحا به فکانهم کر هوا ... مابال ر جال قوم!** اس عبارت میں الناس سے کون لوگ مراد ہیں۔ ا: حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جس نے نبی ﷺ سے آ کر پوچھا یارسول اللہ میں رمضان المبارک میں اس حال میں صبح (صادق) کرتا ہوں کہ میں جنبی ہوتا ہوں تو روزے کا کیا حکم ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی اسی حالت میں (بلا غسل) ہوتا ہوں کہ صبح صادق ہو جاتی ہے۔ (یعنی روزہ درست ہے) تو اس نے کہا آپ ﷺ بخشے بخشائے اور ہم کہاں اس پر آپ ﷺ نے ناگواری کا اظہار فرمایا اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ حدیث (مسلم ج ۱ ص ۳۵۴) میں مذکور ہے الفاظ حدیث یہ ہیں ﴿**عن عائشةؓ انّ رَجُلاً جاء الی النّبی یستفتیه وهی تسمع من وراء ا لحجاب فقال یارسول اللہ تدر کنی الصلوۃ** ﴾ (ای وقت صبح الصادق) **وانا جنب فاصوم فقال رسول اللہ ﷺ وانا جنب فاصوم فقال لستَ مثلنا یارسول اللہ قد غفر اللہ لك ماتقدم من ذنبك وما تأخّر فقال** (**رسول اللہ ﷺ والله انّی لارجو ان اکون اخشا کم للّٰہ و اعلمکم بما اتقی**۔

۲: اس سے مراد وہ افراد ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے اعمال کے متعلق ازواج مطہّرات سے معلوم کیا پھر کہا کہ آپ ﷺ تو معصوم و مغفور اور درجات علیا والے ہیں۔ ہم کہاں پھر ایک نے کہا اما انا **لا اَتزوّج النّساء ... لا آکل اللحم .. لا انام علی فراش .. اصوم ولاا فطر** .. یہ خبر جب آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: یہ حدیث (مسلم ج ۱ ص ۴۴۹) پر ملاحظہ ہو اس حدیث کے آخری کلمات یہ ہیں ﴿**ما بال اقوام قالوا کذا: لکنی اصلّی وانام و اصوم وافطر و اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منّی**﴾۔ مابال رجال میں بلا تعیین وتسمیہ خطاب ہے جس میں متعلقہ افراد کو رسوائی سے بچانا نرمی کرنا اور بلیغ انداز سے صحیح مسئلہ سمجھانا ظاہر ہوتا ہے۔ مصلحین و مبلغین کیلئے یہی مشعل راہ و مسنون ہے کہ امت، افراد، عملہ کو سمجھایا جائے رسوا نہ کیا جائے۔ یاد رکھیے کامیابی نکاح، نوم، اکل چھوڑنے میں نہیں انکو اللہ کا حکم اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق بجالانے میں کامیابی ہے اور جس چیز کا حکم ہو شریعت میں اسکے ترک پر کیسے اجر و فضیلت پا سکتے ہیں۔ ورنہ رہبانیت و شریعت میں فرق نہ رہیگا اور اگر نہ کھانا، نکاح نہ کرنا، نیند نہ کرنا، نیکی اور اعلیٰ درجہ ہوتا تو فرشتے انسانوں سے افضل ہوتے کہ انکے اندر نکاح، نوم، اکل کا مادہ خیال و تصور بھی نہیں۔ ابتلاء و آزمائش نام ہی اسی چیز کا ہے کہ ان سب چیزوں کے ہوتے اور کرتے ہوئے رب تعالیٰ

کوراضی کرنا۔ ﴿الذی خلق الموت و الحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا﴾ (الملک۲) لَا نَا اعلمھم باللہ ...اس جملہ سے پتہ چلا کہ نبی علم، خشیت، معرفت، عبدیت، عبادت، فضیلت، منقبت کے اعلیٰ درجہ پر تھے۔ اعلم باللہ ہونا بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ کوعلم اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا۔ اسی سے اخشی الناس ہونا بھی واضح ہوگیا کیونکہ علم ومعرفت ہی سبب خشیت ہے جب علم کی اعلیٰ چوٹی پر ہیں تو خشیت کا بھی اعلیٰ ترین درجہ آپ ﷺ ہی کیلئے ارشاد فرمایا: انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (فاطر۲۸) انبیاء کے علوم ساری کائنات کے اولین آخرین علماء سے زیادہ پھر آنحضرت ﷺ کا علم توسب سے کامل واکمل۔

فائدہ!۱: رخصت پر عمل کرنا عبدیت وتواضع ہے کیونکہ امر شاق کو اختیار کرنا گویا کہ دعویٰ کرنا ہے کہ میں بھی اتنا ہمت والا ہوں پھر بوجھ برداشت نہ کرتے ہوئے چند دنوں میں ماند پڑ جانے سے بہتر ہے کہ ابتداء عمل سے ہی رخصت، میانہ روی کو اپنائیں تا کہ ﴿خیر الاعمال ما قلّ و اَدْوَمُھَا﴾ کا مصداق صادق بن جائے ۲: جو اعمال مخصوص بالنبیؐ ہیں ان میں اقتداء ممنوع ہے مثلاً صوم وصال۔ چار سے زائد بیک وقت ازواج، نیند کے باوجود وضو باقی رہنا۔ نبی ﷺ کے افعال طبعی، جبلی میں اقتداء مباح ہے مثلاً کھڑا ہونا بیٹھنا، کھانا پینا۔ جنکا حکم دیا انکی اقتداء واجب ہے۔ مثلاً ﴿صلّوا کما رأیتمونی اصلّی﴾۔ جن احکام کے وجوب، استحباب اباحت کا حکم دیا انکو اسی طرح کرنا ہے۔ عبادات کے متعلق نبی ﷺ کے جملہ احکام واجب الاتباع ہیں۔ ہر عمل میں آپ ﷺ کی اتباع کرنے میں ہی فلاح دارین پوشیدہ ہے۔ ﴿اللھم ارزقنا اتّباع حبیبك ﷺ فی امورنا کلھا.﴾

(۲۹) باب وُجُوْبِ اِتِّبَاعِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۰۶۶) باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے وجوب کے بیان میں۔

(۱۷۱) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَاَبٰى عَلَيْهِمْ فَاخْتَصَمُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اسْقِ يَا زُبَيْرُ! ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا زُبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَ حْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ: ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ النساء:۶۵۔

(۶۲۰۸) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی حرہ کے ایک مہرے کے بارے میں کہ جس سے کھجور کے باغات کو پانی لگاتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھگڑا کرنے لگا۔ انصاری نے کہا کہ پانی کو چھوڑ دے تا کہ وہ بہتا رہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تو سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس جھگڑے کا (ذکر کیا)۔ رسول اللہ ﷺ نے

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے زبیر! تو اپنے درختوں کو پانی دے پھر پانی اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دے۔ انصاری (یہ بات سن کر) غصہ میں آ گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ زبیر رضی اللہ عنہ تو آپ ؐ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں (یہ بات سن کر) اللہ کے نبی ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ بدل گیا پھر آپ ؐ نے فرمایا۔ اے زبیر! اپنے درختوں کا پانی دے پھر پانی کو روک لے۔ یہاں تک کہ پانی دیواروں (منڈیروں) تک چڑھ جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ یہ آیت **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ** اس بارے میں نازل ہوئی ہے۔ "اللہ کی قسم سو مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ اپنے جھگڑوں میں آپ ؐ کے حکم کو تسلیم نہ کر لیں۔

حدیث کی تشریح : اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی اتباع کرنے کا حکم مذکور ہے۔

حدیث اوّل ۔ ان رجلا من الانصار خاصم الزبیر ۔ اس رجل کا نام حمید یا ثابت بن قیس بن شماس یا ثعلبہ بن حاطب انصاری تھا واحدیؒ ثعلبیؒ اور مھدوی نے حاطب بن ابی بلتعہ نام نقل کیا ہے لیکن یہ مرجوح قول ہے۔ کیونکہ حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ مہاجرین میں سے تھے جن کا قصہ سورۃ الممتحنہ کے شان نزول میں بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت زبیرؓ سے مخاصمت کرنے والا شخص مذکور مسلم تھا یا منافق و کافر ۔ ابو اسحاق الزجاجؒ اور داؤدیؒ کہتے ہیں انّ هذا الرجل کان منافقا ۔ نوویؒ و قاضی عیاضؒ نے اس پر یہ اشکال کیا ہے کہ حدیث میں لفظ ہے کہ وہ شخص انصاری تھا اور انصار مؤمنین کاملین مخلصین کی جماعت تھی۔

جواب! یہ شخص نسباً انصاری تھا دیناً انصاری نہیں تھا بلکہ منافق تھا۔

دوسرا اشکال: یہ ہے کہ نبی ﷺ کے فیصلہ پر اعتراض و انکار کفر ہے تو نبی ﷺ نے اسکو قتل کیوں نہیں کرایا۔ جواب: ابتدائے اسلام میں آپ ﷺ منافقین کو معاف کر دیتے تالیف قلوب اور دیگر مصالح دینیہ کی وجہ سے ان سے تعرض نہ کرتے جیسے رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی ابن سلول کو قتل نہیں کرایا اور فرمایا: لا یتحدّث الناس انّ محمدا یقتل اصحابه ۔ اور اللہ تعالی کا حکم ہے فاعف عنهم و اصفح ان الله یحبّ المحسنین ۔ دلیل انکی یہی ہے کہ نبی ﷺ کے فیصلہ پر اعتراض نکتہ چینی کرنا اور جور و ظلم کی نسبت کرنا واضح کفر اور صریح نفاق ہے۔ (کفر بواح و نفاق صرّاح) فلا وربّك لا یؤمنون حتی یحکّموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا ممّا قضیت و یسلّموا تسلیما (النساء ۶۵) شیخ الاسلام مدظلہ نے کثیر من العلماء (بلا ذکر اسماء هم) کے عنوان سے ذکر کیا ہے کہ ضروری نہیں کہ یہ شخص منافق ہو بلکہ حالت غضب میں آپے سے باہر ہونے والا اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر پھسلنے والا مؤمن ہو اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ مومن ہو کر حالت غضب میں کلمہ کفر منہ سے نکل جائے۔ اور بعد میں توبہ نصوحا کر لے۔ اور بھی تاویلیں ذکر کی ہیں جیسا کہ قصہ افک میں حسان بن ثابت، مسطح، حمنہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ واقعہ پیش آیا حالانکہ یہ مخلص مومن تھے۔ لیکن اس کی کوئی صریح دلیل بیان نہیں کی کہ وہ شخص مومن تھا۔ قول ثانی شفقت و خیر خواہی پر مبنی و مؤوّل ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو کہ یہ شخص بعد میں سدھر گیا ہو لیکن دلائل صریحیہ وقویہ قول اوّل کی مؤید ہیں۔ واللہ اعلم ۔ وفوق کل فهم فهیم ۔ فی شراج الحرّۃ ۔ مدینہ منورہ میں باغات و اراضی کو سیراب کرنے اور سینچنے کیلئے مختلف چھوٹے چھوٹے نالے تھے ان میں سے ایک کا نام شراج الحرۃ تھا (حرہ نامی کسی) یہ ایسے ہے جیسے یوں کہا جائے شراج المشرقی (مشرقی نالہ،

کسی) شراج السفلی (تحتانی نالہ)۔ شراج العلی بالائی نالہ۔ حرہ کہتے ہیں سیاہ پتھریلی زمین کو۔ شراج بکسر الشین جمع ہے شرج کی مثل بحار جمع بحر کے۔ حتی یرجع الی الجدر. جدر بفتح الجیم منڈیر جمع اسکی جدور ہے جیسے فلس کی جمع فلوس۔ اور جدار بکسر الجیم دیوار جمع اسکی جدر اور جدران آتی ہے۔ ثم احبس الماء۔ پھر پانی کو روک لے منڈیر، دیوار تک پہنچنے کے متعلق علماء نے حد بیان کی ہے کہ آدمی کے کعب (ٹخنے) تر ہو جائیں۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ پانی باغ کے درختوں کے تنوں کے تحتانی حصہ تک پہنچ جائے کیونکہ درخت کی جڑ عادۃً زمین سے قدرے اونچی ہوتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب زمین خوب سیراب ہو جائے ضرورت وموسم کے مطابق تو پھر بعد والے کیلئے پانی چھوڑ دے بلاضرورت نہ روکے۔ (ہمارے دیار میں اب اوقات (منٹ اور گھنٹوں) کے حساب سے پانی کی باری مقرر ہوتی ہے اور یہ دافع للنزاع موافق شرع ہے۔ (بشرطیکہ اسکی پاسداری کی جائے) اس سے ثابت ہوا کہ پانی کی باری کا معاملہ الحق للمتقدم کے مسلم اصول کے تحت ہوگا۔ (نہ جسکی لاٹھی اسکی بھینس) اور یہی اسلام کے زریں اصول ہیں جو ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی کے ضامن ہیں۔ نبی ﷺ نے یہ فیصلہ اس لئے ہی فرمایا تھا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین رجل انصاری کی زمین سے پہلے تھی نہ رشتہ داری وطرفداری کی وجہ سے جیسے اس شخص نے سمجھا۔ اس سے پتہ چلا تحقیق حال کے بغیر کسی پر اعتراض کرنا ممنوع و نامعقول ہے۔ فتلون وجه رسول الله ﷺ آپ کا چہرہ انور متغیر ہوا یہ لفظ غضب سے کنایہ ہے آپ ﷺ کو اس کی بات انتہائی ناگوار گزری۔ لیکن اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ نبی ﷺ نے غصہ کی حالت میں فیصلہ فرمایا جو منع ہے اس لئے کہ نبی ﷺ معصوم ہیں۔ ﴿فقال الزبير و الله انى لا حسب هٰذه الآية نزلت فى ذالك﴾ یہاں مذکور ہے سورۃ النساء کی یہ آیت واقعہ رجل انصاری وزبیر میں اتری ہے۔ صحیح بخاری و دیگر کتب تفسیر میں اس کا شان نزول بشر نامی منافق اور ایک یہودی کا قصہ نقل کیا ہے جو حضور ﷺ کے فیصلے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے۔ (تفصیل کیلئے روح المعانی ج ۳ جز ۵ ص ۱۰۴، خازن ج ۱ ص ۳۹۷)

تطبیق: اس بارے میں ابن جریرؒ نے کہا یجوز انها نزلت فى الجميع اور یہ تطبیق بالکل بجا ہے کہ ایک آیت کے متعدد شان نزول ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ثعلبہ بن حاطب سے نبی ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ قبول نہ کی (جلالین ص ۱۶۳) اس سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کا قول حجت ہے اور اس سے پس وپیش اور اعتراض کرنا کفر ہے۔

تفصیل زیر نظر کتاب ہی کے مقدمہ میں حجیت حدیث کے عنوان کے تحت دیکھئے۔

(۳۰) باب تَوْقِيْرِهٖ ﷺ وَتَرْكِ اِكْثَارِ سُؤَالِهٖ عَمَّا لَا ضَرُوْرَةَ اِلَيْهِ اَوْلَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ تَكْلِيْفٌ وَمَا لَا يَقَعُ وَنَحْوِ ذٰلِكَ.

(۱۰۶۷) باب: بغیر ضرورت کے کثرت سے سوال کرنے کی ممانعت کے بیان میں

(۱۷۲) وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيْبِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَا كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا اَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ.

(۶۲۰۹) حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ اور حضرت سعید بن مسیبؒ (دونوں حضرات) فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپؐ فرماتے ہیں کہ میں جس کام سے تمہیں روکتا ہوں تم اس سے بچو اور جس کام کے کرنے کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں تو تم اپنی استطاعت کے مطابق اس کام کو کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے کثرت سوال اور اختلاف کرتے تھے۔

(۱۷۳) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا اَبُو سَلَمَةَ وَهُوَ مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ سَوَاءً.

(۶۲۱۰) حضرت ابن شہابؒ سے اس سند کیساتھ مذکورہ حدیثِ مبارکہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۱۷۴) حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِي كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ح وَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ كُلُّهُمْ قَالَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ذَرُونِي مَا تُرِكْتُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ثُمَّ ذَكَرُوا نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَاَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ.

(۶۲۱۱) ان سب سندوں کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (آپ ﷺ نے فرمایا) جس کام کو میں چھوڑ دوں تم بھی اس کام کو چھوڑ دو اور ہمام کی روایت میں "تُرِكْتُمْ" کا لفظ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس معاملہ میں تمہیں چھوڑ دیا جائے۔ پھر آگے روایت میں زہری عن سعید اور ابوسلمہ اور ابو ہریرہؓ کی روایت کی طرح ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۷۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَاَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَحُرِّمَ عَلَيْهِمْ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهِ.

(۶۲۱۲): حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بڑا جرم اس مسلمان کا ہے کہ جس نے کسی چیز کے بارے میں پوچھا (جبکہ وہ) مسلمانوں پر حرام نہیں تھی لیکن اس کے سوال کرنے کی وجہ سے ان پر وہ چیز حرام کر دی گئی۔

(۱۷۶) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ اَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ اَحْفَظُهُ كَمَا اَحْفَظُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَعْظَمُ الْمُسْلِمِیْنَ فِی الْمُسْلِمِیْنَ جُرْمًا مَنْ سَاَلَ عَنْ اَمْرٍ لَمْ یُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَی النَّاسِ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِہٖ۔

(۶۲۱۳) حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں میں سب سے بڑا جرم اس مسلمان کا ہے کہ جس نے کسی ایسے کام کے بارے میں سوال کیا کہ جو حرام نہیں تھا تو پھر وہ کام اس مسلمان کے سوال کرنے کی وجہ سے لوگوں پر حرام کر دیا گیا۔

(۱۷۷) وَحَدَّثَنِیْہِ حَرْمَلَۃُ بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ کِلَاھُمَا عَنِ الزُّھْرِیِّ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَ زَادَ فِیْ حَدِیْثِ مَعْمَرٍ رَجُلٌ سَاَلَ عَنْ شَیْءٍ وَ نَقَّرَ عَنْہُ وَ قَالَ فِیْ حَدِیْثِ یُوْنُسَ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ سَعْدًا۔

(۶۲۱۴) حضرت زہریؒ سے اسی سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے لیکن معمر کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ ایک آدمی نے کسی چیز کے بارے میں پوچھا اور اس کے بارے میں موشگافی کی اور یونس نے اپنی روایت میں عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ سَعْدًا کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

(۱۷۸) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَۃَ السُّلَمِیُّ وَ یَحْیَی بْنُ مُحَمَّدٍ اللُّؤْلُؤِیُّ وَاَلْفَاظُھُمْ مُتَقَارِبَۃٌ قَالَ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَۃُ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَصْحَابِہٖ شَیْءٌ فَخَطَبَ فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا قَالَ فَمَا اَتٰی عَلٰی اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمٌ اَشَدُّ مِنْہُ قَالَ غَطَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَلَھُمْ خَنِیْنٌ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا قَالَ فَقَامَ ذٰلِکَ الرَّجُلُ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْکَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ: ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ﴾ المائدۃ:۱۰۱۔

(۶۲۱۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے کوئی بات پہنچی تو آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں فرمایا کہ میرے سامنے جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا تو میں نے آج کے دن کی طرح کی کوئی خیر اور کوئی شر کبھی نہیں دیکھی اور اگر تم بھی (وہ کچھ) جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم لوگ کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ راوی حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر اس دن سے زیادہ سخت دن کوئی نہیں آیا۔ راوی کہتے ہیں کہ ان سب نے اپنے سروں کو جھکا لیا اور ان پر گریہ طاری ہو گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہ کہنے لگے: ''ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہیں''۔ پھر اس کے بعد وہی آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میرا باپ کون تھا؟ آپؐ نے فرمایا: تیرا باپ فلاں تھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا ...... ''اے ایمان والو!

تم ایسی چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو تم کو بُری معلوم ہونے لگیں۔''

(۱۷۹) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ وَ نَزَلَتْ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ تمام الآية.

(۶۲۱۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ کون تھا؟ آپؐ نے فرمایا: تیرا باپ فلاں آدمی تھا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! تم ایسی چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو تم کو بُری معلوم ہونے لگیں۔''

(۱۸۰) وَ حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيْبِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى لَهُمْ صَلَاةَ الظُّهْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَ ذَكَرَ اَنَّ قَبْلَهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَسْاَلَنِيْ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْاَلْنِيْ عَنْهُ فَوَ اللّٰهِ لَا تَسْاَلُوْنِّيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ فَلَمَّا اَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ بَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ذٰلِكَ قَالَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلٰى وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَتْ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ مَا سَمِعْتُ بِابْنٍ قَطُّ اَعَقَّ مِنْكَ اَاَمِنْتَ اَنْ تَكُوْنَ اُمُّكَ قَدْ قَارَفَتْ بَعْضَ مَا تُقَارِفُ نِسَاءُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَفْضَحَهَا عَلٰى اَعْيُنِ النَّاسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ وَاللّٰهِ لَوْ اَلْحَقَنِيْ بِعَبْدٍ اَسْوَدَ لَلَحِقْتُهُ.

(۶۲۱۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد نکلے اور آپؐ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو ظہر کی نماز پڑھائی پھر جب سلام پھیرا تو آپؐ منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا اور آپؐ نے فرمایا: قیامت سے پہلے بہت سی بڑی بڑی باتیں ظاہر ہوں گی پھر آپؐ نے فرمایا: جو آدمی مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے وہ مجھ سے پوچھ لے، اللہ کی قسم! تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں پوچھو گے تو میں تم کو (وحی الٰہی کے ذریعے) خبر دوں گا۔ جب تک کہ میں اپنی اس جگہ پر ہوں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سنی تو بہت سے لوگوں نے رونا شروع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمانا شروع کر دیا کہ مجھ سے پوچھو (اسی دوران) حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول میرا باپ کون تھا؟ آپؐ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ تھا (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمانا

شروع کر دیا کہ تم لوگ مجھ سے پوچھو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے پھر (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آفت قریب ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اس دیوار کے کونے میں میرے سامنے جنت اور دوزخ کو پیش کیا گیا تو میں نے آج کے دن کی طرح کی کوئی بھلائی اور برائی کبھی نہیں دیکھی۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہؒ نے خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی ماں نے ان سے کہا میں نے تیرے جیسا نافرمان بیٹا کوئی نہیں دیکھا کہ تجھے اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ تیری ماں نے بھی وہ گناہ کیا ہوگا کہ جو زمانہ جاہلیت کی عورتیں کیا کرتی تھیں پھر تو اپنی ماں کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے رسوا کرے۔ حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اگر میرا رشتا ایک حبشی غلام سے بھی ملایا جاتا تو میں اس سے لاحق ہو جاتا۔

(۱۸۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَ حَدِيْثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ مَعَهُ غَيْرَ اَنَّ شُعَيْبًا قَالَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ اُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ قَالَتْ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ.

(۶۲۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث یونس کی روایت کی طرح نقل کی ہے اور شعیب کی روایت میں ہے کہ حضرت زہریؒ کہتے ہیں کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ اہل علم میں سے کسی آدمی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی ماں نے ان سے کہا یونس کی حدیث کی مثل۔

(۱۸۲) حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّاسَ سَاَلُوْا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحْفَوْهُ بِالْمَسْاَلَةِ فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ سَلُوْنِيْ لَا تَسْاَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ الْقَوْمُ اَرَمُّوْا وَرَهِبُوْا اَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ يَدَيْ اَمْرٍ قَدْ حَضَرَ قَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَجَعَلْتُ اَلْتَفِتُ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا فَاِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَاْسَهُ فِيْ ثَوْبِهِ يَبْكِيْ فَاَنْشَاَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ كَانَ يُلَاحٰى فَيُدْعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَنْشَاَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ قَطُّ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اِنِّيْ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَرَاَيْتُهُمَا دُوْنَ هٰذَا الْحَائِطِ.

(۶۲۱۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھنا شروع کر دیا یہاں تک کہ لوگوں نے آپ ﷺ کو تنگ کر دیا تو ایک دن آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا: کہ تم لوگ مجھ سے پوچھو اور جس چیز کے بارے میں پوچھو گے میں تمہیں بتا دوں گا۔ جب لوگوں نے یہ سنا وہ خاموش ہو گئے اور اس بات سے ڈرنے لگے کہ کہیں کوئی بات تو پیش آنے

والی نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دائیں بائیں دیکھا تو ہر آدمی اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹے رو رہا تھا۔ بالآخر مسجد کے ایک آدمی نے کہ جس سے لوگ جھگڑتے اور اسے اس کے غیر باپ کی طرف منسوب کرتے تھے، عرض کیا: اے اللہ کے نبی ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمت کر کے عرض کیا: ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ تمام بڑے فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے آج کے دن کی طرح کی بھلائی اور برائی کبھی نہیں دیکھی کیونکہ جنت اور دوزخ کو میرے سامنے لایا گیا اور میں نے اس دیوار کے کونے میں ان دونوں کو دیکھا ہے۔

(۱۸۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ (الْحَارِثِيُّ) حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا (مُحَمَّدُ) بْنُ اَبِي عَدِيِّ كِلَاهُمَا عَنْ هِشَامٍ ح وَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ.

(۶۲۲۰) ان سندوں کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی واقعہ نقل کیا گیا ہے۔

(۱۸۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا اُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِي عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِي قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَ فِي رِوَايَةِ اَبِي كُرَيْبٍ قَالَ مَنْ اَبِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰى شَيْبَةَ.

(۶۲۲۱) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے لوگوں نے کچھ ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھا کہ جو آپ کو ناگوار معلوم ہوئیں تو جب لوگوں نے بار بار ایسی چیزوں کے بارے میں آپ سے پوچھا تو آپ غصہ ہوئے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: سالم مولیٰ شیبہ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر غصہ کے اثرات دیکھے تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ (رجوع) کرتے ہیں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تیرہ حدیثیں ہیں۔ ان میں بلاضرورت کثرت سوال سے منع کیا گیا ہے۔

حدیث اول: اس حدیث میں تسلیم و رضا کی تعلیم دی گئی ہے کہ جو حکم ملا اس پر عمل کرو جہاں سے روکا بس رک جاؤ (کیونکہ، چنانچہ، اگرچہ، مگر چہ، کس لئے میں نہ پڑو) اپنی استطاعت و قدرت کے مطابق عمل کرتے رہو سوالات شروع کر دیئے تو پھر تم پر ہی سختی ہوگی جیسے بنی اسرائیل کے بارے میں آتا ہے **شَدَّدُوا علی انفسهم شَدَّدَ الله علیهم** مثلاً ایک ہی مثال لیجئے کہ **ان الله یامر کم ان تذبحوا بقرة** اللہ کے حکم پر کوئی گائے بھی ذبح کرتے مسئلہ حل ہو جاتا قالوا، قالوا، قالوا، قالوا، قالوا، بولتے ہی نہیں تھکے تو شرائط

بھی سخت ہو گئیں۔اسی طرح لن نصبر علی طعام واحد خود مانگا نعمت بھی گئی اور ذلت وفقر مسلط کر دیا گیا۔شریعت مطہرہ نے ہماری رہنمائی کی ہے قیل وقال سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔

کثرت سوال سے کیوں روکا گیا؟ اسکی چند وجوہ ہیں۔۱: نازیبا قسم کے سوالات سے روکا گیا جن میں نبی ﷺ کو تکلیف ہوتی جیسے منافقین و یہود کرتے تھے۔۲: کثرت سوال ایذاء وسوء ادبی کا سبب ہے اس لئے منع کیا۔۳: سوال کرنے والا تنقیص تعجیز اور ہرانے کیلئے سوال کرتا۔۴: بہت زیادہ بالاصرار سوالات آپ ﷺ کے مرتبہ، وقار کے خلاف ہیں اس لئے روکا۔۵: بعض اوقات سوال کرنے سے مسلمانوں پر ایک چیز حرام ہو جاتی ہے اس لئے منع کیا۔۶: جواب میں کوئی ایسی چیز بیان ہو جو سائل پر گراں گزرے۔ جیسے عبداللہ بن حذافہ کا عجیب سوال حدیث باب میں موجود ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے یاایھا الذین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤ کم (المائدہ ۱۰۱) اے ایمان والو ایسی چیزوں کا سوال مت کرو اگر ظاہر ہوں تو تمہیں ناگوار، بری لگیں۔۷: نبی ﷺ سے بار بار مال طلب کرنا اور پاس نہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کو ناگوار ہوتا ۸: لایعنی واقعات وسوالات کرنا منع ہے جن کا عمل سے تعلق نہ ہو صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۵ پر حدیث موجود ہے جس میں فرمایا اللہ تم پر تین باتوں سے راضی ہے ۱: شرک نہ کرو ۲: اُسکی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھام لو۔۳: گروہوں میں نہ بٹ جاؤ اور تین چیزوں کو ناپسند کرتا ہے ۱: قیل وقال ۲: کثرت سوال ۳: اضاعۃ المال۔

حدیث رابع: اس آدمی کو گناہ گار کہا گیا کیونکہ یہ مشقت ومحرومی کا سبب بن سکتے ہیں۔اوپر پانچویں وجہ سوال سے منع کرنے کی یہ گزری ہے کہ سوال کی وجہ سے چیز حرام ہو جائے۔☆ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک چیز شریعت میں حرام نہ ہو صرف ایک بندہ کے سوال کی وجہ سے سب پر حرام کر دی جائے؟

جواب! شیخ الاسلام مدظلہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ سوال کرنے کی وجہ کسی چیز کو حرام کرنا یہ سائل پر غلوّ کی وجہ سے بطور سزا کے ہوتا ہے جب بہت زیادہ کھود کرید میں پڑے، بال کی کھال اتارنے لگے تو حلت کو عقوبۃً حرمت میں بدل دیا۔

یاد رکھیئے! سوال پر حلال چیز کا حرام ہونا صرف مخصوص تھا آپ ﷺ کے زمانہ کے ساتھ اور آپ ﷺ کی بقاء وحیات کے ساتھ کہ احکام شریعت اتر رہے تھے اب تکمیل دین اسلام اور آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد یہ حکم نہیں۔حاصل یہ ہے کہ آدمی جس کا مکلف نہیں وہ سوال نہ کرے۔ (جہاں جانا نہیں وہاں کا راستہ کیونکر پوچھیں) امور دینیہ، احکام اسلامیہ کے پوچھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ پوچھنا محبوب وپسندیدہ ہے اور خود ارشاد باری تعالیٰ ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (انبیاء ۷) سو اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔ (مگر یہ نہ پوچھو کہ عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کا رنگ کیسا تھا اس سے تمھیں کیا سروکار)

حدیث سابع: عرضت علیّ الجنۃ والنار۔ آنحضرت ﷺ نے جنت کو حقیقۃً دیکھا ہے جیسے احادیث کسوف، قصہ معراج میں مذکور ہے اور تمثیلا دیکھا ہے جیسے حدیث باب میں مذکور ہے۔(نووی) لم ار کالیوم فی الخیر والشرّ۔اس سے مراد جنت جہنم ہے کہ جنت سے بہتر کوئی جگہ نہیں اور دوزخ سے بدتر کوئی قید خانہ نہیں۔ابن بطال کہتے ہیں کہ عمرؓ اپنی فراست سے یہ بھانپ گئے تھے کہ یہ سوال تعنتاً وتنقیصا تھے انکو خوف ہوا کہ ایذاء رسول ﷺ کی وجہ سے کہیں عقوبت نہ آجائے فوراً کہا رضیتُ باللہ ربّاً وبا لاسلام دیناً وبمحمد نبیًا تو نبی ﷺ راضی ہوئے اور سکون فرمایا۔حدیث میں مذکور آیت کے دیگر متعدد شان نزول ذکر

کئے گئے ہیں مثلاً ایک نے کہا این ناقتی دوسرے نے کہا من ابی۔

حدیث تاسع: لاتسالونی عن شیء الا اخبرتکم به مادمت فی مقامی هذا۔ اھل علم کہتے ہیں کہ یہ فرمان اس لئے تھا کہ بذریعہ وحی انکو بتادیا گیا تھا کہ جو سوال بھی کریں گے جواب اترے گا ورنہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کے بتلائے بغیر غیب کا علم نہیں جانتے اس لئے فرمایا جب تک میں اس جگہ پر ہوں وحی کی وجہ سے جواب دوں گا۔ فقام عبدالله بن حذافة عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ لوگ اس کے نسب میں طعن کرتے تھے انہوں نے سوال کیا تا کہ نبی ﷺ کے فرمان کے بعد کوئی شبہ نہیں رہیگا اور لوگوں کی زبان بھی بند ہو جائے گی علامہ قرطبی نے اس شبہ کی (معقول) وجہ یہ لکھی ہے کہ زمانہ جاہلیت (قبل از اسلام) میں نکاح فاسد کی کئی صورتیں رائج تھیں جس میں سے ایک یہ ہے کہ چند آدمی ایک عورت سے ازدواجی تعلقات استوار کرتے بچے کی پیدائش کے بعد عورت جس کو چاہتی بچہ دیتی اور کہتی کہ یہ تمہارا بچہ ہے پھر بعض اوقات عالی النسب سے خسیس النسب لاحق ہو جاتا عادت ومزاج کے اختلاف کی وجہ سے بہت گڑ بڑ ہو جاتی اس لئے بعض صحابہ نے اطمینان کے لئے نبی ﷺ سے سوال کیا من ابی۔ ﴿لو الحقنی بعبد اسود للحقته﴾ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا انہوں نے کیسے کہا کہ میں اسود غلام سے لاحق ہو جاتا۔

جواب نمبرا۔ عبداللہ ابن حذافہ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا کہ زنا سے ثبوت النسب نہیں ہوسکتا۔ ایک مسئلہ معلوم نہ ہونا یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔ ان سے بڑے صحابی رسول سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بھی یہ مسئلہ معلوم نہ تھا چنانچہ انہوں نے ولیدہ زمعہ کے بارے میں جھگڑا کیا کہ یہ زانی کے ساتھ جائے گا۔

۲: وطی بالشبھہ سے نسب ثابت ہو جاتا ہے تو انکا کہنا ثبوت نسب کیلئے وطی بالشبھہ پر محمول کیا جائے گا۔ (نووی) واللہ اعلم

حدیث حادی عشر: فاذا کل رجل لاف رأسه فی ثوبه یبکی۔ یہ رونا دو وجہ سے ہوسکتا ہے۔ ا: آپ ﷺ کے غضب کی وجہ سے۔ ۲: فتنوں اور دوزخ کے شدت عذاب کی وجہ سے جسکی آپ ﷺ نے خبر دی۔ ارمّوا ای سکتوا خاموش چپ چاپ ہو گئے اسکا اصل معنیٰ ہے ہونٹوں کو ملانا۔ (منہ بند کرنا)

حدیث ثالث عشر: فقام آخر فقال من ابی یا رسول اللہ . اس صحابی رسول کا نام سعدؓ ہے۔ سعد ابن سالم مولیٰ شیبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1]

(۳۱) باب: وُجُوْبِ امْتِثَالِ اَمْرِهٖ مَا قَالَهٗ شَرْعًا دُوْنَ مَا ذَكَرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّعَايِشِ الدُّنْيَا عَلٰى سَبِيْلِ الرَّاْيِ

(۱۰۶۸) باب: رسول اللہ ﷺ شریعت کا جو حکم بھی فرمائیں اس پر عمل کرنا واجب ہے اور دنیوی معیشت کے بارے میں جو مشورہ یا بات فرمائیں اس پر عمل کرنے میں اختیار ہے

(۱۸۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ الثَّقَفِيُّ وَاَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَ تَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ وَهٰذَا حَدِيْثُ قُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِقَوْمٍ عَلٰى رُءُوْسِ النَّخْلِ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ فَقَالُوْا يُلَقِّحُوْنَهٗ يَجْعَلُوْنَ الذَّكَرَ فِي الْاُنْثٰى فَتَلْقَحُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَظُنُّ يُغْنِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا قَالَ فَاُخْبِرُوْا بِذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ فَقَالَ اِنْ كَانَ يَنْفَعُهُمْ ذٰلِكَ فَلْيَصْنَعُوْهُ فَاِنِّيْ اِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا فَلَا تُؤَاخِذُوْنِيْ بِالظَّنِّ وَلٰكِنْ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللّٰهِ شَيْئًا فَخُذُوْا بِهٖ فَاِنِّيْ لَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(۶۲۲۲) حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو کہ کھجور کے درختوں کے پاس تھے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ لوگ قلم لگاتے ہیں، یعنی نر کو مادہ کے ساتھ ملاتے ہیں تو وہ پھل دار ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے خیال میں اس چیز میں کچھ فائدہ نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب اس بات کی خبر ان لوگوں کو ہوئی تو انہوں نے اس طرح کرنا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں خبر دی گئی تو آپؐ نے فرمایا: اگر یہ کام ان کو نفع دیتا ہے تو وہ لوگ یہ کام کریں کیونکہ میرے خیال پر تم مجھے نہ پکڑو (یعنی میری رائے پر عمل نہ کرو) لیکن جب میں تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم دوں تو تم اس پر عمل کرو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والا نہیں ہوں۔

(۱۸۶) حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّوْمِيِّ الْيَمَامِيُّ وَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ وَ اَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا النَّضْرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَهُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِيْ اَبُو النَّجَاشِيِّ حَدَّثَنِيْ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَاْبُرُوْنَ النَّخْلَ يَقُوْلُوْنَ يُلَقِّحُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَفَضَتْ اَوْ قَالَ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَاْيِيْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ قَالَ عِكْرِمَةُ اَوْ نَحْوَ هٰذَا قَالَ الْمَعْقِرِيُّ فَنَفَضَتْ وَلَمْ يَشُكَّ.

(۶۲۲۳) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ لوگ کھجوروں کو قلم لگا رہے تھے یعنی کھجوروں کو گابھن کر رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا: تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم لوگ اسی طرح کرتے چلے آئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم اس طرح نہ کرو تو شاید تمہارے لیے یہ بہتر ہو۔ انہوں نے اس طرح کرنا چھوڑ دیا تو کھجوریں جھڑ گئیں یا فرمایا کم ہو گئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بارے میں آپ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایک انسان ہوں جب میں تمہیں کوئی دین کی بات کا حکم دوں تو تم اس کو اپنا لو اور جب میں اپنی رائے سے کسی چیز کے بارے میں بتاؤں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یا اسی طرح کچھ اور آپؐ نے فرمایا۔

(۱۸۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَعَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ يُلَقِّحُوْنَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا لَصَلُحَ قَالَ فَخَرَجَ شِيْصًا فَمَرَّ بِهِمْ فَقَالَ مَا

لِنَخْلِكُمْ قَالُوْا قُلْتَ كَذَا وَ كَذَا قَالَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاَمْرِ دُنْيَاكُمْ.

(۶۲۲۴) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو کہ قلم لگا رہے تھے تو آپ ؐ نے فرمایا: اگر تم اس طرح نہ کرو تو بہتر ہوگا آپ ؐ کے فرمان کے مطابق انہوں نے اس طرح نہ کیا تو کھجور خراب آئی۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ؐ پھر اس طرف سے گزرے تو آپ ؐ نے فرمایا: تمہارے درختوں کو کیا ہوا؟ ان لوگوں نے کہا: آپ ؐ نے ایسے ایسے فرمایا تھا۔ آپ ؐ نے فرمایا: تم لوگ اپنے دنیوی معاملات کو میری نسبت زیادہ بہتر جانتے ہو۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں نبی ﷺ کی کامل اتباع کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل۔ یلقّحونہ۔ کھجوروں میں قلم لگا رہے ہیں (نر کھجور کا بور مادہ پر چھڑک رہے تھے) فتلقح۔ وہ پھلدار ہو جاتی ہے۔ فنفضت۔ جھڑ گئیں۔ پھل پکنے سے پہلے ہی گر گیا۔ نقصت پھل کم ہو گیا۔ شیصا ردی' ناکارہ کھجوریں جنکی گٹھلی پوری نہ ہو خشک ہونے کے بعد سکڑ جائے۔ (ھکوی بن جانا) التلقیح ادخال شیٔ من طلع الذکر فی طلع الانثیٰ. تلقیح نر کھجور کے شگوفہ کو مادہ کھجور کے شگوفہ پر ڈالنا، داخل کرنا۔

نر مادہ کھجور کی پہچان؟ جس درخت پر پہلے پھل لگے وہ نر ہے جس درخت پر بعد میں پھل لگے وہ مادہ۔ آپ ﷺ نے جاہلیت کا عمل سمجھ کر منع فرما دیا۔ انّما ظننتُ ظنًّا فلا تؤ اخذونی بالظنّ ولکن اذا حدثتکم عن اللہ شیئا فخذوا بہ۔ حضور ﷺ کے افعال، احکام کی اقتداء کے متعلق ابھی باب علمہ میں گزر چکا ہے۔ مذکورہ الفاظ میں جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو میں تمھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کروں اسے لے لو اس سے آنحضرت ﷺ کے ہر حکم شرعی کا وجوب اور ثبوت حاصل ہوتا ہے اور اگر تشریع اور حکم کے طور پر آپ ﷺ اپنے اجتہاد سے بھی کچھ فرمائیں تو بھی واجب العمل ہوگا کیونکہ آپ ﷺ معصوم ہیں کہ آپ ﷺ کے اجتہاد میں صواب و درستگی کا یقین ہے اور خطاء کا شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اگر کوئی بات مشورۃً وطبعًا فرمائیں تو وہ واجب العمل نہیں جیسے حدیث باب میں تابیر و تلقیح نخل کا قصہ ہے کہ آپ ﷺ نے حکماً و تشریعاً نہیں مشورۃً تعلیم توکل کے لیے فرمایا۔

سوال! قرآن مجید میں ہے وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الاّ وحی یوحی (النجم ۳/۴) وہ نہیں بولتے اپنی چاہت سے یہ تو وہی ہے جو ان پر اُتارا جاتا ہے۔ قرآن کا دعویٰ یہ ہے کہ نبی ﷺ اپنی چاہت، خواہش اور مرضی سے نہیں بولتے ہاں وحی آتی ہے اور یہاں حدیث میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے تابیر سے منع فرمایا۔ پھر فرمایا انّما ظَنَنتُ۔

جواب! ۱: اس آیت میں جو فرمایا گیا ہے امور دینیہ کے متعلق ہے کہ شرعی احکام میں اپنی چاہت سے نہیں بولتے بلکہ وحی متلوّ اور غیر متلوّ سے بولتے ہیں امور طبعیہ دنیویہ میں یہ بات نہیں اس لئے تو فرمایا کہ تم اپنے امور دنیویہ میں زیادہ جانتے ہو کیونکہ آپ ﷺ کو دنیا سے کوئی سروکار نہ تھا بلکہ صاف فرما دیا: مالی و للدنیا میرے اور دنیا کے درمیان کیا واسطہ۔ جواب ۲: یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا تابیر سے منع کرنا توکل کی تعلیم کیلئے تھا اگر صحابہ کرام ؓ ایک دو سال اس کمی اور نقصان کو برداشت کرتے تو ہمیشہ کیلئے تلقیح نخل کی مشقت سے نجات پاتے۔ امید ہے کہ مذکورہ کلمات سے تفصیل و تشفّی ہو چکی۔ فامّا الذین فی قلوبھم زیغ فیتّبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ و ابتغاء تاویلہ (آل عمران ۷) اللہ تعالیٰ حق کی صحیح سمجھ اور اس پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے بے جا چہ میگوئی

اور کجی سے حفاظت فرمائے۔ آمین: ﴿انتم اعلم بامر دنیا کم﴾ جن امور کو شریعت نے تجربہ کے سپرد کیا ہے کہ اس میں کوئی امرو نہی وارد نہیں تو انکا تعلق تجربات سے ہی رہے گا۔[1]

(۳۲) باب : باب فَضْلِ النَّظْرِ اِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ تَمَنِّيْهِ

(۱۰۶۹) باب: نبی کریم ﷺ کا دیدار اور اسکی تمنا کرنے کی فضیلت کے بارے میں

(۱۸۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ فِىْ يَدِهٖ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِىْ ثُمَّ لَاَنْ يَرَانِىْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ مَعَهُمْ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ الْمَعْنٰى فِيْهِ عِنْدِىْ لَاَنْ يَرَانِىْ مَعَهُمْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَهُوَ عِنْدِىْ مُقَدَّمٌ وَ مُؤَخَّرٌ.

(۶۲۲۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ تم پر ایک دن آئے گا کہ تم لوگ مجھے دیکھ نہیں سکو گے اور تمہارے لیے مجھے دیکھنا تمہیں اپنے اہل وعیال اور مال و دولت سے زیادہ پسندیدہ ہوگا۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں نبی ﷺ کی زیارت کا ذکر ہے۔ علامہ نووی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مقصود صحابہ کرام کو حضور ﷺ کی مجلس کے التزام و اہتمام کی ترغیب دینا ہے کہ یہ موقع آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد ہاتھ نہ آئے گا۔ اس لئے اب اس کو غنیمت جانو اور سفر وحضر میں نبی ﷺ کے پاس رہ کر علوم خداوندی سے سیراب اور زیارت الرسول سے بہرہ ور، اور لطف اندوز ہوں۔ قال ابو اسحاق وھو عندی مقدّم و مؤخر۔ الفاظ حدیث میں تقدم وتاخر ہے کہ کچھ الفاظ پہلے کچھ بعد میں۔ مقصود زیارت النبی ﷺ کی اہمیت و اہتمام بالدوام ہے۔ یہ ابو اسحاق امام مسلم ابن حجاجؒ کے تلمیذ رشید اور راوی صحیح مسلم ہیں

علی محمد صلوۃ الابرار — صلی علیہ الطیبون الاخیار
محمد ﷺ پر ہیں درودِ ابرار — پڑھ رہے ہیں ان پر طیبون و اخیار
لقد کان قوّامابکی بالاسحار — یالیت شعری و المنایا اطوار
تھے وہ قائم الیل اورباکی اسحار — موت کے ہیں مختلف انداز واطوار

هل تجمعنی و حبیبی الدار
کاش مرنے کے بعد مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہو

ع......روح سینے میں ہے محبوب کے جب تک — نبی کی نعت میں چلتی رہے زبان وقلم۔[2]

---

[1] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

[2] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۳۳) باب فَضَآئِلِ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامِ

(۱۰۷۰) باب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل کے بیان میں۔

(۱۸۹) حَدَّثَنِی حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِابْنِ مَرْیَمَ الْاَنْبِیَاءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ وَلَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ نَبِیٌّ.

(۶۲۲۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ عیسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوں اور انبیاء علیہم السلام سب علاتی بھائیوں کی طرح ہیں اور میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

(۱۹۰) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی الْاَنْبِیَاءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ وَ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عِیْسٰی نَبِیٌّ.

(۶۲۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوں اور تمام انبیاء علیہم السلام علاتی بھائی ہیں اور میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

(۱۹۱) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَةِ قَالُوْا کَیْفَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاَنْبِیَاءُ اِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ وَاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی وَ دِیْنُهُمْ وَاحِدٌ فَلَیْسَ بَیْنَنَا نَبِیٌّ.

(۶۲۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں سب لوگوں سے زیادہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے قریب ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: تمام انبیاء علیہم السلام علاتی بھائی ہیں، اُن کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں اور اُن سب کا دین ایک ہی ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔

(۱۹۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ اِلَّا نَخَسَهُ الشَّیْطٰنُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ نَخْسَةِ الشَّیْطٰنِ اِلَّا ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّهٗ ثُمَّ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ [آل عمران:۳۶]

(۶۲۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بچہ ایسا نہیں ہے کہ جس کی ولادت کے وقت شیطان اس کو کونچہ نہ مارتا ہو پھر وہ بچہ شیطان کے کونچہ مارنے کی وجہ سے چیختا ہے سوائے ابن مریم علیہ السلام اور ان کی والدہ کے پھر ابو ہریرہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو: وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

(۱۹۳) وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَا يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسَّةِ الشَّيْطٰنِ اِيَّاهُ وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ مِنْ مَسِّ الشَّيْطٰنِ.

(۶۲۳۰) حضرت زہریؒ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں ہے کہ جس وقت بچہ کی ولادت ہوتی ہے تو شیطان اسے چھوتا (اور کچوکا لگاتا) ہے تو شیطان کے چھونے کی وجہ سے وہ بچہ چلا کر روتا ہے۔

(۱۹۴) حَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَا يُونُسَ سُلَيْمًا مَوْلٰى اَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَمَسُّهُ الشَّيْطٰنُ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ اِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا.

(۶۲۳۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر انسان کی پیدائش کے دن شیطان اسے چھوتا ہے، سوائے حضرت مریمؑ اور ان کے بیٹے (علیہ السلام) کے کہ شیطان نے ان کو نہیں چھوا۔

(۱۹۵) وَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ (عَنْ اَبِيهِ) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صِيَاحُ الْمَوْلُودِ حِينَ يَقَعُ نَزْغَةٌ مِنَ الشَّيْطٰنِ.

(۶۲۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولادت کے وقت بچے کا چیخنا شیطان کے کونچا مارنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۱۹۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوهُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِي.

(۶۲۳۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ چوری کر رہا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی سے فرمایا: تو نے چوری کی۔ اس آدمی نے کہا: ہرگز نہیں اور قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اپنے نفس کو جھٹلایا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں۔ ان میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔

کتاب الفضائل: میں سید الاوّلین وا لآخرین رسول محبوب ربّ العالمین رحمة للعالمین افضل الانبیاء و المرسلین سرتاج الرسل ہادی السُبُل محبوب الکل کا تذکرہ سب سے پہلے کیا گیا جس میں ذات وصفات، اخلاق وعادات، عبادات وانوارات، معجزات بیّنات کا تفصیلی ذکر ہوا۔ اب دیگر اللہ کے برگزیدہ چیدہ چیدہ وپسندیدہ کائنات میں آبدیدہ رسولوں کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ سوا لاکھ سے متجاوز انبیاء ورسل دنیا میں انسانیت کی رہنمائی وہدایت اور فلاح وبہبود کے واسطے مبعوث ہوئے تشریف لائے اور بدرجہ اتم وطریقہ احسن اپنے فرائض نبھا گئے، اپنی اپنی امت کو سمجھا گئے۔ ان کے بارے میں قرآن کہتا ہے لانفرّق بين احد منهم ونحن له مسلمون (البقرہ ۱۳۶، آل عمران ۸۴) کلّ من الصٰلحين

و کلاً فضّلنا علی العٰلمین . اولئك الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ (انعام ۸۵،۸۶،۹۰) اسی طرح مختلف الفاظ سے قرآن کریم میں انبیاء کی محنت، ہدایت، دعوت، ریاضت، صبر، شکر، قناعت، خلافت، جلالت، حلاوت، سیادت کا ذکر ہے قرآن مجید میں جن انبیاء کے نام مذکور ہیں وہ یہ ہیں (۱) آدم (۲) نوح (۳) ابراھیم (۴) اسحاق (۵) اسماعیل (۶) یعقوب (۷) داؤد (۸) سلیمٰن (۹) ایوب (۱۰) یوسف (۱۱) موسٰی (۱۲) ھارون (۱۳) زکریا (۱۴) یحیٰی (۱۵) الیاس (۱۶) ادریس (۱۷) الیسع (۱۸) یونس (۱۹) لوط (۲۰) ھود (۲۱) صالح (۲۲) شعیب (۲۳) عزیر (۲۴) عیسٰی (۲۵) محمد، احمد علی نبیّنا و علیھم السلام۔ ان میں سے اٹھارہ انبیاء کا نام سورۃ انعام کے دسویں رکوع میں ہے اور دیگر نام متفرق مقامات میں موجود ہیں جبکہ بعض انبیاء کے نام کرّات ومرّات (تکرار) سے بھی آئے ہیں۔ جس طرح قرآن کریم میں چند انبیاء کا ذکر ہے اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی۔ جو احادیث امام مسلمؒ کے معیار وشرائط کے مطابق تھیں فضائل انبیاء میں ان کو روایت کیا ہے۔ عیسیٰ سریانی زبان کا لفظ ہے (جو اس وقت رائج نہیں) اصل یسوع تھا بمعنی مبارک برکت والا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے امر سے باپ کے بغیر اپنی ماں طاہرہ مریم کے بطن سے پیدا ہوئے گہوارے میں ہی بول اُٹھے قال انی عبداللہ اٰتٰنی الکتٰب و جعلنی نبیّا و جعلنی مبارکا (مریم ۳۰) انکا نام مسیح بھی ہے اس لئے کہ جب مادر زاد اندھے کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے تو وہ بینا ہو جاتا۔ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے معجزات وآیات (نابینا اور کوڑھی کو تندرست کرنا پرندہ بنا کر اڑانا مُردوں کو زندہ کرنا باذن اللہ) لائے انجیل ان پر نازل ہوئی اپنے انصار وحواریوں سے مل کر فریضہ نبوت ادا کرتے رہے قصہ بایں جا رسید کہ یہود نے مخالفت اور قید وسولی پر لٹکانے کی ناکام کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف زندہ اٹھالیا اور قرب قیامت جامع دمشق پر اتریں گے دجال کو باب لد میں قتل کریں گے صلیب توڑیں گے عدل وانصاف قائم کریں گے...... بالآخر وفات پائیں گے اور روضہ رسول اکرم ﷺ میں دفن ہونگے۔

حدیث اوّل: انا اولی الناس بابن مریم . کہ میں عیسیٰ ابن مریم کے زیادہ قریب ہوں۔ یہ قرب زمانی ہے کہ حضور ﷺ سے پہلے عیسیٰ ہی گزرے ہیں اور آپ کی خوشخبری دے گئے و مبشرا بر سول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد (الصف ۶) اور پھر نبی ﷺ کی امت میں اتریں گے۔ ھمام ابن منبہ کی روایت میں ہے انا اولی الناس بعیسی ابن مریم فی الاولی والاٰخرۃ یہ پہلے سے اظہر واوضح ہے۔ حدیث کا یہ جملہ آیت قرآنی انّ اولی الناس بابراھیم للذین اتّبعوہ و ھذا النبیّ والذین اٰمنوا (آل عمران ۶۸) سے بظاہر متعارض ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ نبی ﷺ کو اقتداء میں ابراہیم علیہ السلام سے قرب حاصل ہے اور زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے۔ ولا منافاۃ بینھما. والانبیاء اولاد علّات . عَلا ت بفتح العین باپ شریک بھائی (جن کی ماں علیحدہ ہو) علاتی یہ علَلٌ سے مشتق ہے جسکا معنی ہے الشرب بعد الشرب (پینے کے بعد پھر پینا) اور جس شخص نے ایک بیوی پر دوسری عورت سے نکاح کیا گویا اس نے دوسری دفعہ پیا اس لئے ان (دو بیویوں) سے پیدا شدہ اولاد (بیٹوں) کو علاتی بھائی کہتے ہیں۔ انبیاء کے علاتی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انکا عقیدہ توحید متحد اور شرائع مختلف ہیں اصول متحد اور احکام جدا جدا ہیں اس لئے علاتی فرمایا۔ لیس بینی و بینہ نبیّ . یہ بات مسلّم ہے کہ انبیاء میں سے نبی مرسل حضور ﷺ سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کے بعد آنحضرت تک کوئی نبی ورسول مبعوث نہیں ہوا اور عیسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی نہیں آیا۔ وہ

تین حضرات جن کا ذکر اذارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث (یٰس) میں ہے شمعون، یوحنا، بولس (ابن کثیر ج۳ص ۵۸۵) اور جرجیس وخالد بن سنان نبی ہیں اور (الاصابہ ج اص ۴۵۸) میں کچھ روایات بھی مذکور ہیں جن میں خالد ابن سنان کی نبوت کا ذکر ہے لیکن یہ حدیث کے جملہ لیس بینی و بینه نبیؐ کے منافی نہیں کیونکہ یہ متبعین عیسیٰ، مبلغین و مصلحین تھے نبی مرسل اور مستقل صاحب شریعت نہیں ان الرسالة قد انقطعت بعیسی (فی بنی اسرائیل) (بوستان الفقیه لابی اللیث سمر قندی بحوالہ حاشیہ شرح عقائد ص ۱۳۶) فتح القدیر میں حافظ صاحب نے بھی یہی جواب دیا۔ شیخ الاسلام نے یہ بھی کہا ہے کہ روایات مذکور فی الاصابۃ ثقہ نہ ہونے کی وجہ سے حدیث باب کی مقابل نہیں۔

حدیث رابع: مامن مولود یولد الا نخسه الشیطان۔ نخس کا معنیٰ ہے جانور کو لکڑی سے کچو کا لگانا۔ بخاری میں کل ابن آدم یطعن الشیطان فی جنبه با صبعه حین یولد کے واضح الفاظ ہیں کہ پیدائش کے وقت ہر انسان کو شیطان انگلی سے پہلو میں چوکا دیتا ہے۔ علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ نخس وطعن اور نزغة سے انسان پر شیطان کے تسلط اور غلبہ کی ابتداء ہوتی ہے۔ جناب حنہ (والدہ مریم) کی دعاء انی اعیذ ھا بك وذریتها من الشیطان الرجیم (آل عمران ۳۶) سے اللہ تعالیٰ نے مریم اور اس کے بیٹے کو محفوظ کر لیا۔ نوویؒ کہتے ہیں ظاہر حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خصوصیت ہے عیسیٰ اور ان کی ماں کی لیکن قاضی عیاضؒ کا مختار یہ ہے کہ جملہ انبیاء و رسل اس میں شریک ہیں کیونکہ تمام انبیاء معصوم تھے اور شیطان کے تسلط سے محفوظ تھے و اختا ر القاضی ان جمیع الانبیاء یتشار کون فیها.

سوال! اگر جملہ نبی اس میں شریک ہیں تو پھر یہ حدیث صرف فضائل عیسیٰ میں کیونکر لائے یہ تو سب کیلئے فضیلت ہوئی اور نبی ﷺ نے صرف مریم وابنہا ذکر خاص کیوں کیا۔

جواب! یہ بات درست ہے کہ اس حفاظت معصومیت اور فضیلت میں سب انبیاء شریک ہیں ان دو کا ذکر بطور خاص انکی والدہ کی دعاء کی قبولیت اور شرافت کی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ کیا کہ جو دعا مانگی تھی شرف قبولیت حاصل کر چکی۔ یہ سبب ہے ذکر میں خصوصیت اور ترجیح کا اس لئے امام مسلمؒ اس حدیث کو فضائل عیسیٰ علیہ السلام میں لائے ہیں کیونکہ (بوجہ سابق) اس میں انکی حفاظت و فضیلت کا ذکر ہے هذاما بدا لی واللہ اعلم

حدیث سادس: ان ابا یونس و سُلیمان یہ ابو یونس سُلَیم (بضم السین) ابن جبیر الدوسی ہیں یہ مولیٰ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے ۱۲۳ھ میں انتقال ہوا۔ امام مسلم، بخاری نے ادب مفرد میں، ترمذی، ابوداؤد نے ان سے روایت کیا۔ امام مسلمؒ نسائی اور ابن حبان کہتے ہیں یہ ثقہ اور قابل اعتماد ہے (تفصیل کیلئے التھذیب ج۴ص ۱۴۴)

حدیث ثامن! رای عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام رجلا یسرق...... آمنت باللہ و کذبت نفسی وفی روایة البخاری کذبت عینی

سوال! اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کذبت نفسی کیسے کہا؟

اس کے متعدد جواب دیئے گئے ہیں۔ (۱) عیسیٰ علیہ السلام نے ظاہر افرمایا کہ میں اپنے نفس، عین کی تکذیب کرتا ہوں کیونکہ اس شخص نے

قسم کھائی تھی۔(۲) کہ اس نے ہاتھ بڑھایا چیز کی طرف مگر اٹھایا نہیں اور عیسیٰ نے سرقہ گمان کیا جب اس نے قسم کھائی تو فرمایا کذّبت نفسی اور اپنے ظن وگمان سے رجوع کرلیا(۳) یہ بھی کہا گیا کہ جو چیز اس شخص نے لی تھی اس میں اس کا حق تھا اس لئے اس نے قسم اٹھالی اور عیسیٰ علیہ السلام کو اسکے حق دار ہونے کا علم نہ تھا جاننے پر رجوع کرلیا۔(۴) اس آدمی کا مقصد سرقہ وغصب نہ تھا بلکہ لوٹانے کی نیت سے اس نے چیز لی۔(۵) یا مالک اور صاحب المال نے اجازت دے رکھی تھی اسکو جس کا عیسیٰ علیہ السلام کو علم نہ تھا۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دو چیزوں کے درمیان تھے اپنے مشاہدے کو جھٹلائیں یا اسکی قسم کو رد کریں تو انہوں نے اپنی نظر پر تہمت کو منسوب کیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حد شبہ کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے جیسے مشہور فقہی اصول ہے الحدود تندرء بالشبهات۔

فائدہ! شیطان کے چھونے اور کچو کا لگانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جن کو شیطان چھوئے تو وہ فاسق وفاجر ہونگے اس لئے کہ بہت سارے اولیاء اللہ اور صالحین کو اللہ جل جلالہ نے بے راہ روی سے بچایا حالانکہ انسانیت کے ہر فرد کو شیطان چھوتا ہے مگر جن کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان عبادی لیس لك علیهم سلطٰن (بنی اسرائیل ۶۵) قال فبعزّتك لاغوینّهم اجمعین الّا عبادك منهم المخلصینَ (ص ۸۲، ۸۳) اَعَا ذَنَا اللّٰهُ مِنَ الشَّيطَانِ وَمَكْرِهٖ وحَبَائِلِهٖ.[1]

سوال! انی اعیذ هابك و ذرّیتها من الشیطان الرجیم . یہ دعاء مریم کی ولادت کے بعد کی ہے تو اسکا اثر ان کی حفاظت کیلئے کیسے ہوسکتا ہے؟

جواب! یہ مسئلہ علم تفسیر و مفسرین کا ہے صرف ایک بات عرض ہے کہ اعیذها میں مضارع استمرار و دوام کیلئے ہے حال اور استقبال کیلئے نہیں استمرار دعاء مقصود ہے انشاء دعاء نہیں اس لئے ان کو بھی شامل ہے۔ (روح البیان ج ۲ ص ۱۳۷)

(۳۴) باب مِّنْ فَضَآئِلِ اِبْرٰهِیمَ الْخَلِیْلِ عَلَیْهِ السَّلَام

(۱۰۷۱) باب: حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے فضائل کے بیان میں

(۱۹۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَ ابْنُ فُضَیْلٍ عَنِ الْمُخْتَارِ ح وَحَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِیُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ اَخْبَرَنَا الْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاكَ اِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ.

(۶۲۳۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اُس نے عرض کیا: یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

(۱۹۸) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَیْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ قَالَ سَمِعْتُ مُخْتَارَ بْنَ فُلْفُلٍ مَوْلٰی عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ.

(۶۲۳۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۱۹۹) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْمُخْتَارِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

(۶۲۳۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۲۰۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ (النَّبِيُّ) عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ.

(۶۲۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسّی سال کی عمر میں بھالے سے اپنا ختنہ خود کیا تھا۔

(۲۰۱) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى قَالَ أَوَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي وَ يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوطًا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلٰى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ لَبْثِ يُوسُفَ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ.

(۶۲۳۸) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے حقدار ہیں، جب انہوں نے فرمایا: اے پروردگار! مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھے یقین نہیں ہے؟ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے فرمایا: کیوں نہیں! لیکن میں اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں اور اللہ حضرت لوط پر رحم فرمائے۔ وہ ایک مضبوط قلعہ کی پناہ چاہتے تھے اور اگر اتنے عرصے تک مجھے قید میں رکھا جاتا جتنا کہ حضرت یوسف رہے تو میں بلانے والے کے ساتھ فوراً چلا جاتا۔

(۲۰۲) وَ حَدَّثَنَاهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَ أَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

(۶۲۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

(۲۰۳) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلُوطٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّهُ أَوٰى إِلٰى رُكْنٍ شَدِيدٍ.

(۶۲۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ حضرت لوط علیہ السلام کی مغفرت فرمائے کہ انہوں نے ایک مضبوط قلعہ کی پناہ چاہی۔

(۲۰۴) وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ فِي ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا وَ

وَاحِدَةٌ فِيْ شَانِ سَارَةَ فَإِنَّهُ قَدِمَ اَرْضَ جَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ (وَ) كَانَتْ اَحْسَنَ النَّاسِ فَقَالَ لَهَا اِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ اِنْ يَعْلَمْ اَنَّكِ امْرَاَتِيْ يَغْلِبْنِيْ عَلَيْكِ فَاِنْ سَاَلَكِ فَاَخْبِرِيْهِ اَنَّكِ اُخْتِيْ فَاِنَّكِ اُخْتِيْ فِي الْاِسْلَامِ فَاِنِّيْ لَا اَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ مُسْلِمًا غَيْرِيْ وَ غَيْرَكِ فَلَمَّا دَخَلَ اَرْضَهٗ رَآهَا بَعْضُ اَهْلِ الْجَبَّارِ اَتَاهُ فَقَالَ (لَهٗ) لَقَدْ قَدِمَتْ اَرْضَكَ امْرَاَةٌ لَا يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تَكُوْنَ اِلَّا لَكَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَاُتِيَ بِهَا فَقَامَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ لَمْ يَتَمَالَكْ اَنْ بَسَطَ يَدَهٗ اِلَيْهَا فَقُبِضَتْ يَدُهٗ قَبْضَةً شَدِيْدَةً فَقَالَ لَهَا ادْعِي اللّٰهَ اَنْ يُطْلِقَ يَدِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَفَعَلَتْ فَعَادَ فَقُبِضَتْ اَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَةِ الْاُوْلٰى فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَفَعَلَتْ فَعَادَ فَقُبِضَتْ اَشَدَّ مِنَ الْقَبْضَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ اَنْ يُطْلِقَ يَدِيْ فَلَكِ اللّٰهِ اَنْ لَا اَضُرَّكِ فَفَعَلَتْ وَاُطْلِقَتْ يَدُهٗ وَدَعَا الَّذِيْ جَاءَ بِهَا فَقَالَ لَهٗ اِنَّكَ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطٰنٍ وَلَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ فَاَخْرِجْهَا مِنْ اَرْضِيْ وَاَعْطِهَا هَاجَرَ قَالَ فَاَقْبَلَتْ تَمْشِيْ فَلَمَّا رَآهَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ انْصَرَفَ فَقَالَ لَهَا مَهْيَمْ قَالَتْ خَيْرًا كَفَّ اللّٰهُ يَدَ الْفَاجِرِ وَاَخْدَمَ خَادِمًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ.

(۶۲۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ کے علاوہ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ دو جھوٹ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے تھے ایک انہوں نے یہ فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرا یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کا یہ فرمانا کہ ان بتوں کو ان کے بڑے بُت نے توڑا ہوگا اور تیسرا حضرت سارہ کے بارے میں۔ اُن کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایک ظالم و جابر بادشاہ کے ملک میں پہنچے اور اُن کے ساتھ (ان کی بیوی) حضرت سارہ بھی تھیں اور وہ بڑی خوبصورت خاتون تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی سے فرمایا: اگر اس ظالم بادشاہ کو اس بات کا علم ہوگیا کہ تو میری بیوی ہے تو وہ تجھے مجھ سے چھین لے گا اور اگر وہ بادشاہ تجھ سے پوچھے تو اسے بتانا کہ یہ میرا بھائی ہے کیونکہ تُو میری اسلام میں بہن ہے اور اس وقت پوری دنیا میں میرے اور تیرے علاوہ کوئی مسلمان بھی نہیں پھر جب یہ دونوں اس ظالم بادشاہ کے ملک میں پہنچے تو اُس بادشاہ کے ملازم حضرت سارہؓ کو دیکھنے کے لئے آن پہنچے (حضرت سارہؓ کو دیکھنے کے بعد) ملازموں نے بادشاہ سے کہا تمہارے ملک میں ایک ایسی عورت آئی ہے جو تمہارے علاوہ کسی کے لائق نہیں۔ اُس ظالم بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلوایا۔ حضرت سارہؓ کو بادشاہ کی طرف لایا گیا تو حضرت ابراہیمؑ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے تو جب حضرت سارہؓ اُس ظالم بادشاہ کے پاس آگئیں تو اُس ظالم نے بے اختیار اپنا ہاتھ حضرت سارہؓ کی طرف بڑھایا تو اس ظالم کا ہاتھ جکڑ دیا گیا۔ وہ ظالم کہنے لگا کہ تُو اللہ سے دُعا کر کہ میرا ہاتھ کھل جائے، میں تجھے کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔ حضرت سارہؓ نے دُعا کی (اُس کا ہاتھ کھل گیا) پھر دوبارہ اُس ظالم نے ہاتھ بڑھایا تو پہلے سے زیادہ اُس کا ہاتھ جکڑ دیا گیا۔ اُس نے پھر دُعا کے لئے حضرت سارہؓ سے کہا۔ حضرت سارہؓ نے پھر اُس کے لئے دعا کی (اُس کا ہاتھ کھل گیا) اُس ظالم نے تیسری مرتبہ پھر اپنا (ناپاک) ہاتھ بڑھایا پھر پہلی دونوں مرتبہ سے زیادہ اُس کا ہاتھ جکڑ دیا گیا۔ وہ ظالم کہنے لگا کہ تُو اللہ سے دُعا کر کہ میرا ہاتھ کھل جائے۔ اللہ کی قسم! میں تجھے کبھی تکلیف نہیں دوں گا۔ حضرت سارہؓ نے دعا کی تو اُس کا ہاتھ کھل گیا اور اس ظالم نے پھر اُس آدمی کو بلایا کہ جو سارہ کو لے آیا تھا۔ وہ ظالم بادشاہ اُس ملازم آدمی سے کہنے لگا کہ تُو میرے پاس (العیاذ باللہ)

شیطانی کو لایا ہے انسان نہیں لایا اُس ظالم نے حضرت سارہؓ کو اپنے ملک سے نکال دیا اور حضرت ہاجرہ کو بھی ان کو دے دیا۔ حضرت سارہؓ حضرت ہاجرہ کو لے کر چل پڑیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ان کو دیکھا تو پلٹے اور ان سے فرمایا کہ کیا ہوا؟ حضرت سارہ کہنے لگیں: خیر ہے اور اللہ نے اس بدکردار ظالم کا ہاتھ مجھ سے روک دیا اور اُس نے مجھے ایک خادمہ بھی دلوادی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: اے اولادِ ماء السماء۔ یہی حضرت ہاجرہؓ تمہاری ماں ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں ان میں ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت کا ذکر ہے

ابراہیم علیہ السلام کا ذکر عیسیٰ علیہ السلام کے بعد لائے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام زمانہ کے اعتبار سے قریب تھے اور ابراہیم علیہ السلام ملت کے اعتبار سے جیسے ابھی گزرا کہ نبی ﷺ کو ان دو انبیاء سے قرب ہے۔ ابراهیم علیہ السلام بت پرست گھرانہ میں ربوبیت کے دعویدار نمرود کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ لیکن بچپن ہی سے بت کدوں بتوں اور بت پرستوں سے کتراتے بلکہ انکو سمجھاتے رہے بالآخر باپ نے: **اراغب انت عن آلهتي يا ابراهيم لئن لم تنته لأرجمنّك و اهجرني مليّا قال سلٰم عليك** (مریم ۴۶) کی دھمکی دی لیکن انہوں نے پھر بھی سلامتی کا درد بھرا جواب دیا۔ ابراہیم عجمی لفظ ہے یہ غیر منصرف ہے لوجود العجمة والعلم۔ اس کا معنیٰ ہے ابٌ رحیمٌ شفیق باپ۔ نسب یہ ہے ابراہیم بن تارخ (وھو آزر) بن ناخور بن شاروع بن فالغ بن عابر بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح علی نبینا وعلیہم السلام۔ کوفہ کی ایک بستی اھواز، بابل میں پیدا ہوئے اور کوثی وہی جگہ ہے جہاں ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے الاؤ میں ڈالا گیا تھا (خازن ج۱ص ۸۵)

خلیل اللہ کی وجہ تسمیہ۔ (۱): خلیل خلل اور تخلّل سے مشتق ہے کیونکہ محبوب چیز محبت، خلیل، دوست کے دل میں جگہ پالیتی ہے۔ دل کے پردے میں چلی جاتی ہے۔ (۲) خلیل خلال سے مشتق ہو بمعنی خلال حسنہ (اچھی عادات) اپنانے والا اور یہ خلّة بمعنی خصلة سے ہوگا۔ ۳: خلیل خلّة بفتح الخاء سے مشتق ہو بمعنی حاجة جو اپنی ہر حاجت وضرورت ربّ کے سامنے پیش کرے۔ خلیل کی تعریف: **الخليل من لا يسع قلبه غير من فيه**۔ خلیل وہ ہے جس کے قلب میں اپنے محبوب (معبود ومسجود) کے سوا کچھ بھی نہ سما سکے نہ آ سکے۔ الخلیل بمعنی الصاحب ساتھی غمخوار بھی آتا ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث میں جس کے اندر ابوبکرؓ کا ذکر ہے (اکمال ج۶ص ۱۹۱) **قد تخللت مسلك الروح مني سمي الخليل خليلاً**۔ تو میرے رگ وپے میں بس گیا اسی لئے تو دوست کا نام خلیل ہوا۔ ابراھیم علیہ السلام ایک دن (گھر والوں کے بھیجنے پر) نمرود کے دربار میں طعام وآٹا (راشن) لینے کے لئے گئے نمرود شقی کے دربار کا یہ وتیرہ تھا کہ جو بھی جاتا پہلے اسکو سجدہ کرتا پھر اپنی حاجت پیش کرتا اور پھر وصول کرتا ابراھیم علیہ السلام جب پہنچے تو اس نے کہا پہلے سجدہ کرو پھر آٹا ملے گا انہوں نے کہا نہیں (بھوک سے سسک کر جان دے سکتا ہوں مگر غیر خدا کے سامنے جبین نہیں جھکا سکتا)۔

راہزنوں کو راہبر کہہ دوں یہ مشکل ہے نمرود کو خدا کہہ دوں یہ مشکل ہے

خالی واپس چلے راہ چلتے خیال آیا کہ خالی تھیلی کیا لے جاؤں ریت بھر کر ہی لے چلوں گھر پہنچے وہ (ریت سے بھری تھیلی) رکھی گھر والوں نے دیکھا تو وہ آٹا ہو چکی تھی۔ سب گھر والوں نے کھایا (اور ابراھیم علیہ السلام کو اللہ نے غیر اللہ کے سامنے جھکنے سے بچایا) (جمل ج ص ۱۰۹) بعد میں نمرود سے مناظرہ ہوا بتوں کی گت بنائی آگ میں ڈالے گئے معاملہ بایں جا رسید کہ **و اعتزلكم و ما تدعون**

من دون الله وادعو ربی اور قال انی ذاهب الی ربی سیهد ین (مریم ۴۸ صافات ۹۹) کہہ کر ہجرت کی۔ پہلی بیوی سارہ اور بھتیجے لوط علیہ السلام بھی ساتھ تھے ابراھیم علیہ السلام بابل میں اور لوط علیہ السلام سدوم میں آٹھہرے۔ اسکے بعد دوسری بیوی ھاجرہ اور اسکے بیٹے اسمٰعیل کو بواد غیر ذی زرع (مکہ) میں بحکم خداوندی چھوڑا...... بیت اللہ خانہ کعبہ کی تعمیر کی نبی ﷺ کی بعثت کی دعاء کی پھر اپنے مولیٰ سے جاملے بڑے بیٹے اسحاقؑ کو عراق میں اور اسمٰعیل کو حجاز میں بسایا۔

قل ھو اللہ احد میرا ہے مسلک محبوب   پتھر کا صنم کیسے ہو جائے میرا معبود۔

حدیث اوّل: فقال یا خیر البریة ...... ذاك ابراهیم علیه السلام۔ باب تفضیل نبینا میں گزر چکا ہے کہ سب سے افضل جناب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

سوال: یہ کیسے فرمایا کہ خیر البریّة ابراھیم ہیں۔

جواب: (۱) تو اضعًا وادبًا فرمایا۔ (۲) انا سید ولد آدم کے جاننے سے پہلے فرمایا۔ (۳) مازریؒ کہتے ہیں کہ باوجود علو شان اور بلندی مرتبہ کے اپنے آباء سے برتری نہیں کہی جاتی اس لئے حضور ﷺ نے ذاک ابراھیم فرمایا ورنہ آپ ﷺ کے افضل الرسل اور محبوب کل ہونے میں سرِ مو بھی تردد نہیں۔

اشکال۔ جواب اوّل پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے خلاف واقعہ بات صرف ادب وتواضع میں کیسے کہی؟۔

جواب! علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ عجز وانکساری میں حقیقت واقعہ سے انکار واختلاف نہیں ہوتا بلکہ یہ تو ایک کسر نفسی کی مثال ہے کہ لفظ خیر البریہ میرے لئے نہیں بلکہ ابراھیم کے لئے کہا کرو۔ لہٰذا کوئی اشکال وارد نہیں ہوسکتا۔

حدیث رابع ۔ اختتن ابراهیم و هو ابن ثمانین سنةً بالقدوم ۔ لفظ قدوم میں دواحتمال ہیں ۔ ا: قدوم دال مشدد سے بمعنی آلة النجار (کلہاڑا) اور قدوم بغیر تشدید کے تخفیف کے ساتھ شام میں واقع ایک جگہ کا نام ہے۔ حاصل یہ ہوگا کہ آلہ سے ختنہ کیا یا قدوم مقام میں ختنہ کیا۔ اکثر اہل علم نے پہلا معنیٰ لیا ہے یعنی آلة النجار۔ روایت مسلم میں ہے ابن ثمانین سنة اور یہی درست ہے مؤطا مالک کے ایک نسخہ میں و هو ابن مائة عشرین سنة (۱۲۰) کا ذکر ہے لیکن اس میں تاویل کر کے اقل کو متعین وراجح کہیں گے۔ مہلب کہتے ہیں کہ ابراھیم علیہ السلام کا یہ عمل اتنی عمر میں تاخیر سے اس لئے ہوا کہ انکو حکم ہی اسی عمر میں ملا تھا۔ اس سے یہ ثابت نہ ہوگا کہ ختنہ اسی ۸۰ سال کی عمر میں مسنون ہے کیونکہ امت محمد ﷺ کی عمریں قلیل ہیں اگر یہی مقرر کردیں تو اسی سال کی عمر کو نہ پہنچنے والوں کا کیا ہوگا؟ اس لئے ختنہ میں تعجیل بہتر ہے۔

ختنہ کا مستحب وقت: ولادت کے ساتویں دن سے لے کر بارہ سال کی عمر کے درمیان ختنہ کا مستحب وقت ہے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ نبی ﷺ نے حسنؓ وحسینؓ کی ختنہ پیدائش کے ساتویں دن کروائی۔ عمدة القاری میں ہے کہ ابراھیم علیہ السلام نے اپنے بڑے بیٹے اسحاقؑ کی ختنہ ساتویں دن اور اسماعیلؑ کی ختنہ ۱۳ تیرہ برس کی عمر میں کروائی۔ ان میں سے ہر ایک معمول تھا اور پہلی مدت زیادہ بہتر ہے (تکملہ ج ۵ ص ۷)۔ حدیث باب سے ختنہ کا حکم ثابت ہوتا ہے اور اسکا سقوط عمر بڑھ جانے سے بھی نہ ہوگا الّا یہ کہ کوئی طبعی یا شرعی عذر ہو۔ مسئلہ فتاوی هندیہ (ج ۵ ص ۳۵۷) میں ہے کہ اگر عمر رسیدہ بوڑھا آدمی اسلام قبول کرے اور ماہر لوگ

کہدیں کہ اب اسکا ختنہ نہیں ہوسکتا تو اس کو ترک کردیا جائے۔ اگر باوجود عمر زیادہ ہونے کے ختنہ ہوسکتا ہے تو ضرور کریں۔ کیونکہ بلا عذر ترک سنت کی اجازت نہیں۔

فائدہ! مسند ابو یعلی میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ختنے کا حکم دیا تو ابراہیم علیہ السلام نے قدوم کلہاڑے (فأس) سے ختنہ کیا جس سے تکلیف ہوئی (**فاختتن بقدوم فا شتدّ علیه**) تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اے میرے خلیل تونے جلدی کی ختنہ کے لئے آلہ بھی ہم تمھیں بتلاتے تو ابراہیم نے فرمایا یا اللہ تیرا حکم آنے پر میں نے تاخیر کو پسند نہ کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ آلہ کا حکم نہ آیا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی رائے سے امتثال امر کیا۔ اس سے قدوم سے ختنہ کرنے کا مسنون ہونا ثابت نہ ہوگا بلکہ ختنہ آلہ صغیرہ (معروفہ) سے ہی درست ہے۔

حدیث خامس: نحن احقّ بالشكّ من ابراهيم۔ (۱) نووی کہتے ہیں کہ اگر شک ہوسکتا تو ہم زیادہ شک کرتے حالانکہ شک ہے ہی نہیں۔ بلکہ یہ مزید یقین کے لئے تھا جو ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا۔

(۲) **ربّ ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن.....** (بقرہ ۲۶۰) جب نازل ہوئی تو بعض صحابہ نے کہا کہ ابراہیمؑ نے شک کیا نبی ﷺ نے شک نہیں کیا تو آپ نے یہ جملہ فرمایا تاکہ ان کے گمان سے یہ بات زائل ہوجائے۔

(۳) علامہ ابراہیم مزنیؒ کہتے ہیں کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ شک ابراہیم علیہ السلام سے محال ہے اگر ممکن ہوتا تو ہم زیادہ شک کرتے میں نے شک نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کو شک نہیں تھا بلکہ مزید اطمینان قلبی کے لیے سوال کیا نہ کہ تردد کو دور کرنے کے لئے کیونکہ تردد تھا ہی نہیں جیسا کہ **قال بلٰی و لکن لیطمئنّ قلبی** سے واضح ہے۔ واللہ اعلم۔ **و یرحم اللہ لوطا علیه السلام لقد کان یاوی الی رکن شدید** ۔ حضرت لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور بستی سدوم والوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ یہ شام میں واقع ہے۔ انکا اصل وطن عراق ہے۔ یہاں (سدوم میں) انکا کوئی قریبی ہم نسب نہ تھا اس لئے فرمایا **الی رکن شدید**۔ رکن شدید مضبوط چٹان سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ کنبہ قبیلہ مضبوطی، دفاع اور بچاؤ کا سبب ہوتے ہیں جیسے کہ چٹان اس لئے رکن شدید فرمایا باقی یرحم اللہ کا لفظ فرمانے کا حاصل یہ ہے کہ اصل توکل و تعاون تو اللہ تعالیٰ سے ہے اور لوط علیہ السلام نے اسباب ظاہری کے قبیل سے مدد کے لئے رکن شدید کہا آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ پر بھروسے کا ذکر کرنا چاہیے تھا۔

ولو لبثت فی السجن طول لبث یوسف علیه السلام لا جبت الداعی۔ اس میں سیدنا یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور منتہائے صبر کا بیان ہے کہ باوجود طویل قید و مشقت کے تحقیق حال کا پہلے فرمایا: **فلما جاء ہ الرسول قال ارجع الی ربّك فسئله ما بال النسوۃ الّلاتی قطعن ایدیهنّ ان ربی بکیدهنّ علیم قال ما خطبکنّ اذ راودتّنّ یوسف عن نفسه قلن حاش الله ما علمنا علیه من سوء** (یوسف ۵۰۔۵۱) جب انکے پاس قاصد آیا تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ جا اس سے پوچھ ان عورتوں کا کیا ہوا (حقیقت حال کیا ہے) جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے یقیناً میرا پروردگار انکے مکر کو خوب جانتا ہے۔ اس (بادشاہ نے) کہا تمھاری کیا حالت ہے جو تم نے یوسف کو پھسلانے کی (ناکام) کوشش کی سب نے بیک زبان کہا حاشاللہ (خدا کی پناہ) ہم نے نہیں جانا اس پر قابل مذمت کچھ بھی۔ وہ تو پاکدامن قابل مدح اور عفت کا

پٹاہے۔نبی ﷺ نے فرمایا: کہ کتنا صبر ہے انکا کہ اب بھی جلدی نہیں کی بلکہ تحقیق کی۔

حدیث ثامن: **لم یکذب ابراھیم النبیّ علیه السلام قطّ الاّ ثلاث کذبات** ۔اللہ کے نبی ابراھیم علیہ السلام نے تین کے سوا کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولا۔اس حدیث پر بہت سارے لوگوں نے اعتراض کیا ہے یہاں تک کہ امام رازیؒ (صاحب تفسیر کبیر) نے اس حدیث پر نکیر کی ہے اور آیت قرآنی **انّه کان صدّیقا نبیا** (مریم ۵۶) کے متعارض کہا ہے۔اگر چہ یہ آیت ادریس علیہ السلام کے متعلق ہے لیکن عموم وشمول کے اعتبار سے جملہ انبیاء کے لئے صداقت پر دال ہے۔(حالانکہ حقیقۃ اس میں کوئی اشکال نہیں اور نہ ہی انکار کی کوئی گنجائش ہے)

جواب!۔(۱) یہ لفظ صورۃً استعمال ہوا ہے حقیقۃً نہیں کیونکہ ھذہ اختی میں اخوت فی الاسلام مراد ہے اسی طرح انی سقیم میں باطنی مرض (معبودان باطلہ کی تکلیف) مراد ہے بل فعلہ کبیرھم میں صرف نسبت بت کی طرف کی ہے نہ کہ اپنی نفی چنانچہ یہ جملہ ڈھونڈے سے بھی نہ مل سکا کہ ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ میں نے بتوں کی گت نہیں بنائی اور نہ ان کے ناک کان کاٹے۔اس لئے کوئی اشکال نہیں حدیث باب صحیح اور اسکا درست محل واضح ہو چکا۔(والتفصیل یطلب من التفسیر الکبیر، روح المعانی، ابن کثیر جلالین، معارف القرآن تحت تلک الآیۃ فی سورۃ الانبیاء) حاصل جواب یہ ہے کہ ابراھیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ (خلاف واقع بات) منہ سے نہیں نکالی جن کو جھوٹ کہا جاتا ہے وہ حقیقۃ جھوٹ نہیں بلکہ توریہ اور کنایہ کی مثال ہیں۔ **فانّه قدم ارض جبارو معه سارة** ......سیدہ سارۃؓ کے والد کے نام میں ھاران، ملک، حرّان، توابل ذکر کیا گیا ہے۔اس ظالم بادشاہ کا نام ا: عمرو بن امرئی القیس بن سبا ہے یہ مصر کا والی تھا۔ابن ھشام۔(۲) اسکا نام صادوف تھا اور یہ اردن کا بادشاہ تھا۔ابن قتیبہ۔(۳) اسکا نام سنان بن علوان بن عبید بن عریج ابن عملاق بن لاوی بن سام تھا۔طبری۔(فتح الباری ج ۶ ص ۳۹۲ عمدۃ القاری ج ۷ ص ۳۵۴) ابراھیم علیہ السلام ایک زمانہ تک شام میں قیام پذیر رہے قحط سالی کی وجہ سے یہاں سے مصر کی طرف چل پڑے اور سارۃؓ ان کے ساتھ تھیں...... باقی تفصیلِ قصہ حدیث میں موجود ہے **فاخبریه انك اختی** ۔ابراھیم علیہ السلام نے یہ کیونکر کہا کہ تو کہہ میں اسکی بہن ہوں حالانکہ ظالم بدکردار کے سامنے بہن بیوی سب برابر ہے۔

جواب: (۱) اسکی مشہور وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ بادشاہ کے دین اور وتیرہ میں سے تھا کہ آنے والے کی بہن سے تعرض نہ کرتا اس لئے یہ فرمایا: **انما المؤمنون اخوة** (حجرات ۱۰) لیکن یہ بات محل نظر ہے دو وجہ سے: ا۔ کہ جابر فاحش کے سامنے اپنی ہوس کے بغیر کوئی چیز آڑ نہیں اگر اتنا ہی باحیا اور صاحب مروّت تھا تو ظاہر ہے وارد ہونے والے کی زوجہ بھی تو کسی کی بہن ہے۔

(۲) قصہ حدیث سے یہ بات ثابت ہے انک اختی کہنے کے باوجود بھی وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا بلکہ ایک گرفت دیکھنے کے باوجود بھی حرکت کا اعادہ کیا۔(یہ تو اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی **فالله خیر حافظًا و هو ارحم الرحمین**) ان دو باتوں اور دیگر کئی قرائن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ جواب درست نہیں کہ وہ بہن کو چھوڑ دیتا تھا۔اس لئے اسکی بہتر توجیہ وہ ہے جو منذریؒ نے ذکر کی ہے کہ **انك اختی** اس لئے سکھایا کیونکہ بادشاہ کی عادت میں تھا کہ اگر وارد ہوئے والا شوہر ہوتا تو پہلے اسکو قتل کراتا پھر قریب جاتا اگر بہن ہوتی تو پیغام نکاح دیتا پھر نہ ماننے کی صورت میں بھائی پر بھی ہاتھ صاف کر دیتا۔ **فاخبریه انك اختی** تا کہ وہ

(ابراہیم) قتل سے مامون ہو جائیں پھر زندہ رہتے ہوئے اپنی بیوی کی آبرو کی حفاظت کے لئے دعا کریں۔ یہ دونوں فوائد بدرجہ اتم حاصل ہوئے کہ قتل سے بچے اور بیوی بھی محفوظ رہی بلکہ خادمہ ساتھ لے آئی۔ و الحمد لله فانك اختی فی الاسلام ۔ یہ کلام توریہ کے قبیل سے ہے فقہاء رحمهم الله نے اس سے مسئلہ استنباط کیا ہے کہ بیوی کو بنسبت اسلام اختی کہنے سے ظہار و طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ﴿لا اعلم فی الارض مسلما غیری و غیرك﴾

اس پر یہ سوال ہے کہ لوط علیہ السلام تو مومن تھے یہ کیسے فرمایا کہ ہم دو کے سوا کرۂ ارض پر مومن نہیں؟۔

جواب: اسکا بے غبار جواب یہ ہے کہ الارض میں الف و لام عہد کا ہے کہ ارض مصر میں کوئی مومن نہیں اور لوط علیہ السلام انکے ساتھ نہ تھے۔ بعض اهل الجبار انکی خبر اس شخص نے دی جس سے ابراھیم علیہ السلام گیہوں خرید تے تھے اس دوکاندار (غدار) نے بادشاہ کو جا کر بتلا دیا اور یہ بھی کہا کہ وہ (خاتون) آٹا ہاتھ سے پیستی ہے اسی لئے بادشاہ نے ہاجرہ خدمت کے لئے دی کہ ایسی پاکیزہ و فضیلت والی مستورة اپنے پر مشقت کا کام نہ کرے۔ فلما دخلت علیه لم یتمالك ان بسط یده الیها قبضت یده قبضة شدیده . قبضہ شدیدہ کے ساتھ یہ بھی ملتا ہے کہ سارہ کی بددعاء کی وجہ سے گر پڑا جیسے کسی نے اسکا گلا دبایا ہو۔ لیکن ان دونوں روایات میں کوئی بعد و تعارض نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں سزائیں واقع ہوئی ہوں سیدہ سارہ کی دعاء یہ ہے اللّٰهمّ ان کنتُ اٰمنتُ بك و برسولك واحصنت فرجی الاعلی زوجی فلا تسلّط علیّ الکافر (تکملہ ج۵ ص۱۵) فقال لها ادّعی الله ...... ففعلت فعاد. سیدہ سارہ نے دعا اس لئے کی کہ اگر افاقے کی دعاء نہ کرتیں تو وہ مرجاتا اور لوگ یہی کہتے کہ اسی (سارہ) نے قتل کیا ہے اس لئے دعاء کر دی ورنہ اس سے بڑی مصیبت تہمت قتل میں مبتلا ہوتیں۔ انّك انّما اتیتنی بشیطان یہ جملہ ادعی الله کے مخالف ہے کہ خود ہی کہا کہ میرے لئے دعاء کر پھر وہ شیطان (جن بھوت) کہہ رہا ہے۔

جواب: (۱) فضیلت و کرامت دیکھنے کے بعد بادشاہ کا مذمت کرنا عناد کی وجہ سے تھا۔ (۲) یہ اس لئے کہا کہ انکی حقیقت و مرتبہ اگر مشہور ہو گیا تو لوگ انکی اتباع کریں گے۔ (۳) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ یہ کہنا اس لئے تھا کہ پہلے لوگ جہالت کی وجہ سے ہر نئی اور عجیب چیز کو سرکش جنوں کا فعل و کرشمہ سمجھتے تھے۔ شاید کہ اب بھی اس سے ملتے جلتے اوہام و نظریات پائے جاتے ہیں جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ و اعطها هاجر بعض روایات میں آجر بھی ہے یہ خدمت کے لئے دی تھی اس سے مشرک جابر سے ھدیہ لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حدیث ابن العماء باب المعجزات میں گزر چکا۔ فقال لها مَهیَم. ای ما شانك و ما خبرك سب سے پہلے ابراھیم علیہ السلام نے دیکھتے ہی یہ کلمہ کہا۔ بعض روایات میں مهیا.... مهین بھی ہے لیکن حدیث باب والا کلمہ افصح اور واضح ہے خلیل نحوی کہتے ہیں مہیم اهل یمن کے ہاں بمعنی ماھذا استعمال ہوتا ہے۔ فتلك امکم یابنی ماء السماء اس سے سیدہ ہاجرہؓ ام اسمٰعیلؑ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ عرب کی ماں ہیں۔

بنی ماء السماء کہنے کی وجہ (۱) اس لئے کہ اکثر ان پر بارش برستی کیونکہ یہ جانور چرانے کیلئے اکثر جنگلات، وادیوں میں رہتے۔ (۲) یہ بھی کہا گیا ہے ماء السماء سے مراد آب زمزم (رک رک) ہے کیونکہ یہ سیدہ ہاجرہؓ کی جستجو اور جناب اسمٰعیلؑ کی اس سے نشوونما ہوئی اور عرب اسمٰعیلؑ کی اولاد ہے جنکی پرورش اس پانی سے ہوئی جس کو آسمانوں کے رب نے نکالا۔ (۳) نسب کے صاف و خالص

ہونے کی وجہ سے ماء السماء کہا کیونکہ آسمان کا پانی بھی صاف ہوتا ہے اسی طرح انکا نسب بھی صاف ہے یہ وجہ تشبیہ ہے ماء السماء کہنے کی۔۴: قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ اس (یا بنی ماء السماء) سے مراد انصار ہیں جو اپنے جدّ اعلیٰ عامر ماء السماء ابن حارثہ کی طرف منسوب ہیں جو اوس وخزرج دونوں (قبائل) کا دادا تھا۔ اس توجیہ کے لئے ضروری ہے کہ تمام عرب کو اولاد اسمٰعیلؑ مانا جائے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ظالم کے ظلم سے بچنے اور تحفظ کیلئے حیلہ کرنا، توریہ استعمال کرنا درست ہے۔[1]

(۳۵) باب مِنْ فَضَائِلِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَام

(۱۰۷۲) باب: موسیٰ علیہ السلام کے فضائل کے بیان میں

(۲۰۵) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی سَوْاٰةِ بَعْضٍ وَ كَانَ مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰی اَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهُ آدَرُ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰی حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ قَالَ فَجَمَعَ مُوْسٰی بِاَثَرِهِ يَقُوْلُ ثَوْبِیْ حَجَرُ ثَوْبِیْ حَجَرُ حَتّٰی نَظَرَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ اِلٰی سَوْاٰةِ مُوْسٰی فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰی مِنْ بَاْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ بَعْدُ حَتّٰی نُظِرَ اِلَيْهِ قَالَ فَاَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ اِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةٌ اَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْحَجَرِ.

(۶۲۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل (کے لوگ) ننگے غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ کو دیکھتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام علیحدگی میں غسل کرتے تھے تو بنی اسرائیل کے لوگ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہمارے ساتھ غسل کرنے میں یہی چیز رکاوٹ ہے کہ ان کو فتق کی بیماری ہے (یعنی ان کے خصیوں میں سوج ہے) چنانچہ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام غسل کر رہے تھے اور انہوں نے اپنے کپڑوں کو ایک پتھر پر رکھا ہوا تھا تو پتھر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑوں کو لے کر بھاگ پڑا۔ موسیٰ علیہ السلام اس پتھر کے پیچھے بھاگے اور کہتے جاتے تھے: اے پتھر! میرے کپڑے دے دے۔ اے پتھر! میرے کپڑے دے دے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کی شرمگاہ کو دیکھ لیا اور وہ کہنے لگے اللہ کی قسم موسیٰؑ کو تو کوئی بیماری نہیں۔ جب سب لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا تو پتھر کھڑا ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑوں کو پکڑا اور پتھر کو مارنے لگے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے اُس پتھر پر چھ یا سات نشان پڑ گئے۔

(۲۰۶) وَحَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِیُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ مُوْسٰی عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا حَيِيًّا قَالَ فَكَانَ لَا يُرٰی مُتَجَرِّدًا قَالَ فَقَالَ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ اِنَّهُ آدَرُ قَالَ فَاغْتَسَلَ عِنْدَ مُوَيْهٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰی حَجَرٍ فَانْطَلَقَ الْحَجَرُ يَسْعٰی وَاتَّبَعَهُ بِعَصَاهُ يَضْرِبُهُ ثَوْبِیْ حَجَرُ ثَوْبِیْ حَجَرُ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی مَلَاٍ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ وَ نَزَلَتْ: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا

---

[1] نووی۔ المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا﴾ الاحزاب:٦٩۔

(۶۲۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام ایک حیاء والے آدمی تھے اور کبھی برہنہ نہیں نہاتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو فتق کی بیماری ہے۔ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام نے کسی پانی کے پاس غسل کرتے وقت ایک پتھر پر اپنے کپڑے رکھے تو وہ پتھر حضرت موسیٰ کے کپڑے لے کر دوڑ پڑا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی مارتے ہوئے اُس کے پیچھے چلے (اور کہتے ہوئے جا رہے تھے) میرے کپڑے اے پتھر! میرے کپڑے اے پتھر! اور جب بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے اور (نبی ﷺ پر) یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اے ایمان والو! تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ کہ جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی تھی پھر اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی تہمت سے بری کر دیا اور حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت عزت والے ہیں۔

(۲۰۷) وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَفَقَاَ عَيْنَهُ فَرَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِيْ اِلٰى عَبْدٍ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ عَيْنَهُ وَ قَالَ ارْجِعْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ اَيْ رَبِّ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَاَلَ اللّٰهَ اَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ اِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ تَحْتَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ.

(۶۲۴۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ملک الموت (موت کا فرشتہ) بھیجا گیا تو جب وہ ان کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کے ایک تھپڑ مار دیا جس سے ملک الموت کی آنکھ نکل گئی تو ملک الموت اپنے رب کی طرف لوٹا اور اُس نے کہا: (اے پروردگار!) آپ نے مجھے ایک بندے کی طرف بھیجا ہے کہ جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا: دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف جا اور اُن سے کہہ کہ اپنا ہاتھ مبارک ایک بیل کی پشت پر رکھیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر بال کے بدلے ایک سال عمر بڑھا دی جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! پھر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آ جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پھر ابھی سہی اور پھر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ (اے اللہ!) مجھے ارضِ مقدس سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلے پر کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اُس جگہ ہوتا تو میں تمہیں کثیب احمر کے نیچے ایک راستہ کی جانب موسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھاتا۔

(۲۰۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ اَجِبْ رَبَّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَيْنَ مَلَكِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَكُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اِنَّكَ اَرْسَلْتَنِيْ اِلٰى عَبْدٍ لَكَ لَا يُرِيْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَاَ عَيْنِيْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ عَيْنَهُ وَ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى عَبْدِيْ فَقُلِ الْحَيَاةَ تُرِيْدُ فَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيَاةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ

شَعْرَةٍ فَاِنَّكَ تَعِيْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِيْبٍ رَبِّ اَمِتْنِىْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّىْ عِنْدَهٗ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ.

(۶۲۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت (موت کا فرشتہ) آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگا (اے موسیٰ) اپنے رب کی طرف چلئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُس فرشتے کے ایک تھپڑ مار کر اُس کی آنکھ نکال دی۔ موت کا فرشتہ واپس اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا اور اُس نے عرض کیا: (اے پروردگار!) تُو نے مجھے ایک بندے کی طرف بھیجا ہے کہ جو موت نہیں چاہتا اور اُس نے میری آنکھ نکال دی۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا: میرے بندے کی طرف (دوبارہ) جا اور اُن سے کہہ کہ کیا آپ زندگی چاہتے ہیں؟ اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو اپنا ہاتھ بیل کی پشت پر رکھیں۔ جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے اُتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ پھر کیا ہوگا؟ انہوں نے کہا: پھر موت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ پھر موت (ہے تو) ابھی سہی (اور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا) اے میرے پروردگار! ارضِ مقدس سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلے پر میری رُوح نکال لینا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں اُس جگہ کے پاس ہوتا تو میں تم کو کثیب احمر کے پاس راستے کے ایک طرف موسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھاتا۔

(۲۰۹) حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ.

(۶۲۴۶) حضرت معمرؒ سے اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۲۱۰) حَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْفَضْلِ الْهَاشِمِىِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا يَهُوْدِىٌّ يَعْرِضُ سِلْعَةً لَهٗ اُعْطِىَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهٗ اَوْ لَمْ يَرْضَهٗ شَكَّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ قَالَ لَا وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبُشَرِ قَالَ فَسَمِعَهٗ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَطَمَ وَجْهَهٗ قَالَ تَقُوْلُ وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ لِىْ ذِمَّةً وَ عَهْدًا وَ قَالَ فُلَانٌ لَطَمَ وَجْهِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبُشَرِ وَاَنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَالَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى عُرِفَ الْغَضَبُ فِىْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ بُعِثَ اَوْ فِىْ اَوَّلِ مَنْ بُعِثَ فَاِذَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا اَدْرِىْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَةِ يَوْمَ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِىْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ.

(۶۲۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی اپنا کچھ سامان بیچ رہا تھا جب اس کو اس کے سامان کی کچھ قیمت دی گئی تو اُس نے اسے ناپسند کیا یا وہ اس قیمت پر راضی نہ ہوا۔ راوی عبدالعزیز کو شک ہے۔ یہودی نے کہا: نہیں اور قسم ہے اُس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ انصار کے ایک آدمی نے جب یہودی کی یہ بات سنی تو اس نے یہودی

کو چہرے پر تھپڑا مارا اور کہا کہ تو کہتا ہے کہ قسم اُس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی حالانکہ رسول اللہ ﷺ تمہارے درمیان موجود ہیں۔ وہ یہودی رسول اللہ ﷺ کی طرف گیا اور عرض کرنے لگا: اے ابوالقاسم! بے شک میں ذمی ہوں اور مجھے امان دی گئی ہے اور اُس نے کہا کہ فلاں آدمی نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس آدمی سے فرمایا: تُو نے اس کے چہرے پر تھپڑ کیوں مارا ہے؟ اُس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس یہودی نے یہ کہا تھا کہ اُس ذات کی قسم! جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی جبکہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ غصہ میں آ گئے یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ کے چہرے میں پہچانے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم مجھے اللہ کے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دو کیونکہ جس وقت صور پھونکا جائے تو تمام آسمانوں اور زمین والوں کے ہوش اُڑ جائیں گے، سوائے اُس کے کہ جسے اللہ چاہے پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے مجھے اُٹھایا جائے گا یا فرمایا کہ اُٹھنے والوں میں سب سے پہلے میں ہوں گا تو موسیٰ کو میں دیکھوں گا کہ وہ عرش کو پکڑے ہوئے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ طور کے دن کی بیہوشی میں ان کا حساب لیا گیا یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے اور میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی آدمی بھی حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہے۔

(۲۱۱) وَ حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ سَوَاءً.

(۶۲۴۸) حضرت عبدالعزیز بن ابی سلمہ ؓ سے اس سند کے ساتھ اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۲۱۲) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ النَّضْرِ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ وَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَ قَالَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ (الْيَهُوْدِيُّ) اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَمْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ.

(۶۲۴۹) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ دو آدمی جھگڑ پڑے۔ ایک آدمی یہودیوں میں سے تھا اور ایک آدمی مسلمانوں میں سے تھا۔ مسلمان آدمی نے کہا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی اور یہودی آدمی کہنے لگا: اُس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ راوی کہتے ہیں کہ مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کے چہرے پر ایک تھپڑا مارا تو یہودی آدمی رسول اللہ ﷺ کی طرف گیا اور آپ کو اس کی خبر دی جو اُس کے اور مسلمان کے درمیان معاملہ پیش آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ (روزِ قیامت) لوگوں کے ہوش اُڑ جائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوں گا جسے ہوش آئے گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا ایک کونہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا اور میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہوش اُڑ گئے تھے اور وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا وہ اُن میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ رکھا۔

(۲۱۳) وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَا اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

(۶۲۵۰) حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی اور یہودیوں میں سے ایک آدمی کے درمیان جھگڑا ہوا اور پھر آگے مذکورہ حدیث کی طرح ذکر کی۔

(۲۱۴) وَحَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ يَهُوْدِیٌّ اِلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ وَ سَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰی حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَلَا اَدْرِیْ اَكَانَ مِمَّنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوِ اكْتَفٰی بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ.

(۶۲۵۱) حضرت ابوسعید خدری ﷛ سے روایت ہے کہ ایک یہودی آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' جس کے چہرے پر تھپڑ مارا گیا تھا اور پھر مذکورہ حدیث کی طرح ذکر کی اور اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ وہ اُن میں سے تھے کہ جن کے ہوش اُڑ گئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا طور کی بیہوشی پر اکتفاء کر لیا گیا۔

(۲۱۵) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ (الْخُدْرِيِّ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ وَفِیْ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ.

(۶۲۵۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مجھے انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان فضیلت نہ دو۔

(۲۱۶) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَ شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَيْتُ وَفِیْ رِوَايَةِ هَدَّابٍ مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِیْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ.

(۶۲۵۳) حضرت انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آیا اور ہداب کی روایت میں ہے کہ معراج کی رات میں موسیٰ ﷤ کے پاس سے گزرا' اِس حال میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کثیب احمر کے پاس اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

(۲۱۷) وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى يَعْنِیْ ابْنَ يُوْنُسَ ح وَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی وَهُوَ يُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ وَ زَادَ فِیْ حَدِيْثِ عِيْسٰى مَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِیْ.

(۶۲۵۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ اِس حال میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کی روایت میں ہے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ معراج کی رات میں گزرا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تیرہ حدیثیں ہیں۔ ان میں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام عبریہ یا عبرانی زبان کا لفظ ہے اسکا معنیٰ ہے پانی سے نکالا ہوا اسکی اصل موشی الماء والشجر ہے۔ کیونکہ پانی اور درختوں میں اٹکنے کے بعد ان کو نکالا۔ شین کو سین سے بدل دیا۔ (خازن ج ا ص ۵۳)

حدیث اول: فقالوا واللّٰہ ما یمنع موسٰی ان یغتسل معنا ...... امام مسلمؒ یہی حدیث بعینہ اسی سند والفاظ کے ساتھ صحیح مسلم ج ا ص ۱۵۴: میں بھی لائے ہیں اور وہاں پر استدلال کیا ہے عند الغسل ستر وحجاب پر کہ کشف عورت جائز نہیں اسی لئے موسیٰ علیہ السلام عریاں قوم کے ساتھ نہیں نہاتے تھے ہاں عند الحاجۃ (عندالبول والا غتسال و عند معاشرة الزوجة ونحو ذالك) خلوت میں کپڑا اتارنے اور ہٹانے کی اجازت ہے۔ بلاضرورت یا ضرورت سے زائد کشف عورت کی اجازت نہیں۔ فاللّٰہ احقّ ان یستحیی به۔ نووی کہتے ہیں انّ ستر العورة فی خلوة واجب علی الاصحّ الا فی قدر الحاجة۔ بیشک صحیح تر قول کے مطابق خلوت (علیحدگی) میں بھی ستر ڈھانپنا واجب ہے مگر بقدر ضرورت وان کان تعالیٰ یری المستور کما یری المکشوف لکنّه یری المکشوف تار کا لادب والمستور متأدّبا و هذا الادب واجب الا عندالحاجة...... (فتح الملھم ج ا ص ۴۸۱) اگرچہ اللہ تعالیٰ باپردہ کو بھی ایسے ہی دیکھتے ہیں جیسے بے پردہ (برہنہ) کو لیکن مستور ادب کا خیال کرنے والا ہے اور مکشوف (بلالباس وحجاب) ادب کو چھوڑنے والا ہے حالانکہ اس ادب کی رعایت کرنا واجب ہے مگر بوقت حاجت بقدر ضرورت۔ یاد رکھیئے ستر، حجاب، پردہ، لباس اسکارف امور ظاہرہ ہیں جنکا لحاظ واہتمام ضروری ہے اور یہ کہنا کہ اصل پردہ تو دل کا پردہ ہے کپڑا کیا ہے، اسکارف سے دم گھٹتا ہے، ہماری نیت صاف ہے وغیرہ لچر الفاظ اور بے ہودہ بہانے ہیں جسکی وجہ سے حکم شرعی بدلا یا ٹالا نہیں جاسکتا۔ ستر عورت اور غض بصر حجاب، حیاء، صحیح لباس زن ومرد کیلئے باختلاف نوعیت فرض ہے۔ کانت بنو اسرائیل یغتسلون عراة بنو اسرائیل جماعتهم کے معنیٰ میں ہے۔ کانت فعل مونث ہے مثل قالت الاعراب آمنّا کے۔ موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ غسل نہ کرنے کی دو وجہ ہیں۔

نووی: (ا) برہنہ غسل انکے لئے جائز تھا تو موسیٰ علیہ السلام کا یہ عمل عمدہ اخلاق اور حیاء کی وجہ سے تھا اگرچہ جائز تھا لیکن موسیٰ علیہ السلام اس سے اجتناب کرتے (۲) اگر غسل بلاستر جائز نہ تھا تو پھر موسیٰ علیہ السلام حکم شرعی کی وجہ سے ایسا نہ کرتے اور قوم بے اعتنائی اور تساہل کی وجہ سے باوجود منع ہونے کے کپڑے اتار کر برہنہ نہاتے۔

برہنہ نہانے کا حکم ۔ (ا) اگر آدمی ایسی جگہ نہا رہا ہے جہاں اردگرد لوگ موجود ہیں، آمد ورفت ہے اور چار دیواری (حمام) نہیں ہے تو کپڑا باندھے بغیر بلاستر برہنہ نہانا جائز نہیں۔ ایسا کرنے والا ستر کھلنے کی وجہ سے مرتکب کبیرہ ہوگا (۲) ایسے تالاب میں نہائے جو بالکل آبادی سے دور ہو یا ایسے حمام میں جس سے مکمل پردہ حاصل ہوتا ہو تو کوئی حرج نہیں کپڑے کے بغیر غسل کیا جاسکتا ہے۔ بایں ہمہ۔

صوفیاؒ کی رائے یہ ہے کہ حمام وتستر کے باوجود آدمی دھوتی باندھ کر نہائے۔ فائدہ! نووی کہتے ہیں۔..و منها جواز الغسل عریانا فی الخلوة و ان کان ستر العورة افضل۔

مسئلہ۔ احناف اور جمہور اہل علم کے ہاں پردہ وستر کی صورت میں عریانا غسل جائز ہے۔ ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک بغیر کپڑے کے غسل جائز نہیں۔ دلیل۔ لاتدخلوا الماء الابمنزر فان للماء علمرا (المفهم ج ٦ ص ۱۹۱)

جواب۔ (۱) پردہ سقف (چھت) وجدار سے حاصل ہوتا ہے۔ ۲: قاضی عیاضؒ کہتے ہیں وهو ضعيف عند اهل العلم. جس طرح ستر کھولنا اور دکھانا یا دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح صاحب غسل کو اپنے اعضاء مستورہ کا بلا ضرورت (وصفائی) دیکھنا بھی منع ہے۔ مردوں کیلئے ما بين السرّة الى الركبة (ناف سے گھٹنوں تک) ڈھانپنا فرض ہے۔ مستورات کیلئے باستثناء محارم پورا جسم مستورو حجاب رکھنا ضروری ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ غسل کرنے والا تو بغیر پردے کے نہا سکتا ہے لیکن لوگ اسکی طرف نہ دیکھیں یہ بات بالکل کمزور ہے کیونکہ قل للمؤمنين يغضّوا من ابصار هم سے کوئی عاقل ذی رائے یہ حکم نہیں نکال سکتا ہے کہ مردوں کو نظر نیچی رکھنے کا حکم ہے اس لئے عورتیں بلا حجاب پھر سکتی ہیں۔ اس لئے پردے کے بغیر غسل کرنا درست نہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے عمل سے واضح ہوا۔ شریعت اسلامی کا یہی حکم ہے۔ الّا انه آدر. نوویؒ نے آدر کا معنیٰ عظیم الخصیتین بیان کیا ہے (فتق کی بیماری ہے) یہ بھی کہا گیا کہ انکو برص یا کوئی اور آفة وتکلیف تھی۔ لیکن راجح وہ ہے جو حدیث میں مصرّح ہے۔ فوضع ثوبه على حجر۔ اس میں احتیاط یہ ہے کہ آدمی پانی میں پہنچ کر پھر کپڑے ہٹائے اور پانی میں بیٹھ جائے (چھپ جائے) اور کوشش کرے کہ زیادہ سے زیادہ تستّر رہے۔ اس سے بات یہ بھی مترشح ہوتی ہے کہ غسل والا پانی ماء مستعمل حتی المقدور کوشش کریں کہ کپڑوں پر اس کے چھینٹے نہ پڑیں حمام میں غسل کی صورت میں کپڑے اس طرح رکھے اور لٹکائے جائیں کہ پانی کے قطرات واثرات سے محفوظ رہیں۔ بلکہ ماء مستعمل کے قطروں سے وضو کے وقت بھی خوب احتیاط کیجئے۔ اگرچہ بالکل باریک قطرے (سوئی کے سرے کے برابر کرؤس الابرة) پر مؤاخذہ نہیں۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے دور رکھے۔ ففرّ الحجر بثوبه فجمع موسیٰ باثره۔ سو پتھر لے دوڑا انکے کپڑے اور موسیٰ تیز بھاگے اس کے پیچھے۔ پتھر کی دوڑ سانپ کی طرح (رینگ کر) تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حیاة و ادراک پیدا کردیا۔ یا پتھر کی دوڑ فرشتے کے عمل ومدد سے تھی جو ایک خرق عادت ہے انبیاء کیلئے۔ موسیٰ دوڑتے ہوئے ساتھ کہہ رہے تھے ثوبی حجر (اعطنی ثوبی یا حجر) اے پتھر میرے کپڑے اے پتھر میرے کپڑے...... حتّی نظرت بنو اسرائيل...... تا آنکہ ایذا رساں بے ادب بنی اسرائیل نے انکے سارے جسم (کارخانہ) کو دیکھ لیا۔ یہ سب کہنے لگے واللہ ما بموسیٰ من بأس اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو سیرت وصورت خُلق وخِلقت دونوںؐ میں کامل بلا عیب اور حسین پیدا کیا۔

(کانے گڑ کی جگہ مٹی کے ڈھیلے کھانے والے کذاب ہوتے ہیں)

اس پر یعقوب علیہ السلام کے نابینا اور ایوب علیہ السلام کے بیمار ہونے سے اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ حالت انکی پیدائشی نہیں بلکہ طاری تھی پھر قمیص ڈالنے اور غسل کرنے سے ختم ہونا مستقل معجزہ ہے جس کے ظہور کیلئے ایسا ہوا۔ قاضی عیاضؒ

فقام الحجر اب پتھر تھما موسیٰ کا بلا لباس دوڑنا اس لئے تھا کہ جب انہوں نے دیکھا کہ پتھر کپڑے لیکر بھاگ رہا ہے تو سرعت و

حیرت میں انکو اپنا خیال بھی نہ رہا (کہ میں کس حال میں ہوں) اچانک پانی سے نکلے اور پتھر کے پیچھے بھاگے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ اصل میں تو اللہ تعالیٰ نے انکی صفائی وصحت کا اظہار کرنا تھا جس کی وجہ سے ان کے دل میں یہ بات ہی نہ آئی کہ میں کس طرح دوڑ رہا ہوں۔ تیسرے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس دوڑ میں چھوٹی مصیبت کو اختیار کیا اگر پتھر سے کپڑے نہ لیتے تو گھر تک (پوری آبادی میں) کپڑوں کے بغیر جانا پڑتا۔ بہرحال اس سے یہ مسئلہ قطعاً نہیں لیا جاسکتا کہ بغیر کپڑوں کے بھی آدمی دوڑ لگا سکتا ہے۔ ورزش کرسکتا ہے، کھیل میں نیم برہنہ بلکہ برہنہ سے بدتر بالکل برہنہ شریک ہوسکتا ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس سے یہ مسئلہ اخذ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (علاج وطبی ٹیسٹ) وغیرہ میں بقدر ضرورت ستر دیکھنے کی اجازت ہے کہ تمام حدود کا خیال کرتے ہوئے مجبوراً دیکھ لیا جائے۔ جس میں شہوت لذت کا شائبہ تک نہ ہو۔ **فاخذثوبه فطفق بالحجر ضربا۔** کپڑے لیے اور پتھر کی پٹائی شروع کردی (کپڑے پہلے لئے شاید پٹائی کے ڈر سے پھر نہ بھاگ جائے)

سوال: جماد (بے جان) غیر عاقل پتھر کو مارنا چہ معنیٰ دارد؟ حالانکہ کوئی عقلمند یہ کام نہیں کرتا اور موسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے نبی یہ کیسے۔

جواب: (۱) آپ غور کیجئے کہ یہ حرکت بے عقل وبے جان پتھر کی ہے کہ جو اللہ کے جلیل القدر پیغمبر کے کپڑے لے دوڑا یا عقلمندوں کا بھی استاد ہے کہ تاک میں رہا موسیٰ علیہ السلام پانی میں اترے اور یہ جھپٹا اس نے ایسی حرکت کی جو عام عقلمند سے بھی بعید ہے کہ کپڑے اٹھائے پھر جنگلات وجمادات کی طرف نہیں بھاگا بلکہ مجمع کی طرف دوڑا اور ٹھیک سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ اگرچہ خلقۃً پتھر بے جان ہے لیکن کام عقلمندوں والا کیا اس لئے سزا ملی۔ تو موسیٰ کا عمل ضرب درست ہوا جیسے قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں موجود ہے اسی طرح پتھروں کا سلام کرنا اور ستنے کا رونا۔ ۲: یہ احتمال بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا مارنا حکم ربانی اور وحی الٰہی سے ہو۔ (کہ بے ادب کو سبق سکھاؤ)۔ ۳: ہوسکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا مقصد مارنے سے بنی اسرائیل کو عصاء کی ضربوں کا اثر ونشان دکھانا ہو کہ ضرب موسیٰ حجر پر بھی مؤثر ہے واللہ اعلم۔ (فتح الملہم ج ۱ص ۴۸۲) **قال ابو هريرة وا لله انه با لحجر ندبا ستة او سبعة** ۔ندب مارنے کا اثر، زخم کا نشان۔ ابو ہریرہؓ کا یہ تشریحی جملہ نبی ﷺ سے مسموعہ ہوگا۔ یہاں ستہ او سبعہ کے تردد کے ساتھ ہے ابن مردویہ کی روایت میں ستہ بالجزم مذکور ہے۔

یا ایها الذین امنوا لا تکونوا کالذین آذوا موسٰی فبرّاه مما قالوا و کان عندالله وجیهًا۔ (احزاب ۶۹)

حدیث ثانی: **عندمویه** ۔ یہ ماء کی تصغیر ہے جو اصل میں موہ تھا کیونکہ تصغیر کلمہ کو اصل کی طرف لوٹاتی ہے۔

حدیث ثالث: **فلماّ جاء ه صكهٗ ففقأ عينه فرجع الى ربه**۔ ملک الموت جب انکے پاس آیا تو انہوں نے اسکو طمانچہ مارا اسکی آنکھ پھوڑ دی۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرشتے کو تھپڑ کیوں رسید کیا

جواب: (۱) فرشتہ بغیر تخییر کے آیا اور **اجب ربّك** کہہ دیا حالانکہ انبیاء کو اختیار دیا جاتا ہے پھر موت کے انتخاب پر روح قبض ہوتی یہ کیونکہ سوءِ ادبی ہے کہ خلاف اسلوب آکر اجب ربک کہہ دیا اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے تعلیم ادب کے لئے مارا اسکی دلیل بعد کا جملہ ہے کہ جب یقین کے ساتھ آکر کہا اصول وادب سے تو موسیٰ علیہ السلام نے موت کو ہی ترجیح دی مہلت پر۔ (۲) ملک الموت ایک

آدمی کی شکل میں بلا اجازت گھر میں آیا اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے مارا جیسے نبی ﷺ نے فرمایا جو بلا اجازت مسلم کے گھر دیکھے، جھانکے تو اسکی آنکھ پھوڑ دی جائے۔ اور یہ کوئی بعید نہیں کہ باوجود نبی ہونے کے فرشتے کو نہ پہچان سکے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نہ پہچان سکے کہ یہ ملائکہ ہیں اگر پہچان لیتے تو بچھڑا بھون کر نہ لاتے اور انکم قوم منکرون نہ کہتے۔ تو نہ پہچانتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے مارا۔ داؤد علیہ السلام فیصلے کے لئے آنے والے دو فرشتوں کو نہ پہچان سکے۔ حدیث جبرئیل میں صحابہ نہ پہچان سکے اگر چہ نبی ﷺ نے پہچان لیا۔ (۳) موسیٰ علیہ السلام نے آنیوالے اجنبی کو دشمن سمجھا اور تصور کیا کہ مجھے قتل کرنے آیا ہے دفاعاً پہلے ہی دھول رسید کیا اور اس میں اللہ کی طرف سے فرشتے کا امتحان مقصود ہوا اگر چہ موسیٰ علیہ السلام کا مقصد وقصد آنکھ پھوڑنا نہ تھا صرف دفاع میں ہاتھ اٹھایا۔

سوال! ملک الموت جسم و مادہ سے مجرّد ہیں پھر اسکی آنکھ پھوڑنے کا کیا مطلب یا اسکو جسمانی آنکھ دی گئی تھی۔

جواب: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۱۲۴ پر) لکھتے ہیں کہ ملائکہ (نوری) اور جن (ناری) جب کسی آدمی کی شکل اختیار کرتے ہیں تو ان کیلئے آدمیت والے خواص کلی یا جزئی طور پر ثابت ہو جاتے ہیں اس لئے ملک الموت کی آنکھ مشابہ تھی آدمی کی آنکھ کے قوت میں جس پر موسیٰ علیہ السلام کی ضرب کا اثر ہوا۔

(۲) یہ بطور تمثیل اور ابتلاء مَلَک کے تھا اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا ہے آزماتا ہے۔

واللہ سبحانہ و تعالٰی یفعل فی خلقه ما یشاء و یمتحنهم بما اراد۔نووی۔

سوال! فرشتہ جب آیا کیا موت کا وقت آچکا تھا یا ابھی دنیوی زندگی کا حصہ باقی تھا دونوں صورتوں میں اشکال ہے اگر وقت آچکا تھا تو تاخیر کیسے ہوئی حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **اذا جاء اجلهم فلا یستا خرون ساعة ولا یستقدمون** (یونس ۴۹) اور **ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلها** (منافقون ۱۱) اور اگر وقت نہیں آیا تھا تو قبل از وقت فرشتہ کیوں آیا۔

جواب: اس میں شق ثانی کو اختیار کیا جاتا ہے کہ موت کا وقت ابھی نہیں آیا تھا۔ رہا یہ سوال کہ پہلے کیونکر آیا تو اسکا جواب سھل ہے کہ ابتلاء و آزمائش کیلئے پہلے آیا اور اسکے لئے قرینہ فحواء کلام ہے کہ اگر بروقت ملک الموت آتا تو یہ اللہ کے پاس آنا جانا وضع الید علی متن ثور اور بیت المقدس کے قریب کی دعاء یہ سب متحقق نہ ہو سکتیں۔ واللہ اعلم۔

(۲) یہ مسئلہ تقدیر مبرم کا نہیں بلکہ تقدیر معلق سے ہے اور یہ تقدیر میں موجود ہو کہ اس طرح ہوگا بالآخر موت۔

(۳) ابن خزیمہؒ کہتے ہیں کہ فرشتہ صرف اختیار دینے اور موسیٰ علیہ السلام کی رائے لینے آیا تھا انہوں نے بے ادب جان کر مارا اور وقت سے پہلے اختیار دینے کے لئے آنا کوئی خلاف ضابطہ نہیں۔ **واللہ علیم بمصالحه و حکیم فی حکمه.**

سوال! انبیاء تو اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کو پسند کرتے ہیں اور اولیاء اللہ و صالحین بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں کہ موت ہی اللہ کی ملاقات میں رکاوٹ ہے شوق ملاقات میں موت کی تمنائیں کرتے ہیں۔ **تحفة المومن الموت** (مشکوۃ ص ۱۴۰) ﴿**لانه باب من ابواب الجنة لولم یکن الموت لما وصل الیها**﴾۔ اس لئے کہ موت جنت کا دروازہ ہے اگر موت (واقع) نہ ہو تو جنت میں نہ پہنچ سکیں۔ موسیٰ علیہ السلام ملک الموت کو ٹال اور مار رہے ہیں؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام تو موت کے منتظر، شوق ملاقات میں بے تاب تھے اس لئے تو بیل کے بالوں کی تعداد کے برابر (عمر کثیر پر) موت کو ترجیح دی اور فرمایا فالآن سوابھی۔ رہا فرشتے کو مارنا اسکی وجہ شئی دیگر است جیسے کہ ابھی تفصیل سے گزرا۔ ثم مَه ای ما ذا ۔ یہ سوال اس لئے کیا تا کہ لوگ جان لیں کہ موت سے کوئی چھٹکارہ اور چارہ نہیں. کل شیء هالك الا وجهه (القصص ۸۸) کل من علیها فان و یبقی وجه ربك ذو الجلال و الاکرام۔ (الرحمٰن ۲۷)

کل نفس ذائقة الموت۔ (عنکبوت ۵۷) فسأل الله ان یدنیه من الارض المقدسة۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ارض مقدسہ میں داخل ہونے کا حکم دیا لیکن بزدلی اور بے ادبی کی وجہ سے یہ داخل نہ ہو سکے اور وادی تیہ میں ہی مر کھپ گئے انکی اولادیں یوشع بن نون خلیفہ موسیٰؑ کے ساتھ بعد میں داخل ہوئیں اور اسی میدان تیہ میں ہی پہلے ہارون پھر موسیٰ علیہ السلام کا وقت آ گیا اب اگر موسیٰ علیہ السلام یہیں دفن کئے جاتے تو بعد میں قبر کھود نا منتقل کرنا نہ ہو سکتا اس لئے انہوں نے دعاء کی کہ ارض مقدسہ میں بیت المقدس کے قریب کر دیجئے یہ اس دعاء کی تفصیلی وجہ ہے (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۶۶) اس سے معلوم ہوا کہ بابرکت جگہوں اور صالحین کے مقبروں میں دفن ہونے کی تمنا و دعاء بہتر ہے۔ اس جگہ کا مبارک ہونا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے...... سبحٰن الذی اسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی التی بارکنا حوله لنریه من آیاتنا (بنی اسرائیل ۱)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے ارض مقدسہ کے قرب کی دعاء کی بیت المقدس میں دفن ہونے کی خواہش کیوں نہ کی۔

جواب! نووی کہتے ہیں خاف ان یکون قبرُه مشهورا عندهم فیفتتن به الناسُ ۔ اگر بیت المقدس میں قبر ہوتی تو فتنہ (بدعات ورسومات خرافات) کا خوف تھا کہ لوگ اسکو دوران گاہ نہ بنالیں۔ فتنہ کے سدّ باب کیلئے قرب کی دعاء کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے حفاظت بھی فرمائی۔ اس سے پتہ چلا اظہار کے مفضر ہونے کی صورت میں استخفاء آئے گا اختیار بہتر ہے۔ اللهم احفظنا من الفِتَن و البِدَع ۔ رمیة بحجر۔ بیت المقدس سے اتنا دور کہ بیت المقدس کے پاس کھڑے ہو کر پتھر پھینکا جائے تو قبر کی جگہ پر گرے۔ اس سے واضح ہوا کہ مقابر عبادت گاہوں کے قریب ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن حدود مسجد (مهیا للصلوة نماز کی جگہ) سے باہر ہوں۔ لا ریتکم قبره الی جانب الطریق تحت کثیب الاحمر۔ آنحضرت ﷺ نے شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر دیکھی تھی۔ کثیب احمر۔ لال ٹیلہ۔ جیسے ہمارے ہاں کہا جاتا ہے لال قلعہ۔ آپ ﷺ نے بھی قبر موسیٰ کو مخفی رکھا تا کہ تعین کی صورت میں یہود اسکو سجدہ گاہ و الٰہ نہ بنالیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟

جواب مختلف اقوال ہیں۔ (۱) اریحا۔ (۲) دمشق۔ (۳) مدین صحیح تر یہ ہے کہ صحراء سینا تیہ میں ہے۔

حدیث رابع: عن همام ابن منبه قال هذا ما حدثنا ابو هريرة۔ اس هذا کا مشار الیہ ہمام ابن منبہ کا وہ صحیفہ ہے جو انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لکھا تھا۔ حدیث بیان کرتے وقت ان کے سامنے تھا اشارہ کر کے اس سے حدیث بیان کرتے۔ ابن منبہؒ کا یہ قول اکثر احادیث کے بیان کرنے میں مذکور ہے۔ ہر جگہ مشار الیہ یہی ہوگا۔ اجب ربك۔ یہ فرشتے کا تکیہ کلام ہے کہ

جب کسی کی طرف بھیجا جاتا تو اجب ربّك کہہ کر اسکو بلاتا۔

حدیث سادس: بینما یهودیّ۔ ابن بشکوالؒ نے ابن اسحاقؒ (مؤرخ) کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس یہودی کا نام فنحاص بتایا ہے جبکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فنحاص کا دوسرا قصہ لکھا ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا لیکن توافق ہو سکتا ہے کہ اس فنحاص کے دو قصے ہوں قصہ مذکورہ فی الحدیث بھی اسی کا ہو۔ و لیس فیهما بُعد۔ یہ فنحاص بن عاذوراہے۔ اعطی بها شیأ کرهه یعنی کسی چیز (مبیعہ) کا بھاؤ بتایا تو اس یہودی (مالک بائع) نے کہا لا والذی اصطفی موسیٰ علیه السلام علی البشر تو انصاری نے اسکو سوء ادبی (اور بے محل قسم کھانے) کا مزہ چکھایا۔ کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت اور وجود کے بعد یہ قسم کھاتا ہے۔ یہودی نبی ﷺ کے پاس اپنا مقدمہ لے کر آیا کہ مجھے اس انصاری نے مارا ہے اور پورا قصہ سنا دیا۔ آپ ﷺ نے غصہ کا اظہار فرمایا اور حکم دیا کہ سمجھانے کا اخلاقی انداز اختیار کرنا بہتر ہے زیادتی کی اجازت نہیں۔ اس صحابی کا یہ عمل اس لئے تھا کہ علی البشر کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی سے بھی افضل ہیں۔ حالانکہ آپ سب سے افضل ہیں۔

لا تفضّلو ا بین الانبیاء پر سوال و جواب مکمل تفصیل کے ساتھ زیر نظر کتاب کی ابتداء میں گزر چکا ہے۔

رجل من الانصار کی بعض نے تعیین کی ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ابن ابی الدنیا کی کتاب البعث میں بروایت عمرو بن دینار ابوبکر صدیق کا نام مذکور ہے۔ اس وقت تاویل کرنی ہوگی کہ رجل من انصار میں انصاری سے مراد دین اسلام کا مددگار ہوگا نہ کہ نسباً انصاری اور ابوبکر صدیق صرف ناصر اسلام نہیں بلکہ مددگاروں، وفاداروں، جانثاروں میں اوّل ہیں۔ اگر رجل من الانصار مطلق رکھیں تو بھی مفہوم حدیث واضح ہے تکلفات کی حاجت نہیں۔ فلا ادری احوسب بصعقة یوم الطور او بعث قبلی۔ اسکی مکمل تشریح اوّل من ینشقّ عنه القبر کے تحت باب تفضیل نبینا میں گزر چکی ہے۔

علامہ مازریؒ کہتے ہیں کہ بعض ملاحدہ نے حدیث ثالث ورابع کا انکار کیا ہے اس بنا پر کہ ایک فرشتے کی آنکھ کیسے پھوڑ دی حالانکہ فرشتے کی طاقت تو یہ ہے کہ خنصر (چھوٹی انگلی) پر پوری بستی کو آسمان تک لے جا کر الٹا پٹخ دیا ایک چیخ سے پوری قوم کو ہلاک کر دیا ایک فرشتے کی (صور میں) پھونک سے ساری کائنات ریزہ ریزہ ہو جائے گی تو وہ اپنی آنکھ بھی نہ بچا سکا۔ لیکن ان سب کا جواب یہ ہے کہ ضرب موسوی کا آپ کو اندازہ ہے کہ اسکے عصاء کے اشارہ سے (باذن خداوندی) سمندر پارہ پارہ ہو گیا اور راستے دیدیئے، چشمے پھوٹے...... فرشتے (بھلے جتنے طاقت ور ہیں) انبیاء کے خادم ہیں۔ رسولوں کے پاس اللہ کا پیغام لے کر آتے ہیں۔ یہ پٹی آپکو کس نے پڑھادی کہ فرشتے اتنے زور آور تو انبیاء سے بھی افضل؟ نہیں۔ اسکے مزید تین جواب اوپر گزر چکے ہیں۔ بایں وجہ انکار حدیث کی کوئی گنجائش نہیں۔ درست و مسلّم ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث ثانی عشر، ثالث عشر: مررت علی موسی لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر و هو قائم یصلی فی قبره ابن تیمیہؒ فتاوی تیمیہ ج ۴ ص ۳۳۰ میں لکھتے ہیں یہ نماز لذت وراحت کے لئے ہے جیسے اہل جنت تسبیح و تقدیس کریں گے جو سانس کی مانند بلا تکلیف ومشقت جاری ہوگی۔ یہ اعمال مکلّفہ میں سے نہیں جن پر ثواب وحساب مرتب ہوگا یہ تو خوشی اور تلذذ کیلئے ہے جیسے اہل جنت قرآن کی تلاوت کریں گے اپنے رب سے مناجات ہوگی۔ یہی حدیث امام نسائیؒ اپنی سنن ج ۱ ص ۲۴۲ میں لائے ہیں۔

اخبرنا العباس بن محمد قال حدثنا یونس ابن محمد قال حدثنا حماد بن سلمة عن سلیمان التیمیّ و ثابت عن انس ﷺ انّ رسول الله ﷺ قال اتیت علی موسی علیه السلام عند الکثیب الاحمر و هو قائم یصلّی. و فی روایة (قبله) و هو قائم یصلّی فی قبره . قال ابو عبد الرحمٰن النسائی هذا اولٰی با لصواب عندنا من حدیث معاذ بن خالد. والله تعالٰی اعلم۔ انتھی ۔ ترجمہ امام نسائی اپنی سند متصل سے انس ﷺ سے روایت کرتے ہیں بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کثیب احمر (لال ٹیلے) کے پاس سے موسیٰ علیہ السلام (کی قبر) پر گذرا تو وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (اس سے پہلی روایت میں صراحت ہے کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے امام نسائی کہتے ہیں یہ حدیث مذکورہ معاذ ابن خالد کی حدیث سے (جو پہلے کتاب میں موجود ہے) زیادہ درست ہے واللہ اعلم۔ (یہ امام نسائی کی گفتگو تھی) اس حدیث سے حاصل شدہ مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے مختصراً تمہید سن لیجئے۔ اموات یعنی مرنے والوں کی کل تین قسمیں۔ (۱) انبیاء (۲) شھداء (۳) عوام الناس۔ (اولیاء علماء)۔ قسم اوّل وثانی یعنی انبیاء اور شھداء کی برزخی حیات فی قبورھم بالروح والجسد متفق اور اٹل ہے۔ جس میں قرآن کریم واشگاف، واضح، صریح، غیر مجمل الفاظ سے کہتا ہے۔ بل احیاء۔ قسم ثالث کیلئے قبر کی زندگی اسکے لئے آلام ومصائب انتقام وانعام مستقل حقیقت ہے جس سے بیچ بچ کی کوئی راہ نہیں۔[۱] حیات انبیاء اور انکے درود کے سماع پر کسی کو اختلاف نہیں چند معتزلیوں اور خام عقیدہ لوگوں کے سوا۔ یہ حیات جسم عنصری کو روضہ اطہر میں حاصل ہے حیات دنیوی سے درجہا افضل و بہتر ہے۔ کیونکہ دنیا کی زندگی مشقت وابتلاء والی ہے اخروی زندگی راحت وآرام والی ہے۔ شھداء کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (سورۃ بقرہ ۱۵۴) ترجمہ: انکو اموات (مردہ) نہ کہو۔ کیونکہ ادب وعقیدہ کا تعلق جنان ارکان اور وجدان سے ہے اس لئے فرمایا دل میں خیال بھی نہ لاؤ انکے اموات اور مردہ ہونے کا۔ (ورنہ دل کی سیاہی منہ پر بھی چھا جائے گی)

یاد رکھیئے! جب اللہ تعالیٰ اس شھید (امت کے ایک فرد) کیلئے لفظ موت کے تلفظ وخیال کو برداشت نہیں کرتا بلکہ روک دیتا ہے تو میں اس شہید سے پوچھتا ہوں کہ تجھے کیا پڑی کہ اولاد کی جدائی، گردن کٹائی، قبر کی تنہائی، ہر چھوٹی بڑی مصیبت تجھ پر آئی، یہ سب کچھ مشقت تو نے کیونکر اٹھائی؟ تو شہید (زبان حال سے) مجھے کہتا ہے کہ میں نے اللہ کے قرآن اور رسول اللہ کے فرمان سے پائی آگاہی۔ نبی ﷺ کی حدیث سننے والا اس پر عمل کرنے والا تو زندہ اور نبی کیلئے حیات ثابت ہی نہیں۔ بھائی حیات النبی ثابت ہے۔

تنبیہ۔ بعض لوگ تاویل بلا دلیل کرتے ہیں کہ جی وہ تو زندگی روح کیلئے ہے۔ روح زندہ ہے تو جناب بتایئے کہ روح پر موت آتی کب ہے۔ ﴿یسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی﴾ (بنی اسرائیل ۸۵) روح تو امر ربی ہے اور رب تعالیٰ کے امر پر موت کہاں سے ثابت ہوئی یاد رکھیئے روح نکلتی اور منتقل ہوتی ہے مرتی نہیں۔ پھر روح جو زندہ وحیات ہے اسکو مردہ کہنے سے روکنا چہ معنیٰ دارد؟ من یقتل میں مردہ کہنے اور خیال نہ کرنے کا حکم اسکے لئے ہے! جسکے ٹکڑے ہوئے، چیتھڑے اڑ گئے جس پر تلوار نے بے رحم وار کیا اور گولی نے زندگی کا چراغ گل کر دیا جو کٹا ہے وہی زندہ ہے! روح پر چھری نہیں چلتی بلکہ جسم پر چلتی ہے زندہ بھی وہی ہے حیات کے بعد دوسرا مسئلہ سماع کا ہے سماع انبیاء اتفاقی عقیدہ ہے عام موتی کے سماع کے بارے میں تفصیل زیر نظر کتاب کے باب اثبات عذاب القبر والحساب میں ملاحظہ ہو۔ ان چند سطور کی حقیقت وحقانیت کیلئے شیخ الاسلام محمد تقی العثمانی

---

[۱] اس کا ذکر باب عرض مقعد المیت پر ملاحظہ ہو۔

المحترم ادام الله فیوضهم کی تحقیق وتقریر انہیں کے الفاظ میں (مع ترجمہ) پیش خدمت ہے۔ یہ تقریر حدیث باب کے تحت انہوں نے تحریر فرمائی ہے۔ وبهذا استدلّ جماعة من المحققين على ان الأنبياء عليهم السلام أحياء في قبورهم وقد طال النّقاش في زمننا حول هذه المسئلة، فنلخص هنا فذلكة القول في هذا الباب، والله سبحانه هو الموفق.

مسئله حياة انبياء عليهم السلام

ان الأ صل في هذه المسئلة قول الله تبارك وتعالى ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ، بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ﴾ ولما ثبتت الحياه للشهداء، ثبتت للأنبياء عليهم السلام بدلالة هذا النص، لأن مرتبة الأنبياء أعلى من مرتبة الشهداء بكاريب يقول الشوكاني في نيل الأوطار (آداب جمعہ ۳:۲۱۱)

ترجمہ: اور حدیث مبارکہ سے محققین نے استدلال کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں (مزارات معروفہ و مجہولہ) میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں اور ہمارے زمانہ میں بعض لوگ لفظی تکرار اور مناقشہ کو اس مسئلہ میں (بے سود) طول دے چکے ہیں۔ ہم مختصراً اس مسئلہ کی تقریر مع التلخیص ذکر کرتے ہیں والله سبحانه هو الموفق

﴿ وورد النص في كتاب الله في حق الشهداء أنهم أحياء يرزقون، أن الحياة فيهم متعلقة بالجسد، فكيف بالأ نبياء والمرسلين﴾ وقد ورد في هذا الباب حديث صريح أخرجه أبو يعلى في مسنده ٦:١٤٨ (رقم ٣٤٢٥) عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون) وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ٨:٢١١، وقال (رواه أبويعلى والبزار، ورجال أبي يعلى ثقات) وعلّه الذهبي في الميزان بالحجاج بن الأ سود، ولكن تعقبه الحافظ في اللسان، فقال: (انما هو الحجاج بن أبي زياد الأسود، يعرف بزق العسل وهو بصري . . . قال أحمد: ثقة ورجل صالح، وقال ابن معين: ثقة، وقال أبو حاتم: صالح الحديث، وذكره ابن حبان في الثقات. والحديث أخرجه البيهقي أيضا في جزءه في الأ نبياء (ص٣) و صححه، وكذلك صححه المناوي في فيض القدير. وكذلك يشهد لهذا الحديث ما رواه أنس رضي الله عنه في هذا الباب. وقد أفرد الا مام البيهقي رحمه الله لهذه المسئلة جزء لطيفا، وجمع فيه الأحاديث التي تدل على حياه الأ نبياء عليهم السلام وللعلامة جلال الدين السيوطي رحمه الله فيه رسالة باسم انباء الأ ذكياء في حياة الأنبياء جمع فيها الأحاديث المتعلقة با لمسئلة. فمن الأ حاديث التي تدل على حياة النبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاته حديث أوس في فضيلة يوم الجمعة، وفيه: (فأ كثروا على من الصلوة، فان صلوتكم معروضة على، قال قالوا: يا رسول الله! وكيف تعرض صلوتنا عليك وقد أرمت قال يقولون: قد بليت. فقال: ان الله عزوجل حرم على الأرض أجساد الانبياء أخرجه النسائي و أبوداود و ابن ماجه والدارمي والحاكم، و صححه وأقره عليه الذهبي في تلخيص المستدرك ١: ٢٧٨. وان ذكر بقاء جسده صلى الله عليه وسلم بعد وفاته سياق عرض الصلوة فيه يدل على ان لروحه

المباركة تعلقا بجسده، وان عرض الصلوة يكون على مجموع جسده وروحه والا لما كان لذكر الجسد في الجواب معنى . ومنها حديث أبى الد رداء رضى الله عنه ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (وان أحدا لن يصلّي الا عرضت على صلوته حتى يفرغ منها . قال :وقلت ؛ وبعد الموت ؟ قال : وبعدالموت ، ان الله حرّم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء ، فنبى الله حىّ يرزق) أخرجه ابن ماجه . ومنها ما أخرجه أبو الشيخ في كتاب الثواب بسند جيد عن أبى هريرة مرفوعا :(من صلى عند قبرى سمعته، ومن صلّى على نائيا بُلغتُه) ذكره الحافظ في الفتح ٦ : ٤٨٨ (باب ٥٤٨ من كتاب الأنبياء) وأخرجه أبوداود عن أبى هريرة بلفظ:(صلّوا علىّ، فان صلاتكم تبلغنى حيث كنتم). ومنها ما أخرجه أبو داود عن أبى هريرة من وجه آخر مرفوعا :(مامن أحد يسلم على الا ردّ الله على روحى أرد عليه السلام) و رواته ثقات ، كما صرح به الحافظ في الفتح وربما يستشكل بأن عود الروح الى الجسد يقتضى سبق انفصالها عنه ، وهو الموت ، فيدل الحديث على أن الروح انمايعاد عند السلام فقط، وقد أجاب الامام البيهقى رحمه الله عن هذا الاشكال في رسالته في (حياة الأنبياء ص ٥) بقوله :وانما أراد۔ والله اعلم وقد ردّ الله الى روحى، حتّى أرد عليه السلام) وحاصله أن تقدير العبارة هكذا :(ما من أحد يسلّم على الا وقد ردالله على قبل ذلك)، فأردعليه فقوله صلى الله عليه وسلم " ردّ الله روحى" توجيه لردّالسلام . والمراد أنى أردّ عليه السلام لكون روحى قد أعيد الى جسدى. وقد شرحه العلامة السيوطى رحمه الله تعالى في " انبياء الأذكياء " (ص ٥) على قواعد العربية فقال: ان قوله " ردّ الله " جملة حالية ، وقاعدة العربية أن جملة الحال اذا وقعت فعلا ما ضيا قدرت فيها " قد" كقوله تعالى :جاء وكم حصرت صدورهم، أى قد حصرت و كذا هنا تقدر ، والجملة الماضية سابقة على السلام الواقع من كل أحد . و " حتى" ليست للتعليل ، بل هو مجرد حرف عطف بمعنى الواو ، فصار تقدير الحرف :(ما من أحد يسلّم على الا قدردّ الله على روحى قبل ذلك وأردّ عليه) وقال رحمه الله في آخر رسالته المذكورة :(ثم بعد ذلك ورأيت الحديث المسئول عنه مخرجا في كتاب حياة الأنبياء للبيهقى بلفظ "الا وقد ردّ الله على روحى" فصرح فيه بلفظ " وقد " فحمدت الله كثيرا) وبالجملة فان هذه الأحاديث مع حديث الباب تدل على كون الأنبياء أحياء بعد وفاتهم ، وهو من عقائد جمهور أهل السنه والجماعة ،ولكن ربما يستشكله بعض النّاس بأنهم كيف يحكم عليهم بالحياة ، وقد نطقت النصوص الصريحة بأ ن الموت طرأ عليهم ، وبأ نهم يحشرون يوم القيامة كسائر الناس ، وانّما ينشأ هذا الا شكال عن عدم فهم معنى الحياة الثابتة للأنبياء والشهداء بعد وفاتهم ، فيزعم بعض النّاس أنها عين الحياة الدنيوية التى عاشوا بها قبل وفاتهم سواء بسواء. والحق أنه لايقول أحد باثبات الحيات للأنبياء بعد وفاتهم بهذا المعنى ، وانما المقصود حياتهم بمعنى أن

لأرواحهم تعلقا بأ جسادهم الشريفة المدفونة القبور ، وبهذا التعلق القوى هديت لأ جسادهم خصائص كثيرة من خصائص الأحياء، مثل سماع السّلام و ردّه، واشتغالهم با لعبادة ، وما الى ذلك من الخصا ئص المنصوصة. ولا يقول أحد من أهل الحق بنسبة جميع الخصائص التى ثبتت لهم فى حياتهم السابقة على وفاتهم . ويقول العلامة السبكى رحمه الله فى شفاء الأسقام (ص١٩١) :ولا يلزم من كونها (أى الحياة حقيقة ان تكون الأبدان معها كما كانت فى الدنيا من الا حتياج الى الطعام والشراب ، والامتناع عن النفوذ فى الحجاب الكثيف وغير ذلك من صفات الأ جسام التى نشاهدها ، بل قد يكون لها حكم آخر فليس فى العقل ما يمنع من اثبات الحيات الحقيقية لهم والذى يتحصل با لنظر فى النصوص أن الموت ، وان كان عبارة عن مفارقة الروح للجسد ، ولكن يبقى للروح بعد الموت علاقة مّا بالجسد الذى فارقته ، وبهذه العلاقة يتألم الجسد بعذاب القبر ، ويتنعم بنعيم البرزخ ، على ماذهب اليه جمهور أهل السنة من أن عذاب القبر يقع على الجسد مع الروح، وهو المراد من اعادة الروح الى الجسد عندالسؤال فى القبر وعندالتعذيب، كما ورد فى النصوص الصريحه التى حقق صحتها ابن القيم رحمه الله فى كتاب الروح ، وليس المراد من اعادة الروح فى سائر الموتى احياء هم بعد وفاتهم ، وانما المراد انشاء علاقة بين أجساد ها وأرواحها ، ولا سبيل الى معرفة كنه تلك العلاقة . ولكن هذه العلاقة لا تكون لجميع الموتى على مستو واحد ، فيتفاوت الموتى فى قوة هذه العلاقة وضعفها ، بما أن هذه العلاقة فى عامّة الموتى ضعيفٌ جدّا ، أجساد هم تأكلها الأرض ، فلا يطلق عليهم اسم الحياة الجسمانية بعد طروء الموت عليهم عموما ، وان كان اعادة الروح فى أجسادهم قد أطلق عليه بعض العلماء اسم الحياء الجسمانية أيضاً ، وراجع أحكام القرآن للجصاص ١:١٥٨، وأما الشهدا ء فعلاقه أرواحهم بأ جسادهم أقوى بالنسب لسائرالموتى ،حتى أن الأرض لا تأكل أجسادهم ، فأطلق القرآن عليهم اسم الأحياء ، لو كان المراد حيا تهم البرزخيّة فقط ، لما كان بينهم وبين الآخرين فرق. وانما الفرق بينهم وبين سائر الموتى ان لأجساد ، فحياتهم جسمانية بهذا المعنى . وأما الأنبياء عليهم السلام ، فعلاقة أرواحهم بأجساد الشريفة العلاقات التى تتصور فى انسان بعد طريان الموت عليه ، وان هذه العلاقة القوية قد أثرت على بعض الأ حكام الدنيوية أيضا ، فلا تقسم أموالهم بين ورثتهم ، ولا يجوز لأ حد أن ينكح أزواجهم بعد وفاتهم ، وكان سيدنا أبو بكر ينفق عليهن ، كما كان ينفق رسول الله صلى الله عليه وسلم وكذلك حصلت للأنبياء عليهم السلام بعض خصائص الحياة التى لم تثبت لغير هم بعد الوفاة . فالحياة الجسمانية حقيقة كلية تطلق على الموت، ولكنها تفارق هذه الدنيوية التى كانت ثابتة لهم قبل وفاتهم فى كثير من الأحكام . وحاصل هذه الحياة الجسمانية الحقيقية تعلق الروح بالجسد تعلقا قويّا يفوق الذى حصل لغير هم من الموتى ، أما الخوض فى معرفة كنه هذا التعلق ،

فخوض فيما لا سبيل للبشر الى معرفته ، فان أحوال البرزخ والأ خرة لا تدرك بهذه العقول . فمن اعترف بهذاالقدر الثابت بالنصوص و فوض الى الله تعالى، سلمت عقيد ته ان شاء الله تعالى. أما الخوض فى كنه أحوال البرزخ ، والسعى فى ادراك حقيقة تعلق الروح بالجسد ، أو المشاحة فى الا صطلاحات من تسمية هذه العلاقة بالحياة الجسمانية ، أو بالحياء البرزخية ، (والحال أن بينهما عموما و خصوصا ، فيجتمعان فى مادة) فليس من مهام أهل الحق ، ولا من طريق أهل العلم المجادلة والمراء ، والتباغض والنزاع فى هذه المباحث النظرية أو اللفظية كما حدث فى زماننا فبعيد من دأب أهل العلم كل البعد. وكذلك انكار هذه العلاقة بين الروح والجسد التى ثبتت بالنصوص المتكاثرة التى لا مجال لانكار ها زيغ ومكابرة ، ولا يجوز لأ حد من أهل العلم والانصاف أن ينكرها صريحا. ويقول الحافظ ابن القيم رحمه الله تعالى فى كتاب الروح (ص ٨٦): وقد صح عنه (أى عن النبى صلى الله عليه وسلم) أنه ر أى موسى قائما يصلى فى قبره ليلة الإسراء ، ورآه فى السماء السادسة أ و السابعة . فالروح كانت هناك ، ولها ا تصال بالبدن فى القبر، و اشراف عليه ، وتعلق به بحيث يصلى فى قبره ، ويردّ سلام من سلم عليه ، وهى فى الرفيق الأ على **فالحقائق التى يجب الاعتراف به انها بمقتضى النصوص هى كالتالى:** (١) ان لأ رواح الأنبياء الشريفة بعد **وفاتهم تعلقا قويّا** باجسادها. (٢) ان هذا التعلّق أقوى بكثير من تعلق أرواح غير هم من الموتى بأجسادهم. (٣) وبفضل هذا التعلّق حدث لهم من خصائص الحياة السّابقة على وفاتهم ما قد عُلم بالنّصوص. (٤) وان هذا التعلّق القوى يصح التعبير عنه بالحياة ، وعن أصحابه بالأ حياء ، كما ورد فى النصوص. (٥) وان هذه الحياة الحاصلة لهم بعد وفاتهم ليست الحياء الدنيويّة بعينها أ و بجميع **خصائصها ، بل هى مثل الحياة النبوية فى بعض خصائص المنصوصة جزما، وفى بعضها احتمالا .وما دام الانسان يعترف بهذه الحقائق، فانه موافق لعقيدة أهل السنة والجماعة ، ولا حاجة الى الخوض فى تفاصيلها بأ كثر مما ذكرنا، والله سبحانه أعلم**

انتهى كلام شيخ الاسلام محمد تقى العثمانى .

اس مسئلہ میں سب سے بنیادی دلیل قول باری تعالیٰ **ولا تقولوا لمن يقتل فى سبيل الله اموات بل احياء و لكن لا تشعرون** (البقرہ ۱۵۴) اور **ولا تحسبن الذين قتلوا فى سبيل الله امواتاً بل احياء عندربهم يرزقون** (آل عمران ۱۶۹) ہے اور جب شہداء کیلئے زندگی ثابت ہو چکی تو بطور دلالۃ النص کے اس سے انبیاء کی حیات ثابت ہوئی کیونکہ انبیاء کا مرتبہ بلاشبہ شہداء کے مرتبہ سے افضل ہے (مفضول شہداء زندہ تو افضل انبیاء بطریق اولیٰ زندہ۔) (مزید وضاحت) قاضی شوکانیؒ نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۱۱ باب آداب الجمعۃ میں فرماتے ہیں اور اللہ کی کتاب میں شہداء کی حیات وزندگی کے متعلق نص صریح وارد ہو چکی کہ وہ زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں اور یقیناً یہ حیات جسد عنصری (جسم مع الروح) سے ہی متعلق ہے۔ سو انبیاء ورسل کا معاملہ کیسے ہوگا۔

حدیث سے اور تحقیق مذکورہ مسئلہ میں مسند ابی یعلی ج ٦ ص ١٤٧ میں حدیث نمبر ٣٤٢٥ بروایت انس بن مالک (خادم الرسول) رضی اللہ عنہ وارد اور مروی ہے۔

دلیل (١) انسؓ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ھیثمیؒ نے مجمع الزوائد ج ٨ ص ٢١١ میں اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا اس حدیث کو ابو یعلیٰؒ اور بزارؒ نے روایت کیا ہے اور ابو یعلی کے رجال ثقہ ہیں۔ علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اسی حدیث کو حجاج بن اسود کی وجہ سے معلول قرار دیا ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ نے لسان المیزان میں اسکا تعاقب کیا اور کہا کہ (تعلیل کا سبب) وہ حجاج ابن ابی زیاد الاسود ہے (نہ کہ حجاج ابن اسود) جو زق العسل سے معروف اور بصری ہے۔ احمد کہتے ہیں (ثقۃ ورجل صالح) قابل اعتماد اور صالح آدمی ہے اور ابن معین نے کہا ثقہ ہے ابو حاتم نے کہا صالح الحدیث۔ اور ابن حبان نے اسکو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اسی حدیث کو بیھقیؒ نے جزء فی حیات الانبیاء ص ٣ میں ذکر کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور علامہ مناویؒ نے فیض القدیر میں صحیح کہا ہے۔ اسی طرح اس کے متابع وہ حدیث ہے جو اس نے مسئلہ مذکورہ میں روایت کی۔ امام بیھقیؒ نے تو مسئلہ حیات انبیاء میں مستقل جزء (رسالہ) تحریر کیا ہے جس میں حیات انبیاء کے متعلق احادیث جمع کی ہیں اور علامہ سیوطیؒ نے بھی مستقل رسالہ انباہ الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء تصنیف کیا ہے جو متعلقہ احادیث کا مجموعہ ہے۔

دلیل (٢) اوس ابن اوسؓ نے آنحضرت ﷺ سے جمعہ کی فضیلت میں روایت کیا ہے۔ ترجمہ حدیث: پس تم مجھ پر درود پاک زیادہ مقدار میں پڑھا کرو اس لئے کہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں صحابہؓ نے عرض کیا! یارسول اللہ: آپ ﷺ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ تو موت کے بعد بوسیدہ ہو چکے ہوں گے آپ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجساد کو حرام کیا ہے (کہ کوئی گزند نہ پہنچا سکے) نسائی، ابوداود ، دارمی مستدرک حاکم اور انہوں نے اسکو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذھبیؒ نے تلخیص المستدرک ج ١ ص ٢٧٨ میں درست قرار دیا۔

دلیل (٣) ابوالدرداؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: بیشک کوئی ایک نہیں درود بھیجتا مجھ پر مگر اسکا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس سے فارغ ہو ابوالدرداؓ کہتے ہیں میں نے کہا اور موت کے بعد بھی فرمایا اور موت کے بعد بھی بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام کیا ہے کہ کھائے سو اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ ابن ماجہ

دلیل (٤) ابوالشیخ رحمہ اللہ نے مضبوط وعمدہ سند کے ساتھ ابوھریرہؓ سے روایت کیا ہے جس نے میری قبر کے پاس (کھڑے ہو کر) درود پڑھا میں اسکو سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے فتح الباری ج ٦ ص ٤٨٨۔ ابوداود میں ہے عن ابی ہریرۃؓ تم مجھ پر دور دپڑھو بیشک تم جہاں کہیں ہو تمہارا درود پہنچایا جاتا ہے۔

دلیل (٥) ابوھریرۃؓ سے مروی ہے۔ نہیں ہے کوئی ایک کہ درود وسلام پڑھے، بھیجے مجھ پر مگر مجھ پر روح لوٹائی جاتی ہے یہاں تک کہ میں اسکو جواب دوں اسکے راوی ثقہ ہیں فتح الباری۔

سوال! بسا اوقات (دلیل نمبر ٥) حدیث ابوھریرہ پر اشکال کیا جاتا ہے کہ جب روح درود وسلام کے وقت لوٹائی جاتی ہے تو اس

سے ثابت ہوا روح جدا ہوئی ہے اور اسی کا نام موت ہے اور حدیث اس پر دال ہے کہ روح بوقت صلوۃ وسلام لوٹائی جاتی ہے۔

(مستقل حیات کیسے ثابت ہوئی)

جواب: (۱) امام بیہقیؒ نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری روح لوٹا دی حتیٰ کہ میں سلام کا جواب دیتا ہوں حاصل کلام یہ ہے کہ مجھ پر درود سلام پڑھنے اور بھیجنے سے پہلے روح لوٹا دیجاتی ہے۔ یعنی اللہ نے میری روح لوٹا دی ہے تا کہ میں سلام کا جواب دوں۔

جواب: (۲) علامہ سیوطیؒ نے انباہ الاذکیا (ص ۵) پر عربی گرائمر کو سامنے رکھتے ہوئے یہ جواب دیا ہے کہ ردّ اللہ علیّ روحی جملہ اعراب وترکیب میں حال ہے اور عربی کا مسلّم اصول وقاعدہ ہے کہ جب فعل ماضی حال واقع ہو تو اس سے پہلے حرف قد (برائے تحقیق) مقدّر رہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **جاء و کم حصرت صدورھم** اور حتیٰ تعلیلیہ نہیں بلکہ صرف عاطفہ ہے۔ اب عبارت یوں ہوگی **ما احد یسلّم الّا قد ردّ اللہ علیّ روحی قبل ذالك واردّ علیه** . اب جواب واضح ہوگیا۔ سیوطیؒ اپنے رسالے کے آخر میں کہتے ہیں کہ میں نے کتاب حیاۃ الانبیاء للبیہقی میں روایت ہی ان الفاظ میں دیکھی **الّا و قد ردّ اللہ علیّ روحی** کہ اس میں لفظ قد صراحۃً روایت میں موجود ہے سو میں نے اللہ کی بے انتہا تعریف کی کہ میرا جواب موافق متن حدیث ہوا **خلاصہ کلام قریب بالمرام**۔ مذکورہ احادیث کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء دار فانی سے رحلت اور موت کے بعد (اپنے روضوں میں) زندہ و احیاء ہیں اور یہی جمہور اہل السنۃ والجماعت مفسرین، محدثین، متکلمین، فقہاء (سلف وخلف) کا عقیدہ ہے۔ نظریہ بالا پر شبہات و شکوک کے ازالے میں شیخ الاسلام مدظلہ رقمطراز ہیں۔ لیکن لوگ (کج فہمی، نا آشنائی، قلت مبالات کی وجہ سے) اشکال کرتے ہیں کہ موت کا وقوع انبیاء وشہداء پر بتصریح نصوص قطعیہ (غیر ماوّلہ) ہو چکا اور قیامت کے دن سب دوبارہ اٹھائے اور زندہ کئے جائیں گے۔ (تو اب زندہ کیسے ہوئے) لیکن یہ سوال انبیاء وشہداء کی حیات برزخی کی حقیقت سے ناواقفی اور عدم تحقیق کی وجہ سے ہے جس کی بنیاد بعض کا یہ گمان ہے کہ ان کی برزخ/قبر کی زندگی من کل الوجوہ دنیوی زندگی کی طرح (سواء بسواء) ہے حالانکہ حق یہ ہے کہ اس کا قائل کوئی نہیں انکی حیات کا مقصد یہ ہے کہ وفات کے بعد یقیناً روح کا قوی تعلق انکے اجسام شریفہ سے قبر میں رہتا ہے۔ جس کی خصوصیات (ورمق) انکے اجسام میں ہوتی ہے مثلاً سلام کا سننا۔ جواب دینا عبادات میں مشغول رہنا اور جنکی طرف نصوص نے رہنمائی کی۔ یاد رکھیئے! کسی بھی اہل حق کا یہ قول نہیں کہ حیات دنیوی کے جملہ خصائص وخصائل ان کیلئے ثابت ہیں۔ علامہ تاج الدین سبکیؒ شفاء الاسقام ج اص ۱۹۱ میں صاف کہہ دیا ہے کہ حیات فی القبر برزخی زندگی سے یہ لازم نہیں کہ اب وہ زندہ ہیں تو کھانے پینے (جہاز کا ٹکٹ اور ناشتہ وغیرہ) کے محتاج وطالب ہیں۔ باقی روح کا تعلق کس طرح ہے اس جسم کثیف سے باوجود حجابات کثیرہ حائلہ کے جو جسم کا خاصہ ہیں جس کو ہم دیکھتے ہیں بلکہ اس کا حکم دوسرا ہے (جس کی حقیقت اللہ جانتا ہے) اس سے عقل کو یہ بہانہ نہیں ملتا کہ ان کی حیات کا انکار کرے اور ممتنع کہے۔ خلاصہ۔ نصوص قطعیہ اور دلائل یقینیہ سے یہی حاصل ہوتا ہے کہ موت نام ہے جسم سے روح کے جدا ہونیکا (لیکن تعلق سے کون مانع ہے) لیکن روح کا اس جسد خاکی سے تعلق باقی رہتا ہے اور یہی علاقہ دقیق اور تعلق ہے جس سے جسم قبر کے عذاب وراحت کو محسوس کرتا ہے اور برزخ (قبر یا کائنات کا وہ حصہ جہاں اسکے ذرات بکھر کر تحلیل ہوئے) کی نعمتوں کا مزا چکھتا ہے۔ اور یہی اہل السنۃ والجماعت کا مسلک حقہ ہے کہ عذاب قبر جسم مع الروح (یعنی اسکے تعلق کے

ساتھ) پر ہی واقع ہوتا ہے اور منکر نکیر کے سوالوں کے جواب کے وقت اعادہ روح کا یہی حاصل ہے۔ابن قیمؒ نے کتاب الارواح میں صاف کہا ہے کہ اعادہ روح کا حاصل تمام مُردوں کو (کلیۃً) وفات کے بعد زندہ کرنا نہیں بلکہ اس (اعادہ روح) سے مراد روح اور جسم کے مابین ایک تعلق و رابطہ پیدا کرنا ہے۔جس مناسبت و علاقے کی مکمل حقیقت کا ادراک نہیں ہوسکتا۔لیکن یہ مناسبت، تعلق، رابطہ تمام موتی کیلئے مساوی نہیں بلکہ اس میں تفاوت ہے۔کہ عام موتی میں یہ انتہائی ضعیف ہوتا ہے کہ انکے جسموں کو مٹی کھا جاتی ہے کہ اس پر عموماً حیات جسمانی کا اطلاق نہیں ہوتا موت کے طاری ہونے کے بعد اگر چہ اعادہ روح اور تعلق کی بناء پر علماء نے حیات جسمانی کا قول کیا ہے (تفصیل دیکھئے احکام القرآن امام بصاصؒ (ج ا ص ۱۵۸) شہداء کی ارواح کا تعلق انکے اجساد سے قوی تر ہوتا ہے بنسبت دیگر موتی کے اس لئے انکے جسم اکل ارض سے مامون ہوتے ہیں اور اسی کو قرآن کریم میں بل احیاء کہا گیا ہے۔ظاہر ہے کہ اگر بل احیاء سے مراد صرف برزخی روحانی زندگی مراد لیں (جسکا ابطال پہلے گذر چکا ہے) تو انکے درمیان اور عام موتی کے درمیان ذرہ برابر فرق نہ رہیگا (تو بل احیاء کہنا چہ معنیٰ دارد) پکی بات ہے کہ شہداء اور عام موتی میں فرق اسی صورت میں ہوگا کہ انکی ارواح کا تعلق جسم سے قوی تر ہو جسکو حیات کہا گیا۔

انبیاء علیھم السلام: انبیاء کی ارواح کا تعلق جسم سے قوی ترین ہوتا ہے اور یہ تعلق موت طاری ہونے کے بعد سب سے زیادہ اور مضبوط ہوتا ہے۔جس پر زندگی کے آثار مرتب ہوتے ہیں بلکہ حیات انبیاء کا اثر تو بعض امور دنیویہ پر بھی ہوتا ہے مثلاً انکی مالی وراثت تقسیم اور منتقل نہیں ہوتی انکی ازواج مطہرات سے نکاح کی اجازت نہیں (ازواج مطہرات کے اخراجات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ادا کرتے) اس سے واضح ہوا کہ انبیاء کی حیات اخروی کی وجہ سے (بطور خاص) کچھ احکام دنیوی مرتب ہوتے ہیں جو موت کے بعد افراد امت میں سے کسی اور کیلئے ثابت نہیں۔سطور بالا سے واضح ہوگیا کہ جسمانی زندگی ایک ایسی حقیقت و اصطلاح ہے جو زندگی کے مختلف تاثرات و مراحل پر بولی جاتی ہے۔جن میں سے ایک روح کا جسم سے متعلق ہونا ہے کہ اس پر بھی باختلاف مراتب انبیاء، شہداء، عوام، حیات کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ جسمانی اور حقیقی زندگی ہے زندگی کے اثرات کے جسم پر ثبوت کی وجہ سے۔ لیکن یہ دنیوی محکوم زندگی سے بہت سارے احکام میں فرق رکھتی ہے۔باقی اس تعلق لطیف کی حقیقت کا ادراک فہم انسانی کی قوت و ہمت میں نہیں (اسی کو **وھم لا یشعرون** کہا گیا) کیونکہ احوال برزخ و آخرت کا ادراک و وجدان عقول سے نہیں (صرف نقول کی تصدیق سے ہے) شیخ الاسلام مدظلہ کہتے ہیں: جس نے اتنی بات کو سمجھا اور ذہن نشین کرلیا اور اس کی کنہ و حقیقت کو ذات باری تعالیٰ کے سپرد کردیا تو اس کا عقیدہ صحیح سلامت رہا (**سلمت عقیدته ان شاء الله**) باقی کھود کرید، بال کی کھال اتارنے، حقیقت کے پیچھے پڑنے میں اہل حق کے ہاں کوئی امر مہتم نہیں کیونکہ حیات برزخیہ اور حیات جسمانیہ میں گہرا تعلق اور عموم و خصوص کی نسبت ہے اس لئے یہ اہل علم کا طریق نہیں (بلکہ مسئلہ سمجھو اور حقیقت رب کے حوالے) مزید ترقی، جھگڑا، جدال، بغض و عداوت، باہم تحقیر و تنقیص (بلکہ تکفیر و تضلیل) لفظی مناقشات اور بے جا مباحث جیسے ہمارے زمانہ (و دیار) میں پیدا ہوچکے۔نہیں یہ اہل علم و حلم کے اطوار و اخلاق سے کوسوں دور ہے اور نصوص کثیرہ جنکے انکار کی گنجائش نہیں سے ثابت شدہ مسئلہ تعلق الروح مع الجسد .. کا انکار کھلی بے جا جسارت و سینہ زوری ہے۔اہل علم و عدل کیلئے اس سے انکار جائز نہیں۔حافظ ابن قیمؒ کتاب الروح ص ۸۶ پر لکھتے ہیں تحقیق یہ

بات پایہ صحت کو پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا ہے پھر ان کو چھٹے یا ساتویں آسمان میں دیکھا ہے کہ روح وہاں (آسمان پہ) تھی اور اس کا بدن عنصری سے قبر میں اتصال و تعلق تھا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ بھی درود و سلام کا جواب دیں حالانکہ روح رفیق اعلیٰ میں ہو۔

تقریر بالا کا خلاصہ: (۱) انبیاء علیہم السلام کی ارواح شریفہ کا وفات کے بعد قوی ترین تعلق ہوتا ہے۔ (۲) ارواح انبیاء کا تعلق اجسام سے دیگر موتی سے مضبوط تر ہوتا ہے۔ (۳) اسی تعلق کی بنا پر حیات کا اطلاق واثر ہوتا ہے بعض امور دنیا میں۔ (۴) اس تعلق قوی وصریح کو حیات کہہ سکتے ہیں۔ (کہ انبیاء اپنے روضوں میں بجسدہ حیات ہیں۔ (۵) یہ زندگی بعینہ اپنے تمام اثرات کے ساتھ حیات دنیوی نہیں بلکہ اسکے مماثل ہے بعض اثرات کے اعتبار سے اور افضل ہے انعامات و استراحت کے اعتبار سے شیخ الاسلام فرماتے ہیں۔ جب تک انسان مذکورہ بالا حقائق کا اعتراف واعتقاد رکھتا ہے یقیناً وہ اہل السنۃ والجماعت کے مطابق ہے (اگر پس و پیش یا کم وبیش کی کوشش کی تو معتزلہ کا دروازہ کھلا ہے) واللہ سبحانہ اعلم

تسکین کیلئے مزید چند حوالے: الّا ردّ اللہ علیّ روحی۔

جواب (۳) درود پڑھنے والے شب و روز آنحضرت ﷺ پر درود پڑھتے ہیں کوئی مسجد میں کوئی گھر میں کوئی حضر میں کیونکہ ساتوں برِّ اعظموں میں ایسا نہیں کہ سب پر بیک وقت رات ہو کہ سب سو جائیں تو پھر درود منقطع ہو گیا۔ اس لئے ایک ملک میں رات ہے تو کئی ممالک میں دن بھی تو ہے اور رات کو عبادت و ریاضت درود و سلام پڑھنے والوں کی تعداد بھی شمار میں نہیں آسکتی تو یہ مسلم ہوا کہ ہر وقت درود پڑھا جاتا ہے روح بھی موجود ہے اور اسی وجود و تعلق روح کا نام حیات ہے

جواب (۴) اگر (بالفرض والمحال) یہ مان بھی لیں کہ ایسا وقت آتا ہے کہ جسمیں سب لوگ غفلت کی نیند میں ہوتے ہیں اور درود شریف نہیں پڑھتے۔ فرشتے تو درود پاک پڑھتے ہیں آنحضرت ﷺ پر جو نیند، غفلت، کاہلی سے پاک ہیں اس لئے مسلم ہے کہ آنحضرت ﷺ پر ہر وقت درود و سلام پڑھے اور پہنچائے جاتے ہیں آپ ﷺ جواب دیتے ہیں یہی حیات اور اس کا اثر ہے۔

اقوال مفسرین: آیت سورۃ البقرۃ ۱۵۴ **ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔** کے تحت مفسرین کی عبارات کیا ہیں؟ ملاحظہ کیجئے!!

(۱) **وعندی حیاۃ فی البرزخ لکل من یموت من شھد وغیرہ** (روح المعانی جز ۲ ج ۱ ص ۳۰) اور میرے نزدیک حیات برزخی ہر مردے کیلئے ثابت ہے شہید ہو یا اسکے علاوہ۔

(۲) **بل احیاء یخبر تعالیٰ ان الشھداء فی برزخھم احیاء یرزقون کما جاء فی صحیح مسلم وابن ماجہ** (ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹۷) اللہ تعالیٰ (ان الفاظ آیت سے) خبر دے رہے ہیں کہ شہیدوں کو برزخ کی زندگی حاصل ہے وہ رزق دیئے جاتے ہیں

(۳) **ففیہ دلیل علیٰ ان المطیعین یصل الیھم ثوابھم وھم فی قبور ھم فی البرزخ وکذا العصاۃ یعذبون فی قبورھم** (خازن ج ۱ ص ۱۰۳) سو اس میں دلیل ہے کہ اطاعت وعبادت گذاروں کو انکی قبروں میں برزخ کے اندر ثواب پہنچتا ہے اور اسی طرح ناشکرے اور نافرمانوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے۔

(۴) ای حیاة اخرویة بالجسم و الروح لیست کحیاة اهل الدنیا لا یشاهد ها الّا اهل الآخرة ومن خصّه الله تعالیٰ بالاطلاع علیها. و هذا هو التحقیق خلا فا لمن قال انهم احیاء با لروح فقط (صاوی ج ۱ ص ۶۴) یعنی اخروی (قبر کی) زندگی روح مع الجسد ہے مکمل اثرات کے اعتبار سے اہل الدنیا کی حیات کی طرح نہیں اسکا مشاہدہ تو صرف اہل آخرت کر سکتے ہیں اور جن خواص کو اللہ مطلع فرما دیں یہی تحقیق ہے بخلاف صرف روح کے زندہ ہونے کے۔

(۵) اسی طرح حیات برزخی کے مختلف درجات ہیں اس حیات میں سب سے قوی تر (اور یقینی) انبیاء علیہم السلام ہیں پھر شہداء پھر معمولی مردے۔ البتہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاء وصالحین بھی اس فضیلت میں شہداء کے شریک ہیں سو مجاہدہ نفس میں مرنے کو بھی معنی شہادت میں داخل سمجھیں گے اس طور پر وہ بھی شہداء ہو گئے۔ (معارف القرآن ج ۱ ص ۳۹۷، ۳۹۸)

(۶) انکی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ معمولی مردوں کی طرح مردے ہیں بلکہ وہ (شہید) لوگ (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں لیکن تم ان حواس ظاہرہ سے اس حیات کا ادراک نہیں کر سکتے۔......اور یہی حیات ہے جسمیں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں حتی کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اُس حیات کا اِس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج اَحیاء کے انکی ازواج (بیویوں) سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور انکا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا۔ اس حیات میں قوی تر انبیاء پھر شہداء پھر معمولی مردے۔ (بیان القرآن ج ۱ ص ۸۸، ۸۷)

(۷) فی الآیة دلالة علی انّ الارواح جواهر قائمة بانفسها مغایرة لما یحسّ به من البدن تبقی بعد الموت دراکة . و علیه الجمهور (روح البیان ج ۱ ص ۲۵۸ بیروت)۔ اور آیت میں اس بات کی دلالت ورہنمائی ہے کہ ارواح ایسے جواہر نفسیہ ہیں کہ جو بنفسہٖ قائم اور احساس شدہ بدن سے مغائر ہیں موت کے بعد ان کو جسم سے علاقہ (ومناسبت) ہوتی ہے۔ اور یہی جمہور اہل علم واہل عقل واہل حق کا مذہب ہے۔ اور اسی پر جمہور (کاربند) ہیں۔

کیوں فتنہ عظیم اٹھایا ہے بے سبب — ہے مسئلہ حیات النبی لب پہ روز و شب
گھیرے ہوئے ہے کیوں تجھے اللہ کا غضب — اپنی زبان کو تھام نہ اتنا ہو بے ادب
بغضِ نبی قلب و سینہ سے نکال تو — اس بات کو حد سے زیادہ نہ اُچھال تو
ہے بار گاہ ختم رُسُل سید الانام — کرتے ہیں جس کا جھک کے ملک بھی احترام

واللہ وہ حیات ہیں سنتے ہیں وہ سلام

راقم کہتا ہے مسئلہ مذکورہ میں اہل حق سلف وخلف کا دامن نہ چھوڑیں! کیونکہ یہ سرور کونینؐ کی حیات کا مسئلہ ہے جس میں ادنیٰ سی بے ادبی بھی دولت ایمان سے تہی دست کر سکتی ہے۔ ولا تجهر واله بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (حجرات ۲) ہاں اس میں اتنا غلو نہ کریں جس سے محظورات وشرک کی راہیں کھل جائیں ومن یشرك بالله فقد ضلّ ضلالا بعیدًا (نساء ۱۱۶۔۴۸) غلو وسؤ ادبی سے اجتناب کرتے ہوئے مسلک اعتدال پر کاربند رہیں۔

---

۱ نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۳۶) باب فِی ذِکْرِ یُوْنُسَ عَلَیْهِ السَّلَام

(۱۰۷۳) باب: یونس علیہ السلام کے بارے میں

(۲۱۸) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَیْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ یَعْنِی اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ لِیْ وَ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی لِعَبْدِیْ اَنْ یَقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی (عَلَیْهِ السَّلَامُ) قَالَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ.

(۶۲۵۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے کسی بندے کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں حضرت یونس بن متیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں۔

(۲۱۹) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِیَةِ یَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ ابْنُ عَمِّ نَبِیِّكُمْ ﷺ یَعْنِی ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی وَنَسَبَهٗ اِلٰی اَبِیْهِ.

(۶۲۱۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی بندے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کیا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں ان میں یونس علیہ السلام کی فضیلت کا ذکر ہے۔

طبع شدہ مسلم میں اس باب کے تحت آنیوالی دونوں حدیثیں باب فضائل موسیٰ علیہ السلام میں مندرج ہیں ان کو مستقل باب وعنوان سے ذکر نہیں کیا گیا۔ (وھذا تسامح) حالانکہ ان دونوں حدیثوں میں موسیٰ کے متعلق کوئی لفظ نہیں بلکہ صرف حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ ہے اس لئے اس پر مستقل باب قائم کیا جاتا ہے باب فی ذکر یونس علیہ السلام ابن متیٰ۔

حدیث اول: لا ینبغی لعبد لی انا خیر من یونس بن متّٰی. اسی طرح سابقہ باب کی حدیث سابع میں ہے ولا اقول انّ احدا افضل من یونس ابن متّٰی ہے

سوال! یہ بات مسلّم ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا سا مرتبہ کسی کا نہیں جیسے باب تفضیل نبینا وغیرہ میں مفصل گذر چکا ہے (لامزید علیہ) یہ جملے نبی ﷺ نے کیسے فرمائے جن سے یونس علیہ السلام کی افضلیت ثابت ہورہی ہے۔

جواب! نبی ﷺ کا یہ فرمانا: اس لئے تھا کہ یونس علیہ السلام کا جو تفصیلی قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے اس میں وذاالنون اذ ذھب مغاضبافظنّ ان لن نقدر علیه فنادی فی الظلمٰت ان لا الٰه الا انت سبحٰنك انی کنت من الظالمین (انبیاء۸۷) اور فاصبر لحکم ربك ولا تکن کصاحب الحوت (القلم۴۸) اور اذا بق الی الفلك المشحون فساھم فکان من

المدحضین فالتقمه الحوت وهو ملیم (صافات ۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲) جیسے الفاظ ہیں جن سے بادی النظر ہوسکتا ہے کہ کسی کے دل میں انکی تنقیص کا شبہ ہو اسکو دور کرنے اور یونس علیہ السلام کے مقبول، محبوب و پسندیدہ اور پیغمبر حق ہونے اور دلوں میں جمانے، لا نفرق بین احد من رسله (بقرہ ۱۳۶) کی حقیقی تصویر دکھانے، اور امت مسلمہ وصحابہ کرام کے یقینوں کو مستحکم بنانے کیلئے فرمایا میں نہیں کہتا کہ یونس بن متیٰ علیہ السلام سے کوئی افضل ہے اور نہ ہی یہ کلمہ کسی کو کہنا (زبان پہ لانا) مناسب ہے۔

(۲) یہ جملہ نبی ﷺ نے اپنی فضیلت کے علم سے پہلے فرمایا۔ ۳: تواضعاً ادباً فرمایا کما مرّ ۴: اس لئے فرمایا تا کہ کوئی کسی نبی کی تحقیر و تنقیص نہ کرے ورنہ فرق مراتب اور آپ کا افضل ہونا یقینی ہے جس میں سرِ مو بھی شک نہیں۔

حدیث ثانی: انا خیر من یونس بن متّی و نسبه الی ابیه۔ آخری جملہ دفع وھم کے طور پر فرمایا کیونکہ بعض نے خیال کیا اور کہا کہ متی انکی ماں کا نام ہے۔ نہیں یہ یونس علیہ السلام کے والد کا نام ہے۔

(۳۷) بابٌ مِنْ فَضَآئِلِ یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَام

(۱۰۷۴) باب: یوسف علیہ السلام کے فضائل کے بیان میں

(۲۲۰) حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا یَحْیَى بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَیُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ (ابْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ) ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِیْ خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا۔

(۶۲۵۷) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ؐ سے عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے سب سے زیادہ مکرم (معزز) کون ہے؟ آپ ؐ نے فرمایا: جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم آپ ؐ سے اس کا سوال نہیں کرتے۔ آپ ؐ نے فرمایا: وہ تو یوسف علیہ السلام ہیں جو کہ اللہ کے نبی ہیں، اللہ کے نبی کے بیٹے ہیں، حضرت خلیل اللہ کے پوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم آپ ؐ سے اس کا بھی سوال نہیں کرتے۔ آپ ؐ نے فرمایا: پھر تم مجھ سے عرب کے قبیلوں کے بارے میں پوچھتے ہو۔ وہ جو زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے، وہ اسلام کے زمانہ میں بھی بہترین لوگ ہیں جبکہ وہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے اس میں یوسف علیہ السلام کی فضیلت کا ذکر ہے

یارسول اللہ من اکرم النّاس. قال اتقاهم ۔صحابہ کرام کے سوال پر آنحضرت ﷺ نے یہ جواب دیا جو ارشاد باری تعالیٰ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم کے موافق ہے کیونکہ سوال بھی شرافت وکرامت کے متعلق تھا آپ ﷺ نے یہ جواب اس لئے دیا کہ سوال کے الفاظ سے یہی مفہوم ہو رہا تھا کہ یہ سوال ایسی صفات کے متعلق ہے جن سے آدمی صاحب کرامت بنتا ہے۔ جب صحابہ نے تصریح کر دی کہ نسبی برتری کے متعلق سوال ہے کہ وہ کون ہے جو ان صفات اور نسب دونوں کے اعتبار سے باعزت وکریم ہو۔

---

۱ نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

اس لئے کہ یوسف علیہ السلام کے والد دادا پر دادا یعقوب، اسحاق ابراہیم تینوں نبی تھے یہ نسبی برتری پھر علم تعبیر الرؤیا، ریاست دنیویہ، شفقت، خیر خواہی، عفو و درگزر جیسی عمدہ صفات ان میں جمع تھیں اس لئے ان کیلئے اکرم الناس نبی الله یوسف فرمایا۔ لیکن یہ جزوی فضیلتیں ہیں کلی و کامل فضیلت علی سائر الانبیاء حضور ﷺ کو ہے۔ **فعن معادن العرب**۔ معادن اس لئے کہا گیا کہ جس طرح معدن کان جواہر و موتیوں کا مرکز ہے اسی طرح عرب بھی شرافتوں کا محور و خزانہ ہیں **خیارھم فی الجاھلیة خیارھم فی الاسلام اذافقھوا۔ فقھوا بضم القاف از کرم اور بکسر الکاف از سمع** دونوں مستعمل ہیں۔ **فقیہ!** عالم باحکام الشریعہ و مسائل الفقہیہ کو کہا جاتا ہے۔ یعنی جو لوگ زمانہ جاہلیت (قبل از آمد اسلام) آبائی شرف اخلاقی برتری اور نیکو کاری کے حامل تھے اور اسلام کو قبول کرلیا یہی اکرم الناس ہیں۔ (اب تو سونے پر سہاگہ ہوگیا) کرم کا معنیٰ **کثرة الخیر و النفع** ہے۔ تقویٰ دنیا و آخرت دونوں میں بھلائی اور فلاح کا سبب ہے ظاہر ہے جو اس سے متصف ہوگا وہی اکرم الناس ہوگا اور اوراس صفت میں انبیاء کامل و اکمل ہیں اس لئے اکرم الناس یوسف نبی اللہ فرمایا۔ وہ نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن خلیل اللہ ہیں۔ علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ اس طرز جواب سے تین باتیں سامنے آئیں کہ مرتبہ تین چیزوں کیلئے ہے۔ (۱) نبوت۔ (۲) تقویٰ۔ (۳) تفقہ فی الدین۔ جہاں تینوں جمع ہوں وہ تو اکرم الکریم اور اشرف الشرفاء ہوئے۔ اس جواب سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔

(۱) کہ سوال کا جواب مسئول عنہ اپنی فہم کے مطابق سائل سے تفتیش کئے بغیر دے سکتا ہے۔ ہاں اگر سائل مزید وضاحت کردے کہ میرا مقصود اس سوال سے یہ ہے تو پھر اس کے مطابق جواب دیا جائے۔ (۲) یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نسبی بہتری و برتری ان صفات کے ساتھ سودمند ہے۔ (۳) یہ بھی واضح ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی کچھ لوگ سلیم الفطرت اور بھلے مانس تھے لیکن یہ ساری فہم و ذکاء صرف اسی صورت میں مفید ہے کہ جب اسلام قبول کرے۔ ۴: علم فقہ اور فقیہ کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔[1]

(۳۸) باب مِنْ فَضَائِلِ زَكَرِيَّاءَ عَلَيْهِ السَّلَام

(۱۰۷۵) باب: زکریا علیہ السلام کے فضائل کے بیان میں

(۲۲۱) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا.

(۱۲۵۸ھ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے اس میں زکریا علیہ السلام کی فضیلت کا ذکر ہے۔ حدیث کی تشریح: **کان ذکریا نجارا۔** زکریا علیہ السلام احبار کے سردار اور بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں۔ سلیمان بن داود علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ انکی اہلیہ اولاد ہارون میں سے تھیں جو مریم بنت عمران کی خالہ حنہ کی بہن تھی **زکریا بن اذن بن مسلم بن صدوق من اولاد سلیمٰن بن داود** ۔ قرآن کریم میں ان کی نبوت، مریم رضی اللہ عنہا کی کفالت، اور یحییٰ بیٹے کی دعاء و عطاء کا ذکر ہے (خازن ج ا ص ۲۴۶) زکریا علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ قرن (صدی) پہلے تھے ابن اسحاق کہتے ہیں کہ زکریا اور انکے بیٹے

---

[1] نووی . الملھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

یحیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے آخری نبی تھے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ بنی اسرائیل کے بے راہ سرکشوں نے انکے قتل کا قصد کیا تو یہ ان سے دوڑے اور ایک درخت کے قریب سے گزرے وہ ان کیلئے دوٹکڑے ہوا سو یہ اس میں داخل ہوئے پھر وہ کما سبق مل گیا لیکن شیطان نے انکے دامن کا حصہ پکڑ لیا جس سے کپڑے کا تھوڑا سا حصہ باہر وظاہر رہا بنی اسرائیل نے دیکھ کر پہچان لیا اور درخت کے تنے کو منشار (آرا) سے چیر دیا کہ زکریا علیہ السلام کا جسم دوٹکڑوں میں کر دیا۔ **كذا في تكمله**۔ حدیث باب میں نجار کے لفظ سے زکریا علیہ السلام کی دستکاری اور پیشے کا ذکر ہے کہ بڑھئی (لکڑی کا کام کرنے والے) تھے۔ اس میں اپنے ہاتھ کی کمائی کی اہمیت وفضیلت کا بیان ہے کہ آدمی گزر بسر اور معاش میں کسی کا دست نگر (اور دوسروں کی کمائی پر پلنے والا) نہ ہو بلکہ خود محنت وکسب سے رزق حلال کے حصول کی تگ ودو کرے۔ (طفیلی اور کوئی فکر نہ کوئی غم کمائے گی دنیا کھائیں گے ہم کا مصداق نہ بنے)۔ یہ حقیقت ہے کہ سب انبیاء نے بکریاں چرائی ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے کام کرتے اور دین کی تعلیم وتبلیغ کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اعلان کرتے **لا اسئلكم عليه مالا ان اجرى الا على الله**۔ (ھود۲۹) اکثر انبیاء کے پیشوں اور کاموں کا ذکر ملتا ہے۔ انبیاء کے پیشے۔ آدم علیہ السلام ابوالانس۔ زراعت اور کھیتی باڑی کرتے تھے۔ ادریس (اخنوخ) علیہ السلام خیاط درزی تھے۔ نوح علیہ السلام نجار بڑھئی تھے۔ **و يصنع الفلك و كلما مرّ عليه** (ھود۳۸) ھود علیہ السلام تاجر تھے۔ صالح علیہ السلام خرید وفروخت کرتے تھے۔ ابراھیم علیہ السلام کاشتکار اور معمار تھے۔ لوط علیہ السلام پیشہ میں کسان تھے اسمٰعیل علیہ السلام تیر اور انکے پھل بناتے اور شکار کرتے تھے۔ اسحاق علیہ السلام بھیڑ بکریاں پالتے اور چراتے تھے۔ یعقوب علیہ السلام گلہ بانی کرتے تھے۔ (ان دونوں باپ بیٹوں کا ایک پیشہ تھا)۔ یوسف علیہ السلام تاجر تھے۔ ایوب علیہ السلام کھیتی اور مویشی (اونٹ گائے بکریاں وغیرہ) پالتے تھے۔ شعیب علیہ السلام بکریاں چراتے تھے۔ (سسر وداماد کا ایک ہی پیشہ تھا) ہارون علیہ السلام تجارت کرتے تھے۔ الیسع علیہ السلام کاشتکار تھے۔ داؤد علیہ السلام لوہار کا کام کرتے زرہ بناتے تھے۔ **وَاَلَنَّا لَهُ الحد يد ان اعمل سابغات و قد ر في السرد واعملوا صالحا** (سبا۱۰۔۱۱) سلیمٰن علیہ السلام زنبیل بناتے تھے۔ زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔ جیسے حدیث باب میں مذکور ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام صباغت (کپڑا رنگنے کا کام) کرتے اور بکریاں پالتے اور چراتے تھے۔

سرتاج الرسل هادى السبل محبوب كل محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی حبیب خدا ابى امّى و نفسى ان پرفدا عليه الصلوة السلام الف الف مرّة بعد د كلّ ذرّة بکریاں چراتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے **عن ابى هريرة ﷺ عن النبى ﷺ قال مابعث الله نبيًا الّا رعى الغنم فقال اصحابه وانت فقال نعم كنت ارعا ها** (دراصل اَرْعٰیُ) **على قرار يط لا هل مكة** (بخاری ج۱ص۳۰۱) ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس نے بکریاں چرائیں صحابہ نے عرض کیا اور آپ ﷺ نے؟

جواب میں فرمایا: ہاں میں چند قیراط پر مکہ والوں کی بکریاں چراتا تھا۔ ایک قیراط درھم کے بارھویں حصے کو کہتے ہیں۔ جسکا معنیٰ ہمارے دیار میں ٹکا کیا جاتا ہے یعنی چند دمڑیوں اور ٹکوں میں بکریاں چراتا تھا) اور حدیث مبارکہ میں ہے۔

افضل ما اكل الرجل من كسبه وان نبى الله داؤ د كان يأ كل من عمل يده سب سے پاکیزہ اور بہترین رزق وہ ہے

جو آدمی اپنے خون پسینے کی کمائی سے کھائے اور بیشک اللہ کے نبی داؤد اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

(۳۹) بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامِ

(۱۰۷۶) باب: خضر علیہ السلام کے فضائل کے بیان میں

(۲۲۲) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ وَ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ عُمَرَ الْمَكِّيُّ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِىْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ صَاحِبَ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ صَاحِبَ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ سَمِعْتُ اُبَىَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَامَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَطِيْبًا فِىْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ اَىُّ النَّاسِ اَعْلَمُ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ قَالَ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِىْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى اَىْ رَبِّ كَيْفَ لِىْ بِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ اَحْمِلْ حُوْتًا فِىْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهٗ فَتَاهُ وَهُوَ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ فَحَمَلَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حُوْتًا فِىْ مِكْتَلٍ وَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يَمْشِيَانِ حَتّٰى اَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَقَدَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ فَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِى الْمِكْتَلِ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمِكْتَلِ فَسَقَطَ فِى الْبَحْرِ قَالَ وَاَمْسَكَ اللّٰهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْمَاءِ حَتّٰى كَانَ مِثْلَ الطَّاقِ فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَ كَانَ لِمُوْسٰى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَ لَيْلَتَهُمَا وَ نَسِىَ صَاحِبُ مُوْسٰى اَنْ يُّخْبِرَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِفَتَاهُ (آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا) قَالَ وَلَمْ يَنْصَبْ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِىْ اُمِرَ بِهٖ قَالَ (اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطَانُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ عَجَبًا) قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتّٰى اَتَيَا الصَّخْرَةَ فَرَاٰى رَجُلًا مُسَجًّى عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ اَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهٗ وَاَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا قَالَ سَتَجِدُنِىْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِىْ فَلَا تَسْاَلْنِىْ عَنْ شَىْءٍ حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ الْخَضِرُ وَ مُوْسٰى يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمَاهُمْ اَنْ يَّحْمِلُوْهُمَا فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَعَمَدَ الْخَضِرُ اِلٰى لَوْحٍ مِنْ اَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ

---

[۱] نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکملہ۔

اَمْرِیْ عُسْرًا ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ اِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَاْسِهٖ فَاقْتَلَعَهٗ بِيَدِهٖ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِیَ صَبْرًا قَالَ وَهٰذِهٖ اَشَدُّ مِنَ الْاُوْلٰى قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِیْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةِ ۣاسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ يَقُوْلُ مَائِلٌ قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَاَقَامَهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى قَوْمٌ اَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا وَلَمْ يُطْعِمُوْنَا لَوْ شِئْتَ لَا تَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِیْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوَدِدْتُ اَنَّهٗ كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَخْبَارِهِمَا قَالَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُصْفُوْرٌ حَتّٰى وَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ ثُمَّ نَقَرَ فِی الْبَحْرِ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَانَقَصَ عِلْمِیْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلَ مَانَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنَ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَكَانَ يَقْرَءُ وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَاُ وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا.

(۶۲۵۹) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نوف بکالی کا گمان ہے کہ بنی اسرائیل والے موسیٰ علیہ السلام اور تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام اور تھے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کے اس دشمن نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر بنی اسرائیل کو خطبہ دے رہے تھے تو اُن سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں سب سے زیادہ علم والا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عتاب فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف علم کو نہیں لوٹایا (یعنی اللہ کا علم سب سے زیادہ ہے) تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مجمع البحرین میں میرے بندوں میں سے ایک بندہ ایسا ہے کہ جو تجھ سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں تیرے اُس بندے تک کیسے پہنچوں گا؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا اپنے تھیلے میں ایک مچھلی رکھو جس جگہ وہ مچھلی گم ہو جائے گی تو وہی جگہ ہوگی (کہ جہاں میرا وہ بندہ ہوگا جو تجھ سے زیادہ علم والا ہے یعنی حضرت خضر علیہ السلام) پھر حضرت موسیٰ چل پڑے دونوں حضرات چلتے چلتے ایک چٹان کے پاس آ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام دونوں حضرات سو گئے۔ تھیلے میں مچھلی تڑپی اور تھیلے میں سے باہر نکل کر سمندر میں جا گری۔ اللہ تعالیٰ نے اُس مچھلی کی خاطر پانی کے بہنے کو روک دیا۔ یہاں تک کہ مچھلی کے لئے پانی میں مخروطی کی طرح ایک سرنگ بنتی چلی گئی اور مچھلی کے لئے خشک راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام دونوں حضرات کے لیے یہ ایک حیران کن منظر تھا تو وہ باقی سارا دن اور ساری رات دونوں چلتے رہے اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی ان کو یہ بتانا بھول گئے تو جب صبح ہوئی اور موسیٰ نے اپنے ساتھی سے کہا: ناشتہ لاؤ اس سفر نے تو ہمیں تھکا دیا ہے اور تھکاوٹ اُس وقت سے شروع ہوئی جب اس جگہ سے آگے نکل گئے، جس جگہ جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب ہم صخرہ (ایک چٹان) تک آئے

تو مچھلی بھول گئے اور شیطان ہی نے تو ہمیں مچھلی کا ذکر کرنے سے بھلا دیا اور بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ مچھلی نے سمندر میں اپنا راستہ بنالیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے فرمایا: ہم اُسی جگہ کی تلاش میں تو تھے۔ پھر وہ دونوں حضرات اپنے قدموں کے نشانات پر واپس ہوئے یہاں تک کہ وہ اس صخرہ چٹان پر آ گئے۔ اُس جگہ ایک آدمی کو اپنے اوپر کپڑا اوڑھے ہوئے دیکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن پر سلام کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ہمارے علاقے میں سلام کہاں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں موسیٰ ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: کیا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا: جی ہاں خضر علیہ السلام نے فرمایا: (اے موسیٰ علیہ السلام!) اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو علم دیا ہے اسے میں نہیں جانتا اور مجھے وہ علم عطا فرمایا ہے کہ جسے آپ نہیں جانتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: (اے خضر!) میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں تا کہ آپ مجھے وہ علم سکھا دیں جو اللہ نے آپ کو دیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکو گے اور تمہیں اس بات پر کس طرح صبر ہو سکے گا کہ جس کا تمہیں علم نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا ہی پائیں گے اور میں کسی معاملہ میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھنا، جب تک کہ میں خود ہی وہ بات آپ سے بیان نہ کر دوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اچھا! چنانچہ خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام دونوں حضرات سمندر کے کنارے چلے۔ ان دونوں حضرات کے سامنے سے ایک کشتی گزری۔ انہوں نے کشتی والوں سے بات کی کہ وہ ہمیں اپنی پر سوار کر لیں۔ کشتی والوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا تو انہوں نے ان دونوں حضرات کو بغیر کرایہ کے کشتی پر سوار کر لیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کشتی کے تختوں میں سے ایک تختے کو اُکھاڑ پھینکا۔ موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے فرمایا: ان کشتی والوں نے ہمیں بغیر کرایہ کے کشتی پر سوار کیا ہے اور آپ علیہ السلام نے ان کی کشتی کو توڑ دیا ہے تا کہ کشتی والوں کو غرق کر دیا جائے۔ یہ تُو نے بڑا عجیب کام کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جس چیز کو بھی میں بھول گیا ہوں آپ اس پر میری پکڑ نہ کریں اور نہ ہی میرے معاملہ میں کوئی سختی کریں پھر دونوں حضرات کشتی سے نکلے اور سمندر کے ساحل پر چلنے لگے تو انہوں نے ایک لڑکے کو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اُس لڑکے کو پکڑ کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام پھر بول پڑے کہ آپ نے ایک لڑکے کو بغیر کسی وجہ کے قتل کر دیا۔ آپ نے بڑا نازیبا کام کیا۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: (اے موسیٰ!) کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (حضرت خضر علیہ السلام کا یہ انداز) پہلے سے بھی زیادہ سخت تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اگر اب میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھوں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں کیونکہ میرا عذر معقول ہے۔ پھر دونوں حضرات چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں کے لوگوں تک آئے۔ انہوں نے اُن گاؤں والوں سے کھانا مانگا تو انہوں نے ان کو مہمان رکھنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں حضرات نے وہاں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی۔ تو اس دیوار کو سیدھا کر دیا، وہ دیوار جھکی ہوئی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اُس دیوار کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے کہ یہ تو وہ

لوگ ہیں کہ جن کے پاس ہم گئے تھے لیکن انہوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی اور ہمیں کھانا نہیں کھلایا اگر آپ چاہیں تو ان سے اس دیوار کو سیدھا کرنے کی مزدوری لے لیں۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا: اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔ اب میں آپ کو اُن باتوں کا بتاتا ہوں کہ جس پر آپ صبر نہیں کر سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے۔ کاش کہ وہ صبر کرتے یہاں تک کہ اللہ ان دونوں حضرات کے مزید واقعات بیان فرماتا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کا پہلی مرتبہ سوال کرنا بھول تھا۔ آپؐ نے فرمایا: ایک چڑیا آئی یہاں تک کہ وہ کشتی کے کنارے بیٹھ گئی پھر اُس چڑیا نے اپنی چونچ سمندر میں ڈالی تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے اور تیرے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں اتنی کمی بھی نہیں کی جتنی اس چڑیا نے سمندر میں کی ہے۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابنِ عباسؓ پڑھتے تھے کہ ان کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر صحیح کشتی کو چھین لیتا تھا اور وہ یہ بھی پڑھتے تھے کہ وہ لڑکا کافر تھا۔

(۲۲۳) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسَى الَّذِيْ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ الْعِلْمَ لَيْسَ بِمُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَالَ اَسَمِعْتَهٗ يَا سَعِيْدُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَذَبَ نَوْفٌ.

(۶۲۶۰) حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ نوف بکالی کیا کہتا ہے کہ جو موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس علم کی تلاش میں گئے تھے وہ نبی اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام نہیں تھے۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے سعید! کیا تُو نے اسے یہ کہتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نوف جھوٹ کہتا ہے۔

(۲۲۴) حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ بَيْنَمَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ قَوْمِهٖ يُذَكِّرُهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ وَاَيَّامُ اللّٰهِ نَعْمَاؤُهٗ وَبَلَاؤُهٗ اِذْ قَالَ مَا اَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ رَجُلًا خَيْرًا وَاَعْلَمَ مِنِّيْ قَالَ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اِنِّيْ اَعْلَمُ بِالْخَيْرِ مِنْهُ اَوْ عِنْدَ مَنْ هُوَ اِنَّ فِي الْاَرْضِ رَجُلًا هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ يَا رَبِّ فَدُلَّنِيْ عَلَيْهِ قَالَ فَقِيْلَ لَهٗ تَزَوَّدْ حُوْتًا مَالِحًا فَاِنَّهٗ حَيْثُ تَفْقِدُ الْحُوْتَ قَالَ فَانْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ حَتّٰى انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَعُمِّيَ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ وَ تَرَكَ فَتَاهُ فَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ فِي الْمَاءِ فَجَعَلَ لَا يَلْتَئِمُ عَلَيْهِ صَارَ مِثْلَ الْكُوَّةِ قَالَ فَقَالَ فَتَاهُ اَلَا اَلْحَقُ نَبِيَّ اللّٰهِ فَاُخْبِرَهٗ قَالَ فَنُسِّيَ فَلَمَّا تَجَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَ نَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يُصِبْهُمْ نَصَبٌ حَتّٰى تَجَاوَزَا قَالَ فَتَذَكَّرَ قَالَ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَاَرَاهُ مَكَانَ الْحُوْتِ قَالَ هٰهُنَا وُصِفَ لِيْ قَالَ فَذَهَبَ يَلْتَمِسُ فَاِذَا هُوَ بِالْخَضِرِ مُسَجًّى ثَوْبًا مُسْتَلْقِيًا عَلَى الْقَفَا اَوْ قَالَ عَلٰى حُلَاوَةِ الْقَفَا قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ قَالَ وَ عَلَيْكُمُ السَّلَامُ قَالَ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا مُوْسٰى قَالَ وَمَنْ مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَالَ مَجِيْءٌ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَالَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا شَيْءٌ اُمِرْتُ (بِهٖ) اَنْ اَفْعَلَهٗ اِذَا

رَأَيْتَهُ لَمْ تَصْبِرْ قَالَ (سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَا أَعْصِيْ لَكَ أَمْرًا) قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ انْتَحٰى عَلَيْهَا قَالَ لَهُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ (أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا) قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا لَقِيَا غِلْمَانًا يَلْعَبُوْنَ قَالَ فَانْطَلَقَ إِلٰى أَحَدِهِمْ بَادِيَ الرَّأْيِ فَقَتَلَهُ فَذُعِرَ عِنْدَهَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَعْرَةً مُنْكَرَةً قَالَ (أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ هٰذَا الْمَكَانِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْلَا أَنَّهُ عَجَّلَ لَرَاٰى الْعَجَبَ وَلٰكِنَّهُ أَخَذَتْهُ مِنْ صَاحِبِهِ ذَمَامَةٌ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا وَلَوْ صَبَرَ لَرَاٰى الْعَجَبَ قَالَ وَ كَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بَدَأَ بِنَفْسِهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلٰى أَخِيْ كَذَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ لِئَامًا فَطَافَا فِي الْمَجَالِسِ فَاسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَا تَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ وَأَخَذَ بِثَوْبِهِ قَالَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا أَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ فَإِذَا جَاءَ الَّذِيْ يَتَسَخَّرُهَا وَ جَدَهَا مُنْخَرِقَةً فَتَجَاوَزَهَا فَأَصْلَحُوْهَا بِخَشَبَةٍ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَطُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا وَ كَانَ أَبَوَاهُ قَدْ عَطَفَا عَلَيْهِ فَلَوْ أَنَّهُ أَدْرَكَ أَرْهَقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا فَأَرَدْنَا أَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَّأَقْرَبَ رُحْمًا وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ.

(۶۲۶۱) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ موسیٰؑ اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی آزمائشوں کے بارے میں نصیحتیں فرمارہے تھے اور انہوں نے فرمایا: میرے علم میں نہیں ہے کہ ساری دنیا میں کوئی آدمی مجھ سے بہتر ہو یا مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کی طرف وحی نازل فرمائی کہ میں اس آدمی کو جانتا ہوں کہ جو تجھ سے بہتر ہے یا تجھ سے زیادہ علم والا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! مجھے اس آدمی سے ملادے (تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ ایک مچھلی کو نمک لگا کر اپنے توشہ میں رکھ لے جس جگہ وہ مچھلی گم ہو جائے اس جگہ پر وہ آدمی تمہیں مل جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (یہ سن کر) چل پڑے۔ یہاں تک کہ صخرہ کے مقام پر پہنچ گئے اس جگہ کوئی آدمی نہ ملا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چل پڑے اور اپنے ساتھی کو وہیں چھوڑ دیا اسی اثناء میں مچھلی تڑپ کر پانی میں چلی گئی اور پانی کا وہ حصہ مثل سرنگ کے جامد ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نے کہا: میں اللہ کے نبی سے ملوں اور ان کو اس کی خبر دوں پھر (وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس واقعہ کا ذکر) بھول گئے تو جب ذرا آگے بڑھ گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کہا: ناشتہ لاؤ۔ اس سفر نے تو ہمیں تھکا دیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تھکاوٹ اس جگہ سے آگے بڑھنے سے ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نے یاد کیا اور کہنے لگا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب ہم صخرہ کے مقام پر پہنچے تو میں مچھلی کو بھول گیا اور سوائے شیطان کے یہ مجھے کسی نے نہیں بھلایا۔ بڑی حیرانگی کی بات ہے کہ مچھلی نے سمندر

میں اپنا راستہ بنالیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نے وہ جگہ بتادی جس جگہ مچھلی گم ہوگئی تھی۔ اس جگہ پہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تلاش کررہے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس جگہ حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھ لیا کہ یہ ایک کپڑا اوڑھے چت لیٹے ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: السلام علیکم! حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا: وعلیکم السلام! آپ کون؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں موسیٰ ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: کون موسیٰ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: کیسے آنا ہوا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: (اے خضر!) اپنے علم میں سے کچھ مجھے بھی دکھادو۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: تم میرے ساتھ رہ کر صبر کرسکو گے تو اگر تم صبر نہ کرسکو گے تو مجھے بتادو کہ میں اُس وقت کیا کروں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم مجھے صبر کرنے والا ہی پاؤ گے اور میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اچھا! اگر تم نے میرے ساتھ رہنا ہے تو تم نے مجھ سے کچھ نہیں پوچھنا جب تک کہ میں خود ہی تمہیں اس کے بارے میں بتا نہ دوں پھر دونوں حضرات چلے یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اُس کشتی کا تختہ اُکھاڑ دیا۔ موسیٰؑ بول پڑے کہ آپ نے کشتی کو توڑ دیا تاکہ اس کشتی والے غرق ہوجائیں؟ آپ نے بڑا عجیب کام کیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: (اے موسیٰ!) کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کرسکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جو بات میں بھول گیا ہوں آپ اس پر میرا مواخذہ نہ کریں اور مجھے تنگی میں نہ ڈالیں پھر دونوں حضرات چلے یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ پر آئے کہ جہاں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے بغیر سوچے سمجھے ان لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو پکڑا اور اسے قتل کردیا۔ حضرت موسیٰ یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور فرمایا: آپ نے ایک بے گناہ لڑکے کو قتل کردیا۔ یہ کام تو آپ نے بڑا ہی نازیبا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اور موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے اگر موسیٰ جلدی نہ کرتے تو بہت ہی عجیب عجیب باتیں ہم دیکھتے لیکن موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام سے شرم آ گئی اور فرمایا: اگر اب میں آپ سے کوئی بات پوچھوں تو آپ میرا ساتھ چھوڑ دیں کیونکہ میرا عذر معقول ہے اور اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو عجیب باتیں دیکھتے اور آپؐ جب بھی انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کو یاد تو فرماتے کہ ہم پر اللہ کی رحمت ہو اور میرے فلاں بھائی پر اللہ کی رحمت ہو پھر وہ دونوں حضرات (موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام) چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں کے پاس آئے۔ اس گاؤں کے لوگ بڑے کنجوس تھے۔ یہ دونوں حضرات سب مجلسوں میں گھومے اور کھانا طلب کیا لیکن اُن گاؤں والوں میں سے کسی نے بھی ان دونوں حضرات کی مہمان نوازی نہیں کی پھر انہوں نے وہاں ایک ایسی دیوار کو پایا کہ جو گرنے کے قریب تھی تو خضر نے اس دیوار کو سیدھا کھڑا کردیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: (اے خضر!) اگر آپ چاہتے تو ان لوگوں سے اس دیوار کے سیدھا کرنے کی مزدوری لے لیتے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ بس اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے اور حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کپڑا پکڑ کر فرمایا کہ میں اب آپ کو ان کاموں کا راز بتاتا ہوں کہ جس پر تم صبر نہ کرسکے۔ کشتی تو اُن مسکینوں کی تھی کہ جو سمندر میں مزدوری کرتے تھے اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ظلماً کشتیوں کو چھین لیتا تھا، تو میں نے چاہا کہ میں اس کشتی کو عیب دار کردوں تو جب کشتی چھیننے والا آیا تو اس نے کشتی کو عیب دار سمجھ کر چھوڑ دیا اور وہ کشتی

آگے بڑھ گئی اور کشتی والوں نے ایک لکڑی لگا کر اسے درست کرلیا اور وہ لڑکا (جسے میں نے قتل کیا ہے) فطرۃً کافر تھا، اس کے ماں باپ اس سے بڑا پیار کرتے تھے تو جب وہ بڑا ہوتا تو وہ اپنے ماں باپ کو بھی سرکشی میں پھنسا دیتا تو ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس لڑکے کے بدلہ میں دوسرا لڑکا عطا فرمادے جو کہ اس سے بہتر ہو اور وہ دیوار جسے میں نے درست کیا وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جس کے نیچے خزانہ تھا۔ آخر آیت تک۔

(۲۲۵) وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى كِلَاهُمَا عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ بِاِسْنَادِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ.

(۶۲۶۲) حضرت ابواسحٰق رضی اللہ عنہ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

(۲۲۶) حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَاَ: ﴿لَتَخِذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾.

(۶۲۶۳) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (قرآن مجید) کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: لَتَخِذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا۔

(۲۲۷) حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَرَّ بِهِمَا اُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ الْاَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا اَبَا الطُّفَيْلِ هَلُمَّ اِلَيْنَا فَاِنِّيْ قَدْ تَمَارَيْتُ اَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِيْ سَاَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ فَهَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَاْنَهٗ فَقَالَ اُبَيٌّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوْسٰى فِيْ مَلَاٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلٰى عَبْدُنَا الْخَضِرُ قَالَ فَسَاَلَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ الْحُوْتَ آيَةً وَ قِيْلَ لَهٗ اِذَا افْتَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَسَارَ مُوْسٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَسِيْرَ ثُمَّ قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَ نَا فَقَالَ فَتٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ سَاَلَهُ الْغَدَاءَ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ فَقَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِيْ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَاْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ اِلَّا اَنَّ يُوْنُسَ قَالَ فَكَانَ يَتَّبِعُ اَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ.

(۶۲۶۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن کا اور حُر بن قیس بن حصین فزاری کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں مباحثہ ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس طرف سے گزرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اُن کو بلایا اور فرمایا: اے ابوالطفیل! ادھر آئیں، میں اور میرا یہ ساتھی

حضرت موسیٰؑ کے اس ساتھی کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں کہ جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ملنا چاہتے تھے، تو کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اِس بارے میں کچھ سنا ہے؟ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپؐ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: کیا آپ اپنے سے زیادہ کسی کو علم والا سمجھتے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں! تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ (اے موسیٰ!) ہمارا بندہ خضر ہے (جو تجھ سے زیادہ علم والا ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بندے سے ملنے کا راستہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ایک مچھلی کو نشانی بنایا اور اُن سے فرمایا کہ جب تم مچھلی کو گم پاؤ تو فوراً واپس پلٹ آؤ گے تو اُس بندے سے تمہاری ملاقات ہو جائے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے، جتنا انکا چلنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے اپنے ساتھی سے فرمایا: ہمارا ناشتہ تو لاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نے کہا کہ کیا آپ کے علم میں ہے کہ جب ہم صخرہ پر پہنچے تو میں مچھلی بھول گیا اور شیطان نے بھی اس کا ذکر کرنا بھلا دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے فرمایا کہ ہم اسی جگہ کی تو تلاش میں تھے پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر واپس پلٹے اور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور پھر ان کو جو واقعات پیش آئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی کتاب (قرآن مجید) میں بیان کر دیا ہے، سوائے یونس کے کہ انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام اُس نشان پر جو سمندر میں تھے، چلے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں فضیلت خضر، قصہ موسیٰ علیہما السلام کا ذکر ہے۔

احادیث کی تشریح: ان نو فا البکالی یزعم..... **نوف البکالی** ۔ یہ نوف بن فضالہ ہے انکی کنیت ابو زید یا ابو رشد ہے۔ حمیر قبیلہ کی ایک شاخ بنی بکال ابن دعمی بن سعد کی طرف منسوب ہے کعب احبار ؓ کی بیوی کے بیٹے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ کعب احبار ؓ کے بھانجے ہیں۔ **وھو تابعي صدوق** قول کے سچے اور تابعی تھے۔ جید عالم اور اہل دمشق کے مقتدا اور امام تھے۔ **(فقال کذب عدوّ الله)** ابن عباس ؓ نے ایک مؤمن صالح کو عدو اللہ کیسے کہہ دیا؟ جواب! اس میں زجر و توبیخ کیلئے لفظ عدوّ اللہ استعمال فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی مخالفت کرتا ہے حالانکہ نبی ﷺ نے یہی فرمایا کہ موسیٰ مع الخضر علیہما السلام یہی موسیٰ بنی اسرائیل مرسل الی فرعون ہیں ورنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا اس بنا پر نہ تھا کہ یہ اللہ کا دشمن ہے حقیقۃ اور غصہ میں ایسے الفاظ کا حقیقی معنیٰ عموماً مراد نہیں ہوتا۔ واندفع الاشکال۔ صحیح بات یہی ہے کہ یہی موسیٰ بنی اسرائیل ہیں جیسا کہ تفصیل قصہ سے واضح ہے نوف بکالی کو سہو ہوا۔

خضر علیہ السلام کا نام، لقب، نبوت اور حیات کا ذکر

پہلی بات: وھب ابن منبہ کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام کا نام بلیا ہے نسب نامہ یہ ہے بلیا بن ملکان بن فالغ بن شالخ بن عامر بن ارفخشد بن سام بن نوح (جدِ ثانی)۔ ابن اسحاق نے ارمیا بن خلفیا کہا ہے۔ ان کے نام کے متعلق مزید متعدد اقوال ذکر کیے گئے ہیں مگر سب مرجوح، ضعیف بلا دلیل ہیں۔ لقب انکا خضر ہے۔ جسکا معنیٰ خُضرۃ سبزی، شادابی اور ہریالی ہے۔

لقب کی وجہ تسمیہ: (۱) خضر کٹی ہوئی سوکھی گھاس پر بیٹھتے جب اٹھتے تو وہ سرسبز ہو جاتی اور لہلہانے لگتی ۲: ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ

خضر جب کسی بنجر، غیر آباد، بیابان وویران زمین سے گزرتے تو وہ سرسبز ہو جاتی اس لئے خضر ہرا ابھرا (کرنیوالے) لقب ہوا۔ تعبیر مختلف اور مقصود واحد ہے۔

دوسری بات۔ خضر نبی تھے یا ولی: جمہور اہل علم کا یہ کہنا ہے کہ خضر علیہ السلام نبی تھے۔ دلیل قرآن کریم میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے اپنے تینوں اعمال (خرق سفینہ، قتل ولد، اقامۃ الجدار) کی تفصیل بتانے پر آخر میں کہا و ما فعلته عن امری (کہف ۸۲) یہ سب ماجرا جو آپ نے دیکھا اور سنا میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا بلکہ آمر حقیقی کے امر و حکم سے کیا ہے۔ یہ آیت صریح دلیل ہے انکے نبی ہونے کی۔

سوال! اس دلیل پر کوئی یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ اپنی مرضی سے نہ تھا بلکہ الہام سے تھا تب بھی تو نبوت ثابت نہ ہوگی کہ یہ عمل الہام سے کئے ہوں۔ جواب: یہ قابل اعتنا سوال نہیں کیونکہ اگر الہام کا قول اختیار کرینگے تو واضح ہے الہام حجت نہیں ہوتا اس طرح تو غیر دلیل کو معتبر و مؤثر دلیل کہنا پڑے گا۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ خضر علیہ السلام تو نبی نہیں تھے دوسرے نبی کے ذریعے انکو حکم پہنچایا گیا لیکن یہ بات بھی بعید ہے ورنہ اس دوسرے کا بھی ذکر ہوتا۔ ترجیح!۔ جمھور کی بات واضح ہے ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ غیر نبی اعلم (زیادہ علم والا) ہو نبی سے۔ انبیاء کی دو قسمیں ہیں۔ ا: تشریعی :۲۔ تکوینی۔ تشریعی نبی وہ جو احکام ظاہرہ شرعیہ کے ساتھ مرسل ہو۔ تکوینی وہ نبی ہے جس کی طرف باطنی (پوشیدہ) امور وحی کئے جاتے ہوں۔ خضر علیہ السلام تکوینی نبی تھے۔

حیات خضر: کیا خضر علیہ السلام اب بھی زندہ ہیں۔ اس میں علماء کی دو آراء ہیں: ا۔ نوویؒ کہتے ہیں جمھور اہل علم کا قول ہے کہ خضرؑ زندہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل حیاتی دی ہے کہ خروج الدجال تک زندہ رہیں گے اور دخول دجال سے مدینہ منورہ کا دفاع کرینگے اور آنکھوں سے مجوب و اوجھل ہیں۔ (اگر چہ بعض واقعات سے انکا نظر آنا کلام کرنا نصیحت کرنا بھی ثابت ہے) اور یہی اہل صلاح اصحاب معرفت اور صوفیاء کا مذہب ہے اور ان سے متعدد حکایات نقل کی جاتی ہیں۔ شیخ عمر ابن الصلاح نے بھی حیات خضر پر جمہور علماء کا ذکر کیا ہے۔ قرب قیامت جب قرآن کریم اٹھالیا جائیگا اس وقت وفات پائیں گے۔ بعض علماء نے جمہور کی مخالفت کرتے ہوئے حیات خضر کا انکار کیا ہے اور انکا کہنا ہے کہ خضر وفات پاچکے اپنے رب کے پاس جاچکے۔ امام بخاری، ابن جوزی، ابراہیم حربی، ابن منادی۔ علی بن موسیٰ الرضاء قائلین وفات خضر علیہ السلام کے دلائل۔ ا: وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد (انبیاء ۳۴) اور نہیں بنایا (پیدا کیا) ہم نے آپ سے پہلے کوئی انسان جو ہمیشہ زندہ رہے۔ یہ آیت دلیل ہے اس بات کی کہ نبی ﷺ سے پہلے پیدا شدہ افراد ہمیشہ زندہ رہنے والے نہیں اور خضر بھی پہلے پیدا ہوئے اور وفات پاگئے۔

جواب! اس آیت میں تو یہ بات بیان ہے کہ ہر پیدا شدہ انسان کو موت آنی ہے یہ ضروری نہیں کہ آپ سے پہلے وفات پائے گا ایسے افراد تاریخ میں موجود ہیں جو نبی ﷺ سے پہلے پیدا ہوئے اور بعد میں وفات پائی۔ مثلاً سلمان فارسیؓ نے طویل عمر پائی اور دیگر متعدد صحابہ کرام ہیں۔ آیت سے تو اتنا ثابت ہوتا ہے کہ موت ضرور آئیگی بھلے طویل زندگی پائے۔ خضر سے موت کی بالکل نفی نہیں بلکہ تاحال زندگی کا قول ہے بالآخر موت تو آئیگی اب زندہ ہیں۔

دلیل۲: انّ علی رأس مائة سنة لا یبقی علی وجه الارض ممن هو علیها احد (مسلم ج۲ ص۳۱۰) جتنے لوگ آج

زندہ ہیں زمین پر سو سال کے بعد ان میں سے کوئی بھی زمین کی پشت پر نہ ہوگا۔ جب امام بخاریؒ سے حیات خضرؑ کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے انکار میں جواب دیا اور اس حدیث سے استدلال کیا کہ وہ زندہ نہیں۔

جواب!(۱) اس سے مراد ان کی وفات ہے جو لوگوں کے مشاہدے میں ہیں خضر تو اوجھل ہیں۔ انکی وفات اس سے ثابت نہیں ہوتی

جواب:(۲) حدیث میں لفظ وجہ الارض ہے اور آپ ﷺ کے کلام کے وقت زمین کی بجائے پانی پر تھے۔ اس لئے وہ اس حدیث کے ضمن و حکم میں نہیں آتے۔

دلیل (۳) لو كان موسى حيًا ما وسعه الااتباعى (تکملہ ج ۵ ص ۴۱) اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا چارہ نہ پاتے (یعنی میری اتباع ہی کرتے) استدلال! اگر خضر زندہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اطاعت کرتے حالانکہ یہ ثابت نہیں تو پتا چلا وفات پا چکے۔ جواب! اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خضرؑ وفات پا گئے کیونکہ نبی پر ایمان لانے کیلئے آنا لازمی نہیں بعثت کی خبر پانے پر تصدیق کر لینا ایماندار ہونے کیلئے کافی ہے حبشہ کا بادشاہ اصحمہ نجاشی بغیر آئے تصدیق کی وجہ سے ایماندار تھا نیز یہ بھی ہے کہ کس حدیث صحیح صریح سے ثابت ہے کہ خضر نبی ﷺ کے پاس نہیں آئے آنیکا ذکر نہ ملنے سے نہ آنا کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔

جمہور کے دلائل: رأيت رجلا يماشي عمر بن عبدالعزيز معتمد اعلى يديه فلما انصرف قلت له من الرجل؟ قال: رأيتهٗ قلت نعم قال احسبك رجلاصالحا ذاك اخى الخضر بشرنى انى ساولى واعدل (فتح الباری ج ۶ ص ۴۳۵) وقال لا بأس بر جاله) رباح ابن عبیدہ کہتے ہیں میں نے ایک آدمی کو عمر بن عبدالعزیزؒ کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے چلتے دیکھا سو جب وہ پھرے تو میں نے کہا یہ کون ہے وہ کہنے لگے کیا تو نے دیکھا اس کو میں نے کہا جی ہاں تو عمر بن عبدالعزیزؒ کہنے لگے رباح میں تجھے نیک آدمی خیال کرتا ہوں (پھر جواب دیا) وہ میرا بھائی خضر تھا اس نے مجھے بشارت دی کہ میں والی بنوں گا اور انصاف کرونگا۔ اس سے صاف طور پر حیات خضر ثابت ہو رہی ہے۔

دلیل (۲) فيخرج اليه يومئذرجل هو خير الناس او من خير الناس فيقول له اشهد انّك الدجال الذى حدثنا رسول الله حديثه: قال ابو اسحاق يقال انّ هذا الرجل هو الخضر (مسلم ج ۲ ص ۴۰۳) پس ایک آدمی دجال کی طرف نکلے گا وہ سب سے بہتر یا بہترین لوگوں میں سے ہوگا وہ دجال سے (علی الاعلان) کہے گا تو وہی دجال ہے جس کی بابت نبی ﷺ نے ہمیں باتیں بتائیں۔ ابو اسحاقؒ (تلمیذ امام مسلم و راوی صحیح مسلم) کہتے ہیں یہ کہا گیا ہے کہ یہ شخص خضر ہونگے۔ اس حدیث کے تحت نوویؒ لکھتے ہیں وهذا تصريح لحياة الخضر وهوا لصحيح۔ یہ بالکل صاف دلیل ہے حیات خضر پر اور یہی صحیح ہے۔

دلیل (۳) خضر ہر سال حج کرتے ہیں اور یہ دعاء پڑھتے ہیں۔ بسم الله ماشاء الله لا قوة الا بالله ما شاء الله كل نِعَمٍ من الله ماشاء الله الخير كلّه بيد الله لا يصرف السوء الّا الله. (احیاء العلوم عربی ج ۱ ص ۳۱۶) اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خضر باحیات ہیں۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ جو شخص اس دعاء خضر کو صبح کے وقت تین مرتبہ پڑھ لے سرق حرق غرق چوری غرقابی اور جلنے سے محفوظ رہیگا۔

دلیل (۴) ابن صلاح نے لکھا ہے کہ خضر علیہ السلام نے آب حیات پی لیا تھا جسکی وجہ سے زندہ ہیں۔
دلیل (۵) آدم نے ان کیلئے طول حیات کی دعاء کی تھی جو قبول ہوئی۔
دلیل (۶) ابن عساکر نے نقل کیا ہے **الخضر و الیاس یصومان بیت المقدس کل سنة......** (اصابہ ج۱ ص۴۴۰) خضر والیاس بیت المقدس میں روزے رکھتے ہیں اور ہر سال حج کرتے ہیں۔
دلیل (۷) عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں تھے باہر سے کسی کے بولنے کی آواز سنی وہ یہ کہہ رہا ہے **اللّھم اعنی علی ما ینجینی مما خوّ فتنی**۔ اے پروردگار جس چیز سے تو نے مجھے ڈرایا ہے اس سے نجات حاصل کرنے میں میری دستگیری فرمائیو۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جاؤ ان سے کہو میرے لئے بھی یہ دعاء کرے تو جواب میں اس نے فرمایا: **ان اللہ فضّلك علی الا نبیاء مثل ما فضل الرمضان علی الشھور وفضّل امتك علی سائر الامم مثل ما فضّل الجمعة علٰی سائر الا یام فذھب ینظر الیه فاذا ھو الخضر** (اصابہ ج۱ ص۴۳۷) بیشک اللہ نے آپ کو تمام انبیاء ومرسلین پر ایسے فضیلت بخشی جیسے رمضان کے مہینے کو باقی تمام مہینوں پر اور آپ کی امت کو رتبہ عطاء کیا جیسے جمعہ کے دن کو سب دنوں پر پھر جا کر دیکھا تو وہ خضر تھے۔
دلیل (۸) **قال یجمع فی کل یوم عرفة و میکائیل و اسرافیل و الخضر فیقول جبرائیل ماشاء اللہ لاقوة الّا باللہ! فیردّ علیه میکائیل ماشاء اللہ کل نعمة فمن اللہ ! فیردّ علیھما اسرافیل ماشاء اللہ الخیر کله بید اللہ! فیردّ علیھم الخضر ماشاء اللہ لا یدفع السوء الا اللہ! یتفرقون الي قابل فی مثل ذالك الیوم** (اصابہ ج۱ ص۴۳۹)
ترجمہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن جبرئیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور خضرؑ (چاروں کا اجتماع) ہوتا ہے ہر ایک دعاء کرتا ہے جبرئیل کہتے ہیں **ماشاء اللہ لاقوة الا باللہ** پھر میکائیل جواب دیتے ہیں **ماشاء اللہ کل نعمة فمن اللہ** ان دونوں کے جواب میں اسرافیل کہتے ہیں **ماشاء اللہ الخیر کله بید اللہ** تینوں کو خضر جواب دیتے ہیں **ماشاء اللہ لایدفع السوء الّا اللہ** پھر وہ جدا ہوتے ہیں اور آئندہ سال اسی دن پھر دوبارہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس روایت میں ذکر کردہ دعاء بحوالہ احیاء العلوم بھی اوپر گذر چکی ہے اسی طرح روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ خضر آب زمزم پیتے ہیں اور چالیس ایام میں جبرئیل ان کیلئے کھانا آسمان سے لاتے ہیں اور یہ بھی آتا ہے کہ خضر نے یہ دعاء کی ﴿**اللّھم اجعلنی من امة المحمد المرحومة المغفور**﴾ (اصابہ ج۱ ص۴۴۰)
مذکورہ روایات اور دیگر کثیر حکایات کی وجہ سے جمہور کا قول حیات خضر کا ہی ہے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ حیات خضرؑ پر کوئی ایک روایت بھی غیر متکلم فیہ نہیں ملتی جو حجت قطعی ہو۔ لیکن کیونکہ حیات خضرؑ کی نسبت روایات اور اقوال سلف وخلف موجود ہیں جو ثبوت حیات اور بقاء ووجود کیلئے کافی ہے اور نہ ہی اس کی بابت ایسی کامل حجت کی ضرورت ہے کیونکہ یہ مسئلہ اصول واعتقادیات اسلام میں سے نہیں ہے۔ **واللہ اعلم و علمه اتم** یاد رہے! کہ باوجود طویل عمر اور طول بقاء کے ایک روز موت کا پیالہ پئیں گے اور اس دار فانی سے چلے جائیں گے۔ **کل من علیھا فان ویبقی وجه ربك ذوالجلا ل والا کرام !کل نفس ذائقة الموت ثم الینا ترجعون! کل شیء ھا لك الا وجھه له الحکم والیه ترجعون** . (الرحمٰن ۲۶۔۲۷) (عنکبوت ۵۷) (قصص ۸۸)

الموت باب کل نفس داخلها　　　الموت قدح کلّ نفس شاربها
الا کلّ شیء ما خلا الله باطل　　　و کل نعیم لا محالة زائل

سمعت ابیّ ابن کعب۔ اس سماعت کی تفصیل یہ ہے کہ حر بن قیس الفزاری اور ابن عباس کے درمیان اختلاف ہوا ابن عباس کا کہنا تھا کہ یہ موسیٰ وخضر ہیں اسی اثنا میں ابی ابن کعب کا گذر ہوا تو ابن عباس نے بلا کر کہا میرا اور میرے ساتھی کا جھگڑا ہوا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کس کے پاس جانے کا راستہ معلوم کیا تھا؟ ابی بن کعب کیا آپ نے آنحضرت ﷺ سے اس بارے کچھ سنا۔ تو ابی ابن کعب نے پوری حدیث سنادی۔ قام موسٰی خطیبًا۔ روایت میں ملتا ہے کہ موسیٰ نے تذکیر بایّام الله و نعمائه و بلائه سے ایسا رقت آمیز وعظ فرمایا کہ آنکھیں بہہ پڑیں اور رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ دوران خطبہ یا بعد از خطاب واختتام راہ چلتے چلتے ایک آدمی نے سوال کیا کہ هل فی الارض احد اعلم منك۔ کیا کرۂ ارض پر آپ سے زیادہ علم والا کوئی ہے فقال انا اعلم سو موسیٰؑ نے کہا میں ہی زیادہ عالم ہوں۔ ایک روایت میں آتا ہے موسیٰ نے جواب دیا لا! نہیں۔ آگے حدیث ابی اسحاقؒ میں ہے ما اعلم فی الارض رجلا خیر او اعلم منّی۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب بالکل درست تھا کیونکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ جن کی طرف میں مبعوث ہوں ان میں زیادہ علم والا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ امت کا علم نبی کے علم سے کیسے بڑھ سکتا ہے۔ باقی جہاں تک علم خضر کا تعلق ہے اس کے بارے میں ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ خضر کی طرف مبعوث نہ تھے اور نہ ہی انکے علم کی نفی کا ذکر ہے۔ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ موسیٰ کا اعلم ہونا بحیثیت علم تشریعی وظاہری ہے نہ کہ علم تکوینی وباطنی فعتب الله علیه۔ یہ عتاب عرفی نہ ہوگا بلکہ اس سے مراد کلام شفقت بصورت عتاب ہوگی یہ اس لئے کہ موسیٰ نے والله اعلم کیوں نہیں فرمایا۔ یہ ساری تفصیل حسنات الابرار سیئات المقرّبین کے قبیل سے ہے کیونکہ اصل علم اللہ کا ہے وما یعلم جنود ربك الا هو۔ بمجمع البحرین. اس کی تعیین میں مختلف اقوال ملتے ہیں۔ (۱) عبدالرزاق نے عن معمر عن قتادہ بحر فارس اور بحر روم ذکر کیا ہے (۲) ابن ابی حاتم نے سدی کے طریق سے الکرّ اور الرس کہا ہے جو ارمینیہ سے سمندر میں گرتے ہیں۔ (۳) بحر اردن اور بحر قلزم کا قول بھی ہے محمد ابن کعب قرظی کہتے ہیں کہ مجمع البحرین مقام طنجہ میں ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم (۴) قرطبیؒ نے بحر علم خضر اور بحر علم موسیٰ کی ملاقات کو مجمع البحرین کا مصداق ٹھہرایا ہے (وهذا ضعیف) قال ای ربّ کیف لی به. اسلوب بیان سے پہلی بات یہ واضح ہوئی کہ کسی عالم کو زیادہ علم والے کی خبر دینا بہتر ہے تاکہ وہ اپنے علم میں ترقی حاصل کرے موجودہ پر انحصار اور اپنے آپ کو منتھی نہ جانے۔ دوسری بات یہ حاصل ہوئی کہ اپنے سے زیادہ علم والے کی اطلاع پانے پر حاضری کی کوشش وسفر کرنا اور استفادہ کرنا چاہئے۔

تفصیل قصہ حدیث میں موجود ہے

احمل حوتا فی مکتل۔ یہ مچھلی شکار کی تھی یہ نمک لگی ہوئی مچھلی تھی لفظ حوت کا اطلاق عام طور پر بڑی مچھلی پر ہوتا ہے علامہ قرطبیؒ نے کہا ہے کہ یہ مچھلی توشہ اور زادِ راہ تھی یا علامت خضر۔ انہوں نے مچھلی کو علامت اور زادِ راہ (طعام سفر) کیلئے دوسری ماکولات میں سے کچھ ساتھ لیا۔ (لیکن یہ ضروری نہیں) کیونکہ شی واحد مچھلی زاد بھی ہو اور دلیل بھی اس میں کوئی بعد نہیں۔ والله علی کل شیء قدیر اس کیلئے قرینہ آتنا غداء نا بن سکتا ہے۔ مکتل زنبیل تھیلی وانطلق معه فتاه۔ یہ یوشع بن نون ہیں نون یہ یوسف کے

نواسے ہیں جو انکی بیٹی افرائیم کے بطن سے تولد ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی وفات ورحلت کے بعد انکے نائب ٹھہرے۔ لفظ فتاہ کا معنیٰ صاحبہ ہوگا نہ کہ عبدہ جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ یہ ان کے غلام تھے۔ فرقد موسیٰ . ای نام . اسی چٹان کے پاس ستانے کیلئے ٹھہرے اور موسیٰ علیہ السلام کو نیند آ گئی مچھلی تڑپی اور سمندر میں چلی گئی یہ بھی آتا ہے کہ مچھلی پر یوشع بن نون کے وضو کے پانی کے قطرے پڑے اور اس چٹان کے چشمے کے پانی میں تاثیر حیات تھی۔ یوشع نے موسیٰ کو ادباً اور احتیاطاً نیند سے بیدار نہ کیا کہ خود بخود بیدار ہونے پر خبر دونگا لیکن بوقت بیداری وارتحال انکو یاد نہ رہا اور چل دیئے۔ حتی کان مثل الطاق ۔ طاق بمعنیٰ عمارت کی محراب۔ جمع اس کی اطواق اور طیقان آتی ہے یعنی مچھلی کے داخل ہونے والی جگہ مثل سرنگ کے خول نما گول خالی رہ گئی۔ لفظ سرباً کا بھی یہی معنیٰ ہے کہ پانی ملنے سے تھم اور جم گیا۔ جسکو عجیب راستہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فانطلقا بقية يو مهما وليلتهما ۔ مچھلی دونوں بھول گئے موسیٰ پوچھنا بھول گئے اور یوشع بتانا بھول گئے اور قدموں پر زور ؛؛؛؛؛ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آتنا غدائنا لقد لقينا من سفرنا هذا نصبا۔ یہ سفر کیونکہ مقصد سے زائد تھا اس لئے تعب وتھکاوٹ محسوس کی اس سے پہلے مقصود تک سفر میں نہیں تھکے۔ یوشع نے وما انسانيه الا الشيطان ان اذكره سے معذرت کی کہ میرا قصور نہیں اس نے بھلایا ہے۔ پھر واپس آئے۔ فرأى رجلامسجّى جزیرے میں آکر دیکھا کہ صوف کا جبہ پہنے ہوئے خضر چادر اوڑھ کر سوئے ہیں اور لاٹھی پر کھانا لٹکا ہوا ہے۔ انہوں نے سلام کیا تو خضرؑ نے فرمایا کیسے سلام یا کون ہے سلام والا۔ اس علاقے میں سلام کو جاننے والا کوئی نہیں۔ انہوں نے فرمایا موسیٰ ہوں اچھا موسیٰ صاحب بنی اسرائیل ہو۔ قال انّك على علم من علم الله علّمكه الله وانا على علم من علم الله علمنيه لا تعلمه۔ خضر نے کہا تیرے پاس وہ علم (ظاہری تشریعی) ہے جو اللہ نے تجھے دیا اور میرے پاس علم (تکوینی باطنی) ہے جو مجھے اللہ نے دیا جس کو تو نہیں جانتا۔

سوال! موسیٰ اور خضر کے علم میں فرق ہے تو موسیٰ سے اَعلم کیسے ہوئے۔

جواب! ابن العربی کہتے ہیں خضر کا علم غیبی وباطنی تھا اس لئے علم کی نوعیت کے اعتبار سے وہ اعلم ہوئے نہ کہ مقدار کے اعتبار سے۔ لیکن اس سے شرافت علم ثابت ہوتی ہے کثرت علم ثابت نہیں ہوسکتی اس لئے علامہ ابیؒ نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ خضر مکلّف ومامور تھے اس لئے ان کے پاس دو علم تھے اعلم کثیر یعنی بحیثیت مکلّف اور ۲: علم باطنی بحیثیت تکوینی نبی ہونے کی وجہ سے اس لئے ان کے دو علم ہوئے اور موسیٰ کے پاس صرف علم تشریعی ظاہری تھا خضر اَعلم ہوئے۔ هذ هوا لجواب الصواب. لا اعصى لك امرا. اس استاد شاگرد کے معاہدے میں معاصی کا استثنا موجود ہے کہ صبر ہوگا مگر معصیت پر موسیٰؑ جیسا جلالی نبی کیسے ساکت رہ سکتا ہے۔ اور یہی ہوا۔ فعر فوا الخضر ۔ ابیؒ کہتے ہیں کہ اہل سفینہ نے ہیئت ظاہرہ سے پہچان لیا کہ یہ کوئی صالح آدمی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے ان سے خضر کی ملاقات ہو اس لئے پہچان لیا ہو۔ بغير نول ۔ بغیر کرایہ، عطیہ، مزدوری کے سوار کیا۔ فعمد الخضر۔

(۱) خضر کا تختہ نکالنا یہ اہل سفینہ کی آنکھوں سے اوجھل ہونے کی صورت میں تھا کیونکہ مالکوں، ملاحوں کی طرف سے کچھ نکیر کا ذکر ثابت نہیں اس سے واضح ہوا انکو معلوم نہ ہوسکا ورنہ اپنا نقصان ہوتے کون دیکھ سکتا ہے بالخصوص سمندر میں کہ جس میں غرق کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔ (۲) یہ خرق عادت کے طور پر ہوسکتا ہے کیونکہ کشتی میں ایک دوسرے سے چھپنا عادۃً مشکل ہے اور خضر کا یہ قصد ضرر کیلئے نہیں بلکہ نفع کے لئے تھا۔ لقد جئت شيئا امرا۔ موسیٰؑ نے یہ دیکھ کر کہہ دیا کہ ہلاکت کا ارادہ کیا تو نے اور سب سے پہلے تو

ہی ڈوبتا تو یوشع نے کہا آپ کو معاہدہ یاد نہیں پھر موسیٰ غصے سے سنبھلے اور کلمات معذرت کہے۔ اور واضح کر دیا کہ سہو سے تو مجال نہیں۔ **اذا غلام یلعب** اس بچے کا نام۔ا: شمعون یا حشود یا جیسور تھا اسکے باپ کا نام سلاھل اور ماں کا نام رحما تھا۔ بچے کا نام جیسور باپ کا نام کا زبر ماں کا نام سھوۃ۔ (روح المعانی ج ۷ جز ۱۵ ص ۴۸۸) کھیلنے والے بچوں میں سب سے زیادہ حسین تھا خضر نے پکڑا اور مروڑ کر گردن توڑ دی یا ذبح کیا یا پتھر سے سر کچل دیا۔ موسیٰ پھر بول اٹھے۔ **لقد جئت شیئا نکرًا**۔ امرا اور نکرا میں نووی کہتے ہیں کہ امرا کا لفظ زیادہ قبیح ہے اس لئے کہ اس میں ایک جماعت (ملاح و مسافر) کو ڈوبنے کا اندیشہ تھا اور نکرا کم ہے اس لئے کہ اس میں فرد واحد بلکہ ایک بچے کی ہلاکت ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نکرا میں زیادہ شناعت وقباحت ہے اس لئے کہ پہلے واقعہ میں تو ہلاکت کا امکان وگمان تھا اور دوسری صورت میں ہلاکت واقع ہو چکی اس لئے یہ زیادہ سخت ہے پہلے سے۔ قرآن کریم کی ترتیب ذکری سے بھی (ترقی الی الصعود کے تحت) متبادر یہی سمجھ آتا ہے اور یہی راجح ہے۔ **ھکذا قال** صاحب روح المعانی۔

سوال! کیا یہ مقتول بچہ بالغ تھا یا صغیر۔ جمہور کا قول یہ کمسن نابالغ بچہ تھا لفظ غلام کا یہی تقاضہ ہے۔ ابن جبیر کہتے ہیں کہ بالغ تھا انکا استدلال (۱) لفظ **نفسًا زکیة بغیر نفس** سے ہے کہ نابالغ پر قصاص واجب نہیں (۲) **فکان کافرا** ابن عباس کی قراءت کے مطابق اور حکم کفر بالغ پر ہوتا ہے نابالغ مکلف ومحکوم نہیں ہوتا۔ ان دو باتوں سے ثابت ہوا کہ وہ بچہ بالغ تھا۔

پہلی دلیل کا جواب (۱) وجوب قصاص سے استدلال نہیں ہو سکتا اس لئے کہ انکی شریعت میں طفل پر بھی قصاص واجب ہوتا ہو۔

جواب (۲) نفسا زکیة بغیر نفس سے مراد وجوب قصاص نہیں بلکہ ناحق وبے جا ظلماً قتل پر تنبیہ مراد ہو۔

دوسری دلیل کا جواب! وہ کافر تھا لفظ مایؤول اور آئندہ زمانے کے اعتبار سے بولا گیا کہ وہ کافر ہوگا (بعد از بلوغ)

(۲) یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ قراءۃ شاذہ ہے اس سے استدلال درست نہیں جمہور کی رائے واضح ہے کہ وہ بچہ نابالغ تھا۔ **فانطلقا حتی اذا اتیا اھل قریة**...... ثعلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس بستی کا مصداق انطاکیہ ہے۔ ابن سیرین نے ایلہ کہا ہے۔ یہ دیوار دو بھائیوں اَصرم وصریم کی تھی انکے والد کا نام کاشح اور والدہ کا نام دنیا تھا۔ جو صالحین میں سے تھے ان کی گرتی (مائل) دیوار کو سدھارا۔ باب کی حدیث ثالث میں ہے کہ **اتیا اھل قریة لئاما**۔ ایسی بستی والوں کے پاس آئے جو لئیم وبخیل تھے۔

سوال! اہل قریہ کی میزبانی نہ کرنے پر مذمت کیوں کی گئی حالانکہ مذمت کسی امر واجب کے ترک پر کی جا سکتی ہے۔

جواب! (۱) ضیافت ومہمان نوازی بستی والوں کے عمدہ اخلاق اور انصاف مزاجی میں سے جو معتاد ومتداول اور مشہور ہے ایک عام واہم ترین عمل (ضیافت) کے ترک پر وہ قابل ملامت ٹھہرے (۲) مسافروں کی ضیافت (خاطر تواضع) ان کی شریعت میں واجب تھی ترک واجب سے مستحق ملامت ہوئے۔ (۳) یہ حضرات بھوکے اور حاجت مند تھے اس لئے انہوں نے ان سے سوال کیا اس لئے مہمانداری نہ کرنیکی وجہ سے لائق ملامت ہوئے۔ واللہ اعلم سوال کا جواز اس حدیث سے ثابت ہے **اذا نزلتم بقوم فلم یضیّفو کم فا طلبو ا منھم حق الضیف** کہ جب تم کہیں جاؤ اور وہ (از خود) تمہاری مہمان نوازی نہ کریں تو تم ان سے (بقدر ضرورت وبھوک) حق ضیافت طلب کر سکتے ہو۔ (المفہم ج ۶ ص ۲۰۸) **لو شئت لا تخذت علیه اجرا**۔ تینوں واقعات میں موسیٰ نے علیحدہ علیحدہ جواب دیئے پہلی بطور نسیان فرمایا۔ **لا تو اخذنی بما نسیت** دوسرا مشروط جواب دیا ان

سئلتك عن شیء بعد ھا فلا تصاحبنی قد بلغت من لدنی عذراً. تیسرا جواب عمداً (بلانسیان وشرط) تھا لاتخذت علیه اجرا۔ خضر نے تفصیل وحکمت بیان کی جو الفاظِ آیات وحدیث سے واضح ہے۔ فکانت لمساکین۔ خضر نے شفقۃ کشتی والوں کو مساکین کہہ دیا ورنہ وہ تہی دست نہ تھے۔ قرطبی کہتے ہیں یہ دس ساتھی تھے پانچ صحت مند عمل کرنے والے اور پانچ بیمار محتاج (مرض دائمی کا شکار) تھے۔ ایک قراءت متواترہ عن ابن عباسؓ مسّاکین بتشد ید السین الذین یمسّکون السفینة بھی ہے اس کے مطابق لفظی معنیٰ اپنے محل پر ہوگا تاویل کی ضرورت نہ رہے گی۔ ایسا ہی ہوا کہ غاصب بادشاہ نے کشتی کو عیب شدہ دیکھتے ہوئے ترک کر دیا۔ اس بادشاہ کا نام ھدد ابن بُدَد یا جلندی ابن کرکر ہے۔ یہ جزیرہ اندلس کا بادشاہ تھا اس کے علاقہ کا نام قرطبہ تھا۔

نکتہ ☆ مجاھد نے کہا خشکی میں سب سے پہلا فساد قابیل کے ظلم سے برپا ہوا اور تری میں پہلا فساد و بگاڑ اس ظالم و غاصب کی حرکت سے ہوا (روح المعانی ج۱۱ جز:۱۶ص۳۷)۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کشتی کی حفاظت فرمائی جب بادشاہ گذر گیا تو انہوں نے تختہ جوڑ کر اصلاح کر لی۔ فطبع یوم طبع کافر قرطبیؒ کہتے ہیں کہ پیدائشی کافر تھا دل میں قسوۃ جہالت اور ضلالت بھری ہوئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے دفع مضرت کے طور پر خضرؑ کو اس کے قتل کا تکوینی حکم دیا۔ تاکہ اس کے فساد و سرکشی سے والدین مؤمنین مشقت میں نہ پڑیں۔ فاردنا ان یبد لھما ربھما خیر امنه زکٰوۃ وا قرب رحما۔ پاکیزگی اخلاق اور اصلاح اعمال ان کو حاصل ہوا اور رحمت کے مستحق ٹھہریں صبر و ایمان کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ نے انکو نیک اور صالح اور مبارک بیٹی عطاء کی جسکے بطن سے کئی انبیاء پیدا ہوئے۔ فنعم المعطی و نعم النصیر۔ سدی نے تو یہ بھی کہا ہے کہ شمعون نبی اسی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ فاراد ربّك ان یبلغا اشدّھما۔ اشدّ جمع ہے شدّۃ کی سیبویہ۔ جوہری نے کہا ہے کہ سیبویہ کا قول (جمع کہنا) درست ہے کیونکہ عند العرب کہا جاتا ہے بلغ الغلام شدّ ته مفرد مستعمل ہے۔ دیکھئے والدین کے اعمال کا کیا اثر و برکت ہے کہ اللہ نے ان یتیم بچوں کے مال کی حفاظت اور دیوار کی اصلاح کیلئے اپنے دو نبی بھیجے اولاد کی حفاظت یقیناً اسی چیز میں ہے کہ ہم رزق حلال اور اعمال صالحہ کا اہتمام کریں ہم رہیں یا نہ رہیں اللہ تعالیٰ اولاد (بنین و بنات) کی حفاظت و کفالت کا انتظام بدرجہ اتم فرما دیں گے۔ لتخذت علیه اجرا۔ اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ یہ علم وادب سکھانے کا عوض ہے بلکہ یہ تو حسن معاشرہ اور مروّت کی وجہ سے خدمۃ ہے نیز یہ اصلاح دیوار کی مزدوری کہلائے گی علم کا بدل نہیں۔ حتی جاء عصفور.

دونوں تشریعی و تکوینی نبیوں کے علم کی مثال ایسے ہے۔ جیسے چڑیا کی چونچ میں پانی کا قطرہ بمقابلہ سمندر۔

خضر علیہ السلام کی حدیث سے حاصل شدہ فوائد

(۱) علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا اور باوجود علم کثیر و وافر کے اپنے آپ کو اعلم نہ کہنا۔ (۲) باوجود افضل و صاحب علم ہونے کے طلب علم کیلئے مفضول کے پاس جانا۔ (۳) طلب علم کیلئے رحلت کرنا زادراہ اور مچھلی ساتھ لینا۔ برّی و بحری سفر کرنا (۴) معلم الخیر اور استاد کے حقوق و آداب کا خیال رکھنا انکو بجالانا بوقت غفلت و نسیان معذرت و تلافی کرنا (اگر چہ استاد مفضول کیوں نہ ہو۔) (۵) سفر میں خادم و معاون کو ساتھ رکھنا۔ (۶) تلمیذ و شاگرد کا استاد کی بخوشی خدمت کرنا (سفر و حضر میں) (۷) سامان سفر اپنے شاگرد و خادم سے اٹھوانا اور خدمت طعام و قیام اسکے سپرد کرنا۔ (۸) نسیان و خطا کی صورت میں طالب علم سے شفقت و نرمی سے

پیش آنا اور غلطی کی نوعیت کو دیکھ کر درگذر کرنا۔ (۹) تلمیذ کو چاہیے کہ اپنے استاد کی غیر موجودگی، حالت نوم میں پیش آمدہ واقعہ کی خبر دینا تا کہ مشقت سے بچ سکیں۔ جیسے یوشع کے خبر نہ دینے پر موسیٰ علیہ السلام (استاد) کو تعب و مشقت ہوئی۔ (۱۰) استاد کے پاس حاضر ہو کر (حسب موقع) سلام کرنا اور طلب پر اپنا نام و پتہ (واضح الفاظ میں) بتانا۔ (۱۱) حصول علم کیلئے خدمت میں رہنے کی اجازت طلب کرنا اور انکے مزاج ماحول و احکام کی مطابقت واطاعت کی از بس کوشش کرنا۔ (۱۲) علم حاصل کرنے کیلئے استاد و مدرسہ کی طرف سے جاری کردہ ہدایات اور طے کردہ شرائط پر عمل درآمد کی یقین دھانی کرانا اور بجالانے کا (خالص) عزم ظاہر کرنا۔ (۱۳) مشائخ واساتذہ کا ادب واحترام کرنا اور چہ میگوئی نہ کرنا اور کسی کام کی حقیقت وحکمت سمجھ نہ آئے تو بلا تامّل اعتراض نہ کرے بلکہ اظہار حقیقت تک انتظار کرے بشرطیکہ وہ عمل شرع کے خلاف نہ ہو۔ (۱۴) کشتی (سواری وغیرہ) پر مالک وملاح کی رضا وطیب نفس کے ساتھ بغیر کرایہ کے سوار نہ ہو۔ (۱۵) دو مصیبتوں میں چھوٹی کو اختیار و برداشت کرنا۔ (۱۶) امور اخروی دعاء استغفار، میں اپنے آپ کو مقدم کرنا اور اختیار کرنا اور امور دنیوی میں دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دینا۔ (۱۷) تواضع وانکساری اختیار کرنا۔ (۱۸) کسی کا نقصان ہوتے دیکھ کر بچالینا اور اصلاح کر دینا۔ (۱۹) عند الحاجۃ کھانا طلب کرنا۔ (۲۰) احکام شرعیہ کو تسلیم کرنا اگرچہ ظاہری سبب و حکمت سامنے نہ ہو۔ (۲۱) خط میں پہلے اپنا نام لکھنا۔ تا کہ مکتوب الیہ ابتداء سے پہچان کر اطمینان سے آگے خط پڑھے۔ (۲۲) مشائخ، صالحین، کاملین کی زیارت وملاقات کرنا۔ (۲۳) غیر مسلم سے ہدیہ قبول کرنا (بشرطیکہ کوئی دینی و دنیوی فتنے کا اندیشہ نہ ہو) (۲۴) آزاد آدمی سے خدمت لینا اور بھولنے کی صورت میں درگزر کرنا۔ (۲۵) مرض، اَلم اور تھکاوٹ کی اطلاع دینا۔ (۲۵) اللہ کی طرف متوجہ ہونیوالے کو تعب اور بھوک سے محفوظ رہنا۔ (۲۶) امور حقیقیہ وغیرہ ممدوحہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرنا بلکہ ادب کی وجہ سے اپنی طرف منسوب کرنا۔ (۲۷) بڑی مصیبت سے بچنے کیلئے چھوٹی مصیبت کو اختیار کرنا۔ (۲۸) دینی مسائل میں کسی مسئلہ پر بحث تمحیص کرنا جو طلب حق کیلئے ہو نہ کہ عناد و ہٹ دھرمی کی وجہ سے۔ (۲۹) دو فریق جب کسی مسئلہ میں اختلافی رائے رکھتے ہوں تو کسی تیسرے سے رجوع کرنا۔ (۳۰) علم غیب کلی وذاتی صرف ذات باری تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ کو ہے ان غیوبات میں سے انبیاء کو صرف ان چیزوں کا علم ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو علم عطاء کیا۔

علم را بر تن مارے بود　　　علم را بر دل یارے بود

فائدہ! بعض لوگوں کو اس قصہ سے مغالطہ ہوا ہے وہ خضرؑ کی افضلیت کے قائل ہوئے ہیں یاد رکھیں موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر جلالی مزاج نبی مرسل صاحب التوراۃ ہیں اور خضر سے افضل ہیں۔ خضرؑ کی نبوت ولایت میں اختلاف ہے۔ پھر نبی ہونا ثابت ہو (جیسے گذر چکا) تب بھی افضلیت نہ ہوگی کیونکہ شرعی و مکلف نبی بہر حال افضل ہے۔ نہ یہ قصہ خضرؑ کے افضل ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ یہ سب قدرت کے فیصلہ سے ہوا کہ ایک بات موسیٰ کو دکھلانا و بتلانا مقصود تھی کوئی امور شرعیہ وعملیہ یہ تو موسیٰ نے ان سے نہیں سیکھے۔ ۲: علامہ قرطبیؒ صاحب المفہم کہتے ہیں کہ بعض زنادقہ (بے دینوں) نے اس سے مسئلہ گھڑا ہے۔ (جو خضر کو ولی کہتے ہیں) کہ اسلام واحکام شرع کے پابند عوام ہیں اولیاء اللہ پیر و مرشد (پہنچی ہوئی سرکار) اور خواص اس کے مکلف نہیں اس لئے کہ وہ قلب کی صفائی اور اغیار سے بعد وجدائی کی وجہ سے اسرار کائنات حاصل کر لیتے ہیں اور بعض جزئیات پر عمل کر کے باقی احکام دین سے مستغنی ہیں۔ بس وہ تو دل سے فتویٰ لیتے ہیں۔ (شریعت کے فتویٰ کی حاجت نہیں) حاشا و کلّا

احکام شرع کے حصول وتعلیم وتعمیل کا اصل مبنیٰ وحی (قرآن وحدیث) ہے نہ کہ صرف قلب اس لئے ہر انسان مکلّف ومجبور ہے احکام شرع کی تعلیم حاصل کرنے اور دل وجان سے اس کی تصدیق کرنے اور مکمل عمل کرنے کا۔ آنحضرت کو ﷺ تو حالت مرض شدید (مرض وفات) میں نماز پڑھنے کا حکم ہے حتیٰ کہ دو آدمی (علی، فضل بن عباس) کے سہارے گھسٹتے پاؤں نماز کیلئے تشریف لاتے رہے آخر تک احکام شرع سے نبی بلکہ افضل الانبیاء والرسل ہادی السبل محبوب کل آخر الزمان سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ نہیں تو دوسرا کون مستثنیٰ ہوسکتا ہے۔ **وما ارسلنا من رسول الّا لیطاع باذن اللہ** (النساء ۶۴) رسول تو ہم نے اطاعت ہی کیلئے بھیجے ہیں۔ **اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلاو من الناس** (الحج ۷۵) وغیرہ آیات کثیرہ عبادت واطاعت کا حکم دیتی ہیں نہ کہ جنایت کا (راجع للتفصیل المفہم ج۶ ص ۲۱۷) **واللہ اعلم و علمہ اتمّ قد تم کتاب فضائل الانبیاء۔ بتوفیق الملک العزیز الوھاب۔**

خدا در انتظار حمد ما نیست — محمد چشم بر راہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس — محمد حامد حمد خدا بس

نظم

عرش بریں ایوان محمد ﷺ
فرش زمین میدان محمد ﷺ
نور مکرم، نور مجسم ، نور مؤخر
نور خدا برھان محمد ﷺ
ساقی کوثر رحمت داور شافع محشر ھادی و رہبر
ارفع و اعلیٰ شان محمد ﷺ
ان کو پاکر حق کو پایا بے پابانده انکا پایہ
دامن حق دامان محمد ﷺ
جام مئے عرفان محمد ﷺ
آپ ہیں بعد خالق اکبر سب سے افضل سب سے برتر
مدح و ثناء شایان محمد ﷺ
حور و ملک کیا جن و بشر ارض و سما کیا شمس و قمر کیا
سب سے ہیں ادب قربان محمد ﷺ

آخر کتاب فضائل الانبیاء ویلیہ کتاب فضائل الصحابہ

كتاب فضائل الصحابة

رضی اللہ عنہم اجمعین

ربط ومناسبت! فضائل الانبیاء میں اللہ کے رسولوں اور پیغمبروں کا تذکرہ تھا جو براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت، نزول وحی اور برکات کا محور ہوتے ہیں جو سراپا جمال وکمال ہوتے ہیں ان کو فضائل عطاء ہوتے ہیں، جبریل پیغام لاتے ہیں اللہ تعالیٰ سے بالواسطہ اور کبھی بلاواسطہ ہمکلام ہوتے ہیں کہ ہر وقت قرب خداوندی میں ترقی ہوتی ہے پھر انبیاء علی نبینا وعلیهم السلام کی بعثت ورسالت امت وانسانیت کی رہبری اور ہدایت کے لئے ہوتی ہے۔ امت میں سے جو لوگ مستفید وفیض یاب ہوتے ہیں انکی دو قسمیں ہیں (۱) جو بلاواسطہ براہ راست خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرّف با ایمان ہوتے ہیں اپنی قبر وآخرت کو تابان وروشن کرتے ہیں (۲) جو اپنے نبی کی زیارت تربیت وزمانہ سے تو محروم ہو جاتے ہیں لیکن انکی ہدایات وسنن سے آراستہ ومعمور ہوتے ہیں بالکل بعینہ شریعت مطہّرہ کے احکام وارکان کو اپناتے ہیں۔ جماعت اوّل کو صحابہ کی جماعت کہا جاتا ہے جو بلافصل وبُعد نبی ﷺ سے تعلیم پاتے ہیں اور اپنے دلوں کو محبت سے بھرتے ہیں آگے اسی جماعت صحابہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ کا ذکر ہے۔ ان میں سے بھی بعض پر سلام اللہ کا نزول ہوا ہے اور رضاء خداوندی تو سب کیلئے ہے۔ رضی اللہ عنهم ورضوا عنه (توبہ ۱۰۰) لفظ کتاب اور فضائل کی تشریح وتعریف کتاب فضائل الانبیاء کے شروع میں ملاحظہ کیجئے۔ صحابی کا لفظ قرآن کریم کی آیت کریمہ اذ يقول لصاحبه لا تحزن انّ الله معنا (توبہ ۴۰) سے لیا گیا ہے۔ صحابۃ یہ جمع ہے صحابی کی جو مشتق ہے صحبۃ وصحابی سے بمعنٰی ساتھ ہونا، پاس رہنا، ساتھ لگنا، ہمراہ ہونا۔ اصحاب اور صحابی میں فرق! اصحاب عام ہے ہر ہمراہی اور ساتھی کو اصحاب کہا جا سکتا ہے۔ صحابۃ وصحابی یہ خاص ہے نبی ﷺ کے صحبت یافتہ کیلئے۔

صحابی کی اصطلاحی تعریف

(۱) من صحب النبی ﷺ اوراه من المسلمين فهو من اصحابه (بخاری ج۱ص۵۱۵) (۲) الصحابی المعروف كلّ من رأى رسول الله ﷺ وهو مسلم (الطیبی ج۱۱ص۲۱۰) (۳) هم المؤمنون الذين ادركوا صحبة النبی صلی الله عليه وسلم مع الايمان۔ (علامہ تفتازانی) (۴) من لقى النبی صلی الله عليه وسلم ومات مسلما۔ سیوطی (تدریب الراوی ص۳۹۱) (۵) من ادرك النبی صلی الله عليه وسلم بحالة الايمان ومات عليه ولو لحظة۔

(۱) جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ومعیت اختیار کی یا آپ کو دیکھا حالت اسلام میں سو وہ صحابی ہے۔ (۲) مشہور صحابی اس شخص کو کہا جائیگا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس حال میں کہ وہ مسلمان تھا۔ (۳) صحابہ وہ ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی صحبت کو پایا ایمان کے ساتھ۔ (۴) جس نے نبی ﷺ سے ملاقات کی اور حالت اسلام پر مرا۔ (۵) جس نے نبی ﷺ کو پایا ایمان کی حالت میں اور اسی (ایمان) پر موت آئی اگر چہ ایک لحہ ہی کیوں نہ ہو۔ بندہ کے نزدیک آخری تعریف زیادہ واضح جامع اور

صریح ہے اسی کے قریب کے الفاظ پہلی تعریفوں میں موجود ہیں۔لیکن جس تعریف میں لفظ رؤیت (دیکھنا) آیا ہے اس پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ نابینا (مثل عبداللہ ابن ام مکتوم وغیرہ) کیلئے عدم رؤیت کی وجہ سے عدم صحابیت کا قول اختیار کرنا پڑیگا حالانکہ یہ جلیل القدر مؤذن الرسول صحابی ہیں جنکے اخلاص وطلب علم پر سورۃ عبس نازل ہوئی۔اس لئے لفظ ادرک جامع ہے۔

☆ بعض علماء (مثلاً عاصم احول) نے رؤیت کے ساتھ صحبت اور طویل قیام کی شرط لگائی ہے۔

☆ تابعین میں سے سید التابعین سعید ابن المسیب کہتے ہیں کہ صحابی اسکو کہیں گے جس نے آپ کے ساتھ ایک سال اقامت اختیار کی یا آپ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا۔ان کی تصریح کے مطابق بہت سارے افراد (جنہوں نے کم وقت پایا......) صحابہ کی صف سے نکل جائیں گے۔راجح بات وہی ہے جو اوپر تعریف میں ذکر کی اور جمہور محققین کی رائے وہی ہے۔ان حضرات کے متعلق اتنا کہا جاسکتا ہے کہ دراصل لفظ صحابی کا استعمال دو طرح کا ہے۔

نمبر(۱) جس کیلئے صحابی ہونے کی شرط پائی جائے۔ نمبر(۲) جس کیلئے صحابہ کرام کے فضائل کثیرہ کا ثبوت ہو۔

نمبر(۱) کے اعتبار سے سب صحابہ ہیں۔نمبر(۲) کے اعتبار سے سب کیلئے فضائل مساوی نہ ہونگے۔ان حضرات عاصم احول، سعید بن المسیب ومتبعیھم کا یہی مقصود ہے کہ لفظ صحابی کا توسب پر اطلاق ہوگا مگر فضائل ومناقب سب کیلئے برابر نہ ہونگے۔صحابیت کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ آپ ﷺ کو جس نے حالت ایمان میں دیکھا ہو وہ صحابی کہلائیگا اگر حالت کفر میں دیکھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد مشرف باسلام ہوا وہ صحابی نہ کہلائیگا۔اسی طرح ایمان کی حالت میں نبی ﷺ کو دیکھا لیکن بعد میں مرتد ہوگیا۔ اعاذنا اللہ منہ ! تو بھی تعریف صحابی ساقط ہو جائے گی۔وہ بالاتفاق صحابی نہیں۔مثلاً ربیعہ بن امیہ بن خلف الجمحی فتح مکہ کے موقع پر اسلام لایا حجۃ الوداع میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا آپ کی وفات کے بعد ایام خلافت عمر میں روم جا کر نصرانی و بے ایمان ہوگیا۔وہ آدمی جو مسلمان ہوا آپ ﷺ کو پایا پھر مرتد ہوگیا پھر دوبارہ اسلام میں لوٹ آیا لیکن دوبارہ اسلام قبول کرنے کے بعد نبی کو نہ دیکھا اس کیلئے کیا حکم ہے؟ صحیح قول یہی ہے کہ صحابی شمار ہوگا مثلاً اشعث ابن قیس وغیرہ۔

کیا جن صحابی ہوسکتا ہے؟ سوال صحابیت کیا خاص ہے ابن آدم (انسانوں) کے ساتھ یا کوئی دوسری مخلوق بھی صحابی ہوسکتی ہے؟
جواب ! یہ خصوصیت انسانوں کے ساتھ ساتھ جنوں کیلئے بھی ثابت ہے کیونکہ وہ مکلف ہیں قرآن مجید کو سنا قبول کیا اور اپنی قوم کو اس کی دعوت دی۔قرآن کریم میں پوری ایک سورت ان کے نام سے موسوم ہے۔(سورۃ الجن)

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا خالی سنا نہیں یَھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ایمان بھی لائے ولن نشرک بربنا احدا ۔پھر صرف خود ایمان نہیں لائے بلکہ اپنی قوم اور برادری کو بھی سمجھایا اور دین کا پیغام پہنچایا۔

یاقومنا اجیبوا داعی اللہ وامنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم و یجر کم من عذاب الیم. (احقاف ۳۰)

فائدہ ! حافظ ابن حجرؒ نے اس ساری تفصیل ذکر کرنے کے بعد یہ کہا ہے کہ یہ تشریح تعریف اس کیلئے ہے۔جس نے آنحضرت ﷺ کو بقید حیات دنیویہ دیکھا و پایا ہو اور جنہوں نے موت کے بعد دفن سے پہلے دیکھا ہو یا اہل کشف میں سے کسی نے آپ ﷺ کے چہرہ اطہر کو دیکھا ہو وغیرہ کیلئے صحابیت کا حکم نہ ہوگا۔اگرچہ انبیاء علیھم السلام اپنے روضوں میں زندہ وحیات ہیں لیکن وہ حیات دنیوی نہیں

اخروی ہے اور احکام کا اجراء ظاہر دنیاء پر ہوتا ہے۔ امید ہے کہ ان حروف سے صحابی کی تعریف حقیقت اور احکام واضح ہو چکے ہونگے اب دو باتیں باقی ہیں (۱) صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنھم وعنھن کی فضیلت (۲) صحابہ کرام وصحابیات علیھم الرضوان کے باہم مراتب۔ پہلے اجتماعی فضائل پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ انفرادی فضائل وخصائل مستقل ابواب کے عنوانات کے ساتھ مذکور ہیں۔

تعداد صحابہ: آنحضرت ﷺ کی بعثت واعلان نبوت کے ساتھ ہی صحابہ کرام کی اسلام میں آمد شروع ہوئی جسکی ابتداء مستورات میں سے سیدہ خدیجہ اور حضرات میں سے سیدنا صدیق اکبر اور اطفال میں سے سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجھہ اور غلاموں میں سے زید ابن حارثہ رضی اللہ عنھم سے ہوئی اور مشکل سے مشکل تر حالات کے باوجود یہ تعداد مسلسل بڑھتی رہی تا آنکہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت نے جب خطبہ حجۃ الوادع ارشاد فرمایا تو میدان عرفات میں ایک لاکھ سے متجاوز جانثار، وفادار، حبدار، قناعت شعار، جنت کے حقدار، پروانہ وار آپ ﷺ کے گرد جمع ہیں اور احکام اسلام حاصل کر رہے ہیں اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی جو دین اسلام پر قائم وثابت قدم رہے اور اس دین کو اقطار عالم میں پہنچایا اور چار دانگ عالم چمکایا۔ یہی حضرات صحابہ ہیں کہ قیصر وکسریٰ جیسے متکبر بھی سرنگوں ورسوا ہوئے اور ان کی ظالمانہ حکومتوں کا قلع قمع کیا اور پرچم اسلام لہرایا حق کا بول بالا ہوا کفر کا منہ کالا ہوا اور آج تک ہے۔ اس کے برعکس روافض کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی رحلت ووفات کے بعد تمام صحابہ العیاذ باللہ مرتد ہو گئے تھے[1] ماسوا اہل بیت اور تین صحابہ مقداد ابن اسود ابوذر غفاری اور سلمان فارسی رضی اللہ عنھم کے۔ ان کے ہفوات وخرافات سے صرف دو حوالے ملاحظہ ہوں۔ شیخ ابو عمرو کشّی رافضی لکھتے ہیں۔

(۱) عن ابی جعفر "ع" قال کان الناس اھل الردّۃ بعد النبی الا ثلثۃ فقلت و من الثلاثۃ ؟ فقال المقداد ابن الاسود، ابو ذر الغفاری ، سلمان فارسی (رجال کشّی ص ۱۲ مطبوعۃ مؤسسۃ الا علمی ایران) ابوجعفر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے رحلت کے بعد تین شخصوں کے سوا سب مرتد ہو گئے تھے میں نے پوچھا وہ تین کونسے ہیں انہوں نے جواب مین کہا۔ مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، سلمان فارسی۔

عن عبد الرحیم القصیر قال قلت لا بی جعفر علیہ السلام انّ الناس یفزعون اذا قلنا ان الناس ارتدّ وا فقال یا عبد الرحیم انّ الناس عاد وابعد ما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھل جاھلیۃ. (فروع کافی ج ۸ ص ۲۹۶ مطبوعۃ ایران طبع رابع) **الروضہ من الکافی** . عبدالرحیم قصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر سے کہا جب ہم لوگوں سے کہتے کہ سب (صحابہ) مرتد ہو گئے تو لوگ چونک جاتے ہیں۔ اس نے کہا اے عبدالرحیم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب لوگ دوبارہ جاہلیت کی طرف عود کر گئے۔ لیکن قرآن وحدیث عقل وخرد سے یہ نظریہ کوسوں دور اور کفر وضلالت کا پلندا ہے۔ آئندہ سطور سے آپ جانیں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت، محبت، شفقت، رحمت رأفت برکت، دعوت شب وروز کی انتھک سعی مشکور ایسی جماعت وجود میں آئی کہ جس کی مثال سے دنیا قاصر ہے اور مَلَک نے رشک کیا اور اِنکا سالباس اوڑھا۔

فضیلت وکثرت صحابہ پر دلائل اور مسکت جواب: مذکورہ دو حوالوں اور رافضیت کے دیگر باطل خیالوں کے بارے میں صرف اسلوب قرآنی اور کلام ربانی کے مطابق اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ صحابہ پر بد باطن (انہی کے آباد واجداد) منافقین مدینہ نے

---

[1] (نقل کفر کفر نہ باشد) رافضیت کا یہ باطل نظریہ ہے جس کی بدبو نے ان کی ظاہر وباطن کو پراگندہ اور متعفن کر دیا۔

زبان کھولی قالوا انومن کما آمن السفهاء تو رب تعالیٰ نے جواب دیا الا انهم هم السفهاء کان کھول کے سن لو کہ یہی باؤلے اور پاگل ہیں۔اسی طرح جب یہ کہتے ہیں کہ صحابہ مرتد ہو گئے تھے تو انکو یہی جواب دیا جائیگا کہ تم ہی کافر و مرتد و مستحق نار ہو۔ قرآن نے اعلان کر دیا: صحابہ کے خلاف جس نے زبان کھولی اللہ کو نہیں بھائی انکی بولی تیار ہے ان کیلئے جہنم کی کھولی۔ یہ بھی یاد رہے قرآن کہتا ہے ﴿ یدخلون فی دین الله افواجًا﴾ اللہ نے نصرت و مدد کی اور لوگ دین اسلام میں فوج در فوج بکثرت داخل ہونگے۔ اللہ افواج کہتا ہے اور رافضی کہتا ہے الا ثلثة۔ افواج فوج کی جمع ہے لوگوں کی جماعت اگر یہ الفاظ سمجھ نہیں آتے تو ایران سے پریس شدہ لغات دیکھ لو۔

(۱) ورأیت الناس یدخلون فی دین الله افواجًا (نصر۲) اور آپ دیکھیں گے لوگ گروہ در گروہ اللہ کے دین میں داخل ہوں گے (۲) انّ الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله اولئك الذین امتحن الله قلوبهم للتقوٰی لهم مغفرة و اجر عظیم (حجرات۳) بیشک یہ وہی (باادب) لوگ ہیں جو اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اللہ کے رسول کے پاس یہی لوگ (تو) ہیں جنکے دل جانچے (اور کھنگالے) اللہ نے تقویٰ (پرہیزگاری) کیلئے ان کیلئے بخشش کے مژدے اور بڑے اجر کی بشارت ہے۔

(۳) لقد رضی الله عن المومنین اذیبایعونك تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبهم (فتح ۱۸) بیشک ولاریب اللہ ان ایمان والوں سے خوب راضی ہو چکا جو ببول کے پیڑ کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے سو اللہ نے ان کے دلوں کے اخلاص کو جان لیا۔

(۴) محمد رسول الله والذین معه اشدّاء علی الکفار رحماء بینهم ترٰلهم رکّعا سجّدا یبتغون فضلا من الله و رضوانا سیما هم فی وجوههم من اثر السجود ذالك مثلهم فی التوراة و مثلهم فی الا نجیل کزرع اخرج شطئه فأزره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزّراع لیغیظ بهم الکفار و عد الله الذین امنوا وعملوا الصلحٰت منهم مغفرة و اجرا عظیما (فتح ۲۹) محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔اور جو ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے گا ان کو رکوع اور سجدے میں تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل اور خوشنودی، انکے چہرے روشن (ونمایاں) ہیں سجدے کے اثر سے۔ یہ مثال ہے انکی توراۃ و انجیل (سابقہ سماوی کتابوں) میں جیسے کھیتی نے نکالی اپنی سوئی (انگوری کونپل) پھر اس نے اسے مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوئی کہ کسان کو بھانے لگی تا کہ کافروں کو جلاوے وعدہ دیا ہے اللہ نے ان میں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح (وخالص) کئے مغفرت اور اجر عظیم کا۔ (۵) لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلو ا و کلاّ وعد الله الحسنٰی (حدید۱۰) برابر نہیں تم میں جنہوں نے خرچ کیا فتح (مکہ) سے پہلے اور قتال کیا یہی لوگ ہیں کہ انکا درجہ بڑا ہے ان سے جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور لڑے۔ اللہ نے سب سے خوبی کا وعدہ کیا ہے۔ (٦) اولئك کتب فی قلوبهم الایمان و ایّدهم بروح منه و یدخلهم جنت تجری من تحتها الانهٰر خٰلدین فیها رضی الله عنهم و رضوا عنه اولئك حزب الله (مجادلہ ۲۲) ان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا (جو اب مٹ نہیں سکتا) اور انکی مدد کی اپنے غیب سے اور انکو داخل کریں گے ایسے باغات و جنت میں جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی سدا رہیں گے ان میں اللہ ان سے راضی ہو چکا اور یہ اس سے راضی یہ تو اللہ کی جماعت ہیں۔ (۷) للفقراء المهاجرین الذین

اخرجوا من دیارھم و اموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا. وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصّٰدقون (حشر۸) ان وطن چھوڑنے والے مفلسوں کیلئے اللہ کا فضل اور خوشنودی ہے جو اپنے گھر بار اور مالوں سے نکال دیئے گئے جو اللہ کے فضل و رضاء کی تلاش میں (سب کچھ لٹا چکے) ہیں اللہ کے دین اور اس کے مددگار (وجانثار) ہیں یہی ہیں سچے۔ (اور مسلمان پکے مُھکے) (۸) والسابقو ن الا وّ لون من المھاجرین والا نصار والذین اتّبعوھم با حسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ (التوبہ ۱۰۰) اور پہل کرنے والے مہاجرین وانصار میں سے اور جو کوئی (قیامت تک) انکی پیروی کرے اللہ ان سے راضی اور یہ اس سے راضی۔ (۹) کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون با لمعروف و تنھون عن المنکر و تومنون باللہ (آل عمران ۱۳) تم بہترین امت ہو لوگوں کی نفع رسانی کیلئے نکالے گئے بھلائی کا حکم کرتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر پختہ یقین رکھتے ہو (۱۰) و کذالك جعلنٰکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شھیدا (بقرہ ۱۴۳) اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو امت معتدل تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور تم پر رسول گواہ ہو۔ قارئین آپ نے اندازہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی اجتماعیت، للّٰھیت، خداشناسی، اور حق پرستی، جانثاری وفاشعاری کو کس طرح واضح اور واشگاف الفاظ حزب اللہ، الصادقون، السابقون، الراشدون خیرامۃ میں ذکر فرمایا۔ جنکے دل اللہ نے جانچے ان کے دل میں اللہ نے ہی ایمان لکھا اور پیوست کر دیا ان سے رضا کا اعلان کیا حقدار جنت کہا اور نبی ﷺ کو شب معراج میں انکے محل دکھائے کیا دین سے پھر سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں حاشا و کلّا۔

عقلی دلیل: اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ صرف تین اور اہل بیت ایمان پر رہے تو کیا آپ ﷺ کی تیئس سالہ محنت کا یہی حاصل ہے کیا یہ کہہ کر نبی ﷺ کی محنت پر ضرب تو نہیں لگ رہی کہ صرف تین کو اسلام میں داخل کر سکے پھر ختم نبوت پر بھی اعتراض ہوگا کہ جب خود نبی ﷺ نے تین مخلص پیدا کیے تو آپ کی امت کیا کر سکے گی؟۔ ایسا نہیں بلکہ آپ کی محنت ثمرآور ہوئی کہ ایک لاکھ سے زائد صحابہ آپ کے سامنے حجۃ الوداع کے موقع پر جمع ہیں جنہوں نے نیابت ووراثت کو ایسا نبھایا کہ چین تک اسلام کا پرچم گاڑھ دیا۔ مزید صرف تین آیتیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) یا ایھا النبیّ جاھد الکفار و المنافقین و اغلظ علیھم. (توبہ ۷۳، تحریم ۹)

اے نبی کفار و منافقوں سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی (و تلخی) کیجئے۔

(۲) ولا ترکنو الی الذین ظلموا فتمسّکم النار (ھود ۱۱۳)

اور نہ جھکو تم ان لوگوں کی طرف جنہوں نے ظلم کیا کہ تمہیں بھی (انکی معیت کی وجہ سے) آگ چھوئے۔

(۳) ومن یرتد منکم عن دینه فیمت وھو کافر فاولئك حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرة (مائدہ ۲۱۷)

اور جو پھرے دین سے تم میں سے پھر وہ اسی حالت ارتداد میں مر جائے اسکے اعمال حبط ہو گئے دنیا و آخرت میں۔

(۴) یا ایھا الذین امنوا لا تتّخذوا بطانة من دونکم۔ (آل عمران ۱۱۸)

اے ایمان والو! اپنے مسلمانوں کے سوا کسی دوسرے کو (رازدار، جگری) دوست نہ بناؤ۔

روافض کے زعم باطل اور خیال فاسد کے مطابق اگر یہ کہا جائے کہ صحابہ مخلص نہ تھے اور انکا ظاہر و باطن ایک نہ تھا تو اسکا حاصل یہ ہوا کہ نبی ﷺ کا انکے ساتھ رہنا برتاؤ کرنا منع تھا پھر حضور نے میل جول رکھا اس سے پتہ چلا وہ مخلص مؤمن کامل اہل جنت تھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یا ایھا النبی حسبك الله و من اتبعك من المؤمنین (انفال)۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا نبی ﷺ اور انکی متقی جماعت سے ہے اور غیر مخلصین سے اللہ کیسے وعدہ کر سکتے ہیں۔ ان نصوص قطعیہ سے جماعت صحابہ کا ہدایت یافتہ ہونا اور مقرب من اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اسی میں ایمان کی حفاظت ہے۔

اھل السنۃ والجماعت کا عقیدہ۔ علامہ طحاویؒ نے صحابہ کرامؓ کے متعلق عقیدہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے **و نحبّ اصحاب رسول الله ولا نفرط فی حبّ احد منهم ولا نتبرأمن احد هم و نبغض من يبغضهم و بغير خير يذكرهم ولا نذكر هم الا بخير و حبّهم دين وايمان واحسان وبغضهم كفر ونفاق وطغيان** (شرح عقیدۃ الطحاویہ ص ۴۶۷) اور ہم حضور ﷺ کے صحابہ سے محبت رکھتے ہیں اور ان میں سے کسی کی محبت میں غلو (حد سے تجاوز) نہیں اور نہ ہی ان سے بیزاری کرتے ہیں اور ہمیں نہیں بھاتا جو ان سے بغض رکھے اور اچھے الفاظ میں انکا تذکرہ نہ کرے ہم ان سب کا ذکر خیر سے اور نام احترام سے لیتے ہیں انکی محبت دین وایمان اور احسان (کامل دین) ہے اور ان سے بغض وعداوت سرکشی منافقت اور کھلا کفر ہے۔

میری زندگی کا مقصد میری زیست کا سہارا　　تیرے وفاداروں میں جینا تیرے جانثاروں میں مرنا

☆**اتّفق اهل السنة علی انّ الجمیع عدول** ☆**قال ابومحمد بن حزم الصحابة كلّهم من اهل الجنة قطعا** (الاصابہ ج ۱ ص ۱۰۹) اہل السنۃ والجماعت (اہل حق) کا اجماع ہے کہ تمام کے تمام صحابہ عادل تھے۔ ابومحمد ابن حزم کہتے ہیں کہ صحابہ سارے کے سارے جنتی ہیں۔ **رضی الله عنهم ورضواعنه اللّهم ارزقناحبّهم ووفقنا اطاعتهم و امضنا علی طريقتهم.**

صحابہ کرام کے درجات ومراتب

اوپر جو فضائل مذکور ہوئے یہ اجتماعی اور کلی ہیں! اب بات یہ ہے کیا سب کے سب صحابہ کرام باہم مناقب ومراتب میں مساوی ہیں یا فرق مراتب رکھتے ہیں۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر ملاحظہ ہو: نوویؒ کہتے ہیں امام ابوعبداللہ المازریؒ کا کہنا ہے کہ اہل علم میں صحابہ کے بعض کو بعض پر فضیلت دینے میں اختلاف ہوا ہے۔ ایک جماعت نے کہا کہ **لا نفاضل بل نمسك عن ذالك ای نتوقف**۔ ہم فرق مراتب نہیں کرتے بلکہ اس میں توقف کرتے ہیں (اور معاملہ اللہ کے سپرد) جمہور علماء کہتے ہیں کہ نہیں فرق مراتب موجود ہے اور بالکل واضح ہے تفصیل وفرق مراتب کا قول اختیار کرتے ہوئے پھر اختلاف ہے کہ سب سے افضل کون ہے؟ اہل السنۃ والجماعت کہتے ہیں **افضلهم ابو بكر الصديقؓ** سب سے افضل صحابہ میں صدیق اکبرؓ ہیں (یہی برحق اور صواب ہے) خطابی کہتے ہیں **افضلهم عمر ابن الخطاب** سب سے افضل عمرؓ ہیں۔ راوندیہ کہتے ہیں **افضلهم العباس** ان میں سب سے افضل عباسؓ ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں **افضلهم علی کرم الله وجهه** سب سے افضل علی شیر خدا ہیں۔

ان میں راجح قول اوّل ہے جس پر تمام اہل السنۃ کا اتفاق ہے۔ پھر ان حضرات کے آپس میں مراتب کی ترتیب کیا ہے۔ جمہور اہل حق کے نزدیک ابوبکر اوّل عمرؓ ثانی اور عثمانؓ ثالث اور علیؓ چوتھے نمبر پر ہیں۔ اہل السنۃ میں سے بعض اہل کوفہ نے حضرت عثمان پر علیؓ

کی تقدیم کا قول اختیار کیا ہے لیکن راجح وہی ترتیب ہے جو پہلے مذکور ہے۔ پھر باقی صحابہ کے درجات کیا ہیں۔ اس بارے میں ابو منصور البغدادیؒ کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا اس پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام میں سب سے افضل خلفاء راشدین خلفاء اربعہ ہیں پھر انکے بعد عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل اُحد پھر اصحاب بیعت رضوان اور ان میں سے جو عقبہ اولیٰ میں انصار میں سے بیعت میں شریک ہوئے۔ اور قاضی عیاضؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن عبد البرؒ نے کہا ہے کہ جو حیات نبوی میں انتقال کر گئے وہ بعد والوں سے افضل ہیں لیکن یہ بات حقیقت سے بعید ہے اسی طرح سابقین اوّلین مہاجرین وانصار میں سے ہونا بھی سبب فرق ہے۔ صحابیات اور ازواج مطہرات کے فضائل ومُراتب کے متعلق باب من فضائل خدیجہؓ میں دیکھئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے باہم اختلافات کے متعلق علامہ نوویؒ کہتے ہیں کہ انکے مابین ہونیوالی جنگیں اور لڑائیاں اصابت رائے اور انکے اجتہاد کی بنیاد پر تھیں کہ ہر فریق اپنی رائے میں حق پر تھا اور اسی حق کے دفاع ونفاذ میں کوشاں تھا پھر سب ہی عادل صاحب فضیلت تھے۔ اس لئے یہ انکو عدالت اور درجہ فضیلت سے نہیں نکالتیں۔ جیسے بعد کے مجتہد حضرات کی رائے میں مختلف آراء کی وجہ سے وہ درجہ اجتہاد وعدالت سے نہیں نکلے۔ اس لئے ہمیں انکے متعلق زبان کھولنے کی اجازت نہیں اور اسی میں ہی حفاظت ونجات ہے اس لئے کہ جس طرح والد کی بے ادبی سے آدمی عمر کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے، اور استاد کی بے ادبی سے علم اور اس کے ثمرہ عمل سے محروم ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح صحابی رسول کی گستاخی وبے ادبی سے آدمی ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ **اللھم احفظنا**۔ بالخصوص بعض کوتاہ نظر اور کج فکر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر محتاط یا نازیبا نظریات وتعبیرات سے نقطہ چینی کی کوشش کرتے ہیں یاد رکھیں یہ عمل ونظریہ انکو اسلام سے دور کر رہا ہے۔ علامہ طیبی رقمطراز ہیں **واما معاویةؓ فھو من العدول الفضلاء و الصحابة الاخیار: والحروب التی جرت بینھم کانت لکلّ طائفة شبھة اعتقدت تصویب انفسھا بسببھا و کلّھم متاوّلون فی حروبھا ولم یخرج احد منھم العدالة لانّھم مجتھدون اختلفوا فی مسائل کما اختلف المجتھدون بعدھم فی مسائل و لا یلزم بغض احد منھم** (الطیبی ج۱۱ص۲۱۱) علامہ نووی لکھتے ہیں۔ **و مذھب اھل السنة و الحق احسان الظنّ بھم والا مساك عمّا شجر بینھم وتاویل قتالھم و انّھم مجتھدون متاوّلون.** (نووی مسلم ج۲ص۳۹۰)[1] **والتعمق والنظرفی ذالك ذریعة الخذلان وسلّم الحرمان ودرجة الطغیان فالحذر کل الحذر من ذالك نظر ا وفکرا ووسوسة.** (عقیدۃ طحاویہ ص۱۲)

(۴۰) باب مِّنْ فَضَائِلِ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

(۱۰۷) باب: (خلیفہ اوّل بلافصل) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۲۲۸) حَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ ھِلَالٍ حَدَّثَنَا ھَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ حَدَّثَہٗ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰی اَقْدَامِ الْمُشْرِکِیْنَ عَلٰی رُءُوْسِنَا وَ نَحْنُ فِی الْغَارِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ اَحَدَھُمْ نَظَرَ اِلٰی قَدَمَیْہِ اَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَیْہِ فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا.

---

[1] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

(۶۲۶۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے مشرکوں کے پاؤں اپنے سروں پر دیکھے جبکہ ہم غار میں تھے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر ان مشرکوں میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف دیکھے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! تیرا اُن دو کے بارے میں کیا گمان ہے کہ جن کا تیسرا اللہ ہے۔

(۲۲۹) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِی سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ عَبْدٌ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُؤْتِيَهُ زَهْرَةَ الدُّنْيَا وَ بَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ وَ بَكٰى فَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا بِهٖ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ مَالِهٖ وَصُحْبَتِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ لَا تُبْقَيَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِیْ بَكْرٍ.

(۶۲۶۶) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: ایک بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اختیار دیا ہے کہ چاہے تو وہ دنیا کی نعمتیں حاصل کر لے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ کے پاس رہنے کو پسند کر لے۔ تو اُس اللہ کے بندے نے اللہ کے پاس رہنے کو پسند کیا ہے (یہ سنا) تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور خوب روئے اور پھر عرض کیا: ہمارے آباؤ اجداد اور ہماری مائیں آپؐ پر قربان ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ (پھر معلوم ہوا) کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ تھے کہ جن کو اختیار دیا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ ان چیزوں کے بارے میں ہم سے زیادہ جاننے والے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ مال اور محبت میں مجھ پر احسان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے اور اگر میں (اللہ کے علاوہ) کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا اور مسجد میں کسی کی کھڑکی کھلی باقی نہ رکھی جائے (سب کھڑکیاں، دروازے بند کر دیئے جائیں) سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کھڑکی کے۔

(۲۳۰) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ وَ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ يَوْمًا بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ.

(۶۲۶۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا پھر مذکورہ مالک کی حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے)۔

(۲۳۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اَبِی الْهُذَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنَّهٗ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ (عَزَّوَجَلَّ) صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا.

(۶۲۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: اگر میں (اللہ کے سوا) کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو میرے بھائی اور میرے صحابی (ساتھی) ہیں اور تمہارے صاحب کو تو اللہ عزوجل نے خلیل بنالیا ہے۔

(۲۳۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ اَحَدًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ.

(۶۲۶۹) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو (اللہ کے سوا) خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔

(۲۳۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِیْ سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُمَیْسٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَةَ خَلِیْلًا.

(۶۲۷۰) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں (اللہ عزوجل کے علاوہ) کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوقحافہ کے بیٹے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنا خلیل بناتا۔

(۲۳۴) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مُغِیْرَةَ عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَیَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِی الْهُذَیْلِ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَةَ خَلِیْلًا وَلٰكِنْ صَاحِبُكُمْ خَلِیْلُ اللّٰهِ.

(۶۲۷۱) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں زمین والوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوقحافہ کے بیٹے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیل بناتا لیکن تمہارے صاحب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) تو (بس) اللہ عزوجل کے خلیل ہیں۔

(۲۳۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَ وَكِیْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ وَاَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اِنِّیْ اَبْرَاُ اِلٰی كُلِّ خِلٍّ مِنْ خِلِّهٖ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِیْلًا اِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِیْلُ اللّٰهِ.

(۶۲۷۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ میں ہر ایک دوست کی دوستی سے (سوائے اللہ تعالیٰ کے) براءت کا اعلان کرتا ہوں اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیل بناتا لیکن تمہارے صاحب (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ کے خلیل ہیں۔

(۲۳۶) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَہٗ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَیْتُہٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْھَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا۔

(۶۲۷۳) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذات السلاسل کے لشکر کے ساتھ بھیجا تو جب میں واپس آیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبت آپؐ کو کس سے ہے؟ آپؐ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ میں نے عرض کیا: مردوں میں سے کس سے؟ آپؐ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا کے باپ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے۔ میں نے عرض کیا: پھر کس سے؟ آپؐ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے۔ پھر آپؐ نے بہت سے آدمیوں کا شمار کیا۔

(۲۳۷) وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْحُلْوَانِیُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ اَبِیْ عُمَیْسٍ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَاللَّفْظُ لَہٗ اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُمَیْسٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا وَ سُئِلَتْ مَنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَہٗ قَالَتْ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقِیْلَ لَھَا ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ثُمَّ قِیْلَ لَھَا مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ثُمَّ انْتَھَتْ اِلٰی ھٰذَا۔

(۶۲۷۴) ابن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے کہ میں نے سنا حضرت عائشہؓ سے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اگر حضورؐ کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا:۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا: ان کے بعد کس کو خلیفہ بناتے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کو پھر حضرت عائشہؓ سے سوال کیا گیا کہ پھر کس کو بناتے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہؓ کو پھر حضرت عائشہؓ رک گئیں۔

(۲۳۸) حَدَّثَنِیْ عَبَّادُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ امْرَاَۃً سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا فَاَمَرَھَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْہِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اِنْ جِئْتُ فَلَمْ اَجِدْکَ قَالَ اَبِیْ کَاَنَّھَا تَعْنِی الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَاْتِیْ اَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

(۶۲۷۵) حضرت محمد بن جبیر بن مطعمؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہؐ سے کسی چیز کا سوال کیا تو آپؐ نے اس عورت کو دوبارہ آنے کے لئے فرمایا۔ اس عورت نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں پھر آؤں اور آپؐ کو (موجود) نہ پاؤں؟ (یعنی آپ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں تو؟) آپؐ نے فرمایا، اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آجانا۔ (اس حدیث سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل واضح ہے)۔

(۲۳۹) وَ حَدَّثَنِیْہِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ اَبِیْہِ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ اَبَاہُ جُبَیْرَ ابْنَ مُطْعِمٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ امْرَاَۃً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَکَلَّمَتْہُ فِیْ شَیْءٍ فَاَمَرَھَا بِاَمْرٍ بِمِثْلِ حَدِیْثِ

عَبَّادِ بْنِ مُوْسٰی.

(۶۲۷۶) حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں کہ ان کے باپ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور اُس نے آپؐ سے کسی چیز کے بارے میں بات کی تو آپؐ نے اُس عورت کو حکم فرمایا: پھر آنا' آگے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۲۴۰) حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ کَیْسَانَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِهٖ ادْعِیْ لِیْ اَبَا بَکْرٍ اَبَاكِ وَ اَخَاكِ حَتّٰی اَکْتُبَ کِتَابًا فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَ یَقُوْلَ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰی وَ یَاْبَی اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ.

(۶۲۷۷) سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے مرض الوفات میں فرمایا کہ اپنے باپ ابوبکر صدیقؓ اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ایک ایسی کتاب لکھوا دوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں کوئی خلافت کی تمنا نہ کرنے لگ جائے اور کوئی کہنے والا یہ بھی نہ کہے کہ میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں اور اللہ اور مؤمن (رضی اللہ عنہم) سوائے ابوبکرؓ کی خلافت کے اور کسی کی خلافت سے انکار کرتے ہیں۔

(۲۴۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ الْمَکِّیُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ یَعْنِی ابْنَ مُعَاوِیَةَ الْفَزَارِیُّ عَنْ یَزِیْدَ وَهُوَ ابْنُ کَیْسَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَصْبَحَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ مَنِ اتَّبَعَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ جَنَازَةً قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مِسْکِیْنًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مَرِیْضًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِی امْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

(۶۲۷۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج تم میں سے کسی نے روزہ کی حالت میں صبح کی (یعنی روزہ رکھا)؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: میں نے روزہ رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آج کے دن تم میں سے کون کسی جنازے کے ساتھ گیا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میں گیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: میں نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے کسی بیمار کی تیمارداری کی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: میں نے۔ آپؐ نے فرمایا: جس میں یہ ساری چیزیں جمع ہو گئیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(۲۴۲) حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ وَ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیٰی قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَسُوْقُ بَقَرَةً لَهٗ قَدْ حَمَلَ عَلَیْهَا الْتَفَتَتْ اِلَیْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ اِنِّیْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰکِنِّیْ اِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَعَجُّبًا وَ فَزَعًا اَبَقَرَةٌ تَکَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ وَاَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَا رَاعٍ فِیْ غَنَمِهٖ عَدَا عَلَیْهِ الذِّئْبُ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ

حَتّٰی اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَهٗ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِذٰلِكَ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ.

(۶۲۷۹) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایک بیل پر بوجھ ڈالے ہوئے اسے ہانک رہا تھا کہ اس بیل نے اس آدمی کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ہوں بلکہ مجھے تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگوں نے حیرانگی اور گھبراہٹ میں سبحان اللہ کہا اور کہا: کیا بیل بھی بولتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تو اس بات پر یقین کرتا ہوں اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی یقین کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ایک بکری پکڑی اور لے گیا تو اس چرواہے نے اس بھیڑیے کا پیچھا کیا یہاں تک کہ اس بھیڑیے سے بکری کو چھڑا لیا تو بھیڑیے نے اس چرواہے کی طرف دیکھ کر کہا کہ اس دن بکری کو کون بچائے گا کہ جس دن میرے علاوہ کوئی چرواہا نہیں ہوگا۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تو اس پر بھی یقین رکھتا ہوں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی اس پر یقین رکھتے ہیں۔

(۲۴۳) وَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ حَدَّثَنِیْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قِصَّةَ الشَّاةِ وَالذِّئْبِ وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْبَقَرَةِ.

(۶۲۸۰) حضرت ابن شہابؒ سے اس سند کے ساتھ بکری اور بھیڑیے کا واقعہ نقل کیا گیا ہے لیکن اس میں بیل کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔

(۲۴۴) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِیُّ عَنْ سُفْيَانَ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمَعْنٰی حَدِيْثِ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَفِیْ حَدِيْثِهِمَا ذِكْرُ الْبَقَرَةِ وَالشَّاةِ مَعًا وَقَالَا فِیْ حَدِيْثِهِمَا فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ.

(۶۲۸۱) حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے یونس عن الزہری کی روایت کی طرح روایت نقل کی ہے اور اس میں بیل اور بکری دونوں کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تو اس پر یقین رکھتا ہوں اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی اور (اس وقت) یہ دونوں حضرات وہاں موجود نہیں تھے۔

(۲۴۵) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ.

(۶۲۸۲) حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں اٹھارہ حدیثیں ہیں ان میں ابوبکرؓ کی فضیلت کا ذکر ہے

حدیث اوّل: انّ ابا بکر الصدیق حدّثه قال نظرت الی اقدام المشر کین علی رُؤسنا.

نام ونسب: عبداللہ بن عثمان (ابوقحافہ) بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّۃ بن کعب بن لوی......دو ماہ چند دن آپ ﷺ سے چھوٹے تھے۔لقب صدیق سب سے زیادہ سچا۔سچائی کا پرتو۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کثرت تصدیق النبی ﷺ کی وجہ سے یہ نام ولقب پڑ گیا۔

عتیق!(۱) اسکی وجہ تسمیہ حدیث ذیل سے ملتی ہے نبی ﷺ نے فرمایا! من اراد ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر۔ جو جہنم سے چھٹکارا پانے والے شخص کو دیکھنا چاہے تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔اس عتیق من النار سے عتیق لقب ہوا یہ وجہ تسمیہ سیدہ عائشہؓ نے بیان کی۔(۲) موسی بن طلحہ کہتے ہیں کہ عتیق نام انکی والدہ نے رکھا۔(۳) لیث ابن سعد اور ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ عتیق کا ایک معنیٰ پر رونق چمک دمک والا صاحب جمال اس جمال وجھہ کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے انکا لقب عتیق فرمایا۔(۴) یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ غلاموں کو آزاد کراتے تھے اس لئے عتیق (آزادی دلانے والا) کے لقب سے ملقب ہوئے۔واللہ اعلم۔

ابوبکر کنیت! بکر کہتے ہیں (الفتی من الابل) جواں اونٹ۔یہ کنیت آپ ﷺ کے ایک دفعہ فرمانے کی وجہ سے ہے خوف آخرت اور حساب وکتاب کی دہشت سے صدیق اکبرؓ رو رہے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ما یبکیك یا ابابکر متن حدیث یہ ہے عن عبداللہ بن عمرؓ انه لمّا نزلت اذا زلزلت بکی ابو بکر فقال له النبی ما یبکیك یا ابا بکر لولا انکم تخطؤن وتذنبون فیغفر الله لکم لخلق امّة من بعد کم یخطؤن ویذنبون فیغفرلهم (ابوبکر صدیق ص ۴۶ جدہ) ابوبکر ہی ایسے شخص ہیں جنکا خاندان والدین آپ اور اولاد مسلمان ہیں۔والدہ کا نام ونسب: سلمٰی اور کنیت امّ الخیر تھی۔ام الخیر بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّۃ...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ووالدہؓ نے طویل عمر پائی والدہ کا انتقال خلافت ابی بکر میں اپنے خاوند ابوقحافہ سے پہلے ہوا۔والد کا انتقال حضرت ابوبکر کے بعد ۱۴ھ میں ۹۷ برس کی عمر میں ہوا۔آخر عمر میں بصارت بھی جاتی رہی تھی۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمیشہ (قبل از بعثت اور اسکے بعد) آپ ﷺ کے ساتھ رہے دکھ درد میں شریک اور جہد دین میں سہیم رہے اور اپنا جان ومال اور اولاد تک نچھاور کر دیا۔آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد امیر المومنین ہوئے اور انتہائی ثابت قدمی وحوصلہ مندی سے علی منہاج النبوۃ ایام خلافت نبھائے بالآخر نبی ﷺ کے ساتھ رفاقت دائمی کا ثبوت دیتے ہوئے سدھار ہے۔وفات ۱۳ھ ۲۲ جمادی الثانیہ کو ہوئی انکی اہلیہ اسماء بنت عمیس نے غسل دیا دھلے ہوئے پرانے کپڑوں میں کفن دیا گیا انکی وصیت کی وجہ سے اور گنبد خضرا کے دوسرے مکین کو حضرت عثمان، طلحہ، عبدالرحمن بن ابی بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنت کے ٹکڑے میں اتارا جبکہ نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

سبب وفات: ٹھنڈے موسم میں غسل کی وجہ سے بخار ہوا جو پندرہ دن تک مسلسل رہا اور یہی مرض الوفات ہوا۔

ایام خلافت: ۲ سال تین ماہ یا دو سال اڑھائی ماہ ہیں۔ونحن فی الغار۔غار ثور۔جبل ثور کے اس خوش نصیب حصے میں ہے جہاں سفر ہجرت کی ابتداء میں ثانی اثنین نبی وصدیق نے پناہ لی تھی۔غار ثور ایسی گول دخول نما ہے کہ اس میں داخل ہونے کیلئے صرف نیچے سے چھوٹا سا سرنگ راستہ ہے جس سے انسان پیٹ کے بل گھسیٹ کر داخل ہوسکتا ہے۔جب نبی وصدیق داخل ہو کر مامون بامر اللہ ہو چکے تو مشرکین مکہ جستجو میں ادھر آنکلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انکے پیر دیکھے کیونکہ راستہ غار کے سفلی حصہ سے تھا (جسم

کے اوپر کا حصہ نہ دیکھ سکتے تھے) تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یہ اپنے پاؤں دیکھیں تو ہمیں بھی دیکھ لیں۔ (مگر جسے رب رکھے اسے کون چکھے) یہ حضور ﷺ سے بھی کہہ دیا تو آپ ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: جس کیلئے ہم کام کر رہے ہیں اور نکلے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہے فکر مت کر غم نہ کر۔ اور ظاہر ہے دو کے ساتھ تیسرا وہی ہے جو انکا حافظ و ناصر ہے۔ فا اللہ خیر حافظًا۔ یہاں تک کہ سامنے بیٹھنے والا شخص بھی نہ بھانپ سکا۔

حدیث ثانی: جلس علی المنبر یہ مرض الوفات کا واقعہ ہے۔ زھرۃ الدنیا۔ دنیا کی نعمتیں اور ساز و سامان تر و تازگی مراد ہے عبد خیرہ اللہ۔ عبد کو مبھم بلا تسمیہ فرمایا تا کہ صحابہ کرامؓ کے عقل و خرد اور فہم و فراست کو جانچ سکیں تو ابوبکر رو پڑے اپنے محبوب و مشفق کی جدائی بھانپ کر جو انکے اعلم ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ امَنّ الناس۔ جان مال اور بیٹی تک نچھاور کر دیا۔

خلیل کی تشریح: باب فضائل ابراہیم خلیل اللہ میں دیکھئے ص ۱۷۶۔ الخلّۃ۔ انتہائی دلی محبت۔ خلیل کا معنیٰ ہے کہ اپنے دوست و خلیل کی طرف ایسا یکسو ہونا کہ دل میں کسی دوسرے کی گنجائش، جگہ نہ رہے۔ خوخۃ الاخوخۃ ابی بکر۔ باب صغیر چھوٹا دروازہ۔ کھڑکی۔ یہ صحابہ کرام کے مسجد کے ساتھ قرب و تلازم کی وجہ سے تھے لیکن کیونکہ اس میں مسجد کو راستہ بنانا پڑتا تھا اس لئے منع فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خصوصیت و اکرام کی وجہ سے باقی رکھنے کا فرمایا۔ یہ انکی امامت (امامت صغریٰ و کبریٰ) و خلافت کیلئے بھی تھا اور ظاہر ہے امام و امیر کا ملصق بالمسجد ہونا عین مصلحت ہے۔

سوال: دوسری روایت میں مذکور ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھر سنح (محلہ) میں تھا جو مسجد سے دور تھا حدیث باب میں ہے کہ انکا گھر مسجد سے متصل تھا۔

جواب: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دو گھر تھے۔ ۱: جو مسجد کے ساتھ متصل تھا۔ ۲: جو سنح میں انکے انصار سسرال کا تھا اس لئے کوئی تعارض نہیں کیونکہ یہ تو حدیث باب میں موجود نہیں کہ انکا صرف ایک گھر تھا۔

فائدہ! یہ مکان جو مسجد نبوی کے متصل تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ملک میں رہا یہاں تک کہ ضرورت پیش آنے پر امّ المومنین سیدہ حفصہؓ کو چار ہزار درہم میں بیچ دیا پھر ان کے ملک میں رہا جب عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسجد کی توسیع ہوئی تو ان سے مکان طلب کیا تو سیدہ حفصہؓ نے فرمایا کہ میں کیسے دوں دوسرا مکان مجھے مسجد سے دور ملے گا ان سے کہا گیا کہ آپ کو اس سے کشادہ گھر دیں گے جسکا راستہ مسجد میں آتا ہو گا پھر انہوں نے مسجد کی توسیع کیلئے دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھر بھی مسجد نبوی کا حصہ بن گیا۔

سوال! بعض روایات میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی دروازہ باقی رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔

جواب: حدیث باب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوخۃ کا ذکر ہے جس روایت میں علی رضی اللہ عنہ کے لئے اجازت دی گئی اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد کی سمت کے علاوہ تھا ہی نہیں اس عذر کی وجہ سے انکو اجازت ملی۔

حدیث رابع: لٰکنّہ اخی و صاحبی۔ بعض روایات میں جو ملتا ہے او صانی خلیلی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے یہ حبیب و رفیق اور ساتھی و صاحب کے معنیٰ ہو گا خلّت کاملہ اللہ تعالیٰ سے۔

حدیث تاسع: علی جیش ذات السلاسل۔ یہ سلسلۃ کی جمع ہے۔ وجہ تسمیہ۔ (۱) کفار و مشرکین نے اپنے آپ کو ایک

دوسرے سے باندھ لیا تھا تا کہ کوئی بزدل خوف زدہ ہوکر بھاگے نہیں۔ (۲) وہاں ایک پانی کا کنواں تھا جسکا نام السلسل تھا اس لئے اسکا نام ذات السلاسل ہوا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ جگہ مدینہ منورہ سے دس دنوں کے سفر پر وادی القریٰ کے پیچھے ہے۔ (۳) یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہاں تہہ بتہہ ریت کے ٹیلے تھے مثل کڑیوں کے اس لئے ذات السلاسل ہوا۔ یہ معرکہ ۷ھ میں پیش آیا اس میں بنولخم اور بنوجذام سے مقابلہ ہوا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے پہلے تو سوال کیا پھر خود ہی خاموش ہو گئے کہ کہیں میرا درجہ بالکل آخر ہی میں نہ آجائے۔

حدیث عاشر: **مستخلفالو استخلفه قالت ابو بكر**۔ اس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کا تقدم معلوم ہوتا ہے۔ اس سے اگلی حدیث حادی عاشر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان صراحۃً موجود ہے کہ **فائتی ابا بكر**۔

اس سے روافض کے عقیدہ شنیعہ پر بھی رد ہو گیا کہ تقدم علی رضی اللہ عنہ کو ہے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ حدیث ذیل بھی انکی اولیت و خلافت پر دال ہے **بايع النبيّ اعرابيا فساله ان اتى عليه اجله من يقضيه فقال ابو بكر ثم سال من يقضيه بعده فقال عمر**۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے بیع کی تو اس نے پوچھا اگر آپ پر وقت (موت) آئے تو کون ادا کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر پھر اس نے سوال کیا اسکے بعد آپ کے اس خرید و فروخت والے معاملے کو کون ادا کرے گا تو فرمایا عمرؓ۔

حدیث ثالث عشر: **ادعى لى ابا بكر اباكِ و اخاكِ**۔ اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت و خلافت کا ذکر ہے اور انکے بھائی کو بلانا لکھنے کیلئے تھا اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ نزع و اختلافات ہوگا اور ہوا بھی یہی کہ ایک خلیفہ انصار میں سے اور ایک قریش میں سے ہوگا وغیرہ......

حدیث رابع عشر: **خصال اربعة صوم ،حضور فى الجنازة، اطعام مسكين ،عبادة المريض** اُن اعمال مقبولہ و محبوبہ میں سے ہیں جن میں اللہ کی عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اللہ کی مخلوق کی خدمت مجتمع ہیں جو جنت میں داخلے کا سبب ہیں۔ اسکا حاصل یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جنتی ہے۔

حدیث خامس عشر: **بينما رجل يسوق بقرة له**۔ امام بخاریؒ نے اس رجل کی تعیین کی ہے کہ یہ بنی اسرائیل میں سے تھا لیکن اس پر کوئی صریح دلیل ذکر نہیں کی۔ گائے کا کلام کرنا خرق عادت، خلاف عادت تھا جس پر آدمی متعجب ہوا تو اس نے اس سے زیادہ تعجب خیز اور حیران کن بات بتائی جو بھیڑیئے کے کلام میں مذکور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتحاد و صحبت فی الدنیا والآخرۃ کے تحت فرمایا میں نے مانا جو میں نے مانا ابوبکر و عمر نے بھی مانا اس سے شیخین کریمینؓ کے ایمان کے استحکام کو واضح فرمایا۔ اور فضیلت ظاہر ہے۔

یوم السبع: درندوں کے دن۔ اکثر محدثین نے یہی مراد لیا ہے کہ جب خونخوار درندوں کی ٹھاٹ بھاٹ ہوگی کہ جنگل میں کوئی بھی مزاحمت کرنے والا نہیں ہوگا۔ داودیؒ کہتے ہیں کہ مطلقا درندے نہیں بلکہ اسد، شیر مراد ہیں کہ جب شیر حملہ آور ہوگا تو بھاگ کھڑا ہوگا پیچھے بکریوں پر میں ہی مسلط ہونگا۔ بعض کہتے ہیں کہ سَبْع با کے سکون کے ساتھ (ایام جاہلیت میں انکی عید کا نام تھا) مراد ہے کہ جب عید کے دن تم کھیل تماشہ میں مست ہونگے تو بکریوں کا نگہبان کون ہوگا ایک قول شاذ یہ بھی ہے کہ یوم السبع سے مراد قیامت کا دن ہے لیکن بھیڑیئے کا بکریوں پر مسلط ہونا قیامت کے دن کیسے متصور ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث سابع عشر: وَمَا هُمَا۔ آپ ﷺ نے انکی غیر موجودگی کے باوجود انکے یقین محکم اور صدق مستحکم کی وجہ سے فرمایا کہ میں ابوبکرؓ و عمرؓ اس پر ایمان لائے۔ ابوبکر ﷜ کی صحابیت قرآن کریم کے لفظ اذ یقول لصاحبه سے ثابت ہے اور خلافت اجماع صحابہ سے یہ دونوں چیزیں قطعی وحتمی ہیں۔[1]

پروانے کو شمع بلبل کو پھول بس — صدیق کیلئے خدا کا رسول بس
السلام اے یار غار مصطفیٰ — سلام آئے جاں نثار مصطفیٰ
آپ کو لیکر گئے یثرب حضور — آپ ہی ہیں راز دار مصطفیٰ
آپ کے ایثار پر حیراں تھے سب — جس قدر تھے جاں نثار مصطفیٰ
آپ نے سختی سے لی سب سے زکوٰۃ — تا رہے جاری شعار مصطفیٰ
آپ پر فدا ہے جان محبوب — اے گل باغ بہار مصطفیٰ
تو رہے گا حوض پر قرب رسول — اے صاحب مکین و مزار مصطفیٰ

(۴۱) باب مِنْ فَضَائِلِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۰۷۸) باب: (خلیفہ دوم) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۶۲۴۶) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَأَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا وَ قَالَا الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقُولُ وُضِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَ يُثْنُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ قَالَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا بِرَجُلٍ قَدْ أَخَذَ بِمَنْكِبِي مِنْ وَرَائِي فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عَلِيٌّ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ وَ قَالَ مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ وَأَيْمُ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَذَاكَ أَنِّي كُنْتُ أُكَثِّرُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ جِئْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَ عُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَ خَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَوْ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا.

(۶۲۴۳) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ کو جب تخت پر رکھا گیا تو لوگ ان کے اردگرد جمع ہو گئے اور ان کے لیے دعا کی اور ان کی تعریف کرنے لگے اور ان کا جنازہ اٹھانے سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھ رہے تھے اور میں بھی انہی لوگوں میں تھا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نہیں گھبرایا سوائے ایک آدمی سے کہ جس نے میرے پیچھے سے آکر میرا کندھا پکڑا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ حضرت علیؓ تھے تو حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کیلئے رحم کی دعا فرمائی اور پھر فرمایا (اے عمر) آپ نے اپنے پیچھے کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جس کے اعمال ایسے ہوں کہ مجھے ان اعمال پر اللہ سے ملاقات کرنا پسند ہو، آپ سے زیادہ اور اللہ

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

کی قسم مجھے یقین ہے کہ اللہ آپ کو اپنے دونوں ساتھیوں کا ساتھ نصیب فرمائے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں زیادہ تر رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں آیا اور ابو بکرؓ اور عمرؓ آئے اور میں اندر داخل ہوا اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اندر داخل ہوئے، میں نکلا اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ بھی نکلے اور میں امید کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ آپؓ کو ان دونوں کے ساتھ (یعنی نبی ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ) کر دے گا۔

(۲۴۷) وَ حَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ.

(۶۲۸۴) حضرت عمر بن سعیدؒ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۲۴۸) حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِيْ مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ ح وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحَسَنُ (بْنُ عَلِيٍّ) الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لَهُمْ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَ عَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَ مَرَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ عَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا مَا ذَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الدِّيْنَ.

(۶۲۸۵) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں سو رہا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ پیش کیے جاتے ہیں اور ان کے (بدنوں پر) کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کے کرتے چھاتی تک ہیں اور کچھ کے کرتے اس سے نیچے تک ہیں اور پھر حضرت عمر بن خطابؓ گزرے اور وہ اتنا لمبا کرتا پہنے ہوئے ہیں کہ وہ زمین پر گھسٹتا چلا جا رہا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ ﷺ فرمایا: دین

(۲۴۹) حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ رَاَيْتُ قَدَحًا اُتِيْتُ بِهٖ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَجْرِيْ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالُوْا مَا ذَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعِلْمَ.

(۶۲۸۶) حضرت حمزہ بن عبداللہ بن عمر بن خطابؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا میں نے ایک پیالہ دیکھا جو میری طرف لایا گیا، اس پیالے میں دودھ تھا، میں نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ تازگی اور سیرابی میرے ناخنوں میں سے نکلنے لگی۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا حضرت عمر بن خطابؓ کو دے دیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: علم۔

(۲۵۰) وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَ حَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ بِاِسْنَادِ يُوْنُسَ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ.

(۶۲۸۷) حضرت صالحؒ سے یونس کی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۲۵۱) وَحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

(۶۲۸۸) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا کہ جس پر ڈول پڑا ہوا ہے تو میں نے اس ڈول کے ذریعے کنوئیں سے جتنا اللہ نے چاہا پانی کھینچا پھر اسے ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکرؓ نے پکڑا اور اس سے ایک یا دو ڈول کھینچے اور ان کے کھینچنے میں اللہ ان کی مغفرت فرمائے کمزوری تھی۔ پھر وہ ڈول بڑا ہو گیا اور اسے ابن خطاب (یعنی حضرت عمرؓ نے) پکڑا تو میں نے لوگوں میں سے ایسا بہادر نہیں دیکھا کہ جو عمر بن خطابؓ کی طرح پانی کھینچتا ہو۔ (عمرؓ نے اس قدر پانی نکالا) یہاں تک کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے اپنی آرام کی جگہ پر چلے گئے۔

(۲۵۲) حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحُلْوَانِيُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ بِاِسْنَادِ يُوْنُسَ نَحْوَ حَدِيْثِهِ.

(۶۲۸۹) حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ سے یونس کی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۲۵۳) حَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ قَالَ الْاَعْرَجُ وَغَيْرُهُ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ اَبِيْ قُحَافَةَ يَنْزِعُ بِنَحْوِ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ.

(۶۲۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ابو قحافہ کے بیٹے (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ (ڈول) کھینچ رہے ہیں اور باقی حدیث زہری کی حدیث کی طرح نقل کی گئی ہے۔

(۲۵۴) حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنَا عَمِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَا يُوْنُسَ مَوْلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُرِيْتُ اَنِّيْ اَنْزِعُ عَلٰى حَوْضِيْ اَسْقِي النَّاسَ فَجَاءَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِيْ لِيُرَوِّحَنِيْ فَنَزَعَ دَلْوَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهِ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ فَجَاءَ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ اَرَ نَزْعَ رَجُلٍ قَطُّ اَقْوٰى مِنْهُ حَتّٰى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ مَلْاٰنُ يَتَفَجَّرُ.

(۶۲۹۱) حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سونے کی حالت میں دکھایا گیا کہ میں اپنے حوض میں سے پانی نکال کر لوگوں کو پلا رہا ہوں۔ اسی دوران میرے پاس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھ سے ڈول پکڑ لیا تا کہ وہ مجھے آرام پہنچائیں تو ابو بکرؓ نے دو ڈول پانی کھینچا اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے پھر (اس کے بعد) خطاب کے بیٹے (حضرت عمرؓ) آئے اور انہوں نے ابو بکرؓ کے ہاتھ سے ڈول پکڑا تو میں نے عمرؓ سے زیادہ قوت

سے پانی کھینچنا اور کسی آدمی کا نہیں دیکھا یہاں تک کہ لوگ پانی سے سیراب ہو کر واپس چلے گئے اور حوض کا پانی بھر کر بہہ رہا ہے۔

(۲۵۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِىْ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ كَاَنِّىْ اَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلٰى قَلِيْبٍ فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ فَنَزَعَ نَزْعًا ضَعِيْفًا وَاللّٰهُ (تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى) يَغْفِرُلَهٗ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاسْتَقٰى فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِىْ فَرْيَهٗ حَتّٰى رَوِىَ النَّاسُ وَ ضَرَبُوا الْعَطَنَ۔

(۶۲۹۲) حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے (خواب) میں دکھایا گیا ہے کہ میں ایک ڈول کے ساتھ ایک کنوئیں میں سے صبح کے وقت پانی کھینچ رہا ہوں تو اسی دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے تو انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی کے کھینچے اور اللہ ان کی مغفرت فرمائے کہ ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے ڈول کے ذریعے پانی نکالا تو میں نے لوگوں میں سے ایسی زبردست بہادری کے ساتھ پانی نکالنے والا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی کو نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ لوگ (پانی پی کر سیراب ہو گئے) اور انہوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر آرام کی جگہ بٹھا دیا۔

(۲۵۶) وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنِىْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ اَبِىْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ۔

(۶۲۹۳) حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں خواب مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح نقل کیا ہے۔

(۲۵۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَا جَابِرًا يُخْبِرُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ ح وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ فِيْهَا دَارًا اَوْ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَبَكٰى عُمَرُ وَ قَالَ اَىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَ عَلَيْكَ يُغَارُ۔

(۶۲۹۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے جنت میں ایک گھر یا ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ (وہاں موجود حاضرین) نے کہا: یہ محل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔ میں نے چاہا کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں مگر (اے عمر رضی اللہ عنہ!) مجھے تیری غیرت کا خیال آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) رو پڑے اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! کیا میں آپؐ کے داخل ہونے پر غیرت کرتا؟

(۲۵۸) وَ حَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا ح وَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ

جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَ زُهَيْرٍ.

(۶۲۹۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابن نمیر اور زہیر کی اسی روایت کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۲۵۹) حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ رَاَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَوَضَّاُ اِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ غَيْرَةَ عُمَرَ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَبَكٰى عُمَرُ وَ نَحْنُ جَمِيْعًا فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعَلَيْكَ اَغَارُ.

(۶۲۹۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا تو وہاں ایک عورت ایک محل کے کونے میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے کہا: یہ محل کس کا ہے؟ (وہاں موجود لوگوں) نے کہا: یہ محل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے (آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سن کر) مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آ گئی تو میں پشت پھیر کر چل پڑا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور ہم سب اس مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان، کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

(۲۶۰) وَحَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَ حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

(۶۲۹۷) حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۲۶۱) حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِيْ مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنِيْ وَقَالَ حَسَنٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ سَعْدًا قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهٗ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَاَذِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ فَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يَهَبْنَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اَيْ عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَغْلَظُ وَاَفَظُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطٰنُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

(۶۲۹۸) حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے (اندر داخل ہونے کی) اجازت مانگی اور آپ ﷺ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں موجود تھیں اور وہ عورتیں آپ ﷺ سے بہت ہی زیادہ باتیں کر رہی تھیں اور اُن کی آوازیں بھی بلند تھیں تو جب

عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو وہ عورتیں پردے میں دوڑ پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت عطا فرمادی اور رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا کہ جو میرے پاس بیٹھی تھیں (اے عمر!) جب انہوں نے تیری آواز سنی تو وہ پردے میں دوڑ پڑیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ وہ عورتیں آپ سے ڈریں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اُن عورتوں سے فرمایا: اے اپنی جاں کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی ہو؟ وہ عورتیں کہنے لگیں: جی ہاں! آپ سخت ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے زیادہ غصہ والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، شیطان جب تجھے کسی راستے پر چلتا ہوا ملتا ہے تو شیطان وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلیتا ہے کہ جس راستے پر (اے عمر!) تو چلتا ہے۔

(۲۶۲) حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا بِهٖ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنِیْ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ عِنْدَهٗ نِسْوَةٌ قَدْ رَفَعْنَ اَصْوَاتَهُنَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ الزُّهْرِیِّ.

(۶۲۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ عورتیں بیٹھیں تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی آوازوں کو بلند کررہی تھیں تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اندر آنے کی) اجازت مانگی تو وہ سب عورتیں پردے میں دوڑ پڑیں۔ پھر آگے زہری کی روایت کی طرح روایت منقول ہے۔

(۲۶۳) حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَدْ كَانَ يَكُوْنُ فِی الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَكُنْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْهُمْ اَحَدٌ (فَعُمَرُ) فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ تَفْسِيْرُ مُحَدَّثُوْنَ مُلْهَمُوْنَ.

(۶۳۰۰) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے (یعنی بغیر ارادہ کے اُن کی زبانوں پر بات جاری ہوجاتی تھی) تو اگر میری امت میں ان میں سے کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابنِ وہب محدثون کی تفسیر میں ملھمون فرماتے ہیں۔ یعنی جن پر الہام کیا جاتا ہے۔

(۲۶۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

(۶۳۰۱) حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔

(۲۶۵) حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّیُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ اَخْبَرَنَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلَاثٍ فِیْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ وَفِی الْحِجَابِ وَفِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ.

(۶۳۰۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی

موافقت کی: (۱) مقام ابراہیم میں نماز پڑھنے کی، (۲) عورتوں کے پردے میں جانے کی، (۳) بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔

(۲۶۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ جَاءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ اَنْ يُعْطِيَهٗ قَمِيْصَهٗ اَنْ يُكَفِّنَ فِيْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ: ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً﴾ [التوبة: ۸۰] وَ سَاَزِيْدُهٗ عَلٰى سَبْعِيْنَ قَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾۔

(۶۳۰۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول فوت ہو گیا تو اُس کا بیٹا حضرت عبداللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ ؐ سے آپ کا کُرتا مانگا کہ جس میں اُس کے باپ کو کفن دیا جائے پھر اس نے درخواست کی کہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیں تو رسول اللہ ﷺ اس پر نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپؐ اس پر نماز پڑھتے ہیں جبکہ اللہ نے آپؐ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع فرما دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ......﴾ (آپ ﷺ نے فرمایا) کہ میں تو ستر مرتبہ سے بھی زیادہ مرتبہ دعاء مغفرت کروں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ تو منافق ہے۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے اُس پر نماز پڑھ لی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ ......﴾ ان منافقوں میں سے کوئی مرجائے تو اُن پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ ہی ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہوں۔

(۲۶۷) وَ حَدَّثَنَاهُ (مُحَمَّدُ) بْنُ الْمُثَنّٰى وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِيْ مَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَ زَادَ قَالَ فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

(۶۳۰۴) حضرت عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے ان منافقوں کی نمازِ جنازہ پڑھنا چھوڑ دی۔

احادیث کی تشریح: اس میں بائیس حدیثیں ہیں۔ ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: يقول وضع عمر ابن خطّاب على سريره فتكنّفه الناس

نام ونسب: نام عمر رضی اللہ عنہ کنیت ابوحفص لقب الفاروق (فارق بین الحق والباطل)۔ نسب عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزّی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزّاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ آگے نسب نبی ﷺ سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام حَنتمہ ہے۔

اسلام میں آمد: نبوت کے چھٹے سال گیارہ عورتوں اور چالیس مردوں کے بعد اسلام قبول کیا انکے اسلام لانے پر جبرئیل علیہ السلام نے آکر نبی ﷺ سے کہا کہ ﴿ **یامحمد استبشرَ اهلُ السماء باسلام عمرؓ** ﴾ جب آسمان میں رہنے والے خوش ہوئے تو آسمانوں کا مالک جس سے حضور ﷺ نے عمر مانگا تھا وہ کیوں خوش نہ ہوا ہوگا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے رب راضی آسمان والے راضی زمین والے راضی شیطان ناراض۔ کیونکہ اسکو عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا برداشت نہیں بلکہ نام سنتے ہی انکو پیٹ میں مروڑ شروع ہو جاتی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ تینتیس مردوں کے بعد مسلمان ہوئے۔ اسلام قبول کرتے ہی جرأت و بہادری کے جوہر چمکانے اور دکھانے لگے تا آنکہ شہادت نصیب ہوئی انتہائی دوراندیش وخیر اندیش تھے حکومتی نظم ونسق مثالی بلکہ فقید المثال کہ کوئی اسکی مثال پیش نہیں کر سکا۔ اللہ کے احکام کے نفاذ اور اعلاء کلمۃ اللہ میں نڈر بے باک و بے تپاک تھے کہ ذرہ برابر کوتاہی سے بھی اغماض وچشم پوشی نہ فرماتے بلکہ فوراً اصلاح کرتے لیکن پردہ پوشی کا دامن کبھی نہ چھوڑتے۔ گرم جوشی اور خاموشی دونوں کے امتزاج ملاپ سے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلے کو حل کر دیتے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد خلیفۃ المومنین ہوئے ۲۴ھ یکم محرم الحرام کو بعمر ۶۳ سال راہی دار البقاء ہوئے۔ اور اپنے دو پیش رو ساتھی نبی وصدیق کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی اجازت سے جنت کے ٹکڑے کے تیسرے مکین ہوگئے۔

مدت خلافت: ۱۰ سال پانچ ماہ اور کچھ دن۔ حدیث باب میں انکی میت وچار پائی سامنے رکھنے اور صحابہ کرام کے قربان وحیران ہونے کا ذکر ہے۔

شہادت: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ایک غلام فیروز ابولؤ لو مجوسی نے نماز صبح کی پہلی رکعت میں حملہ کیا جو پہلے سے چھپا ہوا تھا۔ تفصیل اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ایک دن اس مجوسی غلام نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا مولیٰ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مجھ پر سختی کرتا ہے اور مجھ پر بھاری محصول (یومیہ چار درہم) مقرر کیا ہے جسکی وجہ سے مجھے بہت مشقت ہوتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مولیٰ ومالک کی اطاعت کا حکم دیا تو اس پر بگڑ گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ ساری دنیا سے انصاف کرتے ہیں اور مجھے مشقت ومصیبت میں رہنے کا کہتے ہیں اور دل میں ور یہ بٹھالیا یہ چکیاں بناتا تھا۔ اس بغض کی وجہ سے ۲۷ ذی الحجہ کو حملہ کر دیا دو دھاری خنجر سے چھ مسلسل وار کئے پھر بھاگ کھڑا ہوا صفیں کیونکہ بالکل سیدھی ہوئی اور متصل ومساوی تھیں تو نکلنے کیلئے ہر صف میں اپنے دائیں بائیں وار کرتا کراتا ہوا نکلنے کی کوشش کرتا رہا کہ بارہ افراد کو زخمی کیا جن میں سے نو کا انتقال ہو گیا۔ پھر ایک عراقی شخص نے برنس اس پر ڈال دی جس سے اس میں حملہ کی ہمت نہ رہی اور اپنے آپ کو خود ہی چھرا گھونپ دیا اور ہلاک ہو گیا۔ ادھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخموں کی وجہ سے گر پڑے عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے مختصراً نماز مکمل کی پھر دواء علاج کیا لیکن زخم ایسا گہرا تھا کہ درست نہ ہوا تیسرے دن انتقال ہو گیا۔ اسی حالت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کیلئے علی، عثمان، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی شوریٰ منتخب کی کہ ان میں سے کسی پر اتفاق کر لیا جائے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مشورے میں شامل رہے گا لیکن خلافت سے اسکا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ **فتکنفه الناس**۔ ای احاطوا به لوگوں نے تمام اطراف سے گھیر لیا۔ **الکنف** جانب کنارہ۔ **فاذا هو علیؓ**۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو ان سے قوی تعلق تھا اور گہرا دکھ ہوا کہ آپ نے اپنے بعد قابل رشک اعمال والا کسی کو نہیں چھوڑا یعنی آپ کے اعمال عمدہ کثیرہ اور منفرد تھے۔ **ان یجعلك**

اللہ بصاحبیہ۔ یعنی نبی وصدیق۔ اس معیت سے کیا مراد ہے؟ (۱) انکے ساتھ دفن ہوں۔ (۲) موت کے بعد کے سارے مراحل دخول جنت تک ان جیسے ہوں۔ کیونکہ دنیا میں انا ابوبکر وعمرؓ کا اجتماع ہے۔

حدیث ثالث: بینا انا نائم رأیت الناس ...... اس واقعہ سے سیدنا عمرؓ کی فضیلت اور صاحب علم وعمل وعدل ہونا واضح ہے۔ ثُدِیّ ثَدیٌ کی جمع ہے۔ معنیٰ یہ ہے کہ قمیص اتنی چھوٹی تھی کہ گلے سے ناف تک نہ پہنچتی تھی۔ و منھا ما یبلغ دون ذالک۔ اس میں دو احتمال ہیں۔ (۱) دون ذالک بمعنی تحت ذالک اس سے زیادہ نیچے متبادر یہی مفہوم ہے۔ (۲) دون ذالک بمعنی فوق ذالک۔ یعنی اس سے اوپر تنگ، چھوٹی۔ حضرت عمرؓ پر ایسی قمیص طویل جوزمین پر ڈھلک اور گھسٹ رہی تھی۔ یادر ہے کہ یہ بات نوم وخواب کی ہے ورنہ حالت بیداری میں قمیص وازار لٹکانے پر وعید شدید وارد ہوئی ہے۔ قالوا ماذا اوّلت۔ ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ یہ سائل ابوبکر صدیقؓ تھے۔ اگرچہ لفظ قالوا (جمع) کا لحاظ کرتے ہوئے بلا تعیین جماعت صحابہ کی طرف سے سوال پر محمول کرنے میں بھی بُعد نہیں ہے۔

قمیص کی تعبیر علم سے دینے کی وجہ: (۱) قمیص دنیا میں ستر عورت ہے اور علم دین آخرت میں۔ (۲) قمیص جسم کو گرد وغبار اور جسم کے عیوب پر عار سے چھپاتی ہے اور علم انسان کو ہر ناپسند ومکروہ عمل سے بچاتا ہے۔ (۳) قمیص دنیا میں زینت کا سبب ہے علم آخرت میں رحمت وزینت کا سبب ہے۔ (۴) قمیص بین الناس زیب وزینت کا سبب ہے علم بین الملائکہ زیب وزینت کا سبب ہے۔ (۵) قمیص خوبصورتی کا سبب ہے اور علم نیک سیرتی کا سبب ہے۔ (۶) قمیص دنیا میں سردی وگرمی سے بچاؤ کا سبب ہے علم دین زمہریر کی سردی اور جہنم کی گرمی سے نجات کا سبب ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر و سرابیل تقیکم باسکم۔ اس ذات بالا صفات نے تمہارے لئے بنائے کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی (اور سردی) کا اور کرتے جو بچاؤ ودفاع ہیں لڑائی کا (نحل ۸۱) (۷) قمیص (زرہ) معرکے میں بیرونی دشمن سے بچاؤ کا ذریعہ ہے علم دین سب سے بڑے اندرونی دشمن نفس وشیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ ولباس التقوٰی ذالک خیر (اعراف ۲۶) میں بھی قمیص کے ساتھ ساتھ اندرونی اور یقینی نظام کی درستگی کی ترغیب دی گئی ہے۔

اذا انت لم تلبس لباس التقوٰی عریت و اٰن واری القمیص قمیص.

جب تو نے تقوی کا لباس نہیں پہنا تو عاری ہے بھلے کرتوں پر کرتے پہن لے۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ مسلمان اعمال کی قلت وکثرت وکسل (سستی) واہتمام کی وجہ سے مختلف مراتب (نقص واتمام) پاتے ہیں۔ ابن العربیؒ کہتے ہیں کہ عمرؓ کے علاوہ دیگر حضرات کا جو قصہ بیان کیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ دین پر کتنا عمل ہے۔ مثلاً ما یبلغ الثدی والے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں ایمان محفوظ ہے (باقی عاری ہے) کہ معاصی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور الذی یبلغ اسفل من ذالک کا معنیٰ یہ ہے کہ شرمگاہ تک تو محفوظ ہے باقی پاؤں معاصی کی طرف اٹھ جاتے ہیں الذی یستر رجلیہ کا معنیٰ ہے کہ پاؤں بھی محفوظ ہیں الذی یجرّ قمیصہ کا معنیٰ یہ ہے کہ اعمال صالحہ مخلصہ میں محو ومگن ہے کہ شب وروز قلب وبدن سے عبادت رب ہو رہی ہے۔

سوال! اس تقریر دلپذیر پُر تاثیر صادر من الراقم النحریر پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ حدیث باب سے عمر رضی اللہ عنہ کی ابوبکر رضی اللہ عنہ پر افضلیت ثابت ہورہی ہے۔

جواب! (۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ عرض علیّ الناس میں ابوبکر مخصوص ہیں کہ اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے اور جتنے باقی موجود تھے ان سب سے عمر افضل ہیں فلا اشکال علیہ۔

(۲) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو ہے کہ یجرّ قمیصہ اپنی گھسیٹ رہے تھے یہ لازم نہیں آتا کہ ابوبکر کی قمیص ان سے اطول واکمل نہ تھی۔ ہاں اس وقت مقصود عمر کی فضیلت بیان کرنا ہے اس لئے انکا ذکر نہ آیا۔ ورنہ عدم ذکر سے عدم شئی تو لازم نہیں۔

حدیث رابع: ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطّاب۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا میں نے پیا اور سیر ہوگیا...... الریّ بکسر الراء وتشدید الیاء یہ مصدر ہے رَوِیَ یَروٰی (سمع) سے بمعنی سیراب ہونا۔

دودھ کو علم کے ساتھ تشبیہ کی وجہ: (۱) دودھ کثیر النفع ہے اسی طرح علم بھی وفیر (زیادہ) الفوائد ہے۔ (۲) دودھ سے جان بنتی ہے علم سے ایمان بنتا ہے جنت میں بھی علم کا بدلہ (صاحب عمل عالم وعالمہ کو) دودھ کی نہروں کی شکل میں ملے گا (جو دنیا میں عقل سے رہے گا) اس علم سے مراد یہاں سیاست مُدُنِی ااور مصالح الناس ہیں کہ بنسبت ابوبکر کے عمر زیادہ مدت خلافت کا نظام چلائیں گے اور انکی بنسبت عثمان کے سب لوگ زیادہ مانیں گے۔

حدیث سادس: واللہ یغفرلہ ثم استحالت غربا۔ قلیب اس کنویں کو کہتے ہیں جسکی منڈیر (آڑ) نہ بنی ہو دلو۔ ڈول مذکر و مؤنث دونوں کیلئے آتا ہے۔ ذنوب بفتح الذال بھرا ہوا ڈول۔ الغرب بفتح العین بڑا ڈول۔ نوویؒ کہتے ہیں کہ قلیب کنویں سے امور مسلمین کو تشبیہ دی گئی ہے کہ انکے مسائل ومصالح مثل پانی کے ہیں اور انکے امیر کی مثال کھینچ کر پلانے وسیراب کرنے والے کی سی ہے۔ جس طرح پیاسا ساقی کے پاس آکر پانی مانگتا ہے اور پیاس بجھاتا ہے اسی طرح حاجت مند، مظلوم، حقدار آکر اپنے امیر سے اپنے مسئلہ کا حل حاصل کرتا ہے۔ ابوبکر کے ڈول میں کمزوری سے اشارہ انکی مدّت خلافت کی قلّت کی طرف ہے نہ کہ مرتبہ کی طرف۔ اس میں ابوبکر کے مرتبہ کا ذکر ہے نہ عمر کا بلکہ انکے زمانہ خلافت کا ذکر ہے۔ ذنوبا اور ذنوبین سے صراحۃً ابوبکر کی مدت خلافت کا بیان ہے جیسے فضائل ابی بکر میں گزر چکا۔ واللہ یغفرلہ میں تنقیص ابی بکر اور ثبوت ذنب کی طرف اشارہ نہیں بلکہ یہ لفظ تو شفقۃً وترحّما فرمایا۔ اور اس میں ابوبکر کی وفات کے قرب وتقدّم کا ذکر ہے۔ جیسے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ میں آنحضرت ﷺ کی رحلت کی طرف اشارہ ہے۔ پھر ڈول بڑھ گیا وزنی ہوگیا کہ عمر کے زمانہ خلافت سلطنت اسلامی کی حدود کہیں سے کہیں پہنچ گئیں اور فتوحات ومغانم کے باب کھل گئے۔ پھر تو مسجد نبوی میں غنیموں کے انبار نظر آنے لگے جبکہ کل اصحاب الصفۃ تک کے قیام وطعام کا انتظام نہ تھا۔ العبقری۔ جوان پہلوان۔ سردار۔ تعجب انگیز چیز۔ ہر چیز سے فائق۔ انسانوں کے سوا حیوان، جوہر اور فرش وغیرہ کی صفت کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبقری اس علاقے کی طرف منسوب ہے جہاں جن رہتے تھے یا ایک بستی کا نام ہے جہاں عمدہ قسم (اعلیٰ کوالٹی) کا کپڑا بُنا جاتا تھا۔ نفیس وعریض جب بھی لوگ عجیب وجدید چیز کو دیکھتے تو کہتے عقبری۔ اب یہ سردار کیلئے مستعمل ہے۔ حتی ضرب الناس بعطن. یعنی اپنی سواریوں (اونٹوں) کو سیراب کرکے استراحت گاہ

وچراگاہ کی طرف لے گئے دلو بکرّة: کرّة ڈول کی لکڑی۔

حدیث رابع عشر: فاذا امراة توضات الی جانب قصر ۔ بخاری شریف کی روایت میں آتا ہے کہ یہ محل سونے کا تھا۔ فرط مسرت کی وجہ سے حضرت عمر کے آنسو اتر آئے اور روتے روتے کہتے تھے هل رفعنی الله الا بك. هل هد انی الله الا بك۔ مجھے مرتبہ وہدایت تو آپ ہی کی وجہ سے ملی کیا آپ پر بھی عمر غیرت کرتا بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ عورت رمیصاء ام سلیمؓ تھیں جسمیں اشارہ ہے کہ یہ خلافت عمر تک حیات رہیں گی یہ وضو بطور تکلیف وطہارت نہ تھا بلکہ تضعیف وضائت (چمک) کیلئے تھا۔

حدیث سادس عشر: اس روایت کی سند میں چار تابعی جمع ہیں جو یکے دیگر روایت کر رہے ہیں۔(۱) صالح۔ (۲) ابن شہاب۔ (۳) عبدالحمید۔ (۴) محمد بن سعد۔ ویستکثرنہ عالیة اصواتهن۔ سیدنا عمر کی آمد سے چلی گئیں انکی شدّت مزاجی سے۔ ورنہ شفقت ومحبت اور آداب تو نبی ﷺ کا ہی موجود تھا۔ جسکی صراحت متن میں موجود ہے۔

سوال! مستورات نے نبی ﷺ کی آواز پر کیسے آواز بلند کی حالانکہ حکم ہے لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (حجرات ۲) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (نور ۶۳)

جواب!(۱) قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ سورۃ حجرات کی آیت کے نزول وامر سے پہلے کا ہو پھر کوئی اشکال نہیں۔ (۲) حقیقۃً آواز ہر ایک کی پست تھی مگر سب کی آواز مجتمع ہو کر ا کیلے رسول اللہ ﷺ کی آواز پر بلند ہوئی ہو۔ واللہ اعلم۔ و عنده نساء من قريش سے ضروری نہیں کہ ازواج مطہرات لیں کیونکہ آگے لفظ ای عدوّات انفسهن اسکا متحمل نہیں کہ ازواج مطہرات امھات المومنین مراد لیں کیونکہ انکے لئے یہ لفظ سیدنا عمر ﷺ کیسے کہہ سکتے ہیں اگر چہ بطور تفنن وزجر تھا لیکن پھر بھی یہ لفظ حضرت عمر امھات المومنین سے نہیں کہہ سکتے۔

سوال! اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ غیر ازواج بلا حجاب کیسے تھیں کہ بعد میں حجاب کی طرف بڑھیں۔

جواب!(۱) غیر ازواج محارم النبی تھیں۔ ۲: یہ واقعہ حکم حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے۔ اس پر یہ سوال ہوگا کہ جب پردے کا حکم نہیں اترا تھا تو پھر انہوں نے پردے کی طرف جلدی کیوں کی۔ جواب سیدنا عمر ﷺ کیونکہ طبعاً پردے کو پسند کرتے تھے (بعد میں شرعاً بھی یہی حکم ملا) انکی اس طبیعت کی وجہ سے وہ مستورات پردے کی طرف چلی گئیں۔ انکی شدّت مزاجی تو اگلے جملہ سے روشن ہے کہ شیطان بھی راہ بدل لیتا ہے۔ قرآن نے بھی اشدّاء علی الکفار کہا ہے۔

حدیث عشرون:۔ و افقت ربی فی ثلث ۔ سیدنا عمر ﷺ کی رائے کے مطابق متعدد آیات نازل ہوئی ہیں جس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عمر سے پوچھ کر نازل فرمائی ہیں بلکہ اسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بات سیدنا عمر کے دل میں ڈال دی (جسے اوپر کی حدیث میں محدثون ای ملھمون گذرا ہے) پھر اسی کے مطابق حکم وآیت عطا فرمادی۔

موافقات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱) واتخذوا من مقام ابراهيم مصلی (بقرہ) (۲) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (احزاب ۵۹) (۳) مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ الخ لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ الخ. (انفال ۶۷، ۶۸) (۴) وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا

وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (التوبہ۸۴)(۵)عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ (تحریم۵)(۶) اٰیات خمر اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ. (مائدہ۹۰،نساء۴۳،بقرہ۲۱۹،نحل ۶۷)(۷) سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ. (النور۱۶)(۸)لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ (احزاب ۵۳)

سوال! اس طرح موافقات عمر تین سے بڑھ جاتی ہیں۔

جواب! حدیث باب میں ثلاث کم سے کم عدد کا بیان ہے جو اکثر کے منافی ومتعارض نہیں ہے۔

حدیث حادی عشرون: فقام عمر فاخذ بثوب رسول الله ......وقد نهاك الله۔

سوال: عمر رضی اللہ عنہ کو کیسے پتہ چلا کہ رب نے روکا ہے حالانکہ آیت منع بعد میں نازل ہوئی۔

جواب! (ا) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فطرت سلیمہ اور الہام سے جان لیا تھا۔ (۲) عمر نے اسی سورۃ التوبہ کی (آیت ۱۱۳) ما كان للنبيّ والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين سے سمجھا کیونکہ صلوۃ علی المیت کا حاصل بھی استغفار ہے استغفرلهم او لا تستغفرلهم پہلا مطلب یہ ہے کہ او تخییر کیلئے ہے آپ انکے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اختیار ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ تخییر کیلئے نہیں بلکہ تسویہ کیلئے ہے آپ استغفار کریں یا نہ کریں برابر ہے بخشش نہ ہوگی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ جب یہ برابر ہے تو کیوں جائیں۔ نبی ﷺ نے شفقت کی وجہ سے پہلا احتمال اختیار کیا ہے۔ انتہاء شفقت یہ ہے کہ فرمایا میں ستر سے بھی بڑھادوں گا۔

سوال! عبداللہ (مؤمن) ابن عبداللہ (منافق باپ) نے اپنے باپ کیلئے قمیص کیوں مانگی حالانکہ وہ جانتا تھا کہ میرا باپ منافق ہے اس لئے تو اس نے ليخرجنّ الا عزّ منها الاذلّ کہنے کہ وجہ سے باپ کو ہی مدینہ میں داخلے سے روکا تھا جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسکو اپنے باپ کی منافقت کا علم تھا پھر دعاء کی طلب اور قمیص کیوں مانگی۔

جواب! اس نے یہ اس لئے کہا کہ شاید میرے باپ کا ظاہر اسلام قبول ہو اور بخشش کا ساماں ہو جائے (اپنے باپ کو آگ میں جاتا کون دیکھ سکتا ہے)

فائدہ! واقدیؒ کہتے ہیں کہ ۹ھ غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد ذی القعدہ میں یہ رأس المنافقین مرا ہے اور غزوہ تبوک سے یہ پیچھے رہا تھا۔ عبداللہ ابن ابی ابن سلول۔ سلول یہ اسکی ماں کا نام ہے۔[1]

کریں اوصاف ہم کیا کیا بیاں فاروق اعظم کے
بہت ممنون ہیں اہل جہاں فاروق اعظم کے

رفاقت میں سیادت میں عبادت میں عدالت میں
کہیں ملتے نہیں ہم کو نشاں فاروق اعظم کے

خدا سے جس کو مانگا تھا یہی وہ ذات اقدس ہے
بہت مشتاق تھے شاہ زماں فاروق اعظم کے

انہیں دھوم رہتی تھی صحابہ کی جماعت کی
عقیدت مند تھے پیر و جواں فاروق اعظم کے

ہوا، پانی، جبل، پہ فضل رب سے حکمرانی کی
زمین آسماں تھے ہم زبان فاروق اعظم کے

---

[1] نووی. المفهم. اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۴۲) باب مِنْ فَضَائِلِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۰۷۹): باب (خلیفہ سوم) حضرت عثمان بن عفان ﷛ کے فضائل کے بیان میں

(۲۶۸) حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيٰى ابْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ حَرْمَلَةَ عَنْ عَطَاءٍ وَ سُلَيْمٰنَ ابْنَیْ يَسَارٍ وَاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِیْ بَيْتِیْ كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ اَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَاْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰی ثِيَابَهٗ قَالَ مُحَمَّدٌ وَلَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ فِیْ يَوْمٍ وَاحِدٍ فَدَخَلَ فَتَحَدَّثَ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَجَلَسْتَ وَ سَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْیِیْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ.

(۶۲۰۵) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے، اس حال میں کہ آپ کی رانیں یا پنڈلیاں مبارک کھلی ہوئی تھیں (اسی دوران) حضرت ابوبکر ﷛ نے اجازت مانگی تو آپ نے ان کو اجازت عطا فرمادی اور آپ اسی حالت میں لیٹے باتیں کر رہے تھے پھر حضرت عمر ﷛ نے اجازت مانگی تو آپ نے ان کو بھی اجازت عطا فرمادی اور آپ اسی حالت میں باتیں کرتے رہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو سیدھا کیا۔ راوی محمد کہتے ہیں کہ میں نہیں کہتا کہ یہ ایک دن کی بات ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور باتیں کرتے رہے تو جب وہ سب حضرات نکل گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے کچھ خیال نہیں کیا اور نہ کوئی پرواہ کی پھر حضرت عمر ﷛ تشریف لائے تو بھی آپ نے کچھ خیال نہیں کیا اور نہ ہی کوئی پرواہ کی پھر حضرت عثمان ﷛ آئے تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور آپ نے اپنے کپڑوں کو درست کیا تو آپ نے فرمایا: (اے عائشہ!) کیا میں اُس آدمی سے حیاء نہ کروں کہ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

(۲۶۹) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ حَدَّثَنِیْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عُثْمَانَ حَدَّثَاهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ اسْتَاْذَنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰی فِرَاشِهٖ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا فَاَذِنَ لِاَبِیْ بَكْرٍ هُوَ كَذٰلِكَ فَقَضٰی اِلَيْهِ حَاجَتَهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰی تِلْكَ الْحَالِ فَقَضٰی اِلَيْهِ حَاجَتَهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ قَالَ عُثْمَانُ ثُمَّ اسْتَاْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ وَ قَالَ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اجْمَعِیْ عَلَيْكِ ثِيَابَكِ فَقَضَيْتُ اِلَيْهِ حَاجَتِیْ ثُمَّ انْصَرَفْتُ

فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا لِيْ لَمْ اَرَكَ فَزِعْتَ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُمَا كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ اَنْ لَا يَبْلُغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ.

(۶۳۰۶) حضرت سعید بن عاص ﷺ خبر دیتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ اور حضرت عثمان ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی اس حال میں کہ آپ اپنے بستر پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت عطا فرمائی اور آپ اسی حالت میں رہے انہوں نے اپنی ضرورت پوری کی اور پھر چلے گئے پھر حضرت عمر ﷺ نے اجازت مانگی تو آپ نے اُن کو بھی اجازت عطا فرمادی اور آپ اسی حالت پر رہے اور انہوں نے بھی اپنی ضرورت پوری کی اور پھر وہ چلے گئے عثمان ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے آپ سے اجازت مانگی تو آپ بیٹھ گئے اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اپنے کپڑے درست کرلو اور میں نے بھی اپنی ضرورت بیان کی اور پھر میں بھی چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا ہوا؟ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے آنے پر میں نے آپ کو اس قدر گھبراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا جتنا کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے پر گھبرائے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ عثمان ایک باحیاء آدمی ہے اور مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے اُن کو اسی حالت پر اجازت دے دی تو ہوسکتا ہے کہ وہ مجھ سے اپنی ضرورت پوری نہ کرواسکیں۔

(۲۷۰) حَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُثْمَانَ وَ عَائِشَةَ حَدَّثَاهُ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ اسْتَاْذَنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

(۶۳۰۷) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی اور پھر آگے عقیل عن الزہری کی حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

(۲۷۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ غِيَاثٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ يَرْكُزُ بِعُوْدٍ مَعَهٗ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ اِذَا اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ افْتَحْ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَ بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ افْتَحْ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَذَهَبْتُ فَاِذَا هُوَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْتَحْ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تَكُوْنُ قَالَ فَذَهَبْتُ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ فَفَتَحْتُ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ قَالَ وَقُلْتُ الَّذِيْ قَالَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَبْرًا وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

(۶۳۰۸) حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دن) مدینہ منورہ کے کسی باغ میں تکیہ لگائے ہوئے

تشریف فرما تھے اور ایک لکڑی کو کیچڑ میں ڈالے کھرچ رہے تھے کہ اسی دوران ایک آدمی نے دروازہ کھلوایا تو آپؐ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی خوشخبری سنا دو۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے اُن کے لیے دروازہ کھولا اور اُن کو جنت کی خوشخبری دی۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ایک دوسرے آدمی نے دروازہ کھلوایا تو آپؐ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں گیا، دیکھا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے اُن کے لئے دروازہ کھولا اور اُن کو جنت کی خوشخبری سنا دی۔ پھر ایک تیسرے آدمی نے دروازہ کھلوایا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر نبی ﷺ بیٹھ گئے اور آپؐ نے فرمایا: دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی خوشخبری اس بلویٰ کے ساتھ دے دو کہ جو اُن کو پیش آئے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں گیا تو دیکھا تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا اور اُن کو جنت کی خوشخبری سنائی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ کہا کہ جو آپؐ نے فرمایا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! صبر عطا فرما اور اللہ ہی مددگار ہے۔

(۲۷۲) حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَحْفَظَ الْبَابَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ.

(۶۳۰۹) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف لائے اور آپؐ نے مجھے حکم فرمایا کہ اس دروازہ پر پہرہ دو۔ پھر مذکورہ حدیث کی طرح روایت ذکر کی۔

(۲۷۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَاَ كُوْنَنَّ مَعَهٗ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَاَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا خَرَجَ وَجَّهَ هٰهُنَا قَالَ فَخَرَجْتُ عَلٰى اِثْرِهٖ اَسْاَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ اَرِيْسٍ قَالَ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيْدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهٗ وَ تَوَضَّاَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ جَلَسَ عَلٰى بِئْرِ اَرِيْسٍ وَ تَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ قَالَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِاَبِيْ بَكْرٍ ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ فِي الْقُفِّ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَ قَدْ تَرَكْتُ اَخِيْ يَتَوَضَّاُ وَيَلْحَقُنِيْ فَقُلْتُ اِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ يُرِيْدُ اَخَاهُ خَيْرًا يَاْتِ بِهٖ فَاِذَا اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

عَنْهُ فَقُلْتُ ادْنُ وَ يُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ قَالَ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ وَ دَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ اِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَعْنِيْ اَخَاهُ يَأْتِ بِهٖ فَجَاءَ اِنْسَانٌ فَحَرَّكَ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ قَالَ وَجِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ ادْخُلْ وَ يُبَشِّرُكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ مَعَ بَلْوٰى تُصِيْبُكَ قَالَ فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وُ جَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ قَالَ شَرِيْكٌ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ.

(۶۲۱۰) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر وہ باہر نکلے اور کہنے لگے کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہوں گا اور سارا دن آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور نبی ﷺ کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ آپ اُس طرف نکلے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اُس دروازے پر بیٹھ گیا اور وہ دروازہ لکڑی کا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حاجت سے فارغ ہوئے اور آپ نے وضو فرمایا تو میں آپ کی طرف گیا۔ دیکھا کہ آپ بئرِ اریس پر تشریف فرما ہیں اور اس کے کنارے پر اپنی پنڈلیاں مبارک کھول کر کنوئیں میں لٹکائی ہوئی ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ پر سلام کیا پھر میں واپس ہو کر دروازے کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے (اپنے دِل میں) کہا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان بنوں گا (اسی دوران) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا: کون؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر میں نے کہا: ٹھہریں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں گیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اجازت مانگ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اُن کو اجازت دے دو اور اُن کو جنت کی خوشخبری دے دو۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر میں آیا اور میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: تشریف لے آئیں اور رسول اللہ ﷺ آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کنوئیں کے کنارے آپ کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے، جس طرح کہ نبی ﷺ نے کیا ہوا تھا اور اپنی پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے۔ پھر میں واپس لوٹا (اور دروازے) پر بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی کو وضو کرتے ہوئے چھوڑ آیا تھا اور وہ میرے پاس آنے والا تھا تو میں نے (اپنے دل میں کہا) کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے اس بھائی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے گا تو وہ اسے بھی لے آئے گا تو میں نے دیکھا کہ ایک انسان نے دروازہ کو ہلایا، میں نے کہا: کون؟ انہوں نے کہا: عمر بن خطاب! میں نے عرض کیا: ٹھہریں۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ پر سلام کیا اور میں نے عرض کیا: یہ حضرت عمرؓ آپ سے اجازت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اُن کو اجازت دے دو اور اُن کو جنت کی خوشخبری بھی دے دو۔ پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: آپ کو اجازت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کنوئیں کے کنارے پر آپ کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے پھر میں لوٹ گیا (اور دروازے پر) بیٹھ گیا اور میں نے کہا: اگر اللہ فلاں کے ساتھ (ساتھ) میرے بھائی سے بھی بھلائی چاہے گا تو

اسے بھی لے آئے گا پھر ایک انسان آیا اور اس نے دروازے کو ہلایا میں نے کہا: کون؟ انہوں نے کہا: عثمان بن عفان ﷺ۔ میں نے عرض کیا: ٹھہریں! حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: اُن کو اجازت دے دو اور ان کو جنت کی خوشخبری دے دو اس بلوئی کے ساتھ کہ جو اُن کو پہنچے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں آیا اور میں نے کہا: آپ تشریف لائیں اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اُس بلوئی کے ساتھ جنت کی خوشخبری دی ہے کہ جو آپ کو پہنچے گا۔ حضرت ابوموسیٰ ﷺ کہتے ہیں کہ عثمان ﷺ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ کنوئیں کے کنارے اس طرف جگہ نہیں ہے تو آپ کے ساتھ دوسری طرف بیٹھ گئے۔ شریک کہتے ہیں کہ سعید بن میسب ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس سے سمجھا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح سے ہوں گی۔

(۲۷۴) وَحَدَّثَنِيهِ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِیْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِیْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیُّ هَاهُنَا وَاَشَارَلِیْ سُلَيْمٰنُ اِلٰی مَجْلِسِ سَعِيْدٍ نَاحِيَةَ الْمَقْصُوْرَةِ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی خَرَجْتُ اُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَلَكَ فِی الْاَمْوَالِ فَتَبِعْتُهُ فَوَجَدْتُهُ قَدْ دَخَلَ مَالًا فَجَلَسَ فِی الْقُفِّ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِی الْبِئْرِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰی حَدِيْثِ يَحْيَى ابْنِ حَسَّانَ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ سَعِيْدٍ فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ.

(۶۳۱۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باغوں کی طرف جاتے ہوئے دیکھا، میں آپ ﷺ کے پیچھے چلا تو میں نے آپ ﷺ کو ایک باغ میں پایا (اور میں نے دیکھا) کہ آپ ﷺ ایک کنوئیں کے کنارے پر تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ اپنی پنڈلیاں کھول کر ان کو کنوئیں پر لٹکائے ہوئے ہیں اور پھر باقی روایت یحییٰ بن حسان کی روایت کی طرح ذکر کی ہے اور سعید بن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ذکر نہیں کیا کہ ان کی قبریں بھی اسی طرح ہوں گی۔

(۲۷۵) حَدَّثَنِیْ حَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْحُلْوَانِیُّ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنِیْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا اِلٰی حَائِطٍ بِالْمَدِيْنَةِ لِحَاجَتِهٖ فَخَرَجْتُ فِیْ اِثْرِهٖ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰی حَدِيْثِ سُلَيْمٰنَ بْنِ بِلَالٍ وَ ذَكَرَ فِی الْحَدِيْثِ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَتَاَوَّلْتُ ذٰلِكَ قُبُوْرَهُمْ اجْتَمَعَتْ هٰهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ.

(۶۳۱۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنی کسی ضرورت کے لیے مدینہ منورہ کے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نکلا اور پھر باقی روایت سلیمان بن بلال کی حدیث کی طرح ذکر کی اور ابن میسب کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات کے اس طرح بیٹھنے سے ان کی قبروں کی ترتیب کو سمجھا کہ ان تینوں حضرات کی قبریں ایک ساتھ ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر علیحدہ ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں ان میں سیدنا عثمان ﷺ کے فضائل کا ذکر ہے

حدیث اوّل: ثم استاذن عثمان فجلس رسول الله وسوّی ثیابه.

نام ونسب: نام عثمان کنیت ابوعبداللہ، ابوعمر۔ لقب ذوالنورین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ نبی کی دوصاحبزادیاں (رقیہ وام کلثوم) انکے حرم میں آئیں اس لئے ذوالنورین لقب ہوا۔ والد کا نام عفان اور والدہ اروی تھیں۔ نسب عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی القرشی الاموی۔

قبول اسلام: ابتدائے نبوت میں سیدنا صدیق اکبر کی دعوت سے اسلام میں داخل ہوئے۔ دونوں ہجرتوں (حبشہ ومدینہ) میں شریک ہوئے آنحضرت ﷺ کے اشارے پر اپنا مال نچھاور کرتے اہل مدینہ کیلئے پانی کا کنواں خرید کر وقف کیا غزوہ بدر کے سواسب غزووں میں شریک ہوئے۔

خلافت: عمر رضی اللہ عنہ کے بعد زمام خلافت سنبھالی ۲۴ھ تک گیارہ سال گیارہ ماہ ۲۲ دن خلافت کی ایام حج میں اپنے گھر میں ظلما شہید ہوئے کابل سے مراکش تک کے فرمان روا کا جنازہ صرف سترہ آدمیوں نے حضرت زبیر یا جبیر ابن مطعم کی زیر امامت ادا کیا اور جنت البقیع (حوش کوکب) میں آج تک آرام فرما ہیں۔ تفصیل قصہ متن حدیث میں موجود ہے۔ محمد ابن ابی حرملہ کے قول سے واضح ہوتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کے پاس آنا صرف اسی ایک دن نہیں تھا بلکہ اکثر اوقات حاضر ہوتے رہتے۔ سنبھلنے اور اہشاش کا حاصل یہ ہے کہ نبی ﷺ پہلے بھی مکمل لباس میں ملبوس مگر بلاتکلف بیٹھے تھے حضرت عثمان کی آمد سے ذرا اہتمام کرلیا کہ کپڑے سدھار لئے۔ اسکا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ کشف عورت ہورہا تھا ہاں جیسے آدمی بلا التفات اور بے تکلفی میں بیٹھتا ہے پھر والد، استاد، یا ساتھی کی آمد سے ذرا سنبھل جاتا ہے۔ اور یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فطرتی حیاء واستحیاء کی وجہ سے تھا کہ بعض افراد فطرۃً ہی شرمیلی طبیعت کے مالک ہوتے ہیں۔ اس میں عثمان کے حیاء اور صفۃ ملائکہ سے متصف ہونے کا ذکر ہے

مسئلہ! الفخذ عورة ام لا۔ محمد ابن عبدالرحمٰن ابن ابی ذئب واسماعیل بن علیۃ ومحمد بن جریر طبری داود ظاہری امام مالک واحمد کی ایک روایت ان (مذکورہ حضرات) کے نزدیک فخذ (ران) عورت نہیں اور اسکا ستر لازم نہیں جمہور اہل علم کے نزدیک فخذ عورت ہے اور اسکا چھپانا لازم ہے۔ امام اوزاعی کہتے ہیں **الفخذ عورة الّا الحمام.** فخذ عورت ہے مگر حمام میں۔ لیکن اوزاعیؒ کا قول بھی جمہور کے قریب بلکہ انہیں میں ضم ہے کیونکہ حمام میں تو پردے کا انتظام کپڑے یا دیوار وغیرہ سے ہوتا ہے اور حمام میں بلاازار غسل کیا جاسکتا ہے اگرچہ چادر کا استعمال کرنا اولیٰ ہے۔

جمہور کی دلیل: (۱) **ان النبیّ ﷺ مرّ علی معمر بفناء المسجد محتبیا کاشفا عن طرف فخذ فقال له النبیّ خمّر فخذك یا معمر فان الفخذ عورة** (مجمع الزوائد ج۲ ص۵۲)

دلیل (۲) **مرّ النبیّ بجرهد فی المسجد وقد انکشف فخذه فقال انّ الفخذ عوره۔** (ترمذی ج۲ ص۵۶۸)

دلیل (۳) **عن ابن عباس انّ النبیّ قال الفخذ عورة** (حوالہ بالا) یہ احادیث صریح دلیل ہیں کہ ران واجب الستر ہے امام مالک ودیگر حضرات حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں **کاشفا عن فخذیه اوساقیه۔**

جواب! اس میں استدلال تام نہیں کیونکہ یہ تو ایک احتمال ہے۔ صریح اور یقینی نہیں۔

حدیث رابع: فقال اللهم صبرا والله المستعان یہ اشارہ تھا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر آنے والے حالات کی طرف جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوماً شہید ہوئے اور خون کا آخری قطرہ قرآن پر بہا دیا۔ بوقت شہادت جس آیت پر خون کے قطرے گرے وہ یہ ہے۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (بقرہ ۱۳۷) حملہ آوروں میں محمد ابن ابی بکر، کنانہ بن بشر، سودان ابن حمران مرادی، عمرو بن الحمق کے نام ملتے ہیں جنکا انجام انتہائی عبرتناک ہوا۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ دروازے پر دربان محافظ کا ہونا درست ہے اگرچہ یہ عمل ابوموسیٰ کی ذاتی رائے سے تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی تقریر موجود ہے۔[1]

حیاء میں عثمان کا ثانی نہیں کوئی — ہوا ہے اور نہ ہوگا آپ جیسا شرگیں کوئی
جہاں میں آپ کو سب ذالنورین کہتے ہیں — قیامت تک نہ پائیگا یہ رُتبہ پھر کہیں کوئی
ملا تھا ان کو رتبہ ان کے جامع قرآن ہونے کا — رہا قرآن سے نہ زندگی میں یوں قریں کوئی
خدا کے دین پر ہر دم لٹایا مال و زر اپنا — غنی اے دل نہ ہوگا آپ جیسا بالیقین کوئی
شہادت پائی ہو قرآن کو پڑھتے ہوئے جس نے — نہیں دیکھا گیا آج تک ایسا مکیں کوئی

(۴۳) باب مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

(۱۰۸۰) باب: (خلیفہ چہارم) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۲۷۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَاَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْقَوَارِيرِيُّ وَ سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنْ يُوسُفَ ابْنِ الْمَاجِشُونِ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا يُوسُفُ اَبُو سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي قَالَ سَعِيدٌ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُشَافِهَ بِهَا سَعْدًا فَلَقِيتُ سَعْدًا فَحَدَّثْتُهُ بِمَا حَدَّثَنِي بِهِ عَامِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ اَنَا سَمِعْتُهُ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهُ قَالَ فَوَضَعَ اِصْبَعَيْهِ عَلَى اُذُنَيْهِ قَالَ نَعَمْ وَاِلَّا فَاسْتَكَّتَا.

(۶۳۱۳) حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (اے علی) تم میرے لیے اس طرح ہو کہ جس طرح حضرت ہارون، حضرت موسیٰ کے لیے تھے۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت سعید کہتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ میں خود یہ حدیث حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے سنوں تو میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ میں نے ان کو وہ حدیث بیان کی کہ جو حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کی تھی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ تو میں نے کہا: کیا آپ نے یہ حدیث سنی ہے؟ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں پر رکھیں اور کہنے لگے: ہاں میں نے یہ حدیث سنی اور اگر میں نے یہ حدیث سنی نہ ہو تو میرے یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں۔

(۲۷۷) حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ (عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ) قَالَ خَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَيْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ.

(۶۳۱۴) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو (مدینہ پر) حاکم بنایا۔ جب آپ ﷺ غزوۂ تبوک میں تشریف لے گئے تو حضرت علیؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اے علی) کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیرا مقام میرے ہاں ایسا ہے کہ جیسے حضرت ہارونؑ کا حضرت موسیٰؑ کے ہاں۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

(۲۷۸) حَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۳۱۵) حضرت شعبہ اس سند کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں۔

(۲۷۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَ تَقَارَبَا فِی اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسُبَّ اَبَا التُّرَابِ فَقَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ اَسُبَّهٗ لَاَنْ تَكُوْنَ لِیْ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَهٗ وَخَلَّفَهٗ فِیْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّفْتَنِیْ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ادْعُوْا لِیْ عَلِيًّا فَاُتِیَ بِهٖ اَرْمَدَ فَبَصَقَ فِیْ عَيْنَيْهِ وَ دَفَعَ الرَّايَةَ اِلَيْهِ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ﴾ [آل عمران: ۱۶] دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَ فَاطِمَةَ وَ حَسَنًا وَ حُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِیْ.

(۶۳۱۶) حضرت عامر بن ابی وقاصؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعدؓ کو امیر بنایا اور ان سے فرمایا: تجھے ابو التراب (علیؓ) کو برا بھلا کہنے سے کس چیز نے منع کیا ہے حضرت سعدؓ نے کہا: مجھے تین باتیں یاد ہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمائی ہیں جن کی وجہ سے میں اُن کو برا بھلا نہیں کہتا اگر ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بھی مجھے حاصل ہو جائے تو وہ میرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ ﷺ نے کسی غزوہ میں جاتے ہوئے ان کو اپنے پیچھے مدینہ منورہ میں چھوڑا تو حضرت علیؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑے جا رہے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: (اے علی!) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا مقام میرے ہاں اس طرح ہے جس طرح کہ حضرت ہارونؑ کا مقام حضرت موسیٰؑ کے ہاں تھا۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ ﷺ خیبر کے دن فرما رہے تھے کہ کل

میں ایک ایسے آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا کہ جو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہو اور اللہ اور اُس کا رسول بھی اُس سے محبت کرتا ہوگا۔ اور راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر ہم اس انتظار میں رہے کہ ایسا خوش نصیب کون ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: میرے پاس حضرت علیؓ کو بلاؤ۔ اُن کو بلایا گیا تو ان کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا اور علم اُن کو عطا فرما دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کے ہاتھوں فتح عطا فرمائی اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ﴿نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ سب میرے اہل بیت (گھر والے ہیں)۔

(۲۸۰) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لِعَلِيٍّ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى.

(۶۲۱۷) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: (اے علیؓ!) کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا مقام میرے ہاں ایسا ہو جیسا کہ حضرت ہارونؑ کا مقام حضرت موسیٰؑ کے نزدیک تھا۔

(۲۸۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ يَعْنِی ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِیَّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَةَ اِلَّا يَوْمَئِذٍ قَالَ فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ اَنْ اُدْعٰى لَهَا قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهَا وَ قَالَ امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ قَالَ فَسَارَ عَلِیٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ فَصَرَخَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَاذَا اُقَاتِلُ النَّاسَ قَالَ قَاتِلْهُمْ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدْ مَنَعُوْا مِنْكَ دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ.

(۶۲۱۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جھنڈا میں ایک ایسے آدمی کو دوں گا کہ جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) سے محبت کرتا ہوگا۔ اللہ اُس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس دن کے علاوہ کبھی بھی امارت کی آرزو نہیں کی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں اُس امید کو لے کر آپ ﷺ کے سامنے آیا کہ آپ ﷺ مجھے اس کام کے لیے بلا لیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا تو آپ ﷺ نے جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا فرما دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور کسی طرف توجہ نہ کرو یہاں تک کہ اللہ تجھے (تیرے ہاتھوں) فتح عطا فرما دے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت علیؓ کچھ چلے اور پھر ٹھہر گئے اور کسی طرف توجہ نہیں کی پھر چیخ کر بولے: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں لوگوں سے کس بات پر قتال کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان لوگوں سے اُس وقت تک لڑو جب تک کہ وہ لوگ لا الٰہ الا اللہ

اور محمد رسول اللہ ﷺ کی گواہی نہ دیں تو جب وہ لوگ اس بات کی گواہی دے دیں تو انہوں نے اپنا خون اور مال تم سے محفوظ کر لیا' سوائے کسی حق کے بدلہ کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

(۲۸۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ (بْنُ سَعِيدٍ) وَاللَّفْظُ هٰذَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا قَالَ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالُوا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

(۶۳۱۹) حضرت سہل بن سعدؓ خبر دیتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں یہ جھنڈا ایک ایسے آدمی کو عطا کروں گا کہ جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح عطا فرمائیں گے' وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) اس سے محبت کرتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگ ساری رات اسی بات کا تذکرہ کرتے رہے کہ جھنڈا کس (خوش نصیب) کو عطا کیا جائے گا؟ راوی کہتے ہیں جب صبح ہوئی اور سب لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور ان میں سے ہر ایک آدمی کی یہ آرزو تھی کہ یہ جھنڈا اُسے ملے تو آپ ﷺ نے فرمایا: علیؓ بن ابی طالب کہاں ہیں؟ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کی آنکھوں لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دُعا فرمائی حضرت علیؓ بالکل صحیح ہو گئے گویا کہ ان کو کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علیؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ان سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لوگ ہماری طرح ہو جائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: آہستہ آہستہ چل یہاں تک کہ تو اُن کے میدان میں اُتر جائے پھر تُو ان کو اسلام کی دعوت دے اور ان کو خبر دے کہ اُن پر اللہ کا جو حق واجب ہے۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تیری وجہ سے کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہے۔

(۲۸۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَ كَانَ رَمِدًا فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللّٰهُ فِي صَبَاحِهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ

بِالرَّايَةِ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

(۶۳۲۰) حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے جب حضرت علیؓ غزوۂ خیبر میں نبی ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں پھر حضرت علیؓ فرمانے لگے کہ کیا میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہوں؟ پھر حضرت علیؓ نکلے اور جا کر نبی ﷺ سے مل گئے تو جب اس رات کی شام ہوئی کہ جس کی صبح کو اللہ نے فتح عطا فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کل یہ جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا یا یہ جھنڈا کل وہ آدمی لے گا کہ جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہوں یا آپؐ نے فرمایا: وہ آدمی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت کرتا ہو۔ اللہ اس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا۔ پھر اچانک ہم نے حضرت علی ؓ کو دیکھا اور ہمیں اس کی امید نہیں تھی کہ یہ جھنڈا حضرت علی ؓ کو عطا کیا جائے گا تو لوگوں نے عرض کیا: یہ حضرت علی ؓ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اُن (کے ہاتھوں) پر فتح عطا فرما دی۔

(۲۸۳) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَيَّانَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ انْطَلَقْتُ اَنَا وَ حُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَ عُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ اِلٰى زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ سَمِعْتَ حَدِيْثَهُ وَغَزَوْتَ مَعَهُ وَ صَلَّيْتَ خَلْفَهُ لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خَيْرًا كَثِيْرًا حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَقَدُمَ عَهْدِيْ وَنَسِيْتُ بَعْضَ الَّذِيْ كُنْتُ اَعِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوْا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُوْنِيْهِ ثُمَّ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَ وَعَظَ وَ ذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَاْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتٰبِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَ رَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ وَمَنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ قَالَ نِسَاؤُهُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَلٰكِنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ قَالَ وَمَنْ هُمْ قَالَ هُمْ اٰلُ عَلِيٍّ وَاٰلُ عَقِيْلٍ وَ اٰلُ جَعْفَرٍ وَاٰلُ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ قَالَ نَعَمْ.

(۶۳۲۱) حضرت یزید بن حیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں، حضرت حصین بن سبرہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی طرف چلے تو جب ہم اُن کے پاس جا کر بیٹھ گئے تو حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کہا: اے زید! تو نے بہت بڑی نیکی حاصل کی ہے کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور آپؐ سے حدیث سنی ہے اور تو نے آپؐ کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور تو نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اے زید! آپ نے تو بہت کثرت سے بھلائیاں حاصل کر لی ہیں۔ اے زید! آپ نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث سنی ہیں، وہ ہم سے بیان کرو۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے

میرے بھتیجے! اللہ کی قسم میری عمر بڑھاپے کو پہنچ گئی ہے اور ایک زمانہ گزر گیا (جس کی وجہ سے) میں بعض وہ باتیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر یاد کر رکھی تھی، بھول گیا ہوں۔ اس وجہ سے جو میں تم سے بیان کروں تو تم اسے قبول کرو اور جو تم سے بیان نہ کروں تو تم اس کے بارے میں مجھے مجبور نہ کرنا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ایک پانی کہ جسے خم کہہ کر پکارا جاتا ہے جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے پر ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ ونصیحت فرمائی پھر آپ نے فرمایا: بعد حمد وصلوٰۃ! آگاہ رہو اے لوگو! میں ایک آدمی ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا میرے پاس آئے تو میں اسے قبول کروں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت ونور ہے تو تم اللہ کی اس کتاب کو پکڑے رکھو اور اس کے ساتھ مضبوطی سے قائم رہو اور آپ نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی خوب رغبت دلائی پھر آپ نے فرمایا: (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں۔ میں تم لوگوں کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تم لوگوں کو اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حضرت حصینؒ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے زید! آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت میں سے نہیں ہیں؟ زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہ آپ کی اہل بیت میں سے ہیں اور اور وہ سب اہل بیت میں سے ہیں کہ جن پر آپ کے بعد صدقہ (زکوٰۃ، صدقہ وخیرات وغیرہ) حرام ہے۔ حضرت حصینؒ نے عرض کیا: وہ کون ہیں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاندان عقیل رضی اللہ عنہ کا خاندان آل جعفر، آل عباس۔ حضرت حصین نے عرض کیا: ان سب پر صدقہ وغیرہ حرام ہے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! ان سب پر صدقہ، زکوٰۃ وغیرہ حرام ہے۔

(۲۸۴) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ اِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ بِمَعْنَى حَدِيثِ زُهَيْرٍ.

(۶۳۲۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

(۲۸۵) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِي حَيَّانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ اِسْمٰعِيلَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ كِتَابُ اللّٰهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّورُ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِهِ وَاَخَذَ بِهِ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهُ ضَلَّ.

(۶۳۲۲) حضرت ابوحیان اس سند کے ساتھ اسمٰعیل کی روایت کی طرح نقل کرتے ہیں اور جریر کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اللہ کی کتاب میں ہدایت اور نور ہے، جو اسے پکڑے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔

(۲۸۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ ابْنِ الرَّيَّانِ حَدَّثَنَا حَسَّانُ يَعْنِي ابْنَ اِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ حَيَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهٗ لَقَدْ رَاَيْتَ خَيْرًا لَقَدْ صَاحَبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهٗ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ اَبِي حَيَّانَ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَلَا وَاِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ (عَزَّوَجَلَّ) هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَ مَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلٰى

الضَّلَالَةِ وَّ فِيهِ فَقُلْنَا مَنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ نِسَائُهُ قَالَ لَا يْمُ اللّٰهِ اِنَّ الْمَرْاَةَ تَكُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ الْعَصْرَ مِنَ الدَّهْرِ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا فَتَرْجِعُ اِلٰى اَبِيهَا وَ قَوْمِهَا اَهْلُ بَيْتِهٖ اَصْلُهٗ وَعَصَبَتُهُ الَّذِيْنَ حُرِمُوا الصَّدَقَةَ بَعْدَهٗ

(۶۲۲۳) حضرت زید بن حیان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہم ان کی خدمت میں گئے اور ہم نے ان سے کہا: آپ نے بہت خیر دیکھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل کی ہے اور آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور آگے حدیث ابوحیان کی روایت کی طرح ہے، سوائے اس کے کہ اس میں ہے آپؐ نے فرمایا: آگاہ رہو! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اُن میں سے ایک اللہ عزوجل کی کتاب ہے اور اللہ کی رسی ہے۔ جو اس کی اتباع کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہی پر رہے گا اور اس میں یہ بھی ہے کہ ہم نے کہا: اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن اہلِ بیت ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایک عورت ایک زمانے تک مرد کے ساتھ رہتی ہے پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ عورت اپنے باپ اور اپنی قوم کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اہلِ بیت سے مراد آپ کی ذات تھی اور آپؐ کے وہ عصبات کہ جن پر آپؐ کے بعد صدقہ وغیرہ لینا حرام کر دیا گیا ہے۔

(۲۸۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ فَاَبٰى سَهْلٌ فَقَالَ (لَهٗ) اَمَّا اِذَا اَبَيْتَ فَقُلْ لَعَنَ اللّٰهُ اَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَبِي التُّرَابِ وَاِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ اِذَا دُعِيَ بِهَا فَقَالَ لَهٗ اَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهٖ لِمَ سُمِّيَ اَبَا تُرَابٍ قَالَ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِنْسَانٍ انْظُرْ اَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهٗ عَنْ شِقِّهٖ فَاَصَابَهٗ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهٗ عَنْهُ وَيَقُوْلُ قُمْ اَبَا التُّرَابِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قُمْ اَبَا التُّرَابِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ).

(۶۲۲۴) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مروان کے خاندان میں سے ایک آدمی مدینہ منورہ پر حاکم مقرر ہوا۔ اس حاکم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہیں تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے (اس طرح کرنے سے) انکار کر دیا تو اس حاکم نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (العیاذ باللہ) بُرا کہنے سے انکار کرتا ہے تو تو اس طرح کہہ (العیاذ باللہ) ابوالتراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ کی لعنت ہو۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو ابوالتراب سے زیادہ کوئی نام محبوب نہیں تھا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس نام سے پکارا جاتا تھا تو وہ خوش ہوتے تھے۔ وہ حاکم حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: ہمیں اس واقعہ کے بارے میں باخبر کرو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ابوالتراب کیوں رکھا گیا؟ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو آپؐ نے گھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پایا۔ آپؐ نے فرمایا:

(اے فاطمہ! تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ بات ہوگئی ہے جس کی وجہ سے وہ غصہ میں آ کر باہر نکل گئے ہیں اور وہ میرے یہاں نہیں سوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: علی کو دیکھو کہ وہ کہاں ہیں؟ تو وہ آدمی (دیکھ) کر آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ (مسجد میں۔) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے اور ان کی چادر ان کے پہلو سے دور ہوگئی تھی اور ان کے جسم کو مٹی لگی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جسم سے مٹی صاف کرنا شروع کر دی اور آپؐ فرمانے لگے: ابوتراب اٹھ جاؤ، ابوتراب اٹھ جاؤ۔

احادیث کی تشریح: اس میں بارہ حدیثیں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام علی۔ کنیت ابوالحسن، ابوتراب، لقب حیدر نبی ﷺ کے چچیرے بھائی (ابوطالب کی اولاد میں سے) ہیں ابوطالب کا نام عبد مناف تھا۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد۔

قبول اسلام: ابتدائے نبوّت میں ہی بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا پوری زندگی نبی ﷺ کے ساتھ مردانہ وار بسر کی ہجرت کی رات آپ کے بستر و امانتوں کے امین ٹھہرے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا انکے حرم میں آئیں۔

خلافت: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت سنبھالی تمام شورشوں اور مخالفتوں کے باوجود چار سال چھ ماہ اور چھ دن کامیاب دور خلافت گزارا ۴۰ھ ہجری رمضان المبارک میں نماز فجر کے سجدے میں تھے کہ عبدالرحمٰن ابن ملجم نے زہر آلود تلوار سے حملہ کیا زخم اتنا گہرا تھا کہ جانبر نہ ہوسکے چند وصیتوں اور نصیحتوں کے بعد دنیاء فانی سے چل بسے حضرت حسن نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ کے عزی نامی قبرستان میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ قرآن کریم کی ایک آیت ایسی ہے جس پر امت محمد ﷺ میں سے علی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی نے بھی عمل نہیں کیا بلکہ انکے عمل کرنے کے بعد وہ حکم ہی منسوخ ہوگیا گویا کہ رب تعالیٰ نے سیدنا علی کے مرتبہ کو بلند کرنے اور انکے عمل پیرا ہونے کیلئے یہ حکم دیا۔ **یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً۔** (المجادلۃ ۱۲) علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا انسانیت میں ایک بدبخت وہ (قدار ابن سالف) تھا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی خونچیں کاٹیں اور دوسرا اشقی وہ ہوگا جو (ابن ملجم) تجھ (علی) پر حملہ کرے گا۔ (المفہم ج ۶ ص ۲۷۱)

حدیث اوّل: انت منّی بمنزلۃ هارون من موسٰی. ای انت ناز لا منّی بمنزلة هارون من موسی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نائب بنانے کا یہ فیصلہ غزوہ تبوک کے موقع پر پیش آیا جسکا لبّ لباب اور حاصل یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر اس غزوہ سے پیچھے رہنا شاق تھا اور وہ چاہتے تھے کہ میں بھی اس میں ضرور شریک ہوں انکی دلجوئی اور حوصلہ افزائی فرمائی اسکی دلیل حدیث ثانی میں ہے کہ

﴿فقال یارسول اللہ أتخلفنی فی النساء والصبیان﴾

روافض وامامیہ: نے حدیث باب سے خلافت علی بلافصل پر استدلال کی کوشش کی ہے۔ لیکن یاد رکھیں اس میں نبی ﷺ کی رحلت کے بعد کیلئے خلافت ثابت نہیں ہوسکتی ۱: ہارون کا خلیفہ اور نائب موسیٰ بننا صرف موسیٰ کی حیات میں تھا اگر آپ ثابت کر دیں کہ

ہارون وفات موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوئے تو یہ ثابت ہوسکتا ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں۔ ہارون کے ساتھ استخلاف میں تشبیہ ایک وقت مقرر ومحدود میں ہے۔ وقال موسیٰ لاخیہ ھٰرون اخلفنی فی قومی واصلح ولاتتبع سبیل المفسدین (اعراف ۱۴۲) اس حدیث میں سیدنا علی شیر خدا کی فضیلت ہے لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضلیت اور تقدم فی الخلافۃ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ انکی خلافت وامامت پر صریح دلائل گذر چکے ہیں۔ الا انّہ لا نبیّ بعدی میں اس وہم کو دور کردیا کہ شاید کوئی کوتاہ نظر اس سابقہ جملے سے سیدنا علی کیلئے ثبوت نبوت کی کوشش کرے لا نبیّ بعدی فرما کر ہمیشہ کیلئے اسکو دور کردیا گیا۔ و الاّ فاستکتا۔ یہ سَکَّ سے مشتق ہے بمعنی نہ سننا، بہرا پن یہ اطمینان کیلئے فرمایا کہ یقیناً میں نے سنا ورنہ میرے کان بہرے ہوجائیں۔ جب آپ ﷺ نے یہ جملے فرمائے تو علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے رضیت رضیت میں راضی میں راضی۔

حدیث رابع: ما منعك ان تسبّ ابا تراب۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا مؤوّل ہے نووی کہتے ہیں کہ جس عبارت ومتن میں کسی صحابی پر چوٹ ونقص آتا ہو اس میں تاویل ضروری ہے۔

(۱) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کہنے کا حاصل یہ ہے کہ تو علی رضی اللہ عنہ کو سخت جملے نہیں کہتا اسکی کیا وجہ ہے کیا تو احتیاط کی وجہ سے اجتناب کرتا ہے یا تجھے شرح صدر ہے کہ علی کی رائے صواب تھی یا ان سے ڈرتا ہے اصل مقصود وجہ معلوم کرنا تھا نہ کہ ان کو سخت وسست کہلوانا۔

(۲) یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مقصود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہو کہ تو ہماری رائے کی درستگی پر گفتگو کر اور عند العوام اسکو ذکر کر کہ علی و معاویہ میں سے معاویہ کی رائے صواب ودرست ہے۔ اسکا ایک جواب لفظ سب کی لغوی تحقیق سے بھی حاصل ہوتا ہے جو فضائل انبیاء باب المعجزات میں گذر چکی ہے کہ سب گالی گلوچ کیلئے نہیں محض سخت طرز کلام کو بھی کہا جاتا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضل وکمال کا اعتراف: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضل وکمال کا اعتراف کیا ہے اور انکی شہادت پر روئے بھی ہیں۔ فبکی عند وفات علی فقالت امرأته اتبکیه و قد قاتلته فقال و یحك انّك لاتدری ما فقد الناس من الفضل والفقه والعلم. (البدایہ والنھایہ ج ۸ ص ۱۳) اسی طرح ایک موقع پر فرمایا: رحم الله ابا الحسن۔ ان سب باتوں پر نظر کرتے ہوئے یہ کہنا مشکل ہے کہ لفظ سب اپنے متعارف معنیٰ میں کیا جاسکتا ہے۔

ابوتراب کنیت کی وجہ تسمیہ: (۱) اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک دن نبی ﷺ انکے گھر تشریف لائے اور سیدہ فاطمہؓ سے علی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے ساتھ بات چیت میں کچھ تلخی ہوگئی تو وہ (حالت غضب میں) چلے گئے آپ ﷺ نے ایک آدمی بھیجا کہ علی کو دیکھو اس نے آکر جواب دیا کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں اتنے میں آپ ﷺ تشریف لائے دیکھا تو ہوا سے ایک پہلو سے چادر ہٹی ہوئی تھی اور مٹی اڑ کر تہہ بنی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے ابوتراب کہہ کر اٹھایا تو اسی سے کنیت ابوتراب ہوئی۔ (۲) عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اور علی رضی اللہ عنہ غزوۃ العسیرۃ میں سوئے ہوئے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں جگایا اور فرمایا: یا اباتراب تو یہ دوبارہ فرمانا ہوگا جو پہلے سے معارض نہیں ابن اسحاقؒ۔ یوم خیبر لا عطینّ الرایة رجلا یحبّ الله ورسوله غزوہ خیبر کے دن آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں آج جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر جھنڈا انہیں کو دیا لعاب دہن سے انکی آنکھ بھی ٹھیک ہوئی اور ھٰؤلاء اھلی بھی فرمایا۔ یہ جملہ آپ ﷺ نے انکو

اہل میں شامل کرنے کیلئے فرمایا۔

اہل بیت کا مصداق: روافض نے اہل کا مصداق انکو ٹھہرایا ہے ازواج مطہرات بالخصوص عائشہ صدیقہ طاہرہؓ کو اہل میں شمار نہیں کرتے بلکہ انکار کرتے ہیں جو نصوص صریحہ اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں بیسیوں آیات ہیں جن میں بیوی کیلئے لفظ اہل استعمال ہوا ہے۔ قَالَتْ يَاوَيْلَتٰى ءَ اَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ (۲) قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (ھود:۷۲،۷۳) قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ (عنکبوت:۳۲) اس کیلئے بنیادی دلیل آیت تطہیر ہے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا. (احزاب:۳۳) یہ آیت امّ المؤمنین سیدہ امّ سلمہؓ کے گھر میں نازل ہوئی آپ ﷺ نے فاطمہؓ، حسنؓ وحسینؓ اور علیؓ پر چادر ڈال کر فرمایا: اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِىْ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں ام سلمہؓ نے فرمایا: یا نبی اللہ ﷺ میں بھی ان کے ساتھ ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنی جگہ ہی اہل بیت سے (کیونکہ اولا وبالذات لفظ اہل ازواج ہی کیلئے استعمال ہوتا ہے دیگر افراد کیلئے ثانیا وطبعا اطلاق ہوتا ہے) اس کی دلیل یہ کہ اس سے چند آیات پہلے سے ازواج مطہرات امہات المؤمنین کا ہی تسلسل کے ساتھ تذکرہ چلا آرہا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ[1] يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ[2] تو ظاہر ہے یہ آیت وجملہ بھی انہیں کیلئے ہے سیّدہ فاطمہؓ، حسنؓ وحسینؓ اور علیؓ کو اس میں شامل کیا گیا۔ اہل السنۃ الجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ ازواج، اولاد احفاد، داماد (علی) اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب سے طہارت کا فیصلہ فرمایا اور احکام کا مکلف بنایا ہے۔

حدیث سادس: قال عمر بن الخطاب ما احببت الا مارة الا يومئذ۔ اس کی وجہ واضح ہے کہ آپ ﷺ نے آج ہونیوالے امیر کیلئے بہت بڑی خوشخبری دی کہ وہ اللہ ورسول سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ اظہار شوق میں میں نے گردن اوپر کی فبات الناس يدو كون یعنی لوگ تذکرہ کرتے اور آپس میں ظاہر کرتے کہ صبح کو امارت و پرچم جہاد دیا جائیگا۔ تو صبح نام نامی اسم گرامی سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کا آیا۔ ثم وقف ولم يلتفت فصرخ پیچھے نہیں مڑے کیونکہ نبی ﷺ نے امش ولا تلتفت میں نہ پھرنے کا فرمایا تھا۔ اور یہی ہوا کہ شہادت کی صبح تک پوری زندگی سیدنا علیؓ کبھی بھی حق سے واپس نہیں ہوئے۔ فتح خیبر: غزوہ خیبر ۷ھ میں پیش آیا یہاں یہود کے مضبوط قلعے تھے امارت و پرچم ملنے کے بعد علی کرّم اللہ وجہہ نے چڑھائی کی اور جھپٹ کر ایک ہی وار میں یہود کے ناز سے آنے والے سردار مرحب کی گردن اڑادی اور پورے خیبر کو فتح کر کے یہود کو کھلی شکست دی۔

حدیث تاسع: خطيبا بماء يد عى خُمًّا۔ نبی کریم ﷺ جب حجۃ الوداع سے تشریف لا رہے تھے تو جحفہ (میقات اہل مدینہ) سے تین میل کے فاصلے پر ایک تالاب کے پاس ٹھہرے جو درختوں کے جھنڈ اور مجموعے کے پاس تھا اس تالاب کا نام خم (بضم الخاء وتشدید المیم) ہے۔ و انا تارك فيكم ثقلين۔

قرآن وحدیث کو ثقلین کہنے کی وجہ: (۱) اس کی وجہ یہ ہے کہ ثقل کا معنیٰ ہے بوجھ کیونکہ ان دونوں کو اپنانا ایک ثقل ومشکل ہے کہ

---

[1] احزاب:۲۸ [2] احزاب:۳۲۔

شب و روز، جوانی بڑھاپا، معاشرت، معیشت، میل جول، زراعت تجارت، خدمت وزارت فقر و تونگر ہر حال میں پوری زندگی اللہ کے حکم اور اسکے رسول ﷺ کے طریقہ کے مطابق گذارنا۔ اس لئے ثقلین فرمایا۔ (۲) ثقل کا معنیٰ بوجھ وزن ہے قرآن وحدیث کو اس لئے فرمایا کہ اپنے عمل کرنے والے کے پلڑے میں قیامت کے دن یہ وزن اور ترجیح پیدا کردیں گے فاما من ثقلت مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ۔ (۳) ثقیل بمعنی اثقل و اعظم کہ یہ دونوں عنداللہ عظمت و مرتبے والے ہیں اور اپنے عامل کو بھی صاحب فضیلت بنادیتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ثقلین کتاب وسنت کا ذکر فرمایا تا کہ ان پر عمل کریں و اهل بيتى اذكر كم الله فى اهل بيتى، انکی قدر ومنزلت پہچانو انکے حقوق کا خیال کرو اور ادا کرو۔ (نہ یہ کہ انکو خود نبی ﷺ سے بڑھا دو اور وہ مرتبہ دینے لگو جس پر وہ خود بھی راضی نہ ہوں) اس سے واضح ہوا کہ سرور کونین ﷺ کا فرمان حجت ہے۔ خطبة الغدير میں یہی صحیح تر روایت ہے۔ اس سے علی ؓ کے کثیر فضائل حاصل ہوتے ہیں لیکن انکا خلیفہ بلا فصل ہونا ایک وہم اور عدم فہم ہے۔ اور نہ ہی انکا معصوم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نسائه من اهل بيته ولكن اهل بيته من حرم الصدقة آگے حدیث نمبر ۱۱ میں ہے فقلنا من اهل بيته نساء قال لا ۔ بظاہر دونوں میں تعارض ہے۔ رفع تعارض: لفظ اہل بیت کے ذکر کرنے کے دو محل ہیں۔

(۱) لغت وعرف کے اعتبار سے کہ نبی ﷺ کے گھر میں رہنے والی اور انکے احترام کا حکم دیا گیا وہ تو ازواج النبی ہیں۔

(۲) اہل بیت کا استعمال اپنے عصبات واقارب کیلئے۔ دوسری حدیث میں مقصود ثانی معنیٰ ہے اس لئے فرمایا ازواج نہیں اس معنیٰ کے اعتبار سے جو یہاں مقصود ہے۔ اور یہ مشہور ہے کہ ایک لفظ کبھی قرینہ کی وجہ سے اپنے دو مستعمل معانی میں سے کسی ایک کیلئے بولا جاتا ہے اس سے آگے زید ابن ارقم کی عبارت سے یہ شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ بیوی کے جدا ہونے کا ذکر ہے اور اس سے اہل بیت کے لفظ کا ازواج سے ختم ہونا ثابت ہے بعد از طلاق وجدائی اس لئے کہ ازواج ومطہرات (خدیجہ، سودہ بنت زمعہ، عائشہ صدیقہ، حفصہ، زینب بنت خزیمہ، امّ سلمہ، زینبؓ بنت جحش، جویریہ، ام حبیبہ، صفیہ، میمونہ، رضی اللہ عنھن) کے ساتھ یہ امر پیش ہی نہیں آیا۔[1]

حدیث ثانی عشر: فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ فَاَبٰى سَهْلٌ. اس مروانی نے بنوامیہ کی عصبیت کی وجہ سے یہ کہا جو کسی بھی صحابی رسولؐ سے داماد رسول کیلئے ثابت نہیں اسی لئے سہل ابن سعد نے انکار کردیا۔ اين ابن عمك. اس سے معلوم ہوا کہ والد کے اقرباء کو ابن العم کہا جاسکتا ہے کیونکہ علی ؓ سیدنا فاطمہؓ کے چچا کے بیٹے نہ تھے بلکہ وہ تو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کے بیٹے تھے۔ قم اباالتراب. اس حدیث سے متعلق ہوا۔

(۱) مسجد میں ضرورت کے وقت سونے کا جواز ثابت ہے، بشرطیکہ موٹا کپڑا اچھا کر دیگر حدود واحترام کا خیال رکھا جائے۔

(۲) اپنے داماد سے نرمی اور دل جوئی کرنا کہ جب وہ کچھ ناراض ہو (نہ یہ کہ مزید جھڑکنا) ۳: اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بیٹیوں کے گھر کیسے بسائے جاتے ہیں۔ اللّٰهم ارحم علينا واجعل بيوت بناتنا كبيت بنت حبيبك صلی اللہ علیہ وسلم[2]

---

[1] صرف ایک امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کو الحقی باهلك فرمایا کہ وہ تو ازواج میں شامل ہی نہ ہوئی تھی۔ کیونکہ اس کا ذکر ہی بخاری ج ۲ ص ۷۹۰ کتاب الطلاق میں ہے۔)

[2] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

ثانی نہیں جہاں میں کوئی ابو تراب کا | حاصل ہے جن کو پیار رسالت مآب کا
میدان کارزار میں انکا نہ تھا جواب کا | دشمن بھی سکہ مانتا آنجناب کا
چھوٹوں میں سب سے پہلے کیا دین کو قبول | آیا نہ تھا جب آپ پہ عالم شباب کا
خیبر کا در اکھاڑ کے پھینکا ہے آپ نے | کتنا عجیب واقعہ ہے فتح باب کا
شاید اماں ولائے صحابہ سے مل سکے | ڈر ہے مجھے محبوب حساب و کتاب کا

(۴۴) بَابٌ فِیْ فَضْلِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(۱۰۸۱) باب فضائل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۸۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَامِرِ ابْنِ رَبِیْعَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اَرِقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَقَالَ لَیْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ اَصْحَابِیْ یَحْرُسُنِی اللَّیْلَۃَ قَالَتْ وَ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ھٰذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ جِئْتُ اَحْرُسُکَ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَمِعْتُ غَطِیْطَہٗ۔

(۶۲۲۵) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک رات آنکھ کھل گئی (یعنی آپ کی نیند خراب ہوگئی) تو آپ نے فرمایا: کاش کہ میرے صحابہ میں سے کوئی ایسا نیک آدمی ہو جو رات بھر میری حفاظت کرے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (اس دوران) ہم نے اسلحہ کی آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: سعد بن ابی وقاص ﷺ، اے اللہ کے رسول! میں آپ کی خدمت میں پہرہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

(۲۸۹) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا لَیْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ سَھِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَہُ الْمَدِیْنَۃَ لَیْلَۃً فَقَالَ لَیْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ اَصْحَابِیْ یَحْرُسُنِی اللَّیْلَۃَ قَالَتْ فَبَیْنَا نَحْنُ کَذٰلِکَ سَمِعْنَا خَشْخَشَۃَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَ بِکَ فَقَالَ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ خَوْفٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُہٗ فَدَعَا لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ رُمْحٍ فَقُلْنَا مَنْ ھٰذَا۔

(۶۲۲۶) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے زمانے میں ایک رات آپ جاگتے رہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہیں آئی) تو آپ نے فرمایا: کاش کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایسا نیک آدمی ہوتا جو رات بھر میری حفاظت کرتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اسی حالت میں تھے کہ ہم نے

لحہ کی کچھ جھنجھناہٹ سنی تو آپ ؐ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد
ی اللہ عنہ سے فرمایا: تو کس وجہ سے آیا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ات اقدس کے بارے میں کچھ خوف سا محسوس ہوا، اس لئے میں پہرہ دینے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو رسول
ند صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دعا دی پھر آپ سو گئے اور ابن رمح کی روایت میں ہے کہ ہم نے کہا: یہ کون ہے؟

۲۹۰) حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ
يْعَةَ يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ اَرِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ سُلَيْمٰنَ بْنِ بِلَالٍ.

۶۳۲۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات جاگے (اور پھر آگے) سلیمان بن بلال
ی حدیث کی طرح ذکر فرمایا۔

۲۹) حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِيْ مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِيْ ابْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ
يًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ غَيْرَ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ
هُ تَعَالٰى عَنْهُ فَاِنَّهُ جَعَلَ يَقُوْلُ لَهُ يَوْمَ اُحُدٍ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ.

۶۳۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماں باپ کے لئے کسی کو جمع نہیں فرمایا، سوائے سعد بن
لک ؓ یعنی سعد بن ابی وقاص ؓ کے لئے۔ آپ ؐ نے اُحد کے دن حضرت سعد ؓ کیلئے فرمایا: اے سعد! تیر پھینک، میرے ماں
پ تجھ پر قربان (سبحان اللہ! کیا شان ہے حضرت سعد ؓ کی جن پر اللہ کے نبی ﷺ اپنے ماں باپ کو قربان کر رہے ہیں مترجم)

۲۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ
بَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاِسْحٰقُ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ
رَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ كُلُّهُمْ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۶۳۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

۲۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ يَعْنِيْ ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ
، سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ.

۶۳۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اپنے
) باپ کو جمع فرمایا۔

۲۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ ابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كِلَاهُمَا
يَحْيٰى ابْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

۶۳۱) حضرت یحییٰ بن سعید اسی سند کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں۔

۲۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِيْ ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ لَهُ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ اَحْرَقَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ قَالَ فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ فِيْهِ نَصْلٌ فَاَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ وَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى نَوَاجِذِهٖ.

(۶۳۳۲) حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے لئے اُحد کے دن اپنے ماں باپ کو جمع فرمایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکوں میں سے ایک آدمی تھا کہ جس نے مسلمانوں کو جلا ڈالا تھا تو نبی ﷺ نے سعدؓ سے فرمایا: (اے سعد!) ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ تیر پھینک! میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بغیر پَر کے تیر کھینچ کر اس کے پہلو پر مارا جس سے وہ گر پڑا اور اس کی شرمگاہ کھل گئی تو رسول اللہؐ (سعدؓ کے معرکہ کو دیکھ کر) ہنس پڑے، یہاں تک کہ میں نے آپ کی داڑھیں مبارک دیکھیں۔

(۲۹۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ ابْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِيْ مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ نَزَلَتْ فِيْهِ آيَاتٌ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ حَلَفَتْ اُمُّ سَعْدٍ اَنْ لَا تُكَلِّمَهُ اَبَدًا حَتّٰى يَكْفُرَ بِدِيْنِهٖ وَلَا تَاْكُلَ وَلَا تَشْرَبَ قَالَتْ زَعَمْتَ اَنَّ اللّٰهَ وَ صَّاكَ بِوَالِدَيْكَ فَاَنَا اُمُّكَ وَاَنَا آمُرُكَ بِهٰذَا قَالَ مَكَثَتْ ثَلَاثًا حَتّٰى غُشِيَ عَلَيْهَا مِنَ الْجَهْدِ فَقَامَ ابْنٌ لَهَا يُقَالُ لَهُ عُمَارَةُ فَسَقَاهَا فَجَعَلَتْ تَدْعُوْ عَلٰى سَعْدٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ هٰذِهِ الْآيَةَ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جٰهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا قَالَ وَاَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنِيْمَةً عَظِيْمَةً فَاِذَا فِيْهَا سَيْفٌ فَاَخَذْتُهُ فَاَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَفِّلْنِيْ هٰذَا السَّيْفَ فَاَنَا مَنْ قَدْ عَلِمْتَ حَالَهُ فَقَالَ رُدَّهُ مِنْ حَيْثُ اَخَذْتَهُ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى (اِذَا) اَرَدْتُ اَنْ اُلْقِيَهُ فِي الْقَبَضِ لَامَتْنِيْ نَفْسِيْ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ اَعْطِنِيْهِ قَالَ فَشَدَّ لِيْ صَوْتَهُ رُدَّهُ مِنْ حَيْثُ اَخَذْتَهُ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ [الانفال:١] قَالَ وَ مَرِضْتُ فَاَرْسَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَانِيْ فَقُلْتُ دَعْنِيْ اَقْسِمْ مَالِيْ حَيْثُ شِئْتُ قَالَ فَاَبٰى قُلْتُ فَالنِّصْفَ قَالَ فَاَبٰى قُلْتُ فَالثُّلُثَ فَسَكَتَ فَكَانَ بَعْدَ الثُّلُثِ جَائِزًا قَالَ وَاَتَيْتُ عَلٰى نَفَرٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالُوْا تَعَالَ نُطْعِمْكَ وَ نَسْقِيْكَ خَمْرًا وَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ قَالَ فَاَتَيْتُهُمْ فِيْ حَشٍّ وَالْحَشُّ الْبُسْتَانُ فَاِذَا رَاْسُ جَزُوْرٍ مَشْوِيٌّ عِنْدَهُمْ وَزِقٌّ مِنْ خَمْرٍ قَالَ فَاَكَلْتُ وَ شَرِبْتُ مَعَهُمْ قَالَ فَذَكَرْتُ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ عِنْدَهُمْ فَقُلْتُ الْمُهَاجِرُوْنَ خَيْرٌ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَاَخَذَ رَجُلٌ اَحَدَ لَحْيَيِ الرَّاْسِ فَضَرَبَنِيْ بِهٖ فَجَرَحَ بِاَنْفِيْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ يَعْنِيْ نَفْسَهُ شَاْنَ الْخَمْرِ: ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ﴾ [المائدة:٩٠]

(۶۳۳۳) حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ان کے بارے میں قرآن مجید میں سے کچھ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کی والدہ (اُم سعدؓ) نے قسم کھائی کہ وہ ان سے کبھی بات نہیں کرے گی

یہاں تک کہ وہ اپنے دین کا انکار کریں اور وہ نہ کھائے گی اور نہ پیئے گی۔ وہ کہنے لگی: اللہ نے تجھے اپنے والدین کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور میں تیری والدہ ہوں اور میں تجھے اس بات کا حکم دیتی ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ تین (دن) تک اسی طرح رہی یہاں تک کہ اس پر غشی طاری ہوگئی بھوک کی وجہ سے تو اس کا ایک بیٹا کھڑا ہوا جسے عمارہ کہا جاتا ہے، اس نے اپنی والدہ کو پانی پلایا تو وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بددعا دینے لگی تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ''ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے لیکن اگر وہ تجھ سے اس بات پر جھگڑا کریں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو تو (اس معاملہ میں) ان کی اطاعت نہ کر'' راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (ایک مرتبہ) بہت سا غنیمت کا مال آیا جس میں ایک تلوار بھی تھی تو میں نے وہ تلوار پکڑی اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا اور میں نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول! یہ تلوار مجھے انعام کے طور پر عنایت فرمادیں اور میں کون ہوں اس کا آپ ﷺ کو علم ہی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اس تلوار کو) جہاں سے تو نے لیا ہے وہیں لوٹا دے۔ تو میں چلا یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس تلوار کو گودام میں رکھ دوں لیکن میرے دل نے مجھے ملامت کی اور پھر میں آپ کی طرف لوٹا اور میں نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) یہ تلوار مجھے عطا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنی آواز کی سختی سے فرمایا: جہاں سے تو نے یہ تلوار لی ہے اس کو وہیں لوٹا دے تو اللہ عزوجل نے (آیت کریمہ) نازل فرمائی: ''(لوگ) آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں، مالِ غنیمت کے حکم کے بارے میں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوگیا تو میں نے نبی ﷺ کی طرف پیغام بھیجا (تاکہ آپ ﷺ میری طرف تشریف لائیں) تو آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں اپنا مال جس طرح چاہوں تقسیم کروں سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ میں نے عرض کیا: آدھا مال تقسیم کر دوں؟ آپ ﷺ نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ میں نے عرض کیا: تہائی مال تقسیم کر دوں؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے پھر اس کے بعد یہی حکم ہوا کہ تہائی مال تقسیم کرنے کی اجازت ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگوں کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: آئیں ہم آپ کو کھانا کھلاتے ہیں اور ہم آپ کو شراب پلاتے ہیں اور یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں ان کے پاس ایک باغ میں گیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے پاس اونٹ کے سر کا گوشت بھنا ہوا پڑا ہے اور شراب کی ایک مشک بھی رکھی ہوئی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کے ساتھ گوشت بھی کھایا اور شراب بھی پی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ان کے ہاں مہاجرین اور انصار کا ذکر ہوا تو میں نے کہا: مہاجر لوگ انصار سے بہتر ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ایک آدمی نے سری کا ایک ٹکڑا لیا اور اس سے مجھے مارا تو میری ناک زخمی ہوگئی پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ ﷺ کو اس سارے واقعہ کی خبر دی تو اللہ عزوجل نے میری وجہ سے شراب کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ......﴾ شراب، جوا، بُت، تیر یہ سب گندے اور شیطان کے کام ہیں۔

(۲۹۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ (اَنَّهٗ) قَالَ اُنْزِلَتْ فِيَّ اَرْبَعُ آيَاتٍ وَ سَاقَ الْحَدِيْثَ

بِمَعْنٰی حَدِیْثِ زُهَیْرٍ عَنْ سِمَاكٍ وَزَادَ فِیْ حَدِیْثِ شُعْبَةَ قَالَ فَكَانُوْا اِذَا اَرَادُوْا اَنْ یُّطْعِمُوْهَا شَجَرُوْا فَاهَا بِعَصًا ثُمَّ اَوْجَرُوْهَا وَفِیْ حَدِیْثِهٖ اَیْضًا فَضَرَبَ بِهٖ اَنْفَ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَفَزَرَهٗ فَكَانَ اَنْفُ سَعْدٍ مَفْزُوْرًا.

(۶۳۳۴) حضرت مصعب بن سعدؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میرے بارے میں چار آیات کریمہ نازل کی گئیں ہیں (اور پھر آگے) زہیر عن سماک کی حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے اور شعبہ کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت سعدؓ نے فرمایا: لوگ جب چاہتے ہیں کہ وہ میری والدہ کو کھانا کھلائیں تو اس کا منہ لکڑی سے کھولتے پھر اس کے منہ میں کچھ ڈالتے اور اس روایت میں ہے کہ حضرت سعدؓ کے ناک پر انہوں نے مارا جس سے ان کی ناک چر گئی اور پھر چری ہی رہی۔

(۲۹۸) حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْیَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فِیْ ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ﴾ [الانعام:۵۲] قَالَ نَزَلَتْ فِیْ سِتَّةٍ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ مِنْهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ قَالُوْا لَا تُدْنِیْ هٰؤُلَاءِ.

(۶۳۳۵) حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ: ''اور نہ دور کر وان لوگوں کو جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔'' چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے میں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما انہی میں سے تھے اور مشرک کہتے ہیں کہ آپ ان لوگوں کو اپنے قریب نہ رکھیں۔

(۲۹۹) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَسَدِیُّ عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَیْحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا یَجْتَرِئُوْنَ عَلَیْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِنْ هُذَیْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّیْهِمَا فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ [الانعام:۵۲]

(۶۳۳۶) حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چھ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو مشرک لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیں تو یہ ہم پر جرات نہیں کرسکیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ان لوگوں میں) میں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ہذیل کا ایک آدمی اور حضرت بلال ؓ اور دو آدمی جن کے میں نام نہیں جانتا تھا تو رسول اللہ ﷺ کے دل میں جو اللہ نے چاہا واقع ہوا اور آپ نے اپنے دل ہی میں باتیں کیں تو اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ''ان لوگوں کو دور نہ کرو جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔''

(۳۰۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ وَ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِیُّ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالُوْا حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ وَهُوَ ابْنُ سُلَیْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ لَمْ یَبْقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ تِلْكَ الْاَیَّامِ الَّتِیْ قَاتَلَ فِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَیْرُ طَلْحَةَ وَ سَعْدٍ عَنْ حَدِیْثِهِمَا.

(۶۳۳۷) حضرت ابوعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان دنوں میں کہ جن دنوں میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قتال (جہاد) کررہے تھے سوائے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کوئی بھی نہیں رہا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تیرہ حدیثیں ہیں ان میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے فضائل کا ذکر ہے

حدیث اول: اَرِقَ رسول اللہ ﷺ۔ اللہ کے رسول بیدار ہوئے۔ یہ دار ہجرت مدینہ آمد کے ابتدائی ایام کا واقعہ ہے۔ بعد میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کو ترک کر دیا وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ آیت ۶۷) **لیت رجلا صالحا یحرسنی اللیلة**۔ کیونکہ یہود مدینہ کو بنو اسماعیل سے نبی مبعوث ہونے کی وجہ سے عداوت پائی جاتی تھی اگرچہ اس بے ادب قوم نے اپنے بنی اسرائیل میں کئی انبیاء کے ساتھ دشمنی کی۔ اس سبب سے آپ ﷺ ان سے باخبر رہتے اور بیدار ہوتے۔

☆ اس سے پتہ چلا حفاظت کیلئے چوکیدار (گارڈ) پہریدار رکھنا سنت سے ثابت ہے اس کے بعد والے جملے **جئت احرسك** سے بھی واضح ہوا کہ عوام میں یہ چیز ہونی چاہیے کہ حالت خوف میں اپنے بادشاہ و مقتداء کی حفاظت میں پہرہ دیں ☆ اس میں سعد رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ نبی ﷺ کی حفاظت کیلئے آئے اور رجلا صالحا کا مصداق بھی ہوئے۔ **سمعنا صوت السلاح**۔ اور بعد کی حدیث میں ہے خشخشۃ سلاح۔ اسلحہ کی آواز آلات حرب کو ایک دوسرے سے ملانا رگڑنا۔ (میگزین لگانا نکالنا) **من هذا قال سعد ابن ابی وقاص** رضی اللہ عنہ۔

نام ونسب: مالک بن وھیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرّہ۔ کنیت ابو اسحاق ہے۔ والدہ کا نام حمنہ ہے۔

قبول اسلام: ابتداء نبوت ہی میں سترہ سال کی عمر میں اسلام میں داخل ہوئے۔ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں اور انکے لئے آنحضرت ﷺ نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ تمام غزوات میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوتے رہے اللہ کے راستہ میں خوب اپنی تیر اندازی اور شجاعت بے جگری کا مظاہرہ کیا سیدنا عمر فاروقؓ و عثمان ذوالنورینؓ کے زمانہ میں والی (گورنر) رہے۔

وفات: مروان ابن حکم کے زمانہ میں مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلے پر اپنے قصر میں ۵۵ھ میں بعمر ستر سال وفات پائی جو عقیق میں واقع تھا۔ مروان والی مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ انکی وصیت کے مطابق انکے اون کے جبہ میں کفن دیا گیا جس کو پہن کر غزوہ بدر میں مشرکین سے لڑے تھے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ غطیطہ: خراٹوں کی آواز۔ ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز۔

حدیث رابع: **سمعت علیا یقول ما جمع رسول اللہ ابو یہ لاحد غیر سعد بن مالك**۔ یہ غزوہ احد کا واقعہ ہے کہ جب گھاٹی کو خالی پا کر مشرکین کے دستہ نے یکدم دھاوا بول دیا اور میدان میں بھگدڑ مچ گئی اس وقت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے آپکے دفاع میں خوب تیر چلائے تو آپ ﷺ نے فرمایا **ارم فداك ابی وامی**۔

سوال: علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کیسے درست ہوسکتا ہے کہ **فداك ابی وامی** سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کیلئے نہیں فرمایا حالانکہ اگلے باب کی حدیث ثانی میں ہے کہ نبی ﷺ نے غزوہ احزاب وخندق میں زبیر رضی اللہ عنہ کیلئے بھی **فداك ابی وامی** فرمایا ہے۔

جواب: (۱) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا اختصاص غزوہ احد کے اعتبار سے ہے کہ اس غزوہ احد میں نبی ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کیلئے اپنے والدین کو جمع نہیں کیا دوسرے غزوات کی اس میں نفی نہیں۔ ۲: علی نے اپنے علم کے مطابق فرمایا دوسری حدیث انکے

سامنے نہیں تھی تو انہوں نے اپنی معلومات کے اعتبار سے یہ فرمایا۔ کان رجل من المشرکین قد احرق المسلمین یعنی مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کررہا تھا اور تباہی مچائی ہوئی تھی کہ جس طرح آگ سارے ایندھن کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور خاکستر کردیتی ہے۔ فضحك رسول اللہ نبی ﷺ کا یہ ہنسنا کشف عورت کی وجہ سے نہیں بلکہ اسکے قتل ورسواء ہونے کی وجہ سے تھا۔

حدیث تاسع: حلفت ام سعد انکی والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان بن امیہ ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ کیونکہ ابتداء اسلام اور نوعمری میں اسلام لائے تھے تو والدہ نے بہت احتجاج کیا لیکن اللہ نے انکے دل پر ایمان لکھ دیا فسق وکفر کیلئے والدین کی اطاعت کی اجازت نہیں۔ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا (لقمان ۱۵) اور اگر وہ دونوا (ماں باپ) تجھے شرک وکفر پر مجبور کریں جسکی کوئی دلیل وعلم صحیح نہیں تو بالکل انکی بات نہ مان۔ لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق (مشکوٰۃ ۳۲۱) کیونکہ خالق کی نافرمانی کرکے مخلوق کی ماننا درست نہیں۔ اس حدیث میں متفرق واقعات جمع ہیں جو سیدنا سعد کو پیش آئے۔ فاذا فیہا سیف فاخذتہ. اس سے پہلے مال غنیمت کے متعلق کوئی حکم نہیں اترا تھا اس لئے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ [1] اور وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى [2] کے نازل ہونے پر آپ نے انکو عطا کردی۔ قلت فالثلث فسکت۔ ایک تہائی میں ہی وصیت کی جاسکتی ہے اس سے زیادہ میں ورثاء کی حق تلفی ہے۔ آگے تفصیل قصہ متن (وترجمہ) میں موجود ہے۔

حدیث ثانی عشر: اطرد ھٰؤلاء یجترؤن علینا۔ مشرکین مکہ کا یہ ایک تحقیر ضعفاء کا بہانہ تھا کہ انکو اٹھادیں گے تو انکی دل شکنی ہو گی اور ہماری ناک بڑھے گی کہ ہمارے لئے نبی ﷺ نے اپنے مخلصین کو بھی ہٹادیا۔ مشرکین کے نام یہ ہیں اقرع بن حابس التمیمیؓ، عیینہ بن حصن الفزاری، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، مطعم بن عدی، حارث بن نوفل، قرظة بن عبد عمرو۔ مخلصین ومومنین کے نام جن کو اٹھانے اور ہٹانے کا کہا گیا۔ بلال، صہیب، عمّار، خباب، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، صبیح مولیٰ اسید عمر و ابن عمرو ذوالشمالین، مرثد بن ابی مرثد اور ابو مرثد رضی اللہ عنہم۔ نبی ﷺ نے انکے ایمان لانے کی حرص کی وجہ سے اسکا قصد فرمایا جسکا عملی کوئی ثبوت نہیں۔ [3]

(۴۵) باب مِنْ فَضَآئِلِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

(۱۰۸۲) باب: حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت کے بیان میں

(۳۰۱) حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ نَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِىٍّ حَوَارِىٌّ وَحَوَارِىَّ الزُّبَيْرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

---

[1] آیت نمبر ا سورۃ الانفال [2] آیت نمبر ۴۱

[3] نووی . المفہم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

(۶۲۳۸) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خندق کے دن لوگوں کو جہاد کی ترغیب فرمائی۔ زبیرؓ نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں (یعنی میں جہاد کے لیے پوری طرح تیار ہوں) آپ ﷺ نے پھر جہاد کی ترغیب فرمائی۔ تو پھر حضرت زبیر ہی نے عرض کیا کہ میں تیار ہوں۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے کچھ خصوصی معاون ہوتے ہیں اور میرا خصوصی معاون زبیرؓ ہے۔

(۳۰۲) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ وَكِيْعٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ.

(۶۲۳۹) حضرت جابرؓ نے نبی کریم ﷺ سے ابن عیینہ کی طرح حدیث نقل کی ہے۔

(۳۰۳) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ الْخَلِيْلِ وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ مُسْهِرٍ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ اَنَا وَ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَعَ النِّسْوَةِ فِيْ اُطُمِ حَسَّانَ فَكَانَ يُطَاطِئُ لِيْ مَرَّةً فَاَنْظُرُ وَاُطَاطِئُ لَهُ مَرَّةً فَيَنْظُرُ فَكُنْتُ اَعْرِفُ اَبِيْ اِذَا مَرَّ عَلٰى فَرَسِهِ فِي السِّلَاحِ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُرْوَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِيْ فَقَالَ وَرَاَيْتَنِيْ يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ.

(۶۲۴۰) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عمر بن ابی سلمہ غزوۂ خندق کے دن عورتوں کے ساتھ حضرت حسانؓ کے قلعہ ہی میں تھے تو کبھی وہ میرے لیے جھک جاتا تو میں اُسے دیکھ لیتا اور کبھی میں جھک جاتا اور وہ مجھے دیکھ لیتا پس میں اپنے باپ کو پہچان جاتا جب وہ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہو کر بنو قریظہ کی طرف جاتے۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عروہؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے حوالہ سے خبر دی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا ذکر اپنے باپ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! کیا تُو نے مجھے دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس دن رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع فرمایا اور آپ ﷺ نے فرمایا: فداك ابی و امی میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

(۳۰۴) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْخَنْدَقِ كُنْتُ اَنَا وَ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ فِي الْاُطُمِ الَّذِيْ فِيْهِ النِّسْوَةُ يَعْنِيْ نِسْوَةَ النَّبِيِّ ﷺ وَ سَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُرْوَةَ فِي الْحَدِيْثِ وَلٰكِنْ اَدْرَجَ الْقِصَّةَ فِيْ حَدِيْثِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ.

(۶۲۴۱) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جب غزوۂ خندق ہوا تو میں اور حضرت عمر بن ابی سلمہؓ اس قلعہ میں تھے کہ جس میں عورتیں تھیں یعنی نبی ﷺ کی ازواج مطہراتؓ تھیں (اور پھر آگے) مذکورہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی لیکن اس میں حضرت عبد اللہ بن عروہؓ کا ذکر نہیں ہے لیکن اس واقعہ کو ہشام عن ابیہ عن ابن الزبیر کی حدیث میں ملا دیا ہے۔

(۳۰۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ

اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِهْدَاْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ.

(۶۳۴۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (غار) حرا پر تھے اور حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر ؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو وہ (جس پر آپؐ اور آپؐ کے صحابہ ؓ کھڑے تھے) حرکت کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے حراء) ٹھہر جا! کیونکہ تیرے اوپر سوائے نبی یا صدیق یا شہید کے اور کوئی نہیں ہے۔

(۳۰۶) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ خُنَيْسٍ وَ اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى جَبَلِ حِرَاءٍ فَتَحَرَّكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْكُنْ حِرَاءُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَ سَعْدُ ابْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ (رضی اللہ عنہم).

(۶۳۴۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر تھے تو وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حرا! ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر سوائے نبی یا صدیق یا شہید کے اور کوئی نہیں ہے اور اس پہاڑ پر نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن وقاصؓ تھے۔

(۳۰۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَ عَبْدَةُ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَتْ لِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَبَوَاكَ وَاللّٰهِ مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ.

(۶۳۴۴) حضرت ہشامؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سیّدہ عائشہ صدیقہؓ نے مجھ سے فرمایا: اللہ کی قسم! تیرے دونوں باپ ان لوگوں میں سے تھے جن کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے: ''جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا بعد اس کے کہ پہنچ چکے تھے ان کو زخم''۔

(۳۰۸) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ تَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ وَالزُّبَيْرَ.

(۶۳۴۵) حضرت ہشامؒ اس سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں صرف یہ الفاظ زائد ہیں کہ (دونوں باپ سے مراد) حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ ہیں۔ (کیونکہ حضرت زبیرؓ اور حضرت عروہؓ کے باپ ہی تھے اور ابوبکرؓ اُن کے نانا کو عرف میں باپ کہہ دیا جاتا ہے)۔

(۳۰۹) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ لِيْ عَائِشَةُ كَانَ اَبَوَاكَ مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ.

(۶۳۴۶) حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہؓ نے مجھ سے فرمایا: تیرے دونوں باپ ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے زخمی ہو جانے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں نو حدیثیں ہیں۔ ان میں دو صحابہ کے فضائل کا ذکر ہے۔

نام نسب: طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن کعب بن سعد بن تیم بن مرّہ بن کعب بن لوئی۔ والد عبید اللہ اور والدہ صعبہ ہیں۔ نبی ﷺ نے انکے لئے یہ الفاظ غزوہ بدر سے واپسی پر فرمائے طلحة الخير اور ذات العشیرہ میں فرمایا طلحة الفياض اور حنین میں فرمایا طلحة الجود۔ تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ صرف غزوہ بدر کے موقع پر طلحہ اور سعید ابن زید کو عیر قریش (قریشی قافلہ) کی خبر گیری کیلئے ان کو نبی ﷺ نے بھیجا۔ پھر غزوہ بدر سے واپسی پر نبی ﷺ سے آ ملے تو مال غنیمت میں سے انکو بھی حصہ دیا گیا کیونکہ یہ بھی اسی مہم کا ایک اہم حصہ تھے۔ بہادری و بے جگری سے لڑتے تھے صرف غزوہ احد میں ۲۴ زخم لگے لیکن حضور ﷺ کا دفاع اور ساتھ نہ چھوڑا۔

شہادت: دس جمادی الثانی ۳۶ھ[1] جنگ جمل میں شہید ہوئے جب نامعلوم سمت وشخص سے نیزہ آ لگا تو کہا بِسْمِ اللّٰهِ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا (احزاب ۳۸) یہ بھی کہا گیا ہے کہ مروان نے قتل کروایا اور بصرہ میں دفن ہوئے۔

نام نسب: زبیرؓ۔ زبیر بن عوام بن خویلد بن اُسید بن عبد العزی بن قصی بن کلاب۔ والد عوام اور والدہ صفیہ بنت عبد المطلب جو نبی ﷺ کی پھوپھی تھیں وہ اسلام لائیں تو یہ بھی اپنی ماں کے ساتھ آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے ہجرت حبشہ و مدینہ دونوں نصیب ہوئیں انکے مشابہ اور ہم شکل غزوہ بدر میں فرشتے اترے۔

وفات: جنگ جمل میں پچھتر سال کی عمر میں دار فانی سے جدا ہوئے۔

حدیث اوّل: ندب رسول الله. اى دعاهم للجهاد۔ اسکا پس منظر یہ ہے کہ غزوہ خندق واحزاب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: من يا تينا بخبر القوم کون قوم بنو قریظہ کی خبر لاتا ہے ہمارے پاس یہ تین دفعہ فرمایا اور تینوں دفعہ سیدنا ؓ زبیر نے لبیک کہا پھر جا کر حالات لئے اور آ کر بتایا کہ انہوں نے عہد شکنی کی مسلمانوں کے ساتھ اور لڑائی میں مشرکین کے ساتھ ہو گئے۔ لكل نبيّ حوارىّ الحواری کالفظی معنی ہے خالص سفید۔ اب یہ خواص کے معنی میں ہے یعنی کسی آدمی کا خاص الخاص ساتھی اسکو حواری کہتے ہیں۔

حدیث ثانی: انا وعمر بن ابى سلمة یہ عمر ابن عبد الاسد ہے امّ سلمہ کے بیٹے ہیں جو نبی ﷺ کے زیر پرورش رہے۔ غزوہ احزاب جو ۵ھ میں پیش آیا اس میں حفاظتِ مستورات کو نبی ﷺ نے حسان بن ثابت کے قلعہ میں جمع فرما دیا تھا اور عبد اللہ بن زبیر کی عمر تقریباً چار سال تھی کہ انکی ولادت ہجرت کے سال ہوئی یہ اپنے والد زبیر کو جاتے دیکھ رہے تھے۔

اماو الله لقد جمع لى رسول الله يومئذ ابويه فقال فداك ابى و امى۔ اس پر سوال ہے جو پچھلے باب میں گزر چکا ہے۔

حدیث رابع وخامس: فما عليك الا نبىّ او صديق او شهيد...... یہ نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ہے کہ پہلے ان کی شہادت کی خبر دیدی۔ نبی وصدیق عمر عثمان علی زبیر طلحہ یہ تو قتل وشہید کئے گئے۔

سوال! سعد بن ابی وقاص کا ذکر بھی ہے حالانکہ یہ شہید نہیں ہوئے بلکہ اپنے قصر میں انتقال کیا جیسے ابھی قریب ہی گزرا۔

جواب! قاضی عیاضؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ شہید بمعنی مشهود بالجنۃ ہے کہ انکے لئے جنت کی خوشخبری دی گئی کیونکہ سیدنا سعد ؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں (الابی ج ۶ ص ۲۴۴)

---

[1] ۳۱ھ یا ۳۲ھ میں وفات پائی۔

حدیث سادس: قالت لی عائشة ابواك مِنَ الذین استجابوا لله و الرسول من بعدما اصابهم القرح. ابواک سے مراد ابوبکراور زبیر ؓ ہیں زبیر ؓ انکے حقیقی باپ اور ابوبکر نانا تھے اس لئے کہ عبداللہ بن زبیر کی والدہ اسماء ذوالنطاقین بنت ابی بکر ؓ ہے۔ آیت کا شان نزول مختصر یہ ہے غزوہ احد سے فراغت کے بعد سولہ شوال کو آپ ﷺ نے اعلان کروایا کہ دشمن کی تلاش میں ہمارے ساتھ وہ چلے جو کل احد میں ہمارے ساتھ شریک ہوئے تھے صحابہ کی ایک جماعت تیار ہوئی حالانکہ کل کے زخم ابھی بالکل تازہ تھے حمراء الاسد میں جب جانثاروں کی یہ جماعت پہنچی تو سعد ابن ابی معبد الخزاعی ان سے ملے ان کی تیاری کو اس نے دیکھا پھر یہ روحاء کے مقام پر ابوسفیان کے قافلے کو ملا جو کہہ رہے تھے کہ محمد ﷺ کے اکثر ساتھی تو ہم نے نمٹا دیئے لیکن بڑی غلطی کی ان کو ختم ہی کر آتے اور قصد کیا کہ مدینہ واپس چلو کہ بچے کھچے مسلمانوں کو ختم کر دیں سعید نے ان کو خبر دی (تم تو سوچ رہے ہو) نبی ﷺ قافلہ لے کر تمہاری تلاش میں نکل چکے ہیں اور مجھے حمراء الاسد میں ملے ہیں تو بس یہ کہنا تھا کہ کفار کی ڈیگیں ماند پڑ گئیں اور مکہ پہنچنے میں ہی انہوں نے غنیمت جانا۔ یہ سورۂ آل عمران آیت ۱۷۲ سے ۱۷۵ تک کا سبب نزول ہے۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر سے فرمایا کی تیرا باپ اور نانا ان وفاداروں اور بہادروں میں سے تھے جنکے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے ہر حال میں اللہ اور اس کے رسول کی (کامل) اجابت اور اتباع کی ہے۔[1]

(۴۶) باب مِنْ فَضَائِلِ اَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ.

(۱۰۸۳) باب: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۳۱۰) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ قَالَ اَنَسٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنًا وَاِنَّ اَمِیْنَنَا اَیَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

(۶۳۴۷) حضرت ابوقلابہ ؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور ہماری اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ ہیں۔

(۳۱۱) حَدَّثَنِیْ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ الْیَمَنِ قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا یُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالْاِسْلَامَ قَالَ فَاَخَذَ بِیَدِ اَبِیْ عُبَیْدَةَ فَقَالَ هٰذَا اَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ.

(۶۳۴۸) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ! ہمارے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھیجیں کہ جو ہمیں سنت (حدیث) اور اسلام کی تعلیم دے۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ ؓ کا ہاتھ پکڑا اور آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس امت کا امین ہے۔

(۳۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

---

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ یُحَدِّثُ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْعَثْ اِلَيْنَا رَجُلًا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ حَقَّ اَمِيْنٍ قَالَ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ.

(۶۳۴۹) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نجران کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے عرض کیا: اے ہمارے رسول ﷺ ہماری طرف کسی امانت دار آدمی کو بھیج دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری طرف ایک ایسے امانت دار آدمی کو بھیج رہا ہوں کہ جو یقیناً امانت دار ہے حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اس طرف نظروں کو جمالیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو بھیجا۔

(۳۱۳) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ الْحَفَرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

(۶۳۵۰) حضرت ابواسحٰقؒ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ روایت کی طرف روایت نقل کرتے ہیں۔ خلاصہ الباب: کتنے خوش نصیب ہیں حضرت ابوعبیدہؓ کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اس امت محمدیہ کے امین ہونے کا شرف عظیم بخشا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں ابوعبیدہؓ کے فضائل کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام عامر۔ کنیت ابوعبیدہ۔ لقب امین الامہ۔ والد کا نام عبداللہ۔ نسب امین الامہ ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال ابن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ سیدنا عثمانؓ کے ساتھ ابتداء نبوت میں مسلمان ہوئے تمام غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہے غزوہ احد میں خود کی کڑیاں نکالتے وقت دو دانت شہید ہوئے لیکن اسی حالت میں پہلے سے زیادہ خوبصورت لگتے تھے۔

وفات: اٹھاون سال کی عمر میں اردن کے علاقے عمواس میں طاعون کے مرض کے اندر وفات پائی اور بیسان نامی قبرستان میں دفن ہوئے۔ حدیث ثانی: انّ اهل اليمن قدموا۔ اس سے مراد اہل نجران ہیں اختصار کی وجہ سے اہل الیمن کہا اسکی واضح وجہ یہ ہے کہ نجران یمن کے قریب ہے اگرچہ دو مستقل ومختلف جگہیں ہیں۔ انکے وفد میں چودہ آدمی تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ چوبیس تھے انکے سردار کا نام ایہم اور عاقب کا نام عبدالمسیح تھا۔ اسلام قبول نہ کیا تھا لیکن اپنے ساتھ ایک امین شخص کو بھیجنے کا کہا۔ تا کہ اس سے کچھ سیکھ کر شرح صدر ہو۔

فائدہ: صحابہ کرامؓ سارے کے سارے صاحب فضیلت ورتبہ تھے۔ بعض کیلئے بطور خاص آپ نے کچھ اوصاف ذکر کیے جبکہ دوسروں سے اسکا انتفاء مقصود نہیں مثلاً۔ ارحم امتی بامتی ابو بکر . اشد هم فی امر الله عمر ۔ اصدقهم حياء عثمان اقضاهم علي. اعلمهم بالحلال و الحرام معاذ. افرضهم زيد اقرأهم ابيّ...... امين هذه الامّة ابو عبيدة.... اصدق لهجة من ابى ذرّ رضى الله عنهم . (قرطبیؒ)

(۴۷) باب مِّنْ فَضَآئِلِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

(۱۰۸۴) باب: حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل کے بیان میں

(۳۱۴) حَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لِحَسَنٍ (اَللّٰهُمَّ) اِنِّي اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ وَاَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ.

(۶۳۵۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ کے لیے فرمایا: اے اللہ! میں اُس سے محبت کرتا ہوں تُو بھی اس سے محبت کر اور تُو اس سے بھی محبت کر جو اس سے محبت کرے۔

(۳۱۵) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا اُكَلِّمُهُ حَتّٰى جَاءَ سُوْقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ ثُمَّ انْصَرَفَ حَتّٰى اَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِي حَسَنًا فَظَنَنَّا اَنَّهُ اِنَّمَا تَحْبِسُهُ اُمُّهُ لِاَنْ تُغَسِّلَهُ وَ تُلْبِسَهُ سِخَابًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتّٰى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ وَاَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ.

(۶۳۵۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ دن کے کسی وقت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا۔ نہ تو آپ ﷺ مجھ سے کوئی بات کرتے تھے اور نہ ہی میں نے آپ ﷺ سے کوئی بات کی یہاں تک کہ ہم بنی قینقاع کے بازار میں آگئے پھر آپ ﷺ واپس ہوئے اور حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: کیا بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسنؓ تو ہم نے خیال کیا کہ ان کی ماں نے ان کو غسل کروانے کے لیے اور ان کو خوشبو کا ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے لیکن تھوڑی سی دیر کے بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ وہ دونوں یعنی آپ ﷺ حضرت حسنؓ ایک دوسرے سے گلے ملے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور تُو اُس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔

(۳۱۶) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ رَاَيْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ.

(۶۳۵۳) حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بن علی کو نبی ﷺ کندھے پر دیکھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تُو بھی اس سے محبت کر۔

(۳۱۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ ابْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعًا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ.

(۶۳۵۴) حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن بن علیؓ کو اپنے کندھوں پر بٹھایا ہوا ہے اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں اور تو بھی اس سے محبت کر۔

(۳۱۸) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الرُّومِيِّ الْيَمَامِيُّ وَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَ هُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِيَاسٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتّٰى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ هٰذَا قُدَّامَهُ وَ هٰذَا خَلْفَهُ.

(۶۳۵۵) حضرت ایاسؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے اس سفید گدھے کو کھینچا کہ جس پر اللہ کے نبی ﷺ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سوار ہیں یہاں تک کہ میں اسے کھینچ کر نبی ﷺ کے حجرہ تک لے گیا۔ (حضرت حسن و حسینؓ) میں سے ایک آپؐ کے آگے تھا اور ایک آپؐ کے پیچھے۔

(۳۱۹) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَ عَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الاحزاب:۳۳] ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ﴾

(۶۳۵۶) سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ صبح کے وقت اِس حال میں نکلے کہ آپؐ اپنے اُوپر ایک ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاووں یا ہانڈیوں کے نقش سیاہ بالوں سے بنے ہوئے تھے۔ اسی دوران میں حضرت حسنؓ آ گئے تو آپؐ نے ان کو اپنی چادر کے اندر کرلیا۔ پھر حضرت حسینؓ بھی آ گئے تو آپؐ نے اُن کو بھی اپنی چادر کے اندر کرلیا۔ پھر حضرت فاطمہؓ آئیں تو آپؐ نے اُن کو بھی اپنی چادر میں کرلیا پھر (اس کے بعد) حضرت علیؓ آئے تو آپؐ نے اُن کو بھی اپنی اسی چادر میں کرلیا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ....﴾

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے۔

نام ونسب اور ولادت: نام حسن کنیت ابو محمد۔ اصح قول کے مطابق حسن ﷺ نصف شعبان ۳ھ میں پیدا ہوئے ایام اسلام میں پیدا ہوئے کلمہ اسلام سے ہی گویا ہوئے اور پوری زندگی اسلام پر فدا رہے۔ سیدنا علی ﷺ کی نماز جنازہ انہوں نے پڑھائی چھ ماہ تک خلیفہ رہے پھر صلح کر کے خلافت سیدنا امیر معاویہ کے کاندھوں پر رکھ دی اور منیب الی اللہ ہوئے ۵۰ھ میں کہ جب امیر معاویہ ﷺ کی خلافت کے دس سال گزر چکے تھے ربیع الاوّل کے مہینے میں زہر کے اثر کی وجہ سے وفات پائی اور بقیع الغرقد میں اپنی والدہ سیدۃ النساء اهل الجنة کے پاس دفن کئے گئے۔ انکی نماز جنازہ حضرت حسین ﷺ کے کہنے پر اس وقت کے والی مدینہ سعید ابن عاص نے پڑھائی اور ساتھ حضرت حسین نے یہ بھی کہا کہ اگر یہ مسنون نہ ہوتا تو میں تجھے آگے نہ کرتا۔ سیدنا حسن ﷺ نے وصیت کی تھی کہ اگر سیدہ عائشہؓ اجازت دیدیں تو مجھے نبی ﷺ کیساتھ دفن کرنا سیدہ عائشہ نے اجازت دی لیکن مروان اور بنوامیہ نے اس سے روک دیا حسین ﷺ پانچ شعبان ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ انکی کنیت ابوعبداللہ ہے اور دونوں کیلئے مشترک لفظ سیدا شباب اهل الجنة کا اطلاق ہوتا ہے۔ جب حضرت حسن ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ تشریف لائے اور پوچھا میرے بچے کو دکھاؤ تم نے کیا نام رکھا تو

علی ﷺ کہتے ہیں میں نے کہا "حرب" فرمایا نہیں حَسَن اسی طرح حسین کی ولادت پر بھی نام کے جواب میں حضرت علی نے حرب کہا تو فرمایا نہیں بلکہ حسین پھر تیسرے کی پیدائش پر بھی یہی جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں محسن ۔ تینوں نواسوں کے نام آپ ﷺ نے خودر کھے۔

عقیقہ وختنہ: حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی ولادت سے ساتویں دن (علیحدہ علیحدہ) مینڈھوں سے عقیقہ کیا اور انکے بال منڈوا کران بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ فرمائی ۔ ہر ایک کا پیدائش سے ساتویں دن ختنہ کروایا تفصیل مسئلہ باب من فضائل ابراہیم میں گزر چکی ص ۱۷۷ ۔

حضور ﷺ سے مشابہت: حضرت علی ﷺ کا بیان ہے کہ حسینؓ نبی کے سینے تک مشابہ تھے اور حسنؓ سینے سے قدموں تک آپ ﷺ کے مشابہ تھے۔ اِبْنٌ لِعَلِيٍّ شِبْهٌ لِنَبِيٍّ ۔ بیٹے علیؓ کے مشابہ نبیؐ کے۔ حضرت حسن علی ﷺ کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے اہل عراق اور خراسان نے انکے ہاتھ پر بیعت کی جنکی تعداد چالیس ہزار سے زائد تھی تقریبا سات ماہ تک کوفہ میں رہے پھر اسکے بعد امیر معاویہ ﷺ اور انکے لشکر آمنے سامنے ہوئے جب مقام مَسکَن میں جمع ہوئے تو حسن ﷺ نے سوچا کہ کوئی ایک لشکر بھی بجز قتل وغارت اور ہلاکت کے دوسرے لشکر پر غالب نہیں آسکتا۔ تو حسن ﷺ نے مسلمانوں کے قتل کو گوارا نہ کیا اور سارا معاملہ خلافت چند شرائط کیساتھ امیر معاویہ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ اس سے انکے زہد، ورع، فضل وکمال اور دوراندیشی وخیر خواہی کا اندازہ ہوتا ہے کہ جمال وکمال کے کتنا اعلیٰ درجہ پر فائز تھے لیکن اس پر بعض اپنے ساتھی خفا ہوئے اور یہاں تک کہہ دیا یا عار المؤمنین تو انہوں نے جواب میں بہت موزوں جواب دیا۔ العار خیر من النار. سیدنا حسین ﷺ متدیّن صاحب فضیلت اور اکثر روزے رکھنے والے تھے مصعب الزبیری کہتے ہیں حسین ﷺ نے پچیس حج پیدل کیے نبی ﷺ نے ان کیلئے فرمایا الحسن و الحسین سیدا شباب اهل الجنة۔ هما ریحانتای من الدنیا. اللّٰهمّ انّی احبّهما فَاَحِبّهما و اَحِبَّ من یحبّهما (ترمذی ج ۲ ص ۶۹۷)

شہادت حسین: حضرت حسین ﷺ کو بے رحم ظالموں نے بمقام کربلا میں جو طائف کے قریب ہے دس محرم بروز جمعہ ۶۱ھ میں قتل کیا حضرت حسین پر سنان بن انس نخعی، شمر بن ذوالجوش، خولی بن یزید اصبحی نے حملہ کیا اور سنا نخعی نے قتل کیا اور خولی نے سرتن سے جدا کر کیا اور ابن زیاد کے پاس لے گیا۔

سبب قتل: یزید کے ولی عہد ہونے پر حضرت حسین، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، عبدالرحمن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے بیعت نہیں کی تھی یہی دراصل سبب قتلِ حُسین ہے۔ المفھم

حضرت حسین کا جنازہ وتدفین: شاذرہ قبیلے کے لوگوں نے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر ہاتھوں میں بڑے بڑے لٹھ اٹھائے اور آکر انکی نماز جنازہ پڑھ کر وہیں دفن کیا۔ سر انکا تن سے جدا کر کے لے گئے تھے جسکے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ بعد میں لاکر جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

یزید اور قتل حسین: حضرت حسین ﷺ کوفہ والوں کے خطوط ووفود کیوجہ سے کوفہ تشریف لا رہے تھے...... کہ راستہ میں عبیداللہ بن زیاد گورنر کوفہ کی مسلح فوج نے مزاحمت کی حضرت حسین ﷺ نے واپسی مکہ یا اسلامی سرحدوں پر جہاد کیلئے جانے دیں یا یزید سے ملاقات

تینوں باتیں سامنے رکھیں لیکن فریق مخالف نے ایک نہ سنی مزاحمت چلتی رہی حتیٰ کہ حضرت حسینؓ شہید کر دیئے گئے۔ اب مسئلہ یہ قابل غور ہے کہ اس قتل وظلم میں یزید کا کیا کردار ہے اور اسکا انجام کیا ہے بعض لوگ یزید کی اتنی خوبیاں اور بشارتیں بیان کرتے اور گنواتے ہیں کہ شاید وہ جنت میں اس کو پہنچا چکے ہوں۔ دوسری طرف لعن طعن کی بھر مار گویا کہ وہ مسلمان ہی نہ تھا۔ یہ افراط وتفریط راہ حق سے کوسوں دور اور قائل کے انجام کو خطرے میں ڈالنے والی ہے۔

صرف دو لفظ (۱) یزید کیلئے مبشر بالجنۃ ہونا ثابت ہے (۲) صراحۃً ومباشرۃً یزید کا قتل حسینؓ میں ملوث ہونا تاریخ کی کسی قوی وصحیح روایت سے ثابت نہیں۔ تصویر کا دوسرا رخ۔ یزید نے ظالم ابن زیاد اور اسکے چیچے کڑچھوں سے بدلہ نہیں لیا۔ (۲) کم از کم اسکو اس ظلم کی وجہ سے معزول کر دیتا، حالانکہ وہ بدستور گورنری پر قائم رہا ظالم کو نہ پکڑنا یا اسکو باوجود قصور یقینی کے معزول نہ کرنا کونسا انصاف ہے بلکہ یہ تو ظلم ظالم میں شرکت ہے۔ صرف یزید کے رونے سے سارا ظلم تھوڑا مٹ جائیگا۔ ''یہ تو آسن قبراں تے لگسن خبراں''

خلاصہ کلام! اس لئے یزید بالکل بریٔ الذمہ نہیں بلکہ اس کے طرز عمل سے رضا مترشح ہوتی ہے۔ یزید خوشخبری پانے والا ظالم یا بعض ظالموں کا حمایتی تھا۔ اب اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے کہ مرتے ہی اپنی اخروی زندگی اور اس کے حالات سے دوچار ہے۔

یزید اور لعنت: لعنت مرتکب کبیرہ غیر تائب اور حالت کفر پر مرنے والے کیلئے جائز ہے۔ آپ غور کیجئے۔ اگر یزید مستحق لعنت ہے تو انجام کو پہنچ چکا ہے ہم لعنت کریں یا نہ کریں۔ اگر وہ لعنت کا مستحق نہیں کہ توبہ کر کے اپنے آپ کو بچالیا ہو تو لعنت پھر ہم پر ہی واپس لوٹے گی۔ اس لئے پہلی صورت میں فائدہ نہیں اور دوسری صورت میں نقصان ہے اس لئے ہمارا زبان نہ کھولنا بلکہ اللہ کے ذکر اور رسول اللہ ﷺ پر درود میں بولنا بہتر ہے۔ جو ایمان کی پختگی اور میدان قیامت میں شفاعت کا سبب ہے۔

انتقام خداوندی: ''جیسے کرنی ویسے بھرنی'' اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ ظالم ابن زیاد کا حشر یہ ہوا کہ ۶۷ھ میں بہادر ابراہیم بن اشترؒ نے عین لڑائی کے دوران ابن زیاد کو قتل کیا اور اس کا سر جدا کر کے مختار کے پاس بھیجا پھر اس نے ابن زبیرؓ کے پاس بھیج دیا۔ (المفہم ج ۶ص ۲۹۸) فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنَا هُمْ فِي الْيَمِّ (اعراف ۱۳۶) انتہائی اختصار کے ساتھ عرض کر دیا ہے۔ ان شاء اللہ نفس مسئلہ اور اصل قضیہ واضح ہو چکا ہوگا۔ جعفر بن محمد کہتے ہیں علی، حسین بن علی المرتضیٰ، علی بن الحسین اور محمد ابن علی (باپ علی، بیٹا حسین، پوتا علی، پڑپوتا محمد) چاروں کا انتقال اٹھاون سال کی عمر میں ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حدیث ثانی: اثم لکع ۔۱: چھوٹا بچہ شفقت سے منہ، بچو۔ ۲: لئیم وبخیل کیلئے آتا ہے یہاں اول معنیٰ متعین ہے۔ سخابا پھولوں یا بیج نما دانوں کا ہار جس میں سونا چاندی نہ تھا۔

حدیث خامس: هذا قدامه و هذا خلفه. اس سے تین کا سوار ہونا ثابت ہوتا ہے۔

حدیث سادس: اس پر مفصل بحث باب فضائل علیؓ میں گزر چکی ہے۔[1]

(۴۸) بَاب مِّنْ فَضَائِلِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَابْنِهِ اُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

(۱۰۸۵) باب: حضرت زید بن حارثہ اور اسامہ بن زیدؓ کے فضائل کے بیان میں

(۳۲۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَا كُنَّا نَدْعُوْ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ فِي الْقُرْآنِ: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ [الاحزاب:۵] (قَالَ الشَّيْخُ اَبُوْ اَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى اَخْبَرَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْسُفَ الدُّوَيْرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ).

(۶۳۵۷) حضرت سالم بن عبداللہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت زید بن حارثہؓ کو زید بن محمد ﷺ کہہ کر پکارا کرتے تھے (کیونکہ حضرت زیدؓ آپ ﷺ کے متبنّٰی تھے) یہاں تک کہ قرآن مجید میں (یہ حکم) نازل ہوا کہ تم لوگ ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرکے پکارو تو یہ اللہ کے ہاں زیادہ بہتر ہے۔

(۳۲۱) حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ.

(۶۳۵۸) حضرت عبداللہؓ سے مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۳۲۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَ قُتَيْبَةُ وَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْآخَرُوْنَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِيْ اِمْرَتِهٖ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَنْ تَطْعَنُوْا فِيْ اِمْرَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمْرَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمْرَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ.

(۶۳۵۹) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اس لشکر پر حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سردار مقرر فرمایا تو لوگوں نے حضرت اسامہ کی سرداری کے بارے میں نکتہ چینی کی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور فرمایا: اگر تم حضرت اسامہؓ کی سرداری پر طعن کرتے ہو تو تم لوگ اس سے پہلے حضرت اسامہؓ کے باپ کی سرداری میں بھی نکتہ چینی کرچکے ہو اور اللہ کی قسم! اُسامہؓ کا باپ بھی سرداری کے لائق تھا اور وہ سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب تھا اور اب ان کے بعد یہ اسامہؓ بھی مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

(۳۲۳) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ اِمَارَتِهٖ يُرِيْدُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهٖ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لَهَا وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَاَحَبَّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَهَا لَخَلِيْقٌ يُرِيْدُ اُسَامَةَ (بْنَ زَيْدٍ) وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَاَحَبَّهُمْ اِلَيَّ مِنْ بَعْدِهٖ فَاُوْصِيْكُمْ بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ.

(۶۳۶۰) حضرت سالمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس حال میں کہ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ اگر تم لوگ اسامہؓ کی سرداری پر نکتہ چینی کرتے ہو تو تم لوگ اس سے پہلے اُن کے باپ کی سرداری پر بھی نکتہ چینی کرچکے ہو اور اللہ کی قسم! وہ سرداری کے لائق تھے اور اللہ کی قسم! وہ میرے محبوب ترین لوگوں میں سے تھے۔ اللہ کی قسم! اسامہ بن زید بھی سرداری کے

لائق ہے اور حضرت زیدؓ کے بعد مجھے یہ سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اسی وجہ سے میں تم لوگوں کو حضرت زیدؓ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمہارے نیک لوگوں میں سے ہیں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں ان میں زیدؓ اور اسامہؓ کے فضائل کا ذکر ہے۔

زید ﷺ کی مکہ آمد اور نام ونسب: نام زید، کنیت ابو اسامہ، والد کا نام حارثہ، والدہ کا نام سعدی۔ **ما کنا ندعو زید بن حارثة الا زید ابن محمد**. انکا پس منظر یہ ہے کہ زید کی والدہ سعدی اپنے اہل (میکے) بنی معن سے ملنے کیلئے گئیں اور اسکو بھی ساتھ لے گئیں۔ بنو معن (جو ان کے رشتے دار تھے) پر بنو قین کے شاہسواروں نے حملہ کیا لوٹ مار کی اور بہت ساروں کو قید کر لیا تو زید ﷺ بھی جو ابھی نوعمر تھے قید ہوئے۔ ان کو لا کر بازار عکاظ میں حکیم ابن حزام کو بیچ دیا حکیم نے اپنی پھوپھی خدیجہؓ کیلئے چار سو درہم میں خریدا یہ سیدہ خدیجہؓ کے پاس رہے جب آنحضرت ﷺ کا نکاح خدیجہؓ سے ہوا تو انہوں نے حضور ﷺ کو ہدیہ کر دیا۔ یہ یہاں رحمۃ للعالمین کے پاس زندگی بسر کر رہے تھے اور ان کے والد غم فراق میں نڈھال کہتے پھرتے تھے۔

بكيت على زيد ولم أدرِ ما فعل   أحيٌّ فيرجى ام اتى دونه الأجل

میں زید پر زار و قطار روتا ہوں نہ معلوم کیا ہوا۔   کیا وہ زندہ ہے کہ امید رکھی جائے یا اجل نے آلیا

بنو کلب کے لوگ حج پر آئے تو انہوں نے زید ﷺ کو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ تو زید بن حارثہ بن شرحبیل ہے۔ تو زید نے ان سے کہا میرے والدین کو یہ قطعہ پہنچا دو۔

احنّ الى قومي و ان كنت نائيا   بانّي قطين البيت عند المشاعر .

میں اپنی قوم پر قربان ہوتا ہوں اگر چہ میں دور ہوں   کہ میں مشعر حرام میں بیت اللہ کا پڑوسی و خادم ہوں۔

بنو کلب نے جا کر بتایا تو ان کے والد حارثہ اور چچا کعب چلے اور کعب کو لائے تھے کہ اس کو فدیہ دیکر زید کو لے آئیں گے۔ مکہ آن پہنچے نبی ﷺ کا پوچھا تو لوگوں نے کہا ہو فی المسجد (وہ مسجد میں تشریف رکھتے ہیں) آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آتے ہی کہا: **يا ابن عبد المطلب ! يا ابن سيد قومه ! انتم اهل حرم الله تفكون العانى و تطعمون الاسير**۔ اے عبدالمطلب کے بیٹے اپنی قوم کے سردار کے بیٹے تم تو اللہ کے حرم کے باسی ہو گردنیں چھڑاتے ہو اسیروں کو کھلاتے ہو **جئناك فى ولد نا عبدك . فامنن علينا و احسن فى فدائه فانا سنرفع لك**...... ہم تیرے پاس ایک مراد لے کر آئے ہیں کہ ہمارا ایک فرزند آپ کا غلام ہے ہم پر احسان کیجئے اور فدیہ لے لیجئے ہم آپ کے احسان مند اور مشکور ہونگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **وما ذالك**۔ بیان کرو کیا بات ہے انہوں نے کہا زید بن حارثہ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں اس کو بلاتا ہوں اگر اس نے تمہارے ساتھ جانا پسند کیا تو کوئی فدیہ نہ لونگا بخوشی تمہارے سپرد اور اگر اس نے میرے پاس ہی رہنا پسند کیا تو میں جبر نہ کرونگا۔ انہوں نے کہا بہت اچھا آپ ﷺ نے بالکل انصاف کی بات فرمائی! پھر زید رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور فرمایا: انکو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! یہ میرے ابا اور چچا ہیں پھر فرمایا انکی رشتہ داری اور میرا برتاؤ تو خوب جانتا ہے اب تیری مرضی انکے ساتھ جانا چاہے یا پھر بدستور میرے پاس رہے **فقال زيد ! ما انا اختار عليك احدا**۔ کہا آپ پر (ساری کائنات قربان کر سکتا ہوں) کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا میرے باپ

بھی آپؐ اور چچا بھی آپؐ ہیں۔ تو والد اور چچا نے کہا فقالا و یحک! أتختار العبودیة علی الحریة و علی ابیك و عمك و اهل بیتك تو اس غلامی کو آزادی ماں باپ، چچا اور خویش قبیلہ سب پر ترجیح دیتا ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے جو صفات اس ذات پاک میں دیکھی ہیں۔ ان پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ جب آپ ﷺ نے یہ حال دیکھا تو ان کو اپنی گود میں لیا اور (شفقۃ فرمایا) تم لوگ گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہے یہ میرا وارث اور میں اس کا وارث۔ جب والد نے رحمت کے سمندر کا برتاؤ اور سارا ماجرا دیکھا تو انکو اطمینان ہوا کہ آسودہ و خوشحال ہے تو خوش خوش واپس ہوئے۔ اس دن سے زید ابن محمد کہلانے لگے۔ قرآن کریم (احزاب: ۳۷۔۴۰) میں ان کا نام مذکور ہے اور ان کے متبنّٰی ہونے کا بھی ذکر موجود ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ایک رسم جاہلیت کو مٹا دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہے حتیٰ کہ اعلان نبوت ہوا اور اسلام قبول کیا۔ اور مکمل احکام اسلام پر کاربند رہے آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے رہے۔

شہادت: شام کی سرزمین موتہ کے میدان میں ۸ھ کو شہید ہوئے واہ نصیب کی یاوری کہ اسیر آئے اور مکین جنت ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ وہی غزوہ ہے جس میں زید، جعفر، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے لیکن پرچم اسلام سرنگوں نہ ہونے دیا۔

اسامہ رضی اللہ عنہ: نام اسامہ والد کا نام زید والدہ ام ایمن برکتہ۔ ایک مرتبہ عمرؓ نے اپنے ایام خلافت میں اسامہ کو پانچ ہزار اور عبداللہ ابن عمر کو دو ہزار عطا کئے تو عبداللہ بیٹے بول پڑے کہ میں اور اسامہ برابر میدان میں شریک رہے اور میری بہادری و قربانی زیادہ ہے لیکن حصہ کم تو فرمایا: ہاں! اسامہ آپ ﷺ کو محبوب تھا اس لئے اس کو زیادہ ملا تو مجھے محبوب ہے ترجیح رسول اللہ کے محبوب کو ہوگی۔

وفات: اسامہؓ نے سنت کے مطابق علیحدگی کی زندگی بسر کی کسی شورش میں شریک نہیں ہوئے ۵۵ھ ایام خلافت معاویہؓ میں وفات پائی۔

حدیث رابع: ان تطعنوا فی امارته یرید اسامة۔ آنحضرت ﷺ نے انکو موتہ کے قریب ایک بستی اُبنی میں جہاد و قتال کیلئے بھیجا اور اسامہ کو ہی امیر بنایا جس میں ابوبکر و عمرؓ بھی موجود تھے۔ یہ لشکر لے کر ابھی مدینہ سے نکلے ہی تھے کہ نبی ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی واپس ہوئے تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد ابوبکرؓ نے بھی ترتیب نبوی کو برقرار رکھتے ہوئے اسامہ کی امارت میں لشکر روانہ فرمایا۔ زید و اسامہ کی امارت پر اشکال کیوں؟ انکی امارت میں اشکال کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ کم عمر تھے اسی طرح انکے والد کی امارت کے بارے میں بھی کہا گیا کہ ایک آزاد کردہ غلام کو امیر بنایا گیا۔ لیکن یہ غلامی و بچپن کا معاملہ نہیں بلکہ اللہ کی عنایت اور رسول اللہ کے انتخاب کا حاصل ہے۔ ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔[1]

(۴۹): باب مِّنْ فَضَآئِلِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

(۱۰۸۶) باب: حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے فضائل کے بیان میں۔

(۳۲۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّهِیْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ

[1] نووی۔ المفهم۔ اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکمله

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لِابْنِ الزُّبَیْرِ اَتَذْکُرُ اِذْ تَلَقَّیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَنْتَ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَ تَرَکَکَ.

(۶۳۶۱) حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ نے حضرت ابن زبیرؓ سے فرمایا: کیا آپ کو یاد ہے کہ جب میں نے اور آپ نے اور حضرت عباسؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی تھی؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! تو آپؐ نے ہمیں سوار کر لیا تھا اور آپ کو چھوڑ دیا تھا۔

(۳۲۵) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّهِیْدِ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّةَ وَاِسْنَادِہٖ.

(۶۳۶۲) حضرت حبیب بن شہید سے ابن علیہ کی حدیث اور ان کی سند کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۳۲۶) حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی وَاَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاللَّفْظُ لِیَحْیٰی قَالَ اَبُوْبَکْرٍ حَدَّثَنَا وَ قَالَ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّیَ بِصِبْیَانِ اَهْلِ بَیْتِہٖ قَالَ وَاِنَّہٗ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِیْ اِلَیْہِ فَحَمَلَنِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ ثُمَّ جِیْءَ بِاَحَدِ ابْنَیْ فَاطِمَةَ فَاَرْدَفَہٗ خَلْفَہٗ قَالَ فَاُدْخِلْنَا الْمَدِیْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰی دَابَّةٍ وَاحِدَةٍ.

(۶۳۶۳) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو گھر کے بچے آپؐ سے جا کر ملتے۔ راوی کہتے ہیں کہ (اسی طرح ایک دن) آپؐ سفر سے واپس تشریف لائے تو میں آپؐ سے ملنے کے لیے آگے بڑھا تو آپؐ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا پھر حضرت فاطمہؓ کے لخت جگر آئے تو آپؐ نے اُن کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم تینوں ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

(۳۲۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِیْمِ بْنُ سُلَیْمٰنَ عَنْ عَاصِمٍ حَدَّثَنِیْ مُوَرِّقٌ الْعِجْلِیُّ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّیَ بِنَا قَالَ فَتُلُقِّیَ بِیْ وَبِالْحَسَنِ اَوْ بِالْحُسَیْنِ قَالَ فَحَمَلَ اَحَدَنَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَالْاٰخَرَ خَلْفَہٗ حَتّٰی دَخَلْنَا الْمَدِیْنَةَ.

(۶۳۶۴) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپؐ ہم سے ملتے راوی کہتے ہیں (کہ ایک مرتبہ) مجھ سے اور حضرت حسنؓ سے یا حضرت حسینؓ سے ملے تو آپؐ نے ہم میں سے ایک کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور ایک کو اپنے پیچھے بٹھا لیا' یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔

(۳۲۸) حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا مَهْدِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ یَعْقُوْبَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَی الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَرْدَفَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ خَلْفَہٗ فَاَسَرَّ اِلَیَّ حَدِیْثًا لَا اُحَدِّثُ بِہٖ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ.

(۶۳۶۵) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا اور خاموشی سے مجھے ایک بات ارشاد فرمائی جس کو میں لوگوں میں سے کسی سے بیان نہیں کروں گا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: عبداللہ نام ابوجعفر کنیت والد جعفر طیار رضی اللہ عنہ والدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا یہ ہجرت حبشہ کے دوران حبشہ میں پیدا ہوئے اور مہاجرین میں سے سب سے پہلے حبشہ میں پیدا ہونے والے یہی ہیں۔

وفات: نوے سال کی عمر میں ۸۰ھ مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ خاموش طبع سخی شفیق نیک خو اور پاک دامن تھے انکے والد جعفر طیار رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تھے اس لئے نبی انکی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کیوجہ سے انتہائی نرمی وشفقت فرماتے۔

حدیث اوّل: باب کی اس حدیث سے تین کے سوار ہونے کا ذکر ہے جیسے ابھی فضائل حسن وحسین میں گزرا عبداللہ بن جعفر کو سوار کیا عبداللہ ابن زبیر کو چھوڑ دیا۔

حدیث خامس: اردفنی رسول الله ذات یوم خلفه فاسرَّ الیّ حدیثا۔ اس سے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مرتبے کا پتہ چلا کہ کتنے بااعتماد تھے کہ نبی نے راز کی بات ان سے فرمائی۔ و الله یعلم بذالك الحدیث۔[1]

(۵۰) باب مِّنْ فَضَآئِلِ خَدِيْجَةَ (اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

(۱۰۸۷) باب: ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کے بیان میں

(۳۲۹) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَ وَكِيْعٌ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمٰنَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَاللَّفْظُ حَدِيْثُ اَبِیْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا بِالْكُوْفَةِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ قَالَ اَبُوْكُرَيْبٍ وَاَشَارَ وَكِيْعٌ اِلَى السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ.

(۶۳۶۶) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوفہ میں سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمام عورتوں میں سے سب سے افضل عورت مریم بنت عمران علیہا اسلام ہے اور (میرے زمانے کی) سب عورتوں سے افضل عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد (خدیجہ الکبریٰ) ہیں۔ ابوکریب کہتے ہیں کہ حضرت وکیع نے آسمان وزمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

(۳۳۰) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ جَمِيْعًا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍالْعَنْبَرِیُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمِلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمِلْ مِنَ النِّسَاءِ غَيْرُ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ وَآسِيَةَ امْرَاَةِ فِرْعَوْنَ وَاِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ.

(۶۳۶۷) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ مردوں میں سے بہت

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

سے مرد کامل ہوئے ہیں اور عورتوں میں سے کوئی بھی عورت کامل نہیں ہوئی، سوائے حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام اور حضرت آسیہ، فرعون کی بیوی کے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر اس طرح ہے جس طرح کی ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

(۳۳۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اَتٰی جِبْرِيْلُ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْكَ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ اَوْ شَرَابٌ فَاِذَا هِیَ اَتَتْكَ فَاقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا (عَزَّ وَجَلَّ) وَمِنِّیْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ قَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ فِیْ رِوَايَتِهٖ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (وَ) لَمْ يَقُلْ سَمِعْتُ وَلَمْ يَقُلْ فِی الْحَدِيْثِ وَمِنِّیْ.

(۶۳۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں، آپ کے پاس جو ایک برتن لے کر آئی ہیں۔ اس برتن مین سالن ہے یا کھانا ہے یا پینے کی کوئی چیز (شربت وغیرہ) تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کو اپنے پروردگار عزوجل کی طرف سے اور میری طرف سے سلام فرمائیں اور ان کو جنت میں ایک ایسے محل کی خوشخبری دے دیں کہ جو خولدار موتیوں کا بنا ہوا ہے۔ جس محل میں نہ کسی قسم کی گونج ہوگی اور نہ کسی قسم کی کوئی تکلیف ہوگی۔

(۳۳۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ (الْعَبْدِیُّ) عَنْ اِسْمٰعِيْلَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ خَدِيْجَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا بِبَيْتٍ فِی الْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

(۶۳۶۹) حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک گھر (محل) کی خوشخبری دی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں! آپ نے حضرت خدیجہ کو جنت میں ایک خول دار موتیوں کے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری دی ہے۔ جس گھر میں نہ کسی قسم کا شور ہوگا اور نہ ہی کوئی تکلیف۔

(۳۳۳) حَدَّثَنَاهُ يَحْيٰی بْنُ يَحْيٰی اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ وَ جَرِيْرٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

(۶۳۷۰) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۳۳۴) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَشَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَدِيْجَةَ (بِنْتَ خُوَيْلِدٍ) بِبَيْتٍ فِی الْجَنَّةِ.

(۶۳۷۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کو جنت

میں ایک گھر کی خوشخبری عطا فرمائی ہے۔

(۳۳۵) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَاَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ اَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ لِمَا كُنْتُ اَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ اَمَرَهُ رَبُّهُ (عَزَّ وَجَلَّ) اَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ فِي الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِيْهَا اِلٰى خَلَائِلِهَا.

(۶۲۷۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت پر اس قدر رشک نہیں کیا جس قدر کہ میں نے حضرت خدیجہؓ پر رشک کیا اور حضرت خدیجہؓ میری شادی سے تین سال پہلے وفات پا چکی تھیں (اور میں یہ رشک اس وقت کیا کرتی تھی) کہ جب آپؐ حضرت خدیجہؓ کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور آپ کو آپؐ کے پروردگار نے حکم فرمایا کہ حضرت خدیجہؓ کو جنت میں خولدار موتیوں سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری دے دو اور آپؐ جب بھی بکری ذبح کرتے تھے تو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو گوشت بھیجا کرتے تھے۔

(۳۳۶) حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا عَلٰى خَدِيْجَةَ وَاِنِّيْ لَمْ اُدْرِكْهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ذَبَحَ الشَّاةَ فَيَقُوْلُ اَرْسِلُوْا بِهَا اِلٰى اَصْدِقَاءِ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ فَاَغْضَبْتُهُ يَوْمًا فَقُلْتُ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ قَدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا.

(۶۲۷۳) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی پر رشک نہیں کیا، سوائے حضرت خدیجہؓ (یعنی میں اُن پر رشک کیا کرتی تھی) اور میں نے حضرت خدیجہؓ کو نہیں پایا۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بکری ذبح کرتے تھے تو آپؐ فرماتے کہ اس کا گوشت حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھیج دو۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں ایک دن غصہ میں آ گئی اور میں نے کہا: خدیجہؓ، خدیجہؓ ہی ہو رہی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت خدیجہؓ کی محبت مجھے عطا کی گئی ہے۔

(۳۳۷) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ اِلٰى قِصَّةِ الشَّاةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الزِّيَادَةَ بَعْدَهَا.

(۶۲۷۴) حضرت ہشام اس سند کے ساتھ ابو اسامہ کی حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں لیکن اس میں بکری کے واقعہ تک کا ذکر ہے اور اس کے بعد کی زیادتی کا ذکر نہیں کیا۔

(۳۳۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ (لِلنَّبِيِّ ﷺ) عَلَى امْرَاَةٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِهِ اِيَّاهَا وَمَا رَاَيْتُهَا قَطُّ.

(۶۲۷۵) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا کہ میں نے حضرت خدیجہؓ پر رشک کیا ہے کیونکہ نبی ﷺ ان کا کثرت سے ذکر کرتے تھے اور میں نے ان کو

دیکھا بھی نہ تھا۔

(۳۳۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى خَدِيْجَةَ حَتّٰى مَاتَتْ.

(۶۲۷۶) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر (دوسری) شادی نہیں کی یہاں تک کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

(۳۴۰) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ اِسْتَاذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَارْتَاحَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ فَغِرْتُ فَقُلْتُ وَمَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ خَمْشَاءِ السَّاقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ فَأَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا.

(۶۲۷۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے کی اجازت مانگی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اجازت مانگنا یاد آ گیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ! یہ ہالہ بنت خویلد ہیں!! مجھے یہ دیکھ کر رشک آ گیا۔ میں نے عرض کیا: آپ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک بھاری گالوں والی عورت کی یاد کرتے ہیں جس کی پنڈلیاں باریک تھیں اور ایک لمبی مدت ہوئی وہ انتقال کر چکیں تو اللہ پاک نے آپ کو ان سے بہتر بدل عطا فرمایا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں۔ ان میں ام المومنین خدیجہ کا ذکر ہے۔

خدیجہ بنت خویلد: سب سے پہلا نکاح انکا ابو ہالہ ہند بن النباش التمیمی سے ہوا۔ پھر عتیق بن عائذ المخزومی سے ہوا۔ اسکے بعد جب انکی عمر چالیس سال تھی تو نبی ﷺ سے نکاح ہوا جبکہ حضور پُرنور کی عمر پچیس سال تھی۔ انکے بطن سے چار بیٹیاں زینب فاطمہ رقیہ ام کلثوم اور دو بیٹے قاسم اور طیب طاہر یعنی عبداللہ پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کی اولاد ازواج مطہرات میں سے سوائے خدیجہ کے کسی سے نہیں ہوئی صرف ماریہ قبطیہ ؓ کے بطن سے ابراہیم ؑ پیدا ہوئے یہ بھی بچپن میں داغ مفارقت دے گئے۔ سیدہ خدیجہ ؓ زیرک ماہر باشرافت اور صاحب مال تھیں۔ جبرئیل ؑ سلام لائے اور جنت کی خوشخبری دی۔

وفات: ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں انکا انتقال ہوا اور حجون میں دفن ہوئیں۔ سیدہ خدیجہ اور ابو طالب کی وفات میں صرف تین دن کا فاصلہ ہے۔ اسی سال کا نام عام الحزن ہوا۔

حدیث اوّل: خیر نسائها مریم بنت عمران و خیر نسائها خدیجة بنت خویلد۔ اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے افضل مریم بنت عمران تھی اس امت میں سب سے بہتر خدیجہ بنت خویلد ہے۔ یہ ترجمہ علامہ طیبی ؒ کی تحقیق کے مطابق کیا گیا ہے کہ نسائها کی ضمیر مؤنث کا مرجع الامۃ ہے مریم اپنے زمانے اور امت میں خدیجہ اس امت سے۔ ☆ جبکہ علامہ قرطبی کا کہنا ہے ضمیر کا مرجع الدنیا ہے دنیا کی عورتوں میں بہتر مریم بنت عمران اور دنیا کی عورتوں میں سب سے بہتر خدیجہ بنت خویلد۔ ☆ حافظ ابن حجر ؒ

کہتے ہیں کہ ضمیر اوّل کا مرجع السماء ہو اور دوسرے نسائھا کی ضمیر کا مرجع الارض ہو معنیٰ یہ ہو آسمان کی عورتوں میں سب سے بہتر مریم بنت عمران اور زمین کی عورتوں میں سب سے بہتر خدیجہ بنت خویلدؓ ہیں۔☆ حافظؒ صاحب کے قول کے مطابق دوصورتیں ہیں۔
(۱) یہ جملہ حیات خدیجہؓ میں فرمایا (۲) یہ وفات خدیجہؓ کے بعد فرمایا۔ پہلی صورت میں تشریح یہ ہوگی کہ وہ مریم جسکی روح آسمان (علیین) میں ہے سب سے بہتر ہے اور یہ خدیجہ جو زمین پر زندہ ہیں سب سے بہتر ہیں۔ دوسری صورت میں یوں کہیں گے یہ دونوں جنکی روحیں آسمان (علیّین) میں ہیں اور جسد خاکی زمین (قبر) میں ہے سب عورتوں سے بہتر ہے۔ شیخ الاسلام مدّ ظلہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں اسکی ترکیب یوں ہوگی خیر نسائھا خبر مقدم مریم بنت عمران مبتدا مؤخر۔ گویا عبارت اس طرح ہے مریم خیر نسائھا ای نساء زمانھا اسی طرح خدیجہ خیر نسائھا ای نساء زمانھا۔ حاصل یہی کہ اپنے زمانے میں مریم بہتر تھیں اس (موجودہ) زمانے میں خدیجہ افضل ہے۔ و اشار وکیع الی السماء و الارض اس میں انکا مقصد یہ کہ ہے کہ جہان (آسمان وزمین) کی عورتوں میں بہتر ہیں۔

عورتوں میں سب سے افضل کون ہے: **وکذالك اختلفوا في عائشة وخديجة ايّتهما افضل وفي عائشة وفاطمة** (مسلم ج ۲ ص ۲۷۲ نووی) علامہ نوویؒ نے اس عبارت میں مراتب کے متعلق اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے پہلے احادیث ملاحظہ ہوں۔
(۱) **افضل نساء اهل الجنة خديجة بنت خويلد و فاطمة بنت محمد و مريم بنت عمران و آسية بنت مزاحم امرأة فرعون**[1] جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ، فاطمہ، مریم، آسیہ ہیں۔ (۲) **حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران و خديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد و آسية امراة فرعون.**[2] اے انس جہاں کی عورتوں میں (کاملات کے تذکرے میں) یہ چاروں تجھے کافی ہیں۔ یعنی صاحب فضیلت ہیں۔ (۳) **انّما فاطمة بضعة منّي يؤذيني ما آذاها وينصبني ما انصبها** (ترمذی ج ۲ ص ۷۰۶) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو چیز اسے ستائے مجھے بھی ستاتی ہے جو اسے تھکائے مجھے بھی تھکاتی ہے۔ (جو اس پر گراں گزرے وہ مجھ پر گراں گزرتی ہے) (۴) **قال يا سلمة لا توذيني في عائشة. فانّه ما انزل عليّ الوحيُ الاّ وان في لحاف امراة منكنّ غيرها۔**[3] (۵) **فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام. كمل من الرجال كثير و لم يكمل من النساء الا مريم بنت عمران و آسية امراة فرعون** (ترمذی ج ۲ ص ۷۰۷، ۷۴۴ اور مسلم ج ۲ ص ۲۸۴) علامہ قرطبیؒ نے نقل حدیث کے بعد یہ کہا ہے کہ اس سے دو باتیں حاصل ہوتی ہیں۔
(۱) یہ جہان میں من حیث المجموع (مجموعی طور پر) باقی مستورات سے افضل ہیں۔ (۲) جہان کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں لیکن باہم انکے درجات متفاوت ہیں۔ علامہ سبکیؒ کہتے ہیں کہ سب سے افضل فاطمہ ہیں۔ پھر خدیجہ پھر عائشہ رضی اللہ عنہن۔ علامہ عینیؒ (نقلا عن بعض اساتذتہ) کہتے ہیں **فاطمة افضل في الدنيا و عائشة افضل في الآخرة** (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۴۲) علامہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مابین فضائل قریب قریب ہیں۔ گویا انہوں نے توقف کو ترجیح دی ہے علامہ سیوطیؒ کہتے ہیں کہ **افضل النساء مريم و فاطمة** اور **افضل امهات المؤمنين خديجة و عائشة.** ملا علی قاریؒ کہتے ہیں توقف اولیٰ ہے کیونکہ

---
[1] المفہم ج ۶ ص ۳۱۴ [2] ترمذی ج ۲ ص ۷۰۸ [3] ترمذی ج ۲ ص ۷۰۷

اس میں کوئی دلیل قطعی (حرف آخر) نہیں۔ (کوکب الدری ج ۲ص ۴۴۸)

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا: کہ ایک دن سیدہ عائشہ اور فاطمہ کے درمیان مکالمہ ہوا۔ سیدہ فاطمہؓ نے کہا کہ میرا درجہ زیادہ ہے اور سیدہ عائشہ نے کہا کہ میرا...... سیدہ عائشہؓ نے آخری بات یہ فرمائی کہ جب جنت میں چلے جائیں گے تو زوجہ علی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ اس کے محل میں چلی جائے گی اور میں (ام المومنین حبیبۃ النبی) محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ عائشہ افضل ہیں اور یہی قرین قیاس ہے۔ (کشف الباری ج ۱ص ۲۹۵) واہ بخاریؒ تیرا انداز! علامہ ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ دراصل فضل و مرتبہ کی بناء الگ الگ ہے جس سے با آسانی تطبیق حاصل ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو ایسی فضیلت حاصل ہے جسکا کوئی دوسرا سہیم نہیں۔ خدیجہؓ تقدم فی الاسلام میں افضل ہیں۔ عائشہؓ علم، فضل وکمال کے اعتبار سے افضل ہیں (کہ کبار صحابہ بھی اکثر مسئلہ کی تحقیق انہیں سے پاتے اور علمی پیاس بجھاتے) فاطمہؓ اصل ونسب اور شرافت کے اعتبار سے افضل ہیں۔ انتھی کلامہ۔ اس میں اتنا اضافہ ہوسکتا ہے کہ بلا نکاح بشارت ولادت مسیح علیہ السلام کے اعتبار سے مریم اور تکالیف و استقامت کے اعتبار سے آسیہ بنت مزاحم افضل ہیں۔ یہ تطبیق عمدہ اور عند الکل مقبول ہے۔ رضی اللہ عنہن۔ واللہ اعلم

حدیث ثانی: کملَ من الرجال...... کَمُلَ، کَمَلَ، کَمِلَ میم پر تینوں حرکات سے ہے والکسرۃ ضعیف (نووی) کمال سے نبوت، صداقت، شہادت، ولایت مراد ہوتے ہیں۔ کمال کا اعلیٰ درجہ نبوت و رسالت ہے باقی صداقت، عدالت، شہادت، ولایت، خشیت، کرامت یہ سب نبوت سے مستفاد ہیں۔ کیونکہ یہ درجات نبی ورسولؑ کی پیروی سے ملتے ہیں عند الجمہور یہاں کمال سے صداقت، شہادت اور ولایت مراد ہے کہ بہت سارے مردوں نے تقویٰ وطہارت اور عبادت وریاضت سے یہ کمال حاصل کیے جبکہ عورتوں میں سے بہت کم نے ایسے درجات پائے۔ ☆ بعض نے کمال سے مراد نبوت لیا ہے کہ مردوں میں سے کثیر نے یہ کمال حاصل کیا اور عورتوں میں سے چند نے یہ کمال پایا۔ چنانچہ اشعری کہتے ہیں حوا، سارہ، ہاجرہ، اُمّ موسیٰ، آسیہ، مریم کو نبوت ملی۔

دلیل: وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ (قصص ۷) ہم نے موسیٰ کی ماں (یوحی ند) کی طرف وحی کی اس کو دودھ پلا۔ وہ کہتے ہیں کہ وحی نبوت کی دلیل ہے۔

جواب (۱) وحی سے القاء اور الہام مراد ہے هو وحی الهام بأن قذف فی قلبها. (خازن ج ۳ص ۴۲۳) (۲) صرف وحی کے لفظ سے نبوت ثابت ہوتی ہے تو شہد کی مکھی کو نبی مانیں؟[1]

جمہور کی دلیل: وما ارسلنا من قبلك الا رجالا. (یوسف ۱۰۹) ہم نے آپ سے پہلے صرف مرد پیغمبر بھیجے۔ خلقت وفطرت میں مردوں، عورتوں کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں نبوت، رسالت اور حاکمیت مردوں کیلئے ہیں یہ ولیہ او رصدیقہ تھیں۔

حدیث ثالث: هذه خديجة قد اتتك معها اناء فيه ادام او شراب او طعام۔ اس میں سیدہ خدیجہؓ کی فضیلت وفہم اور خدمت کا ذکر ہے جب انہوں نے مصطفیٰ ﷺ کی خدمت کی تو پھر خدا نے ان پر سلام بھیجا۔

﴿وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ﴾

قصب موتیوں کا محل: (۱) اس سے مراد گول و بلند موتی کا محل ہے ۲: سونے کا محل جو موتیوں اور جواہر سے جوڑا گیا ہوگا۔

---

[1] اوحی ربك الی النحل (نحل ۶۸) تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی۔ جمہور کا قول معتبر ہے۔

صخب: ایسا محل کہ جس میں شور نہ ہوگا۔ یہ کنایہ ہے انکی ملکیت خاصہ کی طرف کہ یہ صرف انہی کا گھر ہی ہے مشترک نہیں کہ شرکاء اپنا اپنا حصہ وصول کرنے کیلئے آئیں اور اس میں آوازیں بلند ہوں اور شور برپا ہو جائے۔

نصب: اس میں اشارہ ہے کہ یہ گھر انکے اعمال کی جہد مشقت وتھکاوٹ سے نہیں بلکہ محض اللہ کے فضل سے عطا ہوگا۔

حدیث سابع: ما غرت على امراة ما غرت على خديجة میں نے اتنی غیرت کسی عورت پر نہیں کی جتنی حضرت خدیجہؓ پر کی یہ اس لیے کہ نبی ﷺ انکی محبت کیوجہ سے اکثر و بیشتر ان کا تذکرہ کرتے رہتے جس سے سیدہ عائشہؓ کو غیرت آئی! میں موجود ہوں اور پھر بھی اس خدیجہؓ کا ذکر کرتے رہتے ہیں جو دنیا سے رحلت کر چکی۔ اور یہ طبعی غیرت کا تقاضا ہے جو صاحب فضیلت مستورات سے بھی بعید اور کالعدم نہیں اسکے جواز کی حد یہ ہے کہ اس سے پیدا شدہ غضب، حسد، کینہ وغیرہ نہ آئے محض مقتضائے طبیعت کے اظہار و ذکر میں کوئی مذائقہ نہیں۔ و لقد هلكت قبل ان يتزوّجنى بثلاث سنين . حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ اگر وہ حیات ہوتیں تو اور زیادہ غیرت ہوتی۔ ثم يهديها الى خلا ئلها۔ خلائل خليلة کی جمع ہے اسی طرح اگلی حدیث میں ہے اصدقاء (یا صدائق بھی مستعمل ہے) جمع صدیق وصدیقہ۔ سہیلیاں ہم عصر و ہم عمر خواتین۔ فاغضبته يوما۔ اسکا پس منظر یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دن سیدہ خدیجہ کا ذکر فرمایا کہ ایسی جانثار و وفادار...... اور اس سے اولاد ہونے کا بھی ذکر کیا تو اس پر سیدہ عائشہؓ جزبہ میں آگئیں۔ تو آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا: انىّ قد رزقت حبها یقینا مجھے اسکی محبت دی گئی اور یہ بھی ذکر ہے کہ وہ مجھ پر ایمان لائیں...... جب لوگوں نے انکار کیا اس نے میری مواسات کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا اور میری تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلایا۔

سیدہ سے نکاح: حضرت عائشہ سے نکاح قبل از ہجرت مکہ مکرمہ میں ہوا اور رخصتی مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہوئی۔

حدیث ثانی عشر: استاذنت هالة بنت خويلد اخت خديجة. ہالہ یہ خدیجہؓ کی بہن تھیں جو آپ ﷺ کے داماد ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے والد ربیع بن عبدالعزی کی بیوی تھیں۔ جب وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں اور اجازت طلب کی تو آپ ﷺ کو اس کے لب و لہجہ سے خدیجہؓ اور اسکی محبت یاد آگئی کیونکہ انکی آواز اپنی بہن سے ملتی تھی۔ یہ بات قابل غور ہے کہ یہ نبی ﷺ کے پاس آنا مدینہ منورہ میں تھا یا مکہ مکرمہ میں شیخ الاسلام مدظلہ نے دو احتمال لکھے ہیں

(۱) کہ ہالہ نے مدینہ کیطرف ہجرت کی (اور یہی متبادر المفہوم ہے) اور نبی ﷺ کے پاس آئیں۔ ۲: ہجرت نہیں کی بلکہ سیدہ عائشہ مکہ کے سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھیں اور یہیں مکہ میں ہالہ آپکے پاس آئیں۔ واللہ اعلم۔

حمراء الشدقين خمشاء الساقين. عمر رسیدہ سرخ مسوڑھوں والی پتلی پنڈلیوں والی۔ اس میں اشارہ ہے بڑھاپے کی طرف کہ عمر ڈھلتے اور بڑھاپا آنے پر دانت گر جاتے ہیں خالی لال مسوڑھے رہ جاتے ہیں رنگت و جسامت دونوں میں تغیر آجاتا ہے۔

فابدلك الله خيرا منها۔ اس سے مقصود یہ نہیں کہ بالجزم اس سے افضل آپ کو عطا ہوئیں بلکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو نو عمر باکرہ عطا کی ہیں[1]

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۵۱) باب فَضَائِلُ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا.

(۱۰۸۸) باب: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کے بیان میں۔

(۳۴۱) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَ اَبُو الرَّبِيْعِ جَمِيْعًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِي الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ جَاءَ نِيْ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ يَقُوْلُ هٰذِهِ امْرَاَتُكَ فَاَكْشِفُ عَنْ وَجْهِكِ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ فَاَقُوْلُ اِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ.

(۶۲۷۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے عائشہ!) تُو مجھے تین رات تک خواب میں دکھائی گئی۔ ایک فرشتہ سفید ریشم کے ٹکڑے میں تجھے میرے پاس لایا اور وہ مجھ سے کہنے لگا: یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے اُس کا چہرہ کھولا تو وہ تُو نکلی۔ تو میں نے (اپنے جی میں) کہا: اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خواب ہے تو اس طرح ضرور ہوگا۔

(۳۴۲) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ.

(۶۲۷۹) حضرت ہشام اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

(۳۴۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ وَجَدْتُ فِيْ كِتَابِيْ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قَالَتْ فَقُلْتُ وَمِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ قَالَ اَمَّا اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَ اِذَا كُنْتِ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ.

(۶۲۸۰) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں جانتا ہوں جس وقت کہ تو مجھ سے راضی (خوش) ہوتی ہے اور جس وقت کو تو غصہ میں ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: آپؐ یہ کیسے پہچان لیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: جب تُو مجھ سے راضی (خوش) ہوتی ہے تو تُو کہتی ہے، محمد ﷺ کے رب کی قسم! اور جب تو غصہ (ناراض) ہوتی ہے تو کہتی ہے: ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: بے شک اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں تو صرف آپ کا نام مبارک ہی چھوڑتی ہوں۔

(۳۴۴) وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ (بْنِ عُرْوَةَ) بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلٰى قَوْلِهِ لَا وَ رَبِّ اِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

(۶۲۸۱) حضرت ہشام بن عروہ سے اس سند کے ساتھ ابراہیم کے رب کی قسم تک کا قول ذکر ہے اور اس کے بعد کا جملہ ذکر نہیں کیا۔

(۳۴۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ

تَلْعَبُ بِالْبُنَاتِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ وَكَانَتْ تَأْتِيْنِي صَوَاحِبِي فَكُنَّ يَنْقَمِعْنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ.

(٦٣٨٢) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گڑیوں (کھلونے وغیرہ) کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ میرے پاس میری سہیلیاں آیا کرتی تھیں تو جب وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھتیں تو غائب ہو جاتیں تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ اُن کو میری طرف بھیج دیا کرتے تھے۔

(٣٤٦) حَدَّثَنَاهُ أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَاهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَ قَالَ فِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبُنَاتِ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُنَّ اللُّعَبُ.

(٦٣٨٣) حضرت ہشام اس سند کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں اور جریر کی روایت میں ہے انہوں نے کہا: (کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور وہی کھیل تھے۔

(٣٤٧) حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(٦٣٨٤) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ (یعنی صحابہ کرامؓ) تحفہ تحائف بھیجنے کیلئے میری باری کا انتظار کیا کرتے تھے (یعنی آپ کی جس دن میرے ہاں باری ہوتی تھی اس دن صحابہ کرامؓ تحفے بھیجا کرتے تھے) اور وہ اس سے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی چاہتے تھے۔

(٣٤٨) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نِ الْحُلْوَانِيُّ وَأَبُوْبَكْرِ بْنُ النَّضْرِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِيَ فِيْ مِرْطِيْ فَأَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَزْوَاجَكَ أَرْسَلْنَنِيْ إِلَيْكَ يَسْأَلْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِيْ قُحَافَةَ وَ أَنَا سَاكِتَةٌ قَالَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيْ بُنَيَّةُ أَلَسْتِ تُحِبِّيْنَ مَا أُحِبُّ فَقَالَتْ بَلٰى قَالَ فَأَحِبِّيْ هٰذِهٖ قَالَتْ فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِيْنَ سَمِعَتْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَجَعَتْ إِلَى أَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِيْ قَالَتْ وَبِالَّذِيْ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَ لَهَا مَا نُرَاكِ أَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَيْءٍ فَارْجِعِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلِيْ لَهٗ إِنَّ أَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِيْ قُحَافَةَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَاللّٰهِ لَا أُكَلِّمُهٗ فِيْهَا أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَأَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْهُنَّ فِي الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَرَ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَأَتْقٰى لِلّٰهِ وَأَصْدَقَ حَدِيْثًا وَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَعْظَمَ صَدَقَةً

وَاَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِی الْعَمَلِ الَّذِیْ تَصَدَّقُ بِهٖ وَ تَقَرَّبَ بِهٖ اِلَی اللّٰهِ (تعالٰی) مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِیْهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَیْئَةَ قَالَتْ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا فِیْ مِرْطِهَا عَلَی الْحَالِ الَّتِیْ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا عَلَیْهَا وَ هُوَ بِهَا فَاَذِنَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَزْوَاجَكَ اَرْسَلْنَنِیْ اِلَیْكَ یَسْاَلْنَكَ الْعَدْلَ فِی ابْنَةِ اَبِیْ قُحَافَةَ قَالَتْ ثُمَّ وَقَعَتْ بِیْ فَاسْتَطَالَتْ عَلَیَّ وَ اَنَا اَرْقُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْقُبُ طَرْفَهٗ هَلْ یَاْذَنُ لِیْ فِیْهَا قَالَتْ فَلَمْ تَبْرَحْ زَیْنَبُ حَتّٰی عَرَفْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَكْرَهُ اَنْ اَنْتَصِرَ قَالَتْ فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ اَنْشَبْهَا حِیْنَ اَنْحَیْتُ عَلَیْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَسَّمَ اِنَّهَا ابْنَةُ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ.

(۶۳۸۵) نبیؐ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیؐ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ سے اجازت مانگی اس حال میں کہ آپؐ میرے ساتھ میری چادر میں لیٹے ہوئے تھے تو آپؐ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اجازت عطا فرمادی۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے مجھے آپؐ کی طرف بھیجا ہے کہ آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی (حضرت عائشہؓ) کے بارے میں (محبت وغیرہ) میں ہم سے انصاف کریں اور میں خاموش تھی۔ رسول اللہؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: اے بیٹی! کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تو ان سے (حضرت عائشہؓ) محبت رکھ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت حضرت فاطمہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ کھڑی ہوگئیں۔ اور نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف آئیں اور انہیں اس بات کی خبر دی جو انہوں نے کہا اور اس بات کی بھی جو ان سے آپؐ نے فرمایا تو وہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کہنے لگیں کہ تم ہمارے کسی کام نہ آئیں، اس لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف پھر جاؤ اور آپؐ سے عرض کرو کہ آپؐ کی ازواجِ مطہرات حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی (حضرت عائشہؓ کے بارے میں) آپؐ سے انصاف چاہتی ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں: اللہ کی قسم! میں تو اس بارے میں کبھی آپؐ سے بات نہیں کروں گی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر ازوج مطہرات رضی اللہ عنہن نے نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحشؓ کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مرتبہ میں میرے برابر وہی تھیں اور میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ دیندار اور اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والی اور سب سے زیادہ سچ بولنے والی اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی اور بہت ہی صدقہ و خیرات کرنے والی اور نہ ہی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر تواضع اختیار کرنے والی اور اپنے اعمال کو کم سمجھنے والی کوئی عورت دیکھی لیکن ایک چیز میں کہ ان میں تیزی تھی اور اس سے بھی وہ جلدی پھر جاتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے آپؐ سے اجازت مانگی تو آپؐ نے انہیں اس حال میں اجازت عطا فرمادی کہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے ساتھ انہی کی چادر میں لیٹے ہوئے تھے اور آپؐ اس حال میں تھے کہ جس حال میں حضرت فاطمہؓ آپؐ کی خدمت میں آئی تھیں۔ حضرت زینبؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے

رسول! آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے مجھے آپ کی طرف اس لئے بھیجا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کی بیٹی (حضرت عائشہؓ) کے بارے میں ہم سے انصاف کریں۔ (حضرت عائشہ ﷺ فرماتی ہیں) کہ حضرت زینبؓ یہ کہہ کر میری طرف متوجہ ہوئیں اور انہوں نے مجھے بہت کچھ کہا اور میں رسول اللہ ﷺ کی نگاہوں کو دیکھ رہی تھی کہ کیا آپ مجھے اس بارے میں حضرت زینبؓ کو جواب دینے کی اجازت دیتے ہیں؟ حضرت زینبؓ کے بولنے کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ میں نے پہچان لیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے جواب دینے کو ناپسند نہیں سمجھیں گے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں بھی ان پر متوجہ ہوئی اور تھوڑی ہی دیر میں اُن کو چپ کرا دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (یہ دیکھتے ہوئے) مسکرائے اور فرمایا: یہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کی بیٹی ہے۔

(۳۴۹) حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ فِي الْمَعْنٰى غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ أَنْشَبْهَا أَنْ أَثْخَنْتُهَا غَلَبَةً.

(۶۳۸۶) حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی ہے اور اس میں ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئیں تو پھر وہ (زینب رضی اللہ عنہا) مجھ پر غالب نہ آسکیں۔

(۳۵۰) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَفَقَّدُ يَقُولُ أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ أَيْنَ أَنَا غَدًا اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي.

(۶۳۸۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بیماری کے عالم میں) فرماتے تھے کہ میں آج کہاں ہوں اور کل کہاں ہوں گا، یہ خیال کرتے ہوئے کہ عائشہؓ کے دن کی باری میں ابھی دیر ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر جب میرا دن ہوا تو اللہ نے آپ کو میرے سینے اور حلق کے درمیان وفات دے دی۔ (یعنی اس حال میں آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت عائشہ ﷺ کے سینے سے لگا ہوا تھا)

(۳۵۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلٰى صَدْرِهَا وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ.

(۶۳۸۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خبر دیتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ اپنی وفات سے قبل اس حال میں آرام فرما رہے تھے کہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کی طرف توجہ کی تو آپ فرما رہے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ اے اللہ! میرے مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔

(۳۵۲) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

(۶۳۸۹) حضرت ہشام سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۳۵۳) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَسْمَعُ اَنَّهٗ لَنْ يَمُوْتَ نَبِيٌّ حَتّٰى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَالَتْ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَاَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُوْلُ: ﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ [النساء:٦٩] قَالَتْ فَظَنَنْتُهٗ خُيِّرَ حِيْنَئِذٍ.

(۶۳۹۰) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپؐ سے سنا کرتی تھی کہ کوئی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک کہ اسے دنیا میں رہنے اور آخرت میں جانے کے بارے میں اختیار نہ دے دیا جاتا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے نبی ﷺ سے آپؐ کے مرضِ وفات میں سنا، آپؐ فرما رہے تھے: ﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ...... ﴾ یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ نبیوں میں سے اور صدیقین اور شہداء میں سے اور نیک لوگوں میں سے اور یہ سارے بہترین رفیق ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں اسی وقت سمجھ گئی کہ آپؐ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔

(۳۵۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

(۶۳۹۱) حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۳۵۵) حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ (بْنِ سَعْدٍ) حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِيْ رِجَالٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَ هُوَ صَحِيْحٌ اِنَّهٗ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ فِي الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَلَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ رَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ اِذًا لَا يَخْتَارُنَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَ عَرَفْتُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهٖ وَهُوَ صَحِيْحٌ فِيْ قَوْلِهٖ اِنَّهٗ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تِلْكَ اٰخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهٗ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى.

(۶۳۹۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس حال میں آپ تندرست تھے کہ کوئی نبی اس وقت تک دنیا سے رخصت نہیں ہوتا جب تک کہ اسے جنت میں اس کا مقام نہ دکھا دیا جائے پھر (اسے دنیا میں جانے کا) اختیار نہ دے دیا جائے۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے (وصال کا وقت) آ گیا تو آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آپؐ پر کچھ دیر غشی طاری رہی پھر افاقہ ہوا اور آپؐ نے اپنی نگاہ چھت کی طرف کی پھر فرمایا: ''اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔'' سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس وقت میں نے کہا: اب آپ ہمیں اختیار نہیں فرمائیں گے اور مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو آپؐ

نے ہمیں صحت وتندرستی کی حالت میں بیان فرمائی تھی کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی گئی جب تک کہ اسے جنت میں اس کا مقام نہ دکھا دیا جائے۔ پھر اسے اختیار نہ دے دیا جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو بات فرمائی اس کا آخری کلمہ یہ تھا کہ آپ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى (اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے)۔

(۳۵۶) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ عَلٰى عَائِشَةَ وَ حَفْصَةَ فَخَرَجَتَا مَعَهٗ جَمِيْعًا وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ مَعَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ اَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِيْ وَاَرْكَبُ بَعِيْرَكِ فَتَنْظُرِيْنَ وَاَنْظُرُ قَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ عَائِشَةُ عَلٰى بَعِيْرِ حَفْصَةَ وَ رَكِبَتْ حَفْصَةُ عَلٰى بَعِيْرِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمَلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ ثُمَّ سَارَ مَعَهَا حَتّٰى نَزَلُوْا فَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَغَارَتْ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ تَجْعَلُ رِجْلَهَا بَيْنَ الْاِذْخِرِ وَ تَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا اَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِيْ رَسُوْلُكَ وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَ لَهٗ شَيْئًا.

(۶۳۹۳) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (کسی سفر وغیرہ کیلئے) تشریف لے جاتے تو آپ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ اندازی کرتے۔ ایک مرتبہ قرعہ میں مجھ عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کا نام نکلا تو ہم دونوں اکٹھی آپؐ کے ساتھ نکلیں اور رسول اللہؐ جب رات کو سفر کرتے تھے تو سیدہ عائشہؓ کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے تھے۔ حضرت حفصہؓ، حضرت عائشہؓ سے کہنے لگیں: کیا آج کی رات تو میرے اونٹ پر سوار نہیں ہو جاتی اور میں تیرے اونٹ پر سوار ہو جاؤں؟ تو بھی دیکھے اور میں بھی دیکھوں گی۔ سیدہ عائشہؓ نے کہا؛ کیوں نہیں۔ تو حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ کے اونٹ پر سوار ہو گئیں اور حضرت حفصہؓ، حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر پھر آپؐ حضرت عائشہ کے اونٹ کی طرف تشریف لائے (تو دیکھا) اس پر حضرت حفصہؓ سوار ہیں۔ آپؐ نے سلام کیا پھر حضرت حفصہؓ کے ساتھ ہی سوار ہو کر چل پڑے یہاں تک کہ ایک جگہ اترے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (ساری رات) آپ کو نہ پایا تو انہیں غیرت آئی پھر جب وہ اتریں تو اپنے پاؤں اذخر گھاس میں مارنے لگیں اور کہنے لگیں: اے پروردگار! مجھ پر بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے وہ تیرے رسول ہیں اور میں انہیں کچھ کہنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

(۳۵۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ يَعْنِيْ ابْنَ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ.

(۶۳۹۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسا کہ ثرید کھانے کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

(۳۵۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْعُزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَفِي حَدِيثِ إِسْمٰعِيلَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ.

(۶۳۹۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے لیکن ان دونوں روایتوں میں سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ کے الفاظ نہیں ہیں اور اسمٰعیل کی روایت میں أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ کے الفاظ ہیں۔

(۳۵۹) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمٰنَ وَ يَعْلَى ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ.

(۶۳۹۶) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام تجھے سلام کہتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ میں نے عرض کیا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ یعنی جبرئیل علیہ السلام پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔

(۳۶۰) حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهَا بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا.

(۶۳۹۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مذکورہ حدیثوں کی طرح فرمایا۔

(۳۶۱) وَ حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

(۶۳۹۸) حضرت زکریا رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی۔

(۳۶۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ (فَقُلْتُ) وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا أَرٰى.

(۶۳۹۹) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! حضرت جبرئیل علیہ السلام تجھے سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ (یعنی ان پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ وہ دیکھتے ہیں کہ جو میں نہیں دیکھتی۔

(۳۶۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَ أَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ كِلَاهُمَا عَنْ عِيسٰى وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ حَدَّثَنَا عِيسٰى ابْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ جَلَسَ إِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ الْأُولٰى زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٌّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ وَعْرٍ لَا سَهْلٌ فَيُرْتَقٰى وَلَا سَمِينٌ فَيُنْتَقٰى قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَ إِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ وَلَا

مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ وَالْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ إِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ وَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُكُومُهَا رَدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَتُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا قَالَ كُلِي أُمَّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلَكِ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِي مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ.

(۶۴۰۰) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) گیارہ عورتیں آپس میں یہ معاہدہ کرکے بیٹھیں کہ اپنے اپنے خاوندوں کا پورا پورا، صحیح صحیح حال بیان کریں، کوئی بات نہ چھپائیں، ان میں سے (۱) پہلی عورت نے کہا کہ میرا خاوند ناکارہ، پتلے دبلے اونٹ کی طرح ہے اور گوشت بھی سخت دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو کہ نہ تو پہاڑ کا راستہ آسان ہو کہ جس کی وجہ سے اس پر چڑھنا ممکن ہو اور نہ ہی وہ گوشت ایسا ہو کہ بڑی دقت اٹھا کر اسے اتارنے کی کوشش کی جائے۔ (۲) دوسری عورت نے کہا میں اپنے خاوند کی کیا خبر بیان کروں۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر میں اس کے عیب ذکر کرنا شروع کردوں تو کسی عیب کا ذکر نہ چھوڑ دوں (یعنی سارے ہی عیب بیان کردوں) اور اگر ذکر کروں تو اس کے ظاہری اور باطنی سارے عیب ذکر کر ڈالوں۔ (۳) تیسری عورت کہنے لگی کہ میرا خاوند لم ڈھینگ (یعنی دراز قد والا) اگر میں کسی بات میں بول پڑوں تو مجھے طلاق ہو جائے اور اگر خاموش رہوں تو لٹکی رہوں۔ (۴) چوتھی عورت نے کہا: میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح ہے، نہ گرم نہ سرد نہ اس سے کسی قسم کا ڈر اور رنج۔ (۵) پانچویں عورت نے کہا: میرا خاوند جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو وہ چیتا بن جاتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر بن جاتا ہے اور گھر میں جو کچھ ہوتا ہے اس بارے میں پوچھ گچھ نہیں کرتا۔ (۶) چھٹی عورت نے کہا: میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب ہڑپ کر جاتا ہے اور اگر پیتا ہے تو سب چٹ کر جاتا ہے اور جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے، میری طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا تاکہ میری پراگندی کا علم ہو۔

(۷) ساتویں عورت نے کہا: میرا خاوند ہمبستری سے عاجز، نامرد اور اس قدر بیوقوف ہے کہ وہ بات بھی نہیں کر سکتا۔ دنیا کی ہر بیماری اس میں ہے اور سخت مزاج ایسا کہ میرا سر پھوڑ دے یا میرا جسم زخمی کر دے یا دونوں کر ڈالے۔ (۸) آٹھویں عورت کہنے لگی کہ میرا خاوند خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہے اور چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے۔ (۹) نویں عورت نے کہا: میرا خاوند بلند شان والا، دراز قد والا، بڑا ہی مہمان نواز، اس کا گھر مجلس اور دار المشورہ کے قریب ہے۔ (۱۰) دسویں عورت کہنے لگی کہ میرا خاوند مالک ہے اور میں مالک کی کیا شان بیان کروں کہ اس کے اونٹ اس قدر زیادہ ہیں کہ جو مکان کے قریب بٹھائے جاتے ہیں، چراگاہ میں کم ہی چرتے ہیں، وہ اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ ہلاکت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ (۱۱) گیارہویں عورت کہنے لگی کہ میرا خاوند ابو زرع ہے۔ میں ابو زرع کی کیا شان بیان کروں کہ زیوروں سے اس نے میرے کان جھکا دیئے اور چربی سے میرے بازو بھر دیئے اور مجھے ایسا خوش رکھتا ہے کہ خود پسندی میں میں اپنے آپ کو بھولنے لگی۔ مجھے اس نے ایک ایسے غریب گھرانے میں پایا تھا کہ جو بڑی مشکل سے بکریوں پر گزر اوقات کرتے تھے اور پھر مجھے اپنے خوشحال گھرانے میں لے آیا کہ جہاں گھوڑے، اونٹ، کھیتی باڑی کے بیل اور کسان موجود تھے اور وہ مجھے کسی بات پر نہیں ڈانٹتا تھا۔ میں دن چڑھے تک سوتی رہتی اور کوئی مجھے جگا نہیں سکتا تھا اور کھانے پینے میں اس قدر فراخی کہ میں خوب سیر ہو کر چھوڑ دیتی۔ ابو زرع کی ماں بھلا اس کی کیا تعریف کروں اس کے بڑے بڑے برتن ہر وقت بھرے کے بھرے رہتے ہیں۔ اس کا گھر بڑا کشادہ ہے اور ابو زرع کا بیٹا بھلا اس کے کیا کہنے کہ وہ بھی ایسا دبلا پتلا چھریرے جسم والا کہ اس کے سونے کا حصہ نرم و نازک شاخ یا تلوار کی طرح باریک بکری کے بچے کی ایک دستی سے اس کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی۔ ابو زرع کی بیٹی کہ اس کے کیا کہنے کہ وہ اپنی ماں کی تابعدار، باپ کی فرمانبردار، موٹی تازی، سوکن کی جلن تھی۔ ابو زرع کی باندی کا بھی کیا کمال بیان کروں کہ گھر کی بات ہو کبھی باہر جا کر نہیں کہتی تھی۔ کھانے کی چیز میں بغیر اجازت کے خرچ نہیں کرتی تھی اور گھر میں کوڑا کرکٹ جمع نہیں ہونے دیتی تھی بلکہ گھر صاف ستھرا رکھتی تھی۔ ایک دن صبح جبکہ دودھ کے برتن بلوئے جا رہے تھے۔ ابو زرع گھر سے نکلے، راستے میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی جس کی کمر کے نیچے چیتے کی طرح دو بچے دو اناروں (یعنی اس کے پستانوں) سے کھیل رہے تھے۔ پس وہ عورت اسے کچھ ایسی پسند آ گئی کہ اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس عورت سے نکاح کر لیا جو کہ شہسوار ہے اور سپہ سالار ہے، اس نے مجھے بہت سی نعمتوں سے نوازا اور ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا اس نے مجھے دیا اور یہ بھی اس نے کہا کہ اے امِ زرع خود بھی کھا اور اپنے میکے میں بھی جو کچھ چاہے بھیج دے لیکن بات یہ ہے کہ اگر میں اس کی ساری عطاؤں کو اکٹھا کر لوں تو پھر بھی وہ ابو زرع کی چھوٹی سی چھوٹی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سارا قصہ سنا کر) مجھ سے فرمایا: (اے عائشہ!) میں بھی تیرے لئے اسی طرح سے ہوں جس طرح کہ ابو زرع امِ زرع کے لئے ہے۔

(۶۳۴) وَحَدَّثَنِيهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ عَيَايَاءُ طَبَاقَاءُ وَلَمْ يَشُكَّ وَ قَالَ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَ قَالَ وَ صِفْرُ رِدَائِهَا وَ خَيْرُ نِسَائِهَا وَ عَقْرُ جَارَتِهَا وَ قَالَ وَلَا تَنْقُثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا وَ قَالَ وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ ذِي رَائِحَةٍ زَوْجًا.

(۶۴۰۱) حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں معمولی لفظوں کا ردو بدل ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چوبیس حدیثیں ہیں۔ ان میں فضیلت عائشہؓ کا ذکر ہے

نام ونسب: نام: عائشہ۔ کنیت: ام عبداللہ (عبداللہ بن زبیر بھانجے کی وجہ سے تھی) زوجة النبی و حبیبته اور بنت الصدیق کے الفاظ سے یاد کی جاتیں۔ صدیقہ کائنات نبی ﷺ کی رفیقہ حیات خانوادہ صدیقی میں میں تولد ہوئیں۔

نکاح: چھ برس کی عمر میں بعوض حق مہر پانچ سو درہم حرم نبوی میں آئیں اور نو سال کی عمر میں رخصتی اور زفاف ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کی چہیتی بیوی تھیں اور ازواج مطہرات میں یہ شرف صرف انہیں کو حاصل ہے کہ کنواری آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ عالمہ بلکہ معلمۃ الصحابہ تھیں بعض باریک ونازک مسائل میں دقیق نظریہ پیش کیا مثلاً رؤیت باری تعالیٰ، عصمت انبیاء، علم غیب، معراج، ترتیب خلافت وغیرہ متعدد مسائل میں محققانہ رائے رکھتی تھیں جس کو امت نے قبول کیا۔ انہیں کی گود میں سرکار دو جہاں رخصت ہوئے آپ ﷺ انہی کے حجرے میں دفن ہوئے اور اس باغ جنت میں آج تک آرام فرما ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد زندگی کے مراحل طے کرتی رہیں اکثر مدینہ اور مکہ میں قیام رہا۔ جنگ جمل جیسا دلگداز واقعہ بھی رونما ہوا (اگر چہ اتفاقی تھا) اس کے بعد تو وقرن فی بیوتکنّ کا نمونہ بن گئیں زُہد وتقویٰ ورع واحتیاط کی زندگی بسر کی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ مدینۃ الرسول میں وفات پائی مروان کی طرف سے والی مدینہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی انکی وصیت کے مطابق دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ جنت البقیع میں رات کو دفن ہوئیں قاسم بن محمد، عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن ابی عتیق، عروہ ابن زبیر اور عبداللہ ابن زبیر نے لحد میں اتارا۔ رضی اللہ عنہا وارضاہا۔

حدیث اول: جاء نی بك الملك۔ جبرئیل ریشم کے ایک ٹکڑے میں لائے بعض روایات میں صراحۃً صورتكِ کا لفظ آتا ہے کہ جبرئیل تیری صورت وتصویر لایا۔

سوال! جب تصویر جائز ہی نہیں تو جبرئیل کیسے لائے۔ جواب! اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ ان احکام کے مکلف ہم ہیں اللہ کسی حکم کا مکلف یا پابند نہیں اس لئے یہ اللہ کی طرف سے تھا۔ تلك حدود الله فلا تقربوها میں مخاطب وہ ہیں جو مکلف ہیں، جیسے غیر اللہ کی قسم کے جواب میں کہا جاتا ہے۔ ان یك هذا من عند الله یمضه. اس جملے پر یہ سوال ہے کہ نبی ﷺ کا خواب وحی ہوتا ہے پھر آپ ﷺ نے تردد کیوں فرمایا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ہوگا۔

جواب! (۱) قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ قبل از بعثت کا ہے اس لئے ذکر تردد درست ہے۔ (۲) یہ بھی کہا گیا ہے کہ زوجہ ہونے میں یقین تھا لیکن تردد اس میں تھا کہ زوجہ فی الدنیا ہوگی یا فی الآخرہ۔ (۳) یہ تردد تعیین تعبیر میں تھا کہ اس کی تعبیر زوجہ اور نکاح ہے یا کوئی دوسری تعبیر ہوگی۔

حدیث ثالث: قال و جدت فی کتابی عن ابی اسامة. سوال! اس سند پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ یہ وجادہ ہے جو معتبر نہیں۔ امام مسلمؒ جو روات ومرویات میں دقیق النظر ہیں پھر یہ حدیث کیسے لائے۔

جواب! (۱) امام مسلمؒ نے ابو اسامہ سے کئی ایسی روایات نقل کی ہیں جن کی سند ابو اسامہ سے متصل ہے اس اتصال کا اعتبار کرتے

ہوئے یہاں مکتوبہ نسخے سے یہ حدیث نقل کردی کیونکہ ان سے روایت واجازت تو موجود تھی۔
جواب۔(۲) وجادہ منقطعہ اس کو کہتے ہیں کہ اپنے شیخ کی کتاب میں پائے اور اگر اپنی کتاب جو شیخ سے ہو اس سے حدیث لینا وجادہ نہیں۔ یہ حدیث امام مسلم نے اپنی کتاب سے لی ہے خوب سمجھ لو! سیوطیؒ (فتح الملہم ج ۱ص ۹۷) انی لا علم اذا کنت عنی راضیة و اذا کنت علیّ غضبیٰ ۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس سے واضح ہوا کہ مرد وعورت کی حالت کا اندازہ اس کے طرز کلام اور اسلوب والتفات سے ہو سکتا ہے جس سے رضا وغضب دونوں حالتیں سامنے آجاتی ہیں۔ ما اهجر الا اسمك ۔ اس غضب سے مراد وہ غیرت طبعیہ ہے جو باب سابق میں گزری ہے ورنہ نبی ﷺ پر غصہ کرنا کبائر میں سے ہے۔ نہیں چھوڑوں گی آپ کے نام کو...... کا مطلب یہ کہ آپ تو میرے دل میں بسے ہوئے ہیں یہ حالت غیرت وغضب آپ کو مجھ سے جدا نہیں کرسکتے۔ یہ بھی ایک انداز محبت ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کا نام بھی آپ کے قرب کی وجہ سے تھا کہ آپ انہیں کے بیٹے اسماعیلؑ ذبیح اللہ کی اولاد میں سے تھے تو ابراہیم علیہ السلام کا نام لینا بھی فی الحقیقت نبی ﷺ کی وجہ سے تھا۔
حدیث خامس: كانت تلعب بالبنات ۔ گڑیوں اور کھلونوں سے کھیلتی تھیں۔ اس حدیث پر اشکال ہے کہ تصویر ممنوع ہے تو سیدہ عائشہؓ کیسے ان سے کھیلتی تھیں۔
جواب! (۱) یہ بالکل واضح تصاویر نہ تھیں بلکہ مدہم تصویر نما تھیں جو درست ہیں۔ (۲) نابالغ غیر مکلفین کیلئے جائز ہے۔ لیکن یہ جواب غیر معقول ہے اس لئے کہ سیدہ عائشہ تو اس وقت بالغہ تھیں۔ (۳) علامہ بیہقیؒ اور ابن الجوزیؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ معاملہ تصویر کی حرمت کے نزول سے پہلے کا ہے۔ بہر حال تصویر جائز نہیں اور سیدہ عائشہ کا عمل قبل از نزول حکم تحریم تھا شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ اگر صرف کھلونے اور گڑیاں تصویری ہوں تو بچے کھیل سکتے ہیں لیکن مجسمے اور بتوں جیسے گھڑے اور بنائے ہوئے جن سے آفس دکانیں اور ڈرائنگ روم سجائے جاتے ہیں ان کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں۔ فكن ينقمعن ۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میری سہیلیاں آتیں ہم اسی کھیل کود میں ہوتیں کہ رسول اللہ تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں آپ ﷺ ان کو میری طرف بھیج دیتے۔ (جاؤ کھیلو مت ڈرو) اللعب لعبة کی جمع ہے کھلونے، گڑیا۔
حدیث سابع: انّ الناس كانوا يتحرّون بهدايا هم يوم عائشةؓ ۔ صحابہ کرام کو کیونکہ آنحضرت ﷺ کی محبت کا علم تھا کہ حبیبۃ النبی عائشہؓ ہیں اس لئے آپ ﷺ کی تطییب خاطر اور سیدہ عائشہ کی تکریم میں ان کی باری کے دن ہدایا پیش کرتے اور بھیجتے۔ مہلّب کہتے ہیں اس سے سیدہ عائشہؓ کی فضیلت ومنقبت ظاہر ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ آدمی تحائف بعض ازواج کیلئے مختص کرسکتا ہے۔ مساوات و برابری مبیت اور نفقہ میں ہے لیکن ابن المنیر نے ان کی تقریر کو پسند نہیں کیا بلکہ وہ کہتے ہیں یہ تعیین ہدایا بایام عائشہ آنحضرت کی طرف سے نہیں بلکہ صحابہ کرامؓ کا عمل ہے اس لئے استدلال ناتمام ہے یہ ہدایا تو سیدہ عائشہ کی وجہ سے دیتے جس سے آنحضرت ﷺ بھی خوش ہوتے اور یہ ملک عائشہؓ نہیں ہوتے جو مساوات کی مکلف نہ تھیں اور یہ بات بھی ہے کہ نبی ﷺ سیدہ عائشہؓ کے گھر میں آنے والے ہدایا سب ازواج مطہرات کے پاس بھیجتے تھے۔ اس میں تو یہ بھی قابل تعریف عمل ہے کہ سیدہ عائشہؓ کے گھر سے سب تک ہدیے پہنچ جاتے۔ يبتغون بذالك مرضاة رسول الله ﷺ ۔ اس میں اشارہ ہے کہ خوشی کے وقت آدمی کو ہدیہ

پیش کیا جائے تاکہ خوشی دوبالا ہوجائے۔ اور چہرہ پر خوشی کی چمک سے اجالا ہوجائے۔

حدیث ثامن: ارسل ازواج النبیؐ فاطمة بنت رسول اللهؐ۔ یہ حدیث پہلی حدیث کی تشریح ہے پوری حدیث بخاری شریف میں بھی مذکور ہے (تکملہ ج ۵ ص ۱۵۰) تفصیل قصہ یہ ہے کہ نبیؐ کی ازواج میں دو حصے تھے۔

(۱) جس میں عائشہ، حفصہ، سودہ رضی اللہ عنہن تھیں (۲) جس میں سیدہ امّ سلمہ اور باقی ازواجؓ تھیں۔ جب لوگ ہدیہ عائشہ کے ایام میں بھیجتے تو امّ سلمہؓ کے گروہ نے کہا کہ آپ (امّ سلمہ) حضورؐ سے کہیں کہ وہ لوگوں کو بتادیں کہ ہدیہ جہاں بھی میں ہوں بھیج دیں حضرت عائشہؓ کی باری کی تخصیص وانتظار نہ کریں۔ امّ سلمہ نے یہ بات کہی لیکن حضور نے کوئی جواب نہ دیا دوبارہ سہ بارہ جب امّ سلمہؓ نے کہا تو نبیؐ نے فرمایا: لا تؤذینی فی عائشة۔ عائشہ کے بارے میں مجھے نہ ستاؤ۔ فان الوحی لم یأتنی و انا فی ثوب امرأة الّا عائشة۔ کہ وحی مجھ پر عائشہ کے بستر پر آتی ہے۔ پھر امّ سلمہؓ نے کہا میں اللہ سے رجوع کرتی ہوں جو میں نے آپ کو تکلیف دی۔ اب ازواج مطہراتؓ نے فاطمہ بنت رسول اللہؐ سے بھی یہی کہا جو حدیث میں موجود ہے۔ و ھو مضطجع فی مرطی فاذن لها۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اس سے اپنی بیوی کے ساتھ اس کی چادر یا دوسرے کپڑے میں بیٹھنے کا ثبوت ملتا ہے عزیز واقارب کی موجودگی میں۔ کیونکہ اس میں کشف عورت نہیں۔ یسئلنك العدل فی ابنة ابی قحافة. وہ آپ سے ابو قحافہ کی پوتی (عائشہؓ) کے بارے میں عدل کا مطالبہ کرتی ہیں۔ حضورؐ افعال ومبیت اور باری میں تو مساوات فرماتے تھے یہ سوال محبت قلبی کے متعلق تھا لیکن جمیع امت کا اس پر اتفاق ہے کہ محبت قلبی میں مساوات ضروری اور ممکن نہیں کیونکہ دلوں پر قبضہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ہاں انصاف اعمال وافعال کا حکم ہے۔ ماعدا سورة من حدّة۔ اسکا معنیٰ یہ ہے غیر انّها کانت سریعة الغضب۔ کہ زینبؓ میں سب عمدہ خصال جمع تھیں مگر صرف تیز مزاج اور غصے والی تھیں۔ لیکن سریعة الغضب کیساتھ سریعة الفیء بھی تھیں کہ جلدی تھم جاتا۔ پھر سیدہ عائشہ کیونکہ شریف النسب اور فصیح اللسان کی بیٹی تھیں تو خوب تلک بتلک جواب دیا کہ انکو خاموش کردیا۔ کوئی کوتاہ نظر یہ نہیں کہہ سکتا کہ نبی کے سامنے جھگڑ رہی تھیں بلکہ یہ گفتگو دائرہ اخلاق میں تھی یہ بات تو صرف ہدایا اور محبت والتفات قلبی کے بارے میں تھی ورنہ خدانخواستہ عدل کا مقابل ظلم وجور تو ازواج مطہرات حضورؐ کی طرف منسوب نہیں کرسکتیں۔ اس کی دلیل لفظ تبسّم ہے کہ نبیؐ مسکرائے ورنہ ممنوعہ کلام پر آنحضرتؐ کیسے مسکرا سکتے ہیں۔ پھر ازواج مطہرات صاحب فضیلت تھیں جو آپس میں برابر کی بات کرسکتی تھیں اور کسی کو زبان کھولنے کی اجازت نہیں۔

حدیث عاشر: این انا الیوم این انا غدا۔ یہ مرض الوفات کا قصہ ہے۔ پھر ازواجؓ نے اجازت دیدی تو آخری لحات بیت عائشہ میں گزرے اور آج تک وہی ہیں اس سے انصاف کا پتہ چلتا ہے کہ نبیؐ مرض کے ایام میں بھی سب کی باری کا لحاظ کرتے۔

حدیث حادی عشر: اللهم اغفر لی وارحمنی و الحقنی بالرفیق و فی روایة بالرفیق الاعلیٰ۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ یا ملائکہ یا انبیاء کرام کا ساتھ ہے۔ اسی حالت میں آیت مع الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین و حسن اولئك رفیقا کی بھی تلاوت فرمائی جس سے مراد بالکل واضح ہوجاتی ہے۔ ابن حبانؒ نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔ اسأل الله الرفیق الاعلی الا سعد مع جبرئیل و میکائیل و اسرافیل. اب نتیجہ یہ ہوا کہ رفیق سے مراد وہ

جگہ ہے جہاں ان سب کا ساتھ نصیب ہوگا اور وہ جنت ہے۔

حدیث ثالث عشر: اَخَذَتہ بُحة۔ بحۃ اس پردے یا چیز کو کہتے ہیں جس کے حلق میں آنے سے آواز پست اور گھٹ جاتی ہے۔ یعنی آنحضرت کی آواز شدت تکلیف کی وجہ سے بھاری ہوگئی کہ مکمل آواز بآسانی نہ نکل سکتی تھی۔

حدیث سادس عشر: اذا خرج اقرع بین نسائه۔ حالت سفر میں مساوات وقرعہ اندازی ضروری نہیں آنحضرت انکی دلجوئی کیلئے قرعہ ڈالتے تھے اب بھی کوئی متعدد الازواج شخص سفر کیلئے قرعہ ڈالے تو مطابق سنت ہوگا اگرچہ ضروری نہیں اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عورتیں مختلف مزاج وطبع کی ہوتی ہیں بعض بچوں کو اچھا سنبھال سکتی ہیں گھر کا کام وانتظام عمدہ انداز سے چلا سکتی ہیں اور بعض امور و آداب سفر کو اچھے انداز سے نبھا سکتی ہیں اور سفر قطعة من العذاب میں راحت کا سامان بن سکتی ہیں اس لئے سفر میں اجازت ہے کہ شوہر کسی ایک کو بھی ساتھ لے جاسکتا ہے۔ اس طرح وہ جملہ بھی دلیل ہے جس میں سیدہ حفصہ اور عائشہ کے سواریاں بدل کر ایک دوسرے کی سواری پر سوار ہونے کا ذکر ہے کیونکہ حالت سفر میں بھی تقسیم اور باری میں برابری ضروری ہوتی تو یہ نہ بدلتیں۔ فتنظرین وانظر۔ اسکا حاصل یہ ہے کہ ایک دوسرے کی سواری کو دیکھ لیں کہ کیسے چلتی ہے اور اصل مقصد سیدہ حفصہ کا حضور ﷺ سے بات چیت کرنا اور اس سے لطف اندوز ہونا تھا۔ یارب سلّط علیّ عقربا او حیة۔ یہ جملہ فرط محبت اور غیرت کی وجہ سے تھا جو قابل مؤاخذہ نہیں۔ ورنہ ایسی دعا منع ہے۔

حدیث سابع عشر: تفضیل عائشہ کی مکمل مدلل بحث سابقہ باب فضائل خدیجہ میں گزر چکی ہے۔

حدیث ثانی عشرون: یا عائش هذا جبرئیل یقرأعلیك السلام . فقالت و علیه السلام و رحمة الله. یہ منادی مرخم ہے کہ آخر سے ایک حرف حذف ہوگیا۔ سلام پہنچانے والے کے جواب کا طریقہ بھی مذکور ہے۔ یہاں سلام بھیجنے والی ذات ذات باری تعالی کو جواب نہیں دیا کیونکہ انکو معلوم تھا کہ السلام تو خود صفت باری تعالی ہے اس لئے اللہ تعالی کی طرف سے سلام آنے پر سیدہ خدیجہ، ابوبکر صدیق اور انکی بیٹی صدیقہ رضی اللہ عنہم نے حضرت جبرئیل کو جواب دیا۔ بھیجنے والی ذات اللہ عز وجل کو جواب نہ دیا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی کے ذریعے سے سلام بھیجے تو جواب میں بھیجنے والے اور پہنچانے والے دونوں کا ذکر ہونا چاہیے و علیك و علیه السلام .و علیه و علیك السلام.

مردوں کا غیر محرم عورتوں کو سلام کرنا یا عورتوں کا اجنبی مردوں کو سلام کرنا

امام بخاریؒ ابن بطالؒ "مہلب" کہتے ہیں کہ مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے۔ امام مالک کے متبعین نے شابہ وعجوزہ (جوان اور بوڑھی) کے درمیان فرق کیا ہے۔ کہ جوان پر منع اور بوڑھی کیلئے جائز ہے اور یہ فرق فتنوں کے باب کو بند کرنے کیلئے ہے۔ اہل کوفہ کہتے ہیں کہ عورتیں ابتداء نہیں کرسکتیں کیونکہ اذان، اقامت، قرأت بالجہر وغیرہ سے انکو روکا گیا ہے۔ بعض نے جمیلہ اور غیر جمیلہ میں فرق کیا ہے کہ حسین عورت پر سلام کرنا مکروہ ہے اور جو حسین نہ ہو اس پر مکروہ نہیں ہے (عجیب) دکتور حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ رئیس جامعة العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن نے بھی یہی کہا ہے کہ اجنبی عورتوں سے کلام مضر ہے بھلے کسی انداز سے بھی ہو کیونکہ ابتداء فتنہ سلام کلام بات چیت وملاقات اور اشارات وکنایات سے ہوتی ہے جسکی انتہاء ایسے بھیانک امور پر ہوتی ہے جن پر

کلام ممکن نہیں۔ ربیعہؒ نے علی الاطلاق منع کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ بحث غیر محارم کے متعلق ہے جیسا کہ عنوان سے واضح ہے محارم کے متعلق سلام کا وہی حکم ہے جو مردوں کیلئے ہے اور اسکے مکمل فضائل کے حصول کی امید ہے۔ بعض لوگ زوجہ پر سلام کو قباحت کی نظر سے دیکھتے اور سمجھتے ہیں حالانکہ یہ کوئی حقارت وقباحت کی بات نہیں بلکہ سلامتی کی بات ہے کیا آپ کی بیوی کو سلامتی کی ضرورت نہیں یا آپ اسکی تندرستی وسلامتی نہیں چاہتے۔ **قال انس قال لی رسول اللّٰہ یا بنیّ اذا دخلت علی اهلك فسلّم تكون بركة علیك و علی اهل بیتك**۔ (ترمذی ج ۲ ص ۵۵۷)

مجوزین کے دلائل: (۱) امام بخاریؒ نے حدیث باب سے استدلال کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آدمی کی شکل میں آتے اور سلام کرتے۔ (۲) **اسماء بنت یزید تحدّث انّ رسول اللّٰہ ﷺ مرّ فی المسجد یوما و عصبة من النساء قعود فالوی بیده بالتسلیم**. ترمذی ج ۲ ص ۵۵۷۔ اس سے بھی عورتوں پر سلام کرنا ظاہر ہے۔ (۳) ام ھانی نے حالت غسل میں آکر آپ ﷺ کو فتح مکہ کے دن سلام کیا تھا۔ (۴) آپ ﷺ ام ایمنؓ (برکہ) کے پاس تشریف لے جاتے جمعہ کے بعد اور سلام کرتے جو سلق وشعیر (چقندروجَو) کا کھانا تیار کرتی تھیں۔ اور آپ ﷺ کی رحلت کے بعد ابوبکرؓ وعمرؓ بھی تشریف لے جاتے (مسلم ج ۲ ص ۲۹۳)

ان احادیث ودلائل کی بناء پر امام بخاری ودیگر اہل علم کا کہنا ہے کہ سلام جائز ہے۔ جبکہ دوسرے حضرات کی رائے بھی آپ کے سامنے ہے۔

حقیقت حال مفید فی المآل: شرعی حکم کے اعتبار سے عورتوں مردوں، بچوں بوڑھوں، حسینوں جوانوں سب پر سلام جائز بلکہ فضائل کثیرہ کے حصول کا موجب ہے۔ یہ سب کا اتفاقی قول ہے۔ باقی جو فرق مذکور ہے وہ مسئلہ میں نہیں بلکہ فتنہ کی وجہ سے ہے اب یوں سمجھئے جہاں فتنہ کا شائبہ واندیشہ ہو تو سلام نہ کیا جائے فتنے سے بچتے ہوئے اور جہاں کوئی خوف فتنہ نہیں تو بالکل درست ہے۔

اہم ترین مسئلہ: اب ہمارے دیار ہندوپاک میں مدارس البنات کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور الحمدللہ کامیابی وحسن اسلوبی سے چل رہا ہے۔ اللہ اسکی حفاظت فرمائے نظر بد سے بچائے حاسدین ومفتنین کے حسد وشر سے بچائے اور امت کیلئے راہ ہدایت کا ذریعہ بنائے کیونکہ آپ کو اگر معاشرے کی اصلاح چاہئے تو عورت کو سدھاریئے عورت درست تو بچے درست...... جوانی بہتر اور پیرانہ سالی خوب تر۔ مفتی اعظم پاکستان نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر ٹوہ لگائیں تو ہر قتل کی جڑ عورت ہے۔ معاشرے میں، برادریوں میں، اداروں میں (بلکہ اگر یوں کہیں کہ پوری دنیا میں تو مبالغہ نہ ہوگا) فساد کا سبب عورت (عاریۃ) ہے۔ اس لئے اسکا سدھارنا بے حد ضروری ہے ہاں! اتنا یاد رکھیئے کہ آپ سدھار رہے ہیں یا مزید فتن کی راہ سدھار رہے ہیں۔ آمد بسوئے مطلوب۔ مدارس البنات میں معلمین کو سبق پڑھانا ناگزیر ہے اب جو اساتذہ درسگاہ میں آتے ہیں تو کیا وہ سلام کرسکتے ہیں یا نہیں۔ اس بارے میں ہمارے مدرسہ کے استاد حضرت مولانا زکریا صاحب مدظلہ کا کہنا ہے نہ نام نہ سلام نہ کلام آپ پڑھایئے درس تام۔ اور یہی صائب اور پُر امن رائے ہے۔ استاد کا پست آواز میں برائے اطلاع آمد استاد سلام کرنا بشرطیکہ طالبات بلا مبالغہ سادے سے الفاظ میں ہلکا سا جواب دیں تو جائز ہے۔ والّا فلا۔ اس ناگزیر ودقیق معمہ میں بندہ سے اتنی ہی تنقیح ہوسکی ہے اگر اہل علم اصلاح یا حوصلہ افزائی کی

ضرورت محسوس کریں تو راقم مشکور ہوگا۔

حدیث ثالث عشرون: طویل حدیث۔ عن عائشۃ انہا قالت جلس احدی عشرۃ امرأۃ۔

سوال! جلس فعل مذکر کیوں ہے حالانکہ فاعل مؤنث کی وجہ سے مؤنث ہونا چاہئے تھا تاکہ فعل وفاعل موافق ہوں۔

جواب: (۱) یہ عرب کے قول قال فلانۃ کی مثل ہے۔ (۲) اس میں جمع کے معنیٰ کا اعتبار کیا ہے جماعت کا اعتبار نہیں کیا۔

حدیث شان ورود: اس حدیث کا شان ورود آخری جملہ میں بیان ہے۔ کنت لك کابی زرع لامّ زرع. میں تیرے لئے ایسا ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کیلئے۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہؓ نے اپنے والد ابوبکرؓ کی قبل از اسلام مالیت اور تونگری کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اسکتی یا عائشۃ فانی لست لك کابی زرع. اے عائشہ سکوت اختیار کر میں تیرے لئے ابو زرع کی مثل ہوں تو سیدہ عائشہؓ کہنے لگیں وہ کیا ہے؟ یعنی ابوزرع کا کیا قصہ تو پھر سنایا۔ جس میں گیارہ عورتوں کا ذکر ہے اور آخری ام زرع ہیں۔ یہ واقعہ قصہ گوئی کا ہے جو مفاسد وکذب بیانی نہ ہونے کی صورت میں درست ہے۔ ان عورتوں نے آپس میں وعدہ کیا کہ اپنے شوہر کی پوری خبر دیں گی۔ یہ عورتیں کہاں کی تھیں؟ زبیر بن بکارؒ کہتے ہیں (۱) کہ یہ عورتیں یمنی تھیں (۲) مکی تھیں (۳) حجاز کی باسی تھیں (۴) خثعم سے تھیں۔ انکے شوہر کام کاج کیلئے گئے ہوئے تھے تو انہوں نے دل لگی اور وقت گزارنے کیلئے یہ قصہ شروع کر دیا۔

ان عورتوں کے نام: (۱) عمرۃ بنت عمرۃ (۲) حیّ بنت کعب (۳) مھدد (۴) کبشۃ بنت صاعدۃ (۵) کبشۃ (۶) ھند حیّ بنت علقمۃ (۷) کبثر بنت الارقم (۸) ناشرۃ بنت اوس (۹) کبشۃ بنت مالك (۱۰) مھد (۱۱) ام زرع کا نام عاتکہ تھا (خوشیوں میں بسی ہوئی)

قالت الاولیٰ: پہلی نے کہا کہ میرا شوہر دبلے اونٹ کے (بے جان) گوشت کی طرح ہے۔ جو دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر ہے نہ راستہ آسان کہ پہاڑ پر چڑھا جاسکے اور نہ موٹا (عمدہ) گوشت کہ جتن کر کے اختیار (وحاصل) کیا جائے۔ اس نے اپنے شوہر کی کوتاہی اور برائی بیان کی ہے (جیسے عورتوں کی عادت ہوتی ہے) بخیل بد خلق کہ جس سے نفع اٹھانا ممکن ہی نہیں کہ ایک تو اونٹ کے غیر مرغوب دبلے گوشت کی طرح پھر ایسی جگہ کہ لایا نہ جاسکے اور اگر تھک ہار کر لے آئیں تو قابل انتفاع نہیں بس یہ تو سر کا درد ہے دوا نہیں۔

قالت الثانیہ: دوسری نے کہا میرا شوہر!!! میں اسکی بات نہیں کھولتی (وبھلاتی) کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر میں نے اس کا ذکر چھیڑا (تو جلی ہوئی ہوں) اسکا کچا چٹھا ظاہر وباطن سب کچھ کہہ دوں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس نے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور ٹال دیا۔ بعض کہتے ہیں نہیں ایک ہی جملے میں شوہر کا مجسمہ عیوب ہونا بیان کر دیا۔ (اچھا ہوا منہ نہیں کھولا ورنہ کیا پتہ کیا کیا کہتی اور کب چپ ہوتی) عجر گلے کی پھولی ہوئی رگ اور بجر ابھری ہوئی ناف کو کہتے ہیں جو عیب کا سبب ہیں عند العرب یہ دونوں لفظ تحقیر کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

قالت الثالثہ: میرا شوہر لمبا تڑنگا (اونٹ کے ہم نسل) اگر بولوں تو طلاق دی جاؤں اور اگر چپ رہوں تو لٹکی رہوں۔ اس نے بھی خوب خبر لی ہے کہ میرے ایسی بلا متھے لگی ہے کہ اگر اپنی حاجات وخواہشات کیلئے بولوں تو طلاق طلاق طلاق...... اور اگر خاموش

رہوں تو کوئی پرسان حال نہیں نہ شادی شدہ کہہ سکتی ہوں کہ فوائد نکاح حاصل نہیں اور نہ غیر منکوحہ کہ دوسری جگہ تلاش کروں......بس مت پوچھو یہ تو ایک شہتیر بے جان ہے کہ جسکے بوجھ کے نیچے دقتوں کی زندگی کاٹ رہی ہوں۔ بدشکل بھی ہے بدعقل بھی ہے بدنما بھی ہے۔(بس آگے مت پوچھو)

قالت الرابعۃ: چوتھی نے کہا میرا شوہر (واہ واہ) تہامہ (مکہ وماحولہا) کی رات کی طرح معتدل (نہ کہ بزدل) نہ زیادہ نرم نہ بالکل گرم نہ گھبراہٹ نہ اکتاہٹ۔اس نے اپنے شوہر کی تعریف کی ہے کہ انتہائی عمدہ خوش اخلاق وخوش کلام طبیعت کا مالک ہے زن مرید نہ عنید بلکہ معتدل وحبیب۔اس سے جوروزیادتی کا خوف نہ اکتاہٹ وملال۔

تہامہ: کی رات سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کی رات معتدل ہوتی ہے بھلے دن کتنا ہی گرم ہو کہ نیند خوب آتی ہے۔ وہ کیا شوہر ہوا کہ بیوی صبح کے انتظار میں ہو۔اس میں وجہ تشبیہ یہ بھی کہی جا سکتی ہے کہ جس طرح رات اپنی تاریکی میں سب کچھ چھپا دیتی ہے اس طرح میرا شوہر بھی مجھ سے ستر وپوشیدگی کا برتاؤ کرتا ہے۔(روزانہ سسرال فون نہیں کرتا)

﴿ وَجعلنا اللیل لباسا۔ هنّ لباس لکم و انتم لباس لهن . ﴾

قالت الخامسۃ: پانچویں نے کہا میرا شوہر اگر گھر میں داخل ہو تو چیتا ہے اور اگر باہر جائے تو شیر ہے۔اس کے بارے میں شراح کی دو آراء ہیں۔(۱) اس نے شوہر کی تعریف کی ہے اور یہی راجح ہے کہ گھر میں آتا ہے تو چیتے کی طرح کہ چیتا سوتا زیادہ ہے اور اکثر غفلت میں رہتا ہے کہ گھر میں آکر چھان بین بال کی کھال نہیں اتارتا بلکہ اغماز سے پیش آتا ہے ہم جو چاہیں کھاویں پکاویں پہنیں۔ اور اگر باہر جائے تو ببر شیر بہادر ہوتا ہے۔(۲) اس نے مذمت کی ہے کہ چیتے کی عادات میں ہے کثرت اکل، کثرت جماع، کثرت نوم (بس اور کوئی کام نہیں) کسی کی کوئی خبر نہیں اور باہر جاتا ہے تو درندوں کی طرح ایذا رسانی روزانہ لڑائی جھگڑا باخبر پر امن زندگی کا اس نے منہ نہیں دیکھا اللہ بھلا کرے۔

قالت السادسۃ: چھٹی نے کہا میرا شوہر اگر کھائے تو سب چٹ کر جائے (لپیٹ جائے) اور اگر پیئے تو سب چڑھا جائے، صاف کردے اگر لیٹے تو لپٹا رہے اور ہاتھ داخل نہیں کرتا تا کہ (میری) پراگندگی کو جانے۔اس میں بھی مدح و مذمت دونوں کا احتمال ہے۔ تعریف:(۱) کہ کھانے پینے میں قسم وقسم کے کھانے اور مشروبات اس کے سامنے ہوتے ہیں خوب خرچ کرتا ہے کنجوس نہیں۔ لڑائی جھگڑوں میں نہیں پڑتا دوسروں کے عیوب کی کھوج میں نہیں رہتا۔(۲) تعریف کی تقریر اس طرح بھی ہوسکتی ہے کہ نخرے باز نہیں بلکہ جو کھانے پینے کو مل جائے قناعۃً بخوشی کھاپی لیتا ہے (خوئے موئے نہیں کرتا) اپنے آپ تک محدود رہتا ہے دوسروں کی جستجو تفتیش میں نہیں پڑتا۔ کم گو وخوب خو ہے۔ مذمت و برائی۔اور یہی راجح ہے۔ کپ بس ایسا کہ بال بچوں کی فکر (نہ کھانے میں خدا کا ذکر) بس جو آیا ہڑپ یہ نہیں دیکھتا کہ بیوی بچے بھوکے پیاسے ہیں ایک آدھ نوالہ و پیالہ چھوڑ دوں نہیں (اکثر تو برتن بھی واپس نہیں آتے) سب کھا جاتا ہے اپنے کپڑے میں لپٹ کر سو جاتا ہے ہماری اس کو کوئی خبر نہیں کہ غسل وصفائی کی یا نہیں۔بس آپے میں گم ہے ہم سے بے غم ہے۔(مست قلندر سب کچھ اندر مست قلندر سب کچھ اندر م)

قالت السابعۃ: میرا شوہر نامرد، عاجز، احمق دنیا جہاں کی سب بیماریاں (وبرائیاں) اسی میں ہیں تجھے زخمی کردے یا سر پھوڑ دے

یا دونوں جمع (کہ ہڈی ہی توڑ دے) مردانگی، عقل واخلاق سب سے عاری، میں سمجھا سمجھا کے ہاری اس کی مت ماری کہ کبھی بھی نہ آئی خوشی کی باری بس یہی ہوگی تقسیم باری، رک قلم نہ رہ جاری، عیایا عیی عاجز، عنین ۔غیایا بے راہ۔ طبا قا مطبوق العقل بے وقوف۔

قالت الثامنہ: آٹھویں نے کہا میرا شوہر میرا گو ہر چھونے میں خرگوش کی طرح نرم اور خوشبو میں زعفران کی طرح معطر/مہکتا ہوا۔ اس نے دو لفظوں میں تعریف جمع کر دی کہ میرا شوہر دور ہو یا قریب ایذا رساں نہیں بلکہ راحت جاں ہے چھونے میں قرب کا ذکر اور خوشبو میں بعد کا ذکر کہ خوشبو دور تک جاتی ہے۔ شیخ الحدیث صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں اور جملہ بھی اس کے کلام میں ملتا ہے کہ میں اس پر غالب رہتی ہوں اور وہ لوگوں پر غالب رہتا ہے۔ کہ خوش اخلاق وظرافت کی وجہ سے لاڈ برداشت کرتا ہے لیکن بزدلی کی وجہ سے نہیں بلکہ سب پر غالب رہتا ہے۔

قالت التاسعۃ: میرا شوہر شان والا بڑا ہی مہمان نواز اونچے محل والا زیادہ راکھ وخاکستر والا دراز قد اس کا گھر مجلس مشاورت کے قریب ہے۔ اس نے بھی اپنے شوہر کی تعریف کی ہے کہ سخی بلند مرتبے والا (جرگے کرنے والا فیصل) اونچا گھر سخاوت کی وجہ سے یا بادشاہ ہے کہ وہی اونچا گھر بنواتے ہیں۔ ایسا سخی کہ دور پردیسی اس کو پہچان لے اور گھر بالکل مشورے کی جگہ کے قریب مہمان کو ٹالنے کیلئے یہ نہ کہنا پڑے او ہو میرا تو گھر دور ہے ورنہ آپ کی ضرور خاطر تواضع کرتا......

قالت العاشرہ: دسویں نے کہا میرا میاں تو مالک: مالک کا کیا کہنا وہ تو ان سے فائق ولائق اس کے سارے اونٹ گھر کے قریب بٹھائے جاتے ہیں چراگاہوں کی طرف کم جاتے ہیں (تاکہ ذبح وضیافت میں دیر نہ ہو) جب وہ اونٹ محفل طرب ومستی کے باجوں کی آواز سنتے ہیں تو ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب تو ذبح ہوئے۔ اس نے بھی اپنے شوہر تعریف کی ہے کہ ایسا مہمان نواز کہ ہر وقت جانور موجود وتیار رہتے ہیں اور یہ کیونکہ آنے والے مہمان کا باجوں سے استقبال کرتا ہے اس لئے المزھر کا ذکر کیا بس مہمان آئے اور اونٹوں کو پڑ جاتی کہ اب ہم پر چھریاں پھیر دی جائیں گی۔

قالت الحادی عشر: گیارہویں عورت ام زرع نے کہا کہ میرا میاں ابو زرع ہے کیا بیان کروں کہ ابو زرع کتنا قابل تعریف ہے زیوروں سے میرے کانوں کو جھکا دیا اور (کھلا کھلا کر) میرے بازو چربی سے بھر دیئے اور مجھے ایسا خوش وخرم رکھا کہ میں اپنے آپ کو اچھی لگنے لگی اس نے مجھے تنگی اور چند بکریوں پر گزر بسر کرنے والے گھرانے میں پایا (عرب اہل غنم کو غنی نہیں سمجھتے بلکہ وہ خیل واہل والوں کو مالدار کہتے ہیں) مجھے وہاں سے ایسے (آسودہ) خوشحال گھرانے میں لایا جو گھوڑوں والے اونٹ، بیل اور کسانوں والے تھے (کہ ہر قسم کا مال انکے پاس) پس میں اس کے پاس ایسی ناز سے رہتی ہوں کہ جو کچھ کہوں مجھے برا بھلا نہیں کہتا اور دن چڑھے تک بے فکری سے) سوتی رہتی ہوں اور مزے لے کر خوب پیتی ہوں پھر بھی بچا دیتی ہوں ☆ ابو زرع کی ماں ابو زرع کی ماں (میری خوشدامن) کے کیا کہنے اس کے بڑے برتن (اور مٹکے) ہمیشہ بھرے رہتے اور اس کا گھر وسیع اور کشادہ ☆ ابو زرعہ کا بیٹا اس کی کیا تعریف بیان کروں دبلا پتلا چھریرے بدن کا اس کا پہلو یا پسلی ٹہنی یا سونتی ہوئی تلوار کی طرح باریک بکری کے بچے کی ایک دستی اس کی غذا ہے کہ زیادہ کھانے والا نہیں۔

☆ ابو زرع کی بیٹی بنت ابو زرع کے کیا کہنے باپ کی فرمانبردار اور ماں کی اطاعت گذار، فربہ جسم کپڑوں کو بھر دینے والی اپنی سوکن کی

جلن☆ابوزرعہ کی خادمہ وہ بھی کتنی اچھی ہے کہ ہمارے گھر کی بات کبھی باہر جا کر نہیں بتائی اور (عام) کھانے کی چیزیں بھی بغیر اجازت نہیں لے جاتی ہمارے گھر کو کوڑا کباڑ سے نہیں بھرتی (دیانتدار و جفاکش ہے) اس حال میں بھلے دن گذر رہے تھے کہ......
امّ زرعہ کہتی ہے کہ ایک دن ابوزرعہ گھر سے نکلے اس حال میں کہ دودھ کے برتن (مٹکے) بلوئے جارہے تھے وہ ایک عورت سے ملا جس کے دو چیتے جیسے بچے کوکھ کے پاس دواناروں سے کھیل رہے تھے سو اس نے مجھے طلاق دی اور اس سے شادی رچالی۔ میں اس کے بعد ایک سردار و شریف آدمی سے بیاہی جو شہسوار اور سپہ گر تھا اس نے ہمہ قسم کی نعمت دی اور ہر قسم کے مال سے جوڑا جوڑا دیا کہ کھاؤ (مزے کرو) اے ام زرعہ اپنے میکہ بھی لے جاؤ سو اگر میں اس کی دی سب نعمتوں کو جمع کروں تو بھی ابوزرعہ کے ایک چھوٹے سے برتن کے برابر بھی نہ ہوں۔ (پہلا تو پہلا ہے) اس خاتون نے اپنے خاوند اول، ثانی دونوں کی تعریف کی اس سے اسکا کفایت شعار اور وفادار ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ کنت لك کابی زرعة لام زرعة. حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ مجھے سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا میں تیرے لئے ابوزرعہ کی مثل ہوں تو سیدہ عائشہؓ نے جواب دیا: ما ابو زرع فداك ابی و امّی انت خیر منه. ابوزرعہ کیا ہوتا ہے (آپ کے مقابلہ میں) میری ماں باپ آپ ﷺ پر قربان آپ تو درجہا اس سے (بلکہ من کل الوجوہ) بہتر ہیں۔
اس آخری لفظ کی مناسبت سے امام مسلم پوری روایت باب فضائل عائشہؓ میں لائے ہیں۔
سوال! اس حدیث پر بعض نے اشکال اٹھایا کیا ہے کہ پس پشت کسی کی برائی کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ پھر برائی بھی شوہر کی جس کو ھنّ لباس لکم و انتم لباس لھن. فرمایا گیا پھر سوال اس وقت زیادہ مشکل ہو جاتا ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے بیان ہوا جس پر نکیر نہیں بلکہ تقریر و سکوت ثابت ہے۔
جواب! غیبت کی تعریف یہ ہے کہ کسی متعین و مسمّی شخص کی نشانہ بنا کر کمی ذکر کرنا علی الاطلاق اصلاح احوال و معاشرہ اور دل کی دکھن نکالنے کیلئے کسی کی برائی بیان کرنا نام و تعیین ذکر کئے بغیر تو وہ درست بلکہ غیبت ہی نہیں صرف جنرل طور پر سمجھانا اور لوگوں کو شر سے بچانے کیلئے مطلع کرنا درست ہے۔ جس میں ذکر کرنے والی عورتوں کے صرف نام ایک قابل اعتماد غیر متکلم فیہ روایت سے ثابت نہیں تو جن کا بیان ہے انکار تعین تو بطریق اولیٰ دشوار و ناممکن ہے۔ اس قصہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سبق حاصل کرنے کی توفیق دیں کہ ہم اپنے گھر سدھار سکیں آمین یارب العالمین۔ واقعہ افک عائشہ کی تفصیل باب حدیث الافک کتاب التوبۃ میں ملاحظہ ہو۔ خطیا۔ یہ بحرین اور عمان کی ایک بندرگاہ ہے۔ جس کے نیزے بہت مشہور ہیں صاحب دیوان الحماسہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے: خطی نیزے۔[1]

(۵۲) باب مِنْ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ)

(۱۰۸۹) باب: نبی ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے فضائل کے بیان میں

(۳۶۵) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ابْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ التَّيْمِيُّ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ اِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَاْذَنُونِي

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

اَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا آذَنُ لَهُمْ اِلَّا اَنْ يُحِبَّ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ اَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَ يَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي يَرِيْبُنِي مَا رَابَهَا وَيُؤْذِيْنِي مَا آذَاهَا.

(۶۴۰۲) حضرت مسور بن مخرمہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کردیں تو میں ان کو اجازت نہیں دوں گا۔ پھر (آپ ﷺ نے فرمایا) میں ان کو اجازت نہیں دوں گا مگر یہ کہ ابوطالب کے بیٹے علیؓ میری بیٹی کو طلاق دینا پسند کریں کیونکہ میری بیٹی میرا ایک ٹکڑا ہے۔ مجھے شک میں ڈالتا ہے۔ تکلیف دیتی ہے مجھے وہ چیز کہ جو اُسے تکلیف دیتی ہے۔

(۳۶۶) وَحَدَّثَنِي اَبُوْ مَعْمَرٍ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِيْنِي مَا آذَاهَا.

(۶۴۰۳) حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے مجھے تکلیف دیتی ہے وہ چیز کہ جو اُسے تکلیف دیتی ہے۔

(۳۶۷) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيُّ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ اَنَّهُمْ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ اِلَيَّ (مِنْ) حَاجَةٍ تَاْمُرُنِي بِهَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ لَا قَالَ لَهُ هَلْ اَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّي اَخَافُ اَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَايْمُ اللّٰهِ لَئِنْ اَعْطَيْتَنِيْهِ لَا يُخْلَصُ اِلَيْهِ اَبَدًا حَتّٰى تَبْلُغَ نَفْسِي اِنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خَطَبَ بِنْتَ اَبِي جَهْلٍ عَلٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ هٰذَا وَاَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَاِنِّي اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهٖ اِيَّاهُ فَاَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَاَوْفٰى لِي وَاِنِّي لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا اُحِلُّ حَرَامًا وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ مَكَانًا وَاحِدًا اَبَدًا.

(۶۴۰۴) حضرت علی بن حسینؓ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت وہ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد مدینہ منورہ میں یزید بن معاویہ کے پاس آئے تو ان سے حضرت مسور بن مخرمہ نے ملاقات کی اور ان سے کہنے لگے اگر آپ کو مجھ سے کوئی ضرورت ہو تو آپ مجھے حکم کریں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اُن سے کہا کہ نہیں (یعنی مجھے آپ سے کوئی کام نہیں) حضرت مسورؓ بن مخرمہ نے ان سے کہا کہ کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار عنایت کردیں گے (محفوظ کرنے کی خاطر) کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ زبردستی آپ سے (یہ تلوار) چھین نہ لیں۔ اللہ کی قسم! اگر آپ وہ تلوار مجھے عنایت کردیں گے تو جب تک میری جان میں جان ہے اُس تلوار کو مجھ سے کوئی نہیں لے سکے گا۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے حضرت فاطمہؓ کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا تو میں

نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا اور میں ان دنوں جوان ہو چکا تھا تو آپؐ نے فرمایا: فاطمہؓ (میرے جسم) کا ایک ٹکڑا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے دین میں کوئی فتنہ نہ ڈال دیا جائے، راوی کہتے ہیں کہ پھر آپؐ نے اپنے ایک داماد جو کہ عبد شمس کی اولاد میں سے تھا اُس سے ذکر فرمایا اور ان کی دامادی کی خوب تعریف بیان کی اور آپؐ نے فرمایا انہوں نے مجھ سے جو بات بیان کی سچی بیان کی اور انہوں نے مجھ سے جو وعدہ کیا تو اُسے پورا کیا اور میں کسی حلال چیز کو حرام نہیں کرتا اور نہ ہی کسی حرام چیز کو حلال کرتا ہوں لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کی کے دشمن کی بیٹی ایک ہی جگہ کبھی بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

(۳۶۸) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عَلِيُّ ابْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بْنَ اَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ اَبِي جَهْلٍ وَ عِنْدَهُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ اِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَ هٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ اَبِي جَهْلٍ قَالَ الْمِسْوَرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي اَنْكَحْتُ اَبَا الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَاِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي وَاِنَّمَا اَكْرَهُ اَنْ يَفْتِنُوْهَا وَاِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ اَبَدًا قَالَ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ.

(۶۴۰۵) حضرت مسور بن مخرمہؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا حالانکہ حضرت علیؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ تھیں تو جب حضرت فاطمہؓ نے یہ بات سنی تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کرنے لگیں کہ آپؐ کی قوم کے لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ بیٹیوں کے لئے غصے میں نہیں آتے اور علیؓ ہیں جو کہ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔ مسورؓ کہتے ہیں کہ پھر نبی ﷺ کھڑے ہوئے تو میں نے آپؐ سے سنا جس وقت کہ آپؐ نے تشہد پڑھا پھر آپؐ نے فرمایا: اما بعد! میں نے ابو العاص بن ربیعؓ سے اپنی بیٹی زینبؓ کا نکاح کر دیا۔ اُس نے جو بات مجھ سے بیان کی سچ بیان کی اور حضرت فاطمہؓ محمد (ﷺ) کی بیٹی میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور میں اس بات کو ناپسند سمجھتا ہوں کہ لوگ اُس کے دین پر کوئی آفت لائیں۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک آدمی کے پاس اکٹھی نہ ہوں گی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے (جب آپ کی بات سنی) تو نکاح کا پیغام چھوڑ دیا۔

(۳۶۹) وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُوْ مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبٌ يَعْنِي ابْنَ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ.

(۶۴۰۶) حضرت زہری اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

(۳۷۰) حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ

اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فَسَارَّهَا فَبَكَتْ ثُمَّ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقُلْتُ لِفَاطِمَةَ مَا هٰذَا الَّذِىْ سَارَّكِ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَيْتِ ثُمَّ سَارَّكِ فَضَحِكْتِ قَالَتْ سَارَّنِىْ فَاَخْبَرَنِىْ بِمَوْتِهٖ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِىْ فَاَخْبَرَنِىْ اَنِّىْ اَوَّلُ مَنْ يَتْبَعُهُ مِنْ اَهْلِهٖ فَضَحِكْتُ.

(۶۴۰۷) سیّدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور ان کے کان میں اُن سے کوئی بات فرمائی تو وہ رو پڑیں پھر آپؐ نے اُن کے کان میں دوبارہ بات فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ تمہارے کان میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا جس کی وجہ سے تم ہنس پڑیں اور پھر آپؐ نے کچھ فرمایا آپ رو پڑیں؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ پہلے آپ ﷺ نے کان میں خبر دی کہ میں موت کے قریب ہوں تو میں رو پڑی پھر آپؐ نے میرے کان میں مجھے خبر دی کہ (اے فاطمہؓ) تُو سب سے پہلے میرے گھر والوں (اہلِ بیت) میں سے میرا ساتھ دے گی تو پھر میں ہنس پڑی۔

(۳۷۱) حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ نِ الْجَحْدَرِىُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كُنَّ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ لَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا تَمْشِىْ مَا تُخْطِئُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِىْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَاٰى جَزَعَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ لَهَا خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهٖ بِالسِّرَارِ ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا كُنْتُ اُفْشِىْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِىْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا حَدَّثْتِنِىْ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِىْ فِى الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ فِىْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَاِنَّهُ عَارَضَهُ الْاٰنَ مَرَّتَيْنِ وَاِنِّىْ لَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِى اللّٰهَ وَاصْبِرِىْ فَاِنَّهُ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِىَ الَّذِىْ رَاَيْتِ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِىْ سَارَّنِى الثَّانِيَةَ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ اَمَا تَرْضَىْ اَنْ تَكُوْنِىْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَتْ فَضَحِكْتُ ضَحِكِىَ الَّذِىْ رَاَيْتِ.

(۶۴۰۸) سیّدہ عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کی ساری ازواجِ مطہراتؓ آپؐ کے پاس موجود تھیں۔ اُن میں سے کوئی بھی زوجہ مطہرہ غائب نہیں تھی تو اسی دوران حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور حضرت فاطمہؓ کا چلنے کا انداز رسول اللہؐ کے چلنے کی طرح تھا تو جب آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو دیکھا تو آپؐ نے ان کو خوش آمدید اے میری بیٹی فرمایا۔ پھر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو اپنی دائیں یا اپنی بائیں طرف بٹھا لیا پھر آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کے کان میں خاموشی سے کوئی بات فرمائی تو وہ بہت سخت رونے لگیں تو جب آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کا یہ حال دیکھا تو پھر دوبارہ آپؐ نے اُن کے کان میں کچھ فرمایا تو وہ ہنس پڑیں (سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ) میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہراتؓ سے ہٹ کر تجھ سے کیا خاص باتیں کی ہیں کہ تم رو پڑیں پھر جب

رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو میں نے اُن سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا فرمایا ہے؟ حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کرونگی۔ سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے حضرت فاطمہؓ کو اس حق کی قسم دی جو میرا اُن پر تھا کہ مجھ سے وہ بات بیان کرو جو رسول اللہ ﷺ نے تم سے فرمائی۔ حضرت فاطمہؓ کہنے لگی کہ اب میں بیان کروں گی وہ یہ کہ جس وقت آپؐ نے میرے کان میں پہلی مرتبہ بات بیان فرمائی کہ حضرت جبرئیلؑ ہر سال میرے ساتھ ایک یا دو مرتبہ قرآن مجید کا دَور کیا کرتے تھے اور اس مرتبہ حضرت جبرئیلؑ نے دو مرتبہ دَور کیا ہے جس کی وجہ سے میرا خیال ہے کہ موت کا وقت قریب ہو گیا ہے۔ پس تُو اللہ سے ڈرتی رہ اور صبر کر کیونکہ میں تیرے لیے بہترین پیش خیمہ ہوں (تو یہ سن کر) میں رو پڑی جس طرح کہ تُو نے مجھے روتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو پھر آپؐ نے دوبارہ میرے کان میں جو بات فرمائی (وہ یہ کہ) اے فاطمہ! کیا تُو اس بات پر راضی نہیں ہو جاتی کہ تم مؤمنوں کی عورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔ حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں ہنس پڑی جس طرح کہ آپ نے مجھے ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔

(۳۷۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتِ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَاَةً فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا تَمْشِیْ كَاَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ فَاَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ اِنَّهٗ اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَاطِمَةُ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنَّهٗ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ اَيْضًا فَقُلْتُ لَهَا مَا يُبْكِيْكِ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا اَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَقُلْتُ لَهَا حِيْنَ بَكَتْ اَخَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيْثِهٖ دُوْنَنَا ثُمَّ تَبْكِيْنَ وَسَاَلْتُهَا فَقَالَتْ اِنَّهٗ كَانَ حَدَّثَنِیْ اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهٗ بِالْقُرْاٰنِ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضَهٗ بِهٖ فِی الْعَامِ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَانِیْ اِلَّا قَدْ حَضَرَ اَجَلِیْ وَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِیْ لُحُوْقًا بِیْ وَ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ لِذٰلِكَ ثُمَّ اِنَّهٗ سَارَّنِیْ فَقَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِیْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ.

(۶۲۰۹) سیّدہ عائشہ صدیقہؓ نے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی تمام عورتیں (یعنی ازواج مطہراتؓ) اکٹھی ہوئیں۔ اُن میں سے کوئی زوجہ مطہرہ بھی غائب نہیں تھی اور اسی دوران حضرت فاطمہؓ آئیں۔ اُن کے چلنے کا انداز رسول اللہ ﷺ کے انداز کے جیسا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے میری بیٹی! خوش آمدید۔ حضرت فاطمہؓ کو آپؐ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھا لیا پھر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے کان میں کوئی بات فرمائی تو حضرت فاطمہؓ رو پڑیں پھر آپؐ نے اسی طرح حضرت فاطمہؓ کے کان میں کوئی بات فرمائی تو پھر وہ ہنس پڑیں (سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ) میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ آپ کس وجہ سے روئیں تو حضرت فاطمہؓ فرمانے لگیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کروں گی۔ میں نے کہا: میں نے آج کی طرح کی کبھی ایسی خوشی نہیں دیکھی جو رنج و الم سے اس قدر قریب ہو۔ پھر میں نے حضرت فاطمہؓ سے اس بات کا کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم نے علیحدہ ہو کر تجھ نے کیا خاص

بات فرمائی ہے پھر تم رو پڑی ہو اور میں نے حضرت فاطمہؓ سے اس بات کے بارے میں پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ حضرت فاطمہؓ فرمانے لگیں کہ آپ ﷺ نے مجھ سے بیان فرمایا تھا کہ حضرت جبرئیلؑ ہر سال میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور اس مرتبہ دو مرتبہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے اور تم میرے گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے ملوگی اور میں تیرے لیے بہترین پیش خیمہ ہوں گا (یہ سنتے ہی) اس وجہ سے میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے میرے کان میں فرمایا: (اے فاطمہ!) کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو مؤمن عورتوں کی سردار ہے یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہے۔ تو پھر میں یہ سن کر ہنس پڑی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں۔ ان میں سیدہ فاطمہؓ کے فضائل کا ذکر ہے۔

نام ونسب: فاطمہ بنت رسول اللہ! لقب سیدۃ نساء اہل الجنۃ، سیدۃ نساء العالمین۔

☆ آنحضرت ﷺ کی چار بیٹیاں اس ترتیب سے ہیں زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہ رضی اللہ عنھن۔ ان کا تفصیلی ذکر (نکاح و وفات) باب رحمۃ الصبیان والعیال... کتاب فضائل انبیاء میں گذر چکا ہے۔

ولادت: آپ ﷺ کی عمر کے اکتالیسویں سال میں پیدا ہوئیں غزوہ احد کے بعد سیدنا علیؓ سے نکاح ہوا اس وقت ان کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ تھی اور علیؓ کی عمر اکیس سال چھ ماہ تھی۔ آپ کی پیاری بیٹی تھیں سفر سے واپسی پر آنحضرت ﷺ پہلے مسجد میں تشریف لاتے پھر حضرت فاطمہؓ کے پاس آتے بعد میں اپنے گھر ازواج مطہرات کے پاس جاتے۔

وفات: نبی کی رحلت کے چھ ماہ بعد بمطابق ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ بروز منگل دار فانی سے رخصت ہوئیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بہت غمگین رہیں اور وہی ہوا کہ صرف چھ ماہ بعد انتقال ہو گیا۔ سیدہ فاطمہؓ انتہائی شرم وحیاء والی تھیں ایک دن غمگین بیٹھیں تھیں اسماء بنت عمیسؓ نے سبب پوچھا تو بتایا کہ میں اس سے پریشان ہوں کہ مردوں عورتوں سب کے جنازے چارپائی پر لائے جاتے ہیں جس میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے اگر چہ کفن میں تو جسم لپٹا ہوا ہوتا ہے لیکن جسم کے حجم (موٹاپے اور دبلے پن) کا پتہ چلتا ہے میں اس لئے پریشان ہوں کہ پوری زندگی تو یقیناً باحجاب گذاری لیکن موت کے بعد بے حجابی...... تو اسماء بنت عمیس نے کہا اے جگر گوشۂ رسول میں نے ایک طریقہ حبشہ کی عورتوں کے جنازے کا دیکھا ہے وہ نعش بناتے ہیں یعنی چارپائی کے پایوں سے ایک نرم ٹہنی باندھ کر موڑتے ہوئے دوسرے پائے سے ملاتے ہیں پھر اس پر چادر ڈالی جاتی ہے جس کے اوپر ایک گول سی شکل بن جاتی ہے جس سے بے پردگی نہیں ہوتی۔ یہ سن کر انکا غم ہلکا ہوا، چنانچہ سب سے پہلے نعش جناب فاطمہؓ کے جنازہ پر بنائی گئی پھر حضرت زینبؓ کا جنازہ بھی اسی طرح اٹھایا گیا۔

نماز جنازہ: حضرت عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی انکی وصیت کے مطابق مغرب کے بعد جنازہ اٹھایا گیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاھا۔

اولاد: انکے بطن سے حسنؓ، حسینؓ محسنؓ ام کلثومؓ رقیہؓ تولد ہوئے۔ محسنؓ کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا نبی ﷺ کا نسب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آگے چلا ہے۔

حدیث اول: ان بنی هشام بن المغیرة استاذنونی ان ینکحوا ابنتهم علیّ ابنَ ابی طالب فلا اذن لهم. ہشام بن مغیرہ یہ ابوجہل کا باپ اور بنی ہشام کا معنیٰ ہے کہ ابوجہل کی بیٹی کے چچا جو اس مہم میں شامل تھے۔ یعنی بنو ہشام لڑکی کے چچا۔ ہشام دادا اور ابوجہل باپ ہوئے۔ حضرت علیؓ کے اس خطبہ، پیغام نکاح کی کوئی وجہ نہیں ملی۔ یہ پیغام ابوجہل کے مسلمان ہونیوالے بھائی حارث بن ہشام کے واسطے سے بھیجا گیا۔ علیؓ نے نبی ﷺ سے مشورہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں نہیں کہتا (کہ ایسا کرو) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے میں اسکے غم کو نہیں سہتا تو علیؓ نے فرمایا میں وہ کام نہیں کرتا جو آپ کو ناپسند ہو۔ آپؐ کے اس فرمان پر علیؓ نے پھر پیغام نکاح واپس لے لیا اور مزید اس میں پیش رفت نہیں ہوئی۔ ہاں علیؓ نے سیدہ فاطمہؓ کی رحلت کے بعد ام البنین بنت حزام سے نکاح کیا پھر اس کے بعد مزید متعدد شادیاں کیں۔ **فلا اذن لهم ثم لا اذن لهم ثم لا اذن لهم۔** یہ تکرار برائے تاکید و تابید ہے کہ شاید کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ابھی منع کر دیا پھر اجازت ہوگی فرمایا میں اجازت نہیں دیتا کچھ وقت گذر جائے پھر بھی اجازت نہیں دیتا۔

سوال! قرآن کریم میں ہے **فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى و ثلث و رباع** (نساء۳) تم کو جو بھلی لگیں عورتوں میں سے چار تک نکاح کر سکتے ہو۔ دین اسلام نے بیک وقت چار شادیوں کی اجازت دی ہے تو نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو نکاح ثانی سے کیسے روکا؟

جواب! اسکا جواب بعد کی احادیث میں موجود ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کرتا مسئلہ اپنی جگہ درست ہے مگر علیؓ کا نکاح اس جگہ درست نہیں کیونکہ بنت رسول اللہ اور بنت عدو اللہ کیسے جمع ہو سکتی ہیں جس کی عداوت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اور اس میں سیدہ فاطمہ کو تکلیف ہوتی جس کی وجہ سے نبیؐ کو ایذا پہنچتی اور ایذاء الرسول حرام ہے۔ حضرت علیؓ کیلئے نکاح ثانی حرام نہیں لیکن مذکورہ علت کی وجہ سے منع کیا گیا اگر چہ ابوجہل کی بیٹی مومن ہو چکی تھی لیکن اسکے باپ کی عداوت کا بھی تو کوئی منتھا نہ تھا جسکا اثر پڑ سکتا تھا اسی وجہ سے آپ ﷺ نے منع فرمایا اور یہ جائز ہے کہ پہلی بیوی کے لواحقین نکاح ثانی کو برداشت کریں یا منع کر دیں آگے شوہر کی مرضی ہے کہ ان کی مانے یا اختیار دیدے کہ رہے تو ٹھیک جائے تو فبہا مجھے نکاح ثانی کرنا ہے اتفاقاً اس کو روک سکتے ہیں مجبور نہیں کر سکتے مزید براں یہ بھی ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کا باپ کے سوا غم خوار وغم شریک بھی کوئی نہیں تھا جو اس کو تسلی دے کیونکہ والدہ بہنیں بھائی سب داغ فراق دے چکے تھے سب سے چھوٹی پھر اکیلی۔ بہر حال یہ آنحضرت ﷺ کا مشورہ تھا جس کو علیؓ نے بخوشی قبول کیا و بلا چوں چراں کے مان لیا۔ **فانّما ابنتی بضعة منّی** .اسی طرح دوسرے موقع پر بھی نبی ﷺ نے بضعة کا لفظ سیدة نساء اہل الجنة کیلئے فرمایا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علمی مہارت: حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت ﷺ کی مجلس میں یہ بات آئی کہ عورتوں کیلئے سب سے بہترین چیز کیا ہے۔ حضرات صحابہ کرام آپس میں سوال کرتے رہے لیکن مسئلہ حل ہوئے بغیر مجلس برخاست ہوگئی حضرت علیؓ گھر گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ آج یہ سوال پیش آیا ہے جسکا جواب ابھی تک کسی نے نہیں دیا تو سیدہ فاطمہؓ نے فرمایا عورتوں کیلئے سب سے بہتر یہ ہے **لَا يَرَيْنَ الرِّجَالَ وَلَا يَرَوْنَهُنَّ** کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور مردان کو نہ دیکھیں

پھر علیؓ مسجد میں تشریف لائے اور یہ جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں درست جواب دیا فاطمة بضعة منی رواه البزازی فی مسندہ (انوار الباری ج۳ ص۲۷۸)

حدیث ثالث: هل انت معطیّ سیف رسول الله ﷺ مسور ابن مخرمہ نے یہ اس لئے کہا تا کہ رسول اللہ کی متبرک تلوار کی حفاظت ہو کسی ایسے کے ہاتھ نہ چڑھ جائے جو اس کی عزت وقدر نہ جانتا ہو۔ یہ تلوار وہ تھی جو آنحضرت ﷺ نے غزوہ بدر میں مال غنیمت سے لی تھی اس کا نام ذوالفقار تھا۔

انبیاء وصالحین کے بقایات سے برکت حاصل کرنا: اس سے اللہ والوں کے بقایات سے برکت حاصل کرنے کا ثبوت ملتا ہے جسکا ذکر باب طِیْبِ عِرْقِهٖ ﷺ وَالتَّبَرُّكِ بِهٖ میں گذر چکا ہے اور مسورؓ کا قصہ خطبة النکاح لبنت ابی جهل کے ساتھ حفاظت تلوار کا ذکر کرنا یہ مناسبت رکھتا ہے کہ جس طرح حضورؐ نے فاطمہ کا خیال فرمایا اور ایذا سے تحفظ کیا مسورؓ کہتے ہیں میں بھی اسی طرح حضرت فاطمہؓ کے پوتے حضرت حسینؓ کے بیٹے علیؓ کی حفاظت وخاطر تواضع کرونگا اس لئے تو کہا کہ کوئی کام ہو تو بتائیے ان شاء اللہ مسور کام کرنے اور حکم بجالانے کیلئے تیار ہے۔ ثم ذکر صهرا له من بنی عبد شمس۔ اس سے مراد ابو العاص ابن ربیع داماد ہے جو سیدہ زینبؓ کے شوہر تھے۔ قال حدّثنی فصدقنی وو عدنی فاوفی لی۔ اس نے مجھ سے بات سچی کی اور وعدے کا ایفاء کیا اس سے اشارہ ہے اس قصہ کی طرف کہ ابو العاص غزوہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ اسیر ہو کر آئے تو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں تم جا کر میری بیٹی زینبؓ کو میرے پاس مدینہ بھیج دو انہوں نے یہ وعدہ پورا کیا او۔ ۔ پہنچ کر اپنی بیوی بنت رسول اللہ ﷺ کو بھیج دیا۔

حدیث سابع: فاقبلت فاطمةؓ۔ فاطمہ خِلقت سَمت اور طبیعت میں بالکل آپ ﷺ کے مشابہ تھیں۔ امّا الآن فنعم۔ ہاں اب بتاسکتی ہوں۔ یہ آنحضرت ﷺ کی زندگی کے آخری سال کا قصہ ہے جسکی تفصیل متن حدیث میں موجود ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مسکرانے اور خوش ہونے کی دو وجوہ ہیں۔ (۱) سیدة نساء المومنین (۲) اول من یلحق بی من اهلی / اوّل اهله لحوقا به۔ یہ دونوں باتیں سبب ضحک ومسرت ہیں۔ فضیلت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مکمل بحث فضائل خدیجہ میں گذر چکی ہے۔ فلمارأی جزعی سارنی الثانیة۔ سو جب میری بے قراری کو دیکھا تو دوبارہ سے بات فرمائی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہے کہ ان کے عقلمند وحوصلہ مند ہونے کی نشانی ہے کہ حزن وغم کے فوراً بعد ہنس پڑیں۔ ورنہ سر پکڑ کے بیٹھ جاتیں۔[1]

(۵۳) باب مِنْ فَضَائِلِ اُمِّ سَلَمَةَ (اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

(۱۰۹۰) باب: اُمّ المومنین سیدہ اُمِ سلمہؓ کے فضائل کے بیان میں

(۳۰۷۳) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْاَعْلٰى ابْنُ حَمَّادٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الْقَيْسِیُّ كِلَاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ ابْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَا تَكُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا فَاِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطٰنِ وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهٗ قَالَ وَاُنْبِئْتُ

[1] نووی۔ المفهم۔ اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال۔ تكمله

اَنَّ جِبْرِيْلَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) اَتٰى نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عِنْدَهٗ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مَنْ هٰذَا اَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هٰذَا دَحْيَةُ الْكَلْبِيُّ قَالَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رضى الله عنها اَيْمُ اللّٰهِ مَا حَسِبْتُهٗ اِلَّا اِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبَرَنَا اَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِيْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

(۶۴۱۰) حضرت سلمانؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو تو سب سے پہلے بازار میں داخل نہ ہو اور نہ ہی سب کے بعد بازار سے نکل کیونکہ بازار شیطان کا معرکہ ہے اور اس جگہ اس کا جھنڈا گاڑا ہوا ہوتا ہے۔ حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ نبی ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور حضرت اُمِ سلمہؓ آپؐ کے پاس تھیں۔ راوی ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے باتیں کرنے لگے پھر کھڑے ہوئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے حضرت اُمِ سلمہؓ نے پوچھا کہ یہ کون تھے؟ حضرت اُمِ سلمہؓ نے عرض کیا کہ یہ حضرت دحیہ کلبیؓ تھے۔ حضرت اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! میں تو انہیں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہی سمجھتی رہی، یہاں تک کہ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کا خطبہ سنا۔ آپؐ ہماری خبر اُن سے بیان فرمار ہے تھے۔ راوی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے۔

حدیث کی تشریح: اس میں ایک حدیث ہے اس میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام ھند۔ کنیت: ام سلمہؓ۔ ام سلمہؓ ھند بنت ابی امیہ مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ والد کا نام حذیفہ۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کی بیوی تھیں ان کے شوہر حبشہ کی طرف پہلے ہجرت کرنے والے تھے اور کہا جاتا ہے مدینہ کی طرف عورتوں میں سب سے پہلے ہجرت کرنیوالی ام سلمہؓ ہیں۔ ابوسلمہ غزوہ بدر و اُحد میں شریک ہوئے احد میں زخم لگا جو ٹھیک نہ ہوا اور اسی کی وجہ سے انتقال ہوا۔ ابوسلمہ کی وفات کے وقت ام سلمہ حاملہ تھیں وضع حمل اور عدت گزرنے کے بعد آنحضرت ﷺ سے نکاح ہوا۔ پیغام نکاح حضرت عمرؓ لائے تھے۔

وفات: ۵۹/۶۰ھ میں وفات پائی ابو ہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی (یا سعید ابن زید نے) اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

رضی اللہ عنہا انکی ہجرت کا عجیب واقعہ: ام سلمہؓ اپنے شوہر ابوسلمہ کے ساتھ ہجرت کرنا چاہتی تھیں تیاری کر لی اور بچہ بھی ساتھ تھا کہ ام سلمہ کے قبیلہ والوں نے مخالفت کی اور ابوسلمہ سے کہا ہماری قوم کی عورت تو نہیں لے جاسکتا تو ابوسلمہ مجبور ہو کر اکیلے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے ادھر ان کے شوہر ابوسلمہ کے خاندان والے آئے اور اپنا بچہ سلمہؓ بھی چھین کر لے گئے اب شوہر اور بیٹے دونوں کی جدائی اور غم سے نڈھال ہو کر گھر سے نکلتیں اور ابطح میں بیٹھ کر رویا کرتیں تقریباً ایک ہفتے بعد حسب معمول یہ بیٹھی رو رہی تھیں کہ انکے قبیلہ کے ایک رحم دل شخص ادھر آنکلے ان کی حالت زار دیکھ کر اس نے اپنی قوم سے کہا اس پر اتنا ظلم کیوں کرتے ہو اسکو بچہ دو اور جانے دو۔ اجازت ملنے پر بچہ گود میں لیا اور اونٹ پر تنہا سوار ہو گئیں اور سفر ہجرت شروع کیا ماں بیٹا اور خدا بس۔ لیکن ہمت عزم واستقلال کی پہاڑ کنا اکیلے بھی سفر جاری رکھا عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) آج تک کعبہ کی چابی اسی خاندان میں چلی آرہی ہے۔ تنعیم کے مقام پر ملے پوچھا کہاں کا قصد ہے انہوں نے کہا مدینے کا پوچھا ساتھ کوئی نہیں کہا نہیں۔ صرف خدا اور یہ بچہ اس مشفق و باحیاء نے

اونٹ کی مہار پکڑی اور چل دیا۔ جہاں کہیں ٹھہرتے تو سایہ میں اونٹ بٹھاتے اور خود دور جا کر بیٹھ جاتے اسی طرح روانگی کے وقت کجاوہ اونٹ پر کستے پھر دور ہو جاتے جب ام سلمہؓ سوار ہو جاتیں تو مہار پکڑ کر چلتا اس طرح مدینہ منورہ پہنچے۔ ام سلمہؓ کہتی ہے میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا۔

حدیث اول: ولا آخر من یخرج منها فانها معرکة الشیطان ، کہ بازار سیر گاہ نہیں ہے کہ شوق سے اس میں جاؤ بلکہ یہ تو شیطان کا گڑھ ہے۔ بس بوقت ضرورت بقدر حاجت جاؤ اور فوراً واپسی۔ کہ یہ شیطان کا معرکہ ہے کھوٹ ملاوٹ کذب دھوکہ فریب خیانت عقود فاسدہ جھوٹی قسمیں ایک دوسرے پر چڑھتی ناپ تول میں کمی اور فضولیات وخرافات کی بھر مار ہوتی ہے۔ فاجتنبوا حق الا جتنباب۔ کہ شیطان اپنے لاؤ لشکر کو لیکر آ جاتا ہے۔ فقلت لا بی عثمان . اسکا قائل سلیمان بن طرخان ہے جو معتمر بن سلیمان کا والد ہے۔[1]

(۵۴)باب مِنْ فَضَائِلِ زَيْنَبَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

(۱۰۹۱)باب اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل کے بیان میں

(۳۷۴) حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى السِّيْنَانِيُّ اَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِيْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ اَيَّتُهُنَّ اَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ اَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ لِاَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَ تَصَدَّقُ۔

(۶۴۱۱) اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی ازواج مطہرات) سے فرمایا کہ تم میں سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی کہ جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں گے تو ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں تاکہ پتہ چلے کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم سب میں سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت زینبؓ کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتی اور صدقہ وخیرات دیتی تھیں۔

حدیث کی تشریح: اس میں ایک حدیث ہے اس میں ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام زینب۔ کنیت ام الحکیم۔ والد جحش۔ والدہ امیمہ۔ نسب نامہ ام الحکیم ام المومنین زینب بنت جحش بن اَبار بن یعمر بن صبرۃ بن مرّہ بن کبیر یا کثیر بن غنم بن دُوْدَان بن اسد بن خزیمہ۔ ازواج مطہرات میں سے یہ زینب بنت جحش ہیں جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہم پلہ ومساوی تھیں۔ جیسے باب من فضائل عائشہ کی ساتویں حدیث میں عائشہؓ کے الفاظ وہی التی کانت تسامینی منهن فی المنزلة...... و اتقی الله و اصدق حدیثا و اوصل للرحم واعظم صدقة واشد ابتذ الا لنفسها فی العمل...... گذر چکے ہیں۔

قبول اسلام: نبوت کے ابتدائی دور میں مسلمان ہوئیں۔ کانت قدیمة الاسلام (اسد الغابہ ج۵ ص۴۶۳)

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

نکاح: انکا نکاح زید بن حارثہ سے ہوا لیکن موافقت اور مساوات نہ ہونے کی وجہ سے طلاق ہوئی پھر ان کی دلجوئی کیلئے آنحضرت ﷺ نے خود ان سے نکاح فرمایا جس کا تفصیلی قصہ سورۃ الاحزاب آیت ۳۶ تا ۴۰ میں مذکور ہے۔ اور یہ ازواج مطہرات سے کہا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے اولیاء نے کیا اور میرا عقد سات آسمانوں سے مافوق اپنے حبیب سے خدا نے خود کیا۔ فلما قضی زید منها وطرًا زوّجنٰکها (احزاب ۳۷)

وفات: امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۲۰/۲۱ھ میں وفات پائی انکی وفات کا جو سال بھی قرار دیں وہ فتح والا ہے کہ ۲۰ھ مصر اور ۲۱ھ میں اسکندریہ فتح ہوا تھا۔ آپ ﷺ کی رحلت کے بعد سب سے پہلی زوجہ مطہرہ ہیں جنکا انتقال ہوا جسکو اسرعکنّ لحاقابی اطولکنّ یدا میں بیان کیا گیا ہے۔ اپنا کفن پہلے سے خود تیار کیا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اسامہ بن زید، محمد بن عبداللہ بن جحش، عبداللہ ابن ابی احمد بن جحش نے قبر میں اتارا اور جنت البقیع میں تا قیامِ قیامت سدھار رہیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاها۔

مکین ومکان کی خوش قسمتی: انکا مکان ولید ابن الملک نے اپنے زمانہ حکومت میں پچاس ہزار درہم میں خرید کر مسجد نبوی میں شامل کردیا۔ مکین ... ں اور مکان مسجد نبوی میں آگئے۔

حدیث اول: فکنّ یتطاولن ایتهنّ اطول یدًا. ازواج مطہرات نے حسی طور پر ہاتھ کا طول ولمبا ہونا تصور کیا اس لئے ناپنے لگیں۔ پھر انکی وفات کے بعد ان پر یہ راز آشکارا ہوا کہ اس سے مراد کثرت اعطاء صدقہ ہے۔ سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہم جب کسی ایک کے گھر جمع ہوتیں تو دیوار کی طرف ہاتھ لمبے کر کے دیکھا کرتیں کہ کون لمبے ہاتھ والی ہے کہ سب سے پہلے حضورؐ سے جا ملے گی۔ یہ قصہ وعقدہ وفات زینبؓ پر حل ہوا حالانکہ وہ طویل القامہ وطویل الیدنہیں بلکہ قصیر القامہ حسین الصورۃ والسیرۃ تھیں۔ کانت تعمل و تصدّق۔ کہ وہ دست کاری کرتی تھیں خود کپڑے رنگتیں اور ستالی سے سیتی تھیں اور اللہ کی راہ میں خوب صدقہ کرتیں۔ بانس (کانان) سے جب ناپا تو حسًا ام المومنین ام سلمہؓ طویلۃ الید تھیں۔ لیکن مقصود اول تھا جو مذکور ہوا۔

فائدہ! ازواج مطہرات میں سے زینب نام کی ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمۃ الھلالیۃ بھی ہیں جو مذکورہ زینب کے علاوہ ہیں۔ یہ بنو عامر سے تھیں اور مذکورہ سابقہ قریش میں سے تھیں ان کی کنیت ام المساکین ہے یہ آنحضرت ﷺ سے پہلے عبداللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ شہید غزوہ اُحد کی اہلیہ تھیں آپ ﷺ سے نکاح کے چند ایام (تین چار ماہ کے عرصہ میں) کے بعد وفات پائی آپ ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔[1]

(۵۵) باب مِنْ فَضَآئِلِ اُمِّ اَیْمَنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا

(۱۰۹۲) باب: حضرت امِ ایمن رضی اللہ عنہا کے فضائل کے بیان میں

(۳۷۵) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ ابْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

فَنَاوَلَتْهُ اِنَاءً فِيْهِ شَرَابٌ قَالَ فَلَا اَدْرِىْ اَصَادَفَتْهُ صَائِمًا اَوْ لَمْ يُرِدْهُ فَجَعَلَتْ تَصْخَبُ عَلَيْهِ وَ تَذَمَّرُ عَلَيْهِ.

(۶۳۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کی طرف تشریف لے گئے تو میں بھی آپ ؐ کے ساتھ چل پڑا۔ آپ ؐ کے لئے ایک برتن میں پانی لے کر آئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ؐ روزہ کی حالت میں تھے یا آپ ؐ نے ویسے ہی اسے واپس لوٹا دیا تو حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا آپ ؐ پر چلانے لگیں اور آپ ؐ پر غصہ ہونے لگیں۔

(۳۷۶) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عَاصِمِ نِ الْكِلَابِىُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا اَبْكِىْ اَنْ لَا اَكُوْنَ اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِىْ اَنَّ الْوَحْىَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا.

(۶۳۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ حضرت اُمِ ایمن ؓ کی طرف چلو تا کہ ہم ان کی زیارت (ملاقات) کریں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ زیارت کرتے تھے تو جب ہم حضرت اُمِ ایمن ؓ کی طرف پہنچے تو وہ رونے لگ گئیں دونوں حضرات (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) نے حضرت اُمِ ایمن ؓ سے فرمایا: آپ کیوں روتی ہیں جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لئے بہتر ہے۔ حضرت اُمِ ایمن ؓ نے فرمایا: کہ میں اس وجہ سے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لئے بہتر ہے بلکہ اس وجہ سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنی منقطع ہوگئی۔ حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کے یہ کہنے سے ان دونوں حضرات کو بھی رونا آ گیا اور پھر یہ دونوں حضرات بھی حضرت ام ایمن ؓ کے ساتھ رونے لگے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں ان میں مولاۃ الرسول ام ایمن ؓ کا ذکر ہے نام و نسب: نام برکہ۔ کنیت ام ایمن۔ والد ثعلبۃ عرف ام الظباء۔ نسب برکۃ بنت ثعلبۃ بن عمرو بن حصین بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان۔ یہ حبشہ کی رہائشی تھیں آنحضرت ﷺ کی کنیز رہیں پرورش و نشو نما پائی۔ عبید بن زید نامی شخص سے نکاح ہوا ایمن بیٹا اسی سے ہے جس کے ساتھ انکی کنیت ہے عبید کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ نے ام ایمن کا نکاح اپنے محبوب خاص زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کرا دیا جس سے اسامہ تولد ہوئے۔

قبول اسلام: زید کیونکہ مسلمان تھے اس لئے انہوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ انکے سابقہ شوہر سے بیٹے ایمن صحابی رسول تھے جو غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئیں پیاسوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں پر مرہم رکھتی تھیں وفات: ام ایمن ؓ نے امیر المومنین سیدنا عثمان ؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفقۃ اماں کہہ کر پکارتے تھے ابن سعد نے انکا ایک

عجیب واقعہ نقل کیا ہے ہجرت کے وقت جب یہ مقام نصرا اور روحاء کے درمیان پہنچیں تو شام ہوگئی ان کو شدید پیاس لگی پانی پاس نہیں تھا اور تھیں بھی صائمہ (روزہ دار) جب پیاس نے شدت اختیار کی تو آسمان سے سفید رسی میں ایک پانی کا ڈول لٹکایا گیا انہوں نے اس سے سیراب ہوکر پیا۔ کہا کرتی تھیں مجھے پھر کبھی شدید پیاس نہیں لگی حتی کہ شدید گرمیوں کے دنوں میں میں نے روزے رکھے لیکن پیاس کی مشقت اسکے بعد مجھ پر نہیں آئی (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۲۴۔ اصابہ ج ۴ ص ۴۳۲/۴۱۵)

حدیث اول: فلا ادری اصادفته صائما اولم یرده . آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نہ پیا پتہ نہیں روزہ دار تھے یا پینے کو جی نہیں چاہا۔ **تصخب و تذمر**۔ صخب کہتے ہیں کہ بآواز بلند بولنا اور چیخنا تذمر کہتے ہیں غصے سے بات کرنا۔ ام ایمنؓ کیونکہ کبھی آپؐ سے ناز سے بات کرتیں اور آپؐ عمدہ جواب دیتے۔ تو یہ غضب قابل گرفت نہیں بلکہ معاف تھا کیونکہ بے ادبی و نافرمانی کیلئے نہ تھا بلکہ تَدَلُّلاً تھا۔

حدیث ثانی: ولکن ابکی ان الوحی قدانقطع من السماء۔ اس سے پتہ چلا اللہ والوں اور شہداء کی وفات پر اظہار افسوس درست ہے اگرچہ وہ عالم مشقت سے عالم راحت میں چلے گئے۔ لیکن فراق وجدائی کا غم اور اسکا اظہار بلا جزع فزع درست ہے۔[1]

(۵۲) باب مِنْ فَضَائِلِ اُمِّ سُلَيْمٍ اُمِّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

(۱۰۹۳) باب: حضرت انسؓ کی والدہ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کے فضائل کے بیان میں

(۳۷۷) حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدْخُلُ عَلٰى اَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهٖ اِلَّا اُمِّ سُلَيْمٍ فَاِنَّهٗ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّيْ اَرْحَمُهَا قُتِلَ اَخُوْهَا مَعِيْ.

(۶۴۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کے ہاں نہیں جایا کرتے تھے۔ آپؐ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: مجھے ان پر رحم آتا ہے، ان کا بھائی میرے ساتھ مارا گیا۔

(۳۷۸) وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذِهِ الْغُمَيْصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ اُمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

(۶۴۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں کسی کے چلنے کی آواز سنی۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ وہاں والوں نے مجھے بتایا کہ یہ غمیصاء بنت ملحان حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

(۳۷۹) حَدَّثَنِيْ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ (بْنُ) الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ امْرَاَةَ اَبِيْ طَلْحَةَ ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِيْ فَاِذَا بِلَالٌ.

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۶۴۱۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی (یعنی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا) کو وہاں دیکھا۔ پھر میں نے اپنے آگے چلنے والے کی آواز سنی دیکھا تو وہ حضرت بلالؓ ہیں۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین حدیثیں ہیں ان میں امّ سلیمؓ کے فضائل کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: سہلہ یا رملہ۔ کنیت: ام سلیم۔ لقب: غمیصاء اور رمیصاء۔ والد کا نام ملحان۔ والدہ: کا نام ملیکہ بنت مالک: نسب: ام سلیم رمیصا بنت ملحان بن زید بن حرام من بنی النجار یہ انس ابن مالکؓ کی والدہ ہیں۔

نکاح وقبول اسلام: انکے اسلام لانے پر شوہر دلبرداشتہ ہو کر شام چلا گیا اور وہیں حالت کفر میں مرا۔ پھر ابوطلحہ نے جو ابھی مشرک تھے پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے انکار کر دیا اور قبول اسلام کو شرط قرار دیا اور کہا کہ ابوطلحہ اسلام قبول کر لے تو مہر بھی نہ لونگی۔ وہ اسلام لائے اور عقد نکاح ہوا۔ ابوطلحہ سے دو بچے ابوعمیر اور عبداللہ ہوئے۔ ابوعمیر بچپن میں فوت ہو گیا وفات : انکی وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔ **هذا ما وعدنا فی باب المعجزات و العرق .**

حدیث اول: لا يدخل على احد من النساء الّا ام سليم . ام سلیم کیونکہ یہ محرم تھیں جیسے پہلے گذر چکا ہے اس میں اشارہ ہے اجنبیہ پر دخول کے عدم جواز کی طرف۔ انّی ارحمها قتل اخوها معی . انکے بھائی حرام قاری نسب اوپر موجود ہے یہ سریہ بر معونہ میں غزوہ احد کے بعد شہید ہوئے۔ نیزہ لگنے پر انہوں نے کہا تھا اللہ اکبر فزت ورب الکعبۃ

بنا کردند خوش رسمے بخون وخاک غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را قتل اخوها معی۔

سوال ! معی سے مراد معیت ونصرت فی الاسلام ہے کہ دین کی آبیاری اور سربلندی میں میرے ہم رکاب ومعاون تھے۔ اور اسی وفاداری میں خون کا آخری قطرہ بہادیا۔ رضی اللہ عنہ

حدیث ثانی: دخلت الجنة فسمعت خشفة آہٹ۔ چلنے کی آواز۔ اس میں ام سلیمؓ کی فضیلتؓ ظاہر و باہر ہے دوسری روایت میں خشخشة بھی مروی ہے۔ باب فضائل عمر میں گذر چکا ہے کہ یہ ان کے محل کے پاس تھیں۔

حدیث ثالث: ثم سمعت خشخشة امامی فاذا بلال۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۸۷) میں ہے اصبح رسول الله ﷺ فدعا بلالاً فقال يا بلال بم سبقتنی ای الجنة ما دخلت الجنة الّا سمعت خشخشتك امامی. اس سے آگے حضرت بلال کے دوام علی الطہارت اور رکعتین بعد الوضو کا ذکر بھی ہے جسکو حضور ﷺ نے سبب رفعت فرمایا۔

(۵۷) باب مِنْ فَضَائِلِ اَبِیْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ تعالٰی عَنْه

(۱۰۹۴) باب: ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۳۸۰) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَاتَ لِاَبِیْ اِبْنٌ طَلْحَةَ مِنْ اُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَتْ لِاَهْلِهَا لَا تُحَدِّثُوْا اَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا اُحَدِّثُهٗ قَالَ فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ عَشَاءً فَاَكَلَ وَ شَرِبَ قَالَ ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهٗ اَحْسَنَ مَا كَانَ تَصْنَعُ قَبْلَ

ذٰلِكَ فَوَقَعَ بِهَا فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ يَا أَبَا طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوهُمْ قَالَ لَا قَالَتْ فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ قَالَ فَغَضِبَ فَقَالَ تَرَكْتِنِي حَتّٰى تَلَطَّخْتُ ثُمَّ أَخْبَرْتِنِي بِابْنِي فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِي غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا قَالَ فَحَمَلَتْ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ لَا وَهِيَ مَعَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ فَاحْتُبِسَ عَلَيْهَا أَبُو طَلْحَةَ وَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ إِنَّهُ يُعْجِبُنِي أَنْ أَخْرُجَ مَعَ رَسُولِكَ إِذَا خَرَجَ وَأَدْخُلَ مَعَهُ إِذَا دَخَلَ وَقَدِ احْتُبِسْتُ بِمَا تَرَى قَالَ تَقُولُ أُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا يَا أَبَا طَلْحَةَ مَا أَجِدُ الَّذِي كُنْتُ أَجِدُ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا قَالَ وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ لِي أُمِّي يَا أَنَسُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَادَفْتُهُ وَمَعَهُ مِيسَمٌ فَلَمَّا رَآنِي قَالَ لَعَلَّ أُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا وَلَدَتْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَضَعَ الْمِيسَمَ قَالَ وَجِئْتُ بِهِ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَجْوَةٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ فَلَاكَهَا فِي فِيهِ حَتّٰى ذَابَتْ ثُمَّ قَذَفَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا إِلَى حُبِّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ قَالَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ.

(۶۴۱۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم کے بطن سے حضرت ابوطلحہ کا ایک لڑکا فوت ہوگیا، حضرت ام سلیم نے اپنے گھر والوں سے کہا حضرت طلحہ کو ان کے بیٹے کے انتقال کی اس وقت تک خبر نہ دینا جب تک کہ میں خود نہ بتادوں، حضرت ابوطلحہ آئے تو حضرت ام سلیم نے انہیں شام کا کھانا پیش کیا انہوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا، حضرت ام سلیم نے پہلے کی بہ نسبت زیادہ اچھا بناؤ سنگھار کیا، حضرت ابوطلحہ نے ان سے ازدواج کیا، جب حضرت ام سلیم نے دیکھا کہ وہ سیر ہوگئے اور اپنی جنسی خواہش بھی پوری کرلی تو پھر انہوں نے کہا اے ابوطلحہ! یہ بتاؤ کہ اگر کچھ لوگ کسی کو عاریتاً کوئی چیز دیں اور پھر وہ اپنی چیز واپس لے لیں تو کیا وہ ان کو منع کرسکتے ہیں؟ حضرت ابوطلحہ نے کہا نہیں، حضرت ام سلیم نے کہا تو پھر تم اپنے بیٹے کے متعلق یہی گمان کرلو، حضرت ابوطلحہ یہ سن کر غضب ناک ہوئے اور کہا تم نے مجھے میرے بیٹے کے متعلق خبر نہیں دی تھی کہ میں (جنسی عمل سے) آلودہ ہو گیا، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر اس واقعہ کی خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری اس گذاری ہوئی رات میں برکت عطا کرے، پھر ام سلیم حاملہ ہوگئیں، حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں ام سلیم بھی تھیں اور جب آپ کسی سفر سے مدینہ منورہ واپس آتے تو رات کے وقت مدینہ منورہ نہیں جاتے تھے، جب لوگ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو حضرت ام سلیم کو دردِ زہ شروع ہوا، حضرت ابوطلحہ ان کے پاس ٹھہرے اور رسول اللہ ﷺ روانہ ہوگئے، حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے کہا: اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں تیرے رسول کے ساتھ

(مدینہ منورہ سے) نکلوں اور ان کے ساتھ ہی داخل ہوں اور تجھے معلوم ہے کہ میں کسی مجبوری میں پھنس گیا ہوں، حضرت ام سلیم نے کہا: اے ابوطلحہ اب مجھے پہلے کی طرح درد نہیں ہے چلو چلتے ہیں، پھر ہم چل پڑے اور جب ہم مدینہ آئے ان کو درد شروع ہوا اور ایک لڑکا پیدا ہوا، مجھ سے میری والدہ نے کہا اے انس! جب تک تم اس بچہ کو صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر نہ جاؤ، اس وقت تک کوئی اس بچہ کو دودھ نہیں پلائے گا، جب صبح ہوئی تو میں اس بچہ کو لیکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، میں نے دیکھا آپ کے ہاتھ میں اس وقت اونٹوں کو داغ دینے کا ایک آلہ تھا، آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا شاید ام سلیم کے ہاں بچہ ہوا ہے، میں نے کہا جی، آپؐ نے وہ آلہ رکھ دیا، میں بچے کو آپ کے پاس لے کر آیا، میں نے اس بچے کو آپؐ کی گود میں دیا، رسول اللہؐ نے مدینہ کی عجوہ کھجور منگائی اور اس کو اپنے منہ سے چبایا جب وہ کھجور گھل گئی تو آپؐ نے اس کو بچہ کے منہ میں رکھ دیا، بچہ چوسنے لگا، رسول اللہؐ نے فرمایا دیکھو انصار کو کھجور سے کتنی محبت ہے! پھر آپ نے اس بچہ کے چہرے پر دست شفقت پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

(۳۸۱) حَدَّثَنَاهُ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ.

(۶۴۱۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ کا بچہ فوت ہو گیا اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں ان میں ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: زید کنیت ابوطلحہ۔ والد کا نام سہل بنو نجار سے تھے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے غزوہ احد میں آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر تیر اپنے سینے پر برداشت کئے اور حضور ﷺ کی حفاظت کی۔ اور کہتے تھے **صدری دون صدرك و نفسي لنفسك الفداء و وجهي لو جهك الوقاء.**

قبول اسلام: انکے اسلام قبول کرنے کا سبب اور ذکر پچھلے باب میں گذرا ہے۔ وفات: انکی وفات کے متعلق اصحاب سیر میں شدید اختلاف ہے۔ ۳۱ھ یا ۳۲ھ کا قول نقل کیا جاتا ہے اتنی بات متفق ہے کہ جہادی سفر میں انتقال ہوا اور ایک جزیرہ میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ انکا ذکر باب حُسْنِ خُلُقِهٖ ﷺ میں گزرا ہے۔

حدیث اول: **ومعه ميسم** - اى آلة التي يوسم بها الحيوان۔ وہ آلہ جسے گرم کر کے جانوروں کو داغا جاتا ہے آپ ﷺ صدقہ کے اونٹوں کو داغ رہے تھے۔ اس حدیث میں ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سلیقہ مندی، معاملہ فہمی، دانائی، صبر، شوہر کو راحت رسانی کی امنگ جیسی چیزیں حاصل ہوتی ہیں اور بچے کو گھٹی دینے کا ثبوت ومسنون ہونا حاصل ہوتا ہے۔ فوت ہونے والا بچہ ابوعمیر تھا اور جو اس رات کے ملاپ سے پیدا ہوا وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ تفصیل قصہ متن میں موجود ہے۔[1]

(۵۸) باب مِنْ فَضَائِلِ بِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۰۹۵) باب: بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۳۸۲) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيْشَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ ح وَ حَدَّثَنَا

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِىُّ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِبِلَالٍ (عِنْدَ) صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِىْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ عِنْدَكَ فِى الْإِسْلَامِ مَنْفَعَةً فَاِنِّىْ سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَىَّ فِى الْجَنَّةِ قَالَ قَالَ بِلَالٌ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا فِى الْإِسْلَامِ اَرْجٰى عِنْدِىْ مَنْفَعَةً مِنْ اَنِّىْ لَا اَتَطَهَّرُ طُهُوْرًا تَامًّا فِىْ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِىْ اَنْ اُصَلِّىَ.

(۶۴۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا: اے بلال! تو مجھ سے وہ عمل بیان کر جو تو نے اسلام میں کیا ہو اور جس کے نفع کی تجھے زیادہ امید ہو کیونکہ آج رات میں نے جنت میں اپنے سامنے تیرے قدموں کی آواز سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں نے اسلام میں کوئی ایسا عمل نہیں کیا کہ جس کے نفع کی مجھے زیادہ امید ہو سوائے اس کے کہ جب بھی میں رات یا دن کے وقت کامل طریقے سے وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے جس قدر اللہ نے میرے مقدر میں لکھا ہوتا ہے، نماز پڑھ لیتا ہوں۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے اس میں بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام بلال۔ کنیت ابوعبداللہ۔ والد کا نام رباح والدہ کا نام حمامہ تھا۔ ابتدائے نبوت میں مسلمان ہوئے جان کش مصائب اور آلام کے پہاڑ برداشت کئے لیکن کلمہ توحید... احد احد نہ چھوڑا۔ لقب موذن رسول۔

وفات: ۲۰ھ میں وفات پائی (دمشق باب الصغیر کے قبرستان میں آرام فرما ہیں۔ رضی اللہ عنہ.

﴿فَاِنِّىْ سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَىَّ فِى الْجَنَّةِ.﴾

سوال! سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے جنت میں چلنے کی آواز سننا اور حضرت رمیصاء اور عمر رضی اللہ عنہ کے محل کا دیکھنا کیا خواب میں تھا یا بیداری میں؟

جواب! بعض علماء کی رائے یہ ہے یہ خواب کا واقعہ ہے چنانچہ صحیح بخاری میں اس کی تصریح ہے۔

(۱) عن جابر بن عبداللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایتنی دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ و سمعت خشفۃ فقلت من ھذا فقال ھٰذا بلال ورایت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھٰذا فقال لعمر بن الخطاب فاردت ان انظر الیہ فذکرت غیر تك فقال عمر با بی وامی یارسول اللہ اعلیك اغار.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا، میں نے وہاں ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے وہاں جوتیوں کی آہٹ سنی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ بلال ہیں اور میں نے وہاں ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک باندی تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے کہا عمر بن الخطاب کا، میں نے اس کو دیکھنے کیلئے محل کے اندر جانا چاہا، پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی، حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ پر غیرت کروں گا!

(۲) ان ابا ھریرۃ قال بینا عنہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم اذ قال بینا انا نائم رایتنی فی الجنۃ فاذا امراۃ تتوضأ الی جانب قصر فقلت لمن ھذا القصر قالوا لعمر فذکرت غیرتہ فولیت مدبرا فبکٰی عمرو قال علیك

اغار یارسول اللہ. (بخاری ج ا ص ۵۲۰)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا تو میں نے اپنے آپ کو خواب میں جنت میں دیکھا، وہاں ایک عورت ایک محل کی ایک جانب وضو کر رہی تھی، میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے کہا عمر کا، مجھے تمہاری غیرت یاد آئی اور میں واپس لوٹ گیا، عمر رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ! میں آپ پر غیرت کروں گا۔
نیز: یہ جواب اس لئے بھی درست ہے کہ موت سے پہلے جنت میں جانا اور حضرت بلال کیلئے بھی معراج ثابت کرنا ہوگا جواب (۲) اس میں کوئی بُعد نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حقیقۃً حالت بیداری میں آہٹ سنی اور دیکھا جب شب معراج میں جنت کی سیر کرائی گئی۔ آپ ﷺ کا شب معراج میں جنت وجہنم کی سیر کرنا اور ملأ اعلیٰ پر جانا اٹل حقیقت ہے اس لئے یہ سوال وارد نہیں ہو سکتا کہ موت سے پہلے جنت میں جانا ممکن نہیں آدم علیہ السلام بھی تو گئے اور رہے تھے۔
سوال! حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا آگے چلنا سوء ادبی ہے۔
جواب! (۱) یہ آواز و آہٹ اللہ تعالیٰ نے سنوائی جو جنتی ہونے کی بشارت تھی۔ از خود تو نہیں چل رہے تھے (۲) خادم تو (برائے خدمت) آقا سے آگے ہی چلتا ہے اس کو بے ادبی تصور نہیں کیا جاتا۔ ☆ باقی اس بشارت سے حضرت بلال کیلئے معراج ثابت نہیں ہوتی معراج ہوتی تو ساتھ چلتے۔ **اصبح رسول اللہ فدعا بلا لا فقال بم سبقتنی الی الجنة ما دخلت الجنة قطّ الا سمعت خشخشتك امامی الخ** (ترمذی ج ۲ ص ۶۸۸) اللہ کے رسول ﷺ نے صبح کی تو بلال کو بلایا ان سے فرمایا: بلال کس وجہ سے تو نے جنت میں مجھ سے سبقت کی میں جنت میں کبھی داخل نہیں ہوا مگر اپنے سامنے تیرے قدموں کی آہٹ سنی...... اس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو یہ بشارت متعدد بار (بیداری وخواب میں) دی گئی۔ **الّا صلیت یذالك الطهور.** ابن التین کہتے ہیں کہ بلال نے ارجیٰ عملہ میں یہ دو باتیں ذکر کی ہیں کیونکہ انکو معلوم تھا افضل الاعمال نماز ہے اور علانیہ وخفیہ میں سے پوشیدہ عمل زیادہ افضل ہے اور یہ جواب نفل اعمال کے سوال کے مطابق ہے ورنہ یقیناً فرض نمازیں تحیۃ الوضو سے افضل ہیں نفل میں اعلیٰ درجہ پر ہے۔

حدیث باب سے حاصل شدہ فوائد ومسائل

(۱) اس حدیث میں وضو کے بعد نماز پڑھنے پر برانگیختہ کرنا ہے تاکہ وضو اپنے مقصود سے خالی نہ رہے۔ (۲) مہلب نے کہا جو مسلمان اپنے کسی عمل کو پوشیدہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس عمل پر اجرِ عظیم عطا فرماتا ہے۔ (۳) صالحین سے ان کی نیکیوں کے متعلق استفسار کرنا چاہیے، تاکہ دوسرے بھی ان کی اقتداء کریں۔ (۴) استاد اور شیخ کو اپنے تلامذہ کے معمولات کے متعلق پوچھنا چاہیے تاکہ ان کے معمولات حسن ہوں تو ان کو برقرار رکھیں ورنہ ان کی اصلاح کریں۔ (۵) فقہاء شافعیہ نے اس حدیث کے عموم سے یہ استدلال کیا ہے کہ اوقات ممنوعہ (مثلاً استواء، غروب اور طلوع شمس کے وقت) میں بھی اگر وضو کرے تو نماز پڑھ لے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے، کیونکہ تحریم کے دلائل اباحت پر چنداں مقدم ہیں، نیز اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضرت بلال وضو کے فوراً بعد نماز پڑھ لیتے تھے اگر مکروہ وقت میں وضو کیا ہے تو مکروہ وقت گزرنے کے بعد نماز پڑھے [1]

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۵۹) باب مِنْ فَضَآئِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ اُمِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

(۱۰۹۶) باب: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور انکی والدہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کے بیان میں

(۳۸۳) حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ وَ سَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ الْحَضْرَمِيُّ وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ الْوَلِيْدُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ سَهْلٌ وَ مِنْجَابٌ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا﴾ [المائدة:۹۳] اِلٰى آخِرِ الْاٰيَةِ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِيْلَ لِيْ اَنْتَ مِنْهُمْ.

(۶۴۲۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا لصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَااتَّقَوْاوَّاٰمَنُوْا﴾ ''جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے انہیں اس بات پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ جو وہ کھا چکے ہیں، ایمان اور پرہیز کے ساتھ۔'' آخر آیت تک نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: (اللہ کی طرف سے) مجھے کہا گیا ہے تم ان میں سے ہو۔

(۳۸۴) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَكُنَّا حِيْنًا وَمَا نُرَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَاُمَّهٗ اِلَّا مِنْ اَهْلِ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَ لُزُوْمِهِمْ لَهٗ.

(۶۴۲۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا کثرت کیساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آنے جانے اور ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ہی سے سمجھتے تھے۔

(۳۸۵) وَ حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ اَنَّهٗ سَمِعَ الْاَسْوَدَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا مُوْسٰى يَقُوْلُ لَقَدْ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَذَكَرَ بِمِثْلِهٖ.

(۶۴۲۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق میں اور میرا بھائی یمن سے آئے تھے۔ باقی حدیث اسی طرح مذکور ہے۔

(۳۸۶) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اُرٰى اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ اَوْ مَا ذَكَرَ مِنْ نَحْوِ هٰذَا.

(۶۴۲۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں حضرت عبداللہ کو اہلِ بیت سے ہی تصور کرتا تھا یا جو اسی طرح ذکر کیا۔

(۳۸۷)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْاَحْوَصِ قَالَ شَهِدْتُ اَبَا مُوْسٰی وَ اَبَا مَسْعُوْدٍ حِیْنَ مَاتَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَتُرَاهُ تَرَكَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ فَقَالَ اِنْ قُلْتَ ذَاكَ اِنْ كَانَ لَیُؤْذَنُ لَهٗ اِذَا حُجِبْنَا وَ یَشْهَدُ اِذَا غِبْنَا.

(۶۴۲۴) حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت حضرت ابوموسیٰ اور حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے اپنے بعد اپنے جیسا کوئی آدمی چھوڑا ہے؟ تو دوسرے نے کہا: اگر تم نے یہ کہا ہے تو ان کی عظمت یہ تھی کہ جب ہم کو روک دیا جاتا تو ان کے لئے اجازت دے دی جاتی تھی اور ہم جب غائب ہوتے تو یہ اس وقت بھی (دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں) حاضر رہتے تھے۔

(۳۸۸)حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ (هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ) عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِیْ دَارِ اَبِیْ مُوْسٰی مَعَ نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُمْ یَنْظُرُوْنَ فِیْ مُصْحَفٍ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ مَا اَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ بَعْدَهٗ اَعْلَمَ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْقَائِمِ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ كَانَ یَشْهَدُ اِذَا غِبْنَا وَ یُؤْذَنُ لَهٗ اِذَا حُجِبْنَا.

(۶۴۲۵) حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چند ساتھیوں کے ہمراہ موجود تھے اور وہ قرآن مجید دیکھ رہے تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے تو ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد اس کھڑے ہونے والے سے بڑھ کر زیادہ اللہ کی نازل کردہ آیات کے بارے میں علم رکھنے والے کسی کو چھوڑا ہو تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم نے ایسی بات کہی ہے تو ان کا حال یہ تھا کہ جب ہم غائب ہوتے تھے تو یہ حاضر ہوتے تھے اور جب ہمیں (دربار نبوی ﷺ) میں حاضر ہونے سے روک دیا جاتا تھا تو انہیں اجازت دی جاتی تھی۔

(۳۸۹)وَحَدَّثَنِی الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِیَّاءَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ (هُوَ ابْنُ مُوْسٰی) عَنْ شَیْبَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ قَالَ اَتَیْتُ اَبَا مُوْسٰی فَوَجَدْتُ عَبْدَ اللّٰهِ وَ اَبَا مُوْسٰی ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدَةَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ حُذَیْفَةَ وَاَبِیْ مُوْسٰی وَ سَاقَ الْحَدِیْثَ وَ حَدِیْثُ قُطْبَةَ اَتَمُّ وَ اَكْثَرُ.

(۶۴۲۶) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے البتہ حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ باقی حدیث گزر چکی ہے۔

(۳۹۰)حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: ﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ [آل عمران:١٦١] ثُمَّ قَالَ عَلٰى قِرَاءَةِ مَنْ تَاْمُرُوْنِّيْ اَنْ اَقْرَاَ فَلَقَدْ قَرَاْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَ سَبْعِيْنَ سُوْرَةً وَلَقَدْ عَلِمَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَعْلَمُهُمْ بِكِتٰبِ اللّٰهِ وَلَوْ اَعْلَمُ اَنَّ اَحَدًا اَعْلَمُ مِنِّيْ لَرَحَلْتُ اِلَيْهِ قَالَ شَقِيْقٌ فَجَلَسْتُ فِيْ حِلَقِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَلَا يَعِيْبُهٗ.

(۶۴۲۷) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جس نے کسی چیز میں خیانت کی تو وہ قیامت کے دن اپنی خیانت شدہ چیز کو لے کر حاضر ہوگا۔ تم مجھے کس آدمی کی قراءت کے بارے میں حکم دیتے ہو کہ میں قراءت کروں حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ستر سے کچھ اوپر سورتیں پڑھ چکا ہوں اور تحقیق رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے ہیں کہ میں ان سب سے زیادہ اللہ کی کتاب کا علم رکھنے والا ہوں اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کوئی ایک مجھ سے زیادہ علم رکھنے والا ہے تو میں اس کی طرف سوار ہو کر چلا جاتا اور شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حلقوں میں بیٹھا ہوں، میں نے کسی سے بھی نہیں سنا جس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا رد کیا ہو یا ان پر کوئی عیب لگایا ہو۔

(۳۹۱)حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ سُوْرَةٌ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ حَيْثُ نَزَلَتْ وَمَا مِنْ آيَةٍ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ فِيْمَا اُنْزِلَتْ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا هُوَ اَعْلَمُ بِكِتٰبِ اللّٰهِ مِنِّيْ تَبْلُغُهُ الْاِبِلُ لَرَكِبْتُ اِلَيْهِ.

(۶۴۲۸) حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کی کتاب میں کوئی سورت ایسی نہیں ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ کس چیز کے بارے میں نازل کی گئی تھی۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کوئی ایک اللہ کی کتاب کو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے اور اس تک اونٹ پہنچ سکتے ہوں تو میں سوار ہو کر اس کی طرف جاتا۔

(۳۹۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا نَاْتِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو فَنَتَحَدَّثُ اِلَيْهِ وَ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ عِنْدَهٗ فَذَكَرْنَا يَوْمًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ لَقَدْ ذَكَرْتُمْ رَجُلًا لَا اَزَالُ اُحِبُّهٗ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ فَبَدَاَ بِهٖ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَ سَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ.

(۶۴۲۹) حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ان سے محو گفتگو ہوتے۔ ان کے پاس ایک دن ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: تحقیق! تم نے ایسے آدمی کا ذکر کیا ہے جن سے میں اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ قرآن ان چار ابنِ ام عبد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اور ان سے شروع کیا اور معاذ

بن جبل اور اُبی بن کعب اور ابوحذیفہ کے مولیٰ حضرت سالم رضی اللہ عنہم سے حاصل کرو۔

(۳۹۳)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالُوْا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَذَكَرْنَا حَدِيْثًا عَنْ (عَبْدِاللّٰهِ) بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ لَا اَزَالُ اُحِبُّهُ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُهُ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ مِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ فَبَدَاَ بِهِ وَمِنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ وَمِنْ سَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَمِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَحَرْفٌ لَمْ يَذْكُرْهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَوْلُهُ يَقُوْلُهُ.

(٦٤٣٠) حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث ذکر کی تو انہوں نے کہا: یہ وہ آدمی ہیں جن سے میں اُس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے ان کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ فرماتے رہے تھے: چار آدمیوں ابن ام عبد (ابن مسعود) اور ان سے ابتدا کی اور اُبی بن کعب اور ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے پڑھو۔ زہیر نے اس کا قول یقولہ ذکر نہیں کیا۔

(۳۹۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ جَرِيْرٍ وَوَكِيْعٍ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَدَّمَ مُعَاذًا قَبْلَ اُبَيٍّ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ كُرَيْبٍ اُبَيٌّ قَبْلَ مُعَاذٍ.

(٦٤٣١) اِس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ مروی ہے البتہ چاروں کے ناموں میں تقدیم وتاخیر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۳۹۵)حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِيْ بِشْرُ ابْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِيْ ابْنَ جَعْفَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِهِمْ وَاخْتَلَفَا عَنْ شُعْبَةَ فِيْ تَنْسِيْقِ الْاَرْبَعَةِ.

(٦٤٣٢) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے، البتہ شعبہ سے چاروں کی ترتیب میں اختلاف مذکور ہے۔

(۳۹٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ ذَكَرُوا ابْنَ مَسْعُوْدٍ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذٰلِكَ رَجُلٌ لَا اَزَالُ اُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اسْتَقْرِءُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ سَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

(٦٤٣٣) حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا۔ انہوں نے کہا: یہ وہ آدمی ہیں جن سے میں اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے بارے میں سنا ہے کہ قرآن مجید پڑھنا ان چار سے سیکھو۔ ابن مسعود اور ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم اور اُبی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم۔

(۳۹۷)حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ بَدَاَ بِهٰذَيْنِ لَا اَدْرِيْ بِاَيِّهِمَا

بَدَأَ.

(۶۴۳۴) اِس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ شعبہ نے کہا: آپؐ نے ان دونوں سے ابتداء کی البتہ یہ معلوم نہیں کہ ان دو میں سے کس سے ابتداء کی تھی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پندرہ حدیثیں ہیں ان میں عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام عبداللہ۔ کنیت: ابوعبدالرحمٰن۔ والد مسعود والدہ ام عبد بنت ودّ۔ نسب: ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ھذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر۔

قبول اسلام کا سبب: عبداللہؓ عقبہ ابن معیط کی کی بکریاں چرایا کرتے تھے ایک دن یہ بکریاں چرا رہے تھے کہ نبیؐ وصدیقؓ اس طرف آنکلے اس سے فرمایا: **یا غلام هل من لبن ؟ قال نعم ولکننی مؤتمن** ۔آپ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسی بکری ہے جس نے بچہ نہ جنا ہو (کہ دودھ کا نام ونشان بھی نہ ہو) ایک بکری پیش کی جسکا بالکل دودھ نہ تھا آنحضرت ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ مبارک پھیرے تو وہ دودھ سے بھر آئے ابوبکرؓ نے دودھ دوہا اور تینوں نے سیر ہو کر پیا پھر تھنوں پر ہاتھ پھیرا کہ دودھ خشک اور تھن پہلے کی طرح ہو گئے۔ بس یہ بات ایسی لگی کہ عبداللہ نے اسلام قبول کر لیا یہ چھٹے مسلمان تھے۔ اور قرآن کریم کی چند آیات پھر ستر سورتیں سیکھیں اور وہ وقت بھی آیا کہ نبی ﷺ سن رہے ہیں اور قاری قرآن عبداللہ ابن مسعود پڑھ رہے ہیں اسوقت صرف الفاظ سیکھے اور مفسر قرآن ہو گئے۔

وفات: ایام خلافت عثمانؓ ۳۲ھ میں دنیا دار الفنا کو خیر باد کہا اور عثمان بن عفانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت کے سب سے پہلے مہاجر مکین عثمان بن مظعونؓ کے پہلو میں جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ یہ بھی آتا ہے کہ ان کی نماز جنازہ زبیرؓ یا عمارؓ نے پڑھائی۔

حدیث اول: **لما نزلت هذه الآية** ۔ پوری آیت **ليس على الذين امنوا وعملوا الصّٰلحت جناح فيما طعموا اذا ما اتقوا وّامنوا وعملوا الصّٰلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا وّاحسنوا والله يحب المحسنين** (مائدہ ۹۳) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر کوئی گناہ نہیں جو کچھ پہلے کھا (پی) چکے جب آگے ڈرے اور یقین کیا اور عمل نیک کئے پھر ڈرتے رہے اور یقین کیا پھر ڈرتے رہے اور نیکی کی اللہ اچھائی کرنے والوں کو پسند کرتا (اور چاہتا) ہے۔

شان نزول: (۱) جب شراب کی حرمت قطعی نازل ہو چکی اور اس کی مذمت ومضرتیں بیان کر دی گئیں تو صحابہ کرام متفکر ہوئے کہ ما سبق کا کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر انکو تسلی دی کہ سنبھل گئے کوئی باز پرس اور گرفت نہ ہو گی صرف یہ نہیں بلکہ گھٹی میں پڑی ہوئی عادت کو چھوڑنے پر تمہیں اپنا محبوب بناتا ہوں۔ میں اور آپ سوچیں کہ اللہ کا محبوب بننا ہے، سرور کونین کو منہ دکھانا ہے، جام کوثر وشفاعت کا آسرا ہے تو شراب کو چھوڑنا پڑیگا۔ دو میں سے ایک مے خانہ یا جنت کا پروانہ۔ ورنہ جہنم کا قید خانہ اے رب ہمیں بچانا۔ ضرور رحم فرمانا۔

شان نزول (۲) بعض صحابہ کرام (جن میں عثمان بن مظعون کا نام بھی ملتا ہے) نے اپنے اوپر کچھ چیزیں حرام کر لیں اور عزلت

ورھبانیت اپنانے کا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر حکم دیا کہ کھاتے پیتے رستے بستے اور مجھ سے ڈرتے رہو تو کوئی حرج نہیں سب کچھ چھوڑ کر عبادت کمال نہیں اس ماحول دنیا و ضروریات و مسائل میں رہ کر مجھے نہ بھلانا کمال ہے ورنہ عبادت تو فرشتے بھی کرتے ہیں پہلا شان نزول موافق محل اور راجح ہے۔ قیل لی انت منهم ای اُوحِیَ الی انت منهم. (۱) نبی ﷺ نے فرمایا مجھے بذریعہ وحی کہا گیا کہ تو اے ابن مسعود متقین اور عند اللہ محبوبین میں سے ہے۔ (۲) تو ان لوگوں میں سے ہے جو شراب سے بچنے والے ہیں۔

حدیث ثانی: قدمت انا و اخی من الیمن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی بعثت کا سن کر رخت سفر باندھا لیکن کشتی نے ان کو حبشہ میں ڈال دیا وہاں جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ملے اور غزوہ خیبر میں آنحضرت ﷺ سے آملے۔ انکا تفصیلی ذکر آگے مستقل باب میں آرہا ہے۔ اس میں ابن مسعودؓ کا قرب وفضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔ ان کے والد مسعود زمانہ جاہلیت میں وفات پا چکے تھے والدہ (اُمّ عبد) مشرف باسلام ہوئیں۔

حدیث سابع: ومن یغلل یات بما غلّ یوم القیامة. اس کی تفصیل یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قراء کو جمع کر کے ایک مصحف تیار کروایا پھر حکم دیا کہ جو مصاحف و نسخے اس کے موافق ہوں تو فبھا ورنہ باقیوں کو ضائع کر دیں تا کہ اختلاف واشتباہ نہ ہو امت کو ایک متفقہ نسخہ مل جائے۔ ابن مسعودؓ کا نسخہ اس کے موافق نہ تھا اور یہ اس کو تلف کرنا بھی نہ چاہتے تھے کیونکہ انہوں نے نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں لکھا تھا اس لئے عثمانی رسم الخط کی طرف لوٹانا نہ چاہتے تھے اور بادشاہ سے ایک نسخہ مصحف چھپا لینا اس کو غلول کہہ دیا اور فرمایا جس نے جو کیا وہ قیامت کے دن سامنے آئیگا اور مجھے اس میں تردّد نہیں کیونکہ میں نے خود آنحضرت ﷺ سے لکھا ہے تو فرمایا مجھے قیامت کے دن کا اندیشہ نہیں اس لئے کہ میرا معاملہ درست ہے تو فرمایا جو اپنا حضور ﷺ کے زمانہ والا نسخہ چھپانا اور مخفی و محفوظ رکھنا چاہے تو رکھ لے۔ میں تو رکھ چکا۔ من تأ مرنی ان اقرأ۔ ابن مسعود نے یہ اس لئے فرمایا کہ ان کا خیال یہ تھا کہ عثمانؓ نے جو مصحف واحد کا حکم دیا ہے ہر اعتبار سے ہے اس لئے نکیر کے طور پر یہ طرز اختیار کیا حالانکہ عثمانؓ کا مقصود یہ تھا کہ سورتوں کی ترتیب اور رسم الخط متحد ہو باقی قراءات صحیحہ، متواترہ کی تلاوت سے نہ روکا تھا دخولهم و لزومهم. مجازاً جمع لائے ورنہ عند الجمہور جمع کا عدد کم سے کم تین ہے اور ایک طائفے کا کہنا ہے کہ کم سے کم عدد دو ہیں یہ حقیقۃً جمع ہے۔ ولقد علم اصحاب رسول اللہ ﷺ انی اعلمهم بکتاب اللہ اس کی شرح میں نوویؒ کہتے ہیں۔ فی هذا الحديث جواز ذکر الانسان نفسه بالفضيلة والعلم و نحوه للحاجة واما النهی عن تزکية النفس فانما لمن زکّها و مدحها لغير حاجة بل للفخر والا عجاب و قد کثر تزکية النفس من الا ما ثل عند الحاجة کدفع شرّ ...... او تحصيل مصلحة الناس ...... او ترغيب فی اخذالعلم و نحو ذلك

سوال! ابن مسعودؓ نے اپنے آپ کو اعلم سب سے زیادہ علم والا کیسے کہا حالانکہ اللہ کا حکم ہے فلا تزکوا انفسکم هو اعلم بمن اتقی (نجم ۳۲) سومت بولو اپنی ستھرائیاں وہ بہتر جانتا ہے جو بچتا ہے۔

جواب! علامہ نوویؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ بوقت ضرورت مصلحۃ الناس، دفع شرّ اور تحصیل وترغیب وغیرہ کیلئے درست ہے

☆لوگوں کی مصلحت کی مثال اجعلنی علی خزائن الارض قول یوسف ☆دفع مضرت وشرارت کی مثال بوقت محاصرہ عثمانؓ کا کہنا جھزت جیش العسرۃ و حفرت بیر رومۃ ○ ترغیب کی مثال حدیث باب میں ابن مسعودؓ کا قول ہے۔اس سے علم کیلئے سفر اور فضلا وعلماء کے پاس جانے کا ثبوت حاصل ہوتا ہے۔باقی احادیث میں ابن مسعود کی جلالت شان اور قراءت قرآن کا ذکر ہے۔[1]

(٦٠)باب مِنْ فَضَائِلِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(١٠٩٧)باب: حضرت اُبی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(٣٩٨)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْ زَيْدٍ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ.

(٦٤٣٥)حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں چار آدمیوں نے قرآن مجید کو جمع کیا اور وہ سارے کے سارے انصار سے تھے۔معاذ بن جبل، اُبی بن کعب، زید بن ثابت اور ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہم قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس سے کہا: ابوزید کون تھے؟ انہوں نے کہا: وہ میرے چچاؤں میں سے ایک تھے۔

(٣٩٩) حَدَّثَنِيْ اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَيْمٰنُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ رضی اللہ عنہ ابْنِ مَالِكٍ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُكْنٰى اَبَا زَيْدٍ.

(٦٤٣٦)حضرت ہمام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں قرآن مجید کس نے جمع کیا؟ انہوں نے کہا: چار نے اور وہ سارے انصار میں سے تھے۔اُبی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انصار میں سے ایک اور آدمی نے، جن کی کنیت ابوزیدؓ تھی۔

(٤٠٠) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاُبَيٍّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّاكَ لِيْ قَالَ فَجَعَلَ اُبَيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَبْكِيْ.

(٦٤٣٧)حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُبی سے فرمایا: اللہ رب العزت نے مجھے حکم دیا ہے کہ تیرے سامنے قرآن مجید پڑھوں۔انہوں نے عرض کیا: اللہ نے آپ سے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے تیرا نام لے کر مجھ سے فرمایا ہے۔تو اُبی رضی اللہ عنہ (خوشی سے) رونے لگے۔

(٤٠١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ [البینة: ۱] قَالَ وَسَمَّانِیْ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَكٰی.

(۶۴۳۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے (سورۃ) لم یکن الذین کفروا۔ پڑھوں۔ انہوں نے عرض کیا: (اللہ نے) میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! راوی کہتے ہیں پھر وہ (اُبی رضی اللہ عنہ) رو دیئے۔

(۴۰۲) وَ حَدَّثَنِيْهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِی ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَيٍّ بِمِثْلِهٖ.

(۶۴۳۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: باقی حدیث مبارکہ اسی طرح ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں ان میں ابی بن کعب قاری قرآن کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام ابی۔ کنیت: ابوالمنذر، ابوالطفیل۔ لقب سید القراء، سید الانصار، سید المسلمین۔ والد کا نام کعب والدہ کا نام صہیلہ۔ ابوالمنذر سید القراء ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زیاد بن معاویہ بن عمر بن مالک بن نجار۔

قبول اسلام: عقبہ ثانیہ میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور جملہ غزوات میں برابر آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ سب سے پہلے وحی لکھنے والے صحابی رسول ابی ابن کعب ہیں۔

وفات: انکی وفات کے بارے میں علامہ قرطبیؒ نے ۱۹ھ، ۲۰ھ، ۲۲ھ، ۲۳ھ تک کے قول نقل کئے ہیں راجح یہ ہے کہ خلافت عثمانی کے ایام میں وفات پائی عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ منورہ میں ہی دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

حدیث اول: جمع القرآن علی عهد رسول الله اربعة کلهم من الانصار معاذ، ابی، زید، ابوزید۔ نوویؒ کہتے ہیں کہ حدیث سے بعض ملاحدہ بے دین اور عقل وخرد سے کورے لوگوں نے تواتر قرآن کی نفی پر استدلال کیا ہے کہ دیکھو تمہارے چار جامع (وحافظ) تھے۔

جواب! (۱) اس میں چار کا ذکر ہے مزید کی نفی نہیں (۲) یہ انصار کا ذکر ہے مہاجرین کی تعداد کثیر تھی (۳) جامع اور مصاحف میں لکھنے والے ترتیب دینے والے چار لوح دل پر لکھنے والے اور یاد کرنے والے اور عمل پیرا ہونے والے کثیر بلکہ لاتعداد تھے۔ اس لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ ابوزید کون ہیں ابن عبدالبر کہتے ہیں بقول اہل کوفہ یہ قیس بن السکن الخزرجی ہیں۔ ابن مدینی کہتے ہیں انکا نام اوس رضی اللہ عنہ ہے یحیٰی بن معینؒ کہتے ہیں کہ ثابت بن زید ہے نوویؒ کہتے ہیں سعد بن عبید بن نعمان ہے عن انس قال مات ابو زید ولم یترک عقبا و کان بدریا (بخاری ج۲ ص ۵۷۰) اس حدیث میں بھی ابوزید کا ذکر وفات ومرتبہ موجود ہے بخاری کی محشی نے بھی نام قیس بن السکن دیا ہے۔ الخزرجیؒ کہنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انسؓ کے چچوں میں سے تھے۔

حدیث ثالث: انّ الله امرنی ان اقراءَ علیک ...... فجعل ابی یبکی. یہ رونا خوشی کی وجہ سے تھا کہ مجھ جیسے کا نام۔ خوشی

کی دو وجہیں (۱) اللہ تعالیٰ کا نام لینا (۲) نبی ﷺ کا ان کو سنانا اور ان پر تلاوت کرنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ رونا اس وجہ سے تھا کہ پتہ نہیں اس نعمت عظمیٰ کا شکرادا کرسکوں گا یا نہ۔ نوویؒ۔ سورۃ البینۃ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اختصار کے ساتھ اصول وقواعد اور اہم امور ابتداء اور انجام خیر وشر دونوں مذکور ہیں۔

حضرت ابیؓ پر پڑھنے کی حکمت۔ مازریؒ وقاضیؒ کہتے ہیں یہ اس لئے ہوا تا کہ الفاظ، صیغ، کلمات وحروف کی ادائیگی، وقف و غیرہ امور جو لوازمات تلاوت میں سے ہیں سیکھ لیں گے تو باقی ان سے سیکھتے رہیں گے جیسا کہ حکم دیا اور ایسا ہی ہوا کہ ابیؓ معلم القرآن اور جامع القرآن بنے۔[1]

(٦١) باب مِنْ فَضَآئِلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

(۱۰۹۸) باب: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۴۰۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمُ اهْتَزَّلَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ.

(۶۴۴۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اُن کے سامنے تھا کہ ان کی (موت) کی وجہ سے اللہ کے عرش کو بھی حرکت آ گئی ہے۔

(۴۰۴) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ الْاَوْدِیُّ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

(۶۴۴۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے رحمٰن کا عرش بھی لرزہ براندام ہے۔

(۴۰۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءِ نِ الْخَفَّافُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَجَنَازَتُهٗ مَوْضُوْعَةٌ يَعْنِیْ سَعْدًا اِهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ.

(۶۴۴۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جبکہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ رکھا ہوا تھا کہ اس (کی موت) کی وجہ سے اللہ کا عرش بھی حرکت میں آ گیا۔

(۴۰۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَلْمُسُوْنَهَا وَ يَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا وَاَلْيَنُ.

(۶۴۴۳) حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ریشم کا ایک جوڑا ہدیہ کیا گیا تو آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے چھونا شروع کر دیا اور اس کی نرمی کی وجہ سے تعجب کرنے لگے تو آپ نے فرمایا: کیا تم اس کی نرمی پر تعجب کر رہے

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

ہو حالانکہ سعد بن معاذؓ کے رومال جنت میں اس سے بہتر اور نرم ہوں گے۔

(۴۰۷) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنْبَانِيْ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِثَوْبِ حَرِيْرٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هٰذَا وَ بِمِثْلِهِ.

(۶۴۴۴) اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

(۴۰۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا كَرِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ.

(۶۴۴۵) اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

(۴۰۹) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ اُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جُبَّةٌ مِنْ سُنْدُسٍ وَ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ اِنَّ مَنَادِيْلَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا.

(۶۴۴۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سندس ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کیا گیا اور آپ ریشم سے منع فرماتے تھے۔ پس لوگوں نے (اس کی خوبصورتی پر) تعجب کیا تو آپ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ بے شک سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رومال جنت میں اس سے بھی خوبصورت ہے۔

(۴۱۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوْحٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُكَيْدِرَ دَوْمَةِ الْجَنْدَلِ اَهْدٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُلَّةً فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ وَ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ.

(۶۴۴۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اکیدر دومۃ الجندل کے حاکم نے رسول اللہ ﷺ کو ایک حلہ ہدیہ کیا۔ باقی حدیث اسی طرح مذکور ہے اور اس حدیث میں یہ نہیں کہ آپ ریشم سے منع کرتے تھے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں۔ ان میں سعد بن معاذؓ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام سعد۔ کنیت: ابوعمرو۔ لقب سید الاوس۔ ابوعمرو سعد بن معاذ بن نعمان بن امرأ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن بنت عمرو ابن مالک بن اوس۔ والدہ کا نام: کبشہ بنت رافع۔

قبول اسلام: والد زمانہ جاہلیت میں وفات پا گئے انہوں نے عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان مصعب ابن عمیر معلم المدینہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ والدہ بھی ہجرت سے پہلے اسلام میں داخل ہو چکی تھیں۔

وفات: ۵ھ میں اس زخم کے پھٹنے سے وفات ہوئی جو غزوہ خندق میں لگا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن فرمایا۔ ان کا مرتبہ انصار میں ایسا تھا جیسے مہاجرین میں ابوبکر صدیقؓ کا۔

حدیث اول: و جنازۃ سعد بن معاذ بین ایدیھم اھتز لھا عرش الرحمٰن . رحمٰن کا عرش ہل گیا۔ جھوم گیا۔ عرش رحمٰن

جنبش میں آ گیا۔ اہتزاز کا معنی خوشخبری، بشارت اور قبولیت ہے۔

پہلا مطلب: سعد کی روح طیبہ کی آمد کی خوشی پر عرش رحمٰن متحرک ہوا اور ہلا اور یہ کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں احساس پیدا کر دیا ہو جس سے وہ متاثر ہوا ہو جیسے و انّ منها لما يهبط من خشية الله (بقرۃ ۷۴) ان میں سے بعض اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اس کی مفصل بحث کتاب کے پہلے باب میں گذر چکی ہے اور یہی قول مختار اور ظاہر حدیث کے موافق ہے [1]

دوسرا مطلب: کہ عرش سعدؓ کی موت کے المیہ اور صدمہ سے ہل گیا اور یہ فرشتوں کیلئے وفات سعدؓ کی علامت تھی۔

تیسرا مطلب: اس سے مراد عرش نہیں بلکہ حملۃ العرش اسکے اٹھانے والے ہیں۔

چوتھا مطلب: کہ اس سے سریر الجنازہ کا ہلنا مراد ہے۔ وھذا القول باطل۔ اس کے قائلین کی طرف سے نوویؒ نے شفقۃً یہ جواب دیا ہے کہ شاید اس کے قائلین کو اهتزّ لموته عرش الرحمٰن کی صریح روایت نہ پہنچی ہوگی۔

حدیث سابع: حلّة حرير فجعل اصحابه يلمسونه...... لَمَنَا ديل سعد...... یہ جبہ اُکَیْدَرْ دومۃ الجندل نے ہدیہ کیا تھا۔ یہ اُکَیْدَرْ (تصغیر اَکْدَرْ) بن عبدالملک الکندی ہے۔ دومۃ الجندل تبوک کے قریب ایک قریہ ہے یہ وہاں کا تاجدار تھا واقدی کہتے ہیں کہ اس نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ نے اسکی طرف مکتوب لکھا۔

☆اس جبہ حریر یا حلّہ حریر کو آپ ﷺ نے زیب تن فرمایا یا نہیں؟۔ اس کا صریح ذکر نہیں مل سکا متبادر یہی ہے کہ آپ ﷺ نے استعمال نہیں فرمایا صرف پاس آیا باقی اسکو جائز محل میں استعمال فرمایا ہوگا جیسے كا ن ينهى عن الحرير سے واضح ہے۔ منادیل مندل کی جمع ہے یہ نَدَلَ بمعنی نقل سے مشتق ہے وہ رومال جو ہاتھ میں اٹھایا جاتا ہے اور ایک دوسرے کی طرف منتقل کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نَدَلَ بمعنی وَسَخَ (میل) سے مشتق ہے کیونکہ اس سے ہاتھوں کو پونچھا اور صاف کیا جاتا ہے۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ یہ جنت کے ادنیٰ کپڑا دستی رومال کا ذکر ہے عمامہ و پوشاک کا کیا کہنا۔

فائدہ! یہ رومال برائے حاجت نہیں بلکہ تکریم وزینت کیلئے ہونگے۔ کیونکہ دنیا میں تو کھانے پینے کے بعد ہاتھ صاف کرنے کی حاجت پیش آتی ہے پسینہ، آلائش، میل، تری وغیرہ کی وجہ سے اور جنت کے مشروبات ماکولات اور کھانے تو ان چیزوں سے پاک ہونگے یہ رومال صرف زینت وراحت کیلئے ہونگے جیسے جنت کی کنگھیاں، انگیٹھیاں، رومال، بازار (وہاں سبزی لینے تو نہ جائیں گے)

(۶۲) باب مِنْ فَضَآئِلِ اَبِىْ دُجَانَةَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۰۹۹) باب: ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۴۱۱) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ مَنْ يَاْخُذُ مِنِّىْ هٰذَا فَبَسَطُوْا اَيْدِيَهُمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُوْلُ اَنَا اَنَا قَالَ فَمَنْ يَاْخُذُهُ بِحَقِّهِ فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ سِمَاكُ بْنُ خَرَشَةَ اَبُوْ دُجَانَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَا اٰخُذُهُ بِحَقِّهِ قَالَ فَاَخَذَهُ فَفَلَقَ بِهِ هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ.

---

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۶۴۴۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ اُحد کے دن ایک تلوار لے کر فرمایا: مجھ سے یہ تلوار کون لے گا۔ پس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہر انسان نے اپنے ہاتھوں کو یہ کہتے ہوئے دراز کیا: میں، میں۔ آپ نے فرمایا: اسے اس کا حق ادا کرنے کی شرط پر کون لیتا ہے؟ (یہ سنتے ہی) لوگ پیچھے ہٹ گئے تو حضرت سماک بن خرشہ ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں اسے اس کا حق ادا کرنے کی شرط پر لیتا ہوں۔ پس انہوں نے یہ تلوار لے لی اور اس کے ساتھ مشرکین کی کھوپڑیاں پھوڑ دیں۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: سماک۔ کنیت: ابو دجانہ۔ ابو دجانہ سماک بن خرشہ بن لوذان الخزرجی الانصاری۔

قبول اسلام: ہجرت سے قبل حلقہ بگوش اسلام ہوئے معرکوں میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے۔ میدان کارزار میں سر پر سرخ پٹی باندھ کر اترتے اور سینہ تان کر آتے۔

شہادت: جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

حدیث: من یأ خذ منّی ھذا السیف ...... فمن یأ خذہ بحقہ فا حجم القوم . تو قوم ٹھٹک گئی اور پیچھے ہوئی اور سمجھ گئے کہ نبی ﷺ کی تلوار کا حق ادا کرنا بہت بڑی بات ہے۔ یا یہ کہ اس لئے تھمے تا کہ پہلے حق معلوم ہو جائے پھر لے کر از بس پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ شیر دل ابو دجانہؓ نے کہا انا اخذہ بحقہ بس پھر تو کفار کی شامت آئی کہ مشرکین کی کھوپڑیاں اڑا دیں

ع نضرب با لسیوف رؤس قوم أزلنا ھا مھن عن المقیل .

ہم قوم کے سروں پر تلواروں کے وار کرتے تھے کہ ان کی کھوپڑیاں تن سے جدا کر دیں

(سر تن سے جدا کر دیئے) شیخ الاسلام مدظلہ نے بحوالہ (اصابہ: ج ۴ ص ۱۵۹) مزید یہ بھی نقل کیا ہے کہ انا اخذہ بحقہ فما حقہ قال لا تقتل بہ مسلما ولا تفرّ بہ کافرًا. میں اسکو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو اس سے خراش نہ پہنچے اور کافر بچ کر نہ جائے۔[1]

(۶۳) باب مِنْ فَضَآئِلِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَالِدِ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

(۱۱۰۰) باب: سیدنا جابرؓ کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ کے فضائل کے بیان میں

(۶۱۲) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَعَمْرٌو نِ النَّاقِدُ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ (بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ) رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ جِیْءَ بِاَبِیْ مُسَجًّی وَ قَدْ مُثِلَ بِهٖ قَالَ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَهَانِیْ قَوْمِیْ (ثُمَّ اَرَدْتُّ اَنْ اَرْفَعَ الثَّوْبَ فَنَهَانِیْ قَوْمِیْ) فَرَفَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَمَرَ بِهٖ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ اَوْ صَائِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقَالُوْا بِنْتُ عَمْرٍو اَوْ اُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ وَلِمَ تَبْكِیْ فَمَا زَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ.

---

[1] نووی . المفہم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

(۶۴۴۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب غزوہ اُحد کے دن میرے باپ کو کپڑے سے ڈھکا ہوا لایا گیا، اس حال میں کہ ان کے اعضاء کاٹے گئے تھے۔ پس میں نے کپڑے اُٹھانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے منع کر دیا۔ میں نے پھر کپڑے اُٹھانے کا ارادہ کیا تو میری قوم نے مجھے منع کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے خود (کپڑا) اُٹھا دیا یا حکم دیا تو جب کپڑا اٹھایا گیا تو ایک رونے والی کی آواز سنی یا چیخنے والی کی فرمایا یہ کون ہے انہوں نے کہا عمر کی بیٹی یا بہن پس آپ نے فرمایا: کیوں روتی ہے حالانکہ فرشتے برابر اس پر اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ (جنازہ) اُٹھالیا جائے۔

(۴۱۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اُصِيْبَ اَبِيْ يَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلْتُ اَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ وَاَبْكِيْ وَجَعَلُوْا يَنْهَوْنِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْهَانِيْ قَالَ وَجَعَلَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَمْرٍو تَبْكِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَبْكِيْهِ اَوْ لَا تَبْكِيْهِ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ.

(۶۴۵۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد غزوہ اُحد کے دن شہید کیے گئے۔ پس میں نے ان کے چہرہ سے کپڑا اُٹھایا اور رونے لگا اور لوگوں نے مجھے روکنا شروع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ مجھے روک نہیں رہے تھے اور فاطمہ بنت عمرو (ان کی بہن) نے بھی رونا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس پر روؤ یا نہ روؤ فرشتے برابر اس پر اپنے پَروں سے سایہ کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ تم ان کا (جنازہ) اُٹھالو۔

(۴۱۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهٖ ذِكْرُ الْمَلَائِكَةِ وَ بُكَاءِ الْبَاكِيَةِ.

(۶۴۵۱) ان اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن ابن جریج کی حدیث میں ملائکہ اور رونے والے کے رونے کا ذکر نہیں ہے۔

(۴۱۵) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ خَلَفٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جِيْءَ بِاَبِيْ يَوْمَ اُحُدٍ مُجَدَّعًا فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِهِمْ.

(۶۴۵۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد کے دن میرے باپ کو ناک اور کان کٹے ہوئے لایا گیا۔ پس انہیں نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھا گیا۔ باقی حدیث مبارکہ انہی کی طرح ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: عبداللہ۔ کنیت: ابو جابر۔ یہ جابر رضی اللہ عنہ کے والد ہیں ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن خزرج۔

قبول اسلام: بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے اور غزوہ احد ۳ھ میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ ان کی میت پر فرشتوں کے سایہ کرنے کا ذکر حدیث باب میں موجود ہے۔ ☆ حضرت جابر بن عبداللہ نام: جابر والد کا نام: عبداللہ والدہ کا نام: نسیبہ۔

قبول اسلام: یہ بھی اپنے والد کیساتھ عقبہ ثانیہ میں اسلام لائے اس وقت ان کی عمر صرف ۱۸ یا ۱۹ برس تھی۔
وفات: پوری زندگی بخیر وخوبی گذاری آخر عمر میں حجاج ظالم کے پنجے میں آئے اور ۷۴ھ میں اسی ظالم کی چکی میں انتقال ہوا۔ بوقت رحلت یہ کہہ دیا تھا کہ حجاج میری نماز جنازہ نہ پڑھائے۔ اَمَابُ بن عثمان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (حجاج کا جنازہ میں شریک ہونا ثابت ہے)

حدیث اول: **یوم احد جیءَ بابی مسجّی و قد مُثِّل به.** میرے باپ کو کپڑے میں ڈھکا ہوالایا گیااس حال میں کہ ان کا مثلہ کیا گیا تھا یعنی کفار نے اعضاء کاٹ دیئے تھے۔ **فنھانی قومی.** روکنے کی وجہ (۱) صحابہ کرام نے یہ خیال کیا کہ شاید میت کے چہرے سے کپڑا اٹھانا جائز نہیں آپ ﷺ نے نہ روکا کیونکہ میت کے منہ سے کپڑا اٹھانا اور دیکھنا جائز ہے (۲) ہوسکتا ہے صبر نہ کر سکتے اس لئے روکا ورنہ صحابہ کرام جائز سمجھتے تھے لیکن آپ ﷺ نے شفقت اور ان کے شوق کی وجہ سے اجازت دی اور بسا اوقات یہی چیز تسلی کا سبب ہوتی ہے۔ **فسمع صوت باکیة.** یہ رونا بین کے بغیر تھا جو ممنوع وحرام نہیں۔ ﴿**فمازالت الملئکة تظلّه باجنحتها**﴾ اس میں والد جابر عبداللہ ابن حرام ؓ کی فضیلت وعلوشان کا اظہار ہے۔ شہید زندہ ہیں۔ غزوہ احد میں کثرت شہداء کی وجہ سے بعض قبروں میں دو دو شہید دفن کئے گئے اسی طرح عمرو ابن جموح اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے ایک زمانے کے بعد سیلاب کے اثر کی وجہ سے انکی قبر کھولی گئی تو **فوُجدا لم یتغیرا.** تو بالکل تازہ کہ کل دفن ہوئے اور بوقت شہادت ان میں سے ایک نے اپنے زخم پہ ہاتھ رکھا وہ ہاتھ وہیں تھا جب ہاتھ ہٹایا تو دوبارہ اسی حالت میں پلٹ گیا۔ تدفین اور دوبارہ قبر کھودنے میں چھیالیس سال کا وقفہ ہے مزید تفصیل (اصابہ ج ۲ ص ۳۴۲)

حدیث رابع: **یوم احد مجدّعًا** اعضاء ناک کان کٹے ہوئے تھے۔[1]

(۶۴) بَاب مِنْ فَضَآئِلِ جُلَيْبِيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

(۱۱۰۱) باب: حضرت جُلیبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۴۱۶) حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سُلَيْطٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ مَغْزًى لَهٗ فَاَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ قَالُوْا نَعَمْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا ثُمَّ قَالَ هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ قَالُوْا نَعَمْ فُلَانًا وَ فُلَانًا وَ فُلَانًا ثُمَّ قَالَ هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ اَحَدٍ قَالُوْا لَا قَالَ لٰكِنِّيْ اَفْقِدُ جُلَيْبِيْبًا فَاطْلُبُوْهُ فَطُلِبَ فِي الْقَتْلٰى فَوَجَدُوْهُ اِلٰى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ ثُمَّ قَتَلُوْهُ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوْهُ هٰذَا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ هٰذَا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ قَالَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى سَاعِدَيْهِ لَيْسَ لَهُ السَّرِيْرُ اِلَّا سَاعِدَا النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَحُفِرَ لَهٗ وَوُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ غُسْلًا.

(۶۴۵۳) حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک جہاد میں تھے کہ اللہ نے آپ کو مال عطا کیا تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: کیا تمہیں کوئی ایک غائب معلوم ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! فلاں، فلاں اور

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

فلاں۔آپ نے فرمایا: کیاتم میں سے کوئی گم تو نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! فلاں، فلاں اور فلاں غائب ہے۔آپ نے پھر فرمایا: کیاتم میں سے کوئی گم تو نہیں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔آپ نے فرمایا: لیکن میں تو جلیبیب کو گم پاتا ہوں۔پس اُسے تلاش کرو۔پس انہیں شہداء میں تلاش کیا گیا تو انہوں نے انہیں سات آدمیوں کے پہلو میں پایا جنہیں انہوں نے قتل کیا تھا۔پھر کافروں نے انہیں شہید کردیا۔پس نبی کریم ﷺ ان کے پاس آکر کھڑے ہوئے پھر فرمایا: اس نے سات کو قتل کیا پھر انہوں نے انہیں شہید کردیا۔یہ مجھ سے ہے اور میں اِس سے ہوں۔یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔پھر آپ نے اپنے بازوؤں پر اُٹھالیا اس طرح کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور نے اُٹھایا ہوا نہ تھا۔پھر ان کے لیے قبر کھودی گئی اور انہیں قبر میں دفن کردیا گیا اور غسل کا ذکر نہیں کیا۔

حدیث کی تشریح : اس باب میں ایک حدیث ہے۔اس میں **جلیبیب** ﷺ کا ذکر ہے

نام ونسب: نام جلیبیب، بنو ثعلبہ قبیلہ انصار میں سے تھے ولدیت ونسب ان کا معلوم نہیں۔سات کفار کو قتل کرنا اور غزوہ میں جوان مردی کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہونا حدیث باب میں مذکور ہے۔شہید فی الدنیا والآخرۃ ہونے کی وجہ سے ان کو غسل نہیں دیا گیا جس کو راوی **ولم یذکر غسلا** میں نقل کر رہا ہے ۔ جلیبیب تصغیر ہے جلباب کی یہی زیادہ مشہور اور راجح ہے۔جلبیب بروزن قندیل بھی منقول ہے۔آپ ﷺ کا انکو مفقود پانا صحابہ کو بھیجنا اور اپنے دست مبارک پر اٹھانا شفقتہ تھا۔اس لئے کہ (غالباً) ان کا کوئی عزیز نہیں تھا۔ان کے نکاح کے متعلق ایک انصاری کے پاس پیغام بھیجا گیا تو اس نے اہلیہ سے مشورے کا کہا بات کرنے پر ان کی بیوی نے کہا **لا ازوّج جلیبیبا**۔یہ جواب لیکر اس لڑکی کا باپ چلا کہ (انکاری) جواب دیکر آؤں تو صاحب فہم وذکاء، پیکرِ حیاء بیٹی نے حجاب وحیاء میں رہتے ہوئے یہ کہا...... یہ پیغام کس کی طرف سے تھا ماں باپ نے کہا حضور ﷺ کی طرف سے تو وہ کہنے لگی کیا حضور کو انکار کی صورت میں جواب دیتے ہو تم مجھے اسی کے سپرد کردو اللہ مجھے ضائع نہ کریگا کہ میں اس کے رسول کی اطاعت کر رہی ہوں۔اب باپ نے جاکر خوشی کی خبر دی آپ ﷺ نے عقد نکاح فرمایا اور یہ دعاء فرمائی۔

اللّٰھم صُبّ علیھما الرزق صبّا صبّا ولا تجعل عیشھما کدّا کدّا ۔

اے باراللہ ان پر رزق کا دریا بہادے۔اور ان کی زندگی نمونہ جنت بنادے۔انکی حیات میں انارکی نہ ہو۔حکم ماننے کا یہ فائدہ ہے۔ **والآخرۃ خیرو ابقٰی**. یہ بھی آتا ہے کہ جب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تیرا نکاح کرادوں تو جلیبیب ﷺ کہنے لگے **اذاً تجدنی یارسول اللہ کا سدا.** اے اللہ کے رسول آپ مجھے کھوٹا پائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا **انک عند اللہ لستَ بکاسد**. تو اللہ کے ہاں کھوٹا نہیں وہاں تیرا قدر جو کھا ہے۔**انّ اللہ لا ینظر الی صور کم و اموالکم ولکن ینظرالی قلوبکم و اعمالکم** (مسلم ج دوم، ص ۳۱۷) **کان فی مغزی لہ.** باوجود طویل جدوجہد اور جستجو کے اس غزوے کا نام نہیں مل سکا۔علامہ ابیؒ نے ای **فی غزوۃ** کا لفظ کہا ہے فقط۔ **ھذا منی وانا منہ ھذامنّی و انا منہ.** شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ایسا صحابی کہ جس کے والد کا پتہ نہ ماں، قبیلہ کا پتہ نہ سسرال کا کہ سسر ساس بیوی کا کیا نام تھا پتہ نہیں حتی کہ کس غزوہ میں شہید ہوا غزوہ کے نام کا بھی پتہ نہیں اور اس کا درجہ یہ کہ حضور ﷺ فرمارہے ہیں **ھذا منی و انا منہ** .اور آخری آرام گاہ قبر تک پہنچنے سے پہلے بجائے چارپائی کے رحمۃ للعٰلمین کی کلائیوں پر ہے۔واہ نصیب!!! اس جملے **ھٰذا منی** میں باہم طریقے اور اطاعت لامر اللہ میں اتحاد کا ذکر ہے۔ **ھذا منی**

و انا منه معناه المبالغة فى اتحاد طريقتهما و اتفاقهما فى طاعة الله تعالىٰ ۔ نووی[1]

(۶۵) باب مِنْ فَضَآئِلِ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۱۰۲) باب: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۴۱۷) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْاَزْدِیُّ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ الْمُغِیْرَةِ اَخْبَرَنَا حُمَیْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَارٍ وَكَانُوْا يُحِلُّوْنَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ فَخَرَجْتُ اَنَا وَاَخِیْ اُنَيْسٌ وَاُمُّنَا فَنَزَلْنَا عَلٰى خَالٍ لَنَا فَاَكْرَمَنَا خَالُنَا وَاَحْسَنَ اِلَيْنَا فَحَسَدَنَا قَوْمُهٗ فَقَالُوْا اِنَّكَ اِذَا خَرَجْتَ عَنْ اَهْلِكَ خَالَفَ اِلَيْهِمْ اُنَيْسٌ فَجَاءَ خَالُنَا فَنَثَا عَلَيْنَا الَّذِیْ قِيْلَ لَهٗ فَقُلْتُ اَمَّا مَا مَضٰى مِنْ مَعْرُوْفِكَ فَقَدْ كَدَّرْتَهٗ وَلَا جِمَاعَ لَكَ فِيْمَا بَعْدُ فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا وَتَغَطّٰى خَالُنَا ثَوْبَهٗ فَجَعَلَ يَبْكِیْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ فَنَافَرَ اُنَيْسٌ عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا فَاَتَيَا الْكَاهِنَ فَخَيَّرَ اُنَيْسًا فَاَتَانَا اُنَيْسٌ بِصِرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا مَعَهَا قَالَ وَقَدْ صَلَّيْتُ يَا ابْنَ اَخِیْ قَبْلَ اَنْ اَلْقٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ قُلْتُ فَاَيْنَ تَوَجَّهُ قَالَ اَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ اُصَلِّیْ عِشَاءً حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ اُلْقِيْتُ كَاَنِّیْ خِفَاءٌ حَتّٰى تَعْلُوَنِیَ الشَّمْسُ فَقَالَ اُنَيْسٌ اِنَّ لِیْ حَاجَةً بِمَكَّةَ فَاكْفِنِیْ فَانْطَلَقَ اُنَيْسٌ حَتّٰى اَتٰى مَكَّةَ فَرَاثَ عَلَیَّ ثُمَّ جَاءَ فَقُلْتُ مَا صَنَعْتَ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلًا بِمَكَّةَ عَلٰى دِيْنِكَ يَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَهٗ قُلْتُ فَمَا يَقُوْلُ النَّاسُ قَالَ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ كَاهِنٌ سَاحِرٌ وَكَانَ اُنَيْسٌ اَحَدَ الشُّعَرَاءِ قَالَ اُنَيْسٌ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهٗ عَلٰى اَقْرَاءِ الشِّعْرِ فَمَا يَلْتَئِمُ عَلٰى لِسَانِ اَحَدٍ بَعْدِیْ اَنَّهٗ شِعْرٌ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَصَادِقٌ وَاِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ قَالَ قُلْتُ فَاكْفِنِیْ حَتّٰى اَذْهَبَ فَاَنْظُرَ قَالَ فَاَتَيْتُ مَكَّةَ فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ فَقُلْتُ اَيْنَ هٰذَا الَّذِیْ تَدْعُوْنَهُ الصَّابِئَ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَقَالَ الصَّابِئَ فَمَالَ عَلَیَّ اَهْلُ الْوَادِیْ بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ حَتّٰى خَرَرْتُ مَغْشِيًّا عَلَیَّ قَالَ فَارْتَفَعْتُ حِيْنَ ارْتَفَعْتُ كَاَنِّیْ نُصُبٌ اَحْمَرُ قَالَ فَاَتَيْتُ زَمْزَمَ فَغَسَلْتُ عَنِّی الدِّمَاءَ وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا وَلَقَدْ لَبِثْتُ يَا ابْنَ اَخِیْ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ مَا كَانَ لِیْ طَعَامٌ اِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِیْ وَمَا وَجَدْتُ عَلٰى كَبِدِیْ سُخْفَةَ جُوْعٍ قَالَ فَبَيْنَا اَهْلُ مَكَّةَ فِیْ لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ اِضْحِيَانَ اِذْ ضُرِبَ عَلٰى اَسْمِخَتِهِمْ فَمَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ اَحَدٌ وَامْرَاَتَيْنِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ اِسَافًا وَنَائِلَةَ قَالَ فَاَتَتَا عَلَیَّ فِیْ طَوَافِهِمَا فَقُلْتُ اَنْكِحَا اَحَدَهُمَا الْاُخْرٰى قَالَ فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا قَالَ فَاَتَتَا عَلَیَّ فَقُلْتُ هَنٌ مِثْلُ الْخَشَبَةِ غَيْرَ اَنِّیْ لَا اَكْنِیْ فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلَانِ وَتَقُوْلَانِ لَوْ كَانَ هٰهُنَا اَحَدٌ مِنْ اَنْفَارِنَا قَالَ فَاسْتَقْبَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُمَا هَابِطَانِ قَالَ مَا لَكُمَا قَالَتَا الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَاَسْتَارِهَا قَالَ مَا قَالَ لَكُمَا قَالَتَا اِنَّهٗ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَاُ الْفَمَ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهٗ ثُمَّ صَلّٰى فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ فَكُنْتُ اَنَا اَوَّلَ

---

[1] نووی ۔ المفہم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ مَنْ اَنْتَ قَالَ قُلْتُ مِنْ غِفَارٍ قَالَ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ فَوَضَعَ اَصَابِعَهٗ عَلٰى جَبْهَتِهٖ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ كَرِهَ اَنِ انْتَمَيْتُ اِلٰى غِفَارٍ فَذَهَبْتُ آخُذُ بِيَدِهٖ فَقَدَعَنِيْ صَاحِبُهٗ وَ كَانَ اَعْلَمَ بِهٖ مِنِّيْ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ مَتٰى كُنْتَ هٰهُنَا قَالَ قَدْ كُنْتُ هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَ يَوْمٍ قَالَ فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ قَالَ قُلْتُ مَا كَانَ لِيْ طَعَامٌ اِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِيْ وَمَا اَجِدُ عَلٰى كَبِدِيْ سُخْفَةَ جُوْعٍ قَالَ اِنَّهَا مُبَارَكَةٌ اِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لِيْ فِيْ طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا فَفَتَحَ اَبُوْبَكْرٍ بَابًا فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيْبِ الطَّائِفِ فَكَانَ ذٰلِكَ اَوَّلَ طَعَامٍ اَكَلْتُهٗ بِهَا ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ وُجِّهَتْ لِيْ اَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ لَا اُرَاهَا اِلَّا يَثْرِبَ فَهَلْ اَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّيْ قَوْمَكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَاْجُرَكَ فِيْهِمْ فَاَتَيْتُ اُنَيْسًا فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ صَنَعْتُ اَنِّيْ قَدْ اَسْلَمْتُ وَ صَدَّقْتُ قَالَ مَا بِيْ رَغْبَةٌ عَنْ دِيْنِكَ فَاِنِّيْ قَدْ اَسْلَمْتُ وَ صَدَّقْتُ فَاَتَيْنَا اُمَّنَا فَقَالَتْ مَا بِيْ رَغْبَةٌ عَنْ دِيْنِكُمَا فَاِنِّيْ قَدْ اَسْلَمْتُ وَ صَدَّقْتُ فَاحْتَمَلْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا فَاَسْلَمَ نِصْفُهُمْ وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ اِيْمَاءُ ابْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ وَ كَانَ سَيِّدَهُمْ وَ قَالَ نِصْفُهُمْ اِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَسْلَمْنَا فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَاَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِيْ وَ جَاءَتْ اَسْلَمُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْوَتُنَا نُسْلِمُ عَلَى الَّذِيْ اَسْلَمُوْا عَلَيْهِ فَاَسْلَمُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ.

(۶۴۵۴) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اپنی قوم غفار سے نکلے اور وہ حرمت والے مہینے کو بھی حلال جانتے تھے۔ پس میں اور میرا بھائی انیس اور ہماری والدہ نکلے۔ پس ہم اپنے ماموں کے ہاں اُترے۔ پس ہمارے ماموں نے اعزاز و اکرام کیا اور خوب خاطر مدارت کی جس کی وجہ سے ان کی قوم نے ہم پر حسد کیا تو انہوں نے کہا: (ماموں سے) کہ جب تو اپنے اہل سے نکل کر جاتا ہے تو انیس ان سے بدکاری کرتا ہے۔ پس ہمارے ماموں آئے اور انہیں جو کچھ کہا گیا تھا وہ الزام ہم پر لگایا۔ میں نے کہا: تو نے ہمارے ساتھ جو احسان و نیکی کی تھی اسے تو نے اس الزام کی وجہ سے خراب کر دیا ہے۔ پس اب اس کے بعد ہمارا آپ سے تعلق اور نبھاؤ نہیں ہو سکتا۔ پس ہم اپنے اونٹوں کے قریب آئے اور ان پر اپنا سامان سوار کیا اور ہمارے ماموں نے کپڑا ڈال کر رونا شروع کر دیا۔ پس ہم چل پڑے یہاں تک کہ مکہ کے قریب پہنچے۔ پس انیس نے ہمارے اونٹوں اور اتنے ہی اور اونٹوں پر شرط لگائی (شاعری میں) کہ کس کے اونٹ عمدہ ہیں۔ پس وہ دونوں کاہن کے پاس گئے۔ تو اُس نے اُنہیں کے اونٹوں کو پسند کیا۔ پس انیس ہمارے پاس ہمارے اونٹوں کو اور اتنے ہی اور اونٹوں کو لے کر آیا اور میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات سے تین سال پہلے سے ہی اے میرے بھتیجے نماز پڑھا کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن صامت کہتے ہیں، میں نے کہا: کس کی رضا کیلئے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی رضا کیلئے۔ میں کہا: تو اپنا رخ کس طرف کرتا تھا؟ انہوں نے کہا: جہاں میرا رب میرا رخ کر دیتا اُسی طرف میں عشاء

کی نماز ادا کر لیتا تھا۔ یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ ہوتا تو میں اپنے آپ کو اس طرح ڈال لیتا گویا کہ میں چادر ہی ہوں۔ یہاں تک کہ سورج بلند ہو جاتا۔ انیس نے کہا: مجھے مکہ میں ایک کام ہے۔ تو میرے معاملات کی دیکھ بھال کرنا۔ پس انیس چلا یہاں تک کہ مکہ آیا اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا تو میں نے کہا: تو نے کیا کیا۔ اُس نے کہا: میں مکہ میں ایک آدمی سے ملا، جو تیرے دین پر ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسے (رسول بنا کر) بھیجا ہے۔ میں نے کہا: لوگ کیا کہتے ہیں؟ اُس نے کہا: لوگ اسے شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں اور انیس خود شاعروں میں سے تھا۔ انیس نے کہا: میں کاہنوں کی باتیں سن چکا ہوں۔ پس اس کا کلام کاہنوں جیسا نہیں ہے اور تحقیق میں نے اس کے اقوال کا شعراء کے اشعار سے بھی موازنہ کیا لیکن کسی شخص کی زبان پر ایسے شعر بھی مناسب نہیں ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ سچا ہے اور دوسرے لوگ جھوٹے ہیں۔ کہتے ہیں میں نے کہا: تم میرے معاملات کی نگرانی کرو یہاں تک کہ میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس میں مکہ آیا اور ان میں سے ایک کمزور آدمی کو مل کر پوچھا: وہ کہاں ہے جسے تم صابی کہتے ہو؟ پس اُس نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ دین بدلنے والا ہے۔ پس وادی والوں میں سے ہر ایک یہ سنتے ہی مجھ پر ڈھیلوں اور ہڈیوں کے ساتھ ٹوٹ پڑا یہاں تک کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پس جب میں بیہوشی سے ہوش میں آ کر اُٹھا تو میں گویا سرخ بت (خون میں لت پت) تھا۔ میں زمزم کے پاس آیا اور اپنا خون دھویا پھر اس کا پانی پیا اور میں اے بھتیجے! تین رات اور دن وہاں ٹھہرا رہا اور میرے لیے زمزم کے پانی کے سوا کوئی خوراک نہ تھی۔ پس میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئیں اور نہ ہی میں نے اپنے جگر میں بھوک کی وجہ سے گرمی محسوس کی۔ پس اسی دوران ایک چاندنی رات میں جب اہل مکہ سو گئے اور اس وقت کوئی بھی بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا تھا اور ان میں سے دو عورتیں اساف اور نائلہ (بتوں) کو پکار رہی تھیں۔ پس وہ جب اپنے طواف کے دوران میری طرف آئیں تو میں نے کہا: ان میں سے ایک (بت) کا دوسرے کے ساتھ نکاح کر دو (اساف مرد اور نائلہ عورت تھی اور باعتقاد مشرکین مکہ یہ دونوں زنا کرتے وقت مسخ ہو کر بت ہو گئے تھے) لیکن وہ اپنی بات سے باز نہ آئیں۔ پس جب وہ میرے قریب آئیں تو میں نے بغیر کنایہ اور اشارہ کے کہہ دیا کہ فلاں کے (فرج میں) لکڑی۔ پس وہ چلاتی اور یہ کہتی ہوئی گئیں کہ کاش اسوقت ہمارے لوگوں میں سے کوئی موجود ہوتا۔ راستہ میں انہیں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑی سے اُترتے ہوئے ملے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا: کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان ایک دین کو بدلنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا: اُس نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے کہا: اس نے ہمیں ایسی بات کہی ہے جو منہ کو بھر دیتی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ حجر اسود کا بوسہ لیا اور بیت اللہ کا آپ نے اور آپ کے ساتھی نے طواف کیا۔ پھر نماز ادا کی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں وہ پہلا آدمی ہوں جس نے اسلام کے طریقہ کے مطابق آپ کو سلام کیا۔ میں نے کہا: تجھ پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمتیں ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: تو کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں قبیلہ غفار سے ہوں۔ آپ نے پھر اپنا ہاتھ اُٹھایا اور اپنی اُنگلیاں پیشانی پر رکھیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ کو میرا قبیلہ غفار سے ہونا ناپسند ہوا ہے۔ پس میں آپ کا ہاتھ پکڑنے کیلئے آگے بڑھا تو آپ کے ساتھی نے مجھے پکڑ لیا اور وہ مجھ سے زیادہ آپ کے بارے میں واقفیت رکھتا تھا کہ آپ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا: تو یہاں کب سے ہے؟ میں نے عرض کیا: میں یہاں تین دن رات سے ہوں۔ آپ نے

فرمایا: تجھے کھانا کون کھلاتا ہے؟ میں نے عرض کیا: میرے لیے زمزم کے پانی کے علاوہ کوئی کھانا نہیں ہے۔ پس اسی سے موٹا ہو گیا ہوں۔ یہاں تک کہ میرے پیٹ کے بل مڑ گئے ہیں اور میں اپنے جگر میں بھوک کی وجہ سے گرمی بھی محسوس نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: یہ پانی بابرکت ہے اور کھانے کی طرح پیٹ بھی بھر دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کے رات کے کھانے کی اجازت دے دیں۔ پس رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے اور میں بھی اُن کے ساتھ ساتھ چلا۔ پس حضرت ابوبکرؓ نے دروازہ کھولا اور میرے لیے طائف کی کشمش نکالنے لگے اور یہ میرا پہلا کھانا تھا جو میں نے مکہ میں کھایا۔ پھر میں رہا، جب تک رہا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: مجھے کھجوروں والی زمین دکھائی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) کے علاوہ کوئی اور علاقہ نہیں ہے۔ کیا تو میری طرف سے اپنی قوم کو (دین اسلام کی) تبلیغ کرے گا۔ عنقریب اللہ! انہیں تیری وجہ سے فائدہ عطا کرے گا اور تمہیں ثواب عطا کیا جائے گا۔ پھر میں انیس کے پاس آیا تو اُس نے کہا: تو نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور (نبی کریم ﷺ کی) تصدیق کر چکا ہوں۔ اُس نے کہا: مجھے بھی تجھ سے نفرت نہیں ہے۔ میں بھی اسلام قبول کرتا اور تصدیق کرتا ہوں۔ پھر ہم اپنی والدہ کے پاس گئے تو اس نے کہا: مجھے تم دونوں کے دین سے نفرت نہیں، میں بھی اسلام قبول کرتی اور (رسول اللہ ﷺ) کی تصدیق کرتی ہوں۔ پھر ہم نے اپنا سامان لادا اور اپنی قوم غفار کے پاس آئے تو ان میں سے آدھے لوگ مسلمان ہو گئے اور اُن کی امامت اُن کے سردار ایماء بن رحضۃ انصاری کراتے تھے اور باقی آدھے لوگوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو باقی آدھے لوگ بھی مسلمان ہو گئے اور قبیلہ اسلام کے لوگ بھی حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم بھی اس بات پر اسلام قبول کرتے ہیں۔ جس پر ہمارے بھائی مسلمان ہوئے ہیں۔ پس وہ بھی مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ کی اللہ نے حفاظت کی۔ (قتل اور قید سے)

(۴۱۸) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ زَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ قُلْتُ فَاكْفِنِىْ حَتّٰى اَذْهَبَ فَاَنْظُرَ قَالَ نَعَمْ وَكُنْ عَلٰى حَذَرٍ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَاِنَّهُمْ قَدْ شَنِفُوْا لَهٗ وَتَجَهَّمُوْا.

(۶۴۵۵) اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا: تم میرے معاملات کی نگرانی کرو یہاں تک کہ میں جا کر دیکھ آؤں۔ انیس نے کہا: جی ہاں! جاؤ لیکن اہل مکہ سے بچتے رہنا کیونکہ وہ اُس آدمی کے دشمن ہیں اور بُرے طریقوں سے لڑتے ہیں۔

(۴۱۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَا ابْنَ اَخِىْ صَلَّيْتُ سَنَتَيْنِ قَبْلَ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ فَاَيْنَ كُنْتَ تَوَجَّهُ قَالَ حَيْثُ وَجَّهَنِيَ اللّٰهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ سُلَيْمٰنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَ قَالَ فِى الْحَدِيْثِ فَتَنَافَرَا اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْكُهَّانِ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ

اَخِيْ اُنَيْسٌ يَمْدَحُهُ حَتّٰى غَلَبَهٗ قَالَ فَاَخَذْنَا صِرْمَتَهٗ فَضَمَمْنَاهَا اِلٰى صِرْمَتِنَا وَ قَالَ اَيْضًا فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ فَاِنِّيْ لَاَوَّلُ النَّاسِ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ قُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ مَنْ اَنْتَ وَفِيْ حَدِيْثِهٖ اَيْضًا فَقَالَ مُنْذُ كَمْ اَنْتَ هٰهُنَا قَالَ قُلْتُ مُنْذُ خَمْسَ عَشْرَةَ وَ فِيْهِ قَالَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَتْحِفْنِيْ بِضِيَافَتِهِ اللَّيْلَةَ.

(۶۴۵۶) حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے بھتیجے! میں نبی کریم ﷺ کی بعثت سے دو سال پہلے نماز پڑھا کرتا تھا۔ میں نے کہا: تو اپنا رخ کس طرف کرتا تھا؟ انہوں نے کہا: جہاں اللہ تعالیٰ میرا رخ فرما دیا کرتے۔ باقی حدیث گزر چکی۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ وہ دونوں کاہنوں میں سے ایک آدمی کے پاس گئے اور میرا بھائی برابر اُس کی تعریف کرتا رہا یہاں تک کہ اُس پر غالب آ گیا۔ پس ہم نے اس سے اونٹ لے لیا اور انہیں اپنے اونٹوں کے ساتھ ملا لیا۔ اس حدیث میں اضافہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف بھی کیا اور مقام (ابراہیم) کے پیچھے دو رکعتیں ادا کیں۔ پس میں آپ کے پاس آیا اور میں لوگوں میں سب سے پہلے ہوں جس نے آپ کو اسلام کے مطابق سلام کیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔ آپ نے فرمایا: تجھ پر بھی سلامتی ہو، تو کون ہے؟ اور یہ بھی اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا: تم کب سے یہاں ہو؟ میں نے عرض کیا: پندرہ دن سے اور مزید یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: انہیں رات کی مہمان نوازی کیلئے میرے ساتھ کر دیں۔

(۴۲۰) وَحَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ السَّامِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَتَقَارَبَا فِيْ سِيَاقِ الْحَدِيْثِ وَاللَّفْظُ لِابْنِ حَاتِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ اَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ قَالَ لِاَخِيْهِ ارْكَبْ اِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاعْلَمْ لِيْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ يَاْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ ائْتِنِيْ فَانْطَلَقَ الْاٰخَرُ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَ سَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ رَاَيْتُهٗ يَاْمُرُ بِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَ كَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا شَفَيْتَنِيْ فِيْمَا اَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَ حَمَلَ شَنَّةً لَهٗ فِيْهَا مَاءٌ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهٗ وَ كَرِهَ اَنْ يَّسْاَلَ عَنْهُ حَتّٰى اَدْرَكَهٗ يَعْنِي اللَّيْلَ فَاضْطَجَعَ فَرَاٰهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ اَنَّهٗ غَرِيْبٌ فَلَمَّا رَاٰهُ تَبِعَهٗ فَلَمْ يَسْاَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قُرَيْبَتَهٗ وَ زَادَهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ فَظَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَى النَّبِيَّ ﷺ حَتّٰى اَمْسٰى فَعَادَ اِلٰى مَضْجَعِهٖ فَمَرَّ بِهٖ عَلِيٌّ فَقَالَ مَا آنَ لِلرَّجُلِ اَنْ يَّعْلَمَ مَنْزِلَهٗ فَاَقَامَهٗ فَذَهَبَ بِهٖ مَعَهٗ وَلَا يَسْاَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهٗ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثَةِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاَقَامَهٗ عَلِيٌّ مَعَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ اَقْدَمَكَ هٰذَا الْبَلَدَ قَالَ اِنْ اَعْطَيْتَنِيْ عَهْدًا وَ مِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنِّيْ فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ فَاِنَّهٗ حَقٌّ وَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِيْ فَاِنِّيْ اِنْ رَاَيْتُ شَيْئًا اَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَاَنِّيْ

أُرِيقُ الْمَاءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ دَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَ ثَارَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَ يْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَأَنَّ طَرِيقَ تُجَّارِكُمْ إِلَى الشَّامِ عَلَيْهِمْ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا وَ ثَارُوا إِلَيْهِ فَضَرَبُوهُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْعَبَّاسُ فَأَنْقَذَهُ.

(۶۴۵۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا: اس وادی کی طرف سوار ہو کر جاؤ اور میرے لیے اُس آدمی کے بارے میں معلومات لے کر آؤ جو دعویٰ کرتا ہے کہ اُس کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں اور اُس کی گفتگو سن کر میرے پاس واپس آ۔ وہ چلے، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور آپ کی بات سنی۔ پھر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لوٹے اور کہا: میں نے انہیں عمدہ اخلاق کا حکم دیتے دیکھا ہے اور گفتگو ایسی ہے جو شعر نہیں ہے۔ تو ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: جس چیز کا میں نے ارداہ کیا تھا تم اُس کا تسلی بخش جواب نہیں لائے ہو۔ پھر انہوں نے زادِ راہ لیا اور ایک مشکیزہ جس میں پانی تھا لادا یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے۔ مسجد (حرام) میں پہنچے اور نبی کریم ﷺ کو ڈھونڈنا شروع کر دیا اور آپ کو پہچانتے نہ تھے اور آپ کے بارے میں پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ رات ہوگئی اور لیٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھا تو اندازہ لگایا کہ یہ مسافر ہے۔ پس وہ انہیں دیکھنے ان کے پیچھے گئے اور ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنے ساتھی سے کوئی گفتگو نہ کی۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ انہوں نے پھر اپنی مشک اور زادِ راہ اُٹھایا اور مسجد کی طرف چل دیئے۔ پس یہ دن بھی اسی طرح گزر گیا اور نبی کریم ﷺ کو دیکھ نہ سکے یہاں تک کہ شام ہوگئی اور اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹے۔ پس علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو کہا: اس آدمی کو ابھی تک اپنی منزل کا علم نہیں ہو سکا۔ پس انہیں اُٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے اور ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنے ساتھی سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھا۔ یہاں تک کہ تیسرے دن بھی اسی طرح ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اُٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے اور ان سے کہا کیا تم مجھے بتاؤ گے نہیں کہ تم اس شہر میں کس غرض سے آئے ہو؟ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کرو کہ تم میری صحیح راہنمائی کرو گے تو میں بتا دیتا ہوں۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعدہ کر لیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مقصد بیان کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ سچے اور اللہ کے رسول ہیں۔ جب صبح ہو تو تم میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں نے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ محسوس کیا تو میں کھڑا ہو جاؤں گا گویا کہ میں پانی بہا رہا ہوں اور اگر میں چلتا رہا تو تم میری اتباع کرنا۔ یہاں تک کہ جہاں میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُن کے ساتھ حاضر خدمت ہو گئے اور آپ کی گفتگو سنی اور اُسی جگہ اسلام قبول کر لیا تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنی قوم

کی طرف لوٹ جاؤ اور انہیں اس (دین کی) تبلیغ کرو یہاں تک کہ تیرے پاس میرا حکم پہنچ جائے۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں تو یہ بات (دین کی تبلیغ) مکہ والوں کے سامنے پکار کر کروں گا۔ پس وہ نکلے یہاں تک کہ مسجد (حرام) میں آئے اور بلند آواز سے کہا: اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور قوم (مشرکین) اُن پر ٹوٹ پڑے انہیں مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ انہیں لٹادیا۔ پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور اُن پر جھک گئے اور کہا: تمہارے لیے افسوس ہے، کیا تم جانتے نہیں ہو کہ یہ قبیلہ غفار سے ہیں اور تمہاری شام کی طرف تجارت کا راستہ ان کے پاس سے گزرتا ہے۔ پھر ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان سے چھڑالیا۔ انہوں نے اگلی صبح پھر اسی جملہ کو دہرایا اور مشرکین ان پر ٹوٹ پڑے اور مارنا شروع کر دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن پر جھک کر انہیں بچایا اور چھڑا کر لے گئے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: جندب۔ کنیت ابوذرؓ۔ لقب: مسیح الاسلام۔ والد: جنادۃ والدہ: رملہ۔ جندب بن جنادہ ابن قیس بن عمرو بن ملیل بن صعیر بن حرام بن غِفار بن ملیل بن حمزہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ غفاری۔

قبول اسلام: زمانہ جاہلیت سے ہی راہ حق کی جستجو میں تھے کہ اعلان نبوت پہنچتے ہی آئے اور شرح صدر ہوتے ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ تفصیلی واقعہ متن وترجمہ سے واضح ہے۔

وفات: ۳۱ھ یا ۳۲ھ میں صحراء میں وفات پائی کوفہ سے واپس آنیوالے قافلے نے ان کی تجہیز وتکفین کی اور عبداللہ ابن مسعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسی صحرا میں سپرد خاک کئے گئے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

حدیث اول: فنافر انيس عن صرمتنا و عن مثلها. انیس ہمارے اونٹوں اور اتنا ہی دوسرے اونٹوں (کے ریوڑ) سے عمدگی کی شرط لگائی کہ میرے اونٹ اچھے یا تیرے۔ یہ بھی جوئے کی ایک قسم تھی زمانہ جاہلیت میں اسلام نے اس کو مٹادیا اور حرمت کا حکم دیا۔ قد صليت يا ابن اخی۔ یہ ابوذرؓ کا خطاب ہے عبداللہ ابن صامتؓ کو۔ اور یہ نماز مطلق عبادت اور آہ وزاری ہوگی جس میں واقدی نے یہ کہا لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے۔ بمقتضائے فطرت سلیمہ جوان کو سوجھتا وہ کرتے تھے لیکن بتوں کی پوجا نہیں۔ القيت كانّی خفاءٌ. میں اپنے آپ کو ڈالدیتا گویا کہ میں چادر ہوں یعنی اس طرح نیند میں مستغرق بے سدھ سوجاتا جیسے خالی چادر ڈھکی ہوئی ہو۔ خفاء کِساء اور غطاءِ (چادر، پردہ) کے معنی میں ہے جمع اس کی اَخْفِيَۃ آتی ہے۔ اس میں طویل عبادت وبیداری کی طرف اشارہ ہے۔ اقرأ الشعراء یعنی حضور ﷺ اور شعراء کی بات کو ملا کر موازنہ کرتا لیکن میں نے شاعروں کی باتوں کو بہت ہی نیچے پایا۔ فاشار الیّ فقال الصابی. ای خذوا هذا الصابی. پکڑو اس بے دین کو۔ لفظ الصابی فعل محذوف کی وجہ سے منصوب بربنائے مفعولیت۔ اتنا مارا کہ لہولہان کردیا حتی کہ نصب احمر لال بت سا نظر آنے لگا اذضرب علی اسمختهم. چاندنی چمکتی رات میں۔ کہ لوگ اپنے کانوں کے بل (سوئے ہوئے) تھے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے فضربنا علی آذانهم فی الكهف سنين عددا (کہف ۱۱) اسمخ ساخ کی جمع ہے بمعنی کان کا اندرونی پردہ۔ اساف ونائلہ دو بت تھے جنکو وہ پکارتی

تھیں۔ انکحا احد هما الاخرٰی، یعنی اپنے دو بت اساف (رجل) اور نائلہ (عورت) کا عقد کردو مطلب کہ تم انکو کیونکر پکارتی ہو۔ یہ تو اپنی حاجات وضروریات کی ہمت نہیں رکھتے تو تمہارا یہ کیا کریں گے۔ دوبارہ تو صاف ہی کہہ دیا! هن مثل الخشبة ھن کا معنی ہے ہر قبیح چیز یہاں مراد ذکر الرجل ہے جس سے مقصود عار دلانا ہے کہ تم ان کی پکار سے باز کیوں نہیں آتیں پھر کیسے دوڑیں؟ (لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے) ہمیں چاہیے کہ بدعات، خرافات، رسومات اور بری عادات سے اجتناب کریں بالخصوص عقیدہ واعمال میں تو کبھی بھی سستی کی اور غیر اللہ کی آمیزش وملاوٹ نہ ہو۔ لو کان ھھنا احد من انفارنا . انفار نفیر یا نفر کی جمع ہے بمعنی مرد بوقت استغاثہ مدد کو پہنچے والا۔ کہ اس کو سمجھا تا کہ ایسا لفظ عورتوں سے کہا۔ کلمة تملأ الفم . یعنی ایسا کلمہ جو کہا ہی نہیں جا سکتا۔ وعلیک ورحمۃ اللہ۔ یہ اسلام انہوں نے فطرت سلیمہ سے سمجھ لیا تھا۔ جواب میں لفظ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سلف وخلف کا طریقہ رہا ہے۔ صرف وعلیک ورحمۃ اللہ بھی درست ہے کیونکہ اس کا عطف کلام سابق پر ہوگا اور لفظ السلام جو معطوف علیہ میں مذکور ہے معتبر ہوگا۔ کره ان انتمیت الی غفار . اس لئے کہ یہ قبیلہ رہزنی میں مشہور اور بدنام زمانہ سمجھا جاتا تھا حتی کہ اشہر حرم میں بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آتے۔ پھر یہ بھی فرمایا ان اللہ یھدی من یشاء . اسلام قبول کیا اور پیغام اسلام لیکر قوم کی طرف واپس آئے۔ کان یؤ مّھم ایماء بن رحضه۔ یہ اس قبیلے کے سردار اور قدیم الاسلام تھے غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے انکا بیٹا خفاف بن ایما اسلام میں داخل ہوا جو مشہور صحابی ہیں۔ ان دونوں قبیلوں کو آپ ﷺ نے دعاء دی کیونکہ یہ بلا ترغیب وترھیب اسلام میں داخل ہوئے تھے۔

حدیث ثانی: قد شنفوا له وتجھموا مخالف اور جان کے دشمن ہو چکے۔

حدیث رابع: فراٰہ علیّ فعرف انه غریب. سوال! عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں شدید تعارض ہے۔ اُس میں ہے سب سے پہلے میں رات کو حضور سے ملا اور یہاں ہے کہ میری ضیافت علی رضی اللہ عنہ نے کی اور ملاقات کیلئے دن کو لے گئے، سند کے اعتبار سے دونوں صحیح ہیں۔ اس تعارض کا حل بندہ کو نہیں مل سکا۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے ایک بعید وجہ رفع تعارض کی لکھی ہے جو تام نہیں۔[1]

(۶۶) باب مِنْ فَضَآئِلِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۱۰۳) باب: حضرت جریر بن عبداللہ کے فضائل کے بیان میں

(۴۲۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ اَبِي حَازِمٍ يَقُولُ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي اِلَّا ضَحِكَ.

(۶۳۵۸) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی مجھے اندر آنے سے نہیں روکا ہے اور جب بھی (آپ ﷺ) مجھے دیکھتے تو مسکراتے تھے۔

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۴۲۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ وَاَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ ابْنُ اِدْرِیْسَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِیْ اِلَّا تَبَسَّمَ فِیْ وَجْہِیْ زَادَ ابْنُ نُمَیْرٍ فِیْ حَدِیْثِہٖ عَنِ ابْنِ اِدْرِیْسَ وَلَقَدْ شَکَوْتُ اِلَیْہِ اَنِّیْ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ فَضَرَبَ بِیَدِہٖ فِیْ صَدْرِیْ وَ قَالَ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ وَاجْعَلْہُ ھَادِیًا مَھْدِیًّا.

(۶۴۵۹) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی مجھے اندر آنے سے نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھتے تو میرے سامنے مسکرا دیتے۔ ابن ادریس کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے آپ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک کو میرے سینے پر مارا اور فرمایا: اے اللہ! اسے جمادے اور اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے۔

(۴۲۳) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْحَمِیْدِ ابْنُ بَیَانٍ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ بَیَانٍ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ بَیْتٌ یُقَالُ لَہٗ ذُو الْخَلَصَۃِ وَ کَانَ یُقَالُ لَہُ الْکَعْبَۃُ الْیَمَانِیَۃُ وَالْکَعْبَۃُ الشَّامِیَّۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ اَنْتَ مُرِیْحِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَۃِ وَالْکَعْبَۃِ الْیَمَانِیَّۃِ وَالشَّامِیَّۃِ فَنَفَرْتُ اِلَیْہِ فِیْ مِائَۃٍ وَ خَمْسِیْنَ مِنْ اَحْمَسَ فَکَسَرْنَاہُ وَ قَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَہٗ فَاَتَیْتُہٗ فَاَخْبَرْتُہٗ قَالَ فَدَعَا لَنَا وَلِاَحْمَسَ.

(۶۴۶۰) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دور جاہلیت میں ایک گھر تھا جسے ذوالخلصہ کہا جاتا تھا اور اسی کو کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ بھی کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو (جریر) مجھے ذوالخلصہ اور کعبہ یمانیہ اور شامیہ کی فکر سے آرام پہنچائے گا۔ پس میں قبیلہ احمس سے ایک سو پچاس آدمیوں کو لے کر اُس کی طرف چل پڑا ہم نے اسے توڑ دیا اور جسے اُسکے پاس پایا اُسے قتل کر دیا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے ہمارے لیے اور قبیلہ احمس کے لیے دُعا فرمائی۔

(۴۲۴) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَجَلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا جَرِیْرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَلَا تُرِیْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَۃِ بَیْتٍ لِخَثْعَمَ کَانَ یُدْعٰی کَعْبَۃُ الْیَمَانِیَۃِ قَالَ فَنَفَرْتُ اِلَیْہِ فِیْ خَمْسِیْنَ وَ مِائَۃِ فَارِسٍ وَکُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ یَدَہٗ فِیْ صَدْرِیْ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ وَاجْعَلْہُ ھَادِیًا مَھْدِیًّا قَالَ فَانْطَلَقَ فَحَرَّقَھَا بِالنَّارِ ثُمَّ بَعَثَ جَرِیْرٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُبَشِّرُہٗ یُکْنٰی اَبَا اَرْطَاۃَ مِنَّا فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ مَا جِئْتُکَ حَتّٰی تَرَکْنَاھَا کَاَنَّھَا جَمَلٌ اَجْرَبُ فَبَرَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خَیْلِ اَحْمَسَ وَ رِجَالِھَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

(۶۴۶۱) حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا: اے جریر! کیا تم مجھے خثعم کے گھر ذوالخلصہ کے معاملہ سے آزاد نہیں کر دیتے۔ اُسے کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ پس میں ایک سو پچاس سواروں کے ساتھ اُس کی طرف چل پڑا اور میں گھوڑے پر جم کر نہ بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر

مار کر فرمایا: اے اللہ! اسے ثابت قدمی عطا فرما اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ پس میں گیا اور اسے آگ میں جلا ڈالا پھر حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم میں سے ایک آدمی کو جس کی کنیت ابوارطاۃ تھی، رسول اللہ ﷺ کی طرف خوشخبری دینے کیلئے بھیجا۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: ہم ذوالخلصہ کو خارش زدہ اونٹ کی طرح کر کے چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور پیادوں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا کی۔

(۶۴۲۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِی الْفَزَارِیَّ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِیْ حَدِيْثِ مَرْوَانَ فَجَاءَ بَشِيْرُ جَرِيْرٍ اَبُوْ اَرْطَاةَ حُصَيْنُ بْنُ رَبِيْعَةَ يُبَشِّرُ النَّبِیَّ ﷺ۔

(۶۴۶۲) ان اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور مروان کی حدیث میں ہے کہ پس جریر کی طرف سے خوشخبری لانے والا ابوارطاۃ حصین بن ربیعہ تھا جس نے نبی کریم ﷺ کو خوشخبری دی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: جریر۔ کنیت ابو عمر۔ والد کا نام عبداللہ۔ ابوعمر جریر بن عبداللہ بن جابر بن مالک بن نضر بن ثعلبۃ بن جشم بن غوث البجلی۔ یہ یمنی اور بجیلہ قبیلہ کے ہیں اپنے قبیلہ میں سردار مانے جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے فرماتے تھے **مازلت سید افی الجاهلية و الاسلام.** ایام جاہلیت اور ایام اسلام دونوں میں آپ سردار رہے (جنت میں بھی سردار ہونگے۔ ان شاء اللہ)

قبول اسلام: آنحضرت ﷺ کی رحلت سے چند ماہ قبل حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

وفات: نبی ﷺ کی رحلت کے بعد کوفہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے ۵۱ھ یا ۵۴ھ میں بمقام قرقیسیا وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ

حدیث اول: سند میں مذکور عن بیان! یہ بیان بن بشر الاحمسی ہے جو ابو بشر الکوفی المعلم سے مشہور تھے۔ **ما حجبنی رسول الله ﷺ۔** مجھے آپ ﷺ نے اپنی مجلس سے کبھی نہیں روکا یہ مطلب نہیں کہ دخول فی البیت سے کبھی نہیں روکا بلکہ اس سے مراد مجلس النبی ﷺ ہے کہ میں جب بھی آیا بات سنی اور مجھے بٹھایا۔ آپ ﷺ مجھے اجازت دیتے اور خوشی سے مسکراتے۔

حدیث ثالث: **هل انت مريحی من ذی الخلصة.** خلصہ ایک بوٹی کا نام ہے جس کے اوپر موتی کے دانوں کی طرح لال پھل اور دانے لگتے ہیں۔ ذوخلصہ ایک عبادت خانے کا نام ہے جو ان کے علاقے میں بنوخثعم اور بجیلہ کا تھا اور اس میں بت رکھے ہوئے تھے اسی کو کعبہ یمانی کہتے تھے۔ امام مبرد کہتے ہیں کہ اس کو ڈھا کر اس کی جگہ مسجد تیار کی گئی۔ جو عبلات شہر کی جامع مسجد کہلاتی ہے وہیں خثعم کے علاقہ میں ہی ہے۔ **يقال له الكعبة اليمانية و الكعبة الشامية**، ان کے مصداق میں یہ بھی کہا گیا ہے (۱) کہ ان دونوں کا مصداق منفرد اور الگ ہے کعبہ یمانیہ سے وہی بت خانہ مراد ہے اور کعبہ شامیہ سے مراد بیت اللہ شریف ہے۔ باقی اس کو شامی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یمن سے مکہ مکرمہ شام کی طرف ہے اس محل وقوع اور سمت کی وجہ سے بیت اللہ شریف کو کعبہ شامی کہا گیا۔

(۲) ان دونوں سے مراد ذی الخلصہ ہو۔ اس کو یمنی کہنے کی وجہ بالکل واضح ہے کہ وہ یمن میں واقع ہے اور شامی اس لئے کہتے ہیں

کہ اس ذی الخلصہ کا ایک دروازہ شام کی طرف کھلتا ہے اس لئے کعبہ شامی کہا جانے لگا۔ آپ ﷺ کی چاہت وفرمان کے مطابق شاہسوار لئے اور چل نکلے اس کی خوب گت بنائی اور مسمار کر دیا۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے صنم کدہ کا حال کیا تھا۔ ابوارطاۃ کا نام حصین بن ربیعہ ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں اس صحابی رسول کا ذکر اس حدیث مسلم کے سوا کہیں نہیں کا نھا جمل اجرب تارکول ملا، خارشی، بدشکل اونٹ۔[1]

(٦٧) باب مِنْ فَضَآئِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

(۱۱۰۴) باب: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل کے بیان میں

(۶۳۶۲) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ قَالَا حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ الْيَشْكُرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فِي رِوَايَةِ زُهَيْرٍ قَالُوا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قُلْتُ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ.

(۶۳۶۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے تو میں نے آپ ﷺ کے لیے پانی رکھا۔ جب آپ ﷺ بیت الخلا سے نکلے تو فرمایا: یہ (پانی) کس نے رکھا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا میں نے عرض کیا: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے۔ آپ نے فرمایا: یا اللہ! اسے دین کی فقاہت وسمجھ عطا فرما۔

حدیث کی تشریح : اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں عبداللہ بن عباس ﷺ کا ذکر ہے۔

نام ونسب : نام: عبداللہ۔ کنیت ابوالعباس والد کا نام عباس۔ والدہ لبابہ ام الفضل۔ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف......

ولادت : شعب ابی طالب میں محصوری اور بائیکاٹ کے دنوں میں پیدا ہوئے فطرۃ سلیم الطبع، متین، سنجیدہ، تابندہ، درخشندہ تھے۔ ترجمان القرآن اور مفسر قرآن کے الفاظ سے یاد کئے جاتے۔

وفات : آپ ﷺ کی رحلت کے وقت عمر تقریبا بیس سال تھی۔ حضرت زبیر ﷺ کے زمانے میں ٦٨ھ میں طائف کے اندر وفات پائی محمد ابن حنفیہ نے نماز جنازہ پڑھائی نماز جنازہ کے بعد کہا آج دنیا سے حبر امت اٹھ گیا۔

اللهم فقهه فی الدين . فقهه في العلم اور **اللّهم علّمه الكتاب** . کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ **اللهم علمه الحكمة و تاويل الكتاب** ان سب کا حاصل ومؤدّٰی عالم قرآن اور تفقہ فی الدین ہے۔

نکتہ: ابن منیرؒ نے پانی رکھنے اور علم کی دعاء دینے میں مناسبت اور بہترین ربط بیان کیا ہے۔ کہ آپ ﷺ جب بیت الخلاء میں گئے تو ابن عباسؓ کیلئے تین صورتیں تھیں۔ (۱) کوزے میں پانی لیکر اندر بیت الخلا میں چلے جاتے (۲) پانی بھر کر دروازے کے پاس رکھ دیتے کہ آسانی سے آپ لے لیں۔ (۳) چھوڑ دیں کہ کوئی عمل نہ کریں نہ پانی رکھیں نہ اندر لے جائیں۔ پہلی صورت اختیار نہیں کی ......اسی طرح تیسری صورت بھی اختیار نہیں کی دوسری صورت کو اختیار کیا جس میں اطلاع وتکلیف دونوں نہ تھے بلکہ باہر رہتے

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

ہوئے پانی رکھ دیا۔ ان کا یہ عمل فہم وذکا پر دال تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان کیلئے فہم قرآن اور تفقہ فی الدین کی دعاء فرمائی۔ تاکہ یہ سمجھ صحیح طور پر استعمال ہو اور ایسا ہی ہوا[1]

(۶۸) باب مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

(۱۱۰۵) باب: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل کے بیان میں

(۴۷۲) حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَ خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَاَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ فِي يَدِي قِطْعَةَ اِسْتَبْرَقٍ وَ لَيْسَ مَكَانٌ اُرِيدُ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِي اِلَيْهِ قَالَ فَقَصَصْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهُ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَرٰى عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلًا صَالِحًا.

(۶۴۶۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میرے ہاتھ میں استبرق (ریشم) کا ایک ٹکڑا ہے اور جنت کے جس مکان کی طرف میں جانے کا ارادہ کرتا ہوں وہ اُڑ کر اس جگہ پہنچ جاتا ہے۔ پس میں نے اس کا پورا قصہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا پھر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا خیال ہے کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نیک آدمی ہوں گے۔

(۴۲۸) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِعَبْدٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا اَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا وَ كُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ فِي النَّوْمِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَ اِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَ اِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ اَقُولُ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ فَقَالَ لِي لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيلًا.

(۶۴۶۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں کوئی آدمی جو بھی خواب دیکھتا اُسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کرتا اور میں غیر شادی شدہ نوجوان تھا اور رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں میں مسجد سویا کرتا تھا۔ پس میں نے نیند میں دیکھا گویا کہ دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور مجھے دوزخ کی طرف لے گئے تو وہ کنوئیں کی گہرائی کی طرح گہری تھی اور اس میں لوگ تھے جنہیں میں پہچانتا تھا۔ پس میں نے اعوذ باللہ من النار اعوذ باللہ من النار اعوذ باللہ من النار میں آگ سے پناہ مانگتا ہوں دہرانا شروع کر دیا۔ ان دونوں فرشتوں میں سے ایک اور فرشتہ ملا تو اُس نے مجھ سے کہا: تو خوف

[1] نووی۔ المفهم۔ اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکمله

نہ کر پس میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کا ذکر کیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عبداللہ کتنا اچھا آدمی ہے۔ کاش! یہ اُٹھ کر رات کو نماز پڑھے۔ سالم نے کہا: اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو تھوڑی دیر ہی سویا کرتے تھے۔

(۴۲۹) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ اَخْبَرَنَا مُوْسَی بْنُ خَالِدٍ خَتَنُ الْفِرْیَابِیِّ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ الْفَزَارِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِیْتُ فِی الْمَسْجِدِ وَلَمْ یَكُنْ لِّیْ اَهْلٌ فَرَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ كَاَنَّمَا انْطُلِقَ بِیْ اِلٰی بِئْرٍ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ.

(۶۴۶۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں رات مسجد میں گزارا کرتا تھا اور (اُس وقت تک) میری بیوی نہ تھی پس میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے ایک کنوئیں کی طرف لے جایا گیا ہے۔ باقی حدیث مبارکہ اسی طرح مذکور ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں ان میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: عبداللہ۔ کنیت: ابوعبدالرحمٰن والد کا نام عمر رضی اللہ عنہ والدہ زینب۔ سلسلہ نسب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں گذر چکا ہے۔

ولادت وقبول اسلام: ابتداء نبوت میں پیدا ہوئے اسلام کے ماحول میں ہوش سنبھالا ابتداء آفرینش سے کلمہ اسلام بلند کیا اسی کے سائے تلے زندگی بسر کی۔ صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ جبکہ سب سے پہلے غزوہ خندق میں بعمر ۱۵ سال شریک ہوئے تھے۔

وفات: ۷۴ھ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد زہر آلود نیزہ پاؤں میں چبھنے کی وجہ سے انتقال ہوا۔ حجاج نے نماز جنازہ پڑھائی اور ذی طوی میں مقبرۃ المہاجرین میں دفن کیے گئے۔ رضی اللہ عنہ

حدیث اول: اری عبداللہ رجلا صالحا . لفظ صالح فضائل سعد میں بھی گزر چکا ہے۔ لیت جلا صالحا یحرسنی اللیلة. اس میں ان کی تعریف ہے۔

حدیث ثانی: کنت غلاما شابا عزبا و کنت انام فی المسجد اور بخاری کی روایت میں و انا غلام حدیث السن، و بیتی المسجد قبل ان انکح یہ غیر متزوج، منفرد تھے اس لئے ان کا حال مسافروں کا سا تھا تو ان کو ضرورت کی وجہ سے مسجد میں سونا جائز تھا۔ انہیں صلوۃ اللیل تہجد کی ترغیب دی پھر انہوں نے خوب عمل کیا۔ قرنان ۔ کنوکے دو چھوٹے چھوٹے سے ستون کنویں کے دو کناروں پر آمنے سامنے گارا مٹی، پتھر کے اونچے ستون بنائے جاتے ہیں جن پر لکڑی رکھتے ہیں پھر اس کی مدد سے رسی لٹکا کر ڈول کھینچا جاتا ہے۔ قرنان دو سینگ نما ہونے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ لم ترع ای تفزع . نہ ڈر تجھ پر اس کے بعد کوئی غم نہیں انک لا روع علیک بعد ھذا۔[1]

(۶۹) باب مِنْ فَضَائِلِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۱۰۶) باب: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۴۳۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ یُحَدِّثُ

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

عَنْ اَنَسٍ عَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ اَنَسٌ ادْعُ اللّٰهَ لَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَ بَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ.

(۶۴۶۷) حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا خادم ہے۔ اللہ سے اس کے لیے دعا کر دیں۔ تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت و زیادتی کر جو تو اسے عطا کر اس میں برکت عطا فرما۔

(۴۳۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ اَنَسٌ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ.

(۶۴۶۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُم سلیم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ انس آپ کا خادم ہے۔ باقی حدیث مذکورہ حدیث کی طرح ہے۔

(۴۳۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ.

(۶۴۶۹) اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۴۳۳) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَمَا هُوَ اِلَّا اَنَا وَاُمِّيْ وَاُمُّ حَرَامٍ خَالَتِيْ فَقَالَتْ اُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُوَيْدِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ فَدَعَا لِيْ بِكُلِّ خَيْرٍ وَ كَانَ فِيْ آخِرِ مَا دَعَا لِيْ بِهٖ اَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَ وَلَدَهٗ وَ بَارِكْ لَهٗ فِيْهِ.

(۶۴۷۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور اس وقت میں، میری امی اور میری خالہ اُم حرام کے علاوہ وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا تو میری والدہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ (انس) آپ کا ادنیٰ سا خادم ہے۔ اللہ سے اس کیلئے دعا مانگیں تو آپ نے میرے لیے ہر بھلائی کی دعا مانگی اور میرے لیے دعا مانگی۔ اسکے آخر میں یہ کہا: اے اللہ! اسکے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور اُس میں اِس کیلئے برکت فرما۔

(۴۳۴) حَدَّثَنِيْ اَبُوْ مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ حَدَّثَنِيْ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ بِيْ اُمِّيْ اُمُّ اَنَسٍ ﷺ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَزَّرَتْنِيْ بِنِصْفِ خِمَارِهَا وَ رَدَّتْنِيْ بِنِصْفِهٖ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا اُنَيْسٌ ابْنِيْ اَتَيْتُكَ بِهٖ يَخْدُمُكَ فَادْعُ اللّٰهَ لَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَ اللّٰهِ اِنَّ مَالِيْ لَكَثِيْرٌ وَاِنَّ وَلَدِيْ وَوَلَدَ وَلَدِيْ لَيَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ.

(۶۴۷۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری امی جان مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور تحقیق انہوں نے مجھے اپنے آدھے دوپٹے کی چادر بنادی اور آدھے کو مجھے اوڑھا دیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا بیٹا انس (چھوٹا انس) ہے۔ میں آپ کے پاس آپ کی خدمت کرنے کیلئے پیش کرنے کو لائی ہوں۔ آپ اللہ سے اس کے لیے دعا مانگیں تو آپ

نے فرمایا: اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں زیادتی کر۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میرا مال بہت کثیر ہے اور میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد تعداد آج کل تقریباً ایک سو ہے۔

(۴۳۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَنَ عَنِ الْجَعْدِ اَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ﷺ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَتْ اُمِّيْ اُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ فَقَالَتْ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنَيْسٌ فَدَعَالِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ دَعَوَاتٍ قَدْ رَاَيْتُ مِنْهَا اثْنَتَيْنِ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الْاٰخِرَةِ.

(۶۴۷۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے تو میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی آواز سنی تو عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے رسول! یہ چھوٹا انس ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے تین دعائیں کیں۔ ان میں دو دنیا میں دیکھ چکا ہوں اور تیسری کا آخرت میں اُمیدوار ہوں۔

(۴۳۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ قَالَ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَبَعَثَنِيْ اِلٰى حَاجَةٍ فَاَبْطَاْتُ عَلٰى اُمِّيْ فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ مَا حَبَسَكَ قُلْتُ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ قَالَتْ مَا حَاجَتُهُ قُلْتُ اِنَّهَا سِرٌّ قَالَتْ لَا تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَدًا قَالَ اَنَسٌ وَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ اَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ يَا ثَابِتُ.

(۶۴۷۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے ہمیں سلام کیا۔ پھر مجھے کسی کام کیلئے بھیجا۔ پس میں اپنی والدہ کے پاس دیر سے گیا۔ جب میں اُن کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: تجھے کس چیز نے روکے رکھا؟ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لئے بھیج دیا تھا۔ انہوں نے کہا: آپ کا کیا کام تھا۔ میں نے کہا: وہ راز کی بات ہے۔ انہوں نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کے راز کو کسی سے بیان نہ کرنا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں وہ بات کسی سے بیان کرتا تو اسے ثابت تجھ سے بیان کر دیتا۔

(۴۳۷) حَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ اَسَرَّ اِلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ سِرًّا فَمَا اَخْبَرْتُ بِهِ اَحَدًا بَعْدُ وَلَقَدْ سَاَلَتْنِيْ عَنْهُ اُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا اَخْبَرْتُهَا بِهِ.

(۶۴۷۴) حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک راز کی بات کی اور میں نے اس کے بعد کسی کو بھی اس کی خبر نہیں دی اور میری والدہ اُم سلیم نے بھی مجھ سے اس راز کے بارے میں سوال کیا لیکن میں نے انہیں بھی نہ بتایا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں۔ ان میں انس بن مالک ﷺ کا ذکر ہے

نام: انس کنیت ابو حمزہ لقب خادم رسول اللہ۔ بوقت ہجرت ان کی عمر آٹھ سال سے کچھ زائد تھی۔

وفات: ۹۳ھ بصرہ میں انتقال ہوا قسطن بن مدرک کلابی نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے محل کے قریب بمقام طف میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ ان کی والدہ ام سلیم کا ابھی قریب اور انکا ذکر باب حسن خلقہ فضائل انبیاء میں بھی گذر چکا ہے۔

حدیث اول: اللهم اكثر ماله و ولده و بارك له فيما اعطيته . حضرت انس آنحضرت ﷺ کی اس دعاء کی برکت سے

کثیر العیال والمال تھے اسّی تو ان کی اپنی صلبی اولاد تھی اٹھہتر بیٹے اور دو بیٹیاں حفصہ اور امّ عمرو تھیں۔ پوتے نواسے اس پر مستزاد۔ مشہور بیٹوں کے نام (۱) عبداللہ (۲) عبیداللہ (۳) زید (۴) یحیٰ (۵) خالد (۶) موسیٰ (۷) نضر (۸) ابوبکر (۹) براء (۱۰) علا (۱۱) عمر۔ و بارك له میں نوویؒ نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صرف کثرت مال کی دعاء نہیں فرمائی جو غالباً وبال ہے بلکہ مال کی کثرت مع برکت کی دعاء فرمائی تاکہ مشقت میں نہ پڑیں بلکہ مال ہو کر بھی راحت میں رہیں۔ اس دعاء کی برکت سے مال کے فتنہ ہونے سے محفوظ ہوگئے۔ جیسا کہ اکثر اغنیاء کی ساتھ ہوتا ہے کہ وہ غنی اور حمید ذات سے مستغنی ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی حلّت و حرمت آمد و خرچ تمام صورتیں جائز اور سہل ہوگئیں۔

حدیث خامس: و قد ازّرتنی بنصف خمارها یعنی دو پٹہ بڑی چادر کو اس طرح استعمال کیا کہ آدھی نیچے اور آدھی اوپر ازار ورداء دونوں ہی ایک کپڑے سے حاصل کر لئے۔ فواللہ انّ مالی لکثیر اس دعاء کی برکت تھی کہ انسؓ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا۔ اور اس میں ریحان (خوشبودار بوٹی) تھی جس سے مشک عنبر کی خوشبو مہکتی تھی۔ متن حدیث: ودعاله النبی ﷺ کان له بستان یحمل فی السنة الفاکهة مرّتین و کان فیها یجد منه ریح المسك (ترمذی ج۲ ص ۲۰۳) اس کیلئے نبی کریم ﷺ نے دعاء فرمائی ان کا ایک باغ تھا سال میں دو بار پھل دیتا تھا اور اس میں ایک بوٹی تھی جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

و انّ ولدی وولد ولدی لیتعادّون علی نحوا لمائة الیوم. تکملہ میں بحوالہ فتح الباری لکھا ہے کہ حجاج جب بصرہ آیا تو انس کی اولاد میں سے ایک سو بیس افراد دفن کئے جا چکے تھے ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ بصرہ میں چند ایسے افراد گذرے ہیں جنہوں نے اپنی موت سے پہلے اپنی صلبی اولاد میں سے سو کو مرتے دیکھا ہے (۱) ابوبکرؓ (۲) انسؓ (۳) خلیفۃ بن بدر اور بعض نے چوتھا مہلب ابن صفرہ کا نام بھی ذکر کیا ہے۔

حدیث سادس: وانا ارجو الثالثة فی الآخرة . تیسری دعاء تھی وَاَدْخِلْه الجنة. اور اس کو جنت میں داخل فرما۔

حدیث سابع: انّها سرّ۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ راز کی بات مختص تھی امہات المومنین کے ساتھ اس لئے ظاہر نہ کی۔ ابن بطال نے صاف کہا ہے کہ صاحب راز کو نقصان کے اندیشے کی وجہ سے راز کے اظہار کی اجازت ہی نہیں۔ حافظؒ صاحب کہتے ہیں کہ موت کے بعد ظاہر کرنے میں مضائقہ نہیں اس میں علم عمل مرتبہ اور منقبت ظاہر ہوتی ہے جس سے دوسروں کو ترغیب حاصل ہوگی جو ان کو اعمال واصلاح کے قریب کر دیگی۔[1]

(۷۰) باب مِنْ فَضَائِلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

(۱۰۷) باب: سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۴۳۸) حَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی النَّضْرِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَیٍّ يَمْشِیْ اِنَّهٗ فِی الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ.

(۶۴۷۵) حضرت عامر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(اُس وقت) زمین پر زندہ چلنے والوں میں سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے۔

(٤٣٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى (الْعَنَزِيُّ) حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ ﷺ قَالَ كُنْتُ بِالْمَدِيْنَةِ فِي نَاسٍ فِيْهِمْ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ فِي وَجْهِهِ اَثَرٌ مِنْ خُشُوْعٍ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (يَتَجَوَّزُ فِيْهِمَا) ثُمَّ خَرَجَ فَاتَّبَعْتُهُ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ وَ دَخَلْتُ فَتَحَدَّثْنَا فَلَمَّا اسْتَأْنَسَ قُلْتُ لَهُ اِنَّكَ لَمَّا دَخَلْتَ قَبْلُ قَالَ رَجُلٌ كَذَا وَ كَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ اَنْ يَقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ قَالَ وَ سَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَاَيْتُ رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ رَاَيْتُنِي فِي رَوْضَةٍ ذَكَرَ سَعَتَهَا وَ عُشْبَهَا وَ خُضْرَتَهَا وَ وَسْطَ الرَّوْضَةِ عَمُوْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ اَسْفَلُهُ فِي الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيَ ارْقَهْ فَقُلْتُ لَهُ لَا اَسْتَطِيْعُ فَجَاءَنِيْ مِنْصَفٌ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَالْمِنْصَفُ الْخَادِمُ فَقَالَ بِثِيَابِي مِنْ خَلْفِي وَوَصَفَ اَنَّهُ رَفَعَهُ مِنْ خَلْفِهِ بِيَدِهِ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِي اَعْلَى الْعَمُوْدِ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ لِيَ اسْتَمْسِكْ فَلَقَدِ اسْتَيْقَظْتُ وَاِنَّهَا لَفِي يَدِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَ تِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَاَنْتَ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ قَالَ وَالرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

(٦٤٧٦) حضرت قیس بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں میں کچھ لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا جن میں سے بعض رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ پس ایک آدمی جس کے چہرے پر اللہ کے خوف کے آثار نمایاں تھے تو بعض لوگوں نے کہا: یہ آدمی اہل جنت سے ہے۔ اس نے دو رکعتیں ادا کیں لیکن ان میں اختصار کیا۔ پھر چل دیا میں اس کے پیچھے پیچھے چلا، وہ اپنے گھر میں داخل ہوا اور میں بھی داخل ہو گیا۔ پھر اس نے ہم سے گفتگو کی۔ جب اس سے مانوسیت ہو گئی تو میں نے اس سے کہا: جب آپ اس پہلے مسجد میں داخل ہوئے تو ایک آدمی نے اس اس طرح کہا: انہوں نے کہا: سبحان اللہ! کسی کیلئے بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کرے جس کے بارے میں علم نہیں رکھتا اور میں ابھی بتاتا ہوں کہ یہ کیوں ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ میں نے اپنے آپ کو ایک خواب میں دیکھا اور پھر اس سے اس کی وسعت پیداوار اور سرسبزی کو بیان کیا اور باغ کے درمیان میں لوہے کا ایک ستون تھا۔ اس کا نچلا حصہ زمین اور اوپر کا حصہ آسمانوں میں اور اس کی بلندی میں ایک حلقہ تھا۔ پس مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھو۔ میں نے اس سے کہا کہ میں تو چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس میرے پاس ایک منصف آیا۔ ابن عون نے کہا: منصف خادم کو کہتے ہیں۔ اس نے میرے پیچھے سے میرے کپڑے اُٹھائے اور بیان کیا کہ اس نے اس کے پیچھے سے اپنے ہاتھ سے اسے اُٹھایا۔ پس میں چڑھ گیا یہاں تک کہ اس ستون کی بلندی تک پہنچ گیا۔ پس میں نے اس حلقہ کو پکڑ لیا پھر مجھے کہا گیا: اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور وہ حلقہ میرے ہاتھ میں ہی تھا۔ میں نے یہ خواب نبی کریم ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: وہ باغ اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ

حلقہ ''عروۃ الوثقی''یعنی مضبوط حلقہ ہے اور تیری موت اسلام پر ہی آئے گی۔ کہا کہ وہ آدمی حضرت عبداللہ بن سلامؓ تھے۔

(۴۴۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ اَبِیْ رَوَّادٍ حَدَّثَنَا حَرَمِیُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ قَالَ قَیْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِیْ حَلْقَةٍ فِیْهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا فَمَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوا هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُمْتُ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّهُمْ قَالُوْا كَذَا وَ كَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا كَانَ یَنْبَغِیْ لَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا مَا لَیْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّمَا رَاَیْتُ كَاَنَّ عَمُوْدًا وُضِعَ فِیْ وَسَطِ رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَنُصِبَ فِیْهَا وَفِیْ رَاْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِیْ اَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَالْمِنْصَفُ الْوَصِیْفُ فَقِیْلَ لِیَ ارْقَهْ فَرَقِیْتُهٗ حَتّٰی اَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمُوْتُ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ هُوَ اٰخِذٌ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی.

(۶۴۷۷) حضرت قیس بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا جس میں حضرت سعد بن مالک اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے تو لوگوں نے کہا: یہ آدمی اہل جنت سے ہے۔ پس میں کھڑا ہوا اور اس سے کہا: انہوں نے اس اس طرح کہا ہے۔ اُس نے کہا: سبحان اللہ! ان کیلئے مناسب نہ تھا کہ وہ ایسی بات کرتے جس کے بارے میں انہیں علم نہ تھا۔ میں نے (خواب) دیکھا گویا کہ ایک ستون ہے جسے سرسبز باغ میں بنایا گیا ہے اور اس کے درمیان میں گاڑ دیا گیا ہے اور سرے پر ایک حلقہ ہے اور اس کے نیچے ایک منصف یعنی خدمت گزار کھڑا ہے۔ پس مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھو۔ پس میں چڑھا یہاں تک کہ اس حلقہ کو پکڑ لیا۔ میں نے یہ سارا قصہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں فوت ہوگا کہ وہ عروۃ الوثقی اسلام کی مضبوط رسی کو پکڑنے والا ہوگا۔

(۴۴۱) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَاللَّفْظُ لِقُتَیْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سُلَیْمٰنَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِیْ حَلْقَةٍ فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَةِ قَالَ وَ فِیْهَا شَیْخٌ حَسَنُ الْهَیْئَةِ وَ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ فَجَعَلَ یُحَدِّثُهُمْ حَدِیْثًا حَسَنًا قَالَ فَلَمَّا قَامَ قَالَ الْقَوْمُ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاَتْبَعَنَّهٗ فَلَاَعْلَمَنَّ مَكَانَ بَیْتِهٖ قَالَ فَتَبِعْتُهٗ فَانْطَلَقَ حَتّٰی كَادَ اَنْ یَّخْرُجَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهٗ قَالَ فَاسْتَاْذَنْتُ عَلَیْهِ فَاَذِنَ لِیْ فَقَالَ مَا حَاجَتُكَ یَا ابْنَ اَخِیْ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ سَمِعْتُ الْقَوْمَ یَقُوْلُوْنَ لَكَ لَمَّا قُمْتَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا فَاَعْجَبَنِیْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَكَ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ وَ سَاُحَدِّثُكَ مِمَّ قَالُوْا ذَاكَ اِنِّیْ بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ اَتَانِیْ رَجُلٌ فَقَالَ لِیْ قُمْ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِجَوَادَّ عَنْ شِمَالِیْ قَالَ فَاَخَذْتُ لِاٰخُذَ فِیْهَا فَقَالَ لِیْ لَا تَاْخُذْ فِیْهَا فَاِنَّهَا طُرُقُ اَصْحَابِ الشِّمَالِ قَالَ وَاِذَا جَوَادُّ مَنْهَجٌ عَلٰی یَمِیْنِیْ فَقَالَ لِیْ خُذْ هٰهُنَا قَالَ فَاَتٰی بِیْ جَبَلًا فَقَالَ لِیَ اصْعَدْ قَالَ فَجَعَلْتُ اِذَا اَرَدْتُ اَنْ اَصْعَدَ خَرَرْتُ عَلٰی اِسْتِیْ قَالَ حَتّٰی فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِیْ حَتّٰی اَتٰی بِیْ عَمُوْدًا رَاْسُهٗ فِیْ

السَّمَاءِ وَاَسْفَلُهٗ فِی الْاَرْضِ فِیْ اَعْلَاهُ حَلْقَةٌ فَقَالَ لِیِ اصْعَدْ فَوْقَ هٰذَا قَالَ قُلْتُ كَيْفَ اَصْعَدُ هٰذَا وَ رَاْسُهٗ فِی السَّمَاءِ قَالَ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَزَجَلَ بِیْ فَقَالَ فَاِذَا اَنَا مُتَعَلِّقٌ بِالْحَلْقَةِ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ الْعَمُوْدَ فَخَرَّ قَالَ وَ بَقِيْتُ مُتَعَلِّقًا بِالْحَلْقَةِ حَتّٰى اَصْبَحْتُ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ فَقَالَ اَمَّا الطُّرُقُ الَّتِیْ رَاَيْتَ عَنْ يَسَارِكَ فَهِیَ طُرُقُ اَصْحَابِ الشِّمَالِ قَالَ وَاَمَّا الطُّرُقُ الَّتِیْ رَاَيْتَ عَنْ يَمِيْنِكَ فَهِیَ طُرُقُ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ وَاَمَّا الْجَبَلُ فَهُوَ مَنْزِلُ الشُّهَدَاءِ وَلَنْ تَنَالَهٗ وَاَمَّا الْعَمُوْدُ فَهُوَ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا الْعُرْوَةُ فَهِیَ عُرْوَةُ الْاِسْلَامِ وَلَنْ تَزَالَ مُتَمَسِّكًا بِهٖ حَتّٰى تَمُوْتَ.

(۶۴۷۸) حضرت خرشہ بن حر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ کی مسجد میں ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اس مجلس میں ایک بزرگ خوبصورت شکل وصورت والے بھی تھے جو عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور انہوں نے لوگوں سے عمدہ عمدہ باتیں کرنا شروع کر دیں۔ جب وہ اُٹھ گئے تو لوگوں نے کہا: جس آدمی کو یہ بات پسند ہو کہ وہ جنتی آدمی کو دیکھے اُسے چاہیے کہ وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس کے پیچھے پیچھے جاؤں گا تا کہ اس کے گھر کا پتہ کرسکوں۔ پس میں ان کے پیچھے چلا۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ مدینہ سے نکلنے کے قریب ہوئے، پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ میں نے ان کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت دے دی۔ پھر فرمایا: اے بھتیجے! تجھے کیا کام ہے؟ میں نے کہا: میں نے لوگوں سے آپ کے بارے میں کہتے ہوئے سنا کہ جب آپ کھڑے ہوئے کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ جنتی آدمی کو دیکھے تو اُسے چاہیے انہیں دیکھ لے۔ تو مجھے پسند آیا کہ میں آپ کے ساتھ ہی رہوں۔ انہوں نے کہا: اہل جنت کے بارے میں تو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں اور میں تمہیں بیان کرتا ہوں جس وجہ سے انہوں نے یہ کہا ہے۔ اس دوران کہ میں سویا ہوا تھا، میرے پاس ایک آدمی آیا۔ اُس نے مجھے کہا: کھڑا ہو جا، میرا ہاتھ پکڑا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ مجھے راستہ میں اپنی بائیں طرف کچھ راہیں ملی جن میں میں نے جانا چاہا تو اُس نے مجھے کہا: ان میں مت جاؤ کیونکہ یہ بائیں طرف (جہنم والوں) کے راستے ہیں۔ پھر دائیں طرف ایک راستہ نظر آیا تو اُس نے مجھ سے کہا: اس میں چلے جاؤ۔ پھر وہ ایک پہاڑ پر لے چلا۔ پھر مجھے کہا: اس پر چڑھ جاؤ۔ پس میں نے چڑھنا شروع کیا لیکن جب میں چڑھنے کا ارادہ کرتا تو سرین کے بل گر پڑتا۔ یہاں تک کہ مجھے ایک ستون کے پاس لایا جس کا (اوپر والا) سر آسمان میں اور نچلا حصہ زمین میں تھا اور اس کی بلندی میں ایک حلقہ تھا۔ تو اس نے مجھے کہا: اس کے اوپر چڑھو۔ میں نے کہا: میں اس پر کیسے چڑھوں حالانکہ اس کا سرا تو آسمان میں ہے۔ پس اُس نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اوپر چڑھا دیا۔ میں نے دیکھا کہ میں حلقہ کو پکڑے ہوئے کھڑا ہوں۔ پھر اُس نے اس ستون پر ایک ضرب ماری جس سے وہ گر گیا لیکن میں حلقہ کے ساتھ ہی لٹکتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے صبح کی تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ سارا قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا: وہ راستے جو تو نے اپنی طرف دیکھے وہ تو بائیں طرف (جہنم) والوں کے راستے تھے اور وہ راستے جو تو نے اپنی دائیں طرف دیکھے وہ دائیں طرف (جنت) والوں کے راستے تھے اور وہ پہاڑ شہداء کا مقام ہے جسے تم حاصل نہ کرسکو گے اور ستون اسلام کا ستون ہے اور حلقہ یہ اسلام کا حلقہ ہے اور تو مرتے دم تک اسلام کے حلقہ کو پکڑے رکھے گا (اس وجہ سے یہ لوگ مجھے جنتی کہتے ہیں)۔

احادیث کی تشریح :اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ان میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔
نام ونسب: نام عبداللہ بن سلام بن حارث اسرائیلی ثم انصاری یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔کنیت: ابو یوسف۔لقب: حبر۔
وفات: ۴۳ھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مدینہ میں وفات پائی۔زمانہ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا حضور نے اسلام قبول کرنے کے بعد عبداللہ رکھا۔آپ ﷺ کی آمد پر اسلام قبول کیا اور اس پر زندگی بسر کی۔رضی اللہ عنہ

حدیث اول: سمعت ابی . میں نے سنا اپنے باپ سے یعنی عامر بن سعد ابن ابی وقاص نے سعدؓ سے سنا۔ لحیّ یمشی فی الجنة الا لعبد الله ابن السلام .

سوال! اس حدیث میں ہے کہ عبداللہ ابن سلام کے سوا کسی کیلئے جنت کی بشارت وخوشخبری نہیں دی حالانکہ دوسری احادیث سے ان کے سوا عشرہ مبشرہ ام سلیم، حضرت بلالؓ وغیرہ کے بارے میں بشارتیں موجود ومذکور ہیں یہ حصر کیسے۔

جواب! (۱) نوویؒ نے جواب دیا ہے کہ سعدؓ کا یہ کہنا اپنے سماع وعلم کے اعتبار سے تھا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے عبداللہ بن سلام کے علاوہ کسی کیلئے جنت کی بشارت نہیں سنی تو یہ حصر سماع وعلم کے اعتبار سے ہے وجود وحقیقت کے اعتبار سے نہیں۔جواب! (۲) حافظ صاحب نے یہ جواب دیا ہے کہ سعدؓ کا یہ قول دیگر مبشرہ بالجنۃ افراد کی وفات کے بعد کا ہے جو بالکل برمحل اور درست ہے اس کا قرینہ لفظ لحیّ ہے اس وقت جو زندہ ہیں ان میں سے کسی ایک زندہ کیلئے بھی آپ ﷺ نے نہیں فرمایا۔آنحضرت ﷺ نے دیگر جن کیلئے فرمایا تھا وہ دنیا سے رحلت کر چکے۔

حدیث ثانی: ما ینبغی لا حد ان یقول ما لا یعلم . عبداللہ بن سلام کا رجل من اہل الجنۃ کہنے سے روکنا کس وجہ سے تھا؟ (۱) انہوں نے اپنے بارے میں مذکورہ بشارت نہ سنی تھی۔(۲) عجز وانکساری کی وجہ سے روکا تا کہ عجب کو جگہ نہ ملے اور شہرت سے بچے رہیں (۳) انہوں نے یہ سمجھا کہ صرف اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں حسنِ ظن کی وجہ سے کیونکہ قائل نے کسی دلیل صریح اور حدیث کا حوالہ نہ دیا تھا اس لئے منع فرمایا کہ بھائی بلا ذکر دلیل اور حوالہ نہ کہو۔ تفصیل قصہ ترجمہ سے واضح ہے۔

حدیث ثالث: عبداللہ ابن سلامؓ کے بارے میں یہ دو راوی قیس بن عباد (پہلے) اور خرشہ (دوسرے) نقل کر رہے ہیں۔جو دو الگ قصے اور عبداللہ بن سلام کیلئے بشارت کے مشہور ہونے پر دال ہیں۔

حدیث رابع: فاذا انا بجوّاد. جواد یہ جادۃ کی جمع ہے بمعنی کشادہ راستہ (مین روڈ مرکزی راستہ) کہا جاتا ہے جادہ اسلام اور جادہ حق پر چلو۔ وانّھا لفی یدی .(۱) اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ حقیقۃ عروہ، مضبوط کڑی صبح ان کے ہاتھ میں ہو اور یہ کوئی قدرت باری تعالیٰ سے بعید ومشکل نہیں۔(۲) یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسکا اثر (گرفت) بوقت بیداری ہو کہ ہاتھ مقبوضہ ہوں۔
جَوَاد مَنْهَج نہج سیدھی راہ، روشن راستہ۔[1]

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۱۷) باب فَضَائِلِ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۱۰۸) باب: سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۴۴۲) حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَرَّ بِحَسَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ يُنْشِدُ الشِّعْرَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أُنْشِدُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَجِبْ عَنِّي اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ.

(۶۴۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں شعر کہہ رہے تھے۔ پس (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُن کی طرف غصہ سے دیکھا تو انہوں نے کہا اور میں اس وقت بھی شعر کہتا تھا جبکہ آپ سے بہتر اس میں موجود ہوتے تھے۔ پھر انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر کہتا ہوں، کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری طرف سے جواب دو۔ اے اللہ! اسکی روح القدس کے ذریعہ نصرت و مدد فرما یا (ابو ہریرہؓ) نے کہا۔ اے تو جانتا ہے، جی ہاں! (میں نے سنا ہے)۔

(۴۴۳) حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَسَّانَ قَالَ فِي حَلْقَةٍ فِيهِمْ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

(۶۴۸۰) حضرت ابن میسب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا: اے ابو ہریرہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ باقی حدیث اسی طرح ذکر کی۔

(۴۴۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

(۶۴۸۱) حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گواہ بناتے ہوئے سنا، انہوں نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، تو نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے حسان! رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دے۔ اے اللہ! اس کی روح القدس کے ذریعہ نصرت فرما۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں۔

(۴۴۵) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اهْجُهُمْ اَوْ هَاجِهِمْ وَ جِبْرَئِيْلُ مَعَكَ.

(۶۴۸۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفرماتے ہوئے سنا۔ان (کافروں) کی ہجو (مذمت) کرواور جبرئیل علیہ السلام بھی تیرے ساتھ ہیں۔

(۴۴۶) وَ حَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ.

(۶۴۸۳) ان اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۴۴۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَبَبْتُهُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِيْ دَعْهُ فَاِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۶۴۸۴) حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق باتیں کی تھیں۔تہمت والے قصہ میں (غیر شعوری طور پر) میں نے انہیں برا بھلا کہا تو سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: اے میرے بھانجے! انہیں چھوڑ دو کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی (کافروں سے) مدافعت کرتے تھے۔

(۴۴۸) حَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۴۸۵) اس اسناد سے بھی یہ (مذکورہ) حدیث مبارکہ مروی ہے۔

(۴۴۹) حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَ عِنْدَهَا حَسَّانُ ابْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّبُ بِاَبْيَاتٍ لَهُ فَقَالَ:

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ[1] وَ تُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَاْذَنِيْنَ لَهُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ: ﴿وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ [النور:١١] فَقَالَتْ فَاَيُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى فَقَالَتْ اِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ اَوْ يُهَاجِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

(۶۴۸۶) حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے پاس حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعر کہہ رہے تھے۔اپنے غزل آمیز شعرانہیں سنا رہے تھے، تو کہا: سیدہ عائشہ! پاک دامن اور سنجیدہ ہیں ان پر کسی شک کی بنا پر تہمت نہیں لگائی جاسکتی اور وہ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ ناواقف عورتوں کے گوشت (غیبت) سے بھوکی ہوتی ہے۔تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُن سے کہا لیکن تم تو ایسے نہیں ہو۔مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، میں نے ان سے کہا: آپ انہیں اپنے پاس آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: والذی تولی اور جس نے ان میں سے (بہتان) میں بڑا حصہ لیا اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔تو انہوں نے کہا: اس سے بڑا عذاب

---

[1] رَزَانٌ سنجیدہ، باوقار، باعصمت، خاموش طبیعت، برباد۔ مشتق من الرزانة باب كرم. (منجد، قاموس وحید، مصباح)

کیا ہوگا کہ وہ نابینا ہو گئے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ (کفار کی طرف سے) مدافعت کرتے تھے یا ان کی ہجو کرتے تھے۔

(۴۵۰) حَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ قَالَتْ كَانَ يَذُبُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ حَصَانٌ رَزَانٌ.

(۶۴۸۷) اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے، اس میں یہ ہے کہ سیدہ عائشہؓ نے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دیتے تھے اور اس میں مذکورہ شعر نہیں۔

(۴۵۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ حَسَّانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْذَنْ لِیْ فِیْ اَبِیْ سُفْيَانَ قَالَ كَيْفَ بِقَرَابَتِیْ مِنْهُ قَالَ وَالَّذِیْ اَكْرَمَكَ لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْخَمِيْرِ فَقَالَ حَسَّانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ:

وَاِنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ بَنُوْ بِنْتِ مَخْزُوْمٍ وَ وَالِدُكَ الْعَبْدُ قَصِيْدَتُهُ هٰذِهٖ.

(۶۴۸۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ابوسفیان (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) کے بارے میں کچھ کہنے کی اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا: اس کے ساتھ میری قرابت کا لحاظ کیسے کرو گے؟ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو معزز و مکرم بنایا، میں آپ کو ان سے ایسے نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال کو نکال لیا جاتا ہے۔ حسانؓ نے کہا۔ اور بے شک خاندان بنو ہاشم میں سے بنت مخزوم کی اولاد ہی عظمت و بزرگی والی ہے، ابوسفیان! تیرا والد تو غلام تھا جیسے بیان کیا گیا۔

(۴۵۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَبَا سُفْيَانَ وَ قَالَ بَدَلَ الْخَمِيْرِ الْعَجِيْنِ.

(۶۴۸۹) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی۔ اس سند میں ابوسفیان کا نام ذکر نہیں کیا اور خمیر کی جگہ عجین کہا ہے، (معنی ایک ہی ہے)

(۴۵۳) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ حَدَّثَنِیْ خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اهْجُوْا قُرَيْشًا فَاِنَّهُ اَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ فَاَرْسَلَ اِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ اهْجُهُمْ فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يُرْضِ فَاَرْسَلَ اِلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ حَسَّانُ قَدْ آنَ لَكُمْ اَنْ تُرْسِلُوْا اِلٰى هٰذَا الْاَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهٖ ثُمَّ اَدْلَعَ لِسَانَهٗ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهٗ فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِیْ فَرْیَ الْاَدِيْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْجَلْ فَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ اَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِاَنْسَابِهَا وَاِنَّ لِیْ فِيْهِمْ نَسَبًا حَتّٰى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِیْ فَاَتَاهُ حَسَّانُ رَضِيَ اللّٰهُ

تعالٰی عنہ ثم رجع فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد لخص لی نسبک والذی بعثک بالحق لأسلنک منہم کما تسل الشعرۃ من العجین قالت عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لحسان ان روح القدس لا یزال یؤیدک ما نافحت عن اللہ و رسولہ (صلی اللہ علیہ وسلم) و قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہجاہم حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ فشفی واشتفی قال حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ:

(۶۴۹۰) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش کی ہجو کرو کیونکہ یہ انہیں تیروں کی بوچھاڑ سے بھی سخت محسوس ہوتی ہے۔ آپ نے ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا تو فرمایا: ان کی ہجو کرو، انہوں نے ہجو بیان کی لیکن آپ خوش نہ ہوئے پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ پھر حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوایا۔ جب حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو عرض کیا: اب وہ وقت آ گیا ہے کہ اس دم ہلاتے ہوئے شیر کو تم میری طرف چھوڑ دو پھر اپنی زبان کو نکالا اور اسے حرکت دینا شروع کر دیا اور عرض کیا: اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں انہیں اپنی زبان سے چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا، جس طرح چمڑے کو چیر دیا جاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جلدی مت کرو۔ بے شک ابوبکرؓ قریش کے نسب کو خوب جانتے ہیں اور میرا نسب بھی ان میں شامل ہے۔ (تم ان کے پاس جاؤ) تاکہ وہ تمہیں میرا نسب قریش کے نسب سے بالکل واضح کر دیں۔ پس حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور پھر واپس گئے تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تحقیق انہوں نے مجھے آپ کا نسب واضح کر دیا ہے۔ اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے۔ میں آپ کو ان سے ایسے نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ سیدہ عائشہؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت حسانؓ کو فرماتے ہوئے سنا، جب تک اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مدافعت کرتا رہے گا روح القدس برابر تیری نصرت و مدد کرتا رہے گا اور کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کی ہجو بیان کر کے مسلمانوں کو شفاء یعنی خوشی دی اور کفار کو بیمار کر دیا ہے حسانؓ نے کہا۔

(۱) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ
تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی ہے اُنکی طرف سے میں جواب دیتا ہوں اور اس میں اللہ ہی کے پاس جزاء اور بدلہ ہوگا

(۲) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا
رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ
تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی جو نیک اور تقویٰ اختیار کرنے والے اللہ کے رسول ہیں۔ وعدہ وفا کرنا انکی صفت ہے

(۳) فَإِنَّ أَبِيْ وَوَالِدَتِيْ وَعِرْضِيْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ
بے شک! میرے باپ اور میری ماں اور میری عزت محمد ﷺ کو تم سے بچانے کے لیے صدقہ اور قربان ہیں

(۴) ثَكِلْتُ بُنَيَّتِيْ إِنْ لَمْ تَرَوْهَا
تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَاءِ
میں اپنے آپ پر آہ وزاری کروں (مرجاؤں) اگر تم گھوڑوں کو کداء کے دونوں طرف غبار اُڑاتے نہ دیکھو

(۵) يُبَارِيْنَ الْاَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ	وہ گھوڑے جو اپنی طاقت سے اُوپر چڑھتے ہوئے باگوں پر زور کریں
عَلٰى اَكْتَافِهَا الْاَسَلُ الظِّمَاءُ	ان کے کندھوں پر پیاسے نیزے ہیں
(۶) تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ	ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ	اور ان کے نتھنوں کو عورتیں اپنے دوپٹوں سے صاف کریں گی
(۷) فَاِنْ اَعْرَضْتُمُوْا عَنَّا اعْتَمَرْنَا	پس اگر تم ہم سے روگردانی واعراض کرو تو ہم عمرہ کریں گے
وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ	اور فتح ہوکر رہے گی اور پردہ اُٹھ جائے گا
(۸) وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ يَوْمٍ	ورنہ صبر کرو اس دن کی مار کے لیے جس دن
يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَشَاءُ	اللہ جسے چاہے گا عزت عطا کرے گا
(۹) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا	اور اللہ نے فرمایا ہے تحقیق میں نے اپنا بندہ بھیجا ہے
يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خَفَاءُ	جو حق بات کہتا ہے جس میں کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے
(۱۰) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا	اور اللہ نے کہا ہے کہ میں نے ایک لشکر تیار کردیا ہے
هُمُ الْاَنْصَارُ - عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ	اور وہ انصار ہیں کہ انکا مقصد صرف دشمن سے مقابلہ ہے
(۱۱) يُلَاقِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ	وہ (لشکر) ہر دن کسی نہ کسی تیاری میں ہے
سِبَابٌ اَوْقِتَالٌ اَوْ هِجَاءُ	کبھی گالیاں یالڑائی یا ہجو ہے
(۱۲) فَمَنْ يَهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ	پس تم میں سے جو بھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرے
وَيَمْدَحُهٗ وَ يَنْصُرُهٗ سَوَاءُ	یا آپ کی تعریف کرے اور آپ کی مدد کرے سب برابر ہے
(۱۳) وَجِبْرِيْلٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا	ہم میں اللہ کا پیغام لانے والے روح القدس
وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَاءُ	جبرئیل موجود ہیں جن کا ہمسر اور مقابل کوئی نہیں

احادیث کی تشریح: اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں۔ان میں شاعر رسول حسان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: حسان۔کنیت: ابوالولید۔لقب شاعر الرسول۔والد کا نام ثابت والدہ فریعہ بنت خالد۔ابوالولید شاعر رسول حسان بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار بن ثعلبۃ بن عمرو بن خزرج۔

قبول اسلام: ادھیڑ عمر میں اسلام لائے جب نبی ﷺ اور صحابہ کرامؓ ہجرت کر کے آئے تو ان کی عمر ساٹھ برس تھی۔فطرتی طور پر رقیق القلب اور ضعیف الطبع تھے کسی غزوہ میں شامل نہیں ہوئے۔

وفات: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بعمر ۱۲۰ سال وفات پائی ان کی اہلیہ کا نام سیرین تھا جو ماریہ قبطیہ ؓ کی بہن تھیں۔

☆ایک ہی خاندان کے مسلسل طویل عمر پانے والے چار شخص۔حضرت حسانؓ نے ایک سو بیس سال عمر پائی اسی طرح انکے والد ثابت، دادا منذر، پردادا حرام نے ایک سو بیس سال عمر پائی جو عرب کی کسی ایک خاندان کی ایک پشت میں نہیں پائی جاتی۔ان کی

آدھی عمر جاہلیت میں آدھی اسلام میں گذری۔

حدیث اول: وھوینشد الشعر فی المسجد فلحظ الیہ . گویا مسجد میں شعر پڑھنے کو ناپسند فرمایا۔لیکن حسانؓ نے جواب دیا کہ یہ انشاد شعراور اہل اسلام کا دفاع نئی بات نہیں خیر البریہ ﷺ کی موجودگی میں پڑھتا اور سنتا تھا۔حضرت عمرؓ مسجد میں شعرو شاعری کو نامناسب اور وقار وتعظیم مسجد کے خلاف سمجھتے تھے اس لئے ایک کشادہ جگہ بنوائی اور فرمایا جس کو شعر پڑھنے ہوں تو مسجد سے باہر وہاں چلا جائے۔

مسئلہ کیا مسجد میں شعر گوئی جائز ہے؟

جواب! وہ شعر جو کذب، فحش اور بے جا مبالغہ آمیزی سے بھرے ہوئے ہوں مسجدوں میں جائز نہیں اور جن میں صحیح مضمون مسلمانوں کے دفاع، حمد باری تعالیٰ نعت رسول مقبول ﷺ ہو اور راگ اور صوت ولہجہ گانوں کا سا نہ ہو تو درست ہے۔مسجد کے آداب وحقوق کا خیال اور اس کا اہتمام ہو۔بعض لوگ جہادی نظموں سے پیچ پیچ ہوتے ہیں اور انہیں مروڑ چڑھتے ہیں۔لیکن انہیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ مسلمانوں کے دفاع اور کفار کی تردید پر مبنی اشعار آپ ﷺ کے سامنے مسجد نبوی میں پڑھے جاتے تھے۔

خود اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی تعریف کی ہے۔☆فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ (آل عمران ۱۹۵) ان کے رب نے ان کی بات کو قبول کرلیا کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے مرد ہو یا عورت کے عمل کو ضائع نہ کرونگا تمہارے بعض بعض میں سے ہیں سو جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے راستے میں ایذاء دیئے گئے اور قتال کیا اور قتل ہوئے البتہ میں ان کے گناہوں کو مٹادونگا اور ان کو ایسے باغات میں داخل کرونگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اللہ کی طرف سے بدلہ ہے اور اللہ کے پاس عمدہ بدلہ ہے ☆وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (انفال ۷۴) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور نصرت کی یہی پکے مؤمن ہیں ان کیلئے بخشش کے مژدے اور عزت والا رزق ہے۔☆سلم علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار (رعد ۲۴) تم پر سلامتی ہو بسبب اس کے جو تم نے صبر کیا سو کتنا ہی اچھا انجام ہے۔

حدیث سادس: ممّن کثّر علی عائشہ . ای اکثر فی الطعن علیھا فی قصۃ الافک. قصہ افک عائشہ میں غیر معمولی حد تک حسان بھی شامل تھے۔تو آپ پھر اپنے پاس آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔حضرت عائشہؓ نے جواب میں فرمایا: ینافح ای یدافع یہ حضور ﷺ اور مسلمانوں کا دفاع کرتے تھے۔اس لئے اجازت دیتی ہوں باقی اپنی سزا بھگت بھی چکا ہے۔

حدیث ثامن: شعرا یشبّب بابیات لہ . تشبیب کا لغوی معنیٰ عورت کے شباب ومحاسن کو ذکر کرنا اور غزل پیش کرنا۔لیکن اس کے استعمال میں وسعت ہے کہ مطلقاً شعر گوئی کیلئے بھی آتا ہے اس لئے یہاں عائشہؓ کی مدح مقصود ہوگی

حصان رزا ن ماتزنّ بریبۃ و تصبح غرثی من لحوم الغوافل.

وہ پاکیزہ باوقار ان پر کسی عیب کی تہمت نہیں وہ غافلات کے گوشت سے بھوکی اٹھتی ہیں۔

حصان پاکدامن رزان سنجیدہ اوقار۔ا تُزَنّ الزنّ سے مشتق ہے بمعنی پھینکنا تہمت لگانا الریبة برائی غرثی خالی پیٹ ہونا۔غرثی ترکیب میں تصبح کی ھی ضمیر سے حال ہے لحوم الغوافل بے خبروں کا گوشت سے مراد ہے کہ کسی کی غیبت نہیں کرتیں۔قرآن کریم میں غیبت کو لحم اخیه فرمایا گیا ہے۔مکمل ابیات یہ ہیں۔

(۱) حصان رزان ما تزنّ بر يبة — باعصمت و باوقار ان پر کسی عیب کی تہمت نہیں
و تصبح غرثى من لحوم الغوافل — وہ غافلات کے گوشت (غیبت) سے بھوکی اٹھتی ہیں
(۲) عقيلة حيّ من لؤى غالب — قبیلہ لوی اور غالب کی پردہ نشیں اورزیرک ہیں
كرام المساعى مجدهم غير زائل — ان کی مساعی جمیلہ اور بزرگی دائمی ہیں
(۳) مهذّبة قد طيّب الله خيمها — شائستہ ہیں اللہ نے انکے اصل (نسب) کو پاک کیا
وَطَهَّرَهَا من كل سوء و باطل — اور انہیں ہر قسم کی الائش اور برائی سے بچالیا
(۴) فان كنتُ قد قلتُ الذى زعموا لَكِ — اگر میں نے وہ کہا جو انہوں نے غلط گمان کیا
فلا رفعت سوطى الىّ اناملُ — تو میرے پورے چابک نہ اٹھا سکیں
(۵) وكيف وُدّى ما حييت و نصرتى — یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ میری زندگانی کی الفت و نصرت
لآل رسول الله زيّن المحافل — آل رسول کیلئے وقف ہے جنہوں نے بزم کو رونق بخشی
(۶) له رُتَبٌ عالٍ على الناس كلِّهم — ان کے رتبے ساری انسانیت پر بلند ہیں
تقاصر عنه سَوْرَةُ المتطاول — شرافت کے بلند نشانات والے ان سے ہیچ ہیں
(۷) لكنّه قول امرء بى ماحل — لیکن میرے بارے میں کسی کا یہ کہنا زیبا نہیں
فان الذى قد قيل ليس بلائط — سو جو کچھ کہا گیا وہ ہر گز لائق نہیں
(۸) حليلة خير الخلق دينا و منصبا — سرور کونین کی رفیقہ حیات (و صدیقہ کائنات) ہے
نبى الهدى والمكرمات الفواضل — جو ہادی السبیل اور محبوب کل نبی ہیں
(۹) رأيتكِ وليغفر لكِ اللهُ حرّة — اللہ تیرے رتبے بلند کرے میں آپ کو آزاد ہی جانتا ہوں
من المحصنات غير ذات الغوائل — پاکدامنوں میں سے ہیں مکار نہیں

والذى تولّى كبره. اسکا مطلب یہ نہیں کہ حسان واقعہ افک میں سرغنہ تھے بلکہ سرغنہ تو ابن سلول رأس المنافقین تھا ہاں یہ بھی کچھ نہ کچھ شامل تھے جس سے توبہ کرلی۔اس آیت کا مقصد قصہ کی طرف اشارہ کرنا ہے نہ کہ حسانؓ کو سرغنہ ثابت کرنا۔ فاىّ عذاب اشدّ من العمىٰ . سیدعائشہؓ کا ظن تھا کہ نابینا پن ان کی سزا ہے۔ والحقيقه يعلمه الله .

حدیث عاشر:انّ سنام المجد من آل هاشم. بنو مخزوم ووالد ك العبد. اس شعر میں ابوسفیان (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوا تھا) کے نسب کی ہجو بیان کی اور انتہائی دقیق انداز سے آنحضرت ﷺ کے نسب کو نکال لیا۔ بنت مخزوم سے مراد فاطمہ بنت

عمرو ابن عائذ بن عمران بن مخزوم ہیں جو عبداللہ، زبیر اور ابو طالب کی والدہ تھیں۔ اس میں نبی ﷺ کے عالی نسب ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ نبی ﷺ تو قابل تعریف ہوئے۔ وو الدك العبد .تم غلام کی اولاد ہو! اس میں ابو سفیان کی دادی سمیہ بنت موھب کی طرف اشارہ ہے۔ ان کی دادی سمیہ کا باپ موھب بنو عبد مناف کا غلام تھا۔ وو الدك اى الموهب. پورا قصیدہ دیوان حسان ص ۱۵۹ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

حدیث ثانی عشر: اشعار کا ترجمہ متن کے ساتھ ملاحظہ ہو۔ ان اشعار میں آنحضرت ﷺ کا مرتبہ، اللہ کی مدد، فرشتوں کی نصرت اور کفار کی شکست کا ذکر ہے۔[1]

(۴۷) باب مِّنْ فَضَائِلِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ(الدَّوْسِی) رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۱۰۹) باب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۴۵۴) حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَمْرو بْنُ یُوْنُسَ الْیَمَامِیُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ كَثِیْرٍ (یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ) حَدَّثَنِیْ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا یَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَهُ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَتَاْبٰی عَلَیَّ فَدَعَوْتُهَا الْیَوْمَ فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْكَ مَا اَكْرَهُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ یَهْدِیَ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ اِلَی الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ سَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ قَالَ فَاغْتَسَلَتْ وَ لَبِسَتْ دِرْعَهَا وَ عَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُهٗ وَاَنَا اَبْكِیْ مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَ هَدٰی اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَ قَالَ خَیْرًا قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یُحَبِّبَنِیْ اَنَا وَاُمِّیْ اِلٰی عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ یُحَبِّبَهُمْ اِلَیْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَكَ هٰذَا یَعْنِیْ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَ اُمَّهٗ اِلٰی عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ حَبِّبْ اِلَیْهِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَمَا خُلِقَ مُؤْمِنٌ یَسْمَعُ بِیْ وَلَا یَرَانِیْ اِلَّا اَحَبَّنِیْ۔

(۶۳۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا اور وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے ایک دن انہیں دعوت دی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسے الفاظ مجھے سنائے جنہیں میں (سننا) گوارا نہ کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ میں رو رہا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

اپنی والدہ کو اسلام کی طرف دعوت دیتا تھا اور وہ انکار کرتی تھی میں نے آج انہیں دعوت دی تو اس نے ایسے الفاظ آپ کے بارے میں مجھے سنائے جنہیں (سننا) مجھے گوارا نہ تھا۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرمادے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرما۔ میں نبی کریم ﷺ کی دعا لے کر خوشی سے نکلا۔ جب میں آیا اور دروازہ پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بند کیا ہوا ہے۔ پس میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو کہا: اے ابو ہریرہ! اپنی جگہ پر ہی رُک جاؤ اور میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ پس اس نے غسل کیا اور اپنی قمیص پہنی اور اپنا دوپٹہ اوڑھتے ہوئے جلدی سے باہر آئیں اور دروازہ کھولا۔ پھر کہا: اے ابو ہریرہ! "اشهدان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله" میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں" میں رسول اللہ ﷺ کے طرف لوٹا اور میں خوشی سے رو رہا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! خوشخبری ہو، اللہ نے آپ کی دعا کو قبول فرمالیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرمادی۔ پس آپ نے اللہ عزوجل کی تعریف اور اس کی صفت بیان کی اور کچھ بھلائی کے جملے ارشاد فرمائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ میری اور میری والدہ کی محبت اپنے مؤمن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور ہمارے دلوں میں ان کی محبت پیدا فرمادے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اپنے بندے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کی والدہ کو اپنے مؤمن بندوں کے ہاں محبوب بنادے اور مؤمنین کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے اور کوئی مؤمن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے میرا ذکر سنا یا مجھے دیکھا ہو اور اس نے مجھ سے محبت نہ کی ہو۔

(۴۵۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ اِنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ الْمَوْعِدُ كُنْتُ رَجُلًا مِسْكِيْنًا اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ فَلَنْ يَنْسٰى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّيْ فَبَسَطْتُ ثَوْبِيْ حَتّٰى قَضٰى حَدِيْثَهُ ثُمَّ ضَمَمْتُهُ اِلَيَّ فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

(۶۴۹۲) حضرت اعرج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ تم خیال کرتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول اللہ ﷺ سے کثرت کے ساتھ احادیث روایت کرتا ہے اور اللہ ہی وعدہ کی جگہ ہے۔ میں غریب و مسکین آدمی تھا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اپنے پیٹ بھرے پر کیا کرتا تھا اور مہاجرین کو بازار کے معاملات میں مشغولیت رہتی تھی اور انصار اپنے اموال کی حفاظت میں مصروف رہتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے کپڑے کو پھیلائے گا وہ مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات کبھی بھی نہ بھلائیگا۔ پس میں نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی حدیث پوری کی۔ پھر میں نے اس کپڑے کو اپنے ساتھ چمٹالیا اور اس میں سے کوئی بھی حدیث نہ بھولا جو آپ سے سن چکا تھا۔

(۴۵۶) حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مَعْنٌ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ

اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ اَنَّ مَالِكًا انْتَهٰى حَدِيْثُهُ عِنْدَ انْقِضَاءِ قَوْلِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْ حَدِيْثِهِ الرِّوَايَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ اِلٰى آخِرِهٖ.

(۶۴۹۳) اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے البتہ یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے قول پر پوری ہو جاتی ہے اور اس میں نبی کریم ﷺ کا قول: اپنے کپڑے کو جو بھیلائے گا سے آخر حدیث تک مذکور نہیں ہے۔

(۴۵۷) وَ حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيْبِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ اَلَا يُعْجِبُكَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ جَاءَ فَجَلَسَ اِلٰى جَانِبِ حُجْرَتِيْ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِيْ ذٰلِكَ وَ كُنْتُ اُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ اَنْ اَقْضِيَ سُبْحَتِيْ وَلَوْ اَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَدْ اَكْثَرَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَ يَقُوْلُوْنَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ لَا يَتَحَدَّثُوْنَ مِثْلَ اَحَادِيْثِهٖ وَ سَاُخْبِرُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اِنَّ اِخْوَانِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ اَرَضِيْهِمْ وَاَمَّا اِخْوَانِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَ كُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَاَشْهَدُ اِذَا غَابُوْا وَاَحْفَظُ اِذَا نَسُوْا وَلَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا اَيُّكُمْ يَبْسُطُ ثَوْبَهُ فَيَاْخُذُ مِنْ حَدِيْثِيْ هٰذَا ثُمَّ يَجْمَعُهُ اِلٰى صَدْرِهٖ فَاِنَّهُ لَمْ يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ فَبَسَطْتُ بُرْدَةً عَلَيَّ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ حَدِيْثِهٖ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِيْ فَمَا نَسِيْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ شَيْئًا حَدَّثَنِيْ بِهٖ وَلَوْ لَا آيَتَانِ اَنْزَلَهُمَا اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ مَا حَدَّثْتُ شَيْئًا اَبَدًا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى﴾ [البقرة:۱۵۹، ۱۶۰] اِلٰى آخِرِ الْاٰيَتَيْنِ.

(۶۴۹۴) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ کیا تم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تعجب نہیں کرتے۔ وہ آئے اور میرے حجرہ کے ایک طرف بیٹھ کر مجھے رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیثیں سنانے لگے اور میں تسبیح کر رہی تھی اور میری تسبیح پوری ہونے سے پہلے ہی وہ اُٹھ کر چلے گئے اگر میں ان کو پالیتی تو تردید کرتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح مسلسل احادیث بیان نہ فرمایا کرتے تھے۔ ابن میسّب نے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: لوگ کہتے ہیں بے شک ابو ہریرہ کثرت کے ساتھ احادیث روایت کرتا ہے اور اللہ ہی وعدہ کی جگہ ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ مہاجرین و انصار کو کیا ہوا ہے کہ وہ اس کی احادیث جیسی احادیث روایت نہیں کرتے۔ میں ابھی تمہیں اس بارے میں خبر دوں گا میرے انصاری بھائیوں کو زمین (کھیتی باڑی) کی مصروفیت تھی اور میرے مہاجرین بھائی بازار اور تجارت میں مشغول تھے اور میں نے اپنے آپ کو پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لازم کر لیا تھا۔ جب وہ غائب ہوتے تو میں حاضر ہوتا تھا، جب وہ بھول جاتے میں یاد کرتا تھا اور ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو اپنے کپڑے کو پھیلائے گا وہ میری ان احادیث کو لے لے گا پھر انہیں اپنے سینہ میں جمع کر لے گا۔ پھر وہ آپ سے سنی ہوئی کوئی بات بھی کبھی نہ بھلائے گا۔ پس میں نے اپنی چادر کو بچھا دیا یہاں تک کہ آپ اپنی بات سے فارغ ہو گئے۔ پھر میں

نے اُسے سمیٹ کر اپنے سینہ سے چمٹا لیا اور اُس کے بعد آج تک میں کوئی بھی حدیث نہ بھولا جو آپ نے مجھ سے بیان کی اور اگر اللہ نے اپنی کتاب میں یہ دو آیات مبارکہ نہ نازل کی ہوتیں تو میں کبھی بھی کوئی حدیث روایت نہ کرتا۔ (ان الذین یکتمون) بے شک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں ہماری نشانیاں اور ہدایت کی باتیں جو ہم نے اُتاری ہیں۔ آخر تک۔

(۶۴۵۸) وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ.

(۶۴۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے کثرت کے ساتھ احادیث روایت کرتے ہیں، باقی حدیث گزر چکی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: ان کے نام کے بارے میں اہل سیرؒ کا اختلاف ہے حتیٰ کہ اٹھارہ تک اقوال ذکر کئے گئے ہیں ہم شارح صحیح مسلم علامہ قرطبیؒ کی رائے لکھتے ہیں جو یقیناً راجح ہے اور اسی کو شیخ الاسلام نے لیا ہے۔ ان کے دو نام تھے زمانہ جاہلیت میں (۱) شمس (۲) عبد عمرو۔ اور اسلام میں (۱) عبداللہ (۲) عبدالرحمٰن بن صخر والا خیر اشهر۔ کنیت ابو ہریرہ۔ یہ ایسی مشہور ہوئی گویا نام ہی یہی ہے کوئی دوسرا ان کا نام ہی نہ تھا۔

کنیت کی وجہ تسمیہ: ہریرۃ۔ ہرّۃ کی تصغیر ہے۔ ہرّۃ کا معنی بلی۔ ایک دن عبدالرحمٰن ابن صخر رضی اللہ عنہ نے چھوٹی سی بلی (بشو) اٹھائی ہوئی تھی آنحضرت ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: یا ابا ہریرۃ. اس دن سے یہ شفقت بھرا جملہ ان کی کنیت ہوئی یہ یمن کے باسی قبیلہ دوس کے باشندے تھے بچپن میں والد کی وفات کی وجہ سے شفقت وتربیت پدری سے محروم ہوئے حالت یتیمی اور بچپن میں بسرہ بنت غزوان کے ملازم تھے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ یہی بسرہ پھر ان کے نکاح میں آئی۔

قبول اسلام: طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ جو پہلے اسلام لا چکے تھے اپنے قبیلے کے افراد کو لائے جن میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور غزوہ خیبر کے موقع پر حضور ﷺ سے آملے اور مشرف باسلام ہوئے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایسے وابستہ ہوئے کہ رحلت تک معیت رہی۔

وفات: مدینہ منورہ میں ۵۷ھ کو وفات پائی۔ والی مدینہ ولید نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مہاجرین کے ساتھ دفن کئے گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

حدیث اول: ان کی والدہ کے اسلام لانے کا قصہ حدیث باب میں موجود ہے۔

حدیث ثانی: انکم تزعمون انّ ابا ہریرۃ رضی اللہ عنہ یکثر الحدیث عن رسول اللہ ﷺ۔ کثرت حدیث کی معقول وجہ ذکر کی اور بعض گمان کرنے والوں کو موزوں جواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث کی خدمت کرنیوالوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو دنیا کے جھنجٹوں سے دور رکھیں۔ الا کسب قوت لا یموت۔ بہت سارے کام اپنے سر لے لئے تو خدمت دین وتعلیم حدیث کا حق ادا نہ ہوگا۔ اللّٰھم وفقنا لما تحبّ وترضیٰ[1]

---

[1] نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکملہ

(۷۳) باب مِنْ فَضَآئِلِ حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ وَاَهْلِ بَدْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

(۱۱۱۰) باب: حاطب بن ابی بلتعہ اور اہل بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل کے بیان میں

(۴۵۹) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ رَافِعٍ وَهُوَ كَاتِبُ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ هُوَ يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ ائْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا فَاِذَا نَحْنُ بِالْمَرْاَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِی الْكِتٰبَ فَقَالَتْ مَا مَعِیْ كِتٰبٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتٰبَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ اِلٰى اُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَیَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ كُنْتُ امْرَاً مُلْصَقًا فِیْ قُرَيْشٍ قَالَ سُفْيَانُ كَانَ حَلِيْفًا لَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهَا وَ كَانَ مَنْ كَانَ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ بِهَا اَهْلِيْهِمْ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِیْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِیْ وَلَمْ اَفْعَلْهُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِیْ وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ صَدَقَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ دَعْنِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾ [الممتحنة:١] وَلَيْسَ فِیْ حَدِيْثِ اَبِیْ بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ ذِكْرُ الْاٰيَةِ وَجَعَلَهَا اِسْحٰقُ فِیْ رِوَايَتِهٖ مِنْ تِلَاوَةِ سُفْيَانَ.

(۶۴۹۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، زبیر، اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور فرمایا کہ خاخ باغ کی طرف جاؤ، وہاں ایک اونٹ پر سوار عورت ملے گی جس کے پاس خط ہوگا۔ پس تم وہ خط اُس سے لے لینا۔ پس گھوڑے دوڑتے ہوئے چل پڑے۔ پس جب ہم عورت کے پاس پہنچے تو اُس سے کہا: خط نکالو۔ اُس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا خط نکال دے ورنہ اپنے کپڑے اُتار پس اس نے وہ خط اپنے سر کی مینڈھیوں سے نکال کردے دیا۔ ہم وہ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اُس میں یہ لکھا تھا: حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے اہل مکہ کے مشرکین لوگوں کی طرف اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے بعض معاملات کی خبر دی تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے متعلق جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کریں۔ میں قریش سے ملا ہوا یعنی ان کا حلیف آدمی تھا۔ سفیانؒ نے کہا کہ وہ مشرکین کا حلیف تھا لیکن ان کے خاندان سے نہ تھا اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین میں سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اُن کی وہاں رشتہ داریاں ہیں اور انہی رشتہ داریوں کی وجہ سے وہ ان کے اہل وعیال کی حفاظت کریں گے۔ پس میں نے پسند کیا کہ ان کے

ساتھ میرا نسبی تعلق تو ہے نہیں کہ میں ان پر ایک احسان ہی کر دوں جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی بھی حفاظت کریں گے اور میں نے ایسا نہ تو کفر کی وجہ سے کیا ہے اور نہ ہی اپنے دین سے مرتد ہونے کی وجہ سے کیا ہے اور نہ ہی اسلام قبول کرنے کے بعد کفر پر راضی رہنے کی وجہ سے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں۔ آپ نے فرمایا: یہ غزوہ بدر میں شریک ہو چکا ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے (آئندہ) حالات سے واقفیت کے باوجود فرمایا ہے۔ تم جو چاہو عمل کرو، تحقیق! میں نے تمہیں معاف کر دیا تو اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی: یاَیھا الذین آمنوا ''اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

(۴۶۰) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ ح وَحَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِی ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كُلُّهُمْ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِیَّ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَ كُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا امْرَاَةً مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مَعَهَا كِتَبٌ مِنْ حَاطِبٍ اِلَی الْمُشْرِكِيْنَ فَذَكَرَ بِمَعْنٰی حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ عَلِیٍّ.

(۶۴۹۷) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور ہم سب گھوڑوں پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ، یہاں تک کہ تم باغ خاخ میں پہنچو وہاں مشرکین میں سے ایک عورت ہوگی جس کے پاس حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مشرکین کے نام ایک خط ہوگا۔ باقی حدیث گزر چکی۔

(۴۶۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوْ حَاطِبًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ.

(۶۴۹۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاطب کی شکایت کرنے کیلئے حاضر ہوا تو اُس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حاطب تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا: وہ جہنم میں داخل نہ ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں حاطب رضی اللہ عنہ اور بدری صحابہ کا ذکر ہے

نام ونسب: نام حاطب۔ کنیت ابو محمد، ابو عبداللہ۔ بنولخم سے تھے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ قحطانی النسل تھے۔

علامہ قرطبیؒ نے ان کا نام عمرو بن راشد من ولد لخم بن عدی کے الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ ہوسکتا ہے نام عمرو ہو کام کاج اور محنت مزدوری کی وجہ سے حاطب (ایندھن اکٹھا کرنیوالا) سے مشہور ہوئے ہوں۔ کیونکہ یہ زبیر بن عوام یا بنو اسد کے حلیف تھے۔ اور مکہ میں حلیفانہ زندگی بسر کر رہے تھے آبائی وطن یمن تھا۔

قبول اسلام: ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے۔ ہجرت کی اجازت ملنے پر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور مدینہ میں خالد بن رخیلہ انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ مواخات ہوئی۔ مقوقس والی مصر کے پاس آپ ﷺ کا مکتوب گرامی لیکر تبلیغ اسلام کیلئے گئے، غزوات مشہورہ میں شریک ہوئے۔

وفات: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۳۰ھ مدینہ میں وفات پائی امیر المومنین نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حدیث اول: ائتوا روضة خاخ . باغیچہ خاخ۔ خاخ نامی باغ۔ یہ مدینہ اور مکہ کے درمیان میں ہے اور مدینہ کے قریب ہے۔ لفظ خاخ اور حاج کے قریب قریب ہونے کی وجہ سے بعضوں کو اشتباہ ہوا ہے حالانکہ ذات حاج ایک دوسری جگہ ہے جو مدینہ اور شام کے درمیان ہے جیسا کہ ابوعوانہ نے کہا۔ مکہ کے راستہ میں وہ ہے ہی نہیں تو صحیح روضہ خاخ (دونوں خا کے ساتھ) ہے۔ فانّها بها ظعينة. ظعینہ لکڑی سے بنے ہودج (کجاوے) کو کہتے ہیں جس میں عورتیں سوار کی جاتی ہیں۔ یہاں ظعینۃ بول کر سوار عورت مراد ہے۔ اس خاتون کا نام سارہ تھا جو عمران بن ابی صفی کی کنیز تھی۔ لتخرجنّ الكتاب او لتلقينّ الثياب اور کتاب الجہاد بخاری میں ہے لتخرجنّ او لاجرّدنّك۔ یہ کہنا حالت اضطرار میں تھا کہ وہ بات ہی نہ سن رہی تھی۔ ورنہ عدم نظر اور ستر عورت میں مسلمات و کافرات برابر ہیں جس طرح غیر محارم مسلمات کو دیکھنا منع ہے کافرات کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے تھا اور مشہور قاعدہ ہے الضرورات تبيح المحظورات۔ تفصیل قصہ ملاحظہ ہو۔

انّه قد شهد بدرا ...... اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم. اگر لفظ لعل کلام اللہ میں ہو یا کلام رسول اللہ میں تو یہ یقین کیلئے ہوتا ہے جیسے لعلكم تتقون . لعلكم تفلحون.

سوال! اس حدیث پر بعض نے یہ اشکال کیا ہے کہ اعملوا ما شئتم میں گناہوں کی اجازت دی گئی ہے اور لفظ بھی امر کا ہے۔ جو چاہو کرو تو کیا اہل بدر کیلئے گناہ مباح تھے؟ جواب! نہیں اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ اس سے اباحت ثابت نہیں ہوتی اور اس میں تأویل کی گئی ہے

(۱) ابن جوزیؒ نے یہ کہا ہے کہ یہاں امر فعل ماضی کے معنیٰ میں ہے کہ تم نے جو گناہ قبل از بدر کئے وہ گناہ اس میں شرکت، برکت و نصرت سے معاف کردیئے۔ و هذا الجواب غير مرضيّ لانّ فيه بعد و تكلف .

(۲) علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب تکریم وتشریف کیلئے ہے۔ عزت افزائی اور حوصلہ افزائی ہے کہ تمہاری سیئات سابقہ سے در گذر کردیا۔ اور آئندہ بخشش کا معنیٰ یہ ہے کہ گناہوں سے تمہیں محفوظ کرلیا اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ آئندہ شرکاء بدر اعمال صالحہ پر مداومت کرتے رہے اور توبہ واستغفار کرتے رہے حتیٰ کہ فارقوا الدنيا ۔ اس مغفرت وعفو سے مراد آخرت ہے ورنہ دنیا میں تو مسطح بن اثاثہؓ شریک بدر پر حد قذف جاری کی گئی تھی۔ نوویؒ

حدیث ثانی: ابا مرثد الغنوى والزبير ابن العوام ۔ حدیث سابق میں مقداد کا نام مذکور ہے یہ کل چار تھے علیؓ، زبیرؓ، ابومرثد غنویؓ، مقدادؓ۔ ترجمۃ الباب میں اہل بدر کا لفظ اس لئے بڑھایا گیا کہ اعملوا ما شئتم میں جملہ اہل بدر کو خطاب ہے اس لئے عنوان میں ان کو بھی ذکر کیا ورنہ باب میں مستقل سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔[1]

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۴۷)باب مِنْ فَضَائِلِ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

(۱۱۱۱) باب: اصحاب شجرہ، بیعت رضوان میں شریک صحابہؓ کے فضائل کے بیان میں

(۶۳۶۲) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ اَخْبَرَتْنِي اُمُّ مُبَشِّرٍ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ حَفْصَةَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ مِنَ الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا قَالَتْ بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَرَهَا فَقَالَتْ حَفْصَةُ: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مریم:۷۱]فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ [مریم:۷۲]

(۶۴۹۹) حضرت اُم مبشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اُس نے نبی کریم ﷺ کو سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے ہوئے سنا: ان شاء اللہ اصحاب شجرہ میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ جنہوں نے اس درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟ تو آپ نے انہیں جھڑکا تو سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: ﴿وان منکم الا واردھا﴾ یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو جہنم پر پیش نہ کیا جائے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تحقیق! اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔ ثم ننجی الذین. پھر ہم پرہیزگاروں کو (جہنم سے) نجات دے دیں گے اور ظالموں کو گھٹنوں کے بل اُس میں چھوڑ دیں گے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں بیعت رضوان والے صحابہ کا ذکر ہے۔

یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پھیلنے پر آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر جہاد وانتقام کیلئے بیعت کی۔ اور یہ درخت سمرہ، ببول کا تھا جس کو آئندہ سال نہ پہچان سکے۔

بیعت رضوان میں شرکاء کی تعداد: اس بیعت میں شریک ہونے والے صحابہ کرام کی تعداد چودہ سو تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں شریک ہونے والے حضرات کیلئے رضاء کا اعلان فرمایا اس لئے اس بیعت کا نام بیعت رضوان ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ **لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبا یعونك تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینة علیھم و اثابھم فتحا قریبا** (فتح ۱۸) البتہ اللہ مؤمنین سے راضی ہو چکا جب وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے سو اس نے جان لیا جو ان کے دلوں میں (اخلاص وصداقت اور شوق شہادت) ہے **لا تدخل النار ان شاء اللہ.** یہ لفظ ان شاء اللہ برکت وتیمن کیلئے تھا تعلیق وشک کیلئے نہیں۔ چنانچہ ترمذی شریف میں ہے **لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرة** (ترمذی ج۲ص۷۵۵) ان میں سے کوئی ایک جہنم میں نہ جائے گا جنہوں نے (ببول کے) پیڑ کے نیچے بیعت کی۔ **و ھکذا فی ابی داؤد. قالت بلی یارسول اللہ فانتھرھا.** سیدہ حفصہؓ نے یہ جملہ آیت کی صحیح تفسیر معلوم کرنے کیلئے فرمایا (نہ کہ مقابلہ کیلئے) قرآن مجید میں ہے **و ان منکم الا واردھا کان علی ربك حتما مقضیا** (مریم ۷۱/۱۶) نہیں ہے تم میں سے کوئی ایک مگر اس (دوزخ) میں وارد ہو

گا تیرے رب کا یقینی فیصلہ ہے۔ حفصہؓ نے پوچھا اس میں تو ہے کہ سب کا ورود فی النار ہوگا؟ آپ ﷺ نے اس کا جواب ارشاد فرمایا: کہ اس ورود سے مراد دخول نہیں بلکہ مرور (گذرنا) ہے۔ پل صراط سے سب گذریں گے جو جہنم کے اوپر ہے۔ مؤمن صالح نجات پائیں گے اور کفار و فجار کٹ کر گریں گے۔ اس آیت سے مراد یہ گذرنا ہے اس لئے لاتدخل النار ان شاء اللہ. پر کوئی اشکال نہیں اعاذنا اللہ منہا[1]

(۷۵) باب مِّنْ فَضَآئِلِ اَبِیْ مُوْسٰی وَاَبِیْ عَامِرِ الْاَشْعَرِیَّیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا

(۱۱۱۲) باب: سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ اور ابوعامر اشعریؓ کے فضائل کے بیان میں

(۴۶۳) حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْاَشْعَرِیُّ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ جَمِیْعًا عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ قَالَ اَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَیْدٌ عَنْ جَدِّہٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ نَازِلٌ بِالْجِعِرَّانَةِ بَیْنَ مَکَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ وَ مَعَہٗ بِلَالٌ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ اَلَا تُنْجِزُ لِیْ یَا مُحَمَّدُ مَا وَعَدْتَّنِیْ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْشِرْ فَقَالَ لَہُ الْاَعْرَابِیُّ اَکْثَرْتَ عَلَیَّ مِنْ اَبْشِرْ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی وَ بِلَالٍ کَھَیْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا قَدْ رَدَّ الْبُشْرٰی فَاقْبَلَا اَنْتُمَا فَقَالَا قَبِلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِقَدَحٍ فِیْہِ مَاءٌ فَغَسَلَ یَدَیْہِ وَ وَجْھَہٗ فِیْہِ وَ مَجَّ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْہُ وَاَفْرِغَا عَلٰی وُجُوْھِکُمَا وَنُحُوْرِکُمَا وَاَبْشِرَا فَاَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا مَا اَمَرَھُمَا بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَنَادَتْھُمَا اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَآءِ السِّتْرِ اَفْضِلَا لِاُمِّکُمَا مِمَّا فِیْ اِنَائِکُمَا فَاَفْضَلَا لَھَا مِنْہُ طَائِفَةً.

(۶۵۰۰) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھا اس حال میں کہ آپ مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام جعرانہ پر قیام پذیر تھے اور آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی نے حاضر ہوکر عرض کیا: اے محمد! آپ نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا نہ کریں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اُس سے فرمایا: خوشخبری ہو۔ تو اس اعرابی نے آپ سے کہا: آپ نے مجھے کثرت سے کہا ہے کہ تو خوش ہو جا۔ تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابوموسیٰ اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف غصہ کی حالت میں متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہ وہ آدمی ہے جس نے بشارت کو رد کر دیا ہے۔ تم دونوں قبول کرلو۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے قبول کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اس میں اپنے ہاتھوں اور چہرے کو دھویا اور اسی میں کلی بھی کی۔ پھر فرمایا: اس میں سے تم دونوں پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر انڈیل لو اور خوش ہو جاؤ۔ پس انہوں نے پیالہ لے کر اسی طرح کیا جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ پھر انہیں پردہ کے پیچھے سے اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آواز دی کہ اپنی والدہ کے لیے بھی اپنے اپنے برتنوں سے بچالینا۔ پس انہوں نے اُنہیں بھی اس سے بچا ہوا دے دیا۔

(۴۶۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بَرَّادٍ اَبُوْ عَامِرِ الْاَشْعَرِیُّ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ عَامِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا

[1] نووی. المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلٰى جَيْشٍ إِلٰى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدُ بْنُ الصِّمَّةِ وَهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى وَبَعَثَنِيْ مَعَ أَبِيْ عَامِرٍ قَالَ فَرُمِيَ أَبُوْ عَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهٖ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ جُشَمٍ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِيْ رُكْبَتِهٖ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ أَبُوْ عَامِرٍ إِلٰى أَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ إِنَّ ذَاكَ قَاتِلِيْ تَرَاهُ ذَاكَ الَّذِيْ رَمَانِيْ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى فَقَصَدْتُ لَهُ فَاعْتَمَدْتُهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِيْ وَلّٰى عَنِّيْ ذَاهِبًا فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُوْلُ (لَهُ) أَلَا تَسْتَحْيِيْ أَلَسْتَ عَرَبِيًّا أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَالْتَقَيْتُ أَنَا وَهُوَ فَاخْتَلَفْنَا أَنَا وَهُوَ ضَرْبَتَيْنِ فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰى أَبِيْ عَامِرٍ فَقُلْتُ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَتَلَ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ انْطَلِقْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ يَقُوْلُ لَكَ أَبُوْ عَامِرٍ اسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ وَاسْتَعْمَلَنِيْ أَبُوْ عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ وَ مَكَثَ يَسِيْرًا ثُمَّ إِنَّهُ مَاتَ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ بَيْتٍ عَلٰى سَرِيْرٍ مُرْمَلٍ وَ عَلَيْهِ فِرَاشٌ وَقَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيْرِ بِظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ جَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِيْ عَامِرٍ وَ قُلْتُ لَهُ قَالَ قُلْ لَهُ يَسْتَغْفِرْ لِيْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِنْ خَلْقِكَ أَوْ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ إِحْدَاهُمَا لِأَبِيْ عَامِرٍ وَالْأُخْرٰى لِأَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

(۶۵۰۱) حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ نے ابو عامر کو ایک لشکر کے ہمراہ اوطاس کی طرف بھیجا۔ پس درید بن صمہ سے اُن کا مقابلہ ہوا تو درید کو قتل کر دیا گیا اور اللہ نے اُس کے ساتھیوں کو شکست سے دوچار کیا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: مجھے بھی ابو عامر کے ہمراہ بھیجا تھا۔ پس ابو عامر کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا جو کہ بنو جشم کے ایک آدمی نے پھینکا تھا اور وہ تیر آ کر اُن کے گھٹنے میں چبھ گیا۔ میں ان کی طرف بڑھا تو میں نے کہا: اے چچا جان! آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ تو ابو عامر نے اشارہ کے ذریعہ ابو موسیٰ کو بتایا کہ وہ جسے تم دیکھ رہے ہو وہ میرا قاتل ہے اور اُسی نے مجھے تیر مارا ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا: میں اسے (مارنے) کے ارادہ سے چل دیا اور اُسے (راستہ میں ہی) جا پہنچا۔ پس اُس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا شروع کر دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے چل دیا اور اُسے کہنا شروع کر دیا، کیا تجھے حیا نہیں آتی، کیا تو عربی نہیں ہے، کیا تو نہیں ٹھہرے گا۔ وہ رُک گیا پھر میرا اور اُس کا مقابلہ ہوا۔ پس اُس نے بھی وار کیا اور میں نے بھی وار کیا۔ بالآخر میں نے اُسے تلوار کی ضرب ماری اور اُسے قتل کر ڈالا۔ پھر میں ابو عامر کی طرف لوٹا تو کہا: بے شک اللہ عز وجل نے تمہارے قاتل کو قتل کر دیا ہے۔ اُس نے کہا: یہ تیر نکالو۔ میں نے اُسے نکالا تو اُس کی جگہ سے پانی نکلنا شروع ہو گیا۔ تو انہوں نے کہا: اے بھتیجے! رسول اللہ ﷺ کی طرف جا اور آپ کو میری طرف سے سلام عرض کر اور آپ سے عرض کر کہ

ابو عامر آپ سے عرض کرتا ہے کہ میرے لیے مغفرت طلب فرمائیں اور ابو عامر نے مجھے لوگوں پر امیر مقرر کر دیا۔ پھر وہ تھوڑی ہی دیر کے بعد شہید ہو گئے۔ پس جب میں نبی کریم ﷺ کی طرف لوٹا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ گھر میں بان کی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے جس پر بستر نہ تھا۔ اسی وجہ سے چارپائی کے نشانات آپ کے پہلوؤں اور کمر پر نمایاں تھے۔ پس میں نے آپ کو اپنی اور ابو عامر کی خبر دی اور آپ سے عرض کیا: ابو عامر نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور اُس سے وضو فرمایا: پھر ہاتھ اُٹھا کر فرمایا: اے اللہ عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ پھر فرمایا: اے اللہ! اُسے قیامت کے دن اپنی کثیر مخلوق یا لوگوں سے بلندی و عظمت عطا فرما۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اور میرے لیے بھی دعائے مغفرت فرما دیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گناہوں کو معاف فرما دے اور اسے قیامت کے دن معزز جگہ میں داخل فرما۔ ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ان میں ایک دعا ابو عامر اور دوسری دعا ابو موسیٰ کے لیے (کی گئی تھی)۔

احادیث کی تشریح : اس میں دو حدیثیں ہیں۔ ان میں ابو موسیٰؓ اور ابو عامر اشعریؓ کا ذکر ہے

نام ونسب: نام: عبداللہ۔ کنیت: ابو موسیٰ۔ والد قیس والدہ طیبہ۔ ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عنزا بن بکر بن عامر بن وائل بن ناجیہ بن جماہر بن اشعر بن ادد بن زید بن یشجب قبیلہ اشعر یمن کے رہائشی تھے

قبول اسلام: علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ آپ ﷺ کی بعثت کی خبر سن کر مکہ آئے سعید بن عاص کے حلیف ہوئے اور اسلام قبول کیا پھر تبلیغ و دعوت کیلئے اپنے قبیلہ کی طرف لوٹے ان کو سمجھایا اور ان کو لیکر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہونے کیلئے چلے حسن اتفاق کہ کشتی نے سمندری رَو میں بہہ کر انہیں حبشہ ڈال دیا۔ وہاں جعفرؓ سے ملاقات ہوئی پھر ان کے ساتھ آئے اور حضور ﷺ سے غزوہ خیبر میں آ ملے۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ مکہ میں آ کر اسلام قبول کیا پھر ہجرت حبشہ کی۔ حبشہ سے واپسی غزوہ خیبر کے موقع پر ہوئی و الاول راجح۔

حدیث اول: نازل بالجعرّانة. غزوہ طائف سے واپسی پر یہاں قیام فرمایا اور غزوہ حنین میں حاصل شدہ مال غنیمت تقسیم فرمایا۔

مابین مكة و المدينة . یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے۔

سوال! جعرانه بكسر الجيم و العين وتشديد الرّاء یہ مقام مکہ اور طائف کے درمیان ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان کیسے فرما دیا

جواب! آنحضرت ﷺ فتح مکہ، حنین، اور غزوہ طائف سے فراغت کے بعد مدینہ منوّرہ کے قصد سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ جعرّانہ میں قیام فرمایا تو راوی نے تعبیر بین مکہ والمدینہ سے کیا اور طائف و مکہ کو بُعد کثیر نہ ہونے کی وجہ سے ایک قرار دیا۔ **الا تنجز لي يا محمد ما وعدتني** . اس میں احتمال ہے کہ کوئی خاص وعدہ ہو جو اس سے آپ ﷺ نے کیا۔ یہ احتمال بھی ہے کہ اعطاء غنیمت کا عام وعدہ ہو اور اس نے جلدی طلب کر لیا حالانکہ نبی ﷺ کا خیال جعرانہ میں غنائم تقسیم کرنے کا تھا۔ یہ کیونکہ نو وارد اور نو مسلم تھے تاخیر کی وجہ سے سوال کر دیا۔ **ابشر امر من الابشار** .

(۱) عنقریب تقسیم سے خوش ہو (۲) صبر پر اجر عظیم کی خوشخبری حاصل کر۔ اس سے متعین بشارت مذکور نہیں۔

یہ دنیا وآخرت دونوں کو شامل مطلقاً خوشخبری تھی۔

بشارت کہنے کی وجہ: خوشخبری کو بشارت اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے جسم پر خوشی وسرور کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے عموماً یہ بھلائی اور اچھے کاموں کیلئے استعمال ہوتی ہے کبھی کبھار عذاب کیلئے بھی بطور تھدید مستعمل ہوتی ہے۔ **فبشّر هم بعذاب اليم.** (توبہ ۳۴) ان کو دردناک عذاب کی بشارت دیجئے۔ **بشّر المنافقين بانّ لهم عذابا اليمًا** (نساء ۱۳۸) آپ منافقوں کو خوشخبری دیں کہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے **اكثرت عليّ من ابشر** . ناواقفیت کی وجہ سے رد کر دیا۔ اور جو واقف تھے ابوموسیٰؓ، بلالؓ، امّ سلمہؓ۔ وہ تو بے تاب تھے فوراً حاصل کیا۔ **فناد تهما ام سلمة من وراء الستر**. اس سے مستورہ کے پس حجاب اور با حجاب ہوتے ہوئے عندالحاجۃ کلام کے جواز کا ثبوت ہے۔ اس سے تبرکات کے حصول کا ثبوت ملتا ہے جب وہ بدعات وخرافات کی شکل اختیار نہ کرلیں۔

حدیث ثانی: بعث ابا عامر یہ ابوموسیٰؓ کے چچا ہیں۔ ان کا نام عبید بن سلیم بن حضار الاشعری ہے ابوموسیٰؓ کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے غزوہ اوطاس ۸ھ میں شہادت سے سرفراز ہوکر مکین جنت بنے ۔ ابن اسحاق کا خیال ہے کہ ابو عامر ابوموسیٰؓ کے چچا نہیں بلکہ چچازاد ہیں حالانکہ صریح لفظ یا **عمّ من رماك** موجود ہے اور یہی صحیح ہے۔ **على جيش الى اوطاس** . اوطاس ہوازن کی ایک وادی کا نام ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ حنین میں ہوازن کو جب ہزیمت ہوئی تو بعض طائف کی طرف اور کچھ بجیلہ اور باقی اوطاس کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے ابو عامر کی قیادت وامارت میں ایک لشکر اوطاس کی طرف روانہ فرمایا اور خود باقی جانثاروں کو لیکر طائف کی طرف آئے۔ **فلقى دريد بن صمّه** . صمہ یہ درید کے باپ کا لقب ہے جو ایام جاہلیت میں شاعرو شہسوار تھا۔ اس کا نام حارث ہے ایک سو بیس یا ایک سو ساٹھ سال کی عمر میں قتل ہوا۔ ف: **قتل دريد.** محمد بن اسحاق نے بالجزم کہا ہے کہ اس کو ربیعہ بن رفیع نے قتل کیا جب کہ مسند بزار کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ زبیر بن عوامؓ نے اسے مارا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ شکست خوردہ مشرکین کا ایک ٹولہ جو چھ سو افراد پر مشتمل تھا ایک ٹیلہ کے پاس جمع ہوا ایک لشکر کو دیکھا جو قضاعہ قبیلہ کا تھا اس سے نہیں ڈرے اور درید نے کہا **لا باس عليكم** پھر دوسرا لشکر سلیم کا دیکھا تیسرے نمبر پر ایک سوار کو دیکھا یہ زبیر بن عوام تھے انہوں نے درید کا سرتن سے جدا کر دیا۔ (تکملہ) **رجل من بنى جشم**، یہ سلمہ درید کا بیٹا تھا۔ ابو عامر نے اس کی طرف اشارہ کیا ابوموسیٰؓ جھپٹے اور چشم زدن میں اس کو ڈھیر کر دیا۔ **فنزامنه الماء.** تیر لگنے والی جگہ سے پانی بہہ پڑا۔ **فتوضأ منه ثم رفع يديه ثم قال اللهم اغفر لعبيد ابى عامر حتى رايت بياض ابطيه** پھر آپ ﷺ نے وضو کیا دعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے فرمایا اے اللہ ابو عامر عبید کی بخشش فرما (ہاتھ اتنے بلند کئے) کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا۔ اس میں میت کیلئے بخشش کی دعاء کا ثبوت ہے اور دعاء کیلئے وضوء کے استحباب کا ذکر ہے۔ **السماء قبلة الدعاء كما ان الكعبة قبلة الصلوة** . دعاء کا قبلہ آسمان ہے جیسے نماز کا قبلہ کعبۃ اللہ ہے۔ **احد اهما** ابو عامر شہید اور ابوموسیٰؓ غازی دونوں کیلئے دعاء فرمائی۔ اسی طرح بخاری میں بھی ہے (بخاری ج ۲ ص ۶۱۰)[1]

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۷۶) باب مِنْ فَضَآئِلِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

(۱۱۱۳) باب: اشعری (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے فضائل کے بیان میں

(۴۶۵) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ اَخْبَرَنَا بُرَيْدٌ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَ عْرِفُ اَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْآنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ وَاَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ اَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ وَاِنْ كُنْتُ لَمْ اَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ وَ مِنْهُمْ حَكِيْمٌ اِذَا لَقِیَ الْخَيْلَ اَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ اِنَّ اَصْحَابِیْ يَاْمُرُوْنَكُمْ اَنْ تَنْظُرُوْهُمْ.

(۶۵۰۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اشعری حضرات جب رات کے وقت گھروں کی طرف قرآن مجید پڑھتے ہوئے آتے ہیں۔ تو میں اُن کی آوازوں کو پہچان لیتا ہوں اور ان کے گھروں کو رات کے وقت پڑھنے کی آواز سے پہچان لیتا ہوں حالانکہ میں نے اُن کے گھروں کو نہیں دیکھا۔ جب وہ دن کے وقت اُترتے ہیں اور ان میں سے ایک آدمی حکیم ہے۔ جب وہ گھوڑے پر سواروں یا دشمنوں سے مقابلہ کرتا ہے تو انہیں کہتا ہے: میرے ساتھی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اُن کا انتظار کرو۔

(۴۶۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرِ نِ الْاَشْعَرِیُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ قَالَ اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِیْ بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِی الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ.

(۶۵۰۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اشعری حضرات جب جہاد میں محتاج ہوجاتے ہیں یا مدینہ میں ان کے اہل وعیال کے لیے کھانا کم پڑ جاتا ہے تو اپنے پاس موجود سب کچھ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں۔ پھر اسے آپس میں ایک برتن سے برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ ان میں قبیلہ اشعری کے لوگوں کا ذکر ہے۔

حدیث اول: اصوات رفقة الا شعر یین بالقرآن اس میں اشعری قبیلہ والوں کی تلاوت، عبادت، ریاضت کا ذکر ہے۔ اس سے قرآن کریم بلند آواز سے پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے جبکہ کسی کو ایذا کا سبب نہ ہو۔ منھم حکیم اس کا معنیٰ ہے کہ یہ حکمت ودانائی والے لوگ ہیں دشمن سے بھاگنا نہیں اس کو بھگانا جانتے ہیں اور اپنے جوانوں کو ثابت قدمی سکھاتے ہیں۔ ابوعلی جیلانی کا کہنا ہے کہ اس سے متعین شخص حکیم نامی بھی مراد ہوسکتا ہے۔ اذا لقی الخیل (۱) جب لشکر روانہ ہوتا ہے تو میدان میں اترنے سے پہلے پیادوں کا انتظار کرتے ہیں تا کہ وہ مل جائیں اور سب مل کر حملہ آور ہوں۔ (۲) جب دشمنوں سے ملتے ہیں تو ثابت قدمی دکھاتے ہیں۔ ابن التین نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ لوگ بہادر ودلیر ہیں لڑائی سے گھبراتے اور جی نہیں چراتے اور جو کچھ بھی حالات ہوں کوئی پروانہیں۔

حدیث ثانی: اذا ارملوا فی الغزو یعنی جب ان کے پاس توشہ ختم ہو جاتا ہے گویا کہ مٹی سے مل جاتے ہیں۔ مسکینا ذا متربة کی طرح۔ فھم منی وانا منھم. ای و ھم متصلون بی یہ اس لئے فرمایا کہ اللہ کی اطاعت وعبادت اور اس کے دین کی نصرت واعانت میں میرے ساتھ ہیں۔ معناہ المبالغة فی اتحاد طریقتھما و اتفا قھما فی طاعة اللہ تعالیٰ اس میں اشعری قبیلہ کی تعریف ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی کا شکریہ ادا کرنا اور اس کی تعریف کرنا مباح ہے جب فخر وعجب کا اندیشہ نہ ہو۔ اور سفر وحضر میں کھانا ملا کر کھانے اور ایثار وہمدردی کا ذکر ہے۔[1]

(۷۷) باب مِنْ فَضَائِلِ اَبِیْ سُفْیَانَ صخر بْنِ حَرْب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

(۱۱۱۴) باب: سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے بیان میں

(۴۶۷) حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِیْمِ الْعَنْبَرِیُّ وَاَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا النَّضْرُ وَ ھُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْیَمَامِیُّ حَدَّثَنَا عِکْرِمَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُمَیْلٍ حَدَّثَنِی ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ کَانَ الْمُسْلِمُوْنَ لَا یَنْظُرُوْنَ اِلٰی اَبِیْ سُفْیَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَلَا یُقَاعِدُوْنَہٗ فَقَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ اَعْطِنِیْھِنَّ قَالَ نَعَمْ قَالَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ الْعَرَبِ وَاَجْمَلُہٗ اُمُّ حَبِیْبَةَ بِنْتُ اَبِیْ سُفْیَانَ اُزَوِّجُکَھَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَ مُعَاوِیَةُ تَجْعَلُہٗ کَاتِبًا بَیْنَ یَدَیْکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَ تُؤَمِّرُنِیْ حَتّٰی اُقَاتِلَ الْکُفَّارَ کَمَا کُنْتُ اُقَاتِلُ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ زُمَیْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَلَوْ لَا اَنَّہٗ طَلَبَ ذٰلِکَ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَعْطَاہُ ذٰلِکَ لِاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ یُسْاَلُ شَیْئًا اِلَّا قَالَ نَعَمْ.

(۶۵۰۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مسلمان ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتے تھے اور نہ ہی اُن کے پاس بیٹھتے تھے۔ تو ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! تین باتیں مجھے عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: جی ہاں! (بتاؤ)۔ عرض کیا: میری بیٹی اُم حبیبہ بنت ابوسفیان اہل عرب سے حسین وجمیل ہیں میں اُس کا نکاح آپ سے کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بہتر عرض کیا: اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے لیے کاتب مقرر کرلیں۔ آپ نے فرمایا: بہتر۔ آپ مجھے حکم دیں کہ میں کفار سے لڑتا رہوں جیسا کہ میں مسلمانوں سے لڑتا تھا۔ آپ نے فرمایا: بہتر۔ ابوزمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اگرچہ یہ خود نبی کریم ﷺ سے ان باتوں کا مطالبہ نہ کرتے تو آپ ﷺ یہ کام نہ فرماتے کیونکہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ ﷺ سے جس بھی چیز کا مطالبہ کیا جاتا تو آپ ﷺ اُسکے جواب میں ہاں ہی فرماتے تھے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام صخر۔ کنیت: ابوسفیان۔ صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی۔

قبول اسلام: ۸ھ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ وفات: عہد عثمانی میں ۳۱ھ سے ۳۴ھ کے درمیان وفات پائی امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ بھی آتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی

---

[1] نووی۔ المفھم۔ اکمال۔ اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکملہ

لایقاعدونہ اس کی بنیاد انکی مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور کارنامے تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ جبراً مسلمان ہوئے ہیں قصدًا و قلبًا نہیں۔ عندی احسن العرب و اجمله. قیاس کے مطابق اجملهم ضمیر جمع کے ساتھ ہونا چاہئے تھا عرب سے سماع کی وجہ سے ایسا ہے اور اس کی تاویل یوں ہے اجمل من هناك لفظ من لفظا مفرد ہے اور اجمله کی ضمیر بھی واحد ہے۔ ازوّجکها. هذا الجزء من الحديث مشكل جدا. شیخ الاسلام۔ میں آپ سے اس کا نکاح کردوں تو آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! احسن العرب سے امّ المؤمنین امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں۔

نام ونسب: نام رملہ۔ کنیت امّ حبیبہ۔ ام المومنین امّ حبیبہ رملة بنت ابی سفیان صخر بن حرب! والدہ صفیہ بنت ابی العاص۔

نکاح اوّل: عبیداللہ بن جحش بنوامیہ کے حلیف سے عقد اوّل ہوا۔ ابتدائے نبوت میں زوجین نے اسلام قبول کیا۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ عبیداللہ وہاں مے نوشی کا عادی ہوا اور نصرانی ہو کر بے دین مرا۔

نکاح ثانی: اصحمہ حبشہ کے نصرانی بادشاہ (جس نے اسلام قبول کیا) نے آنحضرت ﷺ سے ان کا نکاح چارسو درہم مہر کے عوض آپ ﷺ سے کیا۔ آنحضرت ﷺ کی طرف سے عمرو بن امیہ ضمری پیغام لیکر نجاشی کے پاس گئے تھے۔ ام حبیبہؓ نے خالد بن سعید اموی کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ نجاشی نے نکاح پڑھایا اور عقد نکاح کے بعد خالد کو مہر سپرد کیا۔ قرطبیؒ کی عبارت یہ ہے۔ فلما كان العشيُّ أمر النجاشيُّ جعفرَ ابن أبى طالب ، ومن هناك مِن المسلمين يحضرون، و خطب النجاشيُّ فقال: الحمدُ لله الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار، أشهد أن لا الا الله وأن محمدًا رسول الله، وأنه الذى بشَّر به عيسى ابن مريم ، أما بعد :فأنَّ رسولَ الله ﷺ كتب إلَيَّ أن أزوِّجَه أمَّ حبيبة بنت أبى سفيان فأ جبتُ الى مادعا اليه رسول الله ﷺ، و قد أصد قتُها أربعمائة دينار، ثم سكب الدَّنانير بينَ يدى القوم، وقال بعض الرواة :انما اصدقها اربعة آلاف درهم.(والثانى راجح راقم) فتكلم خالد بن سعيد ، فقال : الحمد لله أحمده و أستعينه ، وأشهد أن لا اله الا الله، و أن محمد عبده و رسوله، أرسله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدِّينِ كُلِّه، ولو كره المشركون، أما بعد:فقد أجبتُ الى ما دعا اليه رسولُ الله و زوجتُه أم حبيبة بنت أبى سفيان، فبارك الله لرسوله. ودفع النجاشيُّ الدنانيرَ الى خالد بن سعيد ، فقبضها، ثم أرادوا أن يقوموا. فقال:(النجاشى) اجلسوا فان سُنَّةَ الأ نبياء اذا تزوَّ جوا أن يُؤكل طعامٌ على التزويج، فدعا بطعام فأكلوا، ثم تفرَّقوا. (المفهم ج٦ ص ۴۵۵)

وفات: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت ۴۴ھ میں وفات پائی اور دیار حبیب مدینہ منورہ میں دفن ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا

سوال! مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ امّ حبیبہؓ سے عقد قیام حبشہ کے دوران ہوا اور حدیث باب میں ہے '' نعم''. جی ہاں یہ کیسے درست ہوسکتا ہے حالانکہ یہ روایت صریحہ موجود ہے کہ ابوسفیان ایمان لانے سے پہلے جب تجدید عہد کیلئے مدینہ آئے تو اُمّ حبیبہؓ نے نبی ﷺ کا بستر لپیٹ دیا تھا۔ ظاہر ہے یہ ابوسفیان کے اسلام لانے سے پہلے تھا۔

جواب! علماء نے اس کی ترتیب وتاویل پیش کی ہے ابوسفیان کو اس بات پر عار تھی کہ میری بیٹی اجمل العرب کا نکاح زمانہ غرابت و

سفر میں دوسروں کی وکالت وساطت سے ہوا اس لئے وہ چاہتا تھا کہ میری موجودگی میں اس کی تجدید وتقریب ہوتا کہ مجھ سے یہ عیب اتر جائے۔ یہ مستقل نکاح کیلئے نہیں بلکہ اپنے سے عار کو دور کرنے کیلئے اس نے کہا۔

سوال! لیکن اس پر قال نعم سے اشکال ہوتا ہے حالانکہ کسی روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تجدید ہوئی۔ تو نعم کیسے فرمایا

جواب! اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے نعم انعقاد تقریب کیلئے نہیں فرمایا بلکہ اس کے منعقد ہو چکنے پر فرمایا نعم جی ہاں یہ تو ہو چکا۔ حاصل یہ ہوا کہ ابوسفیان کیونکہ اپنے سے عیب اور مسلمانوں کی بے التفاتی کو دور کرنا چاہتا تھا اس لئے آپ ﷺ سے فرمایا تا کہ لوگوں پر واضح ہو کہ ابوسفیان محمد ﷺ کا سسر ہے۔ نعم کہنے سے یہ بات حاصل ہوگئی۔

فائدہ! ابن حزمؒ نے اس سوال کے وارد ہونیکی وجہ سے اس حدیث کو موضوع اور من گھڑت کہا ہے۔ اور اس کا سبب راوی عکرمہ بن عمار کو قرار دیا ہے لیکن جمہور علماء نے اس کی کھلی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ ابن حزم نے حکم لگانے میں جلدی کی ہے حالانکہ اس کا صحیح محمل موجود ہے جیسے ذکر ہوا ہے وتؤمّر نی حتی اقاتل الکفار . قال نعم۔

سوال! کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کسی سریّہ میں ابوسفیان کو امیر بنایا ہو پھر نعم کیسے کہا اس سوال سے ڈر کر بھی ابن حزم نے اس حدیث کی صحت سے انکار کیا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ سے وعدہ خلافی کیسے ہو سکتی ہے؟

جواب! لیکن اس کا بھی صحیح جواب موجود ہے (۱) آپ ﷺ نے امیر بنانے کا فرمایا: لیکن ایفاء سے پہلے آپ اپنے ربّ سے جا ملے۔ (۲) یہ احتمال ہے کہ کسی چھوٹے سریہ میں امیر بنایا ہو جو ہم تک منقول نہ ہوسکا تو بھی ایفاء عہد ہوگیا۔ (۳) کوئی ایسا مانع شرعی پیش آیا ہو جسکی وجہ سے ان کو امیر نہ بنایا اور مانع شرعی کی وجہ سے ایفاء عہد لازم نہیں رہتا حتی کہ خلاف شرع کام پر قسم توڑنا بہتر ہے قسم کا کفارہ دیں لیکن خلاف شرع کام نہ کریں۔ ابوزمیلؒ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ابوسفیان کی تالیف قلب کی وجہ سے نعم کے سوا جواب نہیں دیتے تھے۔ ان کی بات بھی ان جوابات کی مؤید ہے۔[1]

(۷۸) باب مِنْ فَضَائِلِ جَعْفَرٍ وَّاَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَاَهْلِ سَفِيْنَتِهِمْ

(۱۱۱۵) سیدنا جعفر، اسماء بنت عمیس، اہل سفینہ رضی اللہ عنہم کے فضائل کے بیان میں

(۴۶۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ نَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ اِلَيْهِ اَنَا وَاَخَوَانِ لِيْ اَنَا اَصْغَرُهُمَا اَحَدُهُمَا اَبُوْ بُرْدَةَ وَالْاٰخَرُ اَبُوْ رُهْمٍ اِمَّا قَالَ بِضْعًا وَاِمَّا قَالَ ثَلَاثَةً وَ خَمْسِيْنَ اَوِ اثْنَيْنِ وَ خَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِيْ قَالَ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَاَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا اِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَاَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ جَعْفَرٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هٰهُنَا وَاَمَرَنَا بِالْاِقَامَةِ فَاَقِيْمُوْا مَعَنَا قَالَ فَاَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا قَالَ فَوَافَقْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَاَسْهَمَ لَنَا اَوْ قَالَ اَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِاَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ

---

[1] نووی . المفہم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا اِلَّا مَنْ شَهِدَ مَعَهُ اِلَّا لِاَصْحَابِ سَفِيْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَاَصْحَابِهٖ قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ قَالَ فَكَانَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَنَا يَعْنِيْ لِاَهْلِ السَّفِيْنَةِ نَحْنُ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ. قَالَ فَدَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَ هِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلٰى حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ اِلَى النَّجَاشِيِّ فِيْمَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِ فَدَخَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَلٰى حَفْصَةَ وَاَسْمَاءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حِيْنَ رَاٰى اَسْمَاءَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ الْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ الْبَحْرِيَّةُ هٰذِهٖ فَقَالَتْ اَسْمَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَ قَالَتْ كَلِمَةً كَذَبْتَ يَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَلَّا وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَ يَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِيْ دَارٍ اَوْ فِيْ اَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ فِي الْحَبَشَةِ وَ ذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِيْ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللّٰهِ لَا اَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا اَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى اَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ نَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَ نُخَافُ وَ سَاَذْكُرُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَسْاَلُهٗ وَ وَاللّٰهِ لَا اَكْذِبُ وَلَا اَزِيْغُ وَلَا اَزِيْدُ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَذَا وَ كَذَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِاَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ وَلَهٗ وَلِاَصْحَابِهٖ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ اَنْتُمْ اَهْلُ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَبَا مُوْسٰى وَاَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ يَاْتُوْنَنِيْ اَرْسَالًا يَسْاَلُوْنِّيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهٖ اَفْرَحُ وَلَا اَعْظَمُ فِيْ اَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ فَقَالَتْ اَسْمَاءُ فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَبَا مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاِنَّهٗ لَيَسْتَعِيْدُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنِّيْ.

(۶۵۰۵) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہونے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے۔ پس ہم آپ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ میں اور میرے دو بھائی تھے اور میں دونوں سے چھوٹا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام ابوبردہ اور دوسرے کا نام ابورہم تھا۔ ہمارے ساتھ چند آدمی یا کہا ترپن یا باون آدمی ہمارے قبیلہ کے بھی تھے۔ پس ہم کشتی میں سوار ہوئے۔ ہمیں ہماری کشتی نے حبشہ میں نجاشی کے پاس چھوڑا۔ پس ہمیں اس کے پاس سیدنا جعفر بن ابوطالب کے ساتھی مل گئے۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور ہمیں یہاں قیام کرنے کا حکم دیا ہے۔ تم بھی ہمارے ساتھ رہو۔ پس ہم اُن کے ساتھ ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ ہم سب اکٹھے ہو کر آئے۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ سے اُس وقت ملے جب خیبر فتح ہو چکا تھا تو آپ نے ہمارے لیے حصہ مقرر کیا یا ہمیں بھی خیبر (کی غنیمت) سے عطا کیا اور فتح خیبر میں شریک لوگوں کے علاوہ غائب لوگوں میں سے کسی کو بھی اس کے مال غنیمت میں سے کچھ بھی عطا نہیں کیا تھا اور ہماری کشتی والوں کو بھی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ فتح خیبر میں شریک لوگوں کے ساتھ تقسیم غنیمت میں حصہ عطا فرمایا: پس لوگوں میں بعض نے ہمیں یعنی کشتی والوں سے کہا: ہم نے ہجرت میں تم سے سبقت کی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ہمارے ساتھ زوجہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ملاقات کرنے کے لیے حاضر ہوئیں اور اُس نے مہاجرین کے ساتھ نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور اُن کے پاس حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی ہوئی تھی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا تو کہا: یہ کون ہے؟ سیدہ حفصہ ؓ کہا: اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ حبشہ بحریہ ہے؟ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہانے کہا: ہاں۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی۔ ہم تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے (قرب کے) حقدار ہیں۔ وہ ناراض ہوگئیں اور ایک بات کہی کہ اے عمر! آپ نے غلط کہا ہے۔ ہرگز نہیں! اللہ کی قسم تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جو تمہارے بھوکوں کو کھلاتے اور تمہارے جاہلوں کو نصیحت کرتے تھے اور ہم ایسے علاقے میں تھے جو دور دراز اور دشمن ملک حبشہ میں تھا اور وہاں صرف اور صرف اللہ اور اُس کے رسول اللہ ﷺ کی رضا کیلئے تھے۔ اللہ کی قسم! میں اُس وقت تک نہ کوئی کھانا کھاؤں گی اور نہ پینے کی کوئی چیز پیوں گی جب تک آپ ﷺ کی کہی بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے نہ کرلوں اور ہمیں تکلیف دی جاتی تھی اور ڈرایا جاتا تھا۔ میں عنقریب رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کروں گی اور آپ سے اس بارے میں سوال کروں گی اور اللہ کی قسم! نہ میں جھوٹ بولوں گی، نہ بے راہ چلوں گی اور نہ ہی اس پر کوئی زیادتی کروں گی۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہانے کہا: اے اللہ کے نبی! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح کہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ میرے (قرب کے) حقدار نہیں، اُس نے اور اس کے ساتھیوں نے ایک مرتبہ ہجرت کی۔ تمہارے اور کشتی والوں کے لیے دو ہجرتیں ہیں۔ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہانے کہا: تحقیق! میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کشتی والوں کو دیکھا کہ وہ میرے پاس گروہ در گروہ آتے اور یہ حدیث سنتے تھے۔ دنیا کی کوئی چیز انہیں اس سے زیادہ خوش کرنے والی اور اس فرمان نبوی ﷺ سے زیادہ عظمت والی اُن کے ہاں نہ تھی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہانے کہا: میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ یہ حدیث مجھ سے بار بار دہرایا کرتے تھے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں جعفر بن ابی طالب اسماء بنت عمیس اور اہل سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: جعفر۔ کنیت: ابوعبداللہ۔ لقب: طیار۔ والد عبد مناف ابوطالب۔ والدہ فاطمہ۔

قبول اسلام: دارارقم میں قیام سے پہلے مسلمان ہوگئے تھے ہجرت حبشہ میں شریک ہوئے اور مسلمانوں کے متکلم تھے۔ غزوہ موتہ ۸ھ میں شہید ہوئے۔ ان کا ذکر باب من فضائل عبداللہ بن جعفر میں میں گذر چکا ہے۔

نام ونسب: نام اسماء قبیلہ خثعم سے ہیں۔ والد عمیس والدہ ہند خولہ بنت عوف۔ اسماء بنت عمیس بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن اقبل ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی اخیافی (ماں شریک) بہن تھیں۔

نکاح وقبول اسلام: جعفر طیارؓ سے نکاح ہوا اور یہ بھی دارارقم میں قیام سے قبل مشرف باسلام ہوئیں۔ حضرت جعفر ؓ کی شہادت

کے بعد غزوہ حنین کے زمانہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا پھر علیؓ کے نکاح میں آئیں ۴۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۱) حبشہ سے مدینہ کی طرف آتے ہوئے جو لوگ کشتی میں سوار ہو کر آئے اور سمندر پار کیا انہیں اہل سفینہ کہتے ہیں۔ اس میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھی اور قبیلہ اشعری کے لوگ تینوں مراد ہونگے۔ (۲) اہل سفینہ سے خاص کشتی والے بھی مراد ہو سکتے ہیں جن کو طوفان نے حبشہ کے ساحل پر ڈال دیا تھا۔ اس میں ابوموسیٰ اشعری اور ان کے رفقاء مراد ہونگے۔ انا اصغر هما احد هما ابو بر دة والآ خر ابو رهم. ابو بردہ کا نام عامر ہے۔ ابورہم کا نام مجدی ہے بروزن منھی حتی قد منا جميعا یعنی حضرت جعفر اور ان کے ساتھی اور ہم اہل سفینہ سب اکٹھے آپ ﷺ کے پاس آئے۔ اعطانا منها یہ حضرات غزوہ خیبر کی مہم میں شریک ومباشر نہ تھے لیکن مجاہدین و غازیوں کی رضاء و اجازت سے ان کو حصہ دیا گیا۔ چنانچہ بخاری میں تصریح ہے ﴿ان النبی کلّم المسلمین فشر کوهم فی سهما نهم.﴾ (رواہ البیہقی از تکملہ) بے شک نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے بات کی پھر انہیں ان کے حصہ میں شریک کیا۔ الحبشيه البحريه کیونکہ حبشہ گئی تھیں اور بحر وسمندر پر سوار ہوئی تھیں اس لئے حبشیہ و بحریہ کہا۔ سبقنا کم بالهجرة. عمر رضی اللہ عنہ کا خیال یہ تھا کہ در حقیقت ہجرت، ہجرت مدینہ ہے، لیکن صحیح بات یہی ہے کہ ہجرت حبشہ بھی ہجرت اسلام ہے۔ فی ارض البعداء و البغضاء یہ بعید و بغیض کی جمع ہیں۔ بعید نسب میں دور کیلئے اور بغیض دین میں دور ہونے والے کیلئے مستعمل ہے۔ حبشہ دور بھی تھا اور بیگانہ بھی کیونکہ یہ کفار کا علاقہ تھا صرف نجاشی مسلمان ہوا تھا۔ ولکم انتم اهل السفينة یعنی جتنا تم آئے ہو، دونوں کو شامل ہے، بھلے مکہ سے گئے تھے یا دوسرے علاقہ سے آئے[1]

(۷۹) باب مِنْ فَضَآئِلِ سَلْمَانَ وَبِلَالٍ وَّ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

(۱۱۱۶) باب: سیدنا سلیمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کے فضائل کے بیان میں

(۴۶۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَ بِلَالٍ فِيْ نَفَرٍ فَقَالُوْا (وَاللّٰهِ) مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْ خَذَهَا قَالَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَ سَيِّدِهِمْ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَخِيْ.

(۶۵۰۶) حضرت عائذ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوسفیان، سیدنا سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس آئے۔ کچھ لوگ بھی اُن کے پاس موجود تھے تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن میں اپنی جگہ پر نہیں پہنچی ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیا تم قریش کے اس شیخ اور ان کے سردار کے بارے میں ایسے کہتے ہو؟ پھر

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو اس بات کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید تو نے ان (صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو ناراض کردیا ہو اگر تو نے انہیں ناراض کردیا تو تیرا رب تجھ پر ناراض ہوجائے گا پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس آئے تو کہا: اے میرے بھائیو! میں نے تمہیں ناراض کردیا۔ انہوں نے کہا: نہیں! اے ہمارے بھائی، اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔

حدیث کی تشریح : اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں تین حضرات صحابہ کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: سلمان۔ کنیت: ابوعبداللہ۔ اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے تھے انا سلمان بن اسلام۔

رام ہرمز فارس کے صوبہ جے کے تھے بڑی دقتوں مشقتوں اور طویل سفروں اور رقیت کی صعوبتیں جھیلنے کے بعد رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں آئے۔ اسلام قبول کیا اور سکون قلب پایا۔

وفات: دوسو پچاس یا تین سو سال عمر پاکر خلافت عثمانی میں راہی دار البقاء ہوئے۔ ان کا ذکر باب خاتم النبوۃ فضائل انبیاء میں بھی گذر چکا ہے۔

نام ونسب: صهيب بن سنان بن مالك بن عبد عمرو بن عقيل بن عامر بن جندله بن خزيمه بن كعب بن سعد بن اسلم بن اوس مناة بن النمرى بن قاسط بن هنب بن افصى بن دعمى بن جديله بن اسد بن ربيعه بن نزار الربعي النمري. کسریٰ کی طرف سے ان کے والد اور چچا اُبلہ کے والی تھے۔ رومیوں نے ان پر چڑھائی کی اور مال اسباب لوٹ لیا ساتھ صہیب کو بھی قید کیا بچپن غلامی میں رومیوں کے ہاتھوں گذارا اور بنو کلب نے خرید کر ان کو مکہ پہنچادیا۔ عبداللہ بن جدعان نے آزاد کرایا اور آزاد ہونے کے بعد بھی اسی کے ساتھ رہے۔ یہ بھی آتا ہے کہ خود بھاگ کر آئے اور عبداللہ کے حلیف ہوگئے بہر حال عبداللہ بن جدعان کے ساتھ وقت گذارا۔

قبول اسلام: غریب الوطن تھے ابتداء ہی میں مسلمان ہوئے۔ اسلام کی خاطر بہت تکالیف اٹھائیں لیکن حرف وفا نہ بدلا۔

وفات: ۳۸ھ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تفصیلی ذکر باب من فضائل بلال رضی اللہ عنہ میں مستقل گذر چکا ہے۔ یا ابا بكر لعلك اغضبتهم لئن كنت اغضبتهم لقد اغضبت ربك اس میں کتنی بشارت وفضیلت ہے ان حضرات کی کہ انکی ناراضگی سے رب کے ناراض ہونیکا فرمایا۔ کیونکہ ہوسکتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان کی قرابت داری اور سرداری کا خیال ہو اور اللہ کو تو ان کی ناداری پر رحم ہے۔ یا اخیّ۔ اخ کی تصغیر ہے۔[1]

(۸۰) بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

(۱۱۱۷) باب: انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضائل کے بیان میں

(۴۷۰) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ قَالَا أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فِينَا نَزَلَتْ: ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ [آل عمران: ۱۲۲] بَنُو

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

سَلِمَةَ وَبَنُوْ حَارِثَةَ وَمَا نُحِبُّ اَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾

(۶۵۰۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ ﴿اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ ......﴾ ہمارے (بنوسلمہ اور بنوحارثہ کے) بارے میں نازل ہوئی تھی اور ہم یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آیت کریمہ نازل نہ ہوتی کیونکہ اللہ عزوجل نے ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ فرمادیا ہے۔ ان دونوں جماعتوں کا مددگار اللہ ہے۔ (آل عمران)

(۴۷۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِيّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ.

(۶۵۰۸) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! انصار کی اور انصار کے بیٹوں کی اور انصار کے بیٹوں کے بیٹوں (یعنی پوتوں) کی مغفرت فرما۔

(۴۷۲) وَ حَدَّثَنِيْهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۵۰۹) حضرت شعبہ اس سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں

(۴۷۳) حَدَّثَنِيْ اَبُوْ مَعْنِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ وَ هُوَ ابْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَغْفَرَ لِلْاَنْصَارِ قَالَ وَاَحْسِبُهُ قَالَ وَلِذَرَارِيِّ الْاَنْصَارِ وَلِمَوَالِي الْاَنْصَارِ لَا اَشُكُّ فِيْهِ.

(۶۵۱۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے لیے اور انصار کی اولاد کیلئے اور انصار کے غلاموں کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی۔

(۴۷۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى صِبْيَانًا وَ نِسَاءً مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ يَعْنِي الْاَنْصَارَ.

(۶۵۱۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ بچوں اور کچھ عورتوں کو ایک شادی میں سے آتے ہوئے دیکھا تو اللہ کے نبی ﷺ سیدھا کھڑے ہو گئے اور پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اے انصار تم مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو۔ اللہ کی قسم! اے انصار تم مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہو۔

(۴۷۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَخَلَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّكُمْ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

(۶۵۱۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ انصار کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آئی تو رسول اللہ ﷺ اُس عورت کی (بات سننے کیلئے) علیحدگی میں ہو گئے۔ اور آپ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت

میں میری جان ہے، تم لوگوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو (آپ ﷺ نے یہ بات) تین مرتبہ فرمائی۔

(۴۷۶) حَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

(۶۵۱۳) حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سند کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں۔

(۴۷۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْأَنْصَارَ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُونَ وَيَقِلُّونَ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ.

(۶۵۱۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار کے لوگ میرے بااعتماد اور مخصوص لوگوں میں سے ہیں اور لوگ تو بڑھتے چلے جائیں گے لیکن یہ کم ہوتے چلے جائیں گے لہٰذا ان کی نیکیوں کو قبول کرو اور ان کی خطاؤں کو معاف کردو۔

(۴۷۸) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَ فِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَالَ سَعْدٌ مَا أُرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا فَقِيلَ قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ.

(۶۵۱۵) حضرت ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار کے گھرانوں میں سے بہترین گھرانہ بنی نجار کا گھرانہ ہے پھر بنی عبدالاشہل کا پھر بنو حارث بن خزرج کا پھر بنوساعدہ کا اور انصار کے سب گھروں میں خیر ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں رسول اللہ ﷺ نے دوسرے لوگوں کو ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ تو ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ کو بھی تو بہت سوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۴۷۹) حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أُسَيْدِ نِ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

(۶۵۱۶) حضرت ابواسید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۴۸۰) حَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ وَ ابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَذْكُرُ فِي الْحَدِيثِ قَوْلَ سَعْدٍ.

(۶۵۱۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔ سوائے اس کے کہ اس میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا ذکر نہیں کیا گیا۔

(۴۸۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ (الرَّازِيُّ) وَاللَّفْظُ لِابْنِ عَبَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُسَيْدٍ خَطِيْبًا عِنْدَ ابْنِ عُتْبَةَ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ وَدَارُ بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ وَ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَدَارُ بَنِي سَاعِدَةَ وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتُ مُؤْثِرًا بِهَا اَحَدًا لَاٰثَرْتُ بِهَا عَشِيْرَتِيْ.

(۶۵۱۸) حضرت ابراہیم بن محمد بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سنا، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار کے گھرانوں میں سے بہترین گھرانہ بنی نجار کا گھرانہ ہے اور بنی عبدالاشہل اور بنی حارث بن خزرج اور بنی ساعدہ کا گھرانہ ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میں ان انصار پر کسی کو ترجیح دیتا تو اپنے خاندان کو ترجیح دیتا (یعنی مجھے انصار اتنے محبوب ہیں کہ میں ان پر کسی کو بھی ترجیح نہیں دیتا)۔

(۴۸۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ قَالَ شَهِدَ اَبُوْ سَلَمَةَ لَسَمِعَ اَبَا اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَتُّهَمُ اَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ كَاذِبًا لَبَدَاْتُ بِقَوْمِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَ بَلَغَ ذٰلِكَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَوَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ وَ قَالَ خُلِّفْنَا فَكُنَّا اٰخِرَ الْاَرْبَعِ اَسْرِجُوْا لِيْ حِمَارِيْ اٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ ابْنُ اَخِيْهِ سَهْلٌ فَقَالَ اَتَذْهَبُ لِتَرُدَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمُ اَوَ لَيْسَ حَسْبُكَ اَنْ تَكُوْنَ رَابِعَ اَرْبَعٍ فَرَجَعَ وَ قَالَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ وَاَمَرَ بِحِمَارِهٖ فَحُلَّ عَنْهُ.

(۶۵۱۹) حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار کے گھرانوں میں بہترین گھرانہ بنی نجار کا گھرانہ ہے پھر بنی الاشہل، پھر بنو حارث بن خزرج پھر بنو ساعدہ کا اور انصار کے سب گھرانوں میں خیر ہے۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا میں رسول اللہ ﷺ پر تہمت لگا سکتا ہوں؟ (یعنی میں آپ ﷺ کی طرف غلط بات کی نسبت نہیں کر سکتا) اگر میں جھوٹا ہوتا تو پہلے میں اپنی قوم بنی ساعدہ کا نام لیتا۔ یہ بات حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو انہیں (یہ بات سن کر) افسوس ہوا اور کہنے لگے کہ ہم چاروں گھرانوں کے آخر میں ہو گئے۔ تم لوگ میرے گدھے پر زین کسو، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاتا ہوں اور (اس بارے میں) آپ سے بات کرتا ہوں۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے نے کہا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی بات رد کرنے کیلئے جا رہے ہیں؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ تو زیادہ جانتے ہیں کیا آپ کیلئے (یہ سعادت) کافی نہیں ہے کہ تم چار میں سے چوتھے نمبر پر ہو۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ سن کر) واپس لوٹ پڑے اور فرمانے لگے: اللہ اور اُس کا رسول ﷺ ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں اور انہوں نے اپنے گدھے سے زین کھولنے کا حکم دے دیا۔

(۴۸۳) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَحْرٍ حَدَّثَنِي اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ خَيْرُ الْاَنْصَارِ اَوْ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ فِيْ ذِكْرِ الدُّوْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ.

(٦٥٢٠) حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے: بہترین انصار یا فرمایا: انصار کا بہترین گھرانہ اور پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی لیکن اس میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔

(۴۸۴) وَ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَهُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ سَمِعَا اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسٍ عَظِيْمٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اُحَدِّثُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ بَنُو النَّجَّارِ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ بنو حارث الخزرج قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ فِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مُغْضَبًا فَقَالَ اَنَحْنُ آخِرُ الْاَرْبَعِ حِيْنَ سَمّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَهُمْ فَاَرَادَ كَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِهٖ اِجْلِسْ اَلَا تَرْضٰى اَنْ سَمّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَكُمْ فِي الْاَرْبَعِ الدُّوْرِ الَّتِيْ سَمّٰى فَمَنْ تَرَكَ فَلَمْ يُسَمِّ اَكْثَرُ مِمَّنْ سَمّٰى فَانْتَهٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(٦٥٢١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں انصار کا بہترین گھرانہ نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جی ہاں! (بتائیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی عبدالاشہل، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! پھر کونسا گھرانہ؟ آپ نے فرمایا: پھر بنو نجار کا گھرانہ۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر کونسا گھرانہ؟ آپ نے فرمایا: پھر بنو حارث بن خزرج کا گھرانہ۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر کونسا گھرانہ؟ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: انصار کے سب گھروں میں خیر ہے (یہ سنتے ہی) حضرت سعد بن عبادہ غصے میں کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ کیا ہم چاروں کے آخر میں ہیں؟ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھرانے کا نام لیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر اعتراض کرنا چاہا تو ان کی قوم کے آدمیوں نے اُن سے کہا: بیٹھ جاؤ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے گھرانے کا نام چار گھرانوں میں لیا ہے اور بہت سے گھرانے ایسے ہیں کہ آپ نے اُن کو چھوڑ دیا اور اُن کا نام نہیں لیا تو پھر حضرت سعد بن عبادہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ سے بات کرنے سے رُک گئے۔

(۴۸۵) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عَرْعَرَةَ وَاللَّفْظُ الْجَهْضَمِيِّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ نِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ فِي سَفَرٍ وَكَانَ يَخْدُمُنِي فَقُلْتُ لَهُ لَا تَفْعَلْ فَقَالَ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا آلَيْتُ أَنْ لَا أَصْحَبَ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا خَدَمْتُهُ زَادَ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِمَا وَ كَانَ جَرِيرٌ أَكْبَرَ مِنْ أَنَسٍ وَ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ أَسَنَّ مِنْ أَنَسٍ.

(۶۵۲۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا۔ وہ میری خدمت کرتے تھے۔ میں نے اُن سے عرض کیا: آپ ایسے نہ کریں (یعنی میری خدمت نہ کریں) تو انہوں نے فرمایا: میں نے انصار کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے دیکھا تو میں نے قسم کھائی کہ میں جب بھی انصار میں سے کسی کے ساتھ ہوں گا تو میں اُس کی خدمت کروں گا۔ ابن اعمش اور ابن بشار نے اپنی روایات میں یہ الفاظ زائد کہے ہیں کہ حضرت جریرؓ انسؓ سے بڑے تھے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں ان میں انصار کی فضیلت حسن صحبت اور خیر دور الانصار کا ذکر ہے۔

فائدہ! طبع شدہ مسلم شریف میں باب من فضائل الانصار حدثنا محمد بن مثنی کی حدیث سے ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ باب حدیث حدثنا اسحاق بن ابراھیم الحنظلی سے شروع ہوتا ہے کیونکہ اسحاق کی حدیث میں سابقہ باب کے متعلق کوئی جملہ نہیں بلکہ انصار کے دو قبائل بنو سلمہ اور بنو حارثہ کا ذکر ہے اس لئے یہ باب ایک حدیث مقدم کر کے لکھا گیا ہے اور کل احادیث باب سولہ ہیں پہلی حدثنا اسحاق بن ابراھیم آخری حدثنا نصر بن علی الجھضمی ہے۔ **ھٰکذا صنع شیخ الاسلام۔**

انصار مدینہ منورہ کے باشندے ہیں جو دو بڑے قبائل پر منقسم ہوتے ہیں اوس اور خزرج۔ عرب کی تین قسمیں ہیں عرب بائدہ، عرب مستعربہ، عرب عاربہ۔ ان تینوں کی تعریف باب فضل نسب النبی ﷺ میں گذر چکی ہے۔ انصار عرب عاربہ میں سے ہیں اور یہی خیال کیا جاتا ہے کہ قحطان کے واسطہ سے یہ بھی اولاد اسمٰعیل علیہ السلام میں سے ہیں۔

اوس وخزرج: اوس کا ایک بیٹا تھا: مالک۔ خزرج کے پانچ بیٹے تھے عمرو، عوف، جشم، لعب، حارث، احادیث باب میں نسبی برتری کے ساتھ نصرت اسلام کی وجہ سے ان کے فضائل کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: واللہ ولیھما، بنو سلمہ خزرجی ہیں اور یہ جابر رضی اللہ عنہ کی قوم ہے بنو حارثہ اوس سے ہیں اور ان کے قریبی رشتہ دار ہیں لفظ مذکور میں ان کی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہی ان کا والی اور معاون ہوں۔ یہ سورۃ آل عمران کی آیت ۱۲۲ ہے جسکا حوالہ حدیث میں ہے اور یہ غزوہ احد کا واقعہ ہے کہ جب راستے سے عبداللہ بن ابی رأس المنافقین اپنے شتونگڑوں کو لیکر لشکر اسلام سے علیحدہ ہوا اور واپس جانے لگا تو بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے دل میں بھی یہ بات آئی...... لیکن اللہ جل جلالہ نے ان کو ہمت دی پھر یہ جم گئے بزدلی نہیں دکھائی۔

حدیث خامس: قام النبی ﷺ مُمثلاً۔ آپ ﷺ تقویت، خوشی اور احسان فرماتے ہوئے ان کے اکرام کیلئے کھڑے ہوئے۔
حدیث سادس: جاء ت امرأة من الانصار فخلابها ۔ اس عورت سے کھلے مقام میں لوگوں کے سامنے ایک طرف ہو کر بات کی جو خلوت ممنوعہ اور خلوت مع الاجنبیہ کے حکم میں نہ تھی صرف اتنی بات ہے کہ لوگ آواز نہ سنتے تھے جس کی وجہ یہ ہے کہ عورت ایسا مسئلہ پوچھ رہی تھی یا بات کر رہی تھی جو لوگوں پر ظاہر کرنیوالی نہ تھی۔ دوسرا جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ ام سلیمؓ کی طرح یہ عورت محارم میں سے ہوگی۔
حدیث ثامن: کرشی وعیبتی۔ کرش کہتے ہیں جانور کے اس حصے کو جس میں وہ غذا جمع کرتا ہے۔ عیبہ : اس خاص صندوقچے اور بریف کیس کو کہتے ہیں جس میں اپنی خاص چیزیں لباس، عطور وغیرہ محفوظ کی جاتی ہیں۔ حاصل معنٰی یہ ہے کہ انصار میرے خاص الخاص ہیں جس طرح کرش میں غذا جمع کی جاتی ہے اور عیبہ میں سامان محفوظ کیا جاتا ہے اسی طرح یہ میرے راز دار، وفادار، جانثار، حب دار ہیں۔ اللہ کے فضل سے سارے ابرار ہیں۔ یہ حدیث آپ ﷺ نے بالکل آخر عمر میں فرمائی بخاری شریف کی روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز نہیں ہوئے۔
قصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت عباسؓ اور ابوبکر صدیقؓ کا انصار کی ایک مجلس پر گذر ہوا وہ رو رہے تھے ان حضرات نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے آپ کی اس حدیث کا حوالہ دیا کہ حالت مرض میں آپ ﷺ چادر اوڑھے ہوئے تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر یہ فرمایا کہ انصار میرے خواص ہیں...... (بخاری ج۱ ص ۵۳۶)
حدیث تاسع: بنو النجار یہ خزرجی ہیں۔ بنو عبد الاشہل یہ اوسی ہیں۔ بنو ساعدہ خزرجی۔
اس حدیث پر مکمل بحث مع سوال وجواب باب من فضائل یوسف علیہ السلام میں گذر چکی ہے۔ لا مزید علیہ۔
حدیث سادس عشر: وکان یخدمنی ۔ جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ حضرت انسؓ سے عمر میں بڑے تھے لیکن انصاری ہونے کے ناتے ان کی خدمت میں فخر محسوس کرتے۔ اور ان کی تکریم وتعظیم کرتے۔[1]

(۸۱) باب من فضائلِ غِفَارَ وَاَسْلَمَ وَجُهَيْنَةَ وَاَشْجَعَ وَمُزَيْنَةَ وَتَمِيمٍ وَدَوْسٍ وَطَيِّءٍ

(۱۱۱۸) باب: قبیلہ غفار واسلم وغیرہ کے بیان میں

(۴۸۶) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْاَزْدِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ.
(۶۵۲۳) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔
(۴۸۷) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ (بْنُ عُمَرَ) الْقَوَارِيْرِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْ

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ائْتِ قَوْمَكَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰہُ وَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰہُ لَهَا.

(۶۵۲۴) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: تو اپنی قوم کے پاس جا اور اُن سے کہہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔

(۴۸۸) حَدَّثَنَا (مُحَمَّدُ) بْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۵۲۵) حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں۔

(۴۸۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَ سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ح وَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِیْ وَرْقَاءُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَبِیْبٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ عَنْ اَبِیْ عَاصِمٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنِیْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِیْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْیَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ كُلُّهُمْ قَالَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰہُ وَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰہُ لَهَا.

(۶۵۲۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ساری سندوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔

(۴۹۰) وَ حَدَّثَنِیْ حُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ خُثَیْمِ بْنِ عِرَاكٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰہُ وَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰہُ لَهَا اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَقُلْهَا وَلٰكِنْ قَالَهَا اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ.

(۶۵۲۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔ یہ میں نے نہیں کہا بلکہ اللہ عزوجل نے اس طرح فرمایا ہے۔

(۴۹۱) حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّیْثِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِیْ اَنَسٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ خُفَافِ بْنِ اِیْمَاءَ الْغِفَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ صَلَاةٍ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِیْ لِحْیَانَ وَ رِعْلًا وَ ذَكْوَانَ وَ عُصَیَّةَ عَصَوُا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَهٗ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰہُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰہُ.

(۶۵۲۸) حضرت خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز میں ارشاد فرمایا: اے اللہ! بنی لحیان، رعل، زکوان اور عصیہ پر لعنت فرما۔ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قبیلہ غفار کی مغفرت فرمادی ہے اور قبیلہ اسلم کو بچالیا ہے۔

(۴۹۲) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی وَ یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ وَ قُتَیْبَةُ وَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ غِفَارُ غَفَرَ

اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلَهٗ.

(۶۵۲۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا اور قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

(۴۹۳) حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا اُسَامَةُ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحُلْوَانِيُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ وَفِيْ حَدِيْثِ صَالِحٍ وَ اُسَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

(۶۵۳۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے اور صالح اور اُسامہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات منبر پر فرمائی۔

(۴۹۴) حَدَّثَنِيْهِ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مِثْلَ حَدِيْثِ هٰؤُلَاءِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

(۶۵۳۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں (اور پھر) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ مذکورہ ساری حدیثوں کی طرح روایت نقل کی ہے

(۴۹۵) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ (وَ) هُوَ ابْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْاَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَغِفَارُ وَاَشْجَعُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوَالِيَّ دُوْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مَوْلَاهُمْ.

(۶۵۳۲) حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ انصار، مزینہ، جہینہ، اسلم، غفار، اشجع اور جو عبداللہ کی اولاد میں سے ہیں یہ دوسرے لوگوں کے علاوہ میرے مددگار اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ ان سب کا مددگار ہے۔

(۴۹۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَ مُزَيْنَةُ وَ جُهَيْنَةُ وَ اَسْلَمُ وَ غِفَارُ وَاَشْجَعُ مَوَالٍ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ.

(۶۵۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبیلہ قریش، انصار، مزینہ، جہینہ، اسلم، غفار، اشجع دوست ہیں اور ان کا حمایتی کوئی نہیں ماسوا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے۔

(۴۹۷) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ سَعْدٌ فِيْ بَعْضِ هٰذَا فِيْمَا اَعْلَمُ.

(۶۵۳۴) حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۴۹۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ اَسْلَمُ وَ غِفَارُ وَ مُزَيْنَةُ وَ مَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ اَوْ جُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ بَنِیْ تَمِيمٍ وَبَنِیْ عَامِرٍ وَالْحَلِيفَيْنِ اَسَدٍ وَ غَطَفَانَ.

(۶۵۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ، یہ بنی تمیم، بنی عامر اور دونوں حلیفوں قبیلہ اسد اور قبیلہ غطفان سے بہتر ہیں۔

(۴۹۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِی الْحِزَامِیَّ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ح و حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ وَ حَسَنُ الْحُلْوَانِیُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنِیْ وَ قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَغِفَارُ وَاَسْلَمُ وَ مُزَيْنَةُ وَ مَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ اَوْ قَالَ جُهَيْنَةُ وَ مَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ اَسَدٍ وَطَیِّءٍ وَ غَطَفَانَ.

(۶۵۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ قبیلہ غفار، اسلم، مزینہ، جہینہ اللہ کے ہاں قیامت کے دن قبیلہ اسد، غطفان، ہوازن اور تمیم سے بہتر ہوں گے۔

(۵۰۰) حَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ يَعْقُوبُ الدَّوْرَقِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ يَعْنِيَانِ ابْنَ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَاَسْلَمُ وَ غِفَارُ وَ شَیْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَ جُهَيْنَةَ اَوْ شَیْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَحْسِبُهٗ قَالَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ اَسَدٍ وَ غَطَفَانَ وَهَوَازِنَ وَ تَمِيمٍ.

(۶۵۳۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ میں سے کچھ اور جہینہ یا جہینہ میں سے کچھ اور قبیلہ مزینہ میں سے اللہ کے ہاں بہترین ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن قبیلہ اسد، غطفان، ہوازن اور تمیم سے (بہتر) ہوں گے۔

(۵۰۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ يَعْقُوبَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَكْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ جَاءَ اِلٰی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ اَسْلَمَ وَ غِفَارَ وَ مُزَيْنَةَ وَاَحْسِبُ جُهَيْنَةَ مُحَمَّدٌ نِ الَّذِیْ شَكَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ اَسْلَمُ وَ غِفَارُ وَ مُزَيْنَةُ وَ اَحْسِبُ جُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِیْ تَمِيمٍ وَبَنِیْ عَامِرٍ وَاَسَدٍ وَغَطَفَانَ اَخَابُوْا وَخَسِرُوْا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّهُمْ لَاَخْيَرُ مِنْهُمْ وَلَيْسَ فِیْ حَدِيثِ ابْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ مُحَمَّدٌ نِ الذی شَكَّ.

(۶۵۳۸) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ اور میرا گمان ہے کہ جہینہ اس میں راوی محمد کو شک ہے (ان قبیلوں کے لوگ) جنہوں نے آپ کی بیعت کی ہے۔ یہ حاجیوں کا مال چوری کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کے لوگ بنی تمیم اور بنی عامر اور اسد غطفان سے بہتر ہوں تو کیا یہ نا کامی اور خسارے میں رہیں گے۔ حضرت اقرع نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بلاشبہ یہ لوگ (قبیلہ اسلم و غفار وغیرہ کے لوگ) ان لوگوں سے بہتر ہیں اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں راوی محمد کے شک کا ذکر نہیں۔

(۵۰۲) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي سَيِّدُ بَنِي تَمِيمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَ قَالَ وَ جُهَيْنَةُ وَلَمْ يَقُلْ اَحْسِبُ.

(۶۵۳۹) سید بنی تمیم محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب ضبی اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں لیکن اس میں جہینہ کے بارے میں راوی نے یہ نہیں کہا، میرا گمان ہے۔

(۵۰۳) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَسْلَمُ وَ غِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ وَالْحَلِيفَيْنِ بَنِي اَسَدٍ وَ غَطَفَانَ.

(۶۵۴۰) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ (کے لوگ) بنی تمیم اور بنی عامر اور دو حلیفوں بنی اسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔

(۵۰۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ح وَ حَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي بِشْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

(۶۵۴۱) حضرت ابی بشر سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے۔

(۵۰۵) وَحَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَ اَسْلَمُ وَ غِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ فَاِنَّهُمْ خَيْرٌ وَفِي رِوَايَةِ اَبِي كُرَيْبٍ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَ مُزَيْنَةُ وَ اَسْلَمُ وَ غِفَارُ.

(۶۵۴۲) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے کہ اگر قبیلہ جہینہ، اسلم، غفار (کے لوگ) بنی تمیم اور بنی عبداللہ بن غطفان اور عامر بن صعصعہ سے بہتر ہوں؟ اور آپ ﷺ نے اپنی آواز کو بلند فرمایا: صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر تو وہ لوگ نا کامی اور خسارے میں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ اُن سے بہتر ہیں۔

(۵۰۶) حَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ اَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لِیْ اِنَّ اَوَّلَ صَدَقَةٍ بَيَّضَتْ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ وُجُوْهَ اَصْحَابِهٖ صَدَقَةُ طَيِّءٍ جِئْتَ بِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

(۶۵۴۳) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: سب سے پہلا وہ صدقہ جس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہروں کو منور کر دیا تھا وہ قبیلہ طی کے صدقہ کا مال تھا، جسے لے کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔

(۵۰۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَدِمَ الطُّفَيْلُ وَاَصْحَابُهٗ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ دَوْسًا قَدْ كَفَرَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَقِيْلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّائْتِ بِهِمْ.

(۶۵۴۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی آئے، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دوس نے کفر کیا اور (اسلام لانے سے) انکار کر دیا ہے آپ اُن پر بددعا فرمائیں۔ پھر کہا جانے لگا کہ اب وہ ہلاک ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! دوس کو ہدایت عطا فرما اور اُن کو (اسلام کی طرف) لے آ۔

(۵۰۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَا اَزَالُ اُحِبُّ بَنِیْ تَمِيْمٍ مِنْ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِیْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا قَالَ وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ.

(۶۵۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بنی تمیم کے بارے میں تین باتیں سنی ہیں۔ جس کی وجہ سے میں ہمیشہ اُن سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: وہ لوگ (یعنی بنی تمیم) میری اُمت میں سے سب سے زیادہ سخت دجال پر ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ان کے صدقات آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ انہی میں سے حضرت سیدہ عائشہؓ کے پاس ایک باندی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

(۵۰۹) حَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَا اَزَالُ اُحِبُّ بَنِیْ تَمِيْمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُهَا فِيْهِمْ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ.

(۶۵۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بنی تمیم کے بارے میں تین باتیں سنی

ہیں جس کے بعد میں ہمیشہ بنی تمیم سے محبت کرنے لگا ہوں۔ پھر اس کے بعد مذکورہ حدیث کی طرح روایت ذکر کی۔

(۵۱۰) وَحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْمَازِنِيُّ إِمَامُ مَسْجِدِ دَاوُدَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ثَلَاثُ خِصَالٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَنِي تَمِيمٍ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُمْ بَعْدَهُ وَ سَاقَ الْحَدِيثَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ هُمْ أَشَدُّ النَّاسِ قِتَالًا فِي الْمَلَاحِمِ وَلَمْ يَذْكُرِ الدَّجَّالَ.

(۶۵۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بنی تمیم کے بارے میں سنا: (کہ) تین خصلتیں جن کی وجہ سے میں اُن سے ہمیشہ محبت کرنے لگا ہوں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پچیس حدیثیں ہیں۔ ان میں چند قبائل کا ذکر ہے۔

مذکورہ قبائل وہ ہیں جو عموماً عرب میں کوئی نمایاں مقام نہ رکھتے تھے بلکہ بعض تو ان میں سے قبائح اور شرارتوں میں مشہور تھے لیکن اسلام میں تقدیم اور پہل کی وجہ سے معزز ہوئے اور اپنی تمام گھٹیا حرکات سے باز آئے۔ چنانچہ بڑے قبائل اور سردار اس میں پیچھے رہ گئے مثلاً بنو عامر، بنو اسد۔ اسلام نے کمزوروں کو عزت دی اور سرکش اور سرداروں کو فرو کیا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ (ال عمران ۲۶) اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے اے اللہ تو ہی مالک ملک ہے جسے چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے (جب) چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ساری بھلائی تیرے قبضے میں ہے۔ ابوسفیانؓ اور عباسؓ یہ مانے ہوئے سردار تھے لیکن نام فہرست کے آخر میں۔ من بطّا به عمله لم یسرع به نسبه. (مشکوۃ ۳۳) جس کا عمل کم ہو نسب اس کو بلند نہیں کر سکتا۔ سچ ہے کہ عزت کا دار و مدار دین اسلام کی پیروی ہے۔ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ (ال عمران ۱۳۹) اور تم ہی بلند ہو (دنیا و آخرت میں) اگر تم ایمان والے ہو۔

حدیث اول: غفار غفر الله لها و اسلم سالمها الله۔ غفار بکسر السین یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی قوم ہے۔ ابوذر اور ان کے بھائی انیس کے اسلام کا قصہ مستقل باب میں گذر چکا ہے۔ ان کیلئے دعاء فرمائی۔ اَلْاِسْلَامُ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ اسلام قبول کرتے ہی انہوں نے سب حرکات شنیعہ چھوڑ دیں۔ غفار غفر اللہ لھا سے صنعۃ تجنیس بھی سمجھ میں آئی کہ غفار مغفرت سے ہے۔

حدیث رابع: یہ طویل السند اور کثیر التحویل حدیث ہے۔

حدیث خامس: قالها الله سے اس بات کی وضاحت فرمادی کہ میں نے دعاء کی اللہ نے قبول فرمائی اور غفر اللہ فرمایا تو اب یہ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ نبی ﷺ کی طرف سے دعاء اللہ کی طرف سے عطاء۔

حدیث سادس: عن خفاف بن ایماء. خفاف اور ایماء باپ بیٹا دونوں صحابی ہیں۔ خفاف رضی اللہ عنہ بنو غفار کے امام و خطیب تھے صلح حدیبیہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ اللّٰهمّ العن بنی لحیان و رعلا و ذکوان و عصيّة۔ یہ چاروں وہ غدار قبیلے ہیں جنہوں نے بیر معونہ پر ستر قراء و معلمین قرآن سے دھوکہ کیا اور سوا ایک آدھ کے سب کو قتل کر دیا۔ حرام ابن ملحان رضی اللہ عنہ اسی میں شہید ہوئے جنہوں نے شہادت کے وقت کہا فزتُ و ربّ الکعبة ۔ آپ ﷺ نے

قنوت نازلہ پڑھی اوران کے لئے یہ جملے فرمائے۔ عصیّة عَصَوُا الله و رسوله میں بھی صنعت تجنیس ہے۔

حدیث عاشر: الانصار و مزینه و جهینه ......انصار، مزینہ، جھینہ، غفار، اشجع۔ زمانہ جاہلیت میں یہ قبائل بنوعامر بن صعصعہ، بنوتمیم بن مرّ، سے کم درجہ والے تھے پہلے اسلام قبول کیا تو معاملہ برعکس ہوگیا۔

مزینہ: یہ عمرو بن اُدّ بن طابخہ کی بیوی کا نام ہے یہ مزینہ بنت کلب بن وبرہ ہے اس کے بطن سے عمرو کے دو بیٹے اُوس اور عثمان ہیں۔ ان کی اولاد کو بنومزینہ اور مزنی کہا جاتا ہے۔ قدیم الاسلام صحابی عبداللہ بن مغفّل مزنی اسی قبیلے سے ہیں۔ ان کے چچا خزاعی بن عبدنھم اور اُیاس بن ہلال اور اُیاس کا بیٹا قرہ (بن ایاس) وغیرہم اسی قبیلے کے ہیں۔

جھینہ: یہ جھینہ بن زید بن لیث بن سود بن اسلم کی اولاد ہیں جن کو بنوجہنی کہا جاتا ہے عقبہ بن عامر جہنی مشہور صحابی اسی قبیلہ سے ہیں۔

اشجع: بروزن احمر یہ اشجع بن ریث کی اولاد ہیں نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف صحابی اس قبیلہ میں سے ہیں۔ ومن کان من بنی عبد الله موالیّ یعنی انصار تو خاص دوست اور مددگار ہیں۔ بنی عبداللہ سے مراد بنوعبدالعزی غطفانی ہیں جنکا نام اسلام لانے کے بعد آپ ﷺ نے عبدالعزّی کی بجائے عبداللہ کردیا تھا۔ عرب ان کو بنی محولہ (اپنے باپ کا نام بدلنے والے) کہتے تھے۔

حدیث ثالث عشر: والحلیفین اسد و غطفان . ان کی بد باطنی کی وجہ سے دوسروں کو ان پر برتری دی۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد انہیں میں سے طلیحہ بن خویلد کے ساتھ مرتد ہوئے اور بنوتمیم پہلے مرتد ہو چکے تھے۔ بنوتمیم اور اسد کی تعداد زیادہ تھی مگر عزت کثرت سے نہیں اطاعت سے ملتی ہے۔ یہ اصل قبیلے اور ان کے حلیف اپنی ہی روش پر رہے۔ اور دوسرے عزت پا گئے۔

حدیث سادس عشر: انّ الا قرع بن حابس . یہ بنوتمیم سے تھے زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ اسلام قبول کر کے اپنے لئے اچھا فیصلہ کیا!! پھر اللہ نے بھی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ کردیا۔ یہی صحابی ہیں جنہوں نے حجرے کے باہر سے آپ ﷺ کو پکارا تھا۔ ابتداء میں ان کو کچھ شبہات تھے پھر ماشاء اللہ شرح صدر ہوا اور پکے مؤمن ہوئے۔ مؤلفة القلوب میں سے ہیں فتح مکہ، حنین، طائف، یمامہ میں شریک ہوئے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں باعزت تھے۔ آخرت میں بھی باعزت ہونگے۔

شہادت: دور عثمانی میں خراسان کے علاقہ جوز جان میں شہید ہوئے۔ یہ بھی آتا ہے کہ جنگ میں اپنے دس بیٹوں سمیت شہید ہوئے۔ رضی الله عنهم۔ قیل له الا قرع لقرع کان براسه. اقرع انکوسر میں کچھ حصہ بالوں سے خالی ہونے کی وجہ سے کہا جاتا تھا۔ انّما بایعك سرّاق الحجیج۔ قاطع الطریق ڈاکو۔ وہ بھی ایسے جو حجاج کرام زائرین بیت اللہ سے بھی نہ ٹلتے۔ اسلام لانے والے قبائل کیونکہ پہلے اس میں آلودہ اور ملوث تھے اس لئے یہ فرمایا۔ لیکن اسلام کی بہار سے دل سے اس قسم کے سب کانٹے چھٹ گئے۔

حدیث عشرون: بیّضت وجه رسول الله ﷺ۔ فرحت ومسرّت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کا چہرہ انور کھل گیا یہ صدقات طئی کی طرف سے آئے تھے۔

حدیث حادی عشرون: قدم الطفیل۔ یہ طفیل بن عمرو دوسی ہے۔ ان کو ذوالنور بھی کہا جاتا ہے۔

ذوالنور کی وجہ تسمیہ: اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو قوم کی طرف بھیجا یہ کہنے

لگے اجعل لی آیة .میرے لئے کوئی نشانی کر دیجئے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اللّٰھم نوّر له . ان کی آنکھوں کے درمیان روشنی چمک اٹھی عرض کیا یارسول اللہ قوم اس کو مثلہ کہے گی پھر یہ روشنی ان کی چھڑی میں آگئی اور وہ تاریکی میں روشن ہوتی تھی۔اللّٰھم اھد دوسا و ائت بھم اسکا مصداق کلبیؒ کے بیان کے مطابق حبیب بن عمرو بن حثمہ الدوسی ہے۔ جو دوس کے حاکم تھے، یہ عہدہ ان کو نسل در نسل وراثت سے ملاتھا۔زمانہ جاہلیت میں حبیب کہتے تھے انّی لأ علم انّ خالقا لکنی ما ادری من . مجھے یقین ہے کہ مخلوق کا کوئی خالق ہے لیکن پتہ نہیں وہ کون ہے۔آپ ﷺ کی بعثت کا غوغا سن کر اپنی قوم کے پچپن افراد لیکر حاضر خدمت ہوئے اور سب ہی ایمان لائے۔

حدیث ثانی عشرون :لا أزال احبّ من بنی تمیم من ثلاث ۔میں ہمیشہ بنوتمیم سے تین وجہ سے محبت کرتا ہوں۔بنوتمیم سے محبت کی تین وجوہ۔(۱)ھم اشدّ امتی علی الدجّال. آخری حدیث میں ہے اشدّ الناس قتالا فی الملاحم. پہلا جملہ خاص اور دوسرا مطلق اور عام ہے حاصل یہ ہوگا یہ قوم میدان جہاد میں نڈر اور دلیر ہے بالخصوص قتال دجال میں۔جب یہ عام لڑائیوں میں بے جگری سے لڑتے ہیں تو دجال کے مقابلہ میں اور زیادہ سخت ہونگے اور اس کے پرخچے اڑائیں گے۔ ان شاء اللہ

(۲)صدقات قومنا۔اس نسبت کی وجہ سے محبت ہے۔قومنا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بنوتمیم کا نسب الیاس بن مضر تک آنحضرت ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔اسی طرح اگر کسی اور شخص یا قبیلہ کیلئے آپ ﷺ نے من قومی یا قومنا فرمایا تو وہاں بھی قریب یا بعید اتصال نسب ہوگا۔

(۳)ایک قیدی کنیز کے متعلق جو آپ ﷺ نے سیدہ عائشہؓ سے اچھے برتاؤ کی تاکید فرمائی اس لئے ان سے محبت ہے تفصیل قصہ یہ ہے کہ سیدہ عائشہؓ کے دل میں بنو اسماعیل کی شفقت تھی بنوعنبر (جو بنوتمیم کی ایک شاخ ہے) کے جب قیدی آئے تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے فرمایا: اب ان میں سے خریدلو یہ بنواسماعیل میں سے ہیں۔اس طرح یہ سبیہ انکے پاس آئی۔

سوال !اس حدیث میں بنوتمیم کی تعریف کی گئی ہے اور باب کی تیرھویں حدیث میں ہے جھینة خیر من بنی تمیم ......ان میں تعارض ہوا۔

جواب !خیر اسم تفضیل کا صیغہ ہے (دراصل اخیَرُ تھا) جسکا معنٰی ہے زیادہ بہتر پہلی حدیث میں ان قبائل کو بہتر و افضل کہا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قبائل بنوتمیم سے بہتر ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بنوتمیم کیلئے کوئی فضیلت ہی نہیں نفس فضیلت تو بنوتمیم کیلئے ثابت ہے جو اس حدیث کا مقتضا ہے اور افضل وہ ہیں جو پہلی حدیث کا مطلب ہے۔یاد رہے کہ جن قبائل کی مذمت آئی ہے یہ ان کے بدعمل اور غلط عقیدہ ہونے کی وجہ ہے ان میں جو لوگ اسلام قبول کر چکے وہ تو قابل تعریف ہیں اسی طرح کسی قبیلہ کا کوئی فرد جاہلیت میں رہا تو اس کیلئے فضیلت ثابت نہ ہوگی۔[1]

---

[1] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

(۸۲)باب خِيَارِ النَّاسِ

(۱۱۱۹)باب بہترین لوگوں کے بیان میں

(۵۱۱) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا وَتَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فِي هٰذَا الْأَمْرِ أَكْرَهُهُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ فِيهِ. وَتَجِدُونَ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

(۶۵۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کو معدنیات جیسا پاؤ گے۔ زمانہ جاہلیت میں جو لوگ بہترین تھے، زمانہ اسلام میں بھی وہ لوگ بہترین ہوں گے جبکہ وہ (دین) میں سمجھ حاصل کریں اور تم اسلام کے معاملے میں لوگوں میں سے بہتر اُس آدمی کو پاؤ گے جو اسلام لانے سے پہلے اُس سے زیادہ نفرت کرتا ہوا اور تم لوگوں میں سے بدترین اُس آدمی کو پاؤ گے جو دورخا آدمی ہو جو ان کے پاس ایک رخ لے کر آتا ہے اور اُن کے پاس دوسرا رخ لے کر آیا ہے۔

(۵۱۲) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ أَبِي زُرْعَةَ وَالْأَعْرَجِ تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فِي هٰذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً حَتّٰى يَقَعَ فِيهِ.

(۶۵۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو معدنیات کی کانوں جیسا پاؤ گے (یہ حدیث) زہری کی حدیث کی طرح ہے، سوائے اس کے کہ ابوزرعہ اور اعرج کی روایت میں ہے کہ تم لوگوں میں سے اسلام لانے کے معاملہ میں لوگوں میں سے بہترین اُس آدمی کو پاؤ گے جو اسلام لانے سے پہلے اس سے زیادہ نفرت کرتا ہو۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ ان میں اچھے لوگوں کا ذکر ہے۔

اس سے پہلے افراد یا قبائل کے نام لیکر متعین فضائل کا ذکر تھا۔ اس باب میں علی الاطلاق اخیار وابرار کا ذکر ہے۔

فخيار هم في الجا هلية خيار هم في الاسلام. اس کی تفصیل فضائل یوسف علیہ السلام میں گذر چکی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ فضیلت ومرتبہ کی اصل بنیاد تفقہ فی الدین اور تقوی ہے اگر اس کے ساتھ نسبی شرافت بھی مل جائے تو پھر کیا کہنے مرتبہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ **تجدون الناس معادن.** جس طرح معدن (کان) ذخیرہ کا خزانہ اور جڑ ہوتی ہے۔ جس طرح کان سے مختلف موتی نکلتے ہیں اسی طرح لوگ بھی شرافتوں اور نسبوں میں مختلف ہوتے ہیں۔ **تجدون من خير الناس في هٰذا الامر اكرههم.** اس میں دو احتمال ہیں۔

(۱) اکراہ سے مراد اسلام میں نہ چاہتے ہوئے داخل ہونا یعنی اوّلاً تو ان کو شرح صدر نہ تھا جبراً یا دیکھا دیکھی مسلمان ہو گئے پھر بعد میں

خوب اسلام کا کام کیا اور اپنے تو کجا! دوسروں کے شبہات دور کئے تو اب یہ بہتر ہو گئے کیونکہ اسلام راسخ ہو گیا۔ جیسے حضرت عمرؓ خالد بن ولیدؓ۔ پہلے تو ہچکچاتے آئے پھر آ کر میدانوں اور ایوانوں میں مقتدا بن گئے۔

(۲) الامر سے امارت مراد ہو کہ جس نے امارت کی خواہش، طمع اور مطالبہ نہ کیا پھر زبردستی اس کو بنا دیا گیا۔ اس کی تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے اور بہترین لوگوں میں سے ہوگا اور جس نے امارت چھینی زبردستی قبضہ کیا تو اس کو اپنے نفس کے سپرد کر دیا جائیگا۔ اکراہ برائے اسلام یا امارۃ دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔[۱]

(۸۳) بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ نِسَآءِ قُرَيْشٍ

(۱۱۲۰) باب: قریشی عورتوں کے فضائل کے بیان میں

(۵۱۳) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَنِ ابْنِ طَاؤسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَنِ ابْنِ طَاؤسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ قَالَ اَحَدُهُمَا صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ وَ قَالَ الْاٰخَرُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى يَتِيْمٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ يَدِهٖ.

(۶۵۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین عورتیں اونٹوں پر سوار ہونے والی ہیں۔ راویوں میں سے ایک راوی نے کہا کہ وہ قریش کی نیک عورتیں ہیں اور دوسرے راوی نے کہا کہ وہ قریش کی وہ عورتیں جو اپنے چھوٹے بچوں پر سب سے زیادہ مہربان ہیں اور اپنے خاندوں کے مال کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہیں۔

(۵۱۴) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ وَ ابْنُ طَاؤسٍ عَنْ اَبِيْهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَرْعَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَلَمْ يَقُلْ يَتِيْمٍ.

(۶۵۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن طاؤس اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی لیکن اس روایت میں یتیم کا لفظ نہیں۔

(۵۱۵) حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ اَحْنَاهُ عَلٰى طِفْلٍ وَ اَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ يَدِهٖ قَالَ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى اِثْرِ ذٰلِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيْرًا قَطُّ.

(۶۵۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ قریشی عورتیں اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے بہترین ہیں اور بچوں پر سب سے زیادہ مہربان اور اپنے خاوندوں کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔ اس روایت کے بیان کرنے کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ حضرت مریم بنت عمرانؑ اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں۔

---

[۱] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۵۱۶) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ ابْنُ حُمَیْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَطَبَ اُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ کَبُرْتُ وَلِیْ عِیَالٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَیْرُ نِسَاءٍ (رَکِبْنَ) ثُمَّ ذَکَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یُوْنُسَ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ۔

(۶۵۵۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب کو نکاح کا پیغام بھجوایا تو حضرت اُم ہانیؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تو بوڑھی ہو چکی ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین عورتیں سوار ہونے والی ہیں اور پھر یونس کی روایت کی طرح حدیث ذکر کی صرف لفظی فرق ہے، ترجمہ وہی ہے۔

(۵۱۷) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوٗسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَیْرُ نِسَاءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ۔

(۶۵۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے بہترین عورتیں قریشی عورتیں ہیں جو کہ چھوٹے بچوں پر بہت مہربان اور اپنے خاوندوں کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔

(۵۱۸) حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَکِیْمٍ الْاَوْدِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ یَعْنِیْ ابْنَ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمٰنُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِیْ سُهَیْلٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ مَعْمَرٍ هٰذَا سَوَاءً۔

(۶۵۵۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح اس طریقے سے روایت نقل کی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں قریش کی مستورات کے فضائل کا ذکر ہے

حدیث اوّل: خیر نساء رکن الابل۔

نساء قریش۔ قریش کی عورتوں کی فضیلت تین وجوہ سے ہے۔ (۱) شجاعت بہادری کہ اکیلی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ایک یہودی کو مار کر سر کاٹ لائیں۔ (۲) بچوں پر شفقت۔ (۳) عفت وحفاظت: نساء قریش جب خیر الناس عرب سے بہتر وافضل ہیں تو اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے بھی لازماً افضل ہونگی۔ لیکن مریم بنت عمران کیونکہ انکے زمانے کی عورتوں میں سے نہ تھیں اس لئے اس کا مفضول ہونا ثابت نہ ہوگا۔ تفصیل مع الاختلاف باب فضائل خدیجہؓ میں دیکھئے۔ یہ فضیلت قریش کی سب عورتوں کیلئے نہیں کہ ہر حال میں دیگر عورتوں سے افضل ہیں۔ بلکہ یہ فضیلت اس کیلئے ہے جس میں یہ صفات عملاً موجود ہوں۔ مجموعی حیثیت سے فضیلت ہے علی الانفراد ضروری نہیں۔ احناہ۔ اسم تفضیل مشتق من الحنو ہے بمعنی شفقت قیاس کے مطابق یہاں بھی احناھن. جمع کی ضمیر کیساتھ ہونا چاہئے تھا۔ احناہ سماع اور استعمال کی وجہ سے ہے۔

حانیہ: ہرویؒ نے یہ کہا ہے کہ حانیہ اس عورت کو کہتے ہیں جو یتیم کی پرورش کرے۔ جو بیوہ عورت نکاح کرلے اس کیلئے لغۃً لفظ حانیہ استعمال نہیں ہوتا۔ شفقت کا لفظ عام اور حانیہ خاص ہوا۔ جیسے بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک عورت نے آپ ﷺ کی طرف سے

پیغام نکاح کا جواب دیا کہ میں نہیں چاہتی کہ میرے پانچ بچے آپ کے سر پر چلائیں اور آپ کو تکلیف ہو۔ اس سے پتہ چلا جمیع امور میں شوہر کی رعایت کرتی تھیں۔ رکبن الابل اس سے مراد مطلقاً سواری ہے اس میں ناقہ، ابل، فرس، بغل، حمار سب شامل ہونگے۔ جیسے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کیلئے لفظ بعیر استعمال ہوا ہے جس کا معنی مطلقاً سواری ہے کیونکہ وہ اونٹ پر نہیں بلکہ حمار پر سوار تھے۔ (فتح الباری ج۶ ص۴۷۳)

حدیث ثالث: ولم ترکب مریم بنت عمران بعیرا قط. اس جملے سے بعض نے یہ استدلال کیا ہے کہ مریم نساء قریش سے مفضول ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں ان کی عدم فضیلت کا ذکر نہیں بلکہ سوار نہ ہونے کا ذکر ہے۔

حدیث رابع: خطب ام ہانی۔ ان کا نام فاختہ تھا۔[1]

(۸۴) باب مُوَاخَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ اَصْحَابِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

(۱۱۲۱) باب: نبی ﷺ کا صحابہؓ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرانے کے بیان میں

(۵۱۹) حَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ آخَى بَيْنَ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَ بَيْنَ اَبِيْ طَلْحَةَ.

(۶۵۵۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان آپس میں بھائی چارہ قائم کرایا تھا۔

(۵۲۰) حَدَّثَنِيْ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ قَالَ قِيْلَ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَلَغَكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ اَنَسٌ قَدْ حَالَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْاَنْصَارِ فِيْ دَارِهِ.

(۶۵۵۷) حضرت عاصم بن احول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں حلف نہیں ہے۔ تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے گھر میں قریش اور انصار کے درمیان حلف کروایا تھا۔

(۵۲۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حَالَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْاَنْصَارِ فِيْ دَارِيَ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ.

(۶۵۵۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں جو کہ مدینہ منورہ میں تھا قریش اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کرایا تھا۔

(۵۲۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا حِلْفَ فِي الْاِسْلَامِ وَ اَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً.

(۶۵۵۹) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جائیداد کا وارث بنانے والے حلف (قسم) کا اسلام میں کوئی اعتبار نہیں اور زمانہ جاہلیت میں جو حلف نیکی کے لیے تھا وہ اب اسلام میں اور زیادہ مضبوط ہو گیا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں بھائی چارگی کا ذکر ہے۔

حدیث اول: اخی بین ابی عبید بن الجراح و بین ابی طلحة .

مواخات کی تعریف: المواخاة اخوۃ سے مشتق باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی بھائی چارگی، آپس میں بھائی بھائی بننا۔

المواخاة هی ان یتعاقد الرجلان علی التناصر والمواساة والتوارث حتی یصیر کالا خوین نسباً مواخات یہ ہے کہ دو آدمی باہم مدد و مدارات اور وراثت پر عقد کر لیں اور برتاؤ میں مثل حقیقی بھائیوں کے ہوں۔ قبل از اسلام اسی کو حلف کہا جاتا تھا۔ اس کا باقی حکم بحالہا ہے۔ وراثت کو شریعت نے منسوخ کر کے اہل قرابت و عصبات کے ساتھ مختص کر دیا ہے۔ اس آیت کے نازل ہونے پر۔ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ (سورۂ احزاب) اور حکم فرمایا لا حلف فی الاسلام. اب مدارات اور معاونت علی الحق باقی ہے اور وراثت نہیں۔ اسی طرح پہلے رائج تھا کہ ہر حال میں اپنے حلیف کی مدد کرنی ہے بھلے حق پر ہو یا ناحق اور ظالم ہو۔ اس میں اسلام نے اصلاح کر دی کہ سچ اور حق پر تعاون کرو۔

﴿وتعاونوا علی البرّ والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللّٰہ﴾ (مائدہ۲)

اور تم نیکی اور پرہیزگاری پر مدد کرو اور گناہ اور ظلم و زیادتی پر مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔

ظالم کو ظلم سے روکیں اور مظلوم کو ظلم سے بچائیں یہ دونوں کی مدد ہے وہ گناہ سے بچے اور یہ مصیبت سے۔ ولینصر الرجل اخاه ظالما او مظلوما ان کان ظالما فلینهه فانه له نصروان کان مظلوما فلینصره. (مسلم ج۲ ص۳۲۰) اور چاہیے کہ آدمی اپنے بھائی کی مدد کرے خواہ ظالم ہو یا مظلوم اگر ظالم ہو تو اس کو روک دے پس یہی اس کی مدد ہے اور اگر مظلوم ہو تو اس کی بھی مدد کرے۔ اس حدیث میں نصرت کا محل متعین کر دیا ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے کہا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کے درمیان ہجرت سے پہلے بھی مواخات کی تھی۔ اور ہجرت فرمانے پر مدینہ منورہ میں بھی مواخات فرمائی۔ پچاس صحابہ کے درمیان مواخات فرمائی۔ المفہم کی عبارت ملاحظہ ہو۔ "انّ رسول اللّٰہ ﷺ آخی بین اصحابه مرّتین بمکة قبل الهجرة و (بالمدینة) بعد الهجرة

مدینہ میں مواخات کی ترتیب یہ ہے

فاٰخی رسولُ اللّٰہ صلی علیه وسلم بین علی ابن ابی طالب ونفسه ، و آخی بین ابی بکر الصدیق و بین خارجة بن زید ،و بین عمر بن الخطاب و عتبان بن مالك ، و بین عثمان بن عفان وأوس بن ثابت اَخِی حسان بن ثابت، وبین عبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن الربیع، وبین الزبیر وسَلَمة بن سلامة بن وَقش ، وبین طلحة و کعب بن مالك، و بین أبی عبیدة و سعد بن معاذ، وبین سعد ومحمد بن مسلمة ، و بین سعید بن زید و أُبی بن کعب ، وبین مصعب بن عمیر و أبی أیوب ، وبین عمار و حذیفة ، حلیف بنی عبد الاشهل ،

وقيل: بين عمار و ثابت بن قيس ، وبين أبى حذيفة بن عتبة و عباد بن بشر ، و بين أبى ذر والمنذر بن عمرو، و بين ابن مسعود وسهل بن حنيف ، و بين سلمان الفارسى، وأبى الدرداء، و بين بلال وأبى رويحة الخثعمى ، وبين حاطب بن أبى بلتعة وعويمر بن ساعدة ، و بين عبد الله بن جحش و عاصم بن ثابت ، وبين عبيدة بن الحارث و عمير بن الحمام ، أخيهما. وعبدالله بن جبير ، و بين عثمان بن مظعون و العباس بن عبادة ، و بين عتبة بن غزوان و معاذ بن ماعص ، وبين صفوان بن بيضاء ورافع بن المعلى ، وبين المقداد بن عمرو وعبد الله بن رواحة ، وبين ذى الشمالين ويزيد بن الحارث من بنى حارثة وبين أبى سلمة بن عبد الأسد و سعد بن خيثمة ، وبين عمير بن أبى وقاص و خبيب بن عدىّ ، وبين عبد الله بن مظعون و قطبة بن عامر، و بين شماس بن عثمان و حنظلة بن أبى عامر ، و بين الأرقم بن أبى الأرقم وطلحة زيد الأنصارى ، و بين زيد بن الخطاب ومعن بن عدى، وبين عمرو بن سراقة وسعد بن زيد من بنى عبدالأشهل، وبين عاقل بن الكبير و مبشر بن عبدالمنذر، و بين عبد الله بن مخرمة وفروة بن عمرو البياضى، وبين خنيس بن حذيفة و المنذر بن محمد بن عقبة بن أُحيحة بن الجلاخ ، وبين أبى سبرة بن أبى رهم و عبادة بن الحسحاس، و بين مسطح بن أثاثة وزيد بن المزين، وبين أبى مرثد الغنوى وعبادة بن الصامت، وبين عُكّاشة بن محصن والمجذر بن زياد حليف الأنصار، وبين عامر بن فُهيرة والحارث ابن الصِّمة، وبين مهجع مولى معر و سُراقة بن عمرو النجارى. قال: وقد كان رسول اللهﷺ آخى بين المهاجرين قبل الهجرة (على الحق والمواساة)

مکہ میں مواخات کی ترتیب یہ ہے

فآخى بين أبى بكر و عمر ، وبين حمزة وزيد بن حارثة، وبين عثمان بن عفان و عبد الرحمٰن بن عوف ، وبين الزبير وابن مسعود، وبين عبيدة بن الحارث و بلال ، وبين مصعب بن عمير وسعد بن أبى وقاص ، وبين أبى عبيدة وسالم مولى أبى حذيفة ، وبين سعيد بن زيد وطلحة بن عبيد الله (رضى الله تعالىٰ عن جُملة المهاجرين والأنصارو ارضاهم)

حدیث ثانی: لا حلف فى الاسلام اہل جاہلیت والا طریقہ حلف نہ اپناؤ اصلاح شدہ اسلامی طریقہ اختیار کرو۔[1]

(۸۵) باب بَيَانِ اَنَّ بَقَآءَ النَّبِيِّ ﷺ اَمَانٌ لِاَصْحَابِهٖ وَبَقَآءَ اَصْحَابِهٖ اَمَانٌ لِلْاُمَّةِ

(۱۱۲۲) باب: اس بات کے بیان میں کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کیلئے امن کا باعث تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُمت کیلئے امن کا باعث ہیں

(۵۲۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ اَبَانَ كُلُّهُمْ عَنْ حُسَيْنٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ نِ الْجُعْفِيُّ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

[1] نووى . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ صَلَّیْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْنَا لَوْ جَلَسْنَا حَتّٰی نُصَلِّیَ مَعَهُ الْعِشَاءَ قَالَ فَجَلَسْنَا فَخَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ مَا زِلْتُمْ هٰهُنَا قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّیْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ قُلْنَا نَجْلِسُ حَتّٰی نُصَلِّیَ مَعَكَ الْعِشَاءَ قَالَ اَحْسَنْتُمْ اَوْ اَصَبْتُمْ قَالَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ وَ كَانَ كَثِیْرًا مِمَّا یَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِیْ فَاِذَا ذَهَبْتُ اَتَی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ۔

(۶۵۶۰) حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم آپ کی خدمت میں بیٹھے رہیں یہاں تک کہ ہم آپ کے ساتھ عشاء کی نماز بھی پڑھ لیں (تو یہ زیادہ بہتر ہوگا)۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم بیٹھے رہے اور آپ باہر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: کیا تم یہیں ہو؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر ہم نے سوچا کہ ہم بیٹھے رہیں۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی آپ کے ساتھ پڑھ لیں (تو زیادہ بہتر ہوگا) آپ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا یا آپ نے فرمایا: تم نے درست کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور آپ بہت کثرت سے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے پھر آپ نے فرمایا: ستارے آسمان کیلئے امان ہیں جب ستاروں کا نکلنا بند ہو جائے گا آسمان پر وہ وقت آن پڑے گا جسکا اس سے وعدہ کیا گیا میں اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے امان ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ (فتنے) آن پڑیں گے جو ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میری اُمت کے لیے امان ہیں تو جب میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم چلے جائیں گے تو ان پر وہ فتنے آن پڑیں گے کہ جن سے انہیں ڈرایا جاتا ہے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے اس میں نبی ﷺ اور صحابہؓ کی برکت کا ذکر ہے۔

النجوم امنة السماء...... وانا امنة لا صحابی. اس میں تمثیلا فرمایا کہ جب تک ستارے، سیارے، چاند، سورج موجود و مزین ہیں تو آسمان صحیح سالم رہیگا اور قیامت قائم نہ ہوگی جب ستارے جھڑیں گے تو آسمان ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔ **اذا الشمس كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انكَدَرَتْ. اذا السماءُ انفطرت و اذا الكواكب انتثرت.** جب سورج بے نور کر دیا جائے گا اور جب ستارے ٹوٹ جائیں گے.. جب آسمان پھٹے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے اسی طرح میری موجودگی میرے صحابہ کیلئے امن و سلامتی اور فتنوں سے حفاظت ہے۔ **فاذا ذهبتُ اتى على اصحابى ما يوعدون.**

مایوعدون کا مصداق! نبی ﷺ کی رحلت کا صدمہ، وحی موقوف ہونے کا صدمہ، آپ ﷺ کی دعاؤں سے محرومی، فتنہ ارتداد عرب، لڑائیاں، گوں نہ گوں فتنے اور باہم اختلافات ہیں **فاذهب اصحابی اتی امتي مايوعدون** . اسکا مصداق! صحابہ کی تعلیم و تربیت وزیارت سے محروم ہونا، بدعات وخرافات، نت نئے فتنے، کفار کا غلبہ اور امت مسلمہ پر دھاوا بولنا، مسلمانوں کے قتل عام کیلئے ایک دوسرے کو دسترخوان پر بلانے کی مثل جمع کرنا وغیرہ ہیں۔[1]

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(٨٦) باب فَضْلِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.

(۱۱۲۳) باب: صحابہ کرام ﷺ پھر تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی فضیلت کے بیان میں

(۵۲۴) حَدَّثَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرًا يُخْبِرُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ فِيْكُمْ مَنْ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ رَاٰى مَنْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ (هَلْ) فِيْكُمْ مَنْ رَاٰى مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ.

(۶۵۶۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کچھ لوگ جہاد کے لیے نکلیں گے تو اُن سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! ہے۔ تو پھر اُن کو فتح حاصل ہوگی پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں لوگ جہاد کریں گے تو اُن سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی کو دیکھا ہو تو وہ کہیں گے کہ جی ہاں ہے تو پھر اُنہیں بھی فتح حاصل ہوگی پھر کچھ لوگ جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی بھی ہے جس نے کسی تابعی کو دیکھا ہو تو وہ کہیں گے جی ہاں ہے تو پھر انہیں بھی فتح حاصل ہوگی۔

(۵۲۵) حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ نِ الْاُمَوِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ زَعَمَ اَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَيَقُوْلُوْنَ انْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْكُمْ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهٖ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِيْ فَيَقُوْلُوْنَ هَلْ فِيْهِمْ مَنْ رَاٰى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُفْتَحُ لَهُمْ (بِهٖ) ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ مَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكُوْنُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيُقَالُ انْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِيْهِمْ اَحَدًا رَاٰى مَنْ رَاٰى اَحَدًا رَاٰى اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ بِهٖ.

(۶۵۶۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں ایک جماعت جہاد پر بھیجی جائے گی تو لوگ کہیں گے کہ دیکھو کیا تمہارے اندر نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کوئی صحابی ہے؟ تو ایک صحابی پایا جائے گا جس کی وجہ سے ان لوگوں کو فتح حاصل ہوگی پھر ایک دوسری جماعت جہاد پر بھیجی جائے گی تو لوگ کہیں گے کیا ان میں کوئی ہے کہ جس نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا ہو (یعنی تابعی) تو پھر اس کی وجہ سے اُنکو فتح حاصل ہوگی پھر ایک تیسری جماعت جہاد پر بھیجی جائے گی تو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا تمہارے اندر کوئی ایسا آدمی ہے کہ جس

نے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھنے والوں کو دیکھا ہے (یعنی تبع تابعی) اور ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں ایک چوتھی جماعت جہاد پر بھیجی جائے گی تو اُن سے کہا جائے گا کہ دیکھو کیا تمہارے اندر کوئی ایسا آدمی بھی ہے کہ جس نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں کو دیکھا ہے (یعنی تبع تابعی کو دیکھنے والا) تو اُن میں سے ایک ایسا آدمی بھی ہوگا جس کی وجہ سے اُن کو فتح حاصل ہوگی۔

(۵۲۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عُبَيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِيْنَ يَلُوْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ لَمْ يَذْكُرْ هَنَّادٌ الْقَرْنَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَ قَالَ قُتَيْبَةُ ثُمَّ يَجِيْءُ اَقْوَامٌ.

(۶۵۶۳) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے بہترین لوگ اُس زمانے کے ہوں گے جو مجھ سے متصل بعد میں آئیں گے۔ پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد آئیں گے اور پھر وہ لوگ کے جو اُن کے بعد آئیں گے پھر ایک ایسی قوم آئے گی کہ جن کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی سے پہلے ہوگی۔ ھناد نے اپنی روایت میں ''قرن'' یعنی زمانے کا ذکر نہیں کیا اور قتیبہ نے ''اقوام'' کا لفظ کہا ہے۔

(۵۲۷) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَبْدُرُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَ تَبْدُرُ يَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ كَانُوْا يَنْهَوْنَنَا وَ نَحْنُ غِلْمَانٌ عَنِ الْعَهْدِ وَالشَّهَادَاتِ.

(۶۵۶۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں بہترین لوگ کونسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے زمانے کے لوگ اور پھر جو اُن کے بعد آئیں گے اور پھر وہ لوگ کہ جو اُن کے بعد آئیں گے اور پھر ایک ایسی قوم آئے گی جن میں سے کچھ کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی سے پہلے ہوگی۔

(۵۲۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُوْرٍ بِاِسْنَادِ اَبِي الْاَحْوَصِ وَ جَرِيْرٍ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمَا وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

(۶۵۶۵) حضرت منصور ابوالاحوص اور جریر کی سند کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں۔ لیکن ان دونوں روایتوں میں یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا۔

(۵۲۹) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ سَعْدِ نِ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ

الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ فَلَا اَدْرِىْ فِى الثَّالِثَةِ اَوْ فِى الرَّابِعَةِ قَالَ ثُمَّ يَتَخَلَّفُ (مِنْ) بَعْدِهِمْ خَلْفٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَ يَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ.

(٦٥٦٦) حضرت عبداللہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا) کہ بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد آئیں گے پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ پھر ان لوگوں کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جن میں سے کچھ کی گواہی قسم سے پہلے اور کچھ کی قسم گواہی سے پہلے ہوگی۔

(٥٣٠) حَدَّثَنِىْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنِىْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ سَالِمٍ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ اُمَّتِى الْقَرْنُ الَّذِىْ بُعِثْتُ فِيْهِمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا قَالَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ يَشْهَدُوْنَ قَبْلَ اَنْ يُسْتَشْهَدُوْا.

(٦٥٦٧) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے بہترین لوگ اُس زمانے کے لوگ ہیں کہ جن میں میں بھیجا گیا ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے اور اللہ زیادہ جانتا ہے کہ آپ نے تیسرے لوگوں کا ذکر کیا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے کہ جو موٹا ہونے کو پسند کریں گے اور بغیر گواہی مانگے گواہی دیں گے۔

(٥٣١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنِىْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ فِىْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَلَا اَدْرِىْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا.

(٦٥٦٨) حضرت ابو بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے، سوائے اس کے کہ حضرت شعبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے دوسرے نمبر پر فرمایا یا تیسرے نمبر پر فرمایا۔

(٥٣٢) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَمْرَةَ حَدَّثَنِىْ زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ خَيْرَكُمْ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا اَدْرِىْ اَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَرْنِهٖ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُتَّمَنُوْنَ وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ وَ يَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ.

(٦٥٦٩) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے بعد دو نمبر ذکر فرمائے یا تین نمبر پھر (آپ ﷺ نے فرمایا) کہ ان کے بعد ایک ایسی قوم کے لوگ آئیں گے جو بغیر گواہی مانگے گواہی دیں گے

اور خیانت کریں گے اور انہیں امانت دار نہیں سمجھا جائے گا اور منتیں مانیں گے لیکن اُن کو پورا نہیں کریں گے اور اُن لوگوں میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

(۵۳۳) وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً وَفِي حَدِيثِ شَبَابَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ وَجَاءَنِي فِي حَاجَةٍ عَلٰى فَرَسٍ فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ وَفِي حَدِيثِ يَحْيٰى وَ شَبَابَةَ يَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ وَفِي حَدِيثِ بَهْزٍ يُوفُونَ كَمَا قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ.

(۶۵۷۰) حضرت شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور ان ساری روایت میں یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں یا تین زمانوں کا ذکر فرمایا اور شبابہ کی روایت میں ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے زہدم بن مضرب سے سنا اور وہ میرے پاس گھوڑے پر اپنی کسی ضرورت کے لیے آئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور یحییٰ اور شبابہ کی روایت میں ینذرون و لایفون کے الفاظ ہیں اور بھز کی روایت میں یوفون ہے جیسا کہ ابن جعفر نے کہا۔

(۵۳۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ زَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا بِمِثْلِ حَدِيثِ زَهْدَمٍ عَنْ عِمْرَانَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ وَ يَحْلِفُونَ وَلَا يُسْتَحْلَفُونَ.

(۶۵۷۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں (جس میں آپ ﷺ نے فرمایا) اس اُمت کے بہترین لوگ اس زمانے کے ہیں جس زمانے میں مجھے بھیجا گیا ہے۔ پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں گے۔ ابوعوانہ کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ آپ نے تیسرے زمانے کا بھی ذکر فرمایا یا نہیں اور حضرت ہشام عن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ وہ لوگ قسمیں کھائیں گے حالانکہ اُن سے قسم نہیں مانگی جائے گی۔

(۵۳۵) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَشُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ وَهُوَ ابْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَهِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ الْقَرْنُ الَّذِي أَنَا فِيهِ ثُمَّ الثَّانِي ثُمَّ الثَّالِثُ.

(۶۵۷۲) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ لوگوں میں سے سب سے بہترین لوگ کونسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس زمانے کے لوگ کہ جس میں مَیں ہوں۔ پھر دوسرے زمانے کے لوگ پھر تیسرے زمانے کے لوگ۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں۔ ان میں صحابہ کی فضیلت اور ان کے زمانے کی بہتری کا ذکر ہے۔
حدیث اوّل: **یغزو فئام من الناس** یہ فَأْمٌ سے ماخوذ ہے کسی چیز کا ٹکڑا۔ فئام جماعت اس کی جمع فُؤُم آتی ہے فئام کا واحد نہیں آتا۔ **فیفتح لهم**. صحابی کی برکت سے میدان فتح ہو جائے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت کی برکت صحابی تابعی پھر تبع تابعی میں ہے کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نصرت فرماتے ہیں **خیر امّتی القرن الذین یلو نی**.
حدیث ثالث: قرن اقتران سے مشتق ہے بمعنی وقت، زمانہ، ایک امت کے لوگ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمانہ ایک امت کو دوسری امت سے ملا دیتا ہے اور وقت کو زمانے کے ساتھ ملا دیتا ہے ماضی حال کے ساتھ اور حال مستقبل کے ساتھ مقترن اور ملے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے **الم یروا کم اهکنا قبلهم من قرن...... و انشأ نامن بعد هم قرنا آخرین.** (انعام ۶) کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ ان سے پہلے کتنے زمانے والوں کو ہم نے (ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے) ہلاک کیا اور ان کے بعد دوسری کتنی امتیں پیدا کیں۔
قرن: اس کی مدت میں مختلف اقوال ہیں (۱) اسی سال (۲) ساٹھ سال (۳) چالیس سال (۴) ایک سوبیس سال (۵) ایک سو سال (۶) حربیؒ کہتے ہیں کہ قرن دس سال سے ایک سوبیس سال تک کو کہتے ہیں (۷) دو نسلیں جو ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں تقریباً ایک نسل سو سال میں منقطع ہو جاتی ہے اور نئی پود میدان میں آجاتی ہے (۸) قرن ایک نبی کی بعثت والی مدت کو کہتے ہیں وقت کی تعیین نہیں بھلے کم ہو یا زیادہ مثلاً نوح علیہ السلام کی مدت اور ابراہیم علیہ السلام کی مدت ان کے درمیان بہت فرق ہے۔ (خازن ج ۲ ص ۴)
قرن اوّل: صحابہ کا دور جو آپ ﷺ کی بعثت سے آخری صحابی کی دنیا سے رحلت تک ہے۔ قرن ثانی تابعین کا دور۔ قرن ثالث۔ تبع تابعین کا دور۔ قرن صحابہ کی مدت ایک سوبیس سال۔ قرن تابعین ساٹھ سال، قرن تبع تابعین چالیس سال۔ اگر صحابہ کا دور ایک سو دس سال شمار کیا جائے تو پھر تابعین کی مدت ستر سال اگر صحابہ کا دور سو سال شمار کریں تو تابعین کا زمانہ اسی سال ہوگا۔ یہ اختلاف ابوالطفیل آخری صحابی کی وفات میں اختلاف کی وجہ سے ہے۔ ان کی وفات ایک سو دس یا ایک سوبیس ہجری میں ہوئی۔ تینوں دور ملا کر دو سوبیس سال ہیں۔ اس ترتیب ذکری سے معلوم ہوا کہ صحابہ تابعین سے افضل ہیں تابعین تبع تابعین سے افضل ہیں۔
سوال! یہ فضیلت اجتماعی اور من حیث المجموع ہے یا افراد کے اعتبار سے کہ ہر صحابی ہر فرد تابعی سے اسی طرح ہر فرد تابعی تبع تابعی سے افضل ہے۔ جواب! ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ یہ مجموعی فضیلت ہے۔ جمہور اہل علم کا کہنا ہے کہ افراد کے اعتبار سے فضیلت ہے ابن حجر نے تعدیل کی کوشش کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس نے آپ ﷺ کے ساتھ یا آپ کے زمانہ میں جہاد کیا اور مال جان کھپایا وہ بعد والوں سے ہر حال میں افضل ہے۔ باقی جن حضرات کو اس سعادت کا موقع نہیں ملا ان کے بارے میں کلام ہے۔ اس کی بنیادی دلیل آیت قرآنی **لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد الله الحسنی** (حدید ۱۰) برابر نہیں تم میں سے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور میدان میں لڑے یہ بڑے درجہ والے ہیں اور رضا کا وعدہ اللہ نے سب سے کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس صحابی نے آپ ﷺ کا زمانہ جتنا پایا ہے اور زیادہ سے زیادہ غزوات سرایا میں شریک ہوتے رہے اسی کے بقدر ان کا درجہ اور فضیلت زیادہ ہے بعد میں آنے والے جتنے بھی

اعمال کرلیں ان کے مساوی نہیں پھر ہر صحابی صحبت وزیارت کی وجہ سے پوری امت پر برتری رکھتا ہے کیونکہ اس نسبت اور فضیلت میں کوئی ان کا سہیم وقسیم نہیں۔ اسی طرح تابعین پھر تبع تابعین۔ باقی اعمال جزئیہ میں کثرت وفرق ہوسکتا ہے۔ جس میں وسیع گنجائش ہے۔ تسبق شهاده احد هم يمينه اس چوتھے قرن میں ورع، تقویٰ، صداقت، امانت، کم ہوجائیگی لوگ بلاتأمل اور بغیر تحقیق کے قسمیں کھائیں گے ملی جلی شہادتیں دینگے کبھی بے جا قسم کبھی بے موقع گواہیاں۔ مقدمے میں طلب سے پہلے گواہی دیں گے، بس معاملہ گڈمڈ ہوجائیگا۔ اس حدیث سے مالکیہ نے استدلال کیا ہے کہ جو شخص شاہد (گواہ) ہو پھر قسم کھالے تو اس کی شہادت مردود ہوگی جبکہ جمہور کا کہنا ہے کہ صرف قسم اٹھانے سے اس کی گواہی رد نہ ہوگی۔

حدیث رابع: کا نوا ینھو ننا و نحن غلمان عن العهد و الشهادات ۔ راوی حدیث ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے اکابرین روکتے تھے کہ قسم وگواہی کی عادت نہ بنانا ابھی ان سے بچتے رہو بچہ سمجھ کر ابھی یہ چیزیں زبان پر آگئیں تو تکیہ کلام اور عادت ہوجائیگی پھر مکلف ہونے کے بعد بھی جاری ہونگی جس سے شہادت الزور اور یمین کاذبہ کے وبال کا اندیشہ ہے۔ ﴿کشتن گربہ روز اوّل﴾ بعض کہتے ہیں کہ ابراہیم کی مراد اس سے یہ ہے کہ ہمیں کہتے تھے قسم اور گواہی کو ملاؤ نہیں جو قابل مذمت اور علامات قیامت میں سے ہیں۔ لیکن یہ بعید ہے کیونکہ غیر مکلّف بچوں کی شہادت ویمین کا اعتبار ہی نہیں پہلی بات درست ہے کہ انکو حفاظت کیلئے یہ کہتے تھے تاکہ عادت نہ بن جائے۔

حدیث سابع: یحبون السمانة ۔ موٹاپے کو پسند کریں گے۔(۱) یعنی لذات وشہوات اور کثرت اکل میں منہمک ہوجائیں گے۔ بس پیٹ بھرنے اور جسمانی صحت کے سوا ان کا مدّعا کچھ نہ ہوگا حلال یا حرام، مکروہ یا مشتبہ پرواہ نہیں بس ہونا چاہئے۔ یہ مذمت مصنوعی، کسبی جسامت کی ہے طبعی اور خلقی کیفیت مذموم نہیں۔(۲) اپنے پاس ایسی چیزوں کے دعوے کریں گے جوان کے پاس نہیں یا انکے اہل نہیں لیکن دعوے اونچے اونچے کریں گے اندر کھوکھلا۔(۳) اس سے مراد مال جمع کرنا ہے ان کا مطمح نظر اور مطلوب دنیا جمع کرنا اور جوڑنا ہوگا والکل مذ موم ۔

حدیث ثامن: يَشْهَدُوْنَ قَبْلَ اَنْ يُّسْتَشْهَدُوْا.

سوال! یہ حدیث اس حدیث سے متعارض ہے کہ جس میں ہے کہ بہترین گواہ وہ ہیں جو شہادت طلب کرنے سے پہلے گواہی دیں۔

جواب! اس میں تطبیق اس طرح ہے کہ اگر گواہ کو معلوم ہو کہ جس کے حق میں میں گواہی دے رہا ہوں اس کو میری شہادت کا علم ہے پھر طلب سے پہلے گواہی دے تو یہ مبغوض ہے اور اگر مشہود لہ کو اس کی گواہی کا علم نہ ہو اللہ کی رضاء کیلئے اب اگر طلب سے پہلے گواہی دے تو یہ بہتر ہے حدیث باب میں پہلی صورت کا ذکر ہے اور دوسری حدیث (جس کا حوالہ نوویؒ نے دیا ہے) دوسری صورت کا ذکر ہے۔(نوویؒ)

حدیث تاسع: یخونون ولا یتمنون. اصل یؤتمنون تھا ہمزے کو اتخذ یتخذ والے قانون کے تحت ''ت'' میں ادغام کردیا جیسے دوسری حدیث عن عائشہ میں ہے کان تامرنی ان اتزر مشتق من الأزار. اور ایکم یتجر دراصل یأ تجر۔ خیانت کریں گے امانت کی پاسداری نہ کریں گے۔

حدیث ثانی عشر: عن عبد الله البهی . یہ عبداللہ بن یسار ہیں جو مصعب بن زبیر کے غلام تھے بہی بہاء سے حسن و جمال اور ترو تازگی کی وجہ سے انہیں البہی کہا جاتا تھا۔ یہ تابعی ہیں۔[1]

(۸۷) باب بَيَانِ مَعْنٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقٰى نَفْسٌ مَّنْفُوْسَةٌ مِمَّنْ هُوَ مَوْجُوْدُ الْآنَ

(۱۱۲۴) باب: نبی کریم ﷺ کے اس فرمان مبارک کے بیان میں کہ جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اب موجود ہیں سو سال کے بعد ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا

(۵۳۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ سُلَيْمٰنَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِيْ آخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ عَلٰى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَهَلَ النَّاسُ فِيْ مَقَالَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ فِيْمَا يَتَحَدَّثُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَاِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنْ يَنْخَرِمَ ذٰلِكَ الْقَرْنُ.

(۶۵۷۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخر میں ایک رات ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی تو جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی اس رات کو دیکھا ہے کیونکہ اب سے سو سال کے بعد زمین والوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک سمجھنے میں لغزش ہوگئی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کا مطلب یہ تھا کہ اس روئے زمین پر آج کے دن تک جو انسان موجود ہے اُن میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا اور یہ زمانہ ختم ہو جائے گا۔

(۵۳۷) حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ وَ رَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ ابْنِ مُسَافِرٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِاِسْنَادِ مَعْمَرٍ كَمِثْلِ حَدِيْثِهٖ.

(۶۵۷۴) حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معمر کی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۵۳۸) حَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ بِشَهْرٍ تَسْاَلُوْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ وَاِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ تَاْتِيْ عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ.

---

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۶۵۷۵) حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے فرمار ہے تھے کہ تم لوگ مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو لیکن قیامت کا علم تو صرف اللہ عزوجل کے پاس ہے اور ہاں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں ہے کہ اُس پر سو سال کا عرصہ گزر جائے اور پھر وہ زندہ رہے (یعنی سرزمین عرب پر آج موجود کوئی جاندار سو سال بعد باقی نہیں رہے گا)۔

(۵۳۹) حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ.

(۶۵۷۶) حضرت ابن جریج اس سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس روایت میں آپ کی وفات سے ایک ماہ پہلے کا ذکر نہیں ہے۔

(۵۴۰) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى كِلَاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي حَدَّثَنَا اَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ ذٰلِكَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ الْيَوْمَ تَاْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ وَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ صَاحِبِ السِّقَايَةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ وَ فَسَّرَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ نَقْصُ الْعُمُرِ.

(۶۵۷۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی وفات سے تقریباً ایک ماہ قبل فرمایا: اس وقت کوئی انسان بھی ایسا نہیں ہے کہ ایک سو سال گزر جانے کے بعد بھی وہ زندہ رہے۔ صاحب سقایہ حضرت عبدالرحمٰن نے اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح حدیث مبارکہ نقل کی ہے اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ عمریں بہت کم ہو جائیں گی۔

(۵۴۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا مِثْلَهُ.

(۶۵۷۸) حضرت سلیمان تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دونوں سندوں کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۵۴۲) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُو خَالِدٍ عَنْ دَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ اَبِي نَضْرَةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكَ سَاَلُوهُ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَاْتِي مِائَةُ سَنَةٍ وَ عَلَى الْاَرْضِ نَفْسٌ مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ.

(۶۵۷۹) حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے لوگوں نے آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روئے زمین پر آج جتنے بھی انسان موجود ہیں اُن میں سے کسی پر بھی سو سال نہیں گزریں گے (یعنی سرزمین عرب پر جتنے بھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود ہیں سو سال کے عرصہ تک ان میں کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔

(۵۴۳) حَدَّثَنِي اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ اَخْبَرَنَا اَبُو الْوَلِيدِ اَخْبَرَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ تَبْلُغُ مِائَةَ سَنَةٍ فَقَالَ سَالِمٌ

تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ عِنْدَهٗ اِنَّمَا هِيَ كُلُّ نَفْسٍ مَخْلُوْقَةٍ يَوْمَئِذٍ.

(۶۵۸۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: (میرے اس زمانے کا) کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہے کہ وہ (اب سے) سو سال تک کو پہنچ جائے۔ حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس چیز کا ذکر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کیا تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد ہر وہ انسان ہے کہ جو اس دن پیدا ہوا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں۔ ان میں سو سال کے اندر ایک نسل ختم ہونیکا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: ارأیتکم لیلتکم هذه . صیغہ واحد مذکر مخاطب۔ رؤیت کا معنٰی جاننا یا دیکھنا ہے تم آج کی رات دیکھ چکے۔ یا تم نے آج کی رات کو جان لیا۔ اعلمتم لیلتکم یا ابصر تم لیلتکم. (مسلم ج۲ص۳۱۰) آپ ﷺ کی طرف سے یہ سوال تھا جواب اس کا محذوف ہے فقالوا نعم۔ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول۔ جیسے قرآن کریم میں ہے افرأیت الذی تولّی کیا پھر آپ نے دیکھا اس کو جس نے پہلو تہی اور روگردانی کی۔ خبر معلوم کرنے کیلئے آپؐ کو معلوم ہوا اس کا منہ موڑنا اسی طرح یہاں ہے اے جماعت صحابہ کیا تم نے آج کی رات کو جان لیا۔ لا یبقی علی ظهر الارض احد. نوویؒ کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے ذی روح، سانس لینے والے آج رات زمین پر ہیں ایک سو سال کے بعد زمین کے اندر ہونگے بھلے آج سے پہلے زیادہ زندگی گذار چکے یا کم۔ نفس منفوسہ کا معنٰی ہے مولودہ۔ اس سے فرشتوں سے احتراز ہو جائیگا کہ وہ مولودہ نہیں۔ اور یہی ہوا آخر صحابی ابو الطفیلؓ کا انتقال ایک سو دس ہجری میں ہوا اور آپ ﷺ نے یہ جملہ اپنی عمر کے آخری مہینہ میں ارشاد فرمایا تھا دس پہلے اور سو اب سے ایک سو دس سال میں موجود سب چلے گئے۔ ابن بطالؒ کہتے ہیں کہ اس سے آپ ﷺ کا مقصود ان کو اعمال کی طرف راغب کرنا تھا کہ عمر کم ہے وقت کم ہے حشر کا سفر بہت لمبا ہے پہلی امتوں کی طرح طویل عمریں نہیں اس لئے جتنا زیادہ سے زیادہ ممکن ہو اعمال کر لیں۔ اس حدیث سے وفات خضر کے قائلین کا استدلال اور مکمل جوابات باب من فضائل الخضر میں گذر چکا ہے۔ (۱) علامہ مازریؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ الارض میں الف لام عہد کا ہے یعنی ارض عرب، عرب کی زمین یا جوج ماجوج ہند و سند اس میں مذکور نہیں (۲) اگر تسلیم بھی کر لیں تو پھر یہ عام مخصوص منہ البعض ہوگا۔ (۳) یہ ان زندوں کے متعلق ہیں جو نظر آتے ہیں خضر او جھل ہیں فرشتے بھی نظر نہیں آتے یا جوج ماجوج کا بھی یہی حال ہے اور دجال جس کا ذکر حدیث جساسۃ میں ہے فوهل الناس . ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تشریح فرمائی کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی کہ سو سال کے بعد باقی نہ رہیں گے اس سے مراد قیامت کا قائم ہونا سمجھ بیٹھے کہ سو سال بعد قیامت برپا ہو جائیگی حالانکہ صحیح مطلب یہ ہے کہ سو سال کے اختتام پر موجودہ نسل اور پود ختم ہو جائے گی قرن صحابہ گذر جائے گا اور قرن تابعین شروع ہوگا۔

حدیث سابع: لما رجع النبی من تبوک.

سوال! باب کی حدیث خامس میں ہے کہ جابرؓ فرماتے ہیں۔ قبل موته بشهر . حالانکہ غزوہ تبوک سے واپسی اور وفات میں ایک ماہ سے زائد فاصلہ ہے۔ جو تقریباً چھ یا اس سے بھی چند ایام زائد ہے۔ تو یہ تعارض ہوا۔

جواب (۱) تبوک سے واپسی کے ذکر کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ متصلاً آتے ہی یہ فرمایا بلکہ تبوک سے واپس آکر رحلت سے ایک ماہ

قبل یہ ارشاد فرمایا۔ (۲) تسلیمی جواب یہ ہے کہ یہ دو دفعہ فرمایا غزوہ تبوک سے واپسی کے فوراً بعد جیسے حدیث ابو سعیدؓ میں ہے۔ پھر دوسری مرتبہ وفات سے ایک ماہ قبل جیسے حدیث جابر بن عبداللہ میں ہے۔ سالوہ عن الساعۃ صحابہ کرام نے یہ سوال پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے کہ کب قائم ہوگی۔ باقی تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ایک سو سال کے بعد موجودہ سب لوگ ختم ہو جائیں گے۔[1]

(۸۸): باب تَحْرِيْمِ سَبِّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

(۱۱۲۵) باب: صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کرنے کی حرمت کے بیان میں

(۵۴۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ يَحْيَى اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ.

(۶۵۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا نہ کہو، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا نہ کہو اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے گا تو وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک مد (ایک کلو غلّہ) خیرات کرنے کو بھی نہیں پہنچ سکے گا اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے آدھے مد کا صدقہ کرنے کو پہنچ سکتا ہے۔

(۵۴۵) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ فَسَبَّهٗ خَالِدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِيْ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَوْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ.

(۶۵۸۲) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان (کچھ جھگڑا) ہو گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے کسی صحابی کو بُرا نہ کہو کیونکہ تم میں سے کوئی آدمی اگر اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کے راستے میں) خرچ کرے تو وہ میرے صحابی کے دو مد یا آدھے مد کو مقابل بھی نہیں کر سکتا۔

(۵۴۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْاَشَجُّ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ جَمِيْعًا عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ جَرِيْرٍ وَ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا وَ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَوَكِيْعٍ ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ.

(۶۵۸۳) حضرت اعمش رضی اللہ عنہ، جریر اور ابو معاویہ رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ مذکورہ دونوں حدیثوں کی طرح روایت نقل کی گئی ہے اور شعبہ اور وکیع کی روایت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

---

[1] نووی ۔ المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے کی حرمت کا بیان ہے۔

حدیث اوّل: لا تسبوا اصحابی...... صحابہ کرام کو برا بھلا کہنا حرام، بدترین حرکت، فحش ترین عمل ہے یہ حکم تمام صحابہ وصحابیات کیلئے ہے بھلے اختلاف، جنگیں کرنے والے ہوں جس کا تفصیلی تذکرہ فضائل الصحابہ کی ابتداء میں گذر چکا ہے۔ مشاجرات صحابہ اور ان کے باہم اختلافات کے متعلق ہمیں زبان کھولنے کی اجازت نہیں۔ سبّ صحابہ گھناؤنا جرم ہے۔ جس کا انجام اندوہناک ہے۔

سبّ صحابہ کے مرتکب کا حکم اور سزا۔ جمہور اہل علم کا مسلک یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ پر طعن کرنیوالا عاصی اور مرتکب کبیرہ ہے اس پر تعزیر لگائی جائے گی لیکن قتل نہ کیا جائے گا۔ اصحاب مالک میں سے بعض کا کہنا ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے (نوویؒ) **ما ادرك مدّ احدهم**. مدّ چودہ چھٹانک (سات سوگرام) کا ہوتا ہے۔ نصیف آدھا یہ نصف سے ہے یعنی صحابہ کرام کے بعد کوئی شخص جبل احد کے وزن کے برابر فی سبیل اللہ خرچ کرے تو وہ صحابہ کے ایک مدّ...... کے برابر بھی ثواب نہیں پا سکتے۔

صحابہ ﷺ کے اعمال کی افضلیت کی وجہ: (۱) صحابہؓ نے بوقت ضرورت اور تنگی وشدّت میں خرچ کیا۔ یک لقمہ صبح بہتر از دہ لقمہ شام (۲) صحابہ کرام ﷺ نے براہ راست آپ ﷺ کی نصرت کی اور آپکے دست مبارک میں دیا یہ اب ممکن نہیں (۳) اخلاص کی زیادتی کی وجہ سے۔ ظاہر ہے اخلاص کی کمی زیادتی تمام اعمال میں ہوتی ہے۔

فائدہ! یادرکھیے! جس طرح تعلیم کا معیار استاد ہے اسی طرح ایمان کا معیار صحابہ کرام ہیں۔[1] استاد کی ادنیٰ سی بے ادبی کی وجہ سے آدمی علم سے محروم ہو جاتا ہے اور صحابی کی بے ادبی سے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔[2]

(۸۹) بَابٌ مِنْ فَضَآئِلِ اُوَيْسِ الْقَرَنِىْ رحمه الله تعالٰى.

(۱۱۲۶) باب: حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کے فضائل کے بیان میں

(۵۴۷) حَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ ۢ الْجَرَيْرِىُّ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَفَدُوْا اِلٰى عُمَرَ وَ فِيْهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِاُوَيْسٍ فَقَالَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّيْنَ فَجَاءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَ اِنَّ رَجُلًا يَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ عَنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.

(۶۵۸۴) حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے لوگ ایک وفد لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اُس وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا کہ جو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تمسخر (مذاق) کیا کرتا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہاں کوئی قرنی ہے؟ تو وہی آدمی (یعنی حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ) آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا جسے اویس کہا جاتا ہے۔ وہ یمن کو اپنی والدہ کے سوا

---

[1] امنوا كما امن الناس. (بقرہ ۱۳) (ایمان کا معیار یہ ہے) کہ تم ایمان لاؤ جیسے صحابہ لائے۔

[2] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

نہیں چھوڑے گا۔ اُسے برص کی بیماری ہوگی۔ وہ اللہ سے دُعا کرے گا اللہ اُس سے اُس بیماری کو دور فرما دے گا، سوائے ایک دینار یا ایک درہم کے (یعنی دینار یا درہم کے بقدر برص کی بیماری کے نشان باقی رہ جائے گا) تو تم میں سے جو کوئی بھی اُس سے ملاقات کرے تو وہ اپنے لیے اُن سے مغفرت کی دُعا کرائے۔

(۵۴۸) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيْدِ نِ الْجُرَيْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ.

(۶۵۸۵) حضرت سعید جریری اس سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تابعین میں سے سب سے بہترین وہ آدمی ہوگا جسے اویس کہا جائے گا۔ اُس کی والدہ ہوگی اور اس کے جسم پر سفیدی کا ایک نشان ہوگا تو تمہیں چاہیے کہ اُس سے اپنے لیے دُعائے مغفرت کروانا۔

(۵۴۹) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ أُسَيْرِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِذَا أَتٰى عَلَيْهِ أَمْدَادُ أَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ أَفِيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ حَتّٰى أَتٰى عَلٰى أُوَيْسٍ فَقَالَ أَنْتَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ لَكَ وَالِدَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ الْكُوْفَةَ قَالَ أَلَا أَكْتُبُ لَكَ إِلٰى عَامِلِهَا قَالَ أَكُوْنُ فِيْ غَبْرَاءِ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ أُوَيْسٍ قَالَ تَرَكْتُهُ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَءَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَأَتٰى أُوَيْسًا فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ أَنْتَ أَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ لَقِيْتَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ قَالَ أُسَيْرٌ وَ كَسَوْتُهُ بُرْدَةً فَكَانَ كُلَّمَا رَآهُ إِنْسَانٌ قَالَ مِنْ أَيْنَ لِأُوَيْسٍ هٰذِهِ الْبُرْدَةُ.

(۶۵۸۶) حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی یمن سے کوئی جماعت آتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن سے پوچھتے کہ کیا تم میں کوئی اویس بن عامر رحمۃ اللہ علیہ ہے؟ یہاں تک کہ ایک جماعت میں حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ آگئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ قبیلہ مراد سے اور قرن سے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو برص کی بیماری تھی جو کہ ایک درہم جگہ کے علاوہ ساری ٹھیک ہوگئی؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کی والدہ ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ تمہارے پاس حضرت اویس بن عامر رحمہ اللہ یمن کی ایک جماعت کے ساتھ آئیں گے جو کہ قبیلہ مراد اور علاقہ قرن سے ہوں گے، اُن کو برص کی بیماری ہوگی۔ پھر ایک درہم جگہ کے علاوہ صحیح ہو جائیں گے۔ اُن کی والدہ ہوگی اور وہ اپنی والدہ کے فرمانبردار ہوں گے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم پوری فرمادے گا۔ اگر تم سے ہوسکے تو ان سے اپنے لیے دُعائے مغفرت کروانا۔ تو آپ میرے لیے مغفرت کی دُعا فرمادیں۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کردی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: کوفہ کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں وہاں کے حکام کو لکھ دوں۔ حضرت اویس رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ مجھے مسکین لوگوں میں رہنا زیادہ پسندیدہ ہے۔ پھر جب آئندہ سال آیا تو کوفہ کے سرداروں میں سے ایک آدمی حج کے لیے آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت اویس رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا تو وہ آدمی کہنے لگا کہ میں حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی حالت میں چھوڑ آیا ہوں کہ اُن کا گھر ٹوٹا پھوٹا اور اُن کے پاس نہایت کم سامان تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ تمہارے پاس یمن کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت اویس بن عامر آئیں گے جو کہ قبیلہ مراد اور علاقہ قرن سے ہوں گے۔ اُن کو برص کی بیماری ہوگی جس سے سوائے ایک درہم کی جگہ کے ٹھیک ہوجائیں گے۔ اُن کی والدہ ہوگی، وہ اپنی والدہ کے فرمانبردار ہوں گے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم پوری فرمادے اگر آپ سے ہوسکے تو اُن سے اپنے لیے دعائے مغفرت کروانا تو اُس آدمی نے اسی طرح کیا کہ حضرت اویس رحمہ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور اُن سے کہا: میرے لیے دعائے مغفرت کردیں۔ حضرت اویس رحمہ اللہ نے فرمایا: تم ایک نیک سفر سے واپس آئے ہو، تم میرے لیے مغفرت کی دعا کرو۔ اُس آدمی نے کہا کہ آپ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ پھر فرمانے لگے کہ تم ایک نیک سفر سے واپس آئے ہو۔ تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔ حضرت اویسؒ نے اُس سے پوچھا کہ کیا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے تھے؟ اُس آدمی نے کہا: ہاں! تو پھر حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نے اُس آدمی کے لیے مغفرت کی دعا فرمادی۔ پھر لوگ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام سمجھے۔ راوی اسیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ کو ایک چادر اوڑھا دی تھی تو جب بھی کوئی آدمی حضرت اویسؒ کو دیکھتا تو کہتا کہ حضرت اویسؒ کے پاس یہ چادر کہاں سے آگئی کیونکہ اویسؒ تو سادہ مزاج پھٹے کپڑوں میں زندگی بسر کرنیوالے تھے یہ چمک دمک والی عمدہ چادر کہاں سے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں اویس قرنیؒ تابعی کا ذکر ہے۔

نام ونسب: نام: اویس۔ لقب: خیر التابعین۔ خیر التابعین اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن دودمان بن ناجیہ بن مراد بن مالک بن اومرادی مزحجی۔ مراد قبیلہ اور یمن کے باسی تھے۔ آپ ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے والدہ

کی خدمت میں مشغولیت کی وجہ سے حاضر خدمت نہ ہو سکے۔لیکن مشہور ہے کہ سورج چاند کروڑوں فاصلے کے باوجود جہان کے ایک ذرے کو کرنیں پہنچاتے اور روشن کرتے ہیں اور دور دراز سے شبنم کے قطرے اڑ کر آفتاب کی حرارت میں تحلیل ہو جاتے ہیں ایسے ہی آپ ﷺ کے نورانی پیغام وہدایت کی روشنی دور دراز تک پہنچی اور خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو سکنے والوں کے دلوں کو بھی منور کر دیا آپ ﷺ نے اویس کے مستجاب الدعوات ہونے اور آنے کی خبر دی اور عمر رضی اللہ عنہ کو ملاقات اور دعاء کی درخواست کا فرمایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔کئی اسلامی جنگوں میں شریک ہوئے۔

وفات: جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے اور اسی میں شہید ہوئے۔قرن قبیلہ مراد کی ایک شاخ ہے اسی وجہ سے قرنی (منسوب الی القبیلہ) کہلاتے ہیں۔ **کان یسخر باویس.** اویس کیونکہ مستور الحال تھے اور لوگوں کی نظروں سے اپنی حقیقت کو اوجھل رکھا ہوا تھا اس لئے ان کی سادگی، خستہ حالی کو دیکھ کر لوگ مذاق کرتے۔اہل اللہ کا وتیرہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو گمنام رکھتے ہیں۔اشارات وکنایات سے بھی اپنے اعمال کی اشاعت واظہار نہیں کرتے بلکہ اخفاواستخفا کو ترجیح دیتے ہیں اسی وجہ سے یہ شخص ان سے مذاق وٹھول کرتا تھا۔ **قد کان بہ بیاض.** یہ ان کی تکلیف اور شناخت کی حتمی علامت کی طرف اشارہ تھا۔ **فلیستغفر لکم** اس میں اویس کی عظمت وفضیلت کا ذکر ہے۔شیخ الاسلام کا کہنا ہے کہ یہ فضیلت ماں کی خدمت کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مفضول ہونا ثابت ہو گا نہ ان کا غیر مغفور ہونا کیونکہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اویس سے افضل ہیں نیز یہ بھی ہے کہ اویس تابعی ہے اور صحابی تابعی سے افضل ہے جیسے ابھی گذرا۔طلب الدعاء میں یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ مستجاب الدعوات ہیں ان سے ترقی درجات کیلئے دعاء واستغفار کی درخواست کرنا۔اس کی مثال تو ایسے ہے جیسے آنحضرت ﷺ کیلئے وسیلہ، مقام محمود کیلئے امت کا دعاء کرنا اسی طرح ایک معتمر سے آپ ﷺ نے فرمایا **اشرکنا فی دعائك یا اخی** . اے برادر ہمیں اپنی دعا میں شریک کر۔ یہ حدیث آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے کہ آپ نے ان کا نام، ولدیت، تعارف، قبیلہ، وطن، صفت اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات جیسی چیزیں پہلے بتا دیں جو بالکل بعینہ ویسے ہی ثابت ہوئیں یہ سب مغیبات کی خبریں تھیں۔

حدیث ثالث : امداد اهل الیمن. یہ امداد یمنی مجاہدین کی وہ جماعت ہے جو اسلامی لشکروں کی مدد کرے یہ مَدَدٌ کی جمع ہے بمعنی کمک، سہارا۔ **اکون فی غبراء الناس احبّ الیّ .** میں چاہتا ہوں کہ فقراء ومساکین اور غیر معروف لوگوں میں سے ہوں۔ **رث البیت**۔انتہائی سادہ گھر، سامان سے خالی (ایمان سے معمور، مرتبہ عالی) **فاتی اویسا** حج سے واپسی پر یہ شخص اویس کے پاس حاضر ہوا اور دعاء کی درخواست کی تو اویس نے فرمایا: **انت احدث عهد بسفر صالح .** نیک سفر سے تم ابھی آئے ہو تم ہی دعاء کر دو۔اس کی باتوں اور برتاؤ سے اویس کو اندازہ ہوا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ سے مل کر آیا ہے اور انہوں نے اس کو طلب دعاء کی تاکید کی ہے۔**من این لا ویس هذا البردة**[1]

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۹۰) باب وَصِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم بِاَهْلِ مِصْرَ

(۱۱۲۷) باب: مصر والوں کیلئے نبی کی وصیت کے بیان میں

(۵۵۰) حَدَّثَنِي اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي حَرْمَلَةُ ح وَحَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ وَهُوَ ابْنُ عِمْرَانَ التُّجِيْبِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ اَرْضًا يُذْكَرُ فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاسْتَوْصُوْا بِاَهْلِهَا خَيْرًا فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا فَاِذَا رَاَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَمَرَّ بِرَبِيْعَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ يَتَنَازَعَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجَ مِنْهَا.

(۶۵۸۷) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم ایک ایسا علاقہ فتح کرو گے جس میں قیراط کا رواج ہوگا تو تم اُس علاقے والوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ اُن لوگوں کا تم پر حق بھی ہے اور رشتہ بھی اور جب تم وہاں دو آدمیوں کے درمیان ایک اینٹ جگہ کے لیے لڑتے ہوئے دیکھو تو پھر وہاں سے نکل جانا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (میں نے دیکھا) کہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرحبیل ایک اینٹ کی جگہ کی خاطر لڑ رہے ہیں تو پھر وہ اُس جگہ سے نکل آئے۔

(۵۵۱) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ سَمِعْتُ حَرْمَلَةَ الْمِصْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُمَاسَةَ عَنْ اَبِيْ بَصْرَةَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَ رَحِمًا اَوْ قَالَ ذِمَّةً وَ صِهْرًا فَاِذَا رَاَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْهَا فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَاَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَ اَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا.

(۶۵۸۸) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم لوگ مصر کو فتح کرو گے، وہ ایسی زمین ہے کہ جس میں قیراط کا لفظ بولا جاتا ہے تو جب تم مصر میں داخل ہو تو وہاں کے رہنے والوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ اُن کا تم پر حق بھی ہے اور رشتہ بھی یا آپ ﷺ نے فرمایا: اُن کا حق بھی ہے اور دامادی کا رشتہ بھی۔ تو جب تو دو آدمیوں کو دیکھے کہ وہ ایک اینٹ کی جگہ میں جھگڑ رہے ہیں تو وہاں سے نکل جانا۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے ہوئے دیکھا تو وہاں سے نکل آیا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں ان میں اہل مصر کے ساتھ اچھے برتاؤ کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: یذکر فیها القیراط. قیراط: دینار کے حصوں کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے ہمارے دیار میں سو کے حصوں کیلئے روپے اور روپے کے حصوں کیلئے پیسے استعمال ہوتا ہے۔ پچاس پیسے دس پیسے۔ ایک دینار کو چوبیس حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد قیراط کہا جاتا ہے۔ جیسے ہم روپے کو سو حصوں میں تقسیم کر کے سو پیسے کہتے ہیں۔ مصر کے لوگ اپنی کرنسی اور نقدی کیلئے یہ لفظ زیادہ

استعمال کرتے تھے اسی طرح درہم کے ٹکڑوں کو بھی کہتے تھے، دوسرے علاقوں کے لوگ دیگر مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں۔اس زمین سے مراد مصر ہے جیسے کہ حدیث ثانی میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ **فان لهم ذمة ورحمًا.** ان کے ساتھ بھلائی والا معاملہ کرو۔ان کا احترام وحق ہے۔

ذمہ سے مراد کیا ہے؟ (۱) ذمہ سے مرادِ نبی کریم ﷺ ہیں کیونکہ مصری خاتون ہاجرہ ام اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں جو شاہ مصر نے ابراہیمؑ کو دی تھی (**کما مر فی باب من فضائل ابراهیم** علیہ السلام) (۲) ذمہ سے مراد معاہدہ ہے کہ مصر کا سارا علاقہ اسکندریہ کے سوا صلح سے فتح ہوا تو آپ ﷺ نے پیشگی خبر دی کہ فتح کے بعد ان کے معاہدے اور حقوق کا خیال کرنا۔ (۳) ذمہ سے مراد حق اسلام ہے کہ جب وہ اسلام قبول کرلیں تو ان کا خیال کرنا۔

رحم سے مراد کیا ہے؟ حدیث ثانی میں لفظ صھر ابھی آرہا ہے۔ (۱) اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو بنی اسماعیل کی ماں مصری تھیں یہ رشتہ رحم وقرابت ہوا (۲) آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ماں ماریہ قبطیہ مصری تھیں تو اہل مصر آپ ﷺ کے ننھیال بھی اور سسرال بھی۔ یہ دونوں رشتے سبب رحم ہیں۔ صلبی رشتہ کی وجہ سے نہیں۔ **یقتتلان فی موضع لبنة .** (۱) قرطبیؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد لوگوں کا دین، اعمال، جہاد سے منہ موڑ کر دنیا، زمین کی کاشتکاری اور مال جمع کرنے میں لگ جانا ہے۔ کہ اب یہاں سے نکلو اور میدان جہاد میں جاؤ ورنہ دنیا کا فتنہ تمہیں بھی گھیر لے گا۔ (۲) شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ لوگ جب زمین میں منہمک ہو جائیں گے اور صرف مال پر مریں گے تو لڑائی جھگڑے ہونگے بخل، قساوت قلبی پیدا ہوگی اس لئے اس جگہ سے نکلنے کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ زن، زر، زمین فساد کی بنیاد ہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اور فوراً یہاں سے چل دیئے۔ اصول یہی ہے کہ جہاں ایمان واعمال کی حفاظت مشکل ہو تو آدمی وہاں سے کوچ کر جائے۔ یہ حدیث بھی دلائل نبوت میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا لفظ بلفظ ویسے ہی پیش آیا۔[1]

(۹۱) باب فَضْلِ اَهْلِ عُمَانَ

(۱۱۲۸) باب: عمان والوں کی فضیلت کے بیان میں

(۵۵۲) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ اَبِي الْوَازِعِ جَابِرِ بْنِ عَمْرٍو الرَّاسِبِيِّ سَمِعْتُ اَبَا بَرْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا اِلٰى حَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَسَبُّوْهُ وَ ضَرَبُوْهُ فَجَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ اَنَّ اَهْلَ عُمَانَ اَتَيْتَ مَا سَبُّوْكَ وَلَا ضَرَبُوْكَ.

(۶۵۸۹) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلے کی طرف بھیجا تو اُس قبیلے والوں نے اُس آدمی کو گالیاں دیں اور انہوں نے اسے مارا تو وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اُس نے (اس سلسلے میں) آپ ﷺ کو خبر دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو عمان والوں کے پاس جاتا تو وہ تجھے نہ تو گالیاں دیتے اور نہ ہی تجھے مارتے۔

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

مصر کی موجودہ کرنسی مصری پونڈ ہے

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔اس میں اہل عمان کی بھلائی اور خوش اخلاقی کا ذکر ہے۔

لو ان اهل عمان اتيت. عُمان بضم العین بحرین میں ایک شہر ہے۔بعض نے عمان بفتح العین عمان البلقاء اس کا مصداق ٹھہرایا ہے لیکن وہ درست نہیں۔عمان بلقاء اردن میں ہے۔نوویؒ۔اس میں اہل عمان کی فضیلت وتعریف ہے۔

عمان ایک مشہور شہر ہے جو یمن میں واقع ہے۔اب یہ ایک مستقل ملک ہے جس کا دارالحکومت مسقط ہے۔اس صحابی سے آپؐ نے فرمایا کہ عمان والے لوگ اچھے اخلاق والے ہیں اگر وہاں جاتا تو وہ تجھ سے انکے برعکس سلوک کرتے۔[1]

(۹۲) باب ذِكْرِ كَذَّابِ ثَقِيفٍ وَّ مُبِيرِهَا

(۱۱۲۹) باب: قبیلہ ثقیف کے کذاب اور اس کے ظالم کے ذکر کے بیان میں

(۵۵۳) حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَقَ الْحَضْرَمِيَّ أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلٍ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى عَقَبَةِ الْمَدِينَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتَّى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هَذَا أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هَذَا أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هَذَا أَمَا وَاللَّهِ إِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُولًا لِلرَّحِمِ أَمَا وَاللَّهِ لَأُمَّةٌ أَنْتَ أَشَرُّهَا لَأُمَّةٌ خَيْرٌ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللَّهِ وَ قَوْلُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهِ فَأُلْقِيَ فِي قُبُورِ الْيَهُودِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَأَبَتْ أَنْ تَأْتِيَهُ فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُولَ لَتَأْتِيَنِّي أَوْ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكِ مَنْ يَسْحَبُكِ بِقُرُونِكِ قَالَ فَأَبَتْ وَ قَالَتْ وَاللَّهِ لَا آتِيكَ حَتَّى تَبْعَثَ إِلَيَّ مَنْ يَسْحَبُنِي بِقُرُونِي قَالَ فَقَالَ أَرُونِي سِبْتَيَّ فَأَخَذَ نَعْلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَتَوَذَّفُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتِنِي صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللَّهِ قَالَتْ رَأَيْتُكَ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَأَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ لَهُ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ أَنَا وَاللَّهِ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكُنْتُ أَرْفَعُ بِهِ طَعَامَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ أَمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَ مُبِيرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا وَلَمْ يُرَاجِعْهَا.

(۶۵۹۰) حضرت ابونوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ کی ایک گھاٹی پر (سولی لٹکتے ہوئے) دیکھا۔حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ قریشی اور دوسرے لوگ بھی اُس طرف سے گزرتے تھے یہاں تک کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرف سے گزرے تو تو وہاں پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے ابوخبیب! تجھ پر سلامتی ہو۔اللہ کی قسم میں آپ کو اس سے (یعنی خدمت سے) پہلے ہی روکتا تھا۔اللہ کی قسم میں آپ کو اس سے پہلے ہی روکتا تھا۔اللہ کی قسم! میں آپ کو پہلے ہی اس سے روکتا تھا۔اللہ کی قسم! میں آپ کی طرح روزہ دار، شب زندہ دار اور صلہ رحمی کرنے کو

[1] نووي . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

نہیں جانتا۔ اللہ کی قسم! (دشمن کی نظر میں) آپ کا جو گروہ بُرا تھا وہ بہت اچھا گروہ تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے آئے۔ حجاج کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں کھڑے ہونے اور کلام کرنے کی اطلاع پہنچی تو حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش اس گھاٹی سے اُتروا کر یہود کے قبرستان میں پھنکوا دی۔ پھر اس نے حضرت عبداللہ کی والدہ، حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی طرف آدمی بھیج کر اُن کو بلوایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے آنے سے انکار کر دیا۔ حجاج نے دوبارہ بلوانے بھیجا اور کہنے لگا کہ اگر کوئی ہے تو (ٹھیک ہے) ورنہ میں تیری طرف ایک ایسے آدمی کو بھیجوں گا کہ جو تیرے بالوں کو کھینچتا ہوا تجھے میرے پاس لے آئے گا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے پھر انکار کر دیا اور فرمانے لگیں۔ اللہ کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی۔ چاہے تو میری طرف ایسے آدمی کو بھیجے کہ وہ میرے بالوں کو کھینچتا ہوا لائے۔ راوی کہتے ہیں کہ بالآخر حجاج کہنے لگا کہ میری جوتیاں لاؤ۔ وہ جوتیاں پہن کر اکڑتا ہوا حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کیا تو نے دیکھا ہے کہ میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا ہے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ تو نے اس کی دنیا خراب کر دی ہے اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی ہے۔ (حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں) مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو نے عبداللہ کو (طنزیہ انداز میں) دو کمر بندوں والی کا بیٹا کہا ہے؟ اللہ کی قسم! میں دو کمر بندوں والی ہوں۔ ایک کمر بند سے تو میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھانا (ہجرت کے موقع پر) باندھا تھا اور دوسرا کمر بند وہی تھا کہ جس کی عورت کو ضرورت ہوتی ہے اور (اے حجاج) سن رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ایک حدیث بیان فرمائی تھی (آپ ﷺ نے فرمایا) قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا کہ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا (یعنی مختار بن ابی عبید ثقفی) اور ظالم میں تیرے علاوہ کسی کو نہیں سمجھتی۔ راوی کہتے ہیں کہ حجاج (یہ سن کر) کر اُٹھ کھڑا ہوا اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو کوئی جواب نہیں دیا۔

حدیث کی تشریح: اس میں ایک حدیث ہے۔ اس میں بنو ثقیف کے جھوٹے اور ظالم کا ذکر ہے **علی عقبة المدینة** مکہ میں ایک گھاٹی مراد ہے۔ **وھی عقبة بمکة** (نوویؒ)

نام ونسب: نام: عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ کنیت: ابوخبیب، ابوبکر، ابوبکیر، والد: زبیر۔ والدہ اسماء۔ مہاجرین میں سے سب سے پہلے پیدا ہونے والے یہی ابن زبیر ہیں۔ مدینہ منورہ میں یہود نے یہ غوغا کر رکھا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر سحر کر دیا ہے انکے بچے پیدا نہ ہونگے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے انکا یہ کھوٹا دعویٰ باطل ہوا ابن زبیر کی ولادت نے ہی یہود کو منہ چھپانے پر مجبور کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کم سنی میں پایا کہ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے وقت ان کی عمر نو، دس سال کی تھی خلفاء راشدین رضی اللہ عنھم کے زمانے میں شجاعت و بہادری دکھاتے رہے بعد میں کئی جنگوں اور شورشوں میں مقابلہ کیا بالآخر ظالم حجاج کے ہاتھوں ۷۲ھ میں شہید ہوئے، جیسا کہ حدیث باب میں موجود ہے۔ **حتی مرّ علیه عبد الله ابن عمر** رضی اللہ عنہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا انکی تعریف میں کلمات کہے اور اپنے مشورے کا ذکر کیا جس میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو امور سلطنت وحکومت سے روکا تھا۔ اس سے میت پر دفن سے پہلے اور بعد (دونوں حالتوں میں) سلام کرنے کا جواز اور ان کی تعریف کرنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ ابن عمرؓ نے یہ تعریف اس لئے کی کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عبداللہ صاحب صوم وصلوۃ اعمال کے پابند اور منصف تھے ظالم وعدو اللہ نہ تھے جیسے حجاج نے

مشہور کرانے کی کوشش کی تھی۔ قوّاماً. قرطبیؒ کہتے ہیں کہ ابن زبیر صائم الدہر اور قائم اللیل تھے بسا اوقات وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن کریم پڑھ لیتے وصولا للرحم . صلہ رحمی اور قربت داری کا خیال کرنے والے تھے۔ یہ جملہ بھی جواب ہے ان لوگوں کا جو یہ کہتے تھے کہ مال روک کے رکھتے ہیں اہل حقوق اور حاجت مندوں کو نہیں دیتے۔ اما واللہ لأمّة انت اشر ها لأمّة خیر واللہ ان (ظالموں کے گمان میں) آپ کی جماعت وطائفہ بری تھی حالانکہ (درحقیقت) تو سراپا خیر وبھلائی ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حق گوئی اور بے خوفی واضح ہورہی ہے کہ حجاج کے ظلم وستم اور جبر وتشدد کی پرواہ کئے بغیر کھری کھری کہہ دیں اور ابن زبیرؓ کے بارے میں امت کو بتادیا کہ وہ مظلوم اور حجاج ظالم تھا۔ ثم نفذ عبد اللہ بن عمر . ای انطلق چلے گئے۔ فأبت ان تأتیہ ان کی والدہ کی بہادری ہے کہ ظالم کے پاس آنے سے انکار کردیا اور آنے پر بھی اس کذاب کو سچ سچ سنادیا۔ قرون قرن کی جمع ہے بمعنی مینڈھیاں۔ حجاج اتراتا ہوا آیا اور ہونٹ لٹکاتا ہوا گیا کہ اس کا رعب چل نہ سکا۔ اور دونوں باتوں کا کھلا جواب ملا! کہ تو نے اسے سزا نہیں دی بلکہ اس پر ظلم کی وجہ سے خود سزا کا مستحق ہوا اس کو شہادت پر جزا ملے گی تجھے ظلم پر سزا۔ باقی ذی النطاقین کہتے ہو۔ یہ تو میرے لئے حیاء حجاب اور شرافت کی بات ہے اپنے لئے بھی سنتا جا کذاب تمہارے قبیلے کا تھا اور مبیر ومہلک تو جناب خود ہی ہیں۔ فقام عنها ولم یراجعها بس منہ بند ہوا اور مزید کچھ کہہ نہ سکا۔ فاما الکذاب. اس سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی ہے۔ جو بڑا عالم تھا آخر میں دماغ خراب ہوا اور جھوٹے دعوے کرنے لگا کہ میرے پاس وحی آتی ہے۔ پھر اپنے انجام بد کو پہنچا۔ واما المبیر. ہلاکت خیز۔ ظالم۔ اس سے مراد حجاج ہے جس نے ایک لاکھ تیس ہزار سے زائد افراد کو ناحق قتل کروایا جن میں صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد تھی علماء وفضلا تو بے شمار تھے۔ یہ دونوں (بدبخت) ایک قبیلے سے تھے۔[1]

(۹۳) باب فَضْلِ فَارِسَ

(۱۱۳۰) باب: فارس والوں کی فضیلت کے بیان میں

(۵۵۴) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الْجَزَرِيِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ اَوْ قَالَ مِنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰى يَتَنَاوَلَهُ.

(۶۵۹۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر دین ثریا پر بھی ہوتا تو فارس کا ایک آدمی اسے لے جاتا یا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فارس کی اولاد میں سے کوئی آدمی اُسے لے لیتا۔

(۵۵۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَاَ: ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ [الجمعة:٣] قَالَ (رَجُلٌ) مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَاَلَهُ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ.

(۶۵۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران آپ ﷺ پر سورۃ الجمعہ نازل ہوئی تو جب آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: وآخرين منهم لما يلحقوا بهم یعنی: ''پاک ہے وہ ذات کہ جس نے عرب اور دوسری قوموں کی طرف اپنے رسولوں کو بھیجا'' اُن لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (یہ عرب کے علاوہ دوسرے لوگوں سے کون مراد ہیں؟) اُس آدمی نے آپ سے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ (پھر) پوچھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رکھا اور فرمایا: اگر ایمان ثریا پر بھی ہوتا تو بھی ان کی قوم میں سے کچھ لوگ وہاں تک پہنچ جاتے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ ان میں اہل فارس کا ذکر ہے۔

حدیث باب میں موجود ہے کہ جب سورۃ الجمعۃ نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت صحابہ پر تلاوت فرمائی اور جب وآخرين منهم لمّا يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم (جمعہ۳) پڑھی تو ایک صحابی نے سوال کیا اس سے مراد کون ہیں تو آپ ﷺ نے بار بار سوال پر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: لو كان الدين عند الثريا. لو كان الايمان عند الثريا. لناله کہ اتنی بعید ترین سفر کو طے کر کے بھی اس کے حصول کی کوشش کریں اور پالیں گے۔ لنالہ۔ میں پالینا مذکور ہے۔ مسند احمد کی روایت میں لو كان العلم عند الثريا کے الفاظ ہیں جیسے عام مشہور ہے عند الثريا کا مطلب یہ ہے کہ علم دین اور تعلیم قرآن کیلئے صبر آزما، مشکل، کٹھن، جانکش، دور دراز کے سفر کریں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ ثریا پر جائیں گے وہاں تو آبادی ہی نہیں بلکہ ثریا سے مراد دوری ہے اور مشکلات۔

سوال! یہ بات اس لئے واضح کردی کہ بعض لوگ سوال کرتے ہیں اطلبوا العلم ولو بالصين علم حاصل کرو اگرچہ چین تک جانا پڑے حالانکہ وہ دارالکفر ہے اسی طرح کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ثریا پر کونسا جامعہ اور مرکز اسلامی بنا ہوا ہے کہ وہاں سے علم حاصل کرلیں۔

جواب! اس کا جواب مذکورہ حروف سے واضح ہوگیا کہ اس سے مقصود مشقت برداشت کرنا ہے نہ کہ خود ثریا پر جانا اسی طرح چین کے ذکر سے مراد بھی بعید ترین سفر کی مثال دینا ہے۔ رجل من فارس او قال من ابناء فارس. ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اہل فارس جنکا لقب ہے یہ ہدرام بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ہدرام کے دس سے زائد بیٹے پیدا ہوئے جو سب کے سب شہسوار و بہادر تھے اس لئے فارس (فرس پر سواری کے ماہر) مشہور ہوئے۔ وقيل آخر. باب کی حدیثوں سے ان کی فضیلت اور طلب علم وحصول علم کا ثبوت ہے۔ بعض علماء نے اس کا مصداق نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو ٹھہرایا ہے جو برمحل اور سچ ہے بعض نے امام بخاریؒ کو۔ واضح بات یہ ہے کہ اس سے علماء، فقہاء، محدثین، مفسرین، متکلمین اور اصحاب علم وفضل کی جماعت کثیرہ مراد ہے اس میں امام بخاری اور امام ابوحنیفہ بھی شامل ہونگے۔ واللہ اعلم۔[1]

---

[1] نووی. المفهم: اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۹۴) باب قَوْلِهِ ﷺ اَلنَّاسُ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً.

(۱۱۳۱) باب: نبی کریم ﷺ کے اِس فرمان کے بیان میں کہ لوگوں کی مثال اونٹوں کی طرح ہے کہ سو میں سے ایک بھی سواری کے قابل نہیں

(۵۵۶) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَجِدُوْنَ النَّاسَ كَاِبِلٍ مِائَةٍ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيْهَا رَاحِلَةً.

(۶۵۹۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کو سو اونٹوں کی طرح پاؤ گے کہ ان میں کوئی بھی سوار ہونے کے قابل اونٹ نہ پاؤ گے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں لوگوں کی اقسام واستعداد کا ذکر ہے

تجدون الناس کابل مائة. ابل موصوف اور مائۃ صفت ہے سو اونٹ بخاری شریف میں کابل المائة معرفہ بھی مذکور ہے۔ اور یہی راجح ہے کہ الف لام اس میں جنس کا ہے۔ لَا يَجِدُ الرَّجُلُ فِيْهَا رَاحِلَةً. راحلة عمدہ چنی ہوئی، سواری کے لائق۔ اس کی تشریح دو طریقوں سے کی گئی ہے (۱) اس سے مقصود لوگوں میں مساوات و برابری ہے کہ کسی کو کسی پر نسب میں برتری نہیں سب عباداللہ اور خلق اللہ ہے برتری فضل اللہ اور عمل سے حاصل ہوگی۔ سب سو اونٹوں کے ریوڑ کی طرح ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک کسی پر فضیلت نہیں رکھتا اور نہ اس کا دعویدار و مستحق ہے۔ (۲) اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ اس سے مقصود انحطاط وتنزل ہے کہ عنقریب اہل علم وفضل اور اصحاب جود وسخا اٹھ جائیں گے[1] سینکڑوں کی تعداد اور مجمع میں ایک بھی صاحب فضیلت، خشوع وخضوع، عجز وانکساری سے معمور آدمی نہ ملے گا۔ مگر بہت کم۔ جیسے جنگل میں سو اونٹ ہیں مگر سفر و سواری کے لائق ایک بھی نہیں سب گھاس کھانے اور بدکنے کے ہوشیار ہیں۔۔ یہ دوسری تشریح زیادہ مناسب اور اقرب الی المقصود ہے کہ فضائل الصحابہ میں اہل فضل وکمال کا ذکر تھا آخر میں زمانہ تنزل کا ذکر فرمایا۔ واللہ اعلم۔ علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں۔ اونٹوں کے ساتھ تشبیہ میں یہ نکتہ ہے کہ سخی صاحب حلم وحکمت لوگوں کے بوجھ برداشت کرتا ہے انکی کڑوی کسیلی باتیں سہتا اور سنتا ہے پھر بھی ان کی حاجات وضروریات کو پورا کرتا ہے جیسے اونٹ بوجھ اٹھاتا ہے۔ افلا ینظرون الی الا بل کیف خلقت. کیا وہ دیکھتے نہیں کہ اونٹ کیسا (بوجھ بردار اور متحمل) پیدا کیا گیا ثم لا یجد الرجل فیھا راحلة . اس میں مبالغہ فرمایا کہ ایک بھی کام کے قابل نہ ہوگا علی الاطلاق نفی نہیں بلکہ اس میں قلت کی طرف اشارہ ہے۔ جیسے مشہور ہے۔ النادر لا حکم له، النادر کا لعادم . بخاری شریف میں ہے لا تکاد تجد فیھا راحلة . بہت کم ہی تو ان میں سواری کے لائق پائیگا یہ لفظ اوفق بالتشریح ہے۔ واللہ اعلم۔[2]

آخر کتاب فضائل الصحابة و یلیه کتاب البر والصلة

---

[1] باقی دستورے رہ جائیں گے۔

[2] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

کتاب البرّ والصلة والآداب

اس سے پہلے فضائل صحابہ وصحابیات ﷺ کا ذکر تھا اب ان اعمال کا ذکر شروع ہو رہا ہے جن کا پابند رہنے، اپنانے اور بروئے کار لانے سے آدمی صاحب فضیلت بنتا ہے اور حیوانیت سے نکل کر ملکانیت کی طرف آتا ہے۔ اس کتاب میں نیکی، صلہ رحمی، اور آداب کا ذکر ہے۔

بر کا معنی: البرّھی کلام لین و خلق طیب. البر مداراة الخلق و مراعاة الحق. لفظ بر کا حاصل حسن اخلاق ہے۔

صلہ کا معنی: اقارب کے حقوق کا خیال کرنا ان کی ایذا رسانی سے اجتناب اور راحت پہنچانے کے لیے بے تاب ہونا یہ صلہ ہے۔

ادب کا معنی: الادب حصول مکارم الاخلاق. اچھے اخلاق کا حاصل کرنا ادب ہے، الادب معرفة امور الحسنة. اچھی باتوں کی پہچان کا نام ادب ہے، ادب کا حاصل حفظ حدود وادائے حقوق ہے، اسکا حاصل بھی راحت رسانی ہے کہ جب تمام اخلاقی وشرعی حدود کی حفاظت ہوگی اور سب کے حقوق کی پاسداری ہوگی تو جانبین بلکہ سب کو راحت پہنچے گی۔[1]

حسن خلق کا معنی: احتمال اذی ، قلت غضب ، طلاقة الوجه اور طیب الکلام.

ابن مبارکؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ حسن الخلق طلاقة الوجه وبذل المعروف و کف الاذی. خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتاب البر کے عنوان سے امام مسلمؒ ایسی احادیث لائے ہیں جن سے انسان! انسان بن سکتا ہے اور دین حقیقی سے مقصود بھی یہی ہے۔ دکتور احمد امینؒ رقمطراز ہیں! الدین الحق تحسین علاقة الانسان بالله وتحسین علاقة الانسان بالانسان فتحسن علاقتهم جمیعا بالله دین برحق اور شریعت حقیقی تو انسان کو اللہ کے ساتھ جوڑنے کا نام ہے اور انسان کو انسان کے ساتھ صحیح ربط کا نام ہے تاکہ نتیجۃً ان سب کا تعلق اللہ تعالیٰ سے درست ہو جائے اور سعادت دارین پالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطاء فرمائیں اور اخلاق سدھارنے کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ بر، صلہ، ادب تینوں کا حاصل مکارم اخلاق ہے۔ اور اسی میں فلاح ہے۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: دین کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔ اللہ کو عبادت سے راضی کرو۔ رسول اللہ کو اطاعت سے راضی کرو۔ خلق اللہ کو خدمت سے راضی کرو۔

(۹۵) بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَاَيُّهُمَا اَحَقُّ بِهٖ

(۱۱۳۲) باب: والدین سے نیکی اور ان کے حقوق کے اہتمام کے بیان میں

(۵۵۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ نِ ابْنِ جَمِيْلِ بْنِ طَرِيْفِ نِ الثَّقَفِيُّ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ

---

[1] الادب کل ریاضة محمودة یتخرج بها الانسان فی فضیلة من الفضائل، الادب استعمال ما یحمد قولا و فعلا.

الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ وَ فِیْ حَدِيْثِ قُتَيْبَةَ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّاسَ.

(۶۵۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اُس نے عرض کیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے اچھے سلوک کا حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں۔ اُس آدمی نے عرض کیا: پھر کس کا؟ (حق ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں کا۔ اُس نے پھر عرض کیا: پھر کس کا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تیرے باپ کا اور قتیبہ ہی کی روایت میں ہے ''میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ کون حقدار ہے'' کا ذکر ہے اور اس میں ''الناس'' یعنی لوگوں کا ذکر نہیں ہے۔

(۵۵۸) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ.

(۶۵۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے زیادہ میرے اچھے سلوک کا کون حقدار ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر جو تیرے قریب ہو، پھر جو تیرے قریب ہو۔

(۵۵۹) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عُمَارَةَ وَابْنِ شُبْرُمَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَ زَادَ فَقَالَ نَعَمْ وَاَبِيْكَ لَتُنَبَّاَنَّ.

(۶۵۹۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا پھر جریر کی حدیث کی طرح حدیث ذکر کی اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ تیرے باپ کی قسم تجھے آگاہ کر دیا جائے گا۔

(۵۶۰) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ ح وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ خِرَاشٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِیْ حَدِيْثِ وُهَيْبٍ مَنْ اَبَرُّ وَفِیْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ اَیُّ النَّاسِ اَحَقُّ مِنِّیْ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ.

(۶۵۹۷) ابن شبرمہ سے ان سندوں کے ساتھ روایت ہے وہیب کی روایت میں ہے کہ کون نیکی کا زیادہ حقدار ہے؟ اور محمد بن طلحہ کی روایت میں ہے کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ کون میرے اچھے سلوک کا زیادہ حقدار ہے؟ پھر جریر کی حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

(۵۶۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا يَحْيٰی يَعْنِی ابْنَ سَعِيْدِ نِ الْقَطَّانَ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ

اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَيٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ.

(۶۵۹۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اُس نے آپ ﷺ سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اُس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اُن کی خدمت میں رہ، تیرے لیے یہی جہاد ہے۔ یا انہیں کی خدمت کی کوشش کر۔

(۵۶۲) حَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ قَالَ مُسْلِمٌ أَبُو الْعَبَّاسِ اسْمُهُ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوخَ الْمَكِّيُّ.

(۶۵۹۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ پھر آگے مذکورہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

(۵۶۳) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ إِسْحٰقَ ح وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ نِ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ جَمِيعًا عَنْ حَبِيبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

(۶۶۰۰) حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان سندوں کے ساتھ مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۵۶۴) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ نَاعِمًا مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ قَالَ نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا قَالَ فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا.

(۶۶۰۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اُس نے عرض کیا: میں ہجرت اور جہاد کی (آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہیں۔ اُس نے عرض کیا: جی ہاں! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ سے اس کا اجر چاہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اپنے والدین کی طرف جا اور اُن دونوں سے اچھا سلوک کر۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں۔ ان میں والدین سے نیکی کا حکم اور ذکر ہے۔

حدیث اول: جاء رجل...... بعض نے اس رجل کی تعیین کی ہے اور کہا ہے کہ بھز بن حکیم کے دادا معاویہ بن حیدہؓ تھے۔ یا رسول اللہ من ابر...... اس حدیث میں ثم ابوک چوتھی مرتبہ ہے اور بعض روایات میں اس کا ذکر تیسری جگہ پر بھی ہے لیکن حدیث باب صحیح اور راجح ہے کہ والد کا ذکر چوتھی جگہ ہے۔

سوال! ماں کا ذکر تین دفعہ اور تقدیم کیوں؟

جواب ! مرتبہ بقدر مشقت ۔ والدہ کیلئے تین صعوبتیں ہیں ۔ (۱) حمل (۲) وضع حمل (۳) ۔ رضاعت، حضانت اور باپ کیلئے ایک مشقت ہے تربیت جس میں ماں بھی شریک ہوتی ہے ان تین وجوہ کی بنا پر ماں کو مقدم فرمایا ۔ ان آیات میں اسی طرف اشارہ ہے حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِىْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ (لقمان ۱۴) حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (احقاف ۱۵)

سوال ! ماں باپ پر حسن وسلوک اور حقوق میں کیا مساوی ہیں؟

جواب ! اس میں اختلاف ہے ۔ (۱) مازریؒ کہتے ہیں کہ امام مالک کا قول ماں باپ کے حقوق کے بارے میں مساوات کا ہے ۔ (۲) لیثؒ کہتے ہیں ماں کا حکم مؤکد ہے اور اس کے لیے بر کی تین تہائیاں ہیں ۔ (۳) محاسبیؒ کہتے ہیں ماں کی فضیلت و برتری اجماعی ہے ۔ (۴) ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ امام مالک سے ماں باپ کے درمیان مساوات حقوق کا قول ثابت نہیں بلکہ یہ انکے ایک قول سے ماخوذ ہے جس سے استدلال تام نہیں ۔ واقعہ یہ ہے کہ امام مالکؒ سے ایک آدمی نے آ کر سوال کیا کہ باپ نے مجھے ایک کام کا حکم دیا ہے اور ماں نے اس سے روکا ہے اب میں باپ کی بات مانوں یا ماں کی بات مانوں؟ اسکے جواب میں امام صاحب نے فرمایا، اطع اباك ولا تعص امّك ۔ باپ کی مان اور ماں کی نافرمانی نہ کر ۔ اس سے بعض نے برابری کا حکم اخذ کیا ہے اور امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ اس میں اتفاق پیدا کرنے اور دونوں کی ناراضگی سے بچنے کا حکم ہے کہ کوشش کر کے دونوں کو راضی کر لو ان کے حقوق کی برابری کا ذکر نہیں تقدیم ام علی الاب بحالها برقرار ہے ۔ ایسے ہی لیثؒ سے سوال کیا گیا تو کہا اطع امّك فان لها ثلثي البرّ ۔ ماں کی ماں اس کیلئے دو تہائی نیکی ہے ۔ ثم ادناك ثم ادناك ۔ والدین کے بعد عزیز و اقارب کا حق ہے جہاں تک ممکن اور بس میں ہو ۔ اعلیٰ دادا، دادی، نانا، نانی، اسفل، بہن، بھائی وغیرہ دونوں طرف سب کا خیال کیا جانا چاہیے ۔ رشتہ داروں سے اچھے برتاؤ کی ترتیب یہ ہے ۔ ماں، باپ، اجداد، جدات، بھائی بہنیں، پھر ذوی الارحام چچے، پھوپھیاں، ماموں، خالہ اس میں حقیقی مقدم ہونگے پھر علاتی پھر اخیافی ۔ پھر ذی رحم غیر محارم چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد وغیرہ پھر سسرالی رشتے پھر موالی و غلام پھر پڑوسی قریب بعید کے اصول کے مطابق ۔

حدیث ثالث : وابيك لتنبئانّ ۔ تیرے باپ کی قسم تمہیں خبر دی جائے گی ۔ یہ آپ ﷺ نے سائل کو فرمایا کہ بھائی تجھے تیرے سوال کے متعلق خبر دی جائے گی ۔ شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ وابیک میں حقیقت قسم مقصود و مراد نہیں کیونکہ غیر اللہ کی قسم جائز نہیں ۔ یہ کلمہ بطور ابتداء اور زبان کے سہارے سے نکلا ۔

حدیث خامس : جاء رجل الى النبيّ ﷺ يستأذنه في الجهاد ۔ یہ آدمی جاہمہ بن عباس بن مرداس تھا ۔ آ کر جہاد و غزوہ میں شرکت کیلئے مشورہ اور اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا : ففيهما فجاهد ۔ باب کی آخری حدیث حدیث تام میں ہے فارجع الى والديك فاحسن صحبتهما والدین کی طرف جا ان سے حسن سلوک کر ۔ ابوداؤد کتاب الجہاد میں ہے کہ ایک آدمی نے آ کر کہا جئتك ابايعك على الهجرة وتركت ابويّ يبكيان ۔ آپ ﷺ نے فرمایا ارجع عليهما فاضحكهما كما ابكيتهما (ابوداؤد ج ۱ ص ۳۶۵) میں آیا ہوں کہ آپ سے ہجرت پر بیعت کروں اور ماں باپ کو روتا چھوڑ کے آیا ہوں آپ نے

فرمایا واپس لوٹ جااُن کو ہنسا جیسے تو نے رلایا۔ دیگر بھی متعدد احادیث موجود ومروی ہیں۔

مسئلہ! جہاد کیلئے والدین کی اجازت کی حیثیت وحقیقت کیا ہے؟ (۱) علامہ عینی کہتے ہیں کہ اکثر اھل علم جن میں اوزاعی سفیان ثوریؒ مالک شافعی احمد قابل ذکر ہیں کا قول ہے کہ جہاد میں جانے کیلئے عام حالات میں والدین کی اجازت ضروری ہے بلا اجازت والدین جانا درست نہیں۔ اور یہی احادیث بالا کا مقتضا ہے۔ (۲) اگر دشمن چڑھ آئے اور نفیر عام کا اعلان ہو جائے تو پھر بیٹا ماں باپ کی اجازت کے بغیر غلام آقا کی اجازت کے بغیر...... جاسکتے ہیں اب جہاد فرض عین ہونے کی صورت میں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

دادا کی حیثیت: دادے کا حکم باپ کی عدم موجودگی میں باپ کا سا ہے اور نانی اور دادی کا حکم ماں کی غیر موجودگی میں ماں جیسا ہے۔ ابن حزمؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر بیٹے کے جہاد پر جانے سے ماں باپ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو صاحبزادے سے فرضیت جہاد ساقط ہو جائیگی۔ لیکن منذریؒ نے صاف کہا ہے کہ یہ گنجائش اور سقوط حکم کی اجازت جہاد تطوع میں ہے فرض جہاد میں کوئی استثناء نہیں۔ اگر روکیں تو بھی اب فرض ہونے کی صورت میں انکی نہ مانے اور جہاد میں چلا جائے۔ یہ ساری تفصیل اسوقت ہے جب والدین مسلمان ہوں اگر کافر ہوں تو پھر اجازت کی کوئی قید نہیں بھلے نفلی ہو یا واجب اسوقت انکی ماننا معصیت ہے۔ سفیان ثوریؒ سے ایک قول یہ منقول ہے کہ هما كالمسلمين لیکن بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ثوریؒ کا یہ جملہ آداب وحسن سلوک کے اعتبار سے ہو گا کہ ان سے بھی مسلم والدین کی طرح اچھا برتاؤ کیا جائے باقی دین کے بارے میں انکی رائے کا اعتبار نہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ والدین کی اجازت جہاد کیلئے واجب ہے الا یہ کہ نفیر عام ہو تو پھر اجازت کی حاجت نہیں...... واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اھم العبادات بلکہ محی العبادات (اسلام وعبادات کو زندہ کرنے والی) جہاد کیلئے جب اجازت کی ضرورت ہے تو دیگر اسفار مباحہ کے لیے اور طلب علم کے لیے بھی والدین کی اجازت ضروری ہوگی۔ آخر میں صرف دو حدیثیں مزید ترغیب کے لیے پیش خدمت ہیں۔ کہ زندگی اور موت کے بعد دونوں حالتوں میں والدین کو ہم نہ بھولیں۔ جیسے گھوارے میں سلا کر بھی ماں ہمیں نہیں بھولتی تھی۔ (۱) من زار قبر والديه او احد هما احتسابا كان كعدل حجة مبرورة ومن كان زوّاراً لهما زارت الملئكة قبره (کنز العمال ج۱۶ص۴۷۹ بیروت) ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اللہ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے (رسم پوری کرتے ہوئے نہیں) تو اس کو ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا اور جو (نیک بخت) شخص ماں باپ کی زیارت کریگا فرشتے اسکی قبر کی زیارت کو آئیں گے۔ (۲) من زار قبر ابويه او احد هما فى كل يوم الجمعة فقرأ عنده يٰس غفر له (کنز العمال ج۱۶ص۴۶۸) ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ جس نے ہر جمعہ کے دن (ہفتہ وار) اپنے ماں باپ میں سے کسی کی قبر کی زیارت کی اور اسکے پاس سورہ یٰس شریف تلاوت کی تو اسکی بخشش ہو جائیگی۔

اللهم اغفرلنا ولوالدينا وارحمهما كما ربّيانا صغيرا . ووفقنا لحسن صحبتهما.[1]

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۹۶) باب تَقْدِيْمِ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى التَّطَوُّعِ بِالصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا

(۱۱۳۳) باب: نفل نماز وغیرہ پر والدین سے حسنِ سلوک کے مقدم ہونے کے بیان میں

(۵۶۵) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ هِلَالٍ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ جُرَيْجٌ يَتَعَبَّدُ فِىْ صَوْمَعَةٍ فَجَاءَتْ اُمُّهٗ قَالَ حُمَيْدٌ فَوَصَفَ لَنَا اَبُوْ رَافِعٍ صِفَةَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لِصِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّهٗ حِيْنَ دَعَتْهُ كَيْفَ جَعَلَتْ كَفَّهَا فَوْقَ حَاجِبِهَا ثُمَّ رَفَعَتْ رَاْسَهَا اِلَيْهِ تَدْعُوْهُ فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ اَنَا اُمُّكَ كَلِّمْنِىْ فَصَادَفَتْهُ يُصَلِّىْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّىْ وَصَلَاتِىْ قَالَ فَاخْتَارَ صَلَاتَهٗ فَرَجَعَتْ ثُمَّ عَادَتْ فِى الثَّانِيَةِ فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ اَنَا اُمُّكَ فَكَلِّمْنِىْ قَالَ اللّٰهُمَّ اُمِّىْ وَصَلَاتِىْ فَاخْتَارَ صَلَاتَهٗ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا جُرَيْجٌ وَهُوَ ابْنِىْ وَاِنِّىْ كَلَّمْتُهٗ فَاَبٰى اَنْ يُّكَلِّمَنِىْ اَللّٰهُمَّ فَلَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ الْمُوْمِسَاتِ قَالَ وَلَوْ دَعَتْ عَلَيْهِ اَنْ يُّفْتَنَ لَفُتِنَ قَالَ وَكَانَ رَاعِىْ ضَاْنٍ يَاْوِىْ اِلٰى دَيْرِهٖ قَالَ فَخَرَجَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْقَرْيَةِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا الرَّاعِىْ فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقِيْلَ لَهَا مَا هٰذَا قَالَتْ مِنْ صَاحِبِ هٰذَا الدَّيْرِ قَالَ فَجَاءُوْا بِفُئُوْسِهِمْ وَمَسَاحِيْهِمْ فَنَادَوْهُ فَصَادَفُوْهُ يُصَلِّىْ فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ قَالَ فَاَخَذُوْا يَهْدِمُوْنَ دَيْرَهٗ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ نَزَلَ اِلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَهٗ سَلْ هٰذِهٖ قَالَ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَ الصَّبِىِّ فَقَالَ مَنْ اَبُوْكَ قَالَ اَبِىْ رَاعِى الضَّاْنِ فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْهُ قَالُوْا نَبْنِىْ مَا هَدَمْنَا مِنْ دَيْرِكَ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَعِيْدُوْهُ تُرَابًا كَمَا كَانَ ثُمَّ عَلَاهُ.

(۶۶۰۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جریج اپنے عبادت خانے میں عبادت کر رہے تھے کہ اُن کی ماں آ گئی۔ حمید کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی اسی طرح صفت بیان کی جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے صفت بیان کی تھی۔ جس وقت ان کی ماں نے اُن کو بلایا تو انہوں نے اپنی ہتھیلی اپنی پلکوں پر رکھی ہوئی تھی پھر اپنا سر ابن جریج کی طرف اُٹھا کر ابن جریج کو آواز دی اور کہنے لگیں: اے جریج! میں تیری ماں ہوں، مجھ سے بات کر۔ ابن جریج اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ ابن جریج نے (اپنے دل میں) کہا: اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے۔ پھر ابن جریج نے نماز کو اختیار کیا پھر ان کی ماں نے کہا: اے اللہ! یہ جریج میرا بیٹا ہے۔ میں اس سے بات کرتی ہوں تو یہ میرے ساتھ بات کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اے اللہ! ابن جریج کو اُس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ یہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر جریج کی ماں اس پر یہ دعا کرتی کہ وہ فتنہ میں پڑ جائے تو وہ فتنے میں مبتلا ہو جاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ بھیڑوں کا ایک چرواہا تھا جو جریج کے عبادت خانے میں ٹھہرتا تھا (ایک دن) گاؤں سے ایک عورت نکلی تو اُس چرواہے نے اس عورت کے ساتھ بُرا کام کیا تو وہ عورت حاملہ ہو گئی (جس کے نتیجہ میں) اُس عورت کے ہاں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی تو اس عورت سے پوچھا گیا کہ یہ لڑکا کہاں سے لائی ہے؟ اُس عورت نے کہا: اس عبادت خانہ میں جو رہتا ہے، یہ اُس کا لڑکا ہے (یہ سنتے ہی اس گاؤں کے لوگ) کلہاڑے اور پھاوڑے لے کر آئے اور اُنہیں آواز دی۔ وہ نماز میں تھے، انہوں نے کوئی بات نہ کی تو لوگوں نے اُس کا عبادت خانہ گرانا شروع

کردیا۔ جب جریج نے یہ ماجرادیکھا تو وہ اُترا لوگوں نے اس سے کہا کہ اس عورت سے پوچھ یہ کیا کہتی ہے؟ جریج ہنسا اور پھر اس نے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُس سے کہا: تیرا باپ کون ہے؟ اُس بچے نے کہا: میرا باپ بھیڑوں کا چرواہا ہے۔ جب لوگوں نے اس بچے کی آواز سنی تو کہنے لگے کہ ہم نے آپ کا جتنا عبادت خانہ گرایا ہے، ہم اُس کے بدلے میں سونے اور چاندی کا عبادت خانہ بنا دیتے ہیں۔ جریج نے کہا: نہیں! بلکہ تم اسے پہلے کی طرح مٹی ہی کا بنادو اور پھر ابن جریج اُوپر چلے گئے۔

(٥٦٦) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِى الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَ صَاحِبُ جُرَيْجٍ وَ كَانَ جُرَيْجٌ رَجُلًا عَابِدًا فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً فَكَانَ فِيْهَا فَاَتَتْهُ اُمُّهُ وَهُوَ يُصَلِّىْ فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ فَقَالَ يَا رَبِّ اُمِّىْ وَصَلَاتِىْ فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّىْ فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ فَقَالَ يَا رَبِّ اُمِّىْ وَصَلَاتِىْ فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ (فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَتْهُ فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ فَقَالَ يَا رَبِّ اُمِّىْ وَصَلَاتِىْ فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ) فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى يَنْظُرَ اِلٰى وُجُوْهِ الْمُوْمِسَاتِ فَتَذَاكَرَ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ جُرَيْجًا وَعِبَادَتَهٗ وَكَانَتِ امْرَاَةٌ بَغِىٌّ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا فَقَالَتْ اِنْ شِئْتُمْ لَاَفْتِنَنَّهٗ لَكُمْ قَالَ فَتَعَرَّضَتْ لَهٗ فَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهَا فَاَتَتْ رَاعِيًا كَانَ يَاْوِىْ اِلٰى صَوْمَعَتِهٖ فَاَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَحَمَلَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَاَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوْهُ وَهَدَمُوْا صَوْمَعَتَهٗ وَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَهٗ فَقَالَ مَا شَاْنُكُمْ قَالُوْا زَنَيْتَ بِهٰذِهِ الْبَغِىِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ فَقَالَ اَيْنَ الصَّبِىُّ فَجَاءُوْا بِهٖ فَقَالَ دَعُوْنِىْ حَتّٰى اُصَلِّىَ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَى الصَّبِىَّ فَطَعَنَ فِىْ بَطْنِهٖ وَ قَالَ يَا غُلَامُ مَنْ اَبُوْكَ قَالَ فُلَانٌ الرَّاعِىْ قَالَ فَاَقْبَلُوْا عَلٰى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُوْنَهٗ وَ يَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ وَقَالُوْا نَبْنِىْ لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا اَعِيْدُوْهَا مِنْ طِيْنٍ كَمَا كَانَتْ فَفَعَلُوْا وَ بَيْنَا صَبِىٌّ يَرْضَعُ مِنْ اُمِّهٖ فَمَرَّ رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلٰى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَ شَارَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ اُمُّهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِىْ مِثْلَ هٰذَا فَتَرَكَ الثَّدْىَ وَاَقْبَلَ اِلَيْهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ مِثْلَهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهٖ فَجَعَلَ يَرْتَضِعُ قَالَ فَكَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْكِىْ ارْتِضَاعَهٗ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ فِىْ فَمِهٖ فَجَعَلَ يَمَصُّهَا قَالَ وَمَرُّوْا بِجَارِيَةٍ وَهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا وَ يَقُوْلُوْنَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ وَ هِىَ تَقُوْلُ حَسْبِىَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَتْ اُمُّهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِىْ مِثْلَهَا فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَنَظَرَ اِلَيْهَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِثْلَهَا فَهُنَاكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ فَقَالَتْ حَلْقٰى مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِىْ مِثْلَهٗ فَقُلْتَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ مِثْلَهٗ وَمَرُّوْا بِهٰذِهِ الْاَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا وَ يَقُوْلُوْنَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِىْ مِثْلَهَا فَقُلْتَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِثْلَهَا قَالَ اِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ مِثْلَهٗ وَاِنَّ هٰذِهٖ يَقُوْلُوْنَ لَهَا زَنَيْتِ وَلَمْ تَزْنِ وَسَرَقْتِ وَلَمْ تَسْرِقْ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِثْلَهَا.

(٦٦٠٣) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پنگھوڑے میں سوائے تین بچوں کے اور کسی نے کلام نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ بن مریم علیہ السلام اور صاحب جریج اور جریج ایک عبادت گزار آدمی تھا۔ اُس نے

ایک عبادت خانہ بنایا ہوا تھا جس میں وہ نماز پڑھتا تھا۔ جریج کی ماں آئی اور وہ نماز میں تھا۔ اُس کی ماں نے کہا: اے جریج (جریج نے دل میں) کہا: اے میرے پروردگار! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف میری نماز ہے پھر وہ نماز کی طرف متوجہ رہا اور اس کی ماں واپس چلی گئی پھر وہ اگلے دن آئی تو وہ نماز پڑھ رہا تھا تو وہ کہنے لگی: اے جریج (جریج نے دل میں) کہا: اے میرے پروردگار! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میں نماز میں ہوں۔ پھر وہ اپنی نماز کی طرف متوجہ رہا پھر اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! جب تک جریج فاحشہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے اُس وقت تک اِسے موت نہ دینا۔ بنی اسرائیل (کے لوگ) جریج اور اس کی عبادت کا بڑا تذکرہ کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کی ایک عورت بڑی خوبصورت تھی، وہ کہنے لگی کہ اگر تم چاہتے ہو تو میں جریج کو فتنے میں مبتلا کر دوں۔ وہ عورت جریج کی طرف گئی لیکن جریج نے اُس عورت کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ ایک چرواہا جریج کے عبادت خانہ میں رہتا تھا۔ اُس عورت نے اس چرواہے کو اپنی طرف بلایا اس چرواہے نے اس عورت سے اپنی خواہش پوری کی جس سے وہ عورت حاملہ ہوگئی تو جب اُس عورت کے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی تو اُس نے کہا: یہ جریج کا لڑکا ہے (یہ سن کر) لوگ آئے اور جریج کو اس کے عبادت خانہ سے نکالا اور اس کے عبادت خانہ کو گرا دیا اور لوگوں نے جریج کو مارنا شروع کر دیا۔ جریج نے کہا: تم لوگ یہ سب کچھ کس وجہ سے کر رہے ہو؟ لوگوں نے جریج سے کہا: تو نے اُس عورت سے بدکاری کی ہے اور تجھ سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جریج نے کہا وہ بچہ کہاں ہے؟ تو لوگ اس بچے کو لے کر آئے۔ جریج نے کہا: مجھے چھوڑ دو۔ میں نماز پڑھ لوں۔ جریج نے نماز پڑھی پھر وہ نماز سے فارغ ہو کر اس بچے کے پاس آیا اور اُس بچے کے پیٹ میں اُنگلی رکھ کر کہا: اے لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ اس لڑکے نے کہا کہ فلاں چرواہا پھر لوگ جریج کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُس کو بوسہ دینے لگے اور اُسے چھونے لگے اور کہنے لگے ہم آپ کیلئے سونے کا عبادت خانہ بنا دیتے ہیں۔ جریج نے کہا: نہیں! بلکہ تم اسے اسی طرح مٹی کا بنا دو۔ لوگوں نے اسی طرح بنا دیا اور تیسرا وہ بچہ کہ جس نے پنگھوڑے میں بات کی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا تو ایک آدمی ایک عمدہ سواری پر بہترین لباس پہنے ہوئے وہاں سے گزرا تو اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے بچہ دودھ چھوڑ کر اس سوار کی طرف مڑا اور اسے دیکھتا رہا پھر وہ بچہ کہنے لگا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا پھر وہ بچہ پستان کیطرف متوجہ ہوا اور دودھ پینے لگا۔ راوی کہتے ہیں گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ حکایت بیان کر رہے ہیں، اس کے دودھ پینے کو اپنی شہادت کی انگلی اپنے منہ میں ڈال کر آپ ﷺ نے اپنی انگلی کو چوسنا شروع کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ ایک لونڈی کے پاس سے گزرے جسے لوگ مارتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے! چوری کی ہے اور وہ کہتی ہے: حسبی اللہ و نعم الوکیل میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور بہتر کارساز ہے۔ تو اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ میرے بیٹے کو اس عورت کی طرح نہ بنانا تو اس بچے نے دودھ پینا چھوڑ کر اُس باندی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے پس اس موقع پر ماں اور بیٹے کے درمیان مکالمہ ہوا۔ ماں نے کہا: اے سرمنڈے ایک خوبصورت شکل وصورت والا آدمی گزرا تو میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے۔ تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا اور لوگ اس باندی کے پاس سے گزرے تو لوگ اسے مارتے ہوئے کہہ رہے تھے، تو نے زنا کیا ہے اور چوری کی ہے تو میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا۔ تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس عورت جیسا نہ بنا دے۔ بچے نے

کہا: بے شک وہ آدمی ظالم تھا، تو میں نے کہا: اے اللہ مجھے اس جیسا نہ بنا اور یہ عورت جسے لوگ کہہ رہے تھے کہ تو نے زنا کیا ہے حالانکہ اُس نے زنا نہیں کیا اور تو نے چوری کی ہے حالانکہ اُس نے چوری نہیں کی تھی۔ میں نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ان میں قصہ جریج اور نفل نماز پر والدین کی تقدیم کا ذکر ہے۔

حدیث اول: کان جریج یتعبد فی صومعته . جریج کا پس منظر تکملہ میں بحوالہ مسند احمد یہ ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل کا تاجر تھا اور اسکا مال مسلسل گھٹتا بڑھتا رہتا اسکا کاروبار ہمیشہ تذبذب اور غیر یقینی حالات سے دوچار رہتا تو اس نے سوچا اس میں خیر معلوم نہیں ہوتی......تو ڑا ترازو پھینکے باٹ! اور کہا کہ میں ایسی تجارت کرونگا جو اس سے بہتر ہو بس اس نے ایک جھونپڑا نما گول عبادت خانہ صومعہ بنایا اور رہبانیت اختیار کی۔ یہ وہ شخص تھا جسکو جریج (تصغیر جرج) کہا جاتا تھا۔اس تفصیل سے جریج کے زمانے کا تعین بھی ہو جاتا ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے کیونکہ سب سے پہلے رہبانیت کی داغ بیل ڈالنے والے نصاریٰ ہی ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو عبادت گاہوں میں قید کر لیا۔ **ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم** (حدید ۲۷) **فجاءت امه** اس نے حاجبین پر ہاتھ اس لیے رکھا تا کہ سورج کی چمک سے نظر بچا کر بیٹے کو صومعہ میں دیکھ سکے۔اور ماں نے سر اس لیے اٹھایا کہ عبادت خانہ کے روشندان سے جریج کو دیکھ سکے۔ **فقال اللهم امی و صلاتی** . یہ **کلام لنفسه** ہوگی کیونکہ دوران نماز کلام باللسان تو مفسد صلوۃ ہے یا یوں کہیں انکے ہاں کلام فی الصلوۃ مفسدات نماز میں سے نہ تھی جیسے کہ ابتداء اسلام میں ہماری شریعت اسلامی میں بھی نماز کے اندر بات چیت جائز تھی پھر منسوخ ہوگئی۔ **فلاتمته حتی تریه المومسات** (فاحشات، عاریات، طوائف) جب بار بار آئی اور جریج نے بات نہ سنی تو ماں نے کہہ دیا اے اللہ اس کو موت سے پہلے بے ہودہ عورتوں کا منہ دکھا۔

نماز کی حالت میں والدین کے بلاوے پر اجابت واطاعت کا حکم

اس میں احناف کے نزدیک یہ تفصیل ہے کہ۔☆ اگر نماز نفل ہو اور والدین کو معلوم ہو کہ بیٹا/ بیٹی نماز میں ہیں پھر بھی پکاریں تو ضرور جواب دے اور نماز بعد میں پوری کر لے۔☆ اسی طرح یہ بھی ہے کہ عدم اجابت کی صورت میں والدین کو تکلیف کا اندیشہ ہو تو بھی پہلے جواب دے۔☆ اگر فرض نماز پڑھ رہے ہوں تو جواب نہ دے ہاں اگر بہت زیادہ آہ و بکا اور زور سے پکاریں تو فرض میں بھی جواب دینا درست ہے۔☆ اگر نفل نماز میں ہو اور والدین کو معلوم نہ ہو پھر بھی جواب نہ دے شوافع کے نزدیک نماز نفل ہو ایذاء والدین کا اندیشہ ہو تو جواب دینا واجب ہے ☆ اگر فرض نماز ہو اور وقت اتنا تنگ ہو چکا ہے کہ اب پوری نہ کی تو نماز قضا ہو جائیگی تو جواب نہ دے۔☆ شوافع کا قول قدیم یہ بھی ہے کہ نماز بھلے فرض ہو یا نفل والدین کی نداء پر لبیک کہنا اور نماز توڑنا جائز ہے ☆ مالکیہ کے نزدیک نفل نماز میں والدین کو جواب دینا افضل ہے۔☆ قاضی ابوالولیدؒ اور مکحولؒ کہتے ہیں کہ جواب والدہ کیلئے ہے والد کیلئے نہیں۔سلف وخلف میں سے یہ قول ان دو کے سوا کسی سے نقل نہیں۔باقی رہا مسئلہ جریج کہ اسکو جواب دینا کیسا تھا یہ ظاہر ہے کہ جریج نفل نماز میں تھا اس پر جواب دینا لازم تھا بالخصوص دوسری اور تیسری مرتبہ کم سے کم نماز مختصر کر کے والدہ کی بات سنتا اور اسکی آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ فحوائے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ام جریج صاحب علم وفضل تھی کہ اس نے ہلکا ہاتھ رکھا کہ مومسات کا منہ دیکھے (ورنہ آج کل کی ماں ہوتی تو لعنت و جھنم سے پہلے چپ نہ ہوتی) کیونکہ اگر وقوع فتنہ کی بددعا کر دیتی تو

جریج نہ بچ سکتا تفصیل قصہ متن میں ملاحظہ ہو۔

فائدہ! اس سے کرامات اولیاء کا ثبوت ملتا ہے کہ اس شیر خوار بچے نے کہا ابی راعی الضان میرا باپ چرواہا ہے یہ کہنا اسکے نطفے سے پیدائش کی وجہ سے تھا ثبوت نسب کیلئے نہیں۔ اس بچے کا نام بالوس تھا۔

حدیث ثانی: لم یتکلم فی المھد الاثلثة. نہیں بات کی گہوارے میں مگر تین بچوں نے۔

بچپن میں گفتگو کرنے والے بچوں کی تعداد

علامہ قرطبیؒ نے بقول ضحاک چھ نام ذکر کئے ہیں اور ایک بڑھا کر کل سات بچوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے گود و گہوارے میں بات چیت کی ہے۔ (۱) شاھد یوسف۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ. (سورۃ یوسف، آیت ۳۶) (۲) عیسیٰ ابن مریم قَالَ اِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَّجَعَلَنِي مُبٰرَكًا (مریم ۳۰) (۳) اصحاب اخدود میں سے جب ایک بچے کو ڈالا گیا اور ماں ہچکچائی تو بچے نے کہا! یا امہ! اصبری فانکِ علی الحق. اے میری ماں صبر کر بیشک تو حق پر ہے۔ (یہ آگ نہیں باغ ہے) (خازن ج ۴ ص ۳۲۰) (۴) یحییٰ علیہ السلام (۵) صاحب جریج ابی راعی الضان (۶) ماشطة امراۃ فرعون کا بچہ (۷) صبیؐ جبار. بلکہ اسی حدیث میں آگے دودھ پیتے بچے کی بات کا ذکر بھی موجود ہے جس نے کہا اللھم لا تجعلنی مثله تو ماں نے کہا حلقی۔ بہرصورت ثلثہ کا عدد تو باقی و برقرار نہ رہا تعداد بڑھ گئی۔

سوال! بچپن میں بات کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے الاثلثہ کا لفظ کیسے فرمایا؟

جواب! (۱) علامہ قرطبیؒ نے اسکا بے غبار جواب تو یہ دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے علم کے مطابق جواب دیا بعد میں جب مزید علم عطا ہوا تو اور بتایا چنانچہ سورۃ البروج کی تفسیر میں اسی صحیح مسلم کے اندر آخر میں صاحب اخدود کا ذکر موجود ہے۔ اور اھل حق میں سے انبیاء کیلئے علم غیب کلی کا کوئی دعویدار نہیں۔ (۲) کہ حقیقۃً ایام طفولیت میں ان تینوں نے بات کی ہے باقیوں کو چھوٹے پن کی وجہ سے بچہ کہا جاتا ہے ورنہ وہ عمر کے لحاظ سے بڑے تھے۔ (۳) ان تین کے کلام میں کوئی اختلاف نہیں دیگر اطفال کی بات چیت میں اختلاف ہے تو بالاتفاق حالت طفولیت میں بات کرنیوالے یہی تین ہیں۔ صاحب جریج، عیسیٰ علیہ السلام، شاھد یوسف علیہ السلام۔ المھد گہوارہ۔ اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں بچہ آرام کرتا اور راحت پاتا ہے وہ ماں کی گود، چارپائی، گہوارہ سب ہو سکتے ہیں۔ بینما صبی یرضع من امه۔ اس بچے کی ماں نے حسن ظاہری اور ٹھاٹ باٹھ کو دیکھا اور بچے نے حقیقت وسیرت اور صداقت کو دیکھا۔ قرطبیؒ نے سوال اٹھایا ہے کہ اس بچے میں کیا واقعی اتنا ادراک اور عقل و خرد پیدا ہو گئی تھی کہ جس سے ان نے حقیقت اور کنیز کے بے قصور ہونے اور سوار کے جابر ہونے کو جان لیا یا صرف اس کی زبان پر بلا فہم و فراست کے یہ کلمات جاری ہو گئے؟ احتمال دونوں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں۔ لیکن مقصود نجات بہرصورت حاصل ہوئی۔ اسکے ساتھ یہ یاد رہے کہ عیسیٰؑ کا کلام ادراک وفہم کے ساتھ تھا صرف کیف ما اتفق زبان پر جاری ہونے والی بات نہ تھی اس لئے اپنا مرتبہ، فریضہ اور عبدیت ماں سے حسن وسلوک سب باتیں بالترتیب ذکر کیں۔ حلقیٰ الف مقصورہ کے ساتھ یہ غیر منصرف ہے راقم اسکا ترجمہ کرتا ہے "اے میرے گنجو" یہ کہنا عیب کی وجہ سے نہیں بلکہ شفقت اور تکیہ کلام کی وجہ سے تھا۔ اس بچے کا نام نہیں مل سکا۔ قصہ جریج سے اللہ کی عبادت، والدین کی

اطاعت، حقیقت شناسی اور سادگی کا سبق حاصل ہوتا ہے۔[1]

(۹۷) باب رَغِمَ اَنْفُ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا عِنْدَالْكِبَرِ فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ.

(۱۱۳۴) باب: اس بدنصیب کے بیان میں! جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور اُن کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا

(۵۶۷) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ (قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ) مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةِ.

(۶۶۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ناک خاک آلود ہوگئی پھر ناک خاک آلود ہوگئی پھر ناک خاک آلود ہوگئی۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون آدمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

(۵۶۸) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَهُ الْكِبَرُ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ.

(۶۶۰۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناک خاک آلود ہوگئی پھر ناک خاک آلود ہوگئی پھر ناک خاک آلود ہوگئی۔ عرض کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول! وہ کون آدمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

(۵۶۹) حَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِيْ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُهُ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

(۶۶۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اس کی ناک خاک آلود ہوگئی پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں عمر رسیدہ والدین کی خدمت اور جنت کمانے کا ذکر ہے۔

طبع شدہ مسلم میں اس حدیث حدثنا شیبان بن فروخ پر باب فضل صلة اصدقاء الاب کا عنوان قائم ہے اور اس میں چھ حدیثیں ہیں حالانکہ شیبان سے حدثناہ ابو بکر بن ابی شیبة تک تین حدیثوں میں اصدقاء الاب کا ذکر تک نہیں اصدقاء الاب والام کا ذکر اسکے بعد والی حدیث حدثنا ابو الطاهر میں ہے۔ اس لیے یہاں دو باب حدیثوں کے مضمون والفاظ کے

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

مطابق علیحدہ قائم کیئے گئے۔ پہلی تین حدیثوں کیلئے عنوان جدید دیا ہے اور بعد کی تین حدیثوں پر وہی عنوان سابق قائم رکھا گیا ہے۔ھکذا ذکر شیخ الاسلام۔

حدیث اول: رغم انف ثم رغم انف...... اے ذلّ۔ خاک آلود ہو، ذلیل ورسوا ہو، رغم وہ تکلیف جوناک میں ہو۔ من ادرك والدیه ...... ولم یدخل الجنة یہ اس لئے فرمایا کہ ایسا سہل ترین کام اور اتنا سستا سودا تھا کہ والدین کی خدمت کر کے جنت پالیتا جب یہ آسان عمل نہیں کر سکا تو صعب اور مشکل سے تو بطریق اولیٰ قاصر ہوگا تو اس سے زیادہ خائب وخاسر کون ہوگا۔ کعب بن عجرۃؓ کی مشہور حدیث ہے جس میں منبر کی ہر سیڑھی پر تین دفعہ آمین فرمایا اور پوچھنے پر بتایا کہ رمضان کے باوجود بخشش نہ کرانے والا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھنے والا اور بوڑھے ماں باپ کو پا کر جنت نہ لینے والا ان تین کیلئے جبرئیلؑ کی دعا پر آمین کہا۔ یہ ترغیب وترہیب کا مجموعہ ہے کہ تم ایسا مت کرو بلکہ یہ تینوں عمل اپناؤ اور ترک کی صورت میں ناکامی سے ڈرو۔[1]

(۹۸) باب فَضْلِ صِلَةِ اَصْدِقَآءِ الْاَبِ وَالْاُمِّ وَنَحْوِهِمَا.

(۱۱۳۶) باب: ماں، باپ کے دوستوں وغیرہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے بیان میں

(۵۷۰) حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنِ الْوَلِیْدِ ابْنِ اَبِی الْوَلِیْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَعْرَابِ لَقِیَهٗ بِطَرِیْقِ مَکَّةَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَ حَمَلَهٗ عَلٰی حِمَارٍ کَانَ یَرْکَبُهٗ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً کَانَتْ عَلٰی رَاْسِهٖ فَقَالَ ابْنُ دِیْنَارٍ فَقُلْنَا لَهٗ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ اِنَّهُمْ یَرْضَوْنَ بِالْیَسِیْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا هٰذَا کَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ اَهْلَ وُدِّ اَبِیْهِ.

(۶۶۰۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی مکہ مکرمہ کے راستے میں اُن سے ملا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس دیہاتی پر سلام کیا اور اسے اپنے گدھے پر سوار کرلیا، جس پر وہ سوار تھے اور اسے عمامہ عطا کیا جو اُن کے اپنے سر پر تھا۔ حضرت ابن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہم نے اُن سے کہا: اللہ آپ کو بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ وہ دیہاتی لوگ ہیں جو تھوڑی سی چیز پر راضی ہوجاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس دیہاتی کا باپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: بیٹے کی نیکیوں میں سے سب سے بڑی نیکی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔

(۵۷۱) حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ حَیْوَةُ بْنُ شُرَیْحٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَبَرُّ الْبِرِّ اَنْ یَّصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِیْهِ.

(۶۶۰۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(۵۷۲) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ نِ الْحُلْوَانِیُّ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ وَاللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ جَمِیْعًا

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ كَانَ لَهُ حِمَارٌ يَتَرَوَّحُ عَلَيْهِ إِذَا مَلَّ رُكُوْبَ الرَّاحِلَةِ وَ عِمَامَةٌ يَشُدُّ بِهَا رَأْسَهُ فَبَيْنَا هُوَ يَوْمًا عَلٰى ذٰلِكَ الْحِمَارِ إِذْ مَرَّ بِهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَلَسْتَ ابْنَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ قَالَ بَلٰى فَأَعْطَاهُ الْحِمَارَ وَ قَالَ ارْكَبْ هٰذَا وَالْعِمَامَةَ قَالَ اشْدُدْ بِهَا رَأْسَكَ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ أَعْطَيْتَ هٰذَا الْأَعْرَابِيَّ حِمَارًا كُنْتَ تَرَوَّحُ عَلَيْهِ وَ عِمَامَةً كُنْتَ تَشُدُّ بِهَا رَأْسَكَ فَقَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيْهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ وَإِنَّ أَبَاهُ كَانَ صَدِيْقًا لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ.

(۶۶۰۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مکہ مکرمہ کی طرف جاتے تو اپنے گدھے کو آسانی کے لیے ساتھ رکھتے تھے۔ جب اونٹ کی سواری سے اُکتا جاتے تو گدھے پر سوار ہو جاتے اور اپنے سر پر عمامہ باندھتے تھے۔ ایک دن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسی گدھے پر سوار تھے، اُن کے پاس سے ایک دیہاتی آدمی گزرا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دیہاتی سے فرمایا: کیا تو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟ اُس نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ نے اس دیہاتی کو اپنا گدھا دے دیا اور اُسے فرمایا۔ کہ اس پر سوار ہو جا اور اُسے عمامہ دے کر فرمایا کہ اسے اپنے سر پر باندھ لے تو آپ سے آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا: اللہ آپ کی مغفرت فرمائے آپ نے اس دیہاتی آدمی کو گدھا عطا کر دیا حالانکہ آپ نے اسے اپنی سہولت کے لیے رکھا ہوا تھا اور عمامہ (دے دیا) جسے آپ اپنے سر پر باندھتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ نیکیوں میں سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کی وفات کے بعد اُس کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے اور اس دیہاتی کا باپ (میرے باپ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوست تھا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔

ان میں والدین کے دوستوں اور جاننے والوں کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر ہے۔ اور یہ والدین کی خدمت کا تتمہ ہے کہ جب آدمی ماں باپ کی جگہ لے اور گھر کا متولی بنے تو اس میں یہ بھی داخل ہے کہ والد کے سفر پر رہنے کی صورت میں بھی انکے اصدقاء واحباب سے اچھا برتاؤ کرے۔ اس میں والد، والدہ، اجداد وجدّات، مشائخ واساتذہ اور زوجہ سب داخل ہیں جیسے باب من فضائل خدیجہ میں احادیث گذری ہیں کہ آپ ﷺ سیدہ خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنت خویلد اور انکی سہیلیوں سے حسن سلوک کرتے تھے۔ حدیث ثالث: کان له حمار یتروّح علیه...... یہ گدھا ساتھ رکھتے تھے کہ جب اونٹ کی سواری سے اکتاہٹ وتھکاوٹ ہوتی تو اس چھوٹی سواری پر سوار ہوتے۔ اپنی راحت پر والد کی رفاقت کو ترجیح دیکر عنایت کیا اور نبی رحمت کی اطاعت کی۔[1]

(۹۹) باب تَفْسِيْرِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ

(۱۱۳۶) باب: نیکی اور گناہ کی وضاحت کے بیان میں

(۶۷۳) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَ كَرِهْتَ اَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ.

(٦٦١٠) حضرت نواس بن سمعان انصاری ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو ناپسند کرے۔

(۵۷۴) حَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ ابْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ اَقَمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ سَنَةً مَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ الْهِجْرَةِ اِلَّا الْمَسْاَلَةُ كَانَ اَحَدُنَا اِذَا هَاجَرَ لَمْ يَسْاَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قَالَ فَسَاَلْتُهُ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ.

(٦٦١١) حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں ایک سال تک ٹھہرا رہا اور مجھے سوائے ایک مسئلہ کے کسی بات نے ہجرت سے نہیں روکا تھا۔ ہم میں سے جب کوئی ہجرت کرتا تو وہ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں بھی سوال نہ کرتا تھا تو میں نے آپ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو اس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو ناپسند کرے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں ان میں نیکی اور بدی کی تعریف مذکور ہے۔

حدیث اوّل: البر حسن الخلق والاثم...... ابو منصورؒ کہتے ہیں کہ برّ دنیا و آخرت کی بھلائی کو کہتے ہیں دنیا میں رشد و ہدایت توفیق عبادت خیر ہے اور عقبیٰ میں حصول جام کوثر و نعیم جنت اور رضاء باری تعالیٰ اور اسکی زیارت برّ اور خیر ہیں برّ کا معنی شیٔ واحد نہیں بلکہ یہ صلہ، لطف۔ حسن سلوک، اطاعت اور حسن معاشرت کا مجموعہ ہے جسکو حسن اخلاق کہا گیا۔ کتاب البرّ کی ابتداء میں بھی برّ کا معنی گزر چکا ہے۔ **والاثم** ...... جس بات و عمل میں تردد و اضطراب ہو دل کھٹکے نہ شرح صدر ہو تو وہ گناہ ہے بشرطیکہ سلیم القلب ہو ورنہ یرقان کے مریض کو چینی کڑوی لگتی ہے۔ **الا من اتی اللہ بقلب سلیم**. (شعراء۸۸) مفید و معتبر قلب سلیم ہے۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ **ماحاك فی صدرك** کا معنی یہ ہے کہ جو چیز تیرے اندر وحشت و اجنبیت بھر دے وہ گناہ ہے۔ اور طبیعت میں کھلبلی مچادے وہ گناہ ہے۔ اور یہ ایسی پہچان ہے کہ جس سے بڑے سے بڑا صاحب علم اور پرلے درجے کا ان پڑھ جاہل بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے اور مفتی اگر نہیں تو اپنے قلب سلیم سے فتوی لے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مشاہدہ ہے کہ بڑے سے بڑا ظالم بے حیاء شرابی اپنے کردار بد اور روسیاہی کے بعد یہ کہہ اٹھتا ہے کہ میں نے برا کیا بھلے اسکے مقتضا پر عمل کرتے ہوئے آئندہ اجتناب کرے یا نہ لیکن ضمیر اسکو ایک دفعہ جھنجوڑتا اور شرمندہ کرتا ہے۔ ہاں بدعت ایسا مرض ہے کہ مبتدع شرمندہ تو کجا اسے عبادت سمجھتا ہے۔ **الاثم حزازة القلب و کرهت ان یطّلع علیه الناس**۔ دل کی چبھن اور قلق کا نام گناہ ہے۔ جو کام کر کے گھر والوں، ماں باپ، پڑوسیوں، استادوں، استانیوں، تلامذہ اور دوستوں سے چھپتا پھر رہا ہے بس سمجھ لو یہ گناہ ہے اور یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ اس علیم و خبیر ذات سے کیونکر چھپ سکتا ہے۔ **وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ** (ابرٰھیم۴۲) اور تو اللہ کو ظالموں کے کرتوتوں سے بے خبر گمان نہ کر۔ **سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ**

اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ م بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ م بِالنَّهَارِ (رعد ۱۰) برابر ہے کہ جو زور سے بولے یا آہستہ اور جو رات میں چھپے اور دن میں چلے برابر ہے۔

حدیث ثانی: مایمنعنی من الهجرة الاالمسئلة. اسکی تفصیل یہ ہے کہ آپ ﷺ سے مسافر واجنبی عام طور پر کشادہ دلی سے سوال کرتے اور آپ ﷺ خندہ پیشانی اور فراخدلی سے جواب ارشاد فرماتے، بخلاف مقیمین اور ہم وطنوں کے کہ ان کے دلوں میں رعب وہیبت ہوتی اورادب کی وجہ سے عموماً سوال پر جرأت نہ کرتے اور کثرت سوال سے منع بھی کیا گیا تھا اس لیے نواس بن سمعان کہتے ہیں کہ میں نے ھجرت نہیں کی (اگر چہ مسلسل آمد ورفت وربط تھا) تا کہ میں مسافر رہوں اور مدینہ میں آ کر شرح صدر سے سوال کرسکوں اور اپنی علمی پیاس بجھاسکوں یہ بھی دل میں ایک بات کے کھٹکے کی کیفیت ہے۔اس سے تو صحابی ؓ کی طلب علم کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔جو ہمارے لیے دل آویز اور سبق آموز ہے۔اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ جس سے آپ علم حاصل کررہے ہیں اس کے آداب، حقوق، راحت وآرام کا خیال رکھا جائے۔کیونکہ کسی معلم، معلمہ یا اہل مدرسہ کوایذاء دیکر علم کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔ اسی طرح طباخ، چوکیدار، مدرسے کی درودیوار، تپائیاں ہم سبق ساتھی، کتابیں...... الغرض ہر وہ چیز جو حصول علم کیلئے ذریعہ اور سبب ہو اس کے آداب کا خیال رکھنا، حفاظت کرنا اور بقدر وسعت راحت وآرام پہنچانا از حد ضروری ہے اس پر آداب طالب حدیث کے عنوان سے مفصل بحث مقدمے میں گذر چکی ہے۔[1]

(۱۰۰) باب صِلَةِ الرَّحِمِ وَ تَحْرِيْمِ قَطِيْعَتِهَا

(۱۱۳۷) باب: رشتہ داری کے جوڑنے اوراسے توڑنے کی حرمت کے بیان میں

(۵۷۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدِ ابْنِ جَمِيْلِ بْنِ طَرِيْفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ مُزَرِّدٍ مَوْلٰى بَنِىْ هَاشِمٍ حَدَّثَنِىْ عَمِّىْ اَبُوالْحُبَابِ سَعِيْدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ نَعَمْ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَذَاكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (محمد:۲۲-۲۴)

(۶۶۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، یہاں تک کہ جب اُن سے فارغ ہوئے تو رحم (رشتہ داری) نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یہ رشتہ توڑنے سے پناہ مانگنے والے کا مقام ہے۔اللہ نے فرمایا: جی ہاں! کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میں تجھے ملانے والوں کے ساتھ مل جاؤں اور تجھے توڑنے

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

والے سے میں دُور ہو جاؤں۔ رحم (رشتہ داری) نے عرض کیا: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تیرے لیے (ایسا ہی فیصلہ ہے) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اس آیت کریمہ کی تلاوت کرو: فهل عسيتم ان تو کیا تم اس بات کے قریب ہو کہ اگر تمہیں حکومت دی جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنی رشتہ داری کو توڑ ڈالو۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ پس ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تو کیا وہ قرآن مجید میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔

(۵۷۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ مُزَرِّدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ.

(۶۶۱۳) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشتہ داری عرش کے ساتھ لٹکائی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ اُسے جوڑے گا اور جس نے مجھے توڑا اللہ اُس سے دور ہو گا۔

(۵۷۷) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِیْ قَاطِعُ رَحِمٍ.

(۶۶۱۴) حضرت جبیر بن بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشتہ داری توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

(۵۷۸) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ الضُّبَعِیُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ.

(۶۶۱۵) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشتہ داری توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

(۵۷۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

(۶۶۱۶) اس سند سے بھی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

(۵۸۰) حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰی التُّجِيْبِیُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُبْسَطَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ اَوْ يُنْسَاَ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

(۶۶۱۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جس آدمی کو یہ بات پسند ہو کہ اس پر اس کا رزق کشادہ کیا جائے یا اس کے مرنے کے بعد اس کو یاد رکھا جائے (یا زیادہ عمر ہو) تو چاہیے کہ وہ اپنی رشتہ داری کو جوڑے۔

(۵۸۱) وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ حَدَّثَنِیْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ

اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَیُنْسَاَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ.

(۶۶۱۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی کو یہ بات محبوب ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور اس کے مرنے کے بعد اسے یاد رکھا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی رشتہ داری کو جوڑے۔

(۵۸۲) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْهِمْ وَ یُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَ یَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِیْرٌ عَلَیْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ.

(۶۶۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں جن سے میں تعلق جوڑتا ہوں تو وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں۔ میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں اور میں اُن سے بُردباری کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا تو گویا کہ تو ان کو جلتی ہوئی راکھ کھلا رہا ہے اور جب تک تو ایسا ہی کرتا رہے گا اللہ کی طرف سے ایک مددگار اُن کے مقابلے میں تیرے ساتھ رہے گا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں ان میں صلہ رحمی کا حکم اور قطع رحمی کی حرمت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: ان الله خلق الخلق...... (۱) اس سے مراد جمیع مخلوقات ہیں۔ (۲) اس سے مراد صرف مکلّف مخلوقات کی تخلیق ہو۔ (۳) پھر مکمل طور پر پیدا فرما کر وجود دیکر ایسا ہوا۔ (۴) ابھی صرف لوح وقلم کی پیدائش اور کتابت مقادیر ہوئی تھی۔ (۵) ارواح بنی آدم پیدا ہو چکی تھیں۔ یہ سب احتمال ہو سکتے ہیں۔ کہ اسوقت رحم کا قیام اور اس کی کلام کا واقعہ رونما ہوا۔ قامت الرحم.

اس میں بھی تین احتمال ہیں (۱) کہ حقیقۃً رحم کو وجود و جسد اور قوت گویائی ملی پھر "باذن اللہ" کھڑے ہو کر گویا ہوا۔ (۲) ایک فرشتہ کھڑا ہوا اور اس نے رحم کی ترجمانی اور اسکی طرف سے گفتگو کی۔ (۳) رحم کھڑا ہوا نہ مَلک بلکہ یہ تمثیلاً ہے دلوں میں بات بٹھانا اور قطع رحمی سے ڈرانا مقصود ہے۔ آگے آیت مبارکہ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ قطع رحمی کرنیوالے کا حکم وحشر کیا ہے۔ فقالت. رحم کے کلام کے متعلق بھی دو قول ہیں۔ (۱) زبان حال سے گویا ہوا۔ (۲) زبان قال سے بولا والثانی راجح۔ رحم وصلہ رحمی کا حاصل یہ ہے کہ آدمی اپنے دونوں طرف کے رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرے بھلے باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی جانب سے اسی طرح زوجہ کی جانب سے بھی ترتیب ثم ادناک کے تحت ابتداء میں گذر چکی۔

صلہ رحمی اور قطع رحمی کا حکم: صلہ رحمی عند الکل بالاجماع واجب ہے۔ قطع رحمی گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ صلہ رحمی کا ادنی درجہ سلام وکلام عزت واحترام وعدم انتقام سب کا خیال واہتمام ہے۔

صلہ رحمی کی اقسام: قدرت اور وسعت کے اعتبار سے ندب استحباب اور وجوب کی طرف ترقی ہوتی ہے۔

صلہ رحمی عمومی: صلہ رحمی محبت والفت، نصیحت وخیر خواہی، عدل وانصاف اور حقوق واجبہ ومستحبہ کے ادا کرنے کا نام ہے۔

صلہ رحمی خصوصی: اپنے عزیز واقارب کی خیر خبر معلوم کرنا بقدر وسعت ان سے مالی و اخلاقی تعاون کرتے رہنا اور الاقرب فالاقرب کے تحت سب سے برتنا (قرطبی)۔ ابن ابی جمرہؒ کہتے ہیں کہ مال سے تعاون مضرت سے دفاع، خندہ پیشانی سے ملاپ، دعاء خیر، خیر پہنچانے کی ممکنہ کوشش یہ سب صلہ رحمی کا حصہ ہیں۔

صلہ رحمی کن سے واجب ہے: (۱) قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ ذی رحم محرم اور جن سے نکاح درست نہیں ان سے صلہ رحمی واجب ہے چچازاد، خالہ زاد وغیرہ شامل نہ ہونگے۔ (۲) صلہ رحمی عام ہے جو وراثت میں حصے دار ہوں بھلے نکاح جائز ہو یا نہ ہو سب سے صلہ رحمی لازم ہے اور یہی قول صواب وراجح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مصر سے ذمۃ ورحما کی پاسداری کا حکم دیا تھا اور اہل و دابیہ میں اصدقاء الاب سے بھی صلہ رحمی کا حکم دیا گیا ہے۔ حالانکہ ان کے مابین محارم کا رشتہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

حدیث رابع: لا یدخل الجنة قاطع۔ ای قاطع الرحم دخولا اولیا۔

سوال! قطع رحمی جنت میں نہ داخل ہونے کا کیا مطلب ہے ابدالآباد کیلئے نعیم جنت سے محروم رہیگا یا؟۔

جواب! (۱) قطع رحمی گناہ کبیرہ ہے اسکی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن ایمان کی وجہ سے جنت میں جائیگا حدیث باب میں اول اول دخول جنت کی نفی ہے ہمیشہ کیلئے نفی نہیں ہے۔ (۲) نہیں داخل ہوگا جنت میں جو قطع رحمی کو حلال سمجھتا ہو۔ ابدالآباد محرومی کا حکم مستحل (حلال سمجھنے والا) کیلئے ہے۔

حدیث سادس: من سره ان یبسط علیه رزقه . جس کو کشادگی رزق پسند ہو...... اس سے زیادتی رزق کے طلب کا جواز ثابت ہوتا ہے کہ آدمی اللہ سے زیادہ رزق مانگ سکتا ہے۔

زیادتی رزق سے کیا مراد ہے: (۱) حقیقۃً مقدار رزق میں زیادتی! کہ بجائے دس کے پندرہ ہو جائے۔ (۲) زیادتی سے مراد برکت ہے کہ کمیت اور مقدار تو نہ بڑھے لیکن کیفیت و برکت بڑھ جائے کہ پندرہ والا کام با آسانی دس میں ہو جائے تو یہ بھی زیادتی اور سبب مسرت ہے۔ او ینسأفیه اثر . یا اسکی موت بھلادی جائے یہ طول عمر سے کنایہ ہے کہ کہ جو چاھتا ہے کہ اسکا رزق بڑھے یا عمر زیادہ کر دی جائے تو صلہ رحمی کرے اور ان میں کوتاہی نہ کرے۔

سوال! لکل امة اجل اذا جاء اجلهم فلایستاخرون ساعةولایستقدمون (یونس ۴۹) اور انا کل شیء خلقناه بقدر (قمر ۴۹) میں تو عمر ورزق کی تحریر اور کمی زیادتی سے نہ ہونا مذکور ہے کہ قلم خشک ہو گئے اور صحیفے لپیٹ دیئے گئے تو صلہ رحمی کی وجہ سے رزق اور عمر کا بڑھنا چہ معنی دارد؟۔

جواب: اسکا جواب مشہور ہے کہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں (۱) تقدیر مبرم (اٹل) (۲) تقدیر معلق۔ کہ اگر یہ صلہ رحمی کریگا تو عمر پینسٹھ سال ورنہ ساٹھ سال۔ تو یہ زیادتی بھی مذکور فی التقدیر ہے اور یہی حال رزق کا ہے۔ (۲) یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ اس سے مراد ایام عمر اور مقدار رزق میں زیادتی نہیں جو منافی تقدیر ہے بلکہ اس سے مراد برکت ہے کہ ساٹھ سال کی عمر میں اتنا کام کر جائیگا جتنا کوئی دوسرا صلہ رحمی نہ کرنیوالا ۸۰ سال میں بھی نہ کر سکے اور رزق قلیل میں بھی ایسی خوش وخرم زندگی بسر کریگا کہ اچھا خاصا مالدار جو صلہ رحمی نہ کرتا ہو بھی اتنی راحت وعیش سے نہ گزار سکے۔ پہلا جواب برمحل اور دوسرا جواب موافق عقل ہے۔

حدیث ثامن: فکانّما تسفهم الملّ. گویا کہ تو انکو راکھ پلا رہا ہے یا پھنکوا رہا ہے۔ کہ انکے برے سلوک کے بدلے میں تو احسان کر کے نیکی کمار ہا ہے جو حصول جنت کا سبب ہے اور وہ بدسلوکی اور بے اسلوبی کر کے جھنم کما رہے ہیں۔ اللہ تیرا محافظ و مدافع اور مددگار ہے۔[1]

(۱۰۱) باب تَحْرِيمِ التَّحَاسُدِ وَالتَّبَاغُضِ وَالتَّدَابُرِ

(۱۱۳۸) باب: ایک دوسرے سے حسد، بغض اور روگردانی کی حرمت کے بیان میں

(۵۸۳) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ.

(۶۶۲۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم آپس میں ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ (وہ اپنے مسلمان بھائی کو) تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔

(۵۸۴) حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ح وَ حَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ.

(۶۶۲۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مالک کی حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۵۸۵) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَ عَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَ زَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَ لَا تَقَاطَعُوا.

(۶۶۲۲) ابن عیینہ عن الزہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور اس میں لاتقاطعوا کے الفاظ زیادہ ہیں۔ یعنی آپس میں قطع تعلقی نہ کرو۔

(۵۸۶) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ خ وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رِوَايَةُ يَزِيدَ عَنْهُ فَكَرِوَايَةِ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ يَذْكُرُ الْخِصَالَ الْأَرْبَعَ جَمِيعًا وَأَمَّا حَدِيثُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا.

(۶۶۲۳) حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور وہ چار اکٹھی خصلتوں کو ذکر کرتے ہیں۔ اور باقی عبدالرزاقؒ کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو اور ایک دوسرے سے روگردانی بھی نہ کرو۔

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۵۸۷) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَقَاطَعُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا.

(۶۶۲۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور آپس میں بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

(۵۸۸) وَ حَدَّثَنِيْهِ عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَ زَادَ كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ.

(۶۶۲۵) حضرت شعبہ اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ جیسے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں بغض حسد اور روگردانی کی حرمت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: لا تباغضوا و لا تحاسدوا. بغض یہ حب کی ضد ہے۔

بغض وحسد کی تعریف، حکم اور انکے واجب الاجتناب نقصانات

حسد کہتے ہیں جلن اور دوسرے سے نعمت کے زوال کی تمنا کرنے کو۔ اسکے مقابلے میں دوسری چیز غبطہ ہے رشک کرنا حسد حرام اور غبطہ مباح ہے۔ امام غزالیؒ کی تحقیق انیق۔ ابو حامد غزالیؒ کہتے ہیں کہ جب آدمی کو غصہ آئے اور کسی خارجی یا باطنی مانع کی وجہ سے یہ غصہ نہ نکال سکے اور کڑھتا و گھٹتا رہے تو اس غضب و ناچارگی کی کیفیت سے دل میں ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے جسکو حقد (کینہ) کہتے ہیں جس سے نفرت، بگاڑ، پیدا ہوتے ہیں اور دل میں پیوست ہو جاتے ہیں۔ اب اس حقد سے آٹھ چیزیں جنم لیتی ہیں جو انسان کے اخلاق کو برباد کر دیتی ہیں۔

حقد کے کڑوے اور مہلک پھل: (۱) حسد (۲) شماتہ دوسروں کی مصیبت پر خوش ہونا (۳) ترک کلام (۴) حقارت دوسرے کو کمتر سمجھنا (۵) افشاء راز اور اھانت (۶) تمسخر و استہزاء (۷) ایذاء رسانی کا جذبہ (۸) مبغوض کے (جائز) حقوق و آداب سے انکار۔ یہ سب حرام ہیں: یرحم الله الغزالی مااحسن. ان سب کی ابتداء بغض سے ہوتی ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاتباغضوا آپس میں بغض وعداوت نہ رکھو بلکہ محبت واخوت سے رہو۔ ایک جملے میں کتنی مضرتوں سے بچادیا۔ یاد رکھیے کسی سے بغض وکینہ انسان کو ترقی درجات سے دور کر دیتا ہے دوسرے کا تو نقصان ہو نہ ہو حاسد خود مصیبت میں رہتا ہے لاتحاسدوا فرما کر جانبین کو نقصان سے بچادیا۔ تم جلو نہ جلو دوسرا نعمت سے محروم ہو۔

حسد کی قسمیں: (۱) حسد ظاہری جسمیں محسود علیہ کو نقصان پہنچانا ترک کلام اور قطع رحمی تک بات چلی جائے یہ قطعاً حرام اور حقوق العباد میں صاحب حق سے اس میں معافی اور توبہ دونوں ضروری ہیں۔ (۲) حسد باطنی کہ صرف اندر اندر کسی کی بدخواہی پائی جاتی ہو اعمال و جوارح پر اسکا اظہار نہ ہو یہ بھی گناہ ہے اور حقوق اللہ میں سے ہے جسکی تلافی صرف توبہ نصوحا سے ہو سکتی ہے۔ لا تدابروا. روگردانی اور قطع تعلق نہ کرو۔ کونوا عباد الله اخوانا.

ترکیب !(۱) عباداللہ منصوب کونوا کی خبر اول اور اخوانا خبر ثانی ہے۔(۲) عباداللہ منادی کی وجہ سے منصوب ہو بحذف ندا اور اخوانا خبر عبارت یوں ہوگی کونو ایا عباداللہ اخواناً علامہ طیبیؒ کہتے ہیں کہ دوسری منادی والی وجہ بہتر ہے لیکن شیخ الاسلام مدظلہ کا کہنا ہے کہ پہلی صورت راجح ہے اسکی معنوی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حکم دیا گیا: ہو جاؤ تم اللہ کے پیارے بندے بھائی بھائی (یہ خبر کا ترجمہ ہے) بندہ اس میں اضافہ کر رہا ہے کہ لفظاً بھی پہلی وجہ راجح اور صواب ہے کیونکہ افعال ناقصہ کے اسم وخبر حقیقۃ مبتدا خبر ہوتے ہیں اوران میں فاصلہ نہ ہونا افصح ہے۔اس لیے لفظاً و بلاغۃً پہلی وجہ واضح ہے۔ارے اللہ کے بندے بھائی بھائی بنو تم سب ایک ہی خدا کے پیدا کردہ بندے ہو ایک اور نیک ہو کر رہو۔

سوال: بغض وعداوت اعمال قلب میں سے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ قلب بندے کی قدرت وگرفت میں نہیں یوں سمجھ لیں کہ آدمی میں اسکے قابو کرنے کی ہمت ہی نہیں تو پھر ایک غیر مقدور کام سے کیسے منع کیا گیا یہ تو غیر مکلّف کو مکلّف بنانا ہوا؟

جواب: صراحۃ کہیں اسکا جواب بندہ نہیں پا سکا۔ہاں علامہ نوویؒ کی اس عبارت سے جواب اخذ کیا جاسکتا ہے۔ وفی النھی عن التباغض اشارۃالی النھی عن الاھوأ المضلّۃالموجبۃ للتباغض بغض وعداوت اگرچہ قلبی چیزیں ہیں لیکن تمہیں روکا جا رہا ہے ان کاموں سے جو محبت کو نفرت وعداوت اور بغض میں بدلنے والے ہیں دوسرے کا برا ذکر کرنا، حقیر سمجھنا، عیوب پر نظر وتجسس کرنا وغیرہ اعمال سے بچو جن سے بغض پیدا ہوتا ہے۔یعنی قلب اور اس کے اعمال تمہارے بس میں نہیں لیکن وہ اعمال تمہارے بس میں ہیں جو دل میں خرابیاں پیدا کرتے ہیں ان سے بچو! ولله درّ القائل ۔ واللہ اعلم۔[1]

(۱۰۲) باب تَحْرِيْمِ الْهِجْرِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ بِلَاعُذْرٍ شَرْعِيٍّ

(۱۱۳۹) باب: شرعی عذر کے بغیر تین دن سے زیادہ ترک کلام کی حرمت کے بیان میں

(۵۸۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَ يُعْرِضُ هٰذَا وَ خَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَاُ بِالسَّلَامِ.

(۶۶۲۶) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق کرے۔دونوں آپس میں ملیں تو یہ اُس سے منہ موڑے اور وہ اس سے منہ موڑے اوران دونوں میں سے بہتر وہ آدمی ہے کہ جو سلام کرنے میں ابتداء کرے۔

(۵۹۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ ابْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِاِسْنَادِ مَالِكٍ وَ مِثْلِ حَدِيْثِهٖ اِلَّا قَوْلَهٗ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَ يُعْرِضُ هٰذَا فَاِنَّهُمْ جَمِيْعًا قَالُوْا فِيْ حَدِيْثِهِمْ غَيْرَ

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

مَالِكٍ فَيَصُدُّ هٰذَا وَ يَصُدُّ هٰذَا.

(۶۶۲۷) حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے ان سندوں کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اس میں صرف لفظی تبدیلی کا فرق ہے۔

(۵۹۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ اَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ وَهُوَ ابْنُ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ.

(۶۶۲۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مؤمن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے (مؤمن بھائی سے) تین دنوں سے زیادہ قطع تعلق کرے۔

(۵۹۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِىْ ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ ثَلَاثٍ.

(۶۶۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین (دن) کے بعد ترک تعلق (جائز) نہیں ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔

ان میں عذر شرعی نہ ہوتے ہوئے تین دن سے زائد بات چیت چھوڑنے کی حرمت کا بیان ہے۔

حدیث اول: لا یحلّ لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلاث ہجر وہجر ان کا لغوی معنی ہے ترک کرنا چھوڑنا۔

شرعی تعریف: ہجر کی تعریف یہ ہے کہ ایک مسلمان سے بات چیت چھوڑ دینا۔

ترک کلام کی مراد اور اس کی حدود: اکثر اہل علم کا کہنا ہے کہ اسکی حد سلام ہے کہ ایک شخص دوسرے کو سلام تک نہیں کرتا اور نہ جواب دیتا ہے تو اسکو مہاجر و تارک کلام کہا جائیگا جس کے لیے وعید شدید وارد ہوئی ہے۔ اس قول کے مطابق جس نے سلام کر لیا اس وعید سے نکل گیا۔ اور یہ تفصیل ابتداء بالسلام کی ہے سلام کا جواب تو ہر حال میں لازم ہے ایک لحہ کے لیے بھی سلام کا جواب نہ دینے کی اجازت نہیں۔ قاضی عیاضؒ، احمد بن حنبلؒ، اور ابن القاسمؒ کہتے ہیں کہ صرف ابتداء بالسلام سے نہیں بلکہ معتاد کلام اور گفتگو کریگا تو وہ اس وعید سے نکلے گا۔ پہلا قول اوسع اور دوسرا اَوْفَق واَرْفَق ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ بوقت ضرورت اگر بات نہیں کرتا اور صرف سلام کرتا ہے تو بھی متہاجر و تارک کلام تصور ہوگا اور یہی شیخ الاسلام کا مختار ہے۔ اگر چہ دوستی ضروری نہیں بس تِلک بتلک۔ **خیر هما الذی یبدأ بالسلام** کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ صرف سلام پر اکتفا کرے بلکہ کچھ نہ کچھ بات کر لے اگر چہ انقباض کے ساتھ کیوں نہ ہو تا کہ وعید سے بچ جائے۔ **فوق ثلاث لیال.**

اس میں دو باتیں ہیں (۱) ما بین المسلمین تین دن سے زائد ترک کلام کا حرام ہونا (۲) تین دن کے اندر اندر اسکی اجازت و اباحت ہونا۔ پہلی بات عبارت النص سے ثابت ہے اور دوسری بات اشارۃ النص اور اسکے مفہوم سے ثابت ہے۔

تین دن رات تک ترک کلام کی اباحت کی وجہ: نوویؒ فرماتے ہیں کہ آدمی میں غضب وسوء خلق کا مادہ موجود ہے اب اسکو ٹھنڈا کرنے اور صفاء قلبی کے لے تین دن کی اجازت دی گئی لیکن اسکو طول ودوام نہ دیں۔

ترک کلام کس وجہ سے مباح اور کس وجہ سے ممنوع ہے: خطابیؒ کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص کو کسی آدمی سے کسی دنیوی سبب اور ایذاء کی وجہ سے بات چھوڑنے کی حاجت پیش آئی ہے تو اسے تین دن کے اندر اندر اسکی اجازت ہے اس سے زائد نہیں ہاں اگر ترک کلام کی وجہ فسق وفجور طغیان وعصیان حقوق اللہ کے بے فرمان میں سے کوئی ہے تو پھر تین دنوں سے زائد کی اجازت ہے اس عذر شرعی (مذکور) کی وجہ سے جیسا کہ حدیث کعب ابن مالکؓ وصاحبیہؓ میں پچاس دنوں تک ترک کلام کا حکم دیا گیا۔ یہ حدیث کتاب التوبہ میں آرہی ہے۔ ان شاء اللہ

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس شخص سے سلام دعا رکھنے کی وجہ سے فساد فی الدین قساوت قلب اور اعمال میں کاہلی وسستی کا اندیشہ ہو تو اس سے بچنا بہتر ہے لیکن نیت کی تصحیح ضروری ہے کہ اس بہانے سے دنیوی دشمنی نہ پوری ہو رہی ہو۔

ملا علی قاریؒ نے والد استاد شیخ کے ناراض ہونے اور اصلاح وفلاح کے لیے ترک کلام اور بے التفاتی کو اسی پر محمول کیا ہے کہ یہ ان دینی اغراض کی وجہ سے درست ہے۔ بشرطیکہ اصلاح کا گمان غالب ہو مزید بگاڑ وفساد کا نہیں۔ اس باریکی کا ادراک معاملہ فہم اور صاحب فہم وفراست شخص ہی کرسکتا ہے۔

نتیجہ! صرف غصہ ٹھنڈا کرنے اور نکالنے کیلئے نہیں تادیب وتہذیب کے لیے ہجران کلام کی اجازت ہے۔[1]

(۱۰۳) باب تَحْرِيمِ الظَّنِّ وَالتَّجَسُّسِ وَالتَّنَافُسِ وَالتَّنَاجُشِ وَنَحْوِهَا

(۱۱۴۰) باب: بدگمانی، عیب جوئی، حرص اور کسی کی بیع پر چڑھتی کرنے کی حرمت کے بیان میں

(۵۹۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا.

(۶۶۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی (سب سے زیادہ) جھوٹی بات ہے اور نہ ہی تم ایک دوسرے کے ظاہری اور باطنی عیب تلاش کرو اور حرص نہ کرو اور حسد نہ کرو اور بغض نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔

(۵۹۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَهَجَّرُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا.

(۶۶۳۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور نہ ہی کسی کے عیب تلاش کرو اور نہ ہی تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع کرے اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔

(۵۹۵) حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.

(۶۶۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے کے ظاہری اور باطنی عیب تلاش کرو اور نہ ہی بیع تناجش کرو (یعنی کسی کو پھنسانے کے لیے کسی چیز کی زیادہ قیمت لگاؤ) اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔

(۵۹۶) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ نِ الْحُلْوَانِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ نَصْرِ نِ الْجَهْضَمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ.

(۶۶۳۳) حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے اس سند کے ساتھ روایت ہے کہ تم ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو اور تم بھائی بھائی ہو جاؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

(۵۹۷) حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ نِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.

(۶۶۳۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: تم آپس میں ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور نہ ہی حرص کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔

احادیث کی تشریح: اس میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں بدگمانی جستجو وغیرہ کی حرمت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: ایاکم والظنّ فانّ الظنّ اکذب الحدیث۔ قرآن کریم میں بھی اس برائی اور فتنہ انگیزی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اثم ولا تجسّسوا ولا یغتب بعضکم بعضًا۔ (حجرات ۱۲)

ظن کا معنیٰ: خطابی کہتے ہیں کہ ظن کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اتیان الشیء فی الذھن خالی گمان! یہ قابل گرفت و منع نہیں کیونکہ یہ انسان کی قدرت سے خارج ہے خیال تو کوئی بھی آ سکتا ہے۔ (۲) وہ گمان جو مظنون بہ کے لیے مضرّت و خجالت کا سبب بنے اور اسکی کوئی صریح دلیل نہ ہو یہ ممنوع ہے کہ اس میں قدرت کا تعلق ہے کہ تانا بانا بُنا پھر اچھالا اور مقاصد مذمومہ کی تکمیل و تحصیل کی کوشش کی، اس ظن سے اجتناب اور بچنا ضروری ہے۔

یاد رہے! کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ظنِ غالب جو مؤید بالقرائن ہو اور اس سے احکام ثابت ہوتے ہوں کو چھوڑ دو! نہیں۔ حدیث میں صرف بدگمانی کی نفی ہے۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ ایّاکم والظنّ میں ظن سے مراد تہمت ہے کہ تہمت لگانے اور گھڑنے سے بچو جو بے سروپا باتوں کا پلندہ (بلکہ گندہ انڈہ) ہے۔ جسکا سبب نہ قرینہ اور نہ کوئی دلیل بیّن ہو۔ اس لئے تو ساتھ ہی فرمایا: لا تجسسوا۔ کیونکہ آدمی تہمت کے لیے تجسس و تفتیش کرتا ہے اس کے مبادی تہمت جاسوسی سے بھی روک دیا گیا۔ فان الظن اکذب

الحدیث (۱) سب سے بڑا جھوٹ اس لیے فرمایا کہ کذب میں کوئی ابتداء اور انتہا ہوتی ہے اور ظن وگمان میں تو کچھ بھی نہیں خالی ہوا میں پتھر پھینکنے والی بات ہے۔ (۲) جھوٹا اپنے آپ کو کاذب تو سمجھتا ہے بدگمان تو اپنے تئیں کچھ بھی نہیں آنے دیتا اور اس میں بدگمانی سے بچنے کے لیے تغلیظ ومبالغہ کیا گیا۔ اس لئے بدگمانی کذب سے اشدّ ہے۔ مجموعی طور پر بدگمانی، تہمت اور کذب تینوں سے بچنا لازمی ہے۔

دل میں آنے والی باتوں اور خیالات کی قسمیں

(۱) ہاجس (۲) خاطر (۳) حدیث النفس (۴) ہم (۵) عزم ان میں سے پہلے چار معاف اور آخری قابل مواخذہ ہے۔

مراتب القصد خمس هاجس ذكروا و خاطر فحديث النفس فاستمعا

يليه هَمّ فعزم كلها رفعت سوى الا خير ففيه الاخذ قدو قعا.

ولا تجسسوا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے عیوب کی کھود کرید نہ کرو اور نہ انکے پیچھے پڑو۔

اداروں کی طرف سے جاسوسی اور مخبری کے نظام کا حکم: اس کے حکم کے ذکر سے پہلے ایک واقعہ ملاحظہ ہو بشرؒ کہتے ہیں قاضی ابو یوسف حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے سنا ہے کہ انہوں نے ایک گھر میں بلا اجازت داخل ہونے کا کہا جس گھر سے گانے باجے کی آواز آرہی تھی الفاظ یہ ہیں **ادخل عليهم بغير اذنهم لا رتكا بهم المنكر** تو ان کے گھر میں بلا اجازت (تغییر منکر کیلئے) داخل ہوجا! اس سے پتہ چلا کہ کسی امر منکر سے روکنے اور اس کو مٹانے کیلئے بشرط قدرت ناجائز کے ارتکاب کی اجازت ہے۔ آمدیم بسوئے مطلب۔ کسی کے ظلم وجبر تخریب ونقصان سے بچنے یا ادارے، مُلک، عوام اور اپنی حفاظت کیلئے جاسوسی اور مخبری کی اجازت ہے تا کہ معاشرے ملک وملت کی حفاظت کی جاسکے۔

بندہ کی رائے یہ ہے کہ مدارس میں انتظام وانصرام کیلئے اہل ادارہ کو باخبر اور چوکنا رہنے کیلئے مخبری اور خفیہ اطلاعات کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ مدیر اور ذمہ داروں کو مدرسے کے حالات سے بے خبر اور غیر ملتفت رہنا ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ لیکن اس کیلئے طلبہ وطالبات کو استعمال نہ کیا جائے بالخصوص ابتدائی درجات کے خالی الذہن طلبہ وطالبات کہ ان کے اندر جاسوسی کی دھن ہی بیٹھ جاتی ہے اور پھر پوری زندگی گھر والوں کیلئے اہل عیال کیلئے عزیز واقارب کیلئے ایک مصیبت کھڑی ہوجاتی ہے! بلکہ یہ عادت اکثر اوقات اپنے لئے بھی کوفت واذیت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس کیلئے چوکیدار یا کوئی دوسرا با اعتماد کارندہ ہو جو پکے خیال کا ہو کہ اپنی عادت نہ بگاڑے اور آپ کو کام دے اگر بالفرض ناگزیر ہو تو ایسے پختہ ذہن سلیم الطبع طلبہ وطالبات کو کہا جائے جو خیر خواہی اور اصلاح وتعمیر کی غرض سے یہ کام سرانجام دیں لیکن جاسوسی اور جستجو کے عادی نہ بنیں ورنہ انکو اپنی زندگی گذارنا دشوار ہوگا۔ ولا تنا فسوا. منافسہ کا معنیٰ ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا۔ دنیا (زن، زر، زمین) کی دوڑ اور اس کی حرص منع ہے۔ ہاں دین وآخرت میں آگے بڑھنا محبوب ومقصود ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے **وفي ذلك فليتنا فس المتنا فسون اى نعيم الجنة.** جنت کی نعمتوں کے حصول کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھو (نہ کہ دنیا فانی کیلئے) دنیا کی حرص سے اس لئے روکا گیا کہ اس سے حسد وبغض پیدا ہوتا ہے جب آدمی دوسرے سے بڑھنا چاہتا ہے لیکن آگے نہیں نکل سکتا تو پھر دوسرے کی حقارت وعداوت دل میں جگہ پاتی ہے

جو کئی بدبودار بیماریاں دل میں لے آتی ہے پھر ﴿خسر الدنیا و الآخرة﴾ ولا تنا جشوا. بیع نجش بھاؤ پر بھاؤ چڑھانا۔ یعنی کسی کے طے شدہ ریٹ پر چڑھتی کرنا۔ یہاں اس سے نفرت دلانا مراد ہے۔ (بیع من یزید بولی لگانا جائز ہے)[1]

(۱۰۴) باب تَحْرِيْمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ وَ دَمِهِ وَمَالِهِ وَ عِرْضِهِ

(۱۱۴۱) باب: مسلمان پر ظلم، اس کی تذلیل وتحقیر اوراس کی جان ومال وعزت کی حرمت کے بیان میں

(۵۹۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْلٰى عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوٰى هٰهُنَا وَ يُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَ مَالُهٗ وَ عِرْضُهٗ.

(۶۶۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور نہ ہی تناجش کرو (تناجش بیع کی ایک قسم ہے) اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ اُس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، کسی آدمی کے بُرا ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر پورا پورا حرام ہے۔ اُس کا خون اور اس کا مال اور اُس کی عزت وآبرو۔

(۵۹۹) حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ اُسَامَةَ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ دَاوٗدَ وَ زَادَ وَ نَقَصَ وَ مِمَّا زَادَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ اَشَارَ بِاَصَابِعِهٖ اِلٰى صَدْرِهٖ.

(۶۶۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر داؤد کی (مذکورہ) حدیث کی طرح حدیث ذکر کی اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی طرف نہیں دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری صورتوں کی طرف دیکھتا ہے۔ لیکن اللہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اپنے سینے مبارک کی طرف اشارہ کیا۔

(۶۰۰) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ.

(۶۶۳۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

احادیث کی تشریح :اس باب میں تین حدیثیں ہیں ان میں ظلم کی حرمت و مذمت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: لایخذله، اسکو رسوا نہیں کرتا کہ بوقت ضرورت اور باوجود قدرت کے اسکا دفاع نہ کرے یہ درست نہیں **لا یظلمه ولا یسلمه.** نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے نہ دوسرے بے رحم کے سپرد کرتا ہے۔ **ولا یحقره** اسکو حقیر نہیں سمجھتا مثلاً قلت مال، عدم حسن اور دناءت نسب کی وجہ سے اسکی تحقیر خود نہیں کرتا اور کسی کو ایسا کرنے بھی نہیں دیتا۔ **التقوٰی ھٰهنا** کیونکہ اعمال ظاہرہ سے تقوی حاصل نہیں ہوتا بلکہ تقوی ایک عمل قلبی ہے جو اعمال ظاہرہ کو قوت اور طاقت بخشتا ہے۔ یہ اللہ کی عظمت خشیت اور استحضار سے حاصل ہوتا ہے اس لئے سینے کی طرف اشارہ فرمایا کہ تقویٰ سینے میں ہے تو مزہ جینے میں ہے۔ اس اشارے سے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ تقوی کا پتہ معاشرت و معاملات میں لگتا ہے کہ دل میں ہے یا نہیں کیونکہ صرف تسبیح اور نماز کو تقوی و تصوف سمجھ لیا اور معاملات میں صفایا نہیں اس سے تقوی اور للّٰھیت کا پتہ چلتا ہے۔

حدیث ثانی: ان الله لا ینظر الی اجساد کم.......اس کا حاصل یہ ہے کہ تمہیں حسن و جمال اور مال کی وجہ سے نہیں اعمال اور صفاء قلب کی وجہ سے اچھا بدلہ ملے گا اور نظر رحمت ہوگی۔ اس لئے تطہیر قلب اور اصلاح اعمال کی کوشش کرو مال و جمال تو جانے والے مہمان ہیں جو پیچھے مڑکر بھی نہ جھانکیں گے۔ تم مال کی کثرت اور جسم کے فربہ کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ اعمال میں ترقی و صعود اور اہتمام کی کوشش کرو جس پر ابدالآباد کی نعمتیں ملنے والی ہیں۔

غلط فہمی کا ازالہ: (۱)۔ بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے کہ انسان سے صرف دل کی صفائی اور تزکیہ مقصود ہے اعمال ظاہرہ نماز وغیرہ مطلوب نہیں[۱] اور وہ لفظ **قلوبکم** کو استدلال میں پیش کرتے ہیں لیکن یہ بھینگاپن ہے کہ متصل **و اعمالکم** بھی موجود ہے کہ اعمال کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور قرآن وحدیث میں بیسیوں جگہ **آمنوا وعملوا الصلحت** آیا ہے۔ اسکا کوئی مقصد نہیں؟ دل کا یقین اور جسم کے اعمال دونوں مطلوب ہیں۔ (۲)۔ اسی طرح بعض خام خیال اس حدیث سے یہ استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اعضاء و جوارح اور جسم سے احکام شرعیہ کا کوئی تعلق نہیں صرف دل صاف ہو باقی خیر ہے کہ داڑھی منڈانا، مونچھیں بڑھانا، عورتوں اور کفار سے مشابہت اختیار کرنا......اس میں بھی تو کوئی حرج و فرق نہیں۔ حالانکہ اس واہیات خیال کا حدیث باب سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ **اصبغوا ولا تشبھوا بالیھود** اور **من تشبه بقوم فھو منھم** او **فروا اللحٰی واحفوا الشوارب**" وغیرہ احادیث صحیحہ میں ظاہر کی اصلاح اور سدھارنے کا حکم دیا گیا ہے انبیاء و صالحین کی بود و باش اپنانے کا حکم ہے۔ اور کتنے سارے اعمال ظاہر ہیں جن کے احکام شریعت میں بیان کئے گئے ہیں مثلاً نماز، زکوۃ، حج، روزہ، جہاد، قتال، صداقت، امانت، عدالت، حیاء، شرافت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کرکے دکھایا اور اپنانے کا حکم دیا! اور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین الغرض جملہ سلف صالحین نے اطاعت واتباع کی۔

عشر من الفطرة (۱) قص الشارب (۲) اعفاء اللحیة (۳) السواک (۴) استنشاق الماء (۵) قص الاظفار (۶) غسل البراجم (۷) نتف الابط (۸) حلق العانه (۹) الختان (۱۰) المضمضه یہ احکام ظاہرہ ہیں یا؟؟؟

---

[۱] یہ عجیب نہیں کہ نماز، روزہ، وغیرہ اعمال تو دل کے ہیں لیکن روٹی تازہ تندور کی! محترم دنیا میں رہتے ہوئے آدمی بقدر اہمیت اعمال کا مکلف ہے۔

(۱۰۵) بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشَّحْنَاءِ

(۱۱۴۲) باب: کینہ رکھنے کی ممانعت کے بیان میں

(۶۰۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا (اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا).

(۶۶۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اور ہر اُس بندے کی مغفرت کردی جاتی ہے کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو سوائے اُس آدمی کے جو اپنے (مسلمان) بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو اور کہا جاتا ہے کہ اُن دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں۔ ان دونوں کو دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں۔ ان دونوں کو دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں۔

(۶۰۲) وَ حَدَّثَنِيْهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الدَّرَاوَرْدِيِّ كِلَا هُمَا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ بِاِسْنَادِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ الدَّرَاوَرْدِيِّ اِلَّا الْمُتَهَاجِرَيْنِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَةَ وَ قَالَ قُتَيْبَةُ اِلَّا الْمُهْتَجِرَيْنِ.

(۶۶۳۹) حضرت سہیل اپنے باپ سے مالک کی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں صرف لفظی فرق ہے۔

(۶۰۳) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَرَّةً قَالَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ يَوْمِ خَمِيْسٍ وَاثْنَيْنِ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ امْرِئٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا امْرَاً كَانَتْ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ ارْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا ارْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا.

(۶۶۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً ایک مرتبہ فرمایا کہ جمعرات اور سوموار کے دن اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو اس دن اللہ تعالیٰ ہر اُس آدمی کی مغفرت فرما دیتے ہیں کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، سوائے اُس آدمی کے جو اپنے اور اپنے (مسلمان) بھائی کے درمیان کینہ رکھتا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ انہیں مہلت دو یہاں تک کہ وہ دونوں صلح کرلیں۔

(۶۰۴) حَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ وَ عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَا اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اتْرُكُوْا اَوِ ارْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا.

(۶۶۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر ہفتہ میں دو مرتبہ سوموار اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں تو ہر مؤمن بندے کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ سوائے اُس بندے کے جو اپنے اور اپنے

(۵۰۲)

مؤمن بھائی کے درمیان کینہ رکھتا ہو۔کہا جاتا ہے کہ ان کو چھوڑ دو یا انہیں مہلت دے دو یہاں تک کہ یہ دونوں رجوع کرلیں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ان میں کینہ کی ممانعت کا بیان ہے۔

حدیث اول: تفتح ابواب الجنة علامہ باجیؒ کہتے ہیں اس میں یہ احتمال ہے کہ حقیقۃً دروازوں کا کھلنا اور فتح مراد ہو۔قرطبیؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد مغفرت اور ترقی درجات ہو کہ ان دنوں میں بخشش ہوتی ہے اور درجات بلند کئے جاتے ہیں اور یہ کھولنا فرشتوں کو بخشش کی اطلاع کیلئے ہو جنت کے دربان جان لیں کہ یہ دودن بخشش کے ہیں۔**فیغفر لکل عبدلایشرك با لله شیئا** اس سے صغار (چھوٹے گناہ) کی مغفرت مقصود و مراد ہے کیونکہ کبائر بلا توبہ معاف نہیں ہوتے۔اعمال اور توبہ سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں یہ تفصیل کتاب التوبہ میں آرہی ہے **الا رجلا كانت بينه و بين اخيه شحناء** باہم کینہ رکھنے والے دونوں لٹک گئے صلح کرلیں تو **فبها** ! ورنہ محروم رہیں گے فرمایا ان کو دیکھو صلح کرتے ہیں تو پھر ہماری طرف سے بھی صلح اور بخشش۔

حدیث ثانی: تعرض الا عمال فی کل یوم خمیس و اثنین ہر خمیس اور پیر کے روز اعمال پیش کئے جاتے ہیں ☆ نووی کہتے ہیں کہ عرض اعمال سے مراد یہ ہے کہ اعمال کراما کاتبین کے صحائف سے منتقل کئے جاتے ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ انتقال لوح محفوظ کی طرف ہو۔☆ کبھی یہ اعمال کا پیش کرنا فرشتوں پر ابن آدم کی برتری کیلئے ہوتا ہے۔☆ کبھی اعمال مقبول و مردود میں فرق و اطلاع کے لئے فرشتوں پر پیش کئے جاتے ہیں۔

سوال! ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ دن کے اعمال رات سے پہلے اور رات کے دن آنے سے اللہ کی طرف اٹھالئے جاتے ہیں اور اس میں ہے کہ صرف دودنوں میں عرض اعمال ہوتا ہے۔

جواب! علامہ زرقانیؒ نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ یہ احادیث آپس میں متعارض نہیں بلکہ رفع اعمال اور عرض اعمال مختلف اوقات میں ہوتا ہے ہر دن رات کے اعمال یومیہ اٹھالئے جاتے ہیں پھر سب دن اور راتوں کے ملاکر اکٹھے اثنین وخمیس کو پیش کئے جاتے ہیں پھر پورے سال کے اعمال شعبان میں پیش کئے جاتے ہیں۔اس طرح مختلف اوقات اور ترتیبوں کے مطابق اعمال پیش کئے جاتے ہیں جن کی حکمت اللہ ہی جانتا ہے۔**ارکو اهذين ای اخروه**۔انکو چھوڑ دو پیچھے کردو۔

حدیث ثالث: تعرض اعمال الناس فی کل جمعة مرتین ای فی کل اسبوع مرتین یہاں لفظ جمعۃ سے مراد پورا ہفتہ ہے ایک دن یوم الجمعۃ مراد نہیں۔یعنی ایک ہفتہ میں دودفعہ اعمال پیش ہوتے ہیں۔**حتی یفیئه ای یرجعا ویصطلحا عن شحنائهما** یہاں تک کہ اپنی عداوت اور کینہ سے باز آجائیں اور صلح کرلیں [1]

(۱۰۶) باب فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ تَعَالٰى.

(۱۱۴۳) باب: اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت کے بیان میں

(۶۰۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

الْحُبَابِ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ الْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ.

(۶۶۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ قیامت کے دن فرمائے گا: کہاں ہیں آپس میں محبت کرنے والے۔ میرے جلال کی قسم! آج کے دن میں اُن کو اپنے سائے میں رکھوں گا کہ جس دن میرے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(۶۰۶) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْاَعْلٰی ابْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَهٗ فِیْ قَرْيَةٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰهُ لَهٗ عَلٰی مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا فَلَمَّا اَتٰی عَلَيْهِ قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ اُرِيْدُ اَخًا لِیْ فِیْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُهٗ فِی اللّٰهِ (عَزَّ وَجَلَّ) قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ. ﴿وَفِیْ نُسْخَةٍ﴾ (قَالَ اَبُوْ اَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰی اَخْبَرَنِیْ اَبُوْبَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَنْجُوْيَةَ (الْقُشَيْرِیُّ) حَدَّثَنَا عَبْدُالْاَعْلٰی بْنُ حَمَّادٍ النَّرْسِیُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ)

(۶۶۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی اپنے ایک بھائی سے ملنے کے لیے ایک دوسرے گاؤں میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے راستے میں ایک فرشتے کو اس کے انتظار کے لیے بھیج دیا۔ جب اُس آدمی کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو کہنے لگا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اُس آدمی نے کہا: اُس گاؤں میں ایک بھائی ہے، میں اُس سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا: کیا اس نے تیرے اوپر کوئی احسان کیا ہے کہ تو جس کا بدلہ دینا چاہتا ہے؟ اُس آدمی نے کہا: نہیں! سوائے اس کے کہ میں اس سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: تیری طرف اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ بھی تجھ سے اسی طرح محبت کرتا ہے کہ جس طرح تو اس دیہاتی آدمی سے محبت کرتا ہے۔ حضرت حماد بن سلمہ اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں۔

احادیث کی تشریح :اس باب میں دو حدیثیں ہیں ان میں اللہ کیلئے محبت کرنیوالوں کا ذکر ہے اس سے پہلے امور منہیہ و ممنوعہ کا ذکر تھا اب مامور بہ چیزوں کا ذکر ہے سب سے پہلے کینہ کی ضد محبت فی اللہ کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل :این المتحابون بجلالی یہ رب ذوالجلال کی طرف سے تکریم وتعظیم اور شفقت بھری پکار ہوگی ان مخلصوں کیلئے جنہوں نے دنیاوی اغراض سے بالاتر ہوکر کسی سے صرف اور صرف اللہ کی رضا کیلئے محبت کی ہوگی۔

الیوم اظلهم فی ظلی. قاضیؒ کہتے ہیں اس سے بھی تشریف وعزت مراد ہے کیونکہ سب سایوں کو پیدا کرنے والا اللہ ہے بعض کہتے ہیں ظل اللہ سے مراد راحت ونعم ہیں۔

حدیث ثانی: فارصد الله علی مدرجته ملکا راستے کو مدرجہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا معنیٰ ہے درجہ بدرجہ اور لوگ بھی قدم بقدم راستہ پر چلتے ہیں۔ من نعمته تربها کیا اس کی کوئی نعمت احسان ہے کہ جس کے شکریہ بڑھانے اور اصلاح کیلئے جارہا ہے

اسکے بعد حاشیہ میں ایک نسخہ کے عنوان سے اگلے باب سے پہلے قا ل الشیخ ابو احمد! اخبرنی ابو بکر محمد بن رنجویة القشیری حدثنا عبدالا علیٰ بن حماد حدثنا حماد بن سلمه بهذالا سناد نحوه یہ عبارت موجود ہے جو امام مسلم کی نہیں بلکہ یہ ان کے تلمیذ ابو احمد الجلو دی کی ہے جو ابو اسحاق کے علاوہ راوی مسلم ہیں جیسے مقدمے میں مذکور ہے۔[1]

(۱۰۷)باب فَضْلِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

(۱۱۴۴)باب: بیمار کی عیادت کرنے کی فضیلت کے بیان میں

(۶۰۷) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَ اَبُو الرَّبِيْعِ (الزَّهْرَانِيُّ) قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ يَعْنِيَانِ ابْنَ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ اَبُو الرَّبِيْعِ رَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفِیْ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَائِدُ الْمَرِيْضِ فِی مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ.

(۶۶۴۴)حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ اُس وقت سے واپس آنے تک جنت کے میوہ زار میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے۔

(۶۰۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ فِیْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ.

(۶۶۴۵)حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ اُس وقت سے واپس آنے تک جنت کے میوہ زار میں ہوتا ہے۔

(۶۰۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ نِ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِیْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ.

(۶۶۴۶)حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ واپس آنے تک جنت کے میوہ زار میں رہتا ہے۔

(۶۱۰) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيْعًا عَنْ يَزِيْدَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ نِ الْاَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ هُوَ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ اَبِیْ اَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ فِیْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ قَالَ جَنَاهَا.

(۶۶۴۷)حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو وہ جنت کے خرفہ میں رہتا ہے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جنت کا خرفہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] نووی . المفهم.اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

جنت کے باغات۔

(٦١١) حَدَّثَنِیْهِ سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِیَةَ عَنْ عَاصِمِ نِ الْاَحْوَلِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(٦٦٤٨) حضرت عاصم احول سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے۔

(٦١٢) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَیْمُوْنٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَهُ یَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ (وَ) کَیْفَ اُطْعِمُكَ وَ اَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ یَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَیْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَسْقِیْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَسْقَیْتَهُ وَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ.

(٦٦٤٩) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا: اے ابن آدم میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی۔ وہ کہے گا: اے پروردگار! میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ فرمائے گا: کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اُسکی عیادت نہیں کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ وہ کہے گا۔ اے پروردگار! میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے۔ تو اللہ فرمائے گا: کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اُس کو کھانا کھلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، وہ کہے گا: اے پروردگار! میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اُس کو پانی نہیں پلایا تھا اگر تو اُسے پانی پلاتا تو تو اُسے میرے پاس پاتا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں مریض کی عیادت اور خیر خبر لینے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: فی مخرفة الجنة. جنت کا باغ۔ حدیث ثانی: فی خرفة الجنة باغ کے پھل۔ خریف پھل چننے کا موسم۔ مخرفہ ظرف مکان پھل چننے کی جگہ (باغ) خرفہ پھل۔ یعنی عیادت کرنے والا اتنا ثواب پائیگا کہ جنت کے باغات اور پھلوں کا مستحق ہوگا۔ گویا کہ ابھی سے چن رہا ہے ثواب لے چکا۔

عیادت کا حکم: مریض کی عیادت عظیمۃ الاجر اور فرض کفایہ ہے۔ کیونکہ مریض خود کچھ نہیں کرسکتا اگر اسکی خبر گیری نہ کی جائے تو بیچارہ ہلاک ہوجائے۔ خصوصاً بالکل غریب و ناتواں زیادہ قابل رحم ہے۔

وجہ تسمیہ: عیادت عود سے ہے اس کا معنی ہے لوٹنا یعنی بار بار خیر خبر لینا یہ نہیں کہ ایک دفعہ کہیں گذرتے ہوئے بھولے سے پوچھ لیا اور بس

عیادت کے آداب: زیادہ دیر مریض کے پاس نہ بیٹھے۔ بیماری کی شدت اور اثرات بیان نہ کرے (معالج کا حکم یہ نہیں)۔ ایسی باتیں نہ کریں کہ جس سے مریض کو مایوسی اور نا امیدی لاحق ہو۔ مثلاً فلاں کو بھی یہی مرض تھی بس وہ تو نہ بچ سکا۔ آرام کے وقت مریض کے پاس نہ آئے۔ زیادہ لمبی لمبی کہاوتیں اور فضولیات سے احتراز کرے۔ غرض مریض کیلئے عیادت کرنے والا راحت وتسلی کا سبب بنے ایذاء ونا امیدی کا نہیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس ایک صاحب عیادت کیلئے آئے اور مرض کی سختی اور بدحالی بیان کرنے لگے عمر بن العزیز نے کہا آج کے بعد مجھ پر داخل نہ ہو۔ (جسکو آداب عیادت کا بھی پتہ نہیں)۔

حدیث سادس: لو عُدتَه لو جدتَنی۔ اگر اسکی عیادت کرتا تو میری طرف سے ثواب وکرامت پاتا۔ ﴿مرضت فلم تعدنی ای مرض عبدی فلم تعدلعبدی.﴾ میرا بندہ بیمار ہوا تو نے اس کی عیادت نہ کی۔

(۱۰۸) باب ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِيمَا يُصِيبُهُ مِنْ مَّرَضٍ اَوْحُزْنٍ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا.

(۱۱۴۵) باب: اس بات کے بیان میں کہ مؤمن آدمی کو جب کبھی کوئی بیماری یا کوئی پریشانی وغیرہ پہنچتی ہے تو اُس پر اسے ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ کانٹا جو اسے چبھتا ہے

(۶۱۳) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَاَيْتُ رَجُلًا اَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِىْ رِوَايَةِ عُثْمَانَ مَكَانَ الْوَجَعُ وَجَعًا.

(۶۶۵۰) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا کہ جسے رسول اللہ ﷺ کی تکلیف سے بڑھ کر تکلیف ہو۔

(۶۱۴) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِىْ بِشْرُ ابْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِىْ ابْنَ جَعْفَرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِىْ اَبُوْبَكْرِ ابْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ جَرِيْرٍ مِثْلَ حَدِيْثِهٖ.

(۶۶۵۱) حضرت اعمش جریر کی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

(۶۱۵) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

---

[1] نووی . الملهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسَسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجَلْ اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ اَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهٖ سَيِّئَاتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ زُهَيْرٍ فَمَسَسْتُهُ بِيَدِيْ.

(۶۶۵۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا۔حال یہ کہ آپ ﷺ کو بخار تھا۔میں نے ہاتھ رکھ کر دیکھا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو تو بہت سخت بخار ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اس کی کیا وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لیے دوہرا اجر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کو کوئی تکلیف (بیماری وغیرہ) آتی ہے تو اللہ اُس تکلیف کے بدلہ میں اس کے اس طرح گناہ معاف کر دیتا ہے کہ جس طرح (موسم خزاں) میں درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور زہیر کی حدیث میں ہاتھ لگا کر دیکھنے کے الفاظ نہیں ہیں۔

(۶۱۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَيَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ اَبِيْ غَنِيَّةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ جَرِيْرٍ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا عَلَى الْاَرْضِ مُسْلِمٌ.

(۶۶۵۳) حضرت اعمش سے جریر کی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے اور ابو معاویہ کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، زمین پر کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ (جسے کوئی تکلیف نہ آئے) آخر تک۔

(۶۱۷) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ دَخَلَ شَبَابٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَهِيَ بِمِنًى وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ فَقَالَتْ مَا يُضْحِكُكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ خَرَّ عَلٰى طُنُبِ فُسْطَاطٍ فَكَادَتْ عُنُقُهُ اَوْ عَيْنُهُ اَنْ تَذْهَبَ قَالَتْ لَا تَضْحَكُوْا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كُتِبَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَمُحِيَتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ.

(۶۶۵۴) حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کے کچھ نوجوان سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُس وقت منیٰ میں تھیں اور وہ نوجوان ہنس رہے تھے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: تم کیوں ہنس رہے ہو؟ وہ نوجوان کہنے لگے کہ فلاں آدمی خیمہ کی رسی پر گر پڑا ہے اور اُس کی گردن یا اُس کی آنکھ جاتے جاتے ہی بچی۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: تم مت ہنسو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: جس

مسلمان کو کوئی تکلیف ہو تو اس کے بدلے میں اس کے لیے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔

(۶۱۸) (وَ) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْحَنْظَلِیُّ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا ابو معاوية عن الأعمش عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَايُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً اَوْحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً.

(۶۶۵۵) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی مؤمن آدمی کو کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بڑھ کر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے بدلہ میں اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے یا اُس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

(۶۱۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا قَصَّ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطِيْئَتِهٖ.

(۶۶۵۶) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مؤمن آدمی کو اگر کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بھی بڑھ کر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ اُس کے بدلہ میں اُس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

(۶۲۰) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۶۵۷) حضرت ہشام اس سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں۔

(۶۲۱) حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ وَ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مُصِيْبَةٍ يُصَابُ بِهَا الْمُسْلِمُ اِلَّا كُفِّرَ بِهَا عَنْهُ حَتّٰى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا.

(۶۶۵۸) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کو جو بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اسے اس کے گناہ کا کفارہ کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی چبھ جائے۔

(۶۲۲) حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُصِيْبَةٍ حَتّٰى الشَّوْكَةِ اِلَّا قَصَّ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ اَوْ كُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ لَا يَدْرِیْ يَزِيْدُ اَيَّتُهُمَا قَالَ عُرْوَةُ.

(۶۶۵۹) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مومن آدمی کو کوئی بھی مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کے بدلہ میں اس کے گناہ کم کر دئے جاتے ہیں یا اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔ یزید نہیں جانتا کہ ان دونوں الفاظ میں سے عروہ نے کون سا لفظ کہا ہے۔

(۶۲۳) حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ حَدَّثَنِی ابْنُ الْهَادِ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ شَیْءٍ يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ حَتّٰى الشَّوْكَةِ تُصِيْبُهٗ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا

حَسَنَةً أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ.

(٦٦٦٠) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی مؤمن آدمی کو جو کوئی بھی مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر اُسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے یا اس کا کوئی گناہ مٹا دیتا ہے۔

(٦٢٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ وَصَبٍ وَلَا نَصَبٍ وَلَا سَقَمٍ وَلَا حَزَنٍ حَتَّى الْهَمِّ يُهَمُّهُ إِلَّا كُفِّرَ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِ.

(٦٦٦١) حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں حضرات سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی مؤمن آدمی کو جب بھی کوئی تکلیف یا ایذاء یا کوئی بیماری یا رنج یہاں تک کہ اگر اُسے کوئی فکر ہی ہو تو اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔

(٦٢٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ مُحَيْصِنٍ شَيْخٍ مِنْ قُرَيْشٍ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ ابْنِ مَخْرَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾ النساء:۱۲۳ بَلَغَتْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَبْلَغًا شَدِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَارِبُوا وَسَدِّدُوا فَفِي كُلِّ مَا يُصَابُ بِهِ الْمُسْلِمُ كَفَّارَةٌ حَتَّى النَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا أَوِ الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا قَالَ مُسْلِمٌ هُوَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْصِنٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ.

(٦٦٦٢) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿مَن يَّعمل سُوءً يُّجزبه﴾ (جو کوئی بھی کوئی بُرا عمل کرے گا تو اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا) مسلمانوں کو اس سے بہت سخت پریشانی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میانہ روی اور استقامت اختیار کرو۔ مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ جو اُسے ٹھوکر لگتی ہے یا اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو وہ بھی اس کے گناہوں کے کفارہ ہو جاتا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالرحمٰن بن محیصن مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں۔

(٦٢٦) حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ مَا لَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيَّبِ تُزَفْزِفِينَ قَالَتِ الْحُمَّى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّي الْحُمَّى فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ.

(٦٦٦٣) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُم سائب یا اُم مسیب کے ہاں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے اُم سائب یا اُم مسیب! تجھے کیا ہوا، تم کانپ رہی ہو؟ اُس نے عرض کیا: بخار ہے، اللہ اس میں برکت نہ

کرے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بخار کو بُرا نہ کہو کیونکہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح دُور کرتا ہے کہ جس طرح بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دُور کر دیتی ہے۔

(۶۶۲۷) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَا حَدَّثَنَا عِمْرَانُ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَلَا اُرِيْكَ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنِّيْ اُصْرَعُ وَاِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ يُعَافِيَكِ قَالَتْ اَصْبِرُ قَالَتْ فَاِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَا اَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا.

(۶۶۶۴) حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تجھے ایک جبشی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ سیاہ فام عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور اس نے عرض کیا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو صبر کر، تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تجھے صحت و عافیت دے دے۔ وہ عورت کہنے لگی کہ میں صبر کروں گی۔ لیکن میرا ستر کھل جاتا ہے تو آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ میرا ستر نہ کھلے تو آپ نے اُس عورت کے لیے دعا فرمائی۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں پندرہ حدیثیں ہیں۔ ان میں تکالیف پر صبر کی صورت میں اجر کا ذکر ہے۔

وجع: عرب ہر بیماری کو وجع کہتے ہیں۔ **الوعك** بخار کی تکلیف، تھکاوٹ اور نقاہت کمزوری، اس سے معلوم ہوا مریض کو چھونا درست ہے انبیاء، پر زیادہ اجر اور بلندی درجات کے لئے تکلیف زیادہ ہوتی ہے پھر صبر کی توفیق بھی اسی کے بقدر ہوتی ہے۔ نووی نے یہی حکمت بیان کی کہ انبیاء میں قوت صبر اور تسلیم و رضا بدرجہ اتم ہوتی ہے اس لئے اجر بھی زیادہ۔

حدیث خامس: **علی طنب فسطاط** خیمے کی رسی۔ **فسطاط** بڑے خیمہ کو کہتے ہیں۔ کسی دوسرے پر ہنسنا قصداً درست نہیں کیونکہ یہ شماتت ہے اگر بلا قصد و عمد ہنسی آ جائے تو امید ہے گرفت نہ ہوگی۔ لیکن اس سے بھی انقباض و اجتناب ضروری ہے۔ **الا کتبت درجة**...... نوویؒ کہتے ہیں کہ اس میں بندوں کیلئے بشارت عظیمہ ہے اور تکفیر سیئات، رفع درجات اور کتابة الحسنات واعطاء الحسنات تین اثر مرتب ہونگے۔ حافظ ابن حجرؒ نے تو صاف کہا ہے کہ مصیبت کا آنا مستقل اجر اور ترقی درجات کا سبب ہے پھر صبر و رضا مزید ثواب دہندہ ہیں۔ اس لئے قرافیؒ نے کہا کہ اگر مصیبت پر صبر نہ بھی کرے تو بھی اجر ملے گا صبر کے اجر سے محروم رہے گا لیکن نفس مصیبت جھیلنے کا اجر ضرور ملے گا۔

حدیث خامس عشر: **هذا المراة السوداء** اس عورت کا نام سعیرہ ازدیہ ہے اور کنیت ام زفر، یہ سیدہ خدیجہؓ کی خادمہ اور ماشطہ تھی آنحضرت کی زیارت کیلئے اکثر آیا کرتی تھی اسکو مرگی، مدھوشی کی تکلیف تھی جس میں اپنا ہوش بھی نہ رہتا لیکن اندازہ کیجئے کتنی سمجھدار تھی کہ دنیا کی تکلیف برداشت کی اور جنت کو ترجیح دی۔

علاج کا حکم: شیخ الاسلام فرماتے ہیں اگر کوئی اتنا پختہ عقیدہ اور توکل والا ہو تو علاج نہ کرے کوئی مضائقہ نہیں اگر اتنی ہمت نہ ہو تو علاج بہتر ہے۔[1]

(۱۰۹) باب تَحْرِيْمِ الظُّلْمِ

(۱۱۴۶) باب: ظلم کرنے کی حرمت کے بیان میں

(۶۲۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْرَامَ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيَّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا رَوٰى عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى اَنَّهٗ قَالَ يَا عِبَادِيْ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ يَا عِبَادِيْ اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِيْ اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّيْ فَتَضُرُّوْنِيْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِيْ فَتَنْفَعُوْنِيْ يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَ جِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ واحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِيْ شَيْئًا يَا عِبَادِيْ لَو اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَاَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِيْ اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا لَكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ اِيَّاهَا فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ قَالَ سَعِيْدٌ كَانَ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ جَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ.

(۶۷۶۵) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوائے اُس کے کہ جسے میں ہدایت دوں۔ تم مجھ سے ہدایت مانگو، میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو، سوائے اُسکے کہ جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو، سوائے اس کے کہ جسے میں پہناؤں تو تم مجھ سے لباس مانگو تو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہوں کو بخشتا ہوں تو تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو۔ اے میرے بندو! اگر تم سب اولین و آخرین اور جن وانس اُس آدمی کے دل کی طرح ہو جاؤ جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے اور اگر اولین و آخرین اور جن وانس اس ایک آدمی کی طرح ہو جاؤ کہ جو سب سے زیادہ بدکار ہے تو بھی تم میری سلطنت میں کچھ کمی

[1] نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکملہ

نہیں کرسکتے۔اے میرے بندو! اگر تم سب اولین وآخرین اور جن وانس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطاء کردوں تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہوگی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے۔اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لیے اکٹھا کر رہا ہوں پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے، وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوادریس خولانی جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو اپنے گھٹنوں کے بل جھک جاتے تھے۔

(۶۲۹) حَدَّثَنِيهِ اَبُوبَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّ مَرْوَانَ اَتَمُّهُمَا حَدِيْثًا. قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ابْنَا بِشْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُسْهِرٍ فَذَكَرُوا الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ.

(۶۶۶۶) حضرت سعید بن عبدالعزیز اس سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں، سوائے اس کے کہ مروان کی روایت ان دونوں روایتوں میں پوری ہے۔حضرت ابواسحٰق کہتے ہیں کہ ہم سے یہ حدیث حضرات حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بشر کے بیٹے اور محمد بن یحییٰ نے ابومسہر کے حوالہ سے طویل ذکر کی ہے۔

(۶۳۰) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِىْ اَسْمَاءَ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرْوِىْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ اِنِّىْ حَرَّمْتُ عَلٰى نَفْسِى الظُّلْمَ وَعَلٰى عِبَادِىْ فَلَا تَظَالَمُوْا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِهٖ وَحَدِيْثُ اَبِىْ اِدْرِيْسَ الَّذِىْ ذَكَرْنَاهُ اَتَمُّ مِنْهُ.

(۶۶۶۷) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کا فرمان بیان کیا ہے: (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے آپ پر اور اپنے بندوں پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو تم آپس میں ظلم نہ کرو اور پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

(۶۳۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ يَعْنِىْ ابْنَ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ.

(۶۶۶۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے اور بخل (یعنی کنجوسی) سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور بخل ہی کی وجہ سے انہوں نے لوگوں کے خون بہائے اور حرام کو حلال کیا۔

(۶۳۲) حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۶۶۶۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہوں گی۔

(۶۴۳۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۶۶۷۰) حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی ہلاکت میں ڈالتا ہے جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ اُس کی ضرورت پوری فرمائے گا اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی سے کوئی مصیبت دور کرے گا تو قیامت کے دن اللہ عزوجل اُس کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرے گا اور جو آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

(۶۴۳۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِي مَنْ يَاْتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَاْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَ سَفَكَ دَمَ هٰذَا وَ ضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ اَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ.

(۶۶۷۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ آدمی ہے کہ جس کے پاس مال واسباب نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن میری اُمت کا مفلس وہ آدمی ہوگا کہ وہ نماز۔ روزے، زکوۃ وغیرہ سے کچھ لے کر آئے گا لیکن اُس آدمی نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا تو اُن سب لوگوں کو اس آدمی کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اُس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہو جائیں گی تو اُن لوگوں کے گناہ اُس آدمی پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اُس آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۶۴۳۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ.

(۶۶۷۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تم لوگوں سے حقداروں کے حقوق ادا کروائے جائیں گے یہاں تک کہ بغیر سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لے لیا جائے گا۔

(۶۴۳۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ ابْنُ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي مُوسٰى

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُمْلِىْ لِلظَّالِمِ فَاِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَاَ: ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ [هود: ۱۰۲]

(۶۶۷۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ظالم آدمی کو مہلت دے دیتا ہے پھر جب اُسے پکڑتا ہے تو وہ اُسے نہیں چھوڑتا پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: وکذلک اخذ ربک اذا اخذالقری اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظالم لوگوں کی بستیوں کو پکڑتا ہے بے شک اس کی پکڑ بڑی سخت دردناک ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں نو حدیثیں ہیں ان میں ظلم کی حرمت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: انی حرمت الظلم علی نفسی ای تقدست عنه۔ اللہ کی ذات ظلم وتعدی سے پاک ہے کیونکہ ظلم کہتے ہیں تجاوز عن الحدود کو اور اللہ تعالیٰ سے برتر کوئی ہے نہیں جو اس کیلئے حد قائم کرے جب حد ہی نہیں تو تجاوز کجا۔ اللہ تعالیٰ سے امکان ظلم نہیں بلکہ محال ہے۔ کلکم ضال الا من هديته.

سوال ! اس میں ہے کہ تم سب بے راہ اور گمراہ تھے فطرت میں پھر میں نے ہدایت دی دوسری مشہور حدیث ہے۔ کل مولود یولد علی الفطرة تو ایک حدیث سے ضلالہ ثابت ہو رہی ہے۔ اور دوسری سے فطرت سلیمہ

جواب ! (۱) اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں کا محمل مستقل اور اختلاف زمانہ کے ساتھ ہے تم فطرت سلیمہ پر تھے بوقت پیدائش اور تم سب گمراہ تھے ہوش سنبھالنے کے بعد ضلالت کو اختیار کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے، اگر بعثت نبوی سے تمہاری اصلاح نہ ہوتی تو گمراہی میں گم رہتے۔ (۲) شیخ الاسلام نے یہ جواب دیا ہے کہ تم گمراہ ہوتے اگر میں تمہیں فطرت سلیمہ ہدایت پر پیدا نہ کرتا تو تم سب گمراہ ہوتے۔ والاول اصح. المخیط اذاا دخل البحر مخیط بروزن منبر ہے ابرہ، آلہ خیاطة، سوئی اس تمثیل سے سمجھانا مقصود ہے کہ بالکل کمی ہوتی ہی نہیں ہے جیسے سوئی ڈبونے سے سمندر میں کتنا کیوسک پانی کم ہوتا ہے؟ نہیں! اس طرح اللہ کے خزانوں میں کمی آتی ہی نہیں، پھر تمثیل کی باریکی دیکھیئے کہ سمندر طویل وعریض اور سوئی پتلی وصغیر۔ جثاعلی رکبتیه۔ دوزانوں مؤدب بیٹھے یہ ابوادریس خولانی نے حدیث قدسی کے ادب کی وجہ سے کیا۔

حدیث خامس: فان الظلم ظلمات یوم القیامة قرطبیؒ کہتے ہیں کہ ظالم کو تاریکی کا عذاب ہوگا جبکہ مومن صالحین کیلئے روشنی ہوگی۔ اذ یقول المنافقون و المنافقات للذین امنوا انظرونا نقتبس من نورکم قیل ارجعوا ورائکم فالتمسوا نورا (حدید ۱۳) جب منافق مرد وعورتیں ایمان والوں سے کہیں گے دکھاؤ ہم تمہارے نور سے روشنی حاصل کرلیں کہا جائے گا واپس جاؤ نور تلاش کرو۔ اس سے کافروں منافقوں اور ظالموں کا تاریکی میں ہونا واضح ہوا یہ بھی کہا گیا ہے ظلمات سے مراد ہولناکیاں اور عذابات ہیں۔ جیسے فرمایا: قل من ینجّیکم من ظلمات البرّ والبحر (انعام ۶۳) کہہ دیجئے خشکی اور تری کی تاریکیوں سے تمہیں کون نجات دیگا۔ اس سے واضح ہوا کہ مصائب وآلام ظلمات ہیں

حدیث رابع: واتقوا الشحّ. بخل وشح کی تعریف اور فرق۔

شح: الحرص علی تحصیل مالیس عندك۔ غیر موجود کے حصول کی حرص وہوس کرنا یہ شح ہے۔

بخل: الامتناع من اخراج ماعندك. پاس موجود کوخرچ نہ کرنا یہ بخل ہے۔قرآن کریم میں ہے۔اشحة علیکم (احزاب ۱۹) الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل (نساء ۳۷) خلاصہ بخل حرص علی ماعنده اورشح حرص الی مالیس عنده ہے۔بخل موجود پر اورشح غیر موجود پر و کلا هما محظوران .علماء کہتے ہیں کہ شح بخل سے ابلغ ہے۔

انفاق وبخل کا حکم: حقوق کے اعتبار سے حکم مختلف ہیں۔☆ایک حق شریعت کی وجہ سے واجب ہوتا ہے☆دوسرا حق بھائی بندی اور مروت کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔جوواجب بالشرع اورواجب بالمروۃ والعادۃ دونوں میں خرچ کرے وہ سخی ہے۔جودونوں میں خرچ نہ کرے تو وہ بخیل ہے۔سو بخیل وہ ہوا جومناسب وبرمحل خرچ نہ کرے، بوقت ضرورت خرچ نہ کرنا بخل اورزائدازضرورت یا بلاضرورت خرچ کریں،تو اسراف وتبذیر ہے۔بخل واسراف سے بچ کر درمیانی اور معتدل راہ پر چلنا مطلوب ہے۔ فان الشح اهلك من کان قبلکم. اسکی تفسیر آگے سفک دماء قتل وغارت سے کی گئی ہے اور یہ ہلاکت دنیوی ہے یہ بھی احتمال ہے کہ اس ہلاکت سے مراد اخروی ناکامی ہو یایوں کہیں کہ دنیاوآخرت دونوں کی ہلاکت مراد ہے۔

حدیث سادس: من ستر مسلما . ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ کسی کو امر قبیح میں ملوث اور حالت اعتراض میں دیکھا ہو پھر لوگوں پر اس کا اظہار نہ کرے۔اس سے انکار اور تغییر منکر کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی پردہ پوشی کا لحاظ رکھتے ہوئے اسکو سمجھائے کہ اس حرکت سے باز آجا اوراگر مصر ہے اوراصلاح کی کوشش نہیں کرتا تو پھر اظہار کرسکتا ہے۔اس سے غیبت چھوڑنے کی طرف اشارہ ہے۔

پردہ پوشی کا حکم: ایسے امور جوانفرادی ہوں ان میں ستر وپردہ پوشی مندوب ہے۔اگرامور عامہ میں سے ہے جس کی وجہ سے مضرت آگے بڑھ سکتی ہے توایسی صورت میں اظہار درست ہے تاکہ لوگ اس کے شر سے بچ سکیں۔

فائدہ!☆راویان حدیث، بیت المال کے ارکان اوروقف ویتیموں کے نگران وغیرہ میں کھوٹ وکمی کی صورت میں اظہار کرنا ممنوع نہیں بلکہ لازمی ہے۔☆ایسی جگہ جہاں پردہ پوشی کرنی تھی لیکن والی وحاکم تک بات پہنچادی تو گناہ گار نہ ہوگا اگرچہ خلاف اولیٰ ہے۔مستحب یہی تھا کہ صبر سے کام لیتا اللہ اسکو بھی اصلاح کی توفیق دیتے۔

حدیث سابع: اخذ من خطایا هم فطرحت علیه . ان حق داروں کی برائیاں لیکر اس ظالم پرڈال دی جائیں گی. المفلس من لافلوس لدیه عند الحاجة والفاقة. تہی دست وہ ہے جس کے پاس بھوک کے وقت پیسے نہ ہوں۔

سوال! مازریؒ کہتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں یہ حدیث آیت لاتذر وازرة وزراخریٰ وان لیس للانسان الا ما سعی (نجم ۳۹-۳۸) کوئی ایک بھی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اورانسان کیلئے وہی ہے جواس نے خود کمایا۔کے معارض ہے

جواب! لیکن یہ اعتراض عقل سے کورے پن کا ثبوت ہے اور کھلی جہالت ہے یہ اسکی اپنی کھیتی کرتی تو ہے جس کی سزا بھگت رہا ہے یہ کوئی معصوم پر تھوڑے گناہ لادے جارہے ہیں یہ تووہی کاٹ رہا ہے جو بویا تھا یہ اسکی اپنی کمائی ہے۔

حدیث ثامن: حتیٰ یقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء. سینگ والی بکری سے بے سینگ والی کیلئے بدلہ لیا جائے گا۔ نوویؒ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ بہائم، جانور مکلف نہ ہونے کے باجود قیامت کے روز اٹھائے اورجمع کئے جائیں گے۔اسی طرح اطفال، مجانین (مرفوع القلم) بھی آئیں گے۔اورقرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہے واذاالوحوش حشرت

(تکویر ۵) لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ھوام و بہائم کے لئے عقاب وثواب اور جزاسزا ہوگی نہیں بلکہ یہ تو ایک برابری ومساوات کی تصویر ہے کہ آج انصاف ومساوات کا دن ہے۔اس میں سب کو انصاف ،حق ملے گا۔مازریؒ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس سے انکار کیا ہے کہ غیر مکلفین کو نہیں اٹھایا جائے گا بلکہ حدیث میں مبالغۃ انصاف کو بیان کرنے کیلئے بطور تمثیل کے فرمایا گیا اسی طرح وحوش حشرت میں انکوموت دینا اور فنا کرنا مقصود ہے کیونکہ اس کیلئے جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ اخبار آحاد ہیں حالانکہ اس مسئلہ کیلئے قطعی دلائل چاہئیں؟۔اس کا جواب یہ کہ اخبار آحاد کو تلقی بالقبول اور تواتر معنوی حاصل ہو چکا ہے اس لئے یہ قابل حجت اور معتبر ہیں۔اس لئے قول اول درست ہے۔جو آیات کے ظاہر سے مدلل ہے۔واللہ اعلم وعلمه اتم۔[1]

(۱۱۰) باب نَصْرِ الْاَخِ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا.

(۱۱۴۷) باب: اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنے کے بیان میں خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم

(۶۳۷) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اقْتَتَلَ غُلَامَانِ غُلَامٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ غُلَامٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَنَادَى الْمُهَاجِرُ اَوِ الْمُهَاجِرُوْنَ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ وَنَادَى الْاَنْصَارِيُّ يَا لَلْاَنْصَارِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا دَعْوَى اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّ غُلَامَيْنِ اقْتَتَلَا فَكَسَعَ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَقَالَ لَا بَاْسَ وَ لْيَنْصُرِ الرَّجُلُ اَخَاهُ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا اِنْ كَانَ ظَالِمًا فَلْيَنْهَهُ فَاِنَّهُ لَهُ نَصْرٌ وَاِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَلْيَنْصُرْهُ.

(۶۶۷۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دولڑکوں کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ایک لڑکا مہاجرین میں سے تھا اور ایک لڑکا انصار میں سے۔مہاجر لڑکے نے مہاجروں کو پکارا اور انصاری لڑکے نے انصار کو پکارا۔تو رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور فرمایا: یہ کیا جاہلیت والوں کی پکار ہے۔لوگوں نے عرض کیا: نہیں! اے اللہ کے رسول ،سوائے اس کے کہ دولڑکے آپس میں جھگڑے ہیں۔اُن دونوں میں سے ایک نے دوسرے کی سرین پر مارا ہے۔آپ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں،آدمی کو اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہیے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔اگر ظالم ہے تو اُسے ظلم سے روکو کیونکہ یہ اُس کی مدد ہے اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرے۔

(۶۳۸) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو جَابِرَ (بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ) رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَالَ لَلْاَنْصَارِ وَ قَالَ الْمُهَاجِرُ يَالَ لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَقَالَ قَدْ فَعَلُوْهَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

مِنهَا الْاَذَلَّ قَالَ عُمَرُ دَعْنِیْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَقْتُلُ اَصْحَابَهُ.

(۶۶۷۵) حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے مہاجرین کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو سرین پر مارا تو انصاری نے کہا: اے انصار! اور مہاجر نے کہا: اے مہاجرو! (یعنی دونوں نے اپنے اپنے قبائل کے لوگوں کو مدد کے لیے پکارا) رسول اللہ ﷺ نے (یہ آواز سن کر) فرمایا: یہ کیا جاہلیت کی پکار ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مہاجرین کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کی سرین پر مارا ہے تو آپ نے فرمایا: اُسے چھوڑو کیونکہ یہ نازیبا بات ہے۔ عبداللہ بن ابی (منافق) نے جب یہ سنا تو اس نے کہا: مہاجرین نے ایسے کیا ہے اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹیں گے تو ہم میں سے عزت والا آدمی (العیاذ باللہ) ذلت والے کو وہاں سے نکال دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑادوں آپ نے فرمایا: (اے عمر!) اسے چھوڑ دو۔ لوگ یہ نہ کہنے لگ جائیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

(۶۳۹) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَاَلَهُ الْقَوَدَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ قَالَ ابْنُ مَنْصُوْرٍ فِيْ رِوَايَةِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا.

(۶۶۷۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مہاجرین کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کی سرین پر مارا تو وہ انصاری نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ ﷺ سے قصاص کے لیے عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ نازیبا بات ہے ابن منصور نے کہا کہ عمرو کی روایت میں سمعت جابرًا ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں ان میں مظلوم کی حمایت سے ظالم کو روکنے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: اقتتل غلامان. یہ غزوہ مریسیع و مصطلق کا واقعہ ہے۔ مہاجر کا نام جہجاء بن قیس الغفاری ہے اور انصاری کا نام سنان بن وبرہ الجہنی ہے جو انصار کا حلیف تھا و القصة بحالها۔ یاللمهاجرین میں لام استغاثہ ہے۔

دعوی جاہلیت: نسب اور برادری کی بنیاد پر پکارنا یہ دعویٰ جاہلیت ہے۔ جو عصبیت کی جڑ ہے۔ حق اور نصرت کے لئے پکارنا ممنوع نہیں۔

دعویٰ اسلام: اے مسلمانو حق پر میری مدد کرو۔ یہ دعوی اسلام ہے یاللمسلمین اعینونی علی الحق. حملہ کے وقت حضرت عمرؓ نے بھی پکارا تھا یااللہ یاللمسلمین۔ فلا باس به ارے بھائی یہ کوئی بڑی بات نہیں جسکو تم فساد کی بنیاد بنا رہے ہو۔ ولینصر الرجل اخاه ظالما اومظلوما ابن حجرؒ کہتے ہیں یہ جملہ (اُنصر اخاك ظالما او مظلومًا) سب سے پہلے جندب بن عنبر بن عمرو بن تمیم نے کہا تھا لیکن اُسکا مقصد بھی وہی رسم جاہلیت والا تھا کہ بھائی کی بھی مدد کرو کہ اور بڑھے اور مظلوم کو بچاؤ، رسم جاہلیت

میں حق گوئی نہ تھی بلکہ صرف بھائی کو دیکھنا تھا بھلے جیسے بھی ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملے کا صحیح مفہوم بیان فرمایا جو عصبیت سے بالاتر اور حق کے قریب تر ہے۔

حدیث ثانی: فانها منتنة. بد بودار اس سے قبیح چیز مراد ہے۔ **فقال قد فعلوها** یہ جملہ حرف استفہام کے حذف ساتھ **افعلوها** عبداللہ رأس المنافقین نے منہ چڑھا کر کہا کیا انہوں نے ایسے کیا کہ انصاری کو لات ماری اچھا ہم نے ان سے یہ اور یہ اور...... احسانات کئے مہاجرین نے اب یہ بدلہ دیا یہ تو ایسے ہوا سمن کلبك ليأ كلك اپنے کتے کو پال تاکہ تمہیں کاٹ کھائے۔ **دعه لایحدث الناس** حضرت عمرؓ اسکو نمٹانے لگے تھے لیکن آپ ﷺ نے شفقت و چشم پوشی فرمائی، آپ ﷺ کو ان کے نفاق کا علم تھا لیکن مصلحت و تالیف قلوب کیلئے تعرض نہ فرماتے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی ﷺ کو پہلے علم نہ تھا جب علم دیا گیا تو انکا صفایا ہو گیا۔

فائدہ! اس سے درگذر اور بڑے فتنے اور شورش سے بچنے کیلئے چھوٹے مفسدہ کو برداشت کرنے کا سبق ملتا ہے پھر بیٹے کا اخلاص اور غیرت ایمانی دیکھیے آکر عرض کیا حضور ﷺ اگر ابن ابی کو قتل کرنا ہے تو حکم دیجئے آپ کے سامنے اسکا سر میں لاؤنگا لیکن آپ نے فرمایا بل ترفق به وتحسن صحبته بلکہ اس سے رفق و حسن صحبت کا معاملہ کرو[1]

(۱۱۱) باب تَرَاحُمِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ تَعَاطُفِهِمْ وَتَعَاضُدِهِمْ.

(۱۱۴۸) باب: مسلمانوں کا آپس میں محبت کرنے اور متحد و معاون رہنے کے بیان میں

(۶۴۰) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ اَبُو عَامِرِ نِ الْاَشْعَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ وَاَبُوْ اُسَامَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَ ابْنُ اِدْرِيْسَ وَاَبُوْ اُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا.

(۶۶۷۷) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط رکھتی ہے۔

(۶۴۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِىْ تَوَادِّهِمْ وَ تَرَاحُمِهِمْ وَ تَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى.

(۶۶۷۸) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن بندوں کی مثال اُن کی آپس میں محبت اور اتحاد اور شفقت میں جسم کی طرح ہے کہ جب جسم کے اعضاء میں سے کسی عضو کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اُس کا سارا جسم نیند نہ آنے اور بخار چڑھ جانے میں اُس کا شریک ہو جاتا ہے۔

(۶۴۲) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ.

(۶۶۷۹) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۶۴۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْاَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهٗ تَدَاعٰى (لَهٗ) سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمّٰى وَالسَّهَرِ.

(۶۶۸۰) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن بندے ایک (اُس) آدمی کی طرح ہیں کہ اگر اُس کا سر دُکھتا ہے تو اُس کا باقی سارے جسم کے اعضاء بخار اور نیند نہ آنے میں اُس کے شریک ہوتے ہیں۔

(۶۴۴) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ.

(۶۶۸۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان بندے ایک آدمی کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ دُکھتی ہے تو اُس کا سارا جسم دُکھنے لگ جاتا ہے اور اگر اس کی سرین میں تکلیف ہوتی ہے تو اُس کے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔

(۶۴۵) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهٗ.

(۶۶۸۲) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں ان میں مسلمانوں پر نرمی اور معاونت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: يشد بعضه بعضا مومن آخرت کے بارے میں اور دنیا کے مباح امور میں مؤمن کی معاونت کرے۔ بنیان سے تعبیر وتشبیہ کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح بنیادیں دیواریں اور چھت اور دروازے کھڑکیاں باہم اتفاق واتحاد سے ایک حسین ترین عمارت، محل نظر آتے ہیں۔ اگر ایک دوسرے سے تعاون نہ کریں حسن تو کجا وجود بھی نہ رہ سکے بلکہ عمارت کا نام بھی سجا نہ آئے گا بلکہ ملبہ کہلائے گا۔ مثلاً بنیادیں دیواروں سے کہیں جاؤ ہم تمہارا بوجھ کیوں اٹھائیں تو پاؤں تلے روندی جائیں اس طرح دیواریں چھت سے انس ومحبت نہ کریں تو زمین پر آرہے اور ریزہ ریزہ ہو جائیں اسی طرح کھڑکی دروازے دیواروں سے دل نہ لگائیں تو آرے اور بے رحم تیشہ کے وار سے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور کھڑکی، دروازوں کے بغیر کتا، بلی، گدھے، گھوڑے کمرے کی عزت پامال کردیں، اس لئے بنیادوں، دیواروں چھت اور کھڑکیاں اور دروازے سب باہم متحد ومعاون رہے تو زیب وزینت ورنہ انفرادیت کا حشر ابھی گذرا۔ واللہ اعلم

اللہ تعالیٰ تمام امت مسلمہ کو ربنا اللہ اور دین متین پر یکجا اور متحد ہونے کی توفیق دیں۔ آمین یارب العالمین۔

حدیث ثانی: مثل المومنين في توادهم وترا حمهم مثل الجسد، ان تینوں لفظوں کا مفہوم قریب قریب ایک ہی ہے کہ ایک دوسرے سے محبت الفت خیر خواہی خبر گیری اور معاونت کرتے رہنا چاہیے۔

تراحم، تواد، تعاطف کے درمیان فرق: ابن ابی جمرہؒ نے ان کے درمیان لطیف فرق بیان کیا ہے۔☆ تراحم! ایمانی رشتہ کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرنا۔☆ تواد! طبعی لگاؤ کی وجہ سے آپس میں محبت کرنا۔☆ تعاطف! ان دونوں اسباب مذکورہ کی وجہ سے ایک دوسرے کی اعانت کرنا۔ وللہ درّ القائل.[1]

(۱۱۲) باب النَّهْيِ عَنِ السِّبَابِ.

(۱۱۴۹) باب: گالی گلوچ کی ممانعت کے بیان میں

(٦٤٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِئِ مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ.

(٦٦٨٣) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتداء کرنے والے پر ہی ہوگا جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے (یعنی زیادتی نہ کرے)

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے اس میں گالی گلوچ اور بدزبانی سے منع کا ذکر ہے۔ المستبان ماقالا فعلی البادی ...... دونوں کے گالم گلوچ کا مجموعی وبال ابتداء کرنے والے پر ہوگا کیونکہ ابتداء اس نے کی دوسرا تو انتقاماً بولا لیکن یہ اس وقت ہے جب دوسرا حد سے تجاوز نہ کرے اگر پہلے نے ایک کہی اور اس نے ایک سانس میں دس سنادیں تو نو کا خمیازہ آنجناب کو بھگتنا ہوگا۔

گالی کا حکم: نوویؒ کہتے ہیں واعلم ان سباب المسلم بغیر حق حرام۔ انتقام لینے والا لے سکتا ہے بشرطیکہ جھوٹ کسی پاک دامن پر تہمت اور سلف صالحین کو برا بھلا نہ کہا گیا ہو۔ ہاں یا احمق یا ظالم ناقص العقل کم عقل وغیرہ سے انتقام لے سکتا ہے۔ اگرچہ عفو و درگذر افضل ہے۔ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصبرين (نحل ۱۲۶) اگر تم بدلہ لو تو اتنا لے سکتے ہو جتنا تمہیں ستایا گیا اور البتہ اگر تم صبر کرو تو صبر (کا اجر) صابروں کیلئے بہت بہتر ہے۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله يحب المحسنين (آل عمران ۱۳۴) (اچھے لوگ) غصہ پینے اور معاف کرنے والے محسنوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں۔

سوال! کیا اساتذہ و معلمات کو اللہ کی محبت و رحمت، رسول اللہ کی شفاعت اور رفعت و ترقی درجات مطلوب ہے؟

سوچ لیجئے! امام مسلم اگلے باب میں جواب دے رہے ہیں۔[2]

(۱۱۳) باب اسْتِحْبَابِ الْعَفْوِ وَالتَّوَاضُعِ.

(۱۱۵۰) باب: معاف کرنے اور عاجزی اختیار کرنے کے استحباب کے بیان میں

(٦٤٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَ قُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

[2] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ.

(۶۶۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ اُس کی عزت بڑھتا دیتا ہے اور جو آدمی بھی اللہ (کی رضا) کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ اُس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں بھی ایک حدیث ہے۔ عجز وانکساری اور درگذر کا ذکر ہے۔

مانقصت صدقة من مال۔ صدقہ وزکوٰۃ دینے سے یقیناً مال کبھی کم نہیں ہوتا۔

نوویؒ کہتے ہیں علماء نے اسکی دو وجوہ لکھی ہیں۔ (۱) مال میں اتنی برکت ہوجاتی ہے کہ ظاہری کمی کو پورا کر دیتی ہے۔ مثلاً ۱۰ میں سے دو روپے صدقہ دیئے تعداد تو کم ہوئی لیکن اس آٹھ میں ایسی برکت ہوگی کہ دس سے دگنا کام ہوجائیگا۔ (۲) اگرچہ ظاہراً مال میں کمی ہوگی لیکن اجر وثواب میں ترقی ہوگی اور اضعافاً مضاعفاً اور بے شمار آخرت میں ملے گا۔

نتیجہ: یہ ہوا کہ صدقہ سے دنیا میں برکت وراحت اور آخرت میں جنت ورحمت حاصل ہوگی۔ واہ اور کیا چاہیے؟ **وما زاد الله عبدا بعفو الا عزًّا**۔ اسکا بھی دنیا وآخرت دونوں سے تعلق ہے معاف کرنے والے کو آخرت میں اجر جزیل ملے گا اور دنیا میں عزت کہ تعدی کرنیوالا بھی ایک دن آکر کہے گا غلطی میری ہے۔ عندالخلوق باعزت اور عندالخالق بھی باعزت۔ لیکن نفس وشیطان یہ کرنے نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے اچھا تو نے معاف کردیا تو ناک کہاں جائیگی؟[1] **وما تواضع احد لله الا رفعه الله**. بلند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں قدر ومنزلت بٹھا دیں گے اور آخرت میں درجات بلند فرمائیں گے۔

تواضع کی حقیقت: **التواضع ان لا يعتقد نفسه اهلا لرفعة** ۔ تواضع یہ ہے کہ اپنے آپ کو کسی مرتبہ کے لائق نہ جانے۔ بلکہ حقیر وخاکسار رہے عزت ورفعت اسی میں ہے۔ جو اونچے تختوں پر بیٹھتے ہیں پھر تختہ کی زینت بھی بنتے ہیں۔[2]

(۱۱۴) باب تَحْرِيْمِ الْغِيْبَةِ.

(۱۱۵۱) باب: غیبت کی حرمت کے بیان میں

(۶۴۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ.

(۶۶۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے) کہ تو اپنے

---

[1] پہلے جہاں تھی!

[2] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

بھائی کے اس عیب کو ذکر کرے کہ جس کے ذکر کو وہ ناپسند کرتا ہو۔آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ کا خیال ہے کہ اگر واقعی وہ عیب میرے بھائی میں ہو جو میں کہوں۔آپ نے فرمایا: اگر وہ عیب اُس میں ہے جو تم کہتے ہو تبھی تو وہ غیبت ہے اور اگر اُس میں وہ عیب نہ ہو پھر تو تم نے اُس پر بہتان لگایا ہے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔اس میں غیبت کی حرمت ومذمت کا بیان ہے۔

غیبت کی تعریف اور حکم: ذکرك اخاك بما یکرہ. اپنے بھائی کی کمی کا ذکر کرنا۔ یہ کمی عام ہے زبان، جنان، ارکان یا کسی عضو وانداز سے ہو۔ **سواء کان ذکرا بنقص فی بدنه او نسبه او فی خلقه اوفی فعله وعمله اوفی قوله اوفی دینه اوفی دنیاه، حتی فی ثوبه وداره ودابته۔** اللّٰہ اکبر

☆امام ابوحامد غزالیؒ نے یہ کہا ہے کہ غیبت قول سے حرام ہے اور تعریض وکنایہ بھی مثل تصریح کے حرمت میں داخل ہے۔

☆اسی طرح قول، فعل، اشارہ، ایماء، غمز، لمز، ھمز، کتابۃ، حرکت اور ہر وہ انداز جس میں دوسرے کی تحقیر ہو قطعاً حرام ہے۔

عائشہؓ فرماتی ہیں۔ **دخلتُ علینا امراۃ فلما ولّتْ اومأتُ بیدی انها قصیرۃ فقال علیه السلام اغتبتِها** ایک عورت آئی جب وہ واپس ہوئی تو میں نے ہاتھ سے اسکے ٹھگنا قد ہونے کا اشارہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اسکی غیبت کی۔☆کسی طرح بھی کسی کی نقل کرنا یہ سب غیبت ہیں۔اس قسم کی تمام حرکات سے اجتناب ضروری ہے۔**فقد بھتّه** بہتان وافتراء۔یہ اس سے بھی زیادہ قبیح ہے۔کہ غیبت وبہتان جمع کر دیئے۔اگر اصلاح کی غرض سے کسی کی کمی کو بلاتعیین ذکر کیا جائے بشرطیکہ اُس شخص کے متعلق مخاطب انداز ے واشارے سے نہ سمجھتا ہو تو درست ہے۔

غیبت کے جواز کے محل: بعض مواقع ایسے ہیں جہاں غیبت عذر واضطرار کی وجہ سے جائز ہے۔(۱) مظلوم سلطان وحاکم کے سامنے ظالم کے ظلم کو بیان کرے تو یہ غیبت ہے کہ ظالم کی برائیاں اور زیادتیاں بیان ہو رہی ہیں لیکن یہ ظلم سے نجات پانے کیلئے جائز ہے۔(۲) نھی منکر اور برائیوں کی اصلاح کیلئے ذکر کرنا اور یہ اس شخص یا ادارے سے کہنا جائز ہے جو قوت اقدام رکھتا ہو۔ (۳) استفتاء مسئلہ معلوم کرنے کیلئے کسی کی غلطی بیان کرنا کیونکہ اگر مفتی کے سامنے بات واضح نہ کریگا تو فتوی کیسے دیا جائیگا۔ (۴) لوگوں کو کسی شریر وفسادی کی شرارتوں کی خبر دینا تا کہ لوگ سنبھل جائیں اور اسکے شر وفساد سے بچ سکیں۔(۵) مشورے کے وقت کسی ایک کی رائے میں نقص کے پہلو کو واضح کرنا تا کہ صحیح فیصلہ کی راہ ہموار ہو سکے۔(۶) مشتری کو بائع ومبیعہ کا عیب بتانا تا کہ وہ دھوکے سے بچ سکے اور عبد سارق، زانی، شارب خمر کی اطلاع دینا۔(۷) ایسے عالم برحق کو کسی مبتدع اور فاسق کی خبر دینا جو اسکے پاس آمد ورفت رکھتا ہو اور استفادہ کرتا ہو تا کہ یہ بھی بدعات وخرافات میں ملوث نہ ہو جائے۔(۸) راویوں، گواہوں، مصنفوں کے متعلق جرح کرنا تا کہ غلط فیصلہ اور انکے تقریری وتحریری شرور سے بچ سکیں۔(۹) مجاھر ومُعلن (ایسا آدمی جو کھلے عام فسق وفجور کا مرتکب ہو) اسکا ایسے آدمی سے ذکر کرنا جسکے بس میں اسکی درستگی ہو۔(۱۰) ایسے الفاظ جن میں عیب کا معنی ہو لیکن متعارف ہو گئے ہوں کہ اب عیب کا معنی معروف نہ ہو بلکہ بطور علامت استعمال ہوتے ہوں مثلاً **اعمش ازرق اعمی قصیر**.

غیبت سے توبہ: غیبت کرنے والے پر واجب ہے کہ توبہ کرنے میں جلدی کرے اللہ سے ڈرے اور نادم ہو پھر صاحب حق (جس

کی غیبت کی) سے رجوع کرے تاکہ ظلم وعتاب سے بچے۔☆علامہ خیاطیؒ نے فتوی دیا ہے کہ مغتاب لہ کو اگر غیبت نہیں پہنچی تو اس سے توبہ کیلئے صرف استغفار وندامت کافی ہے۔ابن صباغؒ، نوویؒ، ابن صلاحؒ، زرکشیؒ اور کثیر اہل علم نے اسے پسند کیا ابن عبدالبرؒ نے ابن مبارکؒ سے بھی یہی نقل کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ابن مبارکؒ نے سفیانؒ سے اس پر مناظرہ کیا۔ابن صباغؒ نے اسے بالجزم نقل کیا اور اس میں اتنی زیادتی کی ہے کہ جن کے سامنے غیبت کی ان کے سامنے جا کر علی الاعلان اپنی غلطی کا اقرار کرے اور مغتاب لہ کی براءت بیان کرے اور اس کی تعریف کرے۔☆اگر مغتاب لہ کو اس کی غیبت کی خبر پہنچ چکی تو اس سے معافی بھی لازمی ہے۔☆اگر مر چکا ہو تو اس کیلئے کثرت سے استغفار کرے ورثاء سے معافی لازمی نہیں۔[1] (وراجع روح المعانی ج ۱۳ جز ۲۶ ص ۲۴۰)

(۱۱۵) باب بَشَارَةِ مَنْ سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا بِاَنْ يَسْتُرَ عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرَةِ.

(۱۱۵۲) باب: اُس آدمی کے لیے بشارت کے بیان میں کہ جس کے عیوب کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں چھپایا، آخرت میں بھی اللہ اُس کے عیبوں پر پردہ پوشی اور ستاری فرمائیں گے

(۶۴۹) حَدَّثَنِي اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامِ نِ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لَا يَسْتُرُ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۶۶۸۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا میں جس بندے کے عیب چھپاتا ہے قیامت کے دن کے بھی اللہ اُس کے عیب چھپائے گا۔

(۶۵۰) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۶۶۸۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ دنیا میں کسی بندے کے عیب چھپائے گا قیامت کے دن اللہ اُس کے عیب چھپائے گا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔

ان میں اس آدمی کی آخرت میں پردہ پوشی کا ذکر ہے جس پر دنیا میں بھی ستاری ہوئی۔

حدیث اول: الا ستره الله القيامة. اس میں دو احتمال ہیں

(۱) اللہ تعالیٰ پیشی کے وقت بھی اسکے عیوب ونقائص پر پردہ فرمائیں گے اور سب کے سامنے تشہیر اور رسوائی نہ کریں گے۔

(۲)۔اس سے حساب نہ ہوگا بلکہ معاف کر دیئے جائیں گے انکا ذکر بھی نہ آئیگا۔

پہلا احتمال قوی ہے کیونکہ حدیث ثانی میں ہے اقرار کریگا تو ظاہر ہے گناہ پہلے ذکر ہونگے تو اقرار کریگا اس لیے تذکرہ تو ہو گا لیکن تشہیر وتذلیل نہ کیجائیگی۔اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ انسان اپنے عیوب خود بھی ظاہر نہ کرے جب اللہ تعالیٰ نے ستر کا معاملہ

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

فرمایا تو یہ بھی توبہ کرے اور ظاہر نہ کرے۔ جس طرح گناہ کرنا حرام ہے اسی طرح اظہارِ گناہ بھی حرام ہے۔[1]

(۱۱۶) باب مُدَارَاةِ مَنْ يُتَّقَى فُحْشُهُ.

(۱۱۵۳) باب: جس آدمی سے بیہودہ گفتگو کا خطرہ ہو اُس سے نرم گفتگو کرنے کے بیان میں

(۶۵۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَ اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ اَنَّ رَجُلاً اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ فَلَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ اَوْ بِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ اَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قُلْتَ لَهُ الَّذِي قُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ وَدَعَهُ اَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ.

(۶۶۸۸) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے (ملنے کی) اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا اُسے اجازت دے دو، یہ اپنے قبیلہ کا بُرا آدمی ہے تو جب وہ آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے اُس آدمی سے نرمی کے ساتھ گفتگو کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اُس آدمی کے بارے میں آپ نے فرمایا، جو فرمایا پھر آپ نے اُس آدمی سے نرمی سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! قیامت کے دن اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے بُرا وہ آدمی ہوگا کہ جس کی بیہودگی (بدزبانی) کیوجہ سے لوگ اُسے چھوڑ دیں۔

(۶۵۲) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ بِئْسَ اَخُو الْقَوْمِ وَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ هٰذَا.

(۶۶۸۹) حضرت ابن المنکدر رسے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے، اس میں صرف لفظی فرق ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ ان میں کسی کے شر سے بچنے کیلئے حسن معاملہ کا ذکر ہے۔

ان رجلا استأذن . ابن بطالؒ، قاضیؒ، نوویؒ، قرطبیؒ کہتے ہیں یہ عیینہ بن حصن فزاری تھا اسکو احمق مطاع کہا جاتا تھا آپ ﷺ نے اسکی مدارات وتالیف فرمائی تاکہ اسکی قوم اسلام قبول کرلے کیونکہ یہ سردار تھا۔ والناس علی دین ملوکھم . ابن بشکوالؒ اور عبدالغنیؒ نے مبھمات میں یہی کہا ہے جبکہ عبدالغنیؒ نے دوسری جگہ ایک حدیث کی تخریج میں مخرمہ بن نوفل کی طرف اشارہ دیا ہے۔ ابن حجرؒ کی رائے بھی مخرمہ کی طرف ہے۔ فلبئس ابن العشیرۃ قبیلے کا برا آدمی۔ کہ سردار ہوکر بھی ایسا ہے۔

☆ عیینہ اسوقت تک پورا اسلام میں نہ آیا تھا اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور یہی ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی حیات میں ضعیف الایمان ہی رہا بالآخر مرتد ہوگیا اور بعد میں ابوبکرؓ کے سامنے قید ہوکر آیا۔ وہی ہوا جو آپ ﷺ نے فرمایا اور یہ مغیبات اور پیش گوئی میں سے ہے کہ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا بعینہ ویسے ہی ہوا (فتح الباری)۔

☆ اگر قول ثانی اختیار کیا جائے اور رجل سے مراد مخرمہ بن نوفل لیا جائے تو تقریر یہ ہوگی کہ مخرمہ مسلمان تھا لیکن فظ وغلیظ القلب اور

[1] نووی. المفہم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

تند خو تھا اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیسا بد خلق و ترش رو ہے۔

سوال! کسی کے عیب کو ذکر کرنا یہ غیبت ہے اور غیبت حرام ہے آپ ﷺ نے کیسے اسکے عیب کا ذکر کیا۔

جواب! ابھی قریب ہی غیبت کے مباح ہونے کی صورتیں ذکر ہوئی ہیں یہ آپ ﷺ نے اس لئے فرمایا تا کہ لوگ اس کے شر سے بچ سکیں ورنہ حسن ظن میں کوئی ڈسا جاتا کہ یہ تو حضور ﷺ کے پاس بھی آتا جاتا ہے۔ کسی کے شر و فتنہ اور غدر و ضرر سے بچانے کے لیے اسکا نقص ذکر کرنا درست ہے۔ الان له القول آپ ﷺ نے اس سے نرم بات اور مدارات کی۔ اس سے پتہ چلا کہ کافر و فاسق مہمان کی بھی مدارات و خاطر تواضع جائز ہے۔ بسا اوقات (مصلحت دینی کی وجہ سے) مستحب ہوتی ہے۔ لیکن کفار و فساق کی تعریف کے گن گائیں اور آسمان و زمین کے قلابے ملائیں اس کی کوئی گنجائش نہیں بس نڈر ہو کر اخلاق کے دائرہ میں دل کھول کر بات کریں۔ ثم النت له القول. اس جملے میں یہ بات قابل غور اور تفصیل طلب ہے کہ سیدہ عائشہؓ نے کہا جب آپ ﷺ نے پہلے بئس العشیرہ فرمایا تو پھر اسکے ساتھ برتاؤ بھی تو ویسا تندی کے ساتھ ہوتا جیسے پہلے سخت جملہ فرمایا: ان میں کیا ربط ہے؟ اب یک وقت نرمی! اسکا داعیہ کیا ہے۔ ابتداء گرم انتہاء نرم یہ فرق کیسے۔ آگے اسکی وجہ حدیث میں موجود ہے پہلا انداز لوگوں کو اسکے شر سے بچانے کے لیے تھا دوسرا انداز اسکی ترغیب کیلئے اور اسکی قوم کے اسلام کی امید پر ہے انداز میں فرق ہے مقصود دونوں سے محمود ہے۔ واللہ اعلم۔

مدارات اور مداہنت: المداراة: بذل الدنيا لاصلاح الدنيا او الدين او لكليهما. دنیا کو دنیاوی یا دینی یا دونوں کیلئے صرف کرنا یہ مدارات ہے۔ المداهنة: بذل الدين لصلاح الدنيا يا ترك الدين لمصلحة الدنيا. دین کو دنیا کیلئے داؤ پر لگانا یا دین کو دنیا کیلئے چھوڑ دینا یہ مداہنت ہے۔ اول محمود اور ثانی مبغوض و مردود ہے۔ دنیا کو دین پر ترجیح نہیں دین مقدم ہے۔[1]

(۱۱۷) باب فَضْلِ الرِّفْقِ

(۱۱۵۴) باب: نرمی اختیار کرنے کی فضیلت کے بیان میں

(۶۵۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ.

(۶۶۹۰) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی نرمی اختیار کرنے سے محروم رہا وہ آدمی بھلائی سے محروم رہا۔

(۶۵۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْاَشَجُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِىْ ابْنَ غِيَاثٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا وَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِىِّ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيْرًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ.

---

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(٦٦٩١) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی نرمی اختیار کرنے سے محروم رہا وہ آدمی بھلائی سے محروم رہا۔

(٦٥٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمٰعِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ حُرِمَ الرِّفْقَ حُرِمَ الْخَيْرَ أَوْ مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ.

(٦٦٩٢) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نرمی اختیار کرنے سے محروم رہا وہ آدمی بھلائی سے محروم رہا۔

(٦٥٦) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ.

(٦٦٩٣) حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ اللہ رفیق ہے اور رفق (یعنی نرمی) کو پسند کرتا ہے اور نرمی اختیار کرنیکی بناء پر وہ اس قدر عطاء فرماتا ہے کہ جو سختی یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے اس قدر عطاء نہیں فرماتا۔

(٦٥٧) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمِقْدَامِ وَهُوَ ابْنُ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ.

(٦٦٩٤) حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نرمی جس چیز میں ہوتی ہے وہ اسے خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال دی جاتی ہے تو وہ چیز بدصورت ہو جاتی ہے۔

(٦٥٨) حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْمِقْدَامَ بْنَ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَ زَادَ فِي الْحَدِيثِ رَكِبَتْ عَائِشَةُ بَعِيرًا فَكَانَتْ فِيهِ صُعُوبَةٌ فَجَعَلَتْ تُرَدِّدُهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

(٦٦٩٥) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک سرکش اونٹ پر سوار ہوئیں اور اسے چکر دینے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: (اے عائشہ) نرمی اختیار کرو۔ پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں نرمی اور سہولت کا ذکر ہے۔

رفق و نرم دلی ایک امر مطلوب اور وصف محبوب ہے جو اتفاق اجتماعیت اور محبت والفت کی جڑ ہے خود نبی ﷺ کو رؤف، رحیم، شفیق و صاحب رحمت فرمایا گیا اور عنف و سختی اور ترش روئی سے نفی کی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك فاعف عنهم. (آل عمران ۱۵۹) اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت وعنایت سے آپ ﷺ

نرم خو ہیں اور اگر بالفرض والمحال (ایسا ہے نہیں) آپ ﷺ تیز وتند اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ ﷺ سے (چشم زدن میں بدک کر) بھاگ جاتے سو آپ ﷺ انکو معاف کردیا کریں اور ان سے مشورہ لیکر دلجوئی بھی فرمادیا کریں۔

حدیث اول: یحرم الخیر. اس سے معلوم ہوا کہ نرم گوئی، کم گوئی اور خوش خوئی سراپا خیر ہی خیر ہے۔ اور ترشی اسکی ضد ہے۔

حدیث رابع: ان اللہ رفیق یحب الرفق. اس سے پتہ چلا جن اوصاف واسماء سے کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ میں اگرچہ احاد ہوں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو ان سے خطاب ذات باری تعالیٰ کو کیا جاسکتا ہے اور ایسے نام لیکر دعا بھی کی جاسکتی ہے مثلاً، یا رفیق ارفقنی یا جمیل اجمل دینی و دنیای. باقی وہ نام وصفات جنکا ذکر نہیں تو ان میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ استصحاب حال کا حکم ہوگا کہ پہلے کی طرح مطلق نہ حلت کا حکم نہ حرمت۔ اور بعض کہتے ہیں نہیں غیر مذکورہ ناموں کو ذکر کی اجازت نہیں اور یہی صواب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعدد نام احادیث میں موجود ہیں ضرور نئے گھڑنے ہیں۔ خدا حافظ؟ ارے بھائی اللہ حافظ کیوں نہیں کہتے۔ جو قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

فائدہ! الوداع اور جدائی کے وقت خدا حافظ یا اللہ حافظ کہنا مسنون نہیں بلکہ السلام علیکم...... مسنون ہے جس میں حفاظت برکت، رحمت، عنایت، سلامتی اور اہل وعیال ومال سب کی خیر جمع ہیں۔ صرف دعاء میں مضائقہ نہیں۔ خوب سمجھ لو۔

حدیث خامس: ان الرفق لایکون فی شیء الا زانه ولاینزع من شیء الا شانه. ای تغیر حاله وجعله فی شین. عیب دار کرنا۔

حدیث سادس: علیك بالرفق. اندازہ کیجئے جب بدکنے والے سرکش اونٹ کے لیے نرمی وعدم گرمی کا حکم ہے تو طلبہ وطالبات سے، اساتذہ ومعلمات سے، بنین وبنات سے، اولاد واحفاد سے، بلکہ پوری اشرف المخلوقات سے کس برتاؤ کا حکم اور معاملہ ہم سے مطلوب ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار .

فائدہ! بعض واقعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ اونٹنی صدقہ کے اونٹوں میں سے تھی اور خالی چرنے پھرنے والے کام نہ کرنے والے جانور تو سرکش ہوتے ہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار کھلی فضا میں راحت کیلئے تشریف لے جاتے یہ واقعہ اسی دوران پیش آیا۔

سوال! اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ یہ اونٹنی صدقہ کے مال کی تھی جسکا استعمال درست نہ تھا تو حضرت عائشہؓ نے کیسے سواری کی۔

جواب! اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مال غنیمت میں سے تھی اور صدقہ کا لفظ مال غنیمت پر بولا جاتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ومنهم من یلمزك فی الصدقات (توبہ ۵۸)۔ یہ لفظ صدقات مال غنیمت پر بولا گیا ہے۔ (از تکملہ تحت الباب)[1]

(۱۱۸) باب النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الدَّوَابِّ وَ غَيْرِهَا

(۱۱۵۶) باب: جانوروں وغیرہ پر لعنت کرنے کی ممانعت کے بیان میں

(۶۵۹) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِی قِلَابَةَ عَنْ اَبِی الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَامْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ عَلٰی نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ قَالَ عِمْرَانُ فَكَاَنِّیْ اَرَاهَا الْآنَ تَمْشِیْ فِی النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا اَحَدٌ.

(۶۶۹۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں تھے اور انصار کی ایک عورت اونٹنی پر سوار تھی تو اچانک وہ اونٹنی بدکنے لگی تو اس عورت نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سن لیا تو آپ نے فرمایا: اس اونٹنی پر جو سامان ہے، اُسے پکڑ لو اور اس اونٹنی کو چھوڑ دو کیونکہ یہ ملعونہ ہے (یعنی اس پر لعنت کی گئی ہے) حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں گویا کہ میں اب بھی اُسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ اونٹنی لوگوں کے درمیان چل پھر رہی ہے اور کوئی آدمی بھی اُس سے تعرض نہیں کر رہا۔

(۲۶۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاَبُو الرَّبِيْعِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِیُّ كِلَاهُمَا عَنْ اَيُّوْبَ بِاِسْنَادِ اِسْمٰعِيْلَ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ اِلَّا اَنَّ فِیْ حَدِيْثِ حَمَّادٍ قَالَ عِمْرَانُ فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَيْهَا نَاقَةً وَرْقَاءَ وَفِیْ حَدِيْثِ الثَّقَفِیِّ فَقَالَ خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَاَعْرُوْهَا فَاِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ.

(۶۶۹۷) اس روایت کی دو سندیں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے ایک سند کے ساتھ حضرت عمران فرماتے ہیں گویا سند کے ساتھ روایت میں آپ نے فرمایا: اس اونٹنی پر جو سامان ہے، اسے پکڑ لو اور اس کی پشت خالی کر کے چھوڑ دو کیونکہ یہ اونٹنی ملعونہ ہے (یعنی اس پر لعنت کی گئی ہے)

(۲۶۱) حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِیُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ يَعْنِیْ ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا التَّيْمِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلٰی نَاقَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ اِذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِیِّ ﷺ وَ تَضَايَقَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَقَالَتْ حَلِ اللّٰهُمَّ الْعَنْهَا قَالَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ.

(۶۶۹۸) حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک باندی اپنی ایک اونٹنی پر سوار تھی۔ اس پر لوگوں کا کچھ سامان رکھا ہوا تھا کہ اچانک اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا حالانکہ اُن کے درمیان پہاڑ کا تنگ درہ تھا تو وہ باندی کہنے لگی (اونٹنی کو) چل! اے اللہ اس پر لعنت کر تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ رہے کہ جس پر لعنت کی گئی ہو۔

(۲۶۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ ح وَحَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰی يَعْنِیْ ابْنَ سَعِيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ زَادَ فِیْ حَدِيْثِ الْمُعْتَمِرِ لَا اَيْمُ اللّٰهِ لَا تُصَاحِبْنَا رَاحِلَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ مِنَ اللّٰهِ اَوْ كَمَا قَالَ.

(۶۶۹۹) حضرت معتمر بن سلیمان اور سلمان تیمی سے اس سند سے یہ روایت نقل کی گئی ہے اور معتمر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ رہے کہ جس پر اللہ کی لعنت ہو چکی او کما قال

(۲۶۳) حَدَّثَنَا هَارُونَ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمٰنُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِصِدِّيْقٍ اَنْ يَكُوْنَ لَعَّانًا.

(۶۷۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدیق کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہو۔

(۲۶۴) حَدَّثَنِيْهِ اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

(۶۷۰۱) حضرت علاء بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔

(۲۶۵) حَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنِيْ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عَبْدَالْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ بَعَثَ اِلٰى اُمِّ الدَّرْدَاءِ بِاَنْجَادٍ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَمَّا اَنْ كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ قَامَ عَبْدُ الْمَلِكِ مِنَ اللَّيْلِ فَدَعَا خَادِمَهٗ فَكَاَنَّهٗ اَبْطَاَ عَلَيْهِ فَلَعَنَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَتْ لَهٗ اُمُّ الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُكَ اللَّيْلَةَ لَعَنْتَ خَادِمَكَ حِيْنَ دَعَوْتَهٗ فَقَالَتْ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۶۷۰۲) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالمالک بن مروان نے حضرت اُم درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اپنی طرف سے کچھ آرائشی سامان بھیجا پھر جب ایک رات عبدالملک اُٹھا اور اس نے اپنے خادم کو بلایا تو اس نے آنے میں دیر کردی تو عبدالملک نے اُس پر لعنت کی پھر جب صبح ہوئی تو حضرت اُم درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبدالملک سے کہا کہ میں نے رات کو سنا کہ تو نے اپنے خادم پر لعنت کی ہے، جس وقت کہ تو نے اسے بلایا۔ حضرت اُم درداء فرماتی ہیں میں نے حضرت ابوالدرداءؓ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن شفاعت کرنے والے نہیں ہوں گے اور نہ ہی گواہی دینے والے ہوں گے۔

(۲۶۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَعَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيْثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ.

(۶۷۰۳) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ حفص بن میسرہ کی (حدیث کی طرح) روایت نقل کی ہے۔

(۲۶۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ وَاَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللَّعَّانِيْنَ لَا يَكُوْنُوْنَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۶۷۰۴) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ بہت زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہی دینے والے نہیں ہوں گے اور نہ ہی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔

(۲۶۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ عَنْ يَزِيْدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً.

(۶۷۰۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! مشرکوں کے خلاف بددعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کرنہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دس حدیثیں ہیں۔ ان میں جانوروں پر لعن طعن سے منع کا ذکر ہے۔

حدیث اول: **فضجرت فلعنتھا.** سواری کو بھڑکایا اور لعنت کی۔ لعنت کا لغوی معنی دھتکارنا اور دور کرنا ہے۔ اصطلاح میں لعنت اللہ کی رحمت اور ثواب سے دوری اور محرومی اور سزا وعتاب میں گرفتاری کو کہتے ہیں۔ اور یہی ہوا کہ وہ اونٹنی قافلے اور مالک سے دور ہوئی یہ لغوی اور لفظی معنی کے اعتبار سے ہے ورنہ ناقہ مکلف نہیں کہ بُعد عن الرحمۃ والا معنی متحقق ہو۔

جانوروں کو لعنت کرنے کا حکم: جانوروں کو لعنت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ **خذوا ما علیھا ودعوھا فانّھا ملعونۃ.** اس سے سامان اتارلو اور اسے چھوڑ دو بیشک یہ لعنت کی ہوئی ہے۔

سوال! اونٹنی کا اس میں کیا قصور تھا کہ اسکو بھگا دیا اور سامان اتارنے کا فرمایا حالانکہ وہ نہ تو مکلف ہے اور نہ ہی اس پر لعنت کا اثر ہو سکتا ہے۔

جواب! قرطبیؒ کہتے ہیں کہ یہ صرف مالکہ کو زجر اور اس لعنت سے باز رکھنے کیلئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ لعنت کی جرأت نہ کرے اب یہ سواری سے محروم ہوگی سامان اٹھائیگی دوسرے کی خوشامد کر کے سامان لادے گی اور سوار ہوگی تو مزاج کی سختی مضمحل ہو جائے گی اور آئندہ (پہلے تو لو پھر بولو پر) عمل کریگی۔ لیکن یہ کسی روایت سے ثابت نہیں کہ اونٹنی کو پھر بالکل چھوڑ ہی دیا یا ملک سے نکال دیا نہیں بلکہ یہ ایک اصلاحی تنبیہ اور علاج تھا۔

☆ اونٹنی کی حلت بیع شراء اور ذبح کا حکم پہلے کی طرح ہوگا لعنت کی وجہ سے حرام نہ ہوگی۔ **فانھا ملعونۃ** کا معنی یہ ہے کہ اس پر اسکی مالکہ راکبہ نے لعنت کی یہ مطلب نہیں کہ عند اللہ مردود ہے۔

حدیث ثانی: **ناقۃ ورقاء** سیاہ وسفید رنگت والی۔ **واعروھا** یعنی سامان وپالان اتارلو تاکہ خالی پشت پھرتی رہے اور تنبیہ تام ہو۔

حدیث ثالث: **فقالت حل** ۔ حل عرب یہ کلمہ اونٹ کو تیز کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اکثر تکرار سے کہتے ہیں حل حل لام پر جزم حلْ حلْ اور کسرہ حلِ حلِ دونوں مستعمل ہیں۔

حدیث خامس: **لاینبغی لصدیق ان یکون لعانا.** اس حدیث کا شان ورود اور سبب بروایت عائشہؓ یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکرؓ اپنے غلاموں کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور آپ ﷺ اس طرف آئے انکی آواز سن کر فرمایا **لعانین وصدیقین** سچے اور لعنت (کیسے جمع ہوسکتے ہیں)۔ **کلا ورب الکعبۃ** ہرگز نہیں۔ ابوبکرؓ نے اسی دن کچھ غلام آزاد کیے اور حاضر ہوکر عرض کیا **لا اعود** . آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ مومن کو لعنت زیب دیتی ہے نہ جائز ہے۔

حدیث سابع: **بانجاد** یہ نجد کی جمع ہے گھر میں زیب وزینت کا سامان (پردے قالین بچھونے گاؤ تکیے وغیرہ) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ام الدرداء عبدالملک بن مروان کے پاس مہمان تھیں۔ **لا یکون اللعانون شفعاء ولا شھداء. شفعاء** جب لوگ قیامت کے دن گناہ گار اقارب واصدقاء کی شفاعت کریں گے تو لعنت کرنے والے اس نعمت سے محروم ہونگے کہ اپنے مسلمان

بھائیوں کی شفاعت نہ کرسکیں گے۔ شھداء. اس میں تین قول ہیں۔
(۱) جب امت انبیاء سابقین کے متعلق گواہی دیگی تو لعنت کرنے والوں کو گواہی کا حق نہ ہوگا۔(۲)۔لعنت کی وجہ سے امور قضاء کے اندر دنیا میں انکی شہادت وگواہی قبول نہ ہوگی۔(۳)۔انکو اللہ کے راستہ میں موت اور شہادت نصیب نہ ہوگی۔اس میں لفظی طور پر اتنی سہولت اختیار کی جاسکتی ہے کہ لعانون مبالغہ کا صیغہ ہے اور یہ محرومی اور سزا اس کیلئے ہے جو لعنت کا عادی اور بات بات پر لعنت کرتا ہو کبھی کبھارا کا دکا واقعہ میں اگر لفظ منہ سے نکل گیا تو یہ وعید نہ ہوگی اسی طرح توبہ کرنے والا بھی محروم نہ ہوگا۔ وہ آدمی جو مباح لعنت کرے تو وہ بھی اس وعید میں نہ آیگا۔ مثلاً ظالمین، یہود، نصاری، کفار، واشمہ، مستوشمہ، مدمن الخمر پر۔
لعنت کے مباح ہونے کی وجوہ: لعنت کی اباحت کے تین سبب ہیں۔(۱) کفر (۲) بدعت (۳) فسق۔
حدیث عاشر: لم ابعث لعانا. سوال! آپ ﷺ نے رعل، ذکوان، عصیہ، وغیر قبائل پر لعنت کی ہے اور یہاں فرمایا میں لعنت کے لیے مبعوث نہیں ہوا، یہ تو تعارض ہوا۔ جواب! (۱) قرطبیؒ کہتے ہیں کہ حدیث باب ناسخ ہے ان قبائل پر لعنت کا واقعہ مقدم ومنسوخ ہے (۲)۔ بعض مواقع لم ابعث لعانا سے مستثنیٰ ہیں۔ واللہ اعلم [1]

(۱۱۹) باب مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ اَوْ سَبَّهُ اَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ اَهْلًا لِذٰلِكَ كَانَ لَهُ زَكٰوةً وَّ اَجْرًا وَرَحْمَةً

(۱۱۸۶) باب: نبی ﷺ کا ایسے آدمی پر لعنت کرنا یا اُسکے خلاف دعا فرمانا حالانکہ وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ ایسے آدمی کیلئے اجر اور رحمت ہے

(۶۶۹) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِى الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ لَا اَدْرِىْ مَا هُوَ فَاَغْضَبَاهُ فَلَعَنَهُمَا وَ سَبَّهُمَا فَلَمَّا خَرَجَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَنْ اَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا مَا اَصَابَهُ هٰذَانِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قَالَتْ قُلْتُ لَعَنْتَهُمَا وَ سَبَبْتَهُمَا قَالَ اَوْ مَا عَلِمْتِ مَا شَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّىْ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَىُّ الْمُسْلِمِيْنَ لَعَنْتُهُ اَوْ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّ اَجْرًا.

(۶۷۰۶) سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو آدمی آئے اور انہوں نے آپ سے کسی چیز کے بارے میں بات کی۔ میں نہیں جانتی کہ وہ کیا بات تھی (لیکن اس بات کے نتیجہ میں) انہوں نے آپ کو ناراض کردیا تو آپ نے اُن دونوں آدمیوں پر لعنت کی اور ان کو بُرا کہا تو جب وہ دونوں آدمی چلے گئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان دونوں آدمیوں کو جو تکلیف پہنچی ہے وہ تکلیف اور کسی کو نہ پہنچی ہوگی۔ آپ نے فرمایا: وہ کس طرح؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: آپ نے ان دونوں آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے اور انہیں بُرا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: (اے

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

عائشہ!) کیا تو نہیں جانتی کہ میں نے اپنے پروردگار سے کیا شرط لگائی ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ میں ایک انسان ہوں تو میں مسلمانوں میں سے جس پر لعنت کروں یا اُسے بُرا کہوں تو تو اُسے اس کے گناہوں کی پاکی اور اجر بنا دے۔

(٦٧٠) حَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ كُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِیُّ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ جَمِیْعًا عَنْ عِیْسَی بْنِ یُوْنُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ وَقَالَ فِیْ حَدِیْثِ عِیْسٰی فَخَلَوْا بِهٖ فَسَبَّهُمَا وَلَعَنَهُمَا وَاَخْرَجَهُمَا.

(٦٧٠٧) حضرت اعمش اس سند کے ساتھ جریر کی حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے اُن سے خلوت میں ملاقات کی، اُن کو بُرا کہا اور اُن پر لعنت کی اور انہیں نکال دیا۔

(٦٧١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ سَبَبْتُهٗ اَوْ لَعَنْتُهٗ اَوْ جَلَدْتُهٗ فَاجْعَلْهَا لَهٗ زَكَاةً وَرَحْمَةً.

(٦٧٠٨) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ! میں تو ایک انسان ہوں اور مسلمانوں میں سے جس آدمی کو بُرا کہوں یا اُس پر لعنت کروں یا اُسے سزا دوں تو تو اُسے اُس کیلئے پاکیزگی اور رحمت بنا دے۔

(٦٧٢) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّ فِیْهِ زَكَاةً وَاَجْرًا.

(٦٧٠٩) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ اس میں پاکیزگی اور اجر کا ذکر ہے۔

(٦٧٣) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ كُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِاِسْنَادِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَیْرٍ مِثْلَ حَدِیْثِهٖ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ عِیْسَی اجْعَلْ وَاَجْرًا فِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاجْعَلْ وَرَحْمَةً فِیْ حَدِیْثِ جَابِرٍ.

(٦٧١٠) حضرت اعمش سے عبداللہ بن نمیر کی سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(٦٧٤) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِیْرَةُ یَعْنِی ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِزَامِیَّ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِیْهِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ آذَیْتُهٗ شَتَمْتُهٗ لَعَنْتُهٗ جَلَدْتُهٗ فَاجْعَلْهَا لَهٗ صَلَاةً وَ زَكٰوةً وَ قُرْبَةً تُقَرِّبُهٗ بِهَا اِلَیْكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ.

(٦٧١١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یا اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اور تو ہرگز وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ میں تو صرف ایک انسان ہوں جس مؤمن کو میں تکلیف دوں، اُس کو بُرا کہوں، اس پر لعنت کروں یا اسے سزا دوں تو تو اسے اس کے لیے رحمت اور پاکیزگی اور ایسا باعث قرب بنا دے کہ وہ قیامت کے دن تیرے قریب ہو۔

(٦٧٥) حَدَّثَنَاهُ ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ اَوْ جَلَدُّهٗ قَالَ اَبُو

الزِّنَادِ وَهِيَ لُغَةُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاِنَّمَا هِيَ جَلَدْتُهُ.

(۶۷۱۲) حضرت ابوزناد اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں۔

(۶۷۶) حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

(۶۷۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کرتے ہیں۔

(۶۷۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى النَّصْرِيِّيْنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ وَاِنِّيْ قَدِ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهُ اَوْ سَبَبْتُهُ اَوْ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۶۷۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اے اللہ! محمد ﷺ تو صرف ایک انسان ہے۔ اسے غصہ آتا ہے جس طرح کہ انسان کو غصہ آتا ہے اور میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں اور تو ہرگز وعدے کے خلاف نہیں کرتا تو میں جس مؤمن کو کوئی تکلیف دوں یا اسے برا کہوں یا اُسے سزا دوں تو اسے اس کے لیے ایسا کفارہ اور ایسا قرب بنا دے کہ وہ قیامت کے دن تیرے قریب ہو۔

(۶۷۸) حَدَّثَنِيْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ فَاَيُّمَا عَبْدٍ مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۶۷۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: اے اللہ! میں جس مؤمن بندے کو برا کہوں تو تو اسے اس بندے کیلئے قیامت کے دن اپنے قرب کا ذریعہ بنا دے۔

(۶۷۹) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهُ اَوْ سَبَبْتُهُ اَوْ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ كَفَّارَةً لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۶۷۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اے اللہ! میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں اور تو ہرگز وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ میں جس مؤمن کو بھی برا کہوں یا اسے سزا دوں تو تو قیامت کے دن اسے اس کے لیے کفارہ کر دے۔

(۶۸۰) حَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنِّي اشْتَرَطْتُ عَلٰى رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ اَيُّ عَبْدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ سَبَبْتُهُ اَوْ شَتَمْتُهُ اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ لَهُ زَكَاةً وَاَجْرًا.

(٦٧١٧) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو صرف ایک انسان ہوں اور میں نے اپنے رب تعالیٰ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے جس بندے کو میں سب وشتم کروں تو تو اسے اس کے لیے پاکیزگی اور اجر کا ذریعہ بنادے۔

(٦٨١) حَدَّثَنِيهِ ابْنُ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ ح وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

(٦٧١٨) حضرت ابن جریج سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(٦٨٢) (٦٦٢٧) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو مَعْنٍ نِ الرَّقَاشِيُّ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عمار حدثنا إِسْحٰقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيمَةٌ وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ فَرَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيمَةَ فَقَالَ آنْتِ هِيَهْ لَقَدْ كَبِرْتِ لَا كَبِرَ سِنُّكِ فَرَجَعَتِ الْيَتِيمَةُ إِلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ قَالَتِ الْجَارِيَةُ دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَكْبَرَ سِنِّي فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّي أَبَدًا أَوْ قَالَتْ قَرْنِي فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا مُسْتَعْجِلَةً تَلُوْثُ خِمَارَهَا حَتّٰى لَقِيَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَدَعَوْتَ عَلٰى يَتِيمَتِي قَالَ وَمَا ذَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَا يَكْبَرَ سِنُّهَا وَلَا يَكْبَرَ قَرْنُهَا قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي عَلٰى رَبِّي أَنِّي اشْتَرَطْتُ عَلٰى رَبِّي فَقُلْتُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضٰى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ أَنْ تَجْعَلَهَا لَهُ طَهُوْرًا وَ زَكٰوةً وَ قُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ قَالَ أَبُو مَعْنٍ يُتَيِّمَةٌ بِالتَّصْغِيرِ فِي الْمَوَاضِعِ الثَّلَاثِ مِنَ الْحَدِيثِ.

(٦٧١٩) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک یتیم بچی تھی اور وہ اُم انس تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے دیکھا تو فرمایا: کیا تو وہی بچی ہے؟ تو تو بڑی ہوگئی ہے۔ اللہ کرے تیری عمر بڑی نہ ہو۔ یہ سن کر وہ لڑکی اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس روتے ہوئے آئی۔ اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اے بیٹی! تجھے کیا ہوا؟ اس لڑکی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بددعا دی ہے کہ میری عمر بڑی نہ ہو۔ تو اب میں کبھی بوڑھی نہیں ہوں گی یا اس نے کہا۔ میرا زمانہ زیادہ نہ ہوگا۔ تو حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جلدی میں اپنے سر پر چادر اوڑھتے ہوئے نکلی، یہاں تک کہ انہوں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی تو رسول اللہ ﷺ نے اُس سے فرمایا: اے اُم سلیم! تجھے کیا ہوا؟ حضرت اُم سلیمؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے میری یتیم بچی کے لیے بددعا کی ہے؟ آپ نے فرمایا: اے اُم سلیم وہ کیا؟ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: بس بیشک آپؐ نے اُس بچی کو بددعا دی ہے کہ اس کی عمر بڑی نہ ہو اور نہ اُس کا زمانہ بڑا ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ہنسے پھر فرمایا: اے اُم سلیم! کیا تو نہیں جانتی کہ میں نے اپنے پروردگار سے شرط لگائی ہے اور میں نے عرض کیا ہے کہ میں ایک انسان

ہوں۔ میں راضی ہوتا ہوں جس طرح کہ انسان راضی ہوتا ہے اور مجھے غصہ آتا ہے جس طرح کہ انسان کو غصہ آتا ہے تو اگر میں اپنی امت میں سے کسی آدمی کو بددعا دوں اور وہ اس بددعا کا مستحق نہ ہو تو (اے اللہ) اس بددعا کو اس کے لیے پاکیزگی کا سبب بنا دینا اور اسے اس کے لیے ایسا قرب کرنا کہ جس سے وہ قیامت کے دن تجھ سے تقرب حاصل کرے۔ راوی ابومعن نے تینوں جگہ یُتیمة تصغیر کے ساتھ ذکر کیا۔

(۶۸۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِیُّ وَ ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ الْقَصَّابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ اَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَانِیْ حَطْاَةً وَقَالَ اذْهَبْ وَادْعُ لِیْ مُعَاوِيَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَاْكُلُ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِیَ اذْهَبْ فَادْعُ لِیْ مُعَاوِيَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَاْكُلُ فَقَالَ لَا اَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى قُلْتُ لِاُمَيَّةَ مَا حَطَانِیْ قَالَ قَفَدَنِیْ قَفْدَةً.

(۶۷۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے میرے دونوں کندھوں کے درمیان تھپکی دی اور فرمایا: جاؤ! معاویہ کو بلا کر لاؤ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ کر کے) آیا پھر میں نے عرض کیا: وہ (کھانا) کھا رہے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے مجھے فرمایا: جاؤ! معاویہ کو بلا کر لاؤ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پھر آ کر عرض کیا: وہ (کھانا) کھا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: اللہ اُس کا پیٹ نہ بھرے۔ ابن مثنیٰ کہتے ہیں: میں نے امیہ سے کہا: ”حطانی“ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: (اس کے معنی ہیں) تھپکی دینا۔

(۶۸۴) حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كُنْتُ اَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَبَاْتُ مِنْهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

(۶۷۲۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو میں آپ سے چھپ گیا۔ پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں ان میں آپ ﷺ کی لعنت کا سبب رحمت ہونے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: فایّ المسلمین لعنته او سببته. اور بعض روایات میں امتی کا لفظ آگے موجود ہے۔

سوال! اس پر مشکل سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ سراپا رحمت ہیں تو کسی پر لعنت یا بے جا بددعا کیسے کر سکتے ہیں؟

جواب! (۱) نبی ﷺ احکام و حالات ظاہرہ کے مکلف تھے ممکن ہے کوئی ایسا شخص ہو جو ظاہراً تو مستحق لعنت ہو لیکن حقیقۃً یا بالمآل اس کا حقدار نہ ہو اب اسکا پتہ ظاہری حالت سے تو چل نہیں سکتا اس لیے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے منظور کرا لیا کہ میری سخت وست کلام کو ان کیلئے سبب رحمت بنا دیں۔ ایسی حالت میں کہ جب وہ باطناً مستحق لعنت نہ ہو۔ (۲) لعنت سے مراد فی الحقیقت لعنت نہیں

بلکہ عادۃ اور تکیہ کلام میں نکلنے والے سخت الفاظ مراد ہیں جیسے تربت یمینك ، عقری، حلقی ، لا کبر سنك .اس میں بھی قوی احتمال تھا کہ نبی ﷺ کے دہن مبارک سے نکلا ہوا کلمہ ویسے ہی ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت وفضل بنانے کی استدعاء فرمائی جو قبول ہوئی۔ (۳) شیخ الاسلام لکھتے ہیں کہ یہ مشارطہ مخصوص بالمومنین تھا کہ اگر کبھی کبھار بمقتضائے بشریت حالت غضب میں کوئی کلمہ نکل جاتا تو اس کے لیے اللہ سے شرط کی کہ ان کیلئے رحمت کا سبب بنا دے۔ اگر چہ اس صورت میں بھی افضل بددعا کا ترک تھا۔

(۴) یہ مشارطہ احتیاط کی وجہ سے تھا وقوع لعنت کی وجہ سے نہیں جیسے آتا ہے کہ ستر مرتبہ سے زائد یومیہ میں استغفار کرتا ہوں اسکا مطلب وقوع ذنب نہیں بلکہ احتیاط وترقی درجات کے لیے اور امت کو تعلیم کے لیے تھا وهکذا هنا. اس میں امت کو ترغیب ہے کہ اپنے زلات پر پناہ مانگتے رہیں اور اللہ تعالی سے التجا کریں کہ یا اللہ اگر مجھ سے کوئی ایسا کلمہ اپنے لئے یا اولاد، تلامذہ، اقرباء، مسلمانوں کیلئے منہ سے نکل جائے تو اسکو خیر کا ذریعہ بنا۔

حدیث تاسع: انما محمد یغضب کما یغضب البشر میں تشبیہ صرف نفس غصہ میں ہے اس کے مقتضی پر عمل کرنے میں نہیں محمد ﷺ کو بتقاضائے بشریت غصہ آتا تو ہے لیکن پھر بے جا نکالتے نہیں، اور حق پر غصہ کرتے ہیں۔

حدیث رابع عشر: انتِ هیه تو اتنی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اسکو صغیرہ دیکھا تھا پھر ایک مدت تک سامنے نہ آئی اور جب سامنے آئی تو پہلے سے بڑھ چکی تھی اس لئے تعجباً وشفقۃً فرمایا یا ماشاء اللہ تو اتنی بڑی ہوگئی۔ لا کبر سنك (۱) یہ اپنے لفظی معنیٰ میں نہیں بلکہ عرفی معنیٰ کے اعتبار سے دعا کے لئے ہے بددعا کیلئے نہیں (۲) بعض نے یہ جواب بھی دیا ہے کہ لا کبر سنك اپنے لفظی معنی کے اعتبار سے بھی دعا ہے بددعا نہیں کہ اللہ تجھے ارذل عمر اور محتاجگی کے زمانہ تک نہ پہنچائے، پہلا جواب برمحل اور سیاق وسباق کے مطابق ہے۔ تلوث خمارها دوپٹے کا آنچل سدھارتے ہوئے آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی۔ اس سے پتہ چلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مستجاب الدعوات ہونے کا بچوں کو بھی یقین تھا۔

حدیث خامس عشر: فقلت هو یا کل.

سوال! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر یہ جواب کیوں دیا اور آئے نہیں۔

جواب! (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو کھانا کھاتے دیکھ کر بلانا نہ چاہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر خبر دی کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں (فراغت ہوتے ہی آجائیں گے) (۲) عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ کا بتا دیا ہو لیکن انہوں نے سمجھا کہ اتنی گنجائش ہے کہ کھانا کھا کر حاضر ہو جاؤں، ورنہ اللہ اور اسکے رسول کی پکار پر اجابت لازم ہے۔ اگر چہ نماز میں کیوں نہ ہو۔[1]

(۱۲۰) بابُ ذَمِّ ذِی الْوَجْهَیْنِ وَ تَحْرِیْمِ فِعْلِهِ.

(۱۱۵۷) باب: دورُخے آدمی کی مذمت اور اس کے قبیح عمل کی حرمت کے بیان میں

(۶۸۵) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ قَرَاْتُ عَلٰی مَالِكٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

---

[1] نووی .. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

ﷺ قَالَ اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

(۶۷۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے بُرا وہ آدمی ہے جو کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اُس کا رخ اور ہوتا ہے۔

(۶۸۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا (مُحَمَّدُ) بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ (ابْنِ مَالِكٍ) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَاْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

(۶۷۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں۔ کہ لوگوں میں سب سے بُرا وہ آدمی ہے کہ جو دو رخوں والا ہے۔ کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے۔

(۶۸۷) حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰی اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ح وَحَدَّثَنِیْ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ح وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَجِدُوْنَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَاْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

(۶۷۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم قیامت کے دن سب سے زیادہ بُرے حال میں اس آدمی کو پاؤ گے کہ جو کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے اور دوسروں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں دو منہ والے کی مذمت ہے۔

ان من شر الناس ذا لوجهين. کیونکہ دو شخصوں، گھروں، خاندانوں، گروہوں اور ملکوں تک کے درمیان فساد بپا کرا دیتا ہے ہر ایک کو نئی لگاتا ہے اور ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتا ہے لڑا کر پھر تماشا دیکھتا ہے اس سے بڑا شریر کون ہوگا ☆ اگر کوئی آدمی اصلاح کی نیت سے دو افراد کو مختلف باتیں کہتا ہے تو یہ مباح ہوگا۔ ابن عبدالبرؒ نے کھوٹے اور اندر کے چور شخص کو بھی ذا الوجہین کا مصداق قرار دیا ہے کہ اس کے بھی دو منہ ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی کھوٹ۔ لیکن ذا الوجہین کا صحیح معنی پہلا ہے خود ابن عبدالبرؒ نے بھی اسکا بعد میں اقرار کیا ہے۔[1]

(۱۲۱) باب تَحْرِيْمِ الْكَذِبِ وَ بَيَانِ الْمُبَاحِ مِنْهُ.

(۱۱۵۸) باب: جھوٹ بولنے کی حرمت اور اس کے جواز کی صورتوں کے بیان میں

(۶۸۸) حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اُمَّهٗ اُمَّ كُلْثُوْمِ بِنْتَ عُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِيْ خَيْرًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ اَسْمَعْ يُرَخَّصُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبٌ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ الْحَرْبُ وَالْاِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ وَحَدِيْثُ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا.

(۶۷۲۵) حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے خبر دی ہے کہ ان کی والدہ اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابتداء ہجرت اور نبی کریم ﷺ سے بیعت کرنے والوں میں سے تھیں۔ وہ خبر دیتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ وہ آدمی جھوٹا نہیں ہے کہ جو لوگوں کے درمیاں صلح کراتا ہے اور اچھی بات کہتا ہے اور دوسرے کی طرف اچھی بات منسوب کرتا ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے صرف تین موقعوں پر جھوٹ بولنے کا جواز سنا ہے (۱) جنگ (۲) لوگوں کے درمیان صلح کرتے وقت (۳) آدمی کا اپنی بیوی سے بات کرتے وقت اور بیوی کا اپنے خاوند سے بات کرتے وقت۔

(۶۸۹) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ (عَبْدِ اللّٰهِ) بْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ صَالِحٍ وَقَالَتْ وَلَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ بِمِثْلِ مَا جَعَلَهٗ يُوْنُسُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ شِهَابٍ.

(۶۷۲۶) حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۶۹۰) (و) حَدَّثَنَاهُ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَنَمٰى خَيْرًا وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهٗ.

(۶۷۲۷) حضرت زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں دوسرے آدمی کی طرف خیر کی بات منسوب کرنے کا ذکر ہے اور اس کے بعد کا ذکر نہیں ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں ان میں جھوٹ کی حرمت کا ذکر ہے۔

جھوٹ کی تعریف اور حکم: ☆ جھوٹ خلاف واقع بات کہنا۔ ☆ ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔ ☆ جھوٹا شخص قابل گرفت اور مستحق لعنت ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ ﴿لعنة الله على الكاذبين.﴾ (سورۃ آل عمران ۳۲)

حدیث اول: وكانت من المهاجرات الاُوَل ابن سعد کہتے ہیں کہ قریش کی عورتوں میں سے یہ واحد عورت ہے جو ماں باپ کو چھوڑ کر اکیلی ہجرت کر کے آئی۔ خزاعہ قبیلہ کے ایک شخص کے ساتھ ہجرت کی مدینہ پہنچیں تو دوسرے دن ان کے بھائی عمارہ اور ولید شرائط صلح کے مطابق واپس لینے کیلئے آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما کر عورتوں کو مستثنیٰ کر دیا کہ مستورات مہاجرات واپس نہ کی جائیں گی اور انکا امتحان لے لو اگر مخلصہ وصادقہ ہیں تو انکو ہرگز واپس نہ کریں یہ کافروں کیلئے اور کافران کیلئے حلال نہیں۔ لاعلاقة بين المومن والكافر. ياايّها الذين امنوا اذا جاء كم المومنات مهاجرات فامتحنوهن الله علم بايمانهن

فان علمتموهن مومنات فلا ترجعو هنّ الى الكفار لاهن حل لهم ولاهم يحلّون لهن (ممتحنة ۱۰) اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مؤمن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کی آزمائش کرلو اللہ ان کے ایمان کو خوب جاننے والے ہیں سو اگر تم جان لو کہ وہ دل سے ایمان لائی ہیں تو انہیں کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ یہ ان کیلئے حلال نہیں اور وہ (بے دین) ان کیلئے حلال نہیں۔

نکاح: انکا نکاح کیونکہ مکہ میں نہ ہوا تھا آپ ﷺ نے زید بن ثابتؓ سے نکاح کرادیا پھر زیدؓ کی غزوہ موتہ میں شہادت کے بعد زبیر بن عوامؓ سے پھر عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے پھر عمرو بن عاصؓ سے نکاح ہوا جب وہ والیِ مصر تھے انہیں کی صاحب فراش تھیں کہ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ رضی اللہ عنہا **ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس.** صلح کرانے والا جھوٹا نہیں۔

کذب کن جگہوں میں مباح ہے: تین جگہوں میں جھوٹ درست ہے (۱) میدان حرب (۲) دو آدمیوں کے درمیان صلح کراتے وقت (۳) میاں بیوی کی غلط فہمی کو دور کرتے اور صلح کراتے وقت۔ ☆ اسی طرح کوئی عذر شرعی ہو جس میں کذب کے سوا چارہ نہ ہو۔

سوال! بوقت ضرورت شرعیہ کذب صریح کی اجازت ہے یا صرف توریہ وکنایہ کی؟

جواب! اس میں علماء کا اختلاف ہے اکثر بلکہ جمہور اہل علم یہ کہتے ہیں کہ ضرورت کے وقت کذب صریح درست ہے۔

دلیل (۱) حدیث باب ہے جو صحیح اور صریح ہے کہ مصلح بین الناس جھوٹ بولنے کے باوجود جھوٹا نہیں نہ گناہ گار ہوگا اور نہ مواخذہ عند اللہ ہوگا۔ (۲) **بل فعله كبير هم.** ابراہم علیہ السلام نے صاف فرمادیا تمہارے گرو نے یہ کیا ہے جو موقع کا ملزم اور رنگے ہاتھوں پکڑا جانیوالا صریح مجرم ہے کہ کلہاڑا اسی کے کندھے پر ہے (میرے ہاتھ میں تو تسبیح ہے) (۳) **ايتها العير انكم لسارقون** یہ بھی صریح ہے۔ حالانکہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے چوری نہ کی تھی۔

قول ثانی: علامہ طبریؒ کہتے ہیں کہ جھوٹ حرام ہے اور کبھی جائز نہیں جہاں اجازت ہے وہ توریہ پر محمول ہے لیکن پہلا قول راجح ومدلل ہے۔[1]

توریہ! انسان ایسا کلمہ کہے جس سے مخاطب ایک معنی سمجھے اور متکلم کی مراد دوسرا مطلب ہو۔ اس کی مثال استاد محترم حضرت مولانا عارف باللہ مفتی عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک دن یہ قصہ سنایا کہ شاملی کے معرکے کے بعد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جب انگریز جج کے سامنے پیش ہوئے فاضل جج نے پکار کر کہا: آپ نے سرکار کے خلاف اسلحہ اٹھایا ہے اس وقت حضرتؒ کے ہاتھ میں تسبیح تھی انتہائی وقار اور اطمینان سے تسبیح سامنے کرتے ہوئے فرمایا میاں ہمارا اسلحہ تو یہ ہے! پس بری کردیا (انگریز کو پتہ تھا کہ تسبیح کی مار کوئی برداشت نہیں کرسکتا)

(۱۴۲) باب تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ.

(۱۱۵۹) باب: چغلی کی حرمت کے بیان میں

(۶۹۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ يُحَدِّثُ

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ مَا الْعِضْهُ هِیَ النَّمِیْمَةُ الْقَالَةُ بَیْنَ النَّاسِ وَاِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ یَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ صِدِّیْقًا وَ یَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ کَذَّابًا.

(۶۷۲۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سخت قبیح چیز کیا ہے؟ وہ چغلی ہے، جو لوگوں کے درمیان نفرت اور دشمنی پھیلاتی ہے اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: آدمی سچ کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ (اللہ کے ہاں) سچا لکھ دیا جاتا ہے اور وہ جھوٹ کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ (اللہ کے ہاں) جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں چغلخوری کی ممانعت کا ذکر ہے۔

چغلی انتہائی بری چیز ہے اور اسکی عادت موذی مرض ہے اس کا انجام بھی بہت برا ہوتا ہے۔ ماالعضة بکسرا لعین وفتح الضاد اور بفتح العین والضاد دونوں لغات درست اور مستعمل ہیں۔ پہلی عندالعرب اور دوسری عند بلادنا مشہور ہے۔ عضة بروزن زِنة وعِدة ہے۔ بمعنی ٹکڑا، قطعہ۔

نمیمہ کو عضہ کہنے کی وجہ تسمیہ: عضہ کا معنی قطع اور ٹکڑا ہے۔ اور یہ معنی نمیمہ میں پایا جاتا ہے کیونکہ چغلی بھی دو افراد کے درمیان قطع تعلقی، فرقت اور جدائی کا سبب بنتی ہے۔ نمیمہ کی تعریف امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص کے بارے میں دوسرے آدمی سے کچھ کہے پھر اسی کو آ کر بتائے کہ تیرے بارے میں فلاں نے یوں کہا ہے اسے نمیمہ اور چغلی کہتے ہیں۔ لیکن چغلی صرف اس کا نام نہیں بلکہ چغلی ہر اس بات کو کہتے ہیں جس میں کسی کی ہتک ہو اور کسی کا راز افشا کیا جائے۔ اگر کسی کی کوئی بات سنے یا کوئی عمل دیکھے تو صرف نظر کر لے۔ غیبت و نمیمہ قریب قریب ہیں اور دونوں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔ اللهم احفظنا منهما وسائر السيّئات آمين يا رب العالمين۔[1]

(۱۲۳) باب قُبْحِ الْکَذِبِ وَ حُسْنِ الصِّدْقِ وَفَضْلِهٖ.

(۱۱۶۰) باب: جھوٹ کی بُرائی اور سچ بولنے کی اچھائی اور اُس کی فضیلت کے بیان میں

(۶۹۲) حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّیْقًا وَاِنَّ الْکَذِبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ کَذَّابًا.

(۶۷۲۹) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچ (انسان کو) نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے کر جاتی ہے اور انسان سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ (اللہ کے ہاں) سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ (انسان کو) بُرائی کا راستہ دکھاتا ہے اور بُرائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ (اللہ کے ہاں) جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

---

[1] نووی۔ المفهم۔ اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکمله

(۶۹۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَحَرَّی الصِّدْقَ حَتّٰی یُکْتَبَ (عِنْدَ اللّٰهِ) صِدِّیْقًا وَاِنَّ الْکِذْبَ فُجُوْرٌ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَحَرَّی الْکِذْبَ حَتّٰی یُکْتَبَ کَذَّابًا قَالَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِیْ رِوَایَتِهٖ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ۔

(۶۷۳۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی (انسان کو) جنت کا راستہ دکھاتی ہے اور بندہ سچ بولنے کی کوشش میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ بُرائی ہے اور یہ بُرائی (انسان کو) درزخ کا راستہ دکھاتی ہے اور بندہ جھوٹ بولنے میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ (اللہ کے ہاں) جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں عن النبی ﷺ لکھا ہے۔

(۶۹۴) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَ وَکِیْعٌ قَالَا حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَصْدُقُ وَ یَتَحَرَّی الصِّدْقَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّیْقًا وَاِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ فَاِنَّ الْکِذْبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَکْذِبُ وَ یَتَحَرَّی الْکِذْبَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ کَذَّابًا۔

(۶۷۳۱) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر سچ بولنا لازم ہے کیونکہ سچ بولنا (انسان کو) نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی (انسان کو) جنت کا راستہ دکھاتی ہے اور انسان لگاتار سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور تم لوگ جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ جھوٹ (انسان کو) بُرائی کا راستہ دکھاتا ہے اور بُرائی (انسان کو) درزخ کا راستہ دکھاتی ہے اور انسان لگاتار جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ جھوٹ بولنے کا متمنی رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(۶۹۵) حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِیْمِیُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ اَخْبَرَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ کِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ یَذْکُرْ فِیْ حَدِیْثِ عِیْسٰی وَیَتَحَرَّی الصِّدْقَ وَ یَتَحَرَّی الْکِذْبَ وَ فِیْ حَدِیْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ حَتّٰی یَکْتُبَهُ اللّٰهُ۔

(۶۷۳۲) حضرت اعمش سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں جھوٹ بولنے کا متمنی رہنے کا ذکر نہیں ہے اور ابن مُسہر کی روایت میں یہ ہے کہ "یہاں تک کہ اللہ اسے لکھ لیتا ہے۔ (سچا یا جھوٹا)۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں جھوٹ کی مذمت اور سچائی کی تعریف کا ذکر ہے۔

حدیث اول: ان الصدق یهدی الی البرّ . اس کا مطلب یہ ہے کہ سچ آدمی کو خالص صالح اعمال کی رہنمائی کرتا ہے۔

برّ مجموعۃ الخیرات کو کہتے ہیں جیسے مفصل گزر چکا ہے۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ برّ سے ابرار کا ٹھکانہ جنت مراد ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے

کہ لفظ برّ کا اطلاق اعمال صالح اور جنت دونوں پر ہو۔ جھوٹ یہ نافرمانی اور طغیانی کی راہ دکھاتا ہے۔ فجور کا معنیٰ ہے صراط مستقیم سے ہٹنا۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ صدق میں دو شرطیں ہیں (۱) بات کا ضمیر کے مطابق ہونا (۲) مخبر عنہ کے بھی مطابق ہونا۔ اگر کوئی ایک شرط مفقود ہو گی تو کذب یا متردّد یا دائر بین الصدق والکذب ہو گی۔ ایک جہت سے سچ اور دوسری جہت سے جھوٹ۔ دائر بین الصدق والکذب کی مثال: منافق کہتا ہے! محمد رسول الله ۔ اس میں اگر منافق کے مافی الضمیر اور اندر کے کھوٹ کو دیکھا جائے تو یہ کذب ہے کیونکہ اس کا اندر منکر ہے۔ اور اگر مخبر عنہ نبیؐ کے اعتبار سے دیکھا جائے تو پھر صدق و سچ ہے کیونکہ مطابق واقعہ ہے۔ تو پہلی جہت سے کذب ہے شرط اول کے مفقود ہونے کی وجہ سے اور جہت ثانی کا اعتبار کریں کہ مطابق للواقع تو یہ صدق ہے۔ یہ دائر بین الصدق والکذب کی مثال ہے۔ قالوا نشهد انك لرسوله (منافقون ۱) یہ منافق کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک البتہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

مکمل صدق کی مثال: جب ابو بکر صدیقؓ کہے ''محمد رسول اللہ'' تو یہ صدق ہے کذب کا شبہ تک نہیں کیونکہ ضمیر و واقعہ دونوں کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ يا ايها الذين امنوا تقو الله و كونوا مع الصادقين (توبہ ۱۱۹) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو رہو۔ سچا بننے اور صادق و صالح رہنے کے لیے اللہ والوں کی صحبت میں رہو۔ ورنہ فریب و کذب کا ماحول تمہیں نگل جائیگا۔

صدق کا استعمال اور صدیق کا مصداق: امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ صدق کا اطلاق چھ معانی کیلئے ہوتا ہے۔

(۱)صدق فی القول (۲)صدق فی النية و القصد (۳) صدق فی العزم (۴)صدق فی الوفاء (۵)صدق فی العمل (۶)صدق فی تحقيق امور الدين كلّها...... جو ان صفات سے متصف ہو وہ صدیق ہے۔ ''حتی یکتب عند الله صديقا...... یکتب معنیٰ یہ ہیں کہ۔(۱) اس دوام عمل اور استقامت کی وجہ سے اس کیلئے صدیقین میں سے شمار ہونے کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے کہ صدیقین کا سا مرتبہ اور ثواب پائیگا۔ اسی طرح ولوغ فی الکذب کی صورت میں شمار جھوٹوں میں سے ہو جاتا ہے۔ (۲) ملأ اعلیٰ میں اسکے صدیق یا کذاب ہونے کی اطلاع کر دی جاتی ہے اور حتمی فائل میں اسکا نام درج ہو جاتا ہے جہاں سے نہ مٹے گا نہ بدلے گا۔ (۳) لوگوں کے دلوں میں سچے کی قبولیت اور جھوٹے کی نفرت بٹھا دی جاتی ہے۔ ورنہ تقدیر لکھنا مقصود نہیں کیونکہ وہ تو پہلے سے لکھی جا چکی ہے۔[1] جھوٹ کا بازار چندروز ہے بعد اسکے حسرت دل سوز ہے۔

(۱۲۴) باب فَضْلِ مَنْ يَّمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَبِاَيِّ شَيْءٍ يَذْهَبُ الْغَضَبُ

(۱۱۶۱) باب: غصہ پر قابو پانے کی فضیلت اور اس کے بیان میں کہ کس چیز سے غصہ جاتا ہے

(۶۹۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَعُدُّوْنَ الرَّقُوْبَ فِيْكُمْ قَالَ قُلْنَا الَّذِىْ لَا يُوْلَدُ لَهٗ قَالَ لَيْسَ ذَاكَ بِالرَّقُوْبِ وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِىْ لَمْ يُقَدِّمْ

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

مِنْ وَلَدِهٖ شَيْئًا قَالَ فَمَا تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَةَ فِيْكُمْ قَالَ قُلْنَا الَّذِیْ لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ قَالَ لَيْسَ بِذٰلِكَ وَلٰكِنَّهُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ.

(۶۷۳۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں میں ''رقوب'' کسے شمار کیا جاتا ہے؟ (یعنی رقوب کا معنی کیا ہے؟) راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: جس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوتی ہو (یعنی کوئی بچہ زندہ نہ رہتا ہو) آپ نے فرمایا: رقوب اسے نہیں کہتے بلکہ رقوب کا معنی یہ ہے کہ جس آدمی نے پہلے سے اپنی اولاد میں سے کسی کو آگے نہ بھیجا ہو۔ آپ نے پھر فرمایا: تم پہلوان کس کو شمار کرتے ہو؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: (پہلوان وہ ہے) کہ جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ نے فرمایا: وہ پہلوان نہیں ہے بلکہ اصل پہلوان وہ ہے کہ جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکے۔ (یعنی غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول کرلے)

(۶۹۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ.

(۶۷۳۴) حضرت اعمش سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کے معنی کی طرح حدیث نقل کی گئی ہے۔

(۶۹۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَ عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ كِلَاهُمَا قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ.

(۶۷۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاقتور پہلوان وہ آدمی نہیں ہے کہ (جو کشتی کرتے وقت اپنے مدمقابل کو) پچھاڑ دے بلکہ (اصل) پہلوان تو وہ آدمی ہے کہ جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکے۔

(۶۹۹) حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ قَالُوْا فَالشَّدِيْدُ اَيُّمَ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ.

(۶۷۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ طاقتور آدمی پہلوان نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! پھر طاقتور کون ہے؟ آپ نے فرمایا: (اصل میں طاقتور وہ آدمی ہے کہ) جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھ سکے۔

(۷۰۰) حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيْعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْرَامَ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ (بْنِ عَوْفٍ) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ.

(۶۷۳۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۷۰۱) وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ اَحَدُهُمَا تَحْمَرُّ عَيْنَاهُ وَ تَنْتَفِخُ اَوْدَاجُهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِيْ يَجِدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَالَ الرَّجُلُ وَهَلْ تَرٰى (بِيْ) مِنْ جُنُوْنٍ قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ فَقَالَ وَهَلْ تَرٰى وَلَمْ يَذْكُرِ الرَّجُلَ.

(۶۷۳۸) حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالی دی۔ اُن میں سے ایک آدمی کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور اُس کی گردن کی رگیں پھول گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کلمہ ایک ایسا جانتا ہوں اگر یہ آدمی اسے کہہ لے تو اس سے (یہ غصہ) جاتا رہے۔ (وہ کلمہ یہ ہے) اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم وہ آدمی عرض کرنے لگا: کیا آپ مجھ میں جنون خیال کررہے ہیں؟ ابن علاء کی روایت میں " ھل تری" کا لفظ ہے "الرجل" کا لفظ نہیں ہے۔

(۷۰۲) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ نِ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ اَحَدُهُمَا يَغْضَبُ وَ يَحْمَرُّ وَجْهُهُ فَنَظَرَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَ عْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ ذَا عَنْهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَامَ اِلَى الرَّجُلِ رَجُلٌ مِمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آنِفًا قَالَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ ذَا عَنْهُ اَعُوْذُ بِا للّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ اَمَجْنُوْنٌ تَرَانِيْ.

(۶۷۳۹) حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالی دی اُن میں سے ایک کا چہرہ غصہ کی وجہ سے سرخ ہوگیا: نبی کریم ﷺ نے اُس آدمی کی طرف دیکھا تو فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر وہ اسے کہہ لے تو اس سے (غصہ کی یہ حالت) جاتی رہے (وہ کلمہ یہ ہے) اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ایک آدمی اُس آدمی کی طرف کھڑا ہوا اور اُس نے نبی کریم ﷺ سے جو سنا اُس آدمی کو کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابھی ابھی کیا فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر وہ اسے کہہ لے تو اس سے (غصہ کی یہ حالت) جاتی رہے (وہ کلمہ یہ ہے) اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم تو اس آدمی نے کہا: کیا تو مجھے پاگل سمجھتا ہے؟

(۷۰۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۷۴۰) حضرت اعمش سے اس سند کے ساتھ مذکورہ روایت نقل کی گئی ہے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں۔ ان میں غصہ پر قابو پانے کا بیان ہے۔

حدیث اول: ماتعدون الرقوب فیکم۔ رقوب کی تمہارے ہاں کیا حیثیت ہے۔؟ رقوب کہتے ہیں اس شخص کو جس کے بچے بچپن میں مرجاتے ہوں بلوغ تک زندہ نہ رہتے ہوں۔ یہ قابل افسوس آدمی ہے اور اس پر سب کو رحم آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا

قابل افسوس وہ ہے جسکا قبل از بلوغ کوئی بچہ فوت نہ ہوا ہو کہ اسکی بخشش کا سماں نہ ہوا پتہ نہیں اس پر قبر وحشر میں کیا بیتے گی۔ اگر بچہ دنیا سے چلا جاتا تو اس کیلئے صبر کرنے پر ثواب ورحمت کا سبب اور پیش رو ہوتا۔ **فما تعدون الصرعة**. پہلوانی کسے کہتے ہو؟ جو سب کو پچھاڑ دے، بلا ثانی پہلوان۔ شریعت وشارع کے نزدیک اسکا مطلب یہ ہے کہ جو شیطان کو پچھاڑ دے کہ غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے اور اس کے مقتضیٰ پر عمل کر کے ظلم وزیادتی نہ کرے۔ یہ قابل تعریف ہے کیونکہ پہلوانی نام ہے اپنے مقابل، مبارز اور دشمن کو ہرا دینا اور لاچار کر دینا ظاہر ہے جب جان کے دشمن کو زیر کرنا پہلوانی ہے تو ایمان کے دشمن کو رسوا کرنا بطریق اولیٰ بہادری ہے۔ پہلوان صاحب سے پوچھو موت نے کیا حشر کیا کہ اب آخری آرام گاہ تک ہمت نہیں کندھوں کا منتظر ہے اور زبان حال سے اپنی بے بسی اور بے کسی کا واویلا کر رہا ہے!!! کون ہے یہ وہی تو ہے جو کل اکڑ کر چلتا تھا اور **ھل من مبارز** کے نعرے لگاتا تھا۔ اگر غصہ پینا سیکھ لیا تو جام کوثر پیو گے۔ رب کا غصہ ٹھنڈا ہوگا۔ معاف کرنے کی عادت بناؤ معاف کئے جاؤ گے۔

غضب کی حقیقت وعلاج: ہر ذی روح کے قلب میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک مادہ رکھا ہے اس سے دل میں خون جوش مارتا ہے اور جسم کی رگوں تک یہ غلیان سرایت کر جاتا ہے۔ جسکا اثر رگوں کے پھولنے، چہرے کی سرخی، زردی اور بات میں تندی سے نمایاں ہوتا ہے۔ اسکو غصہ کہتے ہیں۔

غصہ کو پیدا کرنے کی حکمت: یہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ اپنی مال جان عزت اور دین وایمان کی حفاظت ودفاع کر سکے۔ برف کی طرح منجمد نہ رہے۔

غصہ کا استعمال اور صحیح محل: غصہ انعام کا سبب بھی ہے اور انتقام کا بھی ایک شخص غصہ کی وجہ سے رحمت کا مستحق ہوتا ہے اور ایک لعنت وگرفت میں آتا ہے۔ اگر آدمی غصہ کو جہاد فی سبیل اللہ میں مبتدعین وکفار کے خلاف استعمال کر لے تو یہ سبب رحمت ہے۔ اور اگر ظلم وزیادتی چھینا جھپٹی ایذاء رسانی اور اعمال شیطانی میں اس صفت کو صرف کرے تو پکڑ کا سبب ہے۔ شیخ الحدیث والتفسیر استاد کبیر میرے مرشد وپیر محقق دوراں غزالی زماں حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم فرماتے تھے۔ بچو سنو! غصے سے کبھی کام نہیں سنورتے بلکہ بگڑتے ہیں۔

غصہ کی تین حالتیں ہیں۔ (۱) افراط (۲) تفریط (۳) اعتدال پہلی دونوں مذموم ہیں آخری محبوب ہے۔

فائدہ! قوت غضبیہ کو اعتدال اور قابو میں لانے کیلئے ریاضت وعبادت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔

حدیث پاک میں **بطیء الغضب سریع الفیء** آدمی کی تعریف کی گئی ہے غصہ دیر سے آئے جلدی جائے۔ بعض لوگ نادانی کی وجہ سے اظہار غصہ اور منہ پھاڑ کر چلانے کو شجاعت اور بہادری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ حماقت ہے۔ شجاعت سعادت اور شہادت کی طرف لے جاتی ہے اور غصہ تو **فوران نار** میں سے ہے جیسے آگے حدیث باب میں موجود ہے۔

حدیث سادس: **عن سلیمان بن صرد**. زمانہ جاہلیت میں انکا نام یسار (بایاں) تھا آپ ﷺ نے سلیمانؓ (سلامتی والا) رکھا۔ صفین کے معرکے میں حضرت علیؓ کی معیت میں شریک ہوئے۔ ابن زیاد کے ساتھ مقابلہ کے دوران ۶۵ھ بمقام عین الوردۃ میں شہید ہوئے رضی اللہ عنہ۔ **وتنتفخ اوداجہ**. ودج کی جمع ہے بمعنی رگیں۔ اتنا غصہ ہوئے کہ رگیں پھول گئیں اور یوں لگا جیسے ابھی

پھٹیں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور رفق نرمی رحمان کی طرف سے ہے اس لئے اس سے پناہ مانگی جائے۔ تعوذ پڑھنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے۔ واما ینزغنك من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ. (حم سجدة ۳۶) جب بھی شیطان حملہ آور ہو تو اللہ سے پناہ مانگو۔

شیطانی حملے کا انداز: شیطان کے حملے کے دو ہی طریقے ہیں! حالت اطمینان میں دل میں وسوسہ ڈالنا اور حالت غضب میں دماغ میں فتور ڈالنا۔

غصے کا رحمانی علاج: (۱) ایسی آیات واحادیث کا استحضار جن میں غصے پر قابو پانے کی فضیلت اور زیادہ غصہ کرنے کی مذمت ہو۔ (۲) اہل اللہ، صالحین اور عادل حاکموں کے سچے واقعات سنائے جائیں۔ (۳) تعوذ و معوذتین کا ورد رکھا جائے۔ (۴) موجودہ حالت قیام وقعود کو بدل دیا جائے۔ (۵) پانی پی لیں (۶) وضو کر لیں (۷) اللہ کے غضب اور قہاریت کا تصور دل میں لائیں اور اپنی حقارت سوچیں۔ غصہ کی دعا۔ یہ دعا آپ ﷺ نے سیدہ عائشہؓ کو تعلیم فرمائی تھی۔ ﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ﷺ اِغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنْ مَضَلَّاتِ الْفِتَنِ ﴾ (مجنون ترانی)۔ سیاق کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شخص مبتدی تھا علم وفہم سے تا حال کورا تھا اور اعرابیوں والی سختی اس میں پائی جاتی تھی۔ اس نے یہ سمجھا کہ اعوذ باللہ تو حالت جنون میں ہوتا ہے۔ اسکو یہ معلوم نہ تھا کہ غصہ بھی شیطانی نزغ کا اثر ہے۔ واللہ اعلم. وقیل منافقًا. فقام الی الرجل (الغاضب) غصہ والے آدمی کی طرف ایک شخص صلح کرانے کیلئے کھڑا ہوا یہ صلح کرنے والے معاذ ابن جبلؓ ہیں یا اس لئے کھڑے ہوئے تا کہ انہیں ٹھنڈا کریں۔[1]

(۱۲۵) باب خُلِقَ الْاِنْسَانُ خَلْقًا لَّا يَتَمَالَكُ

(۱۱۶۲) باب: اِس بات کے بیان میں کہ انسان کی پیدائش بے قابو ہونے پر ہی ہے

(۷۰۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهٗ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَتْرُكَهٗ فَجَعَلَ اِبْلِيْسُ يُطِيْفُ بِهٖ يَنْظُرُ مَا هُوَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خُلِقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ.

(۶۷۴۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا (یعنی تصویر) بنائی تو اسے اللہ تعالیٰ نے جتنا عرصہ چاہا (جنت) میں چھوڑے رکھا۔ ابلیس اس کے چاروں طرف گھومتا رہا اور اسے دیکھتا رہا کہ وہ کیا ہے؟ تو جب اس نے دیکھا کہ یہ اندر سے کھوکھلا ہے (تو کہنے لگا) کہ اللہ نے اسے ایسی مخلوق بنایا ہے کہ جو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے گا۔

(۷۰۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

(۶۷۴۲) حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت بیان کرتے ہیں۔

---

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

احادیث کی تشریح : اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ان میں انسان کی بے ثباتی کا ذکر ہے۔

حدیث اول: فلما راہ اجوف۔صاحب جوف پیٹ والا۔جب شیطان نے دیکھا کہ اسکا پیٹ خالی ہے تو کہنے لگا یہ پیٹ بھرنے کیلئے کچھ نہ کچھ کریگا اور اپنے آپ پر قابو نہ پاسکے گا پیٹ اسکو کیا کچھ کرنے پر مجبور کردیگا۔اس دن سے شیطان نے بنی آدم کی کمی پکڑلی اور آج تک پٹیاں پڑھا رہا ہے کماؤ گے نہیں تو کھاؤ گے کہاں سے۔اللہ پر بھروسے کے قریب ہی نہیں آنے دیتا کتنی منکرات ہیں جو پیٹ کیوجہ سے ہورہی ہیں۔اللھم احفظنا من آفاتھا لا یتمالك ای لا یملك نفسه. (۱)شہوات سے اجتناب کی استطاعت و ہمت نہیں۔(۲)وساوس وخیالات فاسدہ سے بچنے کی قوت نہیں۔(۳)غصے کے وقت اپنے آپ کو کنٹرول نہیں کرسکتا ہے جوش میں ہوش نہیں رہتا۔[1]

(۱۲۶) باب النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْوَجْهِ

(۱۱۶۳) باب: چہرے پر مارنے کی ممانعت کے بیان میں

(۷۰۶) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بِنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ يَعْنِى الْحِزَامِىَّ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ.

(۶۷۴۳) حضرت ابوالزناد سے اس سند کے ساتھ روایت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی سے لڑے تو وہ چہرے پر مارنے سے بچے۔

(۷۰۷) حَدَّثَنَاهُ عَمْرُو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ اِذَا ضَرَبَ اَحَدُكُمْ.

(۶۷۴۴) حضرت ابوالزناد سے اس سند کے ساتھ روایت ہے اور اس میں انہوں نے کہا: جب تم میں سے کوئی مارے۔

(۷۰۸) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ (اَخَاهُ) فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ.

(۶۷۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو وہ چہرے پر مارنے سے ڈرے۔

(۷۰۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ نِ الْعَنْبَرِىُّ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ اَبَا اَيُّوْبَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلَا يَلْطِمَنَّ الْوَجْهَ.

(۶۷۴۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو وہ اس کے چہرے پر ہرگز تھپڑ نہ مارے۔

(۷۱۰) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِىٍّ نِ الْجَهْضَمِىُّ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى ح وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي حَدِيْثِ ابْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَاِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ.

(۶۷۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور ابن حاتم کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو اُسے چاہیے کہ وہ چہرے پر مارنے سے بچے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر تخلیق کیا۔

(۱۱۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَالِكٍ ن الْمَرَاغِيِّ (وَهُوَ اَبُوْ اَيُّوْبَ) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ.

(۶۷۴۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے ساتھ لڑے تو اُسے چاہیے کہ وہ چہرے پر مارنے سے بچے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں چہرے پر مارنے کی ممانعت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: اذا قاتل احدکم فلیجتنب الوجہ۔ جب بھی لڑائی، ہاتھا پائی، ناچاکی ہو تو چہرے پر مارنے، نوچنے سے بچو۔ داڑھی مونچھیں بھی وجہ کے حکم میں ہیں۔ یہ حکم عام ہے کہ حدود کے اجراء اور تعزیرات میں بھی اسکا خیال کیا جائے! چہ جائیکہ ایک حرف پُر یا باریک پڑھنے پر منہ پہ طمانچہ ماریں کہ ہفتوں نشان نہ جائے۔ ☆ تنبیہ ناگزیر ہے مگر شریعت کی حدود میں۔ اور یہ بھی عموم کہ کنیز، زوجہ، غلام، تلمیذ، خادم، نوکر، چوکیدار وغیرہ کسی کو بھی منہ پر مارنا درست نہیں۔

چہرے پر مارنے کی ممانعت کی وجہ: (۱) چہرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت (کمایلیق بشانہ) سے بنایا ہے اور باقی جسم امر سے اس لیے اسکی تعظیم کی جائے۔ (۲) چہرہ اشرف الاعضاء ہے۔ لانہ معدن الحواس. اس میں حواس واعضاء نفیسہ موجود ہیں آپ نے تو مذاق میں مارا پتہ چلا نظر ہی گئی، دانت ہی ٹوٹ گیا یا ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ (۳) اعضاء لطیفہ کی حفاظت اور جمال کو بچانے کے لیے منع ہے۔ (۴) چہرہ پر ضرب کا اثر ونشان چھپ نہیں سکتا اس لیے منع ہے۔[1] (۵) ان اللہ خلق آدم علی صورتہ. اس کا لحاظ رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

☆ قرطبیؒ کہتے ہیں اس حکم سے کفار مستثنیٰ ہوگئے کیونکہ ان سے انتقام اور قتل کا حکم ہے۔ لیکن بندہ کی رائے یہ ہے کہ کافر کو بھی چہرے پر نہ مارا جائے کیونکہ باوجود انتقام وقتل کے حکم کے مثلہ سے منع کیا گیا ہے۔

حدیث خامس: فانّ اللہ خلق آدم علی صورتہ۔ صورتہ کی ضمیر کا مرجع (۱) اللہ تعالیٰ ہے۔ (۲) مضروب کہ آدم واس کی اولاد کو ہم نے اسکی صورت حسینہ پر پیدا کیا ہے۔ اس پر مت مارو۔ دوسرا قول جو راجح ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی چاہت ومشیت والی صورت پر پیدا کیا۔ بہر حال چہرے پر مارنا ناجائز ہے اس سے اجتناب کیا جائے۔[2]

---

[1] جناب کا تھپڑ پھول تو نہیں جو نشان نہ پڑے گا۔

[2] نووی . المفہم. اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

(۱۲۷) باب الْوَعِيْدِ الشَّدِيْدِ لِمَنْ عَذَّبَ النَّاسَ بِغَيْرِ حَقٍ .

(۱۱۶۴) باب: اُس آدمی کیلئے سخت وعید کے بیان میں کہ جو لوگوں کو ناحق عذاب دیتا ہے

(۷۱۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰی اُنَاسٍ وَقَدْ اُقِيْمُوْا فِی الشَّمْسِ وَصُبَّ عَلٰی رُءُ وْسِهِمُ الزَّيْتُ فَقَالَ مَا هٰذَا قِيْلَ يُعَذَّبُوْنَ فِی الْخَرَاجِ فَقَالَ اَمَا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِی الدُّنْيَا.

(۶۷۴۹) حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ملک شام میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور اُن کے سروں پر روغن زیتون بہایا گیا تھا۔ حضرت ہشام نے پوچھا یہ کیا ان کی حالت ہے؟ آپ سے لوگوں نے کہا۔ خراج کی وصولی کے سلسلہ میں اُن کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ حضرت ہشام نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو عذاب دے گا جو لوگ دنیا میں (لوگوں کو) عذاب دیتے ہیں۔

(۷۱۳) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرَّهِشَامُ بْنُ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَلٰی اُنَاسٍ مِنَ الْاَنْبَاطِ بِالشَّامِ قَدْ اُقِيْمُوْا فِی الشَّمْسِ فَقَالَ مَا شَاْنُهُمْ قَالُوْا حُبِسُوْا فِی الْجِزْيَةِ فَقَالَ هِشَامٌ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِی الدُّنْيَا.

(۶۷۵۰) حضرت ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ہشام بن حکیم بن حزام ملک شام میں کچھ قبطی لوگوں کے پاس سے گزرے جن کو دھوپ میں کھڑا کیا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا: ان لوگوں کی یہ حالت کیا ہے؟ (یعنی کس وجہ سے انہیں دھوپ میں کھڑا کیا ہوا ہے؟) لوگوں نے کہا: جزیہ کی وصولی کے سلسلہ میں انہیں قید کیا گیا ہے۔ تو حضرت ہشام نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ نے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو عذاب دے گا جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔

(۷۱۴) وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ فِیْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ قَالَ وَ اَمِيْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ عُمَيْرُ بْنُ سَعْدٍ عَلٰی فِلَسْطِيْنَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَحَدَّثَهٗ فَاَمَرَ بِهِمْ فَخُلُّوْا.

(۶۷۵۱) حضرت ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ ان دنوں فلسطین پر ان کے حکمران حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ اُن کو رہا کر دو۔

(۷۱۵) حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ وَجَدَ رَجُلًا وَهُوَ عَلٰی حِمْصَ يُشَمِّسُ نَاسًا مِنَ النَّبَطِ فِیْ اَدَاءِ الْجِزْيَةِ فَقَالَ مَا هٰذَا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُعَذِّبُ الَّذِیْنَ یُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا.

(۶۷۵۲) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ہشام بن حکیم نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ ملک حمص کا حاکم ہے، اس نے کچھ قبطی لوگوں کو جزیہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے تو انہوں نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو عذاب دے گا جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں ناحق آگ کا عذاب دینے پر وعید کا ذکر ہے۔

حدیث اول: ان اللہ یعذب الذین یعذبون فی الدنیا۔ جو دنیا میں عذاب دیتے ہیں اللہ انکو آخرت میں عذاب دے گا کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے اور حقوق اللہ بھی ہے کہ اس میں اللہ کی نافرمانی اور بندے پر زیادتی اور حق تلفی ہے جس پر گرفت یقینی ہے الا یہ کہ مظلوم کو راضی کر دیا جائے اور وہ معاف کر دے جیسا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے خلیفہ منصور معتصم باللہ کو معاف کر دیا تھا۔ یہ وعید ان ایذاؤں اور عذابات دینے والوں کیلئے ہے جو ناحق یا ظلماً اس طرح کریں۔ حدود، قصاص اور تعزیرات کا اجراء اس قبیل سے نہیں کیونکہ وہ تو اللہ کے حکم کی اطاعت اور شرعی حدود کا نفاذ ہے۔

حدیث ثانی: من الانباط بالشام۔ یہ نبط کی جمع ہے۔ عجمی کسان، کاشتکار۔ جزیہ اور خراج نہ دینے کی وجہ سے انکے ساتھ یہ برتاؤ ہوا۔ والی اور حاکم نے اپنی رائے میں اس صورت کو تعزیر سمجھا لیکن ہشامؓ نے اس پر نکیر فرمائی۔ اگلی حدیث میں موجود ہے یہ والی عمیر بن سعد تھے ہشام بن حکیم کی بات سن کر انہیں چھوڑ دیا۔ ہشام اور حکیم یہ دونوں باپ بیٹا جلیل القدر صحابی ہیں بیٹے نے باپ سے قبل اجنادین میں شہادت پائی رضی اللہ عنہما[1]

(۱۲۸) باب اَمْرِ مَنْ مَرَّ بِسِلَاحٍ فِیْ مَسْجِدٍ اَوْ سُوْقٍ اَوْ غَیْرِھِمَا مِنَ الْمَوَاضِعِ الْجَامِعَةِ لِلنَّاسِ اَنْ یُمْسِكَ بِنِصَالِھَا.

(۱۱۶۶) باب: جو آدمی مسجد میں یا بازار یا ان دونوں کے علاوہ لوگوں کے مجمع میں اسلحہ (یعنی تیر) لے کر گزرے تو اس کے پیکان (پھل) پکڑ لینے کے حکم کے بیان میں

(۶۷۱۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا یَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ فِی الْمَسْجِدِ بِسِھَامٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَمْسِكْ بِنِصَالِھَا.

(۶۷۵۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کچھ تیر لے کر مسجد کے اندر سے گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے آدمی سے فرمایا: اپنے تیروں کے پیکان پکڑ لو۔

(۶۷۱۷) حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی وَ اَبُو الرَّبِیْعِ قَالَ اَبُو الرَّبِیْعِ حَدَّثَنَا وَ قَالَ یَحْیٰی وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِاَسْھُمٍ فِی الْمَسْجِدِ قَدْ اَبْدٰی نُصُوْلَھَا فَاُمِرَ اَنْ یَاْخُذَ

[1] نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکملہ

بِنُصُوْلِهَا كَيْ لَا تَخْدِشَ مُسْلِمًا.

(۶۷۵۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کچھ تیر لے کر مسجد کے اندر سے گزرا جن کے پیکان کھلے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا: ان کی پیکانیں پکڑ لو تاکہ کسی مسلمان کو چبھ نہ جائیں۔

(۷۱۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ اَمَرَ رَجُلًا كَانَ يَتَصَدَّقُ بِالنَّبْلِ فِي الْمَسْجِدِ اَنْ لَا يَمُرَّ بِهَا اِلَّا وَهُوَ آخِذٌ بِنُصُوْلِهَا وَ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ كَانَ يَصَّدَّقُ بِالنَّبْلِ.

(۶۷۵۵) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کو حکم فرمایا کہ جو مسجد میں تیر صدقہ کر رہا تھا کہ جب تو مسجد کے اندر سے تیر لے کر گزرے تو تو ان کی پیکان پکڑ لیا کر۔

(۷۱۹) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَرَّ اَحَدُكُمْ فِي مَجْلِسٍ اَوْ سُوْقٍ وَبِيَدِهِ نَبْلٌ فَلْيَاْخُذْ بِنِصَالِهَا ثُمَّ لِيَاْخُذْ بِنِصَالِهَا ثُمَّ لِيَاْخُذْ بِنِصَالِهَا قَالَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاللّٰهِ مَا مُتْنَا حَتّٰى سَدَّدْنَاهَا بَعْضُنَا فِي وُجُوْهِ بَعْضٍ.

(۶۷۵۶) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے ہاتھ میں تیر لے کر کسی مجلس یا بازار میں سے گزرے تو وہ ان کے پیکان پکڑ لیا کرے۔ پھر ان کے پیکان پکڑے۔ پھر ان کے پیکان پکڑ لے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اُس وقت تک ہماری موت نہیں آئی جب تک ہم نے تیروں کو ایک دوسرے کے چہروں پر نہیں لگالیا۔

(۷۲۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ الْاَشْعَرِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لِعَبْدِ اللّٰهِ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا مَرَّ اَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا اَوْ فِي سُوْقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ اَنْ يُصِيْبَ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَيْءٍ اَوْ قَالَ لِيَقْبِضْ عَلٰى نِصَالِهَا.

(۶۷۵۷) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھ تیر لے کر ہماری مسجد یا بازار میں سے گزرے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے ان کے پیکان پکڑ لے تاکہ مسلمان میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے یا آپ نے فرمایا: اُن کے پیکان اپنے قبضے میں رکھ لے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں لوگوں کو مضرت سے بچانے کی تدبیر کا ذکر اور حکم ہے۔

امور انتظام وحقوق میں سے یہ بھی ایک اہم ترین حکم ہے کہ جہاں لوگوں کو گزند پہنچنے کا اندیشہ ہو اس کا پہلے سے تدارک کیا جائے اور ایسی حرکت سے باز رہا جائے۔ یہ نہیں کہ پاؤں کچل کر یا کانٹا چبھو کر! پھرتی سے سوری سر کہہ دیں۔

حدیث اول: امسك بنصالها۔ یہ نصل کی جمع ہے پھل، دھار والا حصہ۔ یہ حکم دیا تاکہ کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ اس سے پتہ چلا کہ ایسی چیز لیکر چلنا جہاں ہجوم ہو جس سے کسی کو تکلیف کا اندیشہ ہو مکروہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلحہ رکھنا اٹھانا اور مسجد وعوام

الناس میں لیکر جانا درست ہے۔ بشرطیکہ ضرر نہ پہنچے۔
حدیث ثانی: لا یخدش ای لا یجرح. کسی کو خراش وزخم نہ آئے۔
حدیث ثالث: کان یتصدّق بالنبل فی المسجد. اس کا عمل حسن اور پسندیدہ تھا کہ مجاہدین کی اعانت اور تیاری میں لگا ہوا تھا۔ لیکن یہ فرمایا کہ سنبھل کر تا کہ کسی کو نقصان نہ پہنچنے پائے۔
حدیث رابع: فقال ابوموسٰی! واللہ مامتنا حتی سدد ناھا بعضنا فی وجوہ بعض۔ انکا یہ کہنا ظہور فتن اور کشیدہ حالات پر افسوس کی وجہ سے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کھلے ہاتھوں لہراتے ہوئے اسلحہ لیکر چلنے سے روکا اور ہم نے تو آمنے سامنے تان لیا۔ راقم کہتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں بھی کتنے ہی ایسے واقعات ہیں کہ مذاق مذاق میں اپنے پیاروں کو اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار بیٹھے اور ایسی حرکت سے باز اب بھی نہیں آتے کہ نمائش وخوشی اور کھیل اسلحہ سے ہے۔ کاش ہم بھی ان احادیث پر غور کرتے تو سہرہ سجانے والے اور خوشیوں میں مچلنے والے کفن نہ پہنتے اور خوشیوں سے بھرے گھر ماتم کدہ نہ بنتے۔
حدیث خامس: فی مسجدنا او فی سوقنا اس سے مقصود یہ ہے کہ حکم مذکورہ منحصر بالمسجد نہیں بلکہ علی الاطلاق جہاں بھی اجتماع اور مجمع ہو وہاں اجتناب کیا جائے۔ اپنی حفاظت شی دیگر است۔[1]

(۱۲۹) باب النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالسِّلَاحِ إِلٰى مُسْلِمٍ

(۱۱۶۶) باب: کسی مسلمان کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنے کی ممانعت کے بیان میں

(۷۲۱) حَدَّثَنِيْ عَمْرُو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ مَنْ اَشَارَ اِلٰى اَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰى يَدَعَهٗ وَاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ.

(۶۷۵۸) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوقاسم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی طرف ہتھیار کے ساتھ اشارہ کیا تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اشارہ کرنا چھوڑ نہیں دیتا اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔

(۷۲۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

(۶۷۵۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۷۲۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُشِيْرُ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ اَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ.

---
[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۶۷۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ نے جو چند احادیث نقل کی ہیں، ان میں سے ذکر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کی طرف اسلحہ کے ساتھ اشارہ نہ کرے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید کہ شیطان اُس کے ہاتھ سے اسلحہ چلوا دے اور پھر وہ دوزخ کے گڑھے میں جا گرے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں ان میں اسلحہ اور دھار دار چیز سے مسلمان کی طرف اشارہ کرنے سے ممانعت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: من اشار الی اخیه بحدیدة یعنی دھمکانے ڈرانے اور رعب ڈالنے کیلئے ایسا کرنے والا دھتکار و پھٹکار کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس میں یہ تاویل نہیں چل سکتی کہ آپس میں ہیں۔ اسلحہ سے اشارہ اپنے ہوں یا پرائے سچ مچ ہو یا ہنسی مذاق ہر حال میں منع ہے۔ کیونکہ بعد والی حدیث میں چوکنے اور غلطی کی صورت میں تباہی کا ذکر ہے۔

اسلحہ سے اشارہ کرنا کیوں منع ہے: (۱) مسلمان کے احترام کے خلاف ہے۔ (۲) ہلاکت کا خوف ہے۔ (۳) عداوت کا اندیشہ ہے۔ (۴) شیطان بروقت وسوسہ ڈالے کہ کھینچ ہی دو۔ اللہ تعالیٰ جملہ آفات سے ہماری حفاظت فرمائے۔

حدیث ثالث: فیقع فی حفرة من النار. اس میں انجام سے آگاہ کیا گیا ہے کہ اگر اسباب مذکورہ میں سے کوئی ایک یا سب پیش آ گئے تو نافرمانی ہے اور معصیت تو جہنم کے گڑھے میں لے جاتی ہے۔[1]

(۱۳۰) باب فَضْلِ اِزَالَةِ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ.

(۱۱۶۷) باب: راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دینے کی فضیلت کے بیان میں

(۷۲۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِىْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ.

(۶۷۶۱) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی چل رہا تھا کہ راستے میں اُسے ایک خاردار شاخ ملی تو اس آدمی نے راستے میں سے اس شاخ کو ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے (اُس کی اس نیکی کی) قدر کی اور مغفرت فرما دی۔

(۷۲۵) حَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ.

(۶۷۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایسے راستے سے گزرا کہ ایک خار دار شاخ اُس پر تھی وہ کہنے لگا۔ اللہ کی قسم میں اس شاخ کو مسلمانوں کے راستے سے ہٹا دوں گا تاکہ یہ مسلمانوں کو تکلیف نہ دے پھر وہ آدمی جنت میں داخل کر دیا گیا۔

(۷۲۶) حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا شَيْبَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ كَانَتْ تُؤْذِي النَّاسَ.

(۶۷۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا) کہ میں نے ایک ایسے آدمی کو جنت میں (مزے اُڑاتے ہوئے) دیکھا کہ جس آدمی نے راستے میں ایک ایسے درخت کو کاٹ دیا تھا (جس کی وجہ سے) لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی۔

(۷۶۷) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ شَجَرَةً كَانَتْ تُؤْذِي الْمُسْلِمِينَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَطَعَهَا فَدَخَلَ الْجَنَّةَ.

(۶۷۶۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک درخت مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا تو ایک آدمی آیا اُس نے اس درخت کو کاٹ دیا (اس کے نتیجہ میں) وہ آدمی جنت میں داخل ہو گیا۔

(۷۶۸) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَمْعَةَ حَدَّثَنِي أَبُو الْوَازِعِ حَدَّثَنِي أَبُو بَرْزَةَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَنْتَفِعُ بِهِ قَالَ اعْزِلِ الْأَذَى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ.

(۶۷۶۵) حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جس کے ذریعے مجھے نفع حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا راستے میں سے مسلمانوں کو تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دیا کر۔

(۷۶۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَبِي الْوَازِعِ الرَّاسِبِيِّ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَا أَدْرِي لَعَسَى أَنْ تَمْضِيَ وَأَبْقَى بَعْدَكَ فَزَوِّدْنِي شَيْئًا يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ افْعَلْ كَذَا افْعَلْ كَذَا أَبُو بَكْرٍ نَسِيَهُ وَأَمِرَّ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ.

(۶۷۶۶) حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نہیں جانتا کہ شاید آپ اس دنیائے فانی سے چلے جائیں اور میں آپ کے بعد زندہ رہوں تو آپ مجھے (آخرت کیلئے) کوئی ایسا توشہ عطا فرما دیں۔ جس کے ذریعے سے مجھے نفع حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا: ایسے کرو۔ ایسے کرو۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکا نسب بھی بیان کیا (اور فرمایا) کہ راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹایا کرو۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں ان میں راستے سے مضر چیز کے ہٹانے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: فشکر اللہ لہ. (۱) اللہ نے لوگوں کی نظر میں اس معمولی عمل کی قدر دانی فرمائی اور راضی ہوئے۔ (۲) اسکو شاکرین کا سا بدلہ دینگے (۳) فرشتوں کے سامنے اسکی تعریف کی (۴) اس کے اس عمل کو قبول کر لیا۔

☆ راستہ سے تکلیف دہ چیز پتھر، کانٹا، اینٹ، لکڑی، پانی (بقدر قوت) ہٹانا ایمان کے شعبوں میں سے ایک ادنی شعبہ ہے حدیث باب میں اس کی فضلیت کا ذکر ہے۔

☆ کیلے کا چھلکا یا دوسری پھسلانے والی اشیاء راستہ میں پھینکنا یا بے جا گاڑی پارک کرنا سب سے اجتناب کیا جائے۔

حدیث ثانی: واللہ لانحین ھذا عن المسلمین لایؤذیھم اس میں دو احتمال ہیں (۱) ہٹاؤں گا یعنی آدمی ٹہنی کو پکڑ کر پیچھے

کھینچ لے اور لوگ تکلیف سے بچ کر، سر بچا کر گذر جائیں اسکا ذکر حدیث اول میں ہے۔ فاخّرہ اسے پیچھے کر دیا۔ (۲) اس ٹہنی اور شجر کو کاٹ دے اس کا ذکر بعد کی روایت فی شجرۃ قطعھا میں ہے۔

حدیث خامس: حدثنی ابو وازع. ابو وازع کا نام جابر بن عمرو الراسبی البصری ہے یحیٰی بن معینؒ، ابن حبانؒ اور ابن عدی نے اس پر بھروسہ کیا ہے اور ثقہ قرار دیا ہے امام نسائیؒ نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے۔

☆ احادیث بالا سے معلوم ہوا کہ انسان کسی بھی عمل اور نیکی کو حقیر و قصیر نہ جانے۔ کیا معلوم کونسی ادا باری تعالیٰ کو بھلی لگے اور بیڑا پار ہو جائے۔

حدیث سادس: حدثنی ابو برزة الاسلمی، انکا نام نضلہ بن عبید ہے یہ قدیم الاسلام تھے غزوہ خیبر، فتح مکہ اور حنین میں شریک ہوئے یہ وہ صحابی رسول ہیں جس نے ابن خطل کو قتل کیا تھا۔ مدینہ کے باسی تھے پھر بصرہ میں مقیم ہوئے اور خراسان کے معرکوں میں شریک ہوئے۔

وفات: مقام وفات میں قدرے اختلاف ہے مرو، خراسان، بصرہ، صحرائے بجستان اور ہرات میں سے کسی جگہ انتقال ہوا رضی اللہ عنہ[1]

(۱۳۱) باب تَحْرِيمِ تَعْذِيبِ الْهِرَّةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْحَيَوَانِ الَّذِي لَا يُؤْذِي.

(۱۱۶۸) باب: بلی اور دیگر تکلیف نہ دینے والے جانوروں کو عذاب دینے کی حرمت کے بیان میں

(۷۳۰) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ بْنِ عُبَيْدٍ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ يَعْنِي ابْنَ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَ سَقَتْهَا اِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ.

(۶۶۶۷) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت کو اس وجہ سے عذاب دیا گیا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بلی مر گئی اس وجہ سے اس عورت کو دوزخ میں داخل کیا گیا۔ اس عورت نے بلی کو نہ کچھ کھلایا اور نہ پلایا۔ جب اس نے اسے باندھا اور نہ ہی اس عورت نے اس بلی کو چھوڑا کہ وہ زمین کہ کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔

(۷۳۱) حَدَّثَنِي هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ جَمِيعًا عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسٰى عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيثِ جُوَيْرِيَةَ.

(۶۶۶۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۷۳۲) حَدَّثَنِيهِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِي هِرَّةٍ اَوْثَقَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ.

(۶۶۶۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا کہ اُس نے بلی کو باندھا پھر اُس نے اسے نہ کھلایا اور نہ ہی کچھ پلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۷۴۳) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

(٦٦٧٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح روایت نقل کی ہے۔

(۷۴۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَتِ امْرَاَةٌ النَّارَ مِنْ جَرَّاءِ هِرَّةٍ لَهَا اَوْ هِرٍّ رَبَطَتْهَا فَلَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ اَرْسَلَتْهَا تُرَمْرِمُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ هَزْلًا.

(٦٦٧١) حضرت ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کردہ احادیث میں سے ذکر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت اپنی بلی ہی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوگئی کیونکہ اُس عورت نے اس بلی کو باندھا ہوا تھا اسے کچھ نہیں کھلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی چبا لیتی یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں غیر مضر حیوانات کے عذاب نہ دینے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: عذبت امراة فی هرة سجنتها حتی ماتت. یہ عورت یہودی تھی اور بعض روایات میں آتا ہے حمیر قبیلہ سے تھی یہودیہ اور حمیریہ دونوں لفظ آتے ہیں۔ ان میں تطبیق یہ ہے کہ دیناً یہودیہ تھی اور نسباً وقبیلۃً حمیریہ تھی اس کی وجہ یہ کہ حمیر قبیلہ کے کچھ لوگ یہودی ہوگئے تھے اب ذکر میں قبیلے کا لحاظ کر کے حمیریہ اور مذہب کا خیال کرتے ہوئے یہودیہ کہا گیا۔ اعتبارین مختلفین فی امراة واحدة.

یہ عورت کافرہ تھی یا مسلمہ: (۱) اگر کافرہ ہو تو تقریر یوں ہوگی کہ عذاب میں تو کفر کی وجہ سے گئی، اور بلی کو عذاب دینے کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ ہوا نفس عذاب کی تو کفر کی وجہ سے پہلے سے مستحق تھی۔ (۲) مسلمہ تھی اس ظلم کی وجہ مستحق عذاب ہوئی جس سے ایک نہ ایک دن چھٹکارا اور نجات کی امید ہے۔ نوویؒ نے قول ثانی کو ترجیح دی۔ (تکملہ ج۴ ص۴۰۵) تفصیل قصہ متن وترجمہ سے واضح ہے۔

چیونٹیوں کو مارنے کا کیا حکم ہے: واما النمل فمذهبنا ان لایجوز. ہمارا (احناف کا) مذہب چیونٹی کے قتل کے بارے میں عدم جواز کا ہے۔ دلیل ان النبی نهٰی عن قتل اربع من الدواب النملة والنحلة و الهدهد و الصُّرَد. (ابوداؤد ج۲ ص۳۷۴) بیشک نبی کریم ﷺ نے چار پرندوں کے قتل سے منع فرمایا چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا۔ یہ ایک پرندہ ہے جو کیڑوں اور چڑیا کو شکار کرتا ہے انسانوں کو گزند نہیں پہنچاتا۔ ظاہر حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ قتل النملة تکلّموا فیه، والمختار انه اذا ابتدأت بالاذی لا باس بقتلها وان لم تبتدأ یکره قتلها واتّفقوا علی انه یکره القاء ه فی الماء. (فتاوی ہندیہ ج۵ ص۳۶۱ از تکملہ) چیونٹی کے مارنے میں اہل علم نے مفصل گفتگو کی ہے مفتیٰ بہ اور راجح قول یہ ہے کہ اگر چیونٹی تکلیف دے (کاٹے، اشیاء آٹا، چینی، ماکولات ومشروبات کو خراب کرے) تو اسکو مارنے میں کوئی حرج نہیں یہ تکلیف سے بچنے کیلئے ہے۔ اور اگر تکلیف دہ نہیں (جیسے کہ زمینوں اور کھیتوں میں) تو اسکو مارنا مکروہ ہے۔ لیکن اس پر جملہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ پانی

میں ڈالنا درست نہیں کیونکہ احراق واغراق دونوں منع ہیں۔
خلاصہ: چیونٹیاں اگر تکلیف دیں تو ان سے حفاظت کیلئے دوائی ڈالنا اور مارنا درست ہے۔
احتیاطی تدبیر: بندہ کے ذہن میں چیونٹیوں سے نجات کا معقول وسہل طریقہ یہ ہے کہ جب رات کو چیونٹیاں (عموما) اپنی بلوں میں چلی جائیں تو بل کے اردگرد دوا چھڑک دے جسکی بو اور اثر سے یہ خود ہی اپنی راہ بدل جائیں گی۔
دیگر حشرات الارض کا حکم: تکلیف دہ چھوٹی بڑی سب چیزوں کو مارنا درست ہے۔
گھر میں بلی یا پالتو پرندوں کے رکھنے کا حکم: اس حدیث سے پتہ چلا گھر میں بلی رکھنا درست ہے جب کہ اسکے کھانے پینے کا خیال رکھا جائے ورنہ اسکو چھوڑ دیں۔ واللہ خیر الرازقین. اسی طرح تمام پالتو پرندوں اور جانوروں کا حکم ہے کہ انکا خیال رکھا جائے اور وقت پر انہیں دانا پانی دیا جائے۔ یہ دین اسلام کا طرّہ امتیاز اور شریعت مطہرہ کا افتخار واعزاز ہے کہ جانوروں اور پرندوں تک کے حقوق بیان فرمائے۔ دنیا جسکی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حقوق حقوق کی رٹ لگانے، اس کے نام پر جیب گرم کرنے اور اسلام کے خلاف واویلا کرنے والوں کو سوچ کر منہ کھولنا چاہئے کہ اسلام نے کائنات کی ہر چیز کے حقوق واحکام بتائے ہیں۔ هذا ما حدثنا ابو هريرة کا مشار الیہ صحیفہ ہمام ہے۔[1]

(۱۳۲) باب تَحْرِيمِ الْكِبْرِ

(۱۱۶۹) باب: تکبر کی حرمت کے بیان میں

(۷۳۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَغَرِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعِزُّ إِزَارُهُ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَاؤُهُ فَمَنْ يُنَازِعُنِي عَذَّبْتُهُ.

(۶۷۷۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عزت اللہ تعالیٰ کی ازار ہے اور کبریائی اللہ تعالیٰ کی رداء ہے تو جو آدمی مجھ سے یہ صفتیں چھینے گا میں اُسے عذاب دوں گا۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں بڑائی اور اترانے کی حرمت کا ذکر ہے۔ العزا زاره والكبرياء ردائه. ازار اس چادر کو کہتے ہیں جو تہبند کے طور پر اسفل جسد میں استعمال ہو اور رداء او پر اوڑھنے والی چادر کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ازار ورداء کا استعمال مجاز اور استعارۃً ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی صفت علو وعظمت کو بیان کیا گیا ہے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ جس طرح ازار ورداء انسان سے ملے اور چمٹے رہتے ہیں اور انسان کیلئے حسن وجمال اور ستر کا سبب ہیں اسی طرح یہ اللہ کیلئے کبریائی اور بلندی کو واضح کر رہی ہیں جو صرف اور صرف اسی کو لائق اور اسکی ذات ہی اسکی سزاوار ہے۔ عرب میں مشہور ہے! فلان واسع الرداء وغمر الرداء. یعنی خوب عطا کرنے والا سخی وکثیر العطیہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اسکی چادر پانچ میٹر تک وسیع ہے۔ جس طرح انسان کے ازار ورداء میں کوئی شریک نہیں اسی طرح عظمت، رفعت اور کبریائی میں اللہ کا بھی کوئی سہیم نہیں۔ امام غزالی

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

نے عجیب مثال سے تکبر اور کبریائی کو سمجھایا ہے۔ متکبر کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی نوکر بادشاہ کی ٹوپی چھین کر اپنے سر پر رکھ لے اور تخت پر جا بیٹھے! آپ ہی فرمایئے اسکی سزا کیا ہونی چاہئے؟ تو سارا مجمع نہیں پورا ملک پکار اُٹھے گا گستاخ بے ادب...... اسکو مثالی سزا ملنی چاہئے۔ جب ایک مٹی سے بنے ادنیٰ بادشاہ کی بے ادبی کرنیوالے کا یہ حشر ہو رہا ہے تو اس مالک الملک، بادشاہوں کے خالق اور قادر مطلق کے سامنے اسی کی زمین پر اسی کی نعمتیں کھا کر اترانا اور ڈینگیں مارنا کس قدر قبیح بلکہ اَقْبح و اَضرّ الاعمال ہے۔

تکبر کی تعریف اور حکم: تکبر کی حدیث پاک میں یوں تعریف کی گئی ہے المتکبر من بطر الحق وغمط الناس. حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا...... یہ حرام ہے۔ اور تکبر عادات سیئہ مہلکہ میں سے ہے اور ام الخبائث ہے کہ اس سے کئی روحانی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ بعض لوگ اس لیے تکبر کرتے ہیں تا کہ انکو (علم عمل اور مہارت و تجربہ میں) بڑا سمجھا جائے حالانکہ امیری فقیری میں مضمر ہے۔ چٹائی پہ سونے والے حضور ﷺ آج عرش معلیٰ پر جلوہ افروزہ ہیں۔ جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کر ملتے ہیں۔ صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ تکبر ایک اندرونی اور دلی بیماری ہے۔ جسکی بدبو پورے اعمال کو مکدر کر دیتی ہے۔ اگر دل دل میں رہے تو تکبر ہے قال میں آئے تو فخور ہے چال میں آئے تو مرح ومختال ہے۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾ (لقمٰن ۱۸) مختال دل دل میں اپنے آپ کو بڑا سمجھنا فخور دوسروں پر اپنی برتری ظاہر کرنا۔ بے شک اللہ کو دونوں نہیں بھاتے۔

فائدہ! اچھے کپڑے، عمدہ لباس، خوبصورت مکان، قیمتی سواری یہ تکبر نہیں بلکہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا اثر اور شکر ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف کی ایک حدیث میں مصرّح ہے۔

تکبر کے اسباب: اسکے دو سبب ہیں (۱) دنیوی (۲) دینی۔ دنیوی سبب مال، ملک و دولت، حسن و جمال، حسب ونسب، کثرت وحشمت، کاروبار و بازار وغیرہ ہیں۔ جبکہ دینی سبب علم، زہد، تقویٰ، ریاضت، فنی مہارت، قوت کلام، نسبت وغیرہ ہیں۔

تکبر کی اقسام اور ان کا حکم: اسکی تین قسمیں ہیں۔ (۱) تکبر من اللہ (۲) من الرسول (۳) من المخلوق۔

☆ اللہ تعالیٰ سے تکبر یہ ہے کہ کوئی اس کی ذات وصفات، وحدانیت وقدرت کا انکار کرے۔ جیسے فرعون اور دہریئے۔ لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللہ ولا الملئکة المقربون ومن یستنکف عن عبادته ویستکبر فسیحشرهم الیه جمیعا. (نساء ۱۷۲) مسیح اللہ کا بندہ وعبادت گذار بننے سے عار محسوس نہیں کرے (تم کیوں منہ چڑھاتے ہو) اور نہ مقرب (طاقتور) فرشتے (سنو) جو شخص بھی اسکی عبادت سے عار محسوس کرے اور تکبر کرے سو ان سب کو وہ عنقریب اپنے پاس جمع کریگا۔

☆ انبیاء علیہم السلام سے تکبر یہ ہے کہ انکی رسالت وفضیلت سے انکار کرے۔ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمٰن من شیء ان انتم الا تکذبون. (یٰس ۱۵) کافروں نے (بصورت انکار) کہا تم تو ہم جیسے بشر ہو تم کذب بیانی کرتے ہو رحمٰن نے کچھ (ہدایت وحکم) نازل نہیں کیا۔

☆ مخلوق سے تکبر یہ ہے کہ انکو حقیر سمجھنا انکے جان ومال کو نقصان پہنچانا۔ واذا قیل له اتق اللہ اخذته العزّة بالاثم فحسبه جهنم. (بقرہ ۲۰۶) جب اس (فسادی ومتکبر) سے کہا گیا اللہ سے ڈر لوگوں کا نقصان نہ کر تو اسکو گناہ پر اکسانے کے لیے عزت یاد آتی ہے سو اس کو جہنم کافی ہے۔ تکبر کی یہ تینوں قسمیں حرام ہیں...... پہلی دو صورتوں میں عذاب دائمی اور آخری میں سزا بھگت کر

چھوٹنے کا امکان ہے۔اللہ تعالیٰ اس بیماری سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔آمین یارب العلمین [1]

(۱۳۴۳) باب النَّهيِ عَنْ تَقْنِيطِ الْإِنْسَانِ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

(۱۱۷۰) باب: کسی انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید کرنے کی ممانعت کے بیان میں

(۶۷۳۶) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمٰنَ عَنْ اَبِيْهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدَبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ وَاِنَّ اللّٰهَ (تَعَالٰى) قَالَ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ اَنْ لَا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ فَاِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ اَوْ كَمَا قَالَ.

(۶۷۷۳) حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں آدمی کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کون آدمی ہے جو میرے (بارے) میں قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں آدمی کی مغفرت نہیں کروں گا۔(وہ سن لے) میں نے فلاں کو معاف کر دیا میں نے تیرے اعمال ضائع کر دیے یا جیسا کہ فرمایا۔

حدیث کی تشریح :اس باب میں ایک حدیث ہے۔اس میں گناہ گار کو اللہ کی رحمت سے ناامید کرنے کی ممانعت کا ذکر ہے۔من ذا الذی یتالّی علیّ .کون ہوتا ہے جو مجھ سے نہ بخشنے کی قسم کھاتا ہے۔یتالّی الیۃ سے مشتق ہے بمعنی یمین وقسم۔فانی قد غفرت لفلان. بے شک میں نے اپنے فلاں بندے کو محض خاص اپنے فضل سے بخش دیا۔

☆اس سے اہلسنت والجماعت کے مسلک کی تائید وتثبیت ہوتی ہے کہ بغیر توبہ کے بھی کسی کے گناہ وہ غفور رحیم ذات بخش سکتی ہے اس سے پوچھ گچھ کرنے والا کوئی نہیں ولا یخاف عقبٰها. معاف کر دے اسکی مرضی! اسے انجام کا اندیشہ نہیں۔واحبطت عملك. اس جملے سے معتزلہ نے یہ استدلال کرنے کی کوشش کی ہے کہ ارتکاب کبیرہ سے عمل حبط وختم ہو جاتے ہیں۔جبکہ اہل حق کا مسلک یہ ہے گناہ گناہ ہے نیکی اپنی جگہ نیکی ہے گناہ سے نیکیاں حبط نہیں ہوتیں۔اگر گناہ کبیرہ سے نیکیاں بھسم اور ختم ہو جاتیں تو میدان حشر میں نیکی بدی کا وزن باہم کیسے ہوگا۔تمہارے زعم کے مطابق بدی کے اثر سے نیکی زائل ہوگئی اب یہ انصاف کی ترازو میں بدی کے مقابلے میں کیا تولا جا رہا ہے۔ فاما من ثقلت موازینه ...... واما من خفت موازینه کا تحقق کیسے ہوگا۔بلکہ انصاف اور ترازو کی ضرورت نہ ہوگی تو تضع الموازین القسط لیوم القیامة فرمانے کا کیا مقصد اور ثقیلتا ن فی المیزان کیسے سچا ہو گا۔ و کثیر من الدلائل اس شخص کے عمل کیسے حبط ہوئے:(۱) حدیث باب کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ اس شخص کے اعمال حبط ہوئے ارتکاب کفر کی وجہ سے نہ کہ کبیرہ گناہ کی وجہ سے۔کیونکہ اس نے اللہ کی بخشش سے قطعی مایوسی و ناامیدی کا حکم لگایا جو کفر ہے اس وجہ سے اعمال حبط ہو گئے۔(۲) یا یوں کہا جائے کہ سقطت عمله اسکے عمل صالح اب گناہوں کے مقابلہ میں ساقط اور کم ہو گئے یہ کہہ کر اتنا بڑا گناہ کیا کہ سب نیکیوں پر حاوی ہو گیا۔(۳) مزید یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ شرائع من قبلنا کا حکم ہے ہماری شریعت میں گناہوں سے اعمال حبط نہیں ہوتے۔

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

مایوس نہ ہوں اہل زمیں اپنی خطا سے تقدیر بدل جاتی ہے مضطر کی دعا سے
جہنم اگر وسیع ہے تو جنت ہے وسیع تر لاتقنطوا جواب ہے ھل من مزید کا

(۱۳۴)باب فَضْلِ الضُّعَفَآءِ وَالْخَامِلِيْنَ.

(۱۱۷۱)باب: کمزوروں اور گمناموں کی فضیلت کے بیان میں۔

(۷۳۷) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنِيْ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ.

(۶۶۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سے پراگندا بالوں والے دروازوں سے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے اعتماد پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں ناداروں اور خاکساروں کا ذکر ہے۔ رب اشعث مدفوع بالابواب بکھرے بال، پراگندہ حال، سوکھی کھال، ننگے بدن اور خستہ حال، فارغ البال، کون سنے انکی مقال، ضعیف فی الحال، مگر مغفور ومرحوم بالمآل بفیض رب ذوالجلال۔ انکی تحقیر وتذلیل کی جاتی ہے۔ دروازوں سے ہٹا دیے جاتے ہیں۔ لیکن اللہ کے دروازے پر انکی سنی جاتی ہے سچ ہے من کان للہ کان اللہ لہ. لو اقسم علی اللہ لابرّہ.(۱) اگر کسی کام پر قسم کھالیں تو رب تعالیٰ وہ پورا کر دیتا ہے تاکہ میرے پیارے کی قسم نہ ٹوٹے۔ (۲) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر وہ دعا کریں تو اللہ انکی دعا قبول کرتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ بہت سارے لوگ ایسے جو لوگوں کی نظروں میں حقیر ہیں مگر اللہ کی نظر میں وہ سردار وامیر ہیں۔[1]

(۱۳۵) باب النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ هَلَكَ النَّاسُ.

(۱۱۷۲)باب: لوگ ہلاک ہو گئے کہنے کی ممانعت کے بیان میں

(۷۳۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ لَا اَدْرِيْ اَهْلَكَهُمْ بِالنَّصْبِ اَوْ اَهْلَكُهُمْ بِالرَّفْعِ.

(۶۶۷۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی آدمی نے کہا: لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ خود ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔

(۷۳۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ ح وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

حُكَيْمٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ جَمِيْعًا عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

(۶۷۷۶)اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

احادیث کی تشریح:اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ان میں لوگوں کو ہلاک ہوگئے کہنے کی ممانعت ہے۔

هلك الناس. لوگ تباہ ہوگئے۔اسکی تین صورتیں ہیں۔(۱)عوام کو گناہوں میں مبتلا دیکھ کر بطور افسوس کہنا ہائے لوگ ہلاک ہوگئے یہ کیا کیا کرتوت کررہے ہیں۔(۲)اس طرح کہے کہ برائیوں میں پڑ کر لوگ ہلاک ہوگئے میں تو محفوظ ہوں اور بڑا نیکوکار اور برگزیدہ ہوں یہ تو سب گئے۔(۳)یوں کہے کہ لوگ سلف صالحین کے طریقے چھوڑ کر بدعات وخرافات میں لگ گئے یہ تو ہلاک ہوگئے کہ اپنا دین وعمل سرمایہ چھوڑ کر غیروں کی راہ پر چل پڑے یہ تو اپنے معاشرے ومعیشت کو ہلاکت کے دھانے لے گئے۔ان میں سے دوسری صورت کیلئے ہے **اهلكهم** یہ سب سے پہلے ہلاک ہوگا کہ اللہ کی رحمت سے ناامید کرتا ہے اور خود کو برتر سمجھتا ہے صرف ہلاک نہیں ہوگا بلکہ سب سے نیچے رکھا جائے گا۔پہلی اور آخری صورت درست ہے۔**قال ابو اسحاق اهلكهم بالنصب او اهلكهم بالرفع.** یہ ابواسحاق ابراہیم بن سفیان نیشاپوری ہیں امام مسلم کے مایہ ناز اور صاحب استعداد شاگرد ہیں امام مسلم سے ہم تک صحیح مسلم کے مشہور راوی ہیں انہوں نے آخری دفعہ امام صاحب سے رمضان المبارک ۲۵۷ھ میں صحیح مسلم کی سماعت کی تکمیل کی۔۳۰۸ھ میں وفات پائی۔برد اللہ مضجعہ۔یہ کہتے ہیں کہ **اهلكهم** کاف پر فتح کے ساتھ فعل ماضی کا صیغہ از إفعال بمعنی اس نے ہلاک کردیا۔**اهلكهم بضم الكاف** اسم تفضیل کا صیغہ بمعنی ان سے زیادہ ہلاک ہونے والا۔یہ دونوں ہوسکتے ہیں کسی ایک کا یقین ذکر نہیں کیا حدیث کے مفہوم سے مناسب اور واضح بضم الکاف والی صورت ہے کہ یہی ان سے زیادہ ہلاکت پانے والا ہے جس نے انکو حقیر سمجھا۔[1]

(۱۳۶) باب الْوَصِيَّةِ بِالْجَارِ وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ

(۱۱۷۳)باب: پڑوسی کے ساتھ حُسن سلوک اور احسان کرنے کے بیان میں

(۷۴۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْبَكْرٍ وَ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عَمْرَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا زَالَ جِبْرَئِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَيُوَرِّثَنَّهُ.

(۶۷۷۷)سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پڑوسی کیا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنادیں گے۔

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۷۴۱) حَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

(۶۷۷۸) اس سند سے بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح حدیث روایت کی۔

(۷۴۲) حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.

(۶۷۷۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب اسے وارث قرار دے دیں گے۔

(۷۴۳) حَدَّثَنَا اَبُو كَامِلٍ نِ الْجَحْدَرِيُّ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِاِسْحٰقَ قَالَ اَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا وَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا اَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا وَ تَعَاهَدْ جِيرَانَكَ.

(۶۷۸۰) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! جب تو سالن پکائے تو اس کے شوربہ کو زیادہ کرلے اور اپنے پڑوسی کی خبر گیری کرلے۔

(۷۴۴) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ اِنَّ خَلِيلِي ﷺ اَوْ صَانِي اِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَاَكْثِرْ مَاءَهُ ثُمَّ انْظُرْ اَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيرَانِكَ فَاَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوفٍ.

(۶۷۸۱) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے حبیب ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ جب تو سالن پکائے تو اس کے شوربہ کو زیادہ کرلے پھر اپنے پڑوس کے گھر والوں کو دیکھ لے اور انہیں اس میں سے نیکی کے ساتھ بھیج دے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں پڑوسیوں سے حسن سلوک کا ذکر ہے۔

حدیث اول: یوصینی بالجار. پڑوسی سے حسن معاملہ اور احسان مندی کی مجھے تاکید کرتے رہے۔

بالجار عام ہے مسلم، کافر، عابد، فاسق، صدیق، عدو، غریب، امیر، شہری، مسافر، ہم وطن، مفید، معضر، عزیز اور اجنبی وغیرہ سب کیلئے پڑوس کا حق ہے۔

پڑوسیوں کی قسمیں اور انکے حقوق: (۱) کافر و مشرک پڑوسی۔ اسکا ایک حق ہے حق الجوار۔ (۲) مسلم پڑوسی اس کے لیے دو حق ہیں حق اسلام اور حق جوار۔ (۳) مسلم عزیز پڑوسی اس کیلئے تین حق ہیں۔ حق جوار، حق اسلام، حق قرابت۔ پڑوسی کو ایذاء سے بچانا اور بقدر وسعت فائدہ پہنچانا لازم اور جزو ایمان ہے بعض روایات میں حق پڑوس ادا نہ کرنے والے کیلئے عدم ایمان کا ذکر بھی آیا ہے۔

پڑوس کی حد: (۱) سیدہ عائشہؓ سے منقول ہے کہ جوار اور پڑوس کی حد چاروں طرف چالیس گھر ہیں۔ اقرب فالاقرب کے تحت

سب کا خیال کیا جائے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ میں اکیلا ایک سو ساٹھ گھروں اور پڑوسیوں کی دیکھ بھال کیسے کرونگا کیونکہ اگر سب میں پڑوسیوں کا خیال ہو تو ایک گھر کیلئے ایک سو ساٹھ خیال کرنے والے ہونگے۔ پھر کیا مشکل یا الجھن پس عمل کی ٹھان لیں چلانا رب تعالیٰ نے ہے۔ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ (آل عمران ۱۵۹) (۲) سیدنا علیؓ سے منقول ہے کہ جہاں تک (آلات کے بغیر) اذان کی آواز جاتی ہے وہ پڑوس ہے۔ (۳) یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو تیرے ساتھ فجر کی نماز پڑھتے ہوں وہ پڑوسی ہیں۔ (۴) یہ بھی کہا گیا ہے کہ (کل) چالیس گھر ہر طرف دس دس گھر۔ (طبرانی) حتی ظننت لیورّثنّه ۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ کی طرف سے عنقریب پڑوسیوں کے وراثت میں حصے کا حکم اترے۔ اس سے علامہ ابیؒ شارح مسلم نے استدلال کیا ہے کہ پڑوسی صرف مسلمان ہوسکتا ہے کافر کیلئے حقوق جوار نہیں۔

دلیل: اسی جملے کو بناتے ہیں کہ وارثت مسلمان کی مسلمان کو مل سکتی ہے المسلم لا یرث الکافر وبالعکس ۔ جب کافر کیلئے وراثت ثابت نہیں تو حق جوار بھی نہیں لیکن درست بات یہی ہے کہ کافر کیلئے بھی حق جوار ہے جیسے ابھی گذرا۔ باقی پڑوسیوں کیلئے وراثت کا حکم ہے ہی نہیں کہ وراثت سے محروم تو حق جوار سے بھی محروم۔ حق جوار ہے اور پڑوس کیلئے وراثت نہیں۔ لیورّثنّه اہمیت اور مبالغہ کیلئے فرمایا۔ پڑوسیوں کا ضرور خیال کیا جائے جسکی کم سے کم حد حدیث میں مذکور ہے کہ شوربہ ہی دے دو۔[1]

(۱۳۷) باب اسْتِحْبَابِ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ عِنْدَ اللِّقَآءِ.

(۱۱۷۴) باب: ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنے کے استحباب کے بیان میں

(۶۶۸۵) حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْخَزَّازَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ.

(۶۷۸۲) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: نیکی میں کسی بھی چیز کو حقیر نہ سمجھو، اگرچہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشائی (خوش روی) سے ہی ملے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں خندہ پیشانی سے ملنے کا ذکر ہے لاتحقرن من المعروف شیئا. شیطان بسا اوقات یہ کہتا ہے کہ چھوڑو چھوٹے چھوٹے کاموں اور نیکیوں سے کیا بنتا ہے ایک دم ہی جنید بغدادیؒ بن جاؤ گے بڑے کام کر لینا چھوٹی نیکیوں کو چھوڑو۔ یا یہ کہتا ہے کہ بڑی نیکی نماز روزہ تو کرنا نہیں یہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں تیرا کیا سنواریں گی؟ لیکن یہ دھوکہ ہے کسی بھی عمل صالح کو حقیر نہ جانیں چھوٹے اعمال سے ہی آدمی آگے بڑھتا ہے۔ محل سے جھونپڑا نہیں بلکہ پہلے جھونپڑا پھر محل بنتا ہے۔ تعلیم آدمی کالج وجامعہ سے نہیں مسجد ومدرسہ اور اسکول سے شروع کرتا ہے۔ ادھر ابتداء چھوٹی چھوٹی کتابوں اور قاعدوں سے اور نیکی کاری میں ابتداء اوپر سے ایسا نہیں چھوٹے اعمال کا اہتمام کریں تو اللہ بڑے اعمال کی ضرور توفیق دینگے۔ کسی عمل کو حقیر نہ سمجھیں۔

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

خندہ پیشانی کا حکم: فرحت وانبساط اور ہنس مکھ چہرے سے ملنا مندوب اور قابل اجر ہے۔[1]

(۱۳۸) باب اِسْتِحْبَابِ الشَّفَاعَةِ فِيمَا لَيْسَ بِحَرَامٍ.

(۱۱۷۵) باب: جو حرام کام نہ ہو اس میں سفارش کے استحباب کے بیان میں

(۶۷۸۳) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِيهِ مُوسٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَاهُ طَالِبُ حَاجَةٍ اَقْبَلَ عَلٰى جُلَسَائِهِ فَقَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُوْجَرُوْا وَ لْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ مَا اَحَبَّ.

(۶۷۸۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی ضرورت مند حاضر ہوتا تو آپ ﷺ اپنی مجلس میں موجود حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ تم اس کی سفارش کرو تمہیں ثواب دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نبی کی زبان پر وہی کلمہ جاری کروائے گا جسے وہ پسند کرتا ہوگا۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس کے اندر مباح چیزوں میں شفاعت کا ذکر ہے۔

اشفعوا فلتوجروا. شفاعت کرو اجر پاؤ۔

سفارش کا حکم: جائز کاموں میں کسی کی سفارش کرنا مستحب ہے۔ شفاعت بادشاہ سے ظلم سے روکنے یا تعزیر معاف کرنے یا حاجت مند کی ضرورت پوری کرنے کیلئے ہو تو مستحب ہے۔ اسی طرح کسی والی، سینئر یا عام آدمی سے کسی مباح امر میں شفاعت کرنا بھی مستحب ہے۔ اسکے برعکس حدود اللہ میں یا کسی ناجائز کام میں شفاعت ناجائز اور باعث وبال ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے **من یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها و من یشفع شفاعة سیئة یکن له کفل منها** (نساء ۸۵) جس نے نیکی کی سفارش کی اس کو اس کا حصہ ملے گا اور جس نے برائی کیلئے سفارش کی اس پر اس کا بوجھ ہوگا۔

سفارش کی تعریف: ایسے آدمی سے کام کرنے کو کہہ دینا جسکے اختیار اور بس میں ہو کہ تم یہ کام کر دو سفارش ہے۔ جبر واکراہ کا سفارش سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً میں نے کہہ دیا ہے نا اب ہونا چاہیے۔ یہ تو حکم ہے سفارش نہیں۔ **ولنعم ما قیل!** چند بھائی تھے۔ (۱) عدالت علی (۲) شفاعت علی (۳) رشوتلی (۴) صداقت علی، عدالت علی کا تو انتقال ہو گیا ہے انا للہ وانا الیه راجعون. شفاعت علی بھی ارذل عمر کو پہنچ گیا ہے۔ صداقت علی مفقود ہے کہ ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ ہاں رشوتلی زندہ تگڑا بھلا بلکہ سارا گھر کا دارومدار اور کاروبار اسی پر منحصر ہے۔ **ولیقضی اللّٰہ علی لسان نبیه ما احبّ.** اللہ تعالیٰ جو پسند فرمائیں گے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر فیصلہ صادر فرمائیں کہ لیکن تم سفارش کر کے اسکا اجر حاصل کر لو۔[2]

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

[2] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۱۳۹) باب اسْتِحْبَابِ مُجَالَسَةِ الصَّالِحِيْنَ وَ مُجَانَبَةِ قُرَنَاءِ السُّوْءِ.

(۱۱۷۶) باب: نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے اور بُری ہم نشینی سے پرہیز کرنے کے مستحب ہونے کے بیان میں

(۷۴۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِیُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَ جَلِيْسِ السُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَ نَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ يُحْذِيَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبًا وَنَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا اَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً.

(۶۷۸۴) حضرت ابوموسیٰ ؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نیک ہم نشین اور بُرے ہم نشین کی مثال خوشبو والے اور بھٹی دھونکانے والے کی طرح ہے۔ پس خوشبو والا یا تو تجھے کچھ (خوشبو) ویسے ہی عطا کردے گا یا تو اس سے خرید لے گا ورنہ تو اس سے عمدہ خوشبو تو پائے گا ہی اور بھٹی دھونکانے والا یا تو تیرے کپڑے جلادے گا ورنہ تو اس بدبو کو تو پائے ہی گا۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں اچھی صحبت میں رہنے اور بروں کی معیت سے بچنے کا ذکر ہے۔ اس پر پوری دنیا کا اتفاق ہے کہ صحبت اثر کرتی ہے جب پھل اور جانور تک ایک دوسرے سے رنگ اور ڈھنگ پکڑتے ہیں تو حساس اور صاحب الحواس انسان کیونکر متاثر نہ ہوگا۔ اس لیے تو شیخ سعدیؒ کا مشہور ترین قطعہ ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند و صحبت طالح ترا طالح کند.

مار کا یار مار ہی ہوتا ہے۔ یہی صحبت تو ہے جو صدیق کو جنت میں لے گئی اور ابوجہل کو جانب ثانی میں۔ اچھے اور برے ساتھی کی مثال اور اسکے مختلف اثرات متن وترجمہ سے واضح ہیں حدیث صحبت صالحین اختیار کرنے پر دلالت کررہی ہے اور ہم سب کو اصلاح کی راہ دکھا رہی ہے۔ اشارۃ النص سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مسک ومشک (جو ہرن کے نافے کا جما ہوا خون ہے) پاک ہے اور اسکا استعمال درست ہے۔ دم حرام کے حکم میں نہیں۔ جیسے حسن بصریؒ اور عطاءؒ وغیرہ کا قول تھا اگرچہ بعد میں یہ حضرات بھی جمہور کے مسلک حقہ کی طرف مائل ہوئے کہ مشک طیّب و پاک ہے۔ اسکا استعمال خرید وفروخت اور عطاء وقبول ہدیہ درست ہیں۔ اسی پر اجماع ہے۔[۱]

(۱۴۰) باب فَضْلِ الْاِحْسَانِ اِلَى الْبَنَاتِ.

(۱۱۷۷) باب: بیٹیوں کے ساتھ حُسن سلوک کی فضیلت کے بیان میں

(۷۴۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمٰنَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ

[۱] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

شِهَابٍ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْرَامَ وَاَبُوبَکْرِ بْنُ اِسْحٰقَ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی بَکْرٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ جَاءَتْنِی امْرَاَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا فَسَاَلَتْنِی فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِی شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَاَخَذَتْهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا فَدَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا فَقَالَ النَّبِیُّ مَنِ ابْتُلِیَ مِنَ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ.

(۶۷۸۵) زوجہ رسول اللہ ﷺ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک عورت آئی اوراس کے ہمراہ اس کی دو بیٹیاں تھیں اُس نے مجھ سے (کچھ کھانا) مانگا لیکن میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا۔ میں نے اُسے وہی عطا کر دی۔ پس اس نے لیکر اسے اپنی دونوں بیٹیوں کو تقسیم کر کے دے دیا اور اس سے خود کچھ نہ کھایا۔ پھر کھڑی ہوئی پس وہ اور اس کی بیٹیاں چلی گئیں پھر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے اس کی اس (عجیب) حرکت کو بیان کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا اور اس نے اُن سے اچھا سلوک کیا تو وہ اس مرد کیلئے جہنم سے پردہ ہوں گی۔

(۷۴۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِی ابْنَ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ اَنَّ زِيَادَ ابْنَ اَبِی زِيَادٍ مَوْلٰی ابْنِ عَيَّاشٍ حَدَّثَهُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْنِی مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا فَاَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ فَاَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً وَرَفَعَتْ اِلٰی فِيهَا تَمْرَةً لِتَاْكُلَهَا فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِی كَانَتْ تُرِيدُ اَنْ تَاْكُلَهَا بَيْنَهُمَا فَاَعْجَبَنِی شَاْنُهَا فَذَكَرْتُ الَّذِی صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ اَوْ اَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ.

(۶۷۸۶) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیاں اُٹھائے ہوئے آئی۔ میں نے اُسے تین کھجوریں دیں اور اس نے اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک کھجور کو اپنے منہ میں کھانے کیلئے رکھ لیا پھر اُس کی لڑکیوں نے اس سے یہ کھجور بھی کھانے کیلئے طلب کی تو اُس نے اس کھجور کو دو ٹکڑوں میں توڑ کر ان دونوں کو دے دیا جسے وہ خود کھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ مجھے اس کی اس حالت نے متعجب کر دیا۔ پس میں نے اُس کے اس واقعہ کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے اس عمل نے اس کے لیے جنت کو واجب کر دیا اور جہنم سے اسے آزاد کر دیا۔

(۷۵۰) حَدَّثَنِی عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اَبُو اَحْمَدَ الزُّبَيْرِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی بَكْرِ ابْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ وَضَمَّ اَصَابِعَهُ.

(۶۷۸۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح (اکٹھے) ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر بتایا۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین حدیثیں ہیں ان میں بیٹیوں کی پرورش اور شفقت کا ذکر ہے۔
حدیث اول : من ابتلی من البنات بشیء. بیٹیوں کو ابتلا وآزمائش کیوں کہا گیا۔ اسکی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اصل میں لوگ عموماً بیٹی کی پیدائش کو بنظر کراہت دیکھتے تھے چنانچہ فرمایا واذابشر احدهم بالانثى ظلّ وجهه مسودّا وهو كظيم (نحل ۵۸) جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوش خبری دی جاتی تو اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا اور دم گھٹنے لگتا۔ لیکن یہ بات محل نظر ہے کیونکہ بچیوں کی پیدائش کو کراہت سے دیکھنا یہ کفار کی حکایت ہے۔ مومن کے لیے تو بیٹا نعمت اور بیٹی رحمت ہے۔ اس لیے اسکی صحیح وجہ یہ ہے کہ بچیوں کی پرورش اور تربیت میں جو مشقتیں اور مسائل پیش آتے ہیں انکی وجہ سے ابتلاء فرمایا گیا اور بچیاں معیشت میں معاون نہیں ہوتیں الا قلیل. کیا ایک بیٹی کی تربیت کرنیوالا بھی مذکورہ بشارت کا مستحق ہوگا۔
(۱) بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ فضیلت اسکو ملے گی جو تین یا کم سے کم دو کی عیالداری کرے کیونکہ حدیث میں لفظ جمع ہے یا جاریتین تثنیہ۔ ایک کیلئے یہ بشارت نہیں۔ (۲) لیکن ظاہر یہ ہے کہ ایک بچی کی عیالداری کرنے والا بھی اس خوشخبری سے محروم نہ ہوگا۔
دلیل : (۱) من ابتلی من البنات بشیء . اس میں مِن تبعیضیہ اور لفظ شئی (دال علی القلة) ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک بیٹی والا بھی یہ خوشخبری پائے گا۔ (۲) اوسط طبرانی میں بروایت ابو ہریرہؓ صریح روایت ہے قلنا وبنتين قال وبنتين قلنا وواحدة قال وواحدة. ہم نے کہا اور دو تو فرمایا دو ہم نے کہا ایک تو فرمایا ایک بھی اس لیے قول ثانی راجح ہے۔ فاحسن اليهن.
اس سے بچیوں کے حقوق واجبہ ثابت ہوتے ہیں یا مزید بھی۔ لفظ احسان کا تقاضا یہی ہے کہ ان کے حقوق سے بڑھ کر ان سے اچھا برتاؤ اور تعاون کیا جائے۔ احسان وحسن سلوک کریں گے تو بدل جنت حسنٰی کی صورت میں ملے گا۔
حدیث ثانی : فاطعمتها ثلاث. حدیث اول میں ہے فلم تجد عندی شیئا غير تمرة واحدة فاعطيتها.
سوال ! پہلی حدیث میں ہے کہ میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا اس میں ہے میں نے تین دیں؟
جواب ! (۱) سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے تین کھجوریں دیں جیسے حدیث ثانی میں ہے حدیث اول میں ایک کا ذکر اس لئے ہے کہ وہ روایت بالمعنی ہے راوی نے اہم اور قابل ذکر چیز کو ذکر کردیا پورے واقعہ کو نہیں لیا۔ کیونکہ ایک ایک تو سب کیلئے برابر تھی لیکن مسکینہ ماں نے ایک بھی چیر کر بچیوں کو دے دی۔ فی الواقع تین دیں پہلے راوی نے ایک کو ذکر کیا۔ (۲) اولا بوقت طلب ایک تھی وہ دے دی اتنے میں دو اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو مل گئیں وہ بھی دیدیں اب مجموعہ تین ہوگیا۔ جو دوسری حدیث میں مذکور ہے اور پہلی دفعہ ایک دینے کا ذکر حدیث اول میں موجود ہے۔ (۳) یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دو الگ قصے ہیں ایک میں ایک دی جس کا حدیث اول میں ذکر ہے اور دوسرے موقع پر تین دیں جیسے حدیث ثانی میں ہے۔ وفيه بُعد.
فائدہ ! بہنوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بھی اسی بشارت کا مستحق ہوگا۔[1]

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۱۴۱) باب فَضْلِ مَنْ يَّمُوْتُ لَهٗ وَلَدٌ فَيَحْتَسِبَهٗ

(۱۱۷۸) باب: جس کے بچے فوت ہو جائیں اور وہ ثواب کی اُمید پر صبر کرے اُس کی فضیلت کے بیان میں

(۷۵۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.

(۶۷۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کسی بھی مسلمان آدمی کے تین بچے فوت ہو جائیں اُسے آگ صرف قسم کو پورا کرنے کیلئے ہی چھوئے گی۔

(۷۵۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَ ابْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِاِسْنَادِ مَالِكٍ وَ مَعْنٰى حَدِيْثِهٖ اِلَّا اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ فَيَلِجَ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.

(۶۷۸۹) ان اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے، البتہ حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ صرف قسم کو پورا کرنے کیلئے جہنم میں داخل ہوگا۔

(۷۵۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِيْ ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِنِسْوَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ لَا يَمُوْتُ لِاِحْدَاكُنَّ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهٗ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنْهُنَّ اَوِ اثْنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوِ اثْنَانِ.

(۶۷۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی عورتوں سے فرمایا: تم میں سے جس کسی کے بھی تین بچے فوت ہو جائیں گے اور وہ ثواب کی اُمید پر (صبر) کرے گی تو جنت میں داخل ہوگی۔ ان میں سے ایک عورت نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر دو مر جائیں؟ (تو کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا: یا دو (مر جائیں تب بھی یہی حکم ہے)

(۷۵۴) حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ نِ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَاْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ قَالَ اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَاَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ مِنِ امْرَاَةٍ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً اِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ.

(۶۷۹۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض

کیا: اے اللہ کے رسول! مرد تو آپ سے احادیث لے گئے۔ آپ اپنے پاس سے ایک دن ہمارے لیے بھی مقرر کر دیں تاکہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے وہ تعلیم حاصل کریں۔ جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم فلاں فلاں دن جمع ہوا کرو۔ پس وہ جمع ہو گئیں اور رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے اور انہیں (احکام) کی تعلیم دی جو اللہ نے آپ کو سکھائے تھے۔ پھر فرمایا: تم میں سے جو عورت اپنے سے پہلے اپنے تین بچوں کو بھیجے گی تو وہ اُس کیلئے جہنم سے پردہ ہوں گے۔ ایک عورت نے کہا: اور دو، اور دو، اور دو، ؟ (کا کیا حکم ہے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور دو، اور دو، اور دو، (کیلئے بھی یہی بشارت ہے)

(۷۵۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِیِّ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ وَ زَادَا جَمِيْعًا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ.

(۶۷۹۲) ان اسناد سے بھی یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح مروی ہے البتہ اس میں یہ بھی ہے کہ تین ایسے بچے جو ابھی تک بالغ نہ ہوئے ہوں۔

(۷۵۶) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَ تَقَارَبَا فِی اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِی السَّلِيْلِ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِنَّهٗ قَدْ مَاتَ لِیَ ابْنَانِ فَمَا اَنْتَ مُحَدِّثِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحَدِيْثٍ تُطَيِّبُ بِهٖ اَنْفُسَنَا عَنْ مَوْتَانَا قَالَ قَالَ نَعَمْ صِغَارُهُمْ دَعَامِيْصُ الْجَنَّةِ يَتَلَقّٰى اَحَدُهُمْ اَبَاهُ اَوْ قَالَ اَبَوَيْهِ فَيَاْخُذُ بِثَوْبِهٖ اَوْ قَالَ بِيَدِهٖ كَمَا آخُذُ اَنَا بِصَنِفَةِ ثَوْبِكَ هٰذَا فَلَا يَتَنَاهٰى اَوْ قَالَ (فَلَا) يَنْتَهِیْ حَتّٰى يُدْخِلَهُ اللّٰهُ وَاَبَاهُ الْجَنَّةَ وَفِیْ رِوَايَةِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُو السَّلِيْلِ.

(۶۷۹۳) حضرت ابو حسان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: میرے دو بچے فوت ہو گئے ہیں تو کیا آپ رسول اللہ ﷺ سے ایسی کوئی حدیث بیان کر سکتے ہیں جس سے ہمارے دلوں کو اپنے فوت شدہ کی طرف سے طبعی خوشی مل جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: جی ہاں چھوٹے بچے تو جنت کے کیڑے ہیں۔ ان میں سے جو بھی اپنے باپ یا اپنے والدین سے ملے گا تو اُس کے کپڑے کو یا اُس کے ہاتھ کو پکڑ لیں گے۔ جیسا کہ میں تیرے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے ہوں۔ وہ اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گا۔ جب تک اللہ اُسے اور اس کے باپ کو جنت میں داخل نہ کر دے گا۔

(۷۵۷) حَدَّثَنِيْهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى يَعْنِی ابْنَ سَعِيْدٍ عَنِ التَّيْمِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ فَهَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا تُطَيِّبُ بِهٖ اَنْفُسَنَا عَنْ مَوْتَانَا قَالَ نَعَمْ.

(۶۷۹۴) اس سند سے بھی حدیث مروی ہے کہ انہوں نے کہا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی بات سنی ہے جو ہمیں ہمارے فوت شدگان کی طرف سے خوش کر دے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا: جی ہاں۔

(۷۵۸) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ سَعِيْدِنِ الْاَشَجُّ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ بَكْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنُوْنَ ابْنَ غِيَاثٍ ح وَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ جَدِّهٖ طَلْقِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ

اَبِیْ زُرْعَةَ (بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتَتِ امْرَاَةٌ النَّبِیَّ ﷺ بِصَبِیٍّ لَّهَا فَقَالَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ لَهٗ فَلَقَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً قَالَ دَفَنْتِ ثَلَاثَةً قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِیْدٍ مِّنَ النَّارِ قَالَ عُمَرُ مِنْ بَیْنِهِمْ عَنْ جَدِّهٖ وَ قَالَ الْبَاقُوْنَ عَنْ طَلْقٍ وَلَمْ یَذْکُرُوا الْجَدَّ.

(۶۷۹۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اس کے حق میں اللہ سے دعا مانگیں اور میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تو نے پھر جہنم سے ایک مضبوط بندش اور آڑ باندھ لی ہے۔ آگے سند کا اختلاف ذکر کیا ہے۔

(۷۵۹) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ طَلْقِ بْنِ مُعَاوِیَةَ النَّخْعِیِّ اَبِیْ غِیَاثٍ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ بِابْنٍ لَّهَا فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ یَشْتَکِیْ وَاِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْهِ قَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً قَالَ لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِیْدٍ مِّنَ النَّارِ قَالَ زُهَیْرٌ عَنْ طَلْقٍ وَلَمْ یَذْکُرِ الْکُنْیَةَ.

(۶۷۹۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو لئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ بچہ بیمار ہے اور میں ڈرتی ہوں (کہ کہیں مرنہ جائے) کیونکہ میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تحقیق! تو نے پھر جہنم سے ایک مضبوط بندش باندھ لی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس میں نو حدیثیں ہیں۔ ان میں نابالغ بچے کی وفات پر صبر کے اجر کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: اِلاّ تحل القسم اس سے مقصود وہ آیت ہے جس کا ذکر باب من فضائل اهل الشجرة و بیعة الرضوان میں گزرا ہے۔ وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا (مریم ۷۱) نہیں ہے تم میں سے کوئی ایک مگر اس پر وارد ہوگا یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ صرف پل صراط سے مرور ہوگا جہنم میں ورود نہ ہوگا، یہ گزرنا بھی ایسا کہ جس میں آگ کا احساس تک نہ ہوگا۔

حدیث رابع: ذهب الرجال بحدیثك . اکثر اوقات حاضر رہنا، سننا، یاد کرنا، سفر و حضر میں ساتھ رہنا اور سیکھنا مردوں کے لئے ہے اگرچہ احیاناً عورتیں بھی حاضر ہو کر مسائل معلوم کرتی تھیں مگر مردوں کی نسبت کم اس کا ذکر ہے۔

☆ اس میں رشک اور غبطہ کے جواز کا ثبوت ہے بالخصوص دینی معلومات اور عملی میدان میں۔

☆ اس میں عورتوں کیلئے مخصوص دن اور علیحدہ تعلیم کا بھی ثبوت ہے۔ فقالت امرأة من النساء یہ عورت ام سلیم انصاریؓ یہ تھیں۔ اسی طرح ام مبشر انصاریہ نے بھی سوال کیا تھا۔ اثنین و اثنین. دو دو۔ ایک بچے پر صبر کرنے والا بھی یہ اجر پائے گا؟ ام ایمن سے واحد کا ذکر صریح نہیں لیکن ایک بھی شامل ہے۔

دلیل: مالعبدی المومن عندی جزاء اذا قبضت صفیّه من اهل الدنیا ثم احتسبه الاالجنة. (بخاری ج۲ص ۹۵۰) جب میں اپنے بندے کے دل کا ٹکڑا (بچہ) قبض کرلوں پھر وہ اس پر صبر اور امید ثواب رکھے تو اس کیلئے جنت ہی بدلہ ہے اس

سے ثابت ہوا ایک بچہ پر صبر کرنے والا بھی اجر پائے گا۔

حدیث خامس: لم یبلغوا الحنث جو حد بلوغ اور عمر تکلیفی کو نہ پہنچا ہو۔ حنث کا معنی ہے گناہ یعنی ایسی عمر کو نہ پہنچا ہو جس میں اعمال نامہ میں مکلف ہونے کی وجہ سے گناہ لکھے جاتے ہوں ریکارڈ کے آغاز سے پہلے ہی دنیا سے چلا گیا صغرسنی کے ذکر کی وجہ اسکی وجہ علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ چھوٹے بچے سے پیار زیادہ ہوتا ہے اور جدائی کا غم بھی زیادہ اس لئے یہ بشارت ہے۔ اگرچہ بالغ بچے کی موت پر بھی غم تو ہوتا ہے۔

اگر کسی کا بالغ بچہ فوت ہو جائے تو کیا اس کیلئے جنت کی بشارت ہے؟ لم یبلغوا الحنث کی قید سے ظاہراً یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ فضیلت چھوٹے بچے کے ساتھ مخصوص ہے اور یہی مشہور ہے کیونکہ چھوٹا بچہ معصوم ہوتا ہے اور اسکا غم بھی، لیکن علامہ ابن المنیرؒ نے کہا ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں نابالغ بچے کی موت پر صبر کی صورت میں بھی خوشخبری حاصل ہوگی۔ ابن المنیرؒ کی دلیل: وہ کہتے ہیں کہ چھوٹا بچہ جو والدین کیلئے کسی طرح بھی معاون نہیں بلکہ اس کے اخراجات والدین کو اٹھانے پڑتے ہیں اس کیلئے یہ فضیلت ہے تو بالغ بچہ جو باپ کا معاون اور ماں کا خادم ہے کام کاج میں ہاتھ بٹاتا ہے جب غیر نافع بچہ کیلئے یہ فضیلت ہے تو ساعی، معاون اور مکلف کی موت پر صبر کرنے پر یہ اجر کیوں نہ ملے گا بلکہ ضرور ملے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ صغیر و کبیر دونوں کو شامل ہے علامہ عینی نے عمدہ القاری ج ۴ ص ۳۴ پر ابن المنیرؒ کے قول کو ترجیح دی ہے۔

حدیث سادس: فما انت محدثی کیا تو مجھے بیان نہیں کرتا۔ نعم صغارهم دعامیص الجنة یہ دعموص کی جمع ہے دو یہ صغیرہ جنت کے کیڑے۔

حدیث ثامن: احتظرت بحظار شدید مضبوط آڑ حِظار بروزن ریاض و جوار۔ باغ کے ارد گرد بنائی جانے والی آڑ دیوار ہو یا جھاڑیوں سے تیار شدہ۔

مسئلہ! احادیث باب سے معلوم ہوا کہ اطفال مسلمین جنتی ہیں اور قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (طور ۲۱) اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد جس نے ایمان میں انکی اتباع کی انکی اولاد کو ان کے ساتھ (جنت میں) ملا دیں گے۔ اطفال مشرکین کے متعلق تفصیلی بحث قریب ہی کتاب القدر میں آرہی ہے۔[1]

(۱۴۲) باب إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا أَمَرَ جِبْرَئِيلَ فَأَحَبَّهُ وَأَحَبَّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ.

(۱۱۷۹) باب: اللہ جب کسی بندے کو محبوب رکھے تو جبرئیل علیہ السلام کو بھی اسے محبوب رکھنے کا حکم کرتے ہیں اور آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں پھر اسے زمین میں مقبول بنائے جانے کے بیان میں

(۷۶۰) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ

---

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنِّيْ أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرَئِيلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَاءِ فَيَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ قَالَ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ اللّٰهُ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيلَ فَيَقُوْلُ إِنِّيْ أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرَئِيلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِيْ أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوْهُ قَالَ فَيُبْغِضُوْنَهُ ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ.

(۶۷۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں: میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو اسے محبوب رکھ: فرمایا: پس جبرئیل علیہ السلام بھی اُس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آسمان میں منادی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اُس سے محبت کرو۔ تو آسمان والے بھی اُس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر زمین میں اُس کیلئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب (اللہ) کسی بندے سے بغض رکھتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں، میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں تو بھی اُسے مبغوض رکھ۔ پس جبرئیل علیہ السلام بھی اُس سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر زمین میں اُس کیلئے عداوت رکھ دی جاتی ہے۔

(۷۶۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ ح وَحَدَّثَنَاهُ سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو نِ الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ح وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ نِ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ وَهُوَ ابْنُ أَنَسٍ كُلُّهُمْ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيْثَ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ لَيْسَ فِيْهِ ذِكْرُ الْبُغْضِ.

(۶۷۹۸) اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے البتہ ابن مسیب کی حدیث میں بغض کا ذکر نہیں۔

(۷۶۲) حَدَّثَنِيْ عَمْرُو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ قَالَ كُنَّا بِعَرَفَةَ فَمَرَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَهُوَ عَلَى الْمَوْسِمِ فَقَامَ النَّاسُ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لِأَبِيْ يَا أَبَتِ إِنِّيْ أَرَى اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ لِمَا لَهُ مِنَ الْحُبِّ فِيْ قُلُوْبِ النَّاسِ قَالَ بِأَبِيْكَ أَنْتَ سَمِعْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ عَنْ سُهَيْلٍ.

(۶۷۹۹) حضرت سہیل بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم عرفہ میں تھے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ گزرے اور وہ امیر حج تھے۔ تو لوگ اُنہیں دیکھنے کے لیے کھڑے ہو گئے میں نے اپنے باپ سے کہا: ابا جان! میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ عمر بن عبدالعزیز سے محبت کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: کس وجہ سے؟ میں نے کہا: لوگوں کے دلوں میں اُس کی محبت ہونے کی وجہ سے۔ تو انہوں نے کہا: تجھے تیرے باپ کی قسم تم نے حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سنی ہوگی پھر جریر عن سہیل کی طرح حدیث بیان کی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں اللہ کے محبوب بندوں کی مقبولیت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: انّ اللہ اذا احبّ عبدا۔ اس محبت کے متعلق مسند احمد میں یہ ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب اور جستجو میں لگ جاتا ہے اور اسی دھن میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ میرا بندہ میری جستجو میں ہے یقیناً میری رحمت

اس پر آن پڑی پھر جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ فلاں پر اللہ کی رحمت ہے پھر یہی جملہ عرش اٹھانے والے فرشتے پھر اس کے اردگرد والے پھر ساتوں آسمانوں کے فرشتے کہتے ہیں حتی کہ زمین پر اس کیلئے رحمت وقبولیت اتار دی جاتی ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں!!! ان العبد ليلتمس مرضاة الله ولايزال بذالك فيقول الله عزوجل لجبرئيل انّ فلانا عبدى يلتمس ان يرضينى الا وان رحمتي عليه فيقول جبرئيل رحمة الله على فلان ويقولها حملة العرش ويقولها من حولهم حتى يقولها اهل السموات السبع ثم تهبط له الى الارض (تكمله) ثم يوضع له القبول فى الارض. لوگوں کے دلوں میں رضا اور محبت بٹھا دی جاتی ہے اللہ سے مراد اللہ والوں کی محبت ہے فساق وفجار کی محبت کا اعتبار نہیں بلکہ اس کے اسباب کچھ اور ہوتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان الذين أمنوا وعملوا الصلحت سيجعل لهم الرحمن ودا (مریم ۹۶) بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ تعالیٰ (لوگوں کے دلوں میں) ان کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ لیکن یہ امر اتفاقی ہے ضروری نہیں کیونکہ رب اشعث اغبر مدفوع بالا بواب پہلے گذر چکا ہے۔ هكذا قال ابى: لیکن یہ کہا جاسکتا ہے مدفوع من الابواب سے ابواب العوام مراد ہیں اللہ والے تو ان کو اپنے سروں کا تاج سمجھتے ہیں اس لئے عمومی طور پر بھی حدیث باب سچی آسکتی ہے۔ یہ حدیث اس کے معارض نہیں۔ انى ابغض فلانا اللہ کا بندے سے محبت اور بغض کرنے کا مفہوم؟ اللہ کی طرف سے اپنے بندوں کیلئے لفظ محبت کا اثبات ونفی دونوں قرآن کریم میں مذکور ہیں "والله يحب المحسنين (ال عمران ۱۳۴) ان الله لا يحب الخائنين (انفال ۵۸) محبت قلب میں ہوتی ہے اور قلب جسم ہے اس کیلئے سینہ محل چاہئے پھر اس کے اندر کا ادراک۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جسم وجہات سے پاک ہے اس لئے علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ محبت اللہ کا معنیٰ ثواب، رحمت، نعمت، عنایت، سعادت وقبولیت ہیں اى يثيبهم الله (جلالين) انکو عمدہ بدلہ دے گا تو اللہ کی محبت کا معنیٰ عنایت ہوا۔

☆ بغض کا معنیٰ! اللہ کی طرف سے عنایت نہ کرنا اور سزا دینا۔

جبرئیل اور فرشتوں کی محبت اور نفرت کا مطلب؟ اس کے دو مطلب ہیں (۱) بندوں کیلئے استغفار ودعا کرنا اور اس کی تعریف کرنا۔ الّذين يحملون العرش ومن حوله يسبّحون بحمد ربهم ويومنون به ويستغفرون للذين آمنو (مؤمن ۷) اور وہ فرشتے جو عرش کو اٹھاتے ہیں اور ان کے اردگرد ہیں وہ اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان والوں کیلئے استغفار کرتے ہیں۔ (۲)۔ ظاہری اور حقیقی معنیٰ یہ ہے کہ جبرئیل اور ملائکہ اس انسان سے محبت کرتے ہیں۔ جو میلان قلبی اور ملاقات کے شوق کا نام ہے۔ ☆ بغض کا معنیٰ! فرشتوں کی طرف سے استغفار ودعا نہ کرنا اور نفرت کرنا۔[1]

(۱۴۳) بَابُ الْاَرْوَاحِ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ.

(۱۱۸۰) باب: تمام روحوں کے مجتمع جماعتوں میں ہونے کے بیان میں

(۶۴۷) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِى ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ.

---

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۶۸۰۰) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روحیں مجتمع جماعتیں تھیں۔ جن کا (اس وقت) ایک دوسرے سے تعارف ہوا ہے ان میں محبت ہوگئی اور جنکا تعارف نہیں ہوا ان میں اختلاف رہے گا۔

(۷۶۴) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِحَدِيْثٍ يَرْفَعُهُ قَالَ النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا وَالْأَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ.

(۶۸۰۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ لوگ چاندی اور سونے کی کانوں کی طرح کانیں ہیں۔ اُن کی جاہلیت میں اچھے لوگ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ جبکہ وہ سمجھدار ہوں اور روحیں باہم جماعتیں تھیں۔ جن کا (اُس وقت) ایک دوسرے سے تعارف ہوا ان میں محبت ہوگئی اور جنکا تعارف نہیں ہوا اُن میں اختلاف رہے گا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں ان میں روحوں کی تخلیق اور انواع کا ذکر ہے **الارواح جنود مجندة.** روحوں کے گروہ اور لشکر تھے، روحیں عالم ارواح میں گروہ اور لشکر کی صورت میں تھیں۔ **فما تعارف.** عالم ارواح میں تمام روحیں اپنی مختلف عادات، صفات، حالات اور انواع کے ساتھ مجتمع تھیں۔

(۱) وہاں جنکی باہم مناسبت ہوئی اور ایک دوسرے کو پہچانا تو جسموں میں آنے اور سرایت کرنے کے بعد وہ تعارف سابقہ ظاہر ہوا اور یہاں عالم اجساد اور عالم دنیا میں بھی متعارف ہوئے اور جو وہاں منہ موڑے کھڑے تھے یہاں پشتیں دکھا رہے ہیں اور یہ تعارف وتناکر (اوپرا پن) خلقت وجبلت کے اعتبار سے ہے۔ عادات مل گئیں تو دنیا میں بھی قارورہ مل گیا بھلے دور کے ہوں یا قریب کے۔ اس تعارف کی بنیاد عالم ارواح کی ملاقات وپہچان ہے۔

(۲) علامہ خطابیؒ کہتے ہیں کہ یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ خیر وشر صلاح وفساد کے اعتبار سے مناسبت پیدا ہوئی۔ ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ﴾ (نور ۲۶) برے اعمال والوں نے اشرار کی طرف اور اچھے اعمال والوں نے ابرار کی طرف میلان کیا، اس صورت میں تعارف ومناسبت کا سبب عمل ہوگا۔ (۳) یہ احتمال بھی ہے کہ خلقت وسرایت اجسام سے پہلے روحیں آپس میں ملیں اور جسم میں آتے ہی اس ملاقات وعہد کو یاد کیا اور ایک دوسرے کو پہچان لیا

سوال! اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ بعض لوگ پہلے محبت کرتے ہیں پھر نفرت اسی طرح بعضوں سے پہلے نفرت ہوتی اور بعد میں الفت پیدا ہو جاتی ہے اگر عالم ارواح کے تعارف کا لحاظ رکھیں تو پھر تعارف نہ ہونے کی وجہ سے نفرت ہمیشہ کیلئے یا تعارف کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے الفت۔

جواب! محبت والفت کا ابتدائی سبب تو یہی عالم ارواح کی معرفت ہے بعد میں کسی عمل قبیح کی وجہ سے نفرت ہونا یہ امر طاری ہے، بعد میں پیش آنے والا ہے۔ اسی طرح پہلے نفرت کی حرکت قبیح اور غلط عقیدہ کی وجہ سے پھر اصلاح کی وجہ سے محبت ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی کافر سے ایمان لانے کے بعد حالت ایمان میں محبت ہونا یہ بعد میں ہوا۔ حدیث کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جنکا تعارف ہوا انکی اول ملاقات میں الفت ہوئی بعد میں کسی سبب سے نفرت ہو جائے اسی طرح وہاں جن سے اوپرا پن رہا ان سے یہاں دنیا میں آکر

نفرت ہی تھی بھلے بعد میں انکے کسی عمل واحسان کی وجہ سے محبت ہو بھی جائے ،تو یہ حدیث کے منافی نہیں ۔
فائدہ! ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ انسان کو اگر اہل اللہ سے نفرت یا کفار و فجار سے محبت ہو تو اس کے ازالے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ بے جا نفرت اور بے جا محبت سے نجات پا کر اس ادارک وکیفیت کو برمحل استعمال کرے۔ الحب فی اللہ و البغض فی اللہ. تا کہ انجام اور آخرت میں حشر نیکو کاروں کے ساتھ ہو،غداروں کے ساتھ نہ ہو۔ جو عالم ارواح میں تو کہہ کر آئے :بلٰی! اور یہاں کہہ رہے ہیں انا ربکم الاعلی . یامعین الدین چشتی تیرادے ہماری کشتی؟ العیاذ باللہ۔
حدیث باب کا شان ورود: مکہ مکرمہ میں ایک مزاحی خاتون تھی وہ مدینہ میں بھی اپنے جیسی گپی مزاج عورت کے پاس آئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: صدق حبی میرے محبوب حبیب اللہ ﷺ نے سچ فرمایا: پھر یہ حدیث سنائی الارواح[1]

(۱۴۴) باب المرءِ مَعَ مَنْ اَحَبَّ.

(۱۱۸۱) باب: آدمی کا اُسی کے ساتھ (حشر) ہوگا جس سے وہ محبت رکھے گا کے بیان میں

(۷۶۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ (بْنُ مَسْلَمَةَ) بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ حُبَّ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ.

(۶۸۰۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی۔تو رسول اللہ ﷺ نے اُس سے فرمایا: تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اُس نے عرض کیا: اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت آپؐ نے فرمایا: تو انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے۔

(۷۶۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِزُهَیْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا فَلَمْ یَذْكُرْ كَثِیْرًا قَالَ وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ قَالَ فَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ.

(۶۸۰۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: تو نے اس کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کسی بڑے عمل کا ذکر نہ کیا اور عرض کیا: بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: پس تو انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت کرتا ہے۔

(۷۶۷) حَدَّثَنِیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَعْرَابِ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَبِیْرٍ اَحْمَدُ عَلَیْهِ نَفْسِیْ.

(۶۸۰۴) انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دیہات سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ باقی

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

حدیث اُسی طرح ذکر کی۔ اس میں اس طرح ہے کہ اُس نے عرض کیا: میں نے اس کیلئے اتنی زیادہ تیاری نہیں کی جس پر میں اپنے آپ کی تعریف کروں۔

(۷۶۸) حَدَّثَنِی اَبُو الرَّبِیْعِ الْعَتَکِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ یَعْنِی ابْنَ زَیْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتُ نِ الْبُنَانِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ حُبَّ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ قَالَ فَاِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَمَا فَرِحْنَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحًا اَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّکَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَاَنَا اُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ اَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ وَاِنْ لَمْ اَعْمَلْ بِاَعْمَالِھِمْ۔

(۶۸۰۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب (قائم) ہوگی؟ آپؐ نے عرض کیا: تو نے قیامت کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اُس نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت۔ آپؐ نے فرمایا: تو انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے، ہمیں اسلام کے بعد نبی کریم ﷺ کے قول کہ تو انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے اس سے بڑھ کر اور کسی بات کی زیادہ خوشی نہیں ہوئی۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: پس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ میں انہیں کے ساتھ ہوں گا۔ اگرچہ میں نے ان جیسے اعمال نہیں کیے۔

(۷۶۹) حَدَّثَنَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ نِ الْغُبَرِیُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَیْمٰنَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ نِ الْبُنَانِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَلَمْ یَذْکُرْ قَوْلَ اَنَسٍ فَاَنَا اُحِبُّ وَمَا بَعْدَہٗ۔

(۶۸۰۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے اسی طرح حدیث روایت کرتے ہیں لیکن اس سند میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول: میں اُن سے محبت کرتا ہوں اور اسکے بعد والا (حدیث کا ٹکڑا موجود) نہیں۔

(۷۷۰) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ حَدَّثَنَا اَنَسُ ابْنُ مَالِکٍ قَالَ بَیْنَمَا اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَارِجَیْنِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِیْنَا رَجُلًا عِنْدَ سُدَّۃِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ فَکَاَنَّ الرَّجُلَ اسْتَکَانَ ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا کَثِیْرَ صَلَاۃٍ وَلَا صِیَامٍ وَلَا صَدَقَۃٍ وَلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ قَالَ فَاَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔

(۶۸۰۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے۔ ہم مسجد کی چوکھٹ پر ایک آدمی سے ملے اُس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب (قائم) ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ یہ (سن کر) اُس آدمی پر خاموشی چھا گئی پھر اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اُس کیلئے

(نفلی) نمازیں اور روزے اور صدقہ وغیرہ تو زیادہ تیار نہیں کیے البتہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے۔

(۷۷۱) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الْیَشْکُرِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ۔

(۶۸۰۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی پہلی حدیث اسی طرح اس سند سے بھی مروی ہے۔

(۷۷۲) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَنَسًا ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِیُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذٌ یَعْنِیَانِ ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ۔

(۶۸۰۹) اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

(۷۷۳) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا و قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (یَا) رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ تَرٰی فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا یَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

(۶۸۱۰) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اُس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت تو رکھتا ہو لیکن اُن تک پہنچ نہ سکتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھے گا۔

(۷۷۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ ح وَحَدَّثَنِیْهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ یَعْنِیْ ابْنَ جَعْفَرٍ کِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوَّابِ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ قَرْمٍ جَمِیْعًا عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ۔

(۶۸۱۱) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے اسی طرح حدیث روایت کرتے ہیں۔

(۷۷۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ فَذَکَرَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ۔

(۶۸۱۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ باقی حدیث مبارکہ گزر چکی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں ان میں آدمی کا اپنے محبوب کے ساتھ حشر کا ذکر ہے۔

حدیث اول: عن انس بن مالك ان اعرابیا یہ وہی صحابی ہیں جس نے مسجد میں پیشاب کیا تھا۔ انکا نام ذوالخویصرۃ الیمانی

ہے (ابن حجرؒ)۔ یہ مسجد کے برآمدہ کے پاس نبی ﷺ سے ملے اور سوال کیا قیامت کب آئے گی؟ مَا اَعْدَدْتَّ لَهَا. پوچھنا اور قیامت کا وقت جاننا اہم نہیں بلکہ اہم تو تیاری کرنا ہے وہ تو اپنے وقت پر آ کر رہے گی اگر تیاری نہ ہوئی تو رسوائی ہوگی۔ انت مع من احببت. یعنی انکے ساتھ لاحق ہوگا اور ان کے زمرے میں شامل ہوگا۔ نوویؒ کہتے ہیں کہ اس میں انبیاء صالحین اولیاء اللہ بزرگوں اور نیک لوگوں سے محبت وتعلق کی فضیلت واہمیت بیان ہوئی بھلے حیات ہوں یا اللہ کو پیارے ہو گئے ہوں۔ ان سے محبت کا مقصد یہ ہے کہ ان کے احکام کو مانا جائے اور نواہی سے اجتناب کیا جائے نہ کہ انکی سنتوں پر بے رحم وار کئے جائیں اور خالی محبت کے دعوے کرتے رہیں۔ ہاں اگر مکمل طور پر ان جیسے اعمال ومجاہدے اور ریاضت نہ سہی لیکن جو بس میں ہو اس سے جی نہ چرائیں اور مکمل احکام شرع، آداب اور سنن نبویہ کو اپنانے کی کوشش کی جائے جیسے اس صحابی نے کہا کہ زیادہ عمل تو نہیں کیونکہ عمل جتنا بھی کر لیں کم ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں عمل بالکل کرتا ہی نہیں صرف عشق رسول کا دعویدار ہوں نہیں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ دین پر چلتا ہوں لیکن آپ کی محبت کو سب سے بڑا اور قیمتی سرمایہ سمجھتا ہوں۔

حدیث سادس: عند سدة المسجد. برآمدہ، شیڈ، الظلال المسقّفة عندباب المسجد سدة کی جمع سُدد ہے فکانّ الرجل استکان گویا آدمی دب گیا کہ کیا کہوں۔

حدیث سابع: فقال یا رسول اللہ! کیف؟ جاء رجل. یہ ابوذرؓ یا ابوموسیٰ اشعریؓ یا صفوان بن قدامہؓ تھے۔ **حدیث ثامن:** حدثنا ابو الجواب. یہ احوص بن جواب ضبی کوفی ہیں۔ ابن معین ابن حبان اور ابوحاتم نے ثقہ متقن اور صدوق کہا ہے۔ اس کی وفات ۲۱۱ھ ہے۔[1]

(۱۴۵) باب اِذَا ثُنِیَ عَلَی الصَّالِحِ فَهِیَ بُشْرٰی وَلَا تَضُرُّهٗ

(۱۱۸۲) باب: نیک آدمی کی تعریف ہونا، اُس کے لیے بشارت ہونے کے بیان میں

(۶۷۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَ اَبُو الرَّبِيْعِ وَ اَبُو كَامِلٍ نِ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَ يَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ.

(۶۸۱۳) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا گیا: آپ ﷺ اُس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو نیک اعمال کرے اور اس پر لوگ اُس کی تعریف کریں؟ آپ نے فرمایا: مؤمن کی فوری بشارت ہے۔

(۶۷۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ وَكِيْعٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الصَّمَدِ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ بِاِسْنَادِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ مِثْلَ حَدِيْثِهٖ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِهِمْ عَنْ شُعْبَةَ غَيْرَ عَبْدِ الصَّمَدِ وَ

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

يُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ وَ فِي حَدِيْثِ عَبْدِ الصَّمَدِ وَ يَحْمَدُهُ النَّاسُ كَمَا قَالَ حَمَّادٌ.

(۶۸۱۴) ان اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے ایک روایت میں ہے کہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ اس میں نیک و کار کی تعریف اور قبولیت کا ذکر ہے جو خواہش کے سوا ہو تو ایک خوشخبری ہے۔ تلك عاجل بشرى المؤمن۔ یہ مؤمن کیلئے نقد بشارت ہے۔

باب کا حاصل: اگر کوئی شخص اس لئے نیکی کرتا ہے کہ تعریف ہو اور دنیا میں میری بزرگی کی دھوم مچ جائے تو یہ ریاء ہے جو شرک کا شعبہ ہے اور حرام ہے۔ لیکن اگر ایک آدمی صرف خالص اللہ کی رضا کیلئے عمل کرتا ہے ریا، سمعہ وشہرت، دنیاوی مفادات جیسی کوئی نیت نہیں۔ پھر اگر کوئی اسکی تعریف کرے تو یہ اس کیلئے مضر نہیں۔ اس سے مزید عجب وخود پسندی پیدا نہیں ہوتی بلکہ شکر کی توفیق ملتی ہے۔ بندہ کی نظر میں اخلاص کی واضح نشانی یہ ہے کہ لوگوں کی تعریف سے خوش نہ ہو اور تعریف سننے کا منتظر نہ ہو کہ کون کب میری تعریف کرے اور میں سر جھکاؤں! حالانکہ اندر مدح کی طلب ہے۔ کوئی کچھ کہے کیفیت برابر رہے اسکا نام ہے اخلاص۔[1]

آخر کتاب البرّ والصلة

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

کتاب القدر

قدر: کا لغوی معنیٰ ہے اندازہ کرنا، مقرر کرنا۔ انا کلّ شیء خلقناه بقدر. (قمر ۴۹) بے شک ہم نے ہر چیز کو (ایک) اندازے سے پیدا کیا۔

اصطلاحی تعریف: تقدیربان یجعلهاعلی مقدارمخصوص و وجه مخصوص حسبما اقتضت الحکمة۔ امام راغب اصفہانیؒ کہتے ہیں تقدیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک خاص مقدار (جسم وحجم) اور خاص ہیئت وشکل میں عین حکمت کے تقاضے کے مطابق پیدا فرماتے ہیں۔ علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوقات کے پیدا فرمانے سے پہلے انکی تقدیروں، حالات، زمانوں اور کیفیات کا علم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس علم سابق جو عالم علوی یا سفلی سب کو محیط تھا کے مطابق تمام مخلوقات کی عمریں، زمانہ، وجود وفناء، اعمال وکسب، شکل وعقل سب کچھ لکھوادیا۔ اس لوح محفوظ میں لکھے فیصلے کا نام تقدیر ہے۔

تقدیر کی اقسام: تقدیر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تقدیر مبرم (۲) تقدیر معلق۔

قضاوقدر میں فرق: ازل میں علم وحکم کلی اجمالی کا نام قضاء ہے اور اسکی تفصیلات وجزئیات کا نام قدر ہے۔

قضاء وقدر کا حکم: ☆ علامہ سمعانیؒ کہتے ہیں اسکا علم صرف اور صرف وحی (قرآن وسنت) سے حاصل ہوسکتا ہے اس کے جاننے میں عقل وخرد اور قیاس کا کوئی دخل نہیں۔ ☆ یہ اللہ کے اسرار میں سے ہے جو اسکو عقل سے جاننے کی کوشش کرے گا تو ورطۂ حیرت میں پڑے گا یا گمراہ ہوجائیگا۔ اسکا علم کسی نبی مرسل نہ کسی ملک مقرب کو ہے۔ انسان پر تقدیر خیر وشر دونوں پر ایمان لانا لازمی ہے۔

مسئلہ: تقدیر میں بحث وتمحیص، مناظرہ ومباحثہ اور کھود کرید منع ومُضر ہے۔ صرف تصدیق کرنا ضروری ہے۔

مقولہ: سیدنا علیؓ سے پوچھا گیا۔ ﴿بيّن لنا في القدر شيئًا﴾ مسئلہ تقدیر کے بارے میں ہمیں کچھ بیان کیجئے!

جواب دیا: ﴿طريق مظلم لاتسلكه﴾ یہ تاریک راستہ ہے اس میں قدم نہ رکھو۔ سائل نے دوبارہ پوچھا! تو فرمایا: ﴿بحر عميق لاتُردِه﴾ یہ گہرا سمندر ہے اس میں نہ اتر۔ سہ بارہ سوال کیا! تو فرمایا: ﴿سرّ الله خفيه عليك فلا تفتشه﴾ یہ اللہ کا راز ہے جو تجھ پر مخفی رکھا گیا اس کی چھان بین نہ کر۔ یہی اسلام وسلامتی کا راستہ ہے۔ راقم! علامہ طحاویؒ فرماتے ہیں۔ واصل القدر سر الله في خلقه لم يطلع على ذالك ملك مقرب ولا نبي مرسل. تقدیر اللہ کا راز ہے اسکی مخلوق میں اس پر کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کو اطلاع وعلم نہیں۔ والتعمّق والنظر في ذالك ذريعة الخذلان وسُلّم الحرمان ودرجة الطغيان فالحذر كل الحذر من ذالك نظرا او فكرا اووسوسة. فان الله تعالىٰ طوى علم القد ر عن انا مه ونهاهم عن مرامه كما قال تعالى لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ. (انبیاء ۲۳)

کتاب القدر کا مقصد: کتاب القدر کا مقصد ان احادیث کو لانا ہے جو اللہ کی قدرت وتقدیر پر دلالت کرتی ہیں اور تقدیر پر ایمان لانے کے ضروری ہونے کو ثابت اور واضح کرتی ہیں۔

مسئلہ: تقدیر مشکل ترین اور اصعب المسائل میں سے ہے اس میں زبان کھولنا اور حد سے بڑھنا انسان کو ضلالت وگمراہی اور ابتلاء و انکار کی راہ دکھاتا ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے اور ﴿ مَاذُکِر ﴾ پر اعتقاد واعتماد نجات کیلئے کافی ہے۔

مسئلہ تقدیر میں پھسلنے والے دو طائفے: (۱) قدریہ (۲) مرجئہ وجبریہ۔ ☆قدریہ: کہتے ہیں کہ آدمی از سر نو اپنے اعمال کا خالق ہے عمل کرنے اور عمل کے وجود سے پہلے کوئی تقدیر، تحریر مقرر نہیں ہمیں اپنے اعمال پر قدرت حاصل ہے تقدیر کوئی چیز نہیں۔ ☆مرجئہ: کہتے ہیں کہ انسان ایک مجبور محض ہے اسے کوئی اختیار نہیں بھلے اس سے خیر کے کام کروائیں یا اعمال شر سرانجام دلوائیں اس کا اپنا کوئی بس نہیں انہیں جبریہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں فرقے راہِ حق سے منحرف، اہل حق سے مفترق اور نظریہ باطلہ کے متحمل ہیں۔

ان کے نظریہ کا بطلان: انسان جب علم کلی نہیں رکھتا تو یہ کسی چیز کو کیسے پیدا کرسکتا ہے اسی طرح جب انسان ہر وقت اپنی مرضی نہیں چلا سکتا اور اس کے ارادے اور پروگرام شکست وریخت کا شکار رہتے ہیں تو یہ کیسے افعال اور اعمال کا خالق ہوسکتا ہے۔

سوال! یہ دونوں فرقے کافر ہیں؟

جواب! نہیں: یہ بے جا تاویل کرنے والے فِرَقِ ضالہ ومبتدعہ میں سے ہیں۔

حاصل کلام: اہل حق کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام اعمال افعال کا خالق اللہ ہے اور کاسب بندہ ہے انسان مجبور محض ہے نہ مختار کل بلکہ دو ہاتھ اور ایک پاؤں اٹھانے کا اسے اختیار ہے دونوں پاؤں اٹھانے پر یہ قدرت نہیں رکھتا۔ تمام اعمال وافعال خیر وشر کے خالق اللہ ہیں عمل خیر کو پسند فرماتے ہیں اور عمل شر کو ناپسند کرتے ہیں۔ جب بندہ کسب کرتا ہے اور اسباب بروئے کار لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ فعل پیدا فرما دیتے ہیں۔ مثلاً زبان میں قوت گویائی اور کانوں میں شنوائی اور آنکھوں میں بینائی یہ صفات اللہ تعالیٰ نے رکھ دیئے ہیں کسی انسان کو اس پر قدرت نہیں کہ زبان (چمڑے کے ٹکڑے) کو بولنے کی طاقت دے سکے اعطاء قدرت تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اس میں کسی کو کوئی اختیار نہیں لیکن استعمال پر قدرت واختیار بندے کو دیا ہے اب کلام کرنے میں اس کو اختیار ہے تلاوت کرے، درود شریف پڑھے، ذکر کرے، سچ بولے یا جھوٹ بولے، شرکیہ وکفریہ کلمات کہے! اسی طرح باقی اعضاء! اور یہ کسب بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق، الہام اور تیسیر سے ہے۔ بولتی زبان کو خاموش کردے، دیکھتی نظر کو مدھم کردے، سنتے کانوں کو بہرا کردے اس پر اللہ تعالیٰ کو قدرت کاملہ دائمہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جملہ اعضاء کو اعمال خیر میں صرف کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

(۱۴۶) بَابُ کَیْفِیَّۃِ خَلْقِ الْآدَمِیِّ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَ کِتَابَۃِ رِزْقِہٖ وَ اَجَلِہٖ وَعَمَلِہٖ وَشَقَاوَتِہٖ وَ سَعَادَتِہٖ.

(١١٨٣) باب: انسان کی اپنی ماں کے پیٹ میں تخلیق کی کیفیت اور اُس کے رزق، عمر، عمل، شقاوت وسعادت لکھے جانے کے بیان میں

(٧٧٨) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرِ نِ الْهَمْدَانِىُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِىْ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ قَالُوْا حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِىْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ فِىْ ذٰلِكَ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ فِىْ ذٰلِكَ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ الْمَلَكَ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ وَ يُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ بِكَتْبِ رِزْقِهٖ وَاَجَلِهٖ وَعَمَلِهٖ وَشَقِىٌّ اَوْ سَعِيْدٌ فَوَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتٰبُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتٰبُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

(٦٧٢٣) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صادق ومصدوق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کا نطفہ اُس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے۔ پھر اسی میں جما ہوا خون اتنی مدت رہتا ہے۔ پھر فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اُس میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار کلمات لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کا رزق، عمر، عمل اور شقی یا سعید ہونا۔ اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک تم میں سے کوئی اہلِ جنت کے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اُس پر تقدیر کا لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے اور وہ اہلِ جہنم کا سا عمل کر لیتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی اہلِ جہنم جیسے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اُس پر تقدیر کا لکھا ہوا غالب آ جاتا ہے اور وہ اہلِ جنت والا عمل کر لیتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(٧٧٩) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيْدِ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ فِىْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِىْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَقَالَ فِىْ حَدِيْثِ مُعَاذٍ عَنْ شُعْبَةَ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً اَوْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَاَمَّا فِىْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَ عِيْسٰى اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا.

(٦٧٢٤) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے، فرق یہ ہے کہ وکیع کی روایت میں ہے: تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اُس کی ماں کے پیٹ میں چالیس راتیں ہوتی ہے۔ شعبہ کی روایت میں چالیس دن یا چالیس رات ہے۔ جریر اور عیسیٰ کی روایت میں چالیس دن مذکور ہیں۔

(٧٨٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا تَسْتَقِرُّ فِي الرَّحِمِ بِاَرْبَعِيْنَ اَوْ خَمْسَةٍ وَ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ فَيُكْتَبَانِ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَذَكَرٌ اَوْ اُنْثٰى فَيُكْتَبَانِ وَ يُكْتَبُ عَمَلُهُ وَ اَثَرُهُ وَ اَجَلُهُ وَ رِزْقُهُ ثُمَّ تُطْوَى الصُّحُفُ فَلَا يُزَادُ فِيْهَا وَ لَا يُنْقَصُ.

(٦٧٢٥) حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چالیس یا پینتالیس رات تک نطفہ جب رحم میں ٹھہر جاتا ہے تو فرشتہ اُس پر داخل ہو کر کہتا ہے: اے ربّ! یہ بد بخت ہے یا نیک بخت؟ پھر انہیں لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے: اے ربّ! یہ مذکر ہوگا یا مؤنث؟ پھر ان دونوں باتوں کو لکھا جاتا ہے اور اُس کے اعمال و افعال، موت اور اُس کا رزق لکھا جاتا ہے۔ پھر صحیفہ لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اس میں زیادتی کی جاتی ہے نہ کمی۔

(٧٨١) حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ اَنَّ عَامِرَ بْنَ وَاثِلَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ الشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهِ وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ فَاَتٰى رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُقَالُ لَهُ حُذَيْفَةُ بْنُ اَسِيْدٍ الْغِفَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَحَدَّثَهُ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ وَ كَيْفَ يَشْقٰى رَجُلٌ بِغَيْرِ عَمَلٍ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ اَتَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ اثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهَا مَلَكًا فَصَوَّرَهَا وَ خَلَقَ سَمْعَهَا وَ بَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَ لَحْمَهَا وَ عِظَامَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى فَيَقْضِيْ رَبُّكَ مَا شَاءَ وَ يَكْتُبُ الْمَلَكُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَجَلُهُ فَيَقُوْلُ رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا رَبِّ رِزْقُهُ فَيَقْضِيْ رَبُّكَ مَا شَاءَ وَ يَكْتُبُ الْمَلَكُ ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَلَكُ بِالصَّحِيْفَةِ فِيْ يَدِهِ فَلَا يَزِيْدُ عَلٰى اَمْرٍ وَلَا يَنْقُصُ.

(٦٧٢٦) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ بد بخت وہی ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی بد بخت (لکھا گیا) ہو اور نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ پس اصحاب رسول ﷺ میں سے ایک آدمی آیا جسے حذیفہ بن اسید غفاری ؓ کہا جاتا تھا اور عامر بن واثلہ سے حضرت ابن مسعود ؓ کا یہ قول روایت کیا تو عامر نے کہا: آدمی بغیر عمل بد بخت کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اس سے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا تو اس بات سے تعجب کرتا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: جب نطفہ پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ اُس کی طرف فرشتہ بھیجتے ہیں جو اُس کی صورت بناتا ہے اور اُس کے کان، آنکھیں، جلد، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے: اے ربّ! یہ مذکر ہے یا مؤنث؟ پس تیرا ربّ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ فرشتہ پھر عرض کرتا ہے: اے ربّ اس کی عمر؟ تو تیرا ربّ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ وہ پھر عرض کرتا ہے اے ربّ! اس کا رزق؟ تو تیرا ربّ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر فرشتہ وہ کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر نکل جاتا ہے اور وہ نہ کوئی زیادتی کرتا ہے اور نہ کمی اس میں جو اسے حکم دیا جاتا ہے۔

(۷۸۲) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّ اَبَا الطُّفَيْلِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ حَدِيْثَ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ.

(۶۷۲۷) اِس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

(۷۸۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ خَلَفٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ اَبُوْ خَيْثَمَةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَطَاءٍ اَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا الطُّفَيْلِ حَدَّثَهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ سَرِيْحَةَ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ الْغِفَارِيِّ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنَيَّ هَاتَيْنِ يَقُوْلُ اِنَّ النُّطْفَةَ تَقَعُ فِي الرَّحِمِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ يَتَصَوَّرُ عَلَيْهَا الْمَلَكُ قَالَ زُهَيْرٌ حَسِبْتُهُ قَالَ الَّذِيْ يَخْلُقُهَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَذَكَرٌ اَوْ اُنْثٰى فَيَجْعَلُهُ اللّٰهُ ذَكَرًا اَوْ اُنْثٰى ثُمَّ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَسَوِيٌّ اَوْ غَيْرُ سَوِيٍّ فَيَجْعَلُهُ اللّٰهُ سَوِيًّا اَوْ غَيْرَ سَوِيٍّ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا رِزْقُهُ مَا اَجَلُهُ مَا خُلُقُهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ اللّٰهُ شَقِيًّا اَوْ سَعِيْدًا.

(۶۷۲۸) حضرت حذیفہ بن اَسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ان دونوں کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نطفہ رحم میں چالیس رات تک رہتا ہے۔ پھر فرشتہ اس پر صورت بناتا ہے۔ زہیر نے کہا: میرا گمان ہے کہ انہوں نے کہا: اس کی تخلیق کرتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے: اے ربّ! یہ مذکر ہے یا مؤنث؟ پس اللہ اُسے مذکر یا مؤنث بنا دیتے ہیں۔ پھر عرض کرتا ہے: اے ربّ! اس کے اعضاء پورے اور برابر ہوں یا ادھورے اور ناہموار؟ پس اللہ اُسے کامل الاعضاء یا ادھورے اعضاء والا بناتے ہیں۔ پھر عرض کرتا ہے: اے ربّ! اس کا رزق کتنا ہے؟ اس کی عمر کیا ہے؟ اس کے اخلاق کیا ہیں؟ پھر اللہ اسے شقی یا سعید بناتا ہے۔

(۷۸۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ كُلْثُوْمٍ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ الْحَدِيْثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِالرَّحِمِ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا بِاِذْنِ اللّٰهِ لِبِضْعٍ وَ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِهِمْ.

(۶۷۲۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت حذیفہ بن اسید رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک فرشتہ رحم پر مقرر شدہ ہے۔ جب اللہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ فرشتہ اللہ کے حکم سے چالیس راتوں سے کچھ زیادہ گزرنے پر اُسے بناتا ہے۔ باقی حدیث اسی طرح ہے۔

(۷۸۵) حَدَّثَنِيْ اَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَ رَفَعَ الْحَدِيْثَ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ (عَزَّ وَجَلَّ) قَدْ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ اَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ اَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَقْضِيَ خَلْقًا قَالَ قَالَ الْمَلَكُ اَيْ رَبِّ ذَكَرٌ اَوْ اُنْثٰى شَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْاَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ.

(۶۷۳۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کر

رکھا ہے تو وہ عرض کرتا ہے: یہ نطفہ ہے اے ربّ! یہ جما ہوا خون ہے۔ اے ربّ! یہ لوتھڑا ہے۔ پس جب اللہ اُس کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو فرشتہ عرض کرتا ہے: اے ربّ! یہ نر ہے یا مادہ؟ شقی ہے یا سعید؟ اس کا رزق کتنا ہے اور اس کی عمر کیا ہے؟ پس اسی طرح اس کی ماں کے پیٹ میں ہی سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔

(۷۸۶) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ وَاللَّفْظُ لِزُھَیْرٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنَّا فِیْ جَنَازَۃٍ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَعَدَ وَ قَعَدْنَا حَوْلَہٗ وَ مَعَہٗ مِخْصَرَۃٌ فَنَکَّسَ فَجَعَلَ یَنْکُتُ بِمِخْصَرَتِہٖ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَۃٍ اِلَّا وَقَدْ کَتَبَ اللّٰہُ مَکَانَھَا مِنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ وَاِلَّا وَقَدْ کُتِبَتْ شَقِیَّۃً اَوْ سَعِیْدَۃً قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفَلَا نَمْکُثُ عَلٰی کِتَابِنَا وَ نَدَعُ الْعَمَلَ فَقَالَ مَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ السَّعَادَۃِ فَسَیَصِیْرُ اِلٰی عَمَلِ اَھْلِ السَّعَادَۃِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الشَّقَاوَۃِ فَسَیَصِیْرُ اِلٰی عَمَلِ اَھْلِ الشَّقَاوَۃِ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ اَمَّا اَھْلُ السَّعَادَۃِ فَیُیَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَھْلِ السَّعَادَۃِ وَاَمَّا اَھْلُ الشَّقَاوَۃِ فَیُیَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَھْلِ الشَّقَاوَۃِ ثُمَّ قَرَاَ: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَ کَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی﴾ [اللیل: ۵۔۱۰]

(۶۷۳۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازہ کے ساتھ بقیع الغرقد میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لا کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے اور آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ پس آپ نے سر جھکایا اور اپنی چھڑی سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا۔ پھر فرمایا: تم میں سے کوئی اور جانداروں میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا مکان جنت یا دوزخ میں اللہ نے نہ لکھ دیا ہو اور شقاوت و سعادت بھی لکھ دی جاتی ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اپنی تقدیر پر ٹھہرے نہ رہیں اور عمل چھوڑ دیں۔ تو آپ نے فرمایا: جو اہل سعادت میں سے ہوگا وہ اہلِ سعادت ہی کے عمل کی طرف ہو جائے گا اور جو اہلِ شقاوت میں سے ہوگا وہ اہل شقاوت ہی کے عمل کی طرف جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا: تم عمل کرو ہر چیز آسان کر دی گئی ہے۔ بہر حال اہل سعادت کے لیے اہل سعادت کے سے اعمال کرنا آسان کر دیا ہے۔ پھر آپ نے: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی﴾ تلاوت فرمائی۔ ''جس نے صدقہ کیا اور تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی تصدیق کی تو ہم اُس کے لیے نیکیوں کو آسان کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور لا پرواہی کی اور نیکی کو جھٹلایا تو ہم اُس کے لیے بُرائیوں کو آسان کر دیں گے۔''

(۷۸۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَھَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ فِیْ مَعْنَاہُ وَ قَالَ فَاَخَذَ عُوْدًا وَلَمْ یَقُلْ مِخْصَرَۃً وَ قَالَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ حَدِیْثِہٖ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ.

(۶۷۳۲) اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے لیکن اس میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی۔

(۷۸۸) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَزُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ

حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَا حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ جَالِسًا وَفِیْ یَدِهٖ عُوْدٌ یَنْكُتُ بِهٖ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ نَفْسٍ اِلَّا وَقَدْ عُلِمَ مَنْزِلُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلِمَ نَعْمَلُ اَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ لَا اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ: ﴿فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی﴾ [اللیل:٥-١٠]

(٦٧٣٣) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ زمین کُرید رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اُٹھا کر فرمایا: تم میں سے ہر ایک کا مقام جنت یا دوزخ میں معلوم ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو پھر ہم عمل کیوں کریں؟ کیا ہم (تقدیر پر) بھروسہ نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بلکہ عمل کرو۔ ہر آدمی کیلئے انہیں کاموں کو آسان کیا جاتا ہے جس کے لیے اُس کی پیدائش کی گئی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی﴾ تک تلاوت کی۔ (ترجمہ گزشتہ حدیث میں گزر چکا ہے)۔

(٧٨٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ اَنَّهُمَا سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَیْدَةَ یُحَدِّثُهٗ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ.

(٦٧٣٤) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے یہی روایت اِن اسناد سے بھی مروی ہے۔

(٧٩٠) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَیْرِ ح وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا اَبُوْ خَیْثَمَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ جَاءَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیِّنْ لَنَا دِیْنَنَا كَاَنَّا خُلِقْنَا الْآنَ فِیْمَا الْعَمَلُ الْیَوْمَ اَفِیْمَا جَفَّتْ بِهِ الْاَقْلَامُ وَ جَرَتْ بِهِ الْمَقَادِیْرُ اَمْ فِیْمَا نَسْتَقْبِلُ قَالَ لَا بَلْ فِیْمَا جَفَّتْ بِهِ الْاَقْلَامُ وَ جَرَتْ بِهِ الْمَقَادِیْرُ قَالَ فَفِیْمَ الْعَمَلُ قَالَ زُهَیْرٌ ثُمَّ تَكَلَّمَ اَبُو الزُّبَیْرِ بِشَیْءٍ لَمْ اَفْهَمْهُ فَسَاَلْتُ مَا قَالَ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُیَسَّرٌ.

(٦٧٣٥) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمارے لیے ہمارے دین کو واضح کریں۔ گویا کہ ہمیں ابھی پیدا کیا گیا ہے۔ آج ہمارا عمل کس چیز کے مطابق ہے۔ کیا ان سے متعلق ہے جنہیں لکھ کر قلم خشک ہو چکے ہیں اور تقدیر جاری ہو چکی ہے یا اس چیز سے متعلق ہیں جو ہمارے سامنے آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ ان سے متعلق ہیں جنہیں لکھ کر قلم خشک ہو چکے ہیں اور تقدیر جاری ہو چکی ہے۔ سراقہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر ہم عمل کیوں کریں؟ زہیر نے کہا: پھر ابوالزبیر نے کوئی کلمہ ادا کیا لیکن میں اسے سمجھ نہ سکا۔ میں نے پوچھا' آپ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا: آپ نے فرمایا: عمل کیے جاؤ ہر ایک کے لیے اُس کا عمل آسان کر دیا گیا ہے۔

(۷۹۱)حَدَّثَنِی اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِی عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِهٰذَا الْمَعْنٰی وَ فِیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ عَامِلٍ مُیَسَّرٌ لِعَمَلِهٖ.

(۶۷۳۶)حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اِن اسناد سے بھی نبی کریم ﷺ سے اِس معنی کی حدیث روایت ہے اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر عمل کرنے والے کے لیے اُس کا عمل آسان کر دیا گیا ہے۔

(۷۹۲)حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ یَزِیْدَ الضُّبَعِیِّ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعُلِمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَالَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ قِیْلَ فَفِیْمَ یَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ.

(۶۷۳۷)حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اہلِ جنت اہلِ جہنم سے معلوم ہو چکے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ آپ سے عرض کیا گیا: پھر عمل کرنے والے عمل کس لیے کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہر آدمی کو جس عمل کے لیے پیدا کیا گیا' اُس کے لیے وہ عمل آسان کر دیا گیا ہے۔

(۷۹۳)حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ وَ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَ ابْنُ نُمَیْرٍ عَنِ ابْنِ عُلَیَّةَ ح وَحَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَیْمٰنَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنْ یَزِیْدَ الرِّشْكِ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ حَمَّادٍ وَفِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

(۶۷۳۸)اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ صرف عبدالوارث کی روایت میں یہ ہے کہ صحابی کہتے ہیں' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(۷۹۴)حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْحَنْظَلِیُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ عُقَیْلٍ عَنْ یَحْیَی ابْنِ یَعْمَرَ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ الدِّیْلِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَیْنِ اَرَاَیْتَ مَا یَعْمَلُ النَّاسُ الْیَوْمَ وَ یَكْدَحُوْنَ فِیْهِ اَشَیْءٌ قُضِیَ عَلَیْهِمْ وَ مَضٰی عَلَیْهِمْ مِنْ قَدَرٍ مَا سَبَقَ اَوْ فِیْمَا یُسْتَقْبَلُوْنَ بِهٖ مِمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ نَبِیُّهُمْ وَ ثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَیْهِمْ فَقُلْتُ بَلْ شَیْءٌ قُضِیَ عَلَیْهِمْ وَ مَضٰی عَلَیْهِمْ قَالَ فَقَالَ اَفَلَا یَكُوْنُ ظُلْمًا قَالَ فَفَزِعْتُ مِنْ ذٰلِكَ فَزَعًا شَدِیْدًا وَقُلْتُ كُلُّ شَیْءٍ خَلْقُ اللّٰهِ وَمِلْكُ یَدِهٖ فَلَا یُسْاَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْاَلُوْنَ فَقَالَ لِیْ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنِّیْ لَمْ اُرِدْ بِمَا سَاَلْتُكَ اِلَّا لِاَحْزِرَ عَقْلَكَ اِنَّ رَجُلَیْنِ مِنْ مُزَیْنَةَ اَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَیْتَ مَا یَعْمَلُ النَّاسُ الْیَوْمَ وَ یَكْدَحُوْنَ فِیْهِ اَشَیْءٌ قُضِیَ عَلَیْهِمْ وَ مَضٰی فِیْهِمْ مِنْ قَدَرٍ قَدْ سَبَقَ اَوْ فِیْمَا یُسْتَقْبَلُوْنَ بِهٖ مِمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ نَبِیُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَیْهِمْ فَقَالَ لَا بَلْ شَیْءٌ قُضِیَ عَلَیْهِمْ وَمَضٰی فِیْهِمْ وَتَصْدِیْقُ ذٰلِكَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا﴾ [الشمس:۷' ۸]

(۶۷۳۹) حضرت ابوالاسود دیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ آج لوگ عمل کیوں کرتے ہیں اور اس میں مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں؟ کیا یہ کوئی ایسی چیز ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور تقدیرِ الٰہی اس پر جاری ہو چکی ہے یا وہ عمل اُن کے سامنے آتے ہیں جنہیں اُن کے نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت نے دلائل ثابتہ سے واضح کر دیا ہے؟ تو میں نے کہا: نہیں! بلکہ ان کا عمل ان چیزوں سے متعلق ہے جن کا حکم ہو چکا ہے اور تقدیر ان میں جاری ہو چکی ہے۔ تو عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ راوی کہتے ہیں اس سے مَیں سخت گھبرا گیا اور میں نے کہا: ہر چیز اللہ کی مخلوق اور اُس کی ملکیت ہے۔ پس اُس سے اُس کے فعل کی باز پرس نہیں کی جا سکتی اور لوگوں سے تو پوچھا جائے گا۔ تو انہوں نے مجھے کہا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ میں نے آپ سے یہ سوال صرف آپ کی عقل کو جانچنے کے لیے ہی کیا تھا۔ (ایک مرتبہ) قبیلہ مزینہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ لوگ آج عمل کس بات پر کرتے ہیں اور کس وجہ سے اس میں مشقت برداشت کرتے ہیں؟ کیا یہ کوئی ایسی چیز ہے جس کے بارے میں حکم صادر ہو چکا ہے اور اس میں تقدیر جاری ہو چکی ہے یا ان کے نبی ﷺ جو احکام لے کر آئے ہیں اور تبلیغ کی حجت ان پر قائم ہو چکی ہے اُس کے مطابق عمل ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ ان کا عمل اُس چیز کے مطابق ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور تقدیر اُس میں جاری ہو چکی ہے اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ﴿وَ نَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا فَاَلْهَمَهَا﴾ موجود ہے۔ ''اور قسم ہے انسان کی اور جس نے اُس کو بنایا اور اسے اس کی بدی اور نیکی کا الہام فرمایا۔''

(۷۹۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِيْلَ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخْتَمُ لَهٗ عَمَلُهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَنَ الطَّوِيْلَ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ ثُمَّ يُخْتَمُ (لَهٗ) عَمَلُهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

(۶۷۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی زمانہ طویل تک اہلِ جنت کے سے اعمال کرتا رہتا ہے۔ پھر اُس کا خاتمہ اہلِ جہنم کے اعمال پر ہوتا ہے اور بے شک آدمی مدت دراز تک اہلِ جہنم کے سے اعمال کرتا رہتا ہے پھر اُس کے اعمال کا خاتمہ اہلِ جنت کے سے اعمال پر ہوتا ہے۔

(۷۹۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ (اَهْلِ) الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ (اَهْلِ) النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ.

(۶۷۴۱) حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی لوگوں کے ظاہر میں اہلِ جنت کے سے اعمال کرتا ہے حالانکہ وہ جہنم والوں میں سے ہوتا ہے اور آدمی لوگوں کے ظاہر میں اہلِ جہنم کے اعمال جیسے اعمال کرتا ہے حالانکہ وہ جنت والوں میں سے ہوتا ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں انیس حدیثیں ہیں۔ان میں انسان کی حقیقت اور ماں کے پیٹ میں پیدائش کا ذکر ہے

مخلوقات کی اقسام: اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوقات پیدا فرمائی ہیں انکی دو قسمیں ہیں۔

(۱) وہ مخلوقات اور چیزیں جو ابتداہی سے علی وجه الکمال بدرجه اتم پیدا فرمائیں کہ فنا سے پہلے ان میں کوئی کمی زیادتی، اتار چڑھاؤ اور تغیر و تبدل نہیں ہوتا بلکہ اپنی مکمل ساخت پر موجود اور قائم ہیں۔مثلاً آسمان زمین سیارے وغیرہ۔

(۲) وہ اشیاء اور مخلوقات جنکے مادے اور اصول کو پیدا فرمادیا پھر بتدریج نسلاً بعد نسل اختلاف زمانہ سے ان میں ترقی اور تبدیلی آتی رہتی ہے۔مثلاً کھجور کی گٹھلی پھر......نبت ......شجر......ثمر......اسی طرح نطفه، علقه، مضغه، عظام، جنین......طفل، بلوغ، شباب، شیب، بالآخر موت۔(پھر قبر، حشر، پیشی، شفاعت، پل صراط...... باب القیامہ میں آرہے ہیں) اس باب میں دوسری قسم کی مخلوقات میں سے حضرت انسان کی ترتیب تخلیق کا ذکر ہے۔

حدیث اول: وهو الصادق المصدوق. صادق: المُخبِر بالقول الصادق سچ بولنے والا۔

مصدوق: المُخبَر بالقول الصادق. جسکو سچی خبر (بصورت وحی) پہنچائی گئی۔صادق و مصدوق جسکی بات مجسمہ صدق ہو۔ کیونکہ عام آدمی کی بات میں دو جانبوں سے کذب کا احتمال ہوتا ہے۔(۱) بات کہنے والا تو یقیناً سچا ہے لیکن اسے خبر ہی غلط ملی تو سچا ہونے کے باوجود بات جھوٹی۔(۲) اسی طرح بات پہنچانے اور اطلاع دینے والا تو سچا (بچودانہ) ہے لیکن آگے پہنچانے والے نے غلط بیانی کی تو بھی بات جھوٹی ہوئی۔صادق و مصدوق بات کہنے والا سچوں کا سردار جسکی سچائی کی دشمن بھی گواہی دیں۔[1] اور بات پہنچانے والے سید الملائکۃ۔اور اتارنے والی ذات ذات باری تعالیٰ جو خالق الصدق والصدیقین ہے۔اب کوئی شبہ باقی رہ سکتا ہے؟ نہیں! **الصادق والمصدوق** کا معنی یہ بھی ہے کہ وہ سچا جس نے نصرت واظہار اسلام کا وعدہ سچا کر دکھایا۔باب سے متعلقہ حدیث کے متن کو ذکر کرنے سے پہلے یہ جملہ بطور توطیہ وتمہید کے لائے ہیں تاکہ یقین محکم کی بنیاد پڑ جائے اور مسئلہ تقدیر میں پھر ڈگمگائے نہیں۔**یجمع خلقه فی بطن امه.** یعنی مرد اور عورت کے ملاپ سے جو منی ٹپکتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی قدرت کاملہ وحکمت بالغہ سے رحم مادر، جائے پیدائش میں جمع فرمادیتے ہیں۔**اربعین یوماً.**

رحم کی ساخت اور ہیئت: ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ رحم کا اندرونی حصہ اسپنج کی طرح ہلکا کھردرا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں منی کے قبول کرنے کی استعداد و قوت رکھی ہے جس طرح پیاسی زمین میں پانی کی طلب رکھی ہے۔طبعاً ہی اللہ تعالیٰ نے رحم کو منی کا مشتاق بنایا ہے اسی طبعی اشتیاق کی وجہ سے وہ منی کو تھام لیتا ہے اور اپنے سے ملا لیتا ہے پھسلنے نہیں دیتا کہ ہوا کے اثرات سے فاسد نہ ہو جائے۔

تخلیق کی ابتداء اور کیفیت: گذشتہ تفصیل کے مطابق جب رحم منی کو گھیر لیتا ہے اور اپنے اندر سمو لیتا ہے اسے پھینکتا نہیں تو منی کے قطرات و ذرات باہم مل جاتے ہیں (کیونکہ رحم نے نکلنے اور پھسلنے تو دیا نہیں) اب اس پر قدرت کی صنعت گری عمل شروع کرتی ہے......کہ پہلے چھ دنوں میں یہ منی گاڑھی ہوتی ہے اس گاڑھی منی میں تین نقطے لگتے ہیں دل، دماغ، جگر......پھر تین دنوں میں ان نقطوں کے مابین (باہم) پانچ خط کھنچتے ہیں......پھر چھ دنوں تک ان میں خون بھرتا ہے۔اس طرح پندرہ (۶+۳+۶=۱۵) یہ تین

---

[1] الفضل ما شهد به الاعداء

اعضاء قلب، دماغ، جگر تیار ہوتے ہیں...... پھر بارہ دنوں میں رگیں کھنچتی ہیں...... پھر نو دنوں میں کندھوں سے سر جدا ہوتا ہے اور پسلیوں اور پیٹ سے ہاتھ پاؤں جدا پیدا ہوتے ہیں...... پھر چار دنوں میں ہر عضو کی اپنی اپنی حیثیت وشناخت ہوتی ہے...... (۱۲+۹+۴=۲۵) اس طرح چالیس دنوں میں انسانی تخلیق ہوتی ہے جسے۔یجمع خلقه اربعین یومًا. میں بیان فرمایا گیا[1] سبحانه مااعظم شانه. کیف خلق انسانه ورتب ارکانه. لیکن یہ ایک اجمالی خاکہ ہے مکمل اعضاء کی تخلیق اور جسامت اربعین پھر اربعین پھر اربعین چار ماہ میں ہوتی ہے۔والله اعلم بصنعته وحقیقته. ولنعم ماقال خازن المفسر: فسبحان من جعله یسمع بعظم و یبصر بشحم و ینطق بلحم ویعرف بدم ورکب فیه الشهوة وحجزه بالحیاء (خازن ج۱ ص۴۴) اسی تغیر حالات پر علقه، مضغه، عظام وغیرہ کا اطلاق ہوا ہے۔رحم میں منی کے روکنے اور بچہ کے پیدا کرنے کو قرآن کریم نے بالکل واشگاف الفاظ میں بتایا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ. اگلی بات بھی سن لو ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ. (مومنون ۱۳-۱۴-۱۵) ثم یکون فی ذالك علقة مثل ذالك ای مثل ذالك المدة. پھر اتنی ہی مدت میں علقہ لوتھڑا پھر اتنی ہی مدت میں مضغہ جما ہوا خون......... علقه الدم الجامدالغلیظ مضغة: قطعة لحم. ثم یرسل الملك. اس میں یہ احتمال ہے کہ اس فرشتے سے مراد وہی فرشتہ ہو جو رحم پر مقرر کیا گیا ہے پھر بھیجتے ہیں ملك المؤکل بالرحم کی طرف جو وہاں موجود ہے۔یا اسی فرشتے کو لوح محفوظ کی طرف بھیجتے ہیں یہ وہاں لکھی تقدیر کو دیکھ کر اس بچے کے متعلق لکھ دیتا ہے۔دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد رحم والے فرشتے کے علاوہ دوسرا فرشتہ ہو جو یہ پیغام لیکر آتا ہے۔

ویؤمر باربع کلمات......... رزق، اجل، عمل اور سعید وشقی لکھ دیتا ہے۔

سوال! اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ پوری کائنات کی تقدیر اسکی پیدائش سے پہلے لکھی جا چکی ہے پھر اب لکھنے کا کیا مطلب۔

جواب! اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لکھوانا از سر نو اور مستقل نہیں بلکہ پہلے لکھے ہوئے کو اب پیدا ہونے والے جسم کی ابتداء پر دھرایا جا رہا ہے۔اب تک صرف تقدیر ولوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا اب اسکا آغاز وقوع ہوا۔اسکی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص یہ فیصلہ کرتا ہے کہ مجھے کھجور کا پودا لگانا ہے اس کے لیے کھجور کی جنس (گٹھلی) جگہ وقت طے کر دیتا ہے۔پھر جب گٹھلی زمین میں ڈالتا ہے اور اسکی حفاظتی تدابیر کرتا ہے۔یعنی ایک وقت فیصلے کا تھا اب دوسرا وقت اسکے نفوذ واہتمام کا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایک فیصلہ فرما دیا کہ عبدالرحیم بن عبدالقدیر پیدا ہوگا اتنی عمر، رزق پائے گا۔اسی طرح سعادت وشقاوت۔یہ فیصلہ تو ہو چکا تخلیق کائنات سے پہلے آج جب عبدالرحیم اپنی ماں کے رحم میں ٹھہر چکا اور پیدائش کے مراحل طے کرنے لگا تو فرشتے کو فرمایا: اس کا رزق، عمر، سعادت وشقاوت لکھ۔تو یہ اظہار ہوا آغاز نہیں کہ اس حدیث سے معارض ہو۔

شاہ صاحب کی تحقیق انیق: شاہ ولی اللہ محدث دھلوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ کائنات کے وجود کے متعلق تقدیر اور قضا کا

---

[1] چالیس ایام کی مکمل ترتیب (۱+۳+۶+۱۲+۹+۴=۴۰)

وقوع پانچ مرتبہ متحقق ہوا۔ (۱) اللہ تعالی نے اپنے علم ازلی وابدی میں اس عالم کی اجمالی تصویر ونقشہ متعین فرمایا۔ جسمیں اسکے مصالح وحوائج ضروریات وتاثیرات کالحاظ کیا گیا۔ (۲) اس عالم کی مقادیر کولکھوایا۔ یہ آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہوا پھر سارے جہان کووجود بخشا۔ (۳) جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انکی ساری ذریت کو عالم مثال میں پیدا کیا اور نیک بختوں کو روشن شکل اور بد بختوں کو تاریک شکل میں متشکل فرمایا۔ (۴) بچے میں روح پھونکتے وقت اسکی پوری تقدیر، عمر، رزق، اجل اور سعید وشقی لکھوادیا۔ (۵) عالم دنیا میں آنے سے پہلے حکم اترا اور زمین والوں پر ظاہر ہوگیا کہ یہ زندگی رزق وغیرہ ہے۔ یہ سب مراحل حصہ تقدیر ہیں ان میں سے کوئی اپنے سے پہلے سے معارض نہیں بلکہ ہر بعد والا اپنے سے پہلے کووجود کے قریب کررہا ہے اور سلسلہ وار ملائکۃ کو خبر دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ اور اپنے فرائض سے آگاہ ہوں۔ کیونکہ رزق کے فرشتے کو اب سے پہلے معلوم نہ تھا کہ اسکا کتنا رزق ہوگا اور کن انواع سے ہوگا۔ و اللہ اعلم . ھکذا فی التکملۃ .

شقی وسعید: رزق، عمل، اجل کا تعلق دنیا سے ہے۔ شقی اور سعید کا تعلق آخرت سے۔ سعید اہل جنت میں سے ہیں اور شقی اہل نار میں سے۔ فمنھم شقی و سعید فاما الذین شقوا ففی النار و اما الذین سعدو اففی الجنۃ. (ھود ۱۰۶۔۱۰۸) سو لوگوں میں سے کچھ بد بخت ہیں اور کچھ نیک بخت بہر حال شقی آگ میں اور سعید باغ میں ہونگے۔ فیسبق علیہ الکتاب . یعنی لکھی ہوئی تقدیر غالب آجاتی ہے اور ساری زندگی کی کایہ پلٹ جاتی ہے۔ نوویؒ کہتے ہیں کہ یہ بہت قلیل اور نادر الوقوع ہے مگر ہے ضرور۔ پھر شر سے خیر کی طرف پلٹنا یہ اغلب وکثیر الوقوع ہے۔ اور یہی مقتضاء ہے اس آیت کا: قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (اعراف ۱۵۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا عذاب جسے میں چاہوں گا پہنچے گا اور میری رحمت تو ہر چیز کیلئے وسیع تر ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں بھی وارد ہے۔ ان رحمتی سبقت و غلبت غضبی...... فید خلھا . بے شک میری رحمت نے میرے غصہ پر غلبہ پایا اور سبقت کرگئی کہ اسے جنت میں داخل کیا۔ ابن ابی جمرہؒ کہتے ہیں یہ ایک ایسا جملہ ہے جس نے بڑے بڑے صلحاء کی گردن توڑ دی ہے کہ عمل کیا: بہت کیا: ساری عمر کیا: جلوت وخلوت میں کیا: لیکن خاتمہ کا کیا پتہ!! اللہ اکبر۔

فسوف تری اذا کشف الغبار — أفرس تحت رجلك ام حمار

بیٹھے تھے گھنی چھاؤں میں اسکی خبر نہ تھی — بڑھے گی دھوپ اور یہ سایہ نہ رہیگا

امید کی کرن! جھنم اگر وسیع ہے تو جنت ہے وسیع تر — لاتقنطوا جواب ہے ھل من مزید کا

اسکا حاصل یہ ہے کہ انسان کبھی اپنے اعمال پر تکیہ نہ لگائے اور ان پر فخر نہ کرے اور عجب کو قریب بھی پھٹکنے نہ دے کیونکہ اعتبار تو خاتمے کا ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا قول حضرت مفتی عبدالقدر صاحب سے سنا تھا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے آپ کو جملہ مؤمنین سے فی الحال اور کفار سے بالمآل اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں ہوسکتا ہے کہ کفار کو تو ہدایت مل جائے اور مجھے اپنے انجام کا پتہ نہیں۔ ہایّ جنب ینقلب.

حکم مستورے و مستی ہمہ بر خاتم است — کس نداند کہ آنچہ حالت گذرد۔

اللّھمّ احسن عاقبتنا فی امورنا کلھا. واجعل خاتمتنا علی الاسلام.

حدیث سادس: علی ابی سریحة حذیفه بن اسید الغفاری. یہ صحابی رسول ہیں صلح حدیبیہ اور بیعت تحت الشجرۃ میں شریک ہوئے پھر کوفہ میں مقیم ہوگئے تھے۔ ۴۲ھ میں وفات پائی زید ابن ارقمؓ نے نماز جنازۃ پڑھائی۔ ان النطفة تقع فی الرحم اربعین لیلة ثم یتصور علیھا الملك. قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اسکا صحیح محمل یہ ہے کہ پہلے تین چلوں (چار ماہ) میں تصویر نفخ روح کتابت رزق اجل شقی سعید یہ ساری باتیں پیش آتی ہیں جنکی ابتداء روز اول سے بتدریج ہوتی ہے جبکہ مکمل شکل وصورت تیسرے چلے میں ہوتی ہے۔ اس لئے صحیح ترتیب وہ ہے جو عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث اول میں گذر چکی ہے۔ جہاں تیسرے اربعین سے پہلے تصویر وشکل کا ذکر ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ابتدائی خاکہ شروع ہوجاتا ہے مکمل تصویر آخر میں وجود میں آتی ہے۔

حدیث ثامن: ای رب نطفة ای رب علقة ای رب مضغة. یہ کیفیت خلقت کی اطلاع نہیں کیونکہ وہ تو یعلم ما فی الارحام. ذات ہے یہ بتانا التماس ہے کہ اب آگے مجھے کیا حکم ہے۔ جیسے جناب حنہ نے کہا: رب انی وضعتھا انثی یہ اعلام کیلئے نہ تھا بلکہ استعلام کیلئے تھا کہ اب کیا کروں میں تو نذر مان چکی ہوں۔

حدیث تاسع: اعملو افکل میسّر لما خلق له. اس میں حکم ہے کہ جنت عمل کی وجہ سے نہیں اللہ کے فضل کی وجہ سے ملے گی لیکن اعمال بے سود نہیں نزول رحمت اور حصول فضل کا سبب ہیں اس لئے تمہیں کوئی اندیشہ اعمال کے متعلق نہ ہونا چاہیے بلکہ اعمال یقیناً مفید بلکہ مفید تر ہیں۔ جس نے غزوہ بدر تک آنے کا عمل کیا تو اللہ نے اسکو شہادت کے درجہ علیا سے سرفراز فرمایا۔ سلمان فارسیؓ جستجو میں لگے رہے تو ہدایت نصیب ہوئی۔ وکثیر من الواقعات. علامہ عینیؒ کہتے ہیں کہ اس میں قدر وقضا کا ثبوت ہے اور یہ راز دخول جنت پر کھلے گا۔ اس سے جبریہ پر بھی رد ہے کہ تیسر جبر کی ضد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ تمہارے لئے آسانی کردی گئی اور ہم کہیں کہ نہیں جی ہم تو مجبور محض ہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ (۱) اللہ نے ساری کائنات کیلئے تقدیر مقرر فرمادی ہے جسکو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (۲) تقدیر بالکل جبر نہیں بلکہ بندے کو عمل کا اختیار ہے۔ (۳) ہر آدمی جتنی اسکو قدرت ہے احکام ایزدی کا مکلف ہے۔ (۴) اللہ بندے کے کسب کے ساتھ فعل کو پیدا فرمادیتے ہیں۔ (۵) اللہ کی طرف سے بندوں پر ظلم وتعدی کا امکان نہیں۔ باقی تقدیر کے فیصلے اور عملی اختیار کے درمیان ایسی نسبت ہے جسکو اللہ ہی جانتا ہے۔ کنا فی جنازۃ فی بقیع الغرقد. بقیع کا معنی وہ جگہ ہے جہاں مختلف انواع واقسام کے درخت ہوں۔ غرقد کا معنی ہے خاردار درخت۔ بقیع الغرقد سے مراد اھل مدینہ کا مقبرہ ہے۔ عثمان بن مظعونؓ کی جب تدفین ہوئی تو یہ سب کانٹے دار جھاڑیاں کاٹ دی گئیں۔ درخت کٹ گئے مگر نام باقی رہا۔ علامہ یاقوت حمویؒ نے یہ کہا ہے کہ بقیع الغرقد فرق وامتیاز کیلئے ہے کیونکہ مدینہ منورہ میں بقیع الغرقد کے علاوہ دوسرے قبرستان بھی تھے۔ زید بن ثابتؓ کے گھر کے پاس بقیع الزبیر اور بقیع الخیل اور بقیع الجبۃ تھے ان سے فرق کیلئے یہ لفظ کہا گیا۔ مشہور جنت البقیع ہے۔[1]

---

[1] نووی. المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(١٤٧) بَابُ حِجَاجِ اٰدَمَ وَمُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

(١١٨٤) باب: حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے درمیان مکالمہ کے بیان میں۔

(٧٩٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دِينَارٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ حَاتِمٍ وَابْنِ دِينَارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُوْنَا أَنْتَ خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ مُوْسٰى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ أَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِيْ بِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَقَالَ (النَّبِيُّ ﷺ) فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ أَبِيْ عُمَرَ وَابْنِ عَبْدَةَ قَالَ أَحَدُهُمَا خَطَّ وَقَالَ الْآخَرُ كَتَبَ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهِ.

(٦٧٤٢) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم وموسیٰ علیہما السلام کے درمیان مکالمہ ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے آدم! آپ ہمارے باپ ہیں۔ آپ نے ہمیں نامراد کیا اور ہمیں جنت سے نکلوایا۔ تو ان سے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: تم موسیٰ ہو، اللہ نے آپ کو اپنے کلام کے لیے منتخب کیا اور آپ کے لیے اپنے دست خاص سے تحریر (توراۃ) لکھی۔ کیا آپ مجھے ایسی بات پر ملامت کر رہے ہیں جسے میرے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے ہی مجھ پر مقدر فرما دیا گیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پس آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ پس آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان میں سے ایک (آدم علیہ السلام) نے دوسرے (موسیٰ علیہ السلام) سے کہا: (اللہ تعالیٰ نے) تیرے لیے تورات کو اپنے ہاتھ سے لکھا۔

(٧٩٨) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى أَنْتَ آدَمُ الَّذِيْ أَغْوَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ آدَمُ أَنْتَ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ وَاصْطَفَاهُ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ.

(٦٧٤٣) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم وموسیٰ علیہما السلام کے درمیان مکالمہ ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے اور اُن سے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ وہ آدم ہیں جنہوں نے لوگوں کو راہِ راست سے دُور کیا اور انہیں جنت سے نکلوایا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: آپ وہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم عطا کیا اور جسے لوگوں پر اپنی رسالت کے لیے مخصوص کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: جی ہاں! آدم علیہ السلام نے فرمایا: پس تم مجھے اس معاملہ پر ملامت کر رہے ہو جو میرے لیے میری پیدائش سے پہلے ہی مقدر کر دیا گیا تھا۔

(٧٩٩) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوْسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ أَبِي ذُبَابٍ عَنْ يَزِيْدَ وَهُوَ ابْنُ هُرْمُزَ وَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى أَنْتَ آدَمُ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَ نَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَأَسْكَنَكَ فِيْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ أَهْبَطْتَّ النَّاسَ بِخَطِيْئَتِكَ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ وَأَعْطَاكَ الْأَلْوَاحَ فِيْهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا فَبِكَمْ وَجَدْتَّ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ قَالَ مُوْسٰى بِأَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ آدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَّ فِيْهَا: ﴿وَ عَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾ [طٰه:١٢١] قَالَ نَعَمْ قَالَ أَفَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ أَعْمَلَهٗ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِيْ بِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى.

(٦٧٤٤) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنے ربّ کے پاس مکالمہ ہوا۔ پس آدم علیہ السلام ' موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ وہ آدم ہیں جنہیں اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور تم میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی اور آپ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو اپنی جنت میں سکونت عطا کی۔ پھر آپ نے لوگوں کو اپنی غلطی کی وجہ سے زمین کی طرف اُتروا دیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: آپ وہ موسیٰ ہیں جسے اللہ نے اپنی رسالت اور ہمکلامی کے لیے منتخب فرمایا اور آپ کو تختیاں عطا کیں' جن میں ہر چیز کی وضاحت تھی اور آپ کو سرگوشی کے لیے قربت عطا کی۔ (بتاؤ) تو اللہ کو میری پیدائش سے کتنا عرصہ پہلے پایا جس نے توراۃ کو لکھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: چالیس سال پہلے؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو نے اس میں ﴿وَ عَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾ (یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے ربّ کی ظاہراً نافرمانی کی اور راہِ راست سے دُور ہوئے) پایا؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ مجھے ایسا عمل کرنے پر ملامت کرتے ہیں جسے اللہ نے میرے لیے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ میں وہ کام کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

(٨٠٠) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ حَاتِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّ آدَمُ وَ مُوْسٰى فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى أَنْتَ آدَمُ الَّذِيْ أَخْرَجَتْكَ خَطِيْئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهٗ آدَمُ أَنْتَ مُوْسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَ بِكَلَامِهٖ ثُمَّ تَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى.

(٦٧٤٥) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کے درمیان مکالمہ ہوا تو آدم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ وہ آدم ہیں جسے آپ کی اپنی خطاء نے جنت سے نکلوایا تھا۔ تو اُن سے آدم

علیہ السلام نے فرمایا: آپ وہی موسیٰ ہیں، جنہیں اللہ نے اپنی رسالت اور ہمکلامی کے لیے مخصوص فرمایا۔ پھر آپ مجھے ایسے حکم پر ملامت کرتے ہیں جسے اللہ نے میرے پیدا کرنے سے پہلے ہی مجھ پر مقدر فرما دیا تھا۔ تو آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔

(۸۰۱) حَدَّثَنِي عَمْرُو ۨ النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ النَّجَّارِ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمْ.

(۶۷۴۶) اِن اسناد سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی۔

(۸۰۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالَ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوَ حَدِيْثِهِمْ.

(۶۷۴۷) اِس سند سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے۔

(۸۰۳) حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هَانِئٍ ۨ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ.

(۶۷۴۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیر لکھی اور (اللہ) کا عرش پانی پر تھا۔

(۸۰۴) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيْمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا نَافِعٌ يَعْنِي ابْنَ يَزِيْدَ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِيْ هَانِئٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا وَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ.

(۶۷۴۹) اِس سند سے بھی حدیث اسی طرح مروی ہے لیکن اس میں یہ مذکور نہیں کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں۔ ان میں آدمؑ و موسیٰؑ کے مکالمے کا ذکر ہے

حدیث اول: احتج آدم و موسٰی. یعنی ان کے درمیان مناظرہ ہوا۔ جسکی تفصیل متن سے واضح ہے۔

سوال! یہ مناظرہ کہاں اور کب ہوا؟

جواب! (۱) موسیٰ کی حیات میں آدم علیہ السلام کے احیاء کے ساتھ ہوا۔ (۲) قیامت کے دن ہوگا موسیٰؑ فرمائیں گے یا اللہ مجھے آدمؑ تو دکھا جس نے ہمیں جنت سے نکالا پھر مناظرہ ہوگا۔ (۳) آسمانوں میں ہوا جب انکی روحوں کی ملاقات ہوئی۔ (۴) یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں جہانوں میں ہوا ہو۔ وخط لك بيده. اى كما يليق بشانه تعالى. فحجّ آدم موسٰى. اس میں آنحضرت ﷺ نے آدمؑ کے غالب ہونے کا ذکر فرمایا۔ اس میں تقدیر کے منکر قدریہ پر ردّ ہے۔

سوال! اگر آدم علیہ السلام کے اس عذر تقدیری کا اعتبار کر کے انہیں بری الذمہ قرار دیا جائے یہ تو ہر عاصی و نافرمان کہہ سکتا ہے کہ

میرا قصور کیا ہے تقدیر میں ہی ایسے تھا۔ اور مرجئہ بھی اسکے ظاہر سے استدلال کرتے ہیں کہ انسان کا کوئی قصور نہیں۔
جواب! (۱) اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بات عالم تکلیف کی نہیں بلکہ یہ تو عالم دنیا کے بعد کی ہے جسمیں آدمی مکلف نہیں رہتا جب دار التکلیف سے جا چکے پھر یہ فرمایا تو یہ مکلفین اور دار التکلیف میں رہنے والوں کیلئے حجت نہیں۔ (۲) آدم علیہ السلام توبہ کر چکے فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ (بقرہ ۳۷) اور اصول ہے جو صریح حدیث میں بیان ہے۔ التائب من الذنب کمن لاذنب له . اس لئے اب آدم علیہ السلام یہ جواب دے سکتے تھے۔
سوال! جواب ثانی پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ جب توبہ کر چکے اور قبول بھی ہو چکی تو جواب میں انی تبت من تلك الخطيئة وقد قبل الله تو بتی فلما تلومنی. کیوں نہیں کہا۔ اللہ نے میری توبہ قبول کر لی تم کیوں ملامت کرتے ہو۔
جواب! بعض نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ آدم علیہ السلام کے سامنے دو باتیں تھیں قدر اور کسب اور توبہ کی وجہ سے کسب کا ثمرہ خطا معاف ہو چکی تو اب صرف قدر باقی رہی اس لئے جواب میں بجائے توبہ کے قدر کو ذکر کیا۔ اور ظاہر ہے تقدیر کے متعلق اللہ سے کوئی پوچھ ہی نہیں سکتا۔ انت آدم الذی اغویت الناس. یہ سبب بعید کی طرف اشارہ ہے کہ آپ شجرہ ممنوعہ نہ کھاتے تو جنت سے نہ نکلتے اور جنت سے نہ نکلتے تو شھوات وشیطان کے چنگل میں نہ آتے۔
حدیث ثالث: ونفخ فیك من روحه ای من امره. یہ تکریم وشرافت کیلئے ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے امر سے تجھ میں روح کو پیدا فرمایا۔ باربعین عامًا. چالیس سال یا پچاس سال یہ ابتداء تقدیر کی مدت نہیں بلکہ یہ تو کتابت تقدیر کی مدت ہے جو مختلف اوقات میں ہوئی ورنہ تقدیر حقیقی تو ازلی وابدی ہے۔
سوال! زمانہ اور وقت کا شمار تو سورج اور چاند سے ہو سکتا ہے کہ مہینہ اور دن گنتے ہوئے اور اسوقت تو سورج چاند آسمان وزمین پیدا ہی نہ ہوئے تھے تو یہ سالوں کا ذکر کیسے؟
جواب: (۱) اس سے زمانہ کثیر مراد ہے تحدید نہیں کیونکہ تحریر وحساب کے آلات واسباب پیدا نہ ہوئے تھے۔ (۲) اللہ تعالی کے علم کے مطابق اتنا وقت تھا جسکو اگر سورج چاند کے ہوتے ہوئے شمار کیا جاتا تو پچاس ہزار سال ہوتا۔
عصمت انبیاء کا مسئلہ: عصمت کا لغوی معنیٰ۔ (۱) العصمة المنعة والعاصم المانع الحامی والاعتصام الامساك بالشیء. (نہایہ ج ۳ ص ۲۴۹ ایران) عصمت کا معنی روکنا بچانا، عاصم بچانے والا حمایت کرنیوالا۔ اعتصام (من المزید سے) کا معنی ہے چمٹنا، مضبوطی سے تھامنا۔ (۲) العصمة فی کلام العرب المنع وعصمة الله عهده ان یعصمه مما یوبقه. (لسان العرب ج ۱۲ ص ۴۰۳) عربی زبان میں عصمت کا معنی ہے روکنا اللہ کا بندہ سے روکنے کا مطلب یہ ہے اسکو مہلکات سے بچالے۔
اصطلاحی معنی: (۱) وحقیقة العصمة ان لا یخلق الله تعالی فی العبد الذنب مع بقاء قدرته واختیاره. وهذا معنی قولهم هی لطف من الله تعالی تحمله علی فعل الخیر ویزجره عن الشر مع بقاء الاختیار تحقیقا للا بتلاء (شرح عقائد ۱۰۹) عصمت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی بندے میں قدرت واختیار کے باوجود گناہ پیدا نہ کرے۔ اس تعریف کی مثال

اہل علم کا وہ قول ہے کہ عصمت اللہ کے لطف وکرم کا نام ہے جس سے وہ بھلائی کی طرف لاتا ہے اور شر سے بچاتا ہے باوجود قدرت علی الذنب کے بواسطے ثابت کرتے ہوئے ابتلاء وآزمائش کے۔(۲) هی ملكة اجتناب المعاصی مع التمكن فيها (حاشیہ خیالی ۱۴۶) علامہ خیالیؒ نے عصمت کی تعریف کی ہے کہ وہ سیئات ومعاصی سے بچنے کا ملکہ (اور مادہ لطیفہ) ہے ان میں قدرت وہمت کے باوجود۔ مذکورہ کلمات سے عصمت کا لغوی واصطلاحی معنی واضح ہو چکا لغوی معنی۔ بچنا اصطلاحی معنی اللہ کے لطف سے باوجود گناہوں پر قدرت کے ان سے بچنا۔

عصمت انبیاء کے متعلق عقیدہ اہل السنۃ: والمختار عندنا انه لم يصدر عنهم الذنب حال النبوة البتة لا الكبيرة ولا الصغيرة (تفسیر کبیر ج ا ص ۳۰۲) ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے زمانہ نبوت میں کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا کبیرہ نہ صغیرہ۔ انبیاء گناہ پر قدرت رکھتے ہیں مگر ان سے سیئات صادر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اگر قدرت علی الذنب کی نفی کر دی جائے تو پھر عصمت کا کیا مطلب اگر گناہ کی استعداد ہی نہیں پھر بچانا اور معصوم بنانا چہ معنی دارد۔ امام رازیؒ نے عصمت انبیاء کے متعلق دیگر اقوال بھی ذکر کیے ہیں بغرض اطلاع وافادہ درج ہیں۔ لیکن اپنا ذہن، عقیدہ پہلے اہل حق کے قول کے مطابق پختہ کر لیں تاکہ تذبذب نہ ہو۔

دیگر حضرات کا نظریہ عصمت: (۱) حشویہ کا کہنا ہے کہ انبیاء سے گناہ کبیرہ کا صدور جائز ہے۔ (۲) معتزلہ کی اکثریت اسکی قائل ہے کہ انبیاء سے گناہ کبیرہ کا صدور عمداً جائز نہیں اگرچہ گناہ صغیرہ کا ارتکاب ہو سکتا ہے اس میں یہ تخصیص ہے کہ صغائر کریہہ جن سے عوام متنفر ہوں انکا صدور بھی نہیں ہوتا۔ (۳) جبائیؒ کہتے ہیں کہ انبیاء سے گناہ صغیرہ وکبیرہ کا تصریحاً صدور نہیں ہو سکتا ہاں تاویلاً جائز ہے۔ (۴) بعض کا یہ نظریہ بھی نقل کیا ہے کہ انبیاء سے سہو وخطاء کے بغیر کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا لیکن انبیاء سے سہو پر بھی گرفت ہے۔ (۵) روافض کہتے ہیں کہ انبیاء سے کسی گناہ کا صدور نہیں ہوتا صغیرہ نہ کبیرہ سہواً نہ عمداً تاویلاً نہ خطاء۔ (من اراد التفصيل فلير اجع التفسير الكبير والخازن فی قصة آدم يجد فيه مطلوبه)۔

عصمت انبیاء پر دلائل: (۱) فاسق نبوت کا اہل نہیں۔ لاینال عهدی الظالمين. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میرا عہد (عطائے نبوت) ناانصافوں کو نہ پہنچے گا۔ اگر نبی معصوم نہ ہوتے تو انکو رسالت عطا نہ ہوتی۔ پیغمبری ملنا یہ دلیل ہے کہ وہ ظالموں کی صف میں نہیں بلکہ معصوم ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی اطاعت کا حکم دیا اور رسولوں کی اتباع واجب ہے اگر وہ معصوم نہ ہوں اور ان سے (العیاذ باللہ) گناہ صادر ہو سکتا ہو تو انکی اتباع حرام ہوگی۔ اس لئے لازم ہے انکو معصوم قرار دیں اور اطاعت کریں۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ. قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (نساء ۸۰، ال عمران ۳۱) اللہ کا مطیع اور محبوب ہونا اسی وقت متحقق ہوگا جب اسکے معصوم نبی کی اتباع کریں گے (یہ کیسے ہو سکتا ہے معصیت میں اطاعت کر کے اللہ کے محبوب ومطیع بن جائیں)۔ (۳) اگر بالفرض (العیاذ باللہ) نبی سے گناہ صادر ہو تو اسکو ملامت کرنا جائز ہوگا اور ملامت سے نبی کو ایذاء پہنچے گی اور اللہ کے نبی کو ایذاء پہنچانا حرام اور موجب لعنت ہے جب ایذاء وملامت کی اجازت نہیں بلکہ الٹا سزا ہے تو

ثابت ہوا کہ نبی سے قابل ملامت عمل (معصیت) سرزد نہیں ہوسکتا اور یہی معصوم ہونا ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ. (احزاب ۵۷) یقیناً جو اللہ اور اسکے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر دونوں جہانوں میں لعنت ودھتکار ہے۔ (۴) انبیاء اگر خود گناہ کریں (العیاذ باللہ) اور لوگوں کو نیکی کا حکم کریں تو یہ اللہ کی ناراضگی کو دعوت دینا ہے حالانکہ انبیاء پر اللہ راضی ہے تو اسکا مطلب ہوا کہ خود نیکی پر چلتے ہیں اور لوگوں کو نیکی پر لاتے ہیں اور بدی سے معصوم ہیں۔ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لاتفعلون. (صف ۳) اللہ کے ہاں یہ بات سخت غضب کی ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔ (۵) معصیت کے مرتکب سے اللہ ناراض ہوتا ہے اور انبیاء سے اللہ راضی ہے اسکا حاصل ہے کہ انبیاء معصوم ہیں۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ. (جن ۲۶۔۲۷) وہ غیب خوب جانتا ہے اپنا سارا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر اپنے رسول پر جس سے راضی ہوا۔ (جتنا چاہتا ہے ظاہر کر دیتا ہے اگرچہ علم غیب کلی صرف اللہ کی کے پاس ہے)

عصمت انبیاء پر اعتراض

سوال! (۱) قرآن کریم اور بعض احادیث میں انبیاء کی طرف عصی، غوی، ان لن نقدر علیہ، وھو ملیم، انی کنت من الظالمین . وغیرہ جیسے الفاظ منسوب و مذکور ہیں جو یقیناً معصیت وظلم پر دال ہیں؟ (۲) انبیاء کے ذنوب کی بخشش کا ذکر بھی قرآن کریم میں ہے۔ تو جن کیلئے مذکورہ الفاظ استعمال ہوں اور ان کے گناہوں کے معاف کرنے کا ذکر ہو اور خود انکی طرف سے کثرت استغفار کا اہتمام ہو تو اس سے پتہ چلا کہ معصوم نہیں ورنہ کذب، عصیٰ، مُلیم کی انکی طرف نسبت کیسے ہوسکتی ہے؟

جواب! اسکا جواب یہ ہے کہ ان جگہوں میں سہو، ترک اولیٰ یا اجتہادی خطاء پر محمول ہے اور اس پر سخت الفاظ کا ذکر حسنات الابرار سیئات المقربین. کے قبیل سے ہے جیسا کہ باب من فضائل موسی وخضر میں گذر چکا ہے اور مغفرت واستغفار کی نسبت ترقی درجات کیلئے ہے گناہوں کے معاف کرنے کیلئے نہیں۔ یہ تفصیل خازن (ج ۳ ص ۲۶۶ تا ۲۶۸) سے ماخوذ ہے۔

ان آیات پر بھی نظر ڈالئے: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ. (آل عمران ۳۳) وَمِنْ اٰبَآئِھِمْ وذریاتھم واخوانھم واجتبینھم وھدینا ھم الی صراط مستقیم. ذالك ھدی اللہ ......اولئك الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ (انعام رکوع ۱۰) وَلَقَدِ اخْتَرْنٰھُمْ عَلٰی عِلْمٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ...... (دخان ۳۲) وَاذْکُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ...... اِنَّآ اَخْلَصْنٰھُمْ بِخَالِصَۃٍ ذِکْرَی الدَّارِ...... وَاِنَّھُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ وَاذْکُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَذَاالْکِفْلِ وَکُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ. (سورہ ص ۴۵ تا ۴۸) اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (حجر ۴۰ ص ۸۳) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (احزاب ۲۱) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْھِمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (ممتحنہ ۶) اللہ اکبر

☆ جنکا اللہ نے انتخاب کیا! انکے درجات کو بلند فرمایا! صالحین وافضل العالمین فرمایا۔ شیطان نے بھی کہہ دیا کہ میرا بس ان پر نہیں چلتا...... وہ کیسے مرتکب معصیت ہوسکتے ہیں۔ انبیاء معصوم ہیں معصوم ہیں...... منعَم، مفضَّل مخلَص اور اخیار ہیں۔

معصوم اور محفوظ میں فرق: انبیاء معاصی سے معصوم ہیں اور خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام محفوظ ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ انبیاء کی عصمت قطعی ہے اور صحابہ کی حفاظت ظنی ہے مگر ثابت ضرور ہے۔ والفرق بين عصمة المومنين وعصمة الانبياء ان عصمة الانبياء بطريق الوجوب وفي حق غير هم بطريق الجواز (عمدۃ القاری ج۳ ص ۱۵۵) علامہ عینی حنفیؒ فرماتے ہیں کہ انبیاء اور مومنین (صحابہ کرام) کی عصمت وحفاظت میں فرق یہ ہے کہ انبیاء کی عصمت وجوباً ثابت ہے اور دوسروں کی عصمت جوازاً ثابت ہے۔[1]

ذیل میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی اس مسئلہ میں تحقیق بلفظہٖ بغرضِ افادہ پیش ہے

ازالہ اشتباہ از لغزش سیدنا وابینا آدم علیہ الصلاۃ والسلام وتحقیق مسلک علماء اسلام در بارۂ عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قبل اس کے کہ ہم اس سوال کا جواب دیں کہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے باوجود اول الانبیاء اور نبی مکلّم اور رسول محترم ہونے کے یہ زلت (لغزش) کیسے صادر ہوئی؟ (زَلّتْ بمعنی لغزش فتح زاء کے ساتھ ہے جس کے معنی بلا ارادہ اور اختیار قدم پھسل جانے کے ہیں یہ لفظ زاء کے ساتھ ہے ذال کے ساتھ نہیں۔ ذال کیساتھ لفظ ذلت بکسر ذال ہے جو عزت کی ضد ہے اور قرآن کریم میں فازلّھما۔ زاء کے ساتھ آیا ہے۔ ذال کے ساتھ نہیں خوب سمجھ لو کہیں لغزش نہ ہو جائے)۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مسئلہ عصمت انبیاء کی مختصراً توضیح اور تشریح کر دی جائے اور عصمت اور معصیت کی حقیقت سمجھا دی جائے۔ اصل مسئلہ سمجھ جانے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کوئی اشکال نہ رہے گا اہلِ حق کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام خداوند ذوالجلال کی نافرمانی سے معصوم ہوتے ہیں۔ صغیرہ اور کبیرہ سے پاک اور منزہ ہوتے ہیں قصداً وارادۃً ان سے حق تعالیٰ کی نافرمانی ممکن نہیں۔ اگر قصداً ان سے حکمِ الٰہی کی مخالفت ممکن ہوتی تو حق جل شانہٗ۔ مخلوق کو ان کی بے چون وچرا اطاعت اور متابعت کا حکم نہ دیتا اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت نہ قرار دیتا اور انبیاء کرام کے ہاتھ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنا نہ قرار دیتا۔ (فائدہ:۔ حافظ تورپشتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وازانجملہ آنست کہ ہوائے ایشان پے فرمان حق بودہ است ونفس ایشاں ہموار در طاعت او بفرمان ایشاں وازین وجہ ایشان از نافرمانی حد بقصد معصوم مانند وایشاں واجب العصمت اند ومخالف امر خدائے تعالیٰ بر ایشان روانیست زیرکہ حق خلق را فرمودہ است کہ پیروی بکنند واگر عصیاں بقصد از ایشاں یافت شدے خدائے تعالیٰ خلق رامتابعت ایشان نفرمودے) (معتمد فی المعتقد ص ۶۳)

قَالَ تَعالٰی وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ . اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

دست او را حق چو دست خویش خواند تا یداللہ فوق ایدیھم براند

اور ظاہر ہے کہ یہ اتباع نبوی اور اقتداء کا حکم جو آیات قرآنیہ سے ثابت ہے وہ کسی خاص امر کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عقائد سے لے کر اعمال تک کوئی عقیدہ اور کوئی خلق اور کوئی حال اور کوئی عمل کیوں نہ ہو سب میں اقتداء نبوی ضروری ہے جیسا کہ مقتضائے اطلاق یہی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام کی ذات بابرکات۔ قدسی صفات اور ملکی سمات ہوتی ہیں۔ انبیاء کرام کی اصل فطرت

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

وہی ہوتی ہے جو ملائکہ کی ہوتی ہے۔ فطرت کے اعتبار سے انبیاء اور ملائکہ ایک ہوتے ہیں۔ فرق فقط لباس بشری کا ہوتا ہے اور عصمت ملائکہ کا خاصہ لازمہ ہے اور انبیاء کرام۔ ملائکہ سے افضل ہیں جیسا کہ حضرت آدمؑ کا قصہ اس پر شاہد عدل ہے۔ ابلیس لعین اسی وجہ سے ملعون اور مطرود ہوا کہ اس نے حضرت آدم کی افضلیت اور برتری کو تسلیم نہیں کیا جس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدمؑ ملائکہ معصومین سے افضل اور برتر ہیں اور ظاہر ہے کہ غیر معصوم معصوم سے افضل نہیں ہوسکتا۔

عصمت کے معنی: عصمت کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر و باطن نفس اور شیطان کی مداخلت سے پاک اور منزہ ہوں اور نفس اور شیطان یہی دو چیزیں مادۂ معصیت ہیں اور مادۂ معصیت سے پاک ہونے کا نام عصمت ہے اور معصوم وہ شخص ہے جو اپنے تمام اعتقادات اور نیات اور ارادات اور مقامات اور اخلاق وعادات اور عبادات ومعاملات اور اقوال وافعال میں نفس اور شیطان کی مداخلت سے محفوظ ہو اور حفاظت غیبی اس کی محافظ اور نگہبان ہو کہ ان سے کوئی ایسی شئی سرزد نہ ہو جائے کہ ان کے دامنِ عصمت کو آلودہ کر سکے۔ حق جل شانہٗ کی نظر عنایت اور فرشتوں کی محافظت ان کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہو جو کشاں کشاں ان کو راہِ راست پر چلاتی ہو اور خلاف حق کے میلان سے بھی ان کی مانع ہو حق جل شانہٗ نے قرآن کریم میں انبیاء کرام کو مرتضٰی اور مصطفین الاخیار اور عباد مخلصین فرمایا ہے۔

کما قال تعالٰی وَاذْكُرْ عِبَادَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ وَقَالَ تَعَالٰی حاکیا عن اللعین رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ. "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یاد کیجئے ہمارے پیارے بندے ابراہیم، اسحٰق، یعقوب علٰی نبینا وعلیہم السلام کو جو قوت وبصارت والے تھے یقیناً ہم نے ان کو اپنے خالص ذکر یعنی دار آخرت کیلئے انہیں امتیاز دیا بلاشبہ وہ چیدہ چیدہ برگزیدہ وپسندیدہ میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ملعون شیطان کی بات نقل کرتے ہوئے فرمایا اے رب تیرے مجھے بہکاوے کی قسم میں ان سب کو بہکاؤں گا اور دنیا مزین کرونگا سوا تیرے مخلص بندوں کے" جس سے من کل الوجوہ ارتضاء اور اصطفاء اور اخلاص کامل مراد ہے اور مخلص وہ ہے کہ جو خالص اللہ کا ہو غیر اللہ کا اس میں شائبہ نہ ہو یعنی مادہ شیطانی سے بالکلیہ پاک ہو لہٰذا ضروری ہوا کہ نبی صغائر اور کبائر دونوں سے معصوم ہو اس لئے کہ مادۂ شیطانیہ ہی صغائر اور کبائر کا منشاء ہے اور حق جل شانہٗ کے اس ارشاد اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ میں لفظ مِنْ بیانیہ ہے اور لفظ رسول نکرہ لایا گیا ہے معلوم ہوا کہ ہر رسول کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا پسندیدہ اور برگزیدہ بندہ ہو یعنی تمام اخلاق وعادات اور افعال وملکات اور احوال ومقامات میں من کل الوجہ حق تعالیٰ کا برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ہو اور بلاشرکت غیرے خالص اللہ کا بندہ ہو اور ظاہر ہے کہ ان آیات میں بعض وجوہ سے پسندیدگی مراد نہیں اس لئے کہ بعض وجوہ سے تو ہر مسلمان خدا کا پسندیدہ بندہ ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے اصطفاء اور اجتباء اور ارتضاء سے من کل الوجوہ پسندیدگی اور برگزیدگی مراد ہے اور من کل الوجوہ پاک وصاف اور خدا کا پسندیدہ اور بلاشرکت غیر خالص حق تعالیٰ کا بندہ وہی ہوسکتا ہے جس کا ظاہر و باطن نفس اور شیطان کی بندگی اور اطاعت سے

بالکلیہ پاک ہو اور اسی مادۂ معصیت سے بالکلیہ طہارت اور نزاہت کا نام عصمت ہے اور اصطفاء اور ارتضاء باب افتعال کے مصدر ہیں جو اپنے لیے ہوتا ہے۔ اکتیال اور اتزان اپنے لیے کیل و وزن کرنے کو کہتے ہیں اور کیل اور وزن عام ہے خواہ اپنے لیے ہو یا غیر کے لئے۔

کما قال تعالیٰ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ’’خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے جب لوگوں سے اپنے لئے کیل کرتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو کیل یا وزن کر کے دیتے ہیں تو گھٹاتے ہیں‘‘

دیکھئے! اپنے لیے کیل کرنے کو اکتالوا یعنی باب افتعال کے صیغہ سے تعبیر کیا گیا اور دوسروں کے لئے تولنے کو کالوھم اور وزنوھم ثلاثی مجرد سے تعبیر کیا گیا پس اس قاعدہ لغویہ کے بناء پر اصطفاء اور ارتضاء کے معنی اپنے لیے پسندیدہ اور برگزیدہ بنانے کے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي پس عصمت کا ماحصل یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام تمام اخلاق و ملکات و عادات و حالات، اقوال و افعال عبادات و معاملات میں سرتاپا پسندیدہ خداوندی اور برگزیدۂ ایزدی ہوتے ہیں اور ظاہراً اور باطناً دخل شیطانی اور عوارض نفسانی سے پاک اور منزہ ہوتے ہیں۔ ایک لحہ کے لیے بھی عنایت ربانی وحمایت یزدانی سے علیحدہ نہیں ہوتے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کی بے چون چرا اطاعت فرض ہے اور ان کا ہر قول اور ہر فعل قابل قبول ہے اور ان کی اطاعت سے انحراف شقاوت ابدی اور خسران دارین کا موجب ہے۔ حضرات انبیاء کرام سے اگر کسی وقت بمقتضائے بشریت کوئی لغزش بطور سہو و نسیان صادر ہو جاتی ہے تو وہ باہر سے آتی ہے اندر سے نہیں آتی جیسے آب گرم میں حرارت خارجی اثر سے آتی ہے باقی پانی میں مادۂ حرارت کا نام و نشان نہیں پانی کی طبیعت میں سوائے برودت کے کچھ بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ پانی کتنا ہی گرم ہو اگر آگ میں ڈال دیا جائے تو آگ فوراً بجھ جاتی ہے اسی طرح حضرات انبیاء کرام کا باطن مادۂ معصیت (نفس و شیطان) سے بالکل پاک ہوتا ہے، البتہ کبھی خارجی اثر سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے لیکن فوراً ہی دست قدرت اس باہر سے آتے ہوئے غبار کو چہرۂ عصمت سے صاف کر دیتا ہے اور چہرۂ نبوت پہلے سے زیادہ صاف اور روشن ہوتا ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کے قصہ میں حق جل شانہٗ کا ارشاد كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوٓءَ وَالْفَحْشَآءَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ’’اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے خالص بندوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے تاکہ (یوسفؑ) سے برائی اور بے حیائی یعنی صغیرہ و کبیرہ کو اس سے دور رکھیں کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے‘‘ اسی طرف مشیر ہے کیونکہ اس آیت میں حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ سوء اور فحشاء کو یوسفؑ سے دور رکھیں اور یہ نہیں فرمایا کہ یوسفؑ کو سوء اور فحشاء سے دور رکھیں۔ پھیرنا اور ہٹانا اور دور رکھنا اس کے حق میں ہوتا ہے جو آنا چاہتا ہو معلوم ہوا کہ سوء اور فحشاء حضرت یوسفؑ کی طرف آنا چاہتا تھا۔ جس کو حق تعالیٰ نے یوسفؑ کی طرف آنے سے روک دیا۔ حضرت یوسفؑ ادھر جانا نہیں چاہتے تھے۔ حضرت یوسف کا میلان سوء اور فحشاء کی طرف ہوتا تو حق تعالیٰ اس طرح فرماتے كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَهُ عَنِ السُّوٓءِ وَالْفَحْشَآءِ یعنی ہم نے یوسف کو سوء اور فحشاء سے روکا اور بچایا معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام تو سوء اور

وفحشاء سے بھاگ رہے تھے مگر سوء اور فحشاء ان کے پیچھے لگا ہوا تھا جس کو دست قدرت نے دھکے دیدیئے اور یوسف علیہ السلام کو بالکل بچالیا کیونکہ یوسف علیہ السلام تو خالص اللہ کے بندے تھے ان کا قلب مادۂ معصیت سوء اور فحشاء سے بالکلیہ پاک تھا زلیخا کی طرف سے یہ سوء اور فحشاء چلا مگر حق تعالیٰ کی رحمت اور عنایت نے اس کو خدا کے مخلص اور برگزیدہ بندہ تک پہنچنے نہ دیا۔ غرض یہ کہ خارجی اثر کی بناء پر حضرات انبیاء کرام سے بطریق سوء نسیان جو لغزش ہو جاتی ہے تو محض صورت کے اعتبار سے اس پر عصیان یا معصیت کا اطلاق ہو جاتا ہے یا ان کے مقام عالی اور مرتبہ علیا کے لحاظ سے اس کو عصیان کہہ دیا جاتا ہے۔

معصیت کے معنی: اور معصیت (گناہ) مطلق مخالفت حکم کا نام نہیں بلکہ معصیت اس مخالفت کو کہتے ہیں جو عمداً اور قصداً ہو اور بوجہ نسیان اور غلطی نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ موقع عذر میں یوں کہا کرتے ہیں کہ میں بھول گیا تھا یا میں سمجھا نہ تھا اگر باوجود نسیان اور غلط فہمی کے بھی کسی مخالفت کو معصیت اور گناہ اور جرم کہا جائے تو پھر موقع عذر میں یہ کہنا کہ میں بھول گیا تھا سراسر لغو ہوگا۔ معلوم ہوا کہ مطلق مخالفت کا نام معصیت نہیں بلکہ معصیت اس مخالفت کو کہتے ہیں جو عمداً ہو اور جو مخالفت سہو اور نسیان کی بناء پر ظہور میں آئے یا بتقاضائے عظمت یا بتقاضائے محبت کوئی مخالفت سرزد ہو جائے تو اس کو معصیت اور گناہ نہیں کہتے بلکہ اس کو زلت اور لغزش کہتے ہیں جیسے کوئی مخدوم اپنے کسی چھوٹے کو سرہانے بیٹھنے کو کہے اور اس کے کہنے کو نہ مانے تو یہ سرکشی اور معصیت نہیں بلکہ عین ادب اور دلیل اطاعت ہے صلح حدیبیہ میں حضرت علیؓ کا لفظ رسول اللہ مٹا دینے سے انکار کر دینا اسی قبیل سے تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کا گیہوں کھا لینا بھول چوک کی بناء پر تھا جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے۔ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا۔ حضرت آدم۔ حق جل شانہٗ کی ممانعت لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کو بھی بھول گئے اور شیطان کی عداوت ذھول ہو گئی حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ اِنَّهٗ عَدُوٌّ لَّكُمَا فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى یہ بھی یاد نہ رہا سو یہ ماجرا بھولے سے ہو گیا اور بھول چوک کو گناہ اور جرم قرار دینا سراسر غلط ہے۔ حضرت آدم اور حواء دونوں جنت پر شیدا اور فریفتہ تھے اس لئے ابلیس کی قسم سے دھوکہ میں آگئے اور یہ سمجھے کہ خدا کا نام لے کر کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ نیز حضرت آدم گیہوں کو کھا لینا بتقضائے محبت خداوندی تھا۔ خلود اور قرب خداوندی کے شوق میں تھا۔ جیسا کہ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۔ اس پر دلالت کرتا ہے نیز بتقضائے عظمت بھی تھا اس لئے کہ جب شیطان نے یہ قسم کھائی وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ تو حضرت آدمؑ کو یہ شبہ بھی نہیں ہوا کہ خدا کا نام لے کر کوئی جھوٹ بولے گا وہ یہ سمجھے کہ بندہ خدا تعالیٰ کی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا پس معلوم ہو گیا کہ حضرت آدمؑ کا یہ فعل بالارادہ مخالفت نہ تھا اور نہ بتقضائے ہوائے نفسانی تھا۔ بلکہ بتقضائے محبت وعظمت خداوندی تھا لہٰذا اس کو معصیت اور گناہ نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ کہا جائے گا کہ از قسم زلت ولغزش ہے یعنی ارادہ تو اطاعت اور قرب خداوندی کا تھا مگر دشمن نے ایسا دھوکہ دیا کہ قدم پھسل کر دوسری جانب جا پڑا اسی کو لغزش کہتے ہیں۔ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ اور فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ یہ لغزش تھی جو بھولے سے ہو گئی ارادہ نافرمانی کا نہ تھا۔ پس جن آیات قرآنیہ میں اس فعل پر معصیت کا اطلاق کیا گیا ہے وہ محض ظاہر اور صورت کے اعتبار سے ہے حقیقت کے اعتبار سے نہیں یا ان کے مقام بلند اور رتبہ عالیہ کی نسبت سے اس کا نام عصیان رکھا گیا (

مباحثہ شاہ جہان پور ص ۳۷ و ص ۳۸) اور حضرات انبیاء کے حق میں ترک اُولیٰ ایسا ہے جیسا کہ دوسروں کے حق میں خطاء (حاشیہ ملا عبدالحکیم علی الخیالی ص ۲۶۱) حضرات انبیاء کی خطاء کے معنی یہ ہیں کہ افضل اور اولیٰ سے چوک گئے اور بھولے سے غیر اولیٰ اور غیر افضل کے مرتکب ہوئے اور اوروں کی خطاء کے معنی یہ ہیں کہ حق اور ہدایت سے چوک گئے اور باطل اور ضلالت میں مبتلا ہو گئے۔ حضرات انبیاء کرام باجماع امت ایسی خطاء سے معصوم ہیں۔ حضرات انبیاء کی خطاء اجتہادی کے یہ معنی ہیں کہ کسی وقت بھول چوک سے اولیٰ و افضل کے بجائے خلاف اولیٰ امر ان سے صادر ہو جاتا ہے۔ اور بجائے عزیمت کے رخصت پر عمل کر لیتے ہیں۔ حضرت آدمؑ کی زلت اور لغزش کو اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے اور یہ معلوم رہنا چاہیے اگر بالفرض والتقدیر انبیاء کرامؑ معاذ اللہ ہماری طرح اسیر حرص و شہوت ہوتے تو خدا تعالیٰ ہم پر ان کی بے چون و چرا اطاعت اور متابعت فرض نہ کرتا۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خلاصہ موجودات اور زبدۂ کائنات ہیں ان کو انبیاء کرام کی اقتداء کا حکم نہ دیتا اور یہ ارشاد نہ فرماتا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ۔ (کذا فی المعتمد للتوربشتی) امام ابو منصور ماتریدیؒ فرماتے ہیں کہ نظر اور فکر کا اقتضاء یہ ہے کہ انبیاء کرام کے حق میں عصمت کا اعتقاد۔ ملائکہ کی عصمت کے اعتقاد سے زیادہ مؤکد اور اہم ہو اس لئے کہ لوگ انبیاء کرام کی اتباع اور متابعت پر مامور ہیں اور ملائکہ کی اطاعت پر مامور نہیں (المعتمد فی المعتقد للتوربشتی ص ۷۳)

☆ (اصل عبارت یہ ہے امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ گفتہ است کہ نظر اقتضاء آن می کند کہ تاکید وجوب عصمت وحق انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام افزوں از انست کہ در حق ملائکہ زیرا کہ خلق بمتابعت انبیاء مامورند ومتابعت ملائکہ مامور نیستند) (کذا فی المعتمد فی المعتقد للتوربشتی ص ۷۳)

متعلقات عصمت: امام رازی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ عصمت کا تعلق چار چیزوں سے ہے اول عقائد۔ دوم تبلیغ احکام۔ سوم فتویٰ اور اجتہادات۔ چہارم۔ افعال و عادات و سیرت کردار۔

قسم اول: یعنی عقائد کے متعلق اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ انبیاء کرامؑ ابتداء ہی سے توحید اور ایمان پر مفطور ہوتے ہیں، جب سے پیدا ہوتے ہیں اسی وقت سے ان کے قلوب کفر اور شرک سے پاک اور منزہ اور ایقان وعرفان سے لبریز ہوتے ہیں اور ان کے مبارک چہرے معرفت اور قرب الٰہی کے انوار و تجلیات سے ہر وقت جگمگاتے رہتے ہیں آج تک کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوا کہ حضرت حق جل شانہٗ نے اپنی نبوت و رسالت کے لئے کسی وقت بھی ایسے شخص کو منتخب فرمایا ہو جو اس عظیم الشان منصب کی سرفرازی سے پہلے کفر اور شرک کی نجاست میں ملوث اور آلودہ ہو چکا ہو ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اور حق جل شانہٗ کا یہ ارشاد وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ۔ اسی طرح مشیر معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام اگرچہ قبل از بعثت نبی نہیں ہوتے مگر خدا کے ولی اور مقرب ضرور ہوتے ہیں اور ایسے ولی اور مقرب ہوتے ہیں کہ دوسرے اولیاء اور مقربین کی ولایت اور قرب کو ان کی ولایت اور قرب کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں ہوتی کہ جو قطرہ کو دریائے عظیم کے ساتھ ہوتی ہے، اس لئے امت محمدیہ کے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام کے دلوں میں کفر اور گمراہی کا اعتقاد ناممکن اور محال ہے، البتہ فرقہ امامیہ کے نزدیک بطور تقیہ انبیاء کے لئے کفر جائز ہے۔

قسم دوم: تبلیغ احکام سو اس بارہ میں بھی تمام امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ احکام الٰہیہ کی تبلیغ میں انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں۔ دربارۂ تبلیغ ان سے نہ قصداً کوئی غلطی ہوسکتی ہے اور نہ سہواً تبلیغ کے بارے میں جھوٹ اور تحریف سے بالکلیہ پاک اور معصوم اور منزہ ہیں کسی طور اور کسی صورت سے کذب اور تحریف کا ان سے سرزد ہونا محال ہے تندرست ہوں یا مریض خوش ہوں یا ناراض کوئی حالت ہو مگر یہ ناممکن ہے کہ وحی الٰہی کے پہنچانے میں ان سے کسی قسم کی سہواً یا عمداً کوئی غلطی ہو جائے ورنہ پھر وحی الٰہی پر وثوق اور اطمینان کی کوئی صورت نہ رہے گی اور نبی کی تبلیغ سے وثوق اور اعتماد بالکل جاتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ نزول وحی کے وقت فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے تاکہ وحی الٰہی، شیطان وغیرہ کی مداخلت سے بالکلیہ محفوظ رہے۔

کما قال تعالیٰ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا "وہی عالم الغیب ہے اپنے خزانہ غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اپنے برگزیدہ یعنی رسول کو بقدر حکمت و مصلحت بذریعہ وحی کے کچھ بتلا دیتا ہے اور نزولِ وحی کے وقت اس رسول کے آگے اور پیچھے فرشتوں کا پہرہ لگا دیتے ہیں کہ شیطان اور نفس اس میں کسی قسم کا دخل نہ کرنے پائے اور یہ انتظام اس لئے کیا گیا کہ معلوم ہو جائے کہ فرشتوں نے اپنے رب کے پیام ٹھیک پہنچا دیئے ہیں۔ غلطی سے پاک اور مبرا ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام احوال کے محیط ہیں اور ایک ایک چیز ان کو معلوم ہے"

قسم سوم: یعنی فتویٰ اور اجتہاد کے متعلق علماء اسلام کا مسلک یہ ہے کہ انتظار وحی کے بعد انبیاء کرام کبھی کبھی امور غیر منصوصہ میں اجتہاد فرماتے ہیں۔ اگر کسی وقت کوئی اجتہادی خطا ہو جاتی ہے تو فوراً بذریعہ وحی کے متنبہ کر دیئے جاتے ہیں یہ ناممکن ہے کہ انبیاء سے کوئی اجتہادی خطا واقع ہو اور من جانب اللہ ان کو مطلع نہ کیا جائے۔

قسم چہارم: یعنی افعال و عادات سو ان کے متعلق اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کبائر سے تو بالکلیہ پاک ہوتے ہیں البتہ صغائر یعنی خلاف اولیٰ امور کبھی کبھی سہواً اور نسیاناً ان سے صادر ہو جاتے ہیں۔ ظاہراً وہ معصیت معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ان سے کسی حکم کی تشریع معلوم مقصود ہوتی ہے۔ مثلاً نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے ظہر یا عصر کی نماز میں سہو کا پیش آنا بظاہر غفلت معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت سجدہ سہو کا حکم بتلانا مقصود تھا۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سہو نہ پیش آتا تو امت کو سجدہ سہو کا حکم کیسے معلوم ہوتا؟ وعلیٰ ہذا اگر لیلۃ التعریس میں آپ کی نماز نہ فوت ہوتی تو قضاء فوائت یعنی فوت شدہ نمازوں کی قضاء کا مسئلہ کیسے معلوم ہوتا اس اعتبار سے یہ سہو اور نسیان عین رأفت اور عین رحمت ہے اسی وجہ سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یالیتنی کنت سھوَ محمد ﷺ. کاش میں رسول اللہ کا سہو ہو جاتا یعنی حضور کا سہو میری یاد سے کہیں بہتر ہے

اور حق تعالیٰ کا یہ ارشاد سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ پیغمبر کا نسیان حقیقت میں کسی حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ حضرات انبیاء کو بمقتضائے بشریت سہو اور نسیان ضرور پیش آتا ہے۔ اس لئے کہ انسان جب تک جامۂ بشریت میں ہے خواص بشریہ سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ بھوک بھی ہے اور پیاس بھی ہے۔ مسرت اور فرحت بھی ہے اور رنج و غم بھی ضحک اور تبسم بھی

ہے۔ ناراضی اور غصہ بھی۔ اور حق تعالیٰ شانہٗ کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ آپ کہہ دیجئے کہ جز ایں نیست کہ میں تم جیسا بشر ہوں

یعنی باوجود نبوت ورسالت کے پھر میں بشر ہوں فرشتہ نہیں۔ تمہاری طرح کھاتا اور پیتا ہوں۔ اپنی حوائج ضروریہ کے لئے بازاروں میں بھی آتا جاتا ہوں۔ یہ سب بشریت کے لوازم اور خواص ہیں۔ نبوت اور رسالت کے منافی نہیں۔ بہرحال سہو اور نسیان انسانیت کے لوازم میں سے ہے۔ جس طرح دوسرے لوازم انسانیت مثلاً بھوک پیاس وغیرہ نہ نبوت ورسالت کے منافی ہیں اور نہ عصمت کے اسی طرح افعال وعادات میں سہو اور نسیان بھی نبوت اور عصمت کے منافی نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ حضرات انبیاء کے سہو اور نسیان کو دوام اور قرار۔ بقا اور استمرار نہیں۔ کبھی کبھی بمقتضائے بشریت سہو ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ کسی نبی کو جب کبھی کوئی سہو ہوا تو وہ ایک ہی مرتبہ ہوا یعنی اس نوع کا سہو پھر اس کو مدۃ العمر کبھی پیش نہیں آیا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے لایلدغ المؤمن من جحر مرتین ۔ یعنی مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ جن کے قلوب ایمان کی حلاوت اور شیرینی چکھ چکے ہیں وہ شیطان سے دو مرتبہ نہیں ڈسے جاتے ہاں جو حقیقۃً مؤمن نہیں محض نام کے مومن ہیں وہ دو مرتبہ نہیں بلکہ صدہا مرتبہ نفس اور شیطان سے ڈسے جاتے ہیں اسی طرح حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس درخت کو کھالینا بھی اسی مقتضائے بشریت اور خاصہ انسانیت یعنی سہو اور نسیان کا ثمر اور نتیجہ تھا۔ چنانچہ خود حق جل شانہٗ کا ارشاد ہے فَنَسِیَ آدَمُ بھول گئے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی ممانعت اور شیطان کی عداوت کا اس وقت استحضار نہ رہا۔ معصیت اور نافرمانی کا بالکل ارادہ نہ تھا۔ فقط شیطان کی قسم سے دھوکہ میں آ گئے۔ حدیث میں ہے المؤمن غِرٌّ کَرِیْمٌ ۔ مؤمن دھوکہ میں آ ہی جاتا ہے۔ وَقَالَ تَعَالٰی لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ (تم پر بھول چوک میں کوئی گناہ نہیں ولیکن گناہ اس میں ہے جس کا تمہارے دل پختہ ارادہ کر لیں) اس آیت کے مطابق جب خطا اور نسیان میں کوئی گناہ ہی نہیں تو وہ پھر عصمت کے منافی کیسے ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ حالت صوم میں بھول کر کھالینا مفسد صوم بھی نہیں۔ حضرت آدمؑ کا قلب مطہر اور سینہ مبارک چونکہ حق جل وعلاء کی عظمت اور جلال سے بھرا ہوا تھا۔ اس لئے جب شیطان نے اللہ کی قسم کھا کر یہ کہا اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ۔ (میں یقیناً تمہارا خیر خواہ ہوں) تو حضرت آدمؑ کو یہ وہم بھی نہ ہوا کہ کوئی بے حیا اور گستاخ حق تعالیٰ شانہٗ کا نام لے کر جھوٹی قسم کھائے گا۔ اس فریب کے ساتھ شیطان نے حضرت آدمؑ کو لغزش میں ڈالا۔ قال تعالیٰ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ (یعنی شیطان نے ان کو دھوکہ اور فریب کے ساتھ پھسلا دیا) غرور کے لفظ سے خود معلوم ہوتا ہے کہ یہ معصیت دھوکہ سے ہوگئی ورنہ حضرت آدمؑ کا ارادہ نہ تھا۔ وہ تو مزید قرب الٰہی کے متمنی اور متلاشی تھے۔ دشمن نے طاعت کے بہانہ سے معصیت میں مبتلا کر دیا مگر یہ معصیت فقط ظاہراً اور صورۃً معصیت تھی حقیقت میں عظیم الشان نعمت اور بے پایاں رحمت تھی۔ مقصود یہ تھا کہ گنہگاروں کو توبہ اور استغفار کا طریقہ معلوم ہو۔ جس طرح نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے سہو سے سجدہ سہو کا حکم بتلانا مقصود تھا۔ اگر آپ کو نماز میں سہو نہ پیش آتا تو امت کو سجدۂ سہو کا حکم کیسے معلوم ہوتا۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سہو سے توبہ اور استغفار کا طریقہ بتلانا مقصود تھا۔ کہ جب کبھی کسی سے کوئی گناہ صادر ہو تو فوراً اپنے باپ آدمؑ کی طرح تضرع اور زاری

کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں رجوع کرے شیطان کی طرح معارضہ اور مقابلہ نہ کرے بالفرض اگر حضرت آدمؑ سے یہ معصیت نہ سرزد ہوتی تو ہم گنہگاروں کو توبہ اور استغفار کا طریق کیسے معلوم ہوتا۔

عارف ربانی شیخ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ کے علم میں سعادت اور شقاوت دونوں ہی مقدر تھیں اس کی حکمت اس کو مقتضی ہوئی کہ سعادت کا بھی افتتاح ہو۔ اور شقاوت کا بھی۔ اس لیے سعادت کا افتتاح حضرت آدمؑ کے ہاتھ سے کرایا اور شقاوت کا افتتاح ابلیس کے ہاتھ سے کرایا۔ اھ کلامہٗ۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص سنتِ حسنہ جاری کرتا ہے تو جتنا اجر وثواب اس سنت پر عمل کرنے والوں کو ملتا ہے اسی قدر اجر وثواب اس سنت کے جاری کرنے والے کو بھی ملتا ہے جب تک وہ سنت جاری رہے گی اس شخص کے اجر میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا۔

اسی طرح حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالم میں توبہ اور استغفار، تضرع اور ابتہال اور بارگاہ خداوندی میں گریہ وزاری کی مبارک سنت جاری فرمائی۔ تا قیام قیامت جس قدر بھی تائبین اور مستغفرین توبہ اور استغفار کرتے رہیں گے اسی قدر حضرت آدمؑ کے درجات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس لئے کہ حضرت آدمؑ تائبین اور مستغفرین کے امام اور تمام متضرعین اور خاشعین کے قدوہ اور پیشوا ہیں۔

اور ابلیس نے اباء اور استکبار کی سنت سیئہ کو جاری کیا۔ قیامت تک جو شخص بھی حکمِ خداوندی سے اعراض وانکار کریگا۔ اس سے ابلیس کی ملعونیت اور مطرودیت میں برابر اضافہ ہوتا رہے گا۔ اس لئے کہ وہ کافرین اور متکبرین کا امام اور احکام خداوندی پر اعتراض کرنے والوں کا پیشوا ہے۔ شیخ ابوالعباس عریبی جو کہ شیخ محی الدین ابن عربی کے شیخ ہیں، وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ معاذ اللہ حضرت آدمؑ نے خدا کی نافرمانی نہیں کی بلکہ یہ معصیت اس بدبخت ذریت نے کی جو حضرت آدمؑ کی پشت میں مستور تھی اس لئے کہ حضرت آدمؑ کی پشت بمنزلہ سفینہ کے تھی جس میں ان کی تمام صالح اور طالح ذریت سوار تھی۔

حافظ ابن قیم قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ جب کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو ظاہراً اس کو ذنب اور معصیت میں مبتلا کرتے ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ ایک باطنی مرض یعنی اعجاب اور خود پسندی کا علاج ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ذنب اور معصیت میں مبتلا ہونا ہزار اطاعتوں سے زائد نافع اور مفید ہوتا ہے اور صاحب بصیرت کے نزدیک یہ معصیت اس خطا از صد ثواب اولیٰ تر ست، کا مصداق ہوتی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ بعض مرتبہ صحت اور عافیت اتنی مفید اور کارآمد نہیں جتنا مرض مفید اور کارآمد ہو جاتا ہے اس لئے کہ مرض کے آتے ہی طبیعت فوراً پرہیز اور علاج کی جانب متوجہ ہو جاتی ہے اور طبیب حاذق کے مشورہ سے پورے اہتمام کے ساتھ تنقیہ اور مسہل کو شروع کر دیا جاتا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چند ہی روز میں تمام فاسد اور ردی مادہ خارج ہو کر طبیعت، پہلے سے زائد صاف اور ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر جب لذائذ وطیبات۔ فواکہ وثمرات، لطیف غذاؤں اور مقوی دواؤں کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس قدر قوی ہو جاتا ہے کہ اس مرض سے قبل بحالت صحت بھی اتنا قوی نہ تھا۔

اسی طرح حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس معصیت میں مبتلا ہو کر مسلسل تین سو سال تک توبہ اور استغفار اور گریہ وزاری کرتے رہنا (جیسا کہ بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے) بجائے منقصت کے رفعت شان کا باعث ہو گیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں۔

وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰی " آدم نے اپنے پروردگار کی حکم عدولی کی۔ پس ان کی عیش مکدر ہو گئی" (اشارہ اس طرف ہے کہ غوی کے معنی گمراہ ہونے کے نہیں بلکہ عیش کا مکدر ہونا مراد ہے) (لسان العرب مادہ غوایت) پھر خدا نے ان کو برگزیدہ بنایا اور ان پر خاص توجہ فرمائی اور ان کی رہنمائی کی۔

کیا ہر معصیت سے انسان معاذ اللہ خدا کا مجتبیٰ اور برگزیدہ بندہ بن جاتا ہے۔ حاشا ثم حاشا ہاں ایسی معصیت کے بعد خدا کے فضل و رحمت سے مجتبیٰ اور برگزیدہ بن سکتا ہے جس معصیت کے بعد آدم علیہ السلام جیسی ندامت اور شرمساری اور تضرع اور زاری ظہور میں آئے، ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ وارضاہ ایک صحابی تھے۔ حضرات صحابہ میں ان کو کوئی خاص شان امتیازی حاصل نہ تھی۔ بمقتضائے بشریت زنا میں مبتلا ہو گئے۔ مگر بعد میں اس درجہ صمیم قلب اور اخلاص سے توبہ کی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس توبہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ واللہ اگر ماعز کی توبہ تمام مدینہ پر تقسیم کی جائے تو یقیناً سب کی نجات کے لئے کافی اور وافی ہو گی۔ زنا بیشک معصیت تھا مگر ماعز اسلمی کی مضطربانہ اور بےتابانہ ندامت اور شرمساری اور گریہ وزاری نے اس کو عند اللہ ایسا مقبول اور محبوب بنادیا کہ سارے عالم کی عفت وعصمت اس پر فدا اور قربان ہے۔ ماعز اسلمی کو زنا کے سبب سے جو عند اللہ تقرب حاصل ہوا وہ اب بڑے سے بڑے ولی کو نماز سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ خوب سمجھ لو کہ کہیں لغزش نہ ہو جائے۔ اس مثال سے معاذ اللہ یہ مقصد نہیں کہ حضرات انبیاءؑ بھی اس قسم کے کبائر میں مبتلا ہو سکتے ہیں اس لئے کہ میں ابتداء ہی میں بتلا چکا ہوں کہ انبیاء کرام کبائر سے بالکلیہ معصوم ہوتے ہیں۔ اس مثال سے صرف اتنا بتلانا مقصود ہے کہ بعض مرتبہ زلت اور معصیت کا صدور طاعت سے زیادہ نفع بخش ہوتا ہے اور وہ معصیت بجائے منقصت کے رفعت شان کا باعث ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اس زلت اور لغزش سے حضرت آدمؑ کی شان میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ توبہ اور استغفار کے مقرون ہو جانے کی وجہ سے ان کی شان اور بلند ہو گئی۔ اور گویا کہ بزبانِ حال حضرت آدمؑ سے اس وقت یہ کہا جا رہا تھا۔

یا ادم لا تجزع من کاس زلل کانت سبب کیسك فقد استخرج منك داء لا یصلح ان تجاورنا به والبست به حلة العبودية. "اے آدم تو اس لغزش کے پیالہ سے مت گھبرا کہ جو تیری ہوشیاری اور احتیاط کا سبب بنا اسی کی وجہ سے تجھ سے وہ عجب کی بیماری نکال دی گئی جس کے ساتھ ہماری مجاورت ناممکن ہے اب اس کے بعد تم کو عبودیت اور بندگی کا حلہ اور خلعت عطاء کیا گیا"

(شعر) لعل عتبك محمود عواقبه	"امید ہے کہ تیرے عتاب کا انجام نہایت محمود اور
و ربما صحت الاجسام بالعلل	بہتر ہوگا اور بسا اوقات بیماریوں سے اجسام پہلے سے
یا ادم ذنب تذل به لدنیا	زائد تندرست ہو جاتے ہیں۔" اے آدم وہ گناہ جس
احب الینامن طاعة تدل	سے تو ہمارے نزدیک ذلیل ہو وہ اس طاعت سے
بها علینا یا ادم انین	بدرجہا محبوب ہے جس پر تو ناز کرے اور اے آدم

المذنبین احب الینا من تسبیح المدلین گنہگاروں کی آہ وزاری ہمارے نزدیک ناز والوں کی تسبیح و تہلیل سے بدرجہا بڑھ کر محبوب ہے۔
(مدارج السالکین ص۱۶۶ ج ۱)

(شعر) مرکب توبہ عجائب مرکبست برفلک تازو بیک لحظہ ز پست
چو برارند از پشیمانی انین عرش لرزد از انین المذنبین

ولی اور رسول میں فرق

ولایت تقویٰ اور طہارت کی ایک سند (ڈگری) ہے جو بندہ کی جدوجہد اور سعی اور اکتساب سے ملتی ہے اور نبوت ورسالت ایک عہدہ اور منصب ہے جو بدون حکم شاہی کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ ولایت بمنزلہ ایک سند کے ہے جو امتحان سے فراغت کے بعد مل جاتی ہے اور نبوت و رسالت بمنزلہ عہدہ کے ہے محض قابلیت سے خود بخود کوئی وزیر اور سفیر نہیں بن جاتا جب تک حکم شاہی نہ ہو۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کی تعریف میں حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ ارشاد وارد ہوا ہے اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ اور رسول کی تعریف میں یوں فرماتے ہیں۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ غرض حاصل ولایت اتقاء ہے۔ (جو بندہ کا فعل ہے) اور اتقاء مبنی للفاعل۔ اتقاء مبنی للمفعول کو مستلزم نہیں۔ تیر اور تلوار سے ہر ایک بچنے کی اپنی سی تدبیر کرتا ہے مگر اس پر بھی کبھی زخمی ہو ہی جاتا ہے اور حاصل رسالت کا ارتضاء ہے کیونکہ من رسول بیان ہے من ارتضیٰ کا۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ کا مرتضیٰ ہوتا ہے اور ارتضاء فعل خداوندی ہے کیونکہ ارتضیٰ کا فاعل ضمیر راجع الی اللہ ہے اور سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اطاعت سے راضی ہوتے ہیں اور معصیت سے ناخوش۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ معلوم ہوا کہ رسول کے لئے من کل الوجہ مرتضیٰ ہونا ضروری ہے اور من کل الوجہ ارتضاء یہی حاصل معصومیت کا ہے۔ (اجوبہ اربعین ص ۹۱ حصہ دوم)

فائدہ: حق جل شانہٗ نے قرآن کریم میں انبیاء کی لغزشوں کو اس لئے بیان فرمایا ہے کہ ان حضرات کی شان اور مرتبہ معلوم ہو کہ یہ حضرات خدا تعالیٰ کے اس درجہ مقرب تھے کہ ذرا ذرا سی بات پر مؤاخذہ ہوتا تھا اور وہ خداوند ذوالجلال کے مؤاخذہ سے لرزاں اور ترساں رہتے تھے حضرات انبیاء کی یہ لغزشیں ہی درحقیقت ان کی معصومیت کی دلیل ہیں جس شخص کا مرتبہ جس قدر بلند ہوتا ہے اسی قدر اس کی معمولی سی بات بھی غیر معمولی بن جاتی ہے۔

عصمت انبیاء اور حفاظتِ اولیاء میں فرق: شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام ہر وقت بارگاہ خداوندی میں مقیم رہتے ہیں کسی وقت حق تعالیٰ شانہٗ کی عظمت اور جلال ان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ حضرات انبیاء معاصی سے معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ بارگاہِ خداوندی میں آتے جاتے رہتے ہیں مگر مقیم نہیں اس لئے اولیاء معاصی سے محفوظ تو ہوتے ہیں مگر معصوم نہیں ہوتے اور عصمت اور حفاظت میں یہ فرق ہے کہ اولیاء بسا اوقات مباحات اور جائز امور کو محض حظ نفس اور طبعی میلان اور

خواہش کے لئے کرگزرتے ہیں۔ مگر حضرات انبیاء کسی وقت بھی طبعی میلان اور حظ نفس کے لئے مباح اور جائز امر کا ارتکاب نہیں فرماتے۔ ہاں جب کسی شئی کی عنداللہ اباحت اور اس کا خدا کے نزدیک جائز ہونا بتلانا مقصود ہوتا ہے تب اس مباح کو استعمال فرماتے ہیں تاکہ امت کو نبی کے کرنے سے اس فعل سے اس کا مباح اور جائز ہونا معلوم ہو جائے اور جس طرح نبی پر فرض کی تعلیم فرض ہے اسی طرح فعل مباح اور امر جائز کی اباحت اور جواز کا بتلانا بھی فرض ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کو ایک فعل مباح پر بھی فرض ہی کا ثواب اور اجر ملتا ہے اس لئے کہ نبی کے ذمہ مباح کی اباحت کا بتلانا بھی فرض ہے۔

اب ہم حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کے کچھ دلائل ذکر کرتے ہیں۔ جو زیادہ تر امام فخر الدین رازی قدس سرہٗ کی تفسیر کبیر سے لئے گئے ہیں۔

دلائل عصمتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

دلیل اول: قال اللہ تعالیٰ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. ”جس شخص نے رسول کی اطاعت کی۔ پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے“

پہلی آیت میں رسول کی اطاعت کو اپنی ہی اطاعت قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ غیر معصوم کی اطاعت کو عین اطاعت خداوندی نہیں کہا جا سکتا۔ اطاعت رسول اور اطاعت خداوندی میں اتحاد اور عینیت جب ہی ممکن ہے جب رسول حق جل وعلا کی معصیت کے شائبہ سے بھی بالکلیہ پاک ہو اور تاکید و تحقیق کے لئے کلمہ قد کا اضافہ فرمایا۔ تاکہ کوئی شخص اطاعت حق جل شانہٗ اور اطاعت رسول میں کسی قسم کی تفریق نہ قائم کرے۔ کما قال سبحانہٗ وتعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ”بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ و رسول کے منکر ہیں اور اللہ اور رسول کے درمیان جدائی چاہتے ہیں اور کہتے ہیں ہم بعض کو مانتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں اور وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اس کے بیچ (باطل) راہ اپنائیں (سن لو) یہ تو پکے کافر ہیں“

اور دوسری آیت میں رسول کی علی الاطلاق اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس پر رحمت کا وعدہ فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ غیر معصوم شخص کی اطاعت کا علی الاطلاق کسی طرح حکم نہیں دیا جا سکتا اور اسی وجہ سے کہ خلفاء اور امراء معصوم نہیں، علی الاطلاق ان کی اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ان کی اطاعت کا یہ معیار مقرر ہوا۔

السمع والطاعة حق مالم یؤمر بمعصية فاذا امر بمعصية فلاسمع ولاطاعة (بخاری) ”امیر کی سننا اس کی اطاعت ضروری ہے جب تک معصیت کا حکم نہ کیا جائے۔ اور امیر جب معصیت کا حکم کرے پھر اس کی اطاعت نہیں“

اور جن آیات میں نبی کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے۔ ان میں کسی جگہ **مالم یؤمر بمعصية** (جب تک معصیت کا حکم نہ دیا جائے) کی قید نہیں اضافہ کی گئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کا کوئی فعل معصیت ہوتا ہی نہیں تاکہ امراء اور خلفاء کی طرح ان کے اتباع میں یہ قید لگائی جائے اور علی ہذا غیر معصوم شخص کی علی الاطلاق اطاعت بلا قید مذکور رحمت خداوندی کا سبب بھی نہیں ہو سکتی۔

دلیل دوم: نیز اگر انبیاء کرام معاصی سے معصوم نہ ہوں تو عیاذًا باللہ انبیاء کرام کا غیر مقبول الشہادۃ ہونا لازم آئے گا اس لئے کہ عاصی فاسق ہوتا ہے اور فاسق کی شہادت مقبول نہیں بقولہ تعالیٰ۔ اِنْ جَآءَ كُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا۔ تو پھر قیامت کے دن بمقابلہ امم حضرات انبیاء کی شہادت کیسے مقبول ہوگی۔ حلانکہ قرآنِ عزیز میں ہے کہ ہر نبی قیامت کے دن اپنی امت پر گواہی دے گا۔ کما قال تعالیٰ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا. "پس کیا حال ہوگا جب کہ ہم بلائیں گے ہر امت میں سے گواہی دینے والا اور حال کا بیان کرنے والا اور آپ کو ان سب پر گواہ بنائیں گے"

دلیلِ سوم: نیز صورت مفروضہ میں نبی کا مستحق عذاب اور مستحق لعنت ہونا لازم آتا ہے جو ایک عاصی اور گنہگار کا حکم ہے۔ کما قال تعالیٰ (۱) وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۔ "جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو یقیناً اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا" (۲) اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۔ "خبردار کہ اللہ کی لعنت ہے نافرمانوں پر" حالانکہ کوئی نبیؑ کسی کے نزدیک مستحق عذاب اور مستحق لعنت نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ جو شخص عذاب الٰہی اور لعنت خداوندی کا مستحق ہو وہ نبیؑ اور رسول تو درکنار متقی اور صالح بھی نہیں ہوسکتا۔

دلیل چہارم: نیز حضرات انبیاء کا کام یہ ہے کہ لوگوں کو حق جل شانہٗ کی اطاعت کی طرف بلائیں پس اگر وہ خود اللہ کے مطیع اور فرمانبردار بندے نہ ہوں تو وہ اس آیت کے مصداق ہوں گے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ "کیا تم دوسروں کو بھلی بات کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب اللہ کو پڑھتے رہتے ہو۔ پس کیا تم عقل نہیں رکھتے"

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ. "کیوں کہتے ہو وہ باتیں جو تم خود نہیں کرتے دوسروں کو کہنا اور خود نہ کرنا یہ اللہ کے نزدیک سخت مذموم اور اس کے غضب اور ناراضی کا سبب ہے"

حالانکہ یہ بات ایک ادنیٰ واعظ اور معمولی عالم کے لئے بھی مناسب نہیں۔ حضرات انبیاء و مرسلین کی شایانِ شان تو کیسے ہوسکتی ہے۔

دلیل پنجم: نیز اگر انبیاء کرام سے کبائر و معاصی کا صدور جائز رکھا جائے تو پھر معاذ اللہ انبیاء کو معاصی پر تنبیہ اور زجر و توبیخ اور ایذاء رسانی بھی جائز ہونی چاہیے جو خدائے عز و جل کے نافرمانوں کے لئے لازم و ضروری ہے حالانکہ نبی کو کسی قسم کی ایذاء اور تکلیف پہنچانا دنیا اور آخرت کی لعنت اور عذاب الیم کا سبب ہے کما قال تعالیٰ۔

(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. "بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہو" (۲) وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. "جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذاء پہنچاتے ہیں ان کے لئے نہایت ہی دردناک عذاب ہے"

دلیل ششم: نیز انبیاء کرام کا تمام گنہگاروں سے زائد مستحق عذاب ہونا لازم آئے گا۔ اس لئے کہ انبیاء کا مرتبہ سب سے بلند ہے اس لئے انبیاء سے معصیت کا صدور بھی بہت بڑا سمجھا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جاریہ پر بمقابلہ حرہ نصف حد آتی ہے اور زانی محصن پر

رجم اور غیر محصن پر فقط جلد ہے۔ اور ازواج مطہرات کے لئے ارشاد ہے۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضَاعَفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ. "اے نبی کی عورتو! تم میں سے جو صریح بے حیائی کا کام کرے تو اس کو دو چند مار ہوگی" اور ظاہر ہے کہ نبوت اور رسالت سے کوئی اعلیٰ اور ارفع مرتبہ نہیں۔ پس اگر نبیؑ سے بھی معاصی کا صدور روا رکھا جائے تو پھر نبوت و رسالت کے منصب کے مناسب نبی کو سب سے زائد معذب اور معتوب اور مغضوب خداوندی ماننا لازم آئے گا۔ اور جب نبی ہی معاذ اللہ خدا کا معتوب اور مغضوب ٹھہرا تو پھر مقبول الٰہی کون ہوگا۔

دلیل ہفتم: نیز معصیت کا صدور ہمیشہ اتباع شیطان ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس اگر نبی معصوم نہ ہو تو نبی کا متبع شیطان ہونا لازم آئے گا۔ کما قال تعالیٰ۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ. "اور ابلیس نے ان پر اپنے گمان کو سچ کر دکھایا سوائے تھوڑے سے ایمانداروں کے، لوگ اس کے پیرو ہوئے"

حالانکہ نبی کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگ شیطان کے اتباع سے محفوظ رہیں۔

دلیل ہشتم: نیز غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا لازم آئے گا اس لئے کہ آیت بالا میں متبعین شیطان سے مؤمنین کے ایک فریق کو مستثنیٰ فرمادیا گیا ہے لہٰذا یہ فریق جو اتباع شیطان سے محفوظ ہے اگر حضرات انبیاء کا فریق ہے تو اس کا معصوم ہونا ثابت ہوتا ہے وہو المراد۔ اور اگر حضرات انبیاء کے سوا کوئی اور جماعت ہے تو یہ کہنا پڑے گا کہ ایک گروہ مؤمنین کا ایسا ہے جو اتباع شیطان سے بری ہے مگر عیاذاً باللہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اتباع شیطان سے بری نہیں اور ظاہر ہے کہ جو شخص اتباع شیطان سے بری ہوگا وہ اس شخص سے یقیناً افضل ہوگا جو اتباع شیطان سے بری نہیں کما قال تعالیٰ۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

دلیل نہم: حق تعالیٰ شانہٗ نے بندوں کو دو قسموں پر تقسیم فرمایا ہے ایک حزب الشیطان یعنی شیطان کا گروہ کما قال تعالیٰ

أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ. "یہ شیطان کا گروہ ہے آگاہ ہو جاؤ شیطان کے گروہ والے ہمیشہ خراب ہوتے ہیں"

دوسرے حزب اللہ یعنی اللہ کا گروہ۔ کما قال تعالیٰ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ. "یہ اللہ کا گروہ ہے اور آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ ہی کا گروہ کامیاب ہوتا ہے"

لہٰذا اگر نبی سے معاصی کا صدور روا رکھا جائے تو نبی کا عیاذاً باللہ بجائے حزب اللہ اور مفلحین کے حزب الشیطان اور خاسرین کی جماعت اور گروہ میں شمار کرنا لازم آئے گا۔

دلیل دہم: حق تعالیٰ شانہٗ نے خود ابلیس سے نقل فرمایا ہے کہ میرے اغواء سے تیرے مخلص بندوں کا گروہ مستثنیٰ ہے کما قال تعالیٰ

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ "قسم ہے تیری عزت کی سوائے عباد مخلصین کے سب کو گمراہ کروں گا"۔

اور من کل الوجوہ۔ عباد مخلصین کا مصداق صرف حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ہے۔ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شان میں ہے اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ۔

دلیل یازدہم: حق تعالیٰ شانہٗ نے جا بجا قرآن عزیز میں انبیاء کرام کا بلا کسی تخصیص کے مصطفیٰ اور مجتبیٰ ہونا ذکر فرمایا ہے یعنی یہ نبی ہمارے منتخب اور برگزیدہ بندے ہیں۔ یہ کسی جگہ نہیں فرمایا۔ کہ فلاں امر اور فلاں صفت میں یہ ہمارے برگزیدہ ہیں۔ یا فلاں وصف کے اعتبار سے یہ ہمارے منتخب بندے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرات کسی خاص صفت یا کسی خاص فعل کے لحاظ سے برگزیدہ نہیں بلکہ تمام افعال واقوال کے اعتبار سے منتخب اور برگزیدہ ہیں کما قال تعالیٰ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ''اور تحقیق وہ ہمارے نزدیک منتخب اور چنے ہوئے اور نیک لوگوں میں سے ہیں'' اور ظاہر ہے کہ من کل الوجوہ خدا کا برگزیدہ اور پسندیدہ مصطفیٰ اور مجتبیٰ ہونا صدور معاصی کے بالکل منافی اور مباین ہے۔

دلیل دوازدہم: نیز حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرات انبیاء کی یہ شان ذکر فرمائی ہے۔

يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ''وہ بھلائیوں اور نیک کاموں میں نہایت تیز رو ہیں''

اور الخیرات کو معرف بلام الاستغراق ذکر فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام سے سوائے خیر محض کے کسی امر کا صدور ہوتا ہی نہیں۔

دلیل سیزدہم: ہر عاصی اور گنہگار کو شرعاً اور عرفاً ظالم کہنا جائز ہے اور قرآن عزیز میں بکثرت خدا کے نافرمانوں کو ظالم کہا گیا ہے، لہٰذا اگر نبیؐ سے بھی معاصی کا صدور جائز ہو تو نبی کو بھی معاذ اللہ ظالم کہنا جائز ہوگا۔ حالانکہ ظالم کبھی نبی اور رسول نہیں ہوسکتا۔ کما قال تعالیٰ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ''میرا منصب ظالموں کو نہیں ملتا'' کیونکہ اس آیت میں اگر عہد سے نبوت ورسالت مراد ہے تو صاف ظاہر ہے کہ گنہگار اور ظالم کبھی نبی اور رسول نہیں ہوسکتا۔ اور اگر ولایت یا امامت ہے تب بھی مدعا حاصل ہے اس لئے کہ جب امامت اور ولایت جس کو نبوت ورسالت سے وہ نسبت بھی نہیں جو قطرہ کو دریائے عظیم کے ساتھ ہے جب وہی ظالم اور عاصی کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ تو نبوت ورسالت کا عظیم الشان اور جلیل القدر منصب کہاں حاصل ہوسکتا ہے۔

دلیل چہاردہم: هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ ''اسی نے ان پڑھوں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کو اپنی تعلیم وتربیت سے پاک اور صاف کرتا ہے''

پس اگر نبیؐ خود معصیت سے پاک نہیں تو وہ دوسروں کو کیسے مزکی اور پاک اور مطہر یعنی پاک اور صاف بنا دیتا ہے۔

دلیل پانزدہم: نیز نبیؐ تو اللہ جل جلالہ کی جانب سے امت کے لئے اسوۂ حسنہ اور حق تعالیٰ شانہٗ کی اطاعت اور اخلاق خداوندی کا بہترین نمونہ ہوتا ہے تا کہ لوگ بے چون وچرا اس کا اتباع کریں اور اس کی ہر حرکت اور سکون اور اس کے ہر قول وفعل کو اپنے لئے راہ عمل سمجھیں۔ کما قال تعالیٰ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ''تمہارے لئے اللہ کے رسول میں عمدہ نمونہ ہے ان کو دیکھ کر اللہ کی اطاعت کرو۔ یہ اس کے لئے ہے جو اللہ سے اور یوم

آخرت سے ڈرے اور اللہ کو بہت یاد کرے'' اور اخلاق خداوندی اور اطاعت ربانی کا نمونہ اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے اسوۂ حسنہ وہی شخص ہوسکتا ہے جو حق جل وعلا کی معصیت اور نافرمانی سے بالکلیہ پاک اور منزہ ہو۔

دلیل شانزدہم: کوئی شخص اگر نبیؑ اور پیغمبر کی موجودگی میں کوئی کام کرے اور نبیؑ اس فعل پر سکوت کرے تو نبیؑ کا یہ سکوت بالاجماع اس فعل کے جواز کی دلیل سمجھا جاتا ہے جب نبیؑ کا سکوت ہی اس فعل کو معصیت سے خارج کر کے جواز اور اباحت کی حد میں داخل کر دیتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ خود نبی کا فعل معصیت سے خارج نہ ہو۔

دلیل ہفدہم: بعض لوگوں نے جب اللہ کی محبت کا دعویٰ کیا یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ''اے محمد! آپ یہ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ اللہ تم کو محبوب رکھے گا اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کرے گا''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آپ کے اتباع کو اپنی محبت کا معیار قرار دیا ہے اور پھر آپ کی اتباع پر دو وعدے فرمائے ہیں۔

ایک یہ کہ اگر تم ہمارے نبی کا اتباع کرو گے تو ہم تم کو محبوب بنالیں گے۔ دوسرے یہ کہ تمہارے گناہوں کی مغفرت کریں گے اور ظاہر ہے کہ اللہ کی محبت کا معیار ایسے ہی شخص کا اتباع ہوسکتا ہے جو معصوم ہو ورنہ ایک عاصی اور گنہگار کا اتباع محبت خداوندی کا معیار کیسے بن سکتے ہیں اور نہ محبت الٰہی اور مغفرت ذنوب کا سبب ہوسکتا ہے۔ ''انتھی''

(۱۴۸) بَابُ تَصْرِيْفِ اللّٰهِ تَعَالٰى الْقُلُوْبَ كَيْفَ شَآءَ.

(۱۱۸۵) باب: اللہ تعالیٰ کا مرضی کے مطابق دِلوں کو پھیرنے کے بیان میں۔

(۸۰۵) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ كِلَاهُمَا عَنِ الْمُقْرِئِ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ هَانِئٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهٗ حَيْثُ يَشَاءُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ.

(۶۷۵۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: تمام بنی آدم کے دِل رحمٰن کی اُنگلیوں میں سے دو اُنگلیوں کے درمیان ایک دِل کی طرح ہیں۔ جسے چاہتا ہے اُسے پھیر دیتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ ''اے اللہ! دِلوں کے پھیرنے والے ہمارے دِلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔''

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں اللہ جل جلالہ کے مقلب القلوب ہونیکا ذکر ہے۔

بين اصبعين من اصابع الرحمن: قرآن کریم میں ساق، وجه، يد الله، استوى على العرش اور سابقہ باب میں خطّ

بیدہ تعالی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن میں اللہ تعالی کے اعضاء وجسد کا ذکر ہے۔
اسکی تشریح میں علماء کے اقوال مختلف ہیں: (۱) ان الفاظ پر بلا چوں وچرا اور بغیر چہ می گوئی کے ایمان لانا اور انکی حقیقت ونوعیت کی جستجو اور تاویل میں نہ پڑنا بہتر ہے اور اسی میں نجات وامن اور سوء ادبی سے حفاظت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (شوریٰ۱۱) اسکی مثل ہے نہ مثال وہ اپنی مثال آپ ہی ہے۔ لاتدرکه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير۔ (انعام۱۰۳) دنیا کی آنکھیں وحواس اللہ کو نہیں پاسکتیں اور وہ سب کو پاسکتا ہے اور وہ تو باریک بین باخبر ذات ہے۔ جمہور! (۲) ان الفاظ کی مراد متعین کی جائے اور اسکے صحیح ہونے کیلئے تاویل کی جائے مثلاً ید اللہ کے معنی: قدرت! وجہ کا معنی: ذات! اصبعین کا معنی: قبضہ وگرفت! کہ تمام بنی آدم کے دل اللہ کے قبضہ اور تصرف میں ہیں۔ متکلمین! (۳) ان الفاظ کو اپنے اصل معنی پر رکھیں کہ ید، ساق، اصبع کا حقیقی معنی ہو کہ اللہ تعالی کیلئے ہاتھ، انگلی، پنڈلی، وغیرہ ثابت ہیں لیکن یہ صفات اللہ میں سے ہیں اس کی شان کے مطابق۔ مخلوق کے اعضاء واحساسات کی مثل نہیں۔ ابن تیمیہ! (۴) صفات متشکلہ ومتشابہ میں یوں کہیں کہ برحق اور سچ ہیں اسکا جو معنی بھی اللہ کی مراد ہو ہم اسکی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر ایسی تشریح جو کلام عرب کے مطابق وقریب ہو تو اسکو قبول کریں اور کلام عرب سے بعید ہو تو توقف کریں گے۔ مثلاً علی ما فرطت فی جنب الله میں جنب اللہ بمعنی فی حق اللہ ہے اسکا معنی بالکل واضح ہے اور لفظ جنب بمعنی حق مستعمل ہے اس لئے یہی معنی مراد ہونگے اس میں توقف نہیں۔ ابن دقیق العید!
خلاصہ! (۱) اللہ کے سپرد (۲) تاویل کر کے مراد متعین کرنا۔ (۳) اصل معنی لیکن كما يليق بشانه. (۴) برحق ماننا اور جہاں معنی واضح ہو اسکو متعین کر دینا۔ پہلا قول جمہور محدثین وسلف صالحین، دوسرا قول اکثر متکلمین، تیسرا قول ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ ابن القیم، چوتھا قول ابن دقیق العید کا ہے۔
☆ یہ اختلاف تعبیر میں ہے ورنہ اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالی جسم وجہات سے منزہ ہے۔ کقلب واحد يصرفه حيث يشاء. کہ تمام بنی آدم کے قلوب مثل ایک دل کے اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں جسکو چاہیں جدھر کر دیں لیکن اس پر یہ سوال وارد نہ ہوگا کہ پھر انسان کو تو اختیار نہ ہوا اس لئے کہ انسان جب کا سب ہوتا ہے تو اللہ تعالی ادھر ہی پھیر دیتے ہیں۔ والمسئلةدقيق و نحن عبيد۔[1]

(۱۴۹) باب كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ

(۱۱۸۶) باب: ہر چیز کا تقدیر الٰہی کے ساتھ وابستہ ہونے کے بیان میں

(۸۰۶) حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى ابْنُ حَمَّادٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّهُ قَالَ أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُونَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ قَالَ وَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزُ

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

وَالْكَيْسُ اَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ.

(٦٧٥١) حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے۔ وہ کہتے تھے ہر چیز تقدیر سے وابستہ ہے اور میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز تقدیر سے وابستہ ہے۔ یہاں تک کہ عجز اور قدرت یا قدرت اور عجز۔

(٨٠٧) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زِيَادِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرِ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مُشْرِكُوْ قُرَيْشٍ يُخَاصِمُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ ﴿يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر:٤٨، ٤٩]

(٦٧٥٢) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقدیر کے بارے میں جھگڑا کرنے کے لیے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ﴾ ''جس دن وہ جہنم میں اوندھے منہ گھسیٹے جائیں گے (اور کہا جائے گا) دوزخ کا عذاب چکھو بے شک ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔''

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ ان میں سب چیزوں کے قدرت و تقدیر میں ہونے کا ذکر ہے۔
حتی العجز والكيس عجز بمعنی عدم القدرة. طاقت نہ ہونا، اعمال میں کاہلی اور تاخیر کرنا۔ الکیس اسکی ضد نشاط و مہارت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عاجز کا عجز اور سمجھدار کی مہارت و ذہانت دونوں تقدیر میں درج اور مقرر شدہ ہیں۔ انا كل شيء خلقناه بقدر. سبب نزول متن سے واضح ہے۔

بقدر کا مطلب: (۱) قرطبیؒ کہتے ہیں کہ قدر سے مراد وہ فیصلہ ہے جو اللہ کے علم و ارادہ سے تحریر ہو چکا۔ (۲) الباجیؒ اس سے مراد تقدیر ہے کہ اب اس میں نقص و زیادتی نہیں ہو سکتی قد جعل الله لكل شيء قدرًا۔ یا اس سے مراد اللہ کی قدرت و طاقت ہو جیسے فرمایا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ...... بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ (انعام ٣٧۔ قیامہ ٤) (۳) بقدر میں قدر سے مراد ہر چیز کی خلقت اور پیدائش کا وقت مراد ہو۔[1] واللہ اعلم۔

(١٥٠) بَاب قُدِّرَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظُّهٗ مِنَ الزِّنٰى وَغَيْرِهٖ.

(١١٨٧) باب: ابن آدم پر زنا وغیرہ میں سے حصہ مقدر ہونے کے بیان میں

(٨٠٨) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِاِسْحٰقَ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنٰى اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَى الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَى اللِّسَانِ النُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ اَوْ يُكَذِّبُهٗ قَالَ عَبْدٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ.

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۶۷۵۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میرے نزدیک لمم کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے بہتر کوئی بات نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا' جسے وہ ضرور حاصل کرے گا۔ آنکھوں کا زنا (حرام چیزوں کو) دیکھنا ہے اور زبان کا زنا (حرام بات) کہنا ہے اور دل تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اُس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

(۸۰۹) حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الْمَخْزُوْمِیُّ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ حَدَّثَنَا سُهَیْلُ بْنُ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ كُتِبَ عَلَی ابْنِ آدَمَ نَصِیْبُهٗ مِنَ الزِّنٰی مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَالْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظْرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْیَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا وَالْقَلْبُ یَهْوٰی وَیَتَمَنّٰی وَیُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَیُكَذِّبُهٗ۔

(۶۷۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن آدم پر اُس کے زنا سے حصہ لکھ دیا گیا ہے۔ وہ لامحالہ اسے ملے گا۔ پس آنکھوں کا زنا (شہوت سے) دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے اور دل کا گناہ' خواہش اور تمنا کرنا ہے اور شرمگاہ اُس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔

احادیث کی تشریح :اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ اُن میں ہر عمل کا قدرت باری تعالیٰ کے تحت ہونیکا ذکر ہے۔

حدیث اول: ما رأیت شیئا اشبه باللمم. لمم کی تفسیر وتعیین۔ لمم المام بروزن افعال سے ہے۔ اس کا لفظی معنی ہے میلان، کسی چیز کی طرف جھکاؤ۔ یہ لفظ قرآن کریم میں موجود ہے اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (نجم ۳۲) وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور فحش چیزوں سے بچتے ہیں مگر صغیرہ (ان کیلئے بھلائی ہے) بیشک تیرا پروردگار وسیع مغفرت والا ہے۔

لمم سے مراد کیا ہے: (۱) گناہ کی طرف مائل ہونا لیکن اصرار نہ ہو (۲) قصد کرنا لیکن عمل میں نہ لانا (۳) گناہ صغیرہ کا ارتکاب کرنا (۴) ناجائز کو دیکھنا چھونا وغیرہ جیسے حدیث باب میں موجود ہے۔ تفسیر اسکی یہ ہے کہ اگر انسان کبیرہ گناہوں سے بچتا اور توبہ استغفار کرتا رہے تو صغیرہ معاف ہو ہی جاتے ہیں۔ کیونکہ صغائر سے بچنا بالکل نادر و مشکل ہے اس لئے اسکے معاف کرنے میں سہولت ہے کہ کبیرہ کے ساتھ اجتناب و توبہ میں بھی دُھل جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ (نساء ۳۱) اگر تم ذنوب وکبائر سے بچتے رہو تو سیئات وصغائر ہم معاف کردیں گے۔ ولنعم ما قال الخازنؒ۔ (خازن ج ۴ ص ۲۱۱)

ان تغفر اللهم تغفر جمّا و ایّ عبدلك لا الّمّا.

معاف کرنا ہے تو یا اللہ سب ہی معاف کردے۔ تیرا کونسا بندہ ہے جس نے صغیرہ بھی نہ کیا ہو۔

ابن عباسؓ کا مقصد یہ تھا کہ لفظ لمم کی تعیین میں جو اختلاف ونظر ہے اسکی مناسب تشریح حدیث ابوھریرہؓ ہے۔ کہ یہ چیزیں لمم ہیں۔ یہ لمم

کی مراد واضح کی ہے لمم کو صرف انہیں چیزوں میں منحصر نہیں کیا کہ دوسری کوئی چیز یا عمل اس میں شامل نہ ہوگا بلکہ یہ تو ایک اصول اور مثال ہے اسکی اعمال میں کثیر مثالیں ہیں۔ کتب علی ابن آدم حظه من الزنا ادرك ذالك لا محالة . جو چیز تقدیر میں تحریر ہو چکی وہ یقیناً ہوگی کیونکہ اسکا فیصلہ ہو چکا۔ فزنا العین النظر...... زنا حقیقی تو فرج در فرج اور دخول کا نام ہے۔ جو حرام قطعی اور موجب حد ہے۔ دوسری چیزوں کو سبب اور دواعی زنا ہونے کی وجہ سے مجازی طور پر زنا کہہ دیا یہ بھی واجب الترک ہیں۔ نظر بالشھوۃ۔ اجنبیہ کی بات و آواز کو شہوت سے سننا۔ شہوانی خیالات کو قصداً دل میں لانا۔ اجنبیہ سے بوس و کنار اور شہوت سے چھونا یہ سب اسی قبیل سے ہیں ان سے اجتناب حتمی اور لازمی ہے۔ والفرج يصدق ذالك . یہ تو دواعی ہیں ان کا تحقق فرج سے ہوتا ہے یا پھر شرمگاہ آلودہ نہ ہو اور اللہ تعالیٰ حفاظت فرمالیں۔ یہ چیزیں مہلکات میں سے ہیں جو بے حیائی اور تباہی کی دہلیز پر لا کھڑا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور پورے مسلم معاشرے کی ان سے حفاظت فرمائے۔ آمین ![1]

(۱۵۱) بَابُ مَعْنٰى كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَ حُكْمِ مَوْتٰى اَطْفَالِ الْكُفَّارِ وَاَطْفَالِ الْمُسْلِمِيْنَ

(۱۱۸۸) باب: ہر بچہ کے فطرت پر پیدا ہونے کے معنی اور کفار کے بچوں اور مسلمانوں کے بچوں کی موت کے حکم کے بیان میں

(۸۱۰) حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَ يُنَصِّرَانِهٖ وَ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ : ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ الْاٰيَةَ[الروم: ۳۰]

(۶۷۵۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پس اُس کے والدین اُسے یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جیسے کہ جانور کے پورے اعضاء والا جانور پیدا ہوتا ہے۔ کیا تمہیں ان میں کوئی کٹے ہوئے عضو والا جانور معلوم ہوتا ہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم چاہو تو آیت: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ﴾ پڑھ لو یعنی: ''(اے لوگو!) اللہ کی بنائی ہوئی فطرت (دین اسلام) کو لازم کرلو۔ جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی مخلوق میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔''

(۸۱۱) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

الْإِسْنَادِ وَ قَالَ كَمَا تَنْتِجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً وَلَمْ يَذْكُرْ جَمْعَاءَ.

(٦٧٥٦) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔ البتہ ایک سند سے یہ الفاظ ہیں کہ جیسے جانور کے ہاں جانور پیدا ہوتا ہے اور کامل الاعضاء ہونے کو ذکر نہیں کیا۔

(٨١٢) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَ أَحْمَدُ ابْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ يَقُولُ اقْرَءُوا: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾ [الروم ٣٠:٣٠]

(٦٧٥٧) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرۃ (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا یہ آیت پڑھو: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ﴾ ''(اے لوگو!) اپنے اوپر اللہ کی بنائی فطرت (اسلام) کو لازم کرلو جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی مخلوق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی اور یہی دین قیم ہے۔''

(٨١٣) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَ يُنَصِّرَانِهِ وَ يُشَرِّكَانِهِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ مَاتَ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ.

(٦٧٥٨) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اُس کے والدین اُسے یہودی، نصرانی اور مشرک بنا دیتے ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ اس سے پہلے ہی مر جائے تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ (زندہ رہتے تو) کیا عمل کرنے والے ہوتے۔

(٨١٤) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَهُوَ عَلَى الْمِلَّةِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ إِلَّا عَلَى هٰذِهِ الْمِلَّةِ حَتّٰى يُبَيِّنَ عَنْهُ لِسَانُهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ لَيْسَ مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا عَلَى هٰذِهِ الْفِطْرَةِ حَتّٰى يُعَبِّرَ عَنْهُ لِسَانُهُ.

(٦٧٥٩) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ ابن نمیر کی روایت میں یہ ہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ ملت پر پیدا ہوتا ہے اور حضرت ابومعاویہ کی روایت میں یہ ہے کہ وہ اس ملت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی زبان سے اس کا اظہار کردے۔ ابوکریب کی روایت میں ہے کہ ہر پیدا ہونے والا اس فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کی زبان چل سکے اور اس کے ضمیر کی ترجمانی کرسکے۔

(٨١٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُولَدُ

يُوْلَدُ عَلٰى هٰذِهِ الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَ يُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنْتِجُوْنَ الْاِبِلَ فَهَلْ تَجِدُوْنَ فِيْهَا جَدْعَاءَ حَتّٰى تَكُوْنُوْا اَنْتُمْ تَجْدَعُوْنَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ مَنْ يَمُوْتُ صَغِيْرًا قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

(٦٧٦٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث میں سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی پیدا کیا جاتا ہے اُسے اِس فطرت (اسلام) پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر اُس کے والدین اُسے یہودی یا نصرانی بناتے ہیں۔ جیسے اونٹوں کے بچے پیدائش کے وقت تمہیں پورے اعضاء والے نظر آتے ہیں۔ کیا تمہیں ان میں سے کوئی کٹے ہوئے اعضا والا بھی ملتا ہے بلکہ تم خود ان کے کان وغیرہ کاٹ دیتے ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو بچپن میں ہی فوت ہو جائے' اُس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ (بچے) کیا عمل کرنے والے تھے۔

(٨١٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُلُّ اِنْسَانٍ تَلِدُهُ اُمُّهُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَ اَبَوَاهُ بَعْدُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ فَاِنْ كَانَا مُسْلِمَيْنِ فَمُسْلِمٌ كُلُّ اِنْسَانٍ تَلِدُهُ اُمُّهُ يَلْكُزُهُ الشَّيْطَانُ فِيْ حِضْنَيْهِ اِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا.

(٦٧٦١) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر انسان کو اُس کی والدہ فطرت پر جنم دیتی ہے اور اس کے بعد اُس کے والدین ہی اُسے یہودی' نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ اگر والدین مسلمان ہوں تو وہ مسلمان بن جاتا ہے۔ ہر انسان کی پیدائش کے بعد اُس کے دونوں پہلوؤں میں شیطان اُنگلی چبھوتا ہے' سوائے مریم اور اُن کے بیٹے (علیہ السلام) کے۔

(٨١٧) حَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ وَ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

(٦٧٦٢) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔

(٨١٨) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْرَامَ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ح وَحَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِاِسْنَادِ يُوْنُسَ وَابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ مِثْلَ حَدِيْثِهِمَا غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ شُعَيْبٍ وَ مَعْقِلٍ سُئِلَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ.

(٦٧٦٣) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے لیکن اس میں ہے کہ آپ سے مشرکین کی ذرّیت کے بارے میں پوچھا گیا۔

(٨١٩) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَطْفَالِ الْمُشْرِكِيْنَ مَنْ يَمُوْتُ مِنْهُمْ صَغِيْرًا فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.

(٦٧٦٤) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے اُن بچوں کے بارے میں پوچھا گیا جو بچپن میں

ہی فوت ہو جاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے ہیں۔

(۸۲۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَطْفَالِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ اِذْ خَلَقَهُمْ.

(۶۷۶۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ان کے پیدا کرتے وقت بخوبی علم تھا کہ وہ کیا عمل کرنے والے ہیں۔

(۸۲۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَقَبَةَ بْنِ مَسْقَلَةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِىْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَاَرْهَقَ اَبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَ كُفْرًا.

(۶۷۶۶) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ بچہ جسے حضرت خضر علیہ السلام نے مار ڈالا تھا وہ فطرۃً ہی کافر تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دیتا۔

(۸۲۲) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ تُوُفِّيَ صَبِيٌّ فَقُلْتُ طُوْبٰى لَهٗ عُصْفُوْرٌ مِنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَلَا تَدْرِيْنَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْجَنَّةَ وَ خَلَقَ النَّارَ فَخَلَقَ لِهٰذِهٖ اَهْلًا وَلِهٰذِهٖ اَهْلًا.

(۶۷۶۷) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بچہ فوت ہو گیا تو میں نے کہا: اِس کے لیے خوشی ہو وہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتی کہ اللہ نے جنت اور جہنم کو پیدا کیا اور اس کے لیے کچھ لوگوں کو پیدا کیا اور کچھ لوگوں کو اس کے لیے پیدا کیا۔

(۸۲۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَمَّتِهٖ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوْٓءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ قَالَ اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِىْ اَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَ خَلَقَ لِلنَّارِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِىْ اَصْلَابِ آبَائِهِمْ.

(۶۷۶۸) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو انصار کے ایک بچہ کا جنازہ پڑھانے کے لیے بلایا گیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس جنت کی چڑیوں میں سے (ایک) چڑیا کے لیے خوشی ہو۔ اس نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ ہی گناہ کرنے کے زمانے تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اس کے علاوہ بھی کچھ ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو جنت کا اہل بنایا اور انہیں پیدا ہی جنت کے لیے کیا ہے۔ اس حال میں کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی پشتوں میں تھے اور بعض کو جہنم کا اہل بنایا اور

انہیں پیدا ہی جہنم کے لیے کیا ہے اس حال میں کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کی پشتوں میں تھے۔

(٨٢٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى ح وَحَدَّثَنِي سُلَيْمٰنُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ ابْنُ حَفْصٍ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى بِإِسْنَادِ وَكِيعٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ.

(٦٧٦٩) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں پندرہ حدیثیں ہیں۔ان میں فطرت اور مسلمین ومشرکین کے اطفال کا ذکر ہے

حدیث اول: مامن مولود الایو لد علی الفطرۃ. قرآن کریم میں بھی یہ لفظ موجود ہیں۔فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا(روم ۳۰) قال ابن عباس خلق الناس علیھا ۔ایک حدیث میں ہے ما من مولود الا وھو علی الملۃ وفی روایۃ لیس من مولود الاعلی ھذہ الفطرۃ حتی یعبر عنہ لسانہ(نووی)۔

فطرت کا معنی ومصداق: فطرت بمعنی نیچر،فطری حالت۔اسکی جمع فطر بحذف التاء آتی ہے۔(۱)علامہ مازریؒ کہتے ہیں کہ فطرت عہد الست کا نام ہے۔جو اللہ تعالی نے بنی آدم کی ارواح سے لیا۔(۲) فطرت سلیمہ اور طبعی سلامتی فطرۃ ہے(۳)الفطرۃ ھی الدین . فطرت ملۃ اسلام اودین کا نام ہے(۴) معرفۃ الانسان بربہ . انسان کا اپنے رب کو پہچاننا فطرت ہے۔(۵) فطرت اس استعداد کا نام ہے جس سے حق اور باطل کے مابین تمیز اور صحیح فیصلہ کیا جاسکے۔فلاسفہ(۶) قبول حق کی استعداد کا نام فطرت ہے۔اور یہی راجح ہے کیونکہ اگر اس سے مراد اسلام وملۃ لیں تو پھر آیت میں ہے لا تبدیل لخلق اللہ.تو پھر تبدیلی یہودیت ،نصرانیت ،مجوسیت وضلالت کی طرف کیسے۔ ہر بچہ مسلمان کے گھر پیدا ہو یا کافر کے گھر وہ فطرت سلیمہ پر ہوتا ہے اگر اثرات وترغیبات اور تعلیمات اس پر اثر انداز نہ ہوں تو وہ وحدانیت اور حقانیت اسلام پر رہے یہ تبدیلی بیرونی اثرات کی وجہ سے ہے کہ ہوش سنبھالتے ہی اسکو جو سوسائٹی اور معیار زندگی ملتا ہے اسی کی رو میں بہہ جاتا ہے۔اسی مؤثر اور تبدیلی لانے والے عمل کا ذکر حدیث کے اگلے کلمہ میں ہے۔ فابواہ یھودانہ اوینصرانہ اویمجسانہ. اسکے دو مطلب ہیں۔

(۱)ماں باپ اسکو اپنے طریقہ پر چلنے کا حکم دیتے ہیں تو وہ انکی مان کر فطرۃ سلیمہ کو اب اپنے اختیار واستعمال سے ضلالت کی طرف پھر جاتا ہے اب وہ استعداد گمراہی میں خرچ ہونے لگتی ہے۔(۲)اسکو صراحۃ ضلالت کا حکم تو نہیں دیتے مگر تعلیم وہی دیتے ہیں جو اسے گمراہی میں ڈبو دیتی ہے۔(۳) کہ وہ بھی یہودی ،نصرانی اور مجوسی ہوتا ہے ماں باپ کے تابع ہو کر ان جیسا ہو جاتا ہے۔ پھر بعض اوقات مقدر میں ہو تو ہوش سنبھالنے کے بعد اسلام قبول کر لیتا ہے۔ کما تنتج البھیمۃ. یعنی جب ایک جانور (بکری بھیڑ ناقہ بقرہ) بچہ جنتی ہے تو وہ صحیح سالم کامل الاعضا ہوتا ہے خصی نہ کان کٹا اور نشان زدہ۔ پھر بچوں کی شرارتوں سے زخمی ہوتا ہے اور مالک کے تصرف سے عیب دار ہوتا ہے۔جس طرح یہ جانور کا بچہ صحیح سالم اعضاء والا اسی طرح ہر بچہ سلیم الطبع۔بھیمۃ جمعاء صحیح سلامت جانور۔جمعاء کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے جملہ اعضاء کو صحت وکمال کے ساتھ جمع کئے ہوتا ہے۔ھل تحسون فیھامن جدعاء. یہ

جملہ برائے تاکید اور عبرت ہے۔ تاکید تو تکرار و سوال کی وجہ سے۔ عبرت اس طرح کہ لفظ سے اشارہ ہے جس جانور کا کان کاٹنے سے عیب دار ہو جاتا ہے اس طرح گمراہ بھی بغیر کانوں والا ہو جاتا ہے بایں معنی کہ اب حق سننے سے بہرا ہو گیا۔ اس لئے جدعاء کا ذکر فرمایا ورنہ لنگڑا، دم کٹا بھی عیب ہیں۔

اطفال مشرکین کا دنیوی اور اخروی حکم: اس میں سلف و خلف، متقدمین اور متاخرین کا اختلاف ہے۔ وہ بچے جنکا قبل از حلم وبلوغ انتقال ہو جاتا ہے انکی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اطفال مسلمین (۲) اطفال کفار و مشرکین۔ مسلمانوں کے بچوں کا ذکر باب **فضل من یموت له ولد فیحتسبه** میں گذر چکا ہے۔ کفار کے بچوں کے متعلق دو باتیں ہیں۔

(۱) دنیوی حکم۔ دنیاوی احکام میں کفار کے بچے انہیں کے حکم میں ہونگے اور تجہیز و تکفین اور مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین کے بارے میں انکے ساتھ کفار کا سا معاملہ ہوگا۔ (۲) اخروی حکم اور انجام۔ اس بارے میں اہل علم کا شدید اختلاف ہے کہ کافروں کے وہ بچے جو بالغ ہونے سے پہلے مر گئے جنتی ہونگے یا جہنمی۔

قول اول: جنت میں ہونگے۔ دلیل (۱) قصہ معراج کی وہ حدیث جسمیں آپ ﷺ نے ابراہیمؑ کو دیکھا ایک باغیچہ میں انکے اردگرد مسلمانوں اور کافروں کے بچے ہیں۔ **واما الرجل الطویل الذی فی الروضة فانه ابراهیم علیه السلام واما الولدان الذین حوله فکل مولود مات علی الفطرة قال فقال بعض المسلمین یا رسول الله واولاد المشرکین فقال رسول الله واولاد المشرکین** (بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۴) بہر حال وہ طویل القامہ آدمی جو باغ میں تھا سو وہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے اردگرد جو بچے تھے وہ تمام ایسے بچے ہیں جو بلوغ سے پہلے مرے مسلمانوں میں سے بعض نے پوچھا اے اللہ کے رسول اور مشرکین کے بچے تو حضورؐ نے فرمایا: اور مشرکین کے بچے بھی۔

دلیل (۲) **سألت ربی اللاهین من ذریة البشر ان لا یعذبهم فاعطانیهم قال الحافظ اسناده حسن.** میں نے نسل انسانی کے بچوں کیلئے رب تعالیٰ سے مانگا کہ انکو عذاب نہ دے اللہ نے یہ مژدہ عطا کیا۔

دلیل (۳) **قلت یا رسول الله من فی الجنة قال صلی الله علیه وسلم النبی فی الجنة والشهید فی الجنة والمولود فی الجنة.** مولود عام ہے سب کو شامل ہے۔ دلیل (۴) حدیث باب۔

دلیل (۵) **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا.** (اسراء ۱۵) جب بالغین کیلئے رسول بھیجے بغیر عذاب نہیں تو بچے غیر مکلف کیسے عذاب دیئے جائیں گے۔

قول ثانی: یہ جہنم میں ہوں گے **تبعاً لآبائهم.**

دلیل: **عن عائشةؓ سألت رسول اللهؐ عن ولدان المسلمین قال فی الجنة. وعن اولاد المشرکین قال فی النار فقلت لم یدرکوا الاعمال قال ربك اعلم بما کانوا عاملین لو شئتِ اسمعتُكِ تضاغبهم فی النار.** سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں میں نے نبی ﷺ سے مسلمانوں کے بچوں کے بارے میں سوال کیا: تو فرمایا: جنت میں ہونگے اور مشرکین کے بچے فرمایا

جہنم میں میں نے کہا اعمال تو پائے نہیں فرمایا تیرا رب زیادہ جانتا ہے جو وہ عمل کرتے اگر تو چاہے تجھے جہنم میں ان کی چیخ و پکار سناؤں
جواب!(۱) اسکا جواب یہ ہے کہ ربك اعلم بما کانوا عاملین میں اللہ کے علم کی طرف سپرد کرنے کا اشارہ ہے پھر جب آپ ﷺ کو بتا دیا گیا تو جنتی ہونے کا فرمایا۔ جیسے ابھی احادیث گذریں تو یہ حدیث منسوخ ہوگی۔ (۲) یہ حدیث ضعیف ہے ولکنہ حدیث ضعیف جدا. اس سے استدلال درست نہیں۔

قول ثالث: بین الجنة والنار. برزخ واعراف میں ہونگے۔ دلیل انکے پاس عمل نہیں کہ جنت میں جائیں اور گناہ نہیں کہ انکی سزا کیلئے جہنم میں ڈالے جائیں۔ لا نهم لم يعملوا الحسنات ولا السيئات.

قول رابع: اہل جنت کے خادم ہونگے۔ دلیل عن سمرة بن جندب مر فوعا اولاد المشركين خدم اهل الجنة.
مشرکوں کے بچے جنتیوں کے خادم ہونگے۔ جواب! یہ حدیث بھی ضعیف نا قابل احتجاج ہے۔

قول خامس: امتحان وآزمائش ہوگی۔ جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے پھر انکو جہنم میں داخل ہونے کا حکم ہوگا جو داخل ہوا اسکے لیے گلزار ہوگی جس نے انکار کیا وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

دلیل: اس پر بھی ایک طویل حدیث مسند بزار اور مجمع الزوائد میں ہے لیکن یہ بھی ضعیف ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ انکار کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے میری نافرمانی کی میرے پیغمبر کی تو بطریق اولیٰ کرتے۔

سوال! اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ دنیا دار التکلیف سے جانے کے بعد امتحان وابتلاء چہ معنی دارد؟

جواب! اسکا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جنت وجہنم میں جانے کے بعد یہ حکم لگے گا۔ اس سے پہلے آزمائش ہوسکتی ہے۔

قول سادس: مٹی ہو جائیں گے۔

قول سابع: توقف ہے۔ اسکی دلیل باب کی چوتھی حدیث ہے واللہ اعلم بما کانوا عاملین.

جواب! اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے اہل جنت ہونے اور اپنی دعاء قبول ہونے سے پہلے یہ فرمایا۔ بعد میں فرمایا کہ وہ جنت میں ہونگے۔ والمولود فی الجنة.

قول ثامن: اللہ کی مشیت کے مطابق انکے حق میں فیصلہ ہوگا۔

قول تاسع: امساک: وبينهما فرق دقيق. ابن حجرؒ نے تبعالآبائهم اور جہنمی ہونگے ان دو کو علیحدہ قول ذکر کر کے کل دس اقوال شمار کیے ہیں۔ (فتح الباری ج ۳ ص ۳۱۵) ☆ ائمہ اربعہ میں سے امام اعظمؒ سے توقف، امام شافعیؒ سے فی مشیت اللہ کی روایت ہے امام احمدؒ و مالکؒ سے منصوص نہیں۔ امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ عذاب نہ ہوگا۔ ☆ نوویؒ کہتے ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ مقتول خضر جنتی ہے۔ کیونکہ وہ بالغ نہ ہوا تھا فخشينا ان يرهقهما طغيانًا و كفرًا میں امکان ذکر کیا گیا ہے کہ ہوسکتا تھا کہ ایسا کرتا لیکن اسکا وقوع نہیں ہوا۔ مسلم والدین کے تابع ہو کر جنتی ہوگا۔ ☆ علامہ طیبیؒ شارح مشکوۃ اور صاحب اشعۃ اللمعات نے توقف کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ ☆ نوویؒ کہتے ہیں کہ جمہور اہل علم کا رجحان واتفاق اسی پر ہے کہ وہ جنت میں ہونگے۔ اور یہی صحیح ہے۔

اطفال مشرکین کے جنتی ہونے پر عقلی دلیل: اصول یہ ہے کہ اعمال صالحہ کے سبب اور اللہ کے فضل سے آدمی جنت میں جائے گا اور اعمال سیئہ وعقائد باطلہ کی پاداش میں جھنم میں۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ...... وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ. (القارعۃ) کفار کے بچے ایسے ہیں کہ انکے پاس عمل ہے نہ خطاء عدل کا تقاضا یہ ہے کہ یہ جھنم میں نہیں جاسکتے کیونکہ قصور ہی نہیں باقی انکا کیا فیصلہ ہونا چاہئے۔ بندہ کے ذہن میں یہ جملہ ہے کہ اب عدل اور فضل کو دیکھتے ہوئے فیصلہ ہوا انصاف کہتا ہے جہنم میں نہیں جائیں گے۔ اور جنت میں جانے کا سبب فضل ہے اب وجہ ترجیح جنت کیلئے فضل ربانی ہوا۔ اسکے تقاضے کی بناء پر جنت میں جائیں گے۔

حدیث رابع: اللہ اعلم بما کانوا عاملین. تفسیر اول۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کو علم قطعی ہے کہ یہ بالغ ہو کر کیا کرتے اسی کے مطابق برتاؤ ہوگا۔ اگر اللہ کے علم میں بعد از بلوغ مسلمان ہونا تھا تو جنت میں ورنہ جھنم میں۔

تفسیر ثانی: اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرتے پس تم انکے بارے میں حتمی بات نہ کہو بلکہ توقف کرو۔ دوسری تفسیر راجح ہے پھر اسکا جواب بھی گذر چکا ہے کہ یہ جواب المولود فی الجنۃ کے علم دئے جانے سے پہلے کا ہے۔

حدیث سابع: یلکزہ الشیطان کچوکا لگاتا ہے، ٹھونگ مارتا ہے۔ یہ تسلط شیطان کا آغاز ہے۔ شیطان پیدائش سے ہی اپنے تسلط کی کوشش کرتا ہے اور کچوکے سے ابتداء کرتا ہے۔ حضنیہ. پہلو، کوکھ، خاصرہ۔ ابن ماھانؒ کی روایت میں حضنیہ کی بجائے خصیبہ ہے (نقطہ مقدم کر دیا ہے) قاضی عیاضؒ نے اسکو وھم قرار دیکر رد کیا ہے کیونکہ یلکزہ الشیطان مخصوص بالرجال نہیں۔ چنانچہ آگے مریم کا ذکر ہے۔

حدیث ثالث عشر: فخلق لھذہ اھلا ولھذہ اھلا. اس پر تو بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اولاد مسلمین کے متعلق بھی توقف کیا جائے۔ ولکن ھذا الرأی لیس بصواب. جمہور اھل علم اور معتبر جماعت کا اجماع ہے کہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں۔ جس پر صبر کر کے والدین کو جنت کی بشارت ہے تو کیا وہ بچہ دوزخ میں جائیگا۔ فیا سبحان اللہ۔

سوال! جب یہ جنتی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکیر کیوں فرمائی۔

جواب! (۱) اسکا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی فیصلہ اور مسارعت سے منع کیا۔ (۲) یہ بات انکے جنتی ہونے کے علم سے پہلے کی ہے۔ آگے لفظ غیر ذالک سے اسی طرف اشارہ ملتا ہے۔[1]

(۱۵۲) بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْاٰجَالَ وَالْاَرْزَاقَ وَغَيْرَهَا لَا تَزِيْدُ وَلَا تَنْقُصُ عَمَّا سَبَقَ بِهِ الْقَدَرُ

(۱۱۹۰) باب: مقرر شدہ عمر اور رزق میں جس کا تقدیری فیصلہ ہو چکا ہے اس میں کمی یا زیادتی نہ ہونے کے بیان میں

(۸۲۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ

[1] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

مَرْثَدٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَشْكُرِيِّ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ اَللّٰهُمَّ اَمْتِعْنِيْ بِزَوْجِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِاَبِيْ اَبِيْ سُفْيَانَ وَبِاَخِيْ مُعَاوِيَةَ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ سَاَلْتِ اللّٰهَ لِاٰجَالٍ مَضْرُوْبَةٍ وَ اَيَّامٍ مَعْدُوْدَةٍ وَاَرْزَاقٍ مَقْسُوْمَةٍ لَنْ يُعَجِّلَ شَيْئًا قَبْلَ حِلِّهٖ اَوْ يُؤَخِّرَ شَيْئًا عَنْ حِلِّهٖ وَلَوْ كُنْتِ سَاَلْتِ اللّٰهَ اَنْ يُعِيْذَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ اَوْ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ كَانَ خَيْرًا اَوْ اَفْضَلَ قَالَ وَ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ الْقِرَدَةُ قَالَ مِسْعَرٌ وَ اُرَاهُ قَالَ وَالْخَنَازِيْرُ مِنْ مَسْخٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ لِمَسْخٍ نَسْلًا وَلَا عَقِبًا وَقَدْ كَانَتِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيْرُ قَبْلَ ذٰلِكَ.

(٦٧٧٠) حضرت عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ زوجہ نبی کریم ﷺ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: اے اللہ! مجھے اپنے خاوند رسول اللہ ﷺ اور والد ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بھائی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کی زندگیوں) سے متمتع کرنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اللہ سے مقرر شدہ اوقات وایام اور تقسیم شدہ رزق کا سوال کیا۔ ان میں سے کسی چیز کو وقت مقرر سے مقدم اور مؤخر نہیں کیا جاتا اور اگر تو اللہ سے سوال کرتی کہ وہ تجھے جہنم کے عذاب یا قبر کے عذاب سے پناہ دے تو وہ بہتر اور افضل ہوتا۔ راوی نے کہا: آپؐ کے پاس بندروں اور خنزیروں کا ذکر کیا گیا (کہ یہ انہیں کی نسل سے ہیں جنہیں مسخ کر دیا گیا تھا) تو آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی مسخ شدہ قوم کی نسل نہیں چلائی اور تحقیق بندر اور سوّر پہلے ہی سے موجود تھے۔

(٨٢٦) حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنِ ابْنِ بِشْرٍ وَ وَكِيْعٍ جَمِيْعًا مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ.

(٦٧٧١) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔ اس روایت میں عذابِ جہنم اور عذابِ قبر کے الفاظ ہیں۔

(٨٢٧) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَاللَّفْظُ لِحَجَّاجٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ مَرْثَدٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ مَعْرُوْرِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِزَوْجِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِاَبِيْ اَبِيْ سُفْيَانَ وَبِاَخِيْ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكِ سَاَلْتِ اللّٰهَ لِاٰجَالٍ مَضْرُوْبَةٍ وَآثَارٍ مَوْطُوْءَةٍ وَاَرْزَاقٍ مَقْسُوْمَةٍ لَا يُعَجِّلُ شَيْئًا مِنْهَا قَبْلَ حِلِّهٖ وَلَا يُؤَخِّرُ مِنْهَا شَيْئًا بَعْدَ حِلِّهٖ وَلَوْ سَاَلْتِ اللّٰهَ اَنْ يُعَافِيَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ لَكَانَ خَيْرًا لَكِ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيْرُ هِيَ مِمَّا مُسِخَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُهْلِكْ قَوْمًا اَوْ يُعَذِّبْ قَوْمًا فَيَجْعَلَ لَهُمْ نَسْلًا وَاِنَّ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ.

(٦٧٧٢) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ! مجھے میرے خاوند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور بھائی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کی درازیٔ عمر) سے متمتع فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: تو نے اللہ سے مقرر شدہ مدتوں اور چلائے ہوئے معین قدموں اور تقسیم کیے ہوئے رزقوں کا

سوال کیا ہے۔ان میں سے کوئی بھی چیز مقرر وقت سے مقدم نہ ہوگی اور نہ ہی مؤخر ہوگی۔ اگر تو اللہ سے جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے عافیت مانگتی تو یہ تیرے لیے بہتر ہوتا۔ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا بندر اور خنزیر ان مسخ شدہ (قوموں) میں سے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک کرنے یا اسے عذاب دینے کے بعد اُس کی نسل نہیں چلائی اور بندر اور سؤر اس سے پہلے ہی موجود تھے۔

(۸۲۸) حَدَّثَنِيهِ اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمٰنُ بْنِ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ وَآثَارٍ مَبْلُوْغَةٍ قَالَ ابْنُ مَعْبَدٍ وَرَوٰى بَعْضُهُمْ قَبْلَ حِلِّهٖ اَیْ نُزُوْلِهٖ.

(۶۷۷۳) اِس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ان میں اجل اور رزق کے طے شدہ ہونے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: اللّٰھم اَمتعنی بزوجی. اس دعا کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ انکی عمروں میں برکت واضافہ فرما کہ میں انکی حیات وبقاء اور وفاء سے مستفید ہوسکوں۔ قد سالتِ اللہ لآجال مضروبۃ وایام معدودۃ. اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں تو طے شدہ ہیں اس لئے ان کی بجائے یوں دعاء کرتی۔ کہ عذاب النار سے نجات مانگتی اور جنت میں داخلہ کی مناجات کرتی۔ کہ جسکا تا حال علم نہیں۔(اگر چہ امید بھلی رکھو) کیونکہ تقدیر مبرم میں تو نقص وزیادتی متصور نہیں۔ہاں تقدیر معلق میں دعاء واعمال مؤثر ہوسکتے ہیں۔ اور رزق زندگی موت تقدیر مبرم میں سے ہیں۔

سوال! اس دعاء سے کیوں منع کیا؟

جواب! اس بارے میں نوویؒ فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ اجل رزق شقاوت یا سعادت تو لکھے جاچکے۔پھر دوزخ سے پناہ اور جنت مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ دعاء عبادت ہے بلکہ مخ العبادات تو آپ ﷺ نے عبادت کیلئے حکم دیا۔اور رزق واجل کی دعاء عبادت سے نہیں اس لئے اس سے منع فرمایا۔

سوال! نوویؒ کی دوسری بات پر یہ سوال ہے کہ دعاء اغراض دینی کیلئے ہو یا ضرورت دنیویہ کیلئے ہر صورت عبادت ہے۔اس لئے دوسری صورت کی دعاء کو عبادت نہ کہنا محل نظر ہے۔

جواب! اسکا صحیح جواب اور وجہ ترجیح یہ ہے کہ دنیا کی بجائے آخرت کو مقدم رکھا جائے اور بنسبت دنیا کے آخرت کی دعاء افضل ہے اگر چہ عبادت دونوں ہیں۔آپ ﷺ نے افضل کا حکم دیا۔وذکرت عندہ القردۃ. یہ بات مسلم واٹل ہے کہ کسی بھی مسخ شدہ قوم اور گرفت شدہ علاقہ کے لوگ باقی نہیں رہے بلکہ سب کو ہلاک کردیا۔خنزیر کی شکل جو دی گئی تھی یہ بھی تین دن اسی مسخ شدہ شکل میں رہ کر ہلاک ہوگئے تھے یہ داؤد علیہ السلام کی قوم ایلہ کے رہائشیوں کا واقعہ ہے جنکے جوانوں کو بندر اور بوڑھوں کو خنزیر بنادیا گیا تھا۔جو لوگ کہتے ہیں کہ موجودہ بندر انہیں کی نسل ہیں یہ وہم باطل ہے۔☆ اسکی دلیل یہ ہے کہ اس قوم کی ہلاکت سے قبل بھی خنزیر وبندر پائے جاتے تھے۔جن کی شکل میں انہیں سزادی گئی پھر ہلاک ہوئے اس سے ثابت ہوا بندر وخنزیر مستقل مخلوقات وحیوانات میں سے ہیں۔

حدیث ثالث: واثار موطوء ة. اس کا اصل معنی یہ ہے کہ کسی کے قدموں کے نشانات پر چل کر آنا۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ لم یات بشیء جدید کوئی نئی چیز نہیں لائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجل اور تطویل عمر کی دعاء یہ امر جدید نہیں یہ تو پہلے سے مقرر ہو چکے[1]

(۱۵۳) بَابُ الْاِیْمَانِ بِالْقَدْرِ وَالْاِذْعَانِ لَهٗ

(۱۱۹۰) باب: تقدیر پر ایمان اور پختہ یقین رکھنے کے بیان میں (اگر مگر کی گنجائش نہیں)

☆ ☆بَابٌ فِي الْاَمْرِ بِالْقُوَّةِ وَتَرْكِ الْعِجْزِ

مضبوطی کے حکم اور سستی وعاجزی کے ترک کے بیان میں

(۸۲۹) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى ابْنِ حَبَّانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِیْ كُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَ كَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ.

(۶۷۷۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقتور مؤمن اللہ کے نزدیک کمزور مؤمن سے بہتر اور پسندیدہ ہے۔ ہر بھلائی میں ایسی چیز کی حرص کرو جو تمہارے لیے نفع مند ہو اور اللہ سے مدد طلب کرتے رہو اور اُس سے عاجز مت ہو اور اگر تم پر کوئی مصیبت واقع ہو جائے تو یہ نہ کہو: کاش میں ایسا ایسا کر لیتا بلکہ یہ کہو کہ یہ اللہ کی تقدیر ہے وہ جیسے چاہتا ہے کرتا ہے کیونکہ کاش (کا لفظ) شیطان کا دروازہ کھولتا ہے۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں ہمت قوت اور عدم عجز وکاہلی کا ذکر ہے۔

کتاب القدر کا یہ آخری باب ہے پہلا عنوان طبع شدہ مسلم کے حاشیہ پر درج ہے دوسرا عنوان الفاظ حدیث کی مناسبت سے دیا گیا ہے۔ المؤمن القویّ خیر واحبّ الی اللہ من المؤمن الضعیف .

قوت وضعف کا کیا مطلب ہے؟ پہلا احتمال: قاضی صاحبؒ کہتے ہیں کہ اس سے قوت جسم وبدن مراد ہے کہ تغییر منکر اور اعداء دین کے خلاف ایسا شخص پختہ ومؤثر ہوتا ہے بنسبت جسمانی کمزور کے۔

دوسرا احتمال: مالی طور پر مضبوطی اور قوت مراد ہو کہ اللہ کے راستہ میں دل کھول کر مال لٹائے تو یہ (کثرت حسنات وانفاق کی وجہ سے) مال میں کمزور سے بہتر ہے۔

تیسرا احتمال: نوویؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد امور آخرت میں قوت عزم وارادہ ہے کہ ایسا آدمی میدان میں سب سے پہلے کود

---

[1] نووی . المفہم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

پڑتا ہے۔ بنسبت ضعیف ارادہ والے کے اور تکالیف پر صبر کرنے میں بھی یہ شخص مقدم ہوتا ہے۔ بلکہ تمام عبادات میں ہمت ورغبت سے مصروف رہتا ہے۔ جبن وکسل (بزدلی سستی) کو قریب نہیں آنے دیتا۔

چوتھا احتمال: راقم الحروف کے نزدیک یہ احتمال ہے کہ **المؤمن القویّ بالایمان والعزم احب واقدم من المؤمن الضعیف بالایمان والاذعان.** یعنی ایمان وعزم میں قوی مؤمن زیادہ پسندیدہ اور مقدم ہے بنسبت اس مؤمن کے جو ایمان و یقین میں کمزور ہو۔ کیونکہ اعمال وعبادات میں اصل طاقت یقین ہے یقین کی مقدار ونوعیت کے مطابق آدمی اعمال میں شرکت اور مسابقت کرتا ہے۔

فائدہ! ایسا مؤمن جو جسماً ومالاً ضعیف ہو لیکن اعمال میں مقدم ہو تو وہ مؤمن **لحیم وجسیم** اور **کثیر المال کا ھل فی الاعمال** سے درجہا بہتر ہے۔ یہ بات اولی واقدم کی ہے نفس خیر کی نہیں ورنہ **وفی کلّ خیر** حدیث میں موجود ہے کہ ایمان کی وجہ سے سب میں خیر ہے۔ پھر اس میں ترقی کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں۔ **احرص علی ماینفعك : ای اجتھد فی ماینفعك** جو چیز تجھے آخرت کا دائمی نفع دے اس میں لگ کر اپنے آپ کو کھپا دے اور خوب محنت کر۔ **فان لو تفتح عمل الشیطان .** پس بے شک لو (اگر) کا استعمال شیطان کے عمل کو کھول دیتا ہے۔ یقین میں کمزوری اور اعمال میں کمی اور بگاڑ کی کھڑکی اگر سے کھلتی ہے۔ اگر میں ایسا کر لیتا، اگر میں اس راستہ سے نہ آتا، اگر میں اسوقت نہ نکلتا تو اس طرح نہ ہوتا یہ سب فضول ہیں! جو اللہ کا فیصلہ ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔ یہ کلمات کہہ کر اپنے یقین کو کیوں کمزور اور اعمال کو ضائع کرتے ہو۔

لو کے استعمال کا حکم: حسرت وافسوس کی وجہ سے لو اور اگر کا استعمال نہ کیا جائے۔ یہ نہی تنزیہی ہے۔

سوال ! اگر اور کاش کا استعمال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں؟ (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے امت پر خوف نہ ہوتا تو میں مسواک لازم کر دیتا اور وجوب کا حکم دیتا۔ (۲) میں نے یہ جو بعد میں جانا اگر اس معاملہ (مزاحمت) کو پہلے جان لیتا تو ھدی (قربانی کا جانور) روانہ کر دیتا۔ (۳) حضرت ابوبکرؓ کے کلام میں ہے! اگر ہمیں تلاش کرنے والے اپنے پاؤں دیکھیں تو ہمیں دیکھ لیں۔ ☆ پہلی اور تیسری مستقبل کے اعتبار سے لو کے استعمال کی مثال ہے۔ دوسری ماضی میں استعمال کی مثال ہے۔

جواب ! اگر اور کاش کے استعمال میں یہ تفصیل ہے کہ آدمی یقین سے کہے کہ اگر میں ایسا کر لیتا تو نقصان نہ ہوتا یہ درست نہیں۔ اگر صرف افسوس کے اظہار کے لئے ایسا کہے تو اس میں مضائقہ نہیں مثلاً اگر میں جلدی بیدار ہوتا تو تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوتی۔ اگر تعلیم جلدی شروع کرتا تو آج مکمل کر چکا ہوتا (حالانکہ ابھی درجہ خاصہ میں ہی ہوں) یہ استعمال صحیح ہے۔ ☆ ایسا استعمال جس سے تقدیر کے متعلق وہم وشک پیدا ہو منع ہے۔ مذکورہ عبارات میں لو تشکیک کیلئے نہیں کہ اعتراض وارد ہو ☆ ترغیب وتشویق کیلئے قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ. (بقرۃ ۱۰۳) اور اگر وہ لوگ ایمان لاتے اور تقوی اختیار کرتے تو اللہ کے پاس بہترین ثواب پاتے۔ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ (اعراف ۹۶) اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقوی اپناتے تو ہم ان پر آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔[1]

آخر کتاب القدر. ویلیه کتاب العلم

---

[1] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

کِتَابُ الْعِلْم

علم کی تعریف: (۱) حصول صورة الشیء فی العقل. حکماء اور متکلمین علم کی (لغوی) تعریف یہ کرتے ہیں کہ کسی چیز کی صورت کا عقل اور ادراک میں آنا۔ (۲) ھو صفة یتجلی بھا المذکور لمن قامت به . جاننے والے کے ذہن میں کسی چیز کا منکشف اور روشن ہونا یہ علم ہے۔ (۳) ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ علم قلب مؤمن میں اس نور کا نام ہے جو چراغ نبوت سے روشن ہوتا ہے یہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال افعال احوال کے جاننے سے حاصل ہوتا ہے۔

علم کی اقسام: (۱) کسبی: جو کسی بشر کے واسطہ سے حاصل ہو۔ (۲) علم لدنی۔ جو کسی بشر و انسان کے واسطہ کے بغیر حاصل ہو

علم لدنی کی اقسام ونسبت: (۱) وحی (۲) الہام (۳) فراست۔ الہام وفراست وحی کے تابع ہیں وحی ان کے تابع نہیں۔

حصول کے اعتبار سے علم کی اقسام: (۱) علم الیقین: جو نظر و استدلال سے حاصل ہو۔ (۲) عین الیقین جو مشاہدہ سے حاصل ہو۔ (۳) حق الیقین: جو تجربہ سے حاصل ہو۔ ﴿لترونّ الجحیم ثم لترونھا عین الیقین﴾ البتہ تم جہنم کو دیکھ لوگے پھر ضرور تم اسے دیکھ لوگے۔ ﴿اِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ﴾ (الحاقۃ ۵۱) بے شک وہ سچ اور یقینی ہے۔ ﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ﴾ (واقعہ ۹۵) بے شک وہ عین سچ اور برحق ہے۔ ان آیات سے یہی اقسام مفہوم ہوتی ہیں۔

عملی زندگی میں علم کی دو قسمیں: (۱) عوام کا علم (۲) خواص کا علم:[1]

عوام کا علم: ارکان اسلام، حدود شرعیہ، اور امر و نہی، قرآن وحدیث کے صریح اور واضح مسائل واحکام کو جاننا یہ عوام کا علم ہے او یہ سب پر لازم ہے پھر اپنے متعلقہ شعبے کا علم مثلاً تاجر ہے تو بیع، اجارہ وغیرہ کے احکام، زارع ہے تو زراعت کے مسائل۔ وقس علی ذالك .

خواص کا علم: قرآن کریم اور حدیث مبارکہ کے تمام فروعی احکام صریح عبارت، اشارت، دلالت، اقتضاء، اجماع وقیاس وغیرہ سب کو جاننا اور صحیح تعلیم کی معرفت اور پیش آمدہ مسائل میں تحقیق کر کے صحیح حل پیش کرنا جیسی استعداد پیدا کرنا یہ ضروری ہے۔ اور یہ خواص کا علم ہے۔ جس کیلئے چند افراد کا ہونا ضروری ہے لیکن کثرت بہتر وافضل ہے مزید علم کے فضائل اور آداب مقدمہ میں مذکور ہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان ج۲ ص۲۵۲)

(۱۵۴) بَابُ النَّهْيِ عَنِ اتِّبَاعِ مُتَشَابِهِ الْقُرْاٰنِ وَالتَّحْذِيْرِ مِنْ مُتَّبِعِيْهِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْاِخْتِلَافِ فِي الْقُرْاٰنِ.

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب العلم۔

(۱۱۹۱) باب: متشابہات القرآن کے درپے ہونے کی ممانعت، ان کی اتباع کرنے والوں سے بچنے کا حکم اور قرآن میں اختلاف کرنے کی ممانعت کے بیان میں۔

(۸۳۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ آل عمران:۷ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ.

(۶۷۷۵) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ﴾ ''وہی ہے جس نے آپ پر یہ کتاب نازل کی اس میں بعض آیات محکم ہیں جو کہ کتاب کی اصل اور بنیاد ہیں (جن کا معنی واضح ہے) اور دوسری متشابہات ہیں (جن کا معنی واضح نہیں) پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ قرآن کی متشابہات آیات کی اتباع فتنہ طلب کرنے اور اس کی تاویل کی تلاش کرنے کے لیے کرتے ہیں حالانکہ ان کی تفسیر سوائے اللہ (عزوجل) کے کوئی نہیں جانتا اور جو علم میں پختگی رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت صرف عقلمند ہی قبول کرتے ہیں۔'' سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے نام ذکر فرمایا پس ان سے بچو۔

(۸۳۱) حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ هَجَّرْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا قَالَ فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِيْ آيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتٰبِ.

(۶۷۷۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ ﷺ نے دو آدمیوں کی آواز سنی جو ایک آیت میں اختلاف کر رہے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے چہرۂ اقدس پر غصہ کے اثرات تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم سے پہلے (لوگ) کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

(۸۳۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا اَبُوْ قُدَامَةَ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ فَقُوْمُوْا.

(۶۷۷۷) حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن اُس وقت تک پڑھتے رہو جب تک تمہارے دلوں کو اس پر اتفاق ہو اور جب (قرآن کے معنی میں) تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو اُٹھ جاؤ۔

(۸۳۳) حَدَّثَنِىْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِىُّ عَنْ جُنْدَبٍ يَعْنِى ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا.

(۶۷۷۸) حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک تمہارے دلوں کو قرآن پر اتفاق ہو اُس کی تلاوت کرتے رہو اور جب (معنی میں) اختلاف ہو جائے تو اُٹھ کھڑے ہو۔

(۸۳۴) حَدَّثَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِىُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا اَبَانُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ قَالَ قَالَ لَنَا جُنْدَبٌ وَ نَحْنُ غِلْمَانٌ بِالْكُوْفَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا.

(۶۷۷۹) حضرت ابوعمران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں کہا اور ہم کوفہ کے نوجوان تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھو۔ باقی حدیث اسی طرح ہے۔

(۸۳۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ.

(۶۷۸۰) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کا سب سے ناپسندیدہ آدمی وہ ہے جو سخت جھگڑنے والا ہو۔

(۸۳۶) حَدَّثَنِىْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنِىْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا فِىْ جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوْهُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ.

(۶۷۸۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر بالشت، بالشت اور ہاتھ ہاتھ چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تو بھی تم اُن کی پیروی کرو گے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہود و نصاریٰ (کے طریقہ پر)؟ آپ نے فرمایا: اور کون۔

(۸۳۷) حَدَّثَنِىْ عِدَّةٌ مِنْ اَصْحَابِنَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ غَسَّانَ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

(۶۷۸۲) اِس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۸۳۸) (وَقَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِىْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءٍ (بْنِ يَسَارٍ) وَ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ نَحْوَهٗ.

(۶۷۸۳) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۸۳۹) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ عَتِيْقٍ عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيْبٍ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا.

(۶۷۸۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: (اقوال وافعال میں) غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دس حدیثیں ہیں۔ ان میں متشابہات قرآن میں بحث نہ کرنے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: آیات محکمات هن ام الکتاب و اخر متشابهات . محکمات ومتشابہات میں اختلاف!

قول اول: محکم وہ ہے جسکی مراد ظہور معنی یا تاویل سے معلوم ومتعین ہو۔ اور متشابہات جو واضح المراد نہ ہو۔

قول ثانی: پورا قرآن کریم محکم ہے۔ حروف مقطعات متشابہ۔

قول ثالث: محکم جو ایک سے زائد احتمال نہ رکھے متشابہ جسمیں متعدد احتمال ہوں۔

قول رابع: محکم جسکے الفاظ ومعانی دونوں متفق ہوں۔ متشابہ وہ ہیں جن کے الفاظ متفق اور معانی متفرق ہوں۔

قول خامس: محکم جس میں حلال وحرام کے احکام ہیں باقی متشابہات ہیں۔

قول سادس: محکم وہ ہے جسکا معنی اللہ نے اپنے بندوں پر کھول دیا اور متشابہ جس کا معنی بندوں سے مخفی رکھا۔

قول سابع: فرائض وعد ووعید محکم ہیں قصص وامثال متشابہ ہیں۔

قول ثامن: محکم جو منسوخ نہ ہو سکے متشابہ جو منسوخ ہو۔

باختلاف اقوال متشابہ کا علم علماء راسخین کو ہے یا نہیں: ☆ شوافع کہتے ہیں کہ متشابہ کا علم راسخین اور علم میں پختہ کار لوگوں کو ہے اس آیت کو وہ بھی پڑھتے ہیں وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم . اسکی تاویل ومراد کو نہیں جانتے مگر اللہ تعالیٰ اور علم میں پختہ کار۔ ☆ احناف کا قول یہ ہے کہ متشابہات کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور راسخ فی العلم بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم اسکی اس مراد وحقیقت پر ایمان لائے جو اللہ کے ہاں ان الفاظ سے ہے اور احناف آیت کو یوں پڑھتے ہیں۔ **وما یعلم تاویله الا الله**. جملہ مکمل۔ **والراسخون** جدید جملہ ہے۔ اس کی تاویل کو اللہ کے سوا نہیں جانتے۔ اور علم میں پختہ کار لوگ کہتے ہیں...

سوال! قرآن کریم کو آل عمران میں دو حصوں میں تقسیم کیا گیا؟ منه آیت محکمات هن ام الکتاب و اخر متشابهات . بعض محکم بعض متشابہ اور ھود میں سب کے سب کو محکم کہا گیا: الر کتب حکمت آیته. اور زمر میں سب کو متشابہ قرار دیا۔ ﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا﴾ (زمر ۲۳) اور یہ مشکل ہے کہ شیء واحد کلیۃً محکم بھی ہو اور مکمل متشابہ بھی۔ یہ تو تعارض ہوا۔

جواب! سب کے محکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حق وسچ اور منزل من السماء علی الرسول ہونے میں حرف بحرف محکم ہے اس میں کوئی شبہ نہیں اور متشابہ کا مطلب یہ ہے کہ اسکی آیات باہم قصص وامثال وعد ووعید اور حلت وحرمت میں اسلوب بیان میں ایک دوسرے

سے ملتی جلتی ہیں۔ معانی کے اعتبار سے محکم ومتشابہ ہیں جسکی تفصیل اوپر گذر چکی (روح المعانی ابن کثیر خازن) اذا رئیتم الذین یتبعون ماتشابه منه فاولئك الذین سمی الله فاحذروهم فی قلوبهم زیغ. جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کی پیروی کررہے ہیں تو یہی ہیں جن کا نام اللہ نے لیا ان سے بچو ان کے دلوں میں کھوٹ ہے۔ جنکے دلوں میں زیغ، کھوٹ، کجی اور فتنہ ہے ان سے اجتناب کرو۔ قرآن کے نام کی تحریکوں سے عوام کو بے راہ کررہے ہیں۔

اسکا مصداق (۱) نصاری نجران کا وفد ہے (۲) یہود کا وفد جو حروف مقطعات سے عدد سمجھتا تھا (۳) منافقین (۴) خوارج (۵) جملہ مبتدعین۔ اللہ تعالیٰ بے راہ روی اور کج روی سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

سوال! قرآن وحدیث میں جو اھل علم بالخصوص ائمہ اربعہ اختلاف کرتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ لکل محقق تفرّد کیا یہ فی قلوبهم زیغ میں آتے ہیں اور ان کیلئے یہ وعید تو نہ ہوگی؟

جواب! اس سوال کا صریح جواب تو کہیں نہیں مل سکا[1] مفسرین کی بعض عبارات سے یہ سمجھ آیا ہے کہ اختلاف فی الاحکام اور دلائل بیان کرنا اس میں نہیں آتا اس لیے کہ یہ اظہار و احقاق حق کیلئے ہے فتنہ اور فساد و اشتباہ کیلئے نہیں۔ ایسی بحث وتمحیص ہے جو فتنہ بپا کرنے، لوگوں کو غلط فہمی میں الجھانے اور بدظن کرنے کی نیت سے ہو ممنوع اور واجب الاجتناب ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کا جملہ منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویله. اسی کی طرف مشعر ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث ثانی: هَجَّرْتُ. ای بَكَّرْتُ اَتَيْتُ بُكْرَةً صبح کے وقت آیا۔ قرطبیؒ کہتے ہیں هَجَّرْتُ مشتق من الهاجرة دوپہر۔ انما هلك من كان قبلكم باختلافهم فی الكتاب. سوا اس کے نہیں کہ تم سے پہلے لوگ اللہ کی کتاب میں اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

اختلاف کس چیز میں کیا؟ (۱) صحابہ ﷺ نے قرأت میں اختلاف کیا؟ نہیں! کیونکہ قرء القران علی سبعة احرف موجود ہے۔ (۲) کسی آیت کے قران ہونے یا نہ ہونے میں؟ نہیں! اس میں بھی اختلاف نہیں کیونکہ جمیع ماانزل کا قرآن ہونا حتمی ہے۔ یہ اختلاف فی المعنی ہوگا۔ یہ اختلاف کم فہمی یا کسی دیگر سبب سے ہوا تو آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی اور منع فرمادیا۔ پہلوں کے ہلاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں تحریف کرتے گئے اور دین میں بدعات گھڑتے گئے کفر وضلال کی سلّم (سیڑھی) پر چڑھتے گئے پھر مٹی کے گھروندے کی طرح دھڑام سے گرے۔ وہ اختلاف منع ہے جو ناجائز کی طرف دھکیل دے۔ یا خود ہی ناجائز ہو۔ جیسا کہ اس میں اختلاف کریں کہ یہ قرآن اصلی ہے یا تحریف شدہ یا ایسے مسائل میں اختلاف کریں جس میں گنجائش ہی نہ ہو مثلاً نماز کی فرضیت میں کوئی اختلاف کرنے لگے۔ یا وہ اختلاف جو شک تردد اور فتنہ میں ڈالدے۔......... مسائل کا استنباط کرنا اور اس میں ثبوت حق کیلئے اختلاف ومناظرہ کرنا (جب افادیت کیلئے ہو) وہ منع نہیں اجتھاد واستنباط تو قرون اولیٰ سے جاری ہے۔

حدیث ثالث: فاذا اختلفتم فقوموا. جب تم اختلاف کرو تو کھڑے ہو جاؤ (۱) قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ مخصوص ہو کہ کھڑے ہو جاؤ اور آپ ﷺ سے تشفی کرلینا۔ (۲) یا کھڑے ہو جاؤ مزید جھگڑا

---

[1] فیا للعجب و لقلة الكتب.

گھڑانہ کرو اطمینان کے وقت تسلی سے پھر تحقیقی بات چیت کر لینا۔ (۳) کھڑے ہو جاؤ محکم پر عمل کرو اور متشابہ کو چھوڑ دو مزید بحث مباحثہ نہ کرو۔ (۴) ادائیگی حروف اور قراءت میں اگر اختلاف ہو تو پھر اپنی تحقیق صواب کے مطابق ادائیگی حروف کرتے رہو۔

حدیث سادس: الا لد الخصم. الدّ یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے لدد سے مشتق ہے بمعنی جدال، جھگڑا اس کی اصل لدّ ادین گردن کے دو کنارے یا وادی کے دو سرے، جانبین یعنی بحث میں ہر جانب سے قوی اور حاوی مدعی ہو یا مدعیٰ علیہ۔ الخصم جھگڑالو۔ بات بات پر بگڑنے والا۔ علامہ کرمانیؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد کافر ہے۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس سے باطل پر اکڑ جانے والا متعنت مراد ہے بھلے مسلم ہو یا کافر۔ اگر کافر ہو تو مذمت تام ہوئی اور اگر مسلمان ہو تو اسکی بد خلقی اور ہٹ دھرمی کا ذکر ہے جو بغض تک پہنچا دیتی ہے۔

حدیث سابع: حتی لو دخلوا فی حجر ضب......... شبر، ذراع، سنن، طریق اور بل میں داخل ہونا یہ مبالغہ اور تمثیل کیلئے فرمایا کہ تم تلک بتلک ان جیسے اعمال اپنالو گے (بلکہ اپنی سرکار سمجھو گے) انکی طرح دین میں بدعات و خرافات گھڑ لو گے۔ ہو سکتا ہے کہ آج ہم بعض امور (لباس، وضع قطع، عہد شکنی، بد باطنی وغیرہ) میں ان سے دو قدم آگے نہ ہوں۔

حدیث عاشر: هلك المتنطعون تنطّع کا معنی ہے بات میں غلو اور بال کی کھال اتارنا۔ تعمق۔ نوویؒ کہتے ہیں **المتنطعون ای المتعمقون الغالون المجاوزون الحدود فی اقوالهم وافعالهم.**

فائدہ! علامہ ابیؒ نے تنطع، ورع اور وسوسہ میں فرق واضح کرنے کیلئے عمدہ مثال دی ہے۔ مثال یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس دو کپڑے ہیں ایک بالکل پاک و طاہر اور دوسرا وہ ہے جس پر بارش کے پانی کی کیچڑ لگ گئی تو اب یہ طاہر و پاک میں نماز پڑھتا ہے تو یہ ورع ہے کیونکہ جس پر صرف بارش کی گیلی صاف مٹی لگی ہے وہ بھی پاک ہے۔ (بارش کا پانی یا اس کی کیچڑ جس میں کوئی ظاہری نجاست نہ ملی ہو تو وہ پاک ہے) اور اگر ایک کپڑا نیا بالکل پاک ہے اور دوسرے کو نجاست لگ گئی پھر دھو لیا پھر اس دھوئے ہوئے میں اس لیے نماز نہیں پڑھتا کہ اس کو نجاست لگ گئی تھی تو یہ تنطع ہے۔ جب دھو کر پاک کر لیا تو پھر کس چیز کا وہم۔ مشتبہ سے بچنا یہ ورع ہے اور مغسول میں وہم کرنا یہ تنطع ہے۔[1]

(۱۵۵) بَابُ رَفْعِ الْعِلْمِ وَقَبْضِهٖ وَ ظُهُوْرِ الْجَهْلِ وَالْفِتَنِ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ.

(۱۱۹۲) باب: آخر زمانہ میں علم کے قبض ہونے اور اُٹھ جانے، جہالت اور فتنوں کے ظاہر ہونے کے بیان میں

(۸۴۰) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَ يَثْبُتَ الْجَهْلُ وَ يُشْرَبَ الْخَمْرُ وَ يَظْهَرَ الزِّنٰى.

(۶۷۸۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کا اُٹھا لینا اور جہالت کا ظاہر ہو جانا، شراب کا پیا جانا اور زنا کا علی الاعلان ہونا، قیامت کی علامات میں سے ہے۔

---

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(٨٤١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا يُحَدِّثُكُمْ اَحَدٌ بَعْدِىْ سَمِعَهُ مِنْهُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَ يَظْهَرَ الْجَهْلُ وَ يَفْشُوَ الزِّنٰى وَ يُشْرَبَ الْخَمْرُ وَ يَذْهَبَ الرِّجَالُ وَتَبْقَى النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً قَيِّمٌ وَاحِدٌ.

(٦٧٨٦) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں ایسی حدیث نہ بیان کروں جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور میرے بعد تمہیں کوئی بھی آپؐ سے سنی ہوئی حدیث روایت نہ کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا: علم کا اُٹھ جانا اور جہالت کا غالب ہو جانا اور زنا کا عام ہو جانا اور شراب کا پیا جانا مَردوں کا کم ہونا اور عورتوں کا باقی رہنا۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کے لیے ایک مرد ہی نگران ہوگا' قیامت کی علامات میں سے ہیں۔

(٨٤٢) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَ اَبُوْ اُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِىْ حَدِيْثِ ابْنِ بِشْرٍ وَ عَبْدَةَ لَا يُحَدِّثُكُمُوْهُ اَحَدٌ بَعْدِىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

(٦٧٨٧) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی حدیث اِن اسناد سے بھی مروی ہے' اس میں یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میرے بعد تم کو کوئی بھی اس طرح حدیث روایت نہیں کرے گا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

(٨٤٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَاَبِىْ قَالَا حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ح وَحَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِىْ مُوْسٰى فَقَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ اَيَّامًا يُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَ يَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَ يَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

(٦٧٨٨) حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ان دونوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے قریب کچھ زمانہ ایسا آئے گا جس میں علم اُٹھالیا جائے گا اور جہالت نازل کر دی جائے گی اور خون ریزی کی زیادتی ہو جائے گی۔

(٨٤٤) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ اَبِى النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ح وَحَدَّثَنِى الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِىُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِىْ مُوْسٰى وَهُمَا يَتَحَدَّثَانِ فَقَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ وَ ابْنِ نُمَيْرٍ.

(٦٧٨٩) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے کہ حضرت عبداللہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۸۴۵) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَاِسْحٰقُ الْحَنْظَلِیُّ جَمِيْعًا عَنْ اَبِیْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ.

(۶۷۹۰) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

(۸۴۶) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ اِنِّیْ لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِیْ مُوْسٰی وَهُمَا يَتَحَدَّثَانِ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

(۶۷۹۱) حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا۔

(۸۴۷) حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَ تَظْهَرُ الْفِتَنُ وَ يُلْقَی الشُّحُّ وَ يَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ.

(۶۷۹۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ باہم قریب ہو جائے گا اور علم قبض کرلیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے (دلوں میں) بخل ڈال دیا جائے گا اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''ہرج'' کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: قتل۔

(۸۴۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ اَخْبَرَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ حَدَّثَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِیُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَ يَنْقُصُ الْعِلْمُ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهٗ.

(۶۷۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمانہ باہم قریب ہو جائے گا اور علم اُٹھا لیا جائے گا۔ پھر اسی طرح حدیث ذکر کی۔

(۸۴۹) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِهِمَا.

(۶۷۹۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ (قیامت) قریب ہو جائے گا اور علم کم ہو جائے گا۔ پھر ان کی حدیثوں کی طرح ہی ذکر کی ہے۔

(۸۵۰) حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالُوْا اَخْبَرَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ح

وَحَدَّثَنِی اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِی یُوْنُسَ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ کُلُّهُمْ قَالَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ غَیْرَ اَنَّهُمْ لَمْ یَذْکُرُوْا وَ یُلْقَی الشُّحُّ.

(۶۷۹۵) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے لیکن ان میں بخل کے ڈالے جانے کا ذکر نہیں کیا گیا۔

(۸۵۱) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَتْرُکْ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا.

(۶۷۹۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھین کر نہیں اُٹھائے گا بلکہ علم کو علماء کے اُٹھا لینے کے ذریعہ سے قبض کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے۔ پس ان سے پوچھا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(۸۵۲) حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِیْعِ الْعَتَکِیُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ ح وَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ وَاَبُوْ مُعَاوِیَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ وَاَبُوْ اُسَامَةَ وَابْنُ نُمَیْرٍ وَ عَبْدَةُ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ ح وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ ح وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ کُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ وَزَادَ فِیْ حَدِیْثِ عُمَرَ بْنِ عَلِیٍّ ثُمَّ لَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَلٰی رَاْسِ الْحَوْلِ فَسَاَلْتُهُ فَرَدَّ عَلَیَّ الْحَدِیْثَ کَمَا حَدَّثَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ.

(۶۷۹۷) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ البتہ عمرو بن علی رحمہ اللہ کی حدیث میں ہے کہ پھر میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی تو ان سے میں نے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ہمارے سامنے اس حدیث کو اسی طرح دہرایا جس طرح پہلے بیان کیا تھا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

(۸۵۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَکَمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ.

(۶۷۹۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

(۸۵۴) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیَی التُّجِیْبِیُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ شُرَیْحٍ اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ حَدَّثَهُ

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَتْ لِيْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا يَا ابْنَ أُخْتِيْ بَلَغَنِيْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مَارٌّ بِنَا إِلَى الْحَجِّ فَالْقَهُ فَسَائِلْهُ فَإِنَّهُ قَدْ حَمَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِلْمًا كَثِيْرًا قَالَ فَلَقِيْتُهُ فَسَاءَلْتُهُ عَنْ أَشْيَاءَ يَذْكُرُهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرْوَةُ فَكَانَ فِيْمَا ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْتَزِعُ الْعِلْمَ مِنَ النَّاسِ انْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعُلَمَاءَ فَيَرْفَعُ الْعِلْمَ مَعَهُمْ وَيُبْقِيْ فِي النَّاسِ رُؤُسَاءَ جُهَّالًا يُفْتُوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَيَضِلُّوْنَ وَ يُضِلُّوْنَ قَالَ عُرْوَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلَمَّا حَدَّثْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِذٰلِكَ أَعْظَمَتْ ذٰلِكَ وَأَنْكَرَتْهُ قَالَتْ أَحَدَّثَكَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا قَالَ عُرْوَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ قَابِلٌ قَالَتْ لَهُ إِنَّ ابْنَ عَمْرٍو قَدْ قَدِمَ فَالْقَهُ ثُمَّ فَاتِحْهُ حَتّٰى تَسْأَلَهُ عَنِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ ذَكَرَهُ لَكَ فِي الْعِلْمِ قَالَ فَلَقِيْتُهُ فَسَاءَلْتُهُ فَذَكَرَهُ لِيْ نَحْوَ مَا حَدَّثَنِيْ بِهِ فِيْ مَرَّتِهِ الْأُوْلٰى قَالَ عُرْوَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَلَمَّا أَخْبَرْتُهَا بِذٰلِكَ قَالَتْ مَا أَحْسِبُهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ أَرَاهُ لَمْ يَزِدْ فِيْهِ شَيْئًا وَلَمْ يَنْقُصْ.

(٦٧٩٩) حضرت عروہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ مجھے سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: اے میرے بھانجے! مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ حج کے موقعہ پر ہمارے پاس سے گزرنے والے ہیں۔ پس تو اُن سے مل کر ان سے پوچھنا کیونکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بہت سا علم حاصل کیا ہے۔ کہتے ہیں میں نے ان سے ملاقات کی اور ان سے چند چیزوں کے بارے میں سوال کیا جنہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تھے۔ عروہ نے کہا کہ اسی دوران انہوں نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں کے اُٹھانے کے ساتھ نہیں اُٹھائیں گے بلکہ علماء کو اُٹھالیا جائے گا اور ان کے ساتھ ہی علم بھی اُٹھ جائے گا اور لوگوں میں جاہل سردار رہ جائیں گے جو انہیں علم کے بغیر فتویٰ دیں گے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ عروہ نے کہا: جب میں نے یہ حدیث عائشہ ؓ سے روایت کی تو انہیں اس سے تعجب ہوا اور انکار کر دیا اور کہا کہ اس نے تجھ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ اس نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا؟ عروہ نے کہا: یہاں تک کہ آنے والا سال آیا تو سیّدہ ؓ نے اس سے کہا کہ ابن عمروؓ آچکے ہیں۔ آپؓ ان سے ملیں اور سلسلہ کلام شروع کرنے کے بعد ان سے اسی حدیث کے بارے میں دریافت کریں جو انہوں نے تجھ سے علم کے بارے میں روایت کی تھی۔ میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے مجھے یہ اسی طرح بیان کی جس طرح پہلی مرتبہ روایت کی تھی۔ عروہ ؓ نے کہا: جب میں نے سیّدہ ؓ کو اس بات کی خبر دی تو سیّدہ ؓ نے کہا: میں انہیں سچا ہی گمان کرتی ہوں اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس حدیث میں کوئی چیز زیادہ یا کم نہیں کی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پندرہ حدیثیں ہیں۔ ان میں علم کے اٹھنے اور جہالت وفتنوں کے پھیلنے کا ذکر ہے۔

حدیث ثانی: لا یحدث کم بعدی احد. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخر عمر کا واقعہ ہے کہ انکے بعد کوئی صحابی رسول حدیث بیان نہ کریگا۔ ویذھب الرجال. مرد کم ہو جائیں گے۔ (۱) میدانوں اور معرکوں میں لڑتے ہوئے قتل

کر دیئے جائیں گے۔ (۲) بنات کی کثرت ولادت کی وجہ سے عورتیں زیادہ ہونگی اور رجال کم ہو جائیں گے۔ (۳) شکلا تو مرد ہونگے مگر مردانگی نام کی کوئی چیز ان میں نہ ہوگی۔ حتی یکون لخمسین امراۃ قیم واحد. پہلا احتمال تو یہ ہے کہ ایک آدمی کی ذمہ داری اور زیر کفالت پچاس عورتیں ہونگی بعض موطوءۃ اور باقی اسکے سوا۔ دوسرا احتمال یہ ہے قلت علم کثرت جہل اور شریعت سے دوری کی وجہ سے ایک مرد متعدد عورتوں کو اپنے پاس رکھے گا۔ بعض شراح نے لفظ تزویج اور نکاح استعمال کیا ہے لیکن بندہ کی رائے یہ ہے کہ نکاح و تزویج کا اطلاق تو اسوقت کیا جائے جب حدود شرع میں ہو۔ یہ تو حرام کاری کی صورت ہوگی اس لئے یہ لفظ موزوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک مرد متعدد عورتیں اپنے پاس رکھے گا۔ نہ یوں کہیں کہ زیادہ نکاح کرے گا۔

حدیث رابع: ویکثر فیها الهرج . الهرج فی الاصل الاختلاط . ہرج کا اصل معنی میل ملاپ ہے جس سے جھگڑے لڑائیاں اور نتیجہ قتل ہوتا ہے۔ عام طور پر ہرج کا معنی قتل کیا جاتا ہے۔ اور بخاری شریف میں ایک جگہ الهرج بلسان الحبشة القتل آیا ہے۔ کیونکہ عربی میں اسکا معنی اختلاط ہے جسکا حاصل قتل ہے۔

حدیث ثامن: یتقارب الزمان. قول اول: زمانہ قیامت کے قریب ہوگا۔ قول ثانی: کم علمی اور جہالت کا زمانہ ہوگا۔

قول ثالث: لوگ عنقریب زمانہ جہل میں ہونگے یعنی عنقریب اهل زمانہ مساوی ہونگے۔ قول رابع: وقت جلدی سے گذریگا۔ چنانچہ ترمذی میں ہے۔ لا تقوم الساعة حتی یتقارب الزمان فتکون السنة کالشهر والشهر کالجمعة والجمعة کالیوم ویکون الیوم کالساعة . وتکون الساعة کاحتراق السعفة. سعفۃ۔ لال رنگ کی پھنسی۔ یعنی لوگ لغویات شہوات اور لذات میں ہونگے کہ وقت گذرنے کا احساس تک نہ ہوگا جو کام ایک گھنٹہ میں ہوتا وہ پورے دن میں اور دن کا ہفتے میں اور ہفتے کا...... تنگی کے دن طویل اور خوشی کے قصیر ہوتے ہیں۔

تطوی وتنشر دونها الاعمار	ان الحیاۃ منازل و مراحل
وطوالهن مع السرور قصار	فقصار هن مع الهموم طویلة

وقت کے تیزی سے گزرنے کے دیگر اسباب مشغولیت وغیرہ بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اب زمانہ تیزی سے گزر رہا ہے لیکن لذت کی بجائے آفات کی کثرت ہے۔

قول خامس: وقت سے برکت اٹھ جائیگی۔ ایک دن نفع اور کام کے اعتبار سے مثل ایک ساعت کے ہوگا۔

قول سادس: ابن ابی جمرۃ کہتے ہیں تقارب الزمان سے قلت وقت اور فرصت کی کمی مراد ہے جیسے حدیث میں موجود ہے۔ لا تقوم الساعة حتی تکون السنة کالشهر......

وقت کا کم ہونا وسکڑنا معنوی ہوگا یا حسی؟ وقت کا حسی طور پر کم ہونا تو بالکل قرب قیامت میں ظاہر ہوگا معنوی طور پر تو ہم دیکھ رہے ہیں کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا اس کا ادراک کر سکتا ہے کہ اب سے پہلے یومیہ کتنا کام و نفع ہوتا تھا اور اب کیا نوعیت ہے۔ یہ سب اعمال سیئہ کی آفت اور دین سے بے رخی کا نتیجہ ہے۔

قول سابع: حکومتیں جلدی ختم ہونگی اور ہر دور جلدی سے نمٹے گا بیضاویؒ۔ (وقیل آخر فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۶۔۱۷)

ویلقی الشح۔ بخل ڈالدیا جائیگا۔ اداء حقوق کی پروانہیں جلب منفعت کیلئے منہ کھولے بیٹھے ہیں۔ یعنی عدم اداء حقوق اور حرص علی مالیس عندہ دل میں ڈالدیا جائیگا پھر اسی کے پیچھے بھاگ دوڑ اور کچھ نہیں۔

حدیث ثانی عشر: ان الله لا یقبض العلم انتزاعا ای محوا من الصدور. یعنی مٹادیں یوں نہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: کہ علم قبض ہونے سے پہلے حاصل کرلو۔ تو دیہاتی نے کہا کیسے اٹھیگا؟ فرمایا: اہل علم اور اسکے حاملین اٹھالئے جائیں گے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ خذوا العلم قبل ان یقبض او یرفع فقال اعرابیؓ کیف یرفع فقال ألا ان ذهاب العلم ذهاب حملته ! ثلث مرات . ابن منیرؒ کہتے ہیں کہ سینے سے مٹانے پر بھی قدرت کاملہ حاصل ہے لیکن حدیث میں دوسری صورت کا ذکر ہے۔ ورنہ الفاظ قرآن بھی تو اٹھالئے جائیں گے کہ بالکل قیامت کے قریب صبح لوگ اٹھیں گے تو صاف اوراق ہونگے۔

حدیث خامس عشر: بلغنی ان عبدالله بن عمرو مارّ بنا الی الحج. اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہؓ پردہ میں تھیں اور غیر محارم سے جدا تھیں اور چہرہ بھی ڈھانپا ہوا تھا۔ باوجود اسکے کہ مبارک سفر، خیر القرون، ام المؤمنین، معلمۃ الصحابہ ہیں لیکن پردے کا اتنا اہتمام اس سے امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے امت کی بیٹیوں، بہنوں اور مستورات کو سبق دیا ہے۔ ہم ہیں کہ تاویلیں کرتے نہیں تھکتے یاد رہے اگر بے جا تاویلیں کیں اور بے حجاب رہے تو فرشتے بھی بدنظری کرنیوالوں اور بے حجاب وسافرات پھرنے والیوں کو مارتے نہ تھکیں گے۔ اللهم احفظنا من شرور الدنیا و الآخرة. اَعْظَمَتْ وَاَنْكَرَتْ. اسکو عظیم جانا اور نکیر کی۔ نوویؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حدیث کا انکار نہیں بلکہ اندیشے کا اظہار کیا کہ شاید اس پر بات مشتبہ اور خلط ہوگئی ہو لیکن پورے ایک سال کے بعد جب بعینہ وہی حدیث ویسے ہی سنادی تو اطمینان ہوا اور خلجان گیا۔[1]

(۱۵۶) باب مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً اَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا اِلَى هُدًى اَوْ ضَلَالَةٍ.

(۱۱۹۳) باب: اچھے یا بُرے طریقہ کی ابتداء کرنے والے اور ہدایت یا گمراہی کی طرف بلانے والے کے بیان میں

(۸۵۵) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ وَ اَبِي الضُّحٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِيِّ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ اِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ الصُّوْفُ فَرَاٰى سُوْءَ حَالِهِمْ قَدْ اَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَاَبْطَئُوْا عَنْهُ حَتّٰى رُئِيَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ ثُمَّ اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ بِصُرَّةٍ مِنْ وَرِقٍ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ ثُمَّ تَتَابَعُوْا حَتّٰى عُرِفَ السُّرُوْرُ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ.

(۶۸۰۰) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ دیہاتی آدمی اُونی کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اُن کی بدحالی دیکھ کر ان کی حاجت وضرورت کا اندازہ لگا لیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔ پس لوگوں نے صدقہ میں کچھ دیر کی تو آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر کچھ (ناراضگی) کے آثار نمودار ہوئے۔ پھر انصار میں سے ایک آدمی دراہم کی تھیلی لے کر حاضر ہوا' پھر دوسرا آیا پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے متواتر اتباع شروع کر دی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا پھر اس کے بعد اُس پر عمل کیا گیا تو اس کے لیے اس عمل کرنے والے کے برابر ثواب لکھا جائے گا اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی اور جس نے اسلام میں کوئی بُرا طریقہ رائج کیا پھر اُس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو اس کیلئے اُس عمل کرنے والے کے گناہ کے برابر گناہ لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔

(۸۵۶) حَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَثَّ عَلَى الصَّدَقَةِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ جَرِيْرٍ.

(۶۸۰۱) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور (لوگوں کو) صدقہ کی ترغیب دی۔ باقی حدیث مبارکہ اسی طرح ہے۔

(۸۵۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هِلَالٍ الْعَبْسِيُّ قَالَ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَسُنُّ عَبْدٌ سُنَّةً صَالِحَةً يُعْمَلُ بِهَا بَعْدَهُ ثُمَّ ذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ.

(۶۸۰۲) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی کسی بھی نیک طریقہ کو رائج کرتا ہے جس پر اُس کے بعد عمل کیا جاتا ہے۔ باقی حدیث مبارکہ اسی طرح ذکر کی۔

(۸۵۸) حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ وَاَبُوْ كَامِلٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ (الْاُمَوِيُّ) قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي قَالُوْا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِي جُحَيْفَةَ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

(۶۸۰۳) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

(۸۵۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ

اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ آثَامِهِمْ شَیْئًا.

(۶۸۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کو ہدایت (نیکی) کی دعوت دی تو اُس کے لیے اس کی پیروی کرنے والے کے برابر ثواب ہوگا اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی اور جس نے گمراہی کی طرف دعوت دی تو اُس کے لیے اس کی پیروی کرنے والے کے برابر گناہ ہوگا اور انکے گناہوں میں سے کچھ بھی کمی نہ کی جائے گی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں اچھے یا برے طریقے کے اجراء اور اجر و وبال کا ذکر ہے۔

حدیث اول: علیهم الصوف. یہ ننگے پاؤں ننگے جسم چوغے پہنے ہوئے تلواریں حمائل کئے ہوئے تھے جو قبیلہ مضر سے تھے آپ ﷺ کو انکے فاقہ و تنگ عیشی سے قلق ہوا تو ترغیبا خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں سورۃ النساء کی پہلی اور سورۃ الحشر کی اٹھارویں آیت تلاوت فرمائی۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ .... یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ..........

تو لوگوں نے درہم، دینار، ایک صاع، الغرض قلیل وکثیر صدقہ جمع کیا۔ اور ان کی ضروریات اور فاقے کا مداوا ہوا۔

من سنّ فی الاسلام سنّة حسنة نیکی کی ابتداء کرنیوالوں کیلئے اس میں عظیم بشارت ہے جیسے یہاں ایک آدمی نے بسم اللہ کی اور سب کے صدقات کے برابر ثواب پایا۔ ان تبد وا الصدقات فنعما هی. (بقرة ۲۷۱) اگر تم صدقہ ظاہر کر کے دو تو اچھا ہے (تاکہ دوسروں کو ترغیب وتشویق ہو) اتنا خیال ہو کہ اصلِ عمل سلف وخلف سے ثابت اور درست ہو ورنہ بدعت کا باب کھولنے پر جہنم کا باب بھی کھل جائیگا۔[1]

کتاب العلم میں خذوا العلم کا حکم ہے سیکھیں اور عمل میں لائیں۔ ورنہ!!!

علم را بر تن مارے بود　　　　علم را بر دل یارے بود

آخر کتاب العلم.

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

کِتَابُ الذِّکْرِ وَ الدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ

کتاب العلم کے بعد کتاب الذکر اور توبہ لائے ہیں کیونکہ ذکر یاد الٰہی اور استحضار کا موجب ہے اور علم خشیت ربانی کا سبب ہے۔ تاکہ حق تعالیٰ کی یاد، استحضار، خشیت کو اپنا شیوہ اور حرز جان بنایا جائے اور توبہ سے اپنے گناہ معاف کرائیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْالِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ﴾ (بقرۃ ۱۵۲)

تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو ناشکری مت کرو۔

اُذکُرونی بطاعتی اَذکُرکم بمعونتی: اُذکُرونی فی النعمة والرخاء اَذکُرکم فی الشدة والبلاء: اُذکُرونی بالتوحید والایمان اَذکُرکم بالجنان والرضوان: اُذکُرونی بالاخلاص اَذکُرکم بالخَلاص: اُذکُرونی بالقلوب اَذکُرکم بغفران الذنوب: اُذکُرونی بالدعاء اَذکُرکم بالعطاء: اُذکُرونی بالسوال اَذکُرکم بالنوال: اُدعونی استجب لکم !!! مانگو میں اجابت وعنایت کا منتظر ہوں۔

(۱۵۷) بَابُ الْحَثِّ عَلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی

(۱۱۹۴) باب: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ترغیب کے بیان میں

(۸۶۰) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِقُتَیْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ هُمْ خَیْرٌ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً.

(۶۸۰۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت فرماتا ہے، میں اپنے بندوں کے گمان کے مطابق ان سے معاملہ کرتا ہوں میں ان کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی گروہ میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

(۸۶۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ یَذْکُرْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا.

(٦٨٠٦) اس سند سے بھی یہ حدیث مثل سابق مروی ہے لیکن اس میں اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں ذکر نہیں ہے۔"

(٨٦٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ اِذَا تَلَقَّانِيْ عَبْدٌ بِشِبْرٍ تَلَقَّيْتُهُ بِذِرَاعٍ وَاِذَا تَلَقَّانِيْ بِذِرَاعٍ تَلَقَّيْتُهُ بِبَاعٍ وَاِذَا تَلَقَّانِيْ بِبَاعٍ جِئْتُهُ اَتَيْتُهُ بِاَسْرَعَ.

(٦٨٠٧) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا بندہ ایک بالشت میری طرف بڑھتا ہے، میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف بڑھتا ہے تو میں (میری رحمت) چار ہاتھ اس کی طرف بڑھتی ہے اور جب وہ میری طرف چار ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہوں۔

(٨٦٣) حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِيْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الذّٰكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذّٰكِرَاتُ.

(٦٨٠٨) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے راستہ میں چل رہے تھے۔ آپ ایک پہاڑ پر سے گزرے جسے جمدان کہا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا: چلتے رہو، یہ جمدان ہے۔ مفردون آگے بڑھ گئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: مفردون کون ہیں اے اللہ کے رسول نے فرمایا: کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں ذکر اللہ تعالیٰ پر ابھارنے اور مداومت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: انا عندظن عبدی بی. ای قادر علی ان اعمل به ماظن انی عامل به یعنی میں اس پر قادر ہوں کہ اس کے ساتھ وہ معاملہ کروں جو اس بندے نے گمان کیا کہ میں اسکے ساتھ کرنیوالا ہوں۔ علامہ کرمانیؒ کہتے ہیں کہ خوف ورجاء میں سے رجاء کی طرف ترجیح کا اشارہ ہے کیونکہ وعدہ وعید میں سے بندہ وعدے کی ہی امید رکھتا ہے۔ کوئی عاقل وعید کا نہیں سوچتا بلکہ اس سے ڈرتا ہے۔

امید کا اعتبار کس وقت؟ محققین کی یہی رائے ہے کہ صرف امید اسوقت کی معتبر ہوگی جب آدمی موت کے منہ میں جارہا ہو۔ حدیث پاک میں اسی کی تائید موجود ہے۔ ﴿لایموتن احدکم الا وھویحسن الظن باللہ﴾ تم میں سے کوئی ایک نہ مرے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ سے حسن ظن رکھتا ہو۔ موت بھی انسان کی زندگی کی انتہاء کر دیتی ہے اور یہ حدیث بھی زیر نظر کتاب کی انتہاء پر ہے۔[1] زندگی میں ظن کی یہ تفصیل ہے کہ آدمی صرف امید پر ٹیک لگائے نہ لمبی تان کر سوئے بلکہ عمل کرتا رہے پھر انکی قبولیت کی اللہ سے دعاء کرتا رہے اور اچھی امید رکھے۔[1] ☆ ابن ابی جمرہؒ کہتے ہیں کہ یہاں ظن سے مراد علم اور جاننا ہے۔ میں بندے سے ایسا برتاؤ کرتا ہوں جیسے وہ میرے بارے میں علم رکھتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ. (توبہ ١١٨) اور انہوں نے جان لیا کہ اس کے سوا اب کوئی پناہ گاہ نہیں۔ یہ ظنوا بمعنی علموا ہے۔ ☆ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ ظن اور امید اپنے محل کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ ظن الاجابة عندالدعاء: ظن القبول عند التوبة ظن المغفرة عندالاستغفار: وظن

---

[1] باب الامر بحسن الظن باللہ تعالی

المجازات والثواب عند فعل العبادة بشروطها.

اجابت دعاء: توبہ کی قبولیت: عطاء مغفرت اور عمل صالح پر ثواب کی امید رکھنا یہ ظن عبدی بی کا معنی۔ اگر آدمی دعاء کرے اور دل میں کہے قبول نہ ہوگی تو اس دعاء کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ یہ اللہ کی رحمت سے ناامیدی ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔☆ نوویؒ۔ وانا معه حین یذکر نی. ای معه بالرحمة والتوفیق والهدایة والرعایة. (والنصرة والعنایة) اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے یعنی رحمت، توفیق، ہدایت، حفاظت، نصرت وعنایت کے ساتھ۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ. (الحدید) وہ تمہارے ساتھ ہے علم واحاطہ کے ساتھ کہ تم اسکی قدرو گرفت سے بعید نہیں۔ فرمایا: إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ (طٰہٰ ۴۶) بیشک میں تمہارے ساتھ سن اور دیکھ رہا ہوں۔ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا (مجادلہ ۷) نہیں ہیں تین مگر وہ ان کا چوتھا ہے اور نہ پانچ وہ ان کا چھٹا ہے نہ اس سے کم نہ زیادہ مگر جہاں ہوں ان کے ساتھ ہے۔

ذکر سے مراد: (۱) ذکر لسانی (۲) ذکر قلبی (۳) لسان وقلب معاً (۴) اوامر کی اتباع اور نواہی سے اجتناب مراد ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اذکروا نعمتي التي انعمت علیکم یعنی مجھے یاد رکھو۔ ان ذکر نی فی نفسه ذکر ته فی نفسی. یعنی اگر بندہ مجھے تسبیح وتقدیس سے خفیہ یاد رکھتا ہے تو میں بھی رحمت ونعمت اور ثواب میں سراً اسے یاد رکھتا ہوں یعنی عطا کرتا ہوں۔ لفظ نفس۔ اسکا ایک معنی ہے گوشت پوست کا انسان، جاندار۔ دوسرا معنی ذات ہے۔ یہاں پہلا معنی مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ گوشت پوست سے منزہ ہے دوسرا معنی ذات والا مراد ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات بالاصفات ہے۔ نفس کا ایک معنی غیب بھی آتا ہے۔ تعلم مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسك جو کچھ مجھ میں ہے تو جانتا ہے اور تیرے غیب میں جو کچھ ہے میں نہیں جانتا! پھر معنی یہ ہوگا کہ جب خفیہ طور پر یہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسکو ثواب دیتا ہوں جسکو کوئی نہیں جانتا۔ ان ذکر نی فی ملأ ذکرت...... اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں ان سے بہتر فرشتوں کے مجمع میں اسکا ذکر کرتا ہوں۔

فرشتے افضل ہیں یا انسان؟

معتزلہ کا استدلال اور اس کا جواب۔ ﴿ملأ خیر منهم﴾ اس سے معتزلہ نے استدلال کیا ہے کہ فرشتے انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ خیر منھم کا لفظ ہے۔ (۱) جمہور اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ فرشتے اصلاً خلقۃً اور مادہ عصیان وکفران نہ ہونے کی وجہ سے انسانوں سے افضل ہیں لیکن جب انسان (انبیاء، صلحاء، اولیاء) معصوم یا اپنے آپ کو معاصی سے دور رکھتے ہیں تو پھر فرشتے ان کے پاس وحی اور سلام لے کے آتے ہیں اور مسجد نبوی میں دوزانوں ہو کر مؤدب بیٹھتے ہیں۔ (۲) خیر منھم سے خلقی اور فطرتی برتری مراد ہے ورنہ حکم کے اعتبار سے انسان افضل ہے جب رحمٰن کی مان کر چلے۔ تفضیل بنی آدم کی بحث باب تفضیل بینا میں مفصل گذر چکی ہے۔ اتیته هرولة۔ سعی ودوڑ۔ طاعات ومرضیات میں جتنا بڑھتا ہے عنایات اتنی تیزی سے بڑھکر اسے لیتی ہیں۔ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ. وارد ہے (ق ۱۶) لامحالہ اسکا معنی یہ کرنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اجر وثواب بڑھا دیتے ہیں۔ حدیث کا حاصل دو چیزیں ہوئیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ اپنی یاد میں لگنے والوں کو دوگنا چوگنا ثواب عطا کرتے ہیں۔ (۲) جب کسی عمل میں قدم رکھتا ہے تو اللہ اپنی توفیق سے اسے آگے بڑھاتے ہیں۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا. (عنکبوت ۶۹)

حدیث رابع: سبق المفردون . یعنی اللہ کا کثرت سے ذکر کرنیوالے۔الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات. یعنی جب آدمی سمجھ اور اعتزال حاصل کرلے اور اوامر ونواہی کی رعایت رکھتے ہوئے خلوت اختیار کرلے۔ابن الاعرابیؒ۔مفردون میں یہ بھی کہتے ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو ذکر میں کھپا دیا۔[1]

(۱۵۸) بَابٌ فِیْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَفَضْلِ مَنْ اَحْصَاهَا.

(۱۱۹۵) باب: اللہ تعالیٰ کے ناموں اور انہیں یاد کرنے والوں کی فضیلت کے بیان میں

(۸۶۴) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ (بْنُ عُيَيْنَةَ) عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تِسْعَةٌ وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاللّٰهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِیْ عُمَرَ مَنْ اَحْصَاهَا.

(۶۸۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ننانویں نام ہیں' جو انہیں یاد کرے جنت میں داخل ہوگا۔اور اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے اور حضرت ابن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے جو انہیں شمار کرے۔

(۸۶۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَزَادَ هَمَّامٌ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِنَّهٗ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ.

(۶۸۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ننانویں (ایک کم سو) نام ہیں' جس نے انہیں یاد کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ہمام رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیث ہیں۔ان میں اسماء حسنیٰ کی تعداد کا ذکر ہے۔

حدیث اول: ان للہ تسعۃ وتسعین اسماء. اللہ تعالیٰ کے متعدد نام قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ کچھ نام ذکر کرنے کے بعد فرمایا ﴿لہ الاسماء الحسنیٰ﴾ حدیث باب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناوے صفاتی نام ہیں

اسماء حسنیٰ کی تعداد: ☆ابن حزمؒ کا کہنا ہے کہ تسعۃ وتسعین کا لفظ مفید انحصار ہے کہ صرف یہی اسماء باری تعالیٰ ہیں انکے علاوہ نہیں۔

☆جمہور اہل علم نوویؒ، خطابیؒ، قرطبیؒ، قاضیؒ، ابن عربیؒ، ابن العربیؒ، رازیؒ، ابن حجرؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام ننا۹ے سے زائد ہیں۔نوویؒ نے اس پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے۔ حدیث باب ابن حزم کی دلیل ہے۔

جواب! (۱) اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تعداد حصر کیلئے نہیں بلکہ یہ ایک عدد مقرر ہے جو یاد کرلے اسکو دخول جنت کا مژدہ ملیگا یہ عدد اس بشارت کیلئے ہے حصر اور مافوق کی نفی کیلئے نہیں۔جواب (۲) اصل میں عدد کے اندر جفت اور طاق دو عدد ہیں اور طاق کی انتہاء

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

ناوے پر ہو جاتی ہے کیونکہ سو جفت ہے اور ایک سو ایک میں دو ایک آ جاتے ہیں اس لئے فرد عدد کا آخری ناوے ذکر کیا جو جفت سے افضل ہے۔ ﴿ان اللہ وتر یحب الوتر﴾ اللہ اکیلا ہے طاق کو پسند کرتا ہے۔

جمہور کی دلیل: آپ ﷺ نے فرمایا: اسالك بكل اسم سميت به نفسك او استاثرت به فى علم الغيب. ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کثیر ہیں۔ ابن العربیؒ نے کہا ہے کہ ایک ہزار نام ہیں۔ حقیقۃ اسماء حسنیٰ کی تعداد اللہ کے علم میں ہے۔ حدیث باب میں ناوے کا عدد ہے ناوے نام مذکور نہیں۔ یہ نام ترمذی شریف میں ولید بن مسلم کی روایت میں مذکور ہیں جو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اکثر اہل علم نے اسی پر اعتماد کیا ہے۔

حدثنا ابراهيم بن يعقوب نا صفوان بن صالح الوليد بن مسلم نا شعيب بن ابى حمزة عن ابى الزناد عن الاعرج عن ابى هريرة ﷺ قال قال رسول الله ﷺ ان لله تعالى تسعين اسماء غير واحدة من احصا هاد خل الجنة: هوالله الذى لا اله الا هوالرحمٰن الرحيم الملك القدوس السلام المهيمن العزيز الجبار المُتكبّر الخالق البارى المُصوّر الغفار القهار الوهّاب الرزّاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافظ الرافع المُعزّ المذلّ السميع البصير الحَكم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور العلى الكبير الحفيظ المقيت الحسيب الجليل الكريم الرقيب المجيب الواسع الحكيم الودود المجيد الباعث الشهيد الحق الوكيل القوى المتين الوَلى الحميد المُحصى المُبْدِى المُعِيد المحيى المُميت الحى القيوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقتدر المقدّم المؤخر الاول الأخر الظاهر الباطن الوالى المتَعالى البرّ التواب المنتقم العَفُو مالِك الملك ذوالجلال والاكرام المُقْسِطُ الجامع الغَنِى المغنى المانع انصار النور الهادى البديع الباقى الوارث الرشيد الصبور.

هذا حديث غريب حدثنا به غير واحد عن صفوان بن صالح ولا نعرفه الا من حديث صفوان بن صالح و هوثقة عند اهل الحديث غير وجه الحديث وقد روى هذاالحديث من غير وجه عن ابى هريرة عن النبى ﷺ ولا نعلم فى كبير شىء من الروايات ذكر الاسماء الا فى هذا الحديث. (ترمذی ج۲ ص۱۶۴)

من حفظها دخل الجنة. ☆ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اسماء حسنیٰ یاد کرنے کا مطلب یہ ہے مذکورہ صفات اپنے اندر پیدا کی جائیں اور اپنے اخلاق انکے مطابق ڈھال لئے جائیں۔ ☆ محدثین فرماتے ہیں کہ زبان سے یاد کرنا مقصود ہے جس نے زبان سے یاد کیا اور پڑھتا رہا تو جنت میں داخل ہوگا۔ پڑھتا رہا اس لیے بڑھایا ہے کہ ایک دفعہ یاد کر کے چھوڑ دینے میں حفظ کا لفظ جلدی ساقط ہو جائیگا بھولنے کی صورت میں اس لیے حفظ میں پڑھنا یاد کرنا دونوں موجود ہیں۔ ☆ بعض نے کہا ہے کہ ان پر ایمان لانا مقصود ہے۔ محدثین کی بات راجح ہے انه وتر یحب الوتر. وتر اور طاق ہونا کیونکہ خالق کی صفت ہے اور جفت ہونا مخلوق کی صفت ہے تو صفت خالق افضل ہوئی۔ اس لیے کہ جفت دوہرا (اپنے جوڑے) کی طرف محتاج ہوتا ہے اور طاق کسی کا محتاج نہیں۔ ابن حجرؒ۔[1]

---

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۱۵۹) باب العَزْمِ بِالدُّعَاءِ وَلَا يَقُلْ اِنْ شِئْتَ.

(۱۱۹۶) باب: یقین کے ساتھ دُعا کرنے اور اگر تو چاہے تو عطا کر دے نہ کہنے کے بیان میں

(۸۶۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِیْعًا عَنِ ابْنِ عُلَیَّةَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عُلَیَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْیَعْزِمْ فِی الدُّعَاءِ وَلَا یَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ.

(۶۸۱۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی دُعاء مانگے تو پورے یقین سے مانگے اور یہ نہ کہے: اے اللہ! اگر تو چاہے تو عطا کر کیونکہ اللہ کسی سے مجبور نہیں ہے۔

(۸۶۷) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ وَ قُتَیْبَةُ وَ ابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ یَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا یَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ وَلٰكِنْ لِیَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ وَلْیُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَتَعَاظَمُهٗ شَیْءٌ اَعْطَاهُ.

(۶۸۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دُعاء کرے تو اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما نہ کہے بلکہ مانگنے میں کامل یقین اور رغبت اختیار کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کیلئے کسی چیز کا عطا کرنا دُشوار و مشکل نہیں ہے۔

(۸۶۸) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَی الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ ذُبَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِیْنَاءَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ لِیَعْزِمْ فِی الدُّعَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ صَانِعٌ مَا شَاءَ لَا مُكْرِهَ لَهٗ.

(۶۸۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بھی اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے فرما۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما نہ کہے بلکہ چاہیے کہ دُعاء میں یقین سے مانگے کیونکہ اللہ جو چاہے کر دے کوئی اسے مجبور کرنے والا نہیں ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں عزم و یقین کے ساتھ دعاء کرنے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: فلیعزم فی الدعاء . آدمی جتنے فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، بدنی، مالی، خلوت وجلوت میں اعمال کرتا ہے اس سے اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے۔ جب اللہ راضی ہوتا ہے تو عطاء فرماتا ہے۔ دعاء عبادات کا خلاصہ ہے۔ لیس شیء اکرم علی اللہ من الدعاء (ترمذی ج۲ ص ۶۴۷) فرمایا دعاء اللہ کے ہاں سب سے زیادہ مکرم عمل ہے۔ تو جب آدمی دعاء کرے تو معلق و متزلزل ہو کر نہیں بلکہ پختہ عزم سے دعاء کرے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا ہے۔ ان شئت وغیرہ تو اسوقت کہتے ہیں جب

سامنے والا محتاج ومعذور ہو اگر ہو سکے تو کر دینا۔ اللہ تعالیٰ تو عجز سے پاک ہے اس لئے عزم وجزم سے دعاء کریں۔

آداب دعاء: (۱) افضل ومتبرک اوقات کا انتظار، یوم عرفہ، رمضان، جمعہ، وقت سحر وافطار، میدان جہاد، اقامت، مابین الخطبتین (۲) قبلہ رو ہو کر دست بدعاء ہونا ہاتھ سینے کے مساوی ہوں (۳) آواز پست ہو عجز وانکساری ہو شور نہ ہو (۴) قافیہ بندی اور تکلف نہ ہو مانگنے والے محتاج کو تکلف کیا زیب دیتا ہے (۵) رغبت اور خوف ہو (۶) قبولیت کا عزم ویقین ہو (۷) دعاء میں مبالغہ آمیزی اور جلد بازی نہ ہو، الفاظ تین بار کہے اور قبولیت میں تاخیر سے مایوس نہ ہو (۸) ذکر اللہ وحمد وثناء صلوٰۃ علی النبی سے دعاء کا آغاز کرے (۹) صدق دل سے توبہ کا جذبہ ہو۔

قبولیت دعاء کی تین صورتیں: (۱) مطلوبہ: آدمی جو چیز مانگے اللہ تعالیٰ وہی عطاء کر دے۔ (۲) بدل: مانگی ہوئی چیز سے کوئی بڑھ کر عطاء ہو یا آنے والی مصیبت وآفت سے نجات وحفاظت۔ (۳) آخرت میں اجر: دنیا میں اس کا اثر ظاہر نہ ہو آخرت میں اجر ملے۔ ہر دعاء قبول ہوتی ہے ان صورتوں میں سے کوئی نہ کوئی صورت متحقق ہوتی ہے۔[1]

(۱۶۰) بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ

(۱۱۹۷) باب: مصیبت آجانے کی وجہ سے موت کی تمنا کرنے کی کراہت کے بیان میں

(۸۶۹) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي.

(۶۸۱۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی کسی مصیبت کے آجانے کی وجہ سے موت کی تمنا اور خواہش نہ کرے اور اگر اسے ضرور ہی موت کی خواہش کرنا ہو تو کہے: اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے وفات بہتر ہو مجھے وفات دے دے۔

(۸۷۰) حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ كِلَاهُمَا عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ.

(۶۸۱۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث اسی طرح ان اسناد سے بھی مروی ہے۔ البتہ اس میں مصیبت آجانے کے بجائے پہنچنے کا ذکر ہے۔

(۸۷۱) حَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ وَأَنَسٌ يَوْمَئِذٍ حَيٌّ قَالَ قَالَ أَنَسٌ لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُهُ.

(۶۸۱۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر یہ نہ ارشاد فرمایا ہوتا کہ تم میں سے کوئی

---

[1] نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکملہ

(ہرگز) موت کی تمنا نہ کرے تو میں اس کی تمنا کرتا۔

(۸۷۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی خَبَّابٍ وَقَدِ اکْتَوٰی سَبْعَ کَیَّاتٍ فِیْ بَطْنِہٖ فَقَالَ لَوْ مَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِہٖ.

(۶۸۱۷) حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اِس حال میں کہ ان کے پیٹ میں سات داغ لگائے گئے تھے۔ انہوں نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت مانگنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں موت کی دُعا مانگتا۔

(۸۷۳) حَدَّثَنَاہُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ وَ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِیْدِ وَ وَکِیْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُعَاذٍ وَ یَحْیَی بْنُ حَبِیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ کُلُّھُمْ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۸۱۸) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

(۸۷۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ھَمَّامِ بْنِ مُنَبِّہٍ قَالَ ھٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْھَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمُ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ وَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُہٗ اِلَّا خَیْرًا.

(۶۸۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی موت کی خواہش نہ کرے اور نہ ہی موت آنے سے پہلے اس کی دُعاء مانگے کیونکہ جب تم میں کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اُس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں اور مؤمن کی عمر تو بھلائی ہی کے لیے زیادہ ہوتی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں مصائب سے تنگ آ کر موت کی تمنا کی کراہت کا ذکر ہے۔ لایتمنین احدکم الموت لضر نزل بہ. تکالیف وضرر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ضرر دنیوی مثلاً حالات، مسائل، مقاصد میں ناکامی عداوت، جفاوغیرہ۔ (۲) ضرر دینی مثلاً فتنوں میں ابتلاء۔ دینی اور اخروی مضرتوں سے بچنے اور نجات کیلئے اگر کوئی موت کی تمنا کرے تو یہ جائز ہے مثلاً کوئی کہے اللّٰھم امتنی قبل ان افتن. اسکی دلیل معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فقیہ امت کی وہ دعاء ہے جو ابوداؤد شریف میں موجود ہے۔ واذا اردت بقوم فتنۃ فتوفنی الیک غیر مفتون. اے اللہ جب قوم سے تو فتنہ وآزمائش کا ارادہ کرے تو مجھے پہلے اپنی طرف اٹھالے۔

موت کی تمنا کا حکم: دنیوی تنگیوں اور مشقتوں سے بیزار ہو کر موت کی تمنا کرنا مکروہ ومنع ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعاء مؤطا میں ہے اللّٰھم کبرت سنی وضعفت قوتی وانتسرت رعیتی فاقبضنی الیک غیر مضیع. اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کے فیصلے سے ٹکراؤ پیدا نہ کرے اللہ زندہ رکھنا چاہتا ہے اسی نے تو زندگی دی ہے اور یہ اپنے آپ کو زبردستی موت کے گھاٹ اتارنا

چاہتا ہے موت وخودکشی مسائل کا حل نہیں صبر و جفاکشی قابل اجر ہے اور راہیں بھی کھلتی ہیں۔ایک لمحہ کے لیے ذرا پیچھے جاکر سوچئے کہ وہ کون سے اسباب اور متحرکات ہیں جو ہمیں اس ناروا اور گھنونے کام پر مجبور کر رہے ہیں کیا ہماری اپنی کاشت کردہ اشیاء تو نہیں جنہوں نے کانٹوں کا لباس سادھ لیا......... ہم کیسے ناداں ہیں قدم رکھتے اور اقدام کرتے ہوئے نہ سوچا اب ڈنک کھانے اور پھنس جانے کے بعد پھر خودکشی کے آلات تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔اب بھی سدھر جائیں وقت ہاتھ سے نہیں گیا اور دنیا وآخرت تباہ نہ کریں۔خودکشی کر کے کون سا چین ملے گا وہاں بھی تو یہی سزا قیامت تک جاری رہے گی پھر قیامت کا فیصلہ اس پر مزید۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے لیکن مر کے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے

اللھم احینی ...... **سوال! آنحضرت ﷺ نے اللھم بالرفیق الاعلی** فرمایا تھا یہ بھی موت کی تمنا ہے؟

جواب! یہ موت کی تمنا نہ تھی بلکہ دنیا کے قیام اور موت کے درمیان دیئے جانے والے اختیار کا بیان تھا۔کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو اختیار دیا جاتا ہے دنیا میں رہیں یا آقا کے پاس چلیں۔

حدیث رابع: دخلنا علی خباب (بن الارت)۔ یہ زمانہ جاہلیت میں قید ہوکر آئے مکہ میں ام انمار خزاعیہ کے ہاتھوں بکے ابتدائے نبوت ہی میں اسلام قبول کیا اولین وسابقین میں انکا شمار ہوتا ہے سب سے پہلے اسلام ظاہر کیا اور شدید تر مصائب برداشت کئے مگر کلمۂ اسلام نہ چھوڑا۔

وفات: ۳۷ھ میں وفات پائی۔ یہ مرض الموت کا قصہ ہے جسمیں فرمایا اگر موت کی تمنا ممنوع نہ ہوتی تو میں دعاء کرتا وفات کوفہ میں ہوئی حضرت علیؓ نے صفین سے واپسی پر اطلاع پائی اور نماز جنازہ پڑھائی۔حضرت انسؓ اور خبابؓ نے موت کی تمنا نہیں کی۔ لدعوت کی متبادر وجہ یہی ہے کہ تکالیف کی وجہ سے یہ فرمایا۔ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ بیماری سے تنگ نہیں آئے تھے بلکہ اس پر صبر کیا ہوتھا مال ودولت کی فراوانی سے انکو یہ اندیشہ ہوا کہ اعمال ومشقتوں کا بدلہ کہیں دنیا میں تو نہیں مل گیا۔اسکی وجہ سے فرمایا اگر موت کی تمنا درست ہوتی تو میں تمنا کرتا۔[1]

(۶۱) بَابُ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآئَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآئَهٗ

(۱۱۹۸) باب: جو اللہ کو ملنے کو پسند کرے اللہ کے اُس کو ملنے کے پسند کرنے کے بیان میں۔

(۸۷۵) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ۔

(۶۸۲۰) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اُس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔

(۸۷۶) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ

---

[1] نووی. المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

(٦٨٢١) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

(٨٧٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ الْهُجَيْمِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ فَقَالَ لَيْسَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَ رِضْوَانِهِ وَ جَنَّتِهِ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ فَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَ سَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.

(٦٨٢٢) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اُس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبیؐ! کیا (اس سے) موت کو ناپسند کرنا (مراد) ہے حالانکہ ہم میں سے ہر آدمی (طبعاً) موت کو ناپسند کرتا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے بلکہ مؤمن کو جب اللہ کی رحمت اور رضا اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور ناراضگی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔

(٨٧٨) حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(٦٨٢٣) اِس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اِسی طرح مروی ہے۔

(٨٧٩) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ.

(٦٨٢٤) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اور موت اللہ کی ملاقات سے پہلے ہے۔

(٨٨٠) حَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنِيْ شُرَيْحُ بْنُ هَانِئٍ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ.

(٦٨٢٥) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسی طرح ارشاد فرمایا۔

(٨٨١) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ اَخْبَرَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ قَالَ فَاَتَیْتُ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فَقُلْتُ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَذْکُرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثًا اِنْ کَانَ کَذٰلِکَ فَقَدْ ھَلَکْنَا فَقَالَتْ اِنَّ الْھَالِکَ مَنْ ھَلَکَ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاکَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ وَ لَیْسَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا وَھُوَ یَکْرَہُ الْمَوْتَ فَقَالَتْ قَدْ قَالَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ لَیْسَ بِالَّذِیْ تَذْھَبُ اِلَیْہِ وَلٰکِنْ اِذَا شَخَصَ الْبَصَرُ وَ حَشْرَجَ الصَّدْرُ وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ وَ تَشَنَّجَتِ الْاَصَابِعُ فَعِنْدَ ذٰلِکَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ.

(۶۸۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اور جسے اللہ کی ملاقات پسند نہ ہو اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ شریح بن ہانی کہتے ہیں میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: اے اُمّ المؤمنین! میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے ہیں اگر واقعتاً ایسا ہی ہے تو ہم ہلاک ہو گئے۔ سیّدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جو رسول اللہ ﷺ کے قول سے ہلاک ہو گیا' وہ واقعتاً ہلاک ہونے والا ہے۔ وہ حدیث کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرے اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اور ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے تو سیّدہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا لیکن اس کا مطلب وہ نہیں جس کی طرف تم چلے گئے ہو بلکہ (اس کا مطلب یہ ہے کہ) جب آنکھیں پھٹ جائیں اور سینہ میں دَم گھٹنے لگے اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور اُنگلیاں اکڑ جائیں پس اُس وقت جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند کرے اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرے اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو پسند نہیں کرتا۔

(۸۸۲) حَدَّثَنَاہُ اِسْحٰقُ (بْنُ اِبْرَاھِیْمَ) الْحَنْظَلِیُّ اَخْبَرَنِیْ جَرِیْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِیْثِ عَبْثَرٍ.

(۶۸۲۷) اِس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۸۸۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِیُّ وَاَبُوْ کُرَیْبٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ.

(۶۸۲۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کرنے کو پسند نہ کرے اللہ بھی اُس سے ملاقات کرنے کو پسند نہیں کرتا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں نو حدیثیں ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے شوق اور اسکی تیاری کی ترغیب کا

ذکر ہے۔

حدیث اول: من احب لقاء الله احب الله لقاء ہ...... جواللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے اللہ اس کو چاہتے ہیں جو اللہ کی ملاقات سے جی چراتا ہے اللہ اسکی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ اللہ کے سامنے پیشی ہوگی نظر رحمت نہ فرمائیں گے۔ ابن اثیرؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی دار آخرت کی طرف جانے کو ہی ناپسند کرے اور اللہ کے پاس جو انعامات ہیں انکی طلب میں نہ لگے۔ موت کی کراہت مقصود نہیں کیونکہ موت کو تو سب ہی ناپسند کرتے ہیں الا القلیل۔ اسکے بعد والی حدیث میں اسکی تشریح موجود ہے کہ مؤمن اچھا انجام سن کر خوش ہوتا ہے اور کافر و فاسق برا انجام سن کر کُرلاتا ہے۔

حدیث خامس: الموت قبل لقاء الله. موت ملاقات ربانی سے پہلے ہے۔ یہ جملہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا استنباط کردہ ہے اسکا حاصل یہ ہے موت اور لقاء اللہ دو الگ چیزیں ہیں ایک پہلے واقع ہوگی دوسری بعد میں اس لئے موت سے ڈرنے یا ناپسند کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ کی ملاقات سے بھی بندہ کتراتا رہے۔ موت سے کراہت وخوف ایک طبعی امر ہے اور اللہ کی محبت کا شوق ایک قلبی عمل ہے۔

حدیث سابع: ولکن اذا شخص البصر. جب آنکھیں پتھرا جائیں ہچکی بندھ جائے اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں انگلیاں ڈھیلی ہو جائیں۔ نوویؒ کہتے ہیں کہ اس وقت حالت نزع میں پتہ چلے گا جس میں توبہ قبول نہ ہوگی اور آخرت کا نظارہ دکھا دیا جاتا ہے اہل سعادت کو خوشخبری سنائی جاتی ہے تو وہ ملاقات کا شوق رکھتے ہیں اب بڑھ جاتا ہے۔

خلاصہ: پہلی حالت حیات دنیوی کی ہے جسمیں دنیوی ضرر کی وجہ سے موت کی تمنا و دعاء مکروہ ہے۔ اس میں فتنہ کے خوف اور دینی ضرر کی وجہ سے موت کی دعاء درست ہے۔ زندگی میں بندہ موت سے گھبراتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح زندگی میں موت کی تاخیر کی دعاء کرے تاکہ زیادہ اعمال واذکار کر لے یہ بھی درست ہے اللہ کی ملاقات کی کراہت والی وعید میں داخل نہ ہوگا۔ کیونکہ اسکا معقول سبب شرعی موجود ہے۔

دوسری حالت: احتضار و نزع کی ہے۔ جس میں آخرت کی آنکھ کھل جاتی ہے نعمت و نقمت عنایت و گرفت سامنے ہوتے ہیں اس حال میں اللہ کی ملاقات کی محبت کرنا اور اس کیلئے موت کی تمنا کرنا ممنوع نہیں۔ کیونکہ موت کے بغیر رب تعالیٰ کی ملاقات متصور نہیں۔ اس لئے فرمایا: من احب لقاء الله احب الله لقاء ہ و من کرہ لقاء الله کرہ الله لقاء ہ۔[1]

فسوف تریٰ اذا کشف الغبار　　افرس تحت رجلك ام حمار.

خم رہے میرا سر تیری دہلیز پر　　ہے یہی التجاء اے خدا اے خدا

---

[1] نووی. المفہم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

(۱۶۲) بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّقَرُّبِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

(۱۱۹۹) باب: ذکر، دُعا اور اللہ کے تقرب کی فضیلت کے بیان میں

(۸۸۴) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِيْ.

(۶۸۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے سے اپنے بارے میں گمان کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۸۸۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ ابْنِ عُثْمَانَ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى يَعْنِيْ ابْنَ سَعِيْدٍ وَابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمٰنَ وَهُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا تَقَرَّبَ عَبْدِيْ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا اَوْ بُوْعًا وَاِذَا اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً.

(۶۸۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ربّ العزت نے فرمایا: جب بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اُس کے قریب ہوتا ہوں اور وہ جب ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ اُس کے قریب ہوتا ہوں اور جب وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اُس کی طرف آتا ہوں۔ (یعنی میری رحمت)

(۸۸۶) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الْقَيْسِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ اِذَا اَتَانِيْ يَمْشِيْ (اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً).

(۶۸۳۱) اِس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے لیکن اس روایت میں جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اُس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں' مذکور نہیں۔

(۸۸۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ حِيْنَ يَذْكُرُنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَيَّ شِبْرًا اِقْتَرَبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا اِقْتَرَبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً.

(۶۸۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ ربّ العزت فرماتا ہے: میں اپنے بندے سے اُس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے' میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے گروہ میں یاد کرے میں اسے اِس سے بہتر گروہ میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اُس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ اُس کے

قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر اُس کے پاس آتا ہوں (میری رحمت)۔

(۸۸۸) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ اَزِيْدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ يَمْشِیْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً وَمَنْ لَقِيَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَا يُشْرِكُ بِیْ شَيْئًا لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً (قَالَ اِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ)۔

(۶۸۳۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ربّ العزت فرماتا ہے جو ایک نیکی لائے گا اُسے اس کی دس مثل ثواب ہوگا اور میں اور زیادہ اجر عطاء کروں گا اور جو بُرائی لائے تو اس کا بدلہ اسی کی مثل ہوگا یا میں اسے معاف کر دوں گا اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا میں چار ہاتھ اُس کے قریب ہوں گا۔ جو میرے پاس چل کر آتا ہے میں اُس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں اور جس نے تمام زمین کے برابر گناہ لے کر مجھ سے ملاقات کی بشرطیکہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو تو میں اُس سے اسی کی مثل مغفرت کے ساتھ ملاقات کرتا ہوں۔

(۸۸۹) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اَوْ اَزِيْدُ.

(۶۸۳۴) اِس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ فرمایا: اُس کے لیے اس کی دس مثل ثواب ہوتا ہے اور میں زیادہ بھی عطاء کرتا ہوں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں ذکر دعاء اور قرب ربانی کی فضیلت کا ذکر ہے۔ اس باب میں بھی پہلے باب اول کی مثل حدیثیں ہیں۔

حدیث خامس: ازید ......اغفر. دس کا عدد حتمی اور آخری نہیں بلکہ زیادتی کی امید رکھو میں زیادہ کر دونگا۔ لیکن اسکے برعکس سیئات پر سزا نہیں بڑھے گی برابر تلک بتلک یا پھر وہ بھی معاف کر دونگا۔ بقراب الارض. بضم القاف او بکسر القاف زمین بھر گناہ تو بھی معاف کر دونگا بشرطیکہ رائی کے دانے کے برابر یا اس سے کم ذرہ کے برابر شرک نہ ہو۔[1]

(۱۶۳): بَابُ كَرَاهَةِ الدُّعَاءِ بِتَعْجِيْلِ الْعُقُوْبَةِ فِی الدُّنْيَا

(۱۲۰۰) باب: دُنیا میں ہی عذاب مانگنے کی کراہت کے بیان میں

(۸۹۰) حَدَّثَنَا اَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْحَسَّانِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الْفَرْخِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كُنْتَ تَدْعُوْ بِشَیْءٍ اَوْ تَسْاَلُهٗ اِيَّاهُ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ مَا

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

كُنْتَ مُعَاقِبِيْ بِهٖ فِي الْآخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِيْ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيْقُهٗ اَوْ لَا تَسْتَطِيْعُهٗ اَفَلَا قُلْتَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ فَدَعَا اللّٰهُ لَهٗ فَشَفَاهُ.

(۶۸۳۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کی عیادت کی جو مرغ کے چوزہ کی طرح کمزور ہو چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو کسی چیز کی دُعا (اللہ سے) مانگتا تھا یا اس سے کسی چیز کا سوال کرتا تھا؟ اُس نے عرض کیا: جی ہاں! میں کہتا تھا: اے اللہ! جو تو آخرت میں مجھے سزا دینے والا ہے اسے فوراً دنیا میں ہی مجھے دے دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک ہے۔ نہ تو اس کی طاقت رکھتا ہے اور نہ استطاعت۔ تو نے یہ کیوں نہ کہا: اے اللہ! ہمیں دُنیا میں بھلائی عطاء فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطاء فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ سے اُس کے لیے دُعا مانگی۔ پس اللہ نے شفاعت عطاء فرما دی۔

(۸۹۱) حَدَّثَنَاهُ عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَلَمْ يَذْكُرِ الزِّيَادَةَ.

(۶۸۳۶) اِس سند سے بھی یہ حدیث وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک مروی ہے اور زیادتی مذکور نہیں۔

(۸۹۲) وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ يَعُوْدُهٗ وَقَدْ صَارَ كَالْفَرْخِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ حُمَيْدٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ لَا طَاقَةَ لَكَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فَدَعَا اللّٰهَ لَهٗ فَشَفَاهُ.

(۶۸۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب میں سے ایک صحابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جو کہ چوزہ کی طرح کمزور ہو چکا تھا۔ باقی حدیث حمید کی طرح ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے اللہ کے عذاب (برداشت کرنے کی) طاقت نہیں ہے اور یہ مذکور نہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اُس کیلئے اللہ سے دُعا مانگی تو اللہ نے اُسے شفاء عطاء فرما دی۔

(۸۹۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوْحٍ نِ الْعَطَّارُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

(۶۸۳۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح حدیث مبارکہ روایت کی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں دنیا میں عقوبت مانگنے کی ممانعت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: فصار مثل الفرخ. سکڑ کر چڑیا کا سارہ گیا تھا۔ یعنی انتہائی کمزور ہو چکا تھا آپ ﷺ کی دعاء سے شفایاب ہوا۔ اس سے سبق حاصل ہوا کہ خود مصیبت طلب نہ کریں کیونکہ کمزور ہیں پھر صبر نہ کر سکے یا ناشکری کا کلمہ منہ سے نکل گیا تو سب کچھ دھو دیگا۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہیں عطاء کردہ اور حاصل شدہ نعمتوں پر شکر کرتے رہیں۔ کبھی بھی مصیبت طلب نہ کریں ہاں آ جائے تو صبر اور ثابت قدمی سے نبھائیں۔[1]

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۱۶۴) بَابُ فَضْلِ مَجَالِسِ الذِّكْرِ.

(۱۲۰۱) باب: ذکر کی مجلسوں کی فضیلت کے بیان میں

(۶۸۹۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُوْنٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضُلًا يَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَؤُا مَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَاءِ قَالَ فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِي الْاَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَ يُكَبِّرُوْنَكَ وَ يُهَلِّلُوْنَكَ وَ يَحْمَدُوْنَكَ وَ يَسْاَلُوْنَكَ قَالَ وَ مَاذَا يَسْاَلُوْنِيْ قَالُوْا يَسْاَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا لَا اَيْ رَبِّ قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا وَ يَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنَنِيْ قَالُوْا مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ قَالَ وَ هَلْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا وَ يَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ وَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ.

(۶۸۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ زائد فرشتے ایسے بھی ہیں جو پھرتے رہتے ہیں اور ذکر کی مجالس کو تلاش کرتے ہیں جب وہ ایسی مجلس پا لیتے ہیں جس میں ذکر ہو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان سے لے کر آسمانِ دُنیا کے درمیان کا خلا بھر جاتا ہے۔ پس جب وہ (اہل مجلس) متفرق ہو جاتے ہیں تو یہ (فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں) تو اللہ ربّ العزت اُن سے پوچھتا ہے (باوجودیکہ بخوبی جانتا ہے) کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہم زمین میں تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں، جو تیری تسبیح، تکبیر، تہلیل اور تعریف اور تجھ سے سوال کرنے میں مشغول تھے۔ اللہ فرماتا ہے: وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ وہ عرض کرتے ہیں: وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: نہیں! اے میرے پروردگار۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ اس کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ وہ عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتا ہے: وہ مجھ سے کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے رب! تیری جہنم سے۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے میری جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: نہیں۔ اللہ فرماتا ہے: اگر وہ میری جہنم کو دیکھ لیتے تو اُن کی کیا کیفیت ہوتی (یعنی اور زیادہ پناہ مانگتے) فرشتے عرض کرتے ہیں: اور وہ تجھ سے مغفرت بھی مانگ رہے تھے۔ تو اللہ فرماتا ہے: تحقیق! میں نے معاف کر دیا اور انہوں نے جو مانگا میں نے انہیں عطاء کر دیا اور میں نے انہیں پناہ دے دی، جس سے انہوں نے پناہ مانگی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ربّ! ان میں فلاں بندہ گناہ گار ہے وہ وہاں سے گزرا تو انکے ساتھ بیٹھ گیا۔ تو اللہ فرماتا

ہے: میں نے اُسے بھی معاف کردیا اور یہ (ذاکرین) ایسے لوگ ہیں کہ انکے ساتھ بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے اس میں ذکر کی مجالس کی فضیلت وشرکت کی ترغیب کا ذکر ہے۔

حدیث اول: ملائکۃ سیارۃ. خوب چلنے اور چکر لگانے والے۔ سیاحین آتا ہے اسی طرح ان لله ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون اهل الذکر بھی آتا ہے۔ (بخاری) فُضُلاً نووی فُضْلاً. فَضْلاً قاضی۔ فُضُلٌ فُضَلآء بالمد. فاضل کی جمع ہے۔ پہلی چار وجوہ میں معنی ہوگا ایسے فرشتے جو کراماً کاتبین ودیگر ذمہ دار فرشتوں سے زائد ہیں صرف مجالس ذکر کی جستجو انکا مقصد ہوتا ہے۔ اسکے سوا انکے ذمہ کوئی کام نہیں۔ آخری وجہ کا یہ معنی ہوگا کہ فضیلت ومرتبہ والے ہیں۔ حف بعضهم بعضاحلقۃ ذکر کے اردگرد ایک دوسرے سے پر ملا کر جمع ہو جاتے ہیں۔ وماذایسئلونی...... یہ فرشتوں کو انکی بخشش اور قبولیت کی خبر وبشارت ہے۔ ﴿هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم﴾ یہ ایسے سعادت مند ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔

اجتماعی مجلس ذکر کا حکم: حدیث باب سے ذکر کی مجلس منعقد کرنا جسمیں کوئی بھی منکر نہ ہو بالکل درست ہے۔ مثلاً ریا، شہرت، بے حجاب عورتوں کا شریک ہونا وغیرہ سے اجتناب کرنا چاہیے اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ ذکر اللہ پر ایسی عنایت ہے کہ اس میں بلانیت ذکر وعمل شریک ہونے والا بھی نوازا جاتا ہے۔ اس میں ذکر قلبی لسانی یا دونوں سے ہو سب شامل ہے۔[1]

(۱۶۵) بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِاَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

(۱۲۰۲) باب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات ان کلمات سے دُعا مانگتے تھے.........

(۸۹۵) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَاَلَ قَتَادَةُ اَنَسًا اَيُّ دَعْوَةٍ كَانَ يَدْعُوْ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ قَالَ كَانَ اَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُوْ بِهَا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ وَ كَانَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيْهِ.

(۶۸۴۰) حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ نے حضرت انس سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات کونسی دُعاء مانگا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ کی اکثر دُعاء جو آپ مانگتے تھے وہ: ''اللہ ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی عطاء فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطاء فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا'' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی دُعا مانگتے تو اِن الفاظ سے دُعاء کرتے اور جب کوئی اور دُعاء مانگنے کا ارادہ کرتے تو اس میں یہ دُعا بھی مانگتے تھے۔

(۸۹۶) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

---

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۶۸۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا مانگتے تھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا ' اے ہمارے پروردگار! ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔''

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ ان میں دنیا و آخرت دونوں کیلئے دعاء اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا ذکر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً . اس جملہ سے بکثرت دعاء کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دعاء دنیا اور آخرت کے تمام مسائل پر مشتمل اور حاوی ہے حسنہ کا معنی نعمت ہے یعنی اس کا حاصل دنیا کی نعمتوں کی طلب اور عذاب آخرت سے نجات ہے۔

حسنہ کا معنی: ☆ حسنؒ کہتے ہیں دنیا میں حسنہ کا معنی علم وعبادت ہے۔ ☆ انہی سے یہ بھی آتا ہے کہ حسنہ کا معنی دنیا میں رزق طیب اور علم نافع ہے اور آخرت میں جنت۔ ☆ قتادہؒ کہتے ہیں حسنہ کا معنی عافیة فی الدنیا والآخرة ہے ☆ محمد بن کعب قرظیؒ کہتے ہیں نیک بیوی حسنات میں سے ہے ☆ ثعلبیؒ نے سدیؒ سے نقل کیا ہے کہ حسنہ کا معنی دنیا میں کشادہ و رزق حلال اور عمل صالح ہے اور آخرت میں مغفرت وثواب ہے۔ ☆ ابوالفداء ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ حسنہ دنیا میں عافیت وصحت، کشادہ گھر، حسین بیوی، خوش اخلاق، نیک اولاد، کشادہ رزق، علم نافع عمل صالح، اچھی سواری، نیک نامی کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور آخرت میں جنت اور اسکی نعمتیں فزع اکبر سے نجات، سہولت حساب، وغیرہ مراد ہیں۔[1]

(۱۶۶) بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيْلِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالدُّعَآءِ

(۱۲۰۳) باب: لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ کہنے اور دُعا مانگنے کی فضیلت کے بیان میں

(۸۹۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ فِیْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَ كَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِیَ وَلَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ فِیْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

(۶۸۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دن میں سو مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ پڑھا اُسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور اُس کے لیے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اُس کے (نامۂ اعمال سے) سو بُرائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس دن شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ شام کرتا ہے اِس حال میں کہ کوئی آدمی بھی اُس سے افضل عمل نہیں کرتا' سوائے اُس آدمی کے جو ان کلمات کو اُس سے زیادہ مرتبہ پڑھے اور جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ دن میں سو دفعہ پڑھا تو اس کی تمام خطائیں مٹا دی جاتی ہیں' اگرچہ

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

(۸۹۸) حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَیْلٍ عَنْ سُمَیٍّ عَنْ اَبِی صَالِحٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ یَاْتِ اَحَدٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَیْهِ.

(۶۸۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی صبح و شام سو مرتبہ (یہ دُعاء) پڑھتا ہے قیامت کے دن کوئی اس سے زیادہ افضل عمل نہیں لاسکتا' سوائے اُس کے جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ پڑھا ہو۔

(۸۹۹) حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ اَبُوْ اَیُّوْبَ الْغَیْلَانِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ یَعْنِی الْعَقَدِیَّ حَدَّثَنَا عُمَرُ وَهُوَ ابْنُ اَبِی زَائِدَةَ عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ عَشْرَ مِرَارٍ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ اِسْمٰعِیْلَ.

(۶۸۴۴) حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس نے دس مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھا وہ ایسا ہے جیسا کہ اولادِ اسمٰعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے والا۔

(۹۰۰) وَ قَالَ سُلَیْمَانُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ رَبِیْعِ بْنِ (خُثَیْمٍ) رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِمِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ فَقُلْتُ لِلرَّبِیْعِ مِمَّنْ سَمِعْتَهٗ قَالَ مِنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ فَاَتَیْتُ عَمْرَو بْنَ مَیْمُوْنٍ فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهٗ قَالَ مِنَ ابْنِ اَبِی لَیْلٰی قَالَ فَاَتَیْتُ ابْنَ اَبِی لَیْلٰی فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهٗ قَالَ مِنْ اَبِی اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ یُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

(۶۸۴۵) حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح حدیث مروی ہے۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے یہ حدیث حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے سنی۔ راوی کہتے ہیں میں عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اُن سے پوچھا: آپ نے کس سے یہ حدیث سنی؟ انہوں نے کہا: ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے۔ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا اور اُن سے پوچھا کہ آپ نے کس سے سنا؟ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

(۹۰۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُوْ كُرَیْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِیْفٍ الْبَجَلِیُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِی زُرْعَةَ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ.

(۶۸۴۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں لیکن وزن میں بھاری ہیں اور رحمٰن کو محبوب ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ.

(۹۰۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ.

(۶۸۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا میرے نزدیک ہر اس چیز سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

(۹۰۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُوْسَى الْجُهَنِىِّ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا مُوْسَى الْجُهَنِىُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِىٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَلِّمْنِىْ كَلَامًا اَقُوْلُهٗ قَالَ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ قَالَ فَهٰٓؤُلَاءِ لِرَبِّىْ فَمَا لِىْ قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَارْحَمْنِىْ وَاهْدِنِىْ وَارْزُقْنِىْ قَالَ مُوْسٰى اَمَّا عَافِنِىْ فَاَنَا اَتَوَهَّمُ وَمَا اَدْرِىْ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ فِىْ حَدِيْثِهٖ قَوْلَ مُوْسٰى.

(۶۸۴۸) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: مجھے ایسا کلام سکھائیں جسے میں پڑھتا رہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا کر۔ اُس نے عرض کیا: یہ سارے کلمات تو میرے ربّ کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَارْحَمْنِىْ "اے اللہ! مجھے معاف فرما اور رحم فرما اور ہدایت عطا فرما اور رزق عطا فرما" کہہ اور راوی کہتے ہیں عَافِنِىْ کے بارے میں مجھے وہم ہے کہ وہ ابن ابی شیبہ نے کہا تھا یا نہیں۔

(۹۰۴) حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِى ابْنَ زِيَادٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِىُّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُ مَنْ اَسْلَمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَارْحَمْنِىْ وَاهْدِنِىْ وَارْزُقْنِىْ.

(۶۸۴۹) حضرت ابو مالک اشجعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر مسلمان ہونے والے آدمی کو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَارْحَمْنِىْ وَاهْدِنِىْ وَارْزُقْنِىْ سکھاتے تھے۔

(۹۰۵) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَزْهَرَ الْوَاسِطِىُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِىُّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِىُّ ﷺ الصَّلَاةَ ثُمَّ اَمَرَهٗ اَنْ يَّدْعُوَ بِهٰٓؤُلَاءِ الْكَلِمٰتِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَارْحَمْنِىْ وَاهْدِنِىْ وَعَافِنِىْ وَارْزُقْنِىْ.

(۶۸۵۰) حضرت ابو مالک اشجعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، جب کوئی مسلمان ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُسے نماز سکھاتے پھر اُسے حکم کرتے کہ وہ ان کلمات سے دُعا مانگے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَارْحَمْنِىْ وَاهْدِنِىْ وَعَافِنِىْ وَارْزُقْنِىْ.

(۹۰۶) حَدَّثَنِىْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَقُوْلُ حِیْنَ اَسْاَلُ رَبِّیْ قَالَ قُلِ اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَ یَجْمَعُ اَصَابِعَہٗ اِلَّا الْاِبْھَامَ فَاِنَّ ھٰؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَکَ دُنْیَاکَ وَآخِرَتَکَ.

(۶۸۵۱) حضرت ابو مالک ؒ اپنے والد ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا اور ایک آدمی نے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب میں اپنے ربّ سے دعاء کروں تو کیسے کہوں؟ آپ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ کہہ اور آپ نے اپنے انگوٹھے کے سوا باقی اُنگلیاں جمع کیں کیونکہ یہ کلمات تیری دُنیا اور آخرت کے (فوائد) کیلئے جامع ہیں۔

(۹۰۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ وَ عَلِیُّ بْنُ مُسْھِرٍ عَنْ مُوْسَی الْجُھَنِیِّ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ نُمَیْرٍ وَاللَّفْظُ لَہٗ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا مُوْسَی الْجُھَنِیُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَکْسِبَ کُلَّ یَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَۃٍ فَسَاَلَہٗ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِہٖ کَیْفَ یَکْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَۃٍ قَالَ یُسَبِّحُ مِائَۃَ تَسْبِیْحَۃٍ فَیُکْتَبُ لَہٗ اَلْفُ حَسَنَۃٍ وَتُحَطُّ عَنْہُ اَلْفُ خَطِیْئَۃٍ.

(۶۸۵۲) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر دن ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی پوچھنے والے نے پوچھا: ہم میں کوئی آدمی ہزار نیکیاں کیسے کرسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھتا ہے اُس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا اُس کی ہزار خطائیں مٹادی جاتی ہیں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں۔ ان میں تسبیح و تقدیس کی فضیلت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: فی یوم مائة مرة. نوویؒ کہتے ہیں کہ اطلاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دن میں پڑھ لے لیکن شام تک عدد پورا کرلے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ شروع دن میں سو مرتبہ پڑھ لے تاکہ پورا دن شیطان سے محفوظ رہے اور دوسری بشارتیں بھی حاصل کرلے

دانوں کی تسبیح کا ثبوت: حدیث کے الفاظ کے عموم سے دانوں کی تسبیح پاس رکھنے اور استعمال کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ ذکر کی ایک متعین تعداد مثلاً سو کو شمار کرنے کیلئے کسی چیز کی ضرورت ہوگی اسکی بہترین صورت تسبیح ہے۔

عدل عشر رقاب: دس گردنوں کے برابر۔ الا احد عمل اکثر من ذالك. نوویؒ کہتے ہیں کہ اس سے پتہ چلا کہ سو سے زائد مرتبہ بھی بقدر سہولت پڑھ سکتے ہیں سو پر حصر نہیں کہ اوپر نہیں پڑھ سکتے بلکہ سو مرتبہ پڑھنے پر یہ ثواب ملے گا جو حدیث میں مذکور ہے اور زیادہ تعداد میں پڑھنے پر مزید ثواب عطاء ہوگا۔

حدیث ثانی: سبحان الله وبحمده. تسبیح کا مطلب و مفہوم: ابن حجرؒ کہتے ہیں۔ سبحان الله وبحمده. دراصل پورے چار کلمات کا اختصار ہے۔ سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر. اور سبحان اللہ وبحمدہ میں تمام کلمات کا خلاصہ پایا جاتا ہے سبحان اللہ اللہ پاک ہے شریکوں اور عجز سے منزہ ہے۔ اس میں لا اله الا الله کا معنی بھی آ گیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

وبحمدہ کا معنی ہے تمام تعریفیں خاص ہیں واسطے اللہ تعالیٰ کے جب سب تعریفیں اسی ذات پاک کیلئے خاص ہیں تو اکبر سب سے بڑا وہی ہوا۔ سبحان اللہ میں لا الہ الا اللہ کا اور بحمدہ میں الحمد للہ کا مفہوم آ گیا۔ بحمدہ میں خاص معنی اس لئے کیا کہ یہ اضافت لامی ہے اور ''ہ'' ضمیر کا مرجع لفظ اللہ ہے (الحمد للہ) لام اختصاص کی وجہ سے ترجمہ ہوا: تمام تعریفیں خاص ہیں اسی کے واسطے۔ سبحان اللہ صراحۃ تنزیہ اور پاکی بیان کرنا ہے اور مفہوماً توحید ہے۔ لا الہ الا اللہ صراحۃ توحید ہے اور مفہوماً تنزیہ اصل مقصود توحید کی صراحت ہے۔

تسبیح وتہلیل میں سے کون افضل ہے: ☆ ابن حجرؒ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تہلیل لا الہ الا اللہ تسبیح سبحان اللہ سے افضل ہے۔ دلیل (۱) لا الہ الا اللہ میں توحید منطوق وصریح ہے اور سبحان اللہ میں توحید مفہوم ہے صریح نہیں افضل وہ ہوگا جو شرک کی تردید اور توحید کیلئے صریح ہو اور وہ لا الہ الا اللہ ہے۔ (۲) افضل الذکر لا الہ الا اللہ (ترمذی ونسائی از تکملہ) ☆ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ باب کی حدیث اول حدیث ابو ہریرہؓ سے تسبیح کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ دلیل لا الہ الا اللہ ...... پڑھنے پر دس غلاموں کی آزادی، سو نیکیاں، سو گناہوں کی معافی، شام تک شیطان سے حفاظت محدود اجر اور چیزوں کا ذکر ہے۔ اور سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھنے پر سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی معافی کا اعلان ہے۔ اس سے پتہ چلا سبحان اللہ افضل ہے۔

جواب: لا الہ الا اللہ افضل ہے کیونکہ جب اسکے پڑھنے پر دس رقیقوں کے آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور ایک غلام آزاد کرنے کا بدلہ یہ ہے کہ ایک ایک عضو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا جاتا ہے جب جہنم کی آگ سے آزادی ملی (ایک غلام کے بدلہ میں) تو سب گناہ معاف ہو گئے اس لئے کہ جہنم سے نجات اسی کو ملے گی جسکے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔ لا الہ الا اللہ پڑھنے پر ایک غلام کے بدلے میں سب گناہوں کی معافی اور دوزخ سے نجات مل گئی باقی نو غلام اور دوسرا ثواب اس پر مزید ہے۔ سبحان اللہ پر صرف سب گناہ معاف ہو رہے ہیں اور لا الہ الا اللہ پر سب گناہ بھی معاف اور مزید ثواب بھی۔ تو لا الہ الا اللہ افضل ہوا۔ اور یہی راجح ہے۔ سوال وجواب دونوں قاضیؒ کا کلام ہیں۔

حدیث ثالث: عشر مرار (۱) اس سے مقصود متعین عدد ہے حدیث ابو ہریرہ میں سو مرتبہ اور حدیث ابو ایوب میں دس مرتبہ (۲) اجر کا ذکر ہے جسکی بشارت دی گئی۔ حدیث ابو ہریرہ میں دس غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر اور حدیث ابو ایوب میں چار غلام آزاد کرنے کے برابر جو اولاد اسمٰعیل سے ہوں۔ عدد کے فرق سے اجر میں بھی فرق ہے اور اللہ کی مرضی جس پر جتنا عطاء کرے۔

حدیث خامس: امام بخاریؒ اس حدیث کو باب فضل التسبیح (ج ۲ ص ۹۴۸) کتاب الایمان والنذور (ج ۲ ص ۹۸۸) کتاب التوحید میں (آخری حدیث) لائے ہیں۔ ترکیب! کلمتان سے حبیبتان تک چاروں تثنیہ اپنے متعلقات سے ملکر مرکب توصیفی خبر مقدم ہے اور سبحان اللہ آخر تک یہ مبتدا مؤخر ہے۔ خبر کو مقدم کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ سامع کو مبتدا کے علم وحصول پر شوق ورغبت دلانا ہے۔ پھر خبر کی متعدد صفات مذکور ہوں تو کلام میں مزید حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ خفیفتان خفیفۃ بمعنی سہولت کہ زبان پر لانے میں ذرا بھی ثقل نہیں! ایک دفعہ پڑھ کے دیکھئے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم. لیکن زبان پر سہل ہے عمل کی ترازو میں بوجھل ہے۔ حبیبتان الی الرحمن رب کو ایسے محبوب ہیں کہ پڑھنے والا بھی محبوب بن جائے۔ سبحان اللہ وبحمدہ. ای اسبح اللہ

و التلبس بحمده . واو عاطفہ۔

حاصل کلام: علماء فرماتے ہیں کہ پہلے کلمہ سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس اور جملہ نقائص سے پاکی اور بلندی ثابت ہو رہی ہے اور تمام تعریفوں کا سزاوار ہونا اور حمد و ستائش کے لائق ہونا اس ذات بالا صفات کیلئے ثابت ہے جو دل میں محبت پیدا کرتا ہے۔ دوسرے کلمہ سے عظمت و رفعت ثابت ہو رہی ہے جو خوف کی موجب ہے جب اللہ کا خوف اور اسکی محبت جمع ہو جائے تو انکے امتزاج سے تقویٰ و خشیت پیدا ہوتی ہے۔ بندہ کے دل میں خشیت الٰہی پیدا ہو جائے یہی مقصود اعظم ہے اسی وجہ سے ان دو کلموں پر اجر جزیل اور ثواب کثیر کا وعدہ ہے۔

اہم ترین بات: ابن بطالؒ کہتے ہیں ابواب الذکر میں جتنے فضائل و ثواب مذکور ہیں یہ انہیں حاصل ہونگے جو بدرجہ اتم دین اسلام پر مکمل کاربند ہوں عقائد کی اصلاح، طہارت و صفائی، حلال و حرام کی تمیز، کبائر و فسق و فجور سے اجتناب کریں۔ الغرض اوامر و نواہی پر چلنا اور آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کرنا ثواب و رضا کے حصول کیلئے لازمی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دین کا مذاق اڑائے، شہوات و لذات میں آلودہ رہے، علم نہ عمل اور صرف زبان سے چند الفاظ کہنے سے اعلیٰ مراتب کا خواہاں ہو ایسا نہیں ہے۔ اگرچہ برکت و ثواب سے محروم تو کوئی نہ ہوگا لیکن مکمل ثواب نہ ملے تو کیا مزا جب زبان پہ نام اللہ کا تو دل میں بھی کام اللہ کا۔ جسم پہ نافذ طریقہ رسول اللہ کا۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (بقرہ ۲۰۸) اے ایمان والو! پورے پورے دین میں داخل ہو جاؤ (اور پورے احکام پر عمل پیرا رہو) شیطان کی مت مانو یہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حدیث سابع: اللہ اکبر کبیرًا كَبَّرْتُ كَبِيْرًا یا ذَكَرْتُ كَبِيْرًا ہوگا۔ فهؤلاء لربي یعنی ان کلمات میں تو اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اب ایسے کلمات بھی سکھایئے جس سے میری مطلب برآوری ہو اور میں اپنی ضرورت رب تعالیٰ سے مانگ سکوں۔

حدیث عاشر: بجمع اصابعه الا الابهام .اللهم اغفرلی خنصر وارحمنی بنصر وعافنی وسطی. وارزقنی شهادة. چاروں کلموں کے برابر چار انگلیاں جمع ہو گئیں ابہام بچ گیا۔[1]

(۱۶۷) بَابُ فَضْلِ الْاِجْتِمَاعِ عَلٰى تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَعَلَى الذِّكْرِ

(۱۲۰۴) باب: تلاوت قرآن اور ذکر کے لیے اجتماع کی فضیلت کے بیان میں

(۹۰۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيْمِيُّ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَ یَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَ غَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ یُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ.

(۶۸۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے کسی مؤمن سے دُنیا میں مصیبتوں کو دُور کیا اللہ تعالیٰ اُس سے قیامت کے دن کی مصیبتوں کو دور کرے گا اور جس نے تنگ دست پر آسانی کی اللہ اُس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا اور اللہ اُس بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جو اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے اور جو ایسے راستے پر چلا جس میں علم کی تلاش کرتا ہو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اس کے ذریعہ جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب تلاوت کرے اور اُس کی تعلیم میں مصروف ہوتے ہیں' اُن پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت اُنہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اُنہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ اُن کا ذکر اپنے پاس موجود (فرشتوں) میں کرتے ہیں اور جس شخص کو اُس کے اپنے اعمال نے پیچھے کر دیا تو اُسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

(۹۰۹) حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ وَفِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ غَیْرَ اَنَّ حَدِیْثَ اَبِیْ اُسَامَةَ لَیْسَ فِیْهِ ذِكْرُ التَّیْسِیْرِ عَلَی الْمُعْسِرِ.

(۶۸۵۴) اِس سند سے بھی یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لیکن ابو اسامہ کی حدیث میں تنگ دست پر آسانی کرنے کا ذکر موجود نہیں۔

(۹۱۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ یُحَدِّثُ عَنِ الْاَغَرِّ اَبِیْ مُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰی اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ غَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ.

(۶۸۵۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتے ہوئے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قوم بھی بیٹھ کر اللہ ربّ العزت کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے' فرشتے اُنہیں گھیر لیتے ہیں اور (اللہ عزوجل کی) رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ اُن پر نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے پاس والوں میں اُن کا ذکر فرماتا ہے۔

(۹۱۱) وَحَدَّثَنِیْهِ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

(۶۸۵۶) اِس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۹۱۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ نَعَامَةَ السَّعْدِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ

سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِنِّيْ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَ نَحْمَدُهُ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنَا قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ (قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ) قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلٰكِنَّهُ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ.

(۶۸۵۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مسجد میں موجود ایک حلقہ کے پاس سے گزرا ہوا تو کہا: تم کو کس چیز نے بٹھایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا: کیا تمہیں اللہ کی قسم! صرف اسی بات نے بٹھایا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تم سے قسم کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں لی اور میرے مقام و مرتبہ والا کوئی بھی آدمی رسول اللہ ﷺ سے مجھ سے کم حدیثوں کو بیان کرنے والا نہیں اور بے شک ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک حلقے کی طرف تشریف لے گئے تو فرمایا: تمہیں کس بات نے بٹھلایا ہوا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم اللہ کا ذکر کرنے اور اُس کی اِس بات پر حمد کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں کہ اُس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور ہم پر اُس کے ذریعہ احسان فرمایا۔ آپ نے فرمایا: کیا اللہ کی قسم! تمہیں اس بات کے علاوہ کسی بات نے نہیں بٹھلایا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تم سے قسم کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں اُٹھوائی بلکہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ ربّ العزت تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں ذکر و تلاوت کیلئے محفل و اجتماع کا ذکر ہے۔

حدیث اول: من سلك طريقا يلتمس فيه علما. نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے شرعی علم مراد ہے جس سے رضاء باری تعالیٰ اور اخلاص نیت از حد ضروری ہے۔ **نزلت عليهم السكينة.** رحمت وقار و طمانینۃ۔ نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مسجدوں میں تلاوت قرآن کا اجتماع (محفل حسن و قراءت) اور اسکی فضیلت و استحباب مستنبط ہوتا ہے اور ان محافل کا یہ اثر دیکھنے میں آیا ہے کہ عوام کے قلوب میں قرآن کی محبت بڑھتی اور دلوں میں پیوست ہو جاتی ہے۔ اور لوگ اس قسم کے پروگرام میں شرکت کی برکت سے یہ عہد کرتے ہیں (اور عمل بھی کرتے ہیں) کہ اپنے بچوں کو تعلیم قرآن میں لگاتے ہیں اور آپ ﷺ کا فرمان زندہ ہوتا ہے۔ **اقرأوا القرآن فانه ياتي شفيعا لاصحابه** (مسلم ج ۱ ص ۲۷۰) قرآن پڑھو بیشک یہ اپنے پڑھنے والوں کیلئے روز محشر شفاعت کریگا۔ محافل حسن قراءت عوام کو راغب کرنے اور تعلیم قرآن کے قریب لانے کا بہترین اور مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اتنی بات ضرور لوح دل پر رہے کہ اس میں منکرات (ریا، شہرت، معاصی کا ارتکاب) نہ ہوں۔ ورنہ ہوسکتا ہے یہی عمل گرفت ربانی کا سبب بن جائے۔

اللهم سددنا وابعدنا من المعاصي والمنكرات في محفل حسن قراءت.

حدیث خامس: قال آللہ ماجلسکم الا ذاک. سیدنا امیر معاویہؓ نے آپ ﷺ کی اتباع کی وجہ سے انکو قسم دی اور آنحضرت ﷺ نے پیغام رب اور خبر جبرائیل کی وجہ سے قسم دی جو دل میں محبت واہمیت اور سرور وخوشی کو بڑھانے والی چیز ہے۔ ابیؒ! یباھی بکم الملئکۃ. بھاء دراصل حسن وجمال اور تازگی کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تمھارے عمل کی فضیلت کو فرشتوں پر ظاہر فرمارہے ہیں۔ اور ملائکہ کے سامنے تمھاری تعریف کررہے ہیں جو کہے تھے۔ من یفسد فیھا ویسفك الدماء اللہ فرمارہے ہیں دیکھو میرے بندے میرا کلام پڑھنے سننے کیلئے کیسے دیوانہ وار اور پروانہ کا رجمع ہیں۔[1]

(۱۶۸) بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِسْتِغْفَارِ وَالْاِسْتِكْثَارِ مِنْهُ

(۱۲۰۵) باب: استغفار کی کثرت کے استحباب کے بیان میں

(۹۱۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاَبُو الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ جَمِيْعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ وَ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّهُ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ.

(۶۸۵۸) حضرت اغر مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے دِل پر (کبھی کبھی) کچھ غفلت آجاتی ہے۔ اسی وجہ سے میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

حدیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے اس میں طلب مغفرت اور اسکی کثرت کا ذکر ہے۔

انه لیغان علی قلبی . غین وغیم کا معنی وہ چیز جو دل پر چھا جائے۔ ☆ نوویؒ کہتے ہیں اس سے مراد آنحضرت ﷺ کا مصالح امت اور دینی مصروفیات کی وجہ سے ذکر اللہ میں غفلت کرنا ہے کہ علو شان کی وجہ سے ذکر اللہ پر مداومت مطلوب ہے اس میں فرق یا حرج آنے کی وجہ سے آپ ﷺ کثرت استغفار کا اہتمام فرماتے۔ ☆ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ استغفار اپنے ارادے اور امت کے احوال پر اطلاع کی صورت میں انکی بخشش کیلئے فرماتے۔ کیونکہ انبیاء بالخصوص نبی ﷺ بلند مرتبہ اور رفیع شان والے تھے اس لئے ذکر پر ہیشگی میں ہلکی سی کمی پر بھی استغفار فرماتے۔ حالانکہ آپ ﷺ تالیف قلوب، مدارات اور جہاد، قتال جیسے اہم امور کی انجام دہی میں مصروف ہوتے لیکن پھر بھی استغفار فرماتے۔

☆ علامہ ابیؒ نے آپ ﷺ کے استغفار کرنے کی بہترین توجیہ بیان فرمائی ہے کہ یہ کسی ذنب وغفلت کے مداوا کیلئے نہیں بلکہ ترقی درجات کیلئے تھا۔[2]

(۱۶۹) بَابُ التَّوْبَةِ

(۱۲۰۶) گناہوں سے معافی مانگنے کے بیان میں

(۹۱۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَغَرَّ وَ

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

[2] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُحَدِّثُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ.

(۶۸۵۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت اغر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اللہ سے توبہ کرو کیونکہ میں دن میں سو مرتبہ اُس (اللہ عزوجل) سے توبہ کرتا ہوں۔

(۹۱۵) حَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۸۶۰) اِس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

(۹۱۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ يَعْنِيْ سُلَيْمٰنَ بْنَ حَيَّانَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدِ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

(۶۸۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورج کے مغرب سے طلوع سے پہلے پہلے توبہ کر لی تو اللہ اُس کی توبہ قبول کر لیں گے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں ان میں توبہ اور معافی کا ذکر ہے۔

تاب یتوب توبۃ کا معنی ہے رجوع کرنا، لوٹنا، باز آنا۔ تائب گناہ سے باز آنے والا، تواب توبہ کی توفیق دینے والا، توبہ قبول کرنے والا۔
توبہ کے ارکان: توبہ کے تین ارکان ہیں۔ (۱) گناہ کو چھوڑنا (۲) اپنے کئے پر دلی ندامت (۳) آئندہ اس حرکت کے قریب نہ پھٹکنے کا عزم۔ اگر گناہ حقوق العباد میں سے ہے تو پھر ایک رکن اور بھی ہے (۴) ادائے حق اور متعلقہ شخص سے معافی مانگنا۔ اسی طرح حقوق اللہ میں سے ایسا عمل جو اب بھی عمل میں آسکتا ہے تو اسکی قضاء کرنا مثلاً روزہ، نماز پہلے نہ پڑھنے پر توبہ آئندہ پابندی کا عزم وعمل اور گذشتہ کی قضاء (نوویؒ)۔ غیبت سے توبہ کا حکم باب الغیبۃ میں گذر چکا ہے۔ اتوب الی اللہ فی الیوم مائۃ مرّۃ. جیسے ابھی گزرا یہ ترقی درجات اور امت کی تعلیم کیلئے تھا۔ ان چاروں حدیثوں کو ملا کر باب الاستغفار والتوبۃ ایک باب قائم کرنا بہتر ہے۔
سو کی تعداد میں بھی دو صورتیں ہیں (۱) یہی عدد مطلوب ہو کہ سو دفعہ توبہ واستغفار ضرور کریں (۲) عدد متعین مراد نہ ہو بلکہ کثرت مقصود ہو کہ جتنا ہو سکے رب تعالیٰ سے طلب مغفرت اور استغفار کرتے رہو۔ توبہ کی قبولیت کا دروازہ موت کی ہچکی اور مغرب سے سورج طلوع ہونے سے پہلے تک کھلا ہے۔[1]

(۱۷۰) بَابُ اسْتِحْبَابِ خَفْضِ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ.

(۱۲۰۷) باب: آہستہ آواز سے ذکر کرنے کے استحباب کے بیان میں

[1] نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکملہ

(۹۱۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ وَاَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَجْھَرُوْنَ بِالتَّکْبِیْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّھَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَیْسَ تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَہٗ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَھُوَ مَعَکُمْ قَالَ وَاَنَا خَلْفَہٗ وَاَنَا اَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ قَیْسٍ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَنْزٍ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

(۶۸۶۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پر ترس کرو۔ تم کسی غائب یا بہرے کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم سننے والے اور قریب والے کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے اور میں اُس وقت آپ کے پیچھے کھڑا لا حول و لا قوۃ الّا باللہ پڑھ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن قیس! کیا تمہیں جنت کے خزانوں میں سے خزانہ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے فرمایا: لا حول و لا قوّۃ الّا باللہ کہو۔ (گناہوں سے پھرنا اور نیکی کی طاقت اللہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔)

(۹۱۸) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ وَ اَبُوْسَعِیْدٍ الْاَشَجُّ جَمِیْعًا عَنْ حَفْصِ ابْنِ غِیَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَہٗ.

(۶۸۶۳) اِس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

(۹۱۹) حَدَّثَنَا اَبُوْ کَامِلٍ فُضَیْلُ بْنُ حُسَیْنٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ یَعْنِی ابْنَ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّھُمْ کَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَھُمْ یَصْعَدُوْنَ فِیْ ثَنِیَّةٍ قَالَ فَجَعَلَ رَجُلٌ کُلَّمَا عَلَا ثَنِیَّةً نَادٰی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ قَالَ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ ﷺ اِنَّکُمْ لَا تُنَادُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا قَالَ فَقَالَ یَا اَبَا مُوْسٰی اَوْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ قَیْسٍ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَلِمَةٍ مِنْ کَنْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ مَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

(۶۸۶۴) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک گھاٹی پر چڑھ رہے تھے۔ ایک شخص نے ہر گھاٹی پر چڑھتے ہوئے بلند آواز سے لا الٰہ الّا اللہ واللہ اکبر کہنا شروع کر دیا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ پھر اے ابوموسیٰ یا اے عبداللہ بن قیس فرمایا: (اور ارشاد فرمایا) کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! وہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: لاحول و لا قوّۃ الا باللہ۔

(۹۲۰) وَ حَدَّثَنَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِیْہِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَ نَحْوَہٗ.

(۶۸۶۵) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ باقی حدیث مبارکہ اسی طرح مذکور ہے۔

(۹۲۱) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَ اَبُو الرَّبِيْعِ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِىْ مُوسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِىِّ ﷺ فِىْ سَفَرٍ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ عَاصِمٍ.

(۶۸۶۶) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ باقی حدیث مبارکہ عاصم کی طرح ذکر کی۔

(۹۲۲) وَ حَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الثَّقَفِىُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ نِ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِىْ غَزَاةٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَ قَالَ فِيْهِ وَالَّذِىْ تَدْعُوْنَهٗ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَةِ اَحَدِكُمْ وَلَيْسَ فِىْ حَدِيْثِهٖ ذِكْرُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

(۶۸۶۷) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے پھر اسی طرح حدیث روایت کی۔ اس میں یہ بھی فرمایا: جسے تم پکار رہے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی تمہارے زیادہ نزدیک ہے اوران کی حدیث میں لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ کا ذکر نہیں ہے۔

(۹۲۳) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَهُوَ ابْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ اَوْ قَالَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلٰى فَقَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

(۶۸۶۸) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک کلمہ کی خبر نہ دوں؟ یا فرمایا: جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں پست آواز سے ذکر کرنے کا بیان ہے۔

حدیث اول: ایھا الناس اربعوا علی انفسکم . یعنی اپنے سے نرمی کرو اور آوازیں پست رکھو۔

انکم لیس تدعون اصمّ ولا غائبا. اللہ تعالیٰ تمہارے ذکر اور دعاؤں کو جانتا اور سنتا ہے بھلے ہلکی آواز میں کیوں نہ ہوں نوویؒ کہتے ہیں اس سے ذکر خفی کا مندوب ومحبوب ہونا ثابت ہوتا ہے ہاں اگر کوئی حاجت رفع الصوت بالذکر کی ہو تو بلند آواز سے ذکر کی اجازت ہے بشرطیکہ شوروایذاء نہ ہو۔ قرآن کریم نے یہی حکم دیا ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (اعراف ۵۵)

تم اپنے رب کو عاجزی، آہ وزاری اور آہستگی سے پکارو بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۵۵ ہے پچپن کا عدد بھی اعتدال پر دلالت کر رہا ہے بلکہ پچاس سے ذرا بڑھ کر ہے جسمیں اشارہ ہے کہ ذکر خفی افضل اور راجح ہے۔ اور یہی اہل علم کا مسلک ہے کہ ان الذکر الخفی افضل من الذکر بالجھر. اگر چہ بعض اہل علم چند شرائط کے ساتھ ذکر جہری کے جواز کے قائل ہوئے ہیں (۱) ریا وشہرت پسندی نہ ہو (۲) کسی کو ایذاء نہ ہو (بالخصوص نماز وتلاوت

میں مشغول افراد کو) میدان جہاد وقتال میں آواز تکبیر بلند کرنا اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اب تو مقصد ہی دشمن کو مرعوب کرنا ہے جو آواز بلند کرنے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے اور صحابہ کرام بھی سفر میں تھے دشمن کے سامنے نہ تھے اس لئے آپ ﷺ نے تنبیہ کے طرز میں آہستگی کا فرمایا: کہ تم اصم وغائب کو نہیں پکار رہے ہو جو تم سے بھی تمہارے زیادہ قریب ہے۔ علی کنز من کنوز الجنة. لاحول ولا قوة الا باللہ کو جنت کے خزانوں میں سے اس لئے فرمایا کہ اس میں تسلیم ورضاء، عبدیت وعجز کا اعتراف اور رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ وشاملہ کا اقرار ہے کہ تیری توفیق کے سوا شر سے بچ نہیں سکتے اور خیر کو پہنچ نہیں سکتے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصل عبارت اور اسکا معنی یہ ہے لاحول عن معصية الله الا بعصمة الله تعالیٰ ولاقوة على الطاعة الا بعون الله تعالیٰ. خزانہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے اتنا ثواب حاصل ہوگا جو جنت میں ذخیرہ کی صورت میں ملے گا۔ ابراہیم علیہ السلام نے لیلہ معراج میں بوقت ملاقات فرمایا تھا یا محمد ﷺ مُرْ اُمتك ان يكثروا من غراس الجنة! قال: وماغراس الجنة؟ قال: لاحول ولا قوة الا بالله. اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حکم دو کہ جنت میں خوب درخت لگائیں۔ فرمایا: جنت کے درخت کیا ہیں جواب دیا: لاحول ولا قوة الا بالله.[1]

(۱۷۱) بَابُ الدَّعَوَاتِ وَالتَّعَوُّذِ.

(۱۲۰۸) باب: دعاؤں اور پناہ مانگنے کے بیان میں

(۹۲۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَبِيْرًا وَقَالَ قُتَيْبَةُ كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

(۶۸۶۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا' مجھے ایسی دُعاء تعلیم دیں جسے میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ آپ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَبِيْرًا پڑھا کرو۔ ''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت بڑا ظلم کیا اور قتیبہ نے کہا: بہت زیادہ ظلم کیا اور میرے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں۔ پس اپنے پاس سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو ہی معاف کرنے والا نہایت مہربان ہے۔''

(۹۲۵) وَحَدَّثَنِيْهِ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ سَمَّاهُ وَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلَاتِيْ وَفِيْ بَيْتِيْ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ ظُلْمًا كَثِيْرًا.

(۶۸۷۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسی دُعاء سکھائیں جسے میں اپنی نماز میں اور اپنے گھر میں

---

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

مانگا کروں۔ پھر اسی طرح حدیث مبارکہ روایت کی لیکن اس میں ظُلْمًا کَثِیْرًا (بہت زیادہ ظلم کیا) ہے۔

(۹۲۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ كُرَیْبٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَا الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

(۶۸۷۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دُعاؤں سے دُعاء مانگا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے جہنم کے فتنہ اور جہنم کے عذاب اور قبر کے فتنہ اور قبر کے عذاب اور مال و دولت کے فتنہ کے شر سے اور تنگ دستی کے فتنہ کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھوڈال اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جیسا کہ تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیا ہے۔ (اے اللہ!) میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دُوری فرما دے جتنی دُوری تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فرمائی ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سستی اور بڑھاپے اور گناہ اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۹۲۷) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَیْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَ وَكِیْعٌ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۸۷۲) یہی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(۹۲۸) وَحَدَّثَنَا یَحْیَى بْنُ اَیُّوْبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ قَالَ وَاَخْبَرَنَا سُلَیْمٰنُ التَّیْمِیُّ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ.

(۶۸۷۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے عاجز ہونے، سستی، بزدلی، بڑھاپے اور بخل سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے عذابِ قبر، زندگی اور موت کی آزمائشوں سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۹۲۹) وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ كِلَاهُمَا عَنِ التَّیْمِیِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَیْرَ اَنَّ یَزِیْدَ لَیْسَ فِیْ حَدِیْثِهٖ قَوْلُهٗ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ.

(۶۸۷۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح حدیث مبارکہ روایت کرتے ہیں لیکن اس حدیث میں زندگی اور موت کی آزمائشوں کا ذکر نہیں ہے۔

(۹۳۰) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَیْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ اَخْبَرَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ عَنْ سُلَیْمٰنَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ

ﷺ انَّهٗ تعوَّذَ مِنْ اَشْيَاءَ ذَكَرَهَا وَالْبُخْلِ.

(٦٨٧٥) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی چیز سے پناہ مانگی جس میں بخل کا بھی ذکر کیا۔

(٩٣١) حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ الْعَمِّيُّ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ الْاَعْوَرُ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

(٦٨٧٦) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دُعاؤں سے دُعاء مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے بخل، سستی، اَدھیڑ عمر، عذاب قبر اور زندگی وموت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

(٩٣٢) حَدَّثَنِيْ عَمْرُو النَّاقِدُ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِيْ سُمَيٌّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَمِنْ دَرْكِ الشَّقَاءِ وَمِنْ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَمِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ قَالَ عَمْرٌو فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ سُفْيَانُ اَشُكُّ اَنِّيْ زِدْتُّ وَاحِدَةً مِنْهَا.

(٦٨٧٧) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بُری تقدیر اور بدنصیبی کے پانے اور دشمنوں کے خوش ہونے اور سخت آزمائش سے پناہ مانگتے تھے۔

(٩٣٣) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوْبَ اَنَّ يَعْقُوْبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ بُسْرَ بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيْمٍ السُّلَمِيَّةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهٖ ذٰلِكَ.

(٦٨٧٨) حضرت خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس آدمی نے کسی جگہ پہنچ کر اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ''پس میں اللہ کے کلماتِ تامہ کے ساتھ ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں'' پڑھ لیا تو اُسے اُس جگہ سے چلنے تک کوئی بھی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔

(٩٣٤) وَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَ اَبُو الطَّاهِرِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ وَاللَّفْظُ لِهَارُوْنَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ وَاَخْبَرَنَا عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ اَنَّ يَزِيْدَ بْنَ اَبِيْ حَبِيْبٍ وَالْحَارِثَ بْنَ يَعْقُوْبَ حَدَّثَاهُ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ السُّلَمِيَّةِ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا نَزَلَ اَحَدُكُمْ مَنْزِلًا فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّهٗ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْهُ.

(٦٨٧٩) حضرت خولہ بنت حکیم سلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی کسی جگہ پہنچ کر اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کہتا ہے تو اُس جگہ سے روانہ ہونے

تک کوئی چیز اُسے نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

(۹۳۵) قَالَ يَعْقُوْبُ وَقَالَ الْقَعْقَاعُ ابْنُ حَكِيمٍ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ اَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ اَمْسَيْتَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ.

(۶۸۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے رات بچھو نے کاٹ لیا۔ آپ نے فرمایا: اگر تو شام کے وقت اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ پڑھ لیتا تو تمہیں یہ (بچھو) تکلیف نہ پہنچاتا۔

(۹۳۶) وَ حَدَّثَنِي عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ اَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي حَبِيْبٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ يَعْقُوْبَ اَنَّهُ ذَكَرَ لَهُ اَنَّ اَبَا صَالِحٍ مَوْلَى غَطَفَانَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَدَغَتْنِي عَقْرَبٌ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ وَهْبٍ.

(۶۸۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بچھو نے ڈس لیا۔ باقی حدیث مبارکہ ابن وہب کی طرح ہے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں۔ ان میں دعاؤں اور شرور سے پناہ کا ذکر ہے آپ ﷺ نے فتنہ قبر، عذاب قبر، فتنہ دجال سے پناہ اور غسل الخطایا بالماء و الثلج کی دعاء مانگی ہے۔ غنیٰ اور فقر سے بھی پناہ مانگی ہے کیونکہ یہ دونوں صورتیں ایسی ہیں جن میں فتنے کا اندیشہ رہتا ہے۔

ظفر آدمی نہ جانئے گا اسے جسے عیش میں یاد خدا نہ رہے طیش میں خوف خدا نہ رہے

فقر میں کم صبری اور حرام و مشتبہ میں پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور مالداری میں سرکشی، اسراف وبخل اور تکبر وفخر کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بڑھاپے سے مراد ارذل عمر ہے۔ جسمیں حافظہ وعقل کھو جاتی ہے حواس ساتھ نہیں دیتے بخل وجبن (بزدلی) سے پناہ اس لئے مانگی کہ آدمی انکی وجہ سے واجبات اور حقوق کی ادائیگی نہیں کر سکتا۔ یہ سب استعاذے امت کی (ہماری) تعلیم کیلئے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ تمام فتنوں، مصیبتوں، آفتوں سے پناہ مانگتے رہیں۔ اللهم انا نعوذبكم من شرور الدنيا والآخرة كلها. واعذنامن النار وادخلنا الجنة مع الابرار.

تنبیہ: آپ ﷺ کا فقر سے پناہ مانگنا اس لئے تھا کہ امت فتنہ میں نہ پڑ جائے كاد الفقران يكون كفرًا. ہوسکتا ہے کہ فقیری کفر پر مجبور کردے۔ ورنہ فقر کے تو بہت فضائل ہیں۔

حدیث اول: مغفرة من عندك یہ مبشر بالجنہ ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ پھر بھی یہ دعاء مانگ رہے ہیں۔

نکتہ: علامہ طیبیؒ شارح مشکوۃ کہتے ہیں کہ نکرہ لانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مغفرت عظیمہ اور وسیع بخشش مطلوب ہے جسکی مقدار نکرہ کی طرح معلوم نہ ہو۔ ابن دقیق العیدؒ کہتے ہیں کہ ایسی بخشش جو محض اللہ جل جلالہ کے فضل سے ہو ورنہ ہمارے عمل تو کیا

ہیں۔ وللہ در القائل .اس سے ثابت ہوا کہ اپنے معلم مرشد استاد و عالم سے دعائیں سیکھنی چاہئیں۔

حدیث ثالث: من شر فتنة المسيح الدجال دجل سے مشتق ہے بمعنی فریب دینا۔ جھوٹ بولنا، دجال فریب کار (مستحق نار) مسیح کی وجہ تسمیہ: مسح سے (۱) کیونکہ دجال ممسوح العین ہوگا (۲) مساحت سے کہ (حرمین شریفین کے سوا) ساری زمین کا چکر لگائے گا (۳) یہ بھی کہا گیا ہے کہ منہ کی ایک سمت بالکل لیپ کی ہوئی برابر ہوگی! ابرو نہ آنکھ۔

☆ عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ (۱) وہ مادرزاد اندھے، کوڑھی وغیرہ پر ہاتھ پھیرتے تو وہ بینا اور تندرست ہو جاتا (۲) انکے پاؤں میں گہرائی نہ تھی بلکہ مسیح القدم سیدھے قدم والے تھے (۳) صاف وشفاف ماں کے پیٹ سے تیل لگے ہوئے پیدا ہوئے (۴) یہ بھی اظہار اسلام کیلئے دنیا کا چکر کاٹیں گے (۵) زکریا علیہ السلام نے ہاتھ پھیرا تھا۔ مسیح عبرانی زبان میں اصل ماشیخا تھا معرب کیا تو مسیح ہوا۔ من المائم والمغرم. گناہ، قرض، اسکی وجہ (۱) آدمی کبھی تو ناجائز سودی یا فضول کاموں کیلئے قرض لیتا ہے۔ (۲) مقروض اکثر ٹال مٹول وعدہ خلافی، کذب بیانی بے جا بہانے جیسی کئی منکرات کا ارتکاب کرتا ہے اس لئے پناہ مانگی

حدیث رابع: من الكسل والعجز کسل! طبعی سستی کاہلی کہ جسکی وجہ سے آدمی عبادات اور ضروریات میں کوتاہی کرے رزق حلال کی تگ ودو نہ کرے۔ عجز کا معنی وہ حالت جو آدمی پر بیماری یا کسی خارجی اثر سے پیدا ہو جس کیوجہ سے کام نہ کر سکے۔

حدیث خامس: من فتنة المحيا و الممات . زندگی کا فتنہ تو مصائب خواہشات وفواحش ہیں زندگی کا سب سے بڑا فتنہ ایمان پر خاتمہ نہ ہونا ہے۔ موت کے فتنہ سے مراد موت کی تنگی یا عذاب قبر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حدیث عاشر: سمعت خولة بنت حكيم السلمية . مدینہ میں سب سے پہلے وفات پانے والے صحابی عثمان بن مظعونؓ کی بیوی ہیں نام خولہ کنیت ام شریک والد حکیم۔ رتبہ والی صالحہ عورت تھیں۔ اعوذ بكلمات الله التامات. کاملات کا معنی (۱) جن میں نقص وعیب نہیں (کلمات نافعہ وشافیہ (۳) کلمات سے مراد قرآن کریم ہے۔ (نوویؒ)

حدیث حادی عشر: لم تضرك . یہ دعاء پڑھ لیتا تو تجھے نقصان نہ دیتا۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ میں نے جس دن سے یہ حدیث سنی اور عمل کیا کبھی گزند نہیں پہنچا: ہاں اگر کبھی چھوڑ دوں تو وہ میرا قصور ہے علامہ ابیؒ کہتے ہیں کہ آدمی شام کے وقت پڑھ لے تو کافی ہے پھر گھر میں داخل ہوتے اور سوتے وقت لازمی نہیں۔ ☆ اگر لکھ کر لٹکا دیا جائے تو اس سے نفع کی امید ہے اگر چہ پڑھنے کے برابر نہیں۔ ابیؒ کہتے ہیں کہ ایک رات مجھے (بے ادب) بچھو نے ڈس لیا میں فکر مند ہوا لیکن پھر یاد آیا کہ میں نے دعاء نہ پڑھی تھی پھر میں نے اپنے آپ سے وہی کہا جو آنحضرت ﷺ نے اس رجل سے فرمایا۔ لو انك قلت حين امسيت لم يضرك اے ابی اگر شام کے وقت یہ جملہ کہہ لیتا تو بچھو تجھے نقصان نہ پہنچاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہتمام وعمل کی توفیق دے۔ آمین![1]

(۱۷۲) بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ النَّوْمِ

(۱۲۰۹) باب: سوتے وقت کی دُعا کے بیان میں

(۹۳۷) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَ رَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ وَاجْعَلْهُنَّ مِنْ آخِرِ كَلَامِكَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ وَاَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَرَدَّدْتُهُنَّ لِاَسْتَذْكِرَهُنَّ فَقُلْتُ آمَنْتُ بِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ.

(۶۸۸۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر جانے کا ارادہ کرو تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹو پھر اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ پڑھو۔ ''اے اللہ میں نے اپنا چہرہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنا معاملہ تیرے حوالہ کیا اور اپنی پیٹھ کو تیری پناہ میں دے دیا اور تیری طرف رغبت کی' تیرا خوف کھاتے ہوئے۔ کوئی پناہ یا نجات کی جگہ تیرے سوا نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے نازل کیا اور تیرے نبی (ﷺ) پر جسے تو نے بھیجا'' اور ان کلمات کو اپنا آخری کلام بناؤ۔ پس اگر تم اس رات میں فوت ہو گئے تو فطرت پر فوت ہوئے۔ میں نے کلمات کو یاد کرنے کی غرض سے دُہرایا تو میں نے اٰمَنْتُ بِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ کہہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: آمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ہی کہہ۔

(۹۳۸) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنًا عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ غَيْرَ اَنَّ مَنْصُوْرًا اَتَمُّ حَدِيْثًا وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ حُصَيْنٍ وَ اِنْ اَصْبَحَ اَصَابَ خَيْرًا.

(۶۸۸۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح حدیث مبارکہ روایت کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اگر صبح کرو گے تو خیر ہی پاؤ گے۔

(۹۳۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَبُوْ دَاوٗدَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ رَجُلًا اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ اَنْ يَقُوْلَ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَ رَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مَاتَ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ بَشَّارٍ فِيْ حَدِيْثِهِ مِنَ اللَّيْلِ.

(۶۸۸۴) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جب وہ اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو وہ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ پڑھے۔ ''اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور میں نے اپنے چہرے کو تیری طرف متوجہ کیا اور میں نے اپنی پشت تیری پناہ میں دی اور میں نے اپنا معاملہ رغبت اور خوف سے تیرے سپرد کیا۔ پناہ اور نجات کی جگہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے رسول پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے۔ پس اگر وہ آدمی مر گیا تو فطرت پر مرا اور ابن بشار نے اپنی حدیث میں رات کا ذکر نہیں کیا۔

(٩٤٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ يَا فُلَانُ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا.

(٦٨٨٥) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: اے فلاں! جب تو اپنے بستر کی طرف آئے۔ باقی حدیث عمرو بن مرہ کی طرح ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اور تیرے نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے۔ پس اگر تو اسی رات فوت ہو گیا تو فطرت پر تجھے موت واقع ہوگی اور اگر صبح کی تو بھلائی پائے گا۔

(٩٤١) حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ اَنَّهٗ سَمِعَ الْبَرَاءَ ابْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا.

(٦٨٨٦) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا۔ باقی حدیث اسی طرح ہے لیکن اس میں اگر تو نے صبح کی تو بھلائی پائے گا' مذکور نہیں۔

(٩٤٢) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ اَبِي مُوْسٰى عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَحْيَا وَ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَ اِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

(٦٨٨٧) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے سونے کی جگہ جاتے تو اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَحْيَا فرماتے۔ ''اے اللہ تیرے نام سے زندہ رہتا اور مرتا ہوں''۔ اور جب بیدار ہوتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا پڑھتے۔ یعنی: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو ہمارے مرنے کے بعد زندگی عطاء کی اور اُسی کی طرف اُٹھنا ہے''۔

(٩٤٣) حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَمَرَ رَجُلًا اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَ اَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَ مَحْيَاهَا اِنْ اَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَاِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا اَللّٰهُمَّ (اِنِّيْ) اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عُمَرَ فَقَالَ مِنْ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ابْنُ نَافِعٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ سَمِعْتُ.

(٦٨٨٨) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جب وہ اپنے بستر پر جائے تو اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَ اَنْتَ تَوَفَّاهَا پڑھے۔ ''اے اللہ تو نے میری جان پیدا کی تو تو ہی اسے موت دے گا۔ اس کی موت اور زندگی تیرے ہی لیے ہے۔ اگر تو اسے زندہ رکھے تو حفاظت فرما اور اگر تو اسے موت دے تو معاف فرما۔ اے اللہ! میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں۔'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے پوچھا: کیا آپ نے یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے سنی۔ تو انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

(٩٤٤) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ صَالِحٍ يَاْمُرُنَا اِذَا اَرَادَ اَحَدُنَا اَنْ يَنَامَ اَنْ يَضْطَجِعَ

عَلٰی شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبَّ الْاَرْضِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ وَكَانَ يَرْوِيْ ذٰلِكَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(٦٨٨٩) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے جب کوئی سونے کا ارادہ کرتا تو آپ اسے دائیں کروٹ پر لیٹنے اور یہ دُعا پڑھنے کا حکم فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ "اے اللہ آسمانوں کے ربّ اور زمین کے ربّ اور عرشِ عظیم کے ربّ ہمارے ربّ اور ہر چیز کے پروردگار۔ دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے تورات، انجیل اور فرقان کو نازل کرنے والے۔ میں ہر چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تو ہی اس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے۔ اے اللہ! تو ہی ایسا اوّل ہے جو تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور تو ہی آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہ ہوگی اور تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں اور تو ہی باطن ہے تیرے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ ہمارے قرض کو دُور کر دے اور ہمیں فقر سے مستغنی فرما۔"

(٩٤٥) وَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ ابْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُنَا اِذَا اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا اَنْ نَقُوْلَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَ قَالَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا.

(٦٨٩٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے جب ہم میں سے کوئی اپنے بستر پر جانے کا ارادہ کرے تو ہم اس طرح کہیں۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ہر جانور کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو اُس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے۔

(٩٤٦) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَتْ فَاطِمَةُ النَّبِيَّ ﷺ تَسْاَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ لَهَا قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ.

(٦٨٩١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خادم مانگنے کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ نے اُن سے فرمایا: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ بِمِثْلِ کہو۔ اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے پروردگار۔ باقی حدیث گزر چکی ہے۔

(٩٤٧) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُوْسَى الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهِ فَلْيَاْخُذْ دَاخِلَةَ اِزَارِهِ فَلْيَنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهُ وَلْيُسَمِّ اللّٰهَ فَاِنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا خَلَفَهُ بَعْدَهُ عَلٰى فِرَاشِهِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَضْطَجِعَ فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ وَلْيَقُلْ سُبْحَانَكَ رَبِّيْ بِكَ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهُ اِنْ

اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ.

(۶۸۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو چاہیے کہ اپنے تہبند کے اندرونی حصہ سے اپنے بستر کو جھاڑے اور بسم اللہ پڑھے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کونسا (جانور) اس کے بعد بستر پر اُس کا جانشین بنا تھا اور جب لیٹنے کا ارادہ کرے تو دائیں کروٹ پر لیٹے اور سُبْحَانَكَ رَبِّيْ بِكَ وَضَعْتُ پڑھے۔ ''اے اللہ میرے ربّ! تو پاک ہے۔ میں نے تیرے نام کے ساتھ اپنے پہلو کو رکھا اور تیرے نام کے ساتھ اسے اُٹھاتا ہوں۔ اگر تو میری جان کو روک لے تو اسے معاف فرما اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرما جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

(۹۴۸) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ ثُمَّ لِيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ فَاِنْ اَحْيَيْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا.

(۶۸۹۳) اِس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ اس میں یہ دُعاء ہے۔ پھر چاہیے کہ وہ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ کہے۔ ''اے میرے پروردگار! تیرے نام کے ساتھ میں اپنے پہلو کو رکھتا ہوں۔ اگر تو میری جان کو زندہ رکھے تو اس پر رحم فرما۔''

(۹۴۹) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا و سَقَانَا وَ كَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ.

(۶۸۹۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا و سَقَانَا پڑھتے۔ یعنی: ''تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانا دیا کیونکہ کتنے لوگ ہیں جن کی نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ ہی ٹھکانا دینے والا ہے۔''

احادیث کی تشریح: اس باب میں تیرہ حدیثیں ہیں ان میں سوتے وقت کی دعاؤں کا ذکر ہے۔

حدیث اول: فتوضا وضوك للصلوة. اذا اخذت مضجعك ای اذا اردتَ ان تضطجع. جب تو سونے کا ارادہ کرے۔ وضو کیلئے برائے ندب یہ حکم ہے۔ مستحب ہے کہ آدمی سونے سے پہلے طہارت ظاہری وضو کر لے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طہارت باطنی (قلب کی صفائی) کا بھی اہتمام کرے کہ بغض، کینہ، حسد وغیرہ سے دل کو صاف کر کے سوئے۔ کتنے ایسے سوئے کہ پھر قیامت کے دن بیدار ہونگے!!!! اس لئے آدمی پاک صاف ہو کر سوئے مجاہدؒ کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے مجھے فرمایا: لاتبيتن الا علی وضوء. فان الارواح تبعث کماقبضت عليه. بغیر وضو نہ سویا کر۔ روحیں اسی حال میں لوٹائی اور اٹھائی جائیں گی جس حالت پر قبض کی گئیں۔ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ. یہ بھی امر استحبابی ہے اور یہی سونا موافق سنت ہے۔ ابن جوزیؒ کہتے ہیں اطباء کا کہنا ہے کہ اس طرح سونے میں نظام ہضم درست رہتا ہے اور معدے کو اپنا کام کرنے میں صحیح موقع ملتا ہے ابتداء میں ایسے ہی سوئیں پھر بائیں کروٹ بدلیں یا جس طرح بھی سوئیں! ابتداء کا حکم یہی ہے۔ انی اسلمت وجهی الیك۔ اپنے آپ کو میں نے تیرے سپرد کیا، میں نے تیری ذات کی طرف قصد کیا، جتنے مسائل میری کمر پر ہیں، سب میں تجھ پر بھروسہ اور امید کرتا

ہوں اور ڈرتا بھی ہوں، سب تیرے حوالے، تیرے سوا کوئی چارہ نہیں، ٹھکانہ نہ بہانہ۔ رغبتورھبة. ای رغبةفی ثوابك و رھبة من عقابك . یہ الجات کا مفعول لہ ہیں۔ لاملجا...... ای لاملجأ منك الیٰ احد الا الیك. ولا منجا منك الا الیك.

ملجأ میں ہمزہ ہے اور باہم جمع ہونے اور مشاکلت کی وجہ سے منجا میں ہمزہ نہیں۔ مزید ان میں چند لغات ہیں۔ (۱) دونوں میں ہمزہ (۲) دونوں ہمزہ کے بغیر (۳) پہلا ہمزہ کے ساتھ دوسرا ہمزہ سے خالی (۴) دونوں کو ھمزہ اور تنوین کے ساتھ پڑھیں (۵) بلا تنوین قصر سے پڑھیں۔

فطرت کا معنی اور روایت بالمعنی کا حکم: وانت علی الفطرة یعنی دین فطرت، اسلام پر یا اصحاب الیمین کے طریقہ پر۔ قل آمنت بنبیك. آپ ﷺ نے فرمایا برسولک نہیں جو لفظ میں نے کہا وہی کہو: بنبیك۔ اس سے معلوم ہوا اذکار وادعیہ میں منقول شدہ الفاظ ہی مطلوب ہوتے ہیں روایت بالمعنی نہیں۔ روایت بالمعنی حاذق عالم کیلئے چند شرائط کے ساتھ درست ہے لیکن اذکار میں نہیں۔ ذکر واذکار میں ثواب منقولہ الفاظ پر ہوگا انکے معنی پر نہیں۔

حدیث سادس: اللّٰھم باسمك احیاء ...... اسکو نیند کے ساتھ اس لئے ذکر کیا کہ نیند موت کی بہن ہے۔ تیرے نام سے جیتا اور تیرے نام پر سوتا اور مرتا ہوں۔ بعد مااماتنا ای بعد النوم. الیه النشور. نشور قیام قیامت کے وقت اٹھنے کا نام ہے۔ یہ بھی اٹھتے ہی یاد دلایا تاکہ اب بیداری میں بیدار مغزی سے لگے اس کی تیاری میں۔

نکتہ: سونے اور اٹھنے دونوں دعاؤں کا حکم واہتمام اس لئے ہے کہ خاتمہ توحید پر نئے دن کیلئے اٹھنا بھی توحید پر۔

حدیث ثامن: انت الآخر. ای الباقی بصفات العلم والقدرةوغیرھما. یعنی علم وقدرت ودیگر جملہ صفات کے ساتھ قائم ودائم ہے انت الظاھر ای الغالب والقاھر. انت الباطن پوشیدہ وعلانیہ پر واقف۔ محتجب عن الخلق مخلوق کی آنکھوں سے اوجھل یؤمنون بالغیب. وہ بن دیکھے ایمان لاتے ہیں اقض عنا الدین حقوق اللہ اور حقوق العباد سب مراد ہیں۔ نوویؒ۔ اغننا من الفقر. ای فتنةفقر المال.

حدیث حادی عشر: فلیاخذ داخلة ازاره فلینفض بھا فراشه . داخلہ ازار کا معنی تہہ بند کا وہ حصہ جو جسم سے ملا ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں اسکی بجائے۔ صنفةازاره کا لفظ ہے بمعنی چادر کا لپیٹا اور اکٹھا کیا ہوا وہ حصہ جو (ہمیانی نما) کر کے تحتانی حصہ میں چادر کو روکنے کیلئے گرہ کی طرح لپیٹا جاتا ہے صنفة کا لفظی معنی کپڑے کا کنارہ۔

داخل ازار سے بستر جھاڑنے کا طریقہ اور حکمت: اس سے بستر صاف کرنے اور جھاڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ چادر کے دو کنارے کمر (معقد الازار) سے لپٹے ہوئے ہوتے ہیں ان میں سے ایک کو کھول کر بستر جھاڑیں یہ ھدبة الثوب کی طرح ہوتا ہے اور ایک کنارہ ہٹانے یا کھولنے سے چادر اپنی حالت میں رہتی ہے۔ اس میں کشف عورت کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہ اسوقت ممکن ہوتا ہے جب چادر گول سلی ہوئی نہ ہو کیونکہ سلی ہوئی چادر کے کونے اتنے طویل نہیں ہوتے کہ جس سے بستر جھاڑ سکیں۔ ان سطور سے واضح ہو گیا کہ داخلة الازار، صنفة الازار سے بستر جھاڑا جاسکتا ہے یہ غیر مدرک بالقیاس نہیں۔ جیسے قرطبیؒ اسی طرف مائل ہوئے

ہیں۔ بستر جھاڑنے کی حکمت بیان کردی گئی ہے کہ کوئی بھی موذی چیز کیڑے مکوڑے سانپ، بچھو وغیرہ فراش کی چادر، تکیہ وغیرہ میں چھپا ہوسکتا ہے اور ظاہر ہے اسوقت چراغ اور بلب روشنی کیلئے نہ تھے جھاڑنے سے حفاظت ہوگی۔ علامہ ابیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مقصود بستر کے صاف ہونے کا یقین حاصل کرنا ہے جو جھاڑنے اور روشنی میں دیکھ لینے سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ یعنی اگر آدمی روشنی میں دیکھ لے تو جھاڑنا لازم نہ رہیگا۔ کیونکہ مضرت سے بچنے کا مقصد حاصل ہو چکا۔

☆ راقم یہ عرض کرتا ہے بستر کے صاف ہونے کے یقین کے باوجود ادائے سنت محبوب کیلئے جھاڑنے کو بھی ترک نہ کیا جائے بھلے ہلکہ سا ہاتھ سے ہی کیوں نہ ہو۔ کپڑے سے جھاڑنے کے حکم میں حکمت یہ ہے کہ ہاتھ کو گزند پہنچنے کا اندیشہ ہوسکتا ہے کہ ہاتھ پہنچتے ہی کوئی چیز ڈس لے اس لئے کپڑے سے جھاڑنے کا حکم دیا ہے۔

حدیث ثالث عشر: لاکافی له ولا مُؤوِیَ. ای لاراحم له ولا عاطف علیه. اس کے لئے شفیق نہ اس پر نرمی کرنے والا۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ لاوطن ولا مسکن. جائے پیدائش نہ مقام رہائش۔ ایک احتمال یہ ذکر کیا گیا ہے کہ کتنے سارے ایسے جاہل واجڈ ہیں کہ انکو پتہ ہی نہیں! کھلاتا کون ہے، پلاتا کون ہے، ٹھکانہ کون دیتا ہے، کوئی پتہ نہیں۔[1]

(۱۷۳) بَابٌ فِی الْاَدْعِیَةِ

(۱۲۱۰) باب: دُعاؤں کے بیان میں

(۹۵۰) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیَی وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَاللَّفْظُ لِیَحْیٰی اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ الْاَشْجَعِیِّ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ بِهِ اللّٰهَ قَالَتْ كَانَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَ مِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ.

(۶۸۹۵) حضرت فروہ بن نوفل اشجعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے دُعاؤں کے مانگنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”اے اللہ! میں تجھ سے اپنے کیے ہوئے عمل اور نہ کیے ہوئے عمل کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔“

(۹۵۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَبُوْ كُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ هِلَالٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ دُعَاءٍ كَانَ یَدْعُوْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ.

(۶۸۹۶) حضرت فروہ بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء کے بارے میں سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا دُعاء مانگتے تھے۔ تو انہوں نے کہا: آپ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ یہ دُعاء مانگا کرتے تھے۔

---

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(٩٥٢) حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ یَعْنِی ابْنَ جَعْفَرٍ کِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَیْنٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ.

(٦٨٩٧) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ محمد بن جعفر کی حدیث میں مِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ کے الفاظ بھی مروی ہیں۔

(٩٥٣) وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِیْ لُبَابَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ یَسَافٍ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَائِهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَشَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ.

(٦٨٩٨) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دُعاء میں: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ دُعاء مانگا کرتے تھے۔

(٩٥٤) حَدَّثَنِیْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ حَدَّثَنِی ابْنُ بُرَیْدَةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ یَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْكَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ.

(٦٨٩٩) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعاء: اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ مانگا کرتے تھے۔ ''اے اللہ! میں نے تیری فرمانبرداری کی اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری ہی مدد سے جہاد کیا۔ اے اللہ! میں تیری عزت کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں کہ تو مجھے گمراہ کردے۔ تو زندہ ہے جسے موت نہیں اور جن وانس سب مرجائیں گے۔''

(٩٥٥) حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ سُهَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا کَانَ فِیْ سَفَرٍ وَاَسْحَرَ یَقُوْلُ سَمَّعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَ حُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَیْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَیْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.

(٦٩٠٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر میں صبح کرتے تو فرماتے: سَمَّعَ سَامِعٌ ''سننے والے نے اللہ کی تعریف کی اور اس کی ہم پر آزمائش کے حسن کو سن لیا۔ اے ہمارے ربّ ہمارے ساتھ رہ اور ہم پر فضل فرما' اس حال میں کہ ہم جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

(٩٥٦) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ

وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

(۶۹۰۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کلمات سے دُعاء مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ ''اے اللہ! میری خطاؤں' میری نادانی اور میرے معاملہ' میری زیادتی کو اور جو مجھ سے تو جانتا ہے کو معاف فرما۔ اے اللہ! جو کام میں نے سنجیدگی سے کیے اور جو مذاق سے سرانجام دیئے جو بھول کر اور جو جان بوجھ کر اور ہر وہ عمل جو میرے نزدیک (گناہ ہے) معاف فرما۔ اے اللہ! میرے پہلے والے عمل اور بعد والے جو پوشیدہ اور ظاہر عمل کیے اور جن اعمال کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف فرما۔ تو ہی آگے کرنے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا اور تو ہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے''۔

(۹۵۷) وَ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۹۰۲) اِس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

(۹۵۸) حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ دِيْنَارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ قَطَنٍ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ الْقُطَعِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنَ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيْ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ.

(۶۹۰۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعاء: اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ پڑھتے تھے۔ ''اے اللہ! میرے دین کو درست فرما جو میرے معاملات کا محافظ ہے اور میری دُنیا کو درست فرما جس میں میرا لوٹنا ہے اور میری زندگی کو ہر بھلائی میں میرے لیے زیادتی کا باعث بنادے اور موت کو میرے لیے ہر شر سے راحت بنادے۔''

(۹۵۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى.

(۶۹۰۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى دُعا فرماتے تھے۔ ''اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت' تقویٰ' پاکدامنی اور غنا مانگتا ہوں۔''

(۹۶۰) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ ابْنَ الْمُثَنّٰى قَالَ فِيْ رِوَايَتِهٖ وَالْعِفَّةَ.

(۶۹۰۵) اِس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن اس میں عَفَاف کی بجائے عِفَّت کا لفظ ہے۔ معنی ایک ہی ہے۔

(۹۶۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ وَعَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِلَّا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِىْ تَقْوَاهَا وَ زَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَ مَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَ مِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا.

(٦٩٠٦) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَ مِنْ قَلْبٍ ''اے اللہ! میں تجھ سے عاجز ہونے اور سستی اور بزدلی اور بخل اور بڑھاپے اور عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطاء کر اور اسے پاکیزہ بنا۔ آپ ہی پاکیزہ بنانے والوں میں سے بہتر ہیں اور تو ہی کارساز اور مولیٰ ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع دینے والا نہ ہو اور ایسے دِل سے جو ڈرنے والا نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر ہونے والا نہ ہو اور ایسی دُعاء سے جو قبول ہونے والی نہ ہو''۔

(٩٦٢) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ النَّخَعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمْسٰى قَالَ اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ (لِلّٰهِ) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ قَالَ الْحَسَنُ فَحَدَّثَنِى الزُّبَيْدُ اَنَّهُ حَفِظَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِىْ هٰذَا لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَ شَرِّ مَا بَعْدَهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِى النَّارِ وَ عَذَابٍ فِى الْقَبْرِ.

(٦٩٠٧) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شام کے وقت یہ دُعاء پڑھا کرتے تھے اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ (لِلّٰهِ) ''ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی اور ساری تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔'' حضرت ابراہیم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''اُسی کے لیے بادشاہت ہے اور اُسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس رات کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس رات کے شر سے اور اس کے بعد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سستی اور بڑھاپے کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے جہنم میں عذاب سے اور عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔''

(٩٦٣) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ نَبِىُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمْسٰى قَالَ اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ قَالَ اُرَاهُ قَالَ فِيْهِنَّ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِىْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَ خَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا

فِیْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَ شَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَ عَذَابٍ فِی الْقَبْرِ وَ اِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ.

(٦٩٠٨) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ شام کے وقت یہ دُعاء مانگا کرتے تھے اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ ہم نے شام کی اور اللہ کی بادشاہت نے شام کی اور تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اُس کا کوئی شریک نہیں۔'' راوی کا خیال ہے کہ آپ یہ کلمات بھی ادا فرماتے تھے: ''ملک اُسی کے لیے ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے میرے ربّ میں تجھ سے اس رات کی بھلائی اور اس کے بعد کی بھلائی مانگتا ہوں اور میں تجھ سے اس رات کے شر سے اور اس کے بعد آنے والے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے ربّ! میں تجھ سے سستی اور بڑھاپے کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے ربّ! میں تجھ سے جہنم میں عذاب سے اور قبر میں عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور جب صبح کرتے تو بھی اسی طرح فرماتے ہم نے صبح کی اور اللہ کی بادشاہت نے صبح کی۔

(٩٦٤) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَمْسٰى قَالَ اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِیْ فِيْهِ زُبَيْدٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَفَعَهٗ اَنَّهٗ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ.

(٦٩٠٩) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شام کرتے تو یہ دُعاء فرماتے تھے: ''ہم نے شام کی اور اللہ کی بادشاہت نے شام کی اور تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے' اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس رات کی بھلائی اور جو بھلائی اِس رات میں ہے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے اس رات کی برائی اور جو برائی اس میں ہے اس پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سستی' بڑھاپے اور بڑھاپے کی بُرائی اور دنیا کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ ایک مرفوع روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے' اُس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اُسی کے لیے ہے اور اسی کے لیے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(٩٦٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ غَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَهٗ.

(٦٩١٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے یہ دُعاء فرماتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے۔ جس نے اپنے لشکر کو غلبہ عطاء فرمایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا لشکر کو مغلوب کیا اور اس کے بعد کوئی

چیز نہیں۔

(۶۶۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ وَاذْكُرْ بِالْهُدٰى هِدَايَتَكَ الطَّرِيْقَ وَالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ.

(۶۹۱۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: یہ دُعاء مانگا کرو: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ ''اے اللہ! مجھے ہدایت عطاء فرما اور سیدھا رکھ اور ہدایت کے وقت اپنے راستہ کی ہداتی اور سیدھے کرنے کی دُعا کے وقت تیر کے سیدھا ہونے کو پیش نظر رکھو۔''

(۶۶۷) وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ اِدْرِيْسَ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالسَّدَادَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

(۶۹۱۲) اس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور سیدھے (راستے کا) سوال کرتا ہوں دُعاء مانگا کرو۔ باقی حدیث اسی طرح ہے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں اٹھارہ حدیثیں ہیں۔ ان میں متفرق دعاؤں کا ذکر ہے۔

حدیث اول: من شر ماعملت و مالم اعمل. (۱) یعنی ایسا عمل کہ ظاہراً میں نے اس کو عمل خیر سمجھا اور حقیقتاً وہ شر ہو (۲) وہ عمل جو سھواً ابلا قصد ہو (۳) یہ امت کو تعلیم دینے کیلئے تھا کہ جو اعمال کر چکے ان کے شر اور سزا سے پناہ مانگیں اور جو نہیں کئے کوتاہی کی حالانکہ کرنا لازم تھا اس پر گرفت سے پناہ مانگیں (۴) استغفار کی طرح یہ دعاء بھی ترقی درجات کیلئے ہو۔ کیونکہ نبی ﷺ سے تو ذنب واقع نہیں ہو سکتا اس لئے مذکورہ بالا جوابات و احتمالات ذکر کئے گئے ہیں۔

حدیث خامس: والجن والانس یموتون. بعض نے اس جملہ سے استدلال اور حجت پکڑی ہے کہ فرشتوں پر موت نہ آئیگی حالانکہ اس میں کوئی دلیل نہیں اس میں تو صرف جنوں اور انسانوں کی موت کا ذکر ہے حصر اور ماعدا کی نفی مقصود نہیں۔ اور سب پر فنا دیگر قطعی دلائل سے ثابت شدہ اور مسلّم ہے۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (قصص ۸۸) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (رحمٰن ۲۶۔۲۷)

الا کل شیء ماخلا اللہ باطل   و کل نعیم لا محالۃ زائل.

☆ اس کا جواب یوں بھی دیا گیا ہے کہ جنوں کے ذکر میں ملائکہ موجود ہیں۔ کیونکہ جنوں اور فرشتوں کے درمیان مستور و پوشیدہ ہونا اور لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہونا قدر مشترک ہے جن نظر آتے ہیں نہ فرشتے تو نظر آنے والے انسانوں اور نہ نظر آنیوالے جن و ملائکہ کو ایک جملہ میں ذکر کیا گیا۔

حدیث سادس: اذا کان فی سفر وَاَسْحَرَ. (۱) سفر میں سحری کے وقت صبح صادق سے پہلے جب بیدار ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے (۲) رات کو سفر کرتے کرتے سحری کے وقت جب صبح صادق سے پہلے ٹھہرتے تو یہ دعاء پڑھتے۔ سَمِعَ سَامِعٌ. (۱) سننے

والے نے ہماری دعاؤں کو سن لیا (۲) سَمَّعَ تشدید کے ساتھ میری آواز نہ سننے والے قافلے کے بعید ساتھیوں کو قریب سننے والا سنادے اور آواز پہنچادے۔ وحسن بلاۂ. لفظ بلاء اضداد میں سے ہے منحة (عطاء) اور محنة (ابتلاء) دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں عطاء کے معنی میں ہے قرینہ اسکا لفظ حسن ہے۔ یہ اسکے معنی میں فرق کرنے اور ایک معنی متعین کرنے کیلئے اسکے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اور بلاء امتحان کا حاصل بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکر اور کبھی لیکر آزماتے ہیں۔ اسکا لفظی معنی آزمائش (عطاء وابتلاء) دونوں معنوں کیلئے آتا ہے۔ یا اللہ تو ہمارا معاون ومصاحب بن جا اور حفاظت فرما۔ اس دعاء کا ذکر اگرچہ سفر وسحر کے ساتھ ہے لیکن اس میں گنجائش (بلکہ بہتر) ہے کہ آدمی حفاظت وپناہ کیلئے کسی وقت بھی یہ دعائیں پڑھ سکتا ہے۔

حدیث سابع: کان یدعو بھذا الدعاء. اس کا محل ذکر نہیں کیا گیا کہ یہ دعاء کس وقت پڑھتے تھے۔ ابن عباسؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا آخری حصہ نماز میں سلام سے پہلے پڑھتے تھے۔ ابن حبان کی روایت میں آتا ہے نماز سے فراغت کے بعد پڑھتے تھے۔ والتعمیم اولیٰ.

سوال! وکل ذالك عندی میں ان چیزوں کی نسبت آپ ﷺ نے اپنی طرف کیسے فرمائی؟

جواب! (۱) نوویؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ تواضعاً فرمایا۔ (۲) سھو پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے (۳) آپ ﷺ نے کمال عبدیت وخشیت کی وجہ سے یہ فرمایا ورنہ انبیاء تو معصوم ہیں۔ انت المقدم وانت المؤخر. تو ہی احکام وعبادات میں تقدیم وتاخیر کرنیوالی ذات ہے۔ اسی طرح جس کو چاہتا ہے توفیق اطاعت دیتا ہے کہ وہ اعمال میں آگے بڑھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عبادت سے پیچھے کرلیتا ہے۔ آگے بعض احادیث میں نصرت، حفاظت، عصمت، توفیق، اطاعت، عنایت اور ہدایت کا ذکر ہے۔[1]

(۱۷۴) بَابُ التَّسْبِيْحِ اَوَّلَ النَّهَارِ وَعِنْدَ النَّوْمِ

(۱۲۱۱) باب: صبح اور سوتے وقت کی تسبیح کے بیان میں

(۹۶۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ عَمْرُو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِیْ عُمَرَ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى آلِ طَلْحَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنْ جُوَيْرِيَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِیَ فِیْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَ هِیَ جَالِسَةٌ فَقَالَ مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِیْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَ رِضَا نَفْسِهٖ وَ زِنَةَ عَرْشِهٖ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

(۶۹۱۳) حضرت جویریہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت ہی نماز ادا کرنے کے بعد اُن کے پاس سے چلے گئے اور وہ اپنی جائے نماز پر ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھر دن چڑھے آپ واپس تشریف لائے تو وہ (جویریہ ؓ) وہیں بیٹھی ہوئی

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

تھیں۔ آپ نے فرمایا: جس وقت سے میں تمہارے پاس سے گیا ہوں تم اسی طرح بیٹھی ہوئی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تیرے بعد ایسے چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں کہ اگر تیرے آج کے وظیفہ کو ان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہوگا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ 'اللہ کی تعریف اور اُسی کی پاکی ہے۔ اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اُس کی رضا اور اُس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔''

(۹۶۹) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَاِسْحٰقُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ رِشْدِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ جُوَيْرِيَةَ قَالَتْ مَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ صَلَّى الْغَدَاةَ اَوْ بَعْدَ مَا صَلَّى الْغَدَاةَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

(۶۹۱۴) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے وقت یا نمازِ فجر کے بعد ان کے پاس سے گزرے پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث روایت کی لیکن اس میں دُعاء کے الفاظ اس طرح ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ اللہ کی پاکی اُس کی مخلوق کی تعداد کے برابر' اللہ کی پاکی اُس کی رضاء کے برابر' اللہ کی پاکی اُس کے عرش کے وزن کے برابر' اللہ کی پاکی اُس کے کلمات کی سیاہی کے برابر (بیان کرتا ہوں)۔''

(۹۷۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اشْتَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنَ الرَّحٰى فِیْ يَدِهَا وَاَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْیٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ وَلَقِيَتْ عَائِشَةَ فَاَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِمَجِیْءِ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اِلَيْهَا فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهٖ عَلٰى صَدْرِیْ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا اَنْ تُكَبِّرَا اللّٰهَ اَرْبَعًا وَ ثَلَاثِيْنَ وَ تُسَبِّحَاهُ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ وَ تَحْمَدَاهُ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

(۶۹۱۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں نشانات پڑ جانے کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی (غلام) تھے۔ وہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن آپ سے ملاقات نہ ہوسکی اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں (اپنے آنے کی) خبر دی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے کی خبر دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم اپنے بستروں پر پہنچ چکے تھے۔ ہم نے اُٹھنا شروع کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جگہ پر ہی رہو۔ پھر آپ ہمارے درمیان

(میرے اور علی رضی اللہ عنہ کے) بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے اپنے میں آپ کے قدموں کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے سوال سے بہتر چیز کی تعلیم نہ دوں؟ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو چونتیس بار اللہ اکبر' تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہہ لیا کرو تو یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

(۹۷۱) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِیْ حَدِيْثِ مُعَاذٍ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا مِنَ اللَّيْلِ.

(۶۹۱۶) اِس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے البتہ اِس سند میں ہے: جب تم دونوں رات کے وقت اپنے بستروں پر جاؤ۔

(۹۷۲) وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ يَزِيْدَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَ عُبَيْدُ بْنُ يَعِيْشَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيْثِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى وَزَادَ فِی الْحَدِيْثِ قَالَ عَلِیٌّ مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ قِيْلَ لَهُ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ قَالَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ وَفِیْ حَدِيْثِ عَطَاءٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى قَالَ قُلْتُ لَهُ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ.

(۶۹۱۷) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ میں نے جب سے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے میں نے ان کلمات کو نہیں چھوڑا۔ آپؓ سے عرض کیا گیا آپؓ نے صفین کی رات میں بھی انہیں نہیں چھوڑا؟ فرمایا: صفین کی رات میں بھی نہ چھوڑا۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا: میں نے آپ سے کہا: صفین کی رات کو بھی نہیں؟

(۹۷۳) حَدَّثَنِیْ اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ الْعَيْشِیُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ (يَعْنِیْ) ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَ هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ تَسْاَلُهُ خَادِمًا وَ شَكَتِ الْعَمَلَ فَقَالَ مَا اَلْفَيْتِيْهِ عِنْدَنَا قَالَ اَلَا اَدُلُّكِ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِيْنَ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ وَ تَحْمَدِيْنَ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثِيْنَ وَ تُكَبِّرِيْنَ اَرْبَعًا وَ ثَلَاثِيْنَ حِيْنَ تَاْخُذِيْنَ مَضْجَعَكِ.

(۶۹۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خادم مانگنے اور کام کی شکایت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا: تمہیں خادم تو ہمارے پاس سے نہیں ملے گا (البتہ) ایک عمل میں تمہیں بتائے دیتا ہوں جو تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ تم جب بستر پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ' تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو۔

(۹۷۴) وَحَدَّثَنِيْهِ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۹۱۹) اِس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں سات حدیثیں ہیں۔ ان میں صبح و شام کی دعاؤں کا ذکر ہے۔

حدیث اول: وهی فی مسجد ها. ای مسجد البیت . اس سے مراد مینار والی مسجد نہیں کہ عورتیں وہاں جائیں بلکہ اس سے

مقصود گھر میں وہ جگہ ہے جہاں وہ نماز پڑھتی تھیں۔اس سے واضح ہوا کہ انہوں نے فجر کی نماز گھر میں نماز کیلئے متعین ومخصوص جگہ پر پڑھی اور ذکر وعبادت اور تلاوت واذٔ عیہ میں مصروف تھیں۔ ایسا کرنے سے اگرچہ اس جگہ پر مسجد کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔صرف جائے سجدہ اور نماز کی وجہ سے مسجد فرمایا۔مرد بھی اسی جگہ سنتیں نفل وغیرہ پڑھ لیا کریں تا کہ گھر میں عبادت کا ماحول ہو۔ہمیں چاہیے کہ گھر میں ایسی مخصوص جگہ ضرور متعین کریں جسمیں نماز، تلاوت اور ذکر وغیرہ سب اعمال کرسکیں۔آج ہم گھر کے نقشے میں پتہ نہیں کیا کیا طے کرتے ہیں پھر اسکے مطابق کتنے سارے اخرجات برداشت کر کے تیار کرواتے ہیں ہمیں چاہیے کہ خرافات وسیئات کے بجائے گھر کا نقشہ ضروریات اور عبادات کے اعتبار سے بنوائیں تا کہ سب گھر والوں کو نماز کی عادت ہو۔مصلی خالی دیکھ کر کوئی تو نماز کیلئے ہمت کریگی پھر دیکھا دیکھی سب ہی اہتمام کرنے لگیں گی پھر یہی عادت عبادت بن جائیگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

وہ ریا جس پر عابد تھے طعنہ زن　　پہلے عادت پھر عبادت ہوگئی۔

گھروں میں برکت، الفت، شفقت، محبت، نزولِ رحمت، عطاءِ نعمت انہیں اعمال سے ہوگی نہ صرف مال سے ان اعمال کا اہتمام کریں کسی بھی نیکی اور عمل صالح کو حقیر نہ سمجھیں فلاح وبہبود انہیں میں ہے۔ صحابہؓ کے گھر انہی اعمال سے آباد تھے

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تو نے　　وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

زینوا اماکنکم بالصلوة والقرآن ۔ اپنے گھروں کو نماز اور قرآن سے مزین کرو۔ایک وہ دن تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں اشعری قبیلہ کے گھروں کو باوجود تاریکی وعدم معرفت کے تلاوت قرآن سے پہچان لیتا ہوں۔اور آج ہم ہیں کہ ہمارے گھروں اور محلوں سے شیطان کی آواز آتی ہے اور قرآن برکت کیلئے صرف غلاف میں؟

رسول اللہ کا فرمان اور قرآن کی فغاں: وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا. (فرقان ۳۰)

اور قیامت کے روز رسول ﷺ فرمائیں گے:

اے پروردگار میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا۔قرآن کے بغیر زندگی ادھوری ہے۔

گر تو مے خواہی مسلمان زیستن　　نیست ممکن جز بقرآن زیستن
اگر تو چاہتا ہے کہ ہو مسلمان　　ممکن نہیں یہ سوئے قرآن
طاقوں میں سجایا جاتا ہوں آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں　　تعویذ بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر وریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے　　پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جب قول قسم لینے کیلئے تکرار کی نوبت آتی ہے　　پھر میری ضرورت ہوتی ہے ہاتھوں میں اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں　　کہنے کو میں اک اک محفل میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے قانون پہ راضی غیروں کے　　یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں میرا ذکر نہیں کس عرس میں میری دھوم نہیں　　پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے قرآن سے جوڑ دیں (آمین)

ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی عبادت کی جگہ میں تھیں کہ آنحضرت ﷺ مسجد کی مصروفیات تعلیم وترغیب اورتربیت کے بعد تشریف لائے۔ تو یہ کلمات آپ ﷺ نے انہیں تعلیم فرمائے۔

زیادتی اجر اور وافر ثواب کی وجہ: (۱) یہ کلمات جامع ہیں (۲) عبادات واذکار پر اجر کا مرتب ہونا مدرک بالقیاس (عقل سے سمجھ آنے والی بات) نہیں بلکہ فضل سے ملنے والی چیز ہے اس لئے اسکی عقلی وجہ اور علت وحکمت بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ. (الجمعۃ ۴)

حدیث ثالث: اشتكت ماتلقى من الرحى فى يدها. سیدہ فاطمہؓ کے چکی پیسنے اور گھر کا کام کرنے کی وجہ سے جو آبلے اور ہاتھوں میں نشان سے پڑ گئے تھے۔ چکی چلانے سے ہاتھ میں نشانات، پانی کی مشک اٹھانے سے سینے پر نشان، جھاڑو دینے سے کپڑے میلے اور آگ جلانے سے دھویں کی تکلیف...... ان تکالیف کی وجہ سے جگر گوشۂ رسول ﷺ نے یہ کہا کہ کوئی خادم مل جائے۔ آپ ﷺ نے عمل کی ترغیب دی اور تسبیح پڑھنے کا حکم فرمایا کہ امت کو تعلیم ہو جائے کہ اعمال میں وہ قوت ہے جو مال میں نہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی لخت جگر کو تسبیحات بتائیں تاکہ دنیا وآخرت میں ثواب پائے کیونکہ آخرت کی تیاری اور فکر دنیاوی اشیاء پر مقدم ہے۔ اور غلام اہل الصفہ ودیگر حاجت مندوں میں تقسیم فرمادیئے۔ (۱) آنحضرت ﷺ کے گھر میں کوئی مستقل خادم ونوکر نہ تھا اس لئے بیٹی کیلئے آپ ﷺ نے وہی پسند کیا جو اپنے لئے۔ (۲) یہ غلام آپ ﷺ کی ملک میں نہ تھے بلکہ غنیمت کے تھے جو غازیوں کے حصے کے تھے اور آپ ﷺ نے انہیں تقسیم فرمایا اور مال کا خمس حصہ اصحاب الصفہ وغیرہ کو دے دیا۔ (۳) آنحضرت ﷺ نے دنیا وآخرت میں سے اعمال کو ترجیح دی جن کا آخرت میں نفع ہے ان تسبیحات کو تسبیح فاطمی کا لقب دیا جاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے انہیں تعلیم فرمائی تھیں۔ انکے ساتھ مزید یہ دعاء بھی ملتی ہے اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ اَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ. یہ دعاء باب الدعاء عند النوم میں بھی گذر چکی ہے۔[1]

(۱۷۵) بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَآءِ عِنْدَ صِيَاحِ الدِّيْكِ

(۱۲۱۲) باب: مرغ کی اذان کے وقت دُعا کے استحباب کے بیان میں

(۹۷۵) حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْاَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَاَتْ مَلَكًا وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهَا رَاَتْ شَيْطَانًا.

(۶۹۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ سے اُس کے فضل کا سوال

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

کیا کرو کیونکہ وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی ہینگ (آواز) سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں ایک حدیث ہے اس میں مرغ کی آواز کے وقت دعاء مانگنے کا ذکر ہے۔

اَلدِّیَکَۃُ. یہ دِیْکٌ کی جمع ہے۔ دیک کی جمع قلت ادیاک (بروزن افعال) اور کثرت دُیُوْکٌ (بروزن فعول) آتی ہیں۔ ابن سیدہؒ کہتے ہیں کہ دیک دجاجۃ کے مذکر کو کہا جاتا ہے۔ دیک مذکر (مرغ) کیلئے خاص ہے۔ اور دجاجۃ نر مادہ دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ فانها رأت ملکا. اللہ تعالیٰ نے مرغ میں یہ قوت ادراک رکھی ہے کہ فرشتے کی آمد کو جان لیتا ہے۔ قاضیؒ کہتے ہیں ہمیں دعاء کا حکم اس لئے دیا کہ فرشتہ آمین کہے اور دعاء کرنے والے کیلئے استغفار کرے اور گواہی دے۔ نوویؒ کہتے ہیں اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ صالحین ومخلصین کی آمد پر اللہ تعالیٰ سے دعاء کی جائے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ لَا تَسُبُّوْا الدِّیْکَ فَاِنَّہٗ یُوْقِظُکُمْ لِلصَّلٰوۃِ. (مشکوٰۃ ۳۶۱) لَا تَسُبُّوْ الدِّیْکَ فَاِنَّہٗ یَدْعُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ۔ ابن حبانؒ (از تکملہ) مرغ کو گالی مت دو وہ تمہیں نماز کیلئے جگاتا اور بلاتا ہے۔ ☆ سلیمان علیہ السلام سے پوچھا گیا مرغ کیا کہتا ہے کیونکہ ان کو پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی تھیں۔ جواب دیا! مرغ کہتا ہے: اُذْکُرُوْ اللّٰہَ یَا غَافِلِیْنَ. اے غفلت میں ڈوبے ہوئے اللہ کو یاد کرو (خازن ج ۳ ص ۴۰۴)۔

واذا سمعتم نهيق الحمار حمار کی آواز کو انکر الاصوات (قبیح تر آواز) کہا گیا ہے۔ اس سے پناہ شیطان کو دیکھنے کی وجہ سے ہے۔

کیا گدھا رکھ سکتے ہیں؟ علامہ ابیؒ شارح مسلم صاحب اکمال کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ گدھے کی کمائی مرجوح ہے کیونکہ اس کمانے کیلئے گدھا پالنا اور گھر میں باندھنا پڑے گا۔ جب گدھے نے آواز نکالی تو پتہ چلا گھر میں شیطان داخل ہوا ہے اسکا جواب دیا جاتا ہے کہ حمار کی کمائی مرجوح نہیں درست بلکہ راجح ہے اس لئے کہ گدھا نہ ہونے کی وجہ سے شیطان کے آنے جانے کا پتہ بھی نہ چلے گا اس طرح شیطان کے آنے کا پتہ چلیگا تو استغفار وتعوذ کی ہمت ہوگی۔ اس لئے گدھا رکھنا منع نہیں۔ آپ ﷺ نے ایک دراز گوش پر سواری کی جسکا نام یعفور تھا۔[1]

(۱۷۶) بَابُ دُعَآءِ الْکَرْبِ

(۱۲۱۳) باب: مصیبت کے وقت کی دُعا کے بیان میں

(۹۷۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ وَعُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعِیْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ سَعِیْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ ھِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْکَرْبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ.

(۶۹۲۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ مصیبت کے وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ''عظمت والے اور بُردباری والے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ عرشِ عظیم کے پروردگار اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ آسمانوں کے ربّ، زمین کے ربّ اور عزت والے عرش کے ربّ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔'' پڑھتے۔

---

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۹۷۷) وَ حَدَّثَنَاهُ اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ حَدِيْثُ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ اَتَمُّ.

(۶۹۲۲) یہ حدیث اِس سند سے بھی مروی ہے۔

(۹۷۸) وَ حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِي عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَا الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيَّ حَدَّثَهُمْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ بِهِنَّ وَ يَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

(۶۹۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کے وقت ان کلمات کے ساتھ دُعاء فرمایا کرتے تھے جو اوپر مذکور ہوئے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی روایت میں آسمانوں اور زمین کے رب مذکور ہے۔

(۹۷۹) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اَخْبَرَنِي يُوْسُفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا حَزَبَهُ اَمْرٌ قَالَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ وَ زَادَ مَعَهُنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.

(۶۹۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم کام درپیش ہوتا تو آپ انہی کلمات سے دُعاء مانگا کرتے تھے لیکن اس روایت میں ان کلمات کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ عزت والے عرش کے ربّ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں مصیبت کے وقت دعاؤں کا ذکر ہے۔

حدیث اول: كان يقول عند الكرب. کرب وہ پیش آمدہ حالت اور مسئلہ جو انسان کو محزون و غمگین کر دے۔ (جینا دوبھر کر دے) آپ ﷺ کو جب بھی کوئی سخت مسئلہ پیش آتا تو یہ دعاء فرماتے۔ اس میں ابتداء ہی میں لفظ رب کا ذکر ہے تا کہ کرب وحرب رفع ہو۔[1]

(۱۷۷) بَابُ فَضْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ

(۱۲۱۴) باب: سبحان اللہ و بحمدہ کی فضیلت کے بیان میں

(۹۸۰) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَسْرِيِّ عَنِ ابْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِي ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ اَيُّ الْكَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَاهُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ اَوْ لِعِبَادِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ.

(۶۹۲۵) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا کلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے اللہ نے اپنے فرشتوں یا بندوں کے لیے چن لیا ہے۔ یعنی سبحان اللہ و بحمدہ۔

[1] نووی. المفهم. إكمال إكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۹۸۱) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيىٰ بْنُ اَبِىْ بُكَيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْجُرَيْرِىِّ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَسْرِىِّ مِنْ عَنَزَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ.

(۶۹۲۶) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام کی خبر (ضرور) دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں دو حدیثیں ہیں۔ ان میں تسبیح کی فضیلت کا ذکر ہے۔

لا الہ الا اللہ افضل ہے یا سبحان اللہ اور کلمتان میں ان دو کا ذکر کیوں؟ یہ مفصل باب فضل التہلیل والتسبیح میں گذر چکا ہے۔

(۱۷۸) بَابُ فَضْلِ الدُّعَآءِ لِلْمُسْلِمِيْنَ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

(۱۲۱۵) باب: مسلمانوں کے لیے پس پشت دعا مانگنے کی فضیلت کے بیان میں

(۹۸۲) حَدَّثَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ الْوَكِيْعِىُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ كُرَيْزٍ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ.

(۶۹۲۷) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی مسلمان اپنے بھائی کے پس پشت اُس کے لیے دُعاء مانگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: تیرے لیے بھی اسی کی طرح ہو۔

(۹۸۳) حَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ سَرْوَانَ الْمُعَلِّمُ حَدَّثَنِىْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كُرَيْزٍ حَدَّثَتْنِىْ اُمُّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ حَدَّثَنِىْ سَيِّدِىْ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ دَعَا لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ آمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ.

(۶۹۲۸) حضرت اُمّ درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میرے آقا (شوہر) نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا' جس نے اپنے بھائی کے لیے اسکے پس پشت دُعاء کی تو اُسکے سر کے پاس موجود مؤکل فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی اسی کی مثل ہو۔

(۹۸۴) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ صَفْوَانَ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ وَ كَانَتْ تَحْتَهٗ اُمُّ الدَّرْدَاءِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَاَتَيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فِىْ مَنْزِلِهٖ فَلَمْ اَجِدْهُ وَ وَجَدْتُ اُمَّ الدَّرْدَاءِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَتْ اَتُرِيْدُ الْحَجَّ الْعَامَ فَقُلْتُ نَعَمْ

قَالَتْ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا بِخَيْرٍ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ.

(۶۹۲۹) حضرت صفوان بن عبداللہ بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور اُمّ درداء ان کی بیوی تھی۔ میں ملک شام گیا تو میں ابودرداء کے پاس مکان پر حاضر ہوا اور وہ گھر پر موجود نہ تھے۔ جبکہ اُمّ درداء موجود تھیں تو انہوں نے کہا: کیا تو اس سال حج کا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: اللہ سے ہمارے لیے بھلائی کی دُعاء کرو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے' مسلمان مرد کی اپنے بھائی کے لیے پس پشت دُعاء قبول ہوتی ہے۔ اُس کے سر کے پاس موکل فرشتہ موجود ہے جب یہ اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی دُعاء کرتا ہے تو موکل فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لیے بھی اس کی مثل ہو۔

(۵۔۹۸) قَالَ فَخَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ فَلَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَقَالَ لِي مِثْلَ ذٰلِكَ يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۶۹۳۰) حضرت صفوان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بازار کی طرف نکلا۔ میری ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث روایت کرتے ہوئے دُعاء کرنے کے لیے کہا۔

(۹۸۶) وَ حَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَنَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَ قَالَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ.

(۶۹۳۱) اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں پیٹھ پیچھے دعاء کرنے کی فضیلت کا ذکر ہے۔

پیٹھ پیچھے دعاء کی فضیلت اس لئے ہے کہ اس میں کسی قسم کے لالچ، طمع، ریاء اور غرض وغیرہ کا شائبہ نہیں۔ اور جس عمل میں جتنا اخلاص وللّٰہیت ہو وہ اتنا ہی مقبول ومحبوب ہوتا ہے۔ پھر جب اسکے حق میں قبول ہوگی تو ولك بمثل یا مثله کی وجہ سے اپنے لئے بھی ضرور قبول ہوگی۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ سلف صالحین کی یہ عادت حسنہ رہی ہے کہ جب اپنے لئے کسی چیز کی دعاء کرنے کو حاجت ہو اور دعاء کرتے تو اسکو قبولیت کا درجہ دلوانے کیلئے وہی دعاء خیر اپنے دوسرے غیر موجود بھائی کیلئے کرتے اور اسکی مثل انکو بھی حاصل ہوتی۔

حدیث ثانی: حدثتنی ام الدرداء قالت حد ثنی سیدی (ای زوجی ابو الدرداء) ام درداءؓ کا نام ہجیمہ ہے۔ اس طرز بیان سے ثابت ہوا کہ شوہر کو القاب وعمدہ الفاظ سے بلایا اور تذکرہ کیا جائے [1] ایک حدیث میں شوہر کے نام لینے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ الا مادخل علیّ الزبیر أفأ عطی قال نعم. (ترمذی ج۲ص۴۶۰) یہ اسماء بنت ابی بکرؓ ذی النطاقین کا قول ہے کہ اس نے اپنے شوہر زبیرؓ کا نام ذکر کیا۔ وترکه اولیٰ و اصلح۔[2]

---

[1] اگرچہ شوہر کا نام لینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا جیسے بعض کا گمان ہے۔ [2] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۱۷۹)بَابُ اسْتِحْبَابِ حَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی بَعْدَ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ

(۱۲۱۶) باب: کھانے پینے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے استحباب کے بیان میں

(۹۸۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَابْنُ نُمَیْرٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ نُمَیْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ زَکَرِیَّا بْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَاْکُلَ الْاَکْلَةَ فَیَحْمَدَهُ عَلَیْهَا اَوْ یَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَیَحْمَدَهُ عَلَیْهَا.

(۶۹۳۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے پر خوش ہوتا ہے جو کھانا کھا کر اُس پر اللہ کا شکر ادا کرے یا جو بھی چیز پیے اُس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

(۹۸۸) وَ حَدَّثَنِیْهِ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ یُوْسُفَ الْاَزْرَقُ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِهٖ.

(۶۹۳۳) اِس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

(۱۸۰) بَابُ بَیَانِ اَنَّهٗ یُسْتَجَابُ لِلدَّاعِیْ مَالَمْ یَعْجَلْ فَیَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ

(۱۲۱۷) باب: ہر اُس دُعا کے قبول ہونے کے بیان میں جس میں جلدی نہ کی جائے

(۹۸۹) حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ قَرَاْتُ عَلٰی مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ مَوْلَی ابْنِ اَزْهَرَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَا لَمْ یَعْجَلْ فَیَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَا اَوْ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ.

(۶۹۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو آدمی جب تک جلدی نہ کرے اُس کی دُعاء قبول کی جاتی ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ میں نے دُعاء مانگی تھی مگر قبول نہ کی گئی۔

(۹۹۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ شُعَیْبِ (بْنِ لَیْثٍ) حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ عُبَیْدٍ مَوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَ کَانَ مِنَ الْقُرَّاءِ وَاَهْلِ الْفِقْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَا لَمْ یَعْجَلْ فَیَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ رَبِّیْ فَلَمْ یَسْتَجِبْ لِیْ.

(۶۹۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کی دُعاء اُس وقت تک قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلدی یہ نہ کہے کہ میں نے اپنے ربّ سے دُعاء کی تھی لیکن اُس نے قبول نہ کی۔

(۹۹۱) حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ مُعَاوِیَةُ وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَا یَزَالُ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ یَسْتَعْجِلْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ قَالَ یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ یَسْتَجِیْبُ لِیْ فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَیَدَعُ الدُّعَاءَ.

(۶۹۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک آدمی کسی گناہ یا قطع رحمی اور قبولیت میں جلدی نہ کرے اُس وقت تک بندہ کی دُعاء قبول کی جاتی رہتی ہے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! جلدی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ کہے' میں نے دُعاء مانگی تھی' میں نے دُعا مانگی تھی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ میری دُعاء قبول ہوئی ہو پھر وہ اِس سے نا اُمید ہو کر دُعاء مانگنا چھوڑ دیتا ہے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں دعاء میں عجلت نہ کرنے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: **یستجاب لاحد کم**. دعاء کی قبولیت کی صورتیں اور آداب...... باب العزم فی الدعاء اسی کتاب الذکر میں گذر چکی ہیں۔ آدمی عجلت و جسارت نہ کرے تاکہ محروم نہ ہو۔

حدیث ثالث: **فیستحسر عند ذالك**. حسرت کا معنی ہے کسی چیز سے منقطع ہونا اور تھک ہار کر بیٹھ جانا۔ قرآن کریم میں ہے لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ اَیْ لَا یَنْقَطِعُوْنَ عَنْهَا (انبیاء ۱۹) وہ اللہ کی عبادت سے نہ تکبر کرتے ہیں اور نہ اس سے رکتے ہیں۔ (نووی)[1]

(۱۸۱) بَابُ اَكْثَرِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَاَكْثَرُ اَهْلِ النَّارِ النِّسَآءُ وَبَیَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَآءِ

(۱۲۱۸) باب: اہل جنت میں غریبوں اور اہل جہنم میں عورتوں کی اکثریت ہونے کے بیان میں

(۹۹۲) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِیُّ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰی حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ كُلُّهُمْ عَنْ سُلَیْمٰنَ التَّیْمِیِّ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ فُضَیْلُ بْنُ حُسَیْنٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ حَدَّثَنَا التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِیْنُ وَاِذَا اَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ اِلَّا اَصْحَابَ النَّارِ فَقَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَی النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ.

(۶۹۳۷) حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں اکثر داخل ہونے والے مساکین تھے اور مال و عظمت والوں کو (جنت میں داخل ہونے سے) روک دیا گیا البتہ دوزخ والوں کے لیے دوزخ میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں اکثر داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔

(۹۹۳) حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِیِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

يَقُوْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ.

(۶۹۳۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جنت پر مطلع ہوا تو میں نے وہاں اکثریت فقیر لوگوں کی دیکھی اور جب جہنم پر مطلع ہوا تو وہاں اکثریت میں نے عورتوں کی دیکھی۔

(۹۹۴) وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۹۳۹) اِس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۹۹۵) وَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْهَبِ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّجَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اطَّلَعَ فِي النَّارِ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ.

(۶۹۴۰) حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جہنم کے بارے میں مطلع کیا گیا۔ باقی حدیث ایوب کی طرح ذکر کی۔

(۹۹۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ سَمِعَ اَبَا رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

(۶۹۴۱) حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اسی طرح حدیث روایت کی۔

(۹۹۷) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ كَانَ لِمُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ امْرَاَتَانِ فَجَاءَ مِنْ عِنْدِ اِحْدَاهُمَا فَقَالَتِ الْاُخْرٰى جِئْتَ مِنْ عِنْدِ فُلَانَةَ فَقَالَ جِئْتُ مِنْ عِنْدِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءُ.

(۶۹۴۲) حضرت ابو التیاح ﷫ سے روایت ہے کہ مطرف بن عبد اللہ کی دو بیویاں تھیں۔ وہ ان میں سے ایک کے پاس آئے تو دوسری نے کہا: تو فلاں کے پاس سے آیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں عمران بن حصین ﷜ کے پاس سے آیا ہوں اور انہوں نے ہمیں یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں رہنے والوں میں سب سے کم عورتیں ہوں گی۔

(۹۹۸) حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ اَبُوْ زُرْعَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوْسَى ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَ جَمِيْعِ سَخَطِكَ.

(۶۹۴۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ ''اے اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کے زوال سے اور تیری عافیت وصحت کے پلٹ جانے سے اور اچانک مصیبت آجانے سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔''

(۹۹۹) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ اَنَّهُ كَانَتْ لَهُ امْرَاَتَانِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ مُعَاذٍ.

(٦٩٤٤) حضرت مطرف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اُن کی دو بیویاں تھیں۔ باقی حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

(١٠٠٠) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُلَيْمَنَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ اَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.

(٦٩٤٥) حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑھ کر زیادہ نقصان دہ مردوں کے لیے اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

(١٠٠١) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى جَمِيعًا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَنَ قَالَ قَالَ اَبِي حَدَّثَنَا اَبُو عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ نُفَيْلٍ اَنَّهُمَا حَدَّثَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِي النَّاسِ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.

(٦٩٤٦) حضرت اُسامہ بن زید اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے لوگوں میں اپنے بعد مَردوں پر عورتوں سے بڑھ کر زیادہ نقصان دہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

(١٠٠٢) حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو خَالِدٍ الْاَحْمَرُ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ اَخْبَرَنَا جَرِيرٌ كُلُّهُمْ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ.

(٦٩٤٧) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(١٠٠٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَ اِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي اِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بَشَّارٍ لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ.

(٦٩٤٨) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دُنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ و نائب بنانے والا ہے۔ پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ دُنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی ڈرتے رہو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں بارہ حدیثیں ہیں۔ ان میں جنتی اور دوزخیوں کا ذکر ہے۔

کتاب الذکر کے یہ آخری دو باب بظاہر ذکر و تسبیح سے خالی ہیں ان میں دوسرے ہلاک کنندہ یا نجات دہندہ اعمال کا ذکر ہے اس لئے ان کا زیادہ تعلق کتاب التوبہ سے ہے۔ مثلاً جہنم میں لے جانے والے اعمال و اسباب سے آدمی باز آجائے اور ایسے اعمال کرے کہ انکی برکت سے دنیا و آخرت دونوں کی مصیبتیں ٹل جائیں۔

☆ شیخ الاسلام نے ان احادیث پر کتاب الرقاق کا عنوان دیا ہے لیکن اس کی بھی کوئی موزوں وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ صرف دو ابواب

جن میں صراحۃ رقاق کا کوئی ذکر نہیں اس کیلئے مستقل کتاب کا عنوان دیا جائے پھر رقاق وزھد کے متعلق صحیح مسلم جلد دوئم میں آخر سے پہلی سے پہلی کتاب کا مستقل عنوان کتاب الذھد موجود ہے۔تقریر وتکرار سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ انکوادنی ملابست کی وجہ سے بھی کتاب التوبہ سے لاحق کر دیا جائے۔

حدیث اول: قمت علی باب الجنة...... (۱) یہ قیام علی باب الجنہ کا وقوع شب معراج میں ہوا ہو (۲) خواب میں ہوا ہو (۳) سورج گرھن کے دن جب آپ ﷺ کو جنت وجہنم دکھائی گئی اسوقت ہوا ہو۔**اصحاب الجدّ محبوسون.** الجدّ کا معنی ہے نصیب وحصہ۔اس سے مالدار اور وجیہ لوگ مراد ہیں انکو جہنم کیلئے نہیں روکا ہوگا وہ تو بعد میں فیصلہ ہوگا ادھر یا اُدھر۔ابھی تو حساب وکتاب کیلئے روکے ہوئے ہوں گے۔ہلکی کمر والے آتے اور گذرتے جائیں گے۔علامہ ابیؒ کہتے ہیں یہ بھی اکثریت کیلئے ہے ورنہ جوصالح اور صحیح کمانے کھانے والے اور اللہ کی راہ میں لگانے والے ہوں گے وہ تو جاتے ہی جنت میں، جیسے عثمان بن عفانؓ کیونکہ ابوذرؓ زاہد اور اصحاب صفہ فقراء کے بارے میں کسی ایک نے بھی یہ قول اختیار نہیں کیا کہ یہ حضرات سیدنا عثمانؓ سے افضل ہیں۔**فاذا عامة من دخلها النساء.** "عورتیں بکثرت دوزخ میں کیوں جائیں گی"؟ دوسری حدیث میں اس کی وجوہ بیان ہوئی ہیں۔

(۱) لعن طعن زیادہ کرتی ہیں (۲) شوہر کی ناشکری، ناقدری، بے ادبی، ایذاءرسانی اور نافرمانی کرتی ہیں۔(۳) آخرت کی بجائے اکثر دنیا کی زیب وزینت ڈیل ڈول میں مگن رہتی ہیں (۴) نمازوں میں سستی کرتی ہیں۔(۵) ستر وحجاب میں اکثر لاپرواہی برتتی ہیں (۶) گلہ شکوہ غیبت کے بغیر وقت پاس نہیں ہوتا (۷) اسراف وتبذیر میں بھی پہلے نمبر پر ہیں۔**فاعتبرن یا بنات المسلمین واجتنبن عن المعاصی یغفر الله الذنوب والمعاصی.**

حدیث ثانی: اطلعت فی الجنةفرأیت اکثر اهلها الفقراء. ابن بطالؒ کہتے ہیں کہ یہ جملہ اس لئے فرمایا کہ دنیا میں زیادہ تعداد کم مالداروں اور فقراء کی ہے اسلئے جنت میں بھی انہیں کی کثرت ہوگی ورنہ فقراء کی کوئی فضیلت اس سے ثابت نہیں۔لیکن ابن حجرؒ نے اس کا تعاقب کیا ہے اور شدید نکیر کی ہے کہ حدیث میں فقراء کی فضیلت اور قلت مال کی طرف رغبت دلانا مقصود ہے اسی طرح عورتوں کا ذکر کرنا اس لئے ہے کہ ان میں خوف خدا پیدا ہو اعمال میں اہتمام کریں۔قول فیصل۔اصل بات یہ ہے کہ مال کا ہونا نہ ہونا مدار کامیابی نہیں بلکہ اسکی بنیاد یہ ہے کہ فقر کی وجہ سے تواضع، عبادت، انابت الی اللہ جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں اور مال اکثر عصیان وطغیان کا سبب بنتا ہے۔اس فرق کی وجہ سے بہتری اور اخروی برتری اسی میں ہے کہ مالی وسعت اور پیسے کی چھل پہل نہ ہونا مفید ہے۔

حدیث سابع: تحوّل عافیتك. مثلاً سمع، بصر، صحت، راحت مرض ومصیبت میں نہ بدل جائیں۔

حدیث تاسع: اضرّعلی الرجال من النساء . اسکی وجہ یہ ہے کہ طبعی طور پر مرد عورت کی طرف میلان رکھتا ہے یہ میلان بعض اوقات نظر حرام اور معصیت کی طرف لے جاتا ہے اور بعض اوقات عورت کی بات پوری کرنے کیلئے حرام کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے اس لئے مردوں کیلئے مضر ہے۔**زین للناس حب الشهوات من النساء** (آل عمران ۱۴) **وجعل منها زوجها لیسکن الیها** (اعراف ۱۸۹) میلان طبعی کی وجہ سے اسی کی طرف سکون محسوس کرتا ہے۔

حدیث ثانی عشر: ان الدنیا حلوة خضرة . دنیا کو میٹھا و سبز کہنے میں وجہ تشبیہ۔(۱) خوبصورتی، ظاہری بناوٹ اور تروتازگی جیسے میٹھا تازہ پھل، کہ دیکھ کر کھانے کو جی چاہتا ہے یہی معاملہ دنیا کا ہے اسے دیکھ کر رال ٹپک جاتی ہے۔(۲) بگاڑ وفساد کی وجہ سے کہ تازہ پھل جلدی گل سڑ جاتا ہے دنیا بھی جلدی جانے والی ہے۔ لدوا للموت وابنو للخراب واجمعو للذهاب. فاتقو الدنیا واتقوا النساء. دنیا اور عورت دونوں کی حقیقت سامنے آچکی اب انکے پھندے اور فتنے میں آنے سے بچو۔ فان اول فتنة بني اسرائیل کانت في النساء. اسکے پس منظر میں دو قصے بیان کئے جاتے ہیں۔(۱) بلعم بن باعوراء (۲) عامیل۔

☆ بلعم کا قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اسکی قوم پر حملہ کیا اور موسیٰ علیہ السلام انکے ساتھ تھے یہ شخص بلعم مستجاب الدعوات تھا اسکی قوم نے آ کر کہا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اسکی قوم کے خلاف بددعاء کردو اس نے کہا اللہ کے نبی کے خلاف میں کیسے بددعاء کروں۔ دوبارہ ہدیے شکرانے لیکر آئے کہ اب تو بددعاء کردو کہنے لگا میں اپنے ربّ سے بات کرلوں کوئی جواب نہ آیا تو قوم نے کہا اگر منع کرنا ہوتا تو تجھے روک دیا جاتا نہ روکنا دلیل ہے کہ تمہیں اجازت ہے سو بددعاء کرنے لگا کہتا بنی اسرائیل کے خلاف اور منہ سے نکلتا اپنی قوم کے خلاف قوم نے ملامت کیا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے ہماری تباہی کرائے گا۔ پھر اس نے یہ ترکیب بتائی کہ اپنی عورتوں کو بناؤ سنگھار کے ساتھ انکے مجمعے میں اشیاء (پھول، ٹافیاں وغیرہ) بیچنے کیلئے بھیجو اور اپنے طرف بڑھنے والے ہاتھوں کو یہ نہ روکیں اور قریب ہوجائیں) یہی ہوا بنی اسرائیل کے ایک سردار نے ان میں سے بادشاہ کی بیٹی کو بلایا......اس گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے پوری قوم میں یک لخت طاعون کی وبا پھیل گئی اور ستر ہزار بنی اسرائیلی اس پاداش میں بروقت ہلاک ہوئے بالآخر اولاد ہارون میں سے ایک شخص نے ان دونوں بدکاروں کو کیفر کردار تک پہنچایا اور قتل کر کے نیزے میں چبھو کر باہر لایا (تکملہ ج ۴ ص ۳۵۹) بلعم کا انجام سورۃ اعراف (آیت ۱۷۶) کے تحت پڑھ چکے ہیں 'فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث (آیت ۱۷۶)

☆ عامیل کا قصہ یہ ہے کہ اسکی مالیت کا مالک بننے اور اسکی حسین بیٹی سے نکاح کرنے کیلئے اسکے بھتیجے نے اسے قتل کردیا جسکی تفصیل سورۃ بقرۃ آیت ۶۷ تا ۷۳ میں موجود ہے (خازن ج ۱ ص ۶۱) واذقتلتم نفسا فادّارئتم ...... اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِهِنَّ وَارْحَمْ عَلَيْهِنَّ وَاجْعَلْهُنَّ خَيْرًا.

(۱۸۳) بَابُ قِصَّةِ اَصْحَابِ الْغَارِ الثَّلَاثَةِ وَالتَّوَسُّلِ بِصَالِحِ الْاَعْمَالِ

(۱۲۲۱) باب: تین اصحاب غار کا واقعہ اور اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانے کے بیان میں

(۱۰۰۴) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِيْ اَنَسٌ يَعْنِيْ اِبْنَ عِيَاضٍ اَبَا ضَمْرَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَشَّوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَاَوَوْا اِلٰى غَارٍ فِيْ جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِهَا لَعَلَّهٗ يُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَامْرَاَتِيْ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا اَرَحْتُ عَلَيْهِمْ

حَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ فَسَقَيْتُهُمَا قَبْلَ بَنِيَّ وَاَنِّيْ نَأٰى بِيْ ذَاتَ يَوْمٍ الشَّجَرُ فَلَمْ اٰتِ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْقِيَ الصِّبْيَةَ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِيْ وَدَاْبَهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ مِنْهَا فُرْجَةً فَرَاَوْا مِنْهَا السَّمَاءَ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَتْ لِيَ ابْنَةُ عَمٍّ اَحْبَبْتُهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ وَطَلَبْتُ اِلَيْهَا نَفْسَهَا فَاَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَبَغَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَجِئْتُهَا بِهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهَا فَقُمْتُ عَنْهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً فَفَرَجَ لَهُمْ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَقَهٗ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهٗ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا فَجَاءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ حَقِّيْ قُلْتُ اذْهَبْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرِعَائِهَا فَخُذْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ خُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَ رِعَاءَهَا فَاَخَذَهٗ فَذَهَبَ بِهٖ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ مَا بَقِيَ.

(۶۹۴۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی چل رہے تھے کہ انہیں بارش نے گھیر لیا تو انہوں نے پہاڑ میں ایک غار کی طرف پناہ لی۔ ان کے غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک پتھر آ کر گر گیا جس سے اُس غار کا منہ بند ہو گیا۔ ان میں سے ایک نے کہا: اپنے اپنے نیک اعمال کو دیکھو جو خالص اللہ کی رضا کے لیے کیے ہوں اور اُس کے ذریعہ اللہ سے دُعا مانگو۔ شاید اللہ تم سے اس مصیبت کو ٹال دے تو ان میں سے ایک نے عرض کیا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میری بیوی بھی تھی اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے اور میں (جنگل میں مویشی) چرایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس شام کو واپس آتا تو دودھ نکالتا تو میں اپنے والدین سے ابتداء کرتا اور انہیں اپنے بچوں سے قبل پلاتا۔ ایک دن جنگل کے دُور ہونے کی وجہ سے مجھے تاخیر ہو گئی اور میں رات کو آیا تو میں نے (اپنے والدین کو) سویا ہوا پایا۔ میں نے پہلے کی طرح دودھ دوہا اور دودھ کا برتن لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں انہیں اُن کی نیند سے اُٹھانا ناپسند کرتا تھا اور مجھے ان سے پہلے اپنے بچوں کو پلانا بھی پسند نہ تھا اور بچے میرے قدموں کے پاس چلا رہے تھے مگر میں نے انہیں دودھ نہ دیا اور صبح ہونے تک میرا (اور میرے بچوں اور والدین) کا معاملہ یونہی رہا۔ پس تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل صرف اور صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا۔ تو ہمارے لیے کچھ کشادگی فرمادے جس سے ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ پس اللہ نے اُن کے لیے اتنی کشادگی فرمادی کہ انہوں نے آسمان دیکھا اور دوسرے نے عرض کیا: اے اللہ! میری ایک چچازاد (بہن) تھی۔ جس سے میں محبت کرتا تھا۔ جس طرح مَردوں کو عورتوں سے سخت محبت ہوتی ہے۔ میں نے اس سے اُس کی ذات کو طلب کیا یعنی بدکاری کا اظہار کیا تو اس نے ایک سو دینار لانے تک انکار کر دیا۔ میں نے بڑی محنت کر کے سو دینار جمع

کیے اور اُس کے پاس لایا۔ پس جب میں اُس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان (جماع کیلئے) بیٹھ گیا تو اُس نے کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مُہر کو اس کے حق (نکاح) کے بغیر نہ کھول۔ میں (یہ سن کر) اُس سے کھڑا ہو گیا۔ یا اللہ! تجھے یقیناً علم ہے کہ میں نے یہ عمل صرف تیری رضا کے لیے کیا ہے۔ پس ہمارے لیے اس غار سے کچھ کشادگی فرما دے۔ پس ان کے لیے (ذرا اور) کھول دیا گیا اور تیسرے نے عرض کیا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور کو فرق (آٹھ کلو وزن) چاول مزدوری پر رکھا۔ جب اُس نے اپنا کام پورا کر لیا تو کہا: میرا حق مجھے دے دو۔ میں نے اسے فرق دینا چاہا تو وہ مُنہ پھیر کر چلا گیا۔ پس میں اُس (کے مال) سے زراعت کرتا رہا یہاں تک کہ اُس سے گائے اور ان کے چرواہے میرے پاس جمع ہو گئے۔ پس وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ سے ڈر اور میرے حق میں مجھ پر ظلم نہ کر۔ میں نے کہا: وہ گائے اور ان کے چرواہے لے جاؤ۔ اُس نے کہا: اللہ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ وہ بیل اور اُن کے چرواہے لے جاؤ۔ اُس نے انہیں لیا اور چلا گیا۔ اگر تیرے علم میں (اے اللہ!) میرا یہ عمل تیری رضا مندی کے لیے تھا تو ہمارے لیے باقی (راستہ بھی) کھول دے۔ تو اللہ نے باقی راستہ بھی کھول دیا۔

(١٠٠٥) وَحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِيْفٍ الْبَجَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ وَرَقَبَةُ بْنُ مَسْقَلَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ يَعْنُوْنَ ابْنَ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ أَبِيْ ضَمْرَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ وَزَادُوْا فِيْ حَدِيْثِهِمْ وَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ وَفِيْ حَدِيْثِ صَالِحٍ يَتَمَاشَوْنَ إِلَّا عُبَيْدَ اللّٰهِ فَإِنَّ فِيْ حَدِيْثِهِ وَ خَرَجُوْا وَلَمْ يَذْكُرْ بَعْدَهَا شَيْئًا.

(٦٩٥٠) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے البتہ موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ غار سے نکل کر چل دیئے اور صالح کی حدیث میں یَتَمَاشَوْنَ ہے اور عبیداللہ کی حدیث میں وَخَرَجُوْا کا لفظ ہے' معنی ایک ہی ہے۔

(١٠٠٦) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيْمِيُّ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْرَامَ وَأَبُوْبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ ابْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ انْطَلَقَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى آوَاهُمُ الْمَبِيْتُ إِلٰى غَارٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ فَكُنْتُ لَا أَغْبُقُ قَبْلَهُمَا أَهْلًا وَلَا مَالًا وَ قَالَ فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِيْنَ فَجَاءَتْنِيْ فَأَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ وَقَالَ فَثَمَّرْتُ أَجْرَهُ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْأَمْوَالُ فَارْتَعَجَتْ وَ قَالَ فَخَرَجُوْا مِنَ الْغَارِ يَمْشُوْنَ.

(٦٩٥١) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی چلے۔ یہاں تک کہ انہوں نے رات گزارنے کے لیے ایک غار میں پناہ لی۔ باقی حدیث اسی طرح ہے'

جیسے گزر چکی۔ البتہ اس میں یہ ہے کہ ان میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میں اُن سے پہلے اپنے اہل وعیال اور غلاموں کو دودھ نہ پلاتا تھا اور دوسرے نے کہا: اُس عورت نے مجھ سے انکار کیا یہاں تک کہ ایک سال تک قحط میں مبتلا ہوئی پھر میرے پاس آئی تو میں نے اُسے ایک سوبیس دینار عطاء کیے اور تیسرے نے عرض کیا: میں نے اُس کی مزدوری سے پھل بودیا۔ یہاں تک کہ اس سے اموال بہت بڑھ گئے اور وہ مال لہریں مارنے لگے اور فرمایا کہ وہ غار سے نکل کر چل دیئے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین حدیثیں ہیں ان میں تین شخصوں کا ذکر ہے۔

حدیث اول: کہف، غار، رقیم قریبی الفاظ ہیں پہاڑ میں خول نما خالی جگہ۔ صخرة من الجبل. چٹان اللہ کے خوف سے انکی آزمائش کیلئے گری۔ وَاِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ (بقرة ٧٤) بعض پتھر اللہ کے خوف سے گرتے ہیں فادعو الله تعالیٰ بها. ای متوسلين بتلك الاعمال الصالحة اس سے مصیبت ومشقت میں نیک عمل کے وسیلہ سے دعاء مانگنے کا استحباب حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ ان تینوں نے ایسا کیا اور انکو نجات ملی۔ والصبية يتضاغون . اس حال میں کہ بچے چیخ رہے تھے۔

سوال! بھوکے پیاسے بچوں کو اس نے کیسے ساری رات دودھ ہوتے ہوئے بھی نہ دیا؟

جواب! (۱) انکی شریعت میں اصول (والدین) کا فروع (اولاد) پر تقدم تھا اس لئے اسے انکو دینے کی اجازت نہ تھی۔ (۲) بچوں کا رونا بھوک کی وجہ سے نہ تھا اپنا حصہ پی چکے تھے لیکن مزید مانگتے تھے۔ وهذا الجواب غیر مرضی۔ صبح تک نہ دینا دلیل ہے اس بات کی کہ بچے بھوکے تھے (۳) والدین واولاد دونوں بھوکے تھے اس نے چاہا کہ پہلے والدین کو دوں۔ (۴) اس نے اپنی رائے اور اجتہاد سے یہ عمل کیا اگر چہ بچوں کو پہلے دینا درست تھا لیکن چونکہ اسکی رائے دوسری طرف تھی اس لئے اس نے بچوں کو نہ دیا اور والدین کا انتظار کرتا رہا اس خلوص واجتہاد کی وجہ سے اسے نیکی ملی اور ظاہر ہے مجتہد مصیب ومخطی دونوں ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔ اگر چہ حدیث میں اسکی صراحت نہیں۔ فان كنت تعلم انى فعلت ذالك ابتغاء وجهك. اس سے معلوم ہوا کہ آدمی بالجزم نہ کہے کہ میرا عمل مخلصانہ تھا ضرور قبول ہوا بلکہ خوف وامید کی حالت میں رہے کسی سے ڈرتا رہے اور اللہ کی رحمت سے قبولیت کی امید کرتا رہے۔ خود اخلاص پیدا کرنے اور بڑھانے کی کوشش میں لگا رہے پھر نتیجہ اللہ کے حوالے کردے۔ اس سے یہ عقدہ بھی کھل گیا کہ عمل کے ذریعہ دعاء کرنے کیلئے ضروری نہیں کہ وہ ایسا عمل ہو جسکی قبولیت کا دعوی کیا جاسکے۔ بلکہ کسی بھی عمل صالح کے وسیلہ سے اس امید پر دعاء کرسکتا ہے کہ قبول ہوا ہوگا۔ فطلبتُ اليها نفسها. بعض روایات میں ہے کہ پہلے پاکدامنی کی وجہ سے اس نے منع کردیا پھر قحط ومجبوری کیوجہ سے آمادہ ہوئی پھر بھی اللہ نے حفاظت فرمائی۔ فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ (یوسف ٦٤) حتى آتيها بمائة دينار.

سوال! اس حدیث میں ایک سو دینار کا ذکر ہے اور باب کی تیسری اور آخری حدیث میں ایک سوبیس دینار کا ذکر ہے؟

جواب! ابن حجرؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ مطالبہ سو دینار کا تھا بیس اس نے اپنی طرف سے بڑھادئے۔ ولاتفتح الخاتم . خاتم پردہ بکارت سے کنایہ ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ عورت باکرہ ہو اگر ثیبہ منکوحہ ہو تو پھر معنی ہوگا کہ شوہر کی مہر وحرمت کا خیال

کرو اور اسکی عزت پامال نہ کرو۔ فقمت عنها. طبرانیؒ کی روایت میں آتا ہے کہ جب میں اس پر حاوی ہوا تو کانپنے لگی میں نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں تو آدمی نے کہا کہ تو شدت وسختی میں ڈرتی ہے میں نرمی اور آسانی میں کیوں نہ ڈروں بس یہ خیال آنا تھا کہ اس سے کھڑا ہوگیا۔ بفرق اُرُزٍّ. چاولوں کا ایک فرق (ساڑھے دس کلو) ایک فرق میں تین صاع (فی صاع ساڑھے تین کلو) آتے ہیں۔

سوال! طبرانی کی ایک روایت میں ہے اس نے آدھا درہم مزدوری مقرر کی؟

جواب! اس میں تطبیق یہ ہے کہ ایک فرق مزدوری طے ہوئی جس کی قیمت آدھا درہم تھی بعض نے جنس کو ذکر کیا اور بعض نے اسکی قیمت ذکر کردی۔ فرغب عنه. اس نے اعراض کیا اور اجرت چھوڑ کر چلا گیا رغب کا صلہ (متعلق) جب عن حرف جار ہو تو اس کا معنی اعراض و بے رغبتی ہوتا ہے قرآن کریم میں ہے۔ ومن یرغب عن ملة ابراهیم (بقرة ۱۳۰) جو ملت ابراہیمی سے منہ پھیرے۔

مزدوری چھوڑ کر جانے اور ناراض ہونے کی وجہ: نعمان بن بشیر کی روایت میں ہے کہ مالک کہتا ہے میں نے چند مزدور کام پر لگادیئے ایک مزدور آدھے دن کے وقت آیا میں نے اس سے اتنی اجرت طے کی جتنی دوسرے صبح آنے والوں سے کی تھی اس اللہ کے بندے نے آدھے دن میں اتنا کام کیا جتنا دوسروں نے پورے دن میں کیا تھا میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑا کہ میں اسکی اجرت کمی کئے بغیر پوری دوں کیوں کہ اس نے محنت پوری کی تھی ان میں سے ایک نے کہا اس کو مجھ سے دوگنا مزدوری دیں میں نے کہا جو طے کی تھی وہی دونگا اور اس میں کمی نہ کروں گا یہ میرا مال ہے میں جو چاہوں اس میں تصرف کرسکتا ہوں۔ اس پر وہ غضب میں آگیا اور اجرت چھوڑ کر چل دیا۔ حتی جمعت منها بقرا...... اس نے ایک فرق چاول کاشت کئے جو اللہ نے بڑھادئے۔ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ‌ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ (بقرة ۲۶۱) اس طرح جنس بڑھی پھر اس نے گائے خریدی مزید جنس بڑھی تو اونٹ، بکریاں، بھیڑیں، غلام خریدتا گیا...... چنانچہ صحیح بخاری میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ فلم ازل ازرعه حتیٰ جمعت منه بقرا و رعائها. فثمرت اجره حتیٰ كثرت (بخاری ج ۱ ص ۴۹۳) مسلسل میں کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے گائے، بکریاں چرواہے جمع کرلیے میں نے اس کی اجرت کو کام میں لگایا حتی کہ بڑھ گئی۔ فَخُذْهَا. طبرانیؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کی قیمت دس ہزار تھی۔

اس مال کا مالک کون تھا؟ احتمال (۱) جب مزدور ناراض ہوکر گیا تو اس کی اجرت مجہول تھی کہ رقم یا وزن تو طے تھا لیکن مقبوض ومتعین نہ تھی اور مزدور نے قبض کرنے سے پہلے چھوڑ دی اس صورت میں اسکی اجرت مستأجر و کام کرانے والے کے ذمہ قرض ہوگئی اور کسی متعین رقم یا جنس میں اسکی مِلک ثابت نہ ہوئی بلکہ مالک ہی کے مِلک میں رہی اس صورت میں جو کچھ نفع ہوا یہ مستأجر ومالک کے مِلک میں ہوگا مزدور کی صرف اجرت قرض تھی جس کا وہ مطالبہ کرسکتا تھا اور آکر کیا بھی لیکن مستأجر نے تبرع واحسان کرتے ہوئے سب دیدیا۔

احتمال (۲) ایک فرق اجرت طے ہوئی جسکی قیمت آدھا درہم تھی مزدور نے اسے قبض کرلیا پھر غصہ کی وجہ سے قبض ومتعین ہونے کے بعد مستأجر کو رد کردی اب یہ اجیر کی مملوک ہوکر واپس آئی اس میں مستأجر کا تصرف مثل فضولی کے ہوگا۔ اس میں جو نفع ہوگا اسکا

مالک مزدور صاحب اجرت نہ ہوگا بلکہ اسکا صدقہ کرنا کاروبار میں لگانے والے کے ذمہ واجب ہے یہ متقدمین احناف کے نزدیک اس کے لئے بھی حلال وطیب نہیں۔ جبکہ متاخرین احناف کا کہنا ہے کہ اس کے مالک کو نفع دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اسی کے حق کی وجہ سے اس میں خبث وکراہت پیدا ہوئی جب اسکو واپس کردیں گے تو یہ اس سے زائل ہو جائیگی اور یہ مال اسکے لئے طیب وپاکیزہ ہوگا۔ اس صورت میں مزدور کو دینا اپنے سر سے اس ملک خبیث کو اتارنا ہوگا۔ بہرصورت متأجر کا تبرع واحسان (پہلی صورت میں) محنت وحفظان (دوسری صورت میں) قابل ثواب عمل تھے جسکی وجہ سے انکو نجات ملی۔

راقم کی رائے یہ ہے کہ احتمال اول متعین ہے احتمال ثانی میں الجھن ہے اور یہ نظر بھی ہے کہ ہاتھ میں آئی چیز مزدور پیشہ آدمی جو حاجت مند ہو کیسے رد کرسکتا ہے کم سہی لیکن نہ ہونے سے تو بہتر ہے سارا دن محنت کر کے خالی ہاتھ جانے سے ہاتھ آیا قلیل ہی کافی ہے۔ بس بات بنی نہیں اور یہ گیا۔ پہلی صورت میں عمل کا قبولیت کے زیادہ قریب ہونا بھی واضح ہے

فائدہ! متاخرین احناف کثر اللہ سوادھم نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انسان کسی شخص کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرسکتا ہے بشرطیکہ بعد میں مالک فضولی کہ اس تصرف کو صحیح قرار دے دے۔ نوویؒ نے اس پر رد کیا ہے کہ یہ سابقہ امت اور شریعت کا واقعہ ہے جو آپ کیلئے حجت نہیں۔ لیکن نوویؒ کا یہ جواب درست نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پورے قصہ کو تعریف وتحسین کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اس لئے یہ حدیث دیگر مسائل کی طرح اس قول کیلئے بھی حجت ہے۔ اور متاخرین کا فتویٰ اور استدلال درست ہے۔ **فان کنت تعلم انی فعلت ذالك ابتغاء وجهك فافرج لنا.** یہ عمل تیری رضاء کیلئے تھے تو ان کے وسیلے سے چٹان ہٹا دعاء میں وسیلہ کا حکم: وسیلہ کی دو قسمیں ہیں (۱) وسیلہ بالاعمال (۲) وسیلہ بالذات۔

وسیلہ بالاعمال: وسیلہ بالاعمال تو بالاتفاق جائز ومستحسن ہے جیسے حدیث باب سے واضح ہے کہ تینوں نے اپنے اپنے اعمال کے وسیلے سے دعاء کی جو قبول ہوئی اور نجات پائی۔

وسیلہ بالذات: اس کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں اور اس میں بعض نے اتنا غلو کیا ہے کہ ایک دوسرے کی تضلیل تک چلے گئے اور جدال وفساد برپا ہونے لگے۔

وسیلہ کی تحقیقی صورتیں اور انکا حکم: (۱) کوئی شخص کسی نبی یا ولی کے وسیلہ سے اس نظریہ سے دعاء کرے کہ یہ میری حاجت برآری کریں گے اور انکو اس بات پر قوت وقدرت ہے۔ مطلقاً اس پر یہ قادر ہیں۔ یہ صریح کفر ہے کوئی کافر بھی اسکا قائل نہیں تھا۔ (۲) دعاء کرنیوالا کسی پیغمبر یا بزرگ کے وسیلہ سے اس نظریہ سے دعاء کرے یہ قادر مطلق تو نہیں لیکن اللہ نے انکو کچھ امور سپرد کئے ہیں اب یہ اس میں متصرف ہے[1] یہ شرک ہے۔ **هذا ا شرك بالاجماع. ایضاً۔** مشرکین مکہ کا یہی عقیدہ وعمل تھا۔ **مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى.** (زمر ۳) (۳) آدمی کسی رسول وولی کے وسیلہ سے دعاء کرے کہ اللہ تعالیٰ تک میرا معاملہ وحاجت پہنچائیں گے۔ **هذا ایضًا شرك** (۴) دعاء میں انبیاء، اولیاء، شہداء اور صالحین کا وسیلہ اس نظریہ وعقیدہ سے اپنائے کہ یا اللہ یہ تیرے محبوب بندے چنے ہوئے اور پسندیدہ ہیں انکی محبت اور قربت جو آپ سے ہے اسکے وسیلہ سے میری دعاء قبول فرما یہ درست ہے۔ یہ مردوں اور زندہ دونوں سے جائز ہے۔ (۵) کسی بزرگ اور صالح آدمی کو یہ کہے کہ میرے لئے دعاء فرما دیجئے اور نظریہ یہ ہو

---

[1] (پہنچی ہوئی سرکار)

کہ یہ اللہ کے مطیع ومقرب ہیں اللہ انکی دعاء قبول فرمائیں گے اور میرا کام ہوجائے گا یہ درست ہے اور یہ زندوں کے ساتھ خاص ہے۔☆قسم رابع یہ بھی حقیقۃ اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے بندے کے اس قرب کے ذریعے سے جو اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے۔حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ اگر یہ تشریح علامہ ابن تیمیہؒ کے سامنے ہوتی تو وہ بھی وسیلہ بالذات کے قائل ہوجاتے۔

وسیلہ صحیحہ کے اثبات پر دلیل:(۱) ان رجلاسال النبیؐ عن الساعة فقال متی الساعة قال وماذا اعدت لها قال لاشیء الا انی احب الله ورسوله فقال انت مع من احببت قال انس فما فرحنا بشیء فرحنا بقول النبیؐ انت مع من احببت قال انس فاناأحب عن النبیؐ وابا بکرؓ وعمرؓوارجوان اکون معهم بحبی ایاهم وان لم اعمل بمثل اعمالهم. (بخاری ج۱ص۵۲۱، مسلم ج۲ص۳۳۲) هذا لفظ البخاری.

بیشک ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ کب قائم ہوگی آپؐ نے فرمایا(پوچھتا ہے یہ بتا) تونے اس کیلئے تیاری کی ہے اس نے کہا کوئی بڑی چیز تو نہیں الا یہ کہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا تو انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کی۔انسؓ خادم رسول راویٔ حدیث کہتے ہیں کہ ہم اتنا خوش کسی چیز سے نہیں ہوئے جتنا آپ ﷺ کے فرمان انت مع من احببتَ سے ہوئے۔انسؓ اپنے بارے میں کہتے ہیں میں نبی ﷺ صدیقؓ وفاروقؓ سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں انکی محبت کی وجہ سے انہیں کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں اِن جیسے اعمال نہ کرسکا۔**بحبی ایاهم** محل استدلال ہے۔کہ انکی محبت کی وجہ سے انکے ساتھ ہونے کی امید ہے۔

یادرہے! کہ سائل (رجل) اور قائل (انس) نے اعمال ترک نہیں کئے تھے بلکہ اعمال کرتے رہے اور انہیں کم سمجھا۔**(۲) عن انس بن مالك ان عمر بن الخطابؓ کان اذا قحطوااستسقی بالعباس بن عبدالمطلب فقال اللهم انا کنا نتوسل الیك بنبیناً فتسقینا وانا نتوسل الیك بعم نبینافاسقنا قال فیسقون** (بخاری ج۱ص۱۳۷)انس بن مالکؓ سے مروی ہے عمر بن خطابؓ کے زمانۂ خلافت میں جب قحط سالی آتی تو نبیؐ کے چچا عباسؓ کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے کہتے اے اللہ ہم تیرے نبیؐ کے وسیلہ سے تجھ سے پانی طلب کرتے ہیں سو باران رحمت فرما اور ہم نبیؐ کے عم (چچا) کے توسط سے دعا کرتے ہیں ہمیں سیراب فرما تو ان پر بارش ہوتی۔صریح الدلالۃ ہے۔(۳) عن عثمان بن حنیفؓ **ان رجلاضریرا لبصر اتی النبیؐﷺ فقال ادع الله ان یعافینی قال ان شئتَ دعوتُ وان شئتَ صبرتَ فهو خیر لك قال فادعه قال فامره ان یتوضأ فیحسن وضوء ه ویدعو بهذا لدعاء اللهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیّك محمد نبی الرحمة انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضیٰ لی اللهم فشفِّعه فیَّ** (ترمذی کتاب الدعوات ج۲ص۱۹۷ ابن ماجہ ص۹۹) عثمان بن حنیفؓ سے مروی ہے کہ ایک بینائی سے محروم شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا سو کہا آپ ﷺ اللہ سے دعاء کیجئے کہ مجھے اس آفت سے عافیت دیں نبی ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر چاہے تو صبر کر یہ تیرے لئے بہتر ہے۔اس نے کہا کہ دعا فرما دیجئے راوی کہتے ہیں آپؐ نے اسے حکم دیا اچھے طریقے سے وضو کرا اور ان کلمات سے دعا کر: اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی رحمت کے توسل سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں بے شک میں آپؐ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی

اس حاجت میں تاکہ میری یہ حاجت پوری کر دی جائے اے اللہ نبی کو میرا شفاعت کرنے والا بنا دیں۔(۴) اسی واقعے میں مستدرک حاکم میں یہ الفاظ ہیں۔ **ایت المیضأت فتوضأ ثم صلِّ رکعتین ثم قل اللهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیّك محمدﷺ نبی الرحمة یا محمد انی اَتوجّه بك الی ربی فیجلّی لی عن بصری اللهم شفعه فیّ وشفعنی فی نفسی قال عثمان فوالله ما تفرقنا ولا طال بنا الحدیث حتیٰ دخل الرجل وکان لم یکن به ضرّ.** هذا حدیث صحیح الاسناد۔ (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۵۱۹) وضوخانے میں جا کر وضو کر پھر دو رکعت نفل پڑھ پھر کہہ: اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی رحمت محمد ﷺ کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اے محمد ﷺ تیرے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری نظر درست کی جائے اے اللہ اس (نبی ﷺ) کو میری دعا اور میری ذات کے بارے میں شفاعت کرنے والا بنا دے۔ راویٔ حدیث عثمان ؓ کہتے ہیں کہ ہم اپنی مجلس سے اٹھے تھے نہ زیادہ لمبی بات چیت کی کہ اتنے میں وہی آدمی ہم پر داخل ہوا گویا کہ اس کو کبھی یہ تکلیف تھی ہی نہیں حاکمؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔

سوال! آخر الذکر دلیل کی صحت کا ابن تیمیہؒ نے بھی اعتراف کیا ہے لیکن سوال یہ اٹھایا ہے کہ نابینا کی حدیث و واقعہ ہمارے لئے حجت نہیں کیونکہ اس میں نبی ﷺ سے دعا کی درخواست کی ہے۔ **ادع الله ان یعافینی...... فادعه،** کہ آپ میرے لئے دعا فرما دیجئے اس لئے دعاء کی فہمائش کرنا علیحدہ چیز ہے اور وسیلہ علیحدہ۔ تو استدلال تام نہ ہوا؟ جواب! اس کا جواب نہایت ادب سے عرض کیا جاتا ہے جناب مولانا بالفضل اولینا ابن تیمیہؒ صاحب صرف دعا کی درخواست ہوتی تو آپ ﷺ اسی مجلس میں دعا کر دیتے جماعت صحابہ اور فرشتے بھی آمین کہتے حالانکہ آپؐ نے اس کو وضو نماز پھر وسیلے سے دعا کا حکم دیا۔ **ایت المیضات......** جاؤ یہ عمل کر لو اس میں صرف درخواست دعا نہیں آپؐ نے وضو نماز ان کلمات سے دعا کی تعلیم فرمائی رجل نے اس کی تعمیل کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور بینائی عطا کی۔(۵) ابن تیمیہؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ آپؐ کی حیات کے ساتھ خاص ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ رحلت اور وفات کے بعد بھی کما سبق درست ہے۔ حدیث ذیل ملاحظہ ہو۔ **عن عثمان بن حنیف ان رجلا یختلف الی عثمان بن عفان فی حاجة له فکان عثمان لا یلتفت الیه ولا ینظر فی حاجته فلقی عثمان حنیف ذالك الیه فقال له عثمان بن حنیف .ایت المیضأة فتوضأ ثم ائت المسجد فصلّ فیه رکعتین ثم قل اللّٰهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبینامحمدؐ نبی الرحمة ...... هذا لفظ الطبرانی۔** (معجم صغیر ج ۱ ص ۱۸۴) اور (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۷۹ ۱ والحدیث صحیح) عثمان بن حنیف ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی کسی ضرورت کی وجہ سے بار بار حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس آتا حضرت عثمانؓ (عدیم الفرصتی کی وجہ سے) اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اس کی ضرورت پہ غور نہ کیا۔ (اتفاقاً) اس کی ملاقات راویٔ حدیث عثمان بن حنیف سے ہوئی اس نے اپنا دکھ سنایا تو عثمان بن حنیف نے اس سے کہا کہ فکر کی کیا بات ہے! جاؤ وضو کرو دو رکعت نماز پڑھو پھر دعا کرو: اے اللہ میں آپ سے حاجت برآری کا سوال کرتا ہوں نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ...... یہ حدیث دلیل ہے کہ صحابہ کرام میں آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے وسیلے سے دعاء کرنے کا معمول موجود تھا اور یہی صواب و درست ہے۔

بحق فلاں، بجاہ فلاں، ان کے وسیلے سے، فلاں کے طفیل اور ان جیسے الفاظ کا حکم؟

ان الفاظ کے استعمال اور کہنے کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) دعا کرنے والا ارادہ اور عزم کر کے یہ الفاظ کہے بحق فلاں کہنے سے اللہ کو میری دعا قبول کرنا لازم اور واجب ہے کیونکہ حضرت کا نام لے لیا نا: بس! اس نظریئے سے یہ لفظ کہنا منع اور یقیناً حرام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں وہ تو اپنے فضل وکرم سے دعائیں قبول فرماتے اور عطا کرتے ہیں بعض بزرگوں سے جو یہ منقول ہے کہ انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کام ہوا یہ اللہ کے فضل وکرم سے ہے اور اللہ کے مقبول بندوں کے مستجاب الدعوات ہونے کی نشانی ہے لیکن اللہ پر ضروری نہیں۔ (۲) دعا کرنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ یا اللہ پیغمبر اور ولی تیرے مقرب اور محبوب ہیں میں ان سے تیری محبت اور عطاء کی وجہ سے محبت اور عقیدت رکھتا ہوں ان کے وسیلے سے میرا مطلوب عطا فرما اور دعا قبول کیجئے! یہ درست ہے اس میں کوئی ممانعت اور حرمت نہیں۔ پہلے فاسد معنیٰ کا بھی اس میں احتمال ہے اس وجہ سے ان الفاظ کے استعمال میں احتیاط وصحت اعتقاد ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ دعا قبول کراتے کراتے شیطان کے نرغے میں آجائیں اور فساد نیت کی وجہ سے عقیدہ ہی بگڑ جائے۔[1]

خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر کے رہے۔

بحث کا خلاصہ: دعاؤں کی قبولیت کیلئے کسی نبی، ولی، بزرگ اور اللہ والے کے وسیلے سے دعاء کرنا صحیح اعتقاد، احتیاط اور نیت کے فساد سے بچتے ہوئے مباح اور جائز ہے۔ اس کا واجب اور حتمی ہونا کہیں سے ثابت نہیں کہ اگر آپ نے وسیلے سے دعاء نہ کی تو دعاء مردود ہوگی اور وسیلے چھوڑنے کی وجہ سے آپ مبغوض اور قابل ملامت ہونگے۔ ایسی کوئی بات نہیں وسیلے کے بغیر دعا کرنے میں کوئی کراہت نہیں بلکہ قرآن کریم کے الفاظ کے قریب دعاء بلا وسیلہ ہے قرآن کریم میں ایک دعا بھی وسیلے کے ساتھ مذکور نہیں۔ بلکہ سب دعائیں وسیلے کے بغیر ہیں اور لفظ رب تعالیٰ سے شروع ہو رہی ہیں جس سے مانگتے ہو اسی کا نام لو۔

آدم علیہ السلام کی دعاء: رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (اعراف ۲۳)

نوح علیہ السلام: رَبِّ لَاتَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا. (نوح ۲۶) فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِىْ مِنْ اَهْلِىْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ، قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِىْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْلِىْ وَتَرْحَمْنِىْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ. (ھود ۴۵۔۴۷)

ابراھیم علیہ السلام: رَبِّ هَبْ لِىْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ. (الصفات ۱۰۰) رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ...... رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابِ (ابراھیم ۳۶۔۴۰۔۴۱) اسی ایک رکوع میں آٹھ بار لفظ رب کا ذکر ہے (ایضاً سورہ بقرہ رکوع ۱۵ ملاحظہ ہو)

یعقوب علیہ السلام: فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔ (یوسف ۱۸)

یوسف علیہ السلام: رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِىْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ. (یوسف ۱۰۱)

ایوب علیہ السلام: وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ اِذْنَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ. (ص ۴۱ اور انبیاء ۸۳)

سلیمان علیہ السلام: رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (ص ۳۵)
موسیٰ علیہ السلام: رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ (طٰہٰ ۲۵-۲۶ ث)
عیسیٰ علیہ السلام: رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ. (مائدۃ)
محمد صلی اللہ علیہ وسلم: ﴿ رب زدنی علما ارب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق ﴾
﴿ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ! يَا رَبِّ اُمَّتِيْ . يَا رَبِّ اُمَّتِيْ. ﴾
﴿ اللهم عافنی فی جسدی وعافنی فی بصری ﴾
﴿ اللهم انی اعوذبك من قلب لا يخشع ومن دعاء لا يسمع و من نفس لا تشبع و من علم لا ينفع ﴾
﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَضِلْعِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ ﴾
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ......
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
ملکہ بلقیس: قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (نمل ۴۴)

امت مسلمہ کے نصیبہ ور لوگوں کی دعاء: رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (بقرہ ۲۰۱) حبیب نجار نے کہا: قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ (یٰس ۲۷) رجل مومن نے کہا: وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ (مومن ۴۴)۔ آپ کو اندازہ ہوا کہ دعاء کیا ہے اور کس سے مانگی جائے؟ کتاب الدعوات کے عنوان سے امام ترمذیؒ نے متعدد دعائیں جمع کی ہیں جو اللّٰھم اور ربّنا سے شروع ہوتی ہیں چند ورق پہلے دیکھئے باب فی الادعیۃ میں کتنی دعائیں موجود ہیں۔ اہل حق کا قول مختار یہی ہے کہ وسیلے سے دعا کرنا درست ہے اور آیات واحادیث میں منقول دعائیں افضل ہیں اس لئے انہیں اپنایا جائے اور یہی اصحاب علم وحلم کی رائے ہے۔

حدیث ثالث: حتّٰی اواهم المبيت الی الغار.

سوال! حدیث اول میں ہے اخذ هم المطر فأووا الى غار فی جبل. بظاہر ان میں تعارض ہے کہ آندھی اور بارش کی وجہ سے غار میں گئے (اگرچہ دن تھا اور سفر کر سکتے تھے) یا رات ہوگئی تاریکی اور ویرانے میں سفر نہ ہونے کی وجہ سے غار میں پناہ لی۔

جواب! اس کا صریح جواب نظر سے نہیں گذرا۔ یوں معلوم ہوتا ہے (اللہ کرے درست ہو) کہ بارش دن کے آخری حصے میں شروع ہوئی جیسے عموماً ہمارے دیار میں ہے۔ (کہ اکثر بارش عصر کے قریب ہوتی ہے) انہوں نے بارش اور تاریکی دونوں کی وجہ سے رات گذارنے کیلئے پناہ لی مصیبت آنے پر دعا کی اور غار کھلنے پر اس سے نکل گئے۔ لا اغبق قبلهما. غبوق شام کے پینے کو اور صبوح صبح کے پینے کو کہتے ہیں۔[1]

آخر کتاب الذکر و الدعاء و یلیہ کتاب التوبۃ

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

کتاب التوبة

(۱۸۳) باب فِی الْحَضِّ عَلَی التَّوْبَةِ وَالْفَرَحِ بِهَا

(۱۲۲۰) باب: توبہ کرنے کی ترغیب اور اُس سے خوش ہونے کے بیان میں

(۱۰۰۷) وَحَدَّثَنِیْ سُوَیْدُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَیْسَرَةَ حَدَّثَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ حَیْثُ یَذْکُرُنِیْ وَاللّٰهِ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِکُمْ یَجِدُ ضَالَّتَهٗ بِالْفَلَاةِ وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا وَاِذَا اَقْبَلَ اِلَیَّ یَمْشِیْ اَقْبَلْتُ اِلَیْهِ اُهَرْوِلُ.

(۶۹۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اُس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا تم میں سے کوئی اپنی گمشدہ سواری کو جنگل میں پالینے سے (خوش ہوتا ہے) اور جو ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں ایک ہاتھ اُس کے قریب ہوتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں دو ہاتھ اُس کے قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میری (رحمت) اُس کی طرف دوڑ کر آتی ہے۔

(۱۰۰۸) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ نِ الْقَعْنَبِیُّ حَدَّثَنَا الْمُغِیْرَةُ یَعْنِیْ (ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ) الْحِزَامِیَّ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ اَحَدِکُمْ مِنْ اَحَدِکُمْ بِضَالَّتِهٖ اِذَا وَجَدَهَا.

(۶۹۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تم میں سے کسی کی توبہ پر اُس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی گمشدہ سواری کو (بیابان جنگل میں) پالینے کے وقت خوش ہوتا ہے۔

(۱۰۰۹) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

(۶۹۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معنی کی حدیث مبارکہ روایت کی ہے۔

(۱۰۱۰) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَیْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَیْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ اَعُوْدُهٗ وَهُوَ مَرِیْضٌ

---

۱ نووی . المفہم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

فَحَدَّثَنَا بِحَدِيثَيْنِ حَدِيثًا عَنْ نَفْسِهِ وَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِّيَّةٍ مُهْلِكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَ شَرَابُهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ فَطَلَبَهَا حَتّٰى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ ثُمَّ قَالَ أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ فَأَنَامُ حَتّٰى أَمُوتَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ وَ شَرَابُهُ فَاللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهِ وَ زَادِهِ.

(۶۹۵۵) حضرت حارث بن سوید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ کے پاس اُن کی عیادت کرنے کے لیے حاضر ہوا اور وہ بیمار تھے تو انہوں نے ہمیں دو حدیثیں بیان کیں۔ ایک حدیث اپنی طرف سے اور ایک حدیث رسول اللہ ﷺ سے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ اپنے مؤمن بندے کی توبہ پر اُس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک سنسان اور ہلاکت خیز میدان میں ہو اور اُس کے ساتھ اس کی سواری ہو، جس پر اُس کا کھانا' پینا ہو پھر وہ سو جائے۔ جب بیدار ہو تو دیکھے کہ اُس کی سواری جا چکی ہے۔ وہ اُس کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ اسے سخت پیاس لگے۔ پھر وہ کہے: میں اپنی اس جگہ کی طرف لوٹتا ہوں جہاں پر میں تھا پھر وہاں جا کر سو جاؤں گا یہاں تک کہ مر جاؤں۔ پس اُس نے اپنے سر کو اپنی کلائی پر مرنے کے لیے رکھا۔ پھر بیدار ہوا تو اس کی سواری اُس کے پاس ہی کھڑی ہو اور اس پر اُس کا زادِ راہ اور کھانا' پینا ہو تو اللہ تعالیٰ مؤمن بندے کی توبہ پر اُس آدمی کی سواری اور زادِ راہ ملنے کی خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

(۱۰۱۱) وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَ قَالَ مِنْ رَجُلٍ بِدَاوِيَّةٍ مِنَ الْأَرْضِ.

(۶۹۵۶) اِس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ البتہ اس میں یہ ہے کہ آدمی جنگل کی زمین میں ہو۔

(۱۰۱۲) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ حَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ.

(۶۹۵۷) حضرت حارث بن سوید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دو احادیث روایت کیں۔ ان میں ایک رسول اللہ ﷺ سے اور دوسری اپنے پاس سے۔ تو کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اپنے مؤمن بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ باقی حدیث جریر رحمہ اللہ کی حدیث کی طرح ہی ہے۔

(۱۰۱۳) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ خَطَبَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ حَمَلَ زَادَهُ وَمَزَادَهُ عَلَى بَعِيرٍ ثُمَّ سَارَ حَتّٰى كَانَ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَأَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ فَنَزَلَ فَقَالَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ وَانْسَلَّ بَعِيرُهُ فَاسْتَيْقَظَ فَسَعَى شَرَفًا

فَلَمْ يَرَ شَيْئًا ثُمَّ سَعٰى شَرَفًا ثَانِيًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا ثُمَّ سَعٰى شَرَفًا ثَالِثًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَاَقْبَلَ حَتّٰى اَتٰى مَكَانَهُ الَّذِىْ قَالَ فِيْهِ فَبَيْنَمَا هُوَ قَاعِدٌ اِذْ جَاءَهُ بَعِيْرُهُ يَمْشِىْ حَتّٰى وَضَعَ خِطَامَهُ فِىْ يَدِهٖ فَلَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ هٰذَا حِيْنَ وَجَدَ بَعِيْرَهُ عَلٰى حَالِهٖ قَالَ سِمَاكٌ فَزَعَمَ الشَّعْبِىُّ اَنَّ النُّعْمَانَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ رَفَعَ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا اَنَا فَلَمْ اَسْمَعْهُ.

(۶۹۵۸) حضرت سماک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو کہا: اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ پر اُس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے اپنا زادِراہ اور مشکیزہ اونٹ پر لادا پھر چل دیا یہاں تک کہ کسی جنگل کی زمین میں آیا اور اُسے دوپہر کی نیند گھیر لے اور وہ اُتر کر ایک درخت کے نیچے سو جائے۔ اُس کی آنکھ مغلوب ہو جائے اور اُس کا اونٹ کسی طرف چلا جائے۔ وہ بیدار ہو کر ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھے لیکن اُسے کچھ بھی نظر نہ آئے۔ پھر دوسری مرتبہ ٹیلہ پر چڑھے لیکن کچھ بھی نہ دیکھے۔ پھر تیسری مرتبہ ٹیلہ پر چڑھے لیکن کچھ بھی نظر نہ آئے۔ پھر وہ اسی جگہ واپس آ جائے جہاں وہ سویا تھا۔ پھر جس جگہ وہ بیٹھا ہوا اچانک وہیں پر اونٹ چلتے چلتے پہنچ جائے۔ یہاں تک کہ اپنی مہار لا کر اُس آدمی کے ہاتھ میں رکھ دے تو اللہ تعالیٰ کو بندے کی توبہ پر اُس آدمی کی اُس وقت کی خوشی سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جب وہ اپنے بندے کو نا اُمیدی کے عالم میں پا لے۔ سماک نے کہا: حضرت شعبی رحمہ اللہ کا گمان ہے کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً روایت کی تھی لیکن میں نے ان سے مرفوعاً نہیں سنا۔

(۱۰۱۴) حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَ جَعْفَرُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ جَعْفَرٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اِيَادِ (بْنِ لَقِيْطٍ) عَنْ اِيَادٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ تَقُوْلُوْنَ بِفَرَحِ رَجُلٍ انْفَلَتَتْ مِنْهُ رَاحِلَتُهُ تَجُرُّ زِمَامَهَا بِاَرْضٍ قَفْرٍ لَيْسَ بِهَا طَعَامٌ وَلَا شَرَابٌ وَ عَلَيْهَا لَهُ طَعَامٌ وَ شَرَابٌ فَطَلَبَهَا حَتّٰى شَقَّ عَلَيْهِ ثُمَّ مَرَّتْ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ فَتَعَلَّقَ زِمَامُهَا فَوَجَدَهَا مُتَعَلِّقَةً بِهٖ قُلْنَا شَدِيْدًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهُ وَاللّٰهِ لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنَ الرَّجُلِ بِرَاحِلَتِهٖ قَالَ جَعْفَرٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اِيَادٍ عَنْ اَبِيْهِ.

(۶۹۵۹) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اُس آدمی کی خوشی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس سے اس کی سواری سنسان جنگل میں نکیل کی رسّی کھینچتی ہوئی بھاگ جائے اور اس زمین میں کھانے' پینے کی کوئی چیز نہ ہو اور اُس سواری پر اس کا کھانا پینا بھی ہو اور وہ اسے تلاش کرتے کرتے تھک جائے۔ پھر وہ سواری ایک درخت کے تنے کے پاس سے گزرے جس سے اُس کی لگام اَٹک جائے اور اس آدمی کو وہاں اٹکی ہوئی مل جائے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بہت زیادہ خوشی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ اپنے بندے کی توبہ پر اُس آدمی کی سواری مل جانے کی خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

(۱۰۱۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا جَمِيْعًا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ) اَبِىْ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ عَمُّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ

حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَ شَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ.

(۶۹۶۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ کو تمہارے اس آدمی سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جو سنسان زمین میں اپنی سواری پر ہو۔ وہ اُس سے گم ہو جائے اور اس کا کھانا' پینا بھی اسی سواری پر ہو۔ وہ اُس سے نا اُمید ہو کر ایک درخت کے سایہ میں آ کر لیٹ جائے جس وقت وہ اپنی سواری سے نا اُمید ہو کر لیٹے (اُسی وقت) اچانک اُس کی سواری اس کے پاس آ کر کھڑی ہو جائے۔ وہ اس کی لگام پکڑ لے پھر زیادہ خوشی کی وجہ سے کہے: اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں یعنی شدتِ خوشی کی وجہ سے الفاظ میں غلطی کر جائے۔

(۱۰۱۶) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ اِذَا اسْتَيْقَظَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ قَدْ اَضَلَّهٗ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ.

(۶۹۶۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر تم میں سے جب کوئی بیدار ہونے پر سنسان زمین میں اپنے گمشدہ اونٹ کو پالے اُس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

(۱۰۱۷) وَحَدَّثَنِيْهِ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ نِ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ (بْنُ مَالِكٍ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

(۶۹۶۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں گیارہ حدیثیں ہیں۔ ان میں توبہ پر ابھارنے اور اس کی قبولیت پر خوش ہونے کا ذکر ہے۔ طبع شدہ مسلم میں باب اول نہیں۔ شیخ الاسلام نے یہ عنوان دیا ہے جو بالکل برمحل ہے۔

توبہ: اس کا لغوی معنیٰ رجوع کرنا ہے۔ تاب، اب، اَناب بمعنیٰ رجع سب کے معنیٰ رجوع کرنا ہے۔

اصطلاحی تعریف: اَلتَّوْبَةُ تَرْكُ الذَّنْبِ وَالنَّدَمُ عليه والعزم على عدم العود او رَدّ المظلمةِ والحقِ ان كانت او طلب البراةِ من صاحبها واداء ماضيّع من الفرائض (التي قضاء ها ممكن) توبہ گناہ چھوڑنا، اس پر ندامت، دوبارہ نہ کرنے کا عزم اور اگر کسی کا حق ہو تو واپس کرنا یا معاف کرانا اور فرائض کو قضاء کرنا جو قضاء ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ یا یها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحًا. (تحریم ۸) اے ایمان والو خالص اور سچی توبہ کرو۔ توبوا الى ربكم. اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔

توبہ کا حکم: گناہوں سے توبہ کرنا بلا تاخیر واجب ہے بھلے گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ۔ امور اسلام سے ایک اہم ترین حکم ہے۔

توبہ کی شرائط اور ارکان: توبہ کی تین شرطیں ہیں (۱) گناہ چھوڑنا (۲) معصیت پر ندامت (۳) آئندہ نہ کرنے کا عزم۔ توبہ کا

سب سے بڑا رکن ندامت ہے۔ اگر حقوق العباد میں سے ہو تو ایک رکن بڑھ جاتا ہے (۴) صاحب حق کو ادا کرنا اور اس سے معافی مانگنا۔ اہل حق کے نزدیک قرآن وسنت سے توبہ کا وجوب ثابت ہے اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے۔ لیکن اس کے وجود و وجوب میں کوئی شک نہیں۔ ہاں اللہ کو قبول کرنا واجب نہیں اپنے رحم وکرم سے معاف کر دے تو اس کی عطاء ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی کرتے ہیں۔

توبہ کی قبولیت: (۱) اگر آدمی متعدد گناہوں میں سے کسی ایک سے توبہ کر لے تو خاص اسی میں توبہ قبول ہوگی۔ (۲) ایک گناہ سے توبہ کرنے کے بعد دوبارہ گناہ کیا تو یہ دوسرا لکھا جائے گا اور اس سے پھر توبہ کرنی ہوگی۔ پہلی توبہ کی قبولیت پر یہ خطاء اثر انداز نہ ہوگی کیونکہ احادیث میں مائة مرة اور کثرت توبہ کا ذکر ہے عوام میں جو یہ پایا جاتا ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں یہ غلط ہے (جس کی توبہ گئی ٹوٹ قسمت گئی اس کی پھوٹ)۔ ہاں اس کا خیال ضرور کیا جائے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ہم نے دوبارہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ کیا ہے اس کا ایفاء کریں جب اللہ کے بندوں سے وعدہ خلافی سے روکا گیا ہے اور منافقت کی علامت بتائی ہے خود اللہ تعالیٰ سے کیونکر اس کی اجازت ہوگی۔ **ان العهد كان مسئولا. واوفوا بالعهد.** (بنی اسرائیل ۳۴)۔ وعدہ پورا کرو یقیناً معاہدہ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ بس ڈرتے رہیں اور عمل صالح اور سیئات سے توبہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے عفو ودرگزر کی امید ہے اہل السنۃ کا یہی عقیدہ ہے کہ متعدد گناہوں اور توبہ توڑنے کے باوجود قبول ہوتی ہے اور توبہ درست ہے۔

توبہ کی قبولیت کا حکم: کافر کی توبہ کے بارے میں تو قطعی حکم ہے کہ وہ قبول ہوتی ہے اور مومنین کی توبہ کی قبولیت ظنی ہے۔

توبہ کی تعریف کا تتمہ: اگر حرام غذا کھائی اور اس سے نشوونما ہوئی تو آدمی اتنا غمگین ہو کہ وہ جسم سے گھل اور پگھل جائے۔ باقلانیؒ کا کہنا ہے کہ دوبارہ گناہ کرنے سے پہلی توبہ ٹوٹ جاتی ہے لیکن ابن حجرؒ نے اس پر رد کیا ہے اہل السنۃ کا عقیدہ درست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاصی سے اجتناب اور توبہ اور بخشش کے احتساب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!!

حدیث اول: انا عند ظن عبدی بی. اس کی مکمل تشریح کتاب الذکر کے پہلے باب میں گزر چکی لامزید علیه. **لله افرح بتوبة عبده.** فرح ومسرت کا وہ معنیٰ جو انسانوں کیلئے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی پاک منزہ ذات کیلئے متصور نہیں۔ (۱) اس کا معنیٰ رضا ہے اللہ تعالیٰ خوب راضی ہوتے ہیں کہ میرے بندے نے مجھ سے صلح کر لی (۲) یہ قبول توبہ سے کنایہ ہے کہ اللہ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتے ہیں (۳) مشہور جواب یہ ہے کہ فرح **كما يليق بشانه** مراد ہے کیونکہ جسم وحس اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت نہیں۔ **اقبلتُ اليه اهرول.** سرعت القبول والمغفرۃ مراد ہے۔ اس کی مکمل تشریح **انا عند ظن عبدی بی** کے ساتھ دیکھئے۔

حدیث رابع: فی ارض دوية مهلكة. دوّ اس صحرا اور خشکی کے حصے کو کہتے ہیں کہ جس میں سبزہ نہ ہو۔ **الدوّ وهی البرية التی لانبات بها.** دویّۃ ایک لغت میں داویۃ بھی ہے اگلی حدیث میں ہے داویۃ واو مشدد میں سے پہلی کو الف سے بدل دیا جیسے طی سے طائی کہتے ہیں۔ مہلکہ مصدر میمی ہلاکت والی۔ دویۃ مہلکہ بیابان، ہلاکت خیز، ویران، ہلاکت کا سامان۔ بخاریؒ وترمذیؒ نے اس کے بعد ابن مسعودؓ سے یہ بھی منقول ہے۔ **المومن يری ذنوبه كانه قاعد تحت جبل يخاف ان يقع عليه وان الكافر يری ذنوبه كذباب مر علی انفه** (از تکملہ) مومن گناہ کو ایسے سمجھتا ہے جیسے پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے

اور اس پر پہاڑ گرنے والا ہو اور کافر ایسے خیال کرتا ہے جیسے ناک سے مکھی اڑائی۔ پہاڑ بوجھ اور سخت سزا کی وجہ سے سمجھتا ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ گناہ کو پہاڑ اس لئے سمجھا کہ جہنم کا ایندھن پتھر ہوں گے جس میں ان کو گناہوں کی سزا دی جائے گی۔ والاول اقرب والثانی ادق۔

حدیث سابع: حمل زاده ومزاده. زاد اور مزاد اسم جنس ہیں القربة العظيمة بڑی مشک۔ مشک کا نام زاد و مزاد اس لئے ہوا کہ اس میں دوران سفر زاد راہ، توشہ وضروریات رکھی جاتی ہیں۔

حدیث ثامن: بِجَزْلِ شجرة قدآور درخت کا تنا۔ قلنا شديدا ای شديد الفرح.

حدیث تاسع: اللهم انت عبدی وانا ربك . بجائے اللهم انت ربی وانا عبدك کہا۔ اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب۔ پورا جملہ برعکس کر دیا۔

فائدہ! اس سے ثابت ہوا بلا قصد اور خطاء سے اگر کوئی نازیبا اور غلط کلمہ منہ سے نکل جائے تو اس قسم کی خطاء معاف ہے۔

(۴۱۸) بَابُ سُقُوْطِ الذُّنُوْبِ بِالْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ

(۱۲۲۱) باب: استغفار اور توبہ سے گناہوں کے ساقط ہونے کے بیان میں

(۱۰۱۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ قَاصِّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِیْ صِرْمَةَ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ اَنَّهٗ قَالَ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ كُنْتُ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ يَغْفِرُ لَهُمْ.

(۶۹۶۳) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث تم سے چھپائے رکھی تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرمایا کرتے تھے: اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا فرماتا جو گناہ کرتی اور (اللہ) انہیں معاف فرماتا۔

(۱۰۱۹) حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْاَيْلِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِیْ عِيَاضٌ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْفِهْرِیُّ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ نِ الْقُرَظِیِّ عَنْ اَبِیْ صِرْمَةَ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ اَنَّكُمْ لَمْ تَكُنْ لَكُمْ ذُنُوْبٌ يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَكُمْ لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ لَهُمْ ذُنُوْبٌ يَغْفِرُهَا لَهُمْ.

(۶۹۶۴) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تمہارے بخشنے کے لیے تمہارے پاس گناہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آتا جن کے گناہ ہوتے اور اُن کے گناہوں کو معاف کیا جاتا۔

(۱۰۲۰) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ جَعْفَرِ نِ الْجَزَرِیِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ

فَيَسْتَغْفِرُوْنَ (اللّٰهَ) فَيَغْفِرُ لَهُمْ.

(۶۹۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں (دُنیا) سے لے جاتا اور ایسی قوم لے آتا جو گناہ کرتے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرتے تو اللہ اُنہیں معاف فرما دیتا۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں استغفار و توبہ سے گناہ کے جھڑنے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: قاصّ عمر بن عبدالعزیزؒ۔ وعظ و نصیحت کرنے والا، عبرت کیلئے قصے بیان کرنیوالا۔ کنت کتمت عنکم شیئا۔ مخفی اور پوشیدہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ گناہوں پر جرأت نہ کرنے لگیں۔ پھر آخر عمر میں بیان کر دیا تا کہ کتمان علم کی وعید شدید سے بچ سکیں۔ انکے علاوہ کسی دوسرے صحابی کو یہ یاد نہ تھی۔ اب آخر عمر میں بیان کر دی۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی دینی مصلحت و ضرورت کی وجہ سے کسی مسئلہ کو مخفی رکھنا جائز ہے مثلاً دار الامتحان میں، کہ اگر یہاں بھی بتاتے رہے تو طلبہ و طالبات کی استعداد کا اندازہ کیسے ہوگا۔ اسی طرح ایسے غبی و کم علم کو جو دلائل کو سمجھ نہ سکے سادہ الفاظ میں سمجھا دینا کافی ہے دلیل بیان نہ کرنا مضر نہیں بلکہ مفید ہے۔

یذنبون یغفر لھم. اس میں گناہ گاروں کو امید دلانا ہے کہ اپنے گناہوں سے خائف ہو کر نا امید نہ ہوں بلکہ توبہ و استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت واسع کے امیدوار بنیں۔

مایوس نہ ہوں اہل زمین اپنی خطا سے تقدیر بدل جاتی ہے مضطر کی دعا سے

حقیقت یہ ہے کہ حلت و حرمت، جواز و منع، خیر و شر اور نیک و بد ہر ایک کے پیدا کرنے میں ہزار ہا حکمتیں ہیں۔ جن کو باری تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر بخشش و امید کے وسیع دروازے کھول دیئے کہ کوئی مایوس نہ ہو۔ ترغیب و ترہیب اور امید و خوف دونوں کیلئے اتنی آیات و احادیث ہیں کہ اگر گرفت و عذاب کو پڑھ لیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ماسوا انبیاء و شہداء و صالحین کے کوئی بھی نہ بخشا جائے اور اگر دوسری جانب ترغیب و امید کی آیات و احادیث اور بخشش کے مژدے پڑھیں تو بڑے سے بڑے نافرمان و کافر کو بھی بخشش کی امید لگ جاتی ہے۔ اگر آدمی گناہ نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ کی صفات غفار، تواب اور ستار کا اظہار کیسے ہوتا۔ اس سب کے باوجود ہمیں معاصی سے بچتے رہنا چاہئے اور ماضی پر آہ و زاری اور توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہئے۔ بخشش کی آیات و احادیث سن کر گناہوں پر ہرگز جرأت نہ کرنی چاہئے یہ گناہوں کو معاف کرانے کیلئے ہیں گناہ کی طرف جانا تو ناپسندیدہ ہے۔

☆ یہ امید اسی کیلئے ہے جو اپنے کئے پر قبل از غرغرہ نادم و پشیمان ہو ورنہ فرعون بھی امنت برب موسی وھارون کہتا رہا لیکن وقت ہاتھ سے نکل گیا کہ اب کچھ فائدہ نہ ہوا۔

عدل کرے تو تھر تھر کنبن اوچیاں شاناں والے ہو فضل کرے تو بخشے جاون میں جہیں منہ کالے ہو

(۱۸۵) باب فَضْلِ دَوَامِ الذِّكْرِ وَالْفِكْرِ فِيْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ وَجَوَازِ تَرْكِ ذٰلِكَ فِيْ بَعْضِ الْاَوْقَاتِ وَالْاِشْتِغَالِ بِالدُّنْيَا.

(۱۲۲۲) باب: ذکر کی پابندی، اُمورِ آخرت میں غور وفکر، مراقبہ کی فضیلت اور بعض اوقات دُنیا کی مشغولیت کی وجہ سے انہیں چھوڑ بیٹھنے کے جواز کے بیان میں

(۱۰۲۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَ قَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ قَالَ وَ كَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقِيَنِي أَبُوبَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا تَقُولُ قَالَ قُلْتُ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ (حَتَّى) كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا قَالَ أَبُوبَكْرٍ فَوَاللَّهِ إِنَّا نَلْقَى مِثْلَ هَذَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ (حَتَّى) كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَ سَاعَةً ثَلَاثَ مِرَارٍ.

(۶۹۶۶) حضرت حنظلہ اُسیدی ؓ سے روایت ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوبکر ؓ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: اے حنظلہ! تم کیسے ہو؟ میں نے کہا: حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں۔ گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکل جاتے ہیں تو ہم بیویوں اور اولاد اور زمینوں وغیرہ کے معاملات میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ہم بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے ساتھ بھی اسی طرح معاملہ پیش آتا ہے۔ میں اور ابوبکر ؓ چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ آنکھوں دیکھے ہو جاتے ہیں۔ جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم اپنی بیویوں اور اولاد اور زمین کے معاملات وغیرہ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اسی کیفیت پر ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہوئے ذکر میں مشغول ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی لیکن اے حنظلہ! ایک ساعت (یاد کی) ہوتی ہے اور دوسری (غفلت کی)۔ آپ نے تین بار فرمایا۔

(۱۰۲۲) حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ سَمِعْتُ اَبِیْ یُحَدِّثُ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ نِ الْجُرَیْرِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ حَنْظَلَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَعَظَنَا فَذَکَّرَ النَّارَ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ اِلَی الْبَیْتِ فَضَاحَکْتُ الصِّبْیَانَ وَلَاعَبْتُ الْمَرْاَةَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَلَقِیْتُ اَبَا بَکْرٍ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَهٗ فَقَالَ وَاَنَا قَدْ فَعَلْتُ مِثْلَ مَا تَذْکُرُ فَلَقِیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَافَقَ حَنْظَلَةُ فَقَالَ مَهْ فَحَدَّثْتُهٗ بِالْحَدِیْثِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَاَنَا قَدْ فَعَلْتُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فَقَالَ یَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّ سَاعَةً لَوْ کَانَتْ تَکُوْنُ قُلُوْبُکُمْ کَمَا تَکُوْنُ عِنْدَ الذِّکْرِ لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تُسَلِّمَ عَلَیْکُمْ فِی الطُّرُقِ.

(۶۹۶۷) حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت کی تو جہنم کی یاد دلائی پھر میں گھر کی طرف آیا تو میں نے بچوں سے ہنسی مذاق کیا اور بیوی سے دِل لگی کی۔ میں باہر نکلا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اُن سے اِس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا: میں بھی وہی کچھ کرتا ہوں جس کا تو نے تذکرہ کیا۔ پس ہم رسول اللہ ﷺ سے ملے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! حنظلہ تو منافق ہوگیا۔ آپ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ کیا بات ہے؟ میں نے پوری بات ذکر کی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے بھی ایسے ہی کیا جیسے انہوں نے کہا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حنظلہ! یہ کیفیت کبھی کبھی ایسے ہوتی رہتی ہے۔ اگر تمہارے دِل ہر وقت اسی طرح رہیں جیسے نصیحت وذکر کرتے وقت ہوتے ہیں تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں یہاں تک کہ وہ راستوں میں تم سے سلام کریں۔

(۱۰۲۳) حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُکَیْنٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ سَعِیْدِ نِ الْجُرَیْرِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ حَنْظَلَةَ التَّمِیْمِیِّ الْاُسَیِّدِیِّ الْکَاتِبِ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَذَکَّرَنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِهِمَا.

(۶۹۶۸) حضرت حنظلہ تمیمی اُسیدی کاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں جنت وجہنم کی یاد دلاتے ہیں۔ باقی حدیث اسی طرح ہے۔

احادیث کی تشریح :اس باب میں تین حدیثیں ہیں ان میں آخرت کی فکر ومراقبہ اور حاجات ضروریہ میں مصروف ہونے کے جواز کا ذکر ہے۔

حدیث اول: **قطن بن نُسَیر.** قطن یہ **ابو عباد الغبری البصری** ہیں۔ امام مسلمؒ، ترمذیؒ اور ابوداؤدؒ نے انسے احادیث لی ہیں ابن حبان نے قطن کا ذکر ثقہ اور قابل اعتماد راویوں میں کیا ہے ابوزرعہؒ اُسے مجروح سمجھتے تھے ابن عدی نے اسے سارق الحدیث کہا ہے۔

سوال ! ابوزرعہؒ کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ قطن ضعیف راوی ہے۔ پھر امام مسلمؒ اس سے کیسے حدیث لائے ہیں؟

جواب ! امام مسلمؒ نے مستقلاً اس سے حدیث نہیں لی بلکہ یحییٰ بن یحییٰ تمیمیؒ ثقہ راوی کے ساتھ تبعاً اس کو لائے ہیں۔ اس لئے یہ بے غبار اور درست سند ہے۔ **لا کلام علیه.**

حنظلة الاسیدی. یہ حنظلہ بن ربیع بن صیفی ہیں انکو حنظلہ الکاتب سے یاد کیا جاتا تھا۔ جیسے **وکان میں کُتّاب، رسول الله صلی**

اللہ علیہ وسلم کے جملہ سے واضح ہے۔ یہ اکثم بن صیفی کے بھائی ہیں اکثم عرب کا حکیم تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں طائف کی طرف سفیر بنا کر بھیجا تھا کہ وہ لوگ صلح پر آمادہ ہیں یا جنگ کیلئے تیار...... جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ تکملہ میں ہے۔ ویقال ان الجن رثته بعد موته کہا جاتا ہے مرنے کے بعد انہیں جن کرا ٹھا کر لے گئے تھے انکی اہلیہ نے انکی وفات پر یہ شعر پڑھا تھا۔

اُن سوادالعین اودی به	حزنی علی حنظلة الکاتب
حنظلہ کاتب وحی پر غم کی وجہ سے	میں اپنی آنکھ کی بینائی گنوا بیٹھوں گی

حتیٰ کانّا رای عین. گویا کہ آنکھوں کے سامنے۔ عافسنا الازواج. المعافسہ۔ میل جول، بات چیت، شغل و مصروفیت۔ اب بال بچوں اور ساز و سامان میں آئے تو یہ سامنے اور وہ منظر غائب اس تبدیلی کو حنظلہؓ نے نفاق کا حصہ تصور کیا اور متفکر ہو کر بھاگے۔

علامہ خطابیؒ نے عانسنا بالنون بھی نقل کیا ہے اسکا معنی ملاعبہ اور ملاپ ہے اور قتیبہ نے عانشنا بالنون و الشین بھی نقل کیا ہے اسکا معنی معانقہ اور ملاقات ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان تینوں الفاظ و معانی میں سے ہر ایک متحقق ہوتا ہے سب سے معروف اور جامع پہلا لفظ ہے جو حدیث باب میں موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

الضیعات۔ ضیعہ کی جمع ہے ذریعہ معاش و معیشت۔ زمین، مال، صنعت و حرفت، لفظی معنی زمین جائیداد ہے، ضیعہ کا لفظ پیشہ کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ کانت ضیعة العرب سیاسة الابل اسکی تصغیر ضُیَیعۃ آتی ہے، ضیعات کے علاوہ ضِیَع اور ضیاع بحذف التاء بھی جمع ہیں۔ یہ سب چیزیں کیونکہ ایک نہ ایک دن ہاتھ سے جانے والی ہے اس لئے ان کو ضیاع کہتے ہیں یا یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ زمین میں جو کچھ ڈال دیا اب ہاتھ نہ آئے گا ضائع ہو گیا۔ ہاں اللہ تعالیٰ اگادیں بڑھادیں، پکادیں اس کی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ ہے اَفَرَاَيْتُم مَا تَحْرُثُوْنَ ءَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ (واقعہ ۶۳،۶۴) لصافحتکم الملئکة علی فُرُشِکم کہ تم غفلت، نسیان، قوت عصیان، بہکاوا، شیطان کے باوجود ہمہ وقت ذکر اور فکر میں رہو تو تم سے فرشتہ بستروں پر مصافحہ کریں اس لئے کہ تم دوام علی الذکر والاستحضار کی وجہ سے ان سے افضل ہوئے، فرشتے بھی ہمیشہ ذکر میں ہوتے ہیں مگر ان میں غفلت اور نسیان اور طغیان کا مادہ نہیں، وہ تو لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (تحریم ۶) کی تصویر ہیں۔ تم میں سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بچنا کمال ہے۔

علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ مخلوقات تین ہیں (۱) ملائکہ سراپا اطاعت (۲) شیاطین نافرمان و سرکش (۳) انسان اسکو اللہ تعالیٰ نے متوسط پیدا فرمایا ہے۔ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (بلد ۱۰) فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا (شمس ۸) اس لئے انسان میں دونوں حالتیں بدلتی اور طاری ہوتی رہتی ہیں ایک لمحے میں اپنے رب کو مناتا اور مناجات کرتا ہے اور دوسرے لمحے میں حاجات اور ضروریات کا انتظام کرتا ہے، ساعة وساعة وقتاً فوقتاً، گاہے بگاہے، کبھی ذکر رب میں کبھی رزق و سبب میں جب تک آدمی اس میں معصیت کا ارتکاب نہ کرلے قابل گرفت نہیں اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر وقت ذات باری تعالیٰ کا استحضار پسندیدہ اور محمود ہے لیکن ہر وقت ذکر اللہ

میں مستغرق ہونا مقصود نہیں، بلکہ اصل مقصود یہ ہے کہ انسان اعمال صالحہ کا اہتمام کرے اور حرام سے بالکل اجتناب کرے، یہ کافی ہے اور ضروریات زندگی میں لگنا اور اس میں جو آدمی کی توجہ اور مرتبے میں کمی آتی ہے یہ نفاق نہیں، بلکہ حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے یہ بھی درست ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع اور اطاعت کی وجہ سے یہ بھی ذکر اللہ میں داخل ہے مزدور محنت کر کے رزق حلال سے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے، اعمال کا اہتمام کرتا ہے یہ بالکل درست بلکہ عبادت ہے اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ **کل مطیع للہ فھو ذاکر**، ہر فرمانبردار اللہ کا ذکر کرنے والا ہے۔

فائدہ! یہ بات انتہائی قابل توجہ اور محتاج عمل کہ آنحضرت ﷺ جیسا معلم ابوبکر رضی اللہ عنہ وحنظلہ رضی اللہ عنہ جیسے متعلم خیر القرون کا زمانہ خود آپ ﷺ بنفس نفیس موجود اور مدینہ منورہ کا پاکیزہ ماحول لیکن ایمان میں انحطاط اور فرق محسوس کیا جا رہا ہے اور اس کے تدارک کیلئے بے تاب ہو کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف ہم ہیں کہ فتنوں کا زمانہ چاروں طرف سے فحش اور بے حیائی کی یلغار، دشمن ہمیں ہڑپ کرنے اور بے راہ کرنے پر تلا ہوا ہے مگر ہم ہیں کہ جوں بھی نہیں رینگتی، اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی اب بھی فکر دامن گیر نہیں، تو کب ہوگی جب مٹی میں چلے جائیں گے، مٹ جائیں گے، نقشہ حیات سے ہٹ جائیں تو پھر کیا ہو سکے گا۔ جب لاد چلے گا بنجارہ، اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (مریم ۳۹) اور آپ ﷺ انہیں ڈرایئے، حسرت وافسوس اور خالی ہاتھ ملنے کے دن سے جب فیصلہ نافذ ہو چکا، حالانکہ وہ غفلت میں ہیں اور ابھی تک پختہ یقین اور ایمان نہیں رکھتے۔ اب بھی وقت ہاتھ سے گیا نہیں، سنبھل جائیں، میدان عمل میں آئیں اور اپنی قبر اور آخرت کو سنواریں، اللہ تعالیٰ تو بخشش اور مغفرت کیلئے منتظر ہیں: کتاب التوبہ کی احادیث پڑھ کر کون جلدی کرتا ہے کہ ہم اسے اپنی آغوش رحمت میں لے لیں ورنہ کل یہ نہ کہے۔!!!! رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (منافقون ۱۰) اے میرے پروردگار تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کرتا اور صالحین میں سے ہوتا، اللہ کی رحمت ونعمت اور عطا وسیع ہے۔[1]

(۱۸۶) بَابٌ فِيْ سِعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَنَّهَا تَغْلِبُ غَضَبَهٗ.

(۱۲۲۳) باب: اللہ کی رحمت کی وسعت اور اُس کا غضب پر غالب ہونے کے بیان میں

(۱۰۲۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِيْ كِتَابِهٖ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ اِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ.

(۶۹۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنے پاس موجود اپنی کتاب میں لکھ دیا: میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہوگی۔

(۱۰۲۵) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ.

---

[1] نووی . المفہم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

(۶۹۷۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ ربّ العزت نے فرمایا: میری رحمت میرے غصہ سے آگے بڑھ گئی ہے۔

(۱۰۲۶) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِيْ كِتَابِهِ عَلٰى نَفْسِهِ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ عِنْدَهُ اِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ.

(۶۹۷۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکے تو اپنے آپ پر اپنے پاس موجود کتاب میں لکھا: میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہوگی۔

(۱۰۲۷) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى (التُّجِيْبِيُّ) اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهُ.

(۶۹۷۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ نے رحمت کے سو اجزاء بنائے پھر ان میں سے ننانویں حصّوں کو اپنے پاس رکھا اور زمین میں صرف ایک حصہ نازل کیا۔ پس اسی کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ جانور اپنے بچہ سے اپنے پاؤں کو ہٹالیتا ہے اُسے تکلیف پہنچنے کے خوف کی وجہ سے۔

(۱۰۲۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ وَ خَبَاَ عِنْدَهُ مِائَةً اِلَّا وَاحِدَةً.

(۶۹۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں۔ ان میں سے ایک کو اپنی مخلوق میں رکھ دیا اور ایک کم سو (۹۹ رحمتیں) اپنے پاس رکھیں۔

(۱۰۲۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَ بِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَ تِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۶۹۷۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ایک (رحمت) جنات، انسانوں، چوپاؤں اور کیڑوں مکوڑوں کے لیے نازل کی۔ جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر شفقت و مہربانی کرتے ہیں اور اسی کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور اسی کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچہ پر شفقت کرتا ہے اور اللہ نے ننانویں رحمتیں بچا کر رکھی ہیں جن سے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحمت فرمائے گا۔

(۱۰۳۰) حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰی حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ بِهَا يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ وَ تِسْعَةٌ وَ تِسْعُوْنَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ.

(۶۹۷۵) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کیلئے سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا معاملہ کرتی ہے اور ننانویں رحمتیں قیامت کے دن کے لیے ہیں۔

(۱۰۳۱) وَ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۹۷۶) اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۱۰۳۲) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ كُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقَ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَجَعَلَ مِنْهَا فِي الْاَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰی وَلَدِهَا وَالْوَحْشُ وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلٰی بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ.

(۶۹۷۷) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش کے دن سو رحمتوں کو پیدا فرمایا۔ ہر رحمت آسمان وزمین کی درمیانی خلاء کے برابر ہے۔ ان میں سے زمین میں ایک رحمت مقرر فرمائی ہے جس کی وجہ سے والدہ اپنے بچہ سے شفقت ومحبت کرتی ہے اور وحشی اور پرندے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا (اللہ تعالیٰ) اس رحمت کے ساتھ (اپنی رحمتوں کو) مکمل فرمائے گا۔

(۱۰۳۳) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ نِ الْحُلْوَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ نِ التَّمِيْمِيُّ وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ (قَالَ) قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْيٍ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَبْتَغِيْ اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْاَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَا وَاللّٰهِ وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰی اَنْ لَا تَطْرَحَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَلّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا.

(۶۹۷۸) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ قیدی لائے گئے اور قیدیوں میں سے ایک عورت کسی کو تلاش کر رہی تھی۔ اُس نے قیدیوں میں بچے کو پایا۔ اُس نے اسے اُٹھا کر اپنے پیٹ سے لگایا اور اسے دودھ پلانا شروع کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال دے گی؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! اللہ کی قسم! جہاں تک اس کی قدرت ہوئی اسے نہ پھینکے گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عورت کے اپنے بچہ پر رحم کرنے سے زیادہ اللہ اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ہے۔

(۱۰۳۴) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ.

(۶۹۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مؤمن کو پورا علم ہو جاتا کہ اللہ کا عذاب کتنا ہے تو کوئی بھی اس کی جنت کا لالچ نہ کرتا اور اگر کافر جان لیتا کہ اللہ کے پاس رحمت کتنی ہے تو کوئی جنت سے نا اُمید نہ ہوتا۔

(۱۰۳۵) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ ابْنِ بِنْتِ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِأَهْلِهِ إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعٰلَمِينَ فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ.

(۶۹۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے ایک نیکی بھی نہ کی تھی۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھے جلا کر میری (راکھ کا) آدھا حصہ سمندر میں جبکہ آدھا حصہ فضا میں اُڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ اسے عذاب دے گا تو ایسا سخت عذاب دے گا کہ جہان والوں میں سے کسی کو بھی ایسا عذاب نہ ہوا ہوگا۔ پس جب وہ آدمی مر گیا تو اُس کے گھر والوں نے وہی کیا جو انہیں حکم دیا گیا تھا۔ پس اللہ نے فضا کو حکم دیا تو اس نے اس کے ذرات کو جمع کر دیا اور سمندر کو حکم دیا تو اس نے بھی اپنے اندر موجود سب ذرات کو جمع کر دیا پھر (اللہ نے) فرمایا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے کہا۔ اے میرے رب! تیرے خوف و ڈر کی وجہ سے اور تو بہتر جانتا ہے۔ پس اللہ نے اُسے معاف فرما دیا۔

(۱۰۳۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ لِيَ الزُّهْرِيُّ أَلَا أُحَدِّثُكَ بِحَدِيثَيْنِ عَجِيبَيْنِ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْصٰى بَنِيهِ فَقَالَ إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ اذْرُونِي فِي الرِّيحِ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبُنِي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا قَالَ فَفَعَلُوا ذٰلِكَ بِهِ فَقَالَ لِلْأَرْضِ أَدِّي مَا أَخَذْتِ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ لَهُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ خَشْيَتُكَ يَا رَبِّ أَوْ قَالَ مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ بِذٰلِكَ.

(۶۹۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے آپ پر (کثرتِ گناہ کی وجہ سے) زیادتی کی۔ جب اُس کی موت کا وقت آیا تو اُس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا۔ پھر (میری راکھ) باریک پیس دینا۔ پھر مجھے ہوا میں اور سمندر میں اُڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے رب نے مجھے عذاب دینے کے لیے گرفت

کی تو مجھے ایسا عذاب دے گا کہ اُس جیسا عذاب کسی کو نہ دیا گیا ہوگا۔ پس (ورثاء نے) اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ پس (اللہ نے) زمین سے فرمایا: تو نے جو کچھ لیا ہے وہ نکال دے۔ پس فوراً وہ آدمی مجسم کھڑا ہوگیا۔ تو (اللہ نے) اُس سے فرمایا: تجھے اس عمل پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ اُس نے عرض کیا: اے میرے ربّ! تیرے خوف اور ڈرنے۔ اللہ نے اِسی وجہ سے اُسے معاف فرمادیا۔

(۱۰۳۷) قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَتِ امْرَاَةٌ النَّارَ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ اَرْسَلَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ (هَزْلًا) قَالَ الزُّهْرِيُّ ذٰلِكَ لِئَلَّا يَتَّكِلَ رَجُلٌ وَلَا يَيْاَسَ رَجُلٌ.

(۶۹۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک عورت بلّی کو باندھنے کی وجہ سے جہنم میں ڈالی گئی جسے نہ وہ کھلاتی تھی اور نہ ہی چھوڑتی تھی کہ وہ کیڑے مکوڑے ہی کھالیتی۔ یہاں تک کہ کمزوری کی وجہ سے وہ مرگئی۔ زہری نے کہا: ان سے مراد یہ ہے کہ نہ تو رحمت پر بالکل اعتماد کرے کہ (نیک اعمال ہی نہ کرے) اور نہ ہی اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جائے۔

(۱۰۳۸) حَدَّثَنِيْ اَبُو الرَّبِيْعِ سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَسْرَفَ عَبْدٌ عَلٰى نَفْسِهٖ بِنَحْوِ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ اِلٰى قَوْلِهٖ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ حَدِيْثَ الْمَرْاَةِ فِيْ قِصَّةِ الْهِرَّةِ وَفِيْ حَدِيْثِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ فَقَالَ اللّٰهُ (عَزَّ وَجَلَّ) لِكُلِّ شَيْءٍ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا اَدِّ مَا اَخَذْتَ مِنْهُ.

(۶۹۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک بندے نے اپنے آپ پر (بُرے اعمال کی وجہ سے) زیادتی کی۔ باقی حدیث گزر چکی لیکن اس حدیث میں بلّی کے واقعہ میں عورت کا ذکر نہیں اور زبیدی نے کہا تو اللہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا: جس چیز نے بھی اس (کی راکھ) سے کچھ بھی لیا ہو وہ واپس کردے۔

(۱۰۳۹) حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذِ نِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَاشَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّوَلَدًا فَقَالَ لِوَلَدِهٖ لَتَفْعَلُنَّ مَا اٰمُرُكُمْ بِهٖ اَوْ لَاُوَلِّيَنَّ مِيْرَاثِيْ غَيْرَكُمْ اِذَا اَنَا مُتُّ فَاَحْرِقُوْنِيْ وَاَكْثَرُ عِلْمِيْ اَنَّهٗ قَالَ ثُمَّ اسْحَقُوْنِيْ فَاذْرُوْنِيْ فِي الرِّيْحِ فَاِنِّيْ لَمْ اَبْتَهِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ يَقْدِرُ عَلَيَّ اَنْ يُّعَذِّبَنِيْ قَالَ فَاَخَذَ مِنْهُمْ مِيْثَاقًا فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ بِهٖ وَرَبِّيْ فَقَالَ اللّٰهُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ فَقَالَ مَخَافَتُكَ قَالَ فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا.

(۶۹۸۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو مال اور اولاد عطا کی تھی۔ اس نے اپنی اولاد سے کہا: میں تمہیں جو حکم دوں وہ ضرور کرنا' ورنہ میں اپنی وراثت کا تمہارے علاوہ کسی دوسرے کو وارث بنا دوں گا۔ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور زیادہ یاد یہی ہے کہ آپ نے فرمایا: پھر میری راکھ بنانا اور مجھے ہوا میں اُڑا دینا کیونکہ میں نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں بھیجی اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ مجھے عذاب دے۔ پھر ان سے وعدہ لیا پس انہوں نے

اللہ کی قسم! اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ اُس نے عرض کیا: تیرے خوف نے۔ اللہ نے اسے اس کے علاوہ اور کوئی عذاب نہ دیا۔

(۱۰۴۰) (و) حَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ قَالَ (لِي) أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ ذَكَرُوْا جَمِيعًا بِإِسْنَادِ شُعْبَةَ نَحْوَ حَدِيثِهِ وَفِي حَدِيثِ شَيْبَانَ وَأَبِي عَوَانَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ النَّاسِ رَغَسَهُ اللّٰهُ مَالًا وَوَلَدًا وَفِي حَدِيثِ التَّيْمِيِّ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا قَالَ فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرًا وَفِي حَدِيثِ شَيْبَانَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا ابْتَأَرَ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرًا وَفِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ مَا امْتَأَرَ بِالْمِيمِ.

(۶۹۸۵) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ البتہ اس میں یہ ہے کہ لوگوں میں سے ایک آدمی کو اللہ عزوجل نے مال اور اولاد عطا کی اور تیمی کی حدیث میں ہے کہ اس نے اللہ عزوجل کے پاس کوئی نیکی جمع نہ کی اور شیبان کی حدیث میں ہے کیونکہ اللہ کی قسم! اُس نے اللہ کے ہاں نیکی کو جمع نہ کیا اور ابو عوانہ کی حدیث میں ہے کہ اُس نے کوئی نیکی نہیں کی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں سولہ حدیثیں ہیں ان میں اللہ کی رحمت کی وسعت کا ذکر ہے۔ باب کی حدیث نمبر ۱۳ میں قال الزهری۔ مستقل حدیث نہیں، بلکہ اس کا شمار حدثنا محمد بن رافع میں ہوگا یہ ایک حدیث کا حوالہ ہے، تکملہ میں اس پر مستقل نمبر ہے۔

حدیث اول: فهو عنده فوق العرش ، فوق العرش یعنی عرش کے اوپر کا۔ (۱) ایک مطلب یہ ہے کہ دونوں عرش کے نیچے ہیں اور فوق کا لفظ دون کے معنیٰ میں آتا ہے مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا (بقرہ ۲۶) مثال مچھر یا اس سے چھوٹی چیز کی۔ اس تاویل کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اللہ تعالیٰ کے عرش سے اوپر کیا چیز ہو سکتی ہے۔ (۲) دوسری بات یہ ہے کہ فوق العرش کا اپنا معنی لیں کہ عرش کے اوپر اور ظاہر ہے عرش بھی تو اللہ کی مخلوق ہے تو مخلوق کے اوپر کتاب میں ہونے میں کوئی سوء ادبی نہیں۔ (۳) تیسرے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ عندہ سے مراد مکان اور جگہ نہ ہو بلکہ اس کا حاصل یہ ہو کہ بطور خاص اللہ کے پاس محفوظ ہیں جو مخلوق سے بالکل مخفی ہے۔ ان رحمتی تغلب غضبی. میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ عَذَابِيْ أُصِيبُ بِهٖ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (اعراف ۱۵۶) میرا عذاب جس کو میں چاہوں گا پہنچے گا اور میری رحمت ہر چیز کیلئے بے پایاں اور وسیع ہے۔ نوویؒ کہتے ہیں علماء نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور غضب اس کے ارادے کا نام ہے اگر مطیع اور ماننے والے کو ثواب اور جزاء عطا کریں اور اپنے بندے کو عنایت کریں تو یہ رحمت اور رضا ہے اور اگر نافرمان اور سرکش کو سزا دیں تو یہ عقاب وغضب ہے، رضا اور رحمت کا سبقت وغلبہ اس لئے ہے کہ اس کا مقتضی اور باعث ذات باری تعالیٰ ہے کہ اپنے کرم اور فضل سے رحم فرماتے ہیں اور اس کے غضب اور گرفت کا باعث اور سبب بندے کا عمل ہے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب رہے گی ذات باری تعالیٰ غالب اور بندہ مغلوب اور اس کا عمل جو غضب کا باعث ہے وہ بھی مغلوب ان رحمتی تغلب غضبی اس لئے فرمایا کہ

میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے اس لئے میں ہی اس کا مقتضی ہوں۔ (ابن حجرؒ) علامہ طیبیؒ کہتے ہیں کہ رحمت غالب ہے اس لئے کہ یہ مخلوق کے اکثر افراد کو عطا ہوگی بچے، بوڑھے، مرد وعورت، مکلف اور غیر مکلف سب کو عطا ہوگی اور غضب صرف ان پر ہوگا جن کو اپنے کیئے گناہوں کی سزا ملے گی۔ بالغ ہونے کے بعد دو قسمیں ہیں مطیع جو مستحق رحمت ہوں گے اور عاصی جو لائق عذاب ہوں گے لیکن یہ بلوغت وتکلیف سے پہلے مرجاتے ہیں رحمت ان کو بھی حاصل ہوگی اس تعداد کے فرق کی وجہ سے رحمت غضب سے زیادہ ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ غضب کیلئے کبیرہ کا مرتکب اور موجب سزا ہونا ضروری ہے بلا جرم غضب نہیں، اور رحمت بغیر سبب کے بھی عطا ہوتی ہے ظاہر ہے جس کیلئے سبب مطلوب ہے اس کی تعداد بلا سبب محض اللہ کے فضل سے عطا ہونے والی رحمت سے کم ہوگی۔

حدیث رابع : مائۃ جزء. علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ سو حصے کہنا تمثیل وتفہیم کیلئے ہے کہ اللہ کے پاس موجود اور دنیا میں تقسیم شدہ رحمت کی مثال قلت وکثرت کے اعتبار سے ایسے سمجھو جیسے ننانوے اور ایک کی نسبت یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں رحمت کثیرہ ہے جو اپنے بندوں پر میدان حشر اور یوم آخرت میں فرمائیں گے۔ ورنہ اللہ کی رحمت تو غیر متناہی ہے، عدد سے اسکا اندازہ اور شمار نہیں ہوسکتا۔

مہلبؒ کہتے ہیں کہ رحمت کی دو جہتیں ہیں۔ (۱) رحمت جو ذات باری تعالیٰ کی صفت ہے۔ (۲) رحمت جو بالفعل عطا ہو چکی، قسم اول تو غیر محدود ہے اور قسم ثانی محدود مگر غیر معدود ہے کیونکہ ہمیں حقیقتاً مخلوقات کی تعداد اور مقدار کا علم نہیں تو ان کو عطا کردہ نعمتوں کو کیسے شمار کریں گے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی تعداد محدود ہے اور انہیں دی ہوئی نعمتیں اور رحمتیں بھی محدود ہیں لیکن ہمارے شمار میں نہیں آسکتیں کیونکہ نعمت ثمرہ ہے رحمت کا جب رحمت ہی شمار نہیں ہوسکتی تو اثر رحمت کیسے شمار ہوسکتا ہے۔ **وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا** (ابراہیم ۳۴) اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو گن نہ سکو بس تمہارے بس میں جتنا ہے شکر کرتے رہو۔ علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ اس سے (تعداد نہیں) انواع واقسام مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ جتنی قسموں کی نعمت تم (مخلوقات) پر فرمانا چاہتے تھے وہ سو انواع ہیں جن میں سے ایک عطا کردی اور ننانوے قیامت کے دن عطا ہونگی۔ وہ ایک قسم نعمت ورحمت جو عطا ہوئی اس سے یہ سب نظام چل رہا ہے حتی کہ جانور اپنے بچے پر رحمت اور شفقت کی وجہ سے پاؤں نہیں رکھتا یہ اسی کا حصہ ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو سو مکمل ہو جائیں گی اور سب کی سب صرف مومنین کو عطا ہونگی قرآن کریم میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ **وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا.** (احزاب ۴۳) اور مومنوں پر خوب رحم والا ہے اس سے یہ بات واضح اور ثابت ہوئی کہ کفار کو نعمت اور رحمت کا کوئی حصہ نہ ملے گا، رحمت دنیا سے نہ رحمت آخرت سے، یہ صرف مومنین کیلئے مخصوص ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ ہماری بات اوفق **بالحدیث والحقیقۃ** ہے جو حضرات مائۃ جزء کا مصداق ومراد کثرت کو سمجھتے ہیں اس سے بہتر ہے کہ حقیقی معنی مراد لیا جائے۔ قرطبیؒ کا یہ قول بالکل بجا ہے۔ واللہ اعلم

☆ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۵۶ کے اس حصے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آخرت میں رحمت اہل ایمان کے ساتھ مختص ہے **فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ.** سو وہ رحمت میں لکھ دوں گا (خاص کر دوں گا) ان کو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری آیات بینات پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ **اللھم لا تحرمنا من عطائك.**

حدیث خامس: وخبأ عنده ای اخفا ھا عن الاعین. یعنی آنکھوں سے اوجھل رکھا اور اپنے پاس محفوظ کیا۔

حدیث تاسع: طباق مابین السماء والارض . زمین آسمان کے برابر۔ زمین بھر۔ ترکیب میں طباق خبر کی بنا پر مرفوع ہے۔ کل رحمۃ مبتدا طباق خبر۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ طباق خلقھا کی ضمیر سے حال ہو۔ اصل عبارت یہ ہوگی کل رحمۃ خلقھا طبا قاما بین السموات والارض. جتنی رحمتیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اس حال میں کہ آسمانوں اور زمین کے برابر ہیں فاذا کان یوم القیامۃ اکملھا بھذہ الرحمۃ. ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اکملھا بھذہ الرحمۃ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آخرت میں جو رحمت عطا ہوگی اس میں رحمت دنیا بھی ہوگی یہ دونوں ملکر ہی مکمل ہونگی اتنی بات ضرور ہے کہ اس دنیاوی رحمت کی تکمیل ہوگی اور مزید عطا ہوگی۔

حدیث عاشر: فاذا امرأۃ من السبی تبتغی. ایک قیدی عورت اپنے بچے کو تلاش کر رہی تھی۔ فتح الباری میں ہے کہ یہ عورت ہوازن کے قیدیوں میں سے تھی بخاری شریف میں تبتغی کے بجائے تسعی کا لفظ ہے، تلاش کی کوشش کر رہی تھی قاضیؒ کہتے ہیں کہ دونوں لفظ اپنے معنی اور محل کے اعتبار سے درست ہیں تسعی زیادہ واضح ہے کہ ادھر ادھر ڈھونڈ رہی تھی۔ علامہ ابیؒ کی رائے یہ ہے کہ دونوں نسخے درست وصحیح ہیں کہ وہ اپنے بچے کی تلاش اور کوشش میں تھی۔ نوویؒ کی رائے بھی ابیؒ کی مؤید ہے۔ قاضی عیاضؒ کی بات مرجوح ہے۔ وارضعتہ جلدی سے سینے سے لگانے اور دودھ پلانے کا سبب (۱) بچہ کافی دیر سے نہ ملا تھا جس کی وجہ سے اس کی چھاتی میں دودھ بھر چکا تھا اور اسے بوجھ وقلق ہو رہا تھا بچہ ملتے ہی دودھ پلانا شروع کر دیا تا کہ بوجھ ہلکا ہو۔ (۲) بچہ نہ ملنے کی وجہ سے بے تاب اور اداس تھی جیسے ہی ملا تو فوراً سینے سے لگایا، اور دودھ پلایا تا کہ دل ٹھنڈا ہو۔ دوسری وجہ باب سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ للّٰہ ارحم بعبادہ . البتہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں اس سے مراد مومن بندے ہونگے۔

☆ ضابطہ! اگر عباد اور عبد کی لام کے واسطے کے بغیر لفظ اللہ کی طرف نسبت واضافت ہو تو مومن بندے مراد ہوتے ہیں جیسے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ (حجر ۴۲) بیشک میرے بندوں پر تیرا بس نہ چلے گا۔ اور اگر درمیان میں لام کا واسطہ ہو تو اس وقت مطلقاً ابرار و کفار سب مراد ہوتے ہیں جیسے فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَا (بنی اسرائیل ۵) پھر جب ان کا پہلا وعدہ اور باری آئی تو ہم نے تم پر اپنی سخت گرفت والے بندے بھیجے۔

حدیث ثانی عشر: رجل لم یعمل حسنۃ قطّ ابن حجرؒ نے بروایت طبرانی ذکر کیا ہے کہ یہ شخص بنی اسرائیل میں نباش یعنی کفن چور تھا اور عقبہ عمروؓ نے بھی صراحۃً کہا ہے کہ نباش تھا۔ لاھلہ اپنے گھر والوں سے کہا (بخاری ج ۱ ص ۴۹۵) ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جسکو اللہ نے بہت مال عطا کیا تھا جب قریب المرگ ہوا تو اپنے بیٹوں سے کہنے لگا: ای اب کنت لکم؟ میں تمہارا کیسا باپ تھا۔ قالوا خیر اب۔ انہوں نے کہا کہ بہت ہی اچھا، پھر کہا میں نے اپنی آخرت کیلئے کچھ نہیں کیا (تمہاری دنیا تو سنواری ہے، لیکن اپنی قبر اندھیری ہے) اب اگر پکڑا گیا تو سب سے شدید ترین عذاب مجھے ہوگا، تم ایسے کرنا جب میں مرجاؤں تو ...... باقی قصہ روایت مسلم کے برابر ہے۔ ثم اذروا نصفہ فی البرّ ونصفہ فی البحر. کرہ ارض کیونکہ دو حصوں میں منقسم ہے

بر و بحر خشکی اور تری آدھا اس میں اور آدھا اس میں اڑا دینا۔ فو اللہ لئن قدر اللہ علیہ. اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے اس پر قابو پالیا تو خیر نہیں۔

سوال! اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا منکر تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ پھر اس کی بخشش ہوگئی۔ قدرت کی نفی اور انکار کرنے والے کی بخشش کیسے؟

جواب! اس کے متعدد جوابات دیئے گئے ہیں (۱) اس نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار نہیں کیا بلکہ صفت قدرت سے ناواقف اور جاہل تھا اور اپنے جہل کی بناء پر کہہ دیا کہ مجھے ہوا میں بکھیر دینا اور میرے ذرات کو اڑا دینا اور صفت قدرت سے جہل اور ناواقفیت مستلزم کفر نہیں۔ اس نے اپنی جہالت کی وجہ سے کہا کیونکہ جو دو انکار کفر ہے اگر انکار کرتا تو پھر بخشش نہ ہوتی۔ (۲) یہ آدمی زمانہ فترت کا تھا جس میں کوئی نبی مبعوث نہ ہوا تھا اور زمانہ فترت کے لوگ صرف توحید باری تعالیٰ کے مکلف ہوتے ہیں احکام شرع نازل ہونے سے پہلے اسکا مکلف نہیں۔ (۳) تسلیمی جواب یہ ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے۔ اسکی بخشش اس لئے ہوگئی کہ اس نے حالت اضطرار، غلبہ خوف اور دہشت زدہ ہوکر یہ کلمہ کہا جس پر احکام نافذ نہیں ہوتے جیسے بھولنے والا اور مُکرَہ و مجبور جسے صوفیاء کی اصطلاح میں غلبہ حال کہتے ہیں۔ اس کیفیت میں منہ سے نکلنے والا جملہ قابل گرفت نہیں۔ جیسے انت عبدی وانا ربک کہہ دیا حالانکہ ہوش وحواس میں یہ کلمہ کہنا بھی جائز نہیں۔ بہرحال کیونکہ موت واقع ہونے سے پہلے اس کے دل میں خوف خدا اور اپنے گناہوں پر ندامت آ گئی تھی اور اللہ کی رحمت جوش میں تھی بس اسکا بیڑا پار ہوگیا۔

حدیث ثالث عشر: قال الزھری وحدثنی حمید عن.......... یہ حدیث مسلم ج ۲ ص ۲۳۶، اور زیر نظر کتاب کے باب تحریم تعذیب الھرۃ میں مکمل بحث کے ساتھ گزر چکی ہے۔ قال الزھری ذلک لئلا یتکل رجل ولا ییأس رجل. زہری کہتے ہیں یہ اس لئے تاکہ لوگ بالکل بھروسہ نہ کرلیں اور بالکل ناامید اور مایوس بھی نہ ہوں۔ اس سے پہلے آدمی کے قصہ سے ناامیدی سے روکا گیا ہے اور اس عورت کے قصے سے غفلت، لاپرواہی اور سستی سے باز رہنے کا سبق دیا ہے۔ بس خوف و رجاء امید اور ڈر سے چلنا ڈرتے رہنا اور عمل کرتے رہنا۔ امام زہریؒ نے حدیث رجل کے بعد عورت کا قصہ اسی لئے نقل کیا تاکہ مقصود حاصل ہوجائے۔ اللہ کی رحمت وسیع ہے تو گرفت بھی قوی ہے۔

حدیث خامس عشر: راشه اللہ مالا وولدا. ای اعطاہ. یعنی اسکو مال واولاد عطا کی۔ اَوْلَاُوَرِّثَنَّ مِيْرَاثِيْ غَيْرَكُمْ. میں جو کہہ رہا ہوں ضرور کردیا پھر میں وراثت دوسروں کو منتقل کردونگا۔

مسئلہ! مرنے والا اپنے وارثوں کو وراثت سے محروم کرنے کا حق نہیں رکھتا اگر وہ کہہ بھی دے کہ میری وراثت سے فلاں بیٹا یا وارث محروم ہے اسکا یہ قول نافذ نہ ہوگا اور وہ وارث حصہ دار ہوگا اور اسے اپنا حق (اور حصہ) لینا درست ہے۔

سوال! اس شخص نے میراث منتقل کرنے کا کیسے کہا؟

جواب! (۱) انکی شریعت میں جائز ہوگا اسلام نے اسکو منسوخ کردیا (۲) انکی شریعت میں بھی یہ جائز نہ تھا لیکن اس آدمی کو مسئلے کا علم

نہ تھا۔ (۳) اس نے تہدید اور ڈرانے کیلئے اور اپنی بات پر ضرور عمل پیرا ہونے کیلئے بیٹوں سے یہ جملہ کہا حقیقۃً وراثت سے محروم کرنا مقصود نہ تھا۔ فانی لم ابتھر عنداللہ خیرا. ای لم اصلہ. ایک روایت میں لم ابتئر ہمزہ کے ساتھ بھی ہے میں نے (اپنی آخرت کیلئے) اللہ کے پاس کوئی عمل نہیں بھیجا۔ یا میں نے اللہ کے خزانے میں اپنے لئے کچھ جمع نہیں کرایا۔ فما تلافاہ غیرھا. اس مخالفت اور ڈر کے سوا اسے کوئی عذاب نہیں ہوا غیرھا ضمیر مؤنث کا مرجع لفظ مخافتك ہے۔

حدیث سادس عشر: رغسہ اللہ ای اکثر مالہ. رغس کا معنی نعمت ہے باب فتح سے اسکا معنی مال میں کثرت اور برکت دینا ہے۔ فانہ واللہ ما ابتای. ایک نسخے میں ماامتار ہے یہ میم باء سے تبدیل شدہ ہوگی۔ جیسے مکہ دراصل بکۃ تھا با کو میم سے بدل دیا۔ ترجمہ اس نے اللہ تعالیٰ کے پاس ذخیرہ نہیں کیا۔[1]

(۱۸۷) بَابُ قُبُوْلِ التَّوْبَةِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَاِنْ تَكَرَّرَتِ الذُّنُوْبُ وَالتَّوْبَةُ

(۱۲۲۴) باب: گناہوں سے توبہ کی قبولیت کے بیان میں اگرچہ گناہ اور توبہ بار بار ہی ہوں

(۱۰۴۱) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَحْكِیْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ اَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ فَقَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی اَذْنَبَ عَبْدِیْ ذَنْبًا عَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ فَقَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی عَبْدِیْ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ يَاْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ فَقَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی اَذْنَبَ عَبْدِیْ ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ يَاْخُذُ بِالذَّنْبِ اعْمَلْ مَا شِئْتَ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ قَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰی لَا اَدْرِیْ اَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ اعْمَلْ مَا شِئْتَ.

(۶۹۸۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے رب العزت سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا: کسی بندے نے گناہ کیا۔ پھر عرض کیا: اے اللہ! میرے گناہ کو معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا پس وہ جانتا ہے کہ اُس کا ربّ گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے' پھر عرض کرتا ہے: اے میرے ربّ! میرے گناہ کو معاف فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا' پس وہ جانتا ہے کہ اُس کا ربّ گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ گناہ کر بیٹھتا ہے تو عرض کرتا ہے: اے میرے ربّ! میرے گناہ کو معاف فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے گناہ کیا' پس وہ جانتا ہے کہ اس کا ربّ گناہ کو معاف بھی فرماتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے۔ تو جو چاہے کر میں نے تجھے معاف کر دیا۔ عبدالاعلیٰ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ جو چاہو عمل کرو۔

---

[1] نووی. المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

(۱۰۴۲) قَالَ اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَنْجُوْيَةَ (الْقُرَشِيُّ) الْقُشَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادِ نِ التُّسْتَرِيُّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۶۹۸۷) اِس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

(۱۰۴۳) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِیْ اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ قَاصٌّ يُقَالُ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ قَالَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا بِمَعْنٰى حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ وَ ذَكَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَذْنَبَ ذَنْبًا وَ فِی الثَّالِثَةِ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ.

(۶۹۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندے نے گناہ کیا۔ باقی حدیث حماد بن سلمہ کی حدیث ہی کی طرح ہے اور اس میں تین مرتبہ ذکر کیا کہ اُس نے گناہ کیا اور تیسری مرتبہ کہا: تحقیق! میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا' پس وہ جو چاہے عمل کرے۔

(۱۰۴۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا.

(۶۹۸۹) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ ربّ العزت رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے تاکہ دن کے گناہ گار کی توبہ قبول کرے اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا رہتا ہے تاکہ رات کے گناہ گار کی توبہ قبول کرے۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ (قربِ قیامت میں)

(۱۰۴۵) وَ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

(۶۹۹۰) اِس سند سے بھی یہ حدیثِ مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں توبہ ٹوٹنے کے باوجود بھی دوبارہ توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: **فیما یحکی عن ربه عزوجل.** نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے نقل کرتے ہوئے فرمایا۔ یعنی یہ حدیث قدسی ہے۔ **ویا خذ بالذنب. ای یعاقب فاعله.** گناہ قابل گرفت ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ بندے کو یہ امید ہے کہ رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ پر سزا ہوتی ہے اس سزا کے خوف اور مغفرت کی امید پر توبہ کرتا ہے۔

باز آ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ باز آ گر صد بار توبہ شکستی باز آ

اس حدیث کی دو طرح سے تشریح کی گئی ہے: (۱) آدمی اپنے گناہ سے سچی توبہ کر لے اور تین ارکان توبہ کا لحاظ کرے (۲) گناہ کو چھوڑنا (۲) ندامت (۳) آئندہ نہ کرنے کا عزم۔ تو اسکی توبہ قبول ہوگی۔ پھر اگر نفس کے ورغلانے اور شیطان کے

بہکاوے میں آ کر دوبارہ گناہ سرزد ہو گیا پھر اس نے صحیح توبہ کی تو بھی گناہ معاف ہو جائے گا اور توبہ قبول ہو گی۔ اس طرح اگر سو دفعہ بھی توبہ ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو گی۔ لیکن اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ آدمی توبہ مکمل شرائط کے ساتھ نہ کرے بلکہ دل دل میں دوبارہ اسی عمل قبیح کا خیال وارادہ ہو تو پھر توبہ قبول نہ ہو گی کیونکہ ترک، ندامت، عزم علی عدم العود (نہ کرنے کا پختہ ارادہ) کے بغیر توبہ توبہ ہی نہیں۔ (یہ تو مذاق ہے) (۲) اس حدیث سے مطلوب صرف استغفار پڑھنا ہے کہ آدمی۔ استغفر اللہ، اللھم اغفرلی، وتب علیّ، استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذنبتہ واتوب الیہ۔ وغیرہ کلمات پڑھتا رہے۔ پھر اسمیں وہ شرائط نہیں جو توبہ میں ہیں توبہ چند شرائط کے ساتھ خاص ہے اور استغفار عام غیر مشروط ہے توبہ میں مغفرت کا یقین اور قوی امید ہے استغفار میں نہیں اگر اللہ اپنے لطف وکرم سے معاف فرمادیں تو شئی دیگر ست۔ کیونکہ صرف استغفار میں ندامت، ترک، نہ کرنے کا عزم شرط نہیں۔ پہلا مطلب زیادہ واضح اور مقصود کے قریب ہے۔ کیونکہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور استغفار سے موقوف۔ بلکہ ابن ابی الدنیا نے تو ابن عباسؓ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف استغفار نہیں بلکہ توبہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ والمستغفر من الذنب وھو مقیم علیہ کالمستھزئ بربہ (فتح الباری ج ۱۳۔ ص ۴۷۱) گناہ سے توبہ کرنے والا مثل اسکے ہے جسکا گناہ نہیں۔ اور گناہ سے صرف استغفار کر کے اس گناہ پر قائم رہنے والا ایسے ہے جیسے اپنے رب سے مذاق کرنیوالا۔ اسکے ذکر کرنے کے بعد ابن حجر کہتے ہیں کہ المستغفر سے آخر تک موقوف حدیث ہے۔ اور یہی راجح ہے۔ بہرحال یہ ضروری ہے کہ استغفار اور توبہ دونوں کا اہتمام کیا جائے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں صرف استغفار کرنا اور گناہوں کو چھوڑنا جھوٹوں کی توبہ ہے۔ استغفار بلا اقلاع توبۃ الکذبین رابعہ عدویہ کہتی ہیں استغفارنا یحتاج الی استغفار کثیر۔ ہمارے استغفار پر بھی بہت استغفار کی ضرورت ہے۔ حدیث باب میں لفظ استغفار مذکور ہے لیکن مقصود توبہ ہے کہ بار بار اللہ سے توبہ کی جائے۔

فائدہ! امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایسا آدمی جو کسی گناہ کی وجہ سے مغلوب ومجبور ہو کہ باوجود ترک، ندامت اور نہ کرنے کا عزم پھر بھی بچ سکتا ہو تو وہ بھی مایوس نہ ہو نفس وشیطان سے مقابلہ کرتا رہے اور بار بار توبہ واستغفار کرتا رہے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ یہ گناہ چھوٹ جائے گا۔ کسی قیمت پر توبہ استغفار چھوڑنا مناسب نہیں۔ اس پر مزید اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اس گناہ سے بچنے کے اسباب بھی اختیار کرے مثلاً صحبت، چلت پھرت صالحین سے ہو بری مجالس واصحاب سے دور رہے اور اگر با آسانی ہو سکے تو جگہ بدل لے جیسے قاتل کا قصہ آ رہا ہے۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے ایک لطیف بات لکھی ہے کہ توبہ آئندہ نہ کرنے کے عزم کا نام ہے (ضمانت نہیں) بوقت توبہ دل میں پختہ خیال ہو کہ دوبارہ اس حرکت کے قریب بھی نہ پھٹکوں گا باقی اس میں وقوع کا اندیشہ صحت توبہ کیلئے مانع ومضر نہیں کیونکہ توبہ کی صحت وقبولیت کیلئے عزم کافی ہے ہاں اللہ تعالیٰ سے اسکو نبھانے اور استقامت کی دعا کرتا رہے۔ توبہ کی قبولیت کے بارے میں علماء کا اختلاف کتاب التوبۃ کی ابتداء میں گذر چکا ہے۔ ابیؒ کہتے ہیں۔

وھذہ الا حادیث ظاھرۃ فی الدلالۃ لھا وانہ لو تکرر الذنب مائۃ مرۃ او الف مرۃ او اکثر وتاب فی کل مرۃ

قبلت توبته وسقطت ذنوبه ولو تابعن الجميع تو بة واحدة بعد جميعها صحت توبته. ظاہرا احادیث باب قبول توبہ پر دلالت کرتی ہیں اگرچہ گناہ سینکڑوں ہزاروں یا اس بھی زیادہ مرتبہ سرزد ہوں اور ہر دفعہ توبہ کرے تو توبہ قبول ہوگی اور گناہ جھڑ جائیں گے اور اگر سب گناہوں سے (عمر کے کسی حصے میں) ایک ہی دفعہ توبہ کرے تو بھی توبہ صحیح ہوگی۔

حدیث ثانی: کان بالمدینة قاصّ. قاصّ مثل مادٌّ دراصل قَاصِصٌ تھا۔ قصہ گو۔ حکایت خواں۔ یہ قصص وواقعات سے استشہاء پیش کرتا تھا اس لئے قاص کہہ دیا۔ لیکن ایسا واعظ نہ ہو جو اختراعی قصے بیان کر کے لوگوں کو ہنساتا اور رلاتا پھرے حق اور سچ کہنا ہر حال میں ضروری ہے۔

حدیث ثالث: یبسط یده بسط ید ہاتھ بڑھانا قبول توبہ سے کنایہ ہے اور توبہ کی قبولیت کیلئے کوئی متعین وقت نہیں (ہاں سحری کا وقت افضل ہے) مازریؒ کہتے ہیں اس سے مراد توبہ کی قبولیت ہے اور ہاتھ بڑھانے سے اس کو تعبیر کیا اس لیے کہ عرب کسی بات پر خوش ہوکر ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اور جب کسی چیز سے ناراض ہوں یا پسند نہ ہو تو قبول کرنے سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ حتی تطلع الشمس من مغربها. یعنی دنیا کا آخری دن ہو اور قیامت برپا ہو جائے۔ بس اس وقت توبہ کی قبولیت کا دروازہ مسدود ہو جائے گا۔ لایعرف الأوّاب الاالذی یذنب ثم یتوب ثم یذنب ثم یتوب (ابیؒ). اواب کی پہچان ہی یہی ہے کہ گناہ کرے پھر توبہ پھر گناہ پھر توبہ۔ اعمل ماشئت. اکرام کیلئے ہے جیسے ادخلوها بسلٰم آمنین. اس پر بحث باب حاطبؓ میں ہے۔

(۱۸۸) باب غَيْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَحْرِيْمِ الْفَوَاحِشِ.

(۱۲۲۵) باب: اللہ تعالیٰ کی غیرت اور بے حیائی کے کاموں کی حرمت کے بیان میں

(۱۰۴۶) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ وَ لَیْسَ اَحَدٌ اَغْیَرَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ.

(۶۹۹۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے بڑھ کر کسی کو اپنی تعریف ومدح پسند نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اللہ نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے اور اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں ہے۔ اسی وجہ سے (اللہ نے) بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے۔

(۱۰۴۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ وَاَبُوْ كُرَیْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ وَاَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا اَحَدٌ اَغْیَرَ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی.

(۶۹۹۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے زیادہ

غیرت مند کوئی نہیں۔اسی وجہ سے (اللہ نے) ظاہری اور باطنی (ہر قسم) کے فواحش کو حرام کیا ہے اور نہ ہی کوئی اللہ سے بڑھ کر تعریف کو پسند کرنے والا ہے۔

(۱۰۴۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَ رَفَعَهٗ اَنَّهٗ قَالَ لَا اَحَدٌ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَ لِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَ لِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ.

(۶۹۹۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں ہے۔اسی وجہ سے (اللہ نے) ظاہری اور باطنی (ہر قسم) کے فواحش کو حرام کر دیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا ہے جسے اللہ سے بڑھ کر تعریف پسند ہو۔اسی وجہ سے اُس نے اپنی تعریف خود کی ہے۔

(۱۰۴۹) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ وَ لَيْسَ اَحَدٌ اَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَلَيْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ وَاَرْسَلَ الرُّسُلَ.

(۶۹۹۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا نہیں جسے اللہ رب العزت سے بڑھ کر تعریف پسند ہو اسی وجہ سے اُس نے اپنی تعریف خود کی ہے اور نہ ہی کوئی اللہ سے بڑھ کر غیرت مند ہے۔اسی وجہ سے (اللہ نے) بُری باتوں کو حرام کیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا ہے جسے اللہ سے بڑھ کر عذر قبول کرنا پسند ہو۔اسی وجہ سے اللہ نے کتاب نازل کی اور رسول کو مبعوث فرمایا۔

(۱۰۵۰) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُلَيَّةَ عَنْ حَجَّاجِ ابْنِ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ يَحْيٰى وَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ وَ غَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَّاْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ عَلَيْهِ.

(۶۹۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ غیرت کرتا ہے اور مؤمن بھی غیرت مند ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مؤمن ایسا عمل کرے جسے (اللہ) نے حرام کیا ہے۔

(۱۰۵۱) قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَيْسَ شَيْءٌ اَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(۶۹۹۶) حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی چیز بھی اللہ سے بڑھ کر غیرت مند نہیں ہے۔

(۱۰۵۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ وَ حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ رِوَايَةِ حَجَّاجٍ حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ خَاصَّةً وَلَمْ يَذْكُرْ حَدِيْثَ اَسْمَاءَ.

(۶۹۹۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

(۱۰۵۳) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَسْمَاءَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَا شَیْءَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(۶۹۹۸) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی چیز اللہ سے زیادہ غیرت مند نہیں ہے۔

(۱۰۵۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِی ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَغَارُ وَاللّٰهُ اَشَدُّ غَيْرًا.

(۶۹۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن غیرت مند ہوتا ہے اور اللہ اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔

(۱۰۵۵) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۷۰۰۰) یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں نو حدیثیں ہیں ان میں اللہ کی غیرت اور فحش چیزوں کے حرام ہونے کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ (انعام ۱۲۰) تم ظاہری اور باطنی گناہ چھوڑ دو۔ اسی سورت میں دوبارہ فرمایا فحش چیزوں کے قریب مت جاؤ۔ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (انعام ۱۵۱) اور تم ظاہری اور باطنی (واضح اور مخفی) بے ہودگیوں کے قریب مت جاؤ۔ اس سے واضح ہوا کہ گناہ کے قریب جانا بھی اللہ کو گوارا نہیں۔ اللہ ایسی غیرت مند ذات (غیور) ہے کہ اپنے پیدا کردہ اور نعمتوں سے پروردہ بندوں سے گناہ اور نافرمانی کو برداشت نہیں کرتے توبہ کرلے تو پھر معاف کردیتے ہیں اسی پارہ میں دوبارہ فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ ...... (اعراف ۳۳) اے میرے حبیب ﷺ فرمادیجئے پکی بات ہے کہ میرے پروردگار نے سب بے ہودہ چیزوں کو حرام کردیا ہے چاہے ظاہر ہوں یا چھپی ہوئی اور گناہ اور ظلم وزیادتی کو بھی حرام قرار دیا ہے اور اس بات کو بھی کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناؤ۔ یہ سب حرام ہیں۔ اس میں عملی اور اعتقادی دونوں چیزوں کو بیان فرمادیا کہ عقیدہ وعمل دونوں کی اصلاح کرو۔ قُلْ لَا يَسْتَوِی الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ. (مائدۃ ۱۰۰) آپ کہہ دیجئے پاکیزہ اور بے ہودہ برابر نہیں۔

اللہ تعالیٰ کو کون سے لوگ پسند ہیں اور کون سے ناپسند؟

محبوب لوگ: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (ال عمران ۱۴۸) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (بقرہ ۱۹۵) بیشک اللہ اچھائی کرنے والوں کو

پسند فرماتے ہیں: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ (ال عمران ۱۴۶) اور اللہ صابر لوگوں سے محبت کرتا ہے۔
مبغوض لوگ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ (انفال ۵۸) بیشک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا. (نساء ۳۶) بیشک اللہ فخر کرنے والے اور اترانے والے کو پسند نہیں کرتا۔ لَا يُحِبُّ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ (نساء ۱۴۸) اللہ تعالیٰ بری بات کے ظہور کو پسند نہیں کرتا۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (ال عمران ۱۴۰) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (بقرہ ۱۹۰) اللہ حد سے گزرنے والوں (اور ظالموں) کو پسند نہیں کرتا۔ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ. (بقرہ ۲۷۶)

حدیث اول: ليس احد احب اليه المدح من الله. اللہ تعالیٰ کو حمد وثناء بہت ہی پسند ہے۔ نوویؒ کہتے ہیں کہ اسکی بنیادی وجہ اپنے بندوں کی کامیابی ہے کہ جتنا اپنے رب کی تسبیح، تقدیس، تہلیل، تکبیر، تحمید اور ذکر کریں گے اتنا ہی زیادہ قرب، مغفرت، رحمت، نعمت اور نفع حاصل کریں گے۔ ورنہ وہ تو غنی وحمید ذات ہے اسکو فی نفسہ تعریف مفید ہے نہ اسکا چھوڑنا۔ کوئی اسکی ثناء کرے یا نہ کرے وہ بلند وبالا اور اعلیٰ ذات ہے۔ کتاب التوبہ میں اس بات کو اس لئے ذکر کیا کہ آدمی جتنی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کریگا اسکا شکر ادا کریگا اس کی طرف رجوع کریگا تو گناہوں سے اجتناب کی توفیق ملے گی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی کوشش کریگا۔
وليس احد اغير من الله. غیرت عرفی تو حمیت اور قوت انتقام کا نام ہے ظاہر ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے محال ہے۔ کیونکہ اسکی ذات تغیر وتبدل اور غیر کے تاثر سے پاک ہے یہاں غیرۃ اللہ سے مراد وعید اور سزا دینا ہے کہ اللہ اپنی نافرمانی پر سزا دینے والے ہیں اس لئے احکام شریعت عطا فرمائے تاکہ مطیع ثواب پائیں اور عاصی سزا پائیں۔ من اجل ذالك حرّم الفواحش. اسی وجہ سے بیہودہ چیزوں کو حرام کیا۔ حرّمت عليكم الميتة والدم ...... (مائدہ ۳) مردار اور خون وغیرہ تم پر حرام کئے گئے۔ حرم عليكم الخبائث۔ اس نے تم پر بیہودہ چیزیں حرام کردیں۔ احلّ لكم الطيبت (مائدہ ۴) پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال کی گئیں. اللہ تعالیٰ نے جو حدود واحکام بیان فرمائے ہیں ان کی پاسداری اور پابندی ضروری ہے تاکہ اس کی رضاء حاصل ہوسکے۔

حدیث رابع: وليس احد احب اليه العذر. اس میں دو تفسیریں ہیں۔ (۱) العذر بمعنی معذرت اور توبہ کہ اللہ تعالیٰ کو توبہ محبوب ہے اور توبہ قبول کرتے ہیں۔ (۲) عذر بمعنی اعذار یعنی معذور وعاجز کرنا، اتمام حجت کرنا۔ جیسے قرآن کریم میں ہے۔ عذرا او نذرا. (مرسلٰت ۶) الزام اتارنے کو یا ڈرسنانے کو۔ یعنی ہماری طرف سے نزول وحی الزام واتمام حجت کیلئے ہے تاکہ کل یہ نہ کہو کہ ہمیں کوئی سمجھانے یا بتلانے' سیدھی راہ دکھانے' اور رب کے دروازے پر لانے نہ آیا تھا' اور ڈرانے کیلئے ہے تاکہ ابھی سے سنبھل کر چلو' جس طرح اس آیت میں عذرا اعذار واتمام حجت کے معنی میں ہے اسی طرح حدیث باب میں بھی العذر بمعنی اعذار واتمام حجت کیلئے ہے۔ علامہ ابیؒ اور قاضیؒ نے دوسری تفسیر کو راجح کہا ہے اگرچہ کتاب التوبہ کی مناسبت سے پہلی بھی بعید نہیں۔ من اجل ذالك انزل الكتاب و ارسل الرسل۔ اسی اعذار واتمام حجت کیلئے کتابیں اتاریں اور رسول بھیجے' یہ جملہ بھی تفسیر ثانی کا مؤید ہے۔

حدیث خامس: وغيرة الله ان يأتي المومن ماحرّم عليه. اللہ کی غیرت یہ ہے کہ اپنی بندے کو معصیت اور غیر کے سامنے دامن پھیلانے کو برداشت نہیں فرماتے اور اس سے منع فرماتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرام کا ارتکاب اور غیر کے سامنے جھکنا اللہ کی غیرت یعنی گرفت وعذاب کا سبب ہے۔ کہ منہیات کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ سزا دیتے ہیں۔ اغیرۃ میں ایک لغت غیر بھی

ہے جیسے آگے حدیث میں ہے۔ واللہ اشد غیراً[1]

(۱۸۹) قَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾

(۱۲۲۶) باب: اللہ عزوجل کے قول ”نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں“ کے بیان میں

(۱۰۵۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنِ نِ الْجَحْدَرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ فَنَزَلَتْ: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾ [هود: ۱۱٤] قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اَلِيَ هٰذِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِيْ.

(۷۰۰۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔ پھر اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا تو یہ آیت کریمہ اُتری: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ﴾ ”دن کے دونوں حصوں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔“ اُس آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ میرے لیے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں سے جو بھی عمل کرے گا اُس کے لیے ہے۔

(۱۰۵۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهٗ اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ اِمَّا قُبْلَةً اَوْ مَسًّا بِيَدٍ اَوْ شَيْئًا كَاَنَّهٗ يَسْاَلُ عَنْ كَفَّارَتِهَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَزِيْدَ.

(۷۰۰۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اُس نے کسی عورت کا بوسہ لیا یا ہاتھ سے چھیڑا ہے یا اور کچھ کیا ہے۔ گویا کہ وہ اس کا کفارہ پوچھ رہا تھا۔ تو اللہ رب العزت نے یہی آیات نازل فرمائیں۔ باقی حدیث یزید کی حدیث کی طرح ہے۔

(۱۰۵۸) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُلَيْمٰنَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اَصَابَ رَجُلٌ مِنِ امْرَاَةٍ شَيْئًا دُوْنَ الْفَاحِشَةِ فَاَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَعَظَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَتٰى اَبَا بَكْرٍ فَعَظَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَزِيْدَ وَالْمُعْتَمِرِ.

(۷۰۰۳) یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ بھی ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا کے علاوہ کوئی بُرا کام کیا۔ پھر وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے اسے بہت بڑا گناہ سمجھا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے بھی اسے بہت بڑا گناہ خیال کیا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ باقی حدیث گزر چکی ہے۔

---

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۱۰۵۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ عَالَجْتُ امْرَاَةً فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنِّيْ اَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُوْنَ اَنْ اَمَسَّهَا فَاَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْ سَتَرْتَ نَفْسَكَ قَالَ فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ شَيْئًا فَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَاَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا دَعَاهُ وَ تَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ [هود:۱۱٤] فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَهُ خَاصَّةً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً.

(۷۰۰۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے مدینہ کے کنارے ایک عورت سے لطف اندوزی کی اور میں نے اس سے جماع کے علاوہ باقی حرکت کی۔ پس میں حاضر ہوں آپ میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا: اگر تو اپنے آپ پر پردہ کرتا تو اللہ نے تیرا پردہ رکھا ہوا تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ آدمی کھڑا ہوا اور چل دیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا جو اسے بلا لایا۔ آپ نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ﴾ ''دن کے دونوں حصوں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کریں۔ بے شک نیکیاں بُرائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت قبول کرنے والوں کیلئے نصیحت ہے۔'' حاضرین میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! (کیا) یہ اِسکے لیے خاص ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تمام لوگوں کیلئے۔

(۱۰۶۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ خَالِهِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِي الْاَحْوَصِ وَ قَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ فَقَالَ مُعَاذٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا لِهٰذَا خَاصَّةً اَوْ لَنَا عَامَّةً قَالَ بَلْ لَكُمْ عَامَّةً.

(۷۰۰۵) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی معنی کی حدیث روایت کی ہے۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ آیت اسی کے لیے خاص ہے یا ہمارے لیے عام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بلکہ تمہارے لیے عام ہے۔

(۱۰۶۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ وَ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ حَضَرْتَ مَعَنَا الصَّلَاةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ قَدْ غُفِرَ لَكَ.

(۷۰۰۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حد (کے جرم تک) پہنچ گیا ہوں۔ پس آپ مجھ پر حد قائم فرمائیں۔ نماز کا وقت ہو گیا تو اُس نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب نماز پوری کر چکا تو اُس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حد کے جرم تک پہنچ گیا ہوں' آپ میرے بارے میں اللہ کا فیصلہ قائم کریں۔ آپ نے فرمایا: کیا تو ہمارے ساتھ نماز میں شریک تھا؟ اُس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: تحقیق! تجھے معاف کیا جا چکا۔

(۱۰۶۲) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا شَدَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَ نَحْنُ قُعُودٌ مَعَهُ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ أَعَادَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ ثَالِثَةً وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو أُمَامَةَ فَاتَّبَعَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْصَرَفَ وَاتَّبَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْظُرُ مَا يَرُدُّ عَلَى الرَّجُلِ فَلَحِقَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ أَبُو أُمَامَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ حِينَ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ أَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّأْتَ فَأَحْسَنْتَ الْوُضُوءَ قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ثُمَّ شَهِدْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ حَدَّكَ أَوْ قَالَ ذَنْبَكَ.

(۷۰۰۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ مسجد میں تشریف فرما تھے اور ہم آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حد کے جرم تک پہنچ گیا ہوں' آپ مجھ پر حد قائم کریں۔ رسول اللہ ﷺ اس کے بارے میں خاموش رہے۔ اس نے پھر دوہرایا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حد کے جرم تک پہنچ گیا ہوں آپ مجھ پر حد قائم کر دیں۔ پس آپ اُس سے خاموش رہے اور نماز قائم کی گئی۔ جب اللہ کے نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ابوامامہ کہتے ہیں کہ وہ آدمی بھی نماز سے فارغ ہو کر آپ کے پیچھے ہو لیا اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا تا کہ میں دیکھوں کہ آپ اُس آدمی کو کیا جواب دیتے ہیں۔ پس وہ آدمی رسول اللہ ﷺ سے ملا تو اُس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں حد کے جرم تک پہنچ گیا ہوں' آپ مجھ پر حد قائم کریں۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اُس سے فرمایا: کیا خیال ہے کہ جب تم گھر سے نکلے تھے تو کیا تم نے اچھی طرح وضو نہ کیا تھا؟ اُس نے عرض کیا: کیوں نہیں! اے اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا: پھر تو ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہوا؟ اُس نے عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُس سے فرمایا: پس بے شک اللہ نے تیری حد کو معاف فرما دیا یا فرمایا: تیرے گناہ کو معاف کر دیا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں سات حدیثیں ہیں۔ ان میں نیکیوں سے برائیوں کے مٹنے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: ان رجلا اصاب من امرأة قبلة. اس رجل کی تعیین میں عمدۃ القاری (ج ۲ ص ۵۱۵) میں چھ اقوال نقل کیے ہیں

راجح یہ ہے کہ یہ ابوالیسر کعب بن عمرو سلمی ﷺ تھے یہ اہل بدر میں سے ہیں اسکی دلیل ترمذی کی صریح روایت ہے عن ابی الیسر قال اتتنی امراۃ تبتاع تمرا فقلت ان فی البیت تمرًا اطیب منه فدخلت معی فی البیت فاهویت الیها فقبّلتها: فاتیت ابابکر ﷺ فذکرت ذالك فقال اُستر علی نفسك وتب ولا تخبراحدا فلم اصبر فاتیت عمر ﷺ فذکرت ذالك له فقال اُستر علی نفسك ولا تخبر احدا فلم اصبر فاتیت النبیّ ﷺ فذکرت ذالك له فقال اخلفتَ غازیا فی سبیل الله فی اهله بمثل هذا حتی تمنی انه لم یکن اسلم الا تلك الساعة حتی ظنّ انّه من النار قال واطرق رسول الله ﷺ طویلاً حتی اوحی الیه اقم الصلوة طرفی النهاروزلفامن الیل ان الحسنات یذهبن السیئات ذالك ذکری للذاکرین قال ابوالیسر فاتیته فقرأها علیّ رسول الله ﷺ فقال اصحابه یارسول الله الهذا خاصة ام للناس عامة قال بل للناس عامة" هذا حدیث حسن صحیح غریب وابوالیسر اسمه کعب بن عمرو (ترمذی ج۲ص۶۱۲)

ابوالیسرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جو کھجوریں خرید رہی تھی سو میں نے کہا گھر میں اس سے عمدہ کھجوریں ہیں تو وہ میرے ساتھ گھر میں داخل ہوئی میں اسکی طرف جھکا پھر بوسہ دیا اسکی تقبیل کی (فوراً اللہ تعالیٰ کا خوف طاری ہوا) ڈرتا اور شرماتا ہوا اسکی معافی تلافی کیلئے میں ابوبکرؓ کے پاس آیا ان کے سامنے یہ ماجرا ذکر کیا انہوں نے کہا اپنے آپ پر پردہ پوشی کرو اور (گڑگڑا کر) توبہ کرو کسی کو نہ بتاؤ (کیونکہ گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے) لیکن مجھ سے نہ رہا گیا پھر حضرت عمر ﷺ کے پاس آیا ان کے سامنے سارا قصہ ذکر کیا انھوں نے بھی (یہی) کہا پردہ پوشی کر توبہ کر اور کسی کو بھی نہ بتا (لیکن گناہ کے وبال اور گرفت بالمآل کے خوف سے) میں صبر نہ کر سکا پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا انکو سارا قصہ کہہ سنایا تو انہوں نے فرمایا کیا تو نے اللہ کے راستے میں جانے والے مجاہد کے اہل کے ساتھ یہ کیا تو (خوف کے مارے) اس نے تمنا کی کہ کاش میں آج ہی اسلام قبول کرتا یہاں تک کہ اس نے گمان کرلیا کہ وہ جہنمی ہے راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی دیر تک سر جھکائے رکھا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اقم الصلٰوۃ...... نازل ہوئی ابوالیسر کہتا ہے پھر میں آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر تلاوت کی (جس سے ظاہر ہوا کہ تمہاری خطاً حسنات کی برکت سے مٹ گئی) صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ اسی کے لئے خاص ہے یا پوری امتً کے لوگوں کے لئے عام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ سب کیلئے عام ہے (یہ رب کی مجھ پر نعمت تام ہے) اس تفصیل سے پتہ چلا کہ یہ شخص ابوالیسر تھے۔

ملاعلی قاریؒ کہتے ہیں نیکی کی برکت سے صغیرہ گناہ کا معاف ہونا اور مٹ جانا اس امت کی خصوصیت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوئی۔ انه من خصوصیات هذه الامة المرحومة ببرکة نبی الرحمة (حاشیہ ترمذی تحت هذا الحدیث)

اس صحابی کا ابوبکرؓ وعمرؓ کے پاس جانا دلیل ہے کہ حضرت ابوبکرؓ پہلے اور عمرؓ دوسرے خلیفہ ہیں صحابہ اس کو پہلے سے سمجھتے تھے۔ اقم الصلوۃ طرفی النهار. دن کے دو کنارے یعنی صبح اور شام۔ ثعلبیؒ ابن عباسؓ کہتے ہیں اس سے فجر اور مغرب کی نماز مراد ہے۔

ضحاکؒ کہتے ہیں فجر اور عصر مراد ہے اور مقاتل نے بھی یہی کہا ہے۔ وزلفا من اللیل. زلف زلفۃ کی جمع ہے رات کا ابتدائی حصہ جو دن سے ملا ہوا ہے یا رات کا آخری حصہ جو دن (صبح) سے ملا ہوا ہو۔ ان الحسنات یذھبن السیئات ۔ یعنی نیکیاں صغیرہ گناہوں کو مٹانے والی ہیں۔ جمہور کا یہی قول ہے کہ نیکیوں سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں اور کبیرہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ نیکیوں پر مداومت سے صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں اور کبیرہ سے توبہ کی توفیق مل جاتی ہے نیکیوں سے صغیرہ کے معاف ہونے کا ذکر قرآن کریم کی دوسری آیت میں مذکور ہے۔ ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنه نکفر عنکم سیئاتکم (نساء ۳۱) اگر تم بڑے گناہوں سے بچو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو تمہارے چھوٹے گناہوں کو ہم مٹا دینگے۔ اسی طرح حدیث شریف میں ہے ان الصلوۃ الی الصلوۃ کفارۃ لما بینھما مااجتنبت الکبائر (فتح الباری ج ۸ ص ۴۵۵) بیشک ایک نماز دوسری نماز تک کے درمیان کا کفارہ اور گناہ مٹانے والی ہے جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب ہو ان دونوں نصوص سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حسنات سے چھوٹے گناہ اور خطائیں معاف ہوتی ہیں بڑے گناہوں سے توبہ ضروری ہے۔

مُرجئہ: انکا کہنا ہے کہ حسنات سے چھوٹے بڑے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں انکا استدلال اسی آیت کے عموم سے ہے کہ قرآن میں مطلقاً ہے۔ ان الحسنات یذھبن السّیّئات نیکیاں بدی کو لے جاتی ہیں۔

انکی دلیل کا جواب: اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آیت مطلق ہے اس لفظ السیئات کو مذکورہ بالا آیت اور حدیث سے مقید کر دیا گیا ہے کہ السیئات پر الف لام عہد کا ہے استغراق کا نہیں کہ گناہوں کی دو قسموں صغیرہ اور کبیرہ میں سے صغیرہ کیلئے یہ حکم ہے اگر اعمال صالحہ سے سب گناہ دھل جائیں اور مٹ جائیں تو حکم توبہ! چہ معنیٰ دارد؟ صغیرہ حسنات سے اور کبیرہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اس طرح تمام نصوص میں تطبیق اور ہر ایک کا اپنے محل پر صادق آنا واضح ہے۔

فائدہ! (۱) گناہوں کی تقسیم: یہ بات تفصیل طلب ہے کہ گناہوں کی تقسیم واقسام ہیں یا نہیں؟

(۱) ابن عباس اور محققین میں سے ابو اسحاق اسفرائنی کا مذہب ومختار قول یہ ہے کہ گناہوں کی تقسیم نہیں ہر گناہ گناہ کبیرہ ہے۔

دلیل: انکا استدلال یہی ہے کہ گناہ اور معصیت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نام ہے اور ظاہر ہے ذات باری تعالیٰ کی ادنیٰ سی حکم عدولی اور معمولی نافرمانی بھی سخت قبیح ہے اس لئے تقسیم کی کوئی حاجت نہیں سب برابر گناہ ہیں۔ ان سے بچنا لازمی ہے ابن عباسؓ نے گناہ کی تعریف یہ کی ہے ۔ کل شیٔ مانھی اللہ عنه فھو کبیرۃ. ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے وہ کبیرہ ہے۔

(۲) جمہور سلف وخلف محققین کا قول یہ ہے کہ گناہوں کی تقسیم ہے اور گناہ دو قسم پر ہیں (۱) صغیرہ (۲) کبیرہ۔

دلیل: جمہور کا استدلال قرآن کریم کی صریح آیات اور نصوص کثیرہ سے ہے جن میں گناہوں کی علیحدہ اقسام وانجام اور ان پر وارد ہونے والی سزاؤں کا ذکر ہے۔ کہ بعض صرف عمل صالح اور نیکیوں سے معاف ہو جاتے ہیں بعض توبہ سے بعض سزا بھگتنے اور تعزیر وحدود سے دھلتے ہیں۔ (۱) ویقولون یاویلتنا مالِ ھٰذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولاکبیرۃ الا احصھا ووجدوا ماعملوا حاضرا. (کہف ۴۹) وہ مجرم کہیں گے ہائے ہماری خرابی اس کتاب (اعمال نامہ) کو کیا ہوا اس نے نہ کوئی بڑا گناہ چھوڑا

نہ چھوٹا مگر سب کو اس نے محفوظ کر لیا اور جو کرتوت کئے ہونگے سب اپنے سامنے پائیں گے (۲) الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم. (نجم ۳۲) وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہ اور فحش چیزوں سے بچتے ہیں مگر چھوٹے گناہ۔ (ان کیلئے حسنیٰ ہے) (۳) ان تجتنبوا کبائر ماتنهون عنه نکفر عنکم سیئا تکم (نساء ۳۱) اسکا ترجمہ ابھی گزرا ہے۔ (۴) ان قتلهم کان خطأ کبیرا (بنی اسرائیل ۳۱) بیشک انکا قتل کرنا بہت بڑی خطاً اور گناہ ہے۔ (۵) انه کان حوبا کبیراً (نساء ۲) بیشک یہ (تیموں کا مال کھانا) بہت بڑا احرام اور گناہ ہے۔ ان پانچوں آیتوں سے واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ گناہ چھوٹے بڑے اور صغیرہ اور کبیرہ ہیں کہ ان آیات میں کبائر ، کبیرة ، کبیراً کے صریح الفاظ ہیں۔

قول اول کا جواب: ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی قبیح اور ناپسندیدہ ہے مگر انکے درمیان فرق ہے جیسے پہلی آیت لا یغادر صغیرة ولا کبیرة میں بالکل صریح تقسیم ہے۔ امام غزالیؒ نے کہا ہے: انکار الفرق بین الصغیرة والکبیرة لا یلیق بالفقه. صغیرہ اور کبیرہ کے درمیان فرق کا انکار کرنا فہم وفقہ کے لائق نہیں۔

فائدہ! (۲) صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی تعریف! اس میں چند اقوال ہیں۔

(۱) صغیرہ وہ گناہ ہیں جو نیک اعمال اور حسنات سے معاف ہو جاتے ہیں کبیرہ وہ گناہ ہیں جو صرف نیکیوں سے معاف نہیں ہوتے ان کیلئے توبہ شرط ہے۔ لیکن اس تعریف میں خفاء اور ابہام ہے کیونکہ یقینی فہرست ہمارے پاس نہیں کہ کون کون سے گناہ طاعات سے معاف ہو جاتے ہیں تاکہ انکے ماسوا کو کبیرہ کہا جاسکے اور توبہ کی جائے۔ (۲) جو گناہ اپنی ذات کے اعتبار سے مفسد ہو وہ کبیرہ ہے مثلاً شراب نوشی، زنا، اور جو اپنی ذات کے اعتبار سے مفسد نہ ہو بلکہ اسکا سبب ہو تو وہ صغیرہ ہے مثلاً مے خانہ کی طرف چل کر جانا یا غیر محرم کی طرف بدنیتی سے چل کر جانا کہ فی نفسہ چلنا گناہ نہیں لیکن برے نتیجے پر لے جانے کی وجہ سے گناہ ہے۔ (ابن قیمؒ، نانوتویؒ، شیخ الہندؒ)۔ (۳) صغیرہ اور کبیرہ آپس میں اضافی چیز ہیں کہ ہر گناہ مافوق کے اعتبار سے صغیرہ اور ماتحت کے اعتبار سے کبیرہ ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ لوگوں اور انسانوں کے مرتبے کے اعتبار سے ہیں کہ جو چیز عوام کے لئے کراہت کا درجہ رکھتی ہے خواص کیلئے حرمت کا درجہ ہوگا جیسے مشہور اصطلاح ہے۔ حسنات الا برار سیئات المقربین. لیکن یہ بھی شافی تعریف نہیں کیونکہ شراب نوشی اور زنا ایک دوسرے سے اوپر نیچے ہیں حالانکہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں۔ (۴) علامہ بارزیؒ کہتے ہیں کہ جس معصیت پر حد، لعنت یا کسی قسم کی وعید وارد ہوئی ہے وہ کبیرہ ہے یا ایسا عمل جو ان جیسے مفاسد یا ان سے بڑھ کر مفاسد پیدا کرتا ہو یا دینی حکم کی پرواہ کئے بغیر دیدہ دلیری سے کیا جائے یہ سب گناہ کبیرہ ہیں اسکے برعکس صغیرہ ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ صغیرہ اس وقت تک صغیرہ ہے جب آدمی اس پر مُصر نہ ہو اصرار سے صغیرہ صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ (۵) ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ لاصغیرة بالا صرار ولا کبیرة بالا ستغفار. کہ اصل مدار ارتکاب و عمل پر ہے کہ اگر صغیرہ پر اصرار و تکرار سے قائم رہے تو وہ کبیرہ ہو جائیگا اور اگر کبیرہ کے سرزد ہونے پر استغفار اور رونا دھونا کیا تو وہ بھی کبیرہ نہیں رہتا بلکہ صغیرہ کی طرح مٹا اور معاف کر دیا جاتا ہے (تحفۃ الرآص ۱۳۵) اللهم وفقنا لما تحبّ وترضیٰ واعف عنّا وجنّبنا عن المعاصی کلها.

فائدہ! (۳) کبیرہ گناہوں کی تعداد: گناہوں کی تعداد کے متعلق متعدد اقوال ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کبائر کی تعداد ستر ہے۔ سعید ابن جبیرؒ کہتے ہیں کہ کبائر کی تعداد سات سو تک ہے۔

صغیرہ کبیرہ کی عدم تعیین میں حکمت: کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کی تعریف اور تعیین میں ابہام رکھا گیا ہے تاکہ حقیر سمجھ کر بے پرواہ اور نڈر نہ ہو جائیں صغیرہ ہی تو ہے گناہ گناہ ہے اس سے بچنا لازمی ہے۔ ایسے گناہوں کا ذکر جو اعضاء و جوارح سے خاص ہیں۔

☆ چار کا تعلق دل سے ہے۔ (۱) اللہ سے شرک کرنا (۲) معصیت پر اصرار کرنا (۳) اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا۔ (۴) اللہ کے عذاب سے بے خوف اور نڈر رہنا۔

☆ چار کا تعلق زبان سے ہے۔ (۱) شہادۃ الزور یعنی جھوٹی گواہی (۲) پاک دامن مرد یا عورت پر تہمت لگانا (۳) جھوٹی قسم (۴) جادو کرنا یا سیکھنا۔

☆ تین کا تعلق پیٹ سے ہے (۱) یتیم کا مال کھانا (۲) سود اور بیاج کھانا (۳) شراب اور نشہ والی چیز پینا۔

☆ تین کا تعلق شرم گاہ سے ہے (۱) زنا (۲) لواطت یعنی اغلام بازی (۳) وطی فی الدبر کا حکم بھی یہی ہے۔

☆ پانچ کا تعلق ہاتھ سے ہے (۱) ناحق قتل کرنا (۲) چوری کرنا (۳) معصوم بچوں کو قتل کرنا (۴) رہزنی، ڈکیتی (۵) خیانت (امانت، غنیمت، شرکت وغیرہ میں)۔

☆ ایک کا تعلق پاؤں سے ہے میدان جنگ سے عین جنگ کے وقت بھاگنا۔

☆ ایک کا تعلق پورے بدن سے ہے والدین کی نافرمانی بے ادبی، حق تلفی۔ اس طرح کل تعداد اکیس ہوگئی۔[1]

☆ مزید بھی کچھ گناہ علماء نے تحریر کیے ہیں (۲۲) اپنی محارم (قرآن و حدیث میں حرام کردہ) عورتوں میں سے کسی سے نکاح کرنا (۲۳) جوا کھیلنا قمار بازی (۲۴) کفار کے ملک سے (ضرورت و ہمت ہوتے ہوئے بھی) ہجرت نہ کرنا (۲۵) کفار سے دوستی کرنا (۲۶) قدرت وقوت کے باوجود جہاد نہ کرنا (۲۷) مردار کا گوشت کھانا (۲۸) سور کھانا (۲۹) نجومی کاہن کی تصدیق کرنا (۳۰) ظلم و زیادتی اور دھوکہ فریب سے کسی کا مال لینا (۳۱) بلا عذر رمضان شریف کا روزہ چھوڑنا (۳۲) قطع تعلق کرنا (۳۳) ناپ تول میں کمی کرنا۔ (یہ گناہ ہاتھ کے شمار میں آسکتے ہیں۔ راقم)

(۳۴) نماز میں پس و پیش اور سستی کرنا (۳۵) مسلمانوں سے ناحق لڑنا (۳۸) اللہ کے رسول، قرآن، فرشتوں کو نہ ماننا اور سخت سست کہنا (۳۹) احکام اسلام کا مذاق اڑانا (۴۰) ارکان اسلام اور ضروریات دین نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کا انکار کرنا (۴۱) صحابہ کرام پر زبان کھولنا اور انہیں برا کہنا (۴۲) بلا عذر گواہی چھپانا (۴۳) رشوت لینا اور دینا (۴۴) میاں بیوی کے درمیان ناچاکی اور لڑائی کروانا (۴۵) بادشاہ سے چغلی کرنا (۴۶) غیبت کرنا (۴۷) اسراف و تبذیر فضول خرچی اور بے جا مال اُڑانا۔ (۴۸) زمین میں مال اور دین کے اندر فساد برپا کرنا (۴۹) صغیرہ پر اصرار و مداومت کرنا (۵۰) گناہوں پر مدد کرنا۔[2] (۵۱) گانا اور اسکا سامان وآلات بنانا یا مہیا کرنا یا اس میں کسی درجے میں شرکت کرنا (۵۲) لوگوں کے سامنے ستر کھولنا یا ایک تالاب و نہر میں بلا ازار وغیرہ

---

[1] ۴+۴+۳+۳+۵+۱+۱=۲۱

[2] انعامی اسکیموں کے ذریعے ناجائز کاروبار کی طرف راغب کرنا یا سودی لین دین کی ترغیب و تشہیر کرنا۔

اکٹھے نہانا (۵۳) بخل و کنجوسی کرنا (واجب کی ادائیگی میں)۔ (۵۴) خود کشی کرنا یا اپنے کسی عضو کو ضائع کرنا یا ہلاکت کے دہانے لے جانا (۵۵) نہ پاکی حاصل کرنا نہ غسل جنابت کرنا (۵۶) پیشاب سے احتیاط اور طہارت حاصل نہ کرنا (۵۷) تقدیر کا انکار کرنا (۵۸) کسی کو ایذا دینا (۵۹) عہد شکنی کرنا (۶۰) نسب میں طعنہ دینا (۶۱) شلوار کے پائنچے اور چادر (تکبر کی وجہ سے) ٹخنوں سے نیچے کرنا (۶۲) گمراہی بدعت نافرمانی کی طرف بلانا (۶۳) امیر سے عہد شکنی کرنا (۶۴) نوحہ اور بین کرنا (۶۵) بری رسمیں ایجاد کرنا (۶۶) مسلمان کی طرف دہار دار تیز چیز یا اسلحہ سے اشارہ کرنا (۶۷) ڈاڑھی منڈانا کتروانا (۶۸) اپنے محسن کی ناشکری کرنا (۶۹) اپنے حرم میں کجروی اور خیانت کرنا (۷۰) جاسوسی کرنا (ملک اور اداروں کی حفاظت واستحکام کیلئے مخبری کا نظام مستثنیٰ ہے) (۷۱) متعدد بیویوں کے درمیان باری میں انصاف نہ کرنا (۷۲) مسلمان کو یا کافر یعنی اے کافر کہنا (۷۳) حالت ایام ماہواری میں جماع کرنا (۷۴) غلہ کی گرانی اور مہنگائی سے خوش ہونا (کہ اس میں مسلمانوں کا نقصان ہے) (۷۵) جانور سے فعل بد کرنا (۷۶) اپنے علم پر عمل نہ کرنا (۷۷) دنیا کو دل میں جگہ دینا (۷۸) امارد (بے ریش خوبرو لڑکوں) کی طرف دیکھنا (۷۹) کسی کے گھر میں جھانکنا (۸۰) بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا (۸۱) طاقت کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا (۸۲) دیوث اور کمینہ ہونا (۸۳) مخنث بننا (۸۴) قرآن یاد کرنے اور سیکھنے کے بعد بھلا دینا (۸۵) حیوانات کو جلانا (۸۶) شوہر کی نافرمانی کرنا (۸۷) بیوی سے ظہار کرنا (۸۸) علماء وحفاظ کو حقیر جاننا وغیرہ (بحر الرائق لابن نجیم از مظاهر حق ج۱ص۴۳)

لمن عمل بھامن امتی. بخاری کی روایت میں ہے ۔لجمیع امتی کلھم یعنی اعمال حسنہ کا خطایا کو مٹانا پوری امت اور تمام مسلمانوں اور مسلمات کیلئے ہے۔ عالجت امراۃ ای استمتعت بھابالمعانقۃ و التقبیل وغیرہ یعنی بوس وکنار اور معانقہ سے لذت حاصل کی۔ مادون ان امسھا اس سے مس کامل یعنی جماع مراد ہے جیسے قرآن کریم میں لمس بمعنی جماع ہے۔ او لامستم النساء (نساء۴۳) لو سترت علی نفسک. اگر تو اپنے اوپر پردہ ڈالتا تو اللہ ستار وغفار ذات بھی تجھ پر ستاری فرماتے۔ اس میں صراحۃً اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اس قسم کی معصیت سرزد ہو جائے تو پردہ پوشی بہتر ہے۔ آدمی توبہ واستغفار کرے اظہار نہ کرے۔

حدیث سادس: اصبت حدا.

پہلا احتمال اس سے مراد وہی آدمی ہے جسکا قصہ ابن مسعود کی حدیث میں گزر چکا ہے۔ اس کا گمان یہ تھا کہ میرے اس عمل پر حد واجب اور نافذ ہوگی اور حقیقت میں اس عمل پر حد واجب نہ تھی۔ اس لئے آپؐ نے جاری نہیں کی اور بخشش کی خوشخبری سنائی۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ دوسرے آدمی کا قصہ ہو۔ پہلا احتمال صریح اور صحیح ہے اور سیاق وسباق کے موافق ہے۔ ابو بکر البرزنجیؒ کے الفاظ سے روایت ہے۔ ان رجلا اتی النبیؐ فقال یا رسول اللہ انی زنیت فاقم علیّ الحدّ. اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ قصہ کسی دوسرے آدمی کا ہے بشرطیکہ وہ قصہ صحیح ہو۔ (فتح الباری ج۱۲ص۱۳۴)

سوال! اس قصے کی صحت کی صورت میں یہ اشکال ہوگا کہ زنا گناہ کبیرہ ہے بلکہ اقبح الکبائر ہے تو وہ صرف نماز سے کیسے معاف ہوگیا؟

جواب! (۱) دراصل یہ روایت بالمعنی ہے اور دواعی زنا کو اس نے زنا کہہ کر اقامت حد کا کہا حقیقۃً اس سے زنا سرزد نہ ہوا تھا (۲) یا

خود آدمی نے اسکو زنا کہہ دیا حالانکہ وہ زنا نہ تھا (۳) یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسکا قصور موجب حد تھا لیکن نماز سے اسکے گناہ کا معاف ہونا صرف اسکی خصوصیت ہو۔ پہلی بات درست اور واضح ہے کہ یہ قصہ بھی ابوالیسر کا ہے جس سے موجب حد عمل سرزد نہ ہوا تھا۔

فائدہ! امام بخاری و دیگر محدثین و شراح نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر قاضی اور حاکم کے پاس کوئی خطاً کار آ کر حد کا مطالبہ کرے اور موجب حد عمل کی تفصیل اور سبب بیان نہ کرے تو قاضی اور جج اسکو مجمل سبب کی تفصیل پر مجبور نہ کرے اور ابہام و اشتباہ کی وجہ سے حد بھی جاری نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر ابوبکر برزنجیؒ کی روایت درست ہو تو اس میں بھی احناف کی دلیل ہے کہ قاضی کے سامنے ایک دفعہ اقرار کرنا حد جاری کرنے کیلئے کافی نہیں جب تک کہ چار دفعہ اصرار و تکرار کے ساتھ اقرار نہ کرے۔ باقی آپؐ نے مغفرت کی خوشخبری اس لئے دی کہ اس کے انداز اور لب و لہجہ سے پتہ چل رہا تھا کہ توبہ کر چکا ہے اور دل سے نادم ہے سچی توبہ سے گناہ معاف ہوا اور نماز سے صغیرہ معاف ہو گئے تو بخشش کا مستحق ہوا۔ واللہ اعلم۔[1]

(۱۹۰) باب قَبُوْلِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَاِنْ كَثُرَ قَتْلُهٗ

(۱۰۲۹) باب: قاتل کی توبہ کی قبولیت کے بیان میں اگرچہ اُس نے قتل کثیر کیے ہوں

(۱۰۶۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الصِّدِّيْقِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ نَفْسًا فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰى رَاهِبٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنَّهٗ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ لَا فَقَتَلَهٗ فَكَمَّلَ بِهٖ مِائَةً ثُمَّ سَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ اِنَّهٗ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ نَعَمْ وَمَنْ يَحُوْلُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ التَّوْبَةِ انْطَلِقْ اِلٰى اَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَاعْبُدِ اللّٰهَ تَعَالٰى مَعَهُمْ وَلَا تَرْجِعْ اِلٰى اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سَوْءٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰى اِذَا نَصَفَ الطَّرِيْقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهٖ اِلَى اللّٰهِ وَ قَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ اِنَّهٗ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ آدَمِيٍّ فَجَعَلُوْهُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَ الْاَرْضَيْنِ فَاِلٰى اَيَّتِهِمَا كَانَ اَدْنٰى فَهُوَ لَهٗ فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰى اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ قَالَ قَتَادَةُ فَقَالَ الْحَسَنُ ذُكِرَ لَنَا اَنَّهٗ لَمَّا اَتَاهُ الْمَوْتُ نَاٰى بِصَدْرِهٖ.

(۷۰۰۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی نے ننانویں جانوں کو قتل کیا۔ پھر اُس نے اہلِ زمین میں سے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ پس اُس کی ایک راہب (عبادت گزار) کی طرف راہنمائی کی گئی۔ وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا: اس نے ننانویں جانوں کو قتل کیا ہے۔ کیا اس کے لیے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ اُس (راہب) نے کہا: نہیں! پس اُس نے اس راہب کو قتل کر کے سو پورے کر دیئے پھر زمین والوں میں سے سب سے

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

بڑے عالم کے بارے میں پوچھا تو ایک عالم کی طرف اُس کی راہنمائی کی گئی۔ اُس نے کہا: میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے' کیا میرے لیے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ تو اُس (عالم) نے کہا: جی ہاں۔ اس کے اور توبہ کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بن سکتی ہے۔ تم اِس اِس جگہ کی طرف جاؤ۔ وہاں پر موجود کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں' تو بھی اُن کے ساتھ عبادت الٰہی میں مصروف ہو جا اور اپنے علاقے کی طرف لوٹ کر نہ آنا کیونکہ وہ بُری جگہ ہے۔ پس وہ چل دیا یہاں تک کہ جب آدھے راستہ پر پہنچا تو اُس کی موت واقع ہو گئی۔ پس اُس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے جھگڑ پڑے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ توبہ کرتا ہوا اپنے دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہوا آیا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا۔ پس پھر اُن کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں آیا۔ اُسے انہوں نے اپنے درمیان ثالث (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لیا۔ تو اُس نے کہا: دونوں زمینوں کی پیمائش کر لو۔ پس وہ جس زمین کے دونوں میں سے زیادہ قریب ہو وہی اُس کا حکم ہوگا۔ پس انہوں نے زمین کو ماپا تو اسی زمین کو کم پایا جس کا اُس نے ارادہ کیا تھا۔ پس پھر رحمت کے فرشتوں نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ حسن رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ذکر کیا گیا کہ جب اُس کی موت واقع ہوئی تو اُس نے اپنا سینہ اس زمین سے دور کر لیا تھا' (جہاں سے چلا تھا)۔

(۱۰۶۴) حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذِ نِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا الصِّدِّيْقِ النَّاجِيَّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا قَتَلَ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ نَفْسًا فَجَعَلَ يَسْاَلُ هَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَاَتٰى رَاهِبًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَيْسَتْ لَكَ تَوْبَةٌ فَقَتَلَ الرَّاهِبَ ثُمَّ جَعَلَ يَسْاَلُ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ قَرْيَةٍ اِلٰى قَرْيَةٍ فِيْهَا قَوْمٌ صَالِحُوْنَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاٰى بِصَدْرِهٖ ثُمَّ مَاتَ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَآئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَ مَلَآئِكَةُ الْعَذَابِ فَكَانَ اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَبُ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا.

(۷۰۰۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے ننانویں آدمیوں کو قتل کیا۔ پھر اُس نے پوچھنا شروع کر دیا کہ کیا اس کے لیے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ ایک راہب کے پاس آ کر پوچھا تو اُس نے کہا: تیرے لیے توبہ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اُس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر اُس نے دوبارہ پوچھنا شروع کر دیا اور ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف نکلا' جس میں نیک لوگ رہتے تھے۔ جب اُس نے کچھ راستہ طے کیا تو اُسے موت نے گھیر لیا۔ پس اُس نے سینہ کے بل سرک کر اپنی آبادی سے اپنے آپ کو دُور کر لیا۔ پھر مر گیا تو رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان اُس کے بارے میں جھگڑا ہوا تو وہ ایک بالشت نیک لوگوں کی بستی کے قریب تھا۔ پس اُسے اسی بستی والوں میں سے کر دیا گیا۔

(۱۰۶۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ وَ زَادَ فِيْهِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِيْ وَاِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِيْ.

(۷۰۱۰) یہ حدیث مبارکہ اس سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ البتہ اس میں اضافہ یہ ہے کہ: اللہ عزوجل نے اُس زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور اِس زمین کو حکم دیا کہ تو قریب ہو جا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں سو قتل کرنے والے کی توبہ کا ذکر ہے۔

حدیث اول: کان فیمن کان قبلکم رجل. بخاری شریف کی روایت میں ہے۔ **کان فی بنی اسرائیل رجل قبلکم.** رجل کی اس میں تعیین ہوگئی کہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ **فَدُلَّ علی راهب** اس کو ایک راہب کا پتہ بتایا گیا۔ ابن حجرؒ نے لفظ راہب سے حجت پکڑتے ہوئے کہا ہے کہ یہ واقعہ رفع عیسیٰ کے بعد کا ہے کیونکہ رہبانیت متبعین عیسیٰ نے انکی رفعت اور آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے بعد ایجاد کی تھی جیسے قرآن کریم میں ہے۔ **ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم الا ابتغاء** (الحدید ۲۷) اس میں تصریح ہے کہ رہبانیت نصاری نے رفع عیسیٰ کے بعد گھڑی ہے۔

فقال لا. اکثر شراح نے کہا ہے کہ اس جواب سے اس راہب کا عالم نہ ہونا مترشح ہوتا ہے۔ خالی عابد تھا متبحر عالم نہ تھا کما قال **القرطبی هذا دليل على قلة علم ذالك الراهب و عدم فطنته حيث لم يصب وجه الفتيا**.......... اس میں راہب کے کم علم اور کم فہم ہونے کی دلیل ہے کہ فتویٰ اور سائل کی کیفیت کو نہ سمجھ سکا۔ علامہ ابیؒ نے راہب کی حمایت میں یہ کہا ہے کہ دراصل ان دونوں راہبوں میں اختلاف تھا جیسے ہمارے دیار میں بعض مسائل میں محققین کا اختلاف ہوتا ہے۔ اس لئے وہ کم علم نہ تھا لیکن اسکے نزدیک اس ظالم کا جواب یہی تھا **لا توبة للقاتل** قاتل کی توبہ نہیں جس نے اپنی درندگی یہاں بھی دکھادی لیکن اللہ کی بے پایاں رحمت نے ایسے شخص کو بھی اپنی آغوش میں لے لیا۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ کم علم تھا یا اختلاف رکھتا تھا بہرصورت فتویٰ خلاف مصلحت دیا اگرچہ مسئلہ اجتہادی تھا لیکن قطعاً مایوسی اور ناامیدی کا حکم نہ لگاتا اسکی دلیل قاتل کی ندامت اور رجوع الی اللہ ہے اس لئے اسے مایوسی میں نہ ڈالتا (تو خود بھی بچ جاتا)

انطلق الی ارض کذا و کذا. اس دوسرے نے صحیح جواب دیا اپنی جان بھی بچائی اور اسکو بھی بخشش کی راہ دکھائی۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ تائب نافرمانی والی جگہ اور مجلس سے الگ ہو جائے۔ جگہ بھی بدلے اور احباب واصحاب بھی بدلے۔

صحبت صالح ترا صالح کند وصحبت طالح ترا طالح کند

تکملہ میں کمزور سے الفاظ میں معجم کبیر للطبرانی کے حوالہ سے پہلی بستی کا نام کفرۃ اور دوسری بستی صالحین کا نام نصرۃ ذکر کیا گیا ہے۔
وللہ درّ القائل و الناقل. روایت تو بظاہر کمزور نظر آتی ہے اس وقت معجم سامنے نہیں ورنہ سند سے فیصلہ کرنا آسان ہوتا بہرحال ان میں کوئی بعد نہیں اور صحت کے انکار کی کوئی دلیل بھی نہیں اس لئے دونوں نام درست ہیں اسی لئے ذکر کئے گئے ہیں اور ان میں کسی شرعی قاعدہ ومسئلہ کی مخالفت بھی نہیں۔ **واللہ اعلم و علمہ اتم.**

ولا ترجع الی ارضك فانها ارض سوء. اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ ایسی جگہ جہاں گناہوں کے اسباب وآلات، حالات وخیالات، اصوات واہیات، فحش ومنکرات، بے حجاب وعاریات ہوں وہاں سے دوری ضروری ہے اور اعمال وعقائد کے ماحول میں رہنے سہنے کی کوشش کی جائے۔ **وارض اللہ واسعة** (زمر ۱۰) اللہ کی زمین وسیع ہے۔

سوال! قاتل کی توبہ قبول ہوسکتی ہے اور صرف توبہ سے بخشش حاصل کرسکتا ہے یا نہیں؟ حالانکہ قتل حقوق العباد میں سے ہے اور حقوق

العباد صاحب حق کے معاف کئے بغیر معاف ہی نہیں ہو سکتے اور مقتول مظلوم صاحب حق کا معاف کرنا ممکن ہی نہیں۔
جواب! پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ قاتل کی توبہ قبول ہوتی ہے اس کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیات ہیں۔
(۱) والذین لا یدعون مع اللہ الھا آخرو لایقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذالک یلق اثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ و یخلد فیہ مھانا الا من تاب...... وکان اللہ غفورًا رحیما. (فرقان ۶۸۔۷۰) (رحمٰن کے بندے وہ ہیں......) جو اللہ کے ساتھ کسی ساجھی کو نہیں پکارتے اور ناحق محفوظ جان کو قتل نہیں کرتے مگر برحق اور زنا نہیں کرتے (یہ تو اچھے ٹھکانے والے) اور جو (شرک، قتل، زنا) ان کاموں کو کرے وہ ملا گناہ سے روز قیامت دُگنا اور شدید عذاب ہوگا اس کیلئے اور طویل مدت تک اس میں رسوا رہیگا مگر جس نے توبہ سچی کی......اللہ تو بخشنے اور رحم والے ہیں۔ الا من تاب سے استدلال ہے کہ توبہ کی وجہ سے عذاب و رسوائی سے نجات مل رہی ہے شرک قتل اور زنا جیسے گناہوں سے۔ (۲) ان اللہ لا یَغْفِرُان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء. (نساء ۴۸ و ۱۱۶) بیشک اللہ شرک کو معاف نہ کریگا اور اسکے سوا جسکو چاہیگا معاف فرمادیگا۔ اس میں بھی مادون ذالک میں قتل شامل ہے اور وہ بھی معاف ہو سکتا ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے اللہ نے باقاعدہ حکم دیکر فرمایا۔ (۳) قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (زمر ۵۳) اے میرے حبیب فرمادیجئے اے اپنی جانوں پہ زیادتی کرنے والے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اس کے شان نزول سے واضح ہے کہ اسد اللہ واسد رسولہ سید الشہداء حمزہؓ کے قاتل کی توبہ قبول ہوئی۔ (۴) نبیء عبادی انّی انا الغفور الرحیم (حجر ۴۹۔۵۰) آپ میرے بندوں کو خبر دیجئے میں تو بیشک بخشنے رحم کرنے والا ہوں اگر توبہ نہ کی تو پھر وان عذابی ھو العذاب الالیم. بیشک میرا عذاب!! تو دردناک عذاب ہے یہ آیت اگرچہ عمومی ہے لیکن ہے تو گناہ گاروں اور سیاہ کاروں کیلئے۔ اللہ والوں کیلئے تو الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (یونس ۶۲) اور لایحزنھم الفزع الاکبر (انبیاء ۱۰۳) تحیتھم یوم یلقونہ سلم. (ابراہیم ۲۳ احزاب ۴۴) کے مژدے ہیں آیات بخشش تو خطا کاروں کیلئے ہیں۔
جواب! دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ تائب قاتل کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور مظلوم و مقتول صاحب حق کو آپ ہی راضی فرماتے ہیں۔ ھذا ما قال ابن حجرؒ حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ حقوق العباد میں اصل عدم معافی ہے جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کرے معافی نہ ہوگی لیکن حق تلفی کرنے والا ظالم جب اپنی زندگی میں سچی توبہ کرے تو اسکی قبولیت کی امید ہے اور اللہ تعالیٰ مظلوم کو راضی کردینگے۔ اگر یہ نہ کہا جائے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ کسی قاتل کی توبہ قبول نہ ہو۔ کیونکہ اسکی صاحب حق سے معافی ممکن ہی نہیں رہی۔ ہاں وہ حقوق جو صاحب حق سے ادا کرکے یا عذر و معذرت کے معاف کرائے جاسکتے ہیں ان کیلئے یہی ہے کہ صاحب حق کے معاف کئے بغیر معاف نہ ہونگے۔
سوال! اس تقریر پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں ہے کہ عمداً قتل کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہیگا آپ کہتے ہیں توبہ قبول ہوتی ہے۔ آیت یہ ہے۔ ومن یقتل مؤمنا متعمد افجزاء ہ جھنم خالدافیھا (نساء ۹۳) اور جس نے قصداً مومن کو قتل کیا

اسکی سزا جہنم ہے ہمیشہ اس میں رہیگا۔

جواب! (۱) یہ اس کیلئے ہے جو قتل ناحق کو حلال سمجھے اور حرام کو حلال کہنا اور اسکا اعتقاد رکھنا کفر ہے تو صرف قتل عمد کی وجہ سے نہیں بلکہ **قتل مؤدی الی الکفر** کی وجہ سے دائما جہنم میں رہیگا و **لا اشکال فیہ لان الکافر یخلدفی النار**. (۲) خلود سے مراد مکث طویل ہے کہ اس اکبرالکبائر کی پاداش میں مدت طویلہ دوزخ میں رہیگا۔ (۳) یہ اس خاص آدمی کیلئے ہے جس نے ایسے آدمی کو قتل کیا جس پر دیت تھی پہلے دیت وصول کی پھر اسے قتل کر کے مرتد ہو گیا۔

☆ابن رُشدؒ کہتے ہیں کہ قاتل کی توبہ قبول ہوگی۔ حضرت علی، ابن عباس ؓ مجاہدؒ کا قول قبول توبہ کا ہے۔

☆باقی جن حضرات کا قول ہے کہ **لا توبۃ للقاتل** جیسے ابن عمر، زید بن ثابت، ابو ہریرۃ ؓ تو یہ زجر و توبیخ پر محمول ہوگا۔ یہ تقریر ابیؒ وقرطبیؒ کی ہے علامہ ابیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہوسکتا ہے انکی شریعت میں فساق کے علاقے کو چھوڑنا ضروری ہو۔ یا احتیاطاً وحفاظۃً چھوڑنے کا کہا۔ **اذا نصف الطریق**. یہ باب نصر اور ضرب سے ہے۔ **ای بلغ نصف الطریق** یعنی آدھے راستے کو پہنچا کہ موت نے آلیا۔ **جاء تائبا مقبلا بقلبہ الی اللہ**. قاضی عیاضؒ کہتے ہیں رحمت کے فرشتوں کا یہ کہنا اللہ کی طرف سے بتلانے پر تھا اور یہ صرف انہیں ملائکہ کو معلوم تھا کیونکہ اگر عذاب کے فرشتوں کو علم ہوتا تو وہ مخاصمت نہ کرتے۔

☆شیخ الاسلام فرماتے ہیں اصل بات یہ ظاہر ہو رہی ہے کہ ملائکہ عذاب کا کہنا ظاہر کے اعتبار سے تھا کہ **لم یعمل خیرا قط**: کبھی اس نے بھلائی کا منہ ہی نہ دیکھا۔ انہوں نے نفی کردی اور رحمت کے فرشتے تو رحمت والے ہیں انہوں نے اثبات کا حکم لگایا اور ظاہر ہے خیر کا اثبات بھلائی کی نفی سے اولی واقدم ہے۔ اس لئے رحمت کے فرشتوں کی بات راجح تھی لیکن منازعت اور جھگڑا پیدا ہونے کی وجہ سے ان پر اعتماد واعتبار نہ رہا بلکہ فیصلے کیلئے اور فرشتہ انسانی شکل میں منصف بن کر آیا اور درست فیصلہ ہوا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل تھا۔ **فیسوا مابین الارضین**. دونوں کو ماپ لو صالحین کی بستی کے زیادہ قریب تھا بس ملائکہ رحمت کے حق میں فیصلہ ہوا۔

سوال! جب آدمی سچی توبہ کرلے اور حقوق کی ادائیگی میں اپنی ہمت کے مطابق کوشش کر چکا تو اسکی توبہ درست اور گناہ معاف ہو چکا پھر اسکا ہجرت والی جگہ صالحین کی بستی کے قریب ہونا کیسے معلق کیا گیا توبہ تو ہو چکی اب قُرب وبُعد سے تعلیق کا کیا معنیٰ ہے۔

جواب! دارالہجرت کے قریب ہونا اور پیمائش کرنا اسکی توبہ کے مُعلق ہونے کیلئے نہیں بلکہ یہ فرشتوں کی اطلاع کیلئے تھا۔ اب ملائکہ پر واضح ہو گیا کہ اس نے مقدور بھر کوشش کی اور صالحین کی بستی کے قریب ہو چکا۔ **نای بصدرہ** گرتے گرتے اپنا سینہ دارالہجرت کی طرف کرلیا اس سے معلوم ہوا توبہ کیلئے جو کچھ ہوسکتا ہے کرے صرف استغفار پڑھ کر بے خوف نہ ہو جائے پھر بھی اگر کمی رہی تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وقدرت سے پورا فرما دیں گے۔

ملے خاک میں اہل شان کیسے کیسے — مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے — زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
جا گنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے — حشر تک سونا پڑے گا خاک کے سائے تلے

فاعتبروا یا اولی الابصار ۔اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا (۱) عالم صرف عابد سے افضل ہے (۲) مفتی کو چاہیئے کہ فتویٰ سمجھ کراور جانچ پرکھ کر دے ورنہ دنیا وآخرت دونوں کا نقصان اٹھائیگا۔[1]

(۱۹۱) باب فِیْ سِعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَفِدَاءِ كُلِّ مُسْلِمٍ بِكَافِرٍ مِنَ النَّارِ

(۱۲۲۸) باب: اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت اور جہنم سے نجات کے لئے ہر مسلمان کا فدیہ کافر کے ہونے کے بیان میں

(۱۰۶۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ دَفَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا فَیَقُوْلُ هٰذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ.

(۷۰۱۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ رب العزت ہر مسلمان کی طرف یہودی یا نصرانی بھیجے گا اور کہے گا: یہ جہنم سے تیرا فدیہ وبدلہ ہے۔

(۱۰۶۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ عَوْنًا وَسَعِیْدَ بْنَ اَبِیْ بُرْدَةَ حَدَّثَاهُ اَنَّهُمَا شَهِدَا اَبَا بُرْدَةَ یُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمُوْتُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ اِلَّا اَدْخَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ النَّارَ یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا قَالَ فَاسْتَحْلَفَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحَلَفَ لَهُ قَالَ فَلَمْ یُحَدِّثْنِیْ سَعِیْدٌ اَنَّهُ اسْتَحْلَفَهُ وَلَمْ یُنْكِرْ عَلٰی عَوْنٍ قَوْلَهُ.

(۷۰۱۲) حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عون اور سعید بن ابو بردہ کی موجودگی میں ابو بردہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بھی مسلمان آدمی فوت ہوتا ہے اُس کے بدلے اللہ تعالیٰ یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل کرتے ہیں۔ پس عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابو بردہ کو تین بار اُس ذات کی قسم دی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ واقعی اُس کے باپ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ تو انہوں نے ان کے سامنے قسم اُٹھائی۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے سعید نے قسم لینے کو بیان نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے عون کے اس قول پہ انکار کیا۔

(۱۰۶۸) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی جَمِیْعًا عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِیْثِ عَفَّانَ وَ قَالَ عَوْنُ بْنُ عُتْبَةَ.

(۷۰۱۳) یہ حدیث اس سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

---

[1] نووی ۔ المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۱۰۶۹) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ اَبِیْ رَوَّادٍ حَدَّثَنَا حَرَمِیُّ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا شَدَّادٌ اَبُوْ طَلْحَةَ الرَّاسِبِیُّ عَنْ غَیْلَانَ بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ بِذُنُوْبٍ اَمْثَالِ الْجِبَالِ فَیَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَهُمْ وَ یَضَعُهَا عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی فِیْمَا اَحْسِبُ اَنَا قَالَ اَبُوْ رَوْحٍ لَا اَدْرِیْ مِمَّنِ الشَّكُّ قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ فَحَدَّثْتُ بِهٖ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَقَالَ اَبُوْكَ حَدَّثَكَ هٰذَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ نَعَمْ.

(۷۰۱۴) حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن مسلمانوں میں سے بعض لوگ پہاڑوں کے برابر گناہوں کو یہودیوں اور نصرانیوں پر ڈال دیں گے۔ آگے راوی کو شک ہے۔ راوی ابو روح نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ شک کس کو ہوا ہے۔ ابو بردہ نے کہا: میں نے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت کی تو انہوں نے کہا: تیرے باپ نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے بیان کی؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

(۱۰۷۰) حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِیِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا كَیْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِی النَّجْوٰی قَالَ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ یُدْنَی الْمُؤْمِنُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰی یَضَعَ عَلَیْهِ كَنَفَهٗ فَیُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ فَیَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُ فَیَقُوْلُ (اَیْ) رَبِّ اَعْرِفُ قَالَ فَاِنِّیْ قَدْ سَتَرْتُهَا عَلَیْكَ فِی الدُّنْیَا وَاِنِّیْ اَغْفِرُهَا لَكَ الْیَوْمَ فَیُعْطٰی صَحِیْفَةَ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَیُنَادٰی بِهِمْ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَی اللّٰهِ.

(۷۰۱۵) حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ نے نبی ﷺ سے سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن ایک مؤمن اپنے ربّ کے قریب کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اللہ اُس پر اپنی رحمت کا پردہ ڈال دے گا پھر اُس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروایا جائے گا۔ پھر اللہ فرمائے گا: کیا تو (گناہوں کو) جانتا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے ربّ! میں جانتا ہوں (اقرار کرتا ہوں)۔ اللہ فرمائے گا: میں نے دُنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا ہے اور آج کے دن تیرے گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ پھر اسے اُسکی نیکیوں کا اعمال نامہ دیا جائے گا اور کفار و منافقین کو علی الاعلان لوگوں کے سامنے بلایا جائے گا اور کہا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں ان میں اللہ کی رحمت اور مومن کے بدلہ جہنم کیلئے کافر کے فدیے کا ذکر ہے۔

باب کا مذکورہ عنوان طبع شدہ مسلم کے حاشیہ میں درج ہے شیخ الاسلام نے ان پانچ احادیث کیلئے نیا عنوان قائم نہیں کیا بلکہ توبۃ القاتل کے تحت انہیں بھی درج کیا ہے۔ علامہ ابیؒ نے اسکا عنوان باب فداء کل مسلم بکافر من النار لکھا ہے اور یہی صواب و برمحل ہے۔ کیونکہ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ اسی کتاب میں قریب ہی گزرا ہے نیز ان احادیث میں اجزاء رحمت وسعت اور رحمت کا ذکر بھی نہیں صرف ستاری اور غفاری کا ذکر ہے جو فکاك من النار میں موجود ہے

حدیث اول: هذا فكاك من النار۔ نوویؒ کہتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان (بھلے مومن ہو یا کافر) کیلئے دو ٹھکانے بنائے ہیں ایک جنت میں اور ایک دوزخ میں جب مومن جنت میں جاتا ہے تو کافر اسکا جہنم کا حصہ لیتا ہے اور مومن اسکی جنت کا۔ مومن عمل صالح کر کے مستحق ہوا اور کافر کفر و بداعتقادی کی وجہ سے محروم ہوا۔ قرآن کریم میں اسی کو وراثت اور توریث کہا گیا ہے کیونکہ وراثت دوسرے کی ملک سے اپنی طرف منتقل ہونے کو کہتے ہیں اہل جنت سے کہا جائیگا: تلك الجنة التي اورثتموها بما كنتم تعملون (زخرف ۷۲) یہ وہ جنت ہے جسکے تم وارث ہوئے بسبب ان اعمال کے جو تم (دُنیا میں) کرتے تھے۔ اسکا حاصل یہ ہے کہ کافر اپنی بداعتقادی کی وجہ سے محروم ہوا اور نہ یہ مطلب نہیں جیسے کہ مسلمان کو جنت میں پہنچانا اور دوزخ سے بچانا تھا اس لئے کافر کو جھونک کر مسلمان کو بچالیا گیا۔

حدیث ثانی: فاستحلفه عمر بن عبد العزيز یعنی عمر بن عبدالعزیز نے اطمینان اور مزید پختگی کیلئے قسم لی اس بشارت عظمیٰ کی وجہ سے سب مسلمان مسرور ہوئے۔ اس حدیث کے متعلق عمر بن عبدالعزیزؒ اور امام شافعیؒ سے منقول ہے هذا الحديث ارجى حديث للمسلمين. یہ حدیث مسلمانوں کو سب سے زیادہ امید دلانے والی ہے۔ ولم ينكر علي عون. اس میں عون جو قسم کے قصہ کے راوی ہیں اس پر کسی قسم کی نکیر و اعتراض نہیں کیا گیا بلکہ خاموشی اختیار کی گئی جسکا مطلب یہ ہے کہ عون کی روایت قابل تردید نہیں بلکہ درست ہے۔

حدیث رابع: فيغفرها الله لهم. پہاڑوں کی مانند گناہوں کو معاف کردینگے (۱) توبہ کی وجہ سے (۲) اپنی خاص رحمت سے لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون (انبیاء ۲۳) ولا يخاف عقبها (الشمس ۱۵) يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء. (آل عمران ۱۲۹)

فائدہ! اس سے کوئی متعین شخص یہ نہ سمجھ لے کہ گناہ تو معاف ہو ہی جائیں گے اجتناب کی کیا ضرورت ہے یا اعمال کی مشقت کیونکر اٹھاؤں پتہ نہیں یہ عنایت و مغفرت کس خوش بخت کے نصیب میں ہوگی۔ نصوص ظاہرہ کا مقتضیٰ یہی ہے کہ گناہ قابل گرفت ہیں ان سے بچنا اور توبہ کرنا ضروری ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ الكيّس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هوا ها و تمنى على الله (مشکوٰۃ ۴۵۱) زیرک آدمی وہ ہے جس نے نفس کو سدھارا اور موت کے بعد کی گھاٹیوں کیلئے تیاری کی اور عاجز اور ہارا ہوا وہ ہے جس نے نفس کو اسکی خواہشات و شہوات کے پیچھے (بے لگام) چھوڑ دیا اور اللہ پر امیدیں باندھیں۔ ويضعها على اليهود و النصارى اور انکے گناہ لاد دینگے یہود و نصاری پر اور مومنین و مومنات کو معاف کردینگے۔ اسکا حاصل یہ ہے کہ ان پر انکے اپنے گناہ رکھ دینگے اور مسلمانوں پر رکھنے کی بجائے بخش دینگے۔ کیونکہ یہ مسلم اصول ہے کہ وہاں کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائیگا۔ لا تزر وازرة وزر اخرى (نجم ۳۸) يضعها کی ھا ضمیر مونث جنس ذنوب کی طرف راجع ہے مسلمانوں کے گناہوں کی طرف نہیں۔

حدیث خامس: في النجوى. هي ماتكلّم به المرأ يُسْمِعُ نفسَه ولا يسمع غيره او يسمع غيره سرا دون من يليه. راز اور سرگوشی جو آدمی صرف خود سنے یا اپنے قریب والا سنے تیسرا نہ سنے۔ حدیث باب میں نجویٰ سرگوشی سے اللہ تعالیٰ کی

مناجات مراد ہے جو اپنے بندوں سے فرمائیں گے کہ کفار نہ سنیں گے عدالت کے کٹہرے میں تو سب ہونگے لیکن مومنین پر ستاری فرمائیں گے جسکا متن میں ذکر ہے۔ حتي يضع عليه كنفه . كنف بمعنی جانب کنارہ، پردہ کہ اللہ تعالیٰ كما يليق بشانه اپنے حجاب میں لیکر اسے فرمائیں گے۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ احادیث باب کے مجموعے اور مفہوم سے گناہ گاروں کی چار قسمیں واضح ہوتی ہیں اسکی تفصیل یہ ہے کہ تمام گناہ گاروں کی اوّلاً دو قسمیں ہیں۔ (۱) جن کے گناہ مابينه و بين ربه ہونگے (۲) جسکے گناہ بينه و بين العباد ہونگے۔ پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں کل چار ہوئیں۔

(۱) جن کے گناہ اللہ اور بندے کے درمیان ہوں اور دنیا میں پوشیدہ ہوں ان پر ستاری کا معاملہ ہوگا جیسے حدیث باب میں صراحۃً موجود ہے۔ (۲) گناہ تو بندے اور اللہ کے درمیان ہیں لیکن معروف و مشہور ہیں حدیث کے مفہوم مخالف سے اسکا حکم پہلے کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔ (۳) گناہ بندوں کے درمیان ہوں اور سیئات حسنات سے بڑھ جائیں تو یہ جہنم میں جائیں گے پھر شفاعت و رحمت سے نکالے جائیں گے۔ واما من خفت موازينه فامه هاويه............ (۴) گناہ بندوں کے درمیان ہوں اور نیکی بدی برابر ہو تو ان کیلئے لینے پر جنت کا فیصلہ ہوگا۔ انتهٰى كلامه. (۵) یہ قسم بھی بڑھانی چاہئے نیکیاں برائیوں سے بڑھ جائیں تو جنت میں جائیں گے۔ فاما من ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية .[1]

(۱۹۲) باب حَدِيثِ تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

(۱۲۲۹) باب: حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے دو ساتھیوں کی توبہ کی حدیث کے بیان میں

(۱۰۷۱) حَدَّثَنَا اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو (بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو) بْنِ سَرْحٍ مَوْلٰى بَنِيْ اُمَيَّةَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثُمَّ غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ وَهُوَ يُرِيْدُ الرُّوْمَ وَ نَصَارَى الْعَرَبِ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ وَ كَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيْثَهٗ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهُ اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ يُرِيْدُوْنَ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا وَكَانَ مِنْ خَبَرِيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَ مَفَازًا وَاسْتَقْبَلَ عَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلَا لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

الَّذِیْ یُرِیْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الدِّيْوَان قَالَ كَعْبٌ فَقَلَّ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يَتَغَيَّبَ يَظُنُّ اِنَّ ذٰلِكَ سَيَخْفٰى لَهٗ مَالَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْیٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ فَاَنَا اِلَيْهَا اَصْعَرُ فَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَطَفِقْتُ اَغْدُوْ لِكَیْ اَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا وَاَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ اَنَا قَادِرٌ عَلٰى ذٰلِكَ اِذَا اَرَدْتُ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ يَتَمَادٰى بِیْ حَتّٰى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَادِيًا وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جَهَازِیْ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ يَتَمَادٰى بِیْ حَتّٰى اَسْرَعُوْا وَ تَفَارَطَ الْغَزْوُ فَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ فَيَا لَيْتَنِیْ فَعَلْتُ ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِكَ لِیْ فَطَفِقْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِی النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحْزُنُنِیْ اَنِّیْ لَا اَرٰى لِیْ اِسْوَةً اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ فِی النِّفَاقِ اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِیْ (رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ) حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِی الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِیْ عِطْفَيْهِ فَقَالَ لَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ رَاٰى رَجُلًا مُبَيِّضًا يَزُوْلُ بِهِ السَّرَابُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُنْ اَبَا خَيْثَمَةَ فَاِذَا هُوَ اَبُوْ خَيْثَمَةَ الْاَنْصَارِیُّ وَهُوَ الَّذِیْ تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ حِيْنَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُوْنَ فَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوْكَ حَضَرَنِیْ بَثِّیْ فَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَاَقُوْلُ بِمَ اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا وَاَسْتَعِيْنُ عَلٰى ذٰلِكَ كُلَّ ذِیْ رَاْیٍ مِنْ اَهْلِیْ فَلَمَّا قِيْلَ لِیْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّی الْبَاطِلُ حَتّٰى عَرَفْتُ اَنِّیْ لَنْ اَنْجُوَ مِنْهُ بِشَیْءٍ اَبَدًا فَاَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ وَصَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَادِمًا وَكَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ حَتّٰى جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ اَمْشِیْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِیْ مَا خَلَّفَكَ اَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا لَرَاَيْتُ اَنِّیْ سَاَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ بِعُذْرٍ وَلَقَدْ اُعْطِيْتُ جَدَلًا وَلٰكِنِّیْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهٖ عَنِّیْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يُسْخِطَكَ عَلَیَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَیَّ فِيْهِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ فِيْهِ عُقْبَى اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِیْ عُذْرٌ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّیْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِیَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِیْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِیْ فَقَالُوْا لِیْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا لَقَدْ عَجَزْتَ فِیْ اَنْ لَا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ (بِهٖ) اِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ فَقَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ

اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِي حَتّٰى اَرَدْتُ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاُكَذِّبَ
نَفْسِي قَالَ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ مِنْ اَحَدٍ قَالُوْا نَعَمْ لَقِيَهُ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ
مَا قِيْلَ لَكَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوْا مُرَارَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ الْعَامِرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ قَالَ فَذَكَرُوْا لِي رَجُلَيْنِ
صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا اُسْوَةٌ قَالَ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِي قَالَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ
كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ قَالَ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ اَوْ قَالَ تَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ لِي فِي نَفْسِي
الْاَرْضُ فَمَا هِيَ بِالْاَرْضِ الَّتِي اَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَاَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوْتِهِمَا
يَبْكِيَانِ وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلَاةَ وَاَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي
اَحَدٌ وَآتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَاَقُوْلُ فِي نَفْسِي هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ
السَّلَامِ اَمْ لَا ثُمَّ اُصَلِّي قَرِيْبًا مِنْهُ وَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِي نَظَرَ اِلَيَّ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ اَعْرَضَ عَنِّي
حَتّٰى اِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي
وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ لَهُ يَا اَبَا قَتَادَةَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَنَّ اَنِّي
اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهُ فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ فَفَاضَتْ
عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِي فِي سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ نَبَطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ
بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهُ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ مَنْ يَدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهُ اِلَيَّ حَتّٰى جَاءَنِي فَدَفَعَ
اِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ وَكُنْتُ كَاتِبًا فَقَرَاْتُهُ فَاِذَا فِيْهِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ
اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ قَالَ فَقُلْتُ حِيْنَ قَرَاْتُهَا وَهٰذِهِ اَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَتَيَامَمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ
فَسَجَرْتُهَا بِهَا حَتّٰى اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَاْتِيْنِي فَقَالَ
اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ قَالَ فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا قَالَ
فَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ قَالَ فَقُلْتُ لِامْرَاَتِي الْحَقِي بِاَهْلِكِ فَكُوْنِي عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِي هٰذَا
الْاَمْرِ قَالَ فَجَاءَتِ امْرَاَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ
لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكِ فَقَالَتْ اِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ اِلٰى شَيْءٍ وَوَاللّٰهِ مَا
زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهِ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهِ هٰذَا قَالَ فَقَالَ لِي بَعْضُ اَهْلِي لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي
امْرَاَتِكَ فَقَدْ اَذِنَ لِامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهُ قَالَ فَقُلْتُ لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يُدْرِيْنِي مَاذَا
يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهُ فِيْهَا وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ قَالَ فَلَبِثْتُ بِذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ فَكَمَلَ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً
مِنْ حِيْنَ نَهٰى عَنْ كَلَامِنَا قَالَ ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا اَنَا

جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ (عَزَّ وَجَلَّ) مِنَّا قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ. سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى سَلْعٍ يَقُوْلُ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ اَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ اَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ قَالَ وَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا فَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ رَجُلٌ اِلَيَّ فَرَسًا وَسَعٰى سَاعٍ مِنْ اَسْلَمَ قِبَلِيْ وَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ فَكَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا اِيَّاهُ بِبِشَارَتِهٖ وَاللّٰهِ مَا اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا فَانْطَلَقْتُ اَتَاَمَّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنِيْ بِالتَّوْبَةِ وَيَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ (وَ) حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّاَنِيْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهٗ قَالَ فَكَانَ كَعْبٌ لَا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ وَ يَقُوْلُ اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ قَالَ فَقُلْتُ اَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَانَ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ قَالَ وَ كُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ قَالَ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قَالَ فَقُلْتُ فَاِنِّيْ اُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِيْ بِخَيْبَرَ قَالَ وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ اِنَّمَا اَنْجَانِيْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ لَا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ قَالَ فَوَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اِلٰى يَوْمِي هٰذَا) اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِي اللّٰهُ (بِهٖ) وَوَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُ كِذْبَةً مُنْذُ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيَ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ حَتّٰى بَلَغَ ﴿اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ [التوبة:١١٧، ١١٨] (حَتّٰى بَلَغَ): ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ [التوبة:١١٩] قَالَ كَعْبٌ وَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اِذْ هَدَانِي اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا اَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ وَ قَالَ اللّٰهُ: ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ﴾ قَالَ

كَعْبٌ كُنَّا خُلِّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولَئِكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَلَفُوا لَهُ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللَّهُ فِيهِ فَبِذَلِكَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا﴾ وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ مِمَّا خُلِّفْنَا تَخَلُّفَنَا عَنِ الْغَزْوِ وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ.

(۷۰۱۶) حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ کو غزوۂ تبوک پیش آگیا اور آپ روم اور عرب کے نصاریٰ کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا: مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی کہ عبداللہ بن کعب نے کہا جو حضرت کعب کو نابینا ہونے کی حالت میں لے کر چلنے والے بیٹے تھے کہ میں نے حضرت کعب بن مالک سے سنا' انہوں نے اپنی وہ حدیث بیان کی جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے غزوات میں سے غزوۂ تبوک کے علاوہ کسی بھی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا اور غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا لیکن آپ نے اس میں پیچھے رہ جانے والوں میں سے کسی شخص پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان قریش کے قافلہ کو لوٹنے کے ارادہ سے نکلے۔ یہاں تک کہ اللہ نے مسلمانوں اور اُن کے دشمنوں کے درمیان غیر اختیاری طور پر مقابلہ کروا دیا اور میں بیعت عقبہ کی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا۔ جب ہم نے اسلام پر وعدہ و میثاق کیا تھا اور مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ میں اس رات کے بدلے جنگِ بدر میں شریک ہوتا گو غزوۂ بدر لوگوں میں اس رات سے زیادہ معروف و مشہور ہے اور غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا میرا واقعہ یہ ہے کہ میں اس غزوہ کے وقت جتنا مالدار اور طاقتور تھا اُتنا اس سے پہلے کسی غزوہ کے وقت نہ تھا۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے کبھی بھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں' یہاں تک کہ میں نے دو سواریوں کو اس غزوہ میں جمع کر لیا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سخت گرمی میں جہاد کیا اور بہت لمبے سفر کا ارادہ کیا اور راستہ' جنگل بیابان اور دُشوار تھا اور دشمن بھی کثیر تعداد میں پیش نظر تھے۔ پس آپ نے مسلمانوں کو اِن معاملات کی پوری پوری وضاحت کر دی تاکہ وہ ان کے ساتھ جنگ کے لیے مکمل طور پر تیاری کر لیں اور جس طرف کا آپ کا ارادہ تھا' واضح کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان کثیر تعداد میں تھے اور انہیں کسی کتاب و رجسٹر میں درج نہیں کیا گیا تھا۔ کعب نے کہا: بہت کم لوگ ایسے تھے جو اس گمان سے اس غزوہ سے غائب ہونا چاہتے ہوں کہ ان کا معاملہ آپ سے مخفی و پوشیدہ رہے گا۔ جب تک اللہ ربّ العزت کی طرف سے اس معاملہ میں وحی نہ نازل کی جائے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ غزوہ اُس وقت کیا تھا جب پھل پک چکے تھے اور سائے بڑھ چکے تھے اور مجھے ان چیزوں کا بہت شوق تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے تیاری کی اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ (تیاری کی)۔ پس میں نے بھی صبح کو ارادہ کیا تاکہ میں بھی اُن (دیگر مسلمانوں) کے ساتھ تیاری کروں لیکن میں ہر روز واپس آ جاتا اور کوئی فیصلہ نہ کر پاتا اور اپنے دِل ہی دِل میں کہتا کہ میں اس بات پر قادر ہوں جب جانے کا ارادہ کروں گا' چلا جاؤں گا۔ پس مسلسل میرے ساتھ اِسی طرح ہوتا رہا اور لوگ مسلسل اپنی کوشش میں مصروف رہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح مسلمانوں کو ساتھ لیا اور چل دیئے لیکن میں اپنی تیاری کے لیے کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا۔ میں نے صبح کی تو

واپس آ گیا اور کچھ بھی فیصلہ نہ کر پایا۔ پس میں اسی کشمکش میں مبتلا رہا یہاں تک کہ مجاہدین آگے بڑھ گئے اور غزوہ شروع ہو گیا۔ پس میں نے ارادہ کیا کہ میں کوچ کروں گا اور اُن کو پہنچ جاؤں گا۔ کاش! میں ایسا کر لیتا لیکن یہ بات میرے مقدر میں نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد جب میں باہر لوگوں میں نکلتا تو یہ بات مجھے غمگین کر دیتی کہ میں کسی کو پیروی کے قابل نہ پاتا تھا' سوائے اُن لوگوں کے جنہیں نفاق کی تہمت دی جاتی تھی یا وہ آدمی جسے کمزوری اور ضعیفی کی وجہ سے اللہ نے معذور قرار دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے تبوک پہنچنے تک میرا ذکر نہ کیا۔ پھر آپ نے تبوک میں لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے فرمایا: کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنی سلمہ میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اُس کی چادر نے اُس کو روک رکھا ہے اور اس کے دونوں کناروں کو دیکھنے نے روکا ہے۔ اُس آدمی سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے جو کہا اچھا نہیں کہا۔ اللہ کی قسم' اے اللہ کے رسول! ہم اُس کے بارے میں سوائے بھلائی کے کوئی بات نہیں جانتے۔ (یہ سُن کر) رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ اسی دوران آپ نے ایک سفید لباس میں ملبوس آدمی کو دھول اُڑاتے ہوئے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (شاید) ابوخیثمہ ہو؟ وہ واقعۃً ابوخیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ ہی تھے اور یہ وہی تھے جنہیں منافقین نے طعنہ پر کھجور کا ایک صاع صدقہ کیا تھا۔ کعب بن مالک نے کہا: جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس آ رہے ہیں تو میرا غم دوبارہ تازہ ہو گیا اور میں جھوٹی باتیں گھڑنے کے لیے سوچنے لگا اور میں کہتا تھا کہ کل میں رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی سے کیسے بچ سکوں گا اور میں نے اس معاملہ پر اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک سے مدد طلب کی۔ جب مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ قریب پہنچ چکے ہیں تو میرے دل سے جھوٹے بہانے اور عذر نکل گئے اور میں نے جان لیا کہ میں آپ سے کسی جھوٹی بات کے ذریعہ کبھی نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ پس میں نے سچ بولنے کی ٹھان لی اور رسول اللہ ﷺ اگلی صبح تشریف لے آئے اور آپ جب بھی سفر سے تشریف لاتے ابتداء مسجد میں تشریف لے جاتے' دو رکعات ادا کرتے پھر لوگوں سے (حالات وغیرہ) دریافت کرنے کے لیے تشریف فرما ہوتے۔ پس جب آپ یہ کر چکے تو پیچھے رہ جانے والے آپ کے پاس آئے اور قسمیں اُٹھا کر آپ سے اپنے عذر پیش کرنے لگے اور ایسے لوگ اسّی سے کچھ زائد تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اُن کے ظاہری عذروں کو قبول کر لیا اور اُن سے بیعت کی اور اُن کے لیے مغفرت طلب کی اور اُن کے باطنی معاملہ کو اللہ عزوجل کے سپرد کر دیا' یہاں تک کہ میں حاضر ہوا۔ میں نے جب سلام کیا تو آپ ناراض آدمی کے مسکرانے کی طرح مسکرائے۔ پھر فرمایا: اِدھر آؤ۔ پس میں چلتا ہوا آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو آپ نے مجھے فرمایا: تجھے کس بات نے پیچھے کر دیا؟ کیا تو نے اپنی سواری نہ خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم اگر میں آپ کے علاوہ دُنیا والوں میں سے کسی کے پاس بیٹھا ہوتا تو مجھے معلوم ہے کہ میں کوئی عذر پیش کر کے اُس کی ناراضگی سے بچ کر نکل جاتا کیونکہ مجھے قوتِ گویائی عطا کی گئی ہے۔ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ اگر میں آج کے دن آپ کو راضی کرنے کے لیے جھوٹی بات بیان کروں جس کی وجہ سے آپ مجھ سے راضی ہو بھی جائیں تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے اور اگر میں آپ سے سچ بات بیان کروں جس کی وجہ سے آپ مجھ پر ناراض ہو جائیں پھر بھی مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا انجام اچھا کر دے گا۔ اللہ کی قسم! مجھے کوئی عذر درپیش نہ تھا۔ اللہ کی قسم! میں جب آپ سے پیچھے رہ گیا تو

کوئی بھی مجھ سے زیادہ طاقتور اور خوشحال نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا: پس تم اُٹھ جاؤ' یہاں تک کہ اللہ تیرے بارے میں فیصلہ فرمائے۔ پس میں کھڑا ہوا اور بنو سلمہ کے کچھ لوگ بھی میرے پیچھے آئے۔ انہوں نے مجھے کہا: اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ آپ نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو۔ اب تم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عذر پیش کیوں نہ کیا جیسا کہ اور پیچھے رہ جانے والوں نے عذر پیش کیا حالانکہ تیرے لیے رسول اللہ ﷺ کا استغفار کرنا ہی کافی ہو جاتا۔ پس اللہ کی قسم وہ مجھے مسلسل اسی طرح متنبہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لوٹ کر اپنے آپ کی تکذیب و تردید کر دوں۔ پھر میں نے اُن سے کہا: کیا کسی اور کو میری طرح کا معاملہ پیش آیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ کے ساتھ دو آدمیوں کو بھی یہ معاملہ درپیش ہے۔ انہوں نے بھی آپ ہی کی طرح کہا ہے اور انہیں بھی وہی کہا گیا ہے جو آپ کو کہا گیا۔ میں نے کہا: وہ دونوں کون کون ہیں؟ انہوں نے کہا: مرارہ بن ربیعہ عامری رضی اللہ عنہ اور ہلال بن اُمیہ واقفی رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے مجھے ایسے دو نیک آدمیوں کا ذکر کیا جو بدر میں شریک ہو چکے تھے اور ان دونوں میں میرے لیے نمونہ تھا۔ پس میں اپنی بات پر پختہ ہو گیا۔ جب انہوں نے مجھے ان دو آدمیوں کا ذکر کیا اور رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہم تین آدمیوں سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا دیگر پیچھے رہنے والوں کو چھوڑ کر۔ پس لوگوں نے پرہیز کرنا شروع کر دیا اور وہ ہمارے لیے غیر ہو گئے' یہاں تک کہ زمین بھی میرے لیے اجنبی محسوس ہونے لگی اور زمین مجھے اپنی جان پہچان والی ہی معلوم نہ ہوتی تھی۔ پس ہم نے پچاس راتیں اسی حالت میں گزاریں۔ بہرحال میرے دونوں ساتھی تو عاجز ہو کر اپنے گھروں میں ہی بیٹھے روتے رہے لیکن میں نوجوان تھا اور اُن سے زیادہ طاقتور تھا اس لیے میں باہر نکلتا' نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں چکر لگاتا لیکن کوئی بھی مجھ سے گفتگو نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتا جب آپ نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے ہوتے پھر میں اپنے دِل میں کہتا کہ آپ نے سلام کے جواب کے لیے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی ہے یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب نماز ادا کرتا اور آنکھیں چرا کر آپ کو دیکھتا۔ جب میں اپنی نماز پر متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ مجھ سے اعراض کر لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی سختی مجھ پر طویل ہو گئی تو میں چلا' یہاں تک کہ میں اپنے چچا زاد ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا اور وہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ پس میں نے انہیں سلام کیا۔ اللہ کی قسم! انہوں نے مجھے میرے سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ میں نے اُن سے کہا: اے ابوقتادہ! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ پس وہ خاموش رہے۔ میں نے دوبارہ انہیں قسم دی' وہ خاموش ہی رہے۔ پس میں نے دوبارہ انہیں قسم دی تو انہوں نے کہا: اللہ اور اُس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پس میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور میں دیوار سے اُتر کر واپس آ گیا۔ اسی دوران کہ میں مدینہ کے پاس ہی چل رہا تھا کہ ایک نبطی شامی جو مدینہ میں غلہ بیچنے کے لیے آیا تھا' کہہ رہا تھا کوئی شخص مجھے کعب بن مالک کا پتہ بتا دے۔ پس لوگوں نے میری طرف اشارہ کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھے غسان کے بادشاہ کی طرف سے ایک خط دیا چونکہ میں پڑھا لکھا تھا' میں نے اُسے پڑھا۔ اس میں تھا: اما بعد! ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ کے ساتھی نے آپ پر زیادتی کی ہے اور اللہ نے تجھے ذلت کے گھر

میں اور ضائع ہونے کی جگہ پیدا نہیں کیا۔تم ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ ہم تمہاری خاطر داری اور دلجوئی کریں گے۔ میں نے جب اسے پڑھا تو کہا: یہ بھی ایک اور آزمائش ہے۔ پس میں نے اسے تنور میں ڈال کر جلا ڈالا۔ یہاں تک کہ جب پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے اور وحی بند رہی تو ایک دن رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو اپنی بیوی سے جدا ہو جا۔ میں نے کہا: میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ انہوں نے کہا: نہیں! بلکہ اُس سے علیحدہ ہو جا اور اُس کے قریب نہ جا۔ پھر آپ نے میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی اسی طرح پیغام بھیجا۔ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تو اپنے رشتہ داروں کے پاس چلی جا اور انہیں کے پاس رہ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا فیصلہ کر دے۔ پس حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہلال بن اُمیہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اُن کا کوئی خادم بھی نہیں ہے۔ کیا آپ اُس کی خدمت کرنے کو بھی ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں لیکن وہ تیرے ساتھ صحبت نہ کرے۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اسے کسی چیز کا خیال تک نہیں ہے اور اللہ کی قسم! جب سے اس کا یہ معاملہ پیش آیا ہے اُس دن سے لے کر آج تک وہ روہی رہا ہے۔ پس مجھے میرے بعض گھر والوں نے کہا: تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت لے لو جیسا کہ آپ نے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اس کی خدمت کی اجازت دے دی ہے۔ میں نے کہا: میں اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ طلب کروں گا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے جس وقت میں آپ سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت لوں گا حالانکہ میں نوجوان آدمی ہوں۔ پس میں اسی طرح دس راتیں ٹھہرا رہا۔ پس ہمارے لیے پچاس راتیں اس وقت سے پوری ہو گئیں جب سے رسول اللہ ﷺ نے ہماری گفتگو کو منع فرمایا تھا۔ پھر میں نے پچاسویں رات کی صبح کو فجر کی نماز اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر ادا کی۔ پس اسی دوران میں اپنے اسی حال پر بیٹھا ہوا تھا جو اللہ نے ہمارے بارے میں ذکر کیا ہے۔ تحقیق! میرا دِل تنگ ہونے لگا اور زمین مجھ پر باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہو گئی تو میں نے اچانک سلع پہاڑ کی چوٹی سے ایک چلانے والے کی آواز سنی جو بلند آواز سے پکار رہا تھا۔ اے کعب بن مالک! خوش ہو جا۔ میں اسی وقت سجدہ میں گر گیا اور میں نے جان لیا کہ تنگی دُور ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے نمازِ فجر پڑھنے کے بعد لوگوں میں اعلان کیا کہ ہماری توبہ قبول ہو گئی ہے۔ پس لوگ ہمیں خوشخبری دینے کے لیے چل پڑے اور کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم میرے دونوں ساتھیوں کو خوشخبری دینے چلے گئے اور ایک آدمی نے میری طرف گھوڑے کی ایڑ لگائی۔ قبیلہ اسلم کے ایک آدمی نے بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر مجھے آواز دی۔ چنانچہ اُس کی آواز گھوڑے کے پہنچنے سے قبل ہی پہنچ گئی۔ پس جب میرے پاس وہ صحابی آئے جن کی میں نے خوشخبری دینے والی آواز سنی تھی۔ تو میں نے اپنے کپڑے اُتار کر اُسے پہنا دیئے اُس کی خوشخبری دینے کی وجہ سے۔ اللہ کی قسم! اُس دن میرے پاس ان دو کپڑوں کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی اور میں نے دو کپڑے اُدھار لے کر خود پہنے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے روانہ ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے فوج در فوج ملے جو مجھے توبہ کی قبولیت کی مبارکباد دے رہے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ کا تمہاری توبہ قبول کرنا تمہیں مبارک ہو۔ یہاں تک کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور

صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے اردگرد موجود تھے۔ پس طلحہ بن عبید اللہ جلدی سے اُٹھے یہاں تک کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی۔ اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے اُن کے علاوہ کوئی بھی نہ اُٹھا۔ اسی وجہ سے کعب رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو کبھی نہ بھولے تھے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ کا چہرۂ اقدس خوشی کی وجہ سے چمک رہا تھا اور آپ فرمارہے تھے: مبارک ہو تمہیں ایسی بھلائی والے دن کی۔ اس جیسی خوشی کا دن تجھ پر تیری ماں کے پیدا کرنے سے آج تک نہیں گزرا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ (توبہ کی قبولیت) آپ کی طرف سے ہے یا اللہ عزوجل کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! بلکہ اللہ کی طرف سے اور رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ اور منور ہو جاتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہو اور ہم اِس علامت کو (بخوبی) پہچانتے تھے۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی خدمت میں بطورِ صدقہ پیش کردوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ' یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ تو میں نے عرض کیا: میں خیبر سے اپنے حصّے کے مال کو اپنے لیے رکھتا ہوں اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بے شک اللہ نے مجھے سچائی ہی کے ذریعہ نجات عطا فرمائی ہے اور میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گا کبھی سچ کے علاوہ بات نہ کروں گا۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کو بھی اللہ عزوجل نے سچ بولنے کی وجہ سے (ایسی) آزمائش میں ڈالا ہو اور جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کی اِس آزمائش کی خوبی کا ذکر کیا تھا۔ اُس وقت سے لے کر آج تک میں نے کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور میں اُمید کرتا ہوں کہ جب تک میری زندگی باقی ہے اللہ مجھے محفوظ رکھے گا تو اللہ ربّ العزت نے یہ آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى الخ﴾ ''تحقیق! اللہ نے نبی' مہاجرین اور انصار پر رحمت سے رجوع فرمایا جنہوں نے آپ کی تنگی کے وقت میں اتباع کی۔ اس کے بعد قریب ہے کہ ان میں سے ایک جماعت کے دل اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ پھر اللہ نے اُن پر مہربانی فرمائی۔ بے شک وہی اُن کے ساتھ مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے اور ان تینوں پر بھی (رحمت فرمائی) جو پیچھے رہ گئے۔ یہاں تک کہ جب زمین ان پر اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی اور انہیں یقین ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی اُن کے لیے پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ پھر اللہ نے اُن پر رحمت فرمائی تا کہ وہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔'' حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ کی مجھ پر نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت اسلام کے بعد میرے نزدیک میرے سچ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سچ بولا اور اگر میں نے جھوٹ بولا ہوتا تو میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جیسے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے۔ بے شک اللہ نے جب وحی نازل کی جتنی اس میں جھوٹ بولنے والے کے شر کو بیان کیا کسی اور کے شر کو اتنا بڑا کر کے بیان نہیں کیا اور اللہ ربّ العزت نے فرمایا: ''عنقریب یہ تم سے اللہ کے نام پر قسمیں کھائیں گے جب تم اُن کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تا کہ تم ان سے اعراض کرو پس تم ان کی طرف سے اعراض کرو۔ بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہ بدلہ ہے اُن اعمال کا جو وہ کرتے ہیں۔ وہ آپ سے قسمیں کھاتے ہیں تا کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں پس اگر آپ ان سے راضی ہو گئے تو بے شک اللہ نافرمانی کرنے والی

قوم سے راضی نہیں ہوتا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم تینوں آدمیوں کو ان لوگوں سے پیچھے رکھا گیا جن کا عذر رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا۔ جب انہوں نے آپ سے قسمیں اُٹھائیں تو ان سے بیعت کی اور ان کے لیے استغفار کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے معاملہ کو مؤخر کر دیا یہاں تک کہ اللہ نے اس بارے میں فیصلہ فرمایا' اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان تینوں پر بھی رحمت فرمائی جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے بلکہ اس پیچھے رہ جانے سے ہمارے معاملہ کا ان لوگوں سے مؤخر رہ جانا ہے' جنہوں نے آپ سے قسم اُٹھائی اور آپ سے عذر پیش کیا اور آپ نے اُن کے عذر کو قبول کیا۔

(۱۰۷۲) وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَوَاءً.

(۷۰۱۷) یہ حدیث اِس سند سے بھی مروی ہے۔

(۱۰۷۳) وَحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَ سَاقَ الْحَدِيثَ وَزَادَ فِيهِ عَلٰى يُونُسَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَلَّمَا يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ أَبَا خَيْثَمَةَ وَلُحُوقَهُ بِالنَّبِيِّ ﷺ.

(۷۰۱۸) حضرت عبیداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی راہنمائی کرنے والے تھے جب وہ نابینا ہو گئے تھے۔ وہ کہتے ہیں میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا' جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ باقی حدیث گزر چکی اس میں مزید اضافہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی غزوہ میں تشریف لے جانے کا ارادہ کرتے تو کنایۃً اُس کا ذکر فرما دیتے لیکن اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری وضاحت کے ساتھ بتا دیا تھا البتہ زہری کے بھتیجے کی حدیث میں ابوخیثمہ اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جانے کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۰۷۴) وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَ هُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِينَ أُصِيبَ بَصَرُهُ وَكَانَ أَعْلَمَ قَوْمِهِ وَأَوْعَاهُمْ لِأَحَادِيثِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ يُحَدِّثُ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ وَ سَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ وَ غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ بِنَاسٍ كَثِيرٍ يَزِيدُونَ عَلٰى عَشَرَةِ آلَافٍ وَلَا يَجْمَعُهُمْ دِيوَانُ حَافِظٍ.

(۷۰۱۹) حضرت عبیداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی راہنمائی کرنے والے تھے۔ جب اُن کی بصارت ختم ہو گئی تھی اور وہ اپنی قوم میں سب سے زیادہ عالم اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو محفوظ رکھنے والے تھے۔ وہ کہتے ہیں میں نے

اپنے باپ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ ان تین میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول کی گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ دو غزوات کے علاوہ کسی بھی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہیں رہے۔ باقی حدیث گزر چکی اور اس روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت کثیر لوگوں کے ہمراہ جہاد کیا جو دس ہزار سے بھی زیادہ تھے اور اُن کا شمار کسی رجسٹر میں درج نہیں کیا گیا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والے ان کے ساتھیوں کی توبہ کا ذکر ہے۔

حدیث اول: غزوة تبوك. تبوک۔ مدینہ اور دمشق کے درمیان ایک مقام کا نام ہے یہ مدینہ اور دمشق سے نصف مسافت پر واقع ہے۔ اب سعودی عرب کے شمالی علاقوں میں سے ایک مشہور شہر ہے۔ اس کا ذکر فضائل انبیاء کی ابتداء باب المعجزات میں بھی گزر چکا ہے۔

غزوہ تبوک کا موجب اور سبب: ابن سعدؒ اور دیگر اصحاب تاریخ وسِیَر نے کہا ہے کہ نبطی قبیلے کے لوگ مدینہ میں شامی زیتون کا کاروبار کرتے تھے۔ ان کے قافلے مختلف موسموں میں زیتون لے کر یثرب آتے تھے ۹ھ میں اس تجارتی نبطی قافلے نے مدینہ آکر خبر دی کہ رومیوں نے مدینہ پر چڑھائی کا قصد کیا ہے۔ قیصر روم (ہرقل) جنگ موتہ کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ اور اس کیلئے خوب فوج اکٹھی کرلی ہے اور لخم وجزام وغیرہ نصاری عرب بھی ان کے حامی ہیں اور ان کا پہلا لشکر مقدمۃ الجیش بلقاء (اردن) تک پہنچ چکا ہے تو آپ ﷺ نے اپنے جانثاروں وفاداروں اور یاروں کو تیاری کا حکم دیا اور تشریف لے گئے جیسے متن میں مذکور ہے۔ غزوہ تبوک آنحضرت ﷺ کی حیات کا آخری غزوہ ہے۔ (اس کے بعد سریہ دومۃ الجندل ہے جسکے سردار (ذمہ دار) خالد بن ولید ؓ تھے اور مسلمانوں کی تعداد چار سو بیس تھی ......) انّ عبد الله بن كعب كان قائد كعب. کعب بن مالکؓ اور ان کے دو ساتھی مرارہ بن ربیعہ العامریؓ اور ہلال بن امیۃ الواقفیؓ کا قصہ مذکور ہے اس کے راوی کعب کے بیٹے ہیں قرآن کریم میں بھی ان کا قصہ ہے۔

و آخرون اعترفوا بذنوبهم ...... وعلى الثلثة الذى خلّفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت. (توبہ ۱۱۲-۱۱۸) قد تخلّفت في غزوة بدر. لیکن غزوبدر میں نفیر عام نہ تھی اور شریک نہ ہونیوالوں کو کسی قسم کی ڈانٹ یا عتاب نہ ہوا تھا اس میں ہر ایک اپنی آسانی سے شریک ہوا۔ ولقد شهدت ليلة العقبة. اس میں واضح کیا اگرچہ میں غزوہ بدر میں نہیں جاسکا لیکن بیعت عقبہ میں شرکت کا شرف وسعادت حاصل کرچکا ہوں۔ اور یہ بیعت بھی دفاع اور نصرت پر تھی۔ بدرا ذكر في الناس اس میں بدر کی شہرت وقبولیت کی طرف اشارہ ہے لیکن اپنے لئے بیعت عقبہ کی شرکت کو کم نہ سمجھتے تھے۔ فجلا للمسلمين أمرهم بالکل کھلے الفاظ میں غرض، سفر، سمت اور محل ومقصود بیان کردیا تاکہ تیاری اچھی طرح ہو۔ عام معمول یہ تھا کہ مشرق کی طرف جانا ہوتا تو مغرب کی طرف نکلتے تاکہ منافقین مطلع نہ ہوں اور دور سے دوبارہ پھر دشمن کی طرف رخ کرلیتے اور یہ جنگی رازوں میں اہم ترین بھید ہے کیونکہ جنگ نام ہی رازداری ہوشیاری، شجاعت وبہادری کا ہے۔ مشہور ہے فان الحرب خدعة. لیکن صلح کے بعد اس کی گنجائش نہیں جب تک صلح باقی ہو دھوکہ کی اجازت نہیں۔ والمسلمون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم كثير. حاکمؒ نے اکلیل میں معاذؓ سے تیس ہزار تعداد نقل کی ہے خرجنا مع رسول الله الى غزوة تبوك زيادة على ثلاثين ألفا.

ابن اسحاق" اور واقدیؒ بھی یہی کہتے ہیں (از تکملہ) کتاب خافظ رجسٹر اندراج۔ جنرل رجسٹر برائے شماریات۔ یعنی وہاں فہرست تیار نہ کی جاتی تھی۔ بس اللہ کے ہاں لکھا گیا فلّ رجل یریدان یتغیّب. اگر چہ رجسٹر حاضری تو نہ تھا لیکن وحی تو نازل ہو رہی تھی اس لئے پیچھے رہنے والے کا پتہ وحی سے لگ سکتا تھا۔ حین طابت الثمار ولظلال. اہل مدینہ کی معیشت وتجارت اور نفع اسی باغبانی پر تھا۔ فانا الیها اَصْعَرُ. ای اَمْیَلُ سواسی طرف جھکا اور مائل ہوا۔ فلم یزل یتمادی بی اپنے تردّد اور تاخیر کو بیان کر رہے ہیں۔ حالانکہ لوگ خوب تیاری میں مگن تھے۔ ولم اقض من جهازی. بس میں تیاری نہ کر سکا، تیاری کا فیصلہ بھی نہ کر سکا۔ وتفارط الغزو. یعنی غزوہ کی طرف جا چکے اور میں وہیں۔ فیالیتنی فعلت. ہائے! میں کر لیتا۔ لا أرٰی لی اسوة. میں متہم بالنفاق کے سوا کسی کو نہ دیکھتا افسوس کرتا یا مایوس ہوتا۔ حتیٰ بَلَغَ تَبُوك. تبوک اگر علم مانیں تو غیر منصرف ہے اور اگر اس سے وہ جگہ مراد ہو جہاں آنحضرت ﷺ پہنچے تو عدم علیت کی وجہ سے منصرف ہوگا۔ حدیث باب میں الف کے ساتھ لکھنا اسی بات کی دلیل ہے کہ یہ منصرف ہے اور اس پر تنوین آسکتی ہے۔ اکثر اس کا استعمال اور روایات میں ذکر غیر منصرف کے ساتھ ہے۔

حبسه برداه و النظر فی عطفیه اس میں اپنی ذات ولباس اور مال وعیال کے محبوب وپسندیدہ ہونے اور اسے ترجیح دینے کی طرف اشارہ ہے۔ مبرّدؒ کہتے ہیں عِطف گردن کے مڑنے والے حصے کو کہتے ہیں۔ عام عرب کا کہنا ہے کہ عِطف اس چمکیلی چادر کو کہتے ہیں جو فخر ومباہات اور زینت کیلئے کندھے پر رکھی جاتی ہے کندھے اور گردن کے پاس ہونے کی وجہ سے اس کو عِطف کہتے ہیں (مثلاً اجرک، فاخرانہ شال) ابیؒ کہتے ہیں کہ اس کہنے والے کو ذاتی طور پر کعبؓ سے حقد وحسد تھا اس لئے یہ کہا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ منافق ہو اور المرأیقیس علی نفسه کے تحت تکبر وفخر کی انکی طرف نسبت کر دی۔ فقیہ امت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے جواب بئس ما قلت سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ یہ قائل کچھ نہ کچھ متہم تھا۔ سیدنا معاذؓ نے رد کر دیا کہ اتہام اور غیبت سے باز آجاؤ۔ واللہ اعلم کن ابا خیشمة۔ ای انت ابو خیشمة. علامہ ابیؒ کہتے ہیں کہ یہاں کن بمعنی تحقیق اور وجود کے ہے کہ حقیقۃً تو ابو خیثمہ ہے۔ اس کی مثال قرآن کریم میں بھی ہے کنتم خیر امة ای انتم خیر امّة تم بہترین امت ہو نہ یہ کہ بہترین امت ہو جاؤ۔ وقال صاحب التحریر (علمٌ للکتاب) تقدیره اللهم اجعله ابا خیشمة. والاوّل ظاهر.

ابوخیثمہ کا نام: (۱) سعد بن خیثمہ۔ طبرانی (۲) عبداللہ خیثمہ۔ سنوسی (۳) مالک بن قیس۔ سنوسی۔ طبرانی میں ان کا قصہ ان الفاظ میں مذکور ہے۔ تخلّفتُ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فدخلتُ حائطا فرأیتُ عریشًا قدرشّ بالماء ورأت زوجتی فقلت ماهذا بانصاف ! رسولُ الله ﷺ فی السموم والحریر (ای الحرارة) وانا فی الظلّ و النِعَم : فقمتُ الی ناضح لی و تمرات فخرجت فلمّا طلعت علی العسکر فرآنی الناس، قال النبی ﷺ کن اباخیشمة. میں پیچھے رہ گیا بس میں باغ میں داخل ہوا تنکوں کی چھت دیکھی جس پر ٹھنڈک کیلئے پانی چھڑکا گیا تھا اور بیوی کو دیکھا (ظاہری اور دلی ٹھنڈک دونوں کا سامان موجود) پھر اپنے آپ سے کہا یہ کیا انصاف ہے حضور ﷺ تو گرمی اور لو میں اور میں ٹھنڈک، نعمتوں اور چھاؤں میں؟ پس اونٹ کی طرف کھڑا ہوا چند کھجوریں لیں پس نکل پڑا سو جب میں نے لشکر پر جھانکا (سامنے ہوا) تو مجاہدین نے

مجھے دیکھا (اس وقت) آپ ﷺ نے فرمایا: کن ابا خیثمة. علامہ سنوسیؒ صاحب مکمل الاکمال نے کہا ہے کہ بعض حفاظ حدیث کا کہنا ہے کہ جماعت صحابہ میں ابوخیثمہ دو ہیں ایک یہ اور دوسرے ابوخیثمہ عبدالرحمن بن ابی سبرۃ جعفی ﷺ۔ حین لمزه المنا فقون جب عیب لگایا منافقوں نے کہا کہ اتنے سے کیا ہوگا۔ ھُمزة اور لُمزة کا ایک ہی معنی ہے عیب لگانا یہ بھی کہا گیا ہے کہ ھمز سامنے اور لمز پس پشت عیب لگانے کو کہتے ہیں۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمزہ ہونٹوں سے اشارے کو کہتے ہیں اور لمزہ آنکھ سے اشارے کو کہتے ہیں عام استعمال میں ھمز و لمز طعنہ دینے، عیب لگانے اور غیبت کیلئے آتے ہیں۔ منافقوں نے اس پُر اخلاص قلیل صدقے کو حقیر جانا۔ حالانکہ اللہ کے ہاں ڈھیر اور کثیر برائے ریاء سے قلیل اخلاص والے کی قدر زیادہ ہے۔ اصل بنیاد تو دل اور نیت پر ہے۔
توجّه قافلا ای راجعًا . ابن سعدؒ نے ذکر کیا ہے کہ یہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔ حضرنی بثی غم لاحق ہوا اور فکر دامن گیر ہوئی کہ آنحضرت ﷺ سے کیسے ملوں گا اور کیا کہونگا۔ فاجمعت صدقه ای اعزمت الصدق فی القول . میں نے سچ بات کا پختہ عزم کرلیا۔ کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے سچ ہی بولونگا۔ یبد أبالمسجد......
مسجد سے ابتداء کی وجہ: (۱) اللہ کے گھر (مسجد) کو اپنے گھر پر ترجیح دینا (۲) تا کہ سب لوگ بآسانی مل سکیں۔ (۳) امت کیلئے رہتی دنیا تک طریقہ مسلوکہ ومسنونہ مقرر ہو جائے۔ ابیؒ (۴) سفر سے واپسی پر شکر ادا ہو جائے۔ (راقم)۔ اس میں سفر سے آنیوالے کیلئے دو رکعت پڑھنے کا استجاب ہے۔ وکا نوا بضعة و ثمانين رجلا . یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو نسبا انصاری تھے۔ واقدیؒ کہتے ہیں بنوغفار اور عبداللہ بن ابی منافق کے ساتھی اس کے علاوہ ہیں۔
حاصل یہ ہے! کہ ان کی تعداد زیادہ تھی حدیث باب کے الفاظ میں صرف انصاریوں کا ذکر ہے۔ فقال لی ما خلّفك. تجھے کس چیز نے پیچھے کر دیا۔ تو جواب میں اپنا مناظر ومباحث پھر صادق ہونا بیان کیا۔ تکملہ میں ابن عائذؒ کے حوالے سے لکھا ہے انہوں نے کہا۔ فو الله ما نافقتُ ولا ارتبتُ ولا بدّلتُ. واللہ میں نہ منافق ہوا نہ شک کیا اور نہ دین بدلا تو حضور ﷺ نے فرمایا: فما خلّفك پھر کس چیز نے پیچھے چھوڑا۔ تجد علیّ فيه. ای تغضب علیّ الآن . یہاں وَجْد وغضب والا معنی ہے۔ مازالوا یؤنّبوننی. یہ تأنیب سے ہے بمعنی ملامت کرنا۔

☆مرارة بن ربيعة العامری وفی روایة البخاری العمری. ان کے پیچھے رہنے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے دل میں سوچا کہ میں بہت غزوات میں شریک ہو چکا۔ اب ایک میں نہ ہو تو کیا حرج ہے (لیکن یہی آزمائش کا سبب ہوا) اس نے بھی آپ ﷺ کے سامنے سچ کہا۔

☆هلال بن امية الواقفی . واقف انصار کی ایک شاخ ہے۔ یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے اپنی بیوی سے لعان کیا تھا۔ ان کے پیچھے رہنے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے اہل متفرق تھے پھر جمع تو ہو چکے لیکن انہوں نے کہا میں اس سال ان کے پاس رہوں نهیٰ عن کلا منا ایها الثلثة، سیبویہؒ یہ کہتے ہیں کہ یہ عرب کے قول اللهم اغفرلنا ایّتها العصابة کی مثل ہے۔ یہ بات چیت سے روکنا ممنوعہ کے قبیل سے نہیں تھا کیونکہ یہ دینی غرض اور امر ربی سے تھا۔ جیسے باب الهجران فوق الثلاث کتاب البر والصلة

میں مفصل گزر چکا ہے۔ فما ھی بالارض التی اعرف یعنی میں اپنے لئے اپنے ہی شہر کو بیگانہ سمجھتا تھا۔ باغات ومجالس بیگانگی کی تصویر اور لوگ بیگانہ ہو گئے۔ مزید یہ بھی منقول ہے وما من شیء اھمّ الیّ من ان اموت فلا یصلی علیّ رسول اللہ ﷺ اویموت فاکون من الناس بتلک المنزلۃ فلا یکلّمنی احد منھم ولا یصلّی علیّ (بخاری کتاب التفسیر ج ۲ ص ۶۷۵) کعب ؓ کہتے ہیں سب سے زیادہ مجھے اس چیز نے غمگین کیا کہ اگر میں اسی آزمائش کی حالت میں مرگیا تو (شاید) حضور ﷺ مجھ پر نماز جنازہ نہ پڑھیں یا آپ ﷺ رحلت کر جائیں اور میری یہی حالت رہی تو لوگوں میں سے مجھ سے کوئی بھی بات نہ کریگا اور نہ مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ فاستکانا ای خضعا۔ وہ دونوں تو گھروں میں دب کر بیٹھ گئے۔ اشبّ القوم واجلدھم میں ان سے عمر میں چھوٹا جوان عمر اور طاقت ور تھا (جوانی کا خون بیٹھنے نہ دیتا اس لئے بازاروں مسجد اور مجالس میں جاتا) حتی تسوّرت جدار حائط ابی قتادۃ۔ یعنی میں دیوار پر سے گزر کر ابوقتادہ کے باغ میں گیا یہ اس گمان سے تھا کہ چچا کا بیٹا ہے قریبی اور خونی رشتہ ہے شاید بات کرلے۔ باغ میں اکیلے تھے آنحضرت ﷺ سامنے نہ تھے لیکن دل کا یقین پختہ تھا اس لئے بات نہ کی اور اللہ و رسولہ اعلم کہہ کر خاموش ہو گئے۔ یہ جواب ابوقتادہ ؓ نے دیا کیونکہ یہ کہنا ممنوع کلام سے نہ تھا اس لئے کہ یہ کعب کی بات کا جواب نہ تھا بلکہ یہ مطلقا حقیقت حال کا ذکر تھا کعب سے مخاطب نہ ہوئے یا اس لئے کہ ابوقتادہ نے منع اور ترک کے حکم کو کلام مفید پر محمول کیا۔ بہر دو صورت یہ جملہ کہنا خلاف شرع نہ تھا۔

مسئلہ! اس سے دار غیر مسکونہ میں بلا اجازت داخل ہونیکا جواز ثابت ہوتا ہے جہاں پتہ ہو کہ کوئی قابل ستر چیز نہ ہوگی۔ یہی حکم قرآن کریم میں بھی مذکور ہے لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم (نور ۲۹) تم پر کوئی حرج نہیں کہ ایسے گھروں میں (بلا اجازت) داخل ہو جو سامان کیلئے ہیں (رہائش کیلئے نہیں)۔ اذا نبطیّ من انباط اھل الشام۔ نَبَطی نَبَط کی طرف منسوب ہے نبط یہ استنباط الماء و استخراجہ۔ (پانی پھوٹنے ابلنے اور اس کے نکالنے) سے مشتق ہے اس وقت عجمی کاشتکاروں کیلئے مستعمل تھا۔ یہ نبطی نصرانی تاجر تھا چنانچہ مسند احمد کی روایت میں صراحۃ ہے۔ اذا نصرانیّ جاء بطعام لہ یبیعہ نصرانی آیا جو اپنا غلہ بیچ رہا تھا۔ (از تکملہ) کتابا من ملک غسان۔ یہ نصاری عرب کا والی تھا اور رومی نصرانیوں سے معاہدہ اور دوستی رکھتا تھا۔ اس کا نام جبلہ بن ایھم یا حارث بن ابی شمر تھا۔ بدار ھوان ولا مضیعۃ۔ ذلت وضیاع کیلئے تو تجھے پیدا نہیں کیا۔ وھذہ ایضا من البلاء۔ یہ بھی مصیبت کہ پہلی خطا معاف ہوئی نہیں اور کفار نے بھی مجھے بہکانے کی امید کرلی۔ فتیاممت تیممت ای اردت و قصدت۔ ایک لغت الف کی زیادتی کے ساتھ ہے۔ فسجر تھا ای الصحیفۃ او الرسالۃ ھا ضمیر مونث کا مرجع یہ دو لفظ ہونگے کتاب لفظ مذکر ہے وہ مرجع نہیں ہو سکتا۔ یہ کعب ؓ کی قوت ایمانی ہے کہ فوراً اسے جلا دیا (ورنہ مال وجاہ پر تو کئی لوگوں کی رال ٹپک جاتی ہے) اور اس عارضی آزمائش کو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ومحبت میں نبھایا۔ واستلبث الوحی۔ ای ابطأ۔ وحی تھم گئی۔ مؤخر ہوئی۔ ان تعتزل امرأتک یہ عمیرہ بنت جبیر صخر بن امیۃ انصاریہ تھیں رضی اللہ عنہا۔ اس کے بطن سے کعب کے تین بچے عبداللہ، عبیداللہ، معبد پیدا ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس خاتون کا نام خیرہ تھا۔ الحقی باھلک۔ یہ

اس لئے کہا تا کہ قبول توبہ تک اپنے میکے جا کر رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آسانی فرمادیں۔اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ الحقی کا لفظ طلاق کیلئے صریح نہیں جس میں نیت وقصد ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے بلکہ یہ الفاظ کنایہ میں سے ہے کہ طلاق کی نیت نہ ہونے کی صورت میں یہ کہنے سے طلاق واقع نہ ہوگی وھکذا حکم سائر الکنایات مکمل الاکمال میں ہے ان تعتزل امرأتك سے ثابت ہوتا ہے کہ قیدی اور مجرم پر سختی کی جائے اور بیوی کو اس سے علیحدہ کردیا جائے۔ یہ سحنونؒ کا قول ہے۔ابن عبدالحکمؒ کہتے ہیں جب قید میں اکیلا ہو یا جیل میں خلوت کی جگہ ہو تو پھر میاں بیوی کے درمیان جدائی نہ کی جائے۔ فقال لی بعض اھلی .

سوال! اس جملے پر سوال وارد ہوتا ہے کہ جب ان سے بات چیت بند تھی اور قطع کلامی کا حکم تھا تو قال لی :(مجھے کہا) کیسے

جواب! (۱) ترک کلام کا حکم گھر کے افراد کیلئے نہ تھا گھر والی بات کرسکتی تھی اور یہی متبادر ہے کیونکہ بعد میں تعتزل امرأتك موجود ہے جس سے گھر والوں سے بات کی اجازت ظاہر ہوتی ہے پھر یہ بھی منع ہو گیا پہلے ان سے بات کی اجازت تھی (۲) یا بات کرنے والا ملازم وخادم تھا جو نہی میں داخل نہ تھا (۳) یا بات کرنیوالا منافق تھا لیکن لفظ اہلی اس کا مساعد وموافق نہیں اس لئے یہ جواب مرجوح بلکہ بے اصل ہے۔ وانا رجل شاب. گھر والوں کے مشورے کا جواب دیا کہ وہ دونوں حاجت منداور بوڑھے ہیں میں تو اپنی مدد آپ کرسکتا ہوں اور شباب کی وجہ سے ہوسکتا ہے بیوی سے نہ رہ سکوں اس لئے اس کے جانے میں امن ہے۔ اوفی علی سلع ،سلع پہاڑ پر چڑھا۔ ابن مردویہؒ کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ سلع پہاڑ کے اوپر میں نے ایک خیمہ تیار کیا تھا میں اس میں تھا۔ فاذن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مسند احمد میں ہے کہ رات کے آخری ثلث میں اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کی قبولیت نازل فرمائی۔ ثم تاب علیھم لیتوبوا انّ اللہ ھو التواب الرحیم (توبہ ۱۱۸) آپ ﷺ سیدہ ام سلمہؓ کے پاس تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ تیب علیٰ کعب .وہ کہنے لگیں ابھی اطلاع کرادیں آپ ﷺ نے فرمایا لوگ جمع ہوجائیں اور تمہیں نیند سے روک دیں گے حتی کہ فجر کی نماز کے بعد آنحضرتؐ نے ان کی توبہ کی خوشخبری دی۔ الفاظ یہ ہیں۔ فانزل اللہ توبتنا علی نبیّه حین بقی الثلث الا خیر من اللیل و رسول اللہ عند ام سلمة و کانت ام سلمة محسنة فی شأنی معتنیة بأ مری فقال یا ام سلمة تیب علی کعب قالت، افلا ارسل الیه فأبشره قال اذا یحطمکم الناس فمنعوکم النوم سائر اللیلة حتیٰ اذا صلّی الفجر آذن بتوبة اللہ علینا (از تکملہ ج ۶ ص ۵۲) اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خوشخبری کیلئے تاخیر اور مناسب وقت کا انتظار درست ہے اس میں مُبَشَّرْ بہ کی حق تلفی نہیں۔ مثلاً نتائج، انعامات، تمغہ وغیرہ۔ اسی طرح غمی کی خبر میں بھی سلیقہ ہو جیسے حدیث ام سلیمؓ میں گزر چکا۔ وسعی ساع من اسلم قِبَلی .کہ ایک گھوڑے پر سوار ایڑ لگاتا اور دوڑاتا ہوا دوسرا پیادہ دوڑتا ہوا میری طرف آیا۔ واقدیؒ کہتے ہیں کہ سوار زبیر بن عوامؓ اور پیادہ حمزہ بن عمرو اسلمیؓ تھے۔ ہلال بن امیۃؓ کو سعید بن زیدؓ نے بشارت سنائی اور مرارہ بن ربیعؓ کو سلکان بن سلامہ یا سلمہ بن سلامہ بن وقش نے خوشخبری دی۔ ما املك غیر ھما یومئذ. ان دو کپڑوں کے علاوہ (کپڑوں کی جنس سے) میں مالک نہ تھا۔ یعنی صرف یہی دو کپڑے تھے اور کپڑے نہ تھے مطلقاً چیزوں کی نفی نہیں ورنہ دوسری مملوکہ چیزیں سواریاں، سامان، غلام موجود تھے۔ و استعرت ثوبین .

واقدیؒ نے تعیین کی ہے کہ یہ دو کپڑے چچازاد ابوقتادہؓ سے لئے تھے۔ لتھننك. مبارک ہو۔[1] لا ینسا ھا لطلحة۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ طلحہ اور کعب کے درمیان مدینہ میں مواخات تھی۔ ابشر بخیر یوم مرّ علیك . اسلام قبول کرنے کا دن توبہ سے بھی افضل تھا اسے مشہور و متعین ہونے کی وجہ سے استثنا نہیں کیا یا یوں کہا جائے کہ توبہ کا دن قبول اسلام کے دن کا تتمہ ہے۔ لیکن فرق کرنے میں بھی بُعد و مضائقہ نہیں اس لئے کہ قبول اسلام کے دن کی خیر و خوشی اور ہے اور قبول توبہ اور انہیں کے متعلق مستقل وحی نازل ہونیکی خوشی اور بہتری اور ہے اس لئے جہت کا فرق ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ انسان سچی اور خالص توبہ کی وجہ سے پہلے درجات سے اعلیٰ درجہ اور ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ ان انخلع مالی صدقة ...... اس سے معلوم ہوا (۱) آدمی خوشی اور نیکی حاصل ہونے پر مال صدقہ کرے تو بہتر ہے (۲) اتنا مال خرچ کرے کہ اہل و عیال تنگی میں نہ آئیں اور انہیں تہی دست نہ کرے۔ قرآن کریم ہے۔ ولا تبسطھا کل البسط (بنی اسرائیل ۲۹) بالکل ہی ہاتھ نہ پھونک بیٹھے۔ بخل، تبذیر، اسراف اور سب کچھ دیدینا منع ہے صدقہ کی بہترین مقدار ثلث مال ہے جیسے حدیث میں موجود ہے۔

☆ جس کا ایمان حضرت عمر فاروق ﷺ کے برابر ہو (جو بظاہر ناممکن ورنہ مشکل ضرور ہے) اس کو بھی آدھا مال چاہئے! لیکن ایسے کہاں۔ اس لئے راہ اعتدال اپنائیں یوں نہ ہو کہ سخاوت کر کے پھر خود مانگتے پھریں۔ خیر الامور اوسطھا . اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ ضروریات کیلئے مال رکھنا اور جمع کرنا درست ہے مگر اس میں غلو نہ ہو۔ وعلی الثلثة الذین خلّفوا. اے اخّروا فی أمر توبتھم. یعنی جنکی توبہ دیر سے قبول ہوئی اس کا مطلب غزوہ سے پیچھے رہنے والے نہیں جیسے ظاہر الفاظ کا تقاضا ہے۔ کعبؓ نے یہی تفسیر ذکر کی ہے۔

حدیث ثالث: فلما یرید غزوة الّا ورّی بغیرھا. ای اوھم غیر ھا وابھمھا . یعنی اصل مقصود سفر اور غزوے کو مبہم رکھتے اور اس کے علاوہ کا اشارہ دیتے۔

حدیث رابع : کان اعلم قومه واوعاھم. اس سے عبیداللہ بن کعب کی طرف اشارہ ہے۔ وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی قوم میں سب سے زیادہ حافظ تھے۔

حدیث کعب بن مالک سے حاصل شدہ فوائد: (۱) بیعت عقبہ کی فضیلت کیونکہ کعب ﷺ نے اسے شرکت بدر پر ترجیح دی۔ (۲) اس امت کیلئے غنیمت کا حلال ہونا کیونکہ عیر قریش کا لفظ ہے۔ (۳) اہل بدر کی فضیلت۔ (۴) قاضی کے پاس بغیر دعوی کے قسم کا جواز۔ (۵) میدان جنگ کیلئے توریہ استعمال کرنا اور اگر دور دراز کا سفر ہو تو پھر وضاحت سے بتا دینا۔ (۶) کسی نیکی فضیلت اور بھلائی سے محرومی پر افسوس کرنا اور یالیتنی کہنا۔ (۷) مسلمان کی غیبت کرنے والے پر رد کرنا۔ (۸) سچ کی فضیلت اور اسی میں نجات کا یقین اگرچہ ظاہری مشقت و مضرّت کا اندیشہ ہو۔ (۹) سفر سے آنیوالے کو مسجد سے ابتداء کرنا اور صلوة السفر وتحیة المسجد پڑھنے کا مستحب ہونا۔ (۱۰) اگر سفر سے آنیوالا حلقہ احباب رکھتا ہو تو اس کو ایسی جگہ پر بیٹھنا کہ سب بسہولت مل سکیں۔ (۱۱) صاحب عذر کا ظاہری عذر قبول کرنا اور حقیقت اللہ کے سپرد کرنا اگر اس میں کوئی مفسدہ نہ ہو۔ (۱۲) فساق و فجار، مبتدعین اور واہیات خرافات

---

[1] لکھ لکھ مبارکاں۔

کے مرتکبین سے تنبیہا ترک کلام کرنا اوران سے سلام وجواب نہ کرنا (۱۳) گناہ سرزد ہونے پر نادم وشرمندہ ہونا اوراس پر خوف ربانی سے رونا۔ (۱۴) نماز میں نظر چرا کر دیکھنے سے نماز کا باطل ومکروہ نہ ہونا۔ (منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ ہے اور سینہ پھرنے سے نماز ختم) (۱۵) سلام بھی بات کا حصہ ہے اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے بات نہ کرونگا پھر اسے سلام کا جواب دیا تو حانث ہوگا۔ (۱۶) نبی ﷺ کی محبت واطاعت پر قرابت ودوستی کو قربان کرنا اور رشتہ داری پر ترجیح دینا جیسے ابوقتادہ کے عمل سے واضح ہے۔ (۱۷) ایسے اوراق جس میں اللہ کا نام وذکر ہو بے ادبی سے بچانے یا کسی دوسری دینی جائز مصلحت کیلئے جلانا درست ہے۔ (۱۸) اس چیز کو پوشیدہ رکھنا جس کے اظہار میں فساد کا اندیشہ ہو۔ (۱۹) الحقی بأ هلك سے نیت کے بغیر طلاق واقع نہ ہونا۔ (۲۰) بیوی کا اپنے شوہر کی خدمت کرنا۔ (۲۱) عورتوں سے انتفاع (تقبیل وجماع وغیرہ) کو الفاظ کنایہ سے کہنا۔ (یہ بھی حیاء کا حصہ ہے) (۲۲) جس مصیبت میں پڑنے کا اندیشہ ہو اس سے دور رہنا۔ (۲۳) نعمت کے حصول یا مشقت سے نجات پر سجدۂ شکر ادا کرنا۔ (عند الشافعی یہ مستحب ہے) (۲۴) بھلائی خوشخبری اور خوشی پر مبارک باد دینا۔ (۲۵) بشارت لانے والے کو انعام وخلعت عطا کرنا۔ (۲۶) عاریۃً استعمال کیلئے چیز لینے کا جواز۔ (کپڑا، ٹوپی، دوپٹہ وغیرہ۔ اگر چہ اپنا لیرا دوسروں کی پوشاک سے بہتر ہے) (۲۷) اپنے مقتدی اور امام کے پاس اہم امور پر مشاورت کیلئے لوگوں کا جمع ہونا اسی طرح خوشی کے موقع پر اجتماع۔ (۲۸) آنیوالے صاحب فضیلت و مرتبہ کیلئے کھڑا ہونے کا جواز۔ اگر چہ ضروری نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ اس میں کوئی مفسدہ اور تکبر وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (۲۹) ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا جو بالاتفاق سنت ہے۔ (۳۰) اپنے ساتھیوں کی خوشی پر ان کے سربراہ کا مسرور ہونا۔ (۳۱) کسی نعمت کے حصول یا تکلیف سے چھٹکارے پر صدقہ کرنا اور اللہ کے احسان کا شکریہ ادا کرنا۔ (۳۲) جو فاقے پر صبر نہ کر سکے اس کا پورا مال خرچ نہ کرنا۔ (ایسا کرنا مکروہ ہے) (۳۳) سارا مال صدقہ کرنیوالے کو اس سے روکنا اور اعتدال کی نصیحت کرنا اور کچھ مشورہ دینا۔ (۳۴) جس سبب اور عمل سے توبہ یا دعا قبول ہوئی اس پر مداومت کرنا اور اس پر تاحیات قائم رہنا۔ جیسے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سچ پر قائم رہے۔ (نوویؒ)۔

☆ سب سے اہم ترین فائدہ اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ ہم نے اس سے کیا سبق سیکھا اور عمل کا کتنا عزم کیا۔ کہ ہم نے توبہ واستغفار کا اہتمام کیا یا اس کو قابل التفات ہی نہیں سمجھا۔ ﴿ اللھم و فقنا لما تحبّ و ترضیٰ ﴾[1]

(۱۹۳) باب فِيْ حَدِيْثِ الْاِفْكِ وَقُبُوْلِ تَوْبَةِ الْقَاذِفِ

(۱۲۳۰) باب: تہمت کی حدیث اور تہمت لگانے والوں کی توبہ کے قبول ہونے کے بیان میں

(۱۰۷۵) حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَالسِّيَاقُ حَدِيْثُ مَعْمَرٍ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدٍ وَ ابْنِ رَافِعٍ قَالَ يُوْنُسُ وَ مَعْمَرٌ جَمِيْعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَ كُلُّهُمْ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنْ حَدِيْثِهَا وَبَعْضُهُمْ كَانَ اَوْعٰى لِحَدِيْثِهَا مِنْ بَعْضٍ وَاَثْبَتَ اقْتِصَاصًا وَقَدْ وَ عَيْتُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا ذَكَرُوْا اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ ذٰلِكَ بَعْدَمَا اُنْزِلَ الْحِجَابُ فَاَنَا اُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجِيْ وَاُنْزَلُ فِيْهِ مَسِيْرَنَا حَتّٰى اِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوِهٖ وَ قَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ آذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ مِنْ شَاْنِيْ اَقْبَلْتُ اِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِيْ فَاِذَا عِقْدِيْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ فَحَبَسَنِيْ ابْتِغَاؤُهٗ وَاَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَرْحَلُوْنَ لِيْ فَحَمَلُوْا هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِيَ الَّذِيْ كُنْتُ اَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ اَنِّيْ فِيْهِ قَالَتْ وَ كَانَتِ النِّسَاءُ اِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُهَبَّلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ اِنَّمَا يَاْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَحَلُوْهُ وَرَفَعُوْهُ و كُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوْا وَ وَجَدْتُ عِقْدِيْ بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيْبٌ فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ وَظَنَنْتُ اَنَّ الْقَوْمَ سَيَفْقِدُوْنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ اِلَيَّ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسَةٌ فِيْ مَنْزِلِيْ غَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ ابْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ قَدْ عَرَّسَ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَادَّلَجَ فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِيْ فَرَاٰى سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ فَاَتَانِيْ فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَآنِيْ وَقَدْ كَانَ يَرَانِيْ قَبْلَ اَنْ يُضْرَبَ الْحِجَابُ عَلَيَّ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ عَرَفَنِيْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ وَوَاللّٰهِ مَا يُكَلِّمُنِيْ كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهٖ حَتّٰى اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ فَوَطِئَ عَلٰى يَدِهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوْا مُوْغِرِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ فِيْ شَاْنِيْ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلَ وَاَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَرْحَلُوْنَ لِيْ فَحَمَلُوْا فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ اَهْلِ الْإِفْكِ وَلَا اَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ اَنِّيْ لَا اَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ اَرٰى مِنْهُ حِيْنَ اَشْتَكِيْ اِنَّمَا يَدْخُلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ فَذَاكَ يَرِيْبُنِيْ وَلَا اَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ بَعْدَ مَا نَقِهْتُ وَخَرَجَتْ مَعِيْ اُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَ هُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَلَا نَخْرُجُ اِلَّا لَيْلًا اِلٰى لَيْلٍ وَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِنْ بُيُوْتِنَا وَاَمْرُنَا اَمْرُ الْعَرَبِ الْاُوَلِ فِي التَّنَزُّهِ وَكُنَّا نَتَاَذّٰى بِالْكُنُفِ اَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ بِنْتُ اَبِيْ رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَاُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ

اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَبِنْتُ اَبِیْ رُهْمٍ قِبَلَ بَيْتِیْ حِيْنَ فَرَغْنَا
مِنْ شَاْنِنَا فَعَثَرَتْ اُمُّ مِسْطَحٍ فِیْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ اَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا قَدْ شَهِدَ
بَدْرًا قَالَتْ اَیْ هَنْتَاهُ اَوَ لَمْ تَسْمَعِیْ مَا قَالَ قُلْتُ وَمَا ذَا قَالَ قَالَتْ فَاَخْبَرَتْنِیْ بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا
اِلٰی مَرَضِیْ فَلَمَّا رَجَعْتُ اِلٰی بَيْتِیْ فَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيْكُمْ قُلْتُ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ آتِیَ
اَبَوَیَّ قَالَتْ وَاَنَا حِيْنَئِذٍ اُرِيْدُ اَنْ اَتَيَقَّنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا فَاَذِنَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجِئْتُ اَبَوَیَّ فَقُلْتُ لِاُمِّیْ يَا
اُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ (ق) قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِیْ عَلَيْكِ فَوَ اللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ قَطُّ وَضِيْئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا
وَلَهَا ضَرَائِرُ اِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰی
اَصْبَحْتُ لَا يَرْقَاُ لِیْ دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ اَصْبَحْتُ اَبْكِیْ وَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَاُسَامَةَ
بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْیُ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِیْ فِرَاقِ اَهْلِهٖ قَالَتْ فَاَمَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَاَشَارَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
بِالَّذِیْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ اَهْلِهٖ وَبِالَّذِیْ يَعْلَمُ فِیْ نَفْسِهٖ لَهُمْ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُمْ اَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا
وَاَمَّا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَاِنْ تَسْاَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ
فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَرِيْرَةَ فَقَالَ اَیْ بَرِيْرَةُ هَلْ رَاَيْتِ مِنْ شَیْءٍ يَرِيْبُكِ مِنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهٗ بَرِيْرَةُ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ
بِالْحَقِّ اِنْ رَاَيْتُ عَلَيْهَا اَمْرًا قَطُّ اَغْمِصُهٗ عَلَيْهَا اَكْثَرَ مِنْ اَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ اَهْلِهَا فَتَاْتِیْ
الدَّاجِنُ فَتَاْكُلُهٗ قَالَتْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ ابْنِ سَلُوْلَ قَالَتْ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِیْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِیْ اَذَاهُ فِیْ اَهْلِ بَيْتِیْ فَوَ اللّٰهِ
مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ اِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلٰی اَهْلِیْ اِلَّا مَعِیْ
فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذِ نِ الْاَنْصَارِیُّ فَقَالَ اَنَا اَعْذِرُكَ مِنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْاَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهٗ وَاِنْ كَانَ مِنْ
اِخْوَانِنَا الْخَزْرَجِ اَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا اَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا وَلٰكِنِ
اجْتَهَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ (كَذَبْتَ) لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهٗ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰی قَتْلِهٖ فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ
ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ فَثَارَ
الْحَيَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰی هَمُّوْا اَنْ يَقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَی الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰی سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ وَبَكَيْتُ يَوْمِیْ ذٰلِكَ لَا يَرْقَاُ لِیْ دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ بَكَيْتُ لَيْلَتِیْ
الْمُقْبِلَةَ لَا يَرْقَاُ لِیْ دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَاَبَوَایَ يَظُنَّانِ اَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِیْ فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِیْ وَاَنَا
اَبْكِیْ اسْتَاْذَنَتْ عَلَیَّ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِیْ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِیْ مُنْذُ قِيْلَ لِیْ مَا قِيْلَ وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰی اِلَيْهِ فِیْ

شَأْنِي بِشَيْءٍ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ (قَدْ) بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبٍ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا قَالَ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ إِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ بِهٰذَا حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَإِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُونَنِي وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا كَمَا قَالَ أَبُو يُوسُفَ: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي قَالَتْ وَأَنَا وَاللّٰهِ حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنْ يُنْزَلَ فِي شَأْنِي وَحْيٌ يُتْلَى وَلَشَأْنِي كَانَ أَحْقَرَ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ أَحَدٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ عِنْدَ الْوَحْيِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي الْيَوْمِ الشَّاتِي مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ فَقَالَتْ لِي أُمِّي قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ بَرَاءَتِي قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ﴾ [النور:١١] عَشْرَ آيَاتٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْآيَاتِ بِبَرَاءَتِي قَالَتْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلَيْهِ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى﴾ [النور:٢٢] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ قَالَ حِبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ هٰذِهِ أَرْجَى آيَةٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ أَمْرِي مَا عَلِمْتِ أَوْ مَا رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَهٰذَا مَا انْتَهَى إِلَيْنَا مِنْ أَمْرِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ.

(۷۰۲۰) حضرت سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رحمہم اللہ سے سیدہ عائشہ زوجہ نبی کریم ﷺ کی حدیث روایت ہے کہ جب تہمت سے اُن کے بارے میں کہا گیا جو کہا۔ پس اللہ نے انہیں ان کی تہمت سے پاک کیا۔ زہری نے کہا: ان سب نے مجھ سے اس حدیث کا ایک ایک حصہ روایت کیا اور ان میں سے کچھ دوسروں سے اس حدیث کو زیادہ یاد رکھنے والے تھے اور عمدہ طور پر روایت کرنے والے تھے اور میں نے ان سب سے اس حدیث کو محفوظ و یاد رکھا جو انہوں نے مجھ سے روایت کی اور ان میں سے ہر ایک کی حدیث دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتی ہے۔ یہ سب روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ پس ان میں سے جس کا قرعہ نکلتا رسول اللہ ﷺ اُسے اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس غزوہ میں بھی آپ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا تو اس میں میرے نام کا قرعہ نکل آیا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گئی اور یہ پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ پس مجھے میرے محمل میں سوار کیا جاتا اور اسی میں (پڑاؤ کے وقت) اُتارا جاتا۔ پس ہم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ سے فارغ ہو کر لوٹے اور ہم مدینہ کے قریب ہو گئے تو آپ نے رات کو کوچ کرنے کا اعلان کیا۔ جب آپ نے کوچ کرنے کا اعلان کیا تو میں کھڑی ہوئی اور چل دی یہاں تک کہ لشکر سے دُور چلی گئی۔ جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئی اور کجاوے کی طرف لوٹ کر آئی تو میں نے اپنے سینے کو ٹٹولا تو میرا ہار (یمن کے علاقہ) ظفار کے نگینوں والا ٹوٹ چکا تھا۔ پس میں واپس گئی اور اپنے ہار کو ڈھونڈنا شروع کر دیا اور مجھے اُس ہار کی تلاش نے روک لیا اور میرے کجاوہ اُٹھانے والی جماعت آئی۔ پس انہوں نے میرے کجاوے کو اُٹھا کر میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں اس کجاوے میں ہوں اور ان دنوں عورتیں دُبلی پتلی ہوا کرتی تھیں، موٹی تازی اور بھاری بھر کم نہ ہوتی تھیں اور نہ گوشت سے بھرپور کیونکہ وہ کھانا کم کھایا کرتی تھیں۔ اسی وجہ سے جب ان لوگوں نے کجاوہ کو اُٹھا کر سوار کیا تو وزن کا اندازہ نہ لگا سکے اور میں نوخیز نوجوان لڑکی تھی۔ پس انہوں نے اُونٹ کو اُٹھایا اور روانہ ہو گئے اور میں نے لشکر کے چلے جانے کے بعد اپنے ہار کو پا لیا۔ پس میں ان کے پڑاؤ کی جگہ آئی مگر وہاں پر نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا۔ میں نے اُسی جگہ کا ارادہ کیا جہاں پر میں پہلے تھی اور میرا گمان تھا کہ عنقریب وہ لوگ مجھے گم پا کر میری طرف لوٹ کر آئیں گے۔ اسی دوران کہ میں اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھوں میں نیند کا غلبہ آیا اور میں سو گئی اور حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ نے لشکر کے پیچھے رات گزاری تھی وہ پچھلی رات کو چل کر صبح سویرے ہی میری جگہ پر پہنچ گئے۔ سوسوئے ہوئے انسان کی سیاہی دیکھ کر میرے پاس آئے اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے کیونکہ انہوں نے مجھے احکامِ پردہ نازل ہونے سے پہلے دیکھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے مجھے پہچان کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میں بیدار ہو گئی۔ پس میں نے اپنے چہرے کو اپنی چادر سے ڈھانپ لیا۔ اللہ کی قسم! انہوں نے مجھ سے ایک کلمہ بھی گفتگو نہیں کی اور نہ میں نے اُن سے ''انا للہ'' کے علاوہ کوئی کلمہ سنا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنی سواری کو بٹھا دیا اور میں اونٹنی پہ ہاتھ کے سہارے پر سوار ہو گئی۔ پس وہ سواری کی مہار پکڑ کر (آگے آگے) چل دیئے۔ یہاں تک کہ ہم لشکر کو اُن کے پڑاؤ کے بعد پہنچ

گئے جو کہ عین دوپہر کے وقت پہنچے تھے۔ پس جس شخص کو (بدگمانی کی وجہ سے) ہلاک ہونا تھا' وہ ہلاک ہوگیا۔ وہ شخص جس نے سب سے بڑی تہمت لگائی تھی وہ عبداللہ بن اُبی بن سلول تھا۔ ہم مدینہ پہنچ گئے اور میں مدینہ پہنچنے کے بعد ایک ماہ تک بیمار رہی اور لوگوں نے تہمت لگانے والوں کی باتوں میں غور کرنا شروع کر دیا اور میں اس بارے میں کچھ نہ جانتی تھی۔ البتہ مجھے اس بات نے شک میں ڈالا کہ میں نے اپنی اس بیماری میں رسول اللہ ﷺ کی وہ شفقت نہ دیکھی جو اپنی (پچھلی) بیماریوں کے وقت اُس سے پہلے دیکھتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے' سلام کرتے پھر فرماتے تمہارا کیا حال ہے؟ یہ بات مجھے شک میں ڈالتی تھی لیکن مجھے کسی بُرائی کے بارے میں شعور تک نہ تھا۔ یہاں تک کہ کمزور ہونے کے بعد ایک دن میں قضائے حاجت کے لیے باہر نکلی اور حضرت اُمِ مسطح رضی اللہ عنہا بھی میرے ساتھ مناصع کی طرف نکلیں اور وہ ہمارا بیت الخلاء تھا اور ہم صرف رات کے وقت نکلا کرتی تھیں اور یہ ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء بننے سے پہلے کا واقعہ ہے اور ہمارا معاملہ عرب کے پہلے لوگوں کی طرح تھا کہ ہم قضائے حاجت کے لیے جنگل میں جایا کرتی تھیں اور بیت الخلاء گھروں کے قریب بنانے سے ہم نفرت کرتے تھے۔ پس میں اور اُمِ مسطح رضی اللہ عنہا چلیں اور وہ ابورُھم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور اُس کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی تھی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں اور اس کا بیٹا مسطح اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ پس جب میں اور ابورہم کی بیٹی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف لوٹیں تو اُمِ مسطح رضی اللہ عنہا کا پاؤں اُن کی چادر میں اُلجھ گیا تو اس نے کہا: مسطح ہلاک ہوا۔ میں نے اُس سے کہا: تو نے جو بات کی ہے' وہ بُری بات ہے۔ کیا تو ایسے آدمی کو گالی دیتی ہے جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا تھا۔ اُس نے کہا: اے بھولی بھالی عورت! کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو اُس نے کہی ہے؟ میں نے کہا: اُس نے کیا کہا ہے؟ پھر اُس نے مجھے تہمت کی بات کے بارے میں خبر دی۔ یہ سنتے ہی میری بیماری میں اور اضافہ ہوگیا۔ پس جب میں اپنے گھر کی طرف لوٹی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ سلام کیا پھر فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ مجھے میرے والدین کے پاس جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ اور اُس وقت میرا یہ ارادہ تھا کہ میں اپنے والدین کی طرف سے اس خبر کی تحقیق کروں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ پس میں اپنے والدین کے پاس آئی تو میں نے اپنی والدہ سے کہا: اے امی جان! لوگ کیا باتیں بنا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: اے میری پیاری بیٹی! اپنے آپ پر قابو رکھ۔ اللہ کی قسم! ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کے نزدیک محبوب ہو اور اُس کی سوکنیں بھی ہوں جو اُس کے خلاف کوئی بات نہ بنائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا: سبحان اللہ! واقعۃً لوگوں نے ایسی باتیں کی ہیں۔ فرماتی ہیں میں اس رات صبح تک روتی رہی' نہ میرے آنسو رُکے اور نہ ہی میں نے نیند کو آنکھوں کا سرمہ بنایا۔ پھر میں نے روتے ہوئے صبح کی اور رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ابھی تک وحی نہیں نازل ہوئی تھی اور اُن سے اپنی اہلیہ کو جدا کرنے کا مشورہ طلب کیا۔ پس اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو وہی مشورہ دیا جو رسول اللہ ﷺ اپنی اہلیہ کی براءت کے بارے میں جانتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ آپ کو اُن کے ساتھ محبت ہے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ آپ کے گھر والی ہیں اور ہم بھلائی کے علاوہ اُن میں کچھ نہیں جانتے اور بہرحال علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب نے کہا: اللہ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی

اور ان کے علاوہ بہت عورتیں موجود ہیں اور اگر آپ (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کی لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ سے سچی بات کر دے گی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا تو فرمایا: اے بریرہ! کیا تو نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس نے تجھے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے شک میں ڈالا ہو؟ آپ سے بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر نکتہ چینی کی جا سکے یا عیب لگایا جا سکے۔ باقی یہ بات ہے کہ نوعمر نوجوان لڑکی ہے اپنے گھر والوں کا آٹا گوندھتے گوندھتے سو جاتی ہے اور بکری آ کر اُسے کھا لیتی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن اُبی سلول سے جواب طلب کیا۔ فرماتی ہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! تم میں سے کون بدلہ لے گا اُس آدمی سے جس کی طرف سے مجھے اپنے اہلِ بیت کے بارے میں تکلیف پہنچی ہے۔ اللہ کی قسم میں تو اپنے گھر والوں میں سوائے بھلائی کے کوئی بات نہیں جانتا اور جس آدمی کا تم ذکر کرتے ہو (صفوان) کے بارے میں بھی سوائے بھلائی کے کوئی بات نہیں جانتا اور نہ وہ میرے ساتھ کے علاوہ کبھی میرے گھر والوں کے پاس گیا ہے۔ پس حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اُس سے میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اُس کی گردن مار دیں گے اور اگر ہمارے بھائیوں (یعنی) قبیلہ خزرج میں سے ہوا تو آپ جو حکم اُس کے بارے میں دیں گے ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ پھر قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہ نیک آدمی تھے لیکن انہیں کچھ جاہلیت کے قبائلی تعصب نے بھڑکا دیا۔ پس انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے سچ نہ کہا، اللہ کی قسم! تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور نہ ہی تمہیں اس کے قتل پر قدرت حاصل ہے۔ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچازاد کھڑے ہوئے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تم نے بھی حق بات نہیں کی البتہ ہم ضرور بالضرور اُسے قتل کریں گے۔ تو کیا تم منافق ہو جو منافقین کی طرف سے لڑ رہے ہو۔ الغرض اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کو جوش آ گیا یہاں تک کہ انہوں نے باہم لڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ برابر اُن کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے لگے رہے۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔ سیّدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اُس دن بھی روتی رہی۔ میرے آنسو رکے نہیں رکتے تھے اور نہ میری آنکھوں نے نیند کو سرمہ بنایا۔ پھر میں آنے والی رات میں بھی اسی طرح روتی رہی نہ میرے آنسو رکے اور نہ ہی (میری آنکھوں نے) نیند کو سرمہ بنایا اور میرے والدین نے گمان کیا کہ (اس قدر) رونا میرے جگر کو پھاڑ دے گا۔ اسی دوران کہ وہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ انصار میں سے ایک عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اُسے اجازت دی۔ پس وہ بھی بیٹھ کر رونا شروع ہو گئی۔ پس ہم اسی حال میں تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس تشریف لا کر سلام کیا، پھر بیٹھ گئے۔ فرماتی ہیں کہ جب سے میرے بارے میں باتیں کی گئیں جو کی گئیں آپ میرے پاس نہ بیٹھے تھے اور ایک مہینہ گزر چکا تھا لیکن آپ کی طرف میرے بارے میں کوئی وحی نازل نہ کی گئی تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھتے ہی تشہد پڑھا۔ پھر فرمایا: اما بعد! اے عائشہ مجھے تیرے بارے میں ایسی ایسی خبر پہنچی ہے۔ پس اگر تو پاک دامن ہے تو عنقریب اللہ تیری پاکدامنی واضح کر دے گا اور

اگر تو گناہ میں ملوث ہو چکی ہے تو اللہ سے مغفرت طلب کر اور اُس کی طرف رجوع کر۔ پس بے شک بندہ جب گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ بھی اُس پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرماتا ہے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو پوری کر چکے تو میرے آنسو بالکل رُک گئے۔ یہاں تک میں نے آنسوؤں سے ایک قطرہ تک محسوس نہ کیا۔ میں نے اپنے باپ سے عرض کیا: آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں کا جواب دیں جو آپ نے فرمائی ہیں۔ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں؟ پھر میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ آپ میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں۔ تو اُنہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں بھی نہیں جانتی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔ تو میں نے عرض کیا: میں ایک نوعمر لڑکی ہوں۔ میں قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے نہیں کر سکتی اور اللہ کی قسم میں جانتی ہوں کہ تم اس تہمت کی بات کو سن چکے ہو۔ یہاں تک کہ وہ بات تمہارے دلوں میں پختہ ہو چکی ہے اور تم نے اسے سچ سمجھ لیا ہے۔ پس اگر میں تم سے کہوں کہ میں پاک دامن ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں پاک دامن ہوں لیکن تم میری تصدیق نہ کرو گے اور اگر میں تم سے اس گناہ کا اعتراف کر لوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں پاک دامن ہوں تو تم میری تصدیق کرو گے۔ پس مجھے یوسف علیہ السلام کے باپ کی بات کے علاوہ کوئی صورت میرے اور تمہارے درمیان بطور مثال نظر نہیں آتی کہ انہوں نے کہا: ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ﴾ پس صبر ہی بہتر اور خوب ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی سے مدد طلب کرتی ہوں۔ فرماتی ہیں پھر میں نے کروٹ بدلی اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ فرماتی ہیں' اللہ کی قسم! میں اُس وقت بھی جانتی تھی کہ میں پاک دامن ہوں اور بے شک اللہ تعالیٰ میری پاک دامنی کو واضح فرمائے گا لیکن اللہ کی قسم! میرا یہ گمان بھی نہ تھا کہ میرے بارے میں ایسی وحی نازل کی جائے گی جس کی تلاوت کی جائے گی اور میں اپنی شان کو اپنے دِل میں کم سمجھتی تھی۔ اس سے کہ اللہ ربّ العزت میرے معاملہ میں کلام کرے گا' جس کی تلاوت کی جائے گی لیکن میں تو یہ اُمید کرتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نیند میں خواب دیکھیں گے جس میں اللہ میری پاکدامنی واضح کریں گے۔ فرماتی ہیں اللہ کی قسم! ابھی رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے نہ اُٹھے تھے اور نہ ہی گھر والوں میں سے کوئی بھی باہر گیا تھا کہ اللہ ربّ العزت نے اپنے نبی ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور آپ پر وحی کی شدت طاری ہوگئی جو وحی کے نزول کے وقت ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ اس سخت سردی کے دن میں بھی آپ کے پسینہ کے قطرات موتیوں کی طرح دکھنے لگے اُس وحی کے بوجھ کی وجہ سے جو آپ پر نازل کی گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی یہ حالت دُور ہوگئی یعنی وحی پوری ہوگئی تو آپ مسکرانے لگے اور آپ کا پہلا کلمہ جس سے آپ نے گفتگو کی یہ تھا کہ اے عائشہ! خوش ہو جا کہ اللہ نے تیری پاکدامنی واضح کر دی ہے۔ مجھ سے میری والدہ نے کہا: آپ کی طرف اُٹھ کر آپ کا شکریہ ادا کر۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں صرف اللہ ہی کے سامنے کھڑی ہوں اور اُسی اللہ کی حمد و ثنا بیان کروں گی جس نے میری براءت نازل کی۔ پس اللہ ربّ العزت نے یہ آیات نازل کیں: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ﴾ ''بے شک تم میں سے وہ جماعت جنہوں نے یہ تہمت لگائی'' ان دس آیات میں اللہ نے میری براءت نازل کی۔ فرماتی ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو مسطح پر قرابت داری اور ان کی غربت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے' انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس کے بعد جو اُس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا کبھی بھی

انہیں کچھ نہ دوں گا۔ تو اللہ رب العزت نے ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا﴾ سے ﴿أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ تک آیات نازل فرمائیں۔ ''تم میں سے جو لوگ صاحب فضل اور صاحب وسعت ہیں وہ یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والوں کو (کچھ) نہ دیں گے اور انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ (اے ایمان والو!) کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تمہیں معاف فرمادے اور اللہ بہت معاف کرنے والا بے حد مہربان ہے'' عبداللہ بن مالک رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کی کتاب میں یہ آیت سب سے زیادہ اُمید کو بڑھانے والی ہے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف فرمادے پھر انہوں نے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کو وہی خرچ دوبارہ دینا شروع کر دیا جو اُسے پہلے دیا کرتے تھے اور کہا: میں اس سے یہ کبھی بھی نہ روکوں گا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرے معاملہ کے بارے میں پوچھا کہ تُو کیا جانتی ہے یا تُو نے کیا دیکھا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے کانوں اور آنکھوں کی حفاظت رکھتی ہوں یعنی بن سنے یا دیکھے کوئی بات بیان نہیں کرتی۔ اللہ کی قسم! میں اُن کے بارے میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں جانتی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہی وہ عورت تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے میرے مقابل اور برابر کی تھیں۔ پس اللہ نے انہیں تقویٰ کی وجہ سے محفوظ رکھا البتہ ان کی بہن حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ان سے اس معاملہ میں لڑیں اور وہ بھی تہمت کی ہلاکت میں ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوئیں۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ وہ حدیث ہے جو ہم تک اس معاملہ کے متعلق اس جماعت کے ذریعہ پہنچی ہے اور یونس رحمہ اللہ کی حدیث میں کہا کہ (حمنہ کو) تعصب نے تہمت میں شریک ہونے پر اُبھارا۔

(۷۰۲۱) وَحَدَّثَنِیْ أَبُو الرَّبِیْعِ الْعَتَکِیُّ حَدَّثَنَا فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمٰنَ ح وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ نِ الْحُلْوَانِیُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ کِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِیِّ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یُوْنُسَ وَمَعْمَرٍ بِإِسْنَادِهِمَا وَفِیْ حَدِیْثِ فُلَیْحٍ نِ اجْتَهَلَتْهُ الْحَمِیَّةُ کَمَا قَالَ مَعْمَرٌ وَفِیْ حَدِیْثِ صَالِحٍ نِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِیَّةُ لِقَوْلِ یُوْنُسَ وَزَادَ فِیْ حَدِیْثِ صَالِحٍ قَالَ عُرْوَةُ کَانَتْ عَائِشَةُ تَکْرَهُ أَنْ یُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ وَ تَقُوْلُ إِنَّهُ قَالَ:

فَإِنَّ أَبِیْ وَوَالِدَهُ وَعِرْضِیْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْکُمْ وِقَاءُ

وَ زَادَ أَیْضًا قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُ مَا قِیْلَ لَیَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ مَا کَشَفْتُ عَنْ کَنَفِ أُنْثٰی قَطُّ قَالَتْ ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ شَهِیْدًا وَفِیْ حَدِیْثِ یَعْقُوْبَ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ مُوْعِرِیْنَ فِیْ نَحْرِ الظَّهِیْرَةِ وَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُوْغِرِیْنَ قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ مَا قَوْلُهُ مُوْغِرِیْنَ قَالَ الْوَغْرَةُ شِدَّةُ الْحَرِّ.

(۷۰۲۱) یہ حدیث مبارکہ ان اسناد سے بھی مروی ہے البتہ فلیح کی حدیث میں ہے کہ (حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) تعصب نے

جاہل بنادیا اور صالح کی حدیث میں ہے کہ (حمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) تعصب نے (تہمت میں شریک ہونے پر) اُبھارا۔ صالح کی حدیث مبارکہ میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پاس حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کے متعلق) کو بُرا بھلا کہنے کو ناپسند کرتی تھیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھی کہ حضرت حسان نے یہ فرمایا ہوا ہے کہ بے شک میرے باپ اور میری ماں اور میری عزت سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو تم سے بچانے کے لیے (وقف) ہیں اور یہ اضافہ بھی ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! جس آدمی کے بارے میں جو تہمت کیا گیا ہو وہ کہتے تھے (صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سبحان اللہ! اور کہتے تھے کہ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے میں نے کبھی بھی کسی عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ فرماتی ہیں پھر وہ اس کے بعد اللہ کے راستہ میں ہو کر رہے۔ آگے مُوْعِرِیْنَ فِی نَحْرِ الظَّهِیْرَةِ کا معنی بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے دوپہر کے وقت سخت گرمی میں (قافلہ نے پڑاؤ ڈالا)۔

(۱۰۷۷) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَاْنِی الَّذِیْ ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَشِیْرُوْا عَلَیَّ فِیْ اُنَاسٍ اَبَنُوْا اَهْلِیْ وَایْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَاَبَنُوْهُمْ بِمَنْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا دَخَلَ بَیْتِیْ قَطُّ اِلَّا وَاَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ فِیْ سَفَرٍ اِلَّا غَابَ مَعِیَ وَ سَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِهٖ وَفِیْهِ وَلَقَدْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْتِیْ فَسَاَلَ جَارِیَتِیْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْهَا عَیْبًا اِلَّا اَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰی تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاْكُلَ عَجِیْنَهَا اَوْ قَالَتْ خَمِیْرَهَا شَكَّ هِشَامٌ فَانْتَهَرَهَا بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَصْدُقِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَسْقَطُوْا لَهَا بِهٖ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَیْهَا اِلَّا مَا یَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلٰی تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ وَقَدْ بَلَغَ الْاَمْرُ ذٰلِكَ الرَّجُلَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ عَنْ كَنَفِ اُنْثٰی قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا وَقُتِلَ شَهِیْدًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَفِیْهِ اَیْضًا مِنَ الزِّیَادَةِ وَكَانَ الَّذِیْنَ تَكَلَّمُوْا بِهٖ مِسْطَحٌ وَحَمْنَةُ وَحَسَّانُ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَیٍّ فَهُوَ الَّذِیْ كَانَ یَسْتَوْشِیْهِ وَ یَجْمَعُهٗ وَهُوَ الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ وَحَمْنَةُ.

(۷۰۲۲) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب میرے بارے میں بات پھیلائی گئی جو پھیلائی گئی اور میں جانتی بھی نہ تھی تو رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو کلمہ شہادت پڑھا پھر اللہ کی وہ حمد وثناء بیان کی جو اُس کے شایان شان ہے۔ پھر فرمایا: امابعد! مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنھوں نے میری اہلیہ پر تہمت لگائی ہے اور اللہ کی قسم! میں اپنی بیوی کے بارے میں کسی بھی بُرائی کو نہیں جانتا اور وہ (صفوان) میرے گھر میں میری موجودگی کے علاوہ کبھی داخل نہیں ہوا اور جس سفر میں مَیں گیا ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہی سفر میں رہا ہے۔ باقی حدیث گزر چکی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر داخل

ہوئے اور میری لونڈی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے پوچھا تو اُس نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں نے اُس میں کوئی عیب نہیں پایا۔ سوائے اسکے کہ وہ سو جاتی ہے یہاں تک کہ بکری داخل ہو کر اُس کا آٹا کھا لیتی ہے۔ پس آپ کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے اسے ڈانٹا تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے سچی بات کہو۔ یہاں تک کہ انہوں نے اُسے گرا دیا۔ اُس نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کی قسم مجھے ان کے بارے میں ایسا ہی علم ہے جیسا کہ سنار کو خالص سونے کی ڈلی کے بارے میں ہوتا ہے اور جب یہ معاملہ اُس آدمی تک پہنچا جس کے بارے میں یہ بات کی گئی تھی تو اُس نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کی قسم میں نے تو کبھی کسی عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ اللہ کے راستہ میں شہید کیے گئے اور مزید اضافہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بہتان بازی میں گفتگو کی وہ مسطحؓ حمنہ اور حسان رضی اللہ عنہم تھے۔ بہر حال عبد اللہ بن اُبی منافق تو اس بات کو آراستہ کر کے پھیلاتا ہی رہتا تھا اور وہی اس بات کا ذمہ دار اور قائد تھا اور حمنہ رضی اللہ عنہا بھی شریک تھی۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔

ان میں منافقین کا گھڑا ہوا جھوٹ کا پلندہ، تاریخ وسیر کا دل خراش اور دہلا دینے والا واقعۂ افک اور اس کی تردید مذکور ہے۔ جو سیدہ طاہرہ، عابدہ، زاہدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وارضاہا کے متعلق ہے۔ جس کی وجہ سے امّ المؤمنین حبیبۂ حبیب اللہ کا درجہ بلند و بالا ہوا اور کفر و نفاق کا منہ کالا ہوا۔ جس کی سیاہی آج تک بھی ان کی نسل میں نمایاں ہے۔ اور جنتی جہنمی ہونے کا اٹل فیصلہ سنا رہی ہے کہ جنت روشن اور جہنم تاریک و سیاہ ہوگی۔ **ظلمات بعضها فوق بعض.** (نور۴۰) سیاہی پر سیاہی کہ اپنا ہاتھ تک نظر نہ آئے۔ **اللهم ادخلنا الفردوس مع الابرار و احفظنا و نجّنا من النار.**

تخریج حدیث: صرف امام بخاریؒ اس حدیث کو اپنی جامع صحیح میں سترہ مرتبہ لائے ہیں۔ (۱) **باب هبة المرأة لغير زوجها** میں (کتاب الہبۃ) (۲) اور **باب اذا عدل رجل احدا** میں (کتاب الشہادات) (۳) اور **باب تعديل بعضهنّ** میں (۴) اور **باب القرعة فی المشكلات** میں (۵) اور **باب حمل الرجل امرأته فی الغزو دون بعض نساء** (۶) **باب غزوه بنی مصطلق باب حديث الافك**۔ (۸) اور سورۃ یوسف کی آیت نمبر ۱۸ کی تشریح میں (۹) اور سورۃ نور آیت نمبر ۱۱ تا ۲۰ کی تفسیر میں (۱۰) اور **باب لو لا اذا سمعتموه** ......کی تفسیر (۱۱) اور **باب انّ الذين يحبون ان تشيع الفاحشه** میں (۱۲) اور **باب القرعة بين النساء اذا اراد سفرا** (کتاب النکاح) (۱۳) اور **باب قول الرجل لعمر الله** ایمان ونذور میں (۱۴) اور **باب اليمين فيما لا يملك** میں (۱۵) اور **باب قول الله تعالىٰ و امر هم شورى بينهم** میں (۱۶) اور **باب قول الله يريدون ان يبدّلوا كلام الله** کتاب التوحید میں (۱۷) **باب قول النبی صلی الله عليه وسلم الماهر بالقرآن مع الصفوة الكرام البررة.** یہ ابواب کی ترتیب ہے صفحات کی ترتیب یہ ہے۔ صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ: ۳۵۳، ۳۵۹، ۳۶۳، ۳۶۹، ۴۰۳، ۵۹۳ جلد ثانی: ۶۷۹، ۶۹۶، ۶۹۸، ۷۰۰، ۷۸۴، ۹۸۵_۹۸۸، ۱۰۹۶، ۱۱۱۷، ۱۱۲۶_ مطبوعہ دار القرآن والحدیث۔

واقعہ افک کب پیش آیا؟ یہ واقعہ غزوۂ بنو مصطلق یا مریسیع سے واپسی پر پیش آیا یہ غزوہ ۳ شعبان ۵ھ میں ہوا۔

حدیث اوّل: **كلّهم حدثنى . طائفة من حديثها .** فلیح بن سلیمان نے تصریح کی ہے کہ یہ زہریؒ کا مقولہ ہے اس کا حاصل

یہ ہے کہ زہریؒ نے چار تابعین (۱) سعید بن مسیبؒ (۲) عرہ بن زبیرؒ (۳) علقمہ بن وقاصؒ (۴) عبید اللہ بن عتبہؒ سے قصہ سنا۔ ان میں سے ہر ایک نے قصے کو اپنے الفاظ میں بیان کیا یہ سارے ثقہ متقن وحافظ اور اجلۂ تابعین میں سے ہیں۔ پھر زہریؒ نے ان کے متفرقات کو مرتب اور جمع کر دیا اور ایک مربوط و منظم انداز میں اپنے تلامذہ کو درس دیا۔ ایسے ہی امام مسلم نے اپنی سند متصل سے نقل کیا ہے اس لئے واقعہ افک کی جامع ترین روایت حدیث باب ہے بخاری و دیگر کتب صحاح میں متفرق ہے اور مختلف ٹکڑوں میں تقسیم ہے،

سوال! قاضی عیاضؒ نے زہریؒ کے اس طریقہ پر نکتہ اعتراض اٹھایا ہے کہ اس نے سنے ہوئے حصوں کو اپنی طرف سے ایک ترتیب میں کیوں کیا ویسے متفرق ہی ذکر کرتے۔

جواب! نوویؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس میں زہریؒ پر نکیر لکیر کے فقیر کی مانند ہے اس کا یہ عمل درست ہے اور اس چار ثقہ اور کبار تابعینؒ سے یہ حدیث سنی ہے جسکے بعض حصے اپنے بعض کی تصدیق کرتے ہیں اس لئے اس میں کوئی مضائقہ ومنع کی بات نہیں۔ **هذا الذی فعله الزهری من الحدیث عنهم جائز لا منع منه ولا کراهة فیه** اسی طرح قصۂ افک متعدد طرق سے مروی ہے ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے علاوہ چھ صحابہ کرام نے روایت کیا ہے (۱) عبد اللہ بن زبیر (۲) ام رومان (۳) ابن عباس (۴) ابن عمر (۵) ابو ہریرہ (۶) ابو الیسر۔ اور صرف حضرت عائشہؓ سے دس تابعین نے روایت کیا ہے جن میں زہری کے مذکورہ چار اساتذہ بھی ہیں۔ پھر زہریؒ سے ان کے تلامذہ کی جماعت کثیرہ نے روایت کیا ہے۔

ان یخرج سفرا. ای الی سفر منصوب بنزع الخافض ہے۔ حرف جار محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ **اقرع بین نسائه** ان کی دلجوئی اور طیب خاطر کیلئے قرعہ ڈالتے ورنہ سفر کیلئے شوہر کو اختیار ہے قرعہ کی ضرورت نہیں۔ اس کے متعلق تفصیلی بحث مع الحکم باب فضل عائشہ میں گزر چکی ہے۔

قرعہ کا طریقہ: علامہ عینیؒ کہتے ہیں کہ قرعہ انگوٹھیوں کے ذریعے ہوتا تھا جن کے درمیان قرعہ ڈالتے تو ان کی انگوٹھیاں لیکر ایک تیسرے شخص کو دیدیتے پھر اس کے ہاتھ سے ایک لے لیتے بس جس کی انگوٹھی آتی فیصلہ اس کے حق میں ہوتا۔ امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ قرعہ چھوٹی چھوٹی پرچیوں سے ہوتا ایک ایک پرچی پر ہر ایک کا نام لکھتے (جیسے ہمارے دیار میں متعارف ہے) پھر ان سب پرچیوں کو مٹی کے ایک برتن میں ڈال کر کپڑے سے ڈھانپ لیتے پھر ایک آدمی ہاتھ ڈالتا اور پرچی نکال کر دیکھتا کہ کس کا نام ہے۔ بس اسی کے سپرد کر دیتا۔ ☆ابو عبید بن سلام کہتے ہیں کہ قرعہ تین انبیاء سے منقول ہے (۱) یونس علیہ السلام (۲) زکریا علیہ السلام (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (عمدۃ القاری ج۶ ص۳۶۱)

قرعہ کا حکم: نوویؒ نے ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہی نقل کیا ہے کہ قرعہ ڈالنا درست ہے اور ابن المنذرؒ کہتے ہیں اس کا استعمال اجماع کی طرح (معتبر) ہے اور آثار کثیرہ میں اس کا ذکر و ثبوت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے قرعے کا ابطال مشہور ہے اور اجازت کی بھی ایک روایت ہے۔ **و المشهور عن ابی حنیفة ابطالها وحکی عنه اجازتها.** (نوویؒ)۔ لیکن نوویؒ کی یہ بات پایہ صحت کو نہیں

پہنچی صحیح بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قرعہ ڈالنا درست ومعتبر ہے۔ کہ آدمی عتق، تقسیم، بیویوں کی باری اور سفر کے متعلق قرعہ سے فیصلہ کر سکتا ہے۔ امام صاحب کے نزدیک یہ قید ہے کہ قرعہ ایسی دو یا زیادہ چیزوں میں ہو جو مباح اور محتمل ہوں۔ امور واجبہ ولازمہ میں قرعہ کی گنجائش نہیں مثلاً کوئی قرعہ ڈالنے لگے کہ میں نماز مسجد میں پڑھوں یا گھر میں، قرض ادا کروں یا نہ۔ اسی طرح قرعہ کسی کی تعیین کیلئے درست ہے حقوق کے اثبات ولزوم کیلئے نہیں۔ اس سے نوویؒ کو اشتباہ ہوا کہ مطلق نفی کا حکم لگا دیا۔ **فی غزوة غزاها** یہ غزوہ بنو مصطلق تھا جو راجح اور صحیح قول کے مطابق شعبان ۵ھ میں پیش آیا۔ ابن التین کہتے ہیں ۶ھ میں اور موسیٰ بن عقبہ ۴ھ کا کہتے ہیں۔ **والصواب ماذکر۔**

غزوہ بنو مصطلق کا سبب: اس کا سبب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ بنو مصطلق (جو بنو خزاعہ کی شاخ ہے) حارث بن ابی ضرار کی قیادت میں جمع ہو چکے ہیں اور ایک جاسوس ٹولہ مسلمانوں کے حالات کی تفتیش کیلئے اس نے بھیجا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو لیکر ان کی طرف نکلے اور ان کے ایک کنویں مریسیع پر معرکہ ہوا اس لئے اسکا نام غزوہ مریسیع بھی ہے اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی۔ **بعد ما انزل الحجاب.** پردے کا حکم آنے سے پہلے عورتیں اونٹوں کی پشت پر ہودج (کجاووں) میں بلا ستر سوار ہوتی تھیں اور جب اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم فرمایا تو ہودج میں مستور وبا حجاب سوار ہونا قرار پایا۔ یہ بات اس لئے فرمائی کہ ہودج اٹھانے والے آئے کیونکہ دیکھنا تو منع تھا ڈھکے ہودج کو یہ سمجھ کر اٹھالیا کہ اندر موجود ہونگی۔ اور وزن سے فرق نہ ہونا حدیث میں موجود ہے کہ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی نحیف الجسم قلیل الشحم صغیر البطن اور خالی البطن ہوتی تھیں **احمل فی هودجی.** ہودج کجاوا یہ لکڑی کا بنا ہوا ہوتا ہے اس پر عورتوں کے پردے کیلئے قبہ نما لکڑی ہوتی ہے جس پر کپڑا ڈال کر پردہ کیا جاتا ہے۔ ابن اسحاقؒ کی روایت میں ہے کہ کوچ کے وقت میں پہلے اپنے کجاوے میں بیٹھ جاتی پھر وہ کجاوے کے نچلے حصے (پائے) پکڑ کر اٹھاتے اور اونٹ پر رکھتے۔ میں اس طرح اونٹ پر سوار کی جاتی۔ اسی طرح وہ اتارتے کہ میں اس میں ہوتی۔ **و انزل فیه مسیرنا** یہ بھی منصوب بنزع الخافض ہے **ای فی سائر سیرنا** پورے سفر میں رکوب ونزول کا یہی وطیرہ رہا۔ **آذن لیلة بالرحیل.** یعنی ایک منزل میں پڑاؤ ڈالا رات کا کچھ حصہ گزارا پھر روانگی اور کوچ کیا حکم دیا۔

اب اصل قصہ کی ابتداء ہو رہی ہے: **فلما قضیت من شانی . ای حاجتی.** اس میں تصریح نہیں کی بلکہ محتاط انداز میں قضاء حاجت کا ذکر کیا۔ **فاذا عقدی من جزع ظفار قد انقطع،** عقد بکسر العین ہار جو زینت کیلئے گلے میں پہنا جاتا ہے (بھلے کسی چیز کا بھی ہو) جزع . **بفتح الجیم وسکون الزاء** یہ ایک خاص قسم کا موتی ہے جو سیاہ سفیدی مائل ہوتا ہے یہ یمن اور چین سے در آمد کیا جاتا تھا۔ اس لئے اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ سخت ترین پتھر ہوتا ہے۔ صلابت وسختی میں اس جیسا پتھر کوئی نہیں اور اس کے بارے میں گمان پایا جاتا تھا کہ اس کے پہننے سے غم اور ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ حتی کہ جزع کہنے کی وجہ تسمیہ بھی یہ بیان کی جانے لگی کہ اسکا پہننا جزع فزع اور غم واندوہ لاتا ہے۔ واللہ اعلم **ظفار بفتح الظاء و الفاء.** یمن میں ایک بستی یا پہاڑ کا نام ہے۔ قبیلہ حمیر کے لوگ یہاں آباد تھے اس ظفار قریہ یا جبل کی طرف قیمتی ہار منسوب کئے جاتے تھے۔ تکملہ میں بحوالہ واقدیؒ

لکھا ہے کہ یہ وہ ہار تھا جس میں سیدہ عائشہ آنحضرت ﷺ کے گھر آئیں۔ فکان فی عنقی عقد من جزع ظفار کانت امی ادخلتنی بہ علی رسول اللہ ﷺ۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ ماں کی عطا کردہ چیزوں کی اہمیت و قیمت کیا ہے۔ صحیح مسلم کے تمام نسخوں میں یہ لفظ ظفار ہمزے کے بغیر ہے۔ بخاری ج ۱ ص ۳۶۳ میں یہ لفظ اظفار ہمزے کے ساتھ ہے جب کہ وہاں بھی حاشیہ میں دوسرا نسخہ ظفار بلا ہمزہ لکھا ہوا ہے اظفار یہ ظفر کی جمع ہے ظفر لکڑی کی خاص قسموں میں سے ایک ہے جیسے عود ہندی کہا جاتا ہے یہ خوشبودار ہوتی ہے۔ مہکانے کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ اگر یہ روایت پایہ ثبوت تک پہنچ جائے تو یہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے پر ویا ہوا ہار تھا۔ خوشبو، خوش رنگت اور حسن کی وجہ سے اس کو جزع کہا گیا۔ ابن التین نے کہا ہے کہ اس کی قیمت بارہ درہم تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عود ہندی کا تھا کیونکہ اگر سچے موتیوں کا ہوتا تو یقیناً قیمت کثیر ہوتی۔

مسئلہ! لفظ ظفار سے ثابت ہوتا ہے کہ مستورات سونا چاندی کے علاوہ دیگر اجناس کا زیور پہن سکتی ہیں۔ جیسے ہمارے دیار میں متعدد چیزوں کے مختلف زیور تیار و فروخت کئے جاتے ہیں ان کا استعمال درست ہے۔ فحبسنی ابتغاء ہ . یعنی اس کی تلاش میں مجھے دیر ہوگئی۔ واقدیؒ نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ میں گمان کرتی تھی کہ میں ایک ماہ تک بھی نہ گئی تو میرا ہودج نہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں اور اس میں ہوں۔ الذین کا نوا یرحلون لی . جو میرے ہودج کو اٹھاتے تھے۔ ابن حجرؒ نے واقدیؒ سے اس کا نام ابو موہوبہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ لکھا جو آپ ﷺ کی مرض وفات کے واقعے کی حدیث کے راوی ہیں۔ ثم یَهْبُلْنَ ای لم یثقلن بھاری بھر کم نہ تھیں۔ (از باب نصر) یا افعال یُهْبِلْن. انما یا کلن العلقة کم کھاتی تھیں۔ جس سے بھوک کم ہو سکے یا بمشکل مٹ سکے۔ اس کو بلغۃ بھی کہا جاتا ہے یعنی کم کھانے کی وجہ سے خفیف البدن تھیں کہ اٹھانے والوں نے سمجھا کہ ہودج میں موجود ہیں۔ آگے حدیثۃ السن میں بھی ہلکے بدن اور کم وزن کا ذکر ہے کیونکہ عمر کے ساتھ عموماً وزن میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

فتیممت منزلی الذی کنت فیہ . یہ ان کے حوصلے اور کمال عقل اور حسن تدبیر کی دلیل ہے کہ اسی جگہ رہیں ورنہ ایسے موقع پر عورتیں ادھر ادھر جزع فزع میں لگ جاتی ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ سوچا کہ جیسے ہی آنحضرت کو معلوم ہوگا تو اسی جگہ تلاش کیلئے بھیجیں گے۔ غلبتنی عینی فنمت . یہ اللہ پر بھروسہ اور یقین کامل کی دلیل ہے ورنہ ایسے میں اضطراب و گھبراہٹ سے نیند آنا تو درکنار آئی ہوئی نیند اڑ جاتی ہے لیکن یہ اطمینان سے تھیں کہ اللہ محافظ ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے سکون و اطمینان عطا فرمایا تا کہ وحشت، وحدت اور ظلمت سے پریشان نہ ہوں اللہ ولیّ الذین أمنوا (بقرۃ ۲۵۷) وھو معکم اینما کنتم. (حدید ۴) ایمان والوں کا اللہ ہی والی اور دوست ہے۔ تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ صفوان بن معطّل السلمی. یہ ذکوان قبیلے کے ہیں جو بنو سلیم کی شاخ ہے اور ذکوان بن ثعلبۃ بن بهثۃ بن سلیم کی طرف منسوب ہے۔ یہ فاضل و شجاع شاعر صحابی تھے سب سے پہلے غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ (واقدیؒ)۔ جبکہ ابن کلبیؒ کا کہنا ہے کہ سب سے پہلے غزوہ مریسیع میں شرکت کی۔ یہی راجح ہے کیونکہ غزوہ مریسیع شعبان اور غزوہ خندق شوال میں پیش آیا دونوں کا سال ۵ھ ایک ہی تھا۔ ۵ھ میں ہی مشرف باسلام ہوئے تھے۔

وفات: تکملہ میں بقول ابن اسحاق سیدنا عمرؓ کے دور خلافت ۲۹ھ میں جہاد ارمینیہ میں شہید ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۵۴ھ خلافت امیر معاویہؓ میں رومیوں کے ساتھ کسی معرکے میں لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔انکی وفات وشہادت کے متعلق کوئی قول فیصل بندہ کو نہیں مل سکا۔قد عرّس من وراء الجیش. تعریس رات کے آخری حصے میں منزل پر اترنے اور آرام واستراحت کو کہتے ہیں۔طبرانی وابن مردویہ کی روایت سے ان کے پیچھے رہنے کا سبب یہ ملتا ہے کہ قافلہ کی گری پڑی چیزیں لے آتے جب لوگ کوچ کرتے تو یہ نماز میں مشغول رہتے پھر بعد میں دیکھ بھال کے بعد آملتے۔ فَادَّلَجَ. فا صبح عند منزلی .اِدَّ لاج (دراصل اِدْتِلَاجٌ) بمعنی رات کے آخری حصہ میں چلنا اور ادلج باب افعال سے رات کے اول حصے میں چلنا جیسے کتاب فضائل انبیاء باب شفقته صلی الله علیه وسلم میں فاد لجوا فا نطلقوا علی مهلتهم میں گزر چکا ہے یہاں آخر رات کا چلنا مراد ہے اس لئے دال کی تشدید کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ان کی تاخیر کی وجہ ابوداؤد کی ایک روایت سے یہ بھی ملتی ہے کہ یہ کثیر النوم تھے دیر سے بیدار ہوتے تھے اسی عادت کے مطابق یہاں بھی دیر سے اٹھے اور بعد میں آئے (از تکملہ) حدیث ابوداؤد پر ان دو روایتوں سے سوال وارد ہوتا ہے۔(۱) والله ما کشفت کنف انثی قطّ (بخاری تفسیر سورۃ النور ص ۴۹۶)(۲) و الله ما اصبت امرأة قط حلالا و لا حراما (ابو عوانه تکملہ)۔حالانکہ ابوداؤد کی حدیث سے ان کی بیوی کا ذکر اور ثبوت ملتا ہے۔اس لئے بزار نے ابوداؤد کی اس روایت پر تنقید کی ہے اور اسے منکر کہا ہے لیکن ابن حجرؒ نے اس کا رد کرتے ہوئے جواب دیا ہے کہ یہ بات اس وقت کی ہے جب صفوان غیر ناکح تھے اور حدیث ابوداؤد نکاح کے بعد کی ہے۔ و لا منافاة بینهما .فرأی سواد انسان نائم.سواد بمعنی شخص،آدمی۔مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کا موجود ہونا اس کو سمجھ آیا لیکن مرد وعورت کی تعیین نہیں کر سکا۔فاستیقظت باسترجاعه. پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے اسے دیکھا تھا حکم حجاب ۳ھ یا ۴ھ میں نازل ہوا تھا۔صفوان نے جب ایک شخص کو سوتا دیکھا تو اس نے جان لیا کہ یہ پیچھے رہنے والوں میں سے ایک ہے ورنہ قافلہ تو جا چکا اس پر انّا لِلّٰه و انّا الیه راجعون پڑھا جس کی آواز سے امی عائشہؓ جاگ اٹھیں۔ ما یکلّمنی کلمة . اس سے پتہ چلا کہ استرجاع کے علاوہ صفوانؓ نے کوئی بات نہیں کی۔

سوال! ابن اسحاقؒ،ابوعوانہؒ،طبرانیؒ کی روایات میں یہ ملتا ہے کہ صفوان نے یہ پوچھا ما خلّفكِ آپ کو کس چیز نے پیچھے کر دیا' ان سے کلام کا ثبوت ملتا ہے اور حدیث باب میں نفی ہے۔

جواب! ابن حجرؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اونٹ پر سوار ہونے سے پہلے اس نے استرجاع کے سوا کوئی بات نہیں کی جس بات کا ان احادیث سے ثبوت ملتا ہے وہ سوار ہونے کے بعد کی کلام پر دال ہیں اور حدیث باب پہلے کی نفی کر رہی ہے،سوار ہونے کے بعد کیونکہ حضرت عائشہ جلباب اوڑھے ہوئے اوپر تھیں اور صفوان سواری ہانک رہا تھا اس حالت میں مکمل پردہ تھا کہ اس نے پیچھے رہنے کا سبب پوچھا ہو۔فوطیء علی یدها . ای علی ید الناقة . اونٹ بٹھانے کے بعد جلدی اٹھنے سے روکنے کیلئے اس کے اگلے گھٹنے پر پاؤں رکھا جاتا ہے تا کہ اطمینان سے سوار ہو سکیں۔یہ اسی رکوب کی سہولت کیلئے تھا۔اس طرح عورت چھونے اور مدد کے بغیر بآسانی سوار ہو جاتی ہے۔ خیر نساء قریش رکبن الابل گذر چکا ہے کہ وہ سوار ہونے میں ماہر تھیں۔ بعد ما نزلوا موغرین

فی نحر الظھیرۃ. وغر سخت گرم وقت کو کہتے ہیں کہ اس وقت سورج آسمان کے درمیان میں ہوتا ہے اور تپش وحرارت خوب پھینک رہا ہوتا ہے۔ اسی سے وغر الصدر کینے اور سینے کی جلن اور کڑھن کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ نحر الظھیرۃ عین دوپہر کے وقت کڑکتی دھوپ میں۔ یہ موغرین کی تاکید ہے۔ فھلك من ھلك فی شانی. یعنی تہمت اور اس کے افشاء میں مصروف ہو گئے اور ایک طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا لیکن عزت و برتری، طہارت وصداقت، براءت وفضیلت، رفعت ومنقبت عطا کرنیوالی تو اعلیٰ و بالا اللہ تعالیٰ کی ذات باصفات ہے۔ اس مہم وشورش میں عبداللہ بن ابی بن سلول منافقین کا سرغنہ اور اس کے ہمنوا اور مخلصین میں سے مسطح بن اثاثہ حسان بن ثابتؓ، حمنہ بنت جحشؓ پیش پیش تھے بعض نے جحش کے دو بیٹے عبداللہ اور احمد کا نام بھی لکھا ہے۔ سہیلیؒ نے اس سے حسان کو بے گناہ، غیر ملوث ثابت کرنے کی ادھوری کوشش کی ہے جو صراحۃً انکار ہے۔ درست یہی ہے کہ یہ اس میں شامل تھے اگرچہ مؤمن کامل تھے۔ وکان الذی تولی کبرہ. اس معاملے کا بڑا سرغنہ، مرکزی کردار کرنیوالا۔ اسکا مصداق عبداللہ بن ابی بن سلول ہے۔ کیونکہ یہ سارا قصہ اسی نے گھڑا اور واہ ویلا کیا مشہور ہے کہ یہ سب سے بڑا منافق تھا۔ والناس یفیضون فی قول اھل الافك . یہ بات لشکر میں پھیل گئی اور مدینہ پہنچتے ہی شقی عبداللہ بن ابی نے پورے مدینہ میں ڈھونڈھورا پھیر دیا۔ اس کے چیلے مختلف مجالس میں جاتے اور بات بات میں اس قصے کو اچھالتے اور بعض اوقات تو مخلصین کو بھی ورغلاتے۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں گزری۔ وھو یر یبنی فی وجعی. ھو زائدہ برائے توطیہٴ کلام ہے۔ یر یبنی ریب سے مشتق ہے۔ شک و تردد میں پڑنا جس کے انجام کا خوف واندیشہ ہو۔ کیف تیکم . یہ اسم اشارہ برائے تانیث ہے جیسے ذاکم برائے مذکر ہے۔ یہ عیادت کے کلمات تھے آپ ﷺ گزرتے گزرتے مجھے کہتے یا میری حالت مرض میں خدمت کرنے والی (اور سرہانے بیٹھنے والی) ماں سے کہتے۔ میں یہ فرق، ترشی اور بے التفاتی محسوس کر رہی تھی لیکن اس کا سبب کیا تھا اس کے بارے میں مجھے علم نہ تھا۔ بعد ما نَقَھتُ . ناقہ کہتے ہیں جس کی بیماری تو چلی گئی اور اثر چھوڑ گئی۔ جیسے بیماری سے آدمی نجات پاتا ہے لیکن کمزوری باقی ہوتی ہے اس حالت کو نقاہت وضعف کہا جاتا ہے یعنی میں بالکل لاغر ہو چکی تھی۔ خرجت معی ام مسطح قبل المناصع . تکملہ میں بروایت ابواویسؒ ہے کہ میں نے ام مسطح سے کہا برتن (کوزہ) میں پانی بھر لے جائے حاجت کی طرف میرے ساتھ چل! خذی الاداوۃ فا ملئیھا فاذ ھبی بنا الی المناصع . مناصع منصع کی جمع ہے بمعنی قضائے حاجت کے مقامات (بستی والوں کے آبادی سے دور کھلے بیت الخلاء) زہریؒ کہتے ہیں کہ مناصع متعین جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے باہر (ہٹ کر) تھی۔ ابن السکیتؒ کہتے ہیں کہ مناصع لغت میں مجالس ہی کو کہتے ہیں۔ اب استعمال میں وسعت کی وجہ سے قضائے حاجت کے مقامات کیلئے مستعمل ہے۔ وھو متبرّ زنا . اس کا لغوی معنی ہے ساتر اور پردہ۔ وہ جگہ جو قضائے حاجت کیلئے تیار کی جائے، حمام۔ امر العرب الأُول . اُول اَوّل کی جمع ہے۔ یہ عرب کی صفت ہو کر مجرور ہے۔ اوّل مفرد بھی آتا ہے۔ یہ اس وقت مرفوع اور امر کی صفت ہوگا۔ یعنی عرب اپنے گھروں کے قریب (گھن اور بدبو کے اندیشے کی وجہ سے) بیت الخلاء نہ بناتے تھے۔ اور عجم کی طرح عادت نہ اپنائی تھی۔ فی التنزّہ . صفائی ستھرائی کیلئے ایسا کرتے تھے کہ ہمارے گھروں میں نجاست کی جگہ نہ ہو۔ ام مسطح . ان کا نام سلمیؓ ہے یہ مسطح بن اثاثہؓ کی ماں ہے

سلمی کے والد ابورہم اور والدہ رائطہ بنت صخر ہے مسطح کی ماں ابوبکرؓ کی خالہ کی بیٹی تھیں، مسطح بن اثاثہ یہ لقب ہے نام عوف تھا بعض نے مسطح کا نام عامر بھی کہا ہے، زمانہ طفولیت میں شفقت وتربیت پدری سے محروم ہوگئے تھے، ابوبکرؓ نے ان کی کفالت کی کیونکہ ام مسطح سلمٰی ابوبکرؓ کی رشتہ دار تھیں یہ ماں بیٹا مہاجرین اولین میں سے ہیں ۳۴ھ میں وفات پائی وقیل ۳۷ھ بعد ان شهد صفين مع عليؓ۔ في مرطها. بکسر المیم اون سے بنی ہوئی دبیز چادر۔ ابن التینؒ نے بفتح المیم میں بھی کہا ہے امام مسلمؒ کے صنیع سے پتہ چلتا ہے کہ قضائے حاجت کے بعد واپس آتے ہوئے ام مسطح چادر میں پھسل گئیں۔

سوال! ابن اسحاقؒ کی روایت میں ہے کہ فو الله ما قدرت ان اقضي حاجتي. ابن ابی اویسؒ کی روایت میں ہے کہ فذهب عنّي ماكنت اجد من الغائط اس کے قریب بخاری شریف میں بھی ہشام بن عروہ کی روایت ہے اب تعارض ہوا؟ حدیث باب میں ہے۔ حين فرغنا من شأننا جب ہم اپنی حاجت سے فراغت حاصل کر چکیں۔

جواب! (۱) ابن حجرؒ نے ایک بعید جواب دیا ہے کہ فرغنا کا مطلب ہے کہ ہم چلتے چلتے دور پہنچیں اور چلنے کے عمل سے فارغ ہوئیں اب قضائے حاجت کرتیں کہ یہ قصہ سامنے آیا جس نے سب کچھ بھلا دیا۔ لیکن ظاہر ہے یہ قرین قیاس کے قریب نہیں کہ خالی چلنے اور پہنچنے کو فرغنا من شأننا کہا اس کیلئے تو فرغنامن سفرنا یامن سير نا ہوتا۔

جواب (۲) شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے راویوں کو قصہ کی تفصیل بیان کرنے میں وہم ہوا ہو۔ بندہ بھی یہی کہتا ہے کہ اس میں راویوں سے وہم کا امکان ہے اس لئے فرغنا من شأ ننا میں قضائے حاجت مراد ہو۔ تعس مسطح. عین کے فتح اور کسرہ دونوں طرح سے مشہور ومستعمل ہے۔ بمعنی ہلاک ہو۔ دونوں لغتوں کے استعمال کے فرق اور تعیین کے متعلق ابن التینؒ کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک بکسر العین اور اہل لغت کے ہاں بفتح العین ہے۔ اس لئے حدیث باب میں عین پر کسرہ پڑھا اور پڑھایا جائے۔ ای هنتاه اور نون کے فتح کے ساتھ ہے قرطبیؒ نے هنّاه بتشدید النون بھی کہا ہے۔ لیکن ازہریؒ نے قرطبیؒ پر نکیر کی ہے۔ یہ حرف نداء کے ساتھ خاص ہے۔ یا هذه یا امرأة. بھولی بھالی غیر ملتفت کہ آپ لوگوں کے اتنا چکروں اور شرارتوں سے بے بہرہ ہیں۔ یا بلھی بھی کہا گیا ہے۔

نکتہ: یا حرف نداء برائے بعید ہے یہاں قریب ہوتے ہوئے بھی بعید تصور کیا اور تعجب سے کہا اے بھولی بھالی لڑکی۔ تعس مسطح. ابن ابی جمرہؒ کہتے ہیں کہ اس میں دو احتمال ہیں (۱) اتفاقاً مسطح کی ماں کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوگیا اور اس سے اشارہ بھی ہوا کہ سیدہ عائشہ باخبر ہو جائیں اس کے بارے میں کیا کیا کہا جارہا ہے۔ (۲) یہ لفظ قصداً وعمداً کہا تا کہ حضرت عائشہ کا قصہ معلوم کرسکے کہ اس کے نام لینے سے قصہ کے وصول وحصول کی طرف اشارہ ہوگیا۔ فاخبر تني بقول اهل الافك. اب ام مسطح سلمٰی نے قصہ کی خبر دی۔ تکملہ میں یہ بھی ہے کہ مسطح اور دوسرے تیسرے ابن ابی رئیس المنافقین کے گھر جمع ہوتے اور باتیں اچھالنے کی تدبیریں کرتے۔ فازددت مرضا الى مرضي. بخاری میں ہے کہ شدید بخار ہوا۔ اور غم واندوہ کی حد ہی نہ رہی کہ یہ کیا ہوگیا۔ فجئت ابويّ. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور اجازت ملنے پر اپنے ماں باپ کے گھر آگئیں۔ ہشام کی

روایت سے بخاری میں یہ بھی ہے کہ میں نے کہا مجھے میرے ماں باپ کے گھر بھیج دیجئے تو آپ نے میرے ساتھ ایک بچہ بھیجا۔ فقلت ارسلنی الی بیت ابی فارسل معی الغلام ای الطفل. یاهوّنی علیك. ہشام کی روایت میں ہے خفّفی علیك الشأن . اے بیٹی غم کو ہلکا کر۔ اپنے اعصاب پر دباؤ نہ ڈال۔ اللہ اکبر ماں تو ماں ہے کیسی تسلی دی! پھر واقعے کے غلط اور کذب ہونے پر قرینہ بھی ذکر کر دیا کہ ظاہر ہے ایسی صورت جو تجھ سے پیش آئی ہے ایسے تو حاسد و مفسد تاک میں ہوتے ہیں کہ اس گھر کو بگاڑنے کی کوشش کی جائے حوصلہ رکھ گھبرا نہیں۔ وضیئة. وفی نسخة حظیة . پہلا وضاءۃ سے ہے۔ بمعنی روشن چمکدار، حسن جمال والی (اور علم وعمل میں کمال والی) دوسرے کا معنیٰ مرتبے اور رتبے والی۔ الّا کثّرن علیها من التفصیلی. ای اکثرن فی عیبها. حضرت عائشہؓ کی والدہ کی ذہانت حسن تربیت اور تسلی دینے کیلئے حسن اسلوبی ہے کہ حوصلہ بھی دیا اور صبر کا کہہ کر سبب بھی واضح کر دیا۔ اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ حمنہ بنت جحش جو افتراء پردازوں کے ساتھ تھی (اگر چہ مؤمنہ مخلصہ تھی) حضرت عائشہؓ کی سوکن زینب بنت جحش کی بہن ہے اتنی بات ضرور ہے کہ سوکنوں سے ان کے حق میں کچھ بھی ثابت نہیں بلکہ حمنہ کی بہن ام المؤمنین زینب بنت جحشؓ نے حمنہ کو بہت روکا اور ان سے خفا بھی ہوئیں۔ زینبؓ کیونکہ حضرت عائشہؓ کے ازواج میں تقریباً ہم پلہ تھیں اس وجہ سے ابن حجرؒ نے ان کی بہن حمنہ کا قصہ ذکر کر کے تائید حاصل کی ہے۔ ویتحدّث الناس بهذا .بعض روایات طبرانی وہشام میں یہ بھی ہے کہ میں نے پوچھا یہ بات آنحضرت ﷺ اور میرے ابا جان کو پہنچ چکی ہے تو ماں نے جواب دیا ہاں! فقاضت عیناه بس اب تو رونے لگیں اور آنسو کا سمندر امنڈ آیا۔ لا یر قالی دمع . ای لا ینقطع آنسو نہ تھمے۔ ولا اکتحل بنوم اور نیند آنکھوں کے پاس سے نہ گزری۔ یعنی مکمل نیند تو کجا اتنی سی بھی نیند نہیں آئی جتنا آنکھوں میں قلیل سا سرمہ ہوتا ہے۔ نیند تو بالکل آئی ہی نہیں۔ .

سوال! حدیث باب میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کو یہ قصہ ام مسطح سے معلوم ہوا دوسری روایات میں آتا ہے کہ امرأة من الانصار ایک انصاری عورت نے یہ قصہ بتایا۔

جواب! ابن حجرؒ نے زمانے کے تقدّم وتأخر سے اس میں تطبیق دی ہے کہ پہلے ام مسطح سے سنا جیسے حدیث باب میں ہے اور ماں باپ کے گھر جانے کے بعد انصاری خاتون سے سنا اس طرح دونوں سے سننا درست اور اپنے محل کے اعتبار سے صحیح ہے۔ حین استلبث الوحی ای تأ خو. وحی مؤخر ہوئی۔ کافی دنوں تک وحی نازل نہ ہوئی۔ آگے صحابہ کرام کے مشوروں اور تجاویز کا ذکر ہے۔ اسامہ بن زیدؓ نے تو صاف کہا: هم اهلك وہ آپ کے گھر والے ہیں ہم خیر ہی سمجھتے ہیں۔ اس طرح یہ مبتدا خبر ہیں۔ ایک نسخے اور روایت میں اَهْلَكَ منصوب ھم مبتدا کے بغیر بھی ہے اب عبارت ہوگی اَمْسِكْ اهلك ولا تسمع فیها احدا .فعل محذوف ہوگا۔ والنساء سواها کثیر. حضرت علی ﷺ نے جو الفاظ مشورے میں کہے اس سے فراق کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ نوویؒ نے (وکالۃ) یہ کہا ہے کہ حضرت علی ﷺ نے حالات کی نزاکت اور آپ ﷺ کی طبیعت وغیرت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا کہ اس طرح طیب خاطر بھی حاصل ہوگی اور غیرت بھی متاثر نہ ہوگی کیونکہ ہر وقت کا قلق وافسوس مہلک ومضر ہے۔ ابن ابی جمرہؒ نے یہ تاویل کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صراحۃً جدائی کا مشورہ نہ دیا تھا بلکہ بات کنیز سے مزید تصدیق اور آپ ﷺ کی

نظر وفکر پر چھوڑ دی۔ لیکن ظاہر ہے والنساء کثیر کا مطلب بالکل واضح ہے۔ اس لئے نوویؒ کی بات درست وراجح ہے کہ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کی راحت کیلئے یہ مشورہ دیا تھا۔ (جس پر عمل درآمد نہیں ہوا) **فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بريرة** تنقیح اور تحقیق کیلئے آپ ﷺ نے بریرہ لونڈی کو بلایا۔

سوال! اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہؓ نے فتح مکہ کے بعد بریرہؓ کو خرید کر آزاد کیا اور فتح مکہ اور غزوہ مریسیع میں مدت طویلہ ہے تو بریرہ کیسے حضرت عائشہؓ کے پاس تھیں کہ تحقیق کیلئے ان سے پوچھا۔

جواب! (۱) اس کے متعلق بعض علماء کا یہ کہنا ہے کہ بریرہ کا نام متعین کرنا راویوں کا وہم ہے حضرت علی ﷺ نے تو اتنا فرمایا: **ان تسال الجارية تصدقك**. راویوں نے الجاریۃ کی مراد بریرہ سے متعین کر دی کیونکہ بریرہؓ کے متعلق مشہور ہے کہ یہ مولاۃ عائشہ تھیں۔ لیکن انہوں نے واضح نہیں کیا الجاریۃ سے بریرہ مراد نہیں ہوسکتی تو پھر کون ہے؟

جواب! (۲) اصابہ میں ابن ابی شیبہ کی ایک روایت عبداللہ بن بریرہ سے موجود ہے جس میں یہ الفاظ ہیں۔ **كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا استيقظ من الليل دعا جارية له يقال لها بريرة** (از تکملہ) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ بریرہ مراد ہے۔ مولاۃ الرسول کہنے میں یہ احتمال بھی ہے کہ وہ تھیں تو حضرت عائشہؓ کی لونڈی لیکن آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب تھیں اس میں کوئی بُعد نہیں کیونکہ بیوی کی مملوکہ شوہر کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔

جواب! (۳) ابن حجرؒ نے ایک احتمال یہ بھی لکھا ہے کہ بریرہ تو ایک ہی ہے جسے حضرت عائشہؓ نے فتح مکہ کے بعد خرید کر آزاد کیا لیکن اس سے پہلے وہ دوسرے کی مملوک تھیں اور اجرت پر عائشہؓ کی خدمت کرتی تھی تو قصہ افک کے وقت حضرت عائشہؓ کے گھر میں رفیقہ یا معتقہ نہیں بلکہ اجیرہ ہو کر رہتی تھیں۔ اس احتمال کے صحیح و معتبر ہونے کی صورت میں اس سے گھر میں کام کاج کیلئے اجیرہ خالہ وغیرہ رکھنے کا ثبوت ہوگا جبکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا طریقہ یہ تھا کہ گھر کا سارا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ واللہ اعلم

ان رأيت عليها امرا قطّ اغمصه عليها . ان نافیہ ہے۔ نہیں دیکھا میں نے اس پر کوئی ایسا امر جس پر میں شک و تردد میں پڑوں۔ یا عیب لگاسکوں۔ بلکہ بخاری شریف میں صاف آتا ہے کہ ان کو اس طرح خالص پاکدامن جانتی ہوں جیسے سنار خالص واحمر سونے کو پہچانتا ہے۔ یہ صاف صاف صفائی اور صداقت تھی جس کو مثال سے بیان کر دیا۔ اس کنیز کے طرز بیان پر سب صحابہ حیران رہ گئے کہ کیسا بے غبار اور صاف جواب دیا۔ **تنام عن عجين اهلها** عجین پانی سے گوندا ہوا آٹا۔ **فتاتي الداجن** . داجن پالتو بکری جو گھر کی مانوس ہو کر چراگاہ کی طرف نہ جاتی ہو یہ بھی کہا گیا ہے کہ داجن پالتو جانور کو کہتے ہیں اس میں ان کی سادہ مزاجی اور غفلت و بے التفاتی کا ذکر ہے کہ اتنی سادہ مزاج سے اس قسم کی بات کیسے ممکن ہے۔ یہ تو مومنات غافلات میں سے ہے۔ **فاستعذر من عبد الله بن ابى**. آپ ﷺ نے چاہا کہ کوئی انصاف و مدد کرے۔ عذر بمعنی معذرت اور عزیر بمعنی نصیر **قد بلغ أذاه فى اهل بيتى** بخاری میں ہے **اشيروا علىّ فى اناس اهلى** . مجھے مشورہ دو ایسے لوگوں کے بارے میں جنہوں نے میرے اہل کے بارے میں عیب اور تہمت لگائی۔ اہل بیتی کے لفظ سے پتہ چلا کہ بیویاں اہل بیت میں سے ہیں بالخصوص سیدہ عائشہؓ کا ذکر تو ہے ہی کیونکہ یہ

کیسے ہوسکتا ہے کہ پورا قصہ اور مکمل حدیث تو ان کے بارے میں اور اہل بیت کا مصداق کوئی اور۔ فا فهم و تأمل . انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت. میں یہ شامل ہونگی اور یہ حدیث روافض کے خلاف حجت ہے۔ ولقد ذكروا رجلا. روایت میں رجلا صالحا ہے اس سے مراد صفوان بن معطل ہیں۔ تکملہ میں ابواویس کی روایت یہ بھی ہے کہ صفوان حسانؓ کی تاک میں بیٹھے تھے سو اس کو تلوار ماری اور یہ کہا۔

تلقّ ذباب السيف منی فاننی غلام اذا هوجيت لست بشاعر .

میری دودھاری تلوار زخم لگاتی ہے دلیر جواں ہوں جب میری ہجو ہو خالی شاعر نہیں۔

لقّ زمین کا شگاف، زخم۔ ذباب السیف دودھاری تلوار۔ تلوار کے دونوں طرف کی دہار۔ الغلام نوجوان۔ ھوجیت ہجو کرنا حسان چیخ اٹھے سو صفوان بھاگ گئے۔ آپ ﷺ نے حضرت حسان سے صفوان کی ضرب پر معذرت کی جو حسان نے قبول کرلی (معاملہ یہیں تھم گیا) فقام سعد بن معاذ .

سوال! اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سعد بن معاذؓ قصہ افک کے وقت موجود تھے اور دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت سعد قریظہ اور غزوہ خندق میں زخمی ہوئے اور اس زخم کی وجہ سے وفات ہوئی غزوہ احزاب ۴ھ یا ۵ھ میں ہے اور مصطلق بعد میں ہوا ہے تو سعدؓ کیسے موجود تھے۔

جواب! اس سوال کے مختلف جواب دیئے جاتے ہیں (۱) ابن حزمؒ، ابن عبدالبرؒ، ابن العربیؒ، قرطبیؒ، قاضیؒ ان کا کہنا ہے کہ لفظ سعد بن معاذ راویوں کا سہو ہے یہ مکالمہ اسید بن حضیر اور سعد بن عبادہ کے مابین ہوا۔ (۲) حلبی کہتے ہیں کہ اصل لفظ صرف سعد ہے اور یہ سعد بن معاذؓ کے سوا دوسرے سعدؓ ہیں۔ یہ بنوعبدالاشہل میں سے تھے۔ یہ احتمال ضعیف ہے کیونکہ روایات میں سعد بن معاذ اخو بنی عبدالاشہل صراحۃً موجود ہے۔ اسی طرح عبدالاشہل میں سعد بن زید اشہلی ہیں۔ (۳) ابن حجرؒ نے امام بخاریؒ کے صنیع سے حاصل کر کے یہ جواب دیا ہے۔ کہ غزوہ مریسیع غزوہ خندق سے مقدم ہے اس لئے سیدنا سعد بن معاذؓ کا ذکر صحیح ہے (۴) بیہقیؒ کہتے ہیں یہ احتمال بھی ہے بنوقریظہ کے غزوے کے متصل بعد ان کا زخم نہیں پھٹا بلکہ اسی زخمی حالت میں زندہ رہے (جیسے گذر چکا ہے کہ ان کیلئے مسجد نبوی میں خیمہ لگا دیا گیا) اسی اثناء میں واقعہ افک پیش آیا اس میں یہ فرمایا۔ (۵) ابن حجرؒ نے یہ کہا ہے کہ دراصل غزوہ خندق اور مریسیع ایک ہی سال ۵ھ میں پیش آئے مریسیع شعبان میں اور بنوقریظہ وخندق شوال میں اس سے تقدیم ثابت ہوسکتی ہے۔ اس تقریر سے حافظؒ کا مقصد مصطلق کو مقدم ثابت کرنا ہے اس کی تقدیم اگر ثابت ہو جائے تو پھر کوئی اشکال وارد نہ ہوگا لیکن بظاہر یہ آسان نہیں۔ بندہ کی رائے یہ ہے کہ علامہ بیہقیؒ کا جواب صواب ہے۔

سوال! ابن حجرؒ نے ایک اور اشکال نقل کیا جس سے دیگر شراح ومحدثین نے تعرض نہیں کیا سوال یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کم سنی کی وجہ سے غزوہ احد میں شریک نہیں ہوسکے لیکن خندق میں اجازت ملی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے ان کو غزوہ خندق میں اجازت ملی اور یہ پہلا غزوہ ہے جس میں ابن عمرؓ شریک ہوئے اور یہ بات بھی درجہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ غزوہ مریسیع میں

عبداللہ بن عمرؓ موجود تھے۔اس سے مریسیع کا خندق سے مؤخر ہونا ثابت ہوتا ہے۔جواب!اس کا جواب بھی ابن حجرؒ نے خود دیا ہے کہ باقاعدہ اجازت کے ساتھ ابن عمرؓ کی شرکت غزوہ خندق میں ہے جب کہ اس سے پہلے غزوہ مریسیع میں اپنے والد کے ساتھ تبعاً شریک تھے۔صاحب رحمۃ للعالمین قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ نے بھی غزوات کی ترتیب زمانی اور ترتیب ذکری دونوں میں غزوہ مریسیع یا مصطلق کو غزوہ خندق واحزاب اور غزوہ بنوقریظہ سے مقدم ذکر کیا ہے۔جس سے حافظ صاحب کی تائید ہوتی ہے۔ آخری جواب یا بیہقیؒ کا جواب تقریب مقصود کے قریب ہیں۔ان کان من الاوس. یہ سعد بن معاذؓ کا قبیلہ ہے کیونکہ یہ اپنے قبیلے کے سردار تھے ان کا فیصلہ مانا جاتا تھا اس لئے اپنے قبیلے کیلئے تو یہ حکم دیا۔ضربنا عنقہ نبی ﷺ کو ایذاء دینے کی وجہ سے کفر وارتداد کا مرتکب ہوا جسکی سزا قتل ہے۔یہ بھی ساتھ فرمایا کہ یہ اپنی رائے اور مرضی سے نہیں ہوگا بلکہ آپ حکم دیں گے تو شارع علیہ السلام کے حکم کو نافذ کردیا جائے گا! میرا تو مشورہ ہے۔اگر آپ نے قتل کا حکم نہ دیا تو پھر نہ کریں گے (اور ایسے ہی ہو) ولكن اجتهلته الحميّة. یعنی غیرت نے اسے مرعوب ومغضوب کر دیا اور یہ جملہ کہہ دیا بعض روایات میں احتملته بالحاء بھی ہے اس کو ابھارا اور برانگیختہ کیا۔ جیسے زمانہ جاہلیت میں تھا کہ ہر حال میں بھائی کی مدد کرو بھلے ظالم ہو یا مظلوم۔ كذبت لعمرُ الله لا تقتله .سعد بن عبادہ خزرجی نے کہا تو نے غلط کہا اس کو ہاتھ بھی نہ لگا سکے گا۔یہ بھی صادق الایمان اور سلیم القلب تھے لیکن غیرت سے مغلوب ہو کر یہ کہہ دیا۔اس کا حاصل یہ نہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ بھی تجھے ابی کے قتل کا حکم دیدیں تو بھی قتل نہ کرسکے گا بلکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کے حکم واشارے کے بغیر صرف جوش وانتقام کی وجہ سے قتل نہ کرسکے گا کیونکہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کی مخالفت اور عدم اطاعت تو نرا کفر ہے اور قتل کے متعلق آپ کا حکم نہ تھا یہ سیدنا سعد بن معاذؓ کی رائے تھی جس کا سعد بن عبادہؓ نے جواب دیا۔ کذبت کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ تیرے قبیلے اوس سے ہوتا تو قتل نہ کرتا کیونکہ تجھے معلوم ہے کہ یہ خزرجی ہے اس لئے یہ کہتا ہے۔ اس کی تائید اس جملے سے ہوتی ہے جو ابن التین نے داؤدی سے نقل کیا ہے سعد بن عبادہ نے کہا انّ النبی ﷺ لايجعل حكمه اليك فلا تقدر على قتله (از تکملہ) اس کا حاصل یہ ہے کہ اوس وخزرج کے درمیان کیونکہ قدیم عداوتیں تھیں جن کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے جس کی وجہ سے سعد بن عبادہ نے یہ سمجھا کہ سعد بن معاذ اس پرانی رسم وعداوت کی وجہ سے یہ کہہ رہا ہے اس وجہ سے انہوں نے مزاحمت کی جو انسانی فطرت کے تقاضے کے مطابق تھی۔ان آیتوں میں ان کی عداوت اور الفت کا ذکر ہے۔واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداءً فالّف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخواناً (آل عمران ۱۰۳) و الّف بين قلوبهم ...... ولكنّ الله الّف بينهم (انفال ۶۳) فقام اسيد بن حضير . باپ بیٹا دونوں کے نام تصغیر کے ساتھ ہیں۔یہ قبیلہ اوس سے ہیں۔مصعب بن عمیرؓ نے معلم یثرب کے ہاتھ پر عقبۂ اولیٰ کے بعد اسلام قبول کیا۔غزوہ بدر کے اندر ان کی شرکت اختلافی ہے لیکن غزوہ احد میں بالاتفاق شریک ہوئے اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں برابر شریک ہوتے رہے۔

وفات: بیت المقدس کی فتح میں حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی شریک ہوئے ۲۰ھ ایام خلافت عمرؓ میں مدینۃ الرسول میں وفات پائی۔حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ فانّك منافق . یہ حالت غصہ میں کہا جس کا مطلب سعد بن عبادہؓ پر نکیر تھی یہ مطلب نہ

تھا کہ سعد بن عبادہ کے دل میں کفر ہے بلکہ ان کی ظاہری گفتگو اور منافقین کے دفاع اور طرف داری کی وجہ سے منافق کہہ دیا۔ ورنہ سعد بن عبادہؓ صحیح الایمان تھے۔ **تجادل عن المنافقین**. یہ بات ثابت شدہ ہے کہ سعد بن عبادہؓ نے منافقین کی حمایت نہیں کی لیکن ان کا انداز گفتگو ایسا تھا جس سے منافقین اور اصحاب افک کو تقویت ملتی اس لئے اُسید ﷺ نے یہ جملہ کہا یہ تو باہر کی بات ہے۔

گھر میں سیدہ عائشہؓ کی حالت کیا تھی اب اس طرف آیئے: **انّ البکاء فالق کبدی**. یعنی غم اور پریشانی کی وجہ مسلسل رو رو کر میرا جگر پھٹ جائیگا۔ **فبینما هما جالسان عندی**. بخاری میں ہے۔ **فاصبح ابوای عندی** میرے والدین میرے پاس تھے آنحضرت ﷺ کے گھر میں حضرت عائشہؓ واپس آگئی تھیں اور یہیں ان کے پاس والدین آئے یہ شیخ الاسلام کا مختار ہے۔ والدین کے گھر میں تھیں وہیں والدین پاس بیٹھے تھے کہ آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے یہ ابن حجرؒ کا قول ہے۔ **دَخلَ علینا وفی روایة هشام دخل علیّ رسول الله او قد اکتنفنی ابوای عن یمینی وعن شمالی**. والدین میرے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ ہم پر داخل ہوئے یا فرمایا مجھ پر داخل ہوئے۔ اور پوچھا: **ماشأن هذه؟ و ان کنت الممت بذنب**. المام اور لمم خلاف عادت کسی عمل کا ارتکاب۔ یعنی اگر تجھ سے عادت کے خلاف یہ سرزد ہوا۔ **فان العبد اذا اعترف بذنب ثم تاب تاب الله علیه**. اس میں یہ بیان کیا کہ اعتراف واظہار کی صورت میں توبہ سے معافی ہو جائیگی۔ داؤدیؒ نے اس پر یہ کہا ہے کہ عام لوگوں کی بیویوں کیلئے ستر و پردہ پوشی مندوب ہے جبکہ ازواج النبی کیلئے اظہار واجب ہے کیونکہ اس کی مرتکبہ بیوی کو رکھنا نبی ﷺ کیلئے حلال نہیں۔ جبکہ دوسروں کیلئے حکم اس کے خلاف اور پوشیدگی کا ہے۔ **قلص دمعی** میرے آنسو تھمے۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ آنسوں کا تھمنا غم کی انتہاء کی وجہ سے تھا (کہ آپ ﷺ نے بھی یہ سوال کرلیا) اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **فان کنت بریئة فسیبرئك الله**. اس سے کچھ براءت کی امید لگی اسی کلمہ کو سننے کی وجہ سے آنسو تھمے بھلے مشروط سہی بریئة کہا تو ہے۔ بندہ یہ کہتا ہے کہ آنسو کا رکنا اس لئے تھا کہ اب رونے کا وقت نہیں سچ گوئی اور جواب صواب دینے کا وقت ہے تاکہ ڈھیلے ڈھالے الفاظ سے شکوک کو تقویت نہ ملے اس لئے حضرت عائشہؓ نے انتہائی صاف لہجے اور کھلے الفاظ میں جواب دیا جن میں کسی قسم کا سقم تھا نہ کجی جو مورث شک ہو۔ کیونکہ اگر اب بھی روتی رہتیں اور صاف جواب نہ دے سکتیں تو شک مزید مستحکم ہو جاتا اس لئے آنسوؤں کے اور حق و سچ بات کیلئے گویا ہوئیں۔ **اجب علی رسول الله** ﷺ۔ اپنے والد ابوبکر ﷺ سے کہا تاکہ وہ جواب دیں کہ جس طرح ظاہراً معاملہ صاف ہے اسی طرح باطناً بھی صاف ہے آپ بالکل صحیح جواب دیں اس میں جھجک کی ضرورت نہیں صدیق کی بیٹی صدیقہ ہے لیکن والدین نے جواب نہ دیا بلکہ **لا ادری** کہا کیونکہ اگر وہ صاف جواب دیتے تو بھی اپنی بیٹی کی صفائی ہونے کی وجہ سے اعتبار نہ ہوتا۔ اس لئے انہوں نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا خود ان کا بولنا بالکل بجا اور برمحل تھا۔ **لا اقرأ کثیرا من القرآن** یہ بات تمہید وابتداء میں کہی جس میں معذرت ہے کہ آگے دوران گفتگو یعقوب علیہ السلام کا نام بھول گئیں یہ بھی ابتلاء کی بات ہے ورنہ قرآن پاک کی حافظہ اور عالمہ تھیں۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ والدین نے جواب نہ دیا تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی (جیسے ہشام بن عروہ کی روایت میں موجود ہے) **صدقتم به**. یعنی یہ بات اتنی تکرار اور کرّات و مرّات سے کہی گئی اور پورے مدینے میں

ڈھنڈھورا پیٹا گیا کہ تم اس خلاف حق وحقیقت کو بھی باور کرنے لگے...... اس لئے میں اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑتی ہوں میری اور تمہاری مثال یوسف علیہ السلام کے باپ کی سی ہے۔ فصبر جميل والله المستعان على ماتصفون. بس یہ کہہ کر پلٹی اور سو گئیں۔ اللہ اکبر آسمان نے یہ منظر بھی دیکھا۔ عفت وصداقت کی وجہ سے مجھے اپنی براءت کا یقین تھا اور اللہ پر امید وبھروسہ تھا کہ میری پاکدامنی، صفائی اور براءت کا اعلان فرمائیں گے۔ لا تصدّ قوني. یعنی قطعی یقین نہ کرو گے کیونکہ شورش زور پکڑ چکی تھی اور منافقین کا گروہ کامیاب ہوتا نظر آرہا تھا۔ لتصدقونني کیونکہ اقرار کی وجہ سے تو آدمی قابل مؤاخذہ ہوتا ہے کہ خود اقرار کیا۔ کما قال ابو یوسف۔ جیسے یوسف کے باپ نے کہا: شدت غم کی وجہ بروقت یعقوب کا نام زبان پر نہ آیا۔ فاضطجعت على فراشي. بستر پر لیٹی۔ ابن جریج نے یہ بھی زیادہ کیا کہ وتيّت وجهي نحو الجدار. اپنا رخ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ مارام رسول الله صلى الله عليه وسلم. یہ رام یریم (ازضرب) سے بمعنی فارق یعنی حضور ﷺ اور دیگر اہل مجلس ابھی اسی حال میں اسی جگہ بیٹھے تھے اٹھے اور بکھرے نہ تھے۔ اگر رام یروم (ازنصر) ہو تو اس کا معنیٰ قصد وارادہ ہے۔ ماکان يأخذمن البر حاء. بخار گرمی اور مشقت و تکلیف میں جو صورت پیش آتی تھی شروع ہوئی۔ ليتحدّر منه مثل الجمان. پسینے کے قطرے حسین و چمکدار موتیوں کی طرح ٹپکنے لگے۔ جمان دراصل موتی کو کہتے ہیں في اليوم الشاتّ. دراصل اليوم الشاتي تھا یعنی سرد موسم کا ٹھنڈا دن۔ ابن جریج نے یہ زیادہ کیا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ڈر رہا تھا کہ ایسی بات نازل ہو جس کا کوئی جواب بھی نہ ہو اور عائشہؓ کی طرف دیکھتا تو وہ مطمئن تھیں اس سے امید خیر ہو جاتی۔ ابن اسحاقؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں بالکل نہیں گھبرائی کیونکہ مجھے اپنی براءت وطہارت اور پاکدامنی کا یقین تھا اور اللہ تعالیٰ سے ناانصافی متصور نہیں ہو سکتی۔ الحمد للہ وحی تھمتے ہی آپ ﷺ نے فرمایا: ابشرى عائشة أما الله فقد برّاكِ. تو ماں نے کہا: قومي اليه خوشخبری حاصل کرو اور ان کی تعریف کر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی براءت نازل فرمادی۔ والله لا قوم اليه ولا احمد الّا الله. تکملہ میں ابوعوانہ اور طبرانی کے حوالہ سے یہ بھی کہا ہے کہ حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا سو میں نے ہاتھ چھڑا لیا۔ اس پر میرے باپ ابوبکر نے مجھے ڈانٹا۔ ابن جوزیؒ نے پیدا ہونے والے سوال کا جواب پہلے ہی دے دیا ہے کہ یہ کہنا اور ہاتھ کھینچنا سوء ادبی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ لاڈ اور تدلل کی وجہ سے تھا جیسے حبیب کا حبیب سے انداز ہوتا ہے مجاہد سے یہ بھی منقول ہے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب براءت نازل ہوئی تو ابوبکرؓ نے سر پر (شفقت پدری کی وجہ سے) بوسہ دیا تو میں نے کہا جب تو آپ نے میری طرف سے حضورؐ کو کوئی جواب نہیں دیا تو ابا جان نے کہنے لگے۔ ایّ سماء تظلّني و ایّ ارض تقلّني اذا قلتُ مالا اعلم. یعنی بن جانے میں کیسے کچھ کہتا حالانکہ میرا لقب تو صدیق ہے۔ قالت فا نزل الله عزوجل ...... سورۃ النور کا دوسرا رکوع مکمل ان کی براءت اور تہمت لگانے والوں کی شقاوت کے بیان میں ہے۔ علامہ زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ اتنا شدید وعید اور سخت لب ولہجہ اور انداز قرآن کریم میں کسی دوسری معصیت پر نہیں اپنایا گیا جتنا شناعت و مذمت اہل افک کی مذکور ہے۔ اتنی تو بت پرستوں اور پتھروں کے پجاریوں کی بھی نہیں کی گئی۔ یہ سب حرم نبوی ام المؤمنین کی طہارت و براءت کیلئے ہوا۔ اور یہ انداز کیوں نہ ہوتا کہ مقصود کائنات سرور کونین ﷺ کی ناموس پر حرف آرہا تھا اللہ اپنے

نبیؐ کے حرم پر آنچ کیسے برداشت کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور حبیبۃ النبی کی طرف سے منافقین کو منہ توڑ جواب دیا کہ رہتی دنیا تک زخم چاٹتے رہیں گے لیکن قرآن عائشہ طاہرہؓ کی براءت کا اعلان کرتا رہیگا۔ جس سے ان کے حلالی بیٹوں کو دلی سکون ملتا رہیگا اور منافقین کی ذرّیت کا سر جھکا رہیگا۔ **عشر آیات.**

سوال! اس میں آیت نمبر دس **ان الذین جاء وا** سے آیت نمبر بیس **ولو لا فضل اللہ** تک دس آیات کا ذکر ہے۔ عطاء خراسانیؒ کی زُہریؒ سے روایت میں بارہ کا ذکر ہے جس کی ابتداء آیت نمبر دس سے بائیس **ولا یاتل اولوا الفضل** تک ہے تو یہ تعارض ہوا ایک میں دس اور دوسری میں بارہ کا ذکر ہے۔

جواب! (۱) ابن حجرؒ نے دونوں روایات کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ کل آیات تو بارہ ہیں لیکن امی عائشہؓ نے کسر کو حذف کر کے دس کہا۔ (۲) شیخ الاسلام مدظلہ کی تحقیق انیق اور عمدہ تطبیق یہ ہے کہ اصل براءت عائشہ میں تو دس آیات اتریں جیسے حدیث باب میں ہے پھر کیونکہ انتقاماً ابوبکرؓ نے مسطح پر خرچ نہ کرنے کا حلف اٹھایا تو اس کی اصلاح کیلئے مزید دو آیات نازل ہوئیں تو کل تعداد بارہ ہوگئی جیسے حدیث عطاء میں ہے۔ حدیث باب میں مخصوص آیات براءت دس کا ذکر ہے اور دوسری میں مجموعی طور پر اس معاملے میں نازل ہونے والی بارہ آیات کا ذکر ہے۔ بعض روایات میں پندرہ کا ذکر بھی ہے اگرچہ یہ روایات مرسل ہیں لیکن ان میں بھی یہ کہا جائیگا کہ اگلی آیات اسی مناسبت سے نازل ہوئیں۔ **واللہ لا انفق علیه شیئا ابدا** . اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب تک گناہ ثابت نہ ہو تو مؤاخذہ اور سزا نہ دی جائے چنانچہ ابوبکرؓ نے حقیقت واضح ہونے سے پہلے مسطح پر خرچ کرنا نہ روکا تھا۔ **ولا یاتل اولوا لفضل. ای لا یقسم** آلیت سے باب افتعال فعل مضارع کا صیغہ ہے۔ یعنی تو انگر آدمی قسم نہ اٹھائے۔ ٹھیک ہے مسطحؓ کا قصور ہے لیکن خرچ نہ کرنے میں ثواب سے آپ محروم رہیں گے۔ اس لئے معاف کردیں اور آئندہ خرچ کرتے رہیں، ثواب پاتے رہیں ان کا معاملہ اللہ کے سپرد۔ دنیاوی احکام میں ان پر حد قذف جاری ہو چکی وہ سزا بھگت چکے۔ **الا تحبون ان یغفر اللہ لکم .. هذه ارجی آیة** یہ آیت نصیبہ ور کیلئے بہت ہی امید آور ہے۔ کہ معاف کرنے والے کیلئے اللہ کی بخشش کا ذکر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہی کہا کہ بخشش تو محبوب و مطلوب ہے پھر مسطحؓ پر خرچ کرنا شروع کیا بلکہ اب پہلے سے بڑھ کر دینے لگے۔ **احمی سمعی و بصری** اپنے آنکھ کان کی حفاظت کرتی ہوں۔ یعنی میں ان کو نہ سنی اور بن دیکھی بات سے بچاتی ہوں۔ میں تو خیر ہی خیر (پاکدامنی ہی) دیکھتی اور جانتی ہوں۔ **وهی التی کا نت تسا مینی.** یہی جملہ باب فضائل عائشہ میں بھی گذر چکا ہے۔ **تسا می سمؤ بمعنی علوّ** سے مشتق ہے مقابل، ہم پلہ، مجھ سے بڑھنے کی کوشش کرنے والی۔ اندازے سے کہا کہ ایسا ہو سکتا ہے یا یقین سے کہ یہ آنحضرتﷺ کے ہاں میرے برابر کا رتبہ رکھتی ہیں۔ **وطفقت اختها حمنة.** یہ طلحہ بن عبداللہؓ کی زوجہ تھیں۔ **تحارب لها .** یعنی اپنی بہن زینب بنت جحشؓ کے مرتبے کو بڑھانے اور عائشہؓ کے مرتبے کو گھٹانے کیلئے کوشاں تھی اور اہل افک کی باتیں سنتی اور پھیلاتی تھی۔ **فهلکت فیمن هلك** یعنی یہ بھی تہمت لگانے والوں کی صف میں تھی۔ سوال! تہمت لگانے والوں پر کیا حد قذف جاری کی گئی یا نہیں؟

جواب ! ابن حجرؒ نے ثابت کیا ہے کہ ان پر حد جاری ہوئی تھی عبد اللہ بن ابی وغیرہ سب کو حد لگائی گئی۔

حدیث ثانی: **كانت عائشة تكره ان يسبّ عندها حسان** ۔ سیدہ عائشہؓ کیونکہ آپ ﷺ سے انتہائی محبت کرتی تھیں اور حسان بن ثابتؓ آنحضرت ﷺ کا دفاع کرتے اور تعریف کرتے تھے اس لئے حضرت عائشہؓ ان کی مذمت کو ناپسند کرتی تھیں جیسے فضائل حسان میں گزر چکا۔ تکملہ میں سُہیلیؒ سے یہ بھی آتا ہے کہ حسان افک میں شامل نہ تھے کہ ان پر حدِ قذف لگائی جاتی لیکن شورش میں کسی نہ کسی حد تک ملوث تھے۔ پہلی بات زیادہ راجح ہے۔ مکمل قصیدہ وہیں گذر چکا ہے۔ **انّ الرجل الذی قیل له ما قیل**. اس سے صفوان بن معطّل سلمی مراد ہیں اس کے بارے میں جو کچھ کہا گیا۔ **فو الذین نفسی بیده ما کشفت عن کنف انثی قط** وہ کپڑا جس سے عورت ستر وحجاب حاصل کرے۔ **وفی حدیث یعقوب موعرین ای صاروا عرًّا**۔ وہ رک گئے **اوعریه الطریق** راستہ تنگ وسخت ہوگیا بھی مستعمل ہے نوویؒ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیکر موغرین کو راجح کہا ہے۔

حدیث ثالث: **اشیروا علیّ اناس ابنوا اهلی . ای اتهموا و عابوا** . اَبَنَ باب ضرب ونصر سے مستعمل ہے عیب لگانا تہمت لگانا۔ مابون متہم اور تہمت زدہ آدمی۔ **و ابنو هم بمن** استفہام برائے تعجب۔ حیران کن بات ہے کہ کس آدمی سے تہمت لگائی **حتی اسقطوا لها به**. یعنی اس کنیز سے عائشہؓ کے بارے میں صراحۃً بات کہی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسکا معنی ہے کہ سِقط اور گرے پڑے الفاظ کہے۔ **کان یستوشیه** . یعنی باتیں سنتا گھڑتا اور پھیلاتا۔ اس حدیث سے بہت سارے فوائد حاصل ہوتے ہیں جنہیں نوویؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے۔

حدیث عائشہؓ سے حاصل شدہ فوائد: (۱) چند افراد اور راویوں سے سنی ہوئی حدیث کو بالترتیب مجتمعاً ذکر کرنا اور اس کا قابل استدلال وحجت ہونا اگر چہ یہ صرف زہریؒ کا طریقہ ہے لیکن سب محدثین نے اسے قبول کیا ہے جو مثل اجماع کے ہے۔ اسے تقطیع حدیث کہا جاتا ہے اس سے ثابت ہوا تقطیع درست ہے۔ (۲) بیویوں اور غلاموں کے درمیان سفر اور آزادی کیلئے قرعہ ڈالنے کا جواز وثبوت۔ (۳) ایام سفر کی مقیم بیویوں کیلئے باری میں قضاء کی ضرورت نہیں سفر طویل ہو یا قصیر۔ (۴) بیویوں کے درمیان سفر کیلئے قرعہ ڈالنے کا جواز اگر چہ واجب نہیں۔ (۵) شوہر کے ساتھ بیوی کے سفر کا ثبوت۔[1] (۶) مستورات کا غزوات وجہاد میں جانا۔ (۷) عورتوں کا کجاوے یا اس جیسی دوسری چیزوں میں سوار ہونا۔ (۸) اجنبی غیر محرم مردوں کا حجاب کے ساتھ سفر میں عورتوں کی خدمت کرنا۔ (۹) قافلے کو امیر کے حکم پر کوچ کرنا اور بلا اجازت نہ چلنا۔ (۱۰) بیوی کا طبعی حاجت کیلئے شوہر کی اجازت کے بغیر جانا۔ (۱۱) سفر وحضر دونوں میں عورتوں کا ہار اور زیب وزینت کا سامان پہننا۔ (۱۲) عورت کا ایسے اونٹ (یا گاڑی) پر سوار ہونا جسے اجنبی ہانک (یا چلا) رہا ہو اور ان سے بات نہ کرنا **الا لحاجة**۔ (۱۳) عورتوں کا ہلکی پھلکی غذا کھانا جس سے جسمانی اعضاء تکالیف سے محفوظ رہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جو قلت طعام کا عمل تھا وہی مختار وپسندیدہ ہوگا۔ اگر چہ پیٹ بھر کر کھانا منع نہیں۔ (۱۴) لشکر سے کچھ افراد کا پیچھے رہنا اور بوقت ضرورت مل جانا۔ (۱۵) قافلے سے بچھڑنے والے کی مدد کرنا قافلہ تک پہنچا دینا وغیرہ۔ (۱۶) اجنبیہ سے آداب واحتیاط سے پیش آنا خصوصاً جب جنگل واکیلا پن ہو۔ اور ان کیلئے سواری بٹھانا پھر پیچھے اور دائیں

---

[1] لیکن بلا حیاء وحجاب ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلنے کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

بائیں کی بجائے آگے چلنا۔(۱۷) سواری کیلئے اپنی سیٹ یا حق کا ایثار کرنا۔(۱۸) تکلیف ومصیبت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنا مصیبت بھلے دینی ہو یا دنیوی بڑی ہو یا چھوٹی۔(۱۹) اجنبی مردوں سے چہرے کو ڈھانپنا۔صالح ہوں یا غیر صالح (پیر ہو یا فقیر) حجاب حتمی ہے۔(۲۰) قسم طلب کئے جانے پر سچ پر قسم کھانا جیسے صفوانؓ نے کہا۔فو الذی نفسی ما کشفت عن کنف انثی قط.(۲۱) اگر کسی کے بارے میں تہمت لگائی گئی تو اس کو فوراً مطلع نہ کیا جائے بلکہ اس کا حل تلاش کیا جائے جیسے آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے مشورہ لیا اور عائشہؓ کو ایک ماہ بعد پتہ چلا۔(۲۲) شوہر کا بیوی سے حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا۔ وعاشروهن بالمعروف (نساء ۱۹)(۲۳) جب بیوی کے متعلق کوئی تہمت سنی جائے تو اس سے لطف وانداز میں تبدیلی لانا تا کہ سبب پوچھ کر اس کے ازالے کی کوشش کرے۔(۲۴) مریض کی خیر خبر لینا اور عیادت کرنا۔(۲۵) عورت کیلئے مستحب ہے کہ قضاء حاجت کیلئے اپنے ساتھ کسی عورت کو لے جائے تا کہ وحشت نہ ہو اور کسی کو شرارت کا موقع نہ ملے۔(۲۶) اپنی قریبی رشتہ دار سے دوری اختیار کرنا جب وہ کسی اہل فضل پر زبان کھولے یا تہمت لگائے یا ایذاء دے۔(۲۷) اہل بدر کی فضیلت اور ان کا دفاع کرنا۔ (۲۸) بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر ماں باپ کے گھر (میکے) نہ جائے۔(۲۹) تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا۔(۳۰) پیش آمدہ مسائل و واقعات میں اپنے اہل احباب اور خواص سے مشورہ کرنا۔(۳۱) کسی تہمت کے متعلق تفتیش اور تحقیق حال کرنا اور کسی کے حالات معلومات کرنا ہاں بلاضرورت تجسس وجستجو منع ہے(۳۲) کسی اہم واقعہ کے پیش آنے پر امام کا خطبہ دینا۔(۳۳) والی کا کسی کی طرف سے تکلیف پہنچنے پر مسلمانوں کو خبر دینا تا کہ اجتماعی تدارک ہو۔(۳۴) صفوان بن معطلؓ کا حسن سلوک اور اس کی تعریف۔ (۳۵) سعد بن معاذ ﷛ اور اسید بن حضیر ﷛ کی فضیلت وحق گوئی اور بے باکی۔(۳۶) جھگڑے تنازع اور فتنے فرو کرنے اور روکنے کیلئے جلدی کرنا۔(۳۷) توبہ کی قبولیت اور اس کی فضیلت واہمیت۔(۳۸) گفتگو اکابرین کے سپرد کرنا کہ وہ زیادہ دانستہ اور جہان دیدہ ہیں تا کہ بصیرت افروز جواب دیں۔(۳۹) قرآنی آیات سے استدلال واستشہاد کرنا۔(۴۰) خوشخبری دینے میں جلدی کرنا۔(۴۱) سیدہ عائشہ طاہرہ صدیقہ لئیقہ حبیب اللہ کی رفیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی افک سے براءت قطعی، اٹل، دوٹوک اور یقینی ہے جس میں ذرہ برابر تردد بھی ایمان سے عاری کر سکتا ہے۔قال ابن عباسؓ لم تزن امرأة نبی من الا نبياء عليهم السلام و هذا اكرام من الله لهم (نوویؒ) ابن عباس ﷛ کہتے ہیں کہ انبیاء کی بیویوں میں سے کوئی بھی میلی نہ تھی اور یہ اللہ کی طرف سے اپنے پیارے پیغمبروں کا اعزاز ہے۔ كانتا تحت عبد ين من عبادنا صالحين فخانتاهما (تحریم ۱۰) اس میں جو نوح اور لوط کی بیویوں کی طرف خیانت کی نسبت ہے یہ خیانت فی الدین والا یمان ہے خیانت فی النفس نہیں بھلے کافرہ تھیں لیکن پاکدامن تھیں۔(۴۲) نعمت کے نزول پر شکر ادا کرنا۔(۴۳) حضرت ابوبکر ﷛ کی فضیلت کہ اولوالفضل کہا گیا۔(۴۴) قربت داروں سے صلہ رحمی کرنا بھلے تکلیف پہنچا چکے ہوں۔(۴۵) غلطی کرنے والے سے عفوو درگذر کا معاملہ کرنا۔(۴۶) وفاداروں کی بھلائی کے کاموں میں اعانت اور صدقہ کرنے کا استحباب۔(۴۷) اگر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم اٹھالی لیکن دوسری جہت بہتر ہو تو بہتر کو اپنانا اور قسم کا کفارہ دیدینا۔(۴۸) ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت۔(۴۹) گواہی دینے میں ثابت

قدمی اور صاف صاف سچ کہہ دینا جیسے کنیز نے کیا۔(۵۰) بلند اخلاقی اور اپنے محبوب کے خدام وساتھیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا جیسے حضرت عائشہؓ نے حسانؓ کے ساتھ کیا ان کی مذمت پسند نہ کرتی تھیں۔ (۵۱) خطبے کا آغاز حمد وثناء اور صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا۔(۵۲) خطبے کے بعد اما بعد کہنے کا استحباب۔ اس میں احادیث صحیحہ بکثرت وارد ہوئی ہیں۔(۵۳) مسلمانوں کا اپنے مقتدی کی بے حرمتی پر غصہ کرنا اور دفاع کرنا۔(۵۴) منافقین یا مبتدعین کی طرف داری کرنے والے تعصبی کو سخت سست کہنا۔ (۵۵) تکلیف وغم پر رونا کہ جہنم کی آگ اس سے بجھ سکتی ہے۔ ھٰذا ما لخصت من النووی .[1]

(۱۹۴) باب بَرَآئَةِ حَرَمِ النَّبِیِّ ﷺ مِنَ الرِّیبَةِ

(۱۲۳۱) باب: نبی کریم ﷺ کی لونڈی کی تہمت سے براءت کے بیان میں

(۱۰۷۸) حَدَّثَنِیْ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ یُتَّهَمُ بِاُمِّ وَلَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِیٍّ اذْهَبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ فَاَتَاهُ عَلِیٌّ فَاِذَا هُوَ فِیْ رَكِیٍّ یَتَبَرَّدُ فِیْهَا فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ اُخْرُجْ فَنَاوَلَهٗ یَدَهٗ فَاَخْرَجَهٗ فَاِذَا هُوَ مَجْبُوْبٌ لَیْسَ لَهٗ ذَكَرٌ فَكَفَّ عَلِیٌّ عَنْهُ ثُمَّ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَجْبُوْبٌ مَا لَهٗ ذَكَرٌ.

(۷۰۲۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ کی اُمّ ولد کے ساتھ تہمت لگائی جاتی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ اور اُس کی گردن مار دو۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس کے پاس آئے تو وہ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے ایک کنوئیں میں (غسل کر رہا) تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا: باہر نکل۔ پس آپ رضی اللہ عنہ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے باہر نکالا۔ اچانک دیکھا تو اس کا عضو تناسل کٹا ہوا تھا۔ علی رضی اللہ عنہ اُسے قتل کرنے سے رُک گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو کٹے ہوئے ذکر والا ہے اور اس کا عضو تناسل نہیں ہے۔

حدیث کی تشریح : اس باب میں ایک حدیث ہے۔ اس میں نبی ﷺ کے حرم کی تہمت سے براءت کا ذکر ہے۔

انّ رجلا کان یتھم. قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ یہ آدمی قبطی تھا اور قبطی ہونے کے ناتے مولات الرسول ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بات چیت کر لیتا تھا کیونکہ ماریہ قبطیہ جو آنحضرت ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں اس کے وطن کی تھیں اس علاقہ اور مناسبت کی وجہ سے گفتگو کرتا تھا اس سلام کلام کی وجہ سے لوگوں نے تہمت لگادی۔ فاضرب عنقه. ھذا الامر مشکل جدا .

سوال! صرف تہمت کی وجہ سے قتل کے حکم کا ثبوت نہیں ہوسکتا جب تک کہ بینہ یا اقرار نہ ہو اور ظاہر ہے یہاں دونوں مفقود ہیں گواہ نہ اقرار تو پھر قتل کا حکم کیسے دیا؟

جواب! (۱) بعض علماء کہتے ہیں کہ قتل کا حکم اس تہمت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ کسی دوسرے سبب سے تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کا سبب اسی تہمت کو سمجھا اور مقطوع الذکر مجبوب ہونے کی وجہ سے ہاتھ روک لیا۔ پھر وہ سبب کیا تھا۔ کوئی نامعلوم گناہ تھا جو موجب قتل

---

[1] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

تھا۔(۲)منافقین میں سے تھا۔

سوال! اس جواب پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر دوسرا کوئی عمل سبب قتل تھا تو (مقطوع الذکر) مجبوب دیکھ کر حضرت علی ﷺ نے چھوڑ کیوں دیا بلکہ دوسرے سبب کی وجہ سے قتل کر دیتے لیکن علیؓ نے اسکا سبب تہمت قرار دیا اوراس کے عدم ثبوت پر ہاتھ روک لیا۔

جواب! (۱) حضرت علی کو دوسرے سبب کا علم نہ تھا حکم تو دوسرے سبب کی وجہ سے دیا گیا لیکن علیؓ نے تہمت کو سبب قرار دیا اوراس کے عدم ثبوت پر ہاتھ روک لیا۔ (۲) علامہ اُبی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اس کا مجبوب ہونا بتلادیا گیا لیکن پھر حکم اس لئے دیا تاکہ دوسرے لوگوں پر بات واضح ہو جائے کہ اس کا قصور نہیں بلکہ سبب قصور ہی نہیں تہمت کی نسبت اس کی طرف غلط ہے حرم نبوی پاک وطاہر ہے۔اس روایت میں اب بھی اجمال باقی ہے کہ مجبوب دیکھ کر جب علی ﷺ واپس آئے تو آنحضرت ﷺ نے کیا جواب دیا اسکا صریح اور قطعی ذکر وجواب اس میں موجود نہیں۔اور ظاہر ہے مذکور نہ ہونے کہ وجہ سے کوئی قطعی جواب نہیں دیا جاسکتا۔ یہ احتمال ہے کہ علیؓ اس وقت اس کے قتل سے رک گئے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ پھر کبھی اس کو قتل نہیں کیا بلکہ یوں کہیں کہ اس وقت قتل نہیں کیا۔اس کے مجبوب ہونے کی وجہ سے ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام ولد رسول کی پاکدامنی ثابت ہوگئی اور سب کو پتہ چل گیا کہ یہ تہمت غلط اور نرا جھوٹ ہے۔اور یہی حدیث باب سے مقصود ہے کہ آپ کی ام ولد پاکدامن تھیں۔باقی رہا اس کا قتل جس کیلئے کوئی دوسرا سبب تھا ہوسکتا ہے اس کی وجہ سے بعد میں اس کو قتل بھی کر دیا گیا ہو۔اس تقریر سے حرم نبوی کی براءت اور ملزم کی سزا دونوں واضح ہو چکے۔راوی نے اپنے مقصود براءت حرم نبوی کی وجہ سے اختصار کیا[1]۔

اِنْ تَغْفِرْ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ جَمًّا وَ اَیُّ عَبْدٍ لَكَ لَا اَلَمَّا

واللہ اعلم

آخر كتاب التوبة و يليه كتاب صفات المنافقين

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

کتاب صفات المنافقین

(۱۹۵) باب صِفَاتِ الْمُنَافِقِیْنَ وَ اَحْکَامِهِمْ

(۱۲۳۲) باب: منافقین کی خصلتوں اوران کے احکام کے بیان میں

(۱۰۷۹) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ مُعَاوِیَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ اَنَّهٗ سَمِعَ زَیْدَ بْنَ اَرْقَمَ یَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِیْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ لِاَصْحَابِهٖ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ قَالَ زُهَیْرٌ وَ هِیَ فِیْ قِرَاءَةِ مَنْ خَفَضَ حَوْلَهٗ وَ قَالَ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ قَالَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ بِذٰلِكَ فَاَرْسَلَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ فَسَاَلَهٗ فَاجْتَهَدَ یَمِیْنَهٗ مَا فَعَلَ فَقَالَ کَذَبَ زَیْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ مِمَّا قَالُوْا شِدَّةٌ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقِیْ: ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ قَالَ ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ فَلَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ قَوْلُهٗ: ﴿کَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ﴾ وَ قَالَ کَانُوْا رِجَالًا اَجْمَلَ شَیْءٍ.

(۷۰۲۴) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں نکلے جس میں لوگوں کو بہت تکلیف پہنچی۔ تو عبداللہ بن اُبی نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس سے جدا اور دُور ہو جائیں۔ زہیر نے کہا: یہ قراءت اُس کی قراءت ہے جس نے حَوْلِهٖ پڑھا ہے اور عبداللہ بن اُبی نے یہ بھی کہا: اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹے تو عزت والے مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ پس میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اِس بات کی خبر دی۔ پس آپ نے عبداللہ بن اُبی کو بلانے کے لیے (آدمی) بھیجا۔ پھر اُس سے پوچھا تو اُس نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا اور کہنے لگا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ کہا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی اس بات سے میرے دل میں بہت رنج اور دُکھ واقع ہوا یہاں تک کہ اللہ ربّ العزت نے میری تصدیق کے لیے یہ آیت نازل کی: ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ کہ جب آپ کے پاس منافقین آئیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں بلوایا تا کہ ان کے لیے مغفرت طلب کریں لیکن انہوں نے اپنے سروں کو موڑ لیا (یعنی نہ آئے) اور (پھر) اللہ عزوجل کا قول: ﴿کَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ﴾ گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں دیوار پر لگائی ہوئی' اُنہیں کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت زید نے کہا: یہ لوگ بظاہر بہت اچھے اور خوبصورت معلوم ہوتے تھے۔

(۱۰۸۰) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّیُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ ابْنُ

عَبْدَةَ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو (اَنَّهٗ) سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ اَتَى النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَاَخْرَجَهٗ مِنْ قَبْرِهٖ فَوَضَعَهٗ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ نَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهٖ وَاَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

(۷۰۲۵) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عبداللہ بن اُبی کی قبر پر تشریف لے گئے اور اُسے اُس کی قبر سے نکلوایا پھر اُسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا لعابِ مبارک اُس پر تھوکا اور اپنی قمیص اُسے پہنائی' اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

(۱۰۸۱) حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ بَعْدَمَا اُدْخِلَ حُفْرَتَهٗ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ سُفْيَانَ.

(۷۰۲۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن اُبی کی قبر کی طرف اُس کے دفن کیے جانے کے بعد تشریف لائے۔ باقی حدیث سفیان کی حدیث کی طرح ہے۔

(۱۰۸۲) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ (ابْنِ سَلُوْلَ) جَاءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ اَنْ يُعْطِيَهٗ قَمِيْصَهٗ يُكَفِّنُ فِيْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا خَيَّرَنِيَ اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَ سَاَزِيْدُهٗ عَلٰى سَبْعِيْنَ قَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ [التوبة:۸٤]

(۷۰۲۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی سلول فوت ہو گیا تو اُس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ سے آپ کی قمیص مانگنے کے لیے آیا جس میں اُس کے باپ کو کفن دیا جائے۔ پس آپ نے قمیص اُسے عطا کر دی۔ پھر اُس نے عرض کیا: آپ اُس پر نمازِ جنازہ پڑھیں۔ پس رسول اللہ ﷺ اُس کا جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں' حالانکہ اللہ نے آپ کو اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ نے اختیار دیا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: آپ ان کے لیے مغفرت مانگیں یا استغفار کریں' اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی مغفرت طلب کریں گے۔ اور میں اس کے لیے ستر سے بھی زیادہ دفعہ مغفرت طلب کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: وہ تو منافق ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اُس پر نمازِ جنازہ پڑھائی تو اللہ ربّ العزت نے یہ آیت مبارکہ نازل کی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ﴾ "ان (منافقین) میں سے کوئی بھی آدمی مر جائے تو اُس کی نمازِ جنازہ کبھی نہ پڑھائیں اور نہ ہی اُس کی قبر پر کھڑے ہوں۔"

(۱۰۸۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰی وَ هُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَ زَادَ قَالَ فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

(۷۰۲۸) یہ حدیث اِس سند سے بھی مروی ہے۔اس میں اضافہ یہ ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے منافقوں پر نمازِ جنازہ پڑھنا چھوڑ دی۔

(۱۰۸۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عُمَرَ الْمَكِّیُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قُرَشِيَّانِ وَ ثَقَفِیٌّ اَوْ ثَقَفِيَّانِ وَ قُرَشِیٌّ قَلِيْلٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ كَثِيْرٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ وَ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ اِنْ اَخْفَيْنَا وَ قَالَ الْآخَرُ اِنْ كَانَ يَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا وَ فَهُوَ لَا يَسْمَعُ اِذَا اَخْفَيْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ﴾ الْاٰيَةَ [فصلت:۲۲]

(۷۰۲۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت اللہ کے پاس تین آدمی جمع ہوئے۔دو قریشی اور ایک ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قریشی۔ان کے دلوں میں سمجھ بوجھ کم تھی۔اُن کے پیٹوں میں چربی زیادہ تھی۔پس اُن میں سے ایک نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ ہماری بات کو سنتا ہے اور دوسرے نے کہا: اگر ہم بلند آواز سے بولیں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔تیسرے نے کہا: اگر وہ ہماری بلند آواز کو سنتا ہے تو وہ ہماری آہستہ (آواز) کو بھی سنتا ہے۔تو اللہ ربّ العزت نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ﴾ "تم (اپنے گناہ) اس لیے نہیں چھپاتے تھے کہ تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں گے بلکہ تم یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو نہیں جانتا جو تم کرتے ہو۔"

(۱۰۸۵) وَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ نِ الْبَاهِلِیُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰی يَعْنِی ابْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِیْ سُلَيْمٰنُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح قَالَ وَ حَدَّثَنَا يَحْيٰی حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِیْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَهُ.

(۷۰۳۰) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

(۱۰۸۶) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ نِ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰی اُحُدٍ فَرَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ فَكَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ ﷺ فِيْهِمْ فِرْقَتَيْنِ قَالَ بَعْضُهُمْ نَقْتُلُهُمْ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ لَا فَنَزَلَتْ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ [النساء:۸۸]

(۷۰۳۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ کے لیے نکلے۔پس آپ کے ساتھ جانے والوں میں کچھ لوگ واپس آ گئے۔پس اصحاب النبی ﷺ واپس جانے والوں کے بارے میں دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ان میں بعض نے کہا: ہم انہیں قتل کریں گے اور بعض نے کہا: نہیں۔تو (اللہ ربّ العزت نے) ﴿فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ نازل کی۔"تمہیں کیا ہو گیا

ہے کہ منافقین کے بارے میں تم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔"

(۱۰۸۷) وَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

(۷۰۳۲) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

(۱۰۸۸) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا إِذَا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوا عَنْهُ وَ فَرِحُوا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوا إِلَيْهِ وَحَلَفُوا وَأَحَبُّوا أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَنَزَلَتْ: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَ يُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ﴾ [آل عمران:۱۸۸]

(۷۰۳۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں منافقین میں سے بعض ایسے تھے جو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کے لیے نکلے تو وہ پیچھے رہ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بیٹھ جانے سے خوش ہوئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو انہوں نے آپ سے معذرت کی اور قسم اُٹھائی اور انہوں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کی تعریف کی جائے' اُس کام پر جو انہوں نے سرانجام نہیں دیئے تو آیت: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ﴾ نازل ہوئی۔ "اپنے کیے پر خوش ہونے والے لوگوں کو مت گمان کرو (مؤمن) جو پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ اُنکی تعریف کی جائے ایسے اعمال پر جو انہوں نے سرانجام نہیں دیئے۔ پس آپ اُنکے بارے میں عذاب سے نجات کا گمان نہ کریں۔"

(۱۰۸۹) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ اذْهَبْ يَا رَافِعُ لِبَوَّابِهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ مِنَّا فَرِحَ بِمَا أَتَى وَأَحَبَّ أَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُونَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا لَكُمْ وَلِهٰذِهِ الْآيَةِ إِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ﴾ [آل عمران:۱۸۷] هٰذِهِ الْآيَةَ وَ تَلَا ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَ يُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا﴾ [آل عمران:۱۸۸] وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَأَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوهُ بِغَيْرِهِ فَخَرَجُوا قَدْ أَرَوْهُ أَنْ قَدْ أَخْبَرُوهُ بِمَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ فَاسْتَحْمَدُوا بِذٰلِكَ إِلَيْهِ وَ فَرِحُوا بِمَا أَتَوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ إِيَّاهُ مَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ.

(۷۰۳۴) حضرت حمید بن عبدالرحمن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا: اے رافع! ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس

جاؤ اور کہو کہ اگر ہم میں سے ہر آدمی اپنے کیے ہوئے عمل پر خوش ہو اور وہ اس بات کو پسند کرے کہ اُس کی تعریف ایسے عمل میں کی جائے جو اُس نے سرانجام نہیں دیا تو اُسے عذاب دیا جائے گا پھر تو ہم سب کو ہی عذاب دیا جائے گا۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تمہارا اس آیت سے کیا تعلق ہے حالانکہ یہ آیت تو اہلِ کتاب کے بارے میں نازل کی گئی تھی۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ﴾ تلاوت کی۔ ''اور (یاد کرو) جب اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ لیا جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور بالضرور اسے لوگوں کے لیے بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں'' اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ﴾ تلاوت کی۔ ''ان کو ہرگز نہ گمان کرنا (مؤمن) جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اور پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ اُن کی تعریف کی جائے ایسے کاموں پر جو انہوں نے سرانجام نہیں دیئے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے ان سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس چیز کو آپ سے چھپایا اور اس کے علاوہ دوسری بات کی خبر دی۔

(۱۰۹۰) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمَّارٍ اَرَاَيْتُمْ صَنِيْعَكُمْ هٰذَا الَّذِيْ صَنَعْتُمْ فِيْ اَمْرِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَرَاْيًا رَاَيْتُمُوْهُ اَوْ شَيْئًا عَهِدَهُ اِلَيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَهِدَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَلٰكِنْ حُذَيْفَةُ اَخْبَرَنِيْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَصْحَابِيْ اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا فِيْهِمْ ثَمَانِيَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيْكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ وَاَرْبَعَةٌ لَمْ اَحْفَظْ مَا قَالَ شُعْبَةُ فِيْهِمْ.

(۷۰۳۵) حضرت قیس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ اپنے اُس عمل کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں اختیار کیا؟ (اُن کا ساتھ دیا) کیا وہ تمہاری اپنی رائے تھی جسے تم نے اختیار کیا یا کوئی ایسی چیز تھی جس کا وعدہ تم سے رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کوئی ایسا وعدہ نہیں لیا تھا جس کا وعدہ آپ نے تمام لوگوں سے نہ لیا ہو لیکن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے نبی کریم ﷺ سے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب لوگوں میں سے بارہ آدمی منافق ہیں ان میں سے آٹھ آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے (یعنی جیسے یہ ناممکن اور محال ہے ایسے ہی اُن کا جنت میں داخلہ محال ہے) آگ کا شعلہ ان میں سے آٹھ کے لیے کافی ہوگا اور چار کے بارے میں مجھے یاد نہیں رہا کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے بارے میں کیا کہا۔

(۱۰۹۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ قُلْنَا لِعَمَّارٍ اَرَاَيْتَ قِتَالَكُمْ اَرَاْيًا رَاَيْتُمُوْهُ فَاِنَّ الرَّاْيَ يُخْطِئُ وَ يُصِيْبُ اَوْ عَهْدًا عَهِدَهُ اِلَيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَهِدَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِيْ اُمَّتِيْ قَالَ شُعْبَةُ

وَاَحْسِبُهُ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُذَیْفَةُ وَ قَالَ غُنْدَرٌ اُرَاهُ قَالَ فِیْ اُمَّتِیْ اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یَجِدُوْنَ رِیْحَهَا حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ثَمَانِیَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِیْكَهُمُ الدُّبَیْلَةُ سِرَاجٌ مِنَ النَّارِ یَظْهَرُ فِیْ اَكْتَافِهِمْ حَتّٰی یَنْجُمَ مِنْ صُدُوْرِهِمْ.

(۷۰۳۶) حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے عمار رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا تم نے اپنے قتال (معاویہ رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ) میں اپنی رائے سے شرکت کی تھی حالانکہ رائے میں خطاً بھی ہوتی ہے اور درستگی بھی یا یہ کوئی وعدہ تھا جس کا تم سے رسول اللہ ﷺ نے عہد لیا ہو؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کوئی ایسا وعدہ نہیں لیا جس کا وعدہ آپ نے تمام لوگوں سے نہ لیا ہو اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میری اُمت میں۔ شعبہ نے کہا راوی نے کہا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور غندر نے کہا میں بھی یہی خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میری اُمت میں بارہ منافق ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گے یہاں تک کہ اُونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے۔ ان میں سے آٹھ کے لیے دبیلہ (آگ کا شعلہ) کافی ہوگا جو اُن کے کندھوں سے ظاہر ہوگا یہاں تک کہ اُن کی چھاتیاں توڑ کر نکل جائے گا۔

(۱۰۹۲) حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الْكُوْفِیُّ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ جُمَیْعٍ حَدَّثَنَا اَبُو الطُّفَیْلِ قَالَ كَانَ بَیْنَ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْعَقَبَةِ وَ بَیْنَ حُذَیْفَةَ بَعْضُ مَا یَكُوْنُ بَیْنَ النَّاسِ فَقَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ كَمْ كَانَ اَصْحَابُ الْعَقَبَةِ قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ اَخْبِرْهُ اِذْ سَاَلَكَ قَالَ كُنَّا نُخْبَرُ اَنَّهُمْ اَرْبَعَةَ عَشَرَ فَاِنْ كُنْتَ مِنْهُمْ فَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَاَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّ اثْنَیْ عَشَرَ مِنْهُمْ حَرْبٌ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ وَ عَذَرَ ثَلَاثَةً قَالُوْا مَا سَمِعْنَا مُنَادِیَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا عَلِمْنَا بِمَا اَرَادَ الْقَوْمُ وَقَدْ كَانَ فِیْ حَرَّةٍ فَمَشٰی فَقَالَ اِنَّ الْمَاءَ قَلِیْلٌ فَلَا یَسْبِقُنِیْ اِلَیْهِ اَحَدٌ فَوَجَدَ قَوْمًا قَدْ سَبَقُوْهُ فَلَعَنَهُمْ یَوْمَئِذٍ.

(۷۰۳۷) حضرت ابوطفیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اہلِ عقبہ میں سے ایک آدمی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان عام لوگوں کی طرح جھگڑا ہوا تو انہوں نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ بتاؤ اصحابِ عقبہ کتنے تھے؟ (حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) لوگوں نے کہا: آپ ان کے سوال کا جواب دیں، جو انہوں نے آپ سے کیا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم کو خبر دی جاتی تھی کہ وہ چودہ تھے اور اگر تم بھی انہیں میں سے ہو تو وہ پندرہ ہو جائیں گے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ ایسے تھے جنہوں نے دنیا کی زندگی میں اللہ اور اُس کے رسول کی رضامندی کے لیے جہاد کیا۔

(۱۰۹۳) حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَصْعَدُ الثَّنِیَّةَ ثَنِیَّةَ الْمُرَارِ فَاِنَّهٗ یُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَالَ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ صَعِدَهَا خَیْلُنَا خَیْلُ بَنِی الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَهٗ اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَاَتَیْنَاهُ فَقُلْنَا (لَهٗ) تَعَالَ یَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَئِنْ اَجِدَ ضَالَّتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لِيْ صَاحِبُكُمْ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ يَنْشُدُ ضَالَّةً لَهٗ.

(۷۰۳۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ثنیۃ المرار گھاٹی پر چڑھے گا اُس کے گناہ اُس سے اسی طرح ختم ہو جائیں گے جس طرح بنی اسرائیل سے اُن کے گناہ ختم ہوئے تھے۔ پس سب سے پہلے اس پر چڑھنے والا ہمارا شہسوار یعنی بنوخزرج کے گھوڑے چڑھے۔ پھر دوسرے لوگ یکے بعد دیگرے چڑھنا شروع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سب کے سب بخش دیئے گئے ہو سوائے سرخ اونٹ والے آدمی کے۔ ہم اس کے پاس گئے اور اُس سے کہا: چلو رسول اللہ ﷺ تیرے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ اُس نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں اپنی گمشدہ چیز کو حاصل کروں تو یہ میرے نزدیک تمہارے ساتھی کی میرے لیے مغفرت مانگنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور وہ آدمی اپنی گمشدہ چیز تلاش کر رہا تھا۔

(۱۰۹۴) وَ حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قُرَّةُ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَصْعَدُ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ اَوِ الْمَرَارِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُعَاذٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ وَاِذَا هُوَ اَعْرَابِيٌّ جَاءَ يَنْشُدُ ضَالَّةً لَهٗ.

(۷۰۳۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ثنیۃ المرار یا مرار کی گھاٹی پر چڑھے گا۔ باقی حدیث مبارکہ گزر چکی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ وہ دیہاتی آیا جو اپنی گمشدہ چیز کو تلاش کر رہا تھا۔

(۱۰۹۵) وَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ وَهُوَ ابْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ مِنَّا رَجُلٌ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَدْ قَرَاَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَ كَانَ يَكْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا حَتّٰى لَحِقَ بِاَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ فَرَفَعُوْهُ قَالُوْا هٰذَا قَدْ كَانَ يَكْتُبُ لِمُحَمَّدٍ فَاُعْجِبُوْا بِهٖ فَمَا لَبِثَ اَنْ قَصَمَ اللّٰهُ عُنُقَهٗ فِيْهِمْ فَحَفَرُوْا لَهٗ فَوَارَوْهُ فَاَصْبَحَتِ الْاَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلٰى وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوْا فَحَفَرُوْا لَهٗ فَوَارَوْهُ فَاَصْبَحَتِ الْاَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلٰى وَجْهِهَا ثُمَّ عَادُوْا فَحَفَرُوْا لَهٗ فَوَارَوْهُ فَاَصْبَحَتِ الْاَرْضُ قَدْ نَبَذَتْهُ عَلٰى وَجْهِهَا فَتَرَكُوْهُ مَنْبُوْذًا.

(۷۰۴۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بنی نجار میں سے ایک آدمی نے سورۃ البقرہ اور آلِ عمران پڑھی ہوئی تھی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے لکھا کرتا تھا۔ وہ بھاگ کر چلا گیا یہاں تک کہ اہلِ کتاب کے ساتھ جا کر مل گیا۔ پس اہلِ کتاب نے اُس کی بڑی قدر و منزلت کی اور کہنے لگے کہ یہ وہ آدمی ہے جو محمد (رسول اللہ ﷺ) کے لیے لکھا کرتا ہے وہ خوش ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُس کی گردن انہیں میں توڑ دی۔ پس انہوں نے گڑھا کھود کر اُسے چھپا دیا پس جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ زمین نے اُسے باہر پھینک دیا ہے۔ انہوں نے پھر اُس کے لیے گڑھا کھودا اور اُسے دفن کر دیا لیکن (اگلی) صبح پھر زمین نے اُسے باہر نکال کر پھینک دیا۔ انہوں نے دوبارہ اس کے لیے گڑھا کھودا اور اسے دفن کر دیا پس (اگلی) صبح پھر زمین نے اسے نکال کر باہر پھینک دیا۔ انہوں نے اُسے اسی طرح باہر پھینکا ہوا چھوڑ دیا۔

(۱۰۹۶) حَدَّثَنِیْ اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنِیْ حَفْصٌ يَعْنِی ابْنَ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِيْنَةِ هَاجَتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ تَكَادُ اَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا مُنَافِقٌ عَظِيْمٌ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ قَدْ مَاتَ.

(۷۰۴۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے آئے جب مدینہ کے پہنچے تو آندھی اتنے زور سے چلی، قریب تھا کہ سوار زمین میں دھنس جائے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آندھی کسی منافق کی موت کے لیے بھیجی گئی ہے۔ جب آپ مدینہ پہنچے تو منافقین میں سے ایک بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔

(۱۰۹۷) حَدَّثَنِیْ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُحَمَّدٍ النَّضْرُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسَى الْيَمَامِیُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا اِيَاسٌ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ عُدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَوْعُوْكًا قَالَ فَوَضَعْتُ يَدِیْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ رَجُلًا اَشَدَّ حَرًّا فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَشَدِّ حَرٍّ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هٰذَيْنِكَ الرَّجُلَيْنِ الرَّاكِبَيْنِ الْمُقَفِّيَيْنِ لِرَجُلَيْنِ حِيْنَئِذٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ.

(۷۰۴۲) حضرت ایاس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے حدیث روایت کی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک بیمار کی عیادت کی، جسے بخار ہو رہا تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ اُس پر رکھا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آج تک کسی بھی آدمی کو اتنا تیز بخار نہیں دیکھا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں قیامت کے دن اس سے زیادہ گرم جسم والے آدمی کے بارے میں خبر نہ دوں؟ یہ دو آدمی ہیں جو سوار ہو کر منہ پھیر کر جا رہے ہیں۔ (اُن) دو آدمیوں کے بارے میں فرمایا جو اس وقت (بظاہر) آپ کے اصحاب میں سے (سمجھے جاتے) تھے۔

(۱۰۹۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِی الثَّقَفِیَّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً.

(۷۰۴۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: منافق کی مثال اُس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے۔ کبھی اُس ریوڑ میں چرتی ہے اور کبھی اس ریوڑ میں۔

(۱۰۹۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ يَعْنِی ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِیَّ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ تَكِرُّ فِیْ هٰذِهٖ مَرَّةً وَّ فِیْ هٰذِهٖ مَرَّةً.

(۷۰۴۴) اس سند سے بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے لیکن اس میں ہے: کبھی وہ اس دیوار میں گھس آتی اور کبھی دوسرے ریوڑ میں۔

احادیث کی تشریح : اس میں اکیس حدیثیں ہیں۔

ان میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو بظاہر ایمان واسلام کے دعویدار اور حامی تھے لیکن درحقیقت کفرونفاق کے علمدار تھے۔☆اس سے پہلے منافقین کی ایک چال اور شورش کا ذکر تھا آگے تفصیلی طور پر منافقین کا ذکر ہورہا ہے۔

حدیث اول: فی سفر . یہ غزوہ بنومصطلق مریسیع کا واقعہ ہے۔(فتح الباری ج ۸ص ۶۴۴) نسائی شریف میں زید بن ارقم کی روایت سے غزوہ تبوک کا ذکر ملتا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ غزوہ تبوک جس کا لقب غزوۃ العسرۃ اس میں رأس المنافقین نہیں تھا یہ اس سے پہلے کا ذکر ہے۔ **حتی ینفضو ا ای ینفر دوا** یعنی یہ اکیلے بے یارومددگار ہوجائیں۔**وھی قراء ۃ من خفض حَوْلِهِ** یعنی من جارہ اور حولہ مجرور لیکن یہ لفظ قرآن کریم میں نہیں۔ پوری آیت یہ ہے۔ **ھم الذین یقولو ن لا تنفقوعلی من عند رسول اللہ حتی ینفضو ا وللہ ......** (منافقون ۷) راوی کا مقصد بھی اس کو آیت قرآنی بتانا نہیں بلکہ ابن ابی کی بات کو نقل کرنا ہے۔ بعض علماء نے یہ کہا ہے ابن مسعودؓ کی قراءت میں حوالہ موجود ہے۔ پھر اس میں مجرور ومنصوب دونوں پڑھا ہے اگر منصوب پڑھیں تو فعل کی ضمیر مرفوع سے بدل مانیں گے۔ لیکن قراءات متواترۃ میں نہیں۔ ابن مسعودؓ کی قراءت میں ہونے کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کا تفسیری جملہ ہے اور بعض تفسیری کلمات کو قراءات کا نام دیا جاتا ہے۔ ہاں ایک دوسری جگہ میں اسی جیسے فعل کے بعد میں حولک کا لفظ موجود ہے اور ہے بھی مجرور۔ ہوسکتا ہے راوی کو اس سے وہم ہوا یا اس کا حوالہ دیا ہو۔ واللہ اعلم۔ آیت کریمہ یہ ہے۔ **ولو کنت فظّا غلیظ القلب لا نفضوّا من حو لك فاعف عنھم ......** (نساء ۱۵۹) **لئن رجعنا الی المدینة**. اس قول کا سبب باب نصر الاخ ظالما اومظلوما کتاب البرّ والصلہ میں گذر چکا ہے کہ دولونڈے باہم لڑ پڑے جن کے نام وہاں مذکور ہیں اس کے بعد اس میں یہ کہا گیا کہ مہاجر ہماری کھا کر کھا کر ہمیں مارتے ہیں آپ نے **دعوھا فانھا منتنة**. فرما کر چپ کرادیا۔ چھوڑو یہ تعصب و جاہلیت کی پکار اور دنگا فساد بدبودار ہے جس کی وجہ سے دلوں میں بھی قلق آجاتا ہے۔ **فا خبر ته بذ الك** . یہ راوی حدیث زید بن ارقم ﷺ ہیں جنہوں نے آکر آنحضرت ﷺ کو اس کے قول کی خبر دی جس پر اس نے جھوٹی قسم اٹھا کر اپنے تئیں صفائی پیش کردی لیکن عالم الغیب والشھادہ سے کیسے چھپ سکتا آخر وہی ہوا۔ **کانو ا رجالا اجمل شئی** حسین وجمیل تھے (مگر بدباطن تھے) قیامت کے دن جسم کی صحت وسلامتی نہیں بلکہ قلب کی نوعیت وسلامتی مفید ہوگی۔ ورنہ ابولہب بھی شکلاً قبیح نہ تھا لیکن قلب سیاہ تھا **یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم** (شعراء ۸۹) اس دن مال واولاد فائدہ نہ دے سکیں گے مگر جو صحیح یقین والا دل لایا (اور صحیح اعمال والا جسم) نسلاً وشکلاً بھلے حبشی ہو۔

حدیث ثانی: فا خر جه من قبره . لواحقین نے آپ ﷺ کی آمد سے پہلے اسے قبر میں اتاردیا لیکن آپ ﷺ جب پہنچے تو اسے گڑھے سے نکلوایا اور ایفاء عہد کیا کہ دفن بھی کیا اور دعاء مغفرت بھی۔

سوال! آپ ﷺ نے ابن ابی کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی اور اپنی قمیص کفن کیلئے دی حالانکہ اس کا منافق ہونا ظاہر ہوچکا تھا۔

جواب! (۱) آپ کو اس کے منافق ہونے کا علم تھا لیکن اس کے ظاہر پر حکم لگاتے ہوئے اور اس کے مخلص مؤمن بیٹے کی تطییب خاطر کیلئے نماز جنازہ پڑھائی۔ (۲) آپ ﷺ نے اس کو اپنی قمیص میں کفن دینے اور نماز جنازہ کا وعدہ کیا تھا اس کی وجہ سے یہ کیا۔ اور

لا تصلّ علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ . (توبہ ۸۴) آپ کبھی بھی ان منافقین میں سے کسی کی نماز جنازہ پڑھائیں نہ ان کی قبر پر (دعاء) مغفرت کیلئے) ٹھہریں۔ یہ حکم کیونکہ صراحۃ نہ آیا تھا اس لئے آپ ﷺ نے شفقت ورحمت کی وجہ سے یہ عمل کیا۔ (۴) بعض نے یہ جواب بھی دیا ہے کہ آپ ﷺ کا نماز جنازہ پڑھانا دلیل ہے ابن ابی کے صحیح ایماندار ہونے کی۔ **وھذا** باطل لیکن یہ جواب بالکل درست نہیں کیونکہ قرآن کریم میں اسی آیت کا اگلہ حصہ ان کے کفر صریح کو بیان کر رہا ہے۔ **انّھم کفوا باللہ و رسو لہ وما تو وھم فا سقون .** بے شک وہ اللہ اور رسول کے منکر تھے اور اسی نافرمانی میں مرے۔ پہلے جواب کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے۔ **فقال وما یغنی عنہ قمیص من اللہ او ربی و صلاتی علیہ و انی لا رجو ان یسلم بہ الف قومہ** (تفسیر جامع البیان ج ۱۰ص ۱۴۲) جب صحابہ نے اس کے کفن و جنازہ کے متعلق آپ ﷺ سے سوال کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میری قمیص اور نماز اسے اللہ کے عذاب سے کچھ فائدہ نہ دیگی (ہاں) مجھے امید ہے کہ اس کی قوم کے ہزار آدمی حلقہ بگوش اسلام ہونگے۔ علامہ شیخ انور شاہ کشمیریؒ نے فیض الباری ج ۲ص ۴۵۲ میں یہ لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اس حسن سلوک اور برتاؤ کی وجہ سے اسی دن ایک ہزار منافق سچے دل سے اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کی تائید باب المدارات میں مذکورہ اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ **بئس ابن العشیرہ** فرمایا پھر اس سے اچھا برتاؤ اور نرم بات کی تا کہ اس کا پورا قبیلہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ تو اسلام لانے کیلئے آنحضرتؐ نے زندوں سے بھی باوجود مستحق نہ ہونے کے اچھا سلوک کیا اور مردوں سے بھی۔ جب صریح حکم نازل نہ ہوا تھا تو آپ ﷺ کا یہ عمل بالکل درست تھا۔ حضرت عمرؓ کا روکنا کسی قطعی دلیل کی بناء پر نہ تھا اس لئے آپ ﷺ تشریف لے گئے اس کا تفصیلی ذکر باب من فضائل عمر میں دیکھئے۔

علامہ طبری نے یہ حدیث مذکورہ بالا آیت کے تحت اپنی تفسیر میں نقل کی ہے انہیں کے حوالے سے علامہ عینیؒ اور قسطلانیؒ نے بھی نقل کی ہے۔ تقریر بالا سے اس سوال کا جواب بھی ہوگیا کہ **استغفرلھم اولا تستغفر لھم** اور **ماکان للنبیّ و الذین امنوان یستغفر اللمشر کین** (توبہ ۸۰ اور ۱۱۳) میں مغفرت نہ ہونے اور مشرکین کیلئے استغفار کی ممانعت موجود ہے لیکن آپ ﷺ کا یہ عمل مغفرت نہ ہونے اور مشرکین کیلئے استغفار کیلئے تھا ہی نہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ منع شرک پر مرنے والوں کیلئے ہے اسلام کا اظہار کرتے ہوئے مرنے والوں کیلئے نہیں۔

سوال! ایک منافق وکافر کی نماز جنازہ پڑھانا اور قمیص کفن کیلئے دینا یہ اس کا اکرام واعزاز ہے اور کفار ومبتدعین کی تکریم وتعظیم ممنوع ہے۔

جواب! یہ اس کے مؤمن مخلص بیٹے کی تکریم ہے کافر کی نہیں۔

حدیث رابع: **فسأ لہ ان یعطیہ قمیصہ یکفّن فیہ اباہ فاعطاہ.**

سوال! حدیث ثانی میں ہے کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور قبر سے نکلوا کر قمیص سے کفن دیا اور یہاں ہے کہ آپ ﷺ نے قمیص ابن ابی کے بیٹے کو دی ی تعارض ہے۔

جواب! علامہ عینیؒ نے اس میں یوں تطبیق دی ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے سوال پر دینے کا وعدہ فرمایا پھر بعد میں بنفس نفیس تشریف

لا کر خود ہی کفن پہنایا اس وعدے کو اس روایت میں راوی نے عطاء سے تعبیر کیا ہے۔یعنی آپ نے فرمادیا تو سمجھو دیدیا۔بس آنحضرت ﷺ کا وعدہ ہی عطیہ ہے۔

حدیث سادس: ثلاثة نفر یہ تین آدمی تھے۔قریشی (۱) صفوان (۲) ربیعہ یہ دونوں امیۃ بن خلف کے بیٹے ہیں اور ثقفی عبد یالیل بن عمرو بن عمیر تھا۔مصنف عبدالرزاق میں بلا شک ثقفی و ختناه قرشیان ابن مسعود سے مروی ہے ایک ثقفی اور دو اس کے سسرالی (قریش) تھے خَتَن وہ رشتے دار جو بیوی کی طرف سے ہوں۔سسر، سالا، داماد، بہنوئی۔ اس کی جمع اَختان ہے۔کثیر شحم بطو نھم . یہ ان کے جسم کے فربہ پن کی طرف اشارہ ہے۔بسا اوقات جسم کا موٹا عقل کا کھوٹا اور دنیا و آخرت کا ٹوٹا ہوتا ہے کہ جسم بھی موٹا اور عقل اور فہم سے بھی موٹا۔اگر چہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں اکثری کہہ سکتے ہیں۔ان تین کے کم عقل اور مخالف نقل ہونے میں کوئی تردّد نہیں۔انکا مکالمہ اس کی بیّن دلیل ہے اور اس سے پہلے مذکور لفظ قلیل ہے، ان کی بہکی باتوں سے صادق الایمان نہ ہونا ظاہر ہے اسی لئے یہ حدیث صفات المنافقین میں مذکور ہے ورنہ صراحتہً لفظ نفاق نہیں۔یہ عام مشرکین کیلئے نازل ہوئی ہے یا یوں کہا جائے کہ جس طرح مشرک اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اسی طرح منافق بھی یہ کہہ کر کہ اللہ سب کچھ نہیں جانتے مشرکین جیسا ہو جاتا ہے۔روایت میں مذکور آیت (حم السجدة ۲۲) ہے۔اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سواء منکم من اَسَرّ القول و من جھر به ...... (رعد ۱۰) سرّ و علانیہ پوشیدہ و ظاہر آہستہ اور بلند اللہ تعالیٰ کیلئے سب برابر ہیں۔و یعلم ما فی البرّ والبحر وما تسقط من ورقة الّا یعلمها ولا حبّة فی ظلمٰت الا رض ولا رطب ولا یا بس الّا فی کتاب مبین (انعام ۵۹) عٰلم الغیب و الشھادہ (حشر ۲۲ جمعہ ۸)

حدیث ثامن: فر جع ناس ...... یہ واپس ہونے والے ابن ابی کے منافق ساتھی تھے، جنکا وتیرہ ہی یہ تھا کہ غزوے سے کھسک جانا اور حصہ لینے کیلئے سب سے آگے بیٹھنا۔یہ سورہ نساء کی آیت ۸۸ میں ہے جو حضرات قتل کا کہتے تھے ان کی رائے ظاہر سے مؤیّد و مدلّل تھی کہ جو میدان میں جانے سے ہچکچائے اور بھاگے اس کے پاس ایمان کہاں۔دوسرے بعض کی رائے حسن نیت اور خیر خواہی پر مبنی تھی کہ ہوسکتا ہے اپنی حرکات سے باز آکر سدھر جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمادیا پہلے حضرات کی رائے درست ہے کہ یہ پکے منافق ہیں۔ان سے خیر کی توقع اپنے پیر پر کلہاڑی کے مترادف ہے۔

حدیث عاشر: فنز لت لا تحسبنّ الذین یفر حون ...... یہ سورۃ آل عمران کی آیت ۱۸۸ ہے (۱) اس کا ایک شان نزول تو یہی ہے جو ابو سعید خدری ﷺ نے بیان کیا۔سبب نزول (۲) اس کا دوسرا شانِ نزول حدیث لاحق میں ابن عباس ﷺ سے مروی ہے جو یہود کے متعلق ہے۔کہ انہیں جو احکام ملے ان کو چھپا دیا اور خالی تعریفوں کے خواہاں تھے۔ سوال! ایک آیت کے دو شان نزول کیسے پھر ان میں بھی اتنا بعد کہ دونوں گروہ منافقین و یہود منفرد و جدا تھے۔

جواب! (۱) علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ یہ ایک آیت دونوں واقعات پر نازل ہوئی۔کیونکہ یہ دونوں واقعے بیک وقت پیش آئے تو اس وقت یہ آیت دونوں کیلئے اتری۔(۲) فراءؒ کہتے ہیں کہ یہ آیت یہود کے متعلق نازل ہوئی جب یہود نے کہا نحن اھل الکتاب الاوّل والصلوۃ و الطاعة کہ ہم پہلی کتابوں کے حامل اور اطاعت وصلوۃ کے عامل ہیں حالانکہ نبی ﷺ کو نہیں مانتے

تھے اسی طرح وہ اپنے آپ کو منکر ہوتے ہوئے بھی فرمانبردار گردانتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ کیسے کہ خراش نہ آئے اور درجہ شہادت علیا کامل جائے۔ایں خیال است ومحال است وجنوں!!!! اقرار سے آدمی ابرار میں شمار ہوتا ہے اور انکار سے کفر کی صف میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ علامہ طبریؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اس میں کوئی مانع نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کیلئے نازل ہوئی ہو۔

(۳) یہ جواب بھی دیا جاسکتا ہے کہ نازل تو ایک واقعہ میں ہوئی اور اپنے عموم کے اعتبار سے سب کو شامل ہو۔ ہر اس آدمی پر سچی آئے جو اپنے کردہ عمل پر عجب وخود پسندی اور ناکردہ پر تعریف کا طالب ہو اس میں اس کی مذمت ہے۔

حدیث حادی عشر: انّ مروان . مروان نے اپنے بااعتماد دربان رافع کو ابن عباس﷛ کے پاس بھیجا۔ کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے عمل پر تعریف چاہتا اور خوشی محسوس کرتا ہے ہم تو ہلاک ہو گئے تو مفسر قرآن ابن عباس﷛ نے آیت کا شان نزول اور صحیح محمل بیان کر دیا کہ تم ان میں سے نہیں کہ تمہیں بھی عذاب ہو۔ عذاب تو انہیں ہوگا جو کتمان علم کے باوجود مدح کے خواہاں تھے۔ اگر مسلمان اپنے عمل سے صرف خوشی اور اطمینان قلبی محسوس کرے تو ایماندار ہونے کی علامت ہے بشرطیہ عجب وکبر نہ ہوا۔ اذا سرّ تک حسنتک وساء تک سیئتک فانت مؤمن (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۶) معذّباً لکن کان کی خبر ہے اسم اس کا متصل کل...... ہے۔

حدیث ثانی عشر: الذی صنعتم فی امر علیّ﷛۔ یعنی تم نے جو ان کی تائید ومعاونت اور جنگ میں مصاحبت اختیار کی ہے اس کی کوئی صریح دلیل؟ آنحضرت ﷺ نے حکم دیا یا عہد ووصیت فرمائی۔ فی اصحابی اثنا عشر منا فقا .یعنی ان کے حالات و عادات مخفی ہونے کی وجہ سے ظاہر اصحابی کہا جاتا ہے ورنہ منافق صحابی رسول نہیں۔ اس کی تائید اگلی روایت میں لفظ ان "فی امتی سے ہو رہی ہے۔

سوال! منافقین کی تعداد صرف بارہ تھی یا اس سے زائد؟

جواب! منافقین کی تعداد اس سے زائد تھی۔

سوال! جب ان کی تعداد بارہ سے زائد تھی تو یہاں بارہ کیسے فرمایا۔

جواب! اس کی تحدید کی وجہ مجمع الزوائد میں نقل کردہ ہیثمیؒ﷫ کی ایک روایت سے حاصل ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حذیفہ﷛ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے آگے کھینچ رہا تھا اور عمار﷛ اسے ہانک رہے تھے یا میں ہانک رہا تھا اور عمار﷛ کھینچ رہے تھے کہ ہم بارہ منہ چھپانے والے نقاب پوشوں کے سامنے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا (بارہ) یہ منافق ہیں اور نفاق پر ہی رہیں گے۔ تو میں نے کہا آپ آدمی بھیج کر انہیں قتل کیوں نہیں کراتے تو نبی ﷺ نے فرمایا: چھوڑ و لوگ یہ نہ کہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں یہ مجھے ناگوار اور ناپسند ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰۹) اس وجہ سے حدیث باب میں اثنا عشر فرمایا حتی یلج الجمل فی سمّ الخیاط . خیاط سینے کا آلہ، سوئی سَم ناکہ جس میں دھاگہ ڈالتے ہیں۔ نفی کو مؤکد کرنے کیلئے فرمایا اسے تعلیق بالمحال کہتے ہیں قرآن کریم میں بھی ہے۔ ان "الذین کذّبوا بآیتنا و استکبر و اعنها لا تفتح لهم ابواب السماء و لا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم "الخیاط و کذالك نجزی المجرمین (اعراف ۴۰) جنہوں نے جھٹلایا اور ہماری آیات وہدایات سے تکبر کیا ان کیلئے اسمانوں کے دروازے نہ کھلیں گے اور نہ جنت میں داخل ہونگے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے

نا کے سے گذرے اور مجرموں کو ایسا برتاؤ اور بدلہ دیتے ہیں۔ تکفیھم الدّبیلة یہ دبل کی تصغیر ہے بمعنی طاعون، پیٹ کی مہلک بیاری۔ بڑی آفت یعنی ان میں سے آٹھ تو اس مہلک بیاری میں ہلاک ہونگے دیگر چار کا انجام یاد نہیں۔ حضرت عمار ﷺ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں میں منافق تھے انہیں میں سے کچھ بعد میں بھی باقی ہوں اور فتنے بھڑکا رہے ہوں۔ اسی میں اشارہ ہے کہ حضرت علی ﷺ حق پر تھے اس لئے ان کے معاون ہوئے۔

حدیث ثالث عشر: عن قیس بن عباد. یہ ابوعبداللہ قیس بن عباد بضم العین الضبعی البصری ہیں۔ خلافت عمر ﷺ میں مدینہ منورہ آئے کم گو اور خوش خو تھے۔ محدثین کے ہاں ثقہ تھے۔ حلم وعبادت اور ریاضت والے تھے۔ ۸۰ھ کے بعد وفات پائی۔ (تکملہ ج ۵ ص ۲۳۶) سراج من نار یظھر فی اکتا فھم ...... یہ دبیلہ کی تفسیر ہے وہ ایک پھوڑا اور دانہ ہے جس میں سرخی ہوتی ہے اور گرمی کی شدّت بھی (فیه حمره و حرارة) گویا کہ آگ کا شعلہ ہے اور وہ کندھے سے نمودار ہوگا اور سینے پر جا نکلے گا اور ظاہر ہوگا۔

حدیث رابع عشر: رجل من اھل العقبة. اس عقبہ سے مراد بیعت عقبہ مشہور نہیں جو منیٰ میں آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر انصارؓ نے کی تھی بلکہ اس سے مراد وہ بیعت عقبہ ہے جو غزوہ تبوک کے سفر کے دوران راستہ میں پیش آئی جس میں منافق آپ ﷺ سے دھوکہ کرنا چاہتے تھے اور جمع بھی ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے حفاظت فرمائی۔ قصہ یہ ہے۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۴۵۳) معجم کبیر طبرانی اور مجمع الزائد میں یزید بن ہارون سے مروی ہے۔ جب آنحضرت ﷺ تبوک سے واپس ہوئے تو ایک منادی نے اعلان کیا کہ جس گھاٹی سے آپ ﷺ جا رہے ہیں تم میں سے کوئی ایک بھی اس راہ کو نہ لے۔ حضرت حذیفہ ﷺ اور عمار آپ ﷺ کے ساتھ تھے ایک ہانکنے والا دوسرا کھینچنے والا۔ اسی اثنا میں چل رہے تھے کہ ایک گروہ نقاب اوڑھے سامنے آنکلا اور حضرت عمار ﷺ کو گھیر لیا اس وقت حضرت عمار ان کی سواریوں کو مار مار کر منہ موڑ رہے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے حذیفہ رکو یہاں تک کہ آپ ﷺ اترے آئے اتنے میں حضرت عمارؓ واپس ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا یا عمار ھل عرفت القوم. انہوں نے جواب دیا سواریاں پہچانتا ہوں لوگ تو منہ چھپائے ہوئے تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا ھل تدری ما ارادو ا تجھے معلوم ہے ان کا مقصد کیا تھا وہ کہنے لگے اللہ ورسولہ اعلم۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہماری سواری کو دوڑا بدکا کر ہمیں گرانا چاہتے تھے۔ اہل عقبہ سے مراد یہ گھاٹی والے ہیں جو گرانا چاہتے تھے اور منہ چھپایا ہوا تھا۔ رجل من اھل العقبه کا مصداق و دیعة بن ثابت ہے جیسا کہ طبرانیؒ نے حدیث جابر ﷺ میں صراحۃ ذکر کیا ہے۔ انھم اربعة عشر. کل پندرہ تھے تین کا عذر قبول ہوا باقی بارہ پہلی روایت کے موافق پندرواں یہ ودیعۃ ہے۔

سوال! حدیث باب میں ہے کہ یہ بات حضرت حذیفہ ﷺ اور رجل من اہل العقبہ کے درمیان ہوئی طبرانی اور مسند احمد کی روایات میں ہے کہ یہ کلام حذیفہ وعمار کے درمیان ہوئی۔

جواب! بات چیت حذیفہ اور رجل من اھل العقبة کے درمیان ہوئی اور وہاں عمار ﷺ بھی موجود تھے۔ (۲) بات تو حضرت عمار سے ہوئی اور رجل من اہل العقبہ کا نام لینے میں راوی کو اشتباہ ہوا کیونکہ اس گھاٹی میں یہ دونوں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور رجل من اہل العقبہ بھی اپنے گروہ میں وہیں تھا۔ اس لئے ذکر میں اضطراب واختلاف ہوا۔ اخبره اذسألك. حضرت حذیفہ ﷺ کا

مطلب یہ تھا کہ یہ خود کہے کہ میں اس گروہ میں موجود تھا۔ فان کنت منهم یہ حذیفہ ﷺ کا مقولہ ہے کہ تو ان میں سے ہے تو تعداد پندرہ ہوئی اور ودیعۃ بچنے کی وجہ سے ظاہر نہ کرتا تھا اسے لوگوں نے کہا اب بتاؤ جب تجھ سے پوچھا ہے۔ عذر ثلاثة . جب پیش ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ شرارت کیوں کی تو کہنے لگے ہمیں اس مہم اور ان کی شرارت کا علم نہ تھا ہم تو صرف ان کے کہنے پر چل پڑے۔ اور ہم نے آپ کے منادی کی آواز بھی نہ سنی تھی جس میں اس گھاٹی سے روکا گیا تھا۔ و لا علمنا بما اراده القوم . یعنی ہم قوم کے ساتھ چل پڑے لیکن ان کے ارادے کا ہمیں علم نہ تھا۔ و قد كان في حرّة فمشى . یہ دوسرا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا پانی پر اگر کوئی پہلے پہنچے تو پانی میں پہلے وارد نہ ہو کیونکہ پانی کی قلت تھی لیکن جب آنحضرت ﷺ پہنچے تو پہلے پانی کو چھو چکے تھے۔ کیونکہ عقبہ کے علاوہ یہ قصہ بھی منافقین کا تھا اس لئے ابوالطفیل ﷺ نے اس کو بھی ذکر کر دیا۔

فائدہ! اہل تاریخ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی پر وارد ہونے سے روکنے کا قصہ دو دفع پیش آیا ہے۔ (۱) معاذ بن جبل ﷺ کی حدیث جو باب المعجزات میں مفصل گذر چکا ہے۔ جو تبوک پہنچنے پر پیش آیا۔ (۲) یہ قصہ جس کی طرف ابوالطفیل نے اشارہ کیا اور واقدیؒ نے اسے مغازی میں ذکر کیا جو تبوک سے واپسی پر پیش آیا اور دونوں میں تقدیم اور نافرمانی کرنیوالے منافق تھے۔ دوسرا واقعہ وادی الناقۃ کے قلیل پانی وشل نامی میں پیش آیا۔ اس کی طرف پہلے پہنچنے والے چار تھے۔ (۱) معتب بن قشیر (۲) حارث بن یزید طائی یہ عمرو ابن عوف کا حلیف تھا۔ (۳) ودیعۃ بن ثابت (۴) زید بن لُصَیت۔ اس میں بھی پانی کم تھا آپ ﷺ کے استعمال شدہ پانی ڈالنے اور دعاء کرنے سے خوب بہنے لگا۔ اس حدیث میں اسی دوسرے قصے کی طرف اشارہ ہے۔ فوجد قوماً میں لفظ قوم جمع ہے اس لئے دوسرے قصے کی طرف اشارہ قوی ہے۔ حرۃ کہتے ہیں سیاہ پتھروں والی زمین جب آپ ﷺ نے یہ حکم دیا تو اس قسم کی زمین پر تھے۔

حدیث خامس عشر: من يصعد الثنيّة. ثنیۃ پہاڑی راستہ۔ دشوار گذار گھاٹی۔ مرار بضم المیم مرّۃ کی جمع ہے کڑوی بوٹی، جب اونٹ کھاتے تو اونٹوں کے ہونٹ سکڑ جاتے ہیں اور زخمی ہو جاتے ہیں ثنیۃ المرار یہ حدیبیہ سے اترائی اور مکہ سے نیچائی میں واقع ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں حدیبیہ کے سفر میں آنحضرت ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی تھی تو صحابہؓ کہنے لگے اونٹنی اَڑی کر گئی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس کو روکنے والے نے روکا جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو روکا تھا۔ اس کے اوپر چڑھنے کا ترغیبی حکم اس لئے دیا تا کہ قریش کے گھوڑ سواروں کی خبر لی جاسکے۔ الّا صاحب الجمل الاحمر . نام جدّ بن قیس ذکر کیا گیا ہے تکملہ میں یہ نام بصیغہ تمریض مذکور ہے۔ یہ جدّ نامی شخص منافق تھا اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہوا تھا بلکہ پیچھے رہا۔ جبکہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص لشکر اسلام میں شامل نہ تھا بلکہ اعرابی تھا اور اپنی گمشدہ کی تلاش چیز میں ادھر آنکلا اور ان سے مل گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مغفرت کی بشارت سے مستثنیٰ فرما دیا۔

فائدہ! اس سے پتہ چلا مجلس ذکر میں اپنے کام سے آنے والا بھی مستحق رحمت و مغفرت ہو جاتا ہے لیکن میدان جہاد اور قتال میں خالص نیت اور دل و جان سے شرکت ہی موجب شہادت و مغفرت ہے۔ هذا ما بدالي و الله اعلم .

حدیث سادس عشر: ثنیۃ المُرار او المِرار اس میں راوی نے شک کیا ہے کہ مُرار پر ضمہ ہے یا کسرۃ لیکن ضمہ راجح ہے۔ بعض کتابوں میں المراراو المرارنظر سے گذرا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ میں شک ہے کہ مراد دال کے ساتھ ہے یا مراررا کے ساتھ۔ یہ درست نہیں صحیح یہ ہے کہ راوی کا شک لفظ میں نہیں بلکہ میم کی حرکت میں ہے کہ ضمہ ہے یا کسرۃ۔ کیونکہ مکہ کے اردگرد مراد (بالدال) نامی کوئی متعارف وادی یا گھاٹی نہیں۔

حدیث سابع عشر: کان منا رجل من بنی النجار . اس کا نام نہیں مل سکا۔ فرفعوا ہ . اہل کتاب نے اسے خوب چڑھایا اور سراہا کہ ہم جیسا ہو گیا۔ ودّ ولو تکفرون کما کفر فتکونون سواء (نساء۸۹) وہ کافر تو دل سے چاہتے ہیں کہ تم کفر کرو جیسے انہوں نے کیا پھر تم سب (دھتکار، پھٹکار، اور نار میں) برابر ہو جاؤ۔ قصم اللہ عنقہ. اس کی گردن توڑ دی ہلاک کر دیا۔ فواروا ہ ای دفنوہ . دفن کرنا چھپانا۔ جیسے قابیل کو کوّے نے سکھایا کہ بھائی کو کیسے دفن کرے۔ کیف یواری سوءۃ اخیہ (مائدہ۳۱) یہ اس کو نفاق وارتداد کی سزا تھی۔ اعاذانا اللہ تعالیٰ منہا ویر حمنا .

حدیث عشرون: کمثل الشاۃ العاھرۃ متردّدو متحیّر . سرگردان، تذبذب کا شکار، بے یقینی میں گرفتار۔ کہ کدھر جائے۔ تکرّ فی ھذہ. ازضرب۔ پھرتی ہے اور مڑتی ہے۔ بعض نسخوں میں تکیر بالیاء ہے بمعنی دوڑنا۔ کری کہتے ہیں دُم اٹھا کر بھاگنا۔ اور بعض نسخوں میں بالباء والنون بھی ہے تکبن تعیر کے معنیٰ میں ہے۔ تکبن بضم الیاء از نصر .

سوال! کیا صحابہ کی جماعت میں منافق تھے۔

جواب! آنحضرت ﷺ کی تیئیس سالہ شب وروز دعوت ومحنت سے ایک لاکھ سے متجاوز عورتیں اور مرد حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور اپنے رب کو راضی کیا تو اللہ نے اعلان کر دیا۔

اولئک ھم المؤمنون حقا (انفال۷۴) اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی، اولئک ھم الراشدون، اولئک ھم الصادقون (حجرات۳۔۷۔۱۵) اولئک حزب اللہ. رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (مجادلۃ۲۲) اولئک ھم الصٰدقون (حشر۸) فاولئک ھم المفلحون (حشر۹) اولئک علی ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون (بقرۃ۵)

نصوص کثیرہ واردہ اور ثابتہ سے ثابت ہے کہ کوئی صحابی منافق نہ تھا' ہاں! بعض منافق صحابہ میں رہتے تھے' جیسے نمازی چور نہیں ہوتے چور نمازیوں میں آجاتا ہے۔ یہ پکے مؤمن تھے، سچے مسلمان تھے، وفاشعار جانثار اور وفادار تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں سے کوئی منافق نہ تھا۔ منافق بیس بدل کر صحابہ میں آگھستے بلکہ آنحضرت ﷺ کے سامنے بھی بیٹھ جاتے اور قسمیں کھاتے نہ تھکتے تھے اور جو منافق تھے ان کیلئے صحابیت کا ثبوت نہیں۔ اس لئے اس سوال کا بے غبار موجب اقرار صاف جواب یہ ہے کہ کوئی صحابی منافق نہ تھا اور جو منافق تھے وہ صحابی نہیں ہو سکتے۔ صحابی کی تعریف فضائل الصحابہ کی ابتداء میں دیکھئے۔[1]

آخر کتاب المنافقین و یلیہ کتاب القیامۃ

---

[1] نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

کتاب صفة القيامة

امام مسلمؒ نے اس سے پہلے ایسے اعمال کا ذکر کیا کہ ان میں سے اعمال حسنہ کے اختیار کرنے اور اعمال سیئہ وقبیحہ سے اجتناب کرنے اور بچنے کا حکم وذکر تھا کہ تم اعمال صالحہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب پاؤ گے اور اگر نافرمانی میں لگے رہے تو سزا ملے گی اور گرفت وعقاب کے مستحق ٹھہرو گے۔ اب آگے اس فیصلے کے دن کا ذکر ہے جس میں مطیع ثواب پائیں گے اور عاصی سزا پائیں گے پھر ہر ایک کے ٹھکانے کا بھی ذکر ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور آدمی کا ہر عمل سامنے آجائے گا۔

قیامۃ : پیشی کا دن۔ روز امید وبیم۔ یہ مصدر ہے بمعنی کھڑا ہونا۔ قیامۃ دراصل قوامۃ تھا واو کو یاء سے تبدیل کیا قیام پھر آخر میں تاء مصدریہ بڑھا دی تو قیامۃ ہوا۔

فائدہ! تاء کی آٹھ قسمیں ہیں۔

تاء تذکیر است تانیث است وحدت وہم بدل۔ مصدریہ، مبالغہ، زائدہ، شدہم نقل۔

بالترتیب مثالیں یہ ہیں (۱) طلحۃ (۲) شریفۃ (۳) تمرۃ (۴) عدۃ (۵) مضاربۃ (۶) علامۃ (۷) مُحَرَّفُ (۸) کافیۃ۔ یوم القیامۃ کو قیامۃ کہنے کی وجہ: (۱) اس کو روز قیامت اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ اس دن رب تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونگے۔ لان الناس یقومون بین یدی ربھم. (۲) یہ قَامَتِ السُّوقُ سے مشتق ہے، جب بازار میں خوب کاروبار ہونے لگے اور خرید وفروخت زور پر ہو تو عرب کہتے ہیں قامت السوق بازار گرم ہو گیا۔ اسی طرح قیامت کے دن بھی دارو گیر، گرفت وپکڑ، حساب وکتاب اور بھاگ دوڑ لگی ہوگی۔ اعمال کی قیمت لگے گی اور خریداران حور وقصور اور مشتریان نار ونور جمع ہونگے۔ کوئی کھل کھلا رہے ہیں کوئی بلبلا رہے ہیں اس لئے اس دن کا نام قیامت رکھا۔ (۳) یہ قام الامر سے مشتق ہے جب کوئی منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے اور مطلوب مل جاتا ہے۔ کام ہو جاتا ہے۔ تو عرب کہتے ہیں قَامَ الْاَمْرُ سب کام سیدھا ہو گیا، اسی طرح اس دن چونکہ اہل حق کا کام درست ہوگا اور روح وریحان اور جنت میں مکان ومقام ہوگا اور کفار وفجار فنا فی النار ہونگے داخل دار البوار ہونگے۔ اس لئے اس دن کا نام قیامت رکھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے اہل جنت کہیں گے قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ (اعراف ۴۴) جنتی جہنمیوں سے کہیں گے ہم نے تو اپنے ربّ کا کیا ہوا وعدہ برحق پایا کیا تم نے بھی رب کا وعدہ (ثواب وعقاب) سچا پایا وہ کہیں گے جی ہاں! (اب تو سارا کام سیدھا ہو گیا) (۴) یہ قامت المرأة تنوح سے مشتق ہے عورت کھڑی ہوئی (تیار ہوکر) تا کہ نوحہ اور بین کرے۔ جب کسی غم کی خبر پر عورت رونے کیلئے کھڑی ہوتی ہے تو عرب کہتے ہیں قامت المرأة تنوح۔ عورت رونے کیلئے کھڑی ہوئی۔ کیونکہ نافرمان اس دن کف حسرت ملیں گے اور سر پر ہاتھ رکھ کر زار وقطار

روئیں گے اور اپنا منہ اشک ندامت سے دھوئیں گے اس لئے اس دن کا نام یوم قیامت رکھا۔ اس میں لطیف انداز سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ دنیا کے طالب اور اس کی ہوس پر مرنے والے مؤنث حقیقی ہیں کہ نقص عقل کی وجہ سے دائمی نعمتوں اور لذتوں کو چھوڑ کر فانی چیزوں اور مہلک شہوتوں میں لگ گئے اور اپنے ربّ کو بھلا بیٹھے، جس طرح یہ ناز و نعم میں آ کر اپنے ماں باپ کو بھلا بیٹھتی ہے۔ بل توثرون الحیوة الدنیا و الآخرة خیر و ابقی (اعلیٰ ۱۷) تم نے دنیا کو ترجیح دی حالانکہ آخرت بھلی اور باقی ہے۔

قیامت کے نام: قیامت کے ایک سو ایک نام ہیں ان میں سے چونتیس قرآن عظیم الشان میں مذکور ہیں گیارہ لفظ یوم کے علاوہ اور باقی تئیس یوم کے ساتھ۔ (۱) ساعۃ (۲) حاقہ (۳) صاخہ (۴) خافضہ (۵) رافعہ (۶) واقعہ (۷) راجفہ (۸) رادفہ (۹) طامہ (۱۰) غاشیہ (۱۱) قارعۃ۔ قال اللہ تعالیٰ۔ یوم تقوم الساعة ،الحاقة ماالحاقة، فاذا جآء ت الصاخة، الطآمة الکبریٰ، خافضة الرافعة، اذا وقعت الواقعة، تر جف الراجفة. تتبعها الرادفة. حدیث الغاشیة، القارعة

وہ نام جن میں لفظ یوم ہے۔ (۱) یوم الآخر (۲) یوم الآزفۃ (۳) تلاق (۴) تغابن (۵) تناد (۶) جمع (۷) حسرت (۸) حساب (۹) حق (۱۰) خروج (۱۱) خلود (۱۲) عبوس (۱۳) قمطریر (۱۴) عظیم (۱۵) عسیر (۱۶) فصل (۱۷) قیامت (۱۸) معلوم (۱۹) مجموع (۲۰) مشہود (۲۱) وعید (۲۲) موعود (۲۳) دین۔

قال اللہ تبارك و تعالیٰ: من آمن باللہ و الیوم الآخر، انذر هم یوم الآزفة، یوم التلاق، ذالك یوم التغابن ،انی اخاف علیکم عذاب یوم التناد، یوم یجمعکم لیوم الجمع، وانذرهم یوم الحسرة، ماتوعدون لیوم الحساب، ذالك الیوم الحق، ذالك یوم الخروج، ذالك یوم الخلود، یوما عبوسًا قمطریرًا، انهم مبعوثون لیوم عظیم، یوم عسیر، علی الکفرین غیر یسیر، یوم الفصل جمعنکم، لا اقسم بیوم القیامة، الٰی میقات یوم معلوم، ذالك یوم مجموع له الناس، ذالك یوم مشهود، ذالك یوم الوعید والیوم الموعود، مٰلك یوم الدین.

خلاصہ کلام قریب بالمرام۔ قیامت کئی احوال کے مجموعے کا نام ہے۔ نفخ صور، فزع، قبروں سے اٹھنا، بعث وحشر میدان حشر میں جمع ہونا، چلنا اپنے اپنے اعمال کے مطابق اعمال ناموں کا اڑنا۔ میزان، انصاف کی ترازو، پل صراط، حوض کوثر، شفاعت، پیشی، اعراف، جہنم، جنت اور ان کے درکات و درجات۔ فیصلہ ہونا اور اپنے اپنے ٹھکانوں میں جانا وغیرہ وکثیر من الاحوال کا نام قیامت ہے جن کا ذکر قدرے تفصیل کے ساتھ درج ذیل ابواب کی احادیث میں ہے۔

(۱۹۶) باب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ

(۱۲۳۳) باب قیامت، جنت اور جہنم کے احوال کے بیان میں

(۱۱۰۰) حَدَّثَنِی اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِی الْمُغِيرَةُ يَعْنِى الْحِزَامِیَّ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّهٗ لَيَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا

يَزِنُ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ عِنْدَ اللّٰهِ اقْرَءُوْا: ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ [الكهف:١٠٥]

(۷۰۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بہت موٹا آدمی لایا جائے گا لیکن اللہ کے نزدیک (اُس کی اہمیت) مچھر کے پَر کے برابر بھی نہ ہوگی' پڑھو: ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ "پس ہم قیامت کے دن اُن کے لیے کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔"

(۱۱۰۱) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَ حِبْرٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَ سَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَجُّبًا مِمَّا قَالَ الْحِبْرُ تَصْدِيْقًا لَهُ ثُمَّ قَرَاَ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ [الزمر:٦٧]

(۷۰۴۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے محمد! یا کہا: اے ابو القاسم! بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک اُنگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر پہاڑ اور درخت کو ایک انگلی پر پانی اور کیچڑ ایک اُنگلی پر اور باقی ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھ لے گا پھر انہیں ہلا کر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں' میں بادشاہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی عالم کی بات پر تعجب کرتے ہوئے اور اُس کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس پڑے۔ پھر ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ تلاوت کی۔ "انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اُس کی قدر کا حق تھا اور قیامت کے دن ساری زمینیں اُس کی مٹھی میں ہوں گی اور آسمان اُس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ اللہ پاک اور بلند ہے اُس چیز سے جسے یہ مشرک شریک کرتے ہیں۔

(۱۱۰۲) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ جَاءَ حِبْرٌ مِنَ الْيَهُوْدِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ فُضَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ وَ قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَعَجُّبًا لِمَا قَالَ تَصْدِيْقًا لَهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ وَ تَلَا الْاٰيَةَ.

(۷۰۴۷) اِس سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے البتہ اس میں ہے کہ یہودیوں میں سے ایک عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ باقی حدیث فضیل کی حدیث کی طرح ذکر کی لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ پھر (اللہ) انہیں حرکت دے گا اور یہ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ اس کی بات پر تعجب اور اس کی تصدیق کرتے

ہوئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے آیت مبارکہ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ تلاوت فرمائی۔

(۱۱۰۳) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْاَرْضِيْنَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرٰی عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰی اِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الْمَلِكُ قَالَ فَرَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾

(۷۰۴۸) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ کتاب میں سے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے ابوالقاسم! بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک اُنگلی پر اور زمینوں کو ایک اُنگلی پر اور درختوں اور کیچڑ کو ایک اُنگلی پر اور باقی مخلوقات کو ایک اُنگلی پر رکھ کر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھیں مبارک ظاہر ہوئیں پھر آپ ﷺ نے ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ تلاوت کی۔

(۱۱۰۴) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلِیُّ ابْنُ خَشْرَمٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عِيْسَی بْنُ يُوْنُسَ ح وَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِهِمْ جَمِيْعًا وَالشَّجَرَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالثَّرٰی عَلٰی اِصْبَعٍ وَلَيْسَ فِیْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَلٰكِنْ فِیْ حَدِيْثِهٖ وَالْجِبَالَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَ زَادَ فِیْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ تَصْدِيْقًا لَّهٗ تَعَجُّبًا لِمَا قَالَ.

(۷۰۴۹) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن ان میں یہ ہے کہ درخت ایک اُنگلی پر اور کیچڑ ایک اُنگلی پر اور جریر کی حدیث میں یہ نہیں کہ (باقی) مخلوقات ایک اُنگلی پر لیکن اس کی حدیث میں پہاڑ ایک اُنگلی پر اور جریر کی حدیث میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور اس کی بات پر تعجب کرتے ہوئے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے)۔

(۱۱۰۵) حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰی اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِی ابْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ ؓ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبِضُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَی الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَطْوِی السَّمَاءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ.

(۷۰۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں۔ زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

(۱۱۰۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَطْوِی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰی ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ يَطْوِی الْاَرْضَ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ.

(۷۰۵۱) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ ربّ العزت

آسمانوں کو لپیٹ لے گا پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں زوروالے (جابر) بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر والے کہاں ہیں؟ پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں زوروالے (جابر) بادشاہ کہاں ہیں تکبر والے کہاں ہیں؟

(۱۱۰۷) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ نَظَرَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا كَيْفَ يَحْكِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْخُذُ اللّٰهُ (عَزَّ وَجَلَّ) سَمَاوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدَيْهِ فَيَقُولُ أَنَا اللّٰهُ وَ يَقْبِضُ أَصَابِعَهُ وَ يَبْسُطُهَا أَنَا الْمَلِكُ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّي لَأَقُولُ أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۷۰۵۲) حضرت عبیداللہ بن مقسم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے کیسے حدیث روایت کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے آسمانوں اور اپنی زمینوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑے گا تو فرمائے گا: میں اللہ ہوں اور آپ اپنی انگلیوں کو بند کرتے اور کھولتے تھے۔ (پھر اللہ فرمائے گا) میں بادشاہ ہوں۔ یہاں تک کہ میں نے منبر کی طرف دیکھا تو اس کے نیچے کی طرف کوئی چیز حرکت کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے سمجھا کہ وہ (منبر) رسول اللہ ﷺ کو لے کر گر پڑے گا۔

(۱۱۰۸) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ يَأْخُذُ الْجَبَّارُ عَزَّ وَجَلَّ سَمَاوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يَعْقُوبَ.

(۷۰۵۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ جبار رب العزت اپنے آسمانوں اور زمینوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑے گا۔ باقی حدیث مبارکہ گزر چکی۔

(۱۱۰۹) حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَ هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِي فَقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ (عَزَّ وَجَلَّ) التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَ خَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَ خَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَ خَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَ خَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَ بَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَ خَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ (حَدَّثَنَا الْجُلُودِيُّ قَالَ إِبْرَاهِيمُ هُوَ صَاحِبُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْبِسْطَامِيُّ وَهُوَ الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى وَ سَهْلُ بْنُ عَمَّارٍ وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ بِنْتِ حَفْصٍ وَ غَيْرُهُمْ عَنْ حَجَّاجٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ).

(۷۰۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور اس میں پہاڑ اتوار کے دن پیدا کیے اور درختوں کو پیر کے دن پیدا کیا اور مکروہات (مصائب و تکالیف) منگل

کے دن پیدا کیے اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن زمین میں چوپائے پھیلائے اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد مخلوق میں سے سب سے آخر میں جمعہ کی ساعات میں سے آخری ساعت عصر اور رات کے درمیان پیدا فرمایا۔ آگے اسی حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

(١١١٠) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ.

(٧٠٥٥) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو سرخی مائل سفیدی پر اُٹھایا جائے گا جو میدے کی روٹی کی طرح ہوگی۔ اس (زمین) میں کسی کے لیے کوئی علامت ونشان نہ ہوگا۔

(١١١١) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوٗدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ﴾ [ابراھیم:٤٨] فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَلَى الصِّرَاطِ.

(٧٠٥٦) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ رب العزت کے قول: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ﴾ ''اس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان (بھی بدل دیئے جائیں گے)۔'' کے متعلق پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: (پل) صراط پر۔

(١١١٢) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ حَدَّثَنِيْ خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَكْفَؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَكْفَؤُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَاَتٰى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ اَبَا الْقَاسِمِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ قَالَ بَلٰى قَالَ اِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَ نُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَ نُوْنٌ يَاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا.

(٧٠٥٧) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن زمین ایک روٹی ہو جائے گی۔ اللہ رب العزت اسے اپنے دست قدرت سے اوپر نیچے کر دے گا۔ اہلِ جنت کی مہمانی کے لیے جیسا کہ تم میں سے کوئی سفر میں اپنی روٹی کو (راکھ میں) اُلٹ پلٹ لیتا ہے۔ اتنے میں یہود میں سے ایک آدمی نے آ کر عرض کیا: آپ پر اللہ کی برکتیں ہوں اے ابوالقاسم! کیا میں آپ کو قیامت کے دن اہلِ جنت کی مہمانی کے بارے میں خبر نہ دوں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ اُس نے عرض

کیا: زمین ایک روٹی ہو جائے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف دیکھ کر ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارک ظاہر ہو گئیں۔ اُس نے کہا: میں آپ کو (اہلِ جنت کے) سالن کی خبر نہ دوں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ اُس نے عرض کیا: اُن کا سالن بالام اور نون ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا: بیل اور مچھلی جن کے کلیجے کے ٹکڑے میں سے ستر ہزار آدمی کھائیں گے۔

(۱۱۱۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قُرَّةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ تَابَعَنِي عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ لَمْ يَبْقَ عَلَى ظَهْرِهَا يَهُودِيٌّ إِلَّا أَسْلَمَ.

(۷۰۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہود میں سے دس (عالم) میری اتباع کر لیتے تو زمین پر کوئی یہودی بھی مسلمان ہوئے بغیر نہ رہتا۔

(۱۱۱۴) حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ إِذْ مَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالُوا مَا رَابَكُمْ إِلَيْهِ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُوهُ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُهُمْ فَسَأَلَهُ عَنِ الرُّوحِ قَالَ فَأَسْكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ قَالَ فَقُمْتُ مَكَانِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ: ﴿وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [الاسراء: ۸۵]

(۷۰۵۹) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک کھیت میں چل رہا تھا اور آپ ایک لکڑی سے سہارا لیتے ہوئے چل رہے تھے کہ آپ کا ایک یہودی جماعت کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: آپ سے رُوح کے بارے میں پوچھو۔ انہوں نے کہا: تمہیں اس بارے میں کیا شبہ ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ تم کو ایسا جواب دیں جو تمہیں ناگوار گزرے۔ انہوں نے کہا: آپ سے پوچھئے۔ ان میں سے کچھ نے کھڑے ہو کر آپ سے روح کے بارے میں سوال کیا۔ پس نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے اور انہیں اس بارے میں کوئی جواب نہ دیا۔ پس (اسی دوران) مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہے۔ پس میں اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾ "آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں روح میرے ربّ کے حکم سے ہے اور تمہیں کم علم عطا کیا گیا ہے۔"

(۱۱۱۵) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَفْصٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ وَمَا

اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا وَ فِیْ حَدِیْثِ عِیْسَی (بْنِ یُوْنُسَ) وَمَا اُوْتُوْا مِنْ رِوَایَةِ ابْنِ خَشْرَمٍ.

(۷۰۶۰) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ کی ایک کھیتی میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ چل رہا تھا۔ باقی حدیث حفص کی حدیث کی طرح ہے۔ البتہ وکیع کی حدیث میں اِلَّا قَلِیْلًا ہے اور عیسیٰ بن یونس رحمہ اللہ کی حدیث میں وَمَا اُوْتُوْا ہے۔

(۱۱۱۶) حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اِدْرِیْسَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ یَرْوِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ نَخْلٍ یَتَوَکَّاُ عَلٰی عَسِیْبٍ ثُمَّ ذَکَرَ نَحْوَ حَدِیْثِهِمْ عَنِ الْاَعْمَشِ وَ قَالَ فِیْ رِوَایَتِهٖ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا.

(۷۰۶۱) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے باغ میں ایک لکڑی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ باقی حدیث اسی طرح ہے البتہ اس میں بھی وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ہے۔

(۱۱۱۷) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ وَاللَّفْظُ لِعَبْدِ اللّٰهِ قَالَا حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ کَانَ لِیْ عَلَی الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَیْنٌ فَاَتَیْتُهٗ اَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِیْ لَنْ اَقْضِیَكَ حَتّٰی تَکْفُرَ بِمُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنِّیْ لَنْ اَکْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَاِنِّیْ لَمَبْعُوْثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ اَقْضِیْكَ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی مَالٍ وَوَلَدٍ قَالَ وَکِیْعٌ کَذَا قَالَ الْاَعْمَشُ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ: ﴿اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا﴾ [مریم:۷۷] اِلٰی قَوْلِهٖ: ﴿وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا﴾.

(۷۰۶۲) حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاص بن وائل پر میرا قرض تھا۔ پس میں اُس کے پاس آیا اور اُس سے قرض کا مطالبہ کیا تو اُس نے مجھ سے کہا: میں ہرگز تمہارا قرض ادا نہیں کروں گا یہاں تک کہ تم محمد (ﷺ) کا انکار کرو۔ تو میں نے اس سے کہا: ہرگز نہیں! میں محمد ﷺ کے ساتھ کفر نہ کروں گا یہاں تک کہ تو مر جائے پھر دوبارہ زندہ کیا جائے۔ اُس نے کہا: میں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا تو تیرا قرض ادا کر دوں گا۔ جب میں مال اور اولاد کی طرف لوٹوں گا۔ وکیع نے کہا: اعمش نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ پس یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ﴾ سے ﴿وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا﴾ ''کیا آپ نے اُس آدمی کو دیکھا ہے جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے ضرور بالضرور مال اور اولاد عطا کی جائے گی۔ کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اُس نے رحمٰن کے پاس سے کوئی وعدہ لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں! عنقریب ہم لکھ لیں گے جو وہ کہتا ہے اور ہم اُس کے لیے عذاب کو طویل کر دیں گے اور ہم اُس کے قول کے وارث ہیں اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا۔''

(۱۱۱۸) وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ کُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِیْثِ وَکِیْعٍ وَ فِیْ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ قَالَ کُنْتُ قَیْنًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ عَمَلًا فَاَتَیْتُهٗ اَتَقَاضَاهُ.

(۷۰۶۳) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ حضرت خباب کہتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہار تھا۔ پس میں عاص بن وائل کے لیے کام کیا کرتا تھا۔ پھر میں اُس کے پاس (اپنی مزدوری کا) تقاضا کرنے کے لیے آیا۔

(۱۱۱۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الزِّيَادِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ فَنَزَلَتْ: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ [الانفال:۳۳، ۳۴] اِلٰى آخِرِ الْآيَةِ۔

(۷۰۶۴) حضرت انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا: اے اللہ! اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے حق ہے (تو ہمارے انکار کی وجہ سے) ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں کی بارش فرمایا کوئی دردناک عذاب لے آ تو آیت مبارکہ: ﴿وَمَا كَانَ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ﴾ نازل ہوئی کہ جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ انہیں عذاب نہ دے گا اور نہ ہی اللہ انہیں عذاب دینے والا ہے اس حال میں کہ وہ بخشش مانگتے ہوں اور کیا وجہ ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔

(۱۱۲۰) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى الْقَيْسِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ حَدَّثَنِىْ نُعَيْمُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اَوْ لَاُعَفِّرَنَّ وَجْهَهٗ فِى التُّرَابِ قَالَ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ يُصَلِّىْ زَعَمَ لِيَطَاَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ قَالَ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكِصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ يَتَّقِىْ بِيَدَيْهِ قَالَ فَقِيْلَ لَهٗ مَا لَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِىْ وَ بَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِّنْ نَارٍ وَ هَوْلًا وَّاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ دَنَا مِنِّىْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَا نَدْرِىْ فِىْ حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوْ شَىْءٌ بَلَغَهٗ: ﴿كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى اَرَاَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى اَرَاَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى﴾ يَعْنِىْ اَبَا جَهْلٍ ﴿اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ كَلَّا لَا تُطِعْهُ﴾ [العلق:۶-۱۹] زَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فِىْ حَدِيْثِهٖ قَالَ وَاَمَرَهٗ بِمَا اَمَرَهٗ بِهٖ وَ زَادَ ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ يَعْنِىْ قَوْمَهٗ.

(۷۰۶۵) حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا: کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں؟ اُسے کہا گیا: ہاں۔ تو اُس نے کہا: لات اور عزیٰ کی قسم اگر میں نے انہیں ایسا کرتے دیکھا تو اُن کی گردن (معاذ اللہ) روندوں گا یا اُن کا چہرہ مٹی میں ملاؤں گا۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ نماز ادا کر رہے تھے۔ اِس ارادہ سے کہ وہ آپ کی گردن کو روندے جب وہ آپ کے قریب ہونے لگا تو اچانک اپنی ایڑیوں پر واپس لوٹ آیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے کسی چیز سے بچ رہا تھا۔ پس اُسے کہا گیا: تجھے کیا ہوا؟ تو اُس نے کہا: میرے اور ان کے درمیان آگ کی خندق تھی، ہول اور بازو تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: اگر وہ مجھ سے قریب ہوتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو نوچ ڈالتے۔ پس اللہ ربّ العزت نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ راوی کہتا ہے ہم نہیں جانتے کہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یا ہمیں کسی اور طریقہ سے پہنچی ہے۔ آیات: ﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ﴾ ''ہرگز نہیں! بے شک انسان البتہ سرکشی کرتا ہے (کیونکہ) اُس نے اپنے آپ کو مستغنی سمجھ لیا ہے۔ بے شک تیرے پروردگار کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ کیا آپ نے اُس کو دیکھا ہے جو (ہمارے) بندے کو روکتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا خیال ہے کہ اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیتا (تو یہ اچھا نہ تھا) کیا خیال ہے اگر وہ جھٹلائے اور پیٹھ پھیرے (ابوجہل تو پھر کیسے گرفت سے بچ سکتا ہے) کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے۔ ہرگز نہیں! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً اُسے پیشانی کے بالوں سے پکڑ بلائیں گے۔ ہرگز نہیں! آپ اس کی اطاعت نہ کریں'' اور عبیداللہ نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اور اسے وہ ہی حکم دیا جس کا انہیں حکم دیا ہے اور ابن عبدالاعلیٰ نے اپنی حدیث میں ﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ﴾ کا معنی بھی درج کیا کہ وہ اپنی قوم کو پکارے۔

(۱۱۲۱) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ جُلُوْسًا وَهُوَ مُضْطَجِعٌ بَيْنَنَا فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ قَاصًّا عِنْدَ أَبْوَابِ كِنْدَةَ يَقُصُّ وَ يَزْعُمُ أَنَّ آيَةَ الدُّخَانِ تَجِيْءُ فَتَأْخُذُ بِأَنْفَاسِ الْكُفَّارِ وَ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ جَلَسَ وَهُوَ غَضْبَانُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِمَا يَعْلَمُ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ فَإِنَّهُ أَعْلَمُ لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللّٰهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ [ص: ٨٦] إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ سَبْعٌ كَسَبْعِ يُوْسُفَ قَالَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجُوْعِ وَ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ أَحَدُهُمْ فَيَرَى كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَأَتَاهُ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ جِئْتَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ [الدخان: ١٠، ١١] إِلَى قَوْلِهِ ﴿إِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ قَالَ أَفَيُكْشَفُ عَذَابُ الْآخِرَةِ: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾ [الدخان: ١٦] فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدْ مَضَتْ آيَةُ الدُّخَانِ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَ آيَةُ الرُّوْمِ.

(۷۰۶۶) حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمارے درمیان لیٹے ہوئے تھے کہ اُن کے پاس ایک آدمی نے آکر عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! کندہ کے دروازوں کے پاس ایک قصہ گو بیان کر رہا ہے اور گمان کرتا ہے کہ قرآن میں جو دھوئیں کی آیت ہے وہ دھواں آنے والا ہے۔ پس وہ (دھواں) کفار کے سانسوں کو روک لے گا اور مؤمنین کے ساتھ صرف زکام کی کیفیت پیش آئے گی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ غصہ سے اُٹھ بیٹھے پھر فرمایا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ تم میں سے جو کوئی بات جانتا ہو تو وہ اپنے علم کے مطابق ہی بیان کرے اور جو بات نہیں جانتا تو کہے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ تم میں

سب سے بڑا عالم وہی ہے جو جس بات کو نہ جانتا ہو اُس کے بارے میں کہے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پس بے شک اللہ ربّ العزت نے اپنے نبی مکرم ﷺ سے فرمایا: آپ فرما دیں میں تم سے اس بات پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں سے بعضوں کی روگردانی دیکھی تو فرمایا: اللہ نے اُن پر سات سالہ قحط نازل فرمایا جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سات سالہ قحط نازل ہوا تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: پس ان پر ایک سالہ قحط آیا جس نے ہر چیز کو ملیامیٹ کر دیا۔ یہاں تک کہ بھوک کی وجہ سے چمڑے اور مُردار کھاتے اور ان میں سے جو کوئی آسمان کی طرف نظر کرتا تھا تو دھوئیں کی سی کیفیت دیکھتا تھا۔ پس آپ کے پاس ابوسفیان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے محمد! (ﷺ) بے شک آپ اللہ کی اطاعت کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دینے کے لیے تشریف لائے ہیں اور بے شک آپ کی قوم و برادری تحقیق ہلاک ہو چکی۔ آپ اللہ سے اُن کے لیے دُعا مانگیں۔ اللہ ربّ العزت نے فرمایا: آپ انتظار کریں اُس دن کا جس دن کھلم کھلا دھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے (سے) بے شک تم لوٹنے والے ہو (تک) نازل فرمائیں۔ تو انہوں نے کہا: کیا آخرت کا عذاب دور کیا جا سکتا ہے؟ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: جس دن ہم پکڑیں گے بڑی گرفت کے ساتھ۔ بے شک ہم بدلہ لینے والے ہوں گے۔ پس اس پکڑ سے مراد بعد کے دن کی پکڑ ہے اور دھوئیں اور لزام (یعنی بدر کے دن کی گرفت وقتل) اور روم کی علامات کی نشانیاں گزر چکی ہیں۔

(۱۱۳۲) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَا اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ جَاءَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ فَقَالَ تَرَكْتُ فِى الْمَسْجِدِ رَجُلًا يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهٖ يُفَسِّرُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (يَوْمَ تَاْتِى السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ) قَالَ يَأْتِى النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دُخَانٌ فَيَاْخُذُ بِاَنْفَاسِهِمْ حَتّٰى يَاْخُذَهُمْ مِنْهُ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ عَلِمَ عِلْمًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ اَنْ يَّقُوْلَ لِمَا لَا عِلْمَ لَهٗ بِهِ اللّٰهُ اَعْلَمُ اِنَّمَا كَانَ هٰذَا اَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَتْ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِىْ يُوْسُفَ فَاَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَ حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ فَاَتَى النَّبِىَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ لِمُضَرَ فَاِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا فَقَالَ لِمُضَرَ اِنَّكَ لَجَرِىْءٌ قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ لَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ [الدخان:۱۵] قَالَ فَمُطِرُوْا فَلَمَّا اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ قَالَ عَادُوْا اِلٰى مَا كَانُوْا عَلَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِى السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [الدخان:۱۰۔۱۲] ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾ [الدخان:۱۶] قَالَ يَعْنِىْ يَوْمَ بَدْرٍ.

(۷۰۶۷) حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی نے آکر عرض کیا: میں مسجد میں ایک ایسے آدمی کو چھوڑ آیا ہوں جو اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتا ہے۔ وہ اس آیت: ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ﴾ کہ جس دن آسمان پر واضح

دھواں ظاہر ہوگا کی تفسیر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قیامت کے دن دھواں لوگوں کے سانسوں کو بند کر دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی زکام کی سی کیفیت ہو جائے گی۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی کسی بات کا علم رکھتا ہو تو وہ وہی بات کہے اور جو نہ جانتا ہو تو چاہیے کہ وہ کہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پس بے شک آدمی کی عقلمندی یہ ہے کہ وہ جس بات کا علم نہ رکھتا ہو اُس کے بارے میں کہے: اللہ اعلم۔ ان قریشیوں نے جب نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی تو آپ نے ان کے خلاف قحط پڑنے کی دُعا کی جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں پر قحط اور مصیبت وتنگی آئی تھی۔ یہاں تک کہ جب کوئی آدمی آسمان کی طرف نظر کرتا تو اپنے اور آسمان کے درمیان اپنی مصیبت کی وجہ سے دھواں دیکھتا تھا اور یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں کو کھایا۔ پس ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مضر (قبیلہ) کیلئے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ پس بے شک وہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے مضر کے لیے بڑی جرأت کی ہے۔ پھر آپ نے اللہ سے اُن کے لیے دُعا مانگی تو اللہ رب العزت نے ﴿اِنَّا کَاشِفُوا الْعَذَابِ﴾ ہم چند دنوں کے لیے عذاب روکنے والے ہیں (لیکن) تم پھر وہی کام سرانجام دو گے۔ کہتے ہیں پس ان پر بارش برسائی گئی۔ پس جب وہ خوشحال ہو گئے تو پھر وہ اسی (بدعقیدگی) کی طرف لوٹ گئے جس پر پہلے سے قائم تھے تو اللہ رب العزت نے یہ آیات: ﴿فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی﴾ نازل کی۔ (ترجمہ گزر چکا ہے) (پکڑ بدر کے دن ہوئی)۔

(۱۱۲۳) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَیْنَ الدُّخَانُ وَاللِّزَامُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ.

(۷۰۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جو کہ گزر چکی ہیں: دُھواں، لزام (قید وبند)، (غلبہ) روم بطشہ (جنگ بدر) اور (شق) قمر۔

(۱۱۲۴) حَدَّثَنِیْهِ اَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

(۷۰۶۹) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۱۱۲۵) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِیِّ عَنْ یَحْیَی بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ فِیْ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ﴾ [السجدة:۲۱] قَالَ مَصَائِبُ الدُّنْیَا وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ اَوِ الدُّخَانُ شُعْبَةُ الشَّاکُّ فِی الْبَطْشَةِ اَوِ الدُّخَانِ.

(۷۰۷۰) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ عزوجل کے قول: ﴿وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ﴾ "ہم ضرور بالضرور بڑے عذاب سے پہلے انہیں چھوٹے عذاب دیں گے" کے بارے میں روایت ہے کہ اس سے مراد دنیا کی مصیبتیں (غلبہ) روم، بطشہ (غزوۂ بدر) یا دھواں ہے اور شعبہ کو بطشہ یا دخان میں شک ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھبیس حدیثیں ہیں۔

ان میں قیامت اور جنت وجہنم کا ذکر ہے۔ طبع شدہ مسلم کے حاشیہ میں اس کا عنوان باب صفۃ القیامۃ ...... ہے جب کہ اس کے تحت آخرت کے متفرق احوال مذکور ہیں اس لئے اس کا عنوان کتاب صفۃ القیام زیادہ صواب اور برمحل ہے۔ جبکہ بعض شراح نے باب انشاق القمر سے پہلے چھوٹے چھوٹے اور عنوانوں سے بھی باب باندھے ہیں لیکن اس میں تکلف ہے اسی عنوان کے ساتھ ادنی ملابست اور مناسبت کی وجہ سے متفرق امور جمع ہیں۔ لیکن اصالۃً ! ذکر وثبوت قیامت کا ہے اس لئے بندہ نے بیان انشاق القمر تک کی جملہ احادیث کو اسی ایک عنوان کے تحت لیا ہے اور یہی ترتیب طبع شدہ مسلم کے عنوانات کی ہے۔ اگر چہ یہ منصوص نہیں محتمل ہے ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ سب کی اس عنوان سے صراحۃً مناسبت ذکر ہونی چاہئے اور ہے بھی۔

حدیث اوّل: حدثنا ابو بکر بن اسحاق حدثنا یحیی بن بکیر . یہ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیرؒ ہے دادا کی طرف منسوب ہے اس لئے یحییٰ بن بکیرؒ مذکور ہے۔ احمد ابن حنبلؒ، خلیلیؒ اور ابن قانعؒ نے اسے ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں اس کا ذکر کیا ہے ابو حاتمؒ کہتے ہیں اس کی حدیثیں لکھی جاسکتی ہیں لیکن قابل احتجاج واستدلال نہیں۔ نسائیؒ نے ضعیف کہا ہے ابن عدیؒ کہتے ہیں یہ یحییٰ لیث بن سعدؒ کے پڑوسی تھے اور عند الناس مکمل با اعتماد تھے۔ لیثؒ کہتے ہیں اس کے پاس اتنا کچھ تھا جو دیگر محدثین کے پاس نہ تھا۔ شیخینؒ اور ابن ماجہؒ نے ان سے روایات لی ہیں۔ یحییٰ بن بکیرؒ کی وفات ۲۳۱ھ میں ہے۔ الرجل العظیم السمین. موٹا تازہ ہٹا کٹا۔ ابن مردویہ کی روایت میں ہے۔ الطویل الا کول الشروب. لمبا تڑنگا پیٹو فربہ کیا ہوا۔ زیادہ پینے والا اکول اُکل سے شروب شرب سے ہے۔ لا یزن عنداللہ جناح بعوضۃ .غلط اعتقادی اور بدعملی کی وجہ سے عزت ومرتبہ کے لحاظ سے کچھ بھی نہ ہو گا۔ حمار اسفل سافلین . میں ہوگا اس کا شمار۔ اقرأوا ہوسکتا ہے یہ جملہ بھی مرفوع اور متن حدیث میں شامل ہو۔ یہ احتمال بھی ہے کہ یہ جملہ صحابی رسول نے کہا ہو۔ وزن اس لئے ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جسموں اور شکلوں کو نہیں بلکہ دل اور اعمال دیکھتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِ کُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ. (مسلم ج ۲ ص ۳۱۷)

حدیث ثانی: جاء حبر. ای عالم من علماء الیھود. یہودی عالم آیا۔ علی اصبع. نوویؒ کہتے ہیں کہ یہ احادیث صفات باری تعالیٰ میں سے ہیں۔ جس کی تفصیل ابواب القدر، باب تصریف اللہ تعالیٰ القلوب کیف شاء۔ اور متشابہات میں گذر چکی ہے۔ ان کے بارے میں دو مشہور مذہب ہیں (۱) تاویل (۲) توقف وامساک۔ مگر اس کی حقیقت کو اللہ کے سپرد کرنا اور ظاہر پر اعتقاد رکھنا۔ پھر تاویل کی صورت میں!

اولاً: اسکا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کی قدرت وقبضہ میں ہے اور اپنے قبضہ قدرت کو انگلی سے بیان کرنا ہمارے ہاں بھی رائج ہے مثلاً یہ تو ایک انگلی سے اٹھا لونگا یعنی اس پر مجھے قدرت حاصل ہے کوئی دقت ومشقت نہیں۔ یہ تو ایک ہاتھ کی مار ہے۔ اس قسم کی مثالوں سے اپنی قوت اور کام کی خفت اور قلت وسہولت کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ عرب کہتے ہیں۔ با صبعی اقتل زیدا. زید کو تو ایک انگلی سے ماردوں۔

ثانیا: دوسری بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ اس سے مخلوقات کی انگلیاں مراد ہوں۔ انگلی۔ اگر چہ گوشت پوست والا ہاتھ محال ہے۔

ثالثا: تیسرے ابن فورکؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک انگلی پیدا فرمادیں پھر جو انگلی سے اٹھے وہ اللہ تعالیٰ اٹھائیں۔
رابعا: اس سے قدرت وقوت اور بادشاہی بھی مراد ہوسکتی ہے۔ کذا فی فتح الباری۔ محتاط ترین راہ یہ ہے کہ اس کی کھود کرید میں نہ پڑیں یقین کریں۔ **فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم** ۔ اس کی بات وانداز پر متعجب ہوئے اور ہنسے، جبکہ خطابیؒ کا کہنا ہے کہ یہ ہنسنا انکار واستہزاء کے طور پر تھا لیکن یہ درست نہیں بلکہ آپ ﷺ کا ہنسنا حیرت وتعجب کی وجہ سے تھا، کیونکہ **تعجبًا ...... تصديقا له** صاف لفظ ہیں جن کا مفہوم انکار سے کسی بھی صورت نہیں لیا جاسکتا۔ پھر آپؐ نے آیت کریمہ (زمر ۶۷) تلاوت فرمائی جس میں اسی کی تائید ہے۔ خطابیؒ نے اس کو رد کرنے کیلئے یہ کہا ہے کہ **تصديقا له** یہ راویوں نے اپنے فہم سے کہا ہے لیکن اس کی یہ بات سیاق وسباق اور قرین قیاس سے بہت بعید ہے کیونکہ آیت کا پڑھنا تصدیق کیلئے تھا اور خطابیؒ نے یہ اس لئے کہا کہ وہ تشبیہ اور اعضاء کی نفی میں مبالغہ کرتا ہے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اعضاء وجوارح ثابت نہیں یہ ایک ایسی صفت ہے جو مخلوقات میں سے کسی کے مشابہ نہیں ہاں لفظ ایک جیسے ہیں اصبع بندے کیلئے اور اصبع ہی رب کیلئے شِیر (یائے مجہول کے ساتھ) اور شیر (یائے معروف کے ساتھ) ایک جیسے ہیں مگر ان کے معنی میں بہت فرق ہے۔ اس لئے صحیح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ضحک تعجب وتصدیق کیلئے تھا۔

حدیث ثالث: حتى بدت نواجذه ۔ ناجذۃ کی جمع ہے۔ انیاب کے معنی میں ہے ثنایا کے بعد اوپر نیچے ایک ایک دانت۔

حدیث ثامن: يقبض اصابعه و يبسطها ۔ یعنی آنحضرت ﷺ سمجھانے کیلئے اپنی انگلیاں کھول اور بند کر رہے تھے اور معلوم یہی ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ بھی حدیث بیان کرتے وقت ایسے ہی کر رہے تھے جس کو راوی عبید اللہ بن مقسم نے **اَنَّهٗ نَظَرَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ كَيْفَ يَحْكِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** میں بیان کیا نظر کا لفظ بڑھانے کا مطلب یہی ہے کیونکہ حدیث سن تو رہے تھے مزید یہ لفظ اس لئے فرمایا کہ ابن عمرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہاتھ کھول اور بند کر کے دکھائے۔ **اَلْمِنْبَرُ يَتَحَرَّكُ مِنْ اَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ** ۔ یعنی منبر اوپر نیچے ہل رہا تھا کیونکہ پائے جب ہلیں گے تو پورا منبر ہلنے لگے گا۔

منبر کیوں ہلا؟ (۱) آنحضرت ﷺ جب اشارہ فرما رہے تھے تو اس کے ساتھ جسم بھی حرکت کر رہا ہو جسم کے ہلنے سے منبر بھی ہلنے لگا (۲) منبر اس بات کے سننے اور اس کی ہیبت ودہشت سے ہلنے لگا جیسے استوانہ حنانہ کے رونے کا قصہ ہے۔ **و الثاني ابلغ** ۔ نوویؒ۔

حدیث عاشر: اس متن کے بعد حدیث سریجؒ کے بعد حاشیہ میں یہ عبارت ہے جس کو تکملہ میں مستقل حدیث شمار کر کے نمبر دیکر نقل کیا گیا ہے۔ **حدثنا الجلودي حدثنا ابراهيم (ابو اسحاق) صاحب مسلم نا البسطامي وهو الحسين عيسى و سهل بن عمار و ابراهيم بن بنت حفص و غيرهم عن حجاج بهذا الحديث** ۔ جلودی یہ ابو اسحاقؒ کے شاگرد ہیں۔
اس حدیث میں تخلیق کائنات کی ابتداء کا ذکر ہے جیسے پہلی احادیث میں پوری کائنات کے فنا کا ذکر تھا ابتداء کا تذکرہ ہے تاکہ درمیان میں سنبھل کر زندگی بسر کریں۔ **وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ** ۔ ای الألم آلام وتکالیف اور مشقتیں۔ نسائی کی روایت سے ثابت کی کتاب میں ہے۔ **و خلق التقن يوم الثلثاء** ۔ منگل کے دن تقن کو پیدا کیا۔ تقن کیا ہے؟ **قال ثابت : والتقن ما يقوم به**

المعاش و یصلح به التدبیر کالحدید و غیرہ . من جوھر الا رض . ثابت کہتے ہیں تقن نام ہے ان دھاتوں، اجناس اور اشیاء کا جن سے ذریعہ معاش حاصل ہو اور تدبیر منزل (زندگی کی گاڑی) چل سکے جیسے لوہا اور دیگر زمینی چیزیں۔ اسی لفظ تقن سے اتقان الشئی و احکامه۔ چیزوں کا اعتماد واستحکام اور قوام مستعمل ہے۔ آمدیم بسوئے مطلب۔

سوال! اب سوال یہ ہے کہ حدیث باب میں ہے منگل کے روز مصائب و آلام اور تکلیفوں کو پیدا کیا اور کتاب ثابت روایت نسائی میں ہے کہ منگل کے دن تقن (یعنی اشیاء ضرورت) کو پیدا کیا یہ تعارض ہوا۔

جواب! نوویؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ان میں تعارض اس وقت ہوتا جب ایک کی تخلیق اور دوسرے کی نفی ہوتی حالانکہ متن حدیث میں ایسا نہیں تو کوئی تعارض نہیں اور حدیث کا مطلب بالکل واضح ہے کہ منگل کے دن مکروہ کو پیدا کیا جیسے حدیث باب میں ذکر ہے اور اسی دن تقن کو پیدا کیا جیسے کتاب ثابت عن روایت النسائی میں ہے تو ایک دن میں دونوں کو پیدا کیا جنہیں الگ دو حدیثوں میں ذکر کیا گیا۔ اس لئے دونوں حدیثیں واضح المفہوم غیر متعارض ہیں۔ خلق النور یوم الاربعاء.

نور کی تعریف: نور جسم ہے یا عرض۔ علامہ ابی کہتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ نور ایک جسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بدھ کے دن پیدا کیا اور اگر یہ کہیں کہ نور جسم نہیں بلکہ عرض لاحق بالغیر ہے متحیز بنفسہ اور قائم بذاتہ نہیں۔ تو پھر پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس جسم کو پیدا کیا جس کے ساتھ نور قائم ہے یعنی اس جسم میں نور کو پیدا کیا۔ یہاں بھی کتاب ثابت میں النور کی بجائے النون (حوت، مچھلی) کا ذکر ہے۔ بعض مسلم کے راویوں نے یہ بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ یہ بھی تعارض ہوا؟

جواب! اس کا جواب بھی نوویؒ نے یہی دیا ہے کہ ایک دن میں نور ونون دونوں پیدا فرمائے اور قاضیؒ نے نور کی بجائے الجور نقل کیا ہے۔ کہ سمندروں کی تخلیق بھی اسی دن ہوئی۔ واللہ اعلم۔

حدیث ثانی عشر: اب دوبارہ قیامت کے دن اٹھنے کی طرف لے جا رہے ہیں پہلے آخرت کی گرفت کا ذکر ہوا پھر ابتدائی خلقت و سرشت کا ذکر ہوا اب قبروں سے اٹھنے اور میدان حشر میں جمع ہونے کا ذکر ہو رہا ہے۔ ارض بیضاء عقراء . سفید سرخی مائل زمین۔ جہنم کی آگ کی شدت نے اسے لال کر دیا ہوگا۔ عیاضؒ، خطابیؒ کہتے ہیں عُفر بالکل سفید چٹیل میدان۔ کقرصة النقی . قرصہ روٹی، چپاتی۔ نقی بروزن ولی وہ آٹا جو کھوٹ اور چھان (غش ونخال) دونوں کی ملاوٹ سے پاک اور خالص ہو۔ میدہ۔ میدے کی روٹی۔ اس سے زمین کو تشبیہ دینے میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح روٹی آگ پر پک کر لال ہو جاتی ہے اسی طرح زمین بالکل سیدھی اور تپش کے اثر سے سرخ ہوگی۔ لیس فیھا علم لا حد. اس وقت اس میں کسی کیلئے کسی قسم کا نشان نہ ہوگا۔ عمارت نہ ستون برج نہ راستوں پر نصب شدہ علامات ونصوب، پہاڑ نہ نشانی کیلئے رکھے گئے پتھر بس صفا بالکل سفید اور سیدھی ہوگی۔

ابن ابی جمرہؒ کا استدلال: ابن ابی جمرہ کہتے ہیں اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) وہ اس زمین سے کئی گنا بڑی ہوگی تب ہی تو ساری مخلوقات بیک وقت ایک ہی سطح پر قائم ہوگی۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ وہ انصاف کا دن ہوگا جس میں سچ اور حق واضح ہو جائے گا اور کذب و بہتان کی قلعی کھل جائے گی۔ جب دن انصاف کا اور فیصلے کرنے والی ذات خود باری تعالیٰ تو زمین بھی

ایسی ہو جس پر معصیت کا ارتکاب اور نافرمانی کا اکتساب نہ ہوا ہو اس لئے وہ زمین کشادہ اور موجودہ زمین کے علاوہ ہوگی۔ اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنی رفعت وشان کے مطابق تجلّی ساق فرمائیں گے جس کیلئے ایسی صفات والی زمین ہونی چاہئے یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ (قلم ۴۲) یہ دلیل بھی کہ اس دن فیصلہ صرف اور صرف اکیلے اللہ کا تو زمین ومحل بھی خالص اسی کا پیدا کردہ اسی کیلئے ہو جس پر معصیت سرزد نہ ہوئی ہو۔

قیامت کے دن زمین یہی ہوگی یا دوسری؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ (۱) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ وہ زمین اس موجودہ زمین کے سوا دوسری ہوگی۔

دلیل: یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (ابراہیم ۴۸) جس دن زمین بدل دی جائے گی اس کے علاوہ آسمان اور وہ سب اس قہار و یکتا ذات کے سامنے ہونگے۔ (۲) دوسرے بعض حضرات کہتے ہیں کہ زمین یہی ہوگی اور صفت وطوالت میں بڑھ جائے گی۔ اور چمڑے (یا روٹی) کی طرح کھینچ کر بڑھا دی جائے گی۔ ان کا استدلال بھی اسی آیت اور دیگر روایات سے ہے کہ تبدیلی سے مراد ذات میں تبدیلی نہیں بلکہ صفت میں ہے۔ پہلی بات زیادہ قوی ہے۔

دلیل (۱) آیت مذکورہ (۲) مصنف عبدالرزاق میں عن عبد اللہ بن مسعود ؓ انہ قال تبدّل الارض کأنہا فضۃ لم یسفك فیہا دم حرام ولم یعمل علیہا خطیئۃ ابن مسعود ؓ سے ہے کہ فرمایا زمین بدل دی جائے گی ایسی چاندی کی طرح کہ اس پر کسی کا ناحق خون بہا نہ کوئی برائی ہوئی۔ (۳) طبری عن انس مرفوعا یبدلہا اللہ بأرض من فضۃ لم یعمل علیہا الخطایا۔ انس ؓ سے مرفوع روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس (موجودہ زمین) کو ایسی چاندی جیسی زمین میں بدلیں گے جس پر کوئی خطا نہ ہوئی ہوگی۔ اگلی حدیث میں یوم تبدّل الارض کی تفسیر اور سوال وجواب سے بھی اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔ (والتفصیل فی فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۷۵، ۴۷۶)

حدیث ثالث عشر: علی الصراط. اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ زمین بدل دی جائے گی۔ اس دوران لوگ پل صراط پر ہونگے۔ مسند احمد میں اسی سوال کا جواب ان الفاظ میں ہے۔ فاین الخلق یومئذٍ؟ قال ہم اضیاف اللہ لن یعجزہم مالدیہ. جب زمین تبدیل ہوگی تو خلقت کہاں ہوگی۔ جواب میں فرمایا وہ اللہ کے مہمان ہیں اس کی نعمتیں ان کے لئے کم نہ ہونگی یا ظل عرش میں ہونگے۔

خلاصہ! اس بحث کا نچوڑ یہ ہے کہ احوال آخرت کی حقیقت ناقص عقل سے ادراک نہیں کی جاسکتی اس لئے سلامتی اسی میں ہے کہ جو کچھ جس طرح اور جتنا نصوص صحیحہ صریحہ میں آیا ہے اس کو مانیں اور غور وخوض سے پرہیز کریں۔ آسن قبراں تے لکسن خبراں۔ یہ آخرت کا معاملہ ہے جس کی کنہ اور حقیقت اللہ کے علم کلی ودائمی میں ہے۔

حدیث رابع عشر: اس میں آخرت اور قیامت کے حالات میں سے اہل جنت کی ضیافت اور مہمانی کا ذکر ہے۔ تکون الارض. اس سے یہاں دنیا کی زمین مراد ہے۔ خبزۃ واحدۃ. ایک روٹی۔ خطابیؒ کہتے ہیں خبزۃ کا معنیٰ ہے۔ طلمۃ بضم الطاء

المھملة بھوبھل میں پکائی ہوئی روٹی، موٹی روٹی۔ (قاموس الوحید) روٹی پکانے کی پتھر کی سِل۔ طلمة کی جمع طُلَم بحذف التاء آتی ہے۔ اورلوگ اسے مَلّة بفتح المیم کہتے ہیں۔ قال الخطابی ؛ الخبزة الطُلمة وھو عجین یوضع فی الحفرة بعد ایقاد النار فیھا. والناس یسمّونھا المَلّة و انما الملة الحفرة نفسھا .ملة درحقیقت اس گڑھے کا نام ہے۔ یَکْفَؤُھا الجبار بیده. (ازفتح) یعنی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف پلٹیں گے۔ جس طرح سفر میں باہم مل کر ایک بڑی (موٹی چوڑی) روٹی پکا لیتے ہیں۔ کیونکہ سفر میں عموماً باریک آٹا مہیا نہیں ہوتا جب کہ سفر بھی جنگلات کا ہو۔ ای یملھا من ید الی ید حتی تجتمع و تستوی لا نھا لیست منبسطة کالرقاقة و نحوھا (نوویؒ) یہ تفصیل اس وقت ہے جب فی السفر کو سین اور فاء کے فتح کے ساتھ سَفَر پڑھیں جیسے تم میں کوئی ایک سفر میں اپنی روٹی کو الٹ پلٹ کرتا ہے۔ اور بعض روایات میں فی السُفر سین اور فاء کے ضمہ کے ساتھ بھی ہے یہ سفرة کی جمع ہے بمعنی دسترخوان۔ اور سُفرة اس کھانے کو کہتے ہیں جو مسافر کیلئے تیار کیا اور سفر میں ساتھ لے جایا جائے۔ دراصل یہ طعام السفر تھا اس سے سفرة کہا چمڑے کا ٹکڑا جو کھانے کیلئے بچھایا جائے۔ اب معنی ہوگا جیسے تم میں سے کوئی ایک دسترخوان پر روٹی کو الٹ پلٹ (اور آگے پیچھے) کرتا ہے نُزُلاً لِاَھْلِ الْجَنَّةِ. نزلا بضم النون والزاء ویقال بسکون الزاء. مہمان ولشکر کیلئے ماحضر۔ کھانے سے پہلے مہمان کو جوخستہ چیز پیش کی جائے اسے نُزل کہتے ہیں۔ اور یہ بھی اہل جنت کے سامنے جنت میں پہنچنے اور جنتی کھانوں سے پہلے پیش کی جارہی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ نزلا من غفور رحیم. (حم السجدة ۳۲) مہمانی بخشنے والے مہربان کی۔

اس حدیث کی تشریح میں علماء کا اختلاف ہے۔ (۱) اکثر اہل علم اسی طرف گئے ہیں کہ یہ اپنے ظاہر وحقیقت پر محمول ہے کہ زمین روٹی میں بدل جائے گی اور میدان محشر میں ٹھہرے ہوئے لوگ حساب سے پہلے کھائیں گے جن کیلئے جنت کا فیصلہ ہونیوالا ہوگا۔ کیونکہ ان کے حق میں جنتی ہونے کا فیصلہ ہونا ہے اس لئے نُزُلا لاھل الجنة کہہ دیا کہ فیصلے کے بعد یہ جنت میں جانے والے جنتی ہیں۔ (۲) یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میدان میں اس سے کھائیں پھر جنت میں روٹی پیش کی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کیلئے اس میں کوئی مشکل نہیں۔ وھو علی کل شیء قدیر. (۳) بعض علماء نے اسے مجاز پر محمول کیا ہے۔ مثلاً بیضاویؒ کہتے ہیں ھذا الحدیث مشکل جدّا لا من جھة انکار صنع اللہ وقدرته علی ما یشاء لعدم التوقیف علی قلب جرم الارض من الطبع الذی علیه الی طبع المطعوم و المأ کول مع ما ثبت فی الا ثار انّ ھذه الارض تصیر یوم القیامة نارا و تنضمّ الی جھنم (تکملہ) قاضی بیضاویؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بہت مشکل ہے اس اعتبار سے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید ہے یا اسکا انکار کیا جائے بلکہ بوجہ موقوف نہ ہونے زمین کے طبعی مادے مأ کول کو مطعوم کی طرف تبدیل کرنے کے باوجود اس کے کہ آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ زمین قیامت کے دن آگ ہی ہو جائے گی اور جہنم سے ملادی جائے گی۔ ان کی بات کا حاصل یہ ہے کہ زمین کو اپنی طبعیت سے بدلنا اور جہنم کا حصہ ہونا مانع ہے اس کے روٹی ہونے اور حدیث کو اپنے ظاہر پر محمول کرنے سے اس لئے تشبیہ وتمثیل مراد ہو۔ اسی کے قریب کی گفتگو مرقاة المفاتیح ج ۱ ص ۲۴۸ میں ملاعلی قاریؒ نے تورپشتیؒ کے کلام سے بھی نقل کی ہے۔

جس میں زمین کے ساتھ دو اعتبار سے تشبیہ ہے۔
(۱) ہیئت وشکل (گول وسفید ہونے) میں زمین کے مشابہ ہوگی (۲) اس روٹی کی مقدار میں چھوٹی نہ ہوگی۔ بلکہ جس طرح زمین پر سارے انسان بآسانی بس رہے ہیں اسی طرح اس میں بھی تمام اہل جنت اطمینان سے کھائیں گے۔ علامہ طیبیؒ شارح مشکوٰۃؒ نے بھی تورپشتی کے کلام پر بہت کچھ لے دے کی ہے آخر کار انہوں نے بھی تشبیہ وتمثیل کے قول کی تائید کی ہے جیسا کہ بیضاوی وتورپشتی کا کہنا ہے۔ جبکہ ابن حجرؒ نے پہلے قول کی تائید کی ہے کہ حقیقت پر محمول کرنا اولی واثبت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں۔ شیخ الاسلام مدظلہ کے صنیع سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی حقیقت پر محمول کرنا اصح ہے اور یہی قرین قیاس ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ پہلا قول راجح ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ ابن حجرؒ نے بیضاویؒ کی دلیل کا جواب نہیں دیا۔ واللہ اعلم۔
فائدہ! اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جنتی افراد کو بھوک کا عذاب نہ ہوگا جیسے جہنمیوں کو بھوک و پیاس کا عذاب ہوگا اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنَا مِنْهَا وَارْزُقْنَا الْجَنَّةَ وَنَعِيْمَهَا. ثم ضحك تعجّبا!۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی کلام کی تصدیق ہے کہ ایک یہودی بھی آپ ﷺ کی سچائی اور حقانیت کا مُقِرّ ہوا۔ ادامهم با لام والنون. ...... قال ثور و نون بیل اور مچھلی۔ نون کا معنیٰ تو مچھلی مشہور ہے۔ بالام کے معنیٰ میں اختلاف ہے۔ محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے اور عبرانی زبان میں اس کا معنیٰ بیل ہے بقرۃ کا مذکر جس کو عربی میں ثور کہتے ہیں۔ نوویؒ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ لفظ عربی کا نہیں تھا ورنہ صحابہ سمجھ جاتے وہ یہودی کیونکہ عبرانی جانتا تھا اس لئے اس نے اس کی تشریح عربی الفاظ ثور ونون سے کی۔ نون اس نے دوبارہ کہہ دیا اس لئے کہ یہ تو عربی ہے مقصود دوسرا لفظ بالام کا مطلب تھا اس لئے نون کیلئے دوبارہ سوال نہیں کیا۔ لفظ کا بدلنا لغت کے بدلنے کی دلیل ہے۔ جب کہ خطابیؒ ودیگر بعض علماء نے اس کو عربی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جو تکلف سے خالی نہیں۔ یأکل من زائدۃ کبدها سبعون الفا. قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ زائد کبد سے مراد وہ قطعہ ہے جو جگر کے ساتھ لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ اور بہت عمدہ اور لذیذ ہوتا ہے۔ اس لئے سبعون الفا فرمایا جو عمدہ حصہ کھائیں گے اور ہوسکتا ہے یہ وہ ستر ہزار ہونگے جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے تو انہیں عمدہ وطیب مہمانی سے برتری دی گئی۔ یا یوں بھی ہوسکتا ہے اہل جنت کے عدد کثیر میں (بلا تعیین) ستر ہزار صرف اس ٹکڑے سے کھائیں گے اسی طرح تعیین وحصر مراد نہ ہوگی اور مچھلی کے جگر کا قطعہ تو لذیذ ترین مرغوب اور زود ہضم ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا ہے کہ اہل جنت کو سب سے پہلے مچھلی کے جگر کا قطعہ پیش کیا جائے گا۔ عبداللہ بن سلام ﷺ کے جواب میں یہ فرمایا تھا ان اول طعام یأكله اهل الجنة زيادة كبد الحوت. (بخاری ج ۱ ص ۴۶۹ باب خلق آدم وذریتہٗ)
حدیث خامس عشر: لَوْ تَابَعَنِيْ عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ. اس دس سے مراد مخصوص افراد ہیں کہ جو سردار وپیشوا تھے ان کی وجہ سے ان کے قبائل وماتحت سب حلقہ بگوش اسلام ہوجائیں گے۔ ورنہ یہود میں اسلام لانے والوں کی تعداد دس سے زائد ہے۔ لیکن یہ محکومین وماتحت تھے رؤسا میں ایسی تعداد بہت کم تھی۔ مثلاً عبداللہ بن سلام یہ بھی رئیس مشہور تھے۔
دس سرداروں کے نام یہ ہیں: بنونظیر میں ابو یاسر بن اخطب اس کا بھائی حیی بن اخطب، کعب بن اشرف، رافع بن ابی الحقیق۔

یہ مشہور تھے۔ اور بنوقینقاع میں عبد بن حنیف، فنحاس بن عاذوراء، رفاعۃ بن زید تھے۔ اور بنی قریظہ میں زبیر بن باطیا، کعب بن اسد، شمویل بن زید، ان دس میں سے کسی کا بھی اسلام قبول کرنا ثابت نہیں حالانکہ یہ سب یہود کے سردار مانے جاتے تھے۔ یہ ایک احتمال ہے جس کی تائید ابونعیمؒ کی ایک روایت سے ہوتی ہے۔ **لو آمن بی الزبیر بن باطیا و ذروۃ من روساء یهود لا سلموا کلهم** (فتح الباری ج ۷ ص ۲۷۵) از تکملہ المراد عشرۃ من احبارھم۔ نوویؒ کہتے ہیں کہ اس سے ان کے دس علماء مراد ہیں کہ عوام انہیں کی مطیع ہے۔ اس حدیث میں باب سے مناسبت کیلئے کوئی صریح لفظ نہیں۔ کیونکہ قیامت کے متعلق اس میں ایک لفظ بھی نہیں۔ اور شیخ الاسلام نے باب نزل اہل الجنۃ قائم کیا ہے لیکن اہل جنت کی ضیافت کے متعلق بھی اس میں کوئی لفظ نہیں۔ ہاں اتنا کہہ سکتے ہیں کہ اس سے پہلی حدیث میں اہل جنت کی مہمانی کے متعلق رجل من الیہود کا بیان ہے اس یہودی کے تذکرے کی مناسبت سے یہ حدیث لائے کہ اگر دس سردار ایمان لے آتے جو میری حقانیت کو رجل من الیہود فی الحدیث السابق کی طرح جانتے ہیں تو سب یہودی اسلام میں آجاتے اس لفظ میں مناسبت ہے۔ و اللہ اعلم۔

حدیث سادس عشر: فی حرث . بعد کی روایت میں **فی نخل** ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت میں **فی خرب المدینۃ** بھی ہے۔ اس سے مراد وہ غیر آباد زمین ہوگی جہاں تعمیر و سکونت نہ ہو۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ کھیتی کاشت اور باغات آبادی اور گھروں سے باہر خرب مدینہ یعنی خالی زمین میں تھے۔ ابن مردویہ عن الاعمش کی روایت میں **فی حرث للانصار** ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ (بنی اسرائیل ۸۵) یہ آیت مدنی ہے۔ اور یہی شیخین کی روایت کا مقتضی ہے۔ امام ترمذی نے ابن عباس ﷺ کی روایت نقل کی ہے کہ روح کے متعلق سوال قریش مکہ کی طرف سے تھا۔ تو یہ تعارض ہوا کہ حدیث باب سے آیت کا مدنی ہونا ثابت ہوتا ہے اور روایت ترمذی سے مکی ہونا ثابت ہوتا ہے اور سورۂ بنی اسرائیل بھی مکی ہے۔

جواب ! (۱) شیخین کی روایت ترمذیؒ کی روایت سے راجح ہے اس لئے حدیث باب کے تقاضے کے مطابق آیت مدنی ہے۔

(۲) یہ کہہ سکتے ہیں کہ آیت دو مرتبہ نازل ہوئی تو بھی تعارض ختم ہو جاتا ہے۔ دراصل اہل کتاب کے کہنے پر مکہ والوں نے یہ سوال کیا جیسا کی تفسیری روایات میں ہے اس کے ساتھ دو سوال اصحاب کہف اور ذوالقرنینؒ کے متعلق پوچھتے تھے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورۃ ہجرت کر کے آئے تو یہود نے یہی سوال کیا۔ تو نزول آیت مرّتین ماننا پڑیگا۔ **متکیء علی عسیب** کھجور کی شاخ ٹہنی۔ جس پر پتے نہ ہوں۔ **ماراہکم الیہ** . تمہیں کس چیز نے اس کی طرف تردّد میں ڈال دیا کہ سوال کرنے کی حاجت پیش آئی۔ خطابیؒ نے ماراہکم کی بجائے **مااربکم** . کو درست قرار دیا ہے اب معنیٰ ہونگے تمہیں سوال کی کیا پڑی۔ بعض روایات میں **لا تسئلوہ** کا صریح لفظ ہے۔ یعنی مت پوچھو ان کا مقصد یہ تھا کہ سوال کیوں کرتے ہو تمہیں معلوم ہے وہ اللہ کا نبی ہے سچی خبر دیگا پھر تمہارے پاس کوئی بہانہ اور جواب نہ ہوگا اس سے بہتر ہے مت پوچھو۔ **لا یستقبلکم بشیء تکرھونہ** . ایسی بات جواب میں کہیں کہ جس کا تمہارے پاس جواب نہ ہو پھر تم خالی منہ لٹکائے بیٹھے رہو اور تمہیں یہ برا لگے۔ **فسألہ عن الروح** . پھر بھی باز نہ آئے اور پوچھ لیا۔ روح کے متعلق سوال کر ڈالا۔

ابن التینؒ کہتے ہیں کہ روح جس کے بارے میں سوال کیا اس سے کیا مراد ہے اس میں مختلف اقوال ہیں۔(۱) روح انسانی مراد ہے (۲) مطلق جانداروں کی روح مراد ہے (جس میں انسان جاندار کی روح بھی موجود ہے) (۳) روح سے مراد جبرائیل ہیں جیسے روح القدس قرآن کریم میں کہا گیا۔(۴) عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ انہیں روح منه و کلمته کہا گیا۔ راجح اور جامع قول ثانی ہے کہ اس سوال میں مسئول عنہ روح سے مراد حقیقت روح ہے جس سے انسان، حیوان، جن وغیرہ کو حیات اور زندگی ملتی ہے۔ فاسکت النبی ﷺ آنحضرت ﷺ سوال سن کر جواب دینے سے پہلے خاموش ہوئے اور سکوت و توقف وحی کے انتظار میں تھا کیونکہ ما ینطق عن الهوی ان هو الّا وحی یوحی (نجم ۳-۴) اپنی چاہت سے وحی کے بغیر تو بولتے نہیں۔

سوال! اس تقریر پر یہ سوال وارد ہوسکتا ہے کہ ابھی آپ نے کہا کہ یہ آیت دو مرتبہ نازل ہوئی تو یہ آیت پہلے اتر چکی تھی تو کیسے خاموش ہوئے۔

جواب! اس کا تسلیمی جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاموش ہوئے تا کہ مزید توضیح کے ساتھ وحی نازل ہو اور انہیں خوب وضاحت کے ساتھ مضبوط جواب دیں۔ اس لئے آپ ﷺ خاموش ہوئے۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ. امام فخر الدینؒ کہتے ہیں کہ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ روح ایک ایسی چیز ہے جو طبیعت اخلاط و ترکیبات سے مغائر ہے وہ ایک جوہر بسیط و مجرّد ہے جو بغیر پیدا کرنے والے کی پیدا نہیں ہوتا اس کا باعث کلمہ کن ہے۔ یہ اللہ کے اَمر سے موجود امر ہے یہ جسد کیلئے حیات مؤثر کا فائدہ دیتا ہے۔ یہ احتمال بھی ہے کہ امر سے مراد فعل ہو جیسے۔ وما امر فرعون برشید میں امر سے فعل مراد ہے۔ تو اب معنی ہوا الروح من فعل ربّی . آخر میں علامہ رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی باریکیوں کی طرف سلف نہیں گئے اسی لئے ان میں سکوت و عدم تعمق بہتر ہے۔ حدیث کا اگلا جملہ بھی اس کی طرف مشعر اور دالّ ہے کہ تمہارا علم قلیل بلکہ اقلّ القلیل ہے کہ تم روح، امر ربّی کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتے بس اس سے مستفید ہوتے رہو اور رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو۔ وما اوتیتم من العلم الّا قلیلا . اوتیتم جمہور کی قراءت ہے جب کہ امام اعمشؒ کی مشہور قرأت وما اوتوا ہے نہیں دیئے گئے وہ (سوال کرنے والے) اگلی حدیث میں وما اوتوا من روایۃ ابن خشرم موجود ہے۔

حدیث تاسع عشر: عن خباب۔ یہ خباب بن الارتؓ مشہور صحابی ہیں زمانہ جاہلیت میں قید ہو کر مکہ کی ام انمار خزاعیہ کے غلام رہے پھر بنوزہرہ کے حلیف ہوئے بارودیؒ نے نقل کیا کہ ۶ نبوی میں اسلام قبول کیا۔ یہ سب سے پہلے صحابی ہیں جس نے اسلام ظاہر کیا اور سب سے پہلے ستائے گئے۔ تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ مدینہ منورہ میں جبر بن عتیکؓ کے ساتھ مواخات ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد کوفہ میں مقیم ہوئے اور ۳۷ھ میں راہی دار البقاء ہوئے اور دار الفناء کو خیرباد کہا رضی الله عنه وارضاه. ایک مرتبہ سیدنا علی المرتضیٰؓ ان کی قبر پر گذرے تو فرمایا: رحم الله خبابا اسلم راغبا وهاجر طائعا وعاش مجاهدا و ابتلی فی جسمه احوالا ولن یضیّع الله اجره. (کذا فی الاصابہ ج۱ ص ۴۱۶) کان لی علی عاص بن وائل یہ عاص عمرو صحابی رسول کا والد ہے (عمرو بن عاص) اس عاص نے اسلام قبول نہیں کیا زمانہ جاہلیت میں

مرتبہ رکھتا تھا اور قریش کے حکام وسرداروں میں سے تھا ہجرت سے پہلے مکہ میں مرگیا تھا۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص نے اپنے باپ عمروؓ سے دادے عاص کے بارے میں روایت کیا ہے کہ پچاس برس عمر پائی طائف اپنے گدھے پر سوار ہوکر جاتا تھا ایک دن گدھے سے کانٹے پر گرا کانٹا پاؤں میں چبھا زخم بگڑا اور پاؤں سوج گیا بس اسی وجہ سے موت آئی۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۴۳۳) دین . قرض تھا بخاری شریف کی ایک روایت سے اس قرض کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ خبابؓ نے عاص کا کام کیا تھا اور مزدوری خور ان کی اجرت نہ دیتا تھا۔ حضرت خبابؓ لوہار کا کام کرتے تھے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ **کنت قینا بمکة فعملت لعاص بن وائل السهمي سيفا فجئت اتقاضاه** . (بخاری ج ۲ ص ۶۹۱) اس سے واضح ہوا کہ یہ دین اجرت سیف تھی۔ **لن اکفر بحمد حتی تموت ثم تبعث** . یہ کلام مطلقا نفی کی بلیغ مثال ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ کبھی بھی کسی قیمت پر میں محمد ﷺ کا انکار نہیں کرسکتا۔ اور اس میں کوئی خفاء نہیں اس پر یہ سوال وارد نہیں ہوسکتا کہ خبابؓ نے کفر کو بعث سے معلق کیا اور کفر کا معلق کرنا بھی کفر ہے کیونکہ ان کا مقصد انکار نفی اور عاص پر عیب لگانا اور عار دلانا تھا کہ تو مرنے کے بعد اٹھنے کو مانتا ہی نہیں اور مرنے تک نہ مانے گا۔ **اذا رجعت الی مال وولد**. بطور تمسخر واستہزاء یہ کہا کہ میں جیسے تم کہتے ہو اگر اٹھایا گیا تو دنیا کی طرح مال واولاد ملے گا پھر دوں گا۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے۔ **دعني حتی اموت و ابعث فسأوتی ما لا وولدا فا قضيك** . چھوڑو میں مر کر جب اٹھوں گا پھر مجھے (دنیا کی طرح) مال واولاد ملے گا پھر ادا کرونگا یعنی دینا ہی نہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی **افرایت الذی** ...... (مریم ۷۷) اس حدیث میں **انی لمبعوث من بعد الموت** کا جملہ باب القیامۃ سے مناسبت رکھتا ہے۔

حدیث عشرون: اس حدیث میں عقیدہ توحید رسالت اور معاد کے منکرین کا قول اور ان کیلئے وعید کا ذکر ہے۔ ظاہرا کوئی لفظ باب سے مناسبت پر دلالت نہیں کرتا الا یہ کہ یوں کہا جائے کہ جن لوگوں کا اس میں ذکر ہے یا ان کا مقولہ مذکور ہے وہ قیامت کے منکر تھے واللہ اعلم۔ **قال ابو جهل**. اسی طرح یہ دوسرے کافر نضر بن حارث کی طرف بھی منسوب ہے کہ اس نے بھی یہ کہا تھا جیسا کہ طبرانی کی روایت میں عن ابن عباسؓ موجود ہے۔ لیکن اس میں کوئی بُعد وتعارض نہیں بلکہ ان دونوں نے کہا سرغنہ اور پیش پیش ہونے کی وجہ سے نام ابوجہل کا آیا اور یہ تو زبان قال کیلئے ہے ورنہ زبان حال سے تو سب شقی اور کافر یہی کہتے تھے اور کئی مواقع میں کچھ کے منہ کھل گئے۔ **و ما کا ن الله معذ بهم وهم يستغفرون** . اللہ تعالیٰ نے امت کی عذاب سے حفاظت کیلئے دو چیزوں کا ذکر فرمایا (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود (۲) استغفار کا وِرد محمود۔ آپ ﷺ کی رحلت کے بعد استغفار باقی ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کے قائم مقام عذاب سے حفاظت کیلئے آپ کی سنتیں ہیں کہ جب تک ان کی اتباع ہوگی تو مامون رہیں گے اور عذاب سے حفاظت ہوگی، چنانچہ حدیث پاک میں ہیں۔ **انزل الله علی امانین لامتی (۱) وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم (۲) وما کان الله معذبهم وهم یستغفرون فاذا مضیت ترکت فیهم (۳) وما کان الله معذ بهم و هم یستغفرون فاذا مضیت ترکت فیهم الا ستغفار الی یوم القیامة** (ترمذی ج ۱ ص ۶۷) اللہ تعالیٰ نے مجھ پر امت کیلئے دوامان کی چیزیں اتاری ہیں۔ (۱) **و انت فیهم** (۲) **وهم یستغفرون**. کہ جب تک استغفار کرتے رہیں گے تو عذاب سے

مامون رہیں گے۔ اور ہم ضمیر کا مرجع پوری امت کے استغفار کرنے والے مومنین ومومنات ہیں آپ ﷺ کے زمانے کے ہوں یا بعد کے الی یوم القیامۃ۔اہل مکہ کی حفاظت ہجرت تک آپ ﷺ کے وجود اور اس کے بعد تک مسلمانوں کے استغفار کی وجہ سے ہوئی۔ وانت فیھم میں اسی طرف اشارہ ہے۔ پھر جب آپ ﷺ ہجرت کر کے آئے پھر مومن بھی نہ رہے تو اب یہ نازل فرمایا: و ما لھم ان لا یعذّبھم اللہ و ھم یصدّون عن المسجد الحرام (انفال ۳۴) پھر اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے موقع پر اجازت دی اور یہی قتل وقید اور مغلوب ہونا عذاب تھا جسکا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

حدیث حادی عشرون: اس میں بھی سرکش ابوجہل اور اس کی طغیانی پھر گرفت رحمانی کا ذکر ہے۔ ھل یعفر محمد وجھه بین اظھرکم. التعفیر الصاق شیء بالتراب کسی چیز کو مٹی سے ملانا، خاک آلود کرنا۔ یہ عفر سے مشتق ہے بمعنی ظاہر التراب مٹی کا اوپر کا حصہ۔ ابوجہل نے کہا کیا تم سب کے سامنے محمد ﷺ اکیلے وحدہ لاشریک لہ ربّ کے سامنے سجدہ کریں۔ اس کو اس نے حقارت آمیز الفاظ اوسوء ادبی وعداوت کے لہجہ میں کہا۔ یعنی سجدہ کریں۔ ینھی عبد اذ صلّی کا یہی حاصل ہے اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ صرف ان سے منہ موڑنے والے نہیں بلکہ انہیں توڑنے والے ہیں اور جاء الحق و زھق الباطل کا ظہور فتح مکہ کے یوم ہوا۔ فما فجئھم منه .یعنی پہلے تو وہ گھبرائے بلکہ یہ اپنی باطنی اور ایذاء رسانی کے جذبے کے ساتھ آگے بڑھتا رہا اور وہ دیکھتے رہے۔ مگر جب ٹھٹکا اور واپس کھسکا تو وہ چونک اٹھے کہ بہادر کی بس ہوگئی۔ کہ اب کانپتا نہیں سنبھلتا۔ ان رآہ استغنی ای رای نفسه غنیا او مستغنیا. استغنیٰ بتقدیر ان رأی کا مفعول ثانی ہے اور یہاں رأی علم کے معنی میں ہے اس نے اپنے آپ کو مستغنی جانا۔ انّ الی ربك الرجعی. رجعی بمعنی مرجع مصدر میمی لوٹنا۔ لنسفعًا بالناصیة. سفع کا معنیٰ تیزی سے کھینچنا یہ تنوین درحقیقت نون خفیفہ برائے تاکید ہے جو دو زبروں کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ سندع الزبانیة .زبانیۃ ان افراد کو کہتے ہیں جو والیوں کے قانون نافذ کرنے میں معاون ہوتے ہیں زبانیہ جمع ہے اس کا مفرد زِبْنِیَّۃٌ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جمع ہے لا مفرد له . اس سے مراد فرشتوں کی جماعت ہے کہ جس کا مقابلہ ان کے بس کی بات نہیں۔

حدیث ثانی عشرون: اس حدیث میں اور اس کے بعد والی چار احادیث تک علامات قیامت میں سے ایک نشانی دخان کا ذکر ہے انّ قاصّا عند ابواب کندۃ. القاصّ الواعظ قصہ گو امثال وقصص کی مدد سے بات سمجھاتا ہے اور استشہاد پیش کرتا اس لئے واعظ کو بھی قاص کہہ دیا۔ کندۃ کوفہ کے مرکزی دروازوں میں سے ایک مشہور جگہ ہے۔ کندہ کا لفظی معنیٰ قطعة من الجبل پہاڑ کا ٹکڑا یہاں علم مراد ہے۔ فتأخذ بأنفاس الکفار .ایک روایت میں ہے بینما رجل یحدّث فی کندۃ فقال یجیٔ دخان یوم القیامة فیأخذ بأسماع المنافقین و ابصارھم و یأخذ المؤمن کھیئة الزکام. (بخاری ج ۲ ص ۷۰۳) دریں اثنا کہ ایک آدمی کندہ میں بیان کرتا ہے سو اس نے کہا دھواں قیامت کے دن آئیگا (یعنی قرب قیامت) منافقوں کے کانوں اور آنکھوں کو لے لے گا اور مؤمنوں کو مثل زکام کے (ہلکی سی) تکلیف ہوگی۔ روایت بخاری اور حدیث باب کا حاصل یہ ہے کہ دخان کا مصداق بقول اس واعظ کے قیامت کے قریب ظاہر ہونے والا دھواں ہے جو قیامت کی بڑی نشانیوں میں ایک ہے جس کا ذکر قرآن کریم کی

اس آیت میں ہے۔ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ (دخان۱۰) آپ انتظار کیجئے جس دن آسمان دھواں لائیگا۔ فانّه اعلم لا حد کم ان یقول لما لا یعلم اگلی حدیث میں ان یقول لما علم له و الله اعلم. اور بخاری شریف میں ہے۔ فانّ من العلم ان یقول لما لا یعلم لا اعلم !ان سب کا حاصل یہی ہے کہ نہ جانتے ہوئے غلط بتانا یا انکل سے کہنا سے بہتر ہے کہ آدمی لاعلمی کو ظاہر کردے تاکہ خود کذب سے بچے اور سائل غلط جواب سے محفوظ رہے۔ وما انا من المتکلفین. یعنی میں ان لوگوں میں سے نہیں جو نہ جانتے ہوئے بھی بتکلف جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما رأی من الناس ادبار. جب لوگوں کو دین برحق اسلام سے روگردانی کرتے دیکھا۔ الناس میں لام عہد کا ہے اس سے مراد اہل مکہ بالخصوص قریش مراد ہیں۔ کہ انہوں نے روگردانی اور ایذا رسانی میں اپنی تمام قوتیں خرچ کردیں۔ تو آپ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللّٰهم سبع کسبع یو سف. و فی الروایة الاتیة دعا علیهم سنین کسنی یوسف. اور بخاری میں ہے۔ اللّٰهم اعنّی علیهم بسبع یوسف. یعنی آپ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے قحط سالی کی دعا کی۔ فاخذتهم سنة حصّت کل شیء. سنۃ کا معنیٰ قحط یعنی ایسی قحط سالی ہوئی کہ سب سبزہ نگل گئی ختم کرگئی۔ فیری کهیئة الدخان. بھوک کی شدت اور مشقت کی وجہ سے آسمان کی طرف دیکھنے والا فضا کو دھویں سے بھرا دیکھتا تھا۔ یہ دھواں معلوم ہوتا تھا درحقیقت دھواں نہ تھا جیسے کسی مصیبت میں گرفتار انسان کہتا ہے بس مت پوچھو۔ دن کو تارے نظر آگئے۔ یعنی مصیبت کی انتہا ہوگئی۔ ابن مسعود کے اس صنیع اور کلام سے یہ بات واضح ہوئی کہ ان کے نزدیک اس آیت میں مذکورۃ دخان سے مراد وہ کیفیت ہے جو ایام قحط میں مشرکین مکہ کو پیش آئی۔ اور یہ واقع ہو چکا اور انتظار کا مطلب یہی ہے کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھئے ان کے ساتھ عنقریب کیا ہوتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن مسعودؓ، ابوالعالیہؒ، مجاہدؒ، ابراہیم نخعیؒ، ضحاکؒ عطیہ عوفیؒ نے یہی کہا ہے اور ابن جریرؒ نے اسے اختیار کیا ہے (ابن کثیر فی تفسیر سورۃ الدخان) اس آیت کی تفسیر میں تین مشہور اقوال ہیں (۱) پہلا قول گذر چکا۔ (۲) عبدالرحمٰن ابن الاعرجؒ سے ہے کہ دخان سے مراد وہ گرد وغبار ہے جو فتح مکہ کے دن آسمان کی طرف چڑھنے والی تھی گھوڑوں کی کثرت اور برق رفتاری کی وجہ سے لیکن علامہ قرطبیؒ نے اسے نقل کرکے صاف کہہ دیا ہے (هذا القول غریب بل منکر) (۳) اس سے مراد وہ دھواں ہے جو قیامت کے قریب لوگوں کو ڈھانپ لے گا عذاب الیم سے اس کی تائید ہوتی ہے یہی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور یہی تفسیر راجح ہے۔

دلیل: کان النبیّ صلی الله علیه وسلم فی غرفة و نحن اسفل منه فاطّلع الینا فقال ما تذکرون قلنا الساعة قال ان الساعة لا تکون حتی تکون عشر آیات. خسف بالمشرق و خسف بالمغرب و خسف فی جزیرة العرب والد خان والدّجال ود ابّة الارض و یأجوج و ماجوج و طلوع الشمس من مغربها و نار تخرج من قعر عدن ترحل الناس (مسلم ج۲ ص۳۹۳) ابوالطفیل عن ابی سریحہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانے میں تھے اور ہم نیچے قیامت کا ذکر کر رہے تھے آپ ﷺ نے ہماری طرف جھانک کر پوچھا: کیا تذکرہ ہو رہا ہے ہم نے عرض کیا قیامت کے بارے میں فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دس نشانیاں نمودار ہوں مشرق مغرب اور جزیرۂ عرب میں دھنسا،

دھواں، دجال، دابۃ الارض، یاجوج وماجوج، سورج کا مغرب سے طلوع اور قعر عدن سے آگ کا ظہور جو لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی۔ یہ صریح روایت ہے کہ دخان علامات قیامت میں سے ہے اور ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوا۔

سوال! ابن مسعودؓ نے اتنی شدت کے ساتھ نکیر کیوں فرمائی۔

جواب! (۱) ان احادیث کا انہیں علم نہ تھا یہ جواب ان کے اپنے قول سے مستفاد ہے۔ کیونکہ اگر یہ امر خیالی ہوتا تو پھر یغشی الناس کا معنی کیا ہوگا پھر مسلمانوں کیلئے حالت زکام کب ثابت ہوئی۔

جواب (۲) علامہ عینیؒ نے دونوں تفسیروں کے درمیان تطبیق ذکر کی ہے کہ ابن دحیہؒ کہتے ہیں کہ دخان کے دو محل ہیں (۱) جو قحط کے دنوں میں کیفیت دخانی پیش آئی۔ (۲) جو قرب قیامت ظاہر ہوگا۔ یعنی دو دخان ہوئے ایک گذر چکا اور ایک ظاہر ہوگا (ھکذا فی روح المعانی مع زیادہ توضیح فی تفسیر سورۃ الدخان) أ فیکشف عذاب الآخرۃ یہ ابن مسعودؓ کا استدلال ہے۔ کہ قرآن کریم میں انا کاشفوا العذاب قلیلا تو قیامت کے دن تو کافروں سے عذاب کم نہ ہوگا نہ نجات ملے گی۔ اور پہلی تفسیر کے اعتبار سے یہ جملہ سچا ہے کہ مشرکین مکہ سے عارضی طور پر دنیا کا عذاب ٹال دیا گیا تھا۔

ابن مسعودؓ کے استدلال کا جواب! ابن کثیرؒ نے اس کا جواب دیا ہے، کہ کشف عذاب کے دو معنی ہیں۔ (۱) اگر بالفرض ہم تم سے عذاب ہٹا کر دنیا میں بھیج دیں تو پھر بھی حرکات شنیعہ وعقائد باطلہ پر رہیں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ولو رحمنا ھم و کشفنا ما بھم من ضرّ للجّوا فی طغیا نھم یعمھون . اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور ان سے مصیبت ہٹالیں تو دوبارہ اپنی سرکشی میں ہی سرگرداں ہونگے۔ (۲) تمہارے مستحق عذاب ہونے کے باوجود بھی ہم تم سے تھوڑی مدت تک کا عذاب ہٹاتے اور مؤخر کرتے ہیں۔ اور عذاب آنے سے پہلے تاخیر عذاب کو کشف وہٹانا کہنا قرآن کریم میں موجود ہے۔ الّا قوم یو نس لما امنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیاۃ الدنیا و متعنا ھم الی حین (یونس ۹۸) نہیں نفع دیا کسی قوم کو مگر قوم یونس کہ جب وہ مان گئے تو ہم نے ان سے عذاب کو ہٹا دیا اور انہیں ایک وقت تک مال ومتاع میں چھوڑ دیا۔ حالانکہ اس قوم پر عذاب واقع نہ ہوا تھا اس کی علامات ظاہر ہوئی تھیں کہ گڑگڑائے توبہ کی تو اللہ نے عذاب روک دیا اس پر کشفنا کا اطلاق ہوا۔ واللہ اعلم۔

فالبطشۃ یوم بدر۔ اس میں بھی ابن مسعودؓ کی تفسیر البطشۃ الکبریٰ میں یوم بدر کی قتل وقید ہے۔ جب کہ ابن عباسؓ کا قول یوم القیامہ کا ہے۔ عن ابن عباسؓ انہ قال قال ابن مسعود البطشۃ الکبری یوم بدر و انا اقول ھی یوم القیامۃ ذکر الحافظ ابن کثیر. و اللزام اس میں آیت کی طرف اشارہ ہے۔ فسوف یکون لزامًا (فرقان ۷۷) ای عذابًا دائما لا زمًا یہاں بھی ابن مسعودؓ کی تفسیر بدر کی پکڑ ہے۔ جب کہ دوسرے مفسرین نے آخرت کے عذاب سے تفسیر کی ہے۔ و آیۃ الروم. اس سے مراد رومیوں کی شکست ہے جس کا ذکر سورۃ الروم میں ہے۔ غلبت الروم فی ادنی الا رض و ھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین. مغلوب ہوئے اسی دوران رومی اہل فارس پر غالب ہوئے۔ یہ واقعہ بھی پیش آچکا۔

حدیث ثالث عشرون: مسلم بن صبیح اس کی کنیت ابوالضحیٰ ہے۔ فاصا بھم قحط و جھد . جھد بمعنی تعب ومشقت۔ فقال

لمضر، انك لجرئ . یعنی کیا تو مجھے مضر کیلئے دعا کا کہتا ہے حالانکہ ان کے کرتوتوں کا تمہیں علم ہے تو نے یہ بڑی جرأت کی استغفر لمضر کی بجائے بخاری میں استسق الله لمضر فانّها قد هلکت . ہے مضر کیلئے بارش طلب کیجئے وہ تو ہلاک ہو گئے علماء نے اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ کفار کیلئے طلب مغفرت بعید ہے اگر چہ یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ طلب مغفرت کا معنیٰ دعاء ہدایت ہے اور ہدایت ملنے پر تمام گناہ تو معاف ہو ہی جاتے ہیں۔ علامہ ابیؒ نے استغفر لمضر کو راجح کہا ہے کیونکہ آپ ﷺ کا نکیر فرمانا اسی کی دلیل ہے کہ قائل نے بے جا مطالبہ کیا تھا پھر دعاء مغفرت کی بجائے بارش کی دعاء کی اور ان پر بارش برسی۔

مضر کے ذکر کی وجہ؟ مضر کا ذکر بطور خاص اس لئے کیا کیونکہ یہ مکہ شہر کے باشندے نہ تھے بلکہ مکہ کے اردگرد رہتے تھے لیکن قحط نے ان کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا یہ بھی کہا گیا کہ اہل مکہ کیونکہ مجرم تھے اس لئے انکا ذکر نہ کیا اور مضر کے ذکر میں وہ بھی آ گئے۔ فا نزل الله عزوجل. حدیث پاک کی اس ترتیب ذکری سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آیت اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ (۱۵) فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ (۱۰) سے پہلے نازل ہوئی اس سے ثابت ہوگا کہ ترتیب تلاوت اور ترتیب نزولی میں فرق ہے۔ کہ آیت نمبر ۱۵ پہلے نازل ہوگی۔

حدیث رابع عشرون: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر سورۃ القمر میں ہے۔ اقتربت الساعة و انشق القمر . قیامت قریب آچکی اور چاند دو ٹکڑے ہوا۔[۱]

(۱۹۷) بَابُ اِنْشِقَاقِ الْقَمَرِ

(۱۲۳۴) باب: شق قمر کے معجزے کے بیان میں

(۱۱۲۶) حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِقَّتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِشْهَدُوْا.

(۷۰۷۱) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ ہو جاؤ۔

(۱۱۲۷) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ جَمِيْعًا عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِي كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ اَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى اِذَا انْفَلَقَ الْقَمَرُ فِلْقَتَيْنِ فَكَانَتْ فِلْقَةٌ وَرَاءَ الْجَبَلِ وَ فِلْقَةٌ دُوْنَهُ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اشْهَدُوْا.

(۷۰۷۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منیٰ میں تھے کہ چاند پھٹ گیا دو ٹکڑوں میں۔ پس ایک ٹکڑا تو پہاڑ کے پیچھے چلا گیا اور دوسرا دوسری طرف تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: گواہ ہو جاؤ۔

---

[۱] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۱۱۲۸) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ(بْنِ مَسْعُوْدٍ) قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلْقَتَيْنِ فَسَتَرَ الْجَبَلُ فِلْقَةً وَ كَانَتْ فِلْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ.

(۷۰۷۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا۔ پس ایک ٹکڑے کو پہاڑ نے چھپالیا اور (دوسرا) ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ گواہ رہ۔

(۱۱۲۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ.

(۷۰۷۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث مبارکہ اسی طرح روایت کی ہے۔

(۱۱۳۰) وَ حَدَّثَنِيْهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِاِسْنَادِ ابْنِ مُعَاذٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَ حَدِيْثِهٖ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ عَدِيٍّ فَقَالَ اشْهَدُوْا اشْهَدُوْا.

(۷۰۷۵) اِن اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے البتہ ابن عدی کی حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: تم گواہ ہو جاؤ، تم گواہ ہو جاؤ۔

(۱۱۳۱) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ مَرَّتَيْنِ.

(۷۰۷۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ انہیں کوئی نشانی (معجزہ) دکھائیں تو آپ نے انہیں دو مرتبہ چاند کا پھٹنا دکھایا۔

(۱۱۳۲) وَ حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ شَيْبَانَ.

(۷۰۷۷) اِس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۱۱۳۳) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ وَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ دَاوٗدَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

(۷۰۷۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا اور ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑوں میں پھٹا۔

(۱۱۳۴) حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ قُرَيْشٍ التَّمِيْمِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلٰى زَمَانِ

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ .

(۷۰۷۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا تھا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں نو حدیثیں ہیں۔ ان میں چاند کے دوٹکڑے ہونے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: انشقّ القمر علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔ ابونعیمؒ نے اس کی تمہید وسبب ذکر کیا ہے اگر چہ سند ضعیف ہے۔

قال ابن عباسؓ اجتمع المشرکون الی رسول الله صلی الله علیه وسلم منهم الولید بن المغیرة و ابوجهل بن هشام والاسود بن عبد یغوث والاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزی و زمعة بن الاسود والنضر بن الحارث و نظر أهم کثیر فقالوا للنبی صلی الله علیه وسلم ان کنتَ صادقا فشقّ القمر لنا فرقتین نصفا علیَ ابی قبیس و نصفا علی قُعیقعان فقال لهم رسول الله ان فعلتُ تؤمنوا قالو نعم وکانت لیلة بدر فسأل رسول الله صلی الله علیه وسلم الله عز وجل ان یعطیه ما سألوا فأمسی القمر قد مثّل نصفا علی ابی قبیس ونصفا علی قُعیقعان و رسول الله ینادی یا ابا سلمة بن عبد الاسد والارقم بن ابی الارقم اشهدوا. (زانکملہ)

ابن عباس ﷺ کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ ولید وغیرہ سب جمع ہوئے اور آپ ﷺ سے کہا اگر آپ سچے ہیں تو چاند کے ہمیں دوٹکڑے کر دکھائیں آدھا ابوقبیس پہاڑ اور آدھا جبل قعیقعان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا کیا تو مان لو گے۔ کہا جی ہاں (اتفاقاً چودھویں رات تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے مانگا بس چاند کے دوٹکڑے ہوئے ایک جبل ابوقبیس اور دوسرا جبل قعیقعان پر چلا گیا۔ تو آپ ﷺ نے پکار کر فرمایا: اے ابوسلمہ اور ارقم کی اولاد گواہ رہو، گواہی دو۔ اتمام حجت کیلئے فرمایا۔ **شقتین** ۔ دوٹکڑے نصف نصف۔ باب کی آخر سے پہلی حدیث میں فرقتین آ رہا ہے۔

حدیث ثانی: مع رسول الله بمنیٰ۔ باب کی چھٹی حدیث میں مکہ کا ذکر ہے لیکن ان میں تعارض نہیں کیونکہ منٰی مکہ ہی میں ہے۔ یا یوں کہیں اہل مکہ منٰی میں تھے صراحۃً یہ مذکور نہیں کہ مشرکین مکہ ہی میں تھے۔ بلکہ اہل مکہ منٰی میں ہوں۔ **فکانت فلقة وراء الجبل.** فلقۃ ٹکڑا۔ کوتاہ نظر اہل مکہ نے پھر بھی یہ کہا کہ ابن ابی کبشہ کی طرح ہم پر جادو کر دیا۔ سچ ہے **ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم** ...... چنانچہ حدیث میں ہے۔ **انتق القمر علی عهد رسول الله حتی صار فرقتین علی هذا الجبل و علی هذا الجبل فقالوا سَحَرَنا محمد صلی الله علیه وسلم فقال. بعضهم لئن کان سحرنا فما یستطیع ان یسحر الناس کلهم** (ترمذی ج ۲ ص ۱۳۶) عہد نبوی میں چاند کے دوٹکڑے ہوئے ایک اِس پہاڑ پر اور دوسرا اُس پہاڑ پر تو وہ کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (العیاذ باللہ) ہم پر جادو کیا ہے پھر ان میں سے بعض کہنے لگے کہ ہم پر جادو کیا ہے تو سب پر جادو نہیں کر سکتا۔ صحیح بخاری میں بھی اس کے قریب قریب قدرے وضاحت کے ساتھ الفاظ موجود ہیں۔

فائدہ! (۱) حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ چاند کے طلوع ہونے کے وقت کا ہے کہ ہلکی تاریکی میں پہاڑ کے پیچھے لوگوں نے اس

کے دو حصے دیکھ لئے۔ (۲) ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ چاند غروب ہونے سے ذرا پہلے کا ہے کیونکہ لیلۃ البدر اور خوب روشن اور چمک دار کا ذکر ہے۔ چاند جب دو ٹکڑے ہوا تو درمیانی بلند جگہ حراء انہوں نے واضح دیکھ لی۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حراء دو پہاڑوں کے درمیان بلند جگہ ہے تو حراء اور ابو قبیس وسویداء کے ذکر میں تعارض نہیں ابو قبیس اور سویداء کنارے اور حراء درمیان میں واقع ہے۔

حدیث سادس: فاراهم انشقاق القمر مرّتين. اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شق قمر دو مرتبہ ہوا حالانکہ یہ تمام اہل سِیَر و سیرت کے قول کے مخالف ہے۔ کیونکہ جمہور محققین کا یہی کہنا ہے کہ شق قمر ایک مرتبہ ہوا۔ حافظ ابو الفضلؒ کی بات ابن حجرؒ نے نقل کی ہے۔ قال (ابو الفضل) انشقّ القمر مرّتين با لاجماع. (و هذا غريب جدّا) ابن حجرؒ کا میلان اسی طرف ہے کہ مرّتین کی روایت مرجوح ہے اور یہی محققین کی رائے ہے۔ اور اختلاف قتادہ عن انس میں ہے شعبہؒ نے فرقتین روایت کیا ہے اور معمرؒ و شیبانؒ نے مرّتین نقل کیا ہے اسی طرح سعد بن ابی عروبہ نے قتادہ سے مرتین روایت کیا ہے لیکن ان تینوں (معمرؒ، شیبانؒ، سعدؒ) سے آگے اختلاف ہے بعض نے مرّتین اور بعض نے دوسرے الفاظ نقل کئے ہیں حالانکہ شعبہ کے لفظ فرقتین میں اختلاف نہیں پھر اس کی روایت جمہور کے مطابق بھی ہے۔ شعبہ ان تینوں سے احفظ ہیں پھر ان کی روایت اختلافی نہیں اس لئے وہ راجح ہوگی۔ ابن کثیرؒ نے مرّتین کی روایت کی یہ تاویل پیش کی ہے کہ راوی نے فرقتین کو مرّتین میں ذکر کر دیا ہے اور مرّتین لفظ سے اس کے قائل کی مراد فرقتین ہی ہے۔

فائدہ! قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ شق القمر آپ ﷺ کے بڑے معجزات میں سے ہے متعدد صحابہ نے اسے روایت کیا ہے اور آیت قرآنی کا ظاہر اسی پر دال ہے سیاق کلام میں مشرکین کی سرکشی کا ذکر وغیرہ بھی اسی کے مؤید ہیں۔ زجاجؒ کہتے ہیں کہ بعض مبتدعین و ملحدین نے معجزہ شق قمر کا انکار کیا ہے اور عقلی ڈھکوسلے پیش کئے ہیں کہ اجرام فلکیہ میں انقسام ان کی طبیعت و ساخت کے خلاف ہے جیسا کہ باب المعجزات فضائل انبیاء میں ان کا مکمل ذکر ہو چکا ہے۔

ملاحدہ کا سوال: اگر شق قمر ہوتا تو پھر دنیا بھی دیکھتی مکہ والوں کے ساتھ اس کی تخصیص کی وجہ کیا ہے؟

جواب! یہ سوال نقش بر آب کی مانند ہے کہ یہ واقعہ رات کو پیش آیا جب لوگ دروازے بند کر کے اپنے لحافوں میں سو چکے اور آسمان کی طرف دیکھ نہ رہے تھے تو نہ دیکھنے والوں کا نہ دیکھنا کیسے معتبر ہوگا۔ پھر کئی دفعہ ایسا ہوا کہ سورج اور چاند گرہن کے واقعات ہوئے اور کتنے سارے لوگوں نے نہ دیکھا! کیا اس سے آپ چاند گرہن کی نفی کر سکتے ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جناب آپ رات کو کتنی بار اٹھ کر چاند کو دیکھتے ہیں کہ کس حال میں ہے؟ پھر اس کا وقوع چند لوگوں کے مطالبے پر تھا باقیوں کو تو خبر نہ تھی اور عالمی ذرائع ابلاغ سے تشہیر نہ کی گئی تھی۔ مزید برآں کہ اختلاف افق کا بھی اعتبار ہے چنانچہ ایک جگہ چاند گرہن کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ساری دنیا میں چاند گرہن ہوا۔ یہ تو مدار و دوران اور قرب و بُعد کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ علم شئ دلیل ہے عدم علم کب دلیل ہوا آپ کو معلوم نہیں کہ قتل کی سزا پھانسی ہے تو آپ کا یہ نہ جاننا عدالت سے بری کرا دے گا یا دگنی سزا کے مستحق ٹھہریں گے نہ

جاننے کی وجہ سے اعتراض نہ کریں بلکہ جاننے والوں سے پوچھ لیں۔ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. (انبیاء ۷)
ابن کثیرؒ نے یہ جواب بھی دیا ہے کہ دنیا والے جانتے تھے لیکن اپنے فساد باطنی اور کفر کی وجہ سے اس کو چھپالیا اور لوگوں کو نہیں بتایا۔ کیونکہ یہ تو آنحضرت ﷺ کی حقانیت کی روشن دلیل تھی اور انہیں یہ منظور نہیں۔ کفر آج تک سچ کو چھپاتا آرہا ہے جب بھی یہود حق جانتے تھے مگر نہ مانتے تھے۔ شیخ الاسلام نے یہ کہا ہے کہ درحقیقت وہ کوئی ذرائع ابلاغ کا زمانہ نہ تھا کہ جس میں آنافانا خبریں چاروانگ عالم میں پھیل اور پہنچ جاتیں پھر اس وقت مکہ و اہل مکہ کا علم وعمل اور تہذیب میں کوئی بڑا مقام نہ تھا بلکہ امی اونٹوں کے چرواہے تھے جن کی کوئی شہرت نہ تھی صرف بیت اللہ کی وجہ سے بعض لوگ عرب کی حد تک ان کا احترام کرتے پھر جزیرۃ العرب کے مشرق میں واقع جزیرۂ ہند سے اوقات کا بھی تقریباً دو سے تین گھنٹے کا فرق ہے هكذا في الديار كلها. ہوسکتا ہے یہاں رات کا نصف ہو یا اس سے بھی اوپر اور لوگ محو نیند...... (اس لئے نہ جاننا بالکل قرین قیاس ہے) اس کے باوجود بعض ہندوؤں نے شق قمر کو دیکھا۔
چنانچہ! تاریخ فرشتہ اردو ج ۲ ص ۴۸۸۔۴۸۹ گیارواں مقالہ فی بیان حکام ملیبار میں موجود ہے کہ قرن ثالث ہجری میں عرب مسلمانوں کا ایک تجارتی قافلہ جزیرۃ سرندیپ (سری لنکا) کی طرف روانہ ہوا۔ ہوا نے انہیں ہندوستان کے جنوب میں ملیبار کی طرف پھینک دیا وہ ''گدنکلور'' نامی شہر میں داخل ہوئے جس کا حاکم سامری نام کا آدمی تھا جو علم وعقل اور اچھے اخلاق سے متصف تھا اس نے ان مسافروں کا استقبال کیا اور آؤ بھگت کی: معاملہ بایں جارسید کہ اس نے ان سے دین ومذہب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے دین اسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خبر دی اور معجزہ انشقاق قمر کا ذکر آیا تو حاکم دنگ ہوگیا اور اپنے ریکارڈ رجسٹر منگوائے جن میں ان کے باپ دادوں نے خاص خاص واقعات درج کرائے تھے۔ اور اپنے رجال کار (کارندوں) سے کہا ان میں شق قمر کا واقعہ تلاش کرو! بس محفل کا رنگ ہی بدل گیا مسلمان حیراں حاکم سرگراں اور شق قمر کے واقعہ کی تلاش میں ورق گردانی ہوئی حتی کہ رات میں چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ مل گیا۔ سو حاکم اسلام لایا اور اس ریاست ملیبار کے حکام میں سے یہ سامری پہلا اسلام قبول کرنے والا حاکم تھا۔ اسی طرح ابن کثیرؒ نے بھی البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۷۷ میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ اس لئے اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔[1]

(۱۹۸) بَابٌ فِي الْكُفَّارِ

(۱۲۳۵) باب: کافروں کے بیان میں

(۱۱۳۵) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِىِّ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا اَحَدَ اَصْبَرُ عَلٰى اَذًى يَسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّهٗ يُشْرَكُ بِهٖ وَ يُجْعَلُ لَهُ الْوَلَدُ ثُمَّ هُوَ يُعَافِيْهِمْ وَ يَرْزُقُهُمْ.

(۷۰۸۰) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی اللہ رب العزت سے بڑھ

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

کر تکلیفوں پر صبر کرنے والا نہیں ہے کہ اُس سے شریک کیا جاتا ہے اور اُس کے لیے اولاد ثابت کی جاتی ہے پھر بھی وہ انہیں عافیت اور رزق عطا کرتا ہے۔

(۷۰۸۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَ اَبُوْسَعِيْدٍ الْاَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ اِلَّا قَوْلَهٗ وَ يُجْعَلُ لَهُ الْوَلَدُ فَاِنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْهُ.

(۷۰۸۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے البتہ اس میں انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ اللہ کے لیے اولاد ثابت کی جاتی ہے۔

(۷۰۸۲) وَحَدَّثَنِيْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰى اَذًى يَسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ لَهٗ نِدًّا وَ يَجْعَلُوْنَ لَهٗ وَلَدًا وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ يَرْزُقُهُمْ وَ يُعَافِيْهِمْ وَ يُعْطِيْهِمْ.

(۷۰۸۲) حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ سے بڑھ کر کوئی تکلیف دہ باتوں کو سُن کر ان پر صبر کرنے والا نہیں ہے۔ (کافر) اللہ کے لیے ہمسر بناتے ہیں اور اُس کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں پھر بھی وہ اس کے باوجود انہیں رزق اور عافیت اور (دوسری چیزیں) عطا کرتا ہے۔

(۷۰۸۳) وَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ كَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَدْ اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَا تُشْرِكَ اَحْسِبُهٗ قَالَ وَلَا اُدْخِلَكَ النَّارَ فَاَبَيْتَ اِلَّا الشِّرْكَ.

(۷۰۸۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم والوں میں سے کم عذاب والوں سے فرمائے گا اگر دنیا اور جو کچھ اس میں ہے تیرے لیے ہو تو کیا تو اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کے لیے وہ دے دے گا۔ وہ کہے گا: جی ہاں! اللہ فرمائے گا کہ میں نے تجھ سے اس سے بھی کم ترین چیز کا مطالبہ اُس وقت کیا تھا جب تو آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ تو (مجھ سے) شرک نہ کرنا۔ (راوی کہتا ہے) میرا گمان ہے کہ (اللہ فرمائے گا) میں تجھ کو جہنم میں نہ ڈالوں گا۔ پس تو نے شرک کے سوا (باقی سب باتوں کا) انکار کیا۔

(۷۰۸۴) حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ اِلَّا قَوْلَهٗ وَلَا اُدْخِلَكَ النَّارَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْهُ.

(۷۰۸۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح حدیث روایت کرتے ہیں البتہ اس حدیث میں ''میں تجھ کو جہنم میں داخل نہ کروں گا'' مذکور نہیں۔

(۱۱۴۰) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْاٰخَرُوْنَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يُقَالُ لِلْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا اَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهٗ قَدْ سُئِلْتَ اَيْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

(۷۰۸۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن کافر سے کہا جائے گا اگر تیرے لیے زمین بھر کے سونا ہوتا تو کیا تو اسے عذاب سے بچنے کے لیے فدیہ کر دیتا؟ تو وہ کہے گا: جی ہاں! تو اُس سے کہا جائے گا: تجھ سے اس سے بھی آسان چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

(۱۱۴۱) وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ح وَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ كِلَاهُمَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَيُقَالُ لَهٗ كَذَبْتَ قَدْ سُئِلْتَ مَا هُوَ اَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ.

(۷۰۸۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اسے کہا جائے گا: تو نے جھوٹ کہا حالانکہ تجھ سے اس سے آسان چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

(۱۱۴۲) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلٰى رِجْلَيْهِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَ عِزَّةِ رَبِّنَا.

(۷۰۸۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کفار کو کیسے چہرے کے بل جمع کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: کیا وہ (اللہ عزوجل) جو دُنیا میں اسے پاؤں کے بل چلاتا ہے وہ قیامت کے دن اسے چہرے کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے؟ یہ حدیث (سن کر) قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: کیوں نہیں! ہمارے پروردگار کی عزت کی قسم۔

(۱۱۴۳) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَ اللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صِبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَ اللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ.

(۷۰۸۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم والوں میں سے اُس آدمی کو لایا جائے گا جو اہلِ دنیا میں سے (دُنیا میں) بہت نعمتوں والا تھا۔ پھر اُس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی بھلائی

بھی دیکھی تھی؟ کیا تجھے کبھی کوئی نعمت بھی ملی تھی؟ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! اللہ کی قسم نہیں (ملی) اور (پھر) اہلِ جنت میں سے اُس آدمی کو پیش کیا جائے گا جسے دنیا میں لوگوں سے سب سے زیادہ تکلیفیں آئی ہوں گی۔ پھر اُسے جنت میں ایک دفعہ غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف بھی دیکھی؟ کیا تجھ پر کبھی کوئی سختی بھی گزری؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اللہ کی قسم نہیں، کبھی کوئی تکلیف میرے پاس سے نہ گزری اور نہ ہی میں نے کبھی کوئی شدت وسختی دیکھی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں نو حدیثیں ہیں۔ ان میں اللہ کی ذات باری تعالیٰ کے سب سے زیادہ صابر ہونے کا ذکر ہے۔

اس باب کا عنوان طبع شدہ مسلم میں باب فی الکفار ہے اور اسی کو لیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام نے اس کا عنوان **لا احد اصبر علی اذی من اللہ عزّ و جلّ** قائم کیا ہے جو حدیث باب کا ایک قطعہ ہے۔ **وللناس فیما یعشقون مذاهب** . بندہ کی رائے یہ ہے کہ اس کا عنوان **باب الاذی من الکفار و العفو من اللہ** ہونا چاہئے۔

حدیث اوّل: لا احد اصبر علی اذی . نوویؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حلم ووسعت والی ذات ہے کہ کفار کی بڑی سے بڑی مصیبت کے باوجود انہیں رزق دیا۔ اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کیلئے علم وحلم اور وسعت وصبر کو ثابت کرنا ہے۔ مازریؒ کہتے ہیں کہ صبر کا معنیٰ **منع النفس من الا نتقام** اس لئے لفظ صبر اللہ کیلئے بولا گیا ہے۔ قاضیؒ کہتے ہیں **الصبور** (مبالغہ کا صیغہ) اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہے اور صبور کہتے ہیں معصیت وایذاء پر جلدی انتقام نہ لینے والا۔ صبور وحلیم قریب قریب ہیں۔ **الحلیم هو الصفوح مع القدرة علی الا نتقام** . حلیم انتقام پر قدرت کے باوجود درگذر کرنے والا۔ اذی تکالیف سے مراد اللہ کے بندوں کی تکلیفیں ہیں۔ کیونکہ مخلوق کی تکلیف کا تعلق خالق سے نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ یہ تو صفت نقص ہے اور اللہ منزہ ذات ہے۔ مبالغۃً اذی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی مراد اللہ کے نیک بندے انبیاء شہداء صالحین کی ایذاء ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ **اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ** (احزاب ۵۷) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں پھٹکار ہے اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔ شیخ الاسلام نے یہ کہا ہے کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ کفار اللہ کے ساتھ عصیان وطغیان اور کفران کا معاملہ کرتے ہیں اگر کسی مخلوق سے ایسا کرتے تو تکلیف کا سبب ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ تأثر و انفعال سے پاک ہے اس لئے اللہ کو ایذاء نہیں ہوتی لیکن بہر حال ان کے اعمال یقیناً قابل ایذاء ہیں۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ ان سے رزق وعطا نہیں روکتے۔

حدیث رابع: اس میں کافروں کی حالت زار کا ذکر ہے۔ کہ کل ایک پیسہ کیلئے نہیں بلکہ خالی تصدیق نہیں کرتے تھے اور آج سب کچھ دینے کو تیار! اب کیا فائدہ جب چڑیا چگ گئی کھیت سارا؟ **لأهون اهل النار. قیل هو ابو طالب** ابن حجرؒ نے اس کا نام ذکر کیا ہے۔ **اردت منك اهون من هذا و انت فی صلب آدم ای طلبت و امرت.** یعنی تجھ سے ہلکا سا مطالبہ تھا لیکن تو نے کان بھی نہ دھرا۔ اس سے مراد عہد الست ہے جب صلب آدم میں تھے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (اعراف ۱۷۲)
یاد کرو اس وقت کو جب تیرے رب نے انسانوں سے عہد لیا پشت آدم میں اور انہیں گواہ بھی ٹھہرایا ان پر کیا میں تمہارا رب نہیں! دنیا میں آکر جس نے پورا کیا اور مانا تو کامیاب اور مؤمن اور جس نے بدعہدی کی تو ناکام و کافر ہوا۔ تو نے شرک کو ہی اختیار کیا۔

حدیث سابع: فیقال له کذبت . تو نے جھوٹ بولا کہہ رہا ہے کرتا نہیں پہلے بھی تو عہد میں ماننے کا وعدہ کیا پھر نافرمان ہو گیا۔ جیسے اس آیت میں ہے کہ اگر انہیں دنیا میں بھیج دیں تو بھی یہ سرکش رہیں گے۔ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ. (انعام ۲۸) اس تشریح سے یہ سوال بھی دور ہو گیا کہ حدیث میں کذبت اور آیت میں ہے دینگے۔ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (زمر ۴۷) اور اگر ان ظالم کافروں کے پاس دنیا اور اس کی مثل اتنا اور ہو تو بھی قیامت کے دن عذاب سے نجات پانے کیلئے یہ دیدیں۔ یہ خالی کہنا ہے کرتا نہیں۔

حدیث ثامن: کیف یحشر الکافر علی وجهه . گویا اس نے سورۂ فرقان کی آیت پر تعجب کیا۔ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ (فرقان ۳۴) وہ لوگ منہ کے بل جہنم کی طرف لائے جائیں گے۔ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ہر صورت میں چلانے پر قدرت رکھتے ہیں پاؤں سے چلنا بھی تو اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے ورنہ سب سے پہلے انسان کو کیا علم تھا کہ کس طرح چلنا ہے۔ بزار کی روایت میں ہے یحشر الناس علی ثلاثة اصناف :صنف علی الدوابّ. و صنف علی اقدامهم و صنف علی وجوههم فقیل کیف یمشون علی وجوههم (از تکملہ) لوگ تین گروہوں میں جمع کئے جائیں گے۔ (۱) سوار (۲) پیادہ (۳) چہروں کے بل چلنے والے تو کہا گیا چہروں پر کیسے چلیں گے۔ مقربین سوار عام مسلمین پیادہ منکرین اوندھیں منہ۔

نکتہ! منہ کے بل چلانے کے متعلق علماء کہتے ہیں کہ یہ دنیا میں پیشانی نہ جھکانے اور سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سجدہ کی توفیق دیتے رہیں۔ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ (سورۃ الملک ۲۲) میں بھی اسی کا ذکر ہے۔

حدیث تاسع: یؤتی بانعم اهل الدنیا . سب سے زیادہ نازو نعم میں رہنے والا لایا جائے گا۔ جس نے رب کو ناراض کیا ہوگا۔ فیصبغ فی النار صبغة ای مرّة . یعنی ایک ڈبکی ملے گی۔ لا و الله یا ربّ. اس شدت تکلیف سے سب کچھ بھول جائیگا۔ اور تکلیفوں میں زندگی بسر کرنے والا مؤمن جنت کے ایک نظارے سے سب تکالیف بھول جائیگا پھر ہمیشہ کیلئے راحت میں رہے گا۔
اللهم انجنا من النار و ادخلنا الجنة مع الابرار[1]

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۱۹۹) باب جَزَآءُ الْمُؤْمِنِ بِحَسَنَاتِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَتَعْجِیْلُ حَسَنَاتِ الْکَافِرِ فِی الدُّنْیَا.

(۱۲۳۶) باب: مومن کو اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا اور آخرت (دونوں) میں ملنے اور کافر کی نیکیوں کا بدلہ صرف دنیا میں دیئے جانے کے بیان میں

(۱۱۴۴) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَیْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا هَمَّامُ بْنُ یَحْیٰی عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ﷺ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً یُعْطٰی بِهَا فِی الدُّنْیَا وَ یُجْزٰی بِهَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَةِ لَمْ تَکُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ یُجْزٰی بِهَا.

(۷۰۸۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کسی مومن سے ایک نیکی کا بھی ظلم نہیں کرے گا۔ دنیا میں اسے اس کا بدلہ عطا کیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اسے اس کا بدلہ عطا کیا جائے گا اور کافر کو دنیا میں ہی بدلہ عطا کر دیا جاتا ہے جو وہ نیکیاں اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخرت میں فیصلہ ہوگا تو اس کے لیے کوئی نیکی نہ ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔

(۱۱۴۵) حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّیْمِیُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ ﷺ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْکَافِرَ اِذَا عَمِلَ حَسَنَةً اُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِنَ الدُّنْیَا وَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَدَّخِرُ لَهٗ حَسَنَاتِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ وَ یُعْقِبُهٗ رِزْقًا فِی الدُّنْیَا عَلٰی طَاعَتِهٖ.

(۷۰۹۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کافر کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دنیا سے ہی اُسے لقمہ کھلا دیا جاتا ہے اور مومن کے لیے اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو آخرت کے لیے ذخیرہ کرتا رہتا ہے اور دنیا میں اپنے اطاعت پر اسے رزق عطا کرتا ہے۔

(۱۱۴۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّیُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمَعْنٰی حَدِیْثِهِمَا.

(۷۰۹۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں مومن کو نیکیوں پر دنیا و آخرت کے اور کافر کو صرف دنیا کے بدلے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: ان الله لا یظلم مؤمنا حسنة. طیبیؒ شارح مشکوۃ کہتے ہیں کہ لا یظلم یعنی لا ینقص متعدی بدو مفعول ہے۔

مؤمنا مفعول اوّل اور حسنۃ مفعول ثانی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب مؤمن کوئی عمل صالح اور اچھائی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دنیا میں رزق میں برکت عافیت امن وسکون وغیرہ عطا کرتے ہیں اور آخرت میں بھی بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے۔ اور کافر جب کوئی نیکی سخاوت صلہ رحمی وہمدردی کرتا ہے تو اسے دنیا میں بدلہ ملتا ہے مثلاً قید سے رہائی، غرقابی سے نجات، دیوالیہ سے بچاؤ لیکن آخرت میں کچھ نہیں۔ يعطى بها فى الدنيا و يجزى بها فى الآخرة . علامہ طیبیؒ نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ عطاء و جزاء دو لفظوں کے ذکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جو مؤمن کو ملتا ہے فضل عطیہ واحسان ہے جزاء اور بدلہ نہیں جزاء آخرت میں ملے گی۔ جزاء بھی برابر سرابر نہیں بڑھا کر۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (انعام ۱۶۰) جو ایک نیکی لائے گا اس کیلئے دس گنا۔ (لیکن صرف نیکی کرے نہیں بلکہ بچا کر لے آئے) فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ (بقرہ ۲۶۱) ایک کے بدلے سو۔ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ (تغابن ۱۷) اللہ کو قرض دو تو وہ تمہارے لئے دوگنا کر دے اور تمہیں معاف بھی کر دے۔ انّما يو فى الصبرون اجرهم بغير حساب (زمر ۱۰) صبر پر بے شمار اجر۔ نیکی پر مؤمن کو عطائے جزاء اور اللہ کی رضا اور قرب حاصل ہونگے کافر کو صرف دنیا میں عطاء ہوگا اور شرط ایمان نہ ہونے کی وجہ سے آخرت کی جزاء اور اللہ کی رضاء سے محروم رہیں گے۔ اجعلتم سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام كمن آمن بالله.... لا يستوون عند الله (توبہ رکوع ۳) کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد کی تعمیر (صرف اعمال) کو ایمان کی مثل قرار دیا ہے۔ یہ اللہ کے ہاں برابر نہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال معتبر نہیں [1]

(۲۰۰) باب مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالزَّرْعِ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الْكَافِرِ كَشَجَرِ الْاَرْزِ

(۱۲۳۷) باب: مؤمن کی مثال کھیتی کی طرح اور منافق وکافر کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے

(۱۱۴۷) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيْحُ تُمِيْلُهٗ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيْبُهُ الْبَلَاءُ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْاَرْزِ لَا تَهْتَزُّ حَتّٰى تَسْتَحْصِدَ.

(۷۰۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی مثال کھیتی کی طرح ہے کہ اُسے ہمیشہ ہوا جھکاتی رہتی ہے اور مؤمن کو بھی مصیبتیں پہنچتی رہتی ہیں اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو حرکت نہیں کرتا یہاں تک کہ جڑ سے اُکھیڑ دیا جاتا ہے۔

(۱۱۴۸) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّ فِىْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ مَكَانَ قَوْلِهٖ تُمِيْلُهٗ تُفِيْئُهٗ.

(۷۰۹۳) اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۱۱۴۹) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفِيْئُهَا الرِّيْحُ تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَ تَعْدِلُهَا اُخْرٰى حَتّٰى تَهِيْجَ وَ مَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْاَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ عَلٰى اَصْلِهَا لَا يُفِيْئُهَا شَيْءٌ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً.

(۷۰۹۴) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی مثال کھیتی کے سرکنڈے کی طرح ہے۔ ہوا اُسے جھونکے دیتی ہے۔ ایک مرتبہ اسے گرا دیتی اور ایک مرتبہ اسے سیدھا کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ خشک ہو جاتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے اُس درخت کی ہے جو اپنے تنے پر کھڑا رہتا ہے اسے کوئی بھی (ہوا) نہیں گراتی یہاں تک کہ ایک ہی دفعہ جڑ سے اُکھڑ جاتا ہے۔

(۱۱۵۰) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفِيْئُهَا الرِّيَاحُ تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا مَرَّةً حَتّٰى يَاْتِيَهُ اَجَلُهُ وَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ مَثَلُ الْاَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ الَّتِيْ لَا يُصِيْبُهَا شَيْءٌ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً.

(۷۰۹۵) حضرت عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کی مثال کھیتی کے سرکنڈے کی طرح ہے ہوا اسے جھونکے دیتی رہتی ہے کبھی اسے گرا دیتی اور کبھی سیدھا کر دیتی ہے یہاں تک کہ اس کا مقررہ وقت آ جاتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے جو اپنے اس تنے پر کھڑا رہتا ہے جسے کوئی آفت نہیں پہنچتی یہاں تک کہ ایک ہی دفعہ جڑ سے اُکھڑ جاتا ہے۔

(۱۱۵۱) وَ حَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ اَنَّ مَحْمُوْدًا قَالَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ بِشْرٍ وَ مَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْاَرْزَةِ وَاَمَّا ابْنُ حَاتِمٍ فَقَالَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَا قَالَ زُهَيْرٌ.

(۷۰۹۶) حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ارشاد فرمایا۔ البتہ محمود نے بشر سے اپنی روایت میں کہا: کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے اور ابن حاتم نے منافق کی مثال کہا ہے جیسا کہ زہیر نے کہا۔

(۱۱۵۲) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ابْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ وَ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ وَ قَالَا جَمِيْعًا فِيْ حَدِيْثِهِمَا عَنْ يَحْيٰى وَ مَثَلُ الْكَافِرِ مَثَلُ الْاَرْزَةِ.

(۷۰۹۷) اس سند سے یہ حدیث اسی طرح مروی ہے البتہ ان سب اسناد سے یہ مروی ہے کہ کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ ان میں مؤمن اور کافر کی حالتوں اور مثال کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: کمثل الزرع. کھیتی نرم ٹہنی۔ کہ ہوا اسے دائیں بائیں جھکا دیتی ہے کبھی زمین پر سلا دیتی ہے کبھی رخ بدل کر سیدھا کردیتی ہے۔ بس ہوا کے جھونکوں اور جھکڑ کی زد میں کبھی ادھر کبھی اُدھر یہی حال مسلمان کا ہے کہ مصائب وآلام امراض واعراض مشقت وملامت میں گھرا رہتا ہے لیکن آخرت کی راحت ونعمت کی امید پر صبر وشکر سے کام لیتا ہے۔ کمثل شجرة الأرز. أرز بفتح الهمزة و سكون الراء أرزن بھی کہا جاتا ہے قد آور قوی درخت۔ جو ہوا کے جھونکوں سے متأثر نہ ہو۔ ابوحنیفہ دینوریؒ کہتے ہیں کہ یہ عرب کے درختوں میں سے نہیں اور سنگلاخ زمین میں پیدا بھی نہیں ہوتا بہت زیادہ لمبا ہوتا ہے۔ قیل انه صنو بز. اس کی تعیین میں صنوبر کا نام لیا گیا ہے کہ اس میں یہ تعریف پوری آتی ہے۔ لیکن یہ تمثیل وتعیین ہوگی حصر نہیں کہ اس کے علاوہ کسی درخت کو اُرز نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ ایک مثال ہے ایسے اور درخت بھی ہوسکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کافر مثل اس درخت کے ہے جسے ہوا سے کوئی مضرّت ومنفعت نہیں بس سیدھا صحت مند کھڑا ہے جب گرا تو ختم اسی طرح کافر کو نیکیوں پر جزاء یا تکلیفوں سے گناہوں کی معافی تلافی نہیں۔ اس سے مراد نہیں کہ کافر کو مرض ومصیبت آتی ہی نہیں یہ تو مشاہدہ ہے کافر بیمار ہوتے ہیں مصیبتیں ان پر بھی آتی ہیں لیکن اس سے ان کے گناہ جھڑتے ہیں نہ درجات بلند ہوتے ہیں ہاں جزوی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ بعض کافروں کو اتنی مہلت ملتی ہے کہ پوری زندگی سر میں درد تک نہیں ہوا لیکن گرفت آئی تو ایک ہی ڈبکی میں کام تمام۔ واللہ یعلم ما فی الظلمات والارحام. حتی تستحصد. بصيغة المجهول یہاں تک کہ کاٹ دیا جاتا ہے۔ معروف بھی پڑھ سکتے ہیں کٹ جاتا ہے، گر جاتا ہے۔ جڑ سے نکل آتا ہے۔ یعنی کافر ایک ہی مرتبہ پکڑ میں آتا ہے۔

حدیث ثانی: تفیئه ای تمیله جھکا دیتی ہے۔

حدیث ثالث: کمثل الخامة. خامة کمزور ونرم گھاس۔ سرکنڈے، تازہ اگا ہوا پودا۔ یہ خوم سے ہے الف واو سے تبدیل شدہ ہے۔ حتی تهيج پک جاتا ہے یعنی ہمیشہ ہواؤں کی زد میں رہتا ہے حتی کہ مکمل ہوکر پھل پک جاتا ہے المجذبة. کھچا ہوا سیدھا۔ انجعافها اکھڑنا۔ انقلا عها. داؤدیؒ نے اس کا معنی انکسارها بھی لکھا ہے درمیان یا جڑ سے ٹوٹ جاتا ہے۔ مہلّبؒ نے اس تمثیل کی بہترین تشریح کی ہے کہ مؤمن کے پاس جب اللہ تعالیٰ کا حکم آتا ہے تو جھک جاتا ہے اور اطاعت کرتا ہے پھر اگر بھلائی پہنچے تو خوش ہوتا ہے بجالاتا ہے اور اگر مشقت ومصیبت آتی ہے تو سہتا اور صبر کرتا ہے اور اجر کی امید رکھتا ہے پھر جب تکلیف چلی جاتی ہے تو شکر میں سیدھا ہوتا ہے۔ اور کافر بس ان میں سے اس پر کوئی حالت بھی نہیں۔ بس دنیا میں سہولت اور آخر میں صعوبت مضبوط رہتا ہے جب اللہ ہلاکت کا ارادہ فرماتے ہیں تو یک لخت دھڑام سے ایسا گرتا ہے کہ سہارا بھی نہیں ملتا۔[1]

(۲۰۱) باب مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّخْلَةِ.

(۱۲۳۸) باب: مومن کی مثال کھجور کے درخت کی طرح ہونے کے بیان میں

(۱۱۵۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ۔السَّعْدِيُّ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالُوْا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ يَعْنُوْنَ ابْنَ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

[1] نووی. المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ هِيَ النَّخْلَةُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُمَرَ ﷺ قَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَ هِيَ النَّخْلَةُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كَذَا وَ كَذَا.

(۷۰۹۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اس کی مثال مسلمان کی طرح ہے۔ پس تم مجھے بیان کرو کہ وہ کونسا درخت ہے؟ پس لوگوں کا خیال جنت کے درختوں کی طرف گردش کرنے لگا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ پس میں نے شرم محسوس کی۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہی ہمیں بتا دیں وہ کونسا درخت ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔ کہتے ہیں پھر میں نے اس بات کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا: اگر تو کہہ دیتا کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو یہ میرے نزدیک فلاں فلاں چیز سے زیادہ پسندیدہ ہوتا۔

(۱۱۵۴) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ نِ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ الضُّبَعِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا لِاَصْحَابِهٖ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ شَجَرَةٍ مِثْلُهَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَذْكُرُوْنَ شَجَرًا مِنْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ وَاُلْقِيَ فِيْ نَفْسِيْ اَوْ رُوْعِيَ اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَجَعَلْتُ اُرِيْدُ اَنْ اَقُوْلَهَا فَاِذَا اَسْنَانُ الْقَوْمِ فَاَهَابُ اَنْ اَتَكَلَّمَ فَلَمَّا سَكَتُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ.

(۷۰۹۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: مجھے اس درخت کی خبر دو جس کی مثال مؤمن کی طرح ہے؟ پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنگل کے درختوں کا ذکر کرنا شروع کر دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ پس میں نے اسے کہنے کا ارادہ کیا لیکن میں وہاں موجود بڑے لوگوں کی وجہ سے بات کرنے سے ڈر گیا۔ جب وہ سب خاموش ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

(۱۱۵۵) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَا سَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا حَدِيْثًا وَاحِدًا قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاُتِيَ بِجُمَّارٍ فَذَكَرَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمَا.

(۷۱۰۰) حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ تک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہا۔ پس میں نے ان سے ایک حدیث کے سوا کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے نہیں سنی۔ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھے۔ آپ کی خدمت میں کھجور کے درخت کا گودا پیش کیا گیا۔ باقی حدیث اسی طرح ہے۔

(۱۱۵۶) وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِجُمَّارٍ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِهِمْ.

(۷۱۰۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجور کے درخت کا گودا پیش کیا گیا۔ باقی حدیث اسی طرح ہے۔

(۷۱۵۷) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخْبِرُوْنِیْ بِشَجَرَةٍ شِبْهِ اَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا یَتَحَاتُّ وَرَقُهَا قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لَعَلَّ مُسْلِمًا قَالَ وَتُؤْتِیْ (اُكُلَهَا) وَ كَذَا وَجَدْتُ عِنْدَ غَیْرِیْ اَیْضًا وَلَا تُؤْتِیْ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ وَ رَاَیْتُ اَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ لَا یَتَكَلَّمَانِ فَكَرِهْتُ اَنْ اَتَكَلَّمَ اَوْ اَقُوْلَ شَیْئًا فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ كَذَا وَ كَذَا.

(۷۱۰۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے۔ تو آپ نے فرمایا: مجھے ایسے درخت کی خبر دو جو مشابہ ہوتا ہے یا فرمایا: مسلمان مرد کے مشابہ ہوتا ہے کہ اُس کے پتے نہیں جھڑتے۔ ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: شاید کہ وہ مسلمان ہو۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا: انہوں نے شاید یہ کہا: وہ پھل دیتا ہے اور اسی طرح میں نے اپنے سے علاوہ کی روایات میں یہ پایا ہے کہ وہ ہر وقت پھل نہیں دیتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: پس میرے دل میں یہ بات واقع ہوگئی کہ وہ کھجور کا درخت ہوگا اور میں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نہیں بول رہے تو میں نے اس بارے میں کوئی بات کرنا پسند نہ کیا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم بتا دیتے تو یہ فلاں فلاں چیز سے زیادہ (میرے نزدیک) پسندیدہ ہوتا۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں پانچ حدیثیں ہیں۔ ان میں مؤمن کی نفع دینے میں کھجور کے ساتھ تشبیہ کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: و انّها مثل المسلم فحدّثونی ماهی. اس سے پہیلی نما سوال کرنے اور اصحاب وتلامذہ کے ذہن کو پرکھنے اور خوش طبعی کا ثبوت ہے۔

سوال! انه صلی الله علیه وسلم نهی عن الا غلوطات. رواہ ابوداؤد (از تکملہ) اس میں تو منع ہے اور حدیث باب میں اس قسم کے سوال کا ذکر وثبوت ہے؟

جواب! راوی حدیث اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ یہ بہت مشکل مسئلہ ہے۔

☆ شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ دراصل اس قسم کے سوال کے دو مقصد اور انداز ہوتے ہیں (۱) مجلس میں تازگی، چستی ونشاط اور تشحید اذہان کیلئے (۲) کسی کی خجالت ورسوائی اور مذاق کیلئے یا عاجز کرنے اور ہرانے کیلئے۔ قسم اوّل درست ہے اور حدیث باب میں اسی کا ذکر ہے قسم ثانی ممنوع ہے اور حدیث ابوداؤد میں اسی سے نہی موجود ہے۔ بخاری میں حدّثونی کی بجائے اخبرونی اور انبئونی بھی ہے اور تینوں لفظ عندالمحدثین مستعمل ہیں۔ **فو قع الناس فی شجر البوادی.** یعنی سب نے بیٹھے بیٹھے اپنی فکریں جنگلات کے درختوں کی طرف دوڑادیں لیکن مسجد نبوی کے سامنے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی کھجوروں کی طرف کسی کا خیال ہی نہ گیا **و وقع فی نفسی انّها النخلة.**

سوال! ابن عمر نے جواب کیوں نہ دیا؟

جواب! راوی حدیث ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میرا خیال کھجور کی طرف گیا لیکن ادب کی وجہ سے میں خاموش رہا۔ ابن عمرؓ کا خیال کھجور کی طرف اس لئے گیا کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمار (کھجور کی گری) تھی اور آپ تناول فرمارہے تھے اس دلالت حال کی وجہ سے ابن عمرؓ سمجھ گئے۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ آدمی کو اس قسم کے سوالات میں اپنے ارد گرد اور کیفیت حاضرہ پر غور کرنا چاہئے۔ اسی طرح سائل کو بھی چاہئے کہ بعید نہیں بلکہ کوئی قریبی چیز کے متعلق سوال کرے تاکہ کچھ نہ کچھ قرینہ رہے۔

فاستحییت: یہ حیاء کبار صحابہ کرام کی موجودگی کی وجہ سے تھا جواب نہ دینے کی وجہ اس میں موجود ہے کہ حیاء وادب کی وجہ سے نہ بولے۔ حدیث میں ہے۔ **فأردت ان اقول هي النخلة فا ذا انا اصغر القوم فسكت** (بخاری ج۱ص۱۷) اس میں جمار کا ذکر بھی ہے۔ اسی طرح **انا عاشر عشرة** اور **رأيت ابا بكر و عمر يتكلّمان فكرهت ان اتكلّم**۔ کے الفاظ بھی بخاری شریف میں ہیں۔ اس سے آداب کا بھی سبق ملا کہ آدمی کو جواب دینے میں جلدی اور بڑوں پر تقدیم نہ کرنی چاہئے جب وہ خاموش ہوں انتظار کریں وہ جواب دیں تو فبہا ورنہ جواب دیدیں۔ **هي النخلة**.

کھجور کے درخت کو مسلمان کے ساتھ تشبیہ کی وجہ: علامہ عینیؒ کہتے ہیں کہ اس میں اہل علم کا اختلاف ہے (۱) بعض کہتے ہیں کہ کثرت خیر کی وجہ سے کھجور کے ساتھ تشبیہ ہے۔ کہ اس کا سایہ، پھل، پورا سال رہتے ہیں بخلاف دوسرے درختوں اور پھلوں کے کہ موسم کے مطابق ان کا سایہ بھی ہوتا ہے اور پھل بھی موسم ختم ہوتے ہی پتے جھڑ جاتے ہیں اور پھل ختم ہو جاتا ہے۔ کھجور کا پھل بسر، مذنب، رطب، تمر ہر قسم سے استعمال ہوتا ہے اور پورا سال ملتا ہے (بلکہ یوں کہیں کہ جب سے کھجور پیدا کی گئی آج تک ختم نہیں ہوئی) اسی طرح اس کے پتے، شاخیں، چھال، تنا، خوشے سب استعمال میں آتے ہیں۔ کہ شہتیر، عصا، چٹائیاں تھیلے وغیرہ بنتے ہیں گٹھلی تک اونٹوں کیلئے استعمال وغذا میں آجاتی ہے پھر کھجور کے پیڑ کی خوبصورتی طویل ومضبوط جسامت چھتری نما یہ سب کھجور کی خصوصیات وفوائد ہیں۔۔ بعینہ اسی طرح مؤمن بھی کثرت خیر اور حسنات و بھلائیوں کا مجموعہ ہے۔ اطاعت، حسن اخلاق، صوم و صلوۃ، مداومت صدقات وزکوۃ مسابقت وغیرہ بہت اعمال ہیں کہ مسلمان ہر وقت ان میں مصروف عمل رہتا ہے اور کھجور کے پھل کی طرح پورا سال بلکہ پوری زندگی اعمال میں گذارتا ہے۔ (۲) بعض کہتے ہیں کہ کھجور کا سر جب کاٹ دیا جائے تو ختم ہو جاتی ہے مسلم کی مثال بھی ایسی ہی ہے بخلاف دیگر درختوں کے کہ دوبارہ ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔ (۳) بعض کہتے ہیں کہ کھجور تأبیر اور جفتی کے بغیر بارآور نہیں ہوتی یہ وجہ تشبیہ ہے۔ (۴) جب اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے دل کے ٹکڑے ہونے سے آدمی مر جاتا ہے۔ (۵) کھجور بالکل طویل القامہ بلند ہوتی ہے اور مسلمان کے اعمال اور روح بھی بلندی پر جاتے ہیں۔ **اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ** (فاطر ۱۰) اسی کی طرف اچھے کلمے، پاکیزہ کلمے اور نیک عمل بلند ہوتے ہیں **كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ** (مطففین ۱۸) بیشک نیک لوگوں کا اعمال نامہ علیین میں ہے۔ ان میں سے بعض تشبیہات مطلقاً انسان کے ساتھ ہیں اور مسلم وکافر سب کو شامل ہیں اوضح واوفق پہلی دو ہیں۔ وقیل آخر۔ واللہ اعلم۔

قرآن کریم میں بھی کھجور کو شجرۃ طیبۃ کہا گیا اور کلم الطیب مسلم کیلئے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ (ای الی السماء عالیة) تؤ تی اکلها کلّ حین با ذن ربها (ابراہیم ۲۴) کیا آپ نے دیکھا کہ رب تعالیٰ نے پاکیزہ کلمے کی عمدہ درخت بلند کے ساتھ کیسے تشبیہ دی کہ اس کی جڑ مضبوط اور شاخیں آسمان کی طرف بلند ہیں۔ کہ زمانہ میں اللہ کے حکم سے پھل دیتا ہے (اور پورا سال اس کا پھل رہتا ہے) أحب الیّ من کذا و کذا. ابن حبانؒ نے شدید حمر النعم زیادہ کیا ہے۔ یہ اس لئے تھا کہ جواب کی وجہ سے ابن عمرؓ کی ذہانت وذکاوت کا علم واظہار ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا دیتے جیسے حبر هذه الامة ابن عباسؓ کو دعا دی تھی کما مرّ فی ذکر ابن عباس. اس سے اپنے بیٹے کی تعریف وحوصلہ افزائی کی خواہش کے درست اور غیر مذموم ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

حدیث ثانی: فی نفسی او رُوعی. دل اور جی میں آئی۔ فاذا اسنان القوم کبیر السن عمر رسیدہ کبار وشیوخ۔

حدیث ثالث: اَلّا جذیئا و احدًا. اس میں کثرت حدیث اور سرد حدیث سے اجتناب واحتیاط کا ذکر ہے تا کہ آدمی خطأ سے بچ سکے اور من طال کلامه کثر غلطه سے بچیں۔ فا تی جمّار بضم الجیم و تشدید المیم. هو لبّ یخرج من قلب النخلة و یؤ کل. وہ نرم گودا ہے جو کھجور کے دل (بالائی حصہ) سے نکلتا ہے اور کھایا جاتا ہے۔ کھجور کی گری۔

حدیث خامس: لا یتحاتّ ورقها. ای لا یتساقط اس کے پتے نہیں جھڑتے یہ ح،ت،ت مضاعف ثلاثی باب تفاعل سے ہے بمعنی پتے جھڑنا۔ لعلّ مسلما قال و تؤتی اکلها. یہ صحیح مسلمؒ کے راوی امام مسلم کے تلمیذ ابواسحاق ابراہیم بن سفیانؒ کا مقولہ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ابواسحاق کو امام مسلم سے و تؤ تی اکلها بغیر لا کے اور دوسری اسناد سے و لا تؤ تی اکلها لا کے ساتھ روایت ملی لیکن صحیح الفاظ امام مسلم کے ہیں جو لا کے بغیر ہیں باقی دوسروں سے جو لا کے ساتھ پہنچے ہیں وہ مرجوح ہیں اور یہی بات قرآن کریم کے الفاظ کے مطابق ہے پتے نہیں جھڑتے اور پھل دیتا ہے۔ یہ نہ کہیں گے کہ پھل نہیں دیتا۔ اس عبارت کا مقصد امام مسلم کی تصویب ہے اور ابواسحاق اپنی اور دیگر کی تغلیط کر رہے ہیں۔[1]

(۲۰۲) باب تَحْرِيْشِ الشَّيْطٰنِ وَ بَعْثِهٖ سَرَايَاهُ لِفِتْنَةِ النَّاسِ وَ اَنَّ مَعَ كُلِّ اِنْسَانٍ قَرِيْنًا.

(۱۲۳۹) باب: شیطان کا لوگوں میں فتنہ وفساد ڈلوانے کے لیے اپنے لشکروں کو بھیجنے اور ہر انسان کے ساتھ ایک ساتھی ہونے کے بیان میں

(۱۱۵۸) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ.

---

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۷۱۰۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک شیطان تحقیق مایوس ہو چکا ہے اس بات سے کہ نمازی حضرات اس کی جزیرۂ عرب میں عبادت کریں لیکن وہ ان میں لڑائی اور فساد کرا دے گا۔

(۱۱۵۹) وَ حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

(۷۱۰۴) اس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۱۱۶۰) وَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ عَرْشَ اِبْلِيْسَ عَلَى الْبَحْرِ فَيَبْعَثُ سَرَايَاهُ يَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً.

(۷۱۰۵) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' ابلیس کا تخت سمندر پر ہوتا ہے۔ پس وہ اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو فتنہ میں ڈالیں۔ پس ان لشکر والوں میں سے اُس کے نزدیک بڑے مقام والا وہی ہوتا ہے جو ان میں سب سے زیادہ فتنہ ڈالنے والا ہو۔

(۱۱۶۱) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ كُرَيْبٍ قَالَا اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِیْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَ كَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِیْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ امْرَاَتِهٖ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَ يَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اُرَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهٗ.

(۷۱۰۶) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر وہ اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے پس اُس کے نزدیک مرتبے کے اعتبار سے وہی مقرب ہوتا ہے جو فتنہ ڈالنے میں اُن سے بڑا ہو۔ ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے اس اس طرح کیا تو شیطان کہتا ہے: تو نے کوئی (بڑا کام) سرانجام نہیں دیا۔ پھر ان میں ایک (اور) آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے (فلاں آدمی) کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈلوا دی۔ شیطان اُسے اپنے قریب کر کے کہتا ہے۔ ہاں! تو ہے (جس نے بڑا کام کیا ہے) اعمش نے کہا' میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: وہ اسے اپنے سے چمٹا لیتا ہے۔

(۱۱۶۲) حَدَّثَنِیْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ يَبْعَثُ الشَّيْطٰنُ سَرَايَاهُ فَيَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَعْظَمُهُمْ عِنْدَهٗ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً.

(۷۱۰۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: شیطان اپنے لشکریوں کو بھیجتا ہے وہ

لوگوں میں فتنہ ڈالتے ہیں۔ پس ان میں سے مرتبہ کے اعتبار سے وہی زیادہ بڑا ہوتا ہے جو ان میں سے فتنہ ڈالنے کے اعتبار سے بڑا ہو۔

(۱۱۶۳) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ وَاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُکِّلَ اللّٰهُ بِهٖ قَرِیْنَهٗ مِنَ الْجِنِّ قَالُوْا وَاِیَّاكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَاِیَّایَ اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ.

(۷۱۰۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک آدمی کے ساتھ اس کا (ہمزاد) جن ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: آپ کے ساتھ بھی اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: اور میرے ساتھ بھی۔ مگر اللہ نے مجھے اس پر مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ پس وہ مجھے نیکی ہی کا حکم کرتا ہے۔

(۱۱۶۴) حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ یَعْنِیَانِ ابْنَ مَهْدِیٍّ عَنْ سُفْیَانَ ح وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ آدَمَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رَزِیْقٍ کِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُوْرٍ بِاِسْنَادِ جَرِیْرٍ مِثْلَ حَدِیْثِهٖ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ سُفْیَانَ وَقَدْ وُکِّلَ بِهٖ قَرِیْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ قَرِیْنُهٗ مِنَ الْمَلَائِکَةِ.

(۷۱۰۹) ان اسناد سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔ البتہ سفیان رحمہ اللہ کی حدیث میں ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ اُس کا ساتھی جن اور ایک ساتھی فرشتہ مقرر کیا گیا ہے۔

(۱۱۶۵) حَدَّثَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَیْلِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ صَخْرٍ عَنِ ابْنِ قُسَیْطٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَیْلًا قَالَتْ فَغِرْتُ عَلَیْهِ فَجَاءَ فَرَاٰی مَا اَصْنَعُ فَقَالَ مَالَكِ یَا عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَغِرْتِ فَقُلْتُ وَمَا لِیْ لَا یَغَارُ مِثْلِیْ عَلٰی مِثْلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقَدْ جَاءَكِ شَیْطَانُكِ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ مَعِیَ شَیْطَانٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَ مَعَ کُلِّ اِنْسَانٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَ مَعَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَلٰکِنْ رَبِّیْ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ حَتّٰی اَسْلَمَ.

(۷۱۱۰) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے۔ جب مجھے اس پر غیرت آئی۔ پس آپ تشریف لائے تو دیکھا کہ میں کیا کر رہی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ کیا تجھے غیرت آئی؟ میں نے عرض کیا: مجھے کیا ہے کہ مجھ جیسی عورت کو آپ جیسے مرد پر غیرت نہ آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس تیرا شیطان آیا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: کیا ہر انسان کے ساتھ ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن میرے رب نے اُس کے خلاف میری مدد کی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں۔

ان میں شیطان کے ابھارنے، ورغلانے اور انسانوں کو برائیوں میں ڈالنے کا ذکر ہے تاکہ انسان بچ سکے۔

حدیث اول: ان یعبدہُ المصلّون فی جزیرۃ العرب . یعنی شیطان شرک و بت پرستی، کلمہ کفر اور غلبہ کفار سے ناامید ہو چکا کہ جزیرۂ عرب میں اب یہ خرافات و شرکیات نہ ہونگی۔ اور ایسے ہی ہوا۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔

سوال! مسیلمہ کذاب کے ساتھی، منکرین زکوۃ مرتد ہوئے پھر یہ کیسے فرمایا کہ شیطان عرب کے کفر سے ناامید ہو چکا۔

جواب! علی الاطلاق انکار و کفر کی نفی نہیں بلکہ شرک اور بتوں کی پوجا پاٹ کی نفی ہے اور یہ دو طائفے بت پرست نہ بنے تھے اگرچہ کافر ہو گئے تھے۔ ولکن فی التحریش بینھم. التحریش الاثارۃ ابھارنا۔ جھگڑے کینہ، بغض وحسد پیدا کرنا اور نفرت دلانا۔ اس میں آنحضرت ﷺ نے خصومت و فرقت اور کینہ وغیرہ سے بچنے کی تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ سب شیطانی عمل ہیں ان سے بچو۔

حدیث ثالث: ان عرش ابلیس علی البحر . العرش ھو سریر الملک (نوویؒ) تخت۔ یعنی اس کا مرکز سمندر ہے وہیں سے اپنے لشکر و شتونگڑے مسلمانوں کو بہکانے اور ورغلانے کیلئے بھیجتا ہے۔ طیبیؒ کہتے ہیں یہ احتمال ہے کہ اس کو اپنے ظاہر پر محمول کریں کہ شیطان سرکشی کی وجہ سے اپنا عرش پانی پر سجاتا ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے غلبے اور تسلط کی طرف کنایہ اور اشارہ ہو کہ سب پر غلبہ و تسلط پاتا ہے جیسے پانی پر تخت بچھانا اور جہنم میں بھی آگ کا تخت اس کیلئے ہو گا جس پر جہنمیوں سے خطاب کریگا۔ (دیکھئے ابن کثیر و خازن تفسیر سورۃ ابراہیم آیت ۲۲)

حدیث رابع: نعم انت. ای نِعْمَ العونُ انت. ہاں تو بہت اچھا مددگار ہے کہ میاں بیوی کے درمیان فرقت سے دونوں کیلئے بلکہ کئی لوگوں کیلئے برائی اور بے حیائی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اقتضاء النص سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی اقبح الاعمال و ابغض المباحات ہے اس سے اجتناب کیا جائے اور ایسے اسباب سے بالکل احتراز کریں جس سے یہ واقع ہو اور پوری زندگی کیلئے مصیبت بن جائے۔ الا یہ جب کوئی اصلاح کا چارہ نہ رہے۔ فیلتزمہ یعنی اسے سینے لگاتا اور شاباش دیتا ہے واہ کیا کام کر دکھایا۔ اب ہم غور کریں کہ شیطان کو خوش کرنا ہے یا رحمٰن کو راضی کرنا ہے۔ ورضوان من اللہ اکبر (توبہ۷۲) اللہ کی رجاء سب سے بڑی چیز ہے۔

حدیث سادس: وکلّ بہ قرینہ من الجنّ . یعنی ایک شیطان ایک انسان کے ساتھ مستقل لگ جاتا ہے جو اسے ہر وقت برائی کی طرف راغب کرتا اور پھسلاتا رہتا ہے اس کا نام وسواس ہے اور یہ شیطان کا بچہ ہوتا ہے جب انسان پیدا ہوتا ہے تو یہ بھی پیدا ہوتا ہے پھر اسی کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔ از تکملہ۔ ہوسکتا ہے ولادت کا مطلب پیدائش شیطان ہو کہ ایک شیطان اور بڑھ جاتا ہے۔ اصول کے مطابق وانت یارسول اللہ ہونا چاہئے ضمیر مرفوع منفصل۔ لیکن کیونکہ محاورات میں وسعت ہوتی ہے اس لئے یہ کہہ دیا۔ اعاننی علیہ فاسلم . بضم المیم یعنی میں اس کے شرّ سے محفوظ و سلامتی میں آ گیا۔ مجہول۔ اگر بفتح المیم معروف ہو تو معنی ہو گا وہ منقاد و مطیع ہو گیا اب مجھے شرّ کی طرف بلاتا ہی نہیں یہ اللہ کے فضل حفاظت و عصمت کی وجہ سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مامون ہوئے یا وہ منقاد ہوا دونوں صورتوں میں مقصد حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اور آپ کو شرّ کی دعوت نہیں دے سکتا۔ ذالک فضل اللہ۔

حدیث سابع: وقرینہ من الملئکۃ. اس کا نام ملھم ہے یہ بھی ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے جو اس کا قرین وساتھی

ہوتا ہے اور بھلائی کی طرف راغب کرتا رہتا ہے۔

حدیث ثامن: فغرت علیه . یعنی مجھے غیرت لاحق ہوئی اس گمان پر کہ آپ کسی دوسری زوجہ مطہرہ کے پاس تشریف لے گئے۔ جاء ك شیطانك . نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فکرمندی اور متغیر حالت سے بھانپ لیا کہ اس نے وہم کیا ہے جو ہوا نہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ فرمایا۔

فائدہ! ملائکہ، جن اور شیطان کی حقیقت: امام راغب اصفہانیؒ کہتے ہیں کہ انسان سے جو روحانی مخلوق پوشیدہ و مستور ہے۔ ان کی تین قسمیں ہیں۔(۱) جو سراپا خیر ہیں وہ فرشتے ہیں (۲) جو مجسمہ شرّ ہیں وہ شیطان ہیں (۳) جن میں خیر و شرّ دونوں ہیں وہ جن ہیں۔ ملائکہ نور سے اور جن نار سے پیدا ہوئے۔ قرآن کریم میں ہے۔ خلق الجانّ من مارج من نار . (رحمٰن ۱۵) جنوں کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا۔ اور شیطان جنوں میں سے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ کان من الجنّ فَفَسَقَ عن أمر ربّه(کہف ۵۰) ابلیس جنوں میں سے تھا سو اپنے رب کے حکم کا انکاری ہوا۔

فرشتوں کی تعریف: هو جسم نوری یتشکل با شکال مختلفة لا یذ کّر و لا یؤنّث . فرشتہ وہ ایک نورانی جسم ہے جو مختلف شکلیں بدل سکتے ہیں اور نر مادہ اور توالد و تناسل نہیں۔

جنوں کی تعریف: جسم ناری یتشکل باشکال مختلفة یذکر و یؤنث. جن ایک ناری جسم ہے جو مختلف شکلیں بدل سکتے ہیں مذکر و مؤنث ہوتے ہیں اور ان میں توالد و تناسل ہوتا ہے۔

ابلیس کی وجہ تسمیہ: ابلیس ابلاس و بلس بمعنی مایوس سے مشتق ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کی رحمت سے ناامید ہے بلکہ عذاب و لعنت میں گرفتار ہے۔ اس کا پہلا نام عزازیل تھا۔

تکبّر عزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد .

بڑائی نے ہی شیطان کو ذلیل کیا لعنت کی بیڑیوں میں قید کرادیا۔

جن کی وجہ تسمیہ: جن کو اس لئے جن کہتے ہیں کہ یہ پوشیدہ ہوتا ہے جیسے باغات کو جنت کہتے ہیں کہ درختوں نے زمین کو چھپایا ہوتا ہے یا باغ دیوار سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ ملک کی وجہ نہیں مل سکی۔ الّا یہ کہ یوں کہا جائے کہ فرشتے عالم ملکوت کے عجائبات کی خبریں رکھتے ہیں اور ملکوت میں آتے جاتے ہیں اس لئے مَلَکْ کہلائے جمع اس کی ملٰئکة ہے۔[1]

(۲۰۳) باب لَنْ یَّدْخُلَ اَحَدُ نِ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهٖ بَلْ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی

(۱۲۴۰) باب: کوئی بھی اپنے اعمال سے جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونے کے بیان میں

(۱۱۲۶) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ بُکَیْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لَنْ یُّنْجِیَ اَحَدًا مِّنْکُمْ عَمَلُہٗ قَالَ رَجُلٌ وَلَا اِیَّاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَلَا اِیَّایَ اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِرَحْمَۃٍ وَّلٰکِنْ سَدِّدُوْا.

(۷۱۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل نجات نہ دے گا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کو بھی؟ آپ نے فرمایا: مجھے بھی نہیں! مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا لیکن تم سیدھی راہ پر گامزن رہو۔

(۱۱۶۷) وَ حَدَّثَنِیْہِ یُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَی الصَّدَفِیُّ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُکَیْرِ ابْنِ الْاَشَجِّ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَ فَضْلٍ وَلَمْ یَذْکُرْ وَلٰکِنْ سَدِّدُوْا.

(۷۱۱۲) اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن اس میں ہے کہ اللہ اپنی رحمت اور فضل سے (ڈھانپ لے گا) اور ''تم سیدھی راہ پر گامزن رہو'' مذکور نہیں۔

(۱۱۶۸) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ یَعْنِیْ ابْنَ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُّدْخِلُہٗ عَمَلُہُ الْجَنَّۃَ فَقِیْلَ وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیْ رَبِّیْ بِرَحْمَۃٍ.

(۷۱۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی بھی آدمی کو اُس کا عمل جنت میں داخل نہ کرائے گا۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ میرا رب مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا۔

(۱۱۶۹) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ یُّنْجِیْہِ عَمَلُہٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِمَغْفِرَۃٍ مِّنْہُ وَ رَحْمَۃٍ وَ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ بِیَدِہٖ ھٰکَذَا وَاَشَارَ عَلٰی رَاْسِہٖ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِمَغْفِرَۃٍ مِّنْہُ وَ رَحْمَۃٍ.

(۷۱۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جسے اُس کا عمل نجات دلوا دے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے بھی نہیں مگر یہ کہ مجھے اللہ مغفرت اور رحمت سے ڈھانپ لے گا۔ ابن عون رحمہ اللہ نے کہا: اس طرح اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے سر پر اشارہ کر کے بتایا اور مجھے بھی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنی مغفرت کے ساتھ ڈھانپ لے گا۔

(۱۱۷۰) حَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ سُھَیْلٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ اَحَدٌ یُّنْجِیْہِ عَمَلُہٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَدَارَکَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِرَحْمَۃٍ.

(۷۱۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جسے اُس کے اعمال نجات دے

دیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ اپنی رحمت میں لے لے گا۔

(۱۱۷۱) حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبَّادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَنْ يُدْخِلَ اَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ بِفَضْلٍ وَ رَحْمَةٍ.

(۷۱۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کسی کو بھی اُس کے اعمال جنت میں داخل نہ کرائیں گے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنے فضل اور رحمت سے ڈھانپ لے گا۔

(۱۱۷۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَارِبُوْا وَ سَدِّدُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ لَنْ يَنْجُوَ اَحَدٌ مِنْكُمْ بِعَمَلِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَا اَنْتَ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَ فَضْلٍ.

(۷۱۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میانہ روی اختیار کرو اور سیدھی راہ پر گامزن رہو اور جان رکھو کہ تم میں کوئی بھی اپنے اعمال سے نجات حاصل نہ کرے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: میں بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانپ لے گا۔

(۱۱۷۳) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مِثْلَهُ.

(۷۱۱۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

(۱۱۷۴) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا كَرِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ.

(۷۱۱۹) اِس سند سے بھی یہ حدیث مبارکہ اسی طرح مروی ہے۔

(۱۱۷۵) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَ زَادَ وَ اَبْشِرُوْا.

(۷۱۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔ البتہ اضافہ یہ ہے کہ خوش ہو جاؤ۔

(۱۱۷۶) حَدَّثَنِیْ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ لَا يُدْخِلُ اَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيْرُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلَّا بِرَحْمَةٍ (مِنَ) اللّٰهِ.

(۷۱۲۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ تم میں کسی کو اُس کے اعمال جنت میں داخل نہ کریں گے اور نہ ہی اُسے جہنم سے بچائیں گے اور نہ مجھے مگر یہ کہ اللہ کی طرف سے رحمت کے ساتھ۔

(۷۱۷۷) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ ح وَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَدِّدُوْا وَ قَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّهٗ لَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ اَحَدًا عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهٗ وَاِنْ قَلَّ.

(۷۱۲۲) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیدھی راہ پر گامزن رہو اور میانہ روی اختیار کرو اور خوشخبری دو کیونکہ کسی کو اُس کے عمل جنت میں داخل نہ کرائیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: اور مجھے بھی نہیں' سوائے اسکے کہ اللہ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے گا اور جان لو اللہ کے (نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگر چہ کم ہو۔

(۷۱۷۸) وَ حَدَّثَنَاهُ حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ وَاَبْشِرُوْا.

(۷۱۲۳) اِس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے البتہ اس میں خوشخبری دو' مذکور نہیں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تیرہ حدیثیں ہیں۔ ان میں صرف عمل سے نہیں بلکہ اللہ کے فضل سے جنت میں جانے کا ذکر ہے۔

حدیث اول: لن ینجبی احد ا منکم عمله . تم میں سے کسی ایک کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکتا۔

عمل کے سبب سے جنت میں داخل ہونے کے متعلق اختلاف: اہل السنّت کا مذہب یہ ہے کہ ایجاب وتحریم، اوامر و نواہی اور ثواب وعقاب کا ثبوت عقل سے نہیں بلکہ یہ صرف اور صرف اللہ کے امر اور شارع علیہ السلام کے عمل سے ثابت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے اس پر جزاء سزاء میں کوئی ایک بھی واجب نہیں وہ قادر مطلق اور مالک الکل ہے جس سے جو کرنا چاہے کوئی مانع نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے فرماں برداروں اور اطاعت گذاروں کو جنت میں داخل کرینگے، انصاف وعدل سے سیاہ کاروں کو جہنم میں داخل کرینگے معتزلہ کا یہ نظریہ ہے کہ احکام شرعیہ کا ثبوت وعدم عقل سے ہے عقل اللہ نے کس لئے دی اور اللہ پر عمل کا بدلہ اور ثواب دینا واجب ہے اور بندے کے حق میں بہتر کو کرنا واجب ہے مطیع کو اس کے عمل کی وجہ سے بدلہ دینا اور عاصی کو اس کے عمل بد کی وجہ سے سزا دینا واجب ہے۔ یہ ایسا نظریہ مخترعہ ہے کہ اس کی بنیاد پر کئی نصوص ظاہرہ سے معتزلہ انکار کر بیٹھے احادیث باب از اوّل تا آخر ان کے نظریے کے بطلان پر دال ہیں اور اہل حق کے برحق مذہب کی مؤید ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل حق سے جوڑے رکھے اعتزال واختراع سے بچائے۔ آمین

سوال! حدیث باب کا یہ جملہ آیت قرآنی سے متعارض ہے۔ ونودوا ان تلکم الجنة اورثتموها بما کنتم تعملون

(اعراف ۴۳) اور اہل جنت کو پکار کر کہا جائیگا تمہیں نیک عمل کی وجہ سے جنت کا وارث و مالک بنایا گیا۔ و تلك الجنة التی اور ثتموها بما كنتم تعملون (زخرف ۷۲) اور یہ جنت ہے بسبب ان اعمال کے جو تم کرتے تھے تمہیں اس کا وارث بنادیا۔ ان میں جنت میں داخلے کا سبب اعمال کو فرمایا گیا ہے اور یہی معتزلہ کا استدلال ہے۔

جواب! اس کے متعدد جواب دیئے گئے ہیں۔ (۱) اعمال جنت میں داخلے کا سبب ظاہری ہیں جیسے کہ آیات کا مقتضی ہے اور اللہ کی رحمت دخول جنت کا سبب حقیقی ہے جیسے احادیث باب میں ہے۔ ولا منافاة بینهما. اور یہ شائع ہے کہ ایک چیز کے دو سبب ہوں سبب ظاہری اور سبب باطنی۔ مثلاً بخار کا سبب ظاہری تھکاوٹ اور سبب باطنی حرارت ہے اور یہ مسلم ہے کہ جو اعمال جنت میں داخلے کا ظاہری سبب ہیں یہ کونسا بنفسہ وجود میں آگئے بلکہ ان کی توفیق بھی تو اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائی ہے۔ وما توفیقی الا باللہ. انك لا تهدی من احببت ولكن الله یهدی من یشاء (قصص ۵۶) بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو چاہے بلکہ اللہ جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔ اللہ نے ایمان واطاعت کی توفیق دی یہ بھی اسی کی رحمت جنت میں داخل فرمائیں گے یہ اسی کی عنایت، تو عمل ورحمت دونوں سبب جمع ہیں۔ (۲) مملوک کی کمائی اور منافع مالک کیلئے ہوتے ہیں اپنے غلام کے کسی کام پر اگر مالک بدلہ دے تو یہ حقیقۃً مالک کی عنایت ہے اگرچہ ظاہراً بدلہ نظر آ رہا ہے ہم بندے اللہ کے خریدے ہوئے اسی کے پھر بھی ہمیں اعمال پر کچھ دیتا ہے تو یہ اس کی رحمت ہے۔ (۳) نفس دخول جنت تو اللہ کی رحمت سے ہوگا اور درجات کی بلندی اور تفاوت بقدر اعمال ہوگا ترجمہ آیت یوں ہوگا اے اہل جنت یہ درجات جنت تمہارے اعمال کے سبب ہیں۔ (۴) طاعات وحسنات قلیل ویسیر اور بدلہ کثیر اور غیر متناہی ہے اس لئے صرف اعمال کا بدلہ نہیں ہوسکتا ہے ورنہ بدلہ تو برابر ہوتا ہے حالانکہ یہاں تو انتہاء ہی نہیں۔ (۵) ابن حجرؒ نے یہ کہا ہے کہ صرف عمل دخول جنت کا سبب نہیں کیونکہ صرف عمل کافی نہیں عمل مقبول ہونا لازمی ہے اور بندوں کے اعمال وعبادات کو قبول کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے اس لئے عمل قبول ہونگے تو جنت میں جائیں گے اور قبولیت کا درجہ دینا اللہ کے کرم سے ہے۔ اس سے ثابت ہوا دخول جنت کا سبب حقیقی رحمت ہوئی جس کی وجہ سے عمل درجہ قبولیت پاکر سبب بنے جنت میں داخلے کا۔ فافهم و تامل ولا تعتزل . ورنہ عمل کافر بھی کرتے ہیں سخاوت، صلہ رحمی حسن سلوک وغیرہ۔ لیکن شرط ایمان کے فقدان کی وجہ سے قبول نہیں تو ان کیلئے جنت میں دخول بھی نہیں۔

خلاصہ کلام: محض عمل جنت کا سبب نہیں کیونکہ ان میں نقص اور کمی بہر کیف باقی رہتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں اعمال ناقصہ کو بھی جنت کے داخلے کا سبب قرار دیا ہے اس لئے آیات واحادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

و لكن سددوا . یہ جملہ دفع توہم کیلئے ہے کہ اعمال سے نجات ودخول جنت نہیں تو پھر ان کا فائدہ کیا یہ بے سود ہوئے فرمایا نہیں درستگی اختیار کرو بقدر وسعت وامکان اعمال کی اصلاح میں لگے رہو۔ یہی مقبولیت کا سبب ظاہری ہیں۔ سددوا ای اعملوا و اقصدوا بعملكم السداد و الصواب .

حدیث سابع: قاربوا ای اقربوا من السداد. میانہ روی اختیار کرو۔ لا تفرطوا فتجهدوا انفسكم فی العبادة . ابن

حجرؒ نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ حد سے تجاوز اور غلو نہ کرو کہ اپنے آپ کو عبادت میں تھکا دو پھر اور عمل چھوڑ بیٹھو! اور تفریط کا شکار ہو جاؤ نہیں افراط وتفریط سے ہٹ کر معتدل راہ پر چلو اور چلتے رہو۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ. (حجر ۹۹) موت تک اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو۔ بزارؒ نے ایک روایت عن جابر ﷺ نقل کی ہے جس کے بارے میں صحیح یہ ہے کہ مرسل ہے۔ انّ هذا الدين متين فأوغلوا فيه بر فق ولا تبعضوا الیٰ انفسكم عبادة الله فانّ المنبت لا ارضا قطع ولا ظهرا ابقى. از تکملہ۔ بے شک دین ایک سواری کی مانند ہے اس میں نرمی سے داخل ہو اور اپنے آپ کو عبادت سے مت اکتاؤ بے شک اپنی سواری کو تھکانے والا منزل مقصود پر پہنچتا ہے نہ سواری باقی رہتی ہے۔ آہستہ آہستہ چلاتا تو سواری بھی ہلاک نہ ہوتی اور خود بھی منزل پالیتا۔ بخاری کی روایت میں واغدوا وروحوا و شيء من الدلجة. واقصدوا القصد تبلغوا ستاؤ اور چلو اور رات کا کچھ حصہ آرام کرو آہستہ آہستہ پہنچ جاؤ گے۔

حدیث ثانی عشر: واعلموا انّ احبّ العمل الى الله ادومه و ان قلّ . جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل دائمی ہے بھلے تھوڑا ہو۔ اس میں بھی اعتدال ودوام کی تعلیم ہے۔ اس باب میں بتایا جارہا ہے کہ اعتدال کا مطلب ترک نہیں ہے بلکہ بقدر ہمت کرتے رہنا اور نیکی میں آگے بڑھنا چاہئے۔[1]

(۲۰۴) باب اِكْثَارِ الْاَعْمَالِ وَالْاِجْتِهَادِ فِي الْعِبَادَةِ .

(۱۲۴۱) باب: اعمال کی کثرت اور عبادت میں پوری کوشش کرنے کے بیان میں

(۱۱۷۹) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى حَتّٰى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ اَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ (اللّٰهُ) لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

(۱۲۴/۷) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح نماز پڑھی کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج گئے۔ تو آپ سے عرض کیا گیا: آپ ایسی مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ (اگر بالفرض ہوں) معاف کردیئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

(۱۱۸۰) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى وَرِمَتْ قَدَمَاهُ قَالُوْا قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

(۱۲۵/۷) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اتنا قیام فرمایا کہ آپ کے پاؤں مبارک میں ورم آگیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: تحقیق! اللہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرما چکا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں (اپنے رب عزوجل کا) شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۱۸۱۱) حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَيْلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ صَخْرٍ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى قَامَ حَتّٰى تَفَطَّرَتْ رِجْلَاهُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

(۷۱۲۶)سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اس قدر قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک پھٹ جاتے۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے، پچھلے سب گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ ان میں عبادت میں کوشش اور زیادہ ریاضت کی ترغیب کا ذکر ہے۔

حدیث اوّل: حتی انتفخت قدماه. اگلی روایت میں ہے۔ حتی ورمت قدماه .قدم مبارک پھول جاتے سوج جاتے، بخاری میں حتی ترم قدماه او ساقاه بھی ہے۔

حدیث ثالث: میں حتی تفطر قدماه .قدم پھٹ جاتے ان میں تعارض نہیں کیونکہ ورم وانتفاح اور تشقق قریب قریب ہیں کہ ایک کے بعد دوسری حالت پیدا ہوتی ہے۔ اتکلف هٰذا .تاء طرد اللباب حذف ہوئی ہے سابقہ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول حضرت عائشہ کا ہے۔ متن میں قائل کی صراحت نہیں۔ افلا اکون عبدا شکورًا. فاء سے پہلے ہمزہ استفہامیہ، فاء عاطفہ، معطوف علیہ محذوف ہے قرآن کریم میں بھی اس کی بہت مثالیں ہیں۔ اصل عبارت یہ ہے أ أترك تهجدا فلا اکون عبدًا شکورًا. کیا میں تہجد چھوڑ دوں کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ مغفرت وترقی درجات کا شکرادا نہ کروں؟ ابن بطالؒ کہتے ہیں کہ اس سے اپنے آپ کو عبادت اور مشقت میں ڈالنے کا ثبوت ہے بھلے جسم کو نقصان بھی ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ بخشے بخشائے معصوم اتنی عبادت کررہے ہیں عام امتی جس کو اپنے انجام کا بالیقین پتہ نہیں تو اس کو کتنی محنت کرنی چاہئے۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس میں اتنی شرط بڑھادیں کہ امتی اتنی ریاضت وعبادت کرے کہ جس سے ملال واکتاہٹ نہ ہو کیونکہ آپ ﷺ کی کیفیت وحالت تو منفرد تھی اور ملال کا اندیشہ تک نہ تھا بلکہ فرمایا: قرّة عيني في الصلوة. میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اخرجه النسائی .آدمی محنت تو کرے سستی اور کاہلی کو قریب نہ آنے دے اتنی حد تک کہ کل کو ہاتھ جوڑ کر نہ بیٹھ جائے۔ یہ بھی حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ خذوا من الاعمال ما تطيقون فانّ الله لا يملّ حتى تملّوا. جتنی ہمت ہو اتنا عمل کرو اللہ تعالیٰ نہیں تھکتے حتی کہ تم ہی تھکو اور ملال کرو۔

☆ برپاکاں راقیاس خود مگیر: اس میں صلوۃ الشکر کا بھی ثبوت ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ شکر لسان کے ساتھ ساتھ ارکان واعمال سے بھی ہوسکتا ہے جیسے اقوال سے ہوتا ہے اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا (سباء۱۳) فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (بقرة۱۵۲، ابراہیم ۷) قرطبیؒ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس مشقت وعبادت کا سبب گناہوں سے خوف اور مغفرت ورحمت کا طلب کرنا قرار دیا ہے کہ آپ ﷺ خوف وطلب کی وجہ سے اتنی عبادت کرتے تھے۔ اور جو کہتے ہیں کہ معصوم ہیں تو ان کے نزدیک کثرت عبادت کا سبب مغفرت وعطا پر شکر ہے اور عبد اشکورا سے یہی بات واضح ہوتی ہے اس لئے دوسری شق متعین ہے کہ آنحضرت

ﷺ کی عبادت وریاضت شکر کیلئے تھی۔

☆اس سے واضح ہوا (۱) بعض کے نزدیک عبادت خوف وطلب کیلئے تھی (۲) بعض کے نزدیک مغفور ومعصوم ہونے کی وجہ سے عبادت کی حاجت ہی نہیں (۳) مغفرت وعنایت پر شکریہ کیلئے تھی یہی آخری صورت واضح ہے۔[1]

(۲۰۵) بَابُ الْاِقْتِصَادِ فِي الْمَوْعِظَةِ .

(۱۲۴۲) باب: وعظ ونصیحت میں میانہ روی اختیار کرنے کے بیان میں

(۱۱۸۲) حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ بَابِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لِلّٰهِ نَنْتَظِرُهُ فَمَرَّ بِنَا يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ النَّخَعِيُّ فَقُلْنَا اَعْلِمْهُ بِمَكَانِنَا فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ اِنِّيْ اُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ فَمَا يَمْنَعُنِيْ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ اِلَّا كَرَاهِيَةُ اَنْ اُمِلَّكُمْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْاَيَّامِ مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

(۷۱۲۷) حضرت شقیق ؒ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ کے دروازہ پر ان کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس سے یزید بن معاویہ نخعی کا گزر ہوا تو ہم نے کہا (عبداللہ ؓ کو) ہمارے یہاں حاضر ہونے کی اطلاع دے دینا۔ تھوڑی دیر بعد ہی حضرت عبداللہ ہمارے پاس تشریف لائے تو کہا مجھے تمہارے آنے کی اطلاع دی گئی اور مجھے تمہاری طرف آنے سے اس بات کے علاوہ کسی بات نے منع نہیں کیا کہ میں تمہیں تنگ دل کرنے کو پسند نہ کرتا تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اُکتا جانے کے خوف کی وجہ سے کچھ دنوں کے لیے وعظ ونصیحت کا ناغہ کرلیا کرتے تھے۔

(۱۱۸۳) وَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ ح وَ حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَ زَادَ مِنْجَابٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنِ ابْنِ مُسْهِرٍ قَالَ الْاَعْمَشُ وَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ.

(۷۱۲۸) ان اسناد سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

(۱۱۸۴) وَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ ابْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ شَقِيْقٍ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُذَكِّرُنَا كُلَّ يَوْمِ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نُحِبُّ حَدِيْثَكَ وَ نَشْتَهِيْهِ وَلَوَدِدْنَا اَنَّكَ حَدَّثْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ فَقَالَ مَا يَمْنَعُنِيْ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ اِلَّا كَرَاهِيَةُ اَنْ اُمِلَّكُمْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْاَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا.

---

[1] نووی . المفهم. اكمال اكمال المعلم مع مكمل الاكمال. تكمله

(۷۱۲۹) حضرت شقیق ابووائل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمیں ہر جمعرات کے دن وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے تو ان سے ایک آدمی نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہم آپ کی حدیثوں اور باتوں کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ و نصیحت کیا کریں۔ تو انہوں نے کہا: مجھے تمہارے اُکتا جانے کے ڈر کے علاوہ کوئی بھی چیز احادیث روایت کرنے سے روکنے والی نہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ ہمارے اُکتا جانے کے خوف کی وجہ سے کچھ دنوں کے لیے وعظ و نصیحت کا ناغہ کرلیا کرتے تھے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں تین حدیثیں ہیں۔ان میں نصیحت کرنے میں میانہ روی اور اعتدال کا بیان ہے۔

حدیث اول: عند باب عبدالله ای ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ حدیث امام بخاریؒ کتاب العلم ج۱ص۱۶ پر اور اس کے علاوہ اپنی صحیح میں مزید دو جگہ لائے ہیں۔جس کا حاصل یہ ہے۔کہ ابن مسعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ایسا کیا اور اس کی معقول وجہ بھی بیان کردی تھوڑا کافی ہے اور اشتیاق باقی رہے۔اکتاہٹ نہ ہو۔

فمرّ بنا یزید بن معاویة النخعی . اس کا ذکر صحیحین میں صرف اسی ایک روایت میں ہے یہ عابد وثقہ تھے خلافت عثمانی میں فارس کے اندر شہید ہوئے یہ کوفہ کے تھے۔ فقلنا اعلمه بمكاننا . ایسے باادب تلامذہ کہ دروازہ نہ بجایا۔اور کیسے شفیق معلّم کہ سنتے ہی تشریف لائے اور نہ آنے کا سبب بیان کیا۔اور آپ ﷺ کا عمل بھی ذکر کیا۔ مخافة السامّة علینا . بوجہ اکتاہٹ حزن وملال۔ اعمال اور وعظ نصیحت میں مواظبت مقصود ہے۔اس کی متعدد صورتیں ہیں (۱) ہر دن تھوڑی تھوڑی نصیحت بغیر تکلیف کے۔(۲) ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن تا کہ وقفہ سے شوق ونشاط پیدا ہو (۳) ہفتے کے بعد جمعہ سے جمعہ...... حالات اور افراد کے اعتبار سے جو مفید ہو اسی کو اپنایا جائے تعلیم واسباق اس پر قیاس نہ کئے جائیں۔کیونکہ اساتذہ ومعلمات طلبہ وطالبات اسی کیلئے فارغ کئے گئے اور ان کا کام ہی یہی منتخب ہوا۔ جیسے کہ اصحاب صفہؓ متد اول پڑھتے تھے۔ مذکور بالا بحث عمومی وعظ و نصیحت کیلئے ہے جو مصروف عوام کی اصلاح کیلئے ہوتی ہے۔مذکورہ تینوں بابوں کی ترتیب میں امام مسلمؒ نے عمدہ ترتیب قائم کی ہے اور بلیغ اشارہ کیا ہے۔(۱) جنت میں اپنے عمل سے داخل نہ ہونگے کہ صرف اسی پر بھروسہ کرلیں۔(۲) لیکن سستی نہ کرو بقدر وسعت و ہمت لگے رہو۔(۳) اتنے بھی نہ لگو کہ تھک ہار کر بیٹھ جاؤ اور اکتا کر منہ پھیرلو۔ قاربوا وسدّدوا۔[1]

آخر کتاب صفة القيامة و يليه كتاب الجنة و النار

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

كِتَابُ الْجَنَّةِ

(۲۰۶) باب صِفَةِ نِعَمِ الْجَنَّةِ وَ اَهْلِهَا.

(۱۲۴۳) باب: جنت کی نعمتوں اور جنتیوں کے حالات وصفات کے بیان میں

(۱۱۸۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ ﷺ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ.

(۷۱۳۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت تکلیفوں سے گھری ہوئی ہے جبکہ دوزخ نفسانی خواہشات سے گھری ہوئی ہے۔

(۱۱۸۶) وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِيْ وَرْقَاءُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

(۷۱۳۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں۔

(۱۱۸۷) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو نِ الْاَشْعَثِيُّ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا وَ قَالَ سَعِيْدٌ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ (عَزَّوَجَلَّ) اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ مِصْدَاقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [السجدة:١٧]

(۷۱۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی چیزیں) تیار کر رکھی ہیں کہ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اُن کا خیال گزرا۔اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) میں موجود ہے: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ﴾ ''سو کسی نفس کو معلوم نہیں کہ جو (نعمتیں) اُن کے لیے چھپا رکھی ہیں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے' بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے۔

(۱۱۸۸) حَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْاَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ (عَزَّ وَجَلَّ) اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا اَطْلَعَكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

(۷۱۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی چیزیں) تیار کر رکھی ہیں کہ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اُن کا خیال گزرا (اور وہ نعمتیں اُن کے لیے) جمع کر رکھی ہیں اُن کا ذکر چھوڑ و جن کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اطلاع دے رکھی ہے۔

(۱۱۸۹) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا اَطْلَعَكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَاَ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ﴾۔

(۷۱۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی نعمتیں) تیار کر رکھی ہیں کہ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اُن کا خیال گزرا۔ یہ نعمتیں ان کے لیے جمع کر رکھی ہیں بلکہ ان کا ذکر چھوڑ و جن نعمتوں کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اطلاع دے رکھی ہے پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ﴾ ''کسی نفس کو معلوم نہیں کہ جو نعمتیں اُن کے لیے چھپا رکھی ہیں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے بدلہ ہے اُس کا جو وہ کرتے تھے۔''

(۱۱۹۰) حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ وَهَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِنِ الْاَيْلِیُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ صَخْرٍ اَنَّ اَبَا حَازِمٍ حَدَّثَهٗ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِنِ السَّاعِدِیَّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَقُوْلُ شَهِدْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيْهِ الْجَنَّةَ حَتّٰى انْتَهٰى ثُمَّ قَالَ (ﷺ) فِیْ آخِرِ حَدِيْثِهٖ فِيْهَا مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ خَطَرَ ثُمَّ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَااُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [السجدة: ۱۶، ۱۷]

(۷۱۳۵) حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ایک ایسی مجلس میں موجود تھا کہ جس میں آپ نے جنت کی بہت تعریف بیان فرمائی یہاں تک کہ انتہا ہوگئی پھر آپ نے اپنے بیان کے آخر میں فرمایا کہ جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں کہ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دِل پر اُن کا خیال گزرا پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ ''جدا رہتی ہیں اُن کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہوں سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے اور ہمارا دیا ہوا خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھی ہیں اُن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ ہے اس کا جو وہ کرتے تھے۔''

(۱۱۹۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ.

(۷۱۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے سائے میں چلنے والا سوار سو سال تک چلتا رہے گا۔

(۱۱۹۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيَّ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ وَ زَادَ لَا يَقْطَعُهَا.

(۷۱۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے لیکن اس میں لَا يَقْطَعُهَا یعنی وہ سوار اس درخت کو سو سال تک بھی طے نہیں کر سکے گا' الفاظ زائد ہیں۔

(۱۱۹۳) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا. قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ اَبِي عَيَّاشٍ نِ الزُّرَقِيَّ فَقَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ سَعِيْدٍ نِ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيْعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا.

(۷۱۳۸) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے سائے میں چلنے والا سوار سو سال تک بھی اسے طے نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے سائے میں چلنے والا عمدہ' تیز رفتار گھوڑے کا سوار سو سال تک چل کر بھی اسے طے نہیں کر سکتا۔

(۱۱۹۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِي هَارُوْنُ ابْنُ سَعِيْدٍ نِ الْاَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَ سَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا.

(۷۱۴۰) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جنت والوں سے فرمائے گا: اے جنت والو! جنتی عرض کریں گے' اے ہمارے پروردگار! ہم حاضر ہیں اور نیک بختی اور بھلائی تیرے ہی قبضہ میں ہے پھر اللہ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو گئے ہو؟ جنتی عرض کریں گے: اے پروردگار! ہم کیوں راضی نہ ہوں حالانکہ تو نے جو نعمتیں ہمیں عطا فرمائی ہیں وہ نعمتیں تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمائیں۔ پھر اللہ فرمائے گا: کیا میں تمہیں ان نعمتوں سے بھی بڑھ کر اور نعمت عطا نہ کروں؟ جنتی عرض کریں گے: اے پروردگار! ان سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہوگی؟ پھر اللہ فرمائے گا: میں

تم سے اپنی رضا اور خوشی کا اعلان کرتا ہوں اب اس کے بعد سے میں تم سے کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا۔

(۱۱۹۵) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَ وْنَ الْغُرْفَةَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَاءَ وْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ. قَالَ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ، النُّعْمَانَ ابْنَ اَبِيْ عَيَّاشٍ فَقَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ كَمَا تَرَاءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي الْاُفُقِ الشَّرْقِيِّ اَوِ الْغَرْبِيِّ.

(۷۱۴۱) حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت والے جنت میں ایک دوسرے کے بالا خانے اس طرح دیکھیں گے کہ جس طرح تم آسمانوں میں ستاروں کو دیکھتے ہو۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ فرماتے ہیں: جس طرح تم چمکتے ستارے مشرقی اور غربی کناروں میں دیکھتے ہو۔

(۱۱۹۶) وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا نَحْوَ حَدِيْثِ يَعْقُوْبَ.

(۷۱۴۳) حضرت ابوحازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان دونوں سندوں کے ساتھ یعقوب کی روایت کی طرح روایت نقل کی۔

(۱۱۹۷) حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْاَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَ وْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ مِنَ الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ صَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ.

(۷۱۴۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت والے اپنے اوپر کے بالا خانہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے کہ جس طرح تم مشرقی یا مغربی کناروں میں چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھتے ہو۔ اس وجہ سے کہ جنت والوں کے درجات میں آپس میں تفاوت ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ انبیاء کے درجات ہوں گے کہ جن تک ان کے علاوہ کوئی نہیں پہنچ سکے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے کہ اُن لوگوں کو بھی وہ درجات عطا کیے جائیں گے کہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اُس کے رسولوں کی تصدیق کریں۔

(۱۱۹۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِيْ لِيْ حُبًّا نَاسٌ يَكُوْنُوْنَ بَعْدِيْ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَاٰنِيْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ.

(۷۱۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں سے سب

سے زیادہ مجھے پیارے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے لیکن اُن کی تمنا ہوگی کہ کاش کہ اپنے گھر والے اور مال کے بدلہ میں میرا دیدار کرلیں۔

(۱۱۹۹) حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ ن الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَ ثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَ جَمَالًا فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَ قَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُوْنَ وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَ جَمَالًا.

(۷۱۴۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا بازار ہے کہ جس میں جنتی لوگ ہر جمعہ کو آیا کریں گے۔ پھر شمالی ہوا چلائی جائے گی جو کہ وہاں کا گرد و غبار (جو کہ مشک و زعفران کی صورت میں ہوگا) جنتیوں کے چہروں اور ان کے کپڑوں پر اُڑا کر ڈال دے گی جس سے جنتیوں کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جائے گا پھر جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے اس حال میں کہ اُن کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو چکا ہوگا تو وہ کہیں گے کہ ہمارے بعد تو تمہارے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی تو اور اضافہ ہو گیا ہے۔

(۱۲۰۰) حَدَّثَنِيْ عَمْرُو النَّاقِدُ وَ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاللَّفْظُ لِيَعْقُوْبَ (قَالَا) حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ اِمَّا تَفَاخَرُوْا وَاِمَّا تَذَاكَرُوْا الرِّجَالُ فِي الْجَنَّةِ اَكْثَرُ اَمِ النِّسَاءُ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَوَ لَمْ يَقُلْ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا عَلٰى اَضْوَاِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ اثْنَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ وَمَا فِي الْجَنَّةِ عَزَبٌ.

(۷۱۴۷) حضرت محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے (اس بات پر) فخر کیا یا اس بات کا ذکر کیا کہ جنت میں زیادہ تعداد مردوں کی ہوگی یا عورتوں کی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ابو القاسم ﷺ نے نہیں فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلا گروہ جو داخل ہوگا اُن کی صورتیں چودہویں رات کے چاند کی طرح ہوں گی اور جو گروہ ان کے بعد جنت میں داخل ہوگا اُن کی صورتیں چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح روشن ہوں گی۔ اُن میں سے ہر ایک جنتی کے لیے دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا مغز گوشت کے پیچھے سے چمکے گا اور جنت میں کوئی آدمی بھی بیوی کے بغیر نہیں ہوگا۔

(۱۲۰۱) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ اخْتَصَمَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ اَيُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ اَكْثَرُ فَسَاَلُوْا اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ.

(۷۱۴۸) حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں کہ مرد اور عورت کے درمیان اس بات پر جھگڑا ہوا کہ جنت میں کن کی تعداد زیادہ ہوگی؟ تو انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ابو القاسم ﷺ نے فرمایا اور پھر ابن علیہ کی حدیث کی

طرح حدیث نقل کی۔

(۷۰۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ ح وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ (بْنُ سَعِيْدٍ) وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً لَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَتْفِلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَ رَشْحُهُمُ الْمِسْكُ (وَ) مَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَاَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ اَخْلَاقُهُمْ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ آدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ.

(۷۱۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں جو گروہ سب سے پہلے داخل ہوگا اُن کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گی اور اس گروہ کے بعد جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان کی صورتیں انتہائی چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح ہوں گی وہ (یعنی جنتی) نہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ اور نہ تھوکیں گے اور نہ ناک صاف کریں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ مشک ہوگا اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگ رہا ہوگا اور ان کی بیویاں بڑی آنکھوں والی ہوں گی اور اُن سب کے اخلاق ایک جیسے ہوں گے اور وہ سب اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوں گے اور اُن کا قد آسمان میں ساٹھ ہاتھ کا ہوگا۔

(۷۰۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى اَشَدِّ نَجْمٍ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً ثُمَّ هُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَنَازِلُ لَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَبْزُقُوْنَ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَ مَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَ رَشْحُهُمُ الْمِسْكُ اَخْلَاقُهُمْ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلٰى طُوْلِ اَبِيْهِمْ آدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا قَالَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَقَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ.

(۷۱۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گی پھر جو گروہ اُن کے بعد جنت میں داخل ہوگا اُن کی صورتیں انتہائی چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح ہوں گی پھر اُن کے بعد درجہ بدرجہ مراتب ہوں گے وہ (یعنی جنتی) نہ پاخانہ کریں گے اور نہ پیشاب کریں گے اور نہ ناک صاف کریں گے اور نہ تھوکیں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگ رہا ہوگا اور ان کا پسینہ مشک ہوگا۔ ان سب کے اخلاق ایک جیسے ہوں گے۔ وہ اپنے قد میں اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ لمبے ہوں گے۔

(۷۱۰۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوَرُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ فِيْهَا آنِيَتُهُمْ وَاَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمْ مِنَ الْاَلُوَّةِ وَ رَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَ عَشِيًّا.

(۷۱۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گی۔ وہ جنت میں نہ تھوکیں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے اور نہ ہی پاخانہ کریں گے۔ اُن کے برتن اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگ رہی ہوں گی اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہوگا اور ان جنتیوں میں سے ہر ایک کے لیے دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا مغز خوبصورتی کی وجہ سے گوشت کے اندر سے دکھائی دے گا۔ نہ ہی جنت والے آپس میں اختلاف کریں گے اور نہ ہی آپس میں بغض رکھیں گے۔ اُن کے دل ایک دل کی طرح ہوں گے۔ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کریں گے۔

(۷۱۰۵) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا وَ قَالَ اِسْحٰقُ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَ يَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَ رَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ.

(۷۱۵۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرماتے ہیں کہ جنت والے جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے اور تھوکیں گے نہیں اور نہ ہی پیشاب کریں گے اور نہ ہی پاخانہ کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (اے اللہ کے رسول!) تو پھر کھانا کدھر جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ڈکار اور پسینہ آئے گا اور پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا اور ان کو تسبیح یعنی سبحان اللہ اور تحمید یعنی الحمد للہ کا الہام ہوگا جس طرح کہ انہیں سانس کا الہام ہوتا ہے۔

(۷۱۰۶) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلٰى قَوْلِهٖ كَرَشْحِ الْمِسْكِ.

(۷۱۵۳) حضرت اعمش سے اس سند کے ساتھ كَرَشْحِ الْمِسْكِ یعنی جنت والوں کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا' تک روایت نقل کی گئی ہے۔

(۷۱۰۷) حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نِ الْحُلْوَانِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِيْ عَاصِمٍ قَالَ حَسَنٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ

عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْهَا وَ يَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلٰكِنْ طَعَامُهُمْ ذَاكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ قَالَ وَفِيْ حَدِيْثِ حَجَّاجٍ طَعَامُهُمْ ذٰلِكَ.

(۷۱۵۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت والے جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے لیکن وہ اس میں پاخانہ نہیں کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے اور نہ ہی پیشاب کریں گے لیکن ان کا کھانا ایک ڈکار کی صورت میں تحلیل ہو جائے گا جس سے مشک کی طرح خوشبو آئے گی اور ان کو تسبیح وتحمید اس طرح سکھائی جائے گی جس طرح تمہیں سانس لینا سکھایا گیا ہے اور حجاج کی حدیث میں طَعَامُهُمْ ذٰلِكَ یعنی اُن کا کھانا' کے الفاظ ہیں۔

(۱۲۰۸) وَحَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى الْاُمَوِيُّ حَدَّثَنِي اَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ وَيُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّكْبِيْرَ كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ.

(۷۱۵۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی ہے۔ سوائے اس کے کہ اس میں انہوں نے کہا: اور ان کو تسبیح وتکبیر سکھائی جائے گی جس طرح کہ تمہیں سانس لینا سکھایا جاتا ہے۔

(۱۲۰۹) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ لَا تَبْلٰى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُ.

(۷۱۵۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی جنت میں داخل ہو جائے گا وہ نعمتوں میں ہو جائے گا۔ اُسے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور نہ ہی اُس کے کپڑے پرانے ہوں گے اور نہ ہی اس کی جوانی ختم ہوگی۔

(۱۲۱۰) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِاِسْحٰقَ قَالَا اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ قَالَ الثَّوْرِيُّ فَحَدَّثَنِي اَبُو اِسْحٰقَ اَنَّ الْاَغَرَّ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ وَاَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْأَسُوْا اَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَنُوْدُوْا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [الاعراف:۴۳]

(۷۱۵۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (دونوں حضرات رضی اللہ عنہما سے) روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ (اے جنت والو) تمہارے لیے (یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ) تم صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہو گے اور تم زندہ رہو گے تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور تم جوان رہو گے تم کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تم آرام میں رہو گے تمہیں کبھی تکلیف نہیں آئے گی تو اللہ عزوجل کا یہی فرمان ہے کہ: آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے تم اپنے (نیک) اعمال کے بدلہ میں اس جنت کے وارث ہوئے۔

(۱۲۱۱) حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ قُدَامَةَ وَهُوَ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا لِلْمُؤْمِنِ فِيْهَا اَهْلُوْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرٰی بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

(۷۱۵۸) حضرت ابوبکر بن عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مؤمن آدمی کے لیے جنت میں ایک کھوکھلے موتیوں کا خیمہ ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی مؤمن اوران کے متعلقین اس میں رہیں گے۔ مؤمن اس کے اردگرد چکر لگائیں گے اور کوئی ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکے گا۔

(۱۲۱۲) وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِالصَّمَدِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِی الْجَنَّةِ خَيْمَةٌ مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا فِیْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا اَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْاٰخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ.

(۷۱۵۹) حضرت ابوبکر بن عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کے لیے جنت ایک کھوکھلے موتیوں کا خیمہ ہوگا جس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس خیمے کے ہر کونے میں لوگ ہوں گے جو دوسرے کونے والے لوگوں کو نہیں دیکھ رہے ہوں گے۔ مؤمن ان کے اردگرد چکر لگائے گا۔

(۱۲۱۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ طُوْلُهَا فِی السَّمَاءِ سِتُّوْنَ مِيْلًا فِیْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا اَهْلٌ لِلْمُؤْمِنِ لَا يَرَاهُمُ الْاٰخَرُوْنَ.

(۷۱۶۰) حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خیمہ ایک موتی کا ہوگا جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی اوراس کے ہر کونے میں مؤمن کی بیویاں ہوں گی جنہیں دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکیں گے۔

(۱۲۱۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَيْحَانُ وَ جَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ.

(۷۱۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیحان اور جیحان اور فرات اور نیل یہ سب (دُنیا میں) جنت کی نہروں میں سے ہیں۔

(۱۲۱۵) حَدَّثَنِیْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ يَعْنِی ابْنَ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّيْرِ.

(٧١٦٢) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں کچھ ایسی قومیں داخل ہوں گی کہ جن کے دل (نرم مزاجی اور توکل علی اللہ میں) پرندوں کی طرح ہوں گے۔

(٧١٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا (بِهِ) اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ طُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰئِكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ بِهٖ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَ تَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ قَالَ فَذَهَبَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَزَادُوْهُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ وَطُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهُ حَتَّى الْآنَ۔

(٧١٦٣) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا' اُن کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا پھر جب اللہ عزوجل حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرما چکا تو فرمایا: (اے آدم) جاؤ اور فرشتوں کی اس جماعت کو سلام کرو اور وہاں بہت سے فرشتے بیٹھے ہیں پھر تم سنا کہ وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہ فرشتے تمہیں جو جواب دیں گے وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ آپ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام گئے اور فرمایا: السّلام علیکم! فرشتوں نے جواب میں کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ آپ نے فرمایا: فرشتوں نے جواب میں ورحمۃ اللہ کا اضافہ کر دیا تو ہر وہ آدمی کہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا پھر حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جتنے لوگ بھی پیدا ہوئے ان کے قد چھوٹے ہوتے رہے یہاں تک کہ یہ زمانہ آ گیا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں بتیس حدیثیں ہیں۔ ان میں جنت کی نعمتوں اور اہل جنت کا ذکر ہے۔

جنت: ج، ن، ن (مضاعف ثلاثی) سے ہے بمعنی چھپنا۔ اس لفظ کا اصل معنی چھپنا ہے اور جہاں کہیں اس کا اطلاق ہے ستر و اختفاء کا معنی ضرور ہوگا۔ جنین رحم مادر میں پوشیدہ بچے کو کہتے ہیں۔ جنون مفتور العقل کو کہتے ہیں۔ جنان بمعنی قلب دل بھی سینے میں چھپا ہوتا ہے۔ جنت باغ سایہ دار، پھلدار درختوں کا مجموعہ جو اپنے ماتحت کو چھپا دیتا ہے۔

جنیۃ الحیوانات: چڑیا گھر۔ جن یہ بھی آنکھوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جُنّہ ڈھال، بچاؤ اور پوشیدگی کا سبب ہوتی ہے منافقین کی قسموں کو جنّہ کہا گیا کہ وہ اپنے نفاق کو چھپانے کیلئے قسمیں کھاتے تھے۔ اِتَّخَذُوْآ اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (مجادلہ ١٦ منافقون ٢) انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا اور اللہ کی راہ سے روکا۔

وجہ تسمیہ: جنت کو جنت اس لئے کہتے ہیں کہ مخلوقات کی معتاد نظروں سے اوجھل ہے۔ جنت دار الثواب اور جہنم دار العذاب ہے، بہشت باغ ہے اور دوزخ آگ ہے۔ فَهُمْ فِىْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ. (روم ١٥) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جنت کی تعریف کی ہے اور اسے جنت، روضہ اور دار السلام و دار الخلد وغیرہ کئی نام ذکر کئے ہیں اور ماکولات مشروبات ازواج و غرفات اور ظروف باغات کا

ذکر کیا ہے اسی طرح لغویات وفضولیات کی نفی کی ہے۔

جنت کے آٹھ درجے ہیں: (۱) دارالسلام (۲) دارالقرار (۳) دارالجلال (۴) دارالخلد (۵) جنت النعیم (۶) جنت الماویٰ (۷) جنت عدن (۸) جنت الفردوس۔ ثمانیة ابواب . ان میں سے ہر ایک کے کثیر درجات ہونگے۔ کیونکہ آیات قرآنی کی تعداد کے مطابق تو ایک حافظ کو ملیں گے پھر کتنے حفاظ علماء قراء شہداء، صالحین وغیرہ ہیں۔

حدیث اول: حفت الجنة بالمکارہ. حفاف وہ آڑ جو چیز کو ایسا گھیرے اور محیط ہو جائے کہ اس کو پھاندے بغیر آدمی پہنچ ہی نہ سکے اسی طرح مکارہ اور مصائب جھیلے بغیر آدمی جنت پہنچ نہیں سکتا۔ مکارہ، مکروہٗ کی جمع ہے وہ کام جن میں مشقت تعب اور جہد ہو۔ اعمال صالحہ کرنا اور شہوات ولذتوں سے باز رہنا الا علی محلہا، نووی کہتے ہیں۔ یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور بداعت و بلاغت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جنت میں مکارہ کے بغیر اور جہنم میں شہوات کے بغیر نہیں جا سکتا۔ جنت مکارہ سے محجوب ومستور ہے اور جہنم شہوات و بے جالذات سے مستور ہے جو جس پردے کو ہٹائے گا اس میں جائیگا۔ مکارہ میں مجاہدہ، جہاد، ریاضت عفو وحلم صدقہ واحسان اور شہوات محرّمہ سے باز رہنا۔ شہوات محرّمہ خمر، زنا، اجنبیہ کی طرف نظر، غیبت، آلات طرب ولہو وغیرہ اس کی تفصیل جامع ترمذی میں ہے اسی طرح ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، حاکم وغیرہ نے بھی مرفوعاً نقل کیا ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم لما خلق الله الجنة و النار ارسل جبرئيل الی الجنة فقال انظر اليها والیٰ ما اعدت لا هلها فيها فجاء ها فنظر اليها و الی ما اعدّ الله لا هلها فيها قال فرجع اليه قال فوعزّتك لا يسمع بها احد الا دخلها فأ مر بها فحفّت با لمكاره فقال ارجع اليهافاذا قد حفّت با لمكاره فر جع اليه فقال فوعزّتك لقد خفتُ ان لا يدخلها احد قال اذهب الی النار فانظر اليها والی ما اعدت لا هلها فيها فا ذا هی یر کب بعضها بعضا فر جع اليه فقال فوعزّتك لا يسمع بها احد فيد خلها فأ مر بها فحفت با لشهوات فقال ارجع اليها فوعزّ تك لقدخشيت ان لا ينجو منها احد الّا دخلها هذا حديث حسن صحيح (ترمذی ج۲ ص ۵۳۷) جب اللہ تعالیٰ نے جنت وجہنم کو پیدا فرمالیا تو جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھ کہ میں نے اہل جنت کیلئے کیا انعامات تیار کئے وہ آئے سب کچھ دیکھ کر واپس آ کر کہا یا اللہ اس میں تو سب ہی داخل ہو نگے پھر مکارہ کی آڑ کا حکم فرمایا! پھر فرمایا: اب دیکھ کر آؤ اب آئے تو مکارہ سے گھری ہوئی تھی واپس آ کر کہا تیری عزت کی قسم اس میں تو قسمت والا داخل ہوگا پھر جہنم کیلئے بھی پہلے یہی کہا جب شہوات ولذات سے گھرا دیکھا تو جبرئیل کہنے لگے تیری عزت کی قسم اس سے مشکل ہے کہ کوئی نجات پائے۔ ترمذی کی یہ جامع حدیث ہے جس میں مکمل واقعہ ایک ہی متن میں مذکور ہے۔ وحفت النار با لشهوات. ای الممنوعة والمحرّمة .

حدیث ثالث: ولا خطر علی قلب بشر. اس میں صرف بشر کہا گیا لا نه يخطر بقلوب الملائكة.

حدیث رابع: ذخرا ذخیرہ ان کیلئے پہلے سے تیار۔ بله ما اطعكم الله عليه۔ بلہ اسم فعل بمعنی دَعْ چھوڑ۔ چھوڑ و اللہ نے ان کی

جو خبر دی ہے یہ بہت کم ہے بنسبت اس کے جو نہیں دی گئی۔ وقیل بله بمعنی غیر . بلہ غیر کے معنی میں ہے۔وقیل بله بمعنی کیف . پہلا معنی واضح ہے۔

حدیث سادس: حتی انتھی . یعنی جنت کی تفصیلی صفات بیان کرنے سے آخر میں پہنچے اجمالا آخر میں یہ جملہ فرمایا......

حدیث سابع: انّ فی الجنۃ لشجرۃ . ابن جوزیؒ نے کہا ہے کہ اس کا نام طوبی ہے۔چنانچہ مسند احمد ج۳ص ۷۱ میں عن ابی سعید الخدریؓ انّ النبیﷺ قال طو بی لمن رانی فقال له رجل وما طو بی قال شجرۃ فی الجنۃ مسیرۃ مائۃ عام ثیاب اھل الجنۃ تخرج من اکمامھا . ابن حجرؒ نے اس کا ذکر کر کے اس کی تائید کی ہے اور شاہد و متابع بھی ذکر کیا ہے۔

ترجمہ: نبی کریمﷺ نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس کیلئے طوبی ہے ایک آدمی نے کہا طوبی کیا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سو سال کی مسافت کے برابر ایک درخت جنت میں اس کے شگوفوں سے جنتیوں کی پوشاکیں نکلتی ہیں، کپڑے نکلتے ہیں۔فی ظلھا مائۃ سنۃ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں۔کہ ظل بمعنی کنف وہ حصہ جس کو شاخیں ڈھانپ لیں۔اور کبھی ظل سے مراد نعمت بھی ہوتا ہے۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ اس میں تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ سورج، سردی، گرمی، دھوپ تپش نہ ہونگی۔اس لئے اس سے درخت کی وسعت اور نعمت وراحت مراد لینا بہتر ہے۔

حدیث عاشر: الجوّاد المضمّر. الفرس الجیّد . عمدہ گھوڑا۔مضمّر وہ گھوڑا جس کو تیز دوڑانے کی غرض سے ہلکا پھلکا رکھا گیا ہو اور گھاس قدرے کم دیا جاتا ہوتا کہ وزن زیادہ نہ بڑھے لیکن رفتار تیز ہو۔ ما یقطعھا . یعنی ایسا گھوڑا اتنی رفتار سے بھی اس کی مسافت اور سائے کی طوالت کو طے نہ کر سکے گا۔اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔ وظلّ ممدود (واقعہ ۳۰) اور لمبے لمبے سائے۔چنانچہ بخاری میں ابو ہریرہؓ کا قول منقول ہے۔اقراوان شئتم و ظلّ ممدود . ابن ابی حاتمؒ نے یہ بھی ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ جنتی اس کے سائے تلے بیٹھیں گے اور بات چیت کریں گے اور لطف اندوز ہونگے۔

حدیث حادی عشر: ھل رضیتم . بزارؒ نے حدیث جابر سے ھل تشتھون شیئا کے الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔احلّ علیکم رضوانی میری رضا تم پر آن پڑی۔تمہیں میری رضا مل چکی۔اس میں آیت قرآنی و رضوان من الله اکبر کی طرف اشارہ ہے۔کیونکہ تمام سعادتوں کی بنیاد رضاء ربانی اور عطاء رحمانی ہے۔یہ اللہ ہی کی مہربانی ہے جس کو معلوم ہو کہ میرا آقا مجھ سے راضی ہے تو وہ کتنا خوش ہوتا ہے۔ابن ابی جمرہؒ نے ایک باریک نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ گھر کے رہائشی کی طرف گھر کو منسوب کیا جا سکتا ہے اگر چہ وہ مالک نہ ہو صرف مکین ہو۔کیونکہ جنت اللہ کے ملک میں پھر بھی اس کے ساکنین کی طرف منسوب کر کے فرمائیں گے یا اہل الجنہ اس میں تکریم بھی ہے۔مزید یہ بھی ہے کہ رضا کی خبر جنت میں پہنچنے کے بعد دی جائے گی پہلے نہیں دینگے کیونکہ اگر جنت میں استقرار سے پہلے خبر دیتے تو علم الیقین یقینی جاننا ہوتا اور پہنچنے اور قرار پکڑنے کے بعد کی خبر دینا یہ عین الیقین ہے جو پہلے سے اعلی درجہ ہے۔اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرّۃ اعین. (السجدۃ ۱۷)

حدیث ثانی عاشر: لیتراء ون الغرفۃ فی الجنۃ . غرفۃ سب سے اونچی منزل۔اوپر کا درجہ۔اس سے ثابت ہوا کہ اعمال کے

مطابق اہل جنت کے درجات متفاوت ہونگے اور صریح حدیث ہے۔انّ فی الجنة غر فا یری ظاهرها من باطنها (ترمذی ج۲ص۵۳۱) الکوکب الدرّی خوب روشن ستارہ۔فی الا فق الشر قی او الغر بی .طیبیؒ کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ دور ہونے کے باوجود چمکتے اور روشن نظر آئیں گے۔

حدیث رابع عشر: بالاسنادین یعنی سہل بن سعد اور نعمان بن ابی عباس کے طریق سے عن ابی سعید الخدری مروی ہے۔

حدیث خامس عشر: الغابر من الا فق البعید و الذا هب الماشي دور دراز۔ پہلا من ابتدائیہ یا ظرفیہ ہوگا۔ دوسرا من اسی کا بیان ہے ابتداء افق یعنی مشرق سے۔

سوال! ابن التینؒ نے اعتراض کیا ہے کہ ستارے مغرب میں غروب ہوتے ہیں تو اس میں مشرق کا ذکر کیسے؟

جواب! دراصل ابن التینؒ کو الغائر کی روایت سے مغالطہ ہوا ہے حالانکہ صحیح روایت الغابر (دور) ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ ستارے دوری اور چھوٹا ہونے کی وجہ سے بوقت طلوع مدہم اور ہلکے ہلکے سے نظر آتے ہیں تو مقصود دوری بیان کرنا ہے طلوع وغروب کی جہت متعین کرنا نہیں۔رجال امنوا بالله و صدّقوا المر سلین .یعنی جنہوں نے ایمان وتصدیق کا حق ادا کر دیا ورنہ ہر مؤمن ایمان باللہ اور تصدیق بالرسول سے متصف ہے۔ترمذی میں یہ بھی ہے۔ فقال اعرابیّ لمن یارسول الله: قال هی لمن ألان الکلام و أدام الصیام و صلّی باللیل و الناس نیام. (بحوالہ بالا) ایک دیہاتی نے کہا وہ کس کیلئے ہونگے آپ ﷺ نے فرمایا: جو بات نرم کرے روزوں پر مداومت رکھے اور رات کو نماز (تہجد) پڑھے اس حال میں کہ لوگ نیند میں محو ہوں۔

حدیث سادس عشر: یو دّ احد هم لو رآنی با هله و ماله . ان میں سے ایک یہ چاہے گا کہ اپنا اہل ومال خرچ کر کے بھی مجھے دیکھ لے۔یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہر قیمت پر زیارت کو پسند کریگا۔یہ بھی جنتیوں کے اعمال میں سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت واتباع کریں اور زیارت کے مشتاق ہوں۔

حدیث سابع عشر: انّ فی الجنة لسوقا. قرطبیؒ کہتے ہیں اس میں یہ احتمال ہے کہ سوق ایک محفل اور جمع ہونے کو کہا گیا ہو جہاں جنتی ایک دوسرے کی زیارت کیلئے جمع ہونگے اور سلام وکلام ہوگا۔بازار واشیاء مراد نہ ہوں کیونکہ ضروریات ومطلوبہ چیزیں تو وافر مقدار میں ان کے پاس موجود ہونگی کسی چیز کے لانے اور خریدنے کی حاجت نہ ہوگی یہ احتمال بھی ہے کہ اس میں حوائج وضروریات تو نہ ہوں مگر مشتہیات اور دل کو بھانے والی چیزیں ہوں۔جن کو جنتی دیکھیں اور اپنی اپنی پسند کے مطابق بلاعوض لے لیں۔ یأتو نها کل جمعة. ای مقدار کل جمعة (نووی) یعنی ایک ہفتہ کی مقدار کیونکہ سورج چاند دن رات اور ایام کا نظام تو وہاں نہ ہوگا۔ ملاعلی قاریؒ کہتے ہیں کہ دن رات کا نظام وہاں ہوسکتا ہے اور نورانی تہوں اور مختلف حالتوں سے دن رات کا اندازہ ہو سکے گا۔جس سے اوقات حاصل ہونگے۔(مرقات ج۱ص۳۲۲) تکملہ میں ہے۔ انّ اهل الجنة لیحتاجون الی العلماء فی الجنة و ذالك انّهم یزورون الله تعالیٰ فی کل جمعة فیقول تمنّوا علیّ ما شئتم فیلتفتون الی العلماء فیقولون ماذانتمنّی ویقولون تمنّوا علیه کذا و کذا فهم یحتاجون الیهم فی الجنة کما یحتاجون الیهم فی الدنیا .

رواه عساکر عن جابر . اور جمعہ کا نام جنت میں یوم المزید ہوگا۔ کیونکہ اس دن اہل جنت کا حسن زیادہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیادہ انعامات ہونگے۔ ترجمہ: جنتی جنت میں علماء کے محتاج ہونگے اس کی حقیقت یہ ہے کہ بیشک یہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہر ہفتے جمعے کے دن کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے جو چاہو مجھ سے تمنا کرو وہ علماء کی طرف متوجہ ہونگے سو کہیں گے کس چیز کی تمنا کریں تو علماء ان کو بتلائیں گے کہ اس طرح تمنا کرو سو یہ جنت میں بھی علماء کے محتاج ہونگے جیسے دنیا میں (حاصل کرنے کیلئے) ان کے محتاج ہیں صحیح علم فتهب ريح الشمال . شمالی جہت سے آنے والی ہوا۔ اس میں شِمال، شَمائل، شَمْل، شمول بروزن قبول ودبور لغات بھی ہیں۔ فتحثوا فی وجوههم و ثیابهم . اسکا مفعول المسك و انواع الطيب. محذوف ہے۔ ان پر مشک و عنبر اور قسم وقسم کی خوشبوئیں چھڑکے گی۔ یہ چھڑکاؤ پورے جسم پر ہوگا چہرے کا ذکر شرافت و عظمت کی وجہ ہے۔ فیزدادون حسنا و جمالا . ان کا حسن و جمال دوبالا ہو جائے گا۔ قیل لکون حسنهم بقدر حسناتهم . ان کا حسن حسنات ونیکیوں کے بقدر ہوگا۔ و قد ازدادوا حسنا و جمالا . یہ تو ان کی حالت تھی ادھر اہل خانہ کا حسن بھی بڑھ چکا ہوگا۔

حسن بڑھنے کا سبب: (۱) وہی ہوا گھروں میں بھی ان کو پہنچیں گی اسی کے اثر سے ان کی خوب صورتی بڑھ جائیگی (۲) آنے والوں کے حسن و جمال کے انعکاس کی وجہ سے ان کا حسن بھی دوبالا ہو جائے گا۔ (۳) ان سے متاثر ہونے اور درجات کے بلند ہونے کی وجہ سے ان کا حسن زیادہ ہوگا۔ ☆ اشارۃ النص سے یہ بات واضح ہورہی کہ عورتیں بازار کا سنگھار نہیں بلکہ ملکۃ البیت ہیں اور مکان کی زینت جب جنت کے بازار میں نہیں جائیں گے تو دنیا کے بازار میں نیم عریاں پھرنے والی کیونکر جنت میں جائیں گی پھر اس کا جواب بھی موجود نہیں۔

حدیث ثامن عشر: ان دو حدیثوں میں جنت کے مردوں عورتوں کی تعداد اور قلت و کثرت کا بیان ہے۔ عن محمد قال و امّا تذاکروا. امّا تفاخروا (یہ مقدم ہے) اس سے مراد محمد ابن سیرینؒ ہیں۔ باہم بطور تفاخر یا مذاکرۃ یہ گفتگو ہوئی اگلی روایت سفیان میں اختصم کا لفظ موجود ہے کہ مردوں عورتوں کا باہم مکالمہ و مناظرہ ہوا کہ جنت میں مرد زیادہ ہونگے یا عورتیں۔ اس کا جواب ابو ہریرۃ ﷛ نے دیا ہے جو متن میں موجود ہے۔ اور انہوں نے نبی ﷺ کے قول سے استدلال کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ لکلّ امرئ منهم زوجتان اثنتان . ہر مرد کیلئے دنیا کی عورتوں میں سے دو بیویاں ہونگی اور جنت میں کوئی غیر شادی شدہ نہ ہوگا۔ کم سے کم ایک بیوی تو سب کے پاس ہوگی پھر دو کا ذکر صریح موجود ہے تو نتیجہ یہی ہے کہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی (لیکن کثرت تعداد سے رفعت مرتبہ ثابت نہ ہوگا)۔ کمل من الرجل کثیر و لم یکمل من النساء الّا مریم بنت عمران و آسية (بنت مزاحم) امرأة فرعون و فضل عائشةؓ على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام (ترمذی ج ۲ ص ۲۴۷) مرد بہت سارے کامل ہوئے (علم و عمل نبوّت و رسالت صداقت و شہادت سے) اور عورتیں کامل نہیں ہوئیں مگر مریم بیٹی عمران کی اور آسیہ بیوی فرعون کی اور عائشہؓ کی برتری عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔ یاد رہے یہ تعداد دنیا کی عورتوں اور بیویوں کی ہے حوران جنت کی تعداد کثیر کا ذکر احادیث کثیرہ میں موجود ہے۔ ان اوّل زمرة. ای الجماعة و الطائفة سہل بن سعد ﷛ کی

ل نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

حدیث میں ان کی تعداد ستر ہزار یا سات لاکھ موجود ہے۔ از تکملہ۔ و التی تلیھا ...... کوکب درّیّ۔ طیبیؒ نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ مضاف کو کب مفرد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایک ستارہ چھانٹ کر دیکھ لو سب زیادہ چمک والے ہونگے۔ الدرّیّ المضیئ المنیر. روشن چمکتا دمکتا کما مرّ قریبا۔

سوال! زوجتان اثنتان. اس پر سوال وارد ہوتا ہے کہ جنتیوں کیلئے ستر یا اس سے زائد ازواج کا ذکر ہے یہاں دو کیسے؟

جواب! (۱) طیبیؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہاں تثنیہ وتحدید اور تعداد بیان کرنے کیلئے نہیں بلکہ کثرت کیلئے ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ ثم ارجع البصر کرّتین (ای مرار کثیرۃ) ولکن ھذا الجواب غیر مرضیّ و بعید. یہ درست نہیں کیونکہ اثنتان کا لفظ تثنیہ کی تحدید وتاکید کیلئے موجود ہے اس میں تأویل کی گنجائش نہیں۔

جواب (۲) اس کا صحیح جواب پہلی عبارت میں گذر چکا ہے وہ یہ ہے کہ یہ تعداد دنیا کی عورتوں کیلئے ہے جو حوروں کیلئے نہیں ان کی کثرت تو اخبار مشہورہ میں سے ہے۔ یری مخ سا قھما من وراء العظم. اَلمخّ اللبّ داخل العظم ہڈی کے اندر کا گودا۔ اس میں انتہائی حسن وصفائی کا بیان مقصود ہے کہ جلد، ہڈی اور گوشت بھی اسے مستور نہ کر سکیں گے، طبرانیؒ نے اوسط میں عن ابن مسعود کما یری الشراب الا حمر فی الزجاجۃ البیضاء. کے لفظ زیادہ کئے ہیں۔ کہ جس طرح خالص سرخ شراب بالکل سفید کانچ کے برتن میں صاف دیکھی جاتی ہے۔ و ما فی الجنۃ اعزب. ای من لا زوجۃ لہ. عزب ہمزہ کے بغیر بھی مشہور ہے۔ اور اعزب حدیث باب میں موجود ہے و العزب اشھر عزوب کا معنی بعد، دوری غیر شادی شدہ کو عزب اس لئے کہتے ہیں کہ عورتوں سے دور ہوتا ہے۔ عزب لبعدہ من النساء.

حدیث عشرون: لا یبولون ولا یتغوّطون ولا یمتخطون یہ حاجات طبعیہ اور قذرات نہ ہونگی۔

شان ورود: جاء رجل من الیھود الی رسول اللہ فقال اتزعم ان اھل الجنۃ یاکلون و یشربون؟ قال ای والذی نفسی بیدہ انّ الرجل منھم لیعطی قوّۃ مائۃ رجل فی الا کل والشرب و الجماع و الشھوۃ فقال الرجل فانّ الذی یأ کل و یشرب تکون لہ الحاجۃ ولیس فی الجنۃ اذًی فقالہ صلی اللہ علیہ وسلم حا جۃ احد ھم رشح یفیض من جلدہ کر شح المسك. نسائی فی تفسیر سورۃ الزخرف (از تکملہ) ایک یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا کیا آپ گمان کرتے ہیں جنتی کھائیں اور پئیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے ایک جنتی مرد کو ایک سو آدمی کی قوت کھانے، پینے، جماع اور شہوت میں دی جائے گی تو یہودی کہنے لگا پھر جو کھاتا پیتا ہے اس کو حاجت بھی ہوتی ہے (پوچھنے سے مقصد اس کا یہ سوال کرنا تھا) اور جنت میں تکلیف نہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے بھلے مانس) اس میں سے ایک کی حاجت پسینہ ہوگا جو ان کی جلد سے مشک کی سی خوشبو کی طرح نکلے گا۔ اس سے زیادہ واضح روایت طبرانیؒ کی ہے۔ بینا نحن عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل رجل من الیھود یقال لہ ثعلبۃ بن الحارث فقال السلام علیك یا محمد فقال و علیکم : فقال الیھودی (تکملہ میں ی کے بغیر ہے) تزعم ان فی

الجنة طعاما و شرابا و ازواجا؟ فقال النبی صلی الله علیه وسلم نعم !تز من بشجرة المسك قال نعم قال و تجد ها فی کتابکم قال نعم !قال :و انّ البول و الجنابة عرق یسیل من تحت ذوائبهم الی اقدامهم مسك (از تکملہ) صحابہ کہتے ہیں دریں اثنا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک یہودی سامنے ہوا جسے ثعلبہ بن حارث کہا جاتا تھا (آکر) کہا السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے جواب میں فرمایا وعلیکم (کیونکہ کافر تھا) کہنے لگا آپ گمان کرتے ہیں کہ جنت میں کھانے پینے اور بیویاں ہوں گی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں (صرف گمان نہیں اذعان) تو مشک کے درخت کو مانتا ہے یہودی نے کہا جی ہاں حضور ﷺ نے فرمایا اپنی کتاب میں اسے پاتے ہو کہا جی ہاں (اب) نبی کریم ﷺ نے فرمایا (تیرے سوال کا جواب یہ ہے) کہ بے شک بول و براز اور جنابت جنتیوں کے سروں سے قدموں کی طرف پسینے میں بہہ جائے گی اور مشک کی خوشبو آئے گی ۔ ابن جوزیؒ کہتے ہیں کہ جب جنت کی غذائیں انتہائی لطیف و معتدل ہونگی تو ان کے اندر تکلیف واذی اور استقذار نہ ہوگا کیونکہ ان میں فاسد مادہ اور ذرات ہی نہیں ۔ بلکہ ان کی لطافت کی وجہ سے عمدہ سے عمدہ خوشبو پیدا ہوگی ۔ ولا یتفلون ای لا یبصقون. البصاق رمیك الشیء من فیك. منہ سے پھینکا ہوا لعاب وزائد پانی ۔ و رشحهم المسك. پسینہ عرق ۔ ومجامرهم الأ لوة .مِجْمَرٌ بکسر المیم کی جمع ہے ۔ جس میں سینکنے ،تاپنے اور دھونی کیلئے آگ رکھی جائے ۔ الأ لوة . العود الهندی .یعنی ان کی انگیٹھیوں میں ہندی لکڑی ہوگی ۔ ای وقود مجا مرهم الأ لوة .وہذا واضح ۔

جہنم میں بھی عورتوں کی کثرت کا ذکر ہے کیونکہ اولاد آدم میں ان کی تعداد زیادہ ہے اس لئے جنت وجہنم دونوں میں کثیر ہونگی (نووی) ملاعلی قاریؒ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ لذات متوالیہ اور شہوات المتعالیہ کیلئے ہوگا ورنہ جنت میں کنگھے کی ضرورت ہوگی نہ حاجت ۔ بس زیادتی لذت اور زینت کیلئے یہ نعمتیں ہونگی ۔ علی خلق رجل واحد .خُلق بضم الکاف بلند کرداری اور اخلاق حسنہ میں سب برابر ہوں گے خَلق بفتح الخاء خِلقت وساخت میں سب مساوی ہونگے ۔علی صورة آدم سے ثانی کی تائید ہوتی ہے ۔قول اوّل کی تائید بعد والی حدیث میں لفظ اخلاقهم علی خُلق. سے ہوتی ہے ابن ابی شیبہؒ کی روایت خاء کے ضمہ اور ابوکریب سے فتح کے ساتھ ہے ۔ حاصل یہ ہے کہ دونوں میں برابر ہونگے ۔ستون ذرا عا فی السماء . ای طوالاقد آور ہونگے ۔

واللہ تعالیٰ اعلم بخلقه و احوال آخرتهم ۔

حدیث عشرون: یسبّحون الله بکرة وعشیا. ای قدر هما. صبح شام کی مقدار کے برابر ۔ یہ تسبیح لازم اور تکلیفی نہ ہوگی بلکہ تلذّ ذ وشکر کیلئے ہوگی ۔ یہ بلا تکلف وتعب جاری ہوگی جیسے اگلی حدیث میں صراحۃً موجود ہے ۔

حدیث واحادی عشرون: ان اهل الجنة یاکلون فیها و یشربون.

جنت کی نعمتیں حقیقی ودائمی ہیں؟ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ جنت کی نعمتیں حسّی اور دائمی ہونگی یہی اہل السنۃ کا مذہب ہے اور آیات واحادیث سے صراحۃً ثابت ہے جس طرح دنیا کی نعمتیں استعمال کرتے کھاتے پیتے رہتے بستے ہیں جنت میں بھی اسی طرح ہوگا الا یہ کہ دنیا اور جنت کی نعمتوں کے درمیان لفظ اور نام کی مشارکت ہے لطف وکیفیت اور حقیقت میں بہت زیادہ تفاوت ہے ۔

جب کہ فلاسفہ ونصاریٰ اور بعض غالی باطن پرستوں کا یہ کہنا ہے کہ آخرت کی نعمتیں ایک عقلی چیز ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ دنیا سے ملاأعلیٰ کی طرف منتقل ہونا اسی کا نام نعمت ہے اور جنت وجہنم کا بھی یہی حاصل ہے۔ معتزلہ کا کہنا ہے کہ جنت کی نعمتیں اور جہنم کی اذیتیں ہیں تو حقیقت لیکن دائمی نہیں فانی ختم ہونے والی ہیں۔ یہ دونوں نظریے حقانیت اور دین اسلام سے دور ہیں اور قرآن وحدیث کے صریح احکام کے خلاف ہیں۔ ہٰکذافی الابی **جشاء بضم الجیم . ھو تنفّس المعدۃ من الامتلاء ! وھو صوت مع ریح یخرج من الفم .** بھرنے کی وجہ سے معدے کا سانس لینا اور جو آواز ریح کے ساتھ منہ سے خارج ہوا سے جشاء (ڈکار) کہتے ہیں۔ اور جنتی کا ڈکار دنیا کے ڈکار کی طرح سبب کراہت نہ ہوگا۔ معنیٰ یہ ہے کہ زائد طعام جشاء بن جائے گا۔ **و رشح .** اور پسینہ۔ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ اس میں افراد واوقات یا غذاؤں کے اعتبار سے فرق ہوگا (۱) بعض لوگوں کا فاضل طعام پسینہ ہوجائے گا اور بعض کا ڈکار (۲) ایک وقت میں پسینہ ہوگا اور دوسرے وقت میں ڈکار (۳) بعض کھانے پسینہ ہوجائیں گے اور بعض جشاء۔ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ کھانا ڈکار ہوگا اور مشروب پسینہ اور اُکل وشرب دونوں پر طعام کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ **یلھمون التسبیح والتحمید کما یلھمون النفس.** اللہ تعالیٰ تسبیح ایسے بسہولت جاری فرمادیں گے جیسے بلا کلفت سانس۔ ان دونوں (تسبیح و تنفس) میں وجہ تشبیہ عدم کلفت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنتیوں کی دل رب تعالیٰ کی معرفت سے منور ہونگے اور اس کی محبت سے بھرے ہونگے اور جو جس شئی سے محبت کرتا ہے اور دل لگاتا ہے تو اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے اسی لئے اہل جنت خوب ذکر خدا میں محو ومست ہونگے مگر ذکر وتسبیح سے کوئی تکلیف وپرواہ نہ ہوگی **یلھمون بالیا ء بصیغۃ الغائب** اور **تلھمون با لتاء بصیغۃ المخاطب** دونوں مروی ہیں وہ یا تم سانس لیتے ہو۔

حدیث خامس عشرون: **لایبأس. ای لا یصیبہ بؤس بأس، بأساء ، بؤس** شدت تنگی حال۔ یعنی انہیں تکلیف نہ ہوگی۔ جنت دار الثبات والقرار ہے اس میں تغیّر وتبدّل اور ترقی وتنزّل نہ ہوگا اَمن ہی اَمن۔

حدیث سادس عشرون: **ینادی مناد** بشارت اور لذت بھری آواز کیف وسرور سے پُر ہوگی جنتی جھوم جائیں گے۔

حدیث سابع عشرون: **لؤلؤۃ واحدۃ مجوّفۃ ای واسعۃ الجوف.** کشادہ بطن والا۔ بعض روایات میں مجوّبۃ بالیاء بھی ہے نووی۔ **معناہ المثقوبۃ.** سوراخ کیا ہوا۔ **طو لھا ستون میلا.** اس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اگلی حدیث میں **عر ضھا ستون میلا** بھی موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ طول وعرض برابر ہوگا۔ **فلا یری بعضھم بعضا .** ان میں کے بعض بعض کو نہ دیکھیں گے۔ یہ حیاء واستحیاء کا درجہ ہے۔ اللہ ہمیں بھی اس کا کچھ حصہ عطا کردے۔ داعی حق مجاہد ختم نبوّت حضرت مولٰینا محمد لقمان علی پوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزادؒ جس دن سے ان کی بچی (دوڈھائی سال کی عمر میں) چلنے لگی اس کے بعد کبھی بھی بچی کے سامنے بیوی کے ساتھ نہیں بیٹھے سلام وکلام قیام وطعام اور آمد ورفت میں حیاء از حد ضروری ہے بلکہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیاء علم سے زیادہ ضروری ہے۔ حیاء کے ساتھ تھوڑا علم بہت فائدہ دیگا اور عدم حیاء واستحیاء سے کثیر علم بھی مفید تو درکنار بلکہ مضر ہوگا۔

بندہ کو اس پر بڑا قلق تھا کہ کثرت ازواج باغات ومحلات اور موتیوں کے غرفات تو باہم پردہ کا انتظام کیسے ہوگا جو حیاء کا تقاضا ہے۔
الحمد اللہ اب تشفی ہوئی کہ اللہ جل جلالہ استار اور پردوں کے محتاج نہیں ایسے ہی نظر نہ آئیں گے۔ الحمد للہ

حدیث ثلثون: سیحان و جیحان و الفرات و النیل کل من انهار الجنة.

سیحان جیحان کی تعیین اور محل وقوع: یہ نام دو طرح کے ہیں (۱) سیحان وجیحان جو شام میں واقع ہیں (۲) سیحون جیحون جو بلاد ماوراء النہر میں واقع ہیں اسوقت یہ ازبکستان میں سیحون و جیحون کے نام سے ہیں۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ سیحان جیحان یہ وہی دو نہریں ہیں جو ازبکستان میں واقع ہیں۔ لیکن علامہ نوویؒ نے اس کی تغلیط کی ہے اور کہا: کہ ازبکستان میں سیحون جیحون ہیں۔ سیحان اور جیحان شام کے قریب ارمینیہ کے علاقے میں ہیں اور یہی صواب ہے۔ علامہ یاقوت حمویؒ نے معجم البلدان ج ۱ ص ۶۹۳ میں نووی کے قول کی تقریر وتصویب کی ہے۔ حمویؒ نے سیحان کی تعریف یوں کی ہے۔ **نهر كبير بالثغر من نواحي المصيصة وهو نهر أذنة بين انطاكيه والروم يمرّ بأذنة ثم ينفصل عنها ستة أميال فيصبّ في بحر الروم.** مصیصہ کے نواحی پہاڑوں میں بڑی نہر ہے وہ انطاکیہ اور روم کے درمیان اُذنہ کی نہر ہے۔ جو اُذنہ کے قریب گذرتی ہوئی چھ میل اس سے دور ہو جاتی ہے پھر بحر روم میں جا گرتی ہے۔ صاحب دیوان متنبّی نے سیف الدولہ کی تعریف اور شجاعت کے ذکر میں بھی سیحان کا ذکر کیا ہے۔

اقخو غزوات ما تغبّ سيوفه رقابهم الا وسيحان جامد.

ممدوح جنگجو بہادر ہے ان کی تلواریں دشمنوں کی گردن سے نہیں ہٹتیں مگر جب سیحان جم جائے۔

جيحان نهر بالمصيصة بالثغر الشامي ومخرجه من بلاد الروم و يمرّ حتى يصبّ بمدينة تعرف بِكَفَرْ بَيَا بازاء المصيصة و عليه عند المصيصة قنطرة من حجارة رومية عجيبة قديمة عريضة فيدخل منها الى المصيصة و ينفذ منها فيمتدّ اربعة أميال ثم يصبّ في بحر الشام. جیحان مصیصہ کے علاقہ میں شامی سرحدوں کے پاس بڑی نہر ہے جو روم کے شہروں سے آتی ہے اور گزرتی ہوئی مصیصہ کے برابر کفر بیانامی شہر میں جا پڑتی ہے اور اس پر مصیصہ کے قریب ایک بڑی پل ہے یہ مصیصہ میں داخل ہوتی ہے پھر اس سے نکلتی ہوئی چار میل کے فاصلے پر بحر شام میں جا گرتی ہے۔ شاعر ابو الطیب نے اس کا ذکر کیا ہے۔

سريت الى جيحان من ارض آمد ثلاثا لقد اد ناك ركض و ابعدا

سہ بار تو دور دراز میں جیحان تک چلا گیا البتہ بعید ترین بھی تیرے قریب ہیں۔

قزوینی نے مصیصہ کی تعریف کی ہے جس کا ذکر سیحان وجیحان دونوں کی تعریف میں حموی نے کیا ہے۔ **مدينة بأرض الروم على ساحل جيحان** (آثار البلاد ص ۵۶۴) مصیصہ روم کی سرزمین میں جیحان کے ساحل پر ایک شہر ہے۔ اب تفصیل سے واضح ہو گیا کہ سیحان وجیحان شام کی سرحدوں کے پاس دو نہریں ہیں۔ سیحون جیحون جو بلاد ماوراء النہر (ازبکستان) میں ہے یہ ان کے علاوہ ہیں۔ **فرات و نیل.** فرات یہ عراق میں مشہور نہر ہے۔ نیل دنیا کی بڑی نہروں میں سے ہے اور سوڈان ومصر میں واقع ہے اب

انہیں دریائے نیل وفرات کہا جاتا ہے نہر کا لفظ زیادہ متعارف نہیں۔ کلّ من انهار الجنة یہ چاروں جنت کی نہروں میں سے ہیں۔(۱) اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے باسی صاحب ایمان ہونگے اور ان کے پانی سے غذا پانے والے جنتی ہونگے جو یہاں رہے بسے یا ان کا پانی پیئے صاحب ایمان اور جنتی ہوگا۔ حکاه النووی عن القاضی .(۲) جنت کی چار نہریں بنیاد و اصول ہیں پھر انہیں چار ناموں سے دنیا کی نہروں کا نام رکھا گیا جو لذت، افادیت، شہرت، مٹھاس وعذوبت اور عظمت میں عندالعرب مشہور ہیں تشبیہ اور مماثلت اور منافع کی وجہ سے انہار جنت کہا۔(۳) ان کے پانی کی مٹھاس اور کثرت فوائد کی وجہ سے انہار جنت فرمایا۔ (۴) حدیث کو اپنے ظاہر پر محمول کریں کہ یہ چاروں جنت کی نہروں میں سے ہیں کہ ان کی اصل جنت سے ہے۔ نووی، قاضیؒ، ابن حجرؒ اور ملاعلی قاریؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ انّه صلی الله علیه وسلم رأی اربعة انهار یخرج من اصلها ! نهران ظاهران ونهران باطنان فقلت یا جبرئیل ما هذه الانهار قال امّا النهران الباطنان فنهران فی الجنة و امّا الظاهران فالنیل و الفرات (مسلم ج۱ ص۹۴ و رواہ البخاری ایضا) بے شک چار نہریں دیکھیں جو اس کی جڑ سے نکل رہی تھیں دو ظاہری اور دو باطنی نہریں سو میں نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا یہ کونسی نہریں ہیں اس نے (جواب میں) کہا باطنی نہریں تو دو جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری نیل وفرات ہیں۔

سوال! اس حدیث میں صرف دو نیل وفرات کا ذکر ہے اور حدیث باب میں چار کا ذکر یہ فرق کیسے؟

جواب! (۱) ابن حجرؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس وقت صرف دو کا علم وثبوت تھا، بعد میں بڑھ گئیں۔ جن دو باطنی کا ذکر ہے وہ سیحان وجیحان کے سوا ہیں۔(۲) قرطبیؒ کہتے ہیں اصل نیل وفرات ہیں یہ دو ان سے نکلتی ہیں۔

نتیجہ: حاصل کلام یہ ہے کہ یہ نہریں ایسی ہیں جن کی اصل جنت سے ہے پھر طریقہ یہ کہ جنت سے زمین میں سرایت کرتی ہیں اور زمین سے پھر اُبل کر بہہ رہی ہیں۔ اس سے ان چار نہروں کی فضیلت اور پانی کی خصوصیت بھی ثابت ہوئی۔ تکملہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بھی درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاروں نہروں کو جنت کے ایک نچلے درجے کے چشمے سے نکالا اور جبرئیل کے ایک پر کے اوپر رکھ دیا اس نے پہاڑوں میں آکر انہیں ودیعت رکھا اور زمین میں جاری کردیا اور اس میں لوگوں کے منافع رکھے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ و انزلنا من السماء ماء بقدر. (مؤمنون ۱۸) اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی ایک مقرر انداز ے کے ساتھ۔ اور جب یاجوج کا خروج ہوگا تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو بھیجیں گے وہ زمین سے قرآن، علم، حجر اسود، مقام ابراہیم تابوت موسیٰ اور ان نہروں کو اٹھالے جائیں گے۔ و انّا علی ذهاب به لقادرون. (مؤمنون ۱۸) اور بے شک ہم ان کے لے جانے (اور اٹھانے) پر قادر ہیں۔ اور اس میں دجلہ ملا کر پانچ نہروں کا ذکر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے جنت سے گرنے اور اترنے کی کنہ اور حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔

نیل کی خصوصیت: شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ نیل کی ایسی خصوصیات ہیں جو دوسری نہروں کے پانیوں میں نہیں۔

(۱) دنیا کی طویل ترین نہر ہے کہ کرہ ارض پر اس سے لمبی نہر کوئی نہیں۔ اس کی لمبائی چار ہزار ایک سو بتیس (۴۱۳۲) میل ہے۔

(۲) اکثر دنیا کی بڑی بڑی نہریں شمال سے جنوب کی طرف بہتی ہیں اور یہ جنوب سے شمال کی طرف بہتی ہے۔
(۳) ایک زمانے تک دوسری نہروں کے برعکس اس کی ابتداء کا علم نہ تھا اور مقریزی نے اس پر بارہ صفحات لکھے اور تحقیقی افراد و ادارے ہمیشہ اس کے منبع اور ابتداء کے متعلق متحیر رہے اب بمشکل متاخرین پر یہ عقدہ کھلا ہے کہ یہ بحیرہ وکٹوریہ سے یوگنڈا میں نکلتی ہے اور اس بحیرہ میں وادی کاجیرا سے پانی پہنچتا ہے لیکن اس وادی کا آج تک احصاء نہیں ہو سکا۔ حتی کہ برطانوی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ دنیا میں جغرافیائی طور پر مشکل ترین مسئلہ اور عقدہ لاینحل منبع نیل کے سوا کوئی نہیں۔ جب ساری دنیا تھک ہار کر ہتھیار ڈال چکی ہے اے طالب حدیث تو کیسے اس کے منبع وابتداء کی جستجو میں لگا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچ ہے کہ یہ جنت کی نہریں ہیں۔ و اللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم

حدیث واحد وثلثون: افئدتھم مثل افئدۃ الطیر . قیل فی رقتھا و ضعفھا . پرندوں کے دل مثل ہیں رقت وخفت (ہلکے پن) میں دوسری حدیث میں ہے۔ اھل الیمن ارق قلوبا و اضعف افئدۃ . اہل یمن رقیق وضعیف دل والے ہیں۔ وقیل فی الخوف و الھیبۃ . ان کے دل پرندوں کی مثل ہونگے خوف ودبدبہ اور پرندے جانداروں میں سب سے زیادہ گھبرانے اور ڈرنے والے ہیں۔ جیسے فرمایا: انّما یخشی اللہ من عبادہ (فاطر ۲۸) یعنی ان پر خوف وخشیت غالب رہتی ہے اللہ سے اس کے بندوں میں علماء زیادہ ڈرتے ہیں۔ و قیل المراد متوکل مثل الطیور۔ پرندے جس طرح اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں خالی پیٹ نکلتے ہیں بھرے پیٹ لوٹتے ہیں۔ اہل جنت بھی ایسے ہی بھروسہ اور توکل کریں گے اگرچہ دنیا میں ادھر اُدھر اسباب و وسائل کی طرف جھانک لیتے ہیں۔ افئدۃ فؤاد کی جمع ہے بمعنی دل و اصبح فؤاد امّ موسیٰ فارغًا (قصص ۱۰) موسیٰ کی ماں نے خالی دل صبح کی۔

حدیث ثانی وثلثون: خلق اللہ آدم علی صورتہ اس پر مکمل بحث کتاب البر والصلۃ باب النھی عن ضرب الوجہ میں گذر چکی ہے لامزید علیہ۔ طولہ ستون ذراعا . ابن التینؒ کہتے ہیں کہ اس سے اپنا ذراع مراد ہوگا (یعنی بندوں کا ذراع) کیونکہ ہر ایک کا ذراع اس کے ربع کے برابر ہے جیسے انگلیاں ناخن۔ تکملہ میں بحوالہ مسند احمد عن ابی ہریرۃ مرفوعا منقول ہے۔ کان طول آدم ستین ذراعا فی سبعۃ اذرع عرضا . ساٹھ ہاتھ لمبے اور سات ہاتھ چوڑے تھے۔ شیخ المشائخ علامہ انور شاہ کشمیریؒ ستون ذراعا فی السماء کی تشریح میں کہتے ہیں کہ یہ قد کاٹھ اور طوالت جنت میں تھی جب دنیا میں اترے تو عادوا الی القصر چھوٹے پن کی طرف لوٹ آئے۔ اور احکام علاقوں شہروں وطنوں کے بدلنے سے بدل جاتے ہیں مثلا ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدّون . بے شک اللہ کا ایک دن تمہاری شمار کے مطابق ہزار سال ہے یعنی ملأ اعلی میں ایک دن اور ملأ اسفل میں ایک ہزار سال یہ اختلاف علو وسفل کے اعتبار سے ہے۔ اسی طرح جنت و دنیا کے اعتبار سے ان کی قامت وطوالت میں فرق آگیا۔ جب واپس جنت جائیں گے تو وہی قد و قامت اور ٹھاٹ باٹھ ہوگی۔ فقالوا السلام علیکم و رحمۃ اللہ ملا علی قاری نے علیکم پر جواب میں السلام کے مقدم کرنے کے جواز بلکہ ندب پر استدلال کیا ہے کیونکہ یہ تعلیم کا وقت تھا اور سکھانے کیلئے ہے پھر جواب کی

ترتیب از خود آ جاتی ہے۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ سلام کا جواب دینے میں وعلیکم السلام افضل ہے برابر ہے کہ رحمۃ اللہ بڑھائے یا نہ لیکن وعلیکم السلام کہنا افضل ہے نہ کہ جواب میں السلام علیکم۔ اس وقت کیونکہ آدم پر انشاء سلام مقصود تھا اس لئے السلام کو مقدم کیا یعنی فرشتے بھی ابتداء کرنا چاہتے تھے اس لئے یوں کہا۔ جیسے بسا اوقات دو ملنے والوں کے درمیان بھی ہو جاتا ہے کہ ابتداء بالسلام کی وجہ سے ہر ایک السلام علیکم کہہ دیتا ہے۔

مسئلہ! اگر دو آدمی ملیں اور دونوں ہی السلام بیک وقت السلام کہہ دیں تو دونوں پر جواب واجب ہے۔ تکملہ۔ لوگ اس میں تساہل کرتے ہیں تعامل کی ضرورت ہے۔ وعلیک کی تقدیم کی وجہ۔ امام رازیؒ نے سیبویہ سے نقل کیا ہے کہ عرب اہم چیز کو مقدم کرتے ہیں۔ جب مجیب نے علیکم السلام کہا چنانچہ اس نے سلام کرنے والے کو مقدم کیا جناب آپ پر بھی سلامتی ہو۔ **فلم یزل الخلق ینقص بعده حتی الآن** . مخلوق اس کے بعد آج تک مسلسل گھٹتی رہی۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ ہر قرن کے بعد نشو و نما میں چھوٹائی آتی گئی وہ گھٹنا اس امت پر آ کر رک گیا کہ اس کے بعد تو کوئی امت ہی نہیں۔ ابن التینؒ کہتے ہیں یہ کمی اور گھٹنا غیر محسوس انداز میں ہوا کہ پتہ بھی نہ چلا جیسے آدمی، بچہ شیئاً و شیئاً تھوڑا تھوڑا بڑھتا رہتا ہے مگر فی گھنٹہ یا یومیہ مقدار واضح نہیں ہوتی کہ ایک دن میں اتنا انچ بڑھا لیکن کچھ وقت کے بعد وہ اچھا بھلا جوان نظر آتا ہے۔ بالکل اسی طرح گھٹنے کا وتیرہ ہے۔[1]

(۲۰۷) باب جَهَنَّمَ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا.

(۱۲۴۳) باب: جہنم کے بیان میں، اللہ عزوجل ہمیں اس سے پناہ نصیب فرمائے

(۱۲۱۷) **حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدِ نِ الْكَاهِلِيِّ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا.**

(۷۱۶۴) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جہنم کو لایا جائے گا۔ اس دن جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر ایک لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے کھینچ رہے ہوں گے۔

(۱۲۱۸) **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ يَعْنِى ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيَّ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ نَارُكُمْ هٰذِهِ الَّتِىْ يُوْقِدُ ابْنُ آدَمَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ قَالُوْا وَاللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَ سِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهَا مِثْلُ حَرِّهَا.**

(۷۱۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تمہاری یہ آگ جس کو ابن آدم جلاتا ہے (یعنی گرمی کا یہ حصہ) جہنم کی گرمی کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہی (دنیا کی آگ) کافی نہیں تھی؟ آپ نے فرمایا: اس سے انہتر حصے گرمی کے جہنم میں گرمی زیادہ ہے۔ ہر حصے میں اتنی ہی گرمی ہے۔

(۱۲۱۹) **حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ**

---

[1] نووی ۔ المفہم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِي الزِّنَادِ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا.

(۷۱۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوالزناد کی روایت کی طرح حدیث نقل کی ہیں سوائے اس کے کہ اس میں لفظی فرق ہے یعنی كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا کا لفظ ہے۔

(۱۲۲۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيْفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ سَمِعَ وَجْبَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهٖ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا فَهُوَ يَهْوِيْ فِي النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى قَعْرِهَا.

(۷۱۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جو کہ ستر سال پہلے دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور وہ لگاتار دوزخ میں گر رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ پتھر اب اپنی تہہ تک پہنچا ہے۔

(۱۲۲۱) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ هٰذَا وَقَعَ فِيْ اَسْفَلِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا.

(۷۱۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے لیکن اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پتھر اس وقت اپنی تہہ میں پہنچا ہے کہ جس میں تم نے آواز سنی تھی۔

(۱۲۲۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ قَتَادَةُ سَمِعْتُ اَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰى عُنُقِهٖ.

(۷۱۶۹) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرماتے ہیں کہ دوزخیوں میں سے کچھ کو آگ ان کے ٹخنوں تک پکڑے گی اور ان میں سے کچھ کو ان کے گھٹنوں تک اور اُن میں سے کچھ کو ان کی کمر تک اور ان میں سے کچھ کو ان کی گردن تک آگ پکڑے گی۔

(۱۲۲۳) حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ.

(۷۱۷۰) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں میں سے کچھ کو

آگ ان کے ٹخنوں تک پکڑے گی اور اُن میں سے کچھ کو ان کے گھٹنوں تک اور اُن میں سے کچھ کو اُن کی کمر تک اور اُن میں سے کچھ کو اُن کی ہنسلی تک آگ پکڑے گی۔

(۱۲۲۴) حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ جَعَلَ مَكَانَ حُجْزَتِهٖ حَقْوَیْهِ.

(۷۱۷۱) حضرت سعید اس سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس روایت میں حجزتہ یعنی ان کی کمر تک کی جگہ حقویہ یعنی ازار باندھنے کی جگہ تک کا لفظ ہے۔

(۱۲۲۵) حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ فَقَالَتْ هٰذِهٖ یَدْخُلُنِی الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ وَ قَالَتْ هٰذِهٖ یَدْخُلُنِی الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِیْنُ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهٰذِهٖ اَنْتِ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ وَ رُبَّمَا قَالَ اُصِیْبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ وَ قَالَ لِهٰذِهٖ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا.

(۷۱۷۲) حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ اور جنت کا (آپس میں) جھگڑا ہوا۔ دوزخ نے کہا: میرے اندر بڑے بڑے ظالم اور متکبر لوگ داخل ہوں گے اور جنت نے کہا: میرے اندر کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے تو اللہ عزوجل نے دوزخ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے، میں تیرے ذریعے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا اور اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے، میں تیرے ذریعے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا لیکن تم میں سے ہر ایک کا بھرنا ضروری ہے۔

(۱۲۲۶) وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِیْ وَرْقَاءُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ تَحَاجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِیْنَ وَالْمُتَجَبِّرِیْنَ وَ قَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَا لِیْ لَا یَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَعَجَزُهُمْ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَقَالَ لِلنَّارِ اَنْتِ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ فَیَضَعُ قَدَمَهٗ عَلَیْهَا فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَ یُزْوٰی بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ.

(۷۱۷۳) حضرت ابو ہریرہ ﷛ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دوزخ اور جنت میں جھگڑا ہوا تو دوزخ نے کہا: مجھے متکبر اور ظالم لوگوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے اور جنت نے کہا کہ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ میرے اندر سوائے کمزور، حقیر اور عاجز لوگوں کے اور کوئی داخل نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے، میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا: تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا لیکن تم میں سے ہر ایک کو میں نے ضرور بھرنا ہے۔ پھر جب دوزخ نہیں بھرے گی تو اللہ تعالیٰ (اپنی شایانِ شان) اپنا قدم دوزخ پر رکھیں گے تو پھر دوزخ کہے گی: بس، بس پھر دوزخ اُسی وقت بھر جائے گی اور اس کا ایک حصہ دوسرے

کی طرف سمٹ جائے گا۔

(۱۲۲۷) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنِ نِ الْهِلَالِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ سُفْيَانَ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ حُمَيْدٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِي الزِّنَادِ.

(۷۱۷۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت اور دوزخ کا آپس میں جھگڑا ہوا اور پھر ابوالزناد کی حدیث کی طرح روایت بیان کی ہے۔

(۱۲۲۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷛ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَالِيْ لَا يَدْخُلُنِيْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَ غِرَّتُهُمْ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْجَنَّةِ اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِيْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِيْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِيْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰى يَضَعَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى رِجْلَهُ تَقُوْلُ قَطْ قَطْ (قَطْ) فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَ يُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ وَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا.

(۷۱۷۵) حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ دوزخ کہنے لگی: مجھے متکبر اور ظالم لوگوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے اور جنت کہنے لگی: مجھے کیا ہے' میرے اندر تو سوائے کمزور' حقیر اور عاجز لوگوں کے اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے۔ میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور دوزخ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو میرا عذاب ہے' میں تیرے ذریعے اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا عذاب دوں گا لیکن تم میں سے ہر ایک کو بھرنا ضروری ہے۔ پھر جب دوزخ نہیں بھرے گی تو اللہ تعالیٰ (اپنی شایانِ شان) اس پر اپنا قدم رکھیں گے تو دوزخ کہے گی: بس' بس پھر وہ بھر جائے گی اور دوزخ کا ایک حصہ سمٹ کر دوسرے حصے سے مل جائے گا اور اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت کو بھرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ایک نئی مخلوق پیدا فرمائے گا۔

(۱۲۲۹) وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ﷛ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِلٰى قَوْلِهِ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ مِنَ الزِّيَادَةِ.

(۷۱۷۶) حضرت ابوسعید خدری ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ نے آپس میں جھگڑا کیا اور پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی طرح اس قول تک کہ تم دونوں کا مجھ پر بھرنا ضروری ہے' روایت ذکر کی۔

(۱۲۳۰) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا رَبُّ الْعِزَّةِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى قَدَمَهُ

فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَ عِزَّتِكَ وَ يُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ.

(۷۱۷۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ لگا تار یہی کہتی رہے گی: هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ یعنی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اُس میں اپنا قدم رکھے گا تو پھر دوزخ کہے گی' تیری عزت کی قسم! بس' بس اور اس کا ایک حصہ سمٹ کر دوسرے حصے سے مل جائے گا۔

(۱۲۳۱) وَحَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ شَيْبَانَ.

(۷۱۷۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شیبان کی روایت کی طرح حدیث روایت کرتے ہیں۔

(۱۲۳۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾ [ق: ۳۰] فَاَخْبَرَنَا عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقٰى فِيْهَا وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَيَنْزَوِيْ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ وَ تَقُوْلُ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِكَ وَ كَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ فِي الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ.

(۷۱۷۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا: دوزخ میں لگا تار لوگوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہتی رہے گی' کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو دوزخ کا ایک حصہ سمٹ کر دوسرے حصے سے مل جائے گا اور دوزخ کہے گی کہ تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم! بس' بس اور جنت میں برابر حصہ بچا ہوا ہوگا یہاں تک کہ اس کے لیے اللہ ایک نئی مخلوق پیدا فرمائے گا اور اسے جنت کے بچے ہوئے باقی حصے میں ڈال دے گا۔

(۱۲۳۳) حَدَّثَنِیْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ اَخْبَرَنَا ثَابِتٌ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَبْقٰى مِنَ الْجَنَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَبْقٰى ثُمَّ يُنْشِئُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهَا خَلْقًا مِمَّا يَشَاءُ.

(۷۱۸۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنت کا جتنا حصہ باقی رکھنا چاہے گا وہ باقی رہ جائے گا پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اُس کے لیے ایک نئی مخلوق پیدا فرمادے گا۔

(۱۲۳۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ وَ تَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاءُ بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهٗ كَبْشٌ اَمْلَحُ زَادَ اَبُوْ كُرَيْبٍ فَيُوْقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاتَّفَقَا فِيْ بَاقِي الْحَدِيْثِ فَيَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَ يَنْظُرُوْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اَهْلَ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا قَالَ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُذْبَحُ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ قَالَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾

[مریم:۳۹] وَ اَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى الدُّنْيَا.

(۷۱۸۱) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو نمکین رنگ کے ایک دُنبے کی شکل میں لایا جائے گا۔ ابو کریب کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اس دُنبے کو جنت اور دوزخ کے درمیان لا کر کھڑا کر دیا جائے گا پھر اللہ فرمائے گا: اے جنت والو! کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ جنتی اپنی گردنیں اُٹھا کر دیکھیں گے اور کہیں گے: جی ہاں! یہ موت ہے پھر اللہ کی طرف سے حکم دیا جائے گا کہ اسے ذبح کر دیا جائے (پھر اُسے ذبح کر دیا جائے گا) پھر اللہ فرمائے گا: اے جنت والو! اب جنت میں ہمیشہ رہنا ہے موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! اب تمہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے اب موت نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ﴿وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ ''اور ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرایئے جب ہر بات کا فیصلہ ہو جائے گا اور وہ غفلت میں پڑے ہیں ایمان نہیں لاتے'' اور آپ اپنے ہاتھ مبارک سے دنیا کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔

(۱۲۳۵) وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَ اَهْلُ النَّارِ النَّارَ قِيْلَ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَقُلْ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ اَيْضًا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى الدُّنْيَا.

(۷۱۸۲) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنت والوں کو جنت میں اور دوزخ والوں کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا تو کہا جائے گا: اے جنت والو! پھر ابو معاویہ کی روایت کی طرح روایت ذکر کی سوائے اسکے کہ اس میں فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَقُلْ کے الفاظ ہیں اور یہ نہیں کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے (آیت) پڑھی اور اپنے ہاتھ مبارک سے دُنیا کی طرف اشارہ کیا۔

(۱۲۳۶) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ نِ الْحُلْوَانِيُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ اَخْبَرَنِىْ وَقَالَ الْاٰخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ وَ هُوَ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُدْخِلُ اللّٰهُ اَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَ يُدْخِلُ اَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ فَيَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ كُلٌّ خَالِدٌ فِيْمَا هُوَ فِيْهِ.

(۷۱۸۳) حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جنت والوں کو جنت میں داخل فرما دے گا اور دوزخ والوں کو دوزخ میں داخل فرما دے گا تو پھر ان کے سامنے ایک پکارنے والا کھڑا ہو گا اور کہے گا: اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے۔ ہر آدمی جس حالت میں ہے وہ اسی میں ہمیشہ رہے گا۔

(۱۲۳۷) حَدَّثَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ نِ الْاَيْلِىُّ وَ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِىْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَ صَارَ اَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ اُتِىَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِىْ مُنَادٍ

يَااَهْلَ الْجَنَّةِ لَامَوْتَ يَا اَهْلَ النَّارِ لَامَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَ يَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ.

(۷۱۸۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنت والے جنت کی طرف چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ کی طرف چلے جائیں گے تو پھر موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لایا جائے گا پھر اُسے ذبح کیا جائے گا پھر ایک پکارنے والا پکارے گا: اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے تو پھر جنت والوں کی خوشی بڑھ جائے گی اور دوزخ والوں کی پریشانی میں اور زیادتی ہو جائے گی۔

(۱۲۳۸) وَحَدَّثَنِيْ سُرَيْجُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضِرْسُ الْكَافِرِ اَوْ نَابُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَ غِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلَاثٍ.

(۷۱۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کافر کی داڑھ یا کافر کا دانت اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا اور اس کی کھال تین رات کی مسافت کے برابر ہوگی۔

(۱۲۳۹) حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ الْوَكِيْعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهٗ قَالَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ.

(۷۱۸۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ دوزخ میں کافر کے دو کندھوں کے درمیان مسافت تیز رفتار سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ راوی وکیعی نے فِي النَّارِ یعنی دوزخ میں' کا لفظ نہیں کہا۔

(۱۲۴۰) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ (اَنَّهٗ) سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ (ﷺ) كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ.

(۷۱۸۷) حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے' فرماتے ہیں: کیا میں تمہیں جنت والوں کی خبر نہ دوں؟ (کہ جنتی کون ہیں؟) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: ہر کمزور آدمی جسے کمزور سمجھا جاتا ہے اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اُس کی قسم پوری فرما دے پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟ (کہ دوزخی کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! ضرور فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: ہر جاہل' اکھڑ مزاج' تکبر کرنے والا دوزخی ہے۔

(۱۲۴۱) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ.

(۷۱۸۸) حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ مذکورہ روایت کی طرح روایت بیان کرتے ہیں' سوائے اس کے کہ اس میں انہوں نے اَلَا اَدُلُّكُمْ کا لفظ کہا ہے۔

(۱۲۴۲) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ

وَهْبِ نِ الْخُزَاعِيَّ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ زَنِيْمٍ مُتَكَبِّرٍ.

(۷۱۸۹) حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنت والوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (کہ جنتی کون ہے؟) پھر (آپ ﷺ نے فرمایا:) ہر وہ کمزور آدمی جسے کمزور سمجھا جاتا ہے اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اُس کی قسم کو پورا فرمادے (پھر آگے آپ ﷺ نے فرمایا:) کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟ (کہ دوزخی کون ہے؟) پھر آپ ﷺ نے فرمایا:) ہر مغرور، سرکش اور تکبر کرنے والا۔

(۱۲۴۳) حَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنِيْ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ.

(۷۱۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت پراگندہ بال، ایسے لوگ کہ جن کو دروازوں پر سے دھکے دیئے جاتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم پوری فرمادے۔

(۱۲۴۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ النَّاقَةَ وَ ذَكَرَ الَّذِيْ عَقَرَهَا فَقَالَ: ﴿اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا﴾ اِنْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِيْ رِهْطِهٖ مِثْلُ اَبِيْ زَمْعَةَ ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ فَوَعَظَ فِيْهِنَّ ثُمَّ قَالَ اِلٰى مَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ امْرَاَتَهٗ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ جَلْدَ الْاَمَةِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ كُرَيْبٍ جَلْدَ الْعَبْدِ وَ لَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَ عَظَهُمْ فِيْ ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ اِلٰى مَا يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ.

(۷۱۹۱) حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک (مرتبہ) خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے (حضرت صالح علیہ السلام) کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کا بھی ذکر فرمایا تو آپ نے (یہ آیت کریمہ) پڑھی: ﴿اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا﴾ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا:) کہ ایک مغرور آدمی اسے ذبح کرنے کے لیے اُٹھا جو کہ اپنی قوم میں ابوزمعہ کی طرح بڑا مضبوط اور دلیر تھا۔ پھر آپ نے عورتوں کے بارے میں نصیحت فرمائی پھر آپ نے فرمایا: تم میں سے کچھ لوگ اپنی عورتوں کو کیوں مارتے ہیں؟ ابوبکر کی روایت میں باندی کا ذکر ہے اور ابوکریب کی روایت میں لونڈی کا ذکر ہے کہ جس طرح باندی یا لونڈی کو مارا جاتا ہے اور اُن سے دن کے آخری حصے میں ہمبستری کرتے ہو پھر ہوا کے خارج ہونے سے اُن کے ہنسنے کے بارے میں اُن کو آپ نے نصیحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس کام پر کیوں ہنستا ہے کہ جسے وہ خود بھی کرتا ہے۔

(۱۲۴۵) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ اَبَا بَنِيْ كَعْبٍ هٰؤُلَاءِ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ.

(۷۱۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خنلاف بنی

کعب کے بھائی کو دیکھا کہ وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے ہوئے پھر رہا ہے۔

(۱۳۴۶) حَدَّثَنِي عَمْرُو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِنَّ الْبَحِيرَةَ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ فَلَا يَحْتَلِبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَأَمَّا السَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ.

(۷۱۹۳) حضرت سعید بن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بحیرہ وہ جانور ہے کہ جس کا دودھ بتوں کے لیے وقف کر دیا جائے اور پھر لوگوں میں سے کوئی آدمی بھی اس جانور کا دودھ نہ دوھ سکے اور سائبہ وہ جانور ہے کہ (جسے مشرک) اپنے معبودوں کے نام پر چھوڑ دیا کرتے تھے اور اس جانور پر کوئی بوجھ بھی نہیں لادتے تھے۔ ابن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتے ہوئے پھر رہا ہے اور سب سے پہلے اُس نے جانوروں کو سانڈھ بنایا تھا۔

(۱۳۴۷) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا.

(۷۱۹۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ انہیں میں نے نہیں دیکھا۔ ایک قسم تو اُس قوم کے لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس گایوں کی دُموں کی طرح کوڑے ہوں گے اور وہ لوگوں کو اُن کوڑوں سے ماریں گے اور دوسری قسم اُن عورتوں کی ہے کہ جو لباس پہنے کے باوجود ننگی ہوں گی' دوسرے لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی مائل ہوں گی۔ اُن کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ایک طرف کو جھکے ہوئے ہوں گے اور یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہوگی۔

(۱۳۴۸) وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ حُبَابٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوشِكُ إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ أَنْ تَرَى قَوْمًا فِي أَيْدِيهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ يَغْدُونَ فِي غَضَبِ اللَّهِ وَيَرُوحُونَ فِي سَخَطِ اللَّهِ.

(۷۱۹۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!) اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تو ایک ایسی قوم کو دیکھے گا کہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دُم کی طرح کوڑے ہوں گے۔ وہ لوگ اللہ

تعالیٰ کے غضب میں صبح کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں شام کریں گے۔

(۱۲۴۹) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ نِ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ ابْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ اَوْ شَكَ اَنْ تَرٰى قَوْمًا يَغْدُوْنَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ لَعْنَتِهٖ فِيْ اَيْدِيْهِمْ مِثْلُ اَذْنَابِ الْبَقَرِ.

(۷۱۹۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں کہ اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تو ایک ایسی قوم کو دیکھے گا کہ جو صبح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں اور شام اللہ تعالیٰ کی لعنت میں کریں گے۔ اُن کے ہاتھوں میں گائے کی دُم کی طرح کوڑے ہوں گے۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں تینتیس حدیثیں ہیں۔ ان میں جہنم کے عذابات، طبقات اور داخل ہونے والوں کا ذکر ہے۔

جہنم: صاحب نہایہ کہتے ہیں کہ یہ عجمی لفظ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ عربی ہے۔ اس کا معنی ہے انتہائی گہرا کنواں۔ عرب کا مقولہ ہے۔ رکیّہ جِهنّام بعيدة القصر ۔ بہت گہرا کنواں۔ جہنم دار العقاب کا نام ہے یہ اللہ تعالیٰ کی گرفت کی جگہ ہے۔ جہنم کا نام اور طبقات و درکات کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ وانّ جهنم لموعدهم احمعين . لها سبعة ابواب لكلّ باب منهم جزء مقسوم (حجر ۴۳۔۴۴) بیشک جہنم ان سب (منکروں و عاصیوں) کا میعاد ہے اس کے سات دروازے (اور طبقے) ہیں ان میں سے ہر ایک کا حصہ (اپنے کرتوتوں کے بقدر) مقرر ہے۔

دوزخ کے طبقات: کل سات طبقے ہیں۔ ابن جریج (۱) جہنم (۲) لظی (۳) حطمہ (۴) سعیر (۵) سقر (۶) جحیم (۷) ہاویہ۔ ضحاک کہتے ہیں پہلے میں عصاۃ المومنین (ایمان والے نافرمان) ڈالے جائیں گے جو اپنے گناہوں کے بقدر سزا بھگتیں گے۔ دوسرے میں یہود۔ تیسرے میں نصاریٰ۔ چوتھے میں صابی بے دین۔ پانچویں میں مجوسی، چھٹے میں مشرکین، ساتویں آخری اور سب سے نچلے میں منافق ڈالے جائیں گے۔ (جمل مدارک تحت الآیۃ) بعض نے دوسرے میں نصاریٰ اور تیسرے میں یہود کہا ہے۔

حدیث اول: لها سبعو ن الف زمام . اس کی کیفیت اللہ ہی جانتا ہے۔ اعاذنا الله تعالیٰ منها .

حدیث ثانی: جزء من سبعين جزء مسند احمد میں مائۃ جزء ہے ان کے درمیان جمع اس طرح ہے کہ مقصود تعداد و تحدید نہیں بلکہ کثرت ہے کہ دنیا کی آگ سے جہنم کی آگ کئی گنا زیادہ سخت ہے۔ ان كانت لكا فية . یہ ان مخفف من المثقل ہے انّ مشدد کو تشدید کے بغیر ہلکا اور خفیف پڑھا گیا ہے۔ ای اِنّ هذه النار لكافية لاحراق الكفار و عقوبة الفجار فهلّا اكتفىٰ بها و لأىّ شىء زيدت فى حرّها ۔ یعنی بے شک یہی آگ (جو ایندھن کو جلا دیتی ہے اور لوہے کو موم کر دیتی ہے) کافروں کے جلانے اور فاجروں کے عذاب دینے کیلئے کافی ہے اس پر اکتفاء و کفایت کیوں نہ کی گئی اور کس وجہ سے اسے سرکشوں کیلئے بڑھا دیا گیا۔ طیبیؒ کہتے ہیں یہ بڑھانا اس لئے ہے کہ خالق اور مخلوق کے عذاب میں فرق و تفاوت ہو اس لئے آگ کا عذاب ہی بڑھا دیا گیا۔

حدیث رابع :اذسمع وَ جبَة بمعنی السقطة گری ہوئی چیز المراد هنا صوت سقوط شیء یہاں مراد کسی چیز کے گرنے کی آواز ہے۔ قرطبیؒ کہتے ہیں یہ خرق عادت کے طور پر تھا کہ انہیں وہ آواز سنائی دی جو دوسروں نے نہ سنی۔ قال القرطبی : خرقت لهم العادة في ان سمعوا ما منعه غير هم .

حدیث خامس : الی عنقه گردن ترقوتة بھی اگلی حدیث میں آرہا ہے ۔ ترْقُوَةٌ هی العظم الذی بین ثغرة النحر و العاتق وہ ہڈی جو سینے اور گردن کے درمیان میں ہے۔ گلے تک۔

حدیث تاسع : (۱) نوویؒ کہتے ہیں کہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت و دوزخ کو ادراک و تمیز دی اور زبان قال سے گویا ہوئیں اور باہم مناظرہ و محاجہ کیا نتیجہ واضح ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی یہ تمیز و حس ہمیشہ باقی رہے بلکہ وہ تو ایک وقت مقرر کیلئے تھی پھر پہلے کی طرح۔ (۲) قرطبیؒ کہتے ہیں کہ ان کا مکالمہ زبان حال سے تھا۔ دونوں احتمال ہو سکتے ہیں کہ حقیقت پر محمول کریں یا مجاز پر۔ بندہ کے نزدیک حقیقت پر محمول کرنا اولیٰ ہے کیونکہ اس میں کوئی بعد نہیں۔

حدیث عاشر: الا ضعفاء الناس و سَقطهم بفتح السين و القاف ای المحتقرون بینهم گرے پڑے۔ حقیر الساقطون من اعینهم لوگوں کی نظروں (اور کاغذات) میں گرے ہوئے۔ عند اللہ یہ عظیم المرتبہ ورفیع الدرجات ہیں۔ لوگوں کی نظروں میں حقیر اور اللہ کی نظر میں باعزت۔ ان الله علی کل شیء قدیر .اللہ تعالیٰ کیلئے عجز و انکساری کی وجہ سے لوگ انہیں خفیف و حقیر سمجھتے ہیں تواضع و خضوع تو سب جنتیوں میں ہوگا لیکن عند الناس حقارت سب کیلئے نہیں بہت سارے عند الناس بھی باعزت اور عند اللہ بھی صاحب عظمت۔ من تواضع لله رفعه الله و من تكبّر وضعه الله (مشکوۃ ۴۲۴) جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے سر جھکایا اللہ تعالیٰ نے اوپر اٹھا دیا جس نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ نے زیر کیا۔ فیضع قدمه علیها یہ بھی صفات باری تعالیٰ میں سے ہے۔ جس پر مکمل کلام باب القلوب بین اصبعی الرحمٰن میں گزر چکا ہے۔ مذہب راجح یہی ہے کہ ظاہر پر ایمان لائیں اور کیفیت کو اللہ کے سپرد کریں۔ باقی اللہ تعالیٰ اعضاء و جوارح سے منزہ ہے۔ قدم سے مراد مخلوقات کا قدم نہیں۔ بعض علماء نے یہ تاویل بھی کی ہے۔

(۱) مثلاً بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد اذلال النار مراد ہے کہ جہنم چیختی چنگھاڑتی دہکتی ہوگی تو اسے اللہ دبا دینگے اور کسی متکبر و بلند ہونے والے کی تذلیل و دبانے کیلئے یوں ہی کہا جاتا ہے کہ اسے پاؤں تلے روند دیا۔ (۲) اس سے مراد سب جہنمیوں کے داخل ہونے کی اطلاع ہے گروہ در گروہ ڈالے جائیں گے اور جہنم مزید کی منتظر ہوگی سب کے نام ولدیت اعمال سیئہ کی چھان بین اور پہچان کے بعد جہنم میں انڈیلے جائیں گے جب جہنم کا داروغہ یہ کہہ دیگا قط قط بس اب سب آگئے تو جہنم انہیں گھیر لے گی اور ان پر لپٹ جائے گی۔ سب کے آجانے کو وضع القدم سے تعبیر کیا (قرطبی و کذا فی الابی) اس میں بھی قول اول سکوت و توقف راجح ہے۔ واللہ اعلم

فتقول قط قط بسكون الطاء و تخفيفها و يجوز بكسر الطاء. تاء مخففہ جزم و کسرہ دونوں کے ساتھ درست ہے والاوّل اشهر . بخاری شریف میں قطی قطی طاء مکسورہ میں اشباع کے ساتھ بھی ہے یعنی کسرے کو اتنا کھینچا کہ یاء پیدا ہوگئی۔ بمعنی حسبی حسبی مجھے کافی ہے کافی ہے بس بس۔ قدنی قدنی بھی آتا ہے اس کی تفسیر میں اس کا بھی وہی معنیٰ ہے۔ و یزوی بعضها الی بعض

ای یضمّ بعضها الی بعض یعنی اس کے بعض بعض سے مل جائیں گے کہ اب مزید کی گنجائش نہیں جیسے ہجوم میں ہوتا ہے۔

حدیث ثانی عشر: هذا ما حدّثنا ابو هریرة رضی الله تعالیٰ عنه اس میں ہمام اپنے صحیفے کی طرف اشارہ کررہے ہیں جو انہوں نے ابوہریرہؓ سے کتابت کیا تھا۔ وغرّتهم . بکسر الغین و تشدید الراء المفتوحة. بھولے بھالے۔ جودنیا کی چیزوں میں حذاقت ومہارت اور پہچان نہ رکھتے ہوں جیسے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کے بارے میں مشہور ہے کہ ان سے ایک زمانے تک بیٹا خالی سائیکل کے پٹرول کے پیسے لیتا رہا۔ اللہ والے ان کو یہ بھی علم نہ تھا کہ سائیکل پینڈل سے چلتی ہے پٹرول سے نہیں۔ و کثیر من الواقعات. قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے عام اہل الایمان (عام مؤمن) اور جنتیوں کی اکثریت انہیں کی ہوگی کیونکہ کامل عالم، اللہ والے، اولیاء اللہ، عارفین عبادت گذار صالحین، اصحاب ریاضت سووہ کم ہونگے جو اعلیٰ درجات پر فائز ہونگے۔ بعض نسخوں میں غرتهم کی بجائے عجزتهم واقع ہے جو عاجز کی جمع ہے۔ غرثهم بھی یہ غرثان کی جمع ہے بمعنی جائع الغرث الجوع۔ جیسے قصیدہ حسانؓ میں گذرا ہے۔ و تصبح غرثی من لحوم الغوافل. مراد ان سے حاجت مند اہل فاقہ صاحب مشقت ہونگے جو ضعفاء اور خاملین کی مزید توضیح ہے۔ حتی یضع الله تعالیٰ رجله . ابن فورک نے لفظ رجل کو رد کیا ہے اور وہ کہتے ہیں بھلے صحیحین میں یہ موجود ہے لیکن اہل النقل کے ہاں اس کا ثبوت نہیں۔ ابن جوزیؒ نے خیال ظاہر کیا ہے کہ لفظ رجل تحریف رواۃ میں سے ہے کہ کسی راوی نے قدم کو قدم جارحہ عضو سمجھ کر روایت بالمعنی کی ہے سو یہ خطأ ہے۔ والصواب القدم کمامرّ آنفا. بعض نے لفظ قدم کی طرح اس میں بھی تأویل کی ہے۔ واللہ اعلم۔

واما الجنة فانّ الله ینشیء لها خلقا . اس کی تفسیر باب کی حدیث نمبر ۱۶ عن انس بن مالکؓ میں ہے کہ جب تمام جنتی جنت میں آجائیں گے تب بھی جنت میں بہت جگہ خالی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ سے کچھ مخلوق پیدا فرمائیں گے جو اسی حصے میں سکونت پذیر ہوگی۔ ولا یزال فی الجنة فضل (باقی ماندہ جگہ) حتی ینشیء الله لها خلقا فیسکنهم فضل الجنة. جہنم کیلئے مزید مخلوق پیدا نہ فرمائیں گے اگر پیدا کرتے ہی جہنم میں ڈالدیں تو یہ بلا سزا ہے جو ظلم ہے۔ ان الله لا یظلم مثقال ذرّة. اللہ تعالیٰ تو ذرّہ برابر بھی زیادتی نہ کریں گے۔

سوال! صحیح بخاری باب التوحید میں یہ حدیث روایت اعرج عن ابی ہریرۃؓ ہے۔ فاما الجنة فان الله لا یظلم من خلقه احدا. وانه ینشیء للنار من یشاء فیلقون فیها . اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جہنم کیلئے بھی مخلوق پیدا ہوگی۔

جواب! ائمہ حدیث کہتے ہیں کہ یہ روایت شاذ ہے۔ ابن القیم نے بالجزم اس کو راوی کی غلطی قرار دیا ہے۔ بُلقینیؒ نے بھی اس روایت سے انکار کیا ہے۔ بعض علماء نے اسے مقلوب کہا ہے صحیح یہ ہے کہ انه ینشیء للجنة ہے۔ للنار نہیں۔ اس کا بھرنا وضع القدم سے ہے۔ ان کی بات خیر خواہی پر مبنی اگر چہ حقیقت سے دور ہے۔ پس پہلا جواب درست ہے کہ یہ راوی کا وہم ہے لیکن اس سے پورے مجموعہ کی صحت پر کوئی اثر نہیں۔

حدیث ثامن عشر: کا نّه کبش املح . گویا یہ موت کی صورت مثالیہ ہے۔ جس کا ذبح کرنا اس کے عدم اور ختم ہونے کو مستلزم

ہے۔موت کی صورت مثالیہ کے ذبح کرنے (اور لوگوں کے سامنے لانے) میں حکمت یہ ہے کہ لوگ دیکھ کر بالکل دلی اطمینان حاصل کرلیں کہ سب عیش کو مکدر کرنے والی چیز اب ختم ہوچکی۔ورنہ اللہ تعالیٰ اس کی صورت مثالیہ ذبح کرائے بغیر بھی اسے کالعدم کر سکتے ہیں یہ تو صرف اپنے بندوں کی دل جوئی اور تطییب خاطر کیلئے ہے۔علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ کبش میں حکمت یہ ہے کہ دراصل یہ ان کا فدیہ اور بطور بدل وقربانی ہے کہ مینڈھا ذبح ہوچکا اب تم محفوظ ہوگئے جیسا کہ اسماعیل علیہ السلام کے عوض مینڈھا ذبح ہوا اور اسماعیل اللہ کے نبی برتر ہوئے۔ و فدیناه بذبح عظیم و ترکنا علیه فی الا خرین (صافات ۱۰۸) ہم نے اس کے فدیہ میں بڑی قربانی دی۔اوراس کو رہتی دنیا تک باقی رکھا بعد میں آنے والوں کیلئے۔اور املح (سفید وسیاہ) میں اہل جنت وجہنم کی شکلوں اور صورتوں کی طرف اشارہ ہے کہ آگ میں سیاہ اور باغ والے سفید چمکدار ہونگے اور املح بھی کہتے ہیں جس میں سواد وبیاض (دورنگ) ہوں۔ ھکذا قال الکسائی و قال ابن الا عرابی الا ملح الا بیض الخالص نووی. وللّٰہ درّ القائل.
فَیَشْرَئِبُّوْنَ وینظرون ویقولون. ای یرفعون رؤوسهم لینظروا الی الکبش اوالی المنادی. لوگ گردنیں اونچی کریں گے تاکہ موت کی صورت مثالیہ مینڈھے یا ندا دینے والے کو دیکھیں۔ یَشْرَئِبُّوْنَ یَقْشَعِرُّوْنَ کی مثل ہے۔ رفع الرأس بالکلفة ایڑی اٹھا کر سر اونچا کرنا۔ نعم ھذا الموت اچھا یہ موت ہے۔ اللہ اکبر۔ مینڈھے کی شکل دیکھ کر موت سمجھنا ہوسکتا ہے اس لئے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس میں کوئی ایسی علامت لگادیں جو اس کے موت ہونے پر دال ومُشْعِر ہو۔ فیذبح. اس پر مازریؒ کو خوش فہمی اور معتزلة کو غلط فہمی ہوئی ہے۔قال المازری الموت عند اھل السنة عرض یضاد الحیاة. وقال بعض المعتزلة لیس بعرض بل معناہ عدم الحیاة مازریؒ کہتے ہیں کہ موت عرض ہے زندگی سے متضاد ہے اور بعض معتزلہ نے کہا ہے کہ عرض نہیں بلکہ اس کا مطلب عدم الحیات ہے و کلاھما علی الخطأ. بلکہ موت ایک مخلوق ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الذی خلق الموت والحیاة لیبلوکم ایکم احسن عملاً (ملک ۲) وہ ایسی قادر ذات ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا اس سے بالکل صراحة ثابت ہوا کہ موت مخلوق ہے۔ہاں یہ بات درست ہے کہ موت جسم وحجم کے اعتبار سے مینڈھے کی طرح نہیں بلکہ یہ صرف اس کی صورت مثالی ہے اس طرح مثالی جسم کے ساتھ حدیث کی تاویل کی جائے گی۔اور ذبح بھی یہی جسم مثالی ہوگا۔ کما مرّ آنفا.نووی وانذر ھم یوم الحسرة اذقضی الا مر وھم غفلة و ھم لا یؤ منون (مریم ۳۹) اور آپ انہیں ڈرایئے اس دن سے جس میں یہ افسوس کے ہاتھ ملیں گے۔جب فیصلہ ہوکر رہے گا اور یہ بے خبری میں ہیں کہ ایمان نہیں لاتے مانتے ہی نہیں۔یہ آیت تلاوت فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم کی تعیین فرمادی کہ حسرت کے دن سے یہ موت کے ذبح کا دن ہے اور دنیا یعنی اس کے اعمال کی طرف اشارہ کیا کہ یہ دنیا میں بے خبری اور بدعملی کی زندگی بسر کرتے رہے۔امام ترمذیؒ نے اسی روایت میں یہ الفاظ مزید روایت کئے ہیں۔ فلو ان احدا مات فر حا لمات اھل الجنة و لو انّ احدامات حزنا لمات اھل النار .سو اگر کوئی ایک خوشی سے مرتا تو اہل جنت خوشی کی وجہ سے مرجاتے اور اگر کوئی غم کی وجہ سے مرتا تو دوزخی مرجاتے۔اللھم انجنا من النار واد خلنا الجنة مع الابرار.

حدیث عشرون: انّ عبد اللہ : المراد منہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

حدیث ثانی عشرون: وغِلَظ جِلدِہٖ بکسر الغین و فتح اللام ۔ای عظمہ ۔اس سے پہلے منفرد عضو کے بڑے ہونے کا ذکر تھا آخری کلمہ میں سب جمع کر دیا۔قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ یہ اپنے ظاہر پر محمول ہے کہ جسم جتنا زیادہ ہوگا آگ اتنا زیادہ چھوئے گی پھر اسی کے بقدر عذاب بھی بڑھے گا۔نوویؒ کہتے ہیں کہ اس کی حقیقت کو اللہ کے سپرد کریں اور صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی خبر پر یقین رکھیں۔الحقیقۃ و الکیفیۃ یعلمھما اللہ ۔

حدیث ثالث عشرون: مسیرۃ ثلا ثۃ ایّام ۔

سوال! ترمذی شریف کی ایک روایت کے ظاہر سے حدیث باب کے اس جملے پر اعتراض وارد ہوتا ہے جس میں متکبرین کے چیونٹیوں کے برابر ہونے کا ذکر ہے۔الفاظ حدیث۔انّ المتکبرین یحشرون یوم القیامۃ امثال الذرّ فی صُوَر الرجال ۔بیشک تکبر کرنے والے قیامت کے دن آدمیوں کی شکل میں چیونٹیوں کی مثل ہونگے اس سے معلوم ہوا ان کے جسم چھوٹے ہونگے اور یہاں موٹاپے کا ذکر ہے۔؟

جواب!(۱) بعض علماء نے ان کے مابین یوں تطبیق دی ہے کہ میدان حشر میں حقارت کی وجہ سے چیونٹیوں کی مثل ہونگے۔اور جہنم میں زیادتی عذاب کیلئے بڑھا دیئے جائیں گے (۲) حدیث ترمذی میں متکبرین سے مراد ایمان والے متکبر ہوں اور حدیث باب میں کفار مراد ہوں کہ دونوں کو الگ الگ منفرد اسزا ملے گی (۳) یہ دونوں صورتیں دوزخیوں کیلئے افراد کے اختلاف کے اعتبار سے ہونگی بعض کو حقارت سے اور بعض کو جسامت سے عذاب دیا جائے گا (۴) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ احیانا امثال الذرّ اور احیانا مسیرۃ ثلا ثۃ ایام ۔سب کو سزا یہ دی جائے۔تو یہ اختلاف اوقات واحوال کے اعتبار سے ہوگا۔چھٹکارا نہیں ہر وقت کسی نہ کسی صورت عذاب میں گرفتار رہیں گے۔ واللہ اعلم ۔

حدیث رابع عشرون: کل ضعیف متضعّف ۔ بکسر العین و بفتحھا ۔کمزور ترین۔دبایا ہوا۔جس کی سنے ہی کوئی نا۔ عین کے فتح کے ساتھ زیادہ مشہور ہے جسے لوگ کمزور جانیں۔عین کے کسرہ کے ساتھ جو تواضع کی وجہ سے اپنے آپ کو کم تر سمجھتا ہو۔ باب فضل الضعفاء والخاملین، کتاب البرّ والصلۃ میں یہ گذر چکا ہے۔ضعیف تواضع وانکساری کی وجہ سے کمزور۔ایک روایت میں مستضعف بھی ہے۔دنیاداری میں کم ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھا ہوا۔قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ ضعیف سے یہاں رقیق القلب (نرم دل) ہوسکتا ہے۔یعنی اکثر جنتی ایسے ہونگے جیسا کہ اکثر دوزخی اس کے برعکس صفات کے حامل ہونگے۔(تکبر، تجبّر، ظلم) اگرچہ سب کیلئے یہ قاعدہ نہیں کیونکہ بہت سے دنیاوی مرتبے والے مؤمن وصالح جنت میں جائیں گے۔اسی طرح بہت سارے دنیا میں حقیر غیر مؤمن بدعمل جہنم میں ہونگے مرتبہ اور مقبولیت کی وجہ سے ان کی قسم (اور منہ سے نکلا ہوا کلمہ) پورا فرما دیتے ہیں تا کہ ان کی قسم نہ ٹوٹے لوگوں کے ہاں حقیر اور اللہ کے نزدیک میر ہیں۔ کلّ عتلّ ۔ بضم العین و التاء ۔ ای الفظ الشدید من کلّ شیء (اجذ) ہر چیز میں ترش رو اور تندخو۔ قال الفراء شدید الخصومۃ ۔فراء کہتے ہیں کہ اس کا معنی سخت جھگڑالو ہے۔ وقیل

الجافی عن الموعظة. نصیحت سے دور۔ وقال عبد الرزاق: العتلّ الفا حش الآثم. گناہوں میں لت پت بیہودہ۔ وقال الخطابی: الغلیظ الضیف. سخت ضدی، ہٹ دھرم۔ قال الداودی: السمین العظیم العنق و البطن، موٹا لمبی گردن اور بڑے پیٹ والا۔ (اس میں تکبر اور اُکل حرام کی طرف اشارہ ہے)۔ مسند احمد کی ایک متکلم فیہ روایت میں اسکی تعریف ان الفاظ میں ہے۔ سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن العتلّ الزنيم! قال: هو الشديد الخُلق المصحح الأكول الشروب، الواجد للطعام و الشراب، الظلوم للناس الرحيب الجوف. (فتح الباری ج۸ص۶۶۳) عتل زنیم کے بارے میں نبی ﷺ سے پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بداخلاق سخت مزاج، پیٹو۔ کھانے پینے میں سب کچھ چٹ کرنے والا۔ لوگوں پر ظلم کرنے والا۔ کشادہ پیٹ والا۔ اس ساری تقریر کا حاصل یہ ہے کہ عتلّ عادات سیہ والا متکبر ہے۔ وقال ابن فارس: قيل هو الأكول و قيل الفاجر. پیٹو، نافرمان۔ دوزخی ہر وہ شخص ہے، جو سرکش، بداصل اور متکبر ہو زنیم۔ ایسے لوگوں سے نسب کا دعویٰ کرنے والا کہ ان میں سے نہ ہو۔ جس کا نسب ثابت نہ ہو۔ زنيم هو الدعيّ في النسب الملصق بالقوم و ليس منهم.

حدیث ثامن عشرون: عن عبد الله بن زمعة ﷺ یہ عبداللہ ابن زمعہ بن اسود بن مطلب ہیں جو مشہور صحابی ہے۔ نسب: عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی قریشی: ان کی ماں ام المؤمنین امّ سلمہؓ کی قریبہ تھیں۔ ان کے نکاح میں زینب ام سلمہؓ تھیں بعض لوگوں کو ابن زمعہ ہونے کی وجہ سے اشتباہ ہوا ہے کہ یہ عبداللہ ابن زمعہ امّ المؤمنین سودۃ بنت زمعہؓ کے بھائی ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ عبداللہ یہ زمعہ اسود بن مطلب کے بیٹے ہیں اور سودہ بنت زمعۃ بن قیس بن عبد شمس بن عبدودّ ہیں مدینہ میں رہائش پذیر ہوئے اور ۳۵ھ یوم الدار میں وفات پائی۔ و قيل قتل يوم الحرّة (اصابہ ج۲ص۳۰۳) فذكر الناقة و ذكر الذي عقرها. اللہ کے نبی صالح علیہ السلام کے معجزے کا ذکر ہے کہ قوم کی فرمائش پر اونٹنی معجزۃً نکلی بچہ جنا اور کچھ دنوں تک رہی لیکن ان میں سے ایک شقی قِدار بن سالف نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں...... اس کی پاداش میں فسادی اور ان کی بدکردار قوم ہلاک ہوئی۔ و يٰقوم هذه ناقة الله لكم آية و لا تمسّوها بسوء فيأخذكم عذاب قريب فعقروها (ہود۶۴۔۶۵) اسی طرح (اعراف۷۷تا۷۸) فكذّبوه فعقروها فدمدم عليهم ربهم بذنبهم فسوّاها و لا يخاف عقبٰها (سورۃ الشمس۱۴) تفصیل قصہ درجہ بالا آیات کے تحت بیضاوی، ابن کثیر، روح المعانی، خازن، جلالین، جمل میں ملاحظہ ہو۔ انبعث بها رجل عزيز عارم منيع في رهطه قوم میں غالب سرکش فسادی اور ضدی آدمی اٹھا۔ جیسے ابوزمعہ ہے اس طرح وعدوعید کے ساتھ خطبے میں عورتوں کی اصلاح وفلاح پر بھی پند ونصیحت فرمائی۔ انبعث بها رجل میں مطاوعت کا خاصہ ہے جب قوم نے ابھارا تو ان میں سے بدبخت غالب سرکش مفسد ضدی کھڑا ہوا۔ ان کی بات مان کر اس اقدام کو تیار ہو گیا۔ چنانچہ عرب کہتے بَعَثْتُهٗ من مَنَامِهٖ فَانْبَعَثَ جیسے اَمَرْتُهٗ فامتثل یعنی میں نے اسے حکم دیا اس نے امتثال امر (واطاعت) کی۔ دوسری روایت میں انتدب لها رجل ذو عزّ و منعة في قومه كابي زمعة. (ابو زمعة مات في البدر كافرا) (بخاری ج۱ص۴۷۸)

اونٹنی کے پاؤں کاٹنے کا سبب: اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حجاز وشام کے درمیان وادی القری تک حجر کی باسی قوم ثمود کی

طرف انہیں میں سے صالح علیہ السلام کوان کی ہدایت کیلئے نبی بنا کر بھیجا قوم نے نہ مانا الاقلیل اور پہاڑ سے حاملہ ناقہ کے پیدا ہونے کی بے جا جسارت کی اللہ تعالیٰ نے (منہ مانگا معجزہ) اونٹنی پیدا فرمادی جس نے پہاڑ سے نکلتے ہی بچہ جنم دیا جس پہاڑی سے اونٹنی نکلی تھی اس کا نام الکاثبہ ہے چراگاہ میں چرنے اور تالاب پر پانی پینے کی باری مقرر ہوئی تو اونٹنی سارا پانی پی جاتی اور چارہ کھا جاتی کیونکہ اللہ کے نبی کی دعا پر ملنے والی ناقۃ اللہ تھی۔ قوم نے اس پر بھپر کر اپنے سے ایک کو اکسایا اور مروایا اس کا بچہ پہاڑ میں دوبارہ داخل ہو گیا۔...ھ(خازن ج۲ص۱۱۵) [1]

مثل ابی زمعۃ شقاوت وبدبختی میں قدار بھی اسی جیسا تھا۔ العارم الشریر المفسد الخبیث۔ ابوزمعہ زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چچا تھا اور راوی حدیث عبداللہ بن زمعہ کا دادا تھا۔ ابوزمعہ کا نام اسود تھا (دوزخیوں کی شکل میں بھی سواد ہوگا) ابوزمعہ (اسود) مکہ میں کفر پر مرا اس کا بیٹا زمعہ بدر میں قتل ہوا عبداللہ بن زمعہ صحابی رسول ہیں۔ سچ ہے ومن یخرج الحیّ من المیّت و یخرج المیت من الحیّ و من یدبّر الامر (یونس۳۱) کون ہے (اللہ کے سوا) جو بے جان (کافروں) سے زندہ (ایماندار) کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردے کو اور کون ہے جو (جملہ) امور کائنات چلاتا ہے۔ فسیقولون اللہ سو کہیں گے اللہ۔ الا یجلد احدکم امرأتہ۔ بیوی، کنیز، غلام تینوں کے متعلق روایت میں ذکر ہے کہ ان کے بارے میں یہ کہا یا اسکا حاصل یہ ہے کہ سمجھانے اور سدھارنے کیلئے دیگر کئی مؤثر طریقے ہیں (نعال بازی اور چابک برسائی ناگزیر نہیں) بیوی کے متعلق تو صراحۃً قرآن کریم میں اصلاح کا طریقہ موجود ہے۔ والّتی تخافون نشو زھنّ فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن (نساء۳۴) اور جن جوڑوں سے تمہیں نشوز وعبوس کا اندیشہ ہو انہیں سمجھا دو اور بستر سے الگ کردو (تاکہ سنبھل جائیں) اور ان کو مارو۔

واضربوھن ای لم ینزعن بالھجران فاضربوھنّ یعنی ضربا غیر مبرح ولا شائن قیل ھو ان یضربھا بالسواك و نحوہ وقال الشافعی الضرب مباح وترکہ افضل (خازن ج۱ص۳۷۵) یعنی اگر سمجھانے اور بستر جدا کرنے سے نہیں سلجھی تو انہیں ایسا مارو کہ زخم ہو نہ نشان پڑے۔ کہا گیا ہے کہ مسواک یا اس جیسی (ہلکی پھلکی) چیز سے مارو۔

(انگوٹھا اور بازو نہ توڑ دو) امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ مارنا مباح اور نہ مارنا افضل ہے۔ حضرت تھانوی نے کہا اور اعتدال سے مارو۔ و فسّر غیر المبرح بان لا یقطع لحما ولایکسر عظما. غیر مبرح کی تفسیر خراش آئے نہ ہڈی ٹوٹے۔ وعن ابن عباس انّہ الضرب با لسواك ونحوہ...... فاذا خیف نشوز المرأۃ تنصح، ثم تھجر ثم تضرب. (روح المعانی ج۳جز۵ص۲۷ وھکذا فی تفسیر ابن کثیر مع زیادۃ الکلام) ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ مارنا مسواک اور اس کی مثل سے ہو......سو جب عورت سے نافرمانی کا (اندازہ و) اندیشہ ہو تو نصیحت کر پھر لیٹنے سے الگ کر پھر مار۔ (اس کے برعکس یا سب کو بیک وقت جمع نہ کرنا) مفسرین کی ان عبارات وتفسیر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عورتوں کو بے تحاشا مارنا اور ان سے لونڈیوں کا سا سلوک کرنا ناجائز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اولئك لیس بخیارکم. ایسا کرنے والے اچھے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ان سے حسن معاشرت اور اچھے برتاؤ سے رہو۔ ☆وعاشروھن بالمعروف (نساء۱۹)

---

[1] ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح۔ ثمود جد لیس بن عامر کا بھائی تھا۔

☆ فامسکوهنّ بمعروف اوفارقوهن بمعروف.اسکنوهن من حیث سکنتم ولا تضارّوهن من وجدکم ......وأتمروا بینکم بمعروف . (طلاق۲-۶)

☆ فامساك بمعروف او تسریح باحسان. فأمسكوهن بمعروف او سرّحوهن بمعروف. ولا تمسكوهن ضرارا لتعتدوا ولا تنسوا الفضل بینکم. وللمطلّقٰت متاع بالمعروف حقًّا علی المتقین.(بقرہ ۲۲۹-۲۳۱-۲۳۷-۲۴۱)ان تمام آیات میں امر و نہی کے صیغوں سے حکما فرمایا گیا عورتوں سے حسن سلوک کرو اور ظلم وزیادتی اور حق تلفی نہ کرو۔حتی کہ مطلقہ کے حقوق کا بیان ہے۔[1] حدیث باب میں بھی یہی بات بیان ہوئی کہ انہیں ظلماً بے تحاشا نہ مارو۔اس کے ساتھ یاد رہے کہ یہ حکم مستورات کیلئے ہے عاریات وواہیات کی سرکوبی درست ہے اور وہ عورت ہی کیا ہوئی جس کو سمجھانے کیلئے کوڑا اٹھے بلکہ یہ تو آنکھ اٹھانے کا موقع بھی نہ دے شوہر کی خدمت کرے اور جنت میں جائے۔ المرأة اذا صلّت خمسها اطاعت بعلها صامت شهر ها احصنت فر جها فلتد خل من ایّ ابواب الجنة شاء ت (ابن حبان ج ۳ ص ۳۳)

حدیث تاسع عشرون: رأت عمرو بن لحی بن قَمَعَة . کتاب الفضائل کی ابتداء میں قریش کا مذہب بیان ہو چکا ہے۔کہ اہل مکہ اصلاً ملت ابراہیمی پر تھے شدہ شدہ بالکل اس کے برعکس کٹر مشرک ہو گئے۔

مکہ میں بت پرستی کی ابتداء: سب سے پہلے اس غلط عقیدے کی داغ بیل ڈالنے والا یہ عمرو ہے جس کا حدیث باب میں ذکر ہے۔سب سے پہلے بت اس نے نصب کئے اور بتوں کے نام پر اونٹ (سائبہ، بحیرہ، وصیلہ، حام) مقرر کئے۔اس کا سبب یہ ہے کہ جرہم کے بعد سے پہلے کعبہ کا متولی عمرو بن لحی تھا اور یہی خزاعۃ کا باپ تھا۔اس کی شام آمد ورفت تھی وہاں بت پرست عمالقہ بستے تھے جو پکے بتوں کے پجاری تھے اس نے (ان کا تماشہ دیکھ کر) ایک بت مانگا اور مکہ لا کر کعبہ میں نصب کر دیا یہ ھبل تھا پھر تو دیکھا دیکھی بت بڑھتے گئے۔آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت تین سو ساٹھ بت کعبہ کے اندر تھے باقی جو گھروں میں تھے اس پر مستزاد۔ قَمَعَة بفتحات الثلثة الأول. اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قاف کے کسرے اور میم مشدّد ہے۔خِنْدِف . بكسر الخاء و سكون النون و فتح الدال . تیز چلنے کی عادت کی وجہ سے یہ نام ہوا کیونکہ خندفة ھرولة کے ہم معنی ہے۔یہ الیاس بن مضر کی بیوی ہے اس کا اصل نام لیلی تھا۔لیلی بنت عمران بن الحاف بن قضاعہ یمیہ۔الیاس کے تین بیٹے تھے۔

(۱) مدرکہ اس کا نام عامر (۲) طابخہ اس کا نام عمیر تھا (۳) قمعہ اس کا نام عمیر تھا۔لحی کا نام ربیعہ ہے۔(ازابیؒ) اس کی اولاد باپ کی بجائے ماں خندف کی طرف منسوب ومشہور ہے۔ماں کی طرف منسوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کے شوہر الیاس کا انتقال ہوا تو یہ شدید غمگین ہوئی اور گھر بار چھوڑ کر زمین میں پھرنے لگی اور اسی حالت میں مرگئی حالانکہ اس کے بچے چھوٹے تھے اس نے ان کی پرواہ نہ کی۔اس لئے انہیں بنو خندف کہا جانے لگا اس میں اشارہ اسی طرف ہے کہ ماں نے انہیں ضائع کر دیا اور بے یار ومددگار چھوڑ دیا۔ابا بنی کعب هؤلاء . یعنی عمرو بن لحی بنو کعب کا باپ ہے اور یہی درست ہے کیونکہ کعب خزاعہ کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔بعض نسخوں اور روایات میں اخا بنی کعب ہے لیکن پہلی بات درست ہے جو متن میں بھی بالتصریح موجود ہے۔ابا لبنی کعب

[1] اس سے ثابت ہوا کہ حقوق نسواں کا علمبردار اسلام ہے نہ کہ کاسہ بردار۔

یجرّ قُصبة بضم القاف و سکون الصاد جمع اس کی اقصاب وھی الا معاء انتڑیاں۔

حدیث ثلثون: انّ البحیرة ...... بحیرة بروزن فعیلة بمعنی، مفعولة و بحورة مشقوقة الأذن .کان کٹی۔ دودھ والا جانور جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جائے اس سے دودھ وانتفاع روک دیا جائے۔[1] ابوعبیدہؒ کہتے ہیں یہ برتاؤ بکری سے کرتے دیگر علماء کا کہنا ہے یہ ناقہ کیلئے ہے اور یہی متبادر الی الفہم ہے۔ بحیرہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو پانچ دفعہ بچہ جنے چھٹی مرتبہ مذکر پیدا ہوتا تو یہ مردوں کیلئے مخصوص ہو جاتی اور اگر چھٹی دفعہ مؤنث جنے تو اس کا کان چیر دیا جاتا اور اس سے دودھ، اون، رکوب کوئی نفع بھی نہ اٹھاتے سب کو روک دیتے جب مر جاتی تو پھر رجال واناث سب اس کا گوشت کھاتے وقیل آخر۔ واما السائبة چھوڑی ہوئی ای متروکة۔ (۱) مازریؒ کہتے ہیں کہ جب کوئی بیمار ہوتا وہ بتوں کے نام پر منت اور نذر کرتا اگر شفایاب ہوا تو اونٹنی چھوڑیگا جسے کوئی روک ٹوک نہ کرسکتا جدھر جائے جہاں چرے، ناقہ کے علاوہ دوسرے جانور بھی چھوڑتے۔ (۲) محمد ابن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ جو اونٹنی دس مادہ بچے دیتی کہ ان کے درمیان کوئی نر پیدا نہ ہوا تو اسے چھوڑ دیتے۔ (۳) ابن روقؒ کہتے ہیں جب کوئی آدمی سفر پر جاتا اور امید و حاجت بر لاتا تو بخیر وخوبی واپس آ کر ناقہ یا کوئی دوسرا جانور چھوڑتا۔ و اما الوصیلة . ملانے والی۔ وہ اونٹنی یا بکری جو مسلسل سات بچے دیتی ساتواں اگر نر ہوتا تو صرف مرد استعمال کرتے اگر بچہ مادہ ہوتا تو اسے زندہ چھوڑتے اور اگر جڑواں جنتی تو اسے کہتے کہ اس نے بہن بھائی ملا دیے اب ہم پر حرام ہے۔ عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے جس آدمی کا اونٹ دس دفعہ جفتی کر لیتا (اور اونٹنی کو حاملہ کر دیتا) اس کو حام کہتے اور اسے چھوڑ دیتے۔ وقیل آخر (ابن کثیرؒ) یہ جانور ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے جس کا شریعت وحقیقت اور سچائی اور حقانیت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اعمال باطلہ اور عقائد شرکیہ میں سے ہیں۔ مذکور بالا تشریح قدرے تفصیلی ہے خلاصہ یہ ہے۔ (۱) بحیرہ! وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام کر دیتے۔ کوئی اپنے کام میں نہ لاتا۔ (۲) سائبہ وہ جانور ہے جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔ اس سے کوئی کام نہ لیتے۔ (۳) وصیلہ اوہ ناقہ ہے جو پہلے مادہ بچہ جنے پھر دوسری بار بھی مادہ بچہ دے۔ درمیان میں نر بچہ پیدا نہ ہو۔ اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔ (۴) حامی! نر اونٹ ہے جو ایک خاص شمار (دس) سے جفتی کر چکا ہو۔ اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔ (بیان القرآن) رأیت عمرو بن عامر الخزاعی . یہ وہی عمرو بن لحی (ربیعہ) ہے۔

عامر کی طرف منسوب کرنے کی دو وجوہ بیان کی جاتی ہیں: (۱) زمعہ کا بھائی عامر لحی کا چچا ہے لحی کے بیٹے عمرو کو لحی کے چچے کی طرف منسوب کر دیا عمرو بن لحی کی بجائے عمرو بن عامر کہہ دیا (العمّ کالاب) یہ عامر مدرکہ بن الیاس ہے۔ (۲) لحی حارثہ بن عمرو بن عامر کا منہ بولا بیٹا (متبنّی) تھا۔ تو عامر حارثہ کا دادا ہوا اب لحی حارثہ کے دادے عامر کی طرف منسوب ہوا اور لحی کا بیٹا بھی حارثہ کے دادے اسی عامر کی طرف منسوب ہوا اس طرح عمرو بن عامر کہا گیا۔ (ابیؒ)

حدیث احد وثلثون: قوم معھم سیاط کاذناب البقر . ایسی (ظالم قوم کہ ان کے کوڑے گائے کی دم کی طرح ہونگے (جسے جب جی چاہا مار دیا) اس میں ظالم پولیس اور جباروں کے کارندوں کی طرف اشارہ ہے جن کو حق ناحق، محرم ومجرم ومظلوم اور ظالم کی

---

[1] جیسے ہمارے دیار میں گائے چھوڑ دیتے ہیں اوہو سائیں کی گائیں ان کے قریب نہ جائیں۔

کوئی پرواہ نہیں۔ یضر بون بها الناس. (۱) ساعاتیؒ کہتے ہیں کہ لوگوں کو نا کردہ جرائم منوانے کیلئے ماریں گے۔(۲) والیوں کے ظالم حواری اور جلاد مراد ہیں۔ جب انہیں کسی شخص کو سزا دینے کا کہا جائے تو حد سے بڑھ جاتے ہیں اصلاح کی بجائے غصہ نکالنے کیلئے مارتے ہیں۔ قاضیؒ کہتے ہیں انہیں ظلما مارنے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اصل عذاب تو کفر اور دیگر معاصی کی وجہ سے ہو یہ لفظ تاوان کے ظلم کے تعارف کیلئے ہے۔ یا اسی سبب کی وجہ سے عذاب بڑھا دیا جائے گا۔ نساءٌ کاسیات عاریات. اہل دوزخ میں سے دوسری صنف یہ عورتیں ہیں پہنتی ہیں وہ لباس مگر بے لباس۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ بے حیائی و بے حجابی اور ظلم دوزخ میں دھکیلنے والے اعمال ہیں۔ حیاء وحجاب اور عدل وانصاف جنت میں لے جانے والے ہیں۔ یہ حدیث معجزات نبوی اور سچی پیشن گوئی میں سے ہے جو فرمایا واقع ہو چکا۔ خواتین کیلئے درج ذیل الفاظ احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ کا سیات عاریات، ممیلات مائلات، واصلات مستوصلات، واشمات مستوشمات، نامصات متنمّصات، المتفلجات، المغیرات، لخلق الله (کتاب اللباس باب تحریم فعل الواصلة ...... مسلم ج ۲ ص ۲۰۴)

کا سیات عاریات۔ اس کے چند مطلب ہیں۔

(۱) کا سیات من نعمة الله عاریات من شکرها. شب وروز اللہ کی نعمتوں (اور رحمتوں) میں بس رہی ہے لیکن اس کے شکر اور اطاعت سے خالی ہیں۔(۲) کا سیات من الثیاب عاریات من فعل الخیر والاهتمام لأ خرتهن والا عتناء بالطاعات. کپڑوں سے ڈھکی ہوئی ہیں لیکن بھلے کام آخرت کا اہتمام اور اطاعت کا نام نہیں اس سے خالی ہیں (۳) تکشف شیئا من بدنها اظهارا لجمالها فهن کا سیات عاریات. لباس تو پہنا ہے مگر جسم کے بعض اعضاء اظہار جمال کیلئے ظاہر ہیں (۴) یلبس ثیابا رقاقا تصف ما تحتها کا سیات عاریات فی المعنی. اتنی باریک (و چست) لباس پہنتی ہیں کہ اعضاء ظاہر ہوں پہننا ستر کیلئے تھا وہ جاذب نظر ہوگیا۔ یہ پہن کر بھی عاری ہے۔

مستورات کے لباس میں دو چیزیں بہر صورت ضروری ہیں (۱) کپڑا دبیز ہو (۲) قابل ستر وحجاب ہو۔ ان سے کوئی ایک بھی کم ہوئی تو کاسیات عاریات کا مصداق، لعنت کی حق دار اور جنت سے محروم ہونگی۔ مثلاً لباس موٹا ہو لیکن سلائی اس انداز سے ہو کہ بعض جسم کے حصے ظاہر ہوں۔ یہ بھی درست نہیں۔ اگر کپڑا اسلا ہوا تو کشادہ اور مکمل ہے لیکن انتہائی رقیق و باریک ہے کہ جسم کی عکاسی کر رہا ہے یہ بھی منع ہے۔ ما ئلات ممیلات . مائل ہونے والی (متوجہ) (۱) مائلات ای زائغات عن طاعة الله وما یلزمهن من حفظ الفروج و غیر ها . اللہ کی اطاعت اور اپنے نفس کی حفاظت سے منہ پھیرنے والی فواحش کو گھیرنے والی۔ ممیلات ای یَعْلَمْنَ غیرهنّ مثل فِعْلِهِنّ . دوسروں کو بھی اپنے جیسا سمجھتی ہیں۔(۲) مائلات ای متبخترات فی مشیتهنّ چال میں اترانے والی (اور قال میں للچانے والی) ممیلات اکتافهن واعطافهن . اپنے کندھوں اور جسم کے بالائی حصے کو جھکانے والی۔ (۳) ازاد منش عورتیں جو کنگھی استعمال کرتی ہیں اسے المیلاء کہتے ہیں کثیر دندانوں والی۔ مائلا ت یمشطن المشط المیلاء وهی مشطة البغایا ، ممیلا ت یمشطن غیر هن تلك المشطة . میلاء معروف ومخصوص کنگھی خود بھی استعمال کرتی ہیں اور

دوسری عورتوں کو بھی وہی کنگھی کرتی ہیں۔(۴)مائلات الی الرجال (بالحِیَلِ) ممیلات لھم. مردوں کی طرف میلان والی اوران کو مائل کرنے والی۔یامائلات الی ارتکاب الزنا او دواعیه ممیلات لقلوب الناس الی الفحشاء بے حیائی کی طرف خود مائل اور دوسروں کو مائل کرنے والی۔ابن حبانؒ کہتے ہیں:المائلة من التبختر والممیلات من السّمن . مٹک کر چلنے والی۔موٹاپے سے جھکنے والی۔رؤسھن کا سنمة البخت . اسنمة۔سنام کی جمع ہے کوہان۔البخت بضم الباء اور بُختیّ ہے۔خوبصورت خراسانی اونٹ جمع ان کی بخاتی، بخاتِ، بخاتی ہے۔ ای ان یکبر نھا و یعظمنھا بلفّ عمامة(مثل عمامۃ)او عصابة او نحوھا۔نوویؒ کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے فخر ومباہات اور عظمت وتکبر کیلئے سروں پر عمامہ نما کپڑا یا پٹیاں باندھیں گی جس سے مقصود اپنی برتری ہوگی۔

☆شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ اس سے واضح تشریح ہمارے زمانے میں یہ ہے کہ عورتیں اپنے بال بکھیر کر گدی پر ڈالتی ہیں یا سر کے درمیان میں سمیٹ کر باندھ دیتی ہیں جو یقیناً کوہان کی سی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔یہ اس کا مصداق ہے۔بندہ کی رائے یہ ہے کہ ہر وہ چیز یا عمل جس میں ترفع اور بناوٹ ہو اسی میں داخل ہے بھلے بال باندھ کہ ہو یا بکھیر کر کپڑے سے اونچا کریں یا بال سمیٹ کر۔یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ جو فرمایا سواء بسواء آج ہو رہا ہے۔☆مازریؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ غض بصر کی بجائے غیر مردوں کی طرف نظریں اٹھائے رکھتی ہیں۔واصلات مستوصلا ت. جو اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال (وگ) ملائے اور جو ملوائے۔مستوصلة کو موصولة بھی کہا جاتا ہے۔اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال لگانا اور ان کو بڑھانا گناہ کبیر موجب لعنت ودھتکار ہے۔

بال لگانے کی تفصیل وحکم: (۱) بال آدمی کے ہوں یا غیر آدمی کے علی الاطلاق حرام ہیں۔نوویؒ نے اسے ظاہر ومختار اور جمہور کا قول کہا ہے۔کپڑے کے ٹکڑے (دوپٹہ) کے ساتھ ملائے یا اون کے ساتھ۔(۲) آدمی کے بال ملانا حرام ہے اسی طرح آدمی کے علاوہ جو بال نجس اور ناپاک ہیں انہیں ملانا حرام ہے۔ہاں آدمی کے علاوہ پاک بال ہوں تو شوہر یا سردار کی اجازت سے (بیوی اور کنیز کیلئے) ملانا جائز ہے۔بعض شوافع۔(۳) بالوں کو بالوں سے ملانا منع ہے برابر ہے آدمی کے ہوں یا کسی جانور کے لیکن اون اور دوپٹے کے ساتھ ملانے میں کوئی حرج نہیں۔لیث بن سعدؒ۔(۴) اصل بنیاد جواز اور عدم جواز کی التباس ہے اگر بالوں کے ساتھ ملانے سے التباس واشتباہ نہ ہو تو درست ہے اور اگر التباس اور دیکھنے والا انہیں بھی سر کے بال ہی سمجھے تو درست نہیں۔یہ ابن حجرؒ کا مختار ہے۔احناف کا مذہب مختار اور راہ اعتدال: شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ احناف کا مختار مذہب قول ثانی ہے کہ حرمت آدمی کے اور نجس بالوں کے ساتھ مخصوص ہے۔سب کا حکم یکساں نہیں قال فی الفتاوی الھندیہ (ج ۵ ص ۳۵۸) ووصل الشعر بشعر الآدمیّ حرام سواء کان شعرھا او شعر غیرھا کذا فی الاختیار شرح المختار. ولاباس للمرأة ان تجعل فی قرونھا و ذوائبھا شیئا من الوبر کذا فی فتاوی قاضیخان . و به ظھر ان اتخاذ القرامل (وھی خیوط حریر) للنساء جائز و ھو القول الا عدل ان شاء اللہ تعالیٰ (فتاوی ہندیہ تکملہ ج ۴ ص ۱۹۱) فتاوی عالمگیری میں ہے کہ بال کو آدمی کے بالوں

کے ساتھ ملانا برابر ہے آدمی کے ہوں یا غیر آدمی کے مختار کی شرح اختیار میں اس کی مثل ہے۔ عورت کیلئے کوئی حرج نہیں کہ اپنی مینڈھیوں کے ساتھ (بھیڑ کی) اون وغیرہ ملائے اس سے یہ ظاہر ہوا کہ قرامل ریشمی دھاگوں (پراندا) کا ملانا عورتوں کیلئے جائز ہے اور یہی اعتدال کا قول ہے۔ علامہ عینیؒ نے کہا اور ابو عبیدہؒ نے فقہاء کی ایک جماعت سے یہ نقل کیا ہے کہ یہ وعید و منع بالوں کو بالوں کے ساتھ ملانے میں ہے اگر بال بالوں کے بغیر دوپٹہ و خرقہ وغیرہ سے ملائے تو یہ نہی میں داخل نہیں۔ لیثؒ نے بھی یہی کہا۔ طبرانیؒ نے فقہاء کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد بعض کا قول یہی نقل کیا ہے کہ خرقہ وغیرہ سے ملانے میں مضائقہ نہیں۔ بلکہ اس نے تو ابن عباسؓ ام المومنین ام سلمہؓ اور عائشہؓ سے مروی کہا ہے۔

سوال! اس تفصیل سے ظاہر ہوا کہ ایک صورت بالوں کے ملانے کے جواز کی ہے حالانکہ حدیث پاک میں مطلقاً نفی ہے اور آپ ﷺ نے تنبیہ کی کہ عورت کوئی چیز اپنے بالوں کے ساتھ نہیں ملا سکتی۔ **قال اخبر نی ابو الزبیر انه سمع جابر بن عبد الله یقول زَجَرَ النبی صلی الله علیه وسلم ان تصل المرأة برأ سها شیئا** (مسلم ج۲ ص۲۵) ابن جریجؒ کہتے ہیں مجھے ابو زبیر نے کہا اس نے جابر بن عبداللہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ڈانٹ (اور لعنت) اس پر کی کہ عورت اپنے بالوں کے ساتھ کوئی چیز ملائے۔

جواب! شیخ الاسلام نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ مطلق حدیث مقید پر محمول ہوگی **شیئا من الشعر الآدمی**. تا کہ تمام اقوال میں تطبیق ہو سکے۔ (قرامل پونی، عورت کا باف، پراندا) بعض لوگوں نے سیدہ عائشہؓ کا ایک اثر بھی مشہور کر رکھا ہے جس سے وصل الشعر بالشعر پر استدلال کرتے ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ قالت: (عائشہؓ) **لیست الو اصلة بالتی تعنون وما بأس اذا کانت المرأة زعراء** (قلیلۃ الشعر) **ان تصل شعرها ولکن الواصلة ان تکون بغیة فی شبیبتها فاذا اسنّت وصلته بالقیادة تعنی بدلالة الناس علی النساء الفاجرات** انہوں نے کہا کہ واصلہ (ملعونہ) سے مراد وہ نہیں جو تم مراد لیتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں کہ عورت جب کم بالوں والی ہو تو اپنے بالوں سے بال ملا سکتی ہے لیکن واصلہ تو وہ ہے جو جوانی میں طائفہ اور بڑھاپے میں ان کی دلال ہو۔ اس کیلئے یہ وعید و منع ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی عائشہؓ سے ثابت ہے۔ **(وذکر العینی فی العمدة ج۱ ص۳۰۲) ان (هذا الحدیث باطل ورواته لا یعرفون وابن اشوع لم یدرك عائشه.** یہ حدیث باطل من گھڑت اور بے اصل ہے اس کے راویوں کا تعارف ہے نہ ابن اشوع نے حضرت عائشہؓ کو پایا۔ (تکملہ ج۴ ص۱۹۲) **و اشمات مستوشمات.** گوندنے والی گندوانے والی۔ **الوشم ان تفرز ابرة و نحوها فی ظهر الکفّ او المعصم او غیر ذالك من بدن المرأة حتی یسیل الدم ثم تحشو ذالك الموضع با لنحل او النورة فیخضر و یفعل ذالك لنقش صُوَر علم ونقوش. وفا علته واشمه ومفعولته موشومة والتی تطلب ذالك مستوشمة** وشم یہ ہے کہ سوئی یا اس جیسی چیز ہتھیلی کی پشت کلائی یا جسم کے کسی دوسرے حصے پر چبھوئیں جب خون بہہ جائے تو اسے سرمہ یا چونا وغیرہ جیسی چیزوں سے بھر دیں کہ وہ سبز ہو جائے۔ یہ تصویر نام یا پھول بوٹی کیلئے ہوتا ہے اس کے کرنے والی واشمہ جس پر کیا گیا

موشومہ اور جس نے یہ طلب کی مستوشمہ۔

حکم: والوشم حرام. یہ حرام قطعی ہے اگر قبل از بلوغ کسی بچی سے یہ کیا گیا تو مکلف نہ ہونے کی وجہ سے اس پر گناہ نہ ہوگا واشمہ اور یہ کرانے والی گناہگار ہونگی۔

وشم زدہ جگہ کی طہارت کا حکم: نوویؒ کہتے ہیں کہ موضع وشم نجس ہوجاتا ہے اس کی طہارت اسی میں ہے کہ عضو تلف کیئے بغیر اسے مٹا اور ہٹا سکتے ہیں تو جیسے گندوایا ہے ویسے کٹوائے اور صاف کرادے اگر عضو کے ضائع ہونے یا اس کی منفعت کے جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو زائل کرنا ضروری نہیں۔ ہذا مذہب الشافعیؒ۔

احناف کثر اللہ سوادہم کا مذہب یہ ہے کہ اب زخم ملتئم اور منجمد ہونے کی وجہ سے وہ حصہ جسم بن چکا صرف ہرا پن باقی ہے تو دھونے سے پاک ہوجائے گا کیونکہ اگر طہارت کیلئے اس کے عین ورنگ دونوں زائل کرنا لازم کردیں تو یہ جسم وجلد کاٹے بغیر نہ ہوگا جس میں مضرّت ہے۔ اس لئے ظاہر دھونا طہارت کیلئے کافی ہے۔ النامصات و المتنمصات . بال نوچنے والی۔ جو بال نوچنے کیلئے دوسری سے کہے عام طور پر عورتیں (ابرو، بھویں) چہرے کے اطراف سے حسن وزینت کیلئے بال نوچتی ہیں یہ حرام ہے اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ موجب لعنت ہے۔ اگر کسی خاتون کے داڑھی، مونچھیں، عنفقہ (داڑھی کا بچہ نچلے ہونٹ کے نیچے) کے بال ظاہر ہوجائیں تو ان کو لینا حلال ہے اس میں شوافع کا مسلک بھی احناف کی مثل حلّت کا ہے۔ علامہ طبریؒ نے اس کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ نوویؒ۔ المتفلجات. وھی امرأۃ تبرد ما بین اسنانھا (بِالمِبرَدِ) الثنایاو الرباعیات لتحدث فرجۃ نینھا. مفلّجہ یہ ہے کہ عورت ریتی یا اس جیسے کسی آلے سے دانتوں کو کشادہ کرنے اوران میں قدرے فاصلہ پیدا کرنے کیلئے رگڑے اور گھسائے۔ زیادہ عمر کی عورتیں اپنے آپ کو دوشیزہ ظاہر کرنے کیلئے یہ عمل کرتی تھیں جس میں دھوکہ ہے اسے وشر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی حرام قطعی ہے۔ اگر دانت آگے پیچھے یا بے ترتیب ہوں یا بڑا چھوٹا ہونے میں زیادہ تفاوت ہو تو ان کو سیدھا کرانا درست ہے۔

المغیّرات خلق اللہ. اللہ تعالیٰ کی قدرتی اور فطرتی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی۔ بالفاظ دیگر اللہ کا مقابلہ کرنے والی کہ یا اللہ حسن تو اس میں ہے آپ نے کیسے پیدا کیا۔ (العیاذ باللہ) یہ کلمہ پہلے تمام کلمات کو شامل ہے کہ وصل ووشر نمص ونتف وغیرہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ شکل میں تبدیلی اور بے جا جسارت ہے جو شیطان کی پٹی پڑھانے پر عمل میں آئی خلقت رحمان کی بات ماننے شیطان کی؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لعنہ اللہ قال لأ تّخذنّ من عبادك نصیبا مفروضا ولأ ضلّنّھم ولأمنّینّھم ولآمرنّھم فلیبتّکنّ اذان الآ نعام ولآ مرنّھم فلیغیّرنّ خلق اللہ (نساء۱۹۔۱۱۸) اسے اللہ نے دھتکار دیا اور اس نے کہا تیرے بندوں میں سے بھی بڑا حصہ لے لوں گا انہیں بھٹکاؤں گا (جھوٹی) امیدیں دلاؤں گا انہیں حکم دونگا تو جانورں کے کان کاٹیں گے اور یہ بھی حکم دونگا کہ اللہ کی پیدائش بدل ڈالیں علامہ قرطبیؒ نے تفسیر قرطبی میں اس پر کلام کیا ہے۔ تغییر ممنوع وہ ہے جو باقی رہے اور جو بدلتی اور مٹتی رہے وہ درست ہے مثلاً سرمہ، مہندی، شفتین (لبوں) پر رنگت زیب وزینت کیلئے ان کا استعمال درست ہے (اور احیاء نا بہتر ہوتا ہے) حنا مردوں کیلئے منع ہے۔

خلاصہ! جسم میں زینت وآرائش کیلئے جو کمی زیادتی ایسی ہو کہ جسم میں قائم اور باقی رہے یا اصل خلقت میں تبدیلی ہو تو وہ تغییر لخلق اللہ ہے اور منع ہے۔ اور حسن کے حصول وآراستگی کیلئے وہ عمل جو ایسا نہیں مثلاً ہاتھوں، پاؤں، ہونٹوں، خدین، جبھۃ وغیرہ کو رنگنا یہ منع نہیں۔ شوہر کیلئے زینت کی چیزیں استعمال کرنا درست ہے۔ زائد انگلی کا کاٹنا یا جسم کے کسی بڑھے ہوئے حصے کا کاٹنا یا درست کرانا یہ تغییر لخلق اللہ نہیں بلکہ یہ عیب اور مرض کو رفع کرنا ہے جو عندالاکثر درست ہے۔ خلافا لبعضھم. (تکملہ)

فائدہ! حسن و جمال کیلئے ایسی چیز استعمال کرنا جو سخت جسامت والی ہو اور طہارت حاصل کرنے میں مانع ہو درست نہیں۔

لایدخلن الجنۃ. (۱) اللہ کی ان حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھ کر کرتی تھیں پھر تو ہمیشہ کیلئے جنت سے محروم رہیں گی کیونکہ مستحل حرام کافر ہوتا ہے۔ (۲) اگر ناجائز سمجھ کر سستی کوتاہی اور لاپرواہی کرتی تھیں تو دخول اولی کی نفی ہے حالت ایمان پر خاتمہ ہونے کی صورت میں کبھی نہ کبھی نجات ملے گی۔ لیکن یہ کونسا سہل اور قابل برداشت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فما اصبر ھم علی النار (بقرۃ ۱۷۵) دوزخ کی آگ پر کون صبر کرسکتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ان فضول وممنوع کاموں سے پرہیز کریں تاکہ اللہ اور اس کا رسول راضی ہو۔ ولا یجدن ریحھا. ھذہ مبالغۃ فی تحریم الجنۃ لا نہ من لم یرح الشیء لا یتناولہ قطعا. یہ جنت میں داخل نہ ہونے کیلئے مبالغۃً فرمایا کیونکہ جب کوئی آدمی کسی چیز کی خوشبو تک نہ پائیگا تو اسے حاصل بھی نہ کر پائیگا۔ حالانکہ اس کی خوشبو دور دراز تک مہکنے اور پھیلنے والی ہے۔[۱]

(۲۰۸) باب فَنَآءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(۱۲۴۵) باب: دنیا کے فنا ہونے اور قیامت کے دن حشر کے بیان میں

(۱۲۵۰) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى اَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ اَعْيَنَ ح وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ مُسْتَوْرِدًا اَخَا بَنِىْ فِهْرٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ وَاَشَارَ يَحْيٰى بِالسَّبَّابَةِ فِى الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ (اَحَدُكُمْ) بِمَ تَرْجِعُ وَ فِىْ حَدِيْثِهِمْ جَمِيْعًا غَيْرَ يَحْيٰى سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَفِىْ حَدِيْثِ اَبِىْ اُسَامَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ اَخِىْ بَنِىْ فِهْرٍ وَفِىْ حَدِيْثِهٖ اَيْضًا قَالَ وَاَشَارَ اِسْمٰعِيْلُ بِالْاِبْهَامِ.

(۱۷۹۷) حضرت مستورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی فہر کے بھائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے کہ جس طرح تم میں سے کوئی آدمی اپنی انگلی اس (دریا) میں ڈال دے۔ یحییٰ نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا اور پھر اس انگلی کو نکال کر دیکھے کہ اس میں کیا لگتا ہے۔ سوائے یحییٰ کے تمام روایات میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ

---

[۱] نووی. المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

علیہ وسلم سے اسی طرح سنا۔ ہے کے الفاظ ہیں اور یحیٰی کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ اسمٰعیل نے انگوٹھے کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

(۱۲۵۱) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَاتِمِ ابْنِ أَبِي صَغِيرَةَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالَ ﷺ يَا عَائِشَةُ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ.

(۷۱۹۸) سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ قیامت کے دن لوگوں کا حشر (اس طرح ہوگا) کہ وہ ننگے پاؤں' ننگے بدن اور بغیر ختنہ کیے ہوئے ہوں گے۔ (حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا عورتیں اور مرد اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! یہ معاملہ اس بات سے بہت سخت ہوگا کہ کوئی کسی کی طرف دیکھے۔

(۱۲۵۲) وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ غُرْلًا.

(۷۱۹۹) حضرت حاتم بن صغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی گئی ہے اور اس روایت میں غرلا کا لفظ نہیں ہے۔

(۱۲۵۳) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَ قَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللّٰهِ مُشَاةً حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا وَلَمْ يَذْكُرْ زُهَيْرٌ فِي حَدِيثِهِ يَخْطُبُ.

(۷۲۰۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ تم لوگ ننگے پاؤں' ننگے بدن اور بغیر ختنہ کئے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے۔

(۱۲۵۴) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيبًا بِمَوْعِظَةٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فٰعِلِينَ﴾ [الانبیاء:۱۰۴] أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلَا وَإِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ مِنْهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [المائدة:۱۱۷،۱۱۸] قَالَ فَيُقَالُ لِيْ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُذْ فَارَقْتَهُمْ وَفِيْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ وَ مُعَاذٍ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ.

(۷۲۰۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) ہم میں ایک نصیحت آموز خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! تمہیں اللہ کی طرف ننگے پاؤں ننگے بدن اور بغیر ختنہ کیے ہوئے لے کر جایا جائے گا (اللہ فرماتا ہے) ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ﴾ ''جس طرح ہم نے پہلی مرتبہ پیدا کیا اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کریں گے اور یہ ہمارا وعدہ ہے کہ جسے ہم کرنے والے ہیں۔'' آگاہ رہو کہ قیامت کے دن ساری مخلوق میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور آگاہ رہو کہ میری اُمت میں سے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا پھر اُن کو بائیں طرف کو ہٹا دیا جائے گا تو میں عرض کروں گا: اے پروردگار! یہ تو میرے اُمتی ہیں۔ تو کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ (کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد) کیا کیا (بدعات) ایجاد کیں تو میں اسی طرح عرض کروں گا جس طرح کہ اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں) عرض کیا: ﴿وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ ''میں تو ان لوگوں پر اُس وقت تک گواہ کے طور پر تھا جب تک کہ میں ان لوگوں میں رہا پھر جب تو نے مجھے اُٹھا لیا تو تو اُن پر نگہبان تھا اور تو تو ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان لوگوں کو بخش دے تو تو غالب حکمت والا ہے۔'' آپ نے فرمایا: پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ جس وقت سے آپ نے ان لوگوں کو چھوڑا ہے اُس وقت سے مسلسل یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پھرتے رہے۔ وکیع اور معاذ کی روایت میں ہے کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ آپ کے (اس دنیا سے چلے جانے) کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا بدعات ایجاد کیں۔

(۱۲۵۵) حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَا جَمِيْعًا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بَهْزٌ قَالَا جَمِيْعًا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَ عَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا.

(۷۲۰۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ (آپ ﷺ نے فرمایا:) لوگوں کو تین جماعتوں کی صورت میں اکٹھا کیا جائے گا کچھ لوگ خاموش ہوں گے اور کچھ لوگ ڈرے ہوئے ہوں گے اور دو آدمی ایک اونٹ پر ہوں گے اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر ہوں گے اور اُن میں سے باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی جب وہ رات گزارنے کے لیے ٹھہریں گے تو وہ آگ اُن کے ساتھ رہے گی جہاں وہ دوپہر کریں گے وہیں آگ بھی اُن کے ساتھ رہے گی اور جہاں وہ صبح کے وقت ہوں گے وہیں آگ بھی اُن کے ساتھ ہوگی اور جہاں وہ شام کے وقت رہیں گے تو آگ بھی شام کے وقت اُن کے ساتھ رہے گی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ان میں دنیا کی فنا اور قیامت کے دن حشر کا ذکر ہے۔
حدیث اول: سمعت مستوردًا. یہ مستورد بن شداد الفہری ہیں۔مستورد اور شداد رضی اللہ عنہما باپ بیٹا دونوں صحابی ہیں اہل مکہ میں سے ہیں۔مصر کی فتوحات میں شریک تھے۔۴۵ھ اسکندریہ میں وفات پائی۔رضی اللہ عنہ۔ **مالدنیا فی الأ خرة .** دنیا کا اخرت سے کیا مقابلہ۔یہ کم اور فناء ونجسم ہونے والی اور آخرت طویل ودوام والی۔دنیا اور آخرت کی مثال ایسے ہے جیسے انگلی پر پانی کا قطرہ اور سمندر کی نسبت یہ مثال بھی محض تفہیم وتسہیل ہے ہوسکتا ہے اتنی نسبت بھی نہ ہو، کیونکہ سمندر جتنا بھی وسیع وطویل ہوتناہی اور محدود ہے آخرت کی زندگی لا متناہی اور غیر محدود ہے۔اور اس کی نعمتیں ابدی اور دائمی ہیں۔**واشار اسمٰعیل بالابھام.** نوویؒ کہتے ہیں کہ ہمارے بلاد میں مشہور ومتداول نسخوں میں یحییٰؒ سے سبابہ اور اسماعیلؒ سے ابہام سے اشارہ کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے۔ **قال القاضی و روایة السبابة اظھر من روایة الا بھام و اشبه با لتمثیل لا نّ العادة الا شارة به لا بالابھام ویحتمل اشاربھذه مرّة وھذه مرّة.** قاضیؒ کا کہنا ہے کہ سبابہ شہادت والی انگلی سے اشارہ والی روایت ابہام والی روایت سے زیادہ ظاہر ہے کیونکہ عام عادت شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنے کی ہے ابہام سے نہیں اور احتمال ہے کبھی اس سے اشارہ کیا کبھی اس سے **والیمّ ھو البحر .** یم کا معنیٰ سمندر ہے۔ثمر قندیؒ نے سب روایات کی مخالفت میں الابہام کی بجائے البہام نقل کیا ہے جو تصحیف ہے صحیح روایت ابہام ہے۔جس کی توجیہ ہو چکی۔

حدیث ثانی: حفاة عرا ة غُرلاً . حفاۃ حافی کی جمع ہے برہنہ۔ **غرلا بضم الغین و سکون الراء .** اغرل کی جمع ہے جس کی غرلہ باقی ہو اور ختنہ نہ ہوا ہو۔ **الغر لة ھی الجلدة التی یقطعھا الخاتن من الذّکر .** ننگے پاؤں برہنہ بدن غیر مختون اٹھائیں جائیں گے جیسے کہ ان کی ماں نے انہیں جنا تھا۔اگر جسم کا کوئی حصہ کم یا کٹ چکا تو وہ بحال ہو جائے گا۔**وقال ابو الو فاء بن عقیل: حشفة الا قلف مو قاة بالقلفة فتکون ارقّ فلما ازالوا تلك القطعة فی الدنیا اعادھا اللہ تعالیٰ لیذیقھا من حلا وة فضله .**

سوال! اس میں ہے کہ عراۃ بلالباس عاری اٹھائے جائیں گے دوسری ایک حدیث میں ہے کہ جن کپڑوں میں مرے تھے انہیں میں اٹھائے جائیں گے۔ **لمّا حضر ابا سعید(الخدری) الو فاة دعا بشیاب جُدُ د فلبسھا وقال !سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم انّ المیّت یبعث فی ثیابه التی یموت فیھا .** (رواہ ابوداؤد وصححہ ابن حبان از تکملہ) ابوسعید خدریؓ کی موت کا جب وقت آیا تو نئے کپڑے منگوا کر پہنے اور کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بیشک جن کپڑوں میں میت لری تھی روز محشر انہیں میں اٹھائی جائے گی۔اس سے معلوم ہوا لباس پہنا ہوگا۔

جواب! (۱) بعض علماء نے اس کا جواب دیا ہے کہ بعض بالباس ہوں گے اور بعض بلالباس یعنی عریاں۔(۲) قبروں سے لباس پہنا ہوا ہوگا جب میدان محشر میں پہنچیں گے تو وہ جھڑ اور اتر جائیگا اور میدان حشر میں لباس کے بغیر ہونگے (۳) یہ حدیث شہیدوں کیلئے ہے ابوسعیدؓ نے اسے عام سمجھا۔(۴) یہ احتمال بھی ہے کہ قبروں سے عاری اٹھیں گے جیسے حدیث باب میں ہے لیکن یہ حالت دائمی

اور مستقل نہ ہوگی بلکہ بعد میں انہیں لباس پہنایا جائیگا چنانچہ آگے اسی باب میں حدیث آرہی ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی۔ ثم الامثل فالامثل . اس طرح ہو کہ پہلے جس لباس میں مرے تھے وہ پہنایا جائے گا پھر جنت کے جوڑے پہنائیں جائیں۔(۵) بعض علماء نے یہ تأویل کی ہے کہ ان المیّت یبعث فی ثیابه التی یموت فیھا کا معنی ہے انّ المیّت یبعث علی اعماله التی یموت علیھا . یعنی میت ان اعمال پر اٹھے گی جن پر مراتھی۔اس مجاز کو ابوسعید ﷺ نے حقیقت پر محمول کرلیا حالانکہ مقصود ثیاب کے لفظ سے مجازی معنیٰ اعمال تھا لیکن یہ تأویلات تکلفات بعیدہ پر مبنی ہیں کیونکہ حدیث ابو سعید ﷺ کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے۔ کما بدأنا اوّل خلق نعیده . (انبیاء ۱۰۴) جواب نمبر ایک اور تین پر محمول کرنا زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم . الامرُ اشدّمن ان ینظر .سیدہ عائشہؓ کا سوال اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب بالکل واضح ہے جس سے روز محشر کی عسرت و دہشت ثابت ہورہی ہے اور اس میں ایک ذرے برابر بُعد نہیں کیونکہ دنیا میں کئی ایسی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔مثلاً ایک سے کہا جناب میں فلاں وقت میں آپ سے ملا تھا تو کیا جواب ہے معاف کرنا بھائی میں ایسا پریشان تھا کہ آپ کی خبر نہیں حالانکہ مصافحہ کیا ہاتھ ملائے لیکن خبر نہیں آخرت کی ہولناکی کی دنیا سے درجہا بڑھ کر ہوگی۔

حدیث خامس: انّ اوّل یکسی یوم القیامة ابراھیم . ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے جنتی حلہ پہنایا جائے گا۔

سب سے پہلے پوشاک پہنانے کی وجہ: (۱) اس لئے کہ سب سے پہلے اللہ کی توحید کیلئے آگ میں ڈالتے وقت برہنہ کیا گیا تھا اس کے بدلے اور اکرام میں سب سے پہلے انہیں لباس پہنایا جائیگا۔(۲) سب سے پہلے پوشاک پہنانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ شلوار سے ستر کا طریقہ سب سے پہلے ابراہیم نے جاری کیا۔(۳) ابراہیمؑ اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے ان کے اطمینان کیلئے سب سے پہلے انہیں لباس پہنایا جائے گا لیطمئن قلبه . ☆ابن حجرؒ نے یہ احتمال بھی ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روضہ اطہر ٹکڑا جنت سے اسی لباس میں اٹھیں گے جس میں وفات ہوئی اور عرش کے پاس کرسی پر جنت کے تکریمی لباس پہنانے کا ذکر ہو تو بھی آپ ﷺ کا ابراہیم سے پہلے بالباس ہونا ثابت ہوگا ابراہیم علیہ السلام باقی مخلوق سے علی الاطلاق اور آنحضرت ﷺ سے جنتی لباس پہننے میں مقدم ہوں۔ واللہ اعلم

سوال! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابراہیمؑ کو لباس پہلے پہنایا جائے گا اس سے ان کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

جواب: (۱) علامہ قرطبی نے اس کا جواب یہ دیا ہے خلائق سے مراد ماذون النبی ہیں کہ باقی مخلوق سے پہلے پہنایا جائے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تقدیم ثابت نہیں ہوتی۔(وھذا الجواب غیر مرضیّ) لیکن قرطبی کے اس جواب پر ان کے تلمیذ نے ہی نکیر و تردید کی ہے کہ یہ احادیث کے ظاہر کے خلاف ہے۔ کیونکہ بعض احادیث میں آنحضرت ﷺ کا بعد میں جنتی حلّہ زیب تن کرنا مذکور ہے۔اول من یکسی یوم القیامة خلیل الله علیه السلام . قبطیّتین ثم یکسی محمد صلی الله علیه وسلم حلة حبرة عن یمین العرش . (اخرجه ابن المبارك و ابو یعلی والبیھقی و زادفیه) تکملہ۔اس میں ثم یکسیٰ محمد صلی الله علیه وسلم کا صریح لفظ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ہی سب سے پہلے حلہ پہنیں گے۔

جواب !(۲) اس کا جواب سادہ الفاظ میں یہ ہے کہ ابراہیمؑ کیلئے یہ جزوی فضیلت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلی اور مسلّم افضلیت پر مقدم نہیں ہوسکتی اور فضائل انبیاء میں یہ بات مفصل گزرچکی ہے کہ بعض انبیاء کو جزوی فضائل حاصل ہیں لیکن افضل انبیاء والمرسلین آمنہ کا درّ یتیم ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یاربّ اصحابی فیقال انّك لا تدري ما احد ثوا بعدك . قول راجح یہی ہے کہ اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو سیدنا ابو بکرؓ کے ایام خلافت میں مرتد ہو گئے تھے۔ ان پر اصحابی کا لفظ اس حالت کی وجہ سے بولا گیا جوان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تھی جب تو وہ صحابی تھے اس لئے اصحابی فرمایا لیکن طاری ہونے والی حالت ارتداد کی وجہ سے انہیں ہٹا دیا جائے گا اس پر سیر حاصل بحث باب اثبات حوض النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گذرچکی ہے۔ کما قال العبد الصالح. سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں چنانچہ (سورۃ مائدہ ۱۱۷) تلاوت فرمائی جن میں عیسیؑ کا ذکر ہے۔

حدیث سادس: یحشر الناس علی ثلاث طرائق. ای علی ثلاث فِرَق (۱) قسم راغبون را ھبون (۲) قسم یرکبون (۳) قسم تحشرھم النار . اس کی تشریح میں علماء کا اختلاف ہے☆ بعض کہتے ہیں کہ اس حشر واجتماع سے قیامت کے دن قبروں سے میدان حشر تک اٹھنا مراد ہے۔ لفظ طرائق قرآن کریم میں ہے۔ و انّا منّا الصّٰلحون و منّا دون ذالك کنّا طرائق قد دًا (الجن ۱۱) ہمارے مختلف گروہ ہیں طالح اور کچھ صالح۔

تین قسموں کا تعارف: پہلے خوف وشوق میں یہ عام مؤمن ہونگے۔ جن کے اعمال صالحہ وسیۂ ملے جلے ہونگے۔ یہ امید وبیم میں ہونگے۔ اپنی خطاؤں سے ڈرتے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھتے ہونگے۔ اور یہ اصحاب المیمنہ ہیں دوسرے جو سوار ہونگے۔ یہ السابقون ہیں یہ ایک ایک سواری پر متعدد سوار ہونگے دوسرے دس تک کا ذکر متن میں ہے۔ کثرت وتعدّد کی صورت میں سوار ہونے میں دو احتمال ہیں (۱) کہ مکمل تعداد بیک وقت ایک اونٹ پر سوار ہو اللہ تعالیٰ اس میں اتنی قوت پیدا کردیں کہ وہ ان سب کو بآسانی جو عام اونٹوں سے قوت وجسامت میں ہٹ کر ہو۔ (۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ باری باری سوار ہوں جیسے معتاد ہے اور غزوۃ العسرۃ میں ایسے ہوا۔ تیسرا گروہ انہیں آگ ہانکے گی اور ان سے جدا نہ ہوگی انہیں تین قسموں کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ و کنتم ازواجا ثلٰثۃ فاصحٰب المیمنۃ ما اصحٰب المیمنۃ واصحٰب المشئمۃ ما اصحٰب المشئمۃ و السّٰبقون السّٰبقون (واقعہ ۷۔۱۰) جب قیامت قائم ہوگی تو تمہارے تین گروہ ہونگے (۱) نیک بخت دائیں ہاتھ والے (۲) شقی بائیں ہاتھ والے (۳) مقربین سبقت کرنے والے۔ یہ تفصیل ان کے قول کے مطابق ہے جو کہتے ہیں کہ قیامت کے دن قبروں سے حشر تک یہ ہوگا۔

سوال! اثنان عشرہ دو سے دس تک کا ذکر کیا ہے ایک کا ذکر کیوں نہیں؟

جواب! اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک ان کیلئے ہے جو سابقین سے اعلیٰ درجہ والے ہوں جیسے انبیاء ورسل۔ تاکہ تعداد کے فرق سے مراتب کا ممتاز ہونا واضح ہو۔

☆ علماء کی ایک معتد بہ جماعت کا کہنا ہے کہ اس سے قیامت کے قریب دنیا میں جمع ہونا مراد ہے اور یہ علامات قیامت میں سے ہے۔ حذیفہ بن اُسید کی مرفوع روایت میں ہے۔ انھا لن تقوم حتی ترون قبلھا عشر آیات. فذکر الدخان و الدجّال

و الدابّة و طلوع الشمس من مغربها و نزول عیسی ابن مریم. ویأجوج و مأجوج وثلاثة خسوف خسف بالمشرق و خسف با لمغرب و خسف بجزیرة العرب و آخر ذالك نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی هم. (مسلم ج ۲) حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ آئیگی یہاں تک کہ یہ نشانیاں ظاہر ہوں آخر میں یمن سے آگ نمودار ہوگی اور انہیں ہانک کر محشر تک لائے گی یہ بھی حدیث میں آتا ہے۔ تخرج نار قبل یوم القیامة من حضر موت فتسوق الناس فما تأمرنا قال علیکم با لشام حضرموت سے آگ نکلے گی سو لوگوں کو ہانکے گی تو صحابہؓ نے عرض کیا ہمیں کیا حکم ہے فرمایا تم شام میں ہو جاؤ۔ عبد اللہ بن عمروؓ سے ہے۔ تبعث نار علی اهل المشرق فتحشرهم الی المغرب تبیت معهم حیث باتو و تقیل معهم حیث قالوا. مشرق سے آگ نکل کر انہیں مغرب میں جمع کرے گی انہیں کے ساتھ قیلولہ کرے گی اور انہیں کے ساتھ رات گذارے گی۔ اب تشریح و تقسیم اس طرح ہوگی کہ جب آگ نکلی گی تو لوگ نقل مکانی کیلئے گھروں سے نکل بھاگیں گے۔ (۱) بعض وہ ہونگے جو موقع غنیمت جان کر فرصت ومہلت میں ہی نکل جائیں گے ان کے پاس زادراہ ہوگا اور سواریاں بھی۔ حفاظت وامن کی امید پر آگے بڑھیں گے اور آگ کے پہنچنے سے گھبرا رہے ہونگے۔ یہ تو راغبین وراہبین ہوئے۔ (۲) دوسرے فرقہ جو قدرے سست ہونگے اور عسرت وتنگی میں ہونگے تو دو دو چار دس تک بھاگم دوڑی میں سوار ہوں گے اور باری باری سوار ہو کر سفر طے کریں گے یہ سوار ہوئے۔ (۳) تیسرا گروہ وہ ہوگا جو سواریوں کے حصول سے عاجز ہوگا وہ چلیں گے اور گھسٹتے بھاگتے آگ سے بچنے کیلئے سفر کریں گے۔ یہ دو باتیں ہوئیں کہ دنیا میں جمع ہونا مراد ہے یا قبر سے حشر تک۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ آگ حقیقۃً ہوگی یا فتنوں کو مجازاً آگ کہا گیا۔ بعض نے اسے حقیقت پر محمول کیا ہے کہ وہ آگ ہوگی جو انہیں جمع کرے گی دوسرے بعض کا کہنا ہے کہ نہیں آگ نہ ہوگی بلکہ فتنے مراد ہیں فتنوں کی شدت وکثرت کی وجہ سے انہیں آگ کہہ دیا اور پھر آگ کی طرح فتنے سب کو گھیر لیں گے شام کے علاقے میں نسبتاً کم ہونگے۔ تو لوگ فتنوں سے تنگ آکر شام کی طرف کوچ کریں گے۔ واللہ اعلم [1]

(۲۰۹) باب فِیْ صِفَةِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَعَانَنَا اللّٰهُ عَلٰی اَهْوَالِهَا.

(۱۲۴۶) باب: قیامت کے دن کی حالت کے بیان میں، اللہ پاک قیامت کے دن کی سختیوں میں ہماری مدد فرمائے

(۱۲۵۶) حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَعُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا یَحْیٰی یَعْنُوْنَ ابْنَ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ﴿یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ [المطففین:٦] قَالَ حَتّٰی یَقُوْمَ اَحَدُهُمْ فِیْ رَشْحِهٖ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ الْمُثَنّٰی قَالَ: ﴿یَقُوْمُ النَّاسُ﴾ لَمْ یَذْکُرْ ﴿یَوْمَ﴾.

(۷۲۰۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) جس دن

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

سب لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے تو اُن میں سے کچھ آدمی آدھے کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے اور ابن مثنیٰ کی روایت میں یَقُوْمُ النَّاسُ کے الفاظ ہیں اور یَوْم کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

(۱۲۵۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنَا اَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ ح وَحَدَّثَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ كِلَاهُمَا عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْخَالِدِ نِ الْاَحْمَرُ وَ عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ نَصْرِ نِ التَّمَّارُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ ح وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ وَصَالِحٍ حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ.

(۷۲۰۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبید اللہ بن نافع کی روایت کی طرح روایت نقل کی ہے سوائے اس کے کہ موسیٰ بن عقبہ اور ہمام کی روایت میں ہے: ''یہاں تک کہ کچھ لوگ اُن میں سے آدھے کانوں تک اپنے پسینے میں ڈوب جائیں گے۔''

(۱۲۵۸) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْعَرَقَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَيَذْهَبُ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ بَاعًا وَاِنَّهٗ لَيَبْلُغُ اِلٰى اَفْوَاهِ النَّاسِ اَوْ اِلٰى آذَانِهِمْ يَشُكُّ ثَوْرٌ اَيَّهُمَا قَالَ.

(۷۲۰۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن انسان کا پسینہ زمین میں ستر گز تک پھیلا ہوا ہوگا اور یہ پسینہ لوگوں کے مونہوں یا اُن کے کانوں تک پہنچا ہوا ہوگا۔ راوی ثور کو شک ہے کہ ان دونوں میں سے کونسا لفظ فرمایا ہے۔ (مُنہ یا کان؟)

(۱۲۵۹) حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى اَبُوْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنِي الْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ فَوَ اللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا يَعْنِيْ بِالْمِيْلِ اَمَسَافَةَ الْاَرْضِ اَمِ الْمِيْلَ الَّذِيْ يُكْحَلُ بِهِ الْعَيْنُ قَالَ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا قَالَ وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (بِيَدِهٖ) اِلٰى فِيْهِ.

(۷۲۰۶) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے ہیں: قیامت کے دن سورج مخلوق سے اس قدر قریب ہو جائے گا یہاں تک کہ اُن سے ایک میل کے فاصلے پر ہو جائے گا۔ سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میل سے کیا مُراد ہے؟ زمین کی مسافت کا میل مراد ہے یا سرمہ دانی کی دیا سلائی (کیونکہ عربی میں اُسے بھی

میل کہا جاتا ہے)۔آپ نے فرمایا: لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں غرق ہوں گے۔اُن میں سے کچھ لوگوں کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا اور اُن میں سے کچھ لوگوں کے گھٹنوں تک پسینہ ہوگا اور اُن میں سے کسی کی کمر تک اور اُن میں سے کسی کے منہ میں پسینہ کی لگام ہوگی۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنے مُنہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔(اللہ پاک حفاظت فرمائے)

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ان میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے۔

حدیث اول: **يقوم احدهم فی رشحة الرّشحة بفتح الراء و سكون الشين** . لوگ اپنے پسینے میں کھڑے ہونگے۔ ابن مبارک اور ابن ابی شیبہ نے حدیث نقل کی ہے۔**تعطي الشمس يوم القيامة حرّ عشر سنين ثم تدنى من جماجم الناس حتى تكون قاب قوسين فيعرقون حتى يرشح العرق فی الارض قامة ثم ترتفع حتى يغرغر الرجل وزاد ابن المبارك فی روايته ولا يضرّ حرّها يو مئذ مؤمنا ولا مؤمنة**(تکملہ) سورج کو قیامت کے روز دس سال کی گرمی کے برابر حرارت دی جائے گی پھر وہ لوگوں کی پیشانیوں کے برابر ہوگا یہاں تک کہ کمان برابر ہوگا لوگوں کا پسینہ بہے گا ان کے قد کے برابر ہوگا ہوتے ہوتے اس سے بھی بلند ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ اس میں ڈوب رہے ہوں گے۔ابن مبارکؒ نے اتنا زیادہ نقل کیا ہے کہ اس کی حرارت ایمان والے مردوں عورتوں کو گزند نہ پہنچائے گی۔

حدیث ثالث: **ليذ هب فی الارض سبعين با عًا وفی رواية البخاری يعرق الناس يو م القيامة حتى يذ هب عر قهم فی الارض سبعين ذراعا . ويلجمهم حتى يبلغ ا ذا نهم**. دوسری روایت کے متن کے الفاظ کی زیادہ وضاحت کردی کہ ستر ہاتھ مراد ہیں اور کانوں تک پسینہ ہوگا۔بیہقی کی ایک روایت سے اس کی تعیین بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ حالت کن لوگوں کی ہوگی۔ **يشتدّ كرب ذلك اليوم حتى يلجم الكا فر العرق قيل له فا ين المؤ منون ؟ قال :على الكراسىّ من ذاهب يظلّ عليهم الغمام** . کافر پسینے میں غرق ہوں گے اور مؤمن باعزت کرسیوں پر سائے میں ہونگے۔ **الشمس فوق رؤس الناس يوم القيامة و اعمالهم تظلّهم** . سورج سر پر ہوگا اور اعمال ان پر سایہ فگن ہوں گے۔

حدیث رابع: **قال سليم بن عامر :فوا لله ما أ دري ما أدري ما يعنى بالميل** ؟ سلیم بن عامر تابعی راوی حدیث کہتے ہیں کہ واللہ میں یہ نہ جان سکا کہ میل سے کیا مراد لیتے تھے مسافت اور سفر یا سلائی۔ **لانّ لفظ الميل مشترك بين المسافة المعروفة وبين ميل المكة يكتحل به** یہ اشتباہ اور نہ جاننا اس لئے تھا کہ بیشک میل کا لفظ مسافت معروفہ اور سرمہ ڈالنے کی سلائی کے درمیان مشترک ہے۔ **فيكون الناس على قدر اعمالهم فی العرق** .سو لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں ہونگے۔اس کی تشریح حاکم کی ایک روایت میں ہے۔ **تد نو الشمس من الارض يوم القيامة فيعرق الناس فمنهم من يبلغ عرقه عقبه و منهم من يبلغ نصف ساقة و منهم يبلغ ركبته و منهم من يبلغ فخذه و منهم يلبغ خاصر ته ومنهم من يبلغ منكبه و منهم من يبلغ فاه واشار بيده فالجمها فاه و منهم من يغطّيه عر قه و ضرب بيده على**

راسه. قیامت کے دن سورج زمین کے قریب ہوگا لوگ پسینے میں ہوں گے بعض کو ایڑیوں تک ہوگا بعض کو نصف پنڈلی تک اور بعض کو گھٹنوں تک بعض کو رانوں تک بعض کو کوکھ تک بعض کو کندھے تک بعض کو منہ تک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لگام نما منہ کی طرف اشارہ کیا اور ان میں سے بعض ایسے ہونگے کہ پسینے میں ڈوبے ہونگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر پر ہاتھ پھیرا۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ پسینہ شدت اہوال اور خوف کی وجہ سے ہو۔ یہ احتمال بھی ہے کہ ہجوم اور بھیڑ کی وجہ سے آپس میں پسینہ مل جائے اور زمین پر بہنے لگے کہ ستر ہاتھ گہرا ہو۔

سوال! اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ چند آدمی جب ایک سطح پر پانی میں کھڑے ہوں تو پانی ان سب کے برابر ہوتا ہے سب کو گھٹنوں تک یا سب کو کمر تک یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک کو پنڈلیوں اور دوسرے کو کندھوں تک یہ فرق کیسے؟

جواب! اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نہر دریا یا سمندر کا پانی نہ ہوگا بلکہ بقدر اعمال ہر ایک کیلئے الگ الگ پسینے کے پانی کی سطح ہوگی جو دوسرے کیلئے مضر نہ ہوگی۔ اور آخرت کے حالات وواقعات کو دنیاوی حالات پر من کل الوجوہ قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

فائدہ! اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ پسینہ مؤمنین اور کفار سب کا ہوگا یا صرف کافروں کا (۱) ابومحمد ابن ابی جمرہؒ کہتے ہیں کہ حدیث باب اور دیگر متعدد احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پسینے میں عموم ہے کفار و فجار سب کیلئے ہوگا ہاں اس سے انبیاء صلحاء، صدیقین وشہداء اور اولیاء مستثنیٰ ہونگے۔ سب سے زیادہ کفار کیلئے ہوگا پھر مؤمنین فجار کیلئے اپنے اپنے اعمال بد کے بقدر مسلمانوں کیلئے کافروں کی نسبت کم ہوگا۔ فیکون الناس علی قدر اعمالھم کے جملے سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ ہوگا سب کیلئے اعمال کے بقدر قلت وشدت میں فرق ہوگا۔ (۲) حدیث ثالث کے تحت ذکر کردہ دو حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن اس سزا سے مامون ومحفوظ ہونگے۔ اس سے ثابت ہوا مؤمن مردوں عورتوں کو پسینے کی سزا نہ ہوگی۔ علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں مؤمن ومؤمنہ سے ایمان کامل مراد ہے فساق وفجار کو یہ سزا ملے گی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ حدیث عام مخصوص منہ البعض ہے حکم سب کیلئے ہے انبیاء، صلحاء، اتقیاء، اولیاء، صدیقین وشہدا اور صوفیاء اس سے مستثنیٰ ہونگے۔ واللہ اعلم۔ اللھم اعذنا من اھوالھا [1]

(۲۱۰) باب الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا اَهْلُ الْجَنَّةِ وَ اَهْلُ النَّارِ.

(۱۲۴۷) باب: ان صفات کے بیان میں کہ جن کے ذریعہ دنیا ہی میں جنت والوں اور دوزخ والوں کو پہچان لیا جاتا ہے

(۱۲۶۰) حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ وَاللَّفْظُ لِاَبِیْ غَسَّانَ وَابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ نِ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِیْ خُطْبَتِهٖ اَلَا اِنَّ رَبِّیْ اَمَرَنِیْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِیْ يَوْمِیْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهٗ عَبْدًا حَلَالٌ وَاِنِّیْ خَلَقْتُ عِبَادِیْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَاِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ

[1] نووی۔ المفہم۔ اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال۔ تکملہ

فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ وَ حَرَّمَتْ عَلَيْهِم مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَاَمَرَتْهُمْ اَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَ عَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَايَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِيَكَ وَاَبْتَلِيَ بِكَ وَاَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَاُهُ نَائِمًا وَ يَقْظَانَ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِي اَنْ اُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ اِذًا يَثْلَغُوا رَاْسِي فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً فَقَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَاَنْفِقْ فَسَيُنْفَقَ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهٗ وَ قَاتِلْ بِمَنْ اَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ قَالَ وَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَ رَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبٰى وَ مُسْلِمٍ وَ عَفِيْفٌ وَ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ قَالَ وَاَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيْفُ الَّذِي لَا زَبْرَ لَهٗ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعًا لَا يَتْبَعُوْنَ اَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفٰى لَهٗ طَمَعٌ وَاِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهٗ وَ رَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي اِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ اَهْلِكَ وَ مَالِكَ وَ ذَكَرَ الْبُخْلَ اَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ وَلَمْ يَذْكُرْ اَبُوْ غَسَّانَ فِي حَدِيْثِهٖ وَاَنْفِقْ فَسَيُنْفَقَ عَلَيْكَ.

(۷۲۰۷) حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: سنو! میرے ربّ نے مجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ میں تم لوگوں کو وہ باتیں سکھادوں کہ جن باتوں سے تم لاعلم ہو۔ (میرے ربّ نے) آج کے دن مجھے وہ باتیں سکھادی ہیں (وہ باتیں میں تمہیں بھی سکھاتا ہوں' اللہ عزوجل نے فرمایا:) میں نے اپنے بندے کو جو مال دے دیا ہے وہ اس کے لیے حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو حق کی طرف رجوع کرنے والا پیدا کیا ہے لیکن شیطان میرے ان بندوں کے پاس آ کر انہیں اُن کے دین سے بہکاتے ہیں اور میں نے اپنے بندوں کے لیے جن چیزوں کو حلال کیا ہے وہ ان کے لیے حرام قرار دیتے ہیں اور وہ ان کو ایسی چیزوں کو میرے ساتھ شریک کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ جس کی کوئی محبت میں نے نازل نہیں کی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نظر فرمائی اور عرب وعجم سے نفرت فرمائی۔ سوائے اہلِ کتاب میں سے کچھ باقی لوگوں کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہیں اس لیے بھیجا ہے تاکہ میں تم کو آزماؤں اور اُن کو بھی آزماؤں کہ جن کے پاس آپ کو بھیجا ہے اور میں نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے کہ جسے پانی نہیں دھو سکے گا اور تم اس کتاب کو سونے اور بیداری کی حالت میں بھی پڑھو گے اور بلاشبہ اللہ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں قریش کو جلا ڈالوں تو میں نے عرض کیا: اے پروردگار! وہ لوگ تو میرا سر پھاڑ ڈالیں گے۔ اللہ نے فرمایا: تم ان کو نکال دینا جس طرح کہ انہوں نے آپ ﷺ کو نکالا ہے اور آپ ﷺ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔ آپ ﷺ لشکر روانہ فرمائیں میں اس کے پانچ گنا لشکر بھیجوں گا اور آپ اپنے تابعداروں کو لے کر اُن سے لڑیں کہ جو آپ کے نافرمان ہیں۔ آپ نے فرمایا: جنتی لوگ تین (قسم) کے ہیں: (۱) حکومت کے ساتھ انصاف کرنے والے' صدقہ وخیرات کرنے والے' توفیق عطا کیے ہوئے۔ (۲) وہ آدمی کہ جو اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لیے نرم دل ہو۔ (۳) وہ آدمی کہ جو پاکدامن' پاکیزہ خلق والا ہو اور عیالدار بھی ہو لیکن کسی کے سامنے اپنا ہاتھ نہ پھیلاتا ہو۔ آپ نے فرمایا: دوزخی پانچ طرح کے ہیں: (۱) وہ کمزور آدمی کہ جس کے پاس مال نہ ہو اور دوسروں کا تابع ہو' اہل ومال کا طلبگار نہ ہو۔ (۲) خیانت کرنے والا آدمی کہ جس کی حرص چھپی

نہیں رہ سکتی۔ اگرچہ اسے تھوڑی سی چیز ملے اور اس میں بھی خیانت کرے۔ (۳) وہ آدمی جو صبح و شام تم کو تمہارے گھر اور مال کے بارے میں دھوکہ دیتا ہو اور آپ نے بخیل یا جھوٹے اور بدخو اور بیہودہ گالیاں بکنے والے آدمی کا بھی ذکر فرمایا اور ابوغسان نے اپنی روایت میں یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ خرچ کریں' آپ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔

(۱۲۶۱) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ یَذْكُرْ فِیْ حَدِیْثِهٖ كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهٗ عَبْدًا حَلَالٌ.

(۷۲۰۸) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے اور اس میں انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ ہر مال جو میں اپنے بندے کو دوں وہ حلال ہے۔

(۱۲۶۲) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ نِ الْعَبْدِیُّ حَدَّثَنَا یَحْیَى بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِیِّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ ذَاتَ یَوْمٍ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ وَقَالَ فِیْ آخِرِهٖ قَالَ یَحْیٰى قَالَ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ.

(۷۲۰۹) حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر مذکورہ حدیث مبارکہ کی طرح حدیث ذکر فرمائی۔

(۱۲۶۳) وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ عَمَّارٍ حُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَیْنِ عَنْ مَطَرٍ حَدَّثَنِیْ قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ عَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ اَخِیْ بَنِیْ مُجَاشِعٍ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ خَطِیْبًا فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ وَ زَادَ فِیْهِ وَاِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَ قَالَ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَهُمْ فِیْكُمْ تَبَعًا لَا یَبْغُوْنَ اَهْلًا وَلَا مَالًا فَقُلْتُ فَیَكُوْنُ ذٰلِكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَدْرَكْتُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَرْعٰى عَلَى الْحَیِّ مَا بِهٖ اِلَّا وَلِیْدَتُهُمْ یَطَؤُهَا.

(۷۲۱۰) حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بنو مجاشع کے بھائی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے اور پھر مذکورہ حدیث کی طرح حدیث نقل کی اور اسی حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم لوگ عاجزی اختیار کرو' یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر زیادتی کرے اور اسی روایت میں ہے کہ وہ لوگ تم میں مطیع و تابعدار ہیں کہ وہ نہ گھر والوں کو چاہتے ہیں اور نہ ہی مال کو۔ میں نے کہا: اے ابوعبداللہ کیا یہ اسی طرح ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! اللہ کی قسم' میں نے جاہلیت کے زمانہ میں اسی طرح دیکھ لیا ہے اور یہ کہ ایک آدمی کسی قبیلے کی بکریاں چراتا اور وہاں سے اُسے گھر والوں کی لونڈی کے علاوہ اور کوئی نہ ملتا تو وہ اسی سے ہمبستری کرتا۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں ایسی صفات کا ذکر ہے جن سے جنتی اور دوزخی کی پہچان

دنیا میں ہوسکتی ہے۔

حدیث اول: عن عياض بن حمار المجاشعي . عیاضؓ یہ مشہور صحابی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم دوست تھے۔ بصرہ میں رہائش پذیر ہوئے تھے۔ ان کے والد کا نام مشہور جانور کے نام سے ہے جیسے سند میں موجود ہے بعض فقہاءؒ نے اس کی تضعیف و تردید کی ہے کہ حمار سے بھی کوئی نام رکھ سکتا ہے۔ نام یہی ہے اتنا احتمال ہے کہ اصل نام دوسرا ہو کسی سبب عارضی کی وجہ سے یہ مشہور ہوگیا ایسا مشہور ہوا کہ اصل کالعدم ہوگیا تب بھی پہچان وتعارف اسی سے ہوگا اعلّمكم ممّا جهلتم ممّا علّمني (من ما) اس من میں یہ احتمال ہے کہ تبعیضیہ ہو یعنی جو مجھے سکھایا گیا اس کا کچھ حصہ تمہیں سکھا دوں۔ یا من بیانیہ ہو کہ جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا وہ تمہیں سکھا دوں۔ كلّ مال نحلته عبدا حلال . اى كل مال اعطيته عبدا من عبادى فهو له حلال. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو کچھ میں نے اپنے بندے کو دیا وہ اس کیلئے حلال ہے یعنی بعض اپنے اوپر حرام کر کے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے یہ حلال ہیں ان کے کہنے سے حرام نہیں ہوئے۔ وانى خلقت عبادى كلهم حنفاء اى مستعدين لقبول الحق میں نے اپنے بندوں کو شرک و معصیت سے یکسو پیدا کیا۔ یعنی ان میں قبول حق کی استعداد ہے کہ فطرت سلیمہ پر پیدا کیا جیسے كل مولود يولد على الفطرة. فاجتالتهم عن دينهم گھیر کرلے گیا انہیں شیطان۔ اجتالت کا معنیٰ ہے صرفتهم وساقتهم انہیں پھیر کرلے گیا۔ مسند احمدؒ میں فاضلّتهم ہے جو بالکل صریح ہے کہ شیطان نے انہیں بھٹکا دیا حافظ ابوعلی الغسانی کی روایت میں فاحتالتهم حاء کے ساتھ ہے۔ اى حبستهم و صدّتهم شیطان نے انہیں روکدیا۔ والاوّل اصحّ نووی۔ مالم انزل بى سلطانا اى حجة وبرهانا. سلطان اس لئے کہا جاتا ہے کہ تسلّط کا معنیٰ ہے غلبہ پانا اور صحیح وقوی حجت والا بھی اپنے خصم پر غالب ہوتا ہے اور اپنا تسلط قائم کر لیتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں غلبہ پالیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے شرکیہ باطل نظریہ پر دلیل نقلی ہے نہ نقلی نقش برآب کی مانند ہے جس کی دم ہے نہ سر بس ایک باپ دادوں کی ریت ہے جس پر چل پڑے اور رب تعالیٰ کو بھلا بیٹھے۔ ما لم انزل به سلطانا موصول وصلہ ملکر ما ان يشركوا کا مفعول ہے۔ وان الله نظر الى اهل الارض اى قبل بعثة النبى صلى الله عليه وسلم فمقتهم عربهم. و عجمهم المقت اشدّ البغض. بتوں کی پوجا اعمال کا فساد اور رب کا نافرمانیوں میں لت پت ہونا ایسا قضیہ تھا کہ جس سے ذات باری تعالیٰ کو غصہ آیا بتوں کی پوجا کریں جیسے مشرکین مکہ نبیوں کے نام سے شرک کرتے تھے جیسے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے اور یہود عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے۔ یہ سارا معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث سے قبل کا ہے کہ بگاڑ ہی بگاڑ تھا . ظهر الفساد فى البرّ والبحر بما كسبت ايدى الناس کا نمونہ تھا (روم ۴۱)

الابقايا من اهل الكتاب. اس سے وہ بچے کھچے نصاریٰ مراد ہیں جو بلاتحریف وتغیر اپنے دین پر عمل پیرا تھے جن کی تعداد انتہائی قلیل ترین تھی۔ لأبتليك وأبتلى بك. تاکہ آپ کو آزماؤں اور آپ کی وجہ سے امت کو بھی آزماؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتلاء تو یہ تھا کہ ان کی مخالفتوں عداوتوں اور ایذاؤں پر کیسے صبر کرتے ہیں آپ کی وجہ سے ابتلاء وآزمائش کا مطلب یہ ہے کہ امت کیا برتاؤ کرتی ہے تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔ ابتلاء کا معنیٰ امتحان وآزمائش ہے۔

امتحان دو وجہ سے ہوتا ہے (۱) طالب علم کی استعداد و قابلیت جاننے اور جانچنے کیلئے۔ (۲) حاضرین و موجودین کو طالب علم کی مہارت و علمیت جتانے کیلئے۔ یہاں پہلی صورت ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ذات ہے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت اور مشرکین کی عداوت کا علم تھا یہ آزمائش کا لفظ دوسرے معنی کی وجہ سے ہے کہ دنیا والوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر واجر اور مرتبہ وفضیلت ظاہر کرنے کیلئے فرمایا۔ **کتابا لا یغسله الماء** (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید ایسی کتاب نہیں جو صرف تختیوں اور صحیفوں پر محفوظ ہو کہ پانی سے دھل کر صاف ہو جائے نہیں بلکہ اس کی حفاظت کا سفینے سے زیادہ محفوظ طریقہ سینہ ہے جس سے چھن سکے نہ مٹ سکے۔ العیاذ باللہ اگر کوئی مٹانا چاہیگا تو کاغذ پر اس کا بس چل سکتا ہے قلب پر نہیں۔

کیوں نہ ہو اسلام بالا دنیا بھر کے دینوں میں ۔ وہاں مذہب کتابوں میں یہاں قرآن سینوں میں۔

(۲) یہ بھی کہا گیا ہے کہ پانی سے نہ دھلنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی تلاوت، قراءت، حفاظت اور پڑھنا پڑھانا بکثرت ہوگا جس کو استعارۃً نہ دھلنے سے بیان کیا گیا۔ اس کا حکم باطل ہوگا نہ پڑھنا ترک ہوگا قیامت تک دنیا سے ناپید ہوگا نہ کسی ظالم کا اس کو مٹانے اور بند کرنے پر بس چلے گا۔ ظالم و جائز مٹا سکے نہ معاند و مناظر ہرا سکے۔ ایسا نہیں کہ پانی سے مٹا دیا بلکہ اس کا مقابلہ کرنے والے مٹ گئے۔ (۳) علامہ طیبیؒ شارح مشکوۃ کہتے ہیں کہ یہ کنایہ ہے اس کے معانی کی کثرت وغیرہ متناہی ہونے سے۔ **له ظهر و باطن لا تنقضی عجائبه** . اس کا ایک ظاہر ہے ایک باطن اس کے غرائب و عجائب ختم نہ ہونگے۔ جیسے عرب کہتے ہیں **مال فان لا یفنیه الماء و النار ای مال کثیر لا ینتهی** . فلاں کا مال اتنا زیادہ ہے کہ پانی اور آگ بھی اسے ختم نہ کر سکیں۔ اسی طرح لاً یفسد الماء میں بھی معانی، احکام، نکات، کی کثرت کی طرف اشارہ ہے۔ **تقرأه نائما و یقظان** . یعنی ایسا ذہن و ملکہ اور پختگی حاصل ہو جائے گی عموماً ذہن اسی طرف رہے گا نیند اور بیداری دونوں حالتوں میں اس سے غفلت و بے التفاتی نہ ہوگی۔ جب کوئی ماہر ہو جائے تو اسے یوں کہا جاتا ہے یہ تو سوتے سوتے بھی پڑھتا ہے۔ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں اس میں تاویل کی ضرورت نہیں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تو حالت نیند میں بھی بیداری کا حکم ہے۔ **تنام عینای و لا ینام قلبه** . ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ بڑے چھوٹے نیند کی حالت میں قرآن پڑھتے۔ **ان احرّق قریشا . ای اهلکم (الکفار منهم)** طبرانی میں ہے۔ **انّ الله امرنی ان اغزو قریشا** (معجم کبیر ج ۷، ص ۳۵۹) اور معمر کے طریق سے یہ بھی ہے **انّ الله اوحی الیّ ان اغزو قریشا** : اللہ نے مجھے حکم دیا میں قریش سے غزوہ کروں۔ **اذا یثلغوا رأسی** میرا سر کچل دیں اور مثل روٹی کے کر دیں۔ **یثلغوا** از باب فتح بمعنی کچلنا توڑنا۔ **استخرجهم کما استخرجوك** اب مکافات عمل ہے جیسے انہوں نے نکالا تھا اب آپ بھی انہیں نکال دیں اور ان کے بتوں اور دیوتاؤں کو بھی منہدم کر دیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا: **ان کفار جزیرة العرب لا یقبل منهم الّا الاسلام او السیف** . بیشک جزیرۂ عرب کے کفار سے صرف اسلام یا تلوار۔ **واغزهم نغزك ای فاتلهم ننصرك** . ان سے لڑنے کی تیاری کریں۔ ہم آپ کے مددگار ہیں۔ **ان تنصر الله ینصرکم و یثبت اقدامکم . و انفق وسینفق علیك** . یعنی آپ اللہ کی راہ میں خرچ کریں ہم اور عطا کریں گے۔ **وما انفقتم من شیء فهو یخلفه وهو خیر الرازقین** . جتنا خرچ

کرو سووہ اور دے گا وہ ذات تو بہتر رزق دینے والی ہے۔(سبا۳۹) وابعث جیشا نبعث خمسة مثله . آپ اپنے لشکر کو بھیجیں ہم اس سے پانچ گنا بھیج دیں گے بدر میں یہی ہوا۔ اذتستغیثوا ربکم فاستجاب لکم انی ممدّ کم بألف من الملئکة مرد فین (انفال ۹) جب تم نے اپنے رب سے استغاثہ کیا سواس نے تمہاری سن لی کہ میں ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کر رہا ہوں۔ هذا یمددکم ربکم بخمسة آلاف من الملئکة مسومین (ال عمران ۱۲۵) یہ تمہارا رب پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے تمہاری مدد کر رہا ہے۔ اپنے مطیعین کے ساتھ منکرین سے قتال کریں۔ قال و اهل الجنة ثلاثة . ذو سلطان مقسط متصدّق موفق ۔ جس کو قوت و عہدہ حاصل ہو پھر وہ انصاف کرے۔ مقسط عدل و انصاف والا ۔ مُتَصَدّق المعطی للصدقات. صدقہ دینے والا الموفّق المسدّد لفعل الخیرات . اعمال خیر میں توفیق اور درستی والا ذو سلطان یعنی صاحب سلطنت وقوت۔ گھر کا سربراہ بھی اسی میں شامل ہوگا۔ ایّ لکل ذی قربی و مسلم . ہر قریبی رشتہ دار اور عام مسلمان کیلئے رحمت وشفقت والا ہے۔ عفیف متعفّف ذو عیال. العفیف من کانت العفة سجیة له جو طبعا پاکدامن اور بھلے مانس ہو۔ المتعفف من یتکلّف العفة جو بتکلف پاکدامنی اپنائے اور حاصل کرے۔ یعنی ضرورت مند ہونے کے باوجود سوال سے بچتا ہے طبرانی میں رجل غنی عفیف متصدّق ہے۔ إلضیعف الذی لازبرله. ای لا عقل له . الزبرهنا العقل. زبر الذی یزبر الانسان و یمنعه. دراصل زبر اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان کو روکے اور باز رکھے۔ یہاں زبر سے عقل مراد ہے۔

عقل کو زبر کہنے کی وجہ: عقل سلیم کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے روکتی ہے۔ نامناسب کلمات اور نازیبا حرکات سے باز رکھتی ہے اس لئے اسے زبر (رکاوٹ) کہا جاتا ہے۔ الضعیف کا مطلب یہ ہے کہ خواہشات وفاحشات کے آگے اتنا کمزور ہے ان سے بچ نہ سکے۔ حرام سے بچنے کی قوت مدافعت ہی نہیں۔ الذین هم فیکم تبعًا. تبعا منصوب فعل محذوف کے فاعل سے حال ہے۔ ای یعیشون فیکم تبعًا۔ مسند احمد میں اسی طرح ہے الذین فیکم تبعا او تبعاء (شک یحییٰ) دوسری تقدیر میں تابع کی جمع ہوگی۔ طبرانی میں هم فیکم تبع مرفوع ہے اب تبع مرفوع خبر ہوگا۔ لایتبعون اهلاً و لا مالا . لَا یَتَّبِعُوْنَ تاء مشدّ داز باب افتعال. لا یَتبَعُوْنَ. تاء مخفف از باب سمع۔ دونوں مضارع کے صیغے ہونگے ایک ثلاثی مجرد اور ایک مزید سے۔ ان کا اہل ہے مال دنیا کے نہ دین کے۔ سرکش جس طرف انہیں دھکیل دیں یا بھیج دیں یہ سب سے آگے۔ ایمان اسلام حق اور غلط کی طرف کوئی توجہ اور تمیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت فکر اور عقل کی نعمت سے نوازا لیکن انہوں نے اسے ضائع کر دیا اور اپنے آپ کو جہنم میں دھکیل دیا۔ ملا علی قاریؒ نے اس کی تشریح یوں کی ہے۔ لا یتبعون اهلا ای لا یطلبون زوجة یعنی حلال سے اعراض کیا اور حرام کا ارتکاب کیا ایک نسخہ لَا یَبْتَغُوْنَ بھی ہے و لا ما لاً ای لا یطلبون مالا یعنی حلال کمائی اور روزی کی بجائے حرام کھاتے ہیں۔ فقیل هم الخدم یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد نوکر چاکر اور ملازم و ملازمہ اور خادمہ ہیں جو صحیح طریقہ حصول واخذ کی بجائے خیانت واشتباہ والے راستوں سے لیتے ہیں اور بجائے اپنے اہل و مال کے اسی حرام پر گذارا کرتے ہیں۔ وقیل هم الذین یدورون حول الا مراء جو امراء کے دروازوں پر چکر لگاتے اور ان کے ارد گرد گھومتے ہیں گھر کا

پتہ نہ بار کا بس صبح شام کھانا مل گیا (اور فضولیات کیلئے چند ٹکے مل گئے) اور بس پتہ نہیں حلال ہے یا حرام۔ **والخائن الذی لا یخفی له طمع وان دقّ الّا خانه.** ہلکی سے ہلکی اور حقیر چیز میں بھی خیانت سے نہ چوکے گا۔ لالچ اور خیانت کی انتہاء پر ہے۔ اہل لغت کا کہنا ہے کہ خفی کا لفظ اضداد میں سے ہے خفی معنی استتر اور خفی بمعنی ظہر دونوں (ظاہر ہونے کیلئے اور پوشیدہ ہونے) کیلئے استعمال ہوتا ہے (تکملہ) یہاں **لا یخفی لایظهر** کے معنی میں ہے اسے حاصل کرنے کیلئے خیانت کرے۔

وهو یخادعك عن اهلك ومالك. ای بسببهما. تیرے اہل اور تیرے مال میں دھوکہ دہی سے کام لے۔ یہاں عن بمعنی الباء ہے اور باسببیہ ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے۔ **وما ینطق عن الهویٰ ای با لهوی** (النجم۳) **و ذکر البخل أو الکذب** بخل و کذب مصدر بمعنی للفاعل ہیں۔ **البخیل و الکذّاب** بعض نسخوں میں **البخل و الکذب** واو کے ساتھ بھی ہے اس طرح دوزخیوں کی پانچ قسمیں کذب تک پوری ہو جائیں گی۔ **الشنظیر الفحاش** تیسری قسم کی تشریح ہوگی۔

دوزخیوں کی پانچ قسمیں: (۱) ضعیف۔ (۲) خائن (۳) رجل خادع (۴) بخیل (۵) کاذب۔ اور اگر اَو برائے تردید والا نسخہ لیں تو یہ بھی چوتھی قسم اور الشنظیر پانچویں قسم ہوگی۔ طیبیؒ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کذاب اور بخیل کے بارے میں فرمایا: ہوسکتا ہے راوی وہ الفاظ بھول گیا اور **البخل أو الکذب** سے تعبیر کر دیا۔ **الشنظیر سیء الخلق.** بدخلق۔ اجڈ۔ اکھڑ مزاج۔ بے ہودہ۔ اس کا اپنا یہ حال ہے پھر الفحاش اس کی صفت ہے۔ بدخلق بھی اور فحش بھی۔ طیبیؒ کہتے ہیں **الفحاش الشنظیر** کی صفت ہے جس میں اور زیادہ بیہودگی ہو۔ نووی کہتے ہیں **الفحاش الشنظیر** کی تفسیر ہے اس میں شدّت کم ہوگی کیونکہ دو لفظوں کا حاصل ایک ہوا۔ **فقلت: فیکون ذالك یا ابا عبد الله** اس کا قائل قتادہ ہے جس نے ابوعبداللہ مطرّف بن عبداللہ الشخیر سے کہا کہ ایسا ہوگا۔ اسی نے لہاہاں ایام جاہلیت میں میں یہ دیکھ چکا ہوں۔ **لقد ادر کتهم فی الجاهلیة. ظاهره مشکل**

سوال! ابوعبداللہ مطرّف تابعی ہے تو اسکا یہ کہنا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں میں نے یہ نوعیت پائی ہے یہ محل نظر ہے؟

جواب! اس کا جواب دو طریقوں سے دیا جاتا ہے۔ (۱) اس کا معنی کریں۔ **ادرکت بعض آثار الجاهلیة فی بعض الأمکنة. هذا ما قال النووی والابی.** یعنی اس دور میں بھی کسی علاقے میں زمانہ جاہلیت کی یہ ریت دیکھی ہو۔ اسے **ادر کتهم** سے تعبیر کر دیا۔ (۲) یہ احتمال بھی ہے (اگرچہ بعید ہے) اس کا قائل مطرّف ہو اور ابوعبداللہ عیاض بن حمار کی کنیت ہو عیاض نے زمانہ جاہلیت پایا تھا **ادر کتهم** کہنا درست ہوا۔ **هکذا فی التکملة. ان الرجل لیرعی علی الحیّ.** اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص سب بستی والوں کی بکریاں چراتا اور چھوٹے موٹے کام کر دیتا اس کا گھربار نہ ہوتا بس روٹی پر گزارہ کرتا اور بستی والوں کے کام کرتا رہتا سب بستی والے اس کا خیال رکھتے مگر اس کی کوئی خاص مقدار میں اجرت مقرر نہ ہوتی۔ اس کا ہوتا کچھ نہیں بس وہ ان کی لونڈیوں نوکرانیوں پر گزارہ کرتا۔ اپنی بیوی اور مال کی اسے فکر نہ ہوتی۔[1]

---

[1] نووی۔ المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

(۲۱۱) باب عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ عَلَيْهِ وَإِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ

(۱۲۴۸) باب: میّت پر جنت یا دوزخ پیش کیے جانے، قبر کے عذاب اور اس سے پناہ مانگنے کے بیان میں

(۱۳۶۴) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۷۲۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی مرجاتا ہے تو صبح وشام اُس کا ٹھکانہ اُس پر پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنت والوں میں سے ہے تو جنت والوں کا مقام اور اگر وہ دوزخ والوں میں سے ہوتا ہے تو دوزخ والوں کا مقام اُسے دکھایا جاتا ہے اور اُس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اُٹھا کر اس جگہ نہ پہنچا دے۔

(۱۳۶۵) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَالْجَنَّةُ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَالنَّارُ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ الَّذِي تُبْعَثُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.

(۷۲۱۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنت والوں میں سے ہوتا ہے تو جنت اور اگر وہ دوزخ والوں میں سے ہوتا ہے تو دوزخ والوں کا مقام اُسے دکھا دیا جاتا ہے اور اُس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے جہاں قیامت کے دن تجھے اُٹھا کر پہنچا دیا جائے گا۔

(۱۳۶۶) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَأَخْبَرَنَا سَعِيدُ نِ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَلَمْ أَشْهَدْهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِيهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَ نَحْنُ مَعَهُ إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيهِ وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ قَالَ كَذَا كَانَ يَقُولُ الْجُرَيْرِيُّ فَقَالَ مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْأَقْبُرِ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتَ هٰؤُلَاءِ قَالَ مَاتُوا فِي الْإِشْرَاكِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِي قُبُورِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالُوا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوا

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَۃِ الدَّجَّالِ.

(۷۲۱۳) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نبی ﷺ سے نہیں سنی بلکہ یہ حدیث میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر بنی نجار کے باغ میں جا رہے تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ گدھا (جس پر آپ سوار تھے) بدک گیا۔ قریب تھا کہ وہ آپ کو نیچے گرا دے۔ وہاں اُس جگہ دیکھا کہ چھ یا پانچ یا چار قبریں ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا کوئی ان قبر والوں کو پہچانتا ہے؟ تو ایک آدمی نے عرض کیا: میں ان قبر والوں کو جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ لوگ کب مرے ہیں؟ اس آدمی نے عرض کیا: یہ لوگ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس جماعت کو اِن قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ کاش کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی قبر کا عذاب سنا دے' جسے میں سن رہا ہوں۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم لوگ دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: تم قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

(۱۲۶۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَوْلَا اَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّسْمِعَکُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

(۷۲۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا کہ وہ تمہیں قبر کا عذاب سنا دے۔

(۱۲۶۸) حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ح وَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ کُلُّھُمْ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ ح وَحَدَّثَنِیْ زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰی وَ ابْنُ بَشَّارٍ جَمِیْعًا عَنْ یَحْیَی الْقَطَّانِ وَاللَّفْظُ لِزُھَیْرٍ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ حَدَّثَنِیْ عَوْنُ بْنُ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ الْبَرَاءِ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ یَھُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِھَا.

(۷۲۱۵) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج غروب ہو جانے کے بعد باہر نکلے تو آپ نے کچھ آواز سنی تو آپ نے فرمایا: یہودیوں کو اُن کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔

(۱۲۶۹) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَۃَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ

مَالِكٍ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ قَالَ يَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ قَالَ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ قَالَ فَيُقَالُ لَهٗ انْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا قَالَ قَتَادَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّهٗ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَيُمْلَاُ عَلَيْهِ خَضِرًا اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ.

(۷۲۱۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے منہ پھیر کر واپس چلے آتے ہیں تو وہ مُردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مُردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اس مُردے کو بٹھا کر کہتے ہیں کہ تو اس آدمی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اگر وہ مؤمن ہو تو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں تو پھر اُس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے دوزخ والے ٹھکانے کو دیکھ اس کے بدلے میں اللہ نے تجھے جنت میں ٹھکانہ دیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: وہ مُردہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔ حضرت قتادہ ؓ کہتے ہیں کہ ہم سے یہ بات کر دی گئی کہ اس مؤمن کی قبر میں ستر ہاتھ (کے بقدر) کشادگی کر دی جاتی ہے اور قیامت کے دن تک کے لیے اُس کی قبر کو راحت و آرام سے بھر دیا جاتا ہے۔

(۱۲۷۰) (وَ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ نِ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمَيِّتَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ اِذَا انْصَرَفُوْا.

(۷۲۱۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میّت کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے (اس مُردے کو دفنانے والے لوگ) جب واپس جاتے ہیں تو یہ مردہ اُن کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

(۱۲۷۱) حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَ تَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ.

(۷۲۱۸) حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جب بندے کو اُس کی اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے منہ پھیر کر واپس ہوتے ہیں۔ پھر شیبان عن قتادہ کی حدیث کی طرح حدیث ذکر کی۔

(۱۲۷۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾۔

(۷۲۱۹) حضرت براء بن عازب ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت کریمہ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ﴾ قبر کے عذاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مُردے سے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا ربّ اللہ ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں تو اللہ عزوجل کے فرمان يُثَبِّتُ کا یہی معنی ہے۔ (مذکورہ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ): ''اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو

دنیا و آخرت کی زندگی میں ثابت قدم رکھتا ہے کہ جو قول ثابت کے ساتھ ایمان لائے۔''

(۷۲۷۳) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنُوْنَ ابْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ : ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

(۷۲۲۰) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ (یہ آیت کریمہ) ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ﴾ قبر کے عذاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (آیت کا ترجمہ حدیث: ۷۲۱۹ میں گزر چکا)

(۷۲۷۴) حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا بُدَيْلٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ فَذَكَرَ مِنْ طِيْبِ رِيْحِهَا وَ ذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ وَ يَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَاءِ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَ عَلٰى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِيْنَهُ فَيُنْطَلَقُ بِهِ اِلٰى رَبِّهِ (عَزَّ وَجَلَّ) ثُمَّ يَقُوْلُ انْطَلِقُوْا بِهِ اِلٰى آخِرِ الْاَجَلِ قَالَ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهُ قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَ ذَكَرَ لَعْنًا وَ يَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَاءِ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ قَالَ فَيُقَالُ انْطَلِقُوْا بِهِ اِلٰى آخِرِ الْاَجَلِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى اَنْفِهِ هٰكَذَا.

(۷۲۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کسی مؤمن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اُسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو آسمان والے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر اور اس جسم پر کہ جسے تو آباد رکھتی تھی رحمت نازل فرمائے۔ پھر اس روح کو اللہ عزوجل کی طرف لے جایا جاتا ہے پھر اللہ فرماتا ہے کہ تم اسے آخری وقت کے لیے (یعنی سدرۃ المنتہیٰ) لے چلو۔ آپ نے فرمایا: کافر کی روح جب نکلتی ہے تو آسمان والے کہتے ہیں کہ خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے پھر اسے کہا جاتا ہے کہ تم اسے آخری وقت کے لیے سجّین کی طرف لے چلو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (یہ بیان کرتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اپنی ناک مبارک پر اس طرح لگائی تھی (کافر کی روح کی بدبو ظاہر کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا)۔

(۷۲۷۵) حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَلِيْطٍ الْهُذَلِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ كُنْتُ مَعَ عُمَرَ ح وَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ وَاللَّفْظُ لَهٗ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ (بْنُ الْمُغِيْرَةِ) حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَتَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ وَ كُنْتُ رَجُلًا حَدِيْدَ الْبَصَرِ فَرَاَيْتُهٗ وَ لَيْسَ اَحَدٌ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَاٰهُ غَيْرِيْ قَالَ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَرُ سَاَرَاهُ وَاَنَا مُسْتَلْقٍ عَلٰى فِرَاشِيْ ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِيْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ

بِالْاَمْسِ يَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ فَوَالَّذِىْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَاُوا الْحُدُوْدَ الَّتِىْ حَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجُعِلُوْا فِىْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ وَ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ حَقًّا فَاِنِّىْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِىَ اللّٰهُ حَقًّا قَالَ عُمَرُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا قَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَرُدُّوْا عَلَىَّ شَيْئًا.

(۷۲۲۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو ہم سب چاند دیکھنے لگے (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میری نظر ذرا تیز تھی تو میں نے چاند دیکھ لیا۔ میرے علاوہ اُن میں سے کسی نے چاند نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی نے یہ کہا کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو چاند دکھائی نہیں دے رہا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چاند دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں عنقریب چاند دیکھوں گا اور میں اپنے بستر پر چت لیٹا ہوا تھا کہ انہوں نے ہم سے بدر والوں کا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا اور فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں جنگِ بدر سے ایک دن پہلے بدر والوں کے ٹھکانے دکھانے لگے۔ آپ فرماتے جاتے کہ اگر اللہ نے چاہا تو کل فلاں اس جگہ گرے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ لوگ اُس حدوں سے نہ ہٹے کہ جو حد رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمادی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ پھر وہ سب ایک کنوئیں میں ایک دوسرے پر گرا دیئے گئے پھر رسول اللہ ﷺ چل پڑے یہاں تک کہ ان کی طرف آ گئے اور فرمایا: اے فلاں! اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں کیا تم نے وہ کچھ پا لیا ہے کہ جس کا تم سے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے وعدہ کیا تھا؟ حضرت عمرؓ عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ بے جان جسموں سے کیسے بات فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم لوگ ان سے زیادہ میری بات کو سننے والے نہیں ہو سوائے اس کے کہ یہ مجھے کچھ جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

(۱۲۷۶) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتِ نِ الْبُنَانِىِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ قَتْلٰى بَدْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ يَا اُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ يَا عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ يَا شَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ اَلَيْسَ قَدْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَاِنِّىْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِىْ رَبِّىْ حَقًّا فَسَمِعَ عُمَرُ قَوْلَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَسْمَعُوْا وَاَنّٰى يُجِيْبُوْا وَقَدْ جَيَّفُوْا قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَقْدِرُوْنَ اَنْ يُجِيْبُوْا ثُمَّ اَمَرَ بِهِمْ فَسُحِبُوْا فَاُلْقُوْا فِىْ قَلِيْبِ بَدْرٍ.

(۷۲۲۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولین کو تین دن تک اسی طرح چھوڑے رکھا پھر آپ اُن کے پاس آئے اور انہیں آواز دی اور فرمایا: اے ابو جہل بن ہشام! اے اُمیہ بن خلف! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن

ربیعہ! کیا تم نے وہ کچھ نہیں پالیا کہ جس کا تم سے تمہارے رب نے سچا وعدہ کیا تھا۔ میں نے تو وہ کچھ پالیا ہے کہ جس کا میرے رب نے مجھ سے سچا وعدہ کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا یہ فرمانا سنا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (یہ تو مر چکے ہیں) یہ کیسے سن سکتے ہیں اور کیسے جواب دے سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن یہ جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے پھر آپ نے حکم فرمایا کہ انہیں گھسیٹ کر بدر کے کنوئیں میں ڈال دو۔ تو انہیں (گھسیٹ کر کنوئیں میں) ڈال دیا گیا۔

(۷۲۲۷) حَدَّثَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ حَمَّادِ نِ الْمَعْنِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ ح وَحَدَّثَنِیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا اَنَسُ رضی اللہ عنہ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ یَوْمُ بَدْرٍ وَ ظَهَرَ عَلَیْهِمْ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِبِضْعَةٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا وَفِیْ حَدِیْثِ رَوْحٍ بِاَرْبَعَةٍ وَ عِشْرِیْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِیْدِ قُرَیْشٍ فَاُلْقُوْا فِیْ طَوِیٍّ مِنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ وَ سَاقَ الْحَدِیْثَ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ.

(۷۲۲۴) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب بدر کا دن ہوا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں پر غلبہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ کچھ اوپر تیس آدمی اور راوی روح کی روایت میں ہے کہ چوبیس قریشی سرداروں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنوئیں میں ڈال دو اور پھر باقی روایت مذکورہ روایت ثابت عن انس رضی اللہ عنہ کی طرح ہے۔

احادیث کی تشریح : اس باب میں چودہ حدیثیں موجود ہیں۔ ان میں جنت و دوزخ کا میت پر پیش کرنا اور عذاب قبر کا اثبات اور اس سے پناہ کا ذکر ہے۔

حدیث اول : عرض علیه مقعده بالغداة والعشیّ . میت پر جنت و دوزخ کا صبح شام ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔ قال القرطبیؒ :یجوز ان یکون هذا العرض علی الروح فقط او یجوز ان یکون علیه مع جزء من البدن . قرطبی کہتے ہیں کہ یہ پیش کرنا روح اور روح مع الجسم دونوں پر ہوسکتا ہے۔ صبح شام سے ان کا وقت اور مقدار مراد ہوگی کیونکہ موتی کیلئے صبح ہے نہ شام۔ جنت جہنم کا پیش کیا جانا مؤمن اور کافر کیلئے واضح ہے۔ مؤمن فاسق اعمال میں کوتاہ وکاہل سے جو بھی برتاؤ ہوگا' لیکن چونکہ وہ اپنے کرتوتوں کی سزا بھگت کر وہ جنت میں جائے گا اس لئے اس پر بھی عرض جنت ہوگی۔ شہداء اس سے مخصوص ہونگے کیونکہ وہ حیات ہیں ان کی روحیں جنت میں ہیں تو وہ ہیں ہی جنت میں ان پر کیا عرض جنت ہوگا۔ یہ احتمال ہے کہ مزید خوشخبری کیلئے ان پر بھی جنت پیش کی جاتی ہوتا کہ ان کو زیادہ خوشی ہو کہ قیامت کے دن جسم وروح دونوں جنت میں ہونگے۔ حتی یبعثك الله ای لا تصل الیه الی یوم البعث. قیامت قائم ہونے سے پہلے جنت و دوزخ میں نہ پہنچیں گے۔ قرآن کریم میں ہے۔ النار یعرضون علیها غدوّا عشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشدّ العذاب (مؤمن ۴۶) صبح شام ان پر آگ پیش کی جاتی ہے اور قیامت کے دن حکم ہوگا فرعونیوں کو سخت عذاب میں داخل کر دو (جیسے دنیا میں بلندترین دعوے کرتے تھے)

حدیث ثالث:اذ حادت به ای مالت عن الطریق و نفرت . تیزی سے جھلملائی اور مضطرب ہوئی۔ بدکنے لگی۔ ظاہر ہے یہ اس نے عذاب کی آواز سن کر کیا۔ ما توا فی الا شراك ای ما توا مشر کین .حالت شرک میں مرے فلو لا ان لاتدافنوا یعنی اگر تم مردوں کو قبروں میں ہونے والے عذاب کی آواز سنتے تو مردوں کو قبر میں (اس شدت اور خوف کی وجہ سے) دفن نہ کرتے سو اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے میں دعا کرتا تمہیں اس کی آواز سنا دے پھر اس سے پناہ مانگنے کا فرمایا اور عمل کروایا۔ اس سے معلوم ہوا احیانا بلند آواز سے دعا تلقین کرنا اور کہلوانا درست ہے کیونکہ صحابہؓ نے آپ کی آواز سنی تو کہا اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی آواز سنی کہ ایک ایک جملہ کہلوایا۔

حدیث خامس:عن ابی ایوب. یهود تعذّب فی قبورها. طبرانی میں واقعہ قدرے تفصیل کے ساتھ ہے۔ خرجتُ مع النبی صلی الله علیه وسلم حین غربت الشمس ومعی کوز من ماء فانطلق لحاجة حتی جاء فوضّاته فقال الم تسمع ما اسمع؟ قلت الله و رسوله اعلم قال اسمع اصوات الیهود یعذّبون فی قبورهم. (عمدۃ القاری ج۴ص۲۲۹) ابوایوبؓ کہتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلا جب سورج غروب ہو چکا تھا میرے پاس پانی کا کوزہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے یہاں تک کہ واپس آئے میں نے وضو کرایا تو فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا جو میں سن رہا ہوں؟ میں نے کہا اللہ ورسولہ اعلم ۔فرمایا: یہودیوں کی آوازیں سن رہا ہوں انہیں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے

سوال! کرمانیؒ نے سوال کیا ہے کہ عذاب قبر جنوں اور انسانوں کے سوا تمام مخلوقات سنتے ہیں تو آنحضرت ﷺ نے کیسے سنا۔

جواب! پھر خود ہی اس کا جواب دیا ہے۔(۱) آنحضرت ﷺ کا یہ سننا ایک خاص رمز و آواز اور چیخ میں تھا۔(۲) یا پھر معجزۃً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔

حدیث سادس: هذا الحدیث اخرجه البخاری فی الجنائز باب المیت یسمع خفق النعال(ج۱ص۱۷۸ ایضا ص۱۸۴) و اخرجه ابو داوٗد فی الجنائز باب المشی فی النعل بین القبور (ج۲ص۱۰۶)و اخرجه النسائی فی الجنائز باب المسئلة فی القبر.(ج۱ص۲۸۸)۔اس حدیث کو ائمہ صحاح میں چار حضرات نے لیا ہے۔ ان العبد اذا و ضع فی قبره و زاد ابوداوٗد فی السنة (ج۴ص۲۳۸) قبله من طریق سعید عن قتادة عن انس ان نبی الله صلی الله علیه وسلم دخل نخلا لبنی النجار ...... تکملہ۔

امام ابوداوٗدؒ نے اپنی سنن کے علاوہ السنۃ میں بھی اسے نقل کیا اور سعید عن قتادہ کے طریق سے انس ابن مالک ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ بنو نجار (اپنے ننھیال) کے ایک باغ میں داخل ہوئے سو ایک آواز سنی اور گھبرا گئے پھر پوچھا یہ قبروں والے کون ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا جاہلیت میں مرنے والوں کی قبریں ہیں۔ فرمایا: اللہ سے عذاب قبر اور فتنہ دجال سے پناہ طلب کرو۔ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول کس وجہ سے۔ فرمایا: جب مؤمن بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے......... باقی حدیث متن مسلم کی مثل ہے۔

سوال! یہ تو ان کیلئے ہے جنہیں باقاعدہ قبر میں دفن کیا گیا جو فضا میں بکھر گئے ہوا میں تحلیل ہو گئے سمندر میں ڈوب گئے ان کا کیا ہوگا

ان پر صبح شام باغ وآگ پیش ہوگی اور عذاب قبر ہوگا یا نہیں؟

جواب! جواب اس کا علامہ ابیؒ کی عبارت سے واضح ہے ۔ قلت :خرج القبر مخرج الغالب والا فالغريق و من الفلاة و من ترك في بيت حتى صارله القبر يسئلون (اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۲۳۳ بیروت) مرنے کے بعد میت کو کائنات کے جس حصے میں جگہ ملی بھلے معتاد طریقے سے دفن نہ ہوا وہی اس کی قبر ہے۔ تغلیباً اس گڑھے کو قبر کہتے ہیں ورنہ لفظ قبر دراصل میت کے مرنے کے بعد والے ٹھکانے کو کہتے ہیں۔ لفظ قبر اس گڑھے فضاء کے ذرات اور سمندر کی تہہ سب کو شامل ہے۔ و هكذا قال الشيخ الشاه عبد الحق المحدث الدهلوى في اشعة اللمعات انه ليسمع قرع نعالهم ۔ بیشک وہ دفن کرنے والوں کے جوتوں کی آواز وآہٹ سنتا ہے۔

مسئلہ سماع الموتی

☆ حضرت عمر، ابوطلحہ ابن مسعود، عبداللہ بن عمرؓ کا مذہب ثبوت سماع موتی کا ہے ابن عبدالبر نے ابن جریر طبری اور ابن قتیبہ اور اکثر علماء کا یہی مختار قول ذکر کیا ہے کہ مردوں کیلئے سماع ثابت ہے۔ حدیث باب اور اس کے بعد آنے والی روایات اس کی صریح دلیل ہیں۔

☆ سیدہ عائشہؓ کا مسلک سماع موتی کی نفی کا تھا اور علماء کے ایک طائفے کا یہی مذہب ہے کہ مردوں کیلئے سماع ثابت نہیں۔ قاضی ابو یعلی حنبلی نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ فقیہ ابن ہمامؒ نے اکثر مشائخ احناف کا مسلک عدم سماع کا ذکر کیا ہے لیکن ان کی تعیین کی نہ ان کے نام ذکر کئے۔ اس طرح یہ مسئلہ صحابہ کرام کے دور سے مختلف فیہ رہا ہے۔ لیکن سلف صالحین نے ایک دوسرے کی تضلیل وتکفیر نہیں کی بلکہ اپنے مسلک کی تائید اور دوسروں کے دلائل کی تاویل کی ہے۔

قائلین سماع موتی کے دلائل: (۱) حدیث باب انه يسمع قرع نعالهم ۔ بخاری مسلم ابوداؤد ونسائی سب میں موجود ہے اور بالکل صریح اور واضح ہے (۲) باب کی بارہویں حدیث ہے۔ فقال يا فلان بن فلان يا فلان بن فلان ۔ هل وجد تم ماوعدكم الله ورسوله حقا فاني قد وجدت ما وعدني الله حقا قال عمرؓ۔ يارسول الله كيف تكلم اجساد لا ارواح فيها قال ما انتم باسمع لما اقول منهم غير انهم لا يستطيعون ان يردّوا عليّ شيئا (بخاری ج ۲ ص ۵۶۶ ۔ نسائی ج ۱ ص ۱۹۳) محقق اور عندالکل مقبول مفسر ابوالفداء ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ روم کی آیت ۵۲ کی تفسیر میں کہا ہے۔ والصحيح عندالعلماء رواية عبدالله بن عمر لما لها من الشواهد على صحتها من وجوه كثيرة والسلف مجمعون على هذا وقد تواترت الآثار عنهم ۔ (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۵۲ قدیمی) وقدطال الكلام من ارادالتفصيل فليراجعه ۔

قائلین عدم سماع کے دلائل: (۱) وما انت بمسمع من في القبور ۔ (فاطر ۲۲) جو قبر میں ہیں آپ انہیں نہیں سنا سکتے۔ (۲) فانك لا تسمع الموتى (روم ۵۲) آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ یہ مردوں کے نہ سننے پر صریح ہیں۔

جواب ! ابن کثیرؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ سماع نافع کی نفی ہے کہ ایسا سماع جو سن کروہ جواب دے سکیں اور مکالمہ کرسکیں نفس سماع کی نفی نہیں اللہ تعالیٰ سنا سکتے ہیں۔ اسی طرح سیدہ عائشہؓ نے بھی قائلین سماع کے دلائل کی تاویل کی ہے اس لئے معتدل اور پر امن رائے یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سنا سکتے ہیں جن مواقع میں سماع وارد ہے اس کو مانا جائے اور علی الاطلاق تردید نہ کی جائے جہاں صراحۃً ثابت نہیں وہاں جبراً اثبات کی حاجت نہیں۔ مسلک اوّل کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یہ دونوں سورتیں مکی ہیں اور یہ آیات بھی باتفاق مفسرین مکی ہیں اگر ان سے مراد سماع نافع کی بجائے نفس سماع کی نفی ہوتی تو ان کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدنی زندگی میں قتلی بدر سے مخاطب نہ ہوتے کیونکہ پہلے نازل ہو چکا تھا کہ آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔ **انه یسمع قرع نعالهم** بھی مدنی زندگی کا واقعہ ہے۔ سلامتی کی راہ یہ ہے کہ اس میں بے جا شدّت اور باہم نفرت نہ ہو جس حد تک دلائل سے ثابت ہے اس کا انکار نہ کریں راجح مذہب کو اختیار کریں دوسرے سے انکار نہ کریں اور ہم فیصلہ دیں کہ پہلی رائے برحق اور دوسری غلط ہے یہ انصاف نہیں پہلا راجح ضرور ہے کما قال ابن کثیر۔ واللہ اعلم

قبرستان میں جوتا پہننے کا حکم: جمہور اہل علم حسنؒ، ابن سیرینؒ، نخعیؒ، سفیان ثوریؒ، ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، اور جملہ تابعین وسلف صالحین کا مسلک یہی ہے کہ قبرستان میں جوتا پہننا جائز ہے۔ دلیل **انه یسمع قرع نعالهم** . اسی سے استدلال کیا ہے۔ (۲) یزید بن زریعؒ، احمد بن حنبلؒ اور اہل الظاہر کا مسلک یہ ہے کہ قبرستان میں جوتا پہننا مکروہ ہے (۳) ابن حزمؒ کہتے ہیں کہ سبتی جوتیاں پہن کر جانا حلال نہیں۔ سبتی بالوں کے بغیر اگر جوتی بالوں والی ہو تو جائز ہے۔

دلیل: **عن بشیر مولیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم ...... فاذا رجل یمشی فی القبور علیه نعلان . فقال یا صاحب السبتیتین ویحك ألق سبتیتیك.** (ابوداؤد ج۲ ص۱۰۶، طحاوی ج۱ ص۳۲۵، ابن ماجہ ص۱۱۲) بشیر مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے...... ایک آدمی قبروں میں جوتی سمیت چل رہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سبتی جوتوں والے سبتی جوتے اتارو۔

جواب ! (۱) جمہور اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ مقبروں کے احترام کیلئے فرمایا ورنہ جوتا پہننا ناجائز نہیں جیسے کھانا کھانا جائز ہے لیکن مہمانوں سے پہلے نہیں ضیافت واحترام یہی ہے کہ پہلے مہمان کھائے۔ اگر میزبان نے کھالیا تو وہ گناہ گار نہ ہوگا۔ (۲) وہ اترا کر چل رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا جوتی اتارو یہ عاجزی کی جگہ ہے یہاں ٹھاٹ باٹھ نہیں تواضع سے چلو۔ (۳) طحاویؒ نے جواب دیا ہے کہ اس کے جوتے پر قذر ونجاست لگی تھی اس لئے منع کیا۔ ابن حزم نے منصوص علیہ سبتی کے ساتھ نہی کو مخصوص کیا۔ اور دیگر نے کراہت پر محمول کیا۔ **یأتیه ملکان.** ترمذی میں **عن ابی هریرة اسودان أزرقان یقال لاحدهما المُنكَر وللآخر النكیر** ہے اور ابن حبان کی روایت میں **یقال لهما مُنكَر ونكیر** ہے (نکرہ کے ساتھ) اور طبرانیؒ نے اوسط میں زیادہ کیا ہے **اعینهما مثل قدور النحاس وانیابهما مثل صیاصی البقر واصواتهما مثل الرعد.** انہیں منکر (بفتح الکاف) اور نکیر کہا جاتا ہے ان کی آنکھیں تانبے کی دیگوں کی طرح ہونگی۔ ان کے دانت (کچلیاں) گائے کے پنجوں کی طرح ہونگے۔ ان کی آواز بجلی کی طرح کڑک دار ہوگی۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ گناہ گار سے جو پوچھتے ہیں ان کا نام منکر نکیر اور جو متقی وابرار سے پوچھتے ہیں ان کا نام مبشر وبشیر

ہے۔(تکملہ) فیقعدانه . اس سے جمہور اہل علم نے استدلال اور حجت پکڑی ہے کہ میت سے سوال جواب روح مع الجسد دونوں سے اسی معتاد قبر میں ہوتا ہے (یا اسی جگہ میں جہاں ہلاک ہونے اور بکھرنے کے بعد وہ ہو) صرف روح سے سوال جواب نہیں ہوتا کیونکہ قعود جلوس روح اور جسم دونوں کے ملنے اور ساتھ ہونے سے ہوگا۔

مسئلۃ عذاب قبر

عذاب قبر کے مسئلہ میں جمہور اہل السنّت والجماعت سے کچھ لوگوں کو اختلاف ہے۔اس میں درج ذیل مذاہب ہیں۔

(۱) خوارج نے عذاب قبر کا انکار کیا ہے۔اور معتزلہ میں سے ضرار بن عمرو اور بشر المریسی اوران کے ہم نوا بھی اسی صف میں کھڑے ہیں۔خارجیوں کی طرح عذاب قبر کے منکر ہیں۔علامہ عینی، تفتازانی، سید شریف الجرجانی نے بالتفصیل تردید کی ہے کہ یہ مذہب معنوی نصوص متواترہ کے خلاف ہے۔دیکھئے (عمدۃ القاری ج۴ص۱۶۱۔۱۶۲، شرح المقاصد ج۵ص۱۱۱۔شرح المواقف ج۸ص۳۱۷)

(۲) عذاب قبر صرف کافروں کو ہوگا مؤمنین کو نہیں۔ابن حجرؒ نے معتزلہ میں سے جبائی وغیرہ کا یہی مذہب نقل کیا ہے۔(۳) سوال جسم کی طرح عود کئے بغیر صرف روح سے ہوگا یہ ابن حزم اور ابن ہبیرہ کا قول ہے۔حدیث باب بالتصریح اس کی تردید کررہی ہے۔

(۴) سوال صرف بدن پر ہوگا اس میں اللہ تعالیٰ اتنی حس وادراک پیدا فرمادیں گے کہ سن اور جان سکے اور لذّت واَلم محسوس کرسکے۔ ابن جریر اور کرّامیہ کا قول ہے۔(۵) مردہ موت ودفن سے بعث ونشور تک صرف دونفخوں کے درمیان سزا وعذاب محسوس کرے گا باقی اس کے جسم کو عذاب کا شعور نہ ہوگا اس کی حالت مثل نائم کے ہے ضرب وغیرہ محسوس نہ ہوگی مگر بیدار ہونے اور افاقہ کے بعد جیسا کہ مدہوش کا حال ہوتا ہے۔ابو ہذیل اور اس کے حواریوں کا یہ قول ہے۔(۶) جمہور اہل السنّت کا مذہب یہ ہے کہ روح مکمل جسم یا جسم کے بعض حصے کی طرف سوال وعذاب کے وقت عود کرتی ہے اور عذاب قبر جسم وروح دونوں کو ہوتا ہے۔

اہل حق کی دلیل: (۱) وحاق بآل فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیها غدوًّا و عشیا و یوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشدّ العذاب (مؤمن ۴۶) اور فرعونیوں کو برے عذاب نے گھیر لیا صبح شام ان پر عذاب پیش کیا جاتا ہے (یہ قیامت سے پہلے کا حال ہے) اور قیامت کے دن تو اس سے زیادہ سخت عذاب میں فرشتوں کو حکم ہوگا انہیں داخل کردو۔ و هذه الآیة اصل کبیر فی استدلال اهل السنة علی عذاب البرزخ فی القبور (تفسیر ابن کثیر ج۴ص۸۱ قدیمی) عذاب قبر کی اس میں بنیادی اور بہت بڑی حجت ودلیل ہے۔سوء العذاب (سخت عذاب) قبر میں ثابت ہوگا تو قیامت کے دن اشدّ العذاب (سخت ترین) میں جائیں گے۔(۲) ولو تری اذ الظلمون فی غمرات الموت والملئکة باسطوا ایدیهم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الهون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق (انعام ۹۳) کاش کہ آپ دیکھتے جب ظالم و کافر موت کی تنگیوں میں ہوں گے اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا چکے (اے روح خبیثہ) نکل آج تمہیں ذلّت آمیز عذاب کا بدلہ ملے گا جو تم ناحق اللہ پر کذب بیانی کرتے تھے۔الیوم سے یہی عذاب قبر مراد ہوگا کیونکہ قیامت الیوم نہیں بعد الایام ہے۔(۳): ممّا خطیٰتهم اغرقوا فادخلوا نارا (نوح ۲۵) اپنے برے کرتوتوں کی وجہ سے غرق کئے گئے پھر آگ میں داخل کئے گئے۔فاء

تعقیب مع الوصل یا بلا فصل کیلئے ہے غرق ہوئے اور عذاب میں گرفتار ہوئے۔ (۴) فخسفنا به وبدار ه الارض (قصص ۸۱) پھر دھنسایا ہم نے اسے اور اس (قارون) کے گھر کو زمین میں۔ اس کی تفسیر میں مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں۔ یخسف بهم کل یوم قامة فهم یتجلجلون فیها الی یوم القیامة (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۱۵) ہر روز بقدر قامت انہیں دھنسایا جاتا ہے۔ قیامت تک اسی میں دھنستے رہنا اس بات کی بیّن دلیل کہ عذاب قبر برحق ہے اور یہ جسم پر بھی ہوتا ہے کیونکہ دھنسا جسم کیلئے ہے صرف روح کیلئے ثابت نہیں (۵) فسألت عائشةؓ رسول الله صلی الله علیه وسلم عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق (بخاری ج ۱ ص ۱۸۳) سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے نبیؐ سے عذاب قبر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: جی ہاں عذاب قبر برحق ہے۔ (۶) انه یسمع قرع نعالهم وتختلف اضلاعه لضمة القبر، یسمع صوته اذا ضربه بالمطراق، فیقعدانه اور اس جیسے دیگر متعدد الفاظ حدیث اس پر دلالت کرتے ہیں کہ عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

سوال! اگر جسم پر عذاب ہوتا ہے تو نظر نہیں آتا کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ قبر کھل جاتی ہے تو ہمیں مردہ کا جسم نظر آتا ہے اس پر کسی قسم کا اثر محسوس نہیں ہوتا تو یہ کیسا عذاب ہوا؟

جواب! ابن حجرؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ جسم و روح کو عذاب ہوتا ہے اور جسم کو اس کی تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن دیکھنے والے کو معلوم نہیں ہو سکتا حتی کہ اگر قبر کھودی جائے تو بھی پتہ نہ چلے گا اگر چہ کبھی کبھار قبر کا گر جانا' آگ کا شعلے مارنا، کڑ کڑاہٹ وغیرہ سنائی دینا ممکن ہے اور ایسے متعدد واقعات سننے میں بھی آتے ہیں جو عبرت کیلئے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے آپ کے سامنے فکر مند آدمی مصیبت میں ہے لیکن آپ کو معلوم نہیں۔

سوال! آپ کو پتہ نہیں دو فرشتے بیک وقت ساری دنیا کے مردوں کے پاس کیسے پہنچ جاتے ہیں کیونکہ موت تو روزانہ کئی لوگوں کو آتی ہے۔

جواب! (۱) ان دو فرشتوں کے ساتھ دیگر فرشتے ان کے ماتحت ہیں۔ جو ان کی سربراہی میں کام سرانجام دیتے ہیں۔ اور دو فرشتے مقرر کئے تاکہ گواہوں کا عدد پورا ہو اور کرام کاتبین کا بدل ہو۔ ما کنت تقول فی هذا الرجل. اس رجل کے بارے میں کیا کہتا ہے امام ابوداؤدؒ نے ایک جملہ اور بڑھایا ہے۔ من کنت تعبد فان هدی اللهُ قال کنت اعبد الله. اس سے سوال ہوتا ہے کس کی عبادت کرتا تھا اگر اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوتا تو کہتا ہے میں اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ رجل سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ علامہ عینیؒ نے یہ سوال جواب ذکر کیا ہے۔ (اس بندے کے بارے میں کیا کہتے ہو) یہ بالکل روکھی سی عبارت ہے جس میں تو قیر و تعظیم نہیں اگر کوئی سوال کرے تو اس کا جواب یہ ہے اس وقت مقصود مسئول عنہ کا امتحان ہے تاکہ قائل کی عبارت سے جواب کی طرف تلقین و اشارہ نہ پالے اس لئے ایسے الفاظ ہیں۔ ورنہ فرشتے تو تکریم و صلوۃ سے پیش آتے ہیں (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۱۵۹)

☆ تکملہ میں: بحوالہ الجواب الکافی عن السوال الخافی لابن حجرؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ عوام میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ قبر میں دکھائی جاتی ہے ابن حجرؒ نے کہا ہے۔ انّ هذا لم یرد فی خبر صحیح. اس کا کسی مستند صحیح قابل استدلال حوالے سے ورود و ثبوت نہیں یہی ظاہر ہے جو صحیحین کی صریح اور صحیح روایت سے ثابت ہو رہا ہے اسی کو معتبر سمجھا جائے۔ ویملأ

علیه خضرا . خضر بمعنی اخضر ہرا سبز۔ بفتح الخاء و کسر الضاد ۔ دوسری وجہ بضم الخاء و فتح الضاد والاول اشهر . یعنی نعمتوں اور خوشی میں ہوتا ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اس فسحت اور کشادگی کو ظاہر پر محمول کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دور دراز تک اس کیلئے حجاب کثیفہ اور ٹھوس رکاوٹوں اور حائل ہونے والی چیزوں کو ہٹادیں تاحدِ نظر وسعت وضیاء اور روشنی دیکھے جب روح لوٹے تو اس پر تنگی اور دقت نہ ہو۔ دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ تمثیلاً رحمت و راحت اور نعمت کیلئے فرمایا ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ سقی الله ثراه ، سقی الله قبره . والا حتمال الاول اصح . پہلا احتمال صریح ترین اور صحیح تر ہے۔ نووی۔

حدیث تاسع :فقال له من ربك . علامہ عینی نے عمدہ سوال و جواب ذکر کیا ہے۔

سوال ! قبر میں سوال امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے یا امم سابقہ کیلئے بھی تھا۔

جواب ! حکیم ترمذیؒ اس طرف گئے ہیں کہ یہ سوال و جواب اسی امت کیلئے خاص ہے پہلی امتوں کے پاس نبی آتے اطاعت کرتے توفبها و نعمت اگر تکذیب و روگردانی کرتے تو اُن پر عذاب آن پڑتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے جلدی عذاب روک لیا گیا اور جنہوں نے اسلام ظاہر کیا قبول کیا گیا۔ بھلے اندر کفر ہویا...... پھر مرنے کے بعد قبر میں سوال و جواب مقرر کر دیا جس سے طیب وخبیث ، مؤمن و کافر ، متقی و مفسد مطیع اور عاصی کو الگ کر دیا جائے۔ لیمیز الله الخبیث من الطیب و یثبت الذین امنوا ، ویضل الظالمین. اب اندر کا معاملہ نکھر گیا اقرار تھا یا انکار۔ اس کی تائید میں علامہ عینیؒ نے زید ابن ثابتؓ کی حدیث پیش کی ہے انّ هذه الأمة تبتلی فی قبورها. اور فرشتوں کا سوال ما نقول فی هذا الرجل محمد بھی اس کی تائید کرتا ہے ۔ مسند احمد میں روایت عن عائشہ ان الفاظ میں بھی ہے واما فتنة القبر فبی یفتنون و عنی یسئلون (تکملہ)۔

☆ ابن القیمؒ اس طرف گئے ہیں قبر میں سوال سب سے ہوگا امم سابقہ کیلئے بھی یہ مشروع تھا اور اسی کے مکلف تھے۔ اس نے کہا احادیث میں کوئی ایسا حکم نہیں جس سے پہلی امتوں سے قبر میں سوال و جواب سے نفی ہوتی ہو۔ اس لئے عام کو اپنے عموم پر رکھیں اور یہ سب کیلئے ہو رہی وہ احادیث جن میں اپنی امت کا ذکر ہے وہ تو سب انبیاء نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ جیسے آخرت کی جزاء وسزا اور ثواب وعقاب سب کیلئے ہے اسی طرح سوال قبر کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔

☆ تکملہ میں صرف دو رائے نقل کی گئی ہیں حضرت نے اپنا مختار بیان نہیں کیا حکیم ترمذی کے قول کو مقدم کرنا اور اس کیلئے تین دلیلیں ذکر کرنا یہ مشعر ہے کہ ان کا مختار صریح حکم سے ثابت نہیں اس سے دوسرا قول راجح ہے۔ اس لئے کہ آزمائش سب امتوں کیلئے ہے یثبت الله الذین آمنوا با لقول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الآ خرة (ابراہیم ۲۷) اللہ ایمان والوں کو ثابت قدم (اور حوصلہ مند) رکھیں گے دنیا اور آخرت میں۔

☆ عینیؒ کہتے ہیں قول ثابت کلمہ توحید ہے اس لئے کہ مؤمن کے دل میں راسخ ہو جاتا ہے۔ عبدالرزاق عن معمر ابن طاؤس عن ابیہ نے کہا ہے فی الحیوة الدنیا لا اله الّا الله و فی الآخرة قال المسألة عذاب القبر ۔ دنیا میں کلمہ توحید اور مرنے کے بعد قبر میں سوال کے وقت۔

☆علامہ ابی کہتے ہیں۔ یثبتھم فی الدنیا علی الا یمان حتی یموتوا علیہ و فی الا ٓخرۃ عند المسألۃ. دنیا میں موت تک ایمان پر جمائے رکھیں گے اور آخرت میں سوال وجواب کے وقت۔فی الآخرۃ عند المسألۃ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال قبر یا حشر میں دونوں میں ثابت قدمی دینگے۔ نزلت فی عذاب القبر۔ یہ مدنی آیت ہے اس میں ثابت قدمی کا ذکر کر کے اشارہ کر دیا کہ عذاب کے وقت ہماری طرف سے تم پر رحمت ہوگی تم ثابت قدم رہوگے۔

حدیث حادی عشر: فذکر من ریحھا. وذکر المسك. ذکر کا فاعل ذکر کرنے والا کون ہے۔علامہ طیبیؒ کہتے ہیں اس میں احتمال ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا یا صحابی نے اس کی خوشبو اور مشک کا ذکر کیا۔ پھر یہ بھی واضح نہیں جان سکے یہ بیان حقیقت تھا یا تشبیہ اور استعارہ کے طور پر فرمایا۔ وعلی جسد کنت تعمُرینہ .(از باب نصر) جسم میں تو تحلیل اور آباد تھی۔ تیری وجہ سے بدن معمور تھا اس میں تشبیہ ہے کہ روح کی وجہ سے جسم اعمال وطاعات میں لگا رہا جیسے کوئی شہر اپنے کو عدل، احسان سے آباد اور شاد کرتا ہے اسی طرح روح نے جسم کو اعمال سے آباد کیا۔ انطلقوا بہ الیٰ آخر الاجل . لے جاؤ اسے برزخ کی مدت کی انتہا تک پھر اس کو جنت میں داخل کریں گے۔☆ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں اجل اور مدت سے مراد برزخ ہے۔

☆ طیبیؒ کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا قیامت اور میدان محشر میں جمع ہونے سے پہلے دو اجل ہیں۔(۱) اجل الموت۔(۲) اجل القیامۃ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وقضی اجلا و اجل مسمّی عندہ . (انعام۲) لفظ اجل دو مرتبہ انہیں دو قسموں کو ثابت کر رہا ہے۔یعنی فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ قیامت تک اسے روک لو یہاں تک جنت میں داخل ہو۔ریطۃ. بفتح الراء ثوب رقیق باریک کپڑا۔ قیل الملاءۃ چادر ناک پر رکھنا کافر کی روح کی بدبو کی وجہ سے تھا۔

حدیث ثانی عشر: اسحاق بن عمر بن سلیط بفتح السین و کسر اللام . یہ ابو یعقوب البصری ہے قال ابو حاتم : صدوق. وقال الآجری عن ابی داؤد لیس بہ بأس. و ذکرہ ابن حبان فی الثقات ابو حاتمؒ ابو داؤدؒ اور ابن حبانؒ نے اسے با اعتماد کہا ہے۔ یُرِیْنا مصارع اھل بدر بالامس. یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ایک دن پہلے بتا دیا کہ مشرکین اس جگہ گرے اور مرے ہوئے ہونگے۔مصارع مصرع کی جگہ۔ ما اخطأ الحدود التی حدّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جو جگہیں آپ ﷺ نے بتلائی تھیں وہیں وہیں کافر ڈھیر تھے۔یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔

حدیث ثالث عشر: ترك قتلی بدر ثلاثا . قریش کے قتل شدہ سردار تین دن تک پڑے رہے۔صحیح بخاری ج۲ باب غزوۃ البدر میں اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ میدان بدر میں پڑے چوبیس قریش کے سرداروں کو گڑھے میں ڈالنے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور یہ معمول تھا کہ فتح اور غلبہ کے بعد تین دن تک میدان میں رہتے۔ جب بدر کا تیسرا دن ہوا تو سواری تیار کرنے کا حکم دیا اور اونٹنی پر کجاوا کسا گیا پھر کوچ کی اور صحابہ کے ساتھ جب بھی قضائے حاجت کیلئے علیحدہ ہو کر چلتے تو تالاب کے کنارے پر ٹھہرے اور ان کے ولدیت کے ساتھ نام لیکر پکارے۔یا امیۃ بن خلف.

سوال ! اس پر سوال وارد ہوتا ہے کہ امیہ بن خلف کو قلیب بدر میں نہیں بلکہ وہ پھول چکا تھا بس وہیں اس پر پتھر مٹی ڈال کر چھپا دیا

گڑھے میں نہیں ڈالا گیا، جب وہ گڑھے میں نہیں ڈالا گیا تو اس کو پکارنا کیسے۔

جواب! اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی گڑھے کے قریب تھا بس اندر نہیں ڈالا گیا لیکن قریب اور صنادید قریش میں سے تھا اس لئے اسے بھی پکار کر کہا۔ کیف یسمعوا وانی یجیبوا. نوویؒ کہتے ہیں اکثر نسخوں میں یہ دونوں صیغے نون جمع کے بغیر ہیں۔ اور مضارع کا صیغہ نون کے بغیر یہ بھی ایک لغت صحیح ہے لیکن قلیل الاستعمال ہے۔ وقد جیفوا ای انتنوا مردار بومار رہے تھے۔ وصاروا جیفا. جیف المیت، جاف، اجاف، أروح، انتن. سب کا ایک ہی معنی ہے۔ نوویؒ وابیؒ۔ ماانتم با سمع لما اقول منهم. اب ان کی آنکھیں کھل چکیں برزخ کا منظر سامنے آچکا۔ اس سے سماع موتی کے ثبوت کیلئے استدلال کیا گیا ہے جب کہ سیدہ عائشہؓ اس میں تاویل کرتی ہیں کہ اس وقت معجزۃً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن رہے تھے وقال قتادة: احیاهم الله تعالیٰ حتی اسمعهم قوله توبیخا وتصغیرا ونقیمة حسرة وندما. (بخاری تحت الباب) سماع موتی پر ابھی بحث گذری۔

فالقوا فی قلیبَ بدر. البئر عادیه یا قدیمه. جاری کنواں تھا یا پرانا اس کی مؤنث قلیبۃ بھی آتی ہے جمع أقْلِبَة، قُلُبٌ، قُلْبٌ

سوال! اس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے بعد کنویں میں ڈالے گئے اور اگلی حدیث حدیث ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح ہو رہا ہے کہ پہلے گڑھے میں ڈالے گئے پھر کلام کیا۔

جواب! شیخ الاسلام نے اس کا جواب دیا ہے کہ بعض گڑھے میں ڈالے جا چکے تھے اور بعض باہر پڑے تھے پھر انہیں بھی ڈال دیا گیا۔

حدیث رابع عشر: باربعة و عشرین رجلا من صنادید قریش. ابن حجرؒ نے احتمال کے ساتھ یہ نام ذکر کئے ہیں (۱) عبیدہ (۲) عاص ابواحیحہ کا والد (۳) سعید بن عاص بن امیہ (۴) حنظلہ بن ابی سفیان۔ (۵) ولید بن عتبہ۔ (۶) حارث بن عامر (۷) طعیمہ بن عدی (۸) نوفل بن خویلد (۹) زمعہ بن اسود۔ (۱۰) عقیل زمعہ کا بھائی (۱۱) ابوجہل کا بھائی عاص بن ہشام (۱۲) خالد کے بھائی ابوقیس بن ولید (۱۳) حجاج سہمی کے دو بیٹے نبیہ اور منبہ۔ (۱۴) علی بن امیہ بن خلف (۱۵) عمرو بن عثمان یہ عشرہ مبشرہ میں سے طلحہ کا چچا تھا (۱۶) ابوسلمہ کے بھائی مسعود بن ابوامیہ (۱۷) قیس بن فاکہ بن مغیرہ۔ (۱۸) ابوسلمہ کے بھائی اسود بن عبدالاسود (۱۹) ابوالعاص بن قیس سہمی (۲۰) امیۃ بن فارعۃ (۲۱) ابوجہل بن ہشام (۲۲) امیۃ بن خلف۔ (۲۳) عتبہ بن ربیعۃ (۲۴) شیبۃ بن ربیعۃ۔ فی طوّی، ای بئر مطویة گول کنواں۔[1]

(۲۱۲) باب اِثْبَاتِ الْحِسَابِ.

(۱۲۴۹) باب: (قیامت کے دن) حساب کے ثبوت کے بیان میں

(۱۱۷۸) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَعَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حُوْسِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عُذِّبَ فَقُلْتُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ [الانشقاق:۸] فَقَالَ لَيْسَ ذَاكِ الْحِسَابُ اِنَّمَا ذَاكِ الْعَرْضُ

---

[1] نووی. المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عُذِّبَ.

(۷۲۲۵) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جس آدمی کا حساب ہو گیا' وہ عذاب میں ڈال دیا گیا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا: کیا اللہ عزوجل نے نہیں فرمایا: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ ''تو اس سے حساب نہیں لیں گے' آسان حساب۔'' (انشقاق) تو آپ نے فرمایا: یہ حساب نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف پیشی ہے قیامت کے دن جس سے حساب مانگ لیا گیا' وہ عذاب میں ڈال دیا گیا۔

(۱۲۷۹) وَحَدَّثَنِي اَبُوْ الرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ وَاَبُوْ كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

(۷۲۲۶) حضرت ایوب رضی اللہ عنہ اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح حدیث بیان کرتے ہیں۔

(۱۲۸۰) وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ سَعِيْدِ نِ الْقَطَّانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يُوْنُسَ الْقُشَيْرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ يُحَاسَبُ اِلَّا هَلَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ قَالَ ذَاكَ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ الْمُحَاسَبَةَ هَلَكَ.

(۷۲۲۷) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی بھی ایسا آدمی نہیں ہے کہ جس سے حساب مانگا گیا ہو اور وہ ہلاک نہ ہو گیا ہو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے ﴿حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ یعنی آسان حساب نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو پیشی ہے لیکن جس سے حساب مانگ لیا گیا' وہ ہلاک ہو گیا۔

(۱۲۸۱) وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ يُوْنُسَ.

(۷۲۲۸) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے حساب مانگ لیا گیا وہ ہلاک ہو گیا (اور پھر اس کے بعد) ابو یونس کی روایت کی طرح حدیث ذکر کی۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چار حدیثیں ہیں۔ ان میں حساب کے ثبوت کا ذکر ہے۔

حدیث اول: انما ذاك الصرع . یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جواب ہے کہ جس کا تفصیلی حساب اور چھان بین شروع ہوئی تو وہ ہلاک ہوا اور عذاب میں مبتلا ہوا۔ آیت کی تفسیر یہ ہے کہ یہ صرف عرض و پیشی ہے فلاں بن فلاں، اتنی عمر، اتنے اعمال، سعادت مند۔ بس نجات۔ قرطبیؒ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اعمال اس پر پیش کریں گے جب اعمال کو دیکھے گا تو خائف ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ستاری فرمائیں گے اور بخش دیں گے یہ پیش کرنا اس لئے ہوگا تا کہ اس پر حقیقت کھل جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی ستاری اور مغفرت کا معاملہ فرمایا ہے۔ جیسے کتاب التوبۃ باب قبول توبۃ القاتل میں حتی یضع علیه کنفه فیقرر ذنوبه ...... گذر چکا ہے۔ من نو قش الحساب یوم القیامة عذّب .نووی کہتے ہیں نوقش کا معنیٰ ہے جس کی مکمل چھان بین ہوئی۔ عذّب کے دو

مطلب ہیں (۱) اس کی باز پرس سختی سے ہوگی۔ (۲) عذاب میں جھونک دیا جائے۔ باب کی تیسری حدیث میں نوقش الحساب هَلَكَ کے الفاظ ہیں۔ اس سے دوسرے مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ بندہ سے تقصیر واقع ہو ہی جاتی ہے اگر تفصیلی حساب ہوا تو چھٹکارا مشکل ہے لیکن شرک کے سوا اللہ معاف فرما دیں گے۔ ورنہ عدم تسامح اور مغفرت نہ کرنے کی صورت میں تو ضرور ہلاکت ہے۔

حدیث ثالث: حدثنا ابن ابی ملیکة عن القاسم عن عائشة. ابن ابی ملیکہ کی یہ روایت عن عائشہؓ سے قاسم کے واسطے کے ساتھ ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے قاسم کے واسطے کے بغیر بھی حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کیونکہ ایک دفعہ بلا واسطہ اور دوسری دفعہ واسطہ کے ساتھ سنی اس لئے دونوں طرح روایت کیا ہے۔[1]

(۲۱۴) باب الْأَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ تَعَالٰى عِنْدَ الْمَوْتِ

(۱۲۵۰) باب: موت کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات سے اچھا گمان رکھنے کے حکم کے بیان میں

(۱۲۸۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِثَلَاثٍ يَقُولُ لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللّٰهِ الظَّنَّ.

(۷۲۲۹) حضرت جابرؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے آپ کی وفات سے تین (دن) پہلے سنا۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک نہ مرے سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اچھا گمان رکھتا ہو۔

(۱۲۸۳) وَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

(۷۲۳۰) حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(۱۲۸۴) وَحَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمٰنُ بْنُ مَعْبَدٍ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَارِمٌ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ؓ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يَقُولُ لَا يَمُوتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ (عَزَّ وَجَلَّ).

(۷۲۳۱) حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے تین دن پہلے سنا' آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اُس وقت تک نہ مرے جب تک کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اچھا گمان نہ رکھتا ہو۔

(۱۲۸۵) وَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ.

(۷۲۳۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے ہیں کہ ہر بندے کو

---

[1] نووی . المفهم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکمله

اسی (حالت یا نیت کے ساتھ قیامت کے دن) اُٹھایا جائے گا' جس پر وہ مرا ہے۔

(۲۸۶۱) حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ سُفْیَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَ قَالَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَقُلْ سَمِعْتُ.

(۷۲۳۳) حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح حدیث نقل کرتے ہیں لیکن اس روایت میں انہوں نے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کہے ہیں اور سَمِعتُ کا لفظ نہیں کہا۔

(۲۸۷۱) حَدَّثَنِیْ حَرْمَلَةُ بْنُ یَحْیَی التُّجِیْبِیُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ کَانَ فِیْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰی اَعْمَالِهِمْ.

(۷۲۳۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو عذاب دینا چاہتا ہے تو جو لوگ اُس قوم میں ہوتے ہیں اُن سب پر عذاب ہوتا ہے پھر اُن کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق اُٹھایا جائے گا۔

احادیث کی تشریح: اس باب میں چھ حدیثیں ہیں۔ان میں موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھنے کا ذکر ہے۔ اب تک فضائل، آداب، علم، قدر، اذکار، توبہ، قیامت، جنت وجہنم، قبر وحشر، حساب وکتاب: ان تمام کتابوں میں اعمال جدوجہد کی ترغیب مع الترہیب کا ذکر تھا یہ کتاب کا آخری باب ہے جو زندگی کے آخری لمحات کی حالت وکیفیت بیان کر رہا ہے پوری زندگی اعمال میں گزاری اور کتاب پر عمل کرتے رہے اب آخروقت میں کتاب کے آخری باب پر عمل کریں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ امید رکھیں کہ معاف کرنے والا اور درگذر کرنے والا ہے۔ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ یہ امید اسی کو ہی زیب دے گی جس نے پوری زندگی اسی احکام پر گزاری ہوگی۔

حدیث اول: وهو یحسن الظنّ بالله. معنی حسن الظن بالله تعالیٰ ان یظنّ انه یرحمه و یعفو عنه و فی حالة الصحّة یکون خائفا راجیا . نوویؒ کہتے ہیں علماء فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رحمت ومعافی کی امید رکھے اور صحت کے زمانے میں خوف وامید رکھتا ہو۔رجاء وخوف مساوی ہوں۔ وقیل یکون الخوف ارجح. یہ بھی کہا گیا ہے کہ خوف راجح ہو۔اصل مقصود اعمال کا اہتمام اور قبائح سے اجتناب ہے یہ خوف کے بغیر نہیں ہو سکتے خوف ضروری ہے ہاں موت کے قریب امید کو ترجیح ہونی چاہئے۔

حدیث رابع: یبعث کل عبد علی مامات علیه . ای الحالة التی مات علیه جس حالت پر مرا ہے اسی پر اٹھایا جائے گا۔ قال القاضی عیاض ولله درّ مسلم (صاحب صحیح) فی ذکر هذا الحدیث عقب الذی قبله و یدلّ علی سعة معرفته لانه اورَده کالتفسیر له ثم جاء بعده بالآخر لقوله صلی الله علیه وسلم بُعثوا علی اعمالهم ......

اس عبارت میں قاضی عیاضؒ نے امام مسلم کے تبحر علمی اور معرفت کی تحسین وتعریف کی ہے کہ حسن الظن، بعث علی مامات، بعث علی الاعمال . ان تینوں میں ایسی ترتیب اور ربط قائم کیا ہے جس نے قاضی کے دل کو مول لے لیا ہے پہلے فرمایا: اچھی امید رکھو اس کی وجہ اور تفسیر یہ ہے کہ جس پر مرو گے اسے پر اٹھو گے اس لئے امید اچھی ہو: لیکن صرف امید نہ ہو بلکہ اعمال مدار ہیں اپنے اعمال پر اٹھو گے: پھر عمل میں بھی نیت خالص کا اعتبار ہوگا اسے آگے کتاب الفتن میں بیان کیا یبعثھم اللہ علی نیا تھم . جو لشکر دھنسا دیا جائے گا وہ قیامت کے دن اپنی نیت پر اٹھے گا۔ حاصل یہ ہوا کہ نیت، عمل، حسن ظن کا خیال کرو سستی مت کرو۔

حدیث سادس: اصاب العذاب من کان فیھم . اس سے دنیا کا عذاب مراد ہے کہ مطیع وعاصی سب کیلئے برابر ہے جب سیلاب آتا ہے تو نافرمانوں کے گھروں اور مساجد سب کو بہالے جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اسی کا بیان ہے۔ واتقوا فتنۃ لا تصیبنّ الذین ظلموا منکم خاصۃً (انفال ۲۵) فتنوں اور عذاب سے بچو! وہ صرف ظالموں کو نہ پہنچے گا (کہ ان کا نام پوچھ کر آئے بلکہ سب کو گھیر لے گا)

فرمانبرداروں کو عذاب کی وجہ: (۱) خود عمل میں لگے رہے امر بالمعروف اور نھی عن المنکر نہ کیا اس کی پاداش میں رگڑے گئے (۲) آخرت میں اس پر بھی بدلہ ملے گا یہ تو دنیا کا معاملہ ہے کہ سب کو گھیر لے گا آخرت میں حسب اعمال وامید فیصلہ ہوگا مطیع ثواب پائیں گے اور عاصی عقاب بھگتیں گے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم وامرہ احکم وھو ولیّ التوفیق وما توفیقی با للہ .

قد تم الکتاب بعد العشاء من الیوم الثالث والعشرین من شھر الشوال یوم الاثنین ۱۴۲۵ھ من الھجرۃ النبویۃ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام علی الوقت ۵۷ :۸ وأسال اللہ ان یقبل ھذہ الخدمۃ الیسیرۃ ویجعلھا نافعا للطالبات ومغفرۃ لجامعھا وکاتبھا وناشرھا وطابعھا وقارئھا وناظرھا وان یجعل لنا التوفیق خیر رفیق ولمن سعٰی فیہ.

محبوب احمد عفی عنہ
خطیب جامع مسجد نور

---

۱ نووی . المفھم. اکمال اکمال المعلم مع مکمل الاکمال. تکملہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس ضمیمہ میں وفاق المدارس کے تیرہ سالہ پرچوں کا حل پیش کیا گیا ہے جس سے سوال کا انداز اور جواب لکھنے کا سلیقہ سیکھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اساتذہ ومعلمات جائزہ، سہ ماہی اور ششماہی امتحانات میں اسی طرز کے سوالات دیں تا کہ سالانہ امتحان میں طالبات کو سوال سمجھنے میں آسانی ہو اور مکمل جواب لکھ سکیں۔ اس میں جواب مکمل کرنے کی بجائے صرف اشارہ دیا گیا ہے کہ جواب کس باب اور کون سے صفحہ میں ہے صرف نشاندہی پر اکتفاء کیا گیا ہے تا کہ محنت کر کے حاصل کیا جائے اور جس چیز یا مسئلے کی تلاش میں تگ ودو اور جہد زیادہ صرف ہو وہ ذہن میں پیوست ہو جاتی ہے۔
اللہ تعالیٰ اسے نافع بنائے: آمین یارب العلمین !!

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم الجزء الثاني ١٤١٦ھ

السؤال الأول: (**الف**) ...... عن عائشةؓ تقول سمعت رسول الله ﷺ وهو بين ظهرانی اصحابه انی علی الحوض انتظر من يرد علی منكم فوالله ليقتطع دونی رجال فلا قولن ای رب منی ومن امتی فيقول انك لا تدری ماعملوا بعدك مازالوا يرجعون علی اعقابهم.

(۱) حدیث شریف کا اردو میں ترجمہ وتشریح ضبط کیجئے (۲) حدیث میں جن لوگوں کی مذمت کی گئی ہے ان سے کون لوگ مراد ہیں۔

(**ب**) ...... عن انسؓ قال كان رسول الله ﷺ ازهر اللون كان عرقه اللؤلؤ اذا مشی تكفأ ولا مست ديباجة ولا حريرة الين من كف رسول الله ﷺ ولا شممت مسكة ولا عنبرة اطيب من رائحة رسول الله ﷺ.

حدیث شریف کا اردو میں ترجمہ کیجئے۔ تکفأ کی صرفی تحقیق لکھئے کہ صیغہ، باب اور ہفت اقسام میں کیا ہیں۔

السؤال الثاني : (**الف**)...... قالت سابعة زوجی غياياء اوعياياء او طباقا كل داء له داء شجك او فلك او جمع كلالك. پوری عبارت پر اعراب ڈالیئے۔ پھر اردو میں ترجمہ کیجئے۔

(**ب**) ...... زوجی ان اكل لف و ان شرب اشتف و ان اضطجع التف ولا يولج الكف ليعلم البث.

اعراب ڈال کر اردو میں ترجمہ کیجئے۔

السؤال الثالث: (**الف**) ...... عن عبداللهؓ قال سئل رسول الله ﷺ ای الناس خير قال قرنی ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يجيء قوم تبدر شهادة احدهم يمينه و تبدر يمينه شهادته.

اردو میں ترجمہ ومطلب لکھئے۔

(ب) ...... عن أبی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولاتحسسوا ولاتنافسوا ولاتحاسدوا ولاتباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد الله اخوانا.

اردو میں ترجمہ وتشریح کیجئے۔

الجواب ۱٤۱٦ھ

الجواب عن السوال الاول (الف) باب اثبات حوض نبینا ﷺ ج:۱صفحہ نمبر ۱۱۷۔

(۱) صفحہ نمبر ۱۱۹ (۲) صفحہ نمبر ۱۲۸

(ب) باب طِيْبِ رِيْحِهٖ ﷺ وَلِيْنِ مَسِّهٖ. ج:۱صفحہ نمبر ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰۔

الجواب عن السوال الثانی (الف) باب فَضَائِلِ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَؓ ج:۱صفحہ نمبر ۳۳۳۔

(۱) صفحہ نمبر ۳۴۱

(ب) باب فَضَائِلِ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا. ج:۱صفحہ نمبر ۳۳۳. (۱) صفحہ نمبر ۳۴۱

الجواب عن السوال الثالث (الف) باب فَضْلِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ الَّذِيْنَ ...... ج:۱صفحہ ۴۴۶۔

(۱) صفحہ نمبر ۴۴۹

(ب) باب تَحْرِيْمِ الظَّنِّ وَالتَّجَسُّسِ وَالتَّنَافُسِ وَالتَّنَاجُشِ وَنَحْوِهَا. ج:۱صفحہ نمبر ۴۸۸۔

(۱) صفحہ نمبر ۴۸۹

الورقة الثانیة: الصحیح لمسلم الجزء الثانی ۱٤۱۷ھ

السؤال الأول : (**الف**) ...... عن عبداللهؓ قال : لعن الله الواشمات والمستوشمات ، والنامصات والمتنمصات، والمتفلجات للحسن ، المغیرات خلق الله ، قال :فبلغ ذلك امرأةً من بنی أسد و کانت تقرأ القرآن فأتته ، فقالت: انك لعنت الواشمات والمستوشمات ...... فقال عبدالله: مالی لا ألعن من لعن رسول اللهﷺ وهو فی کتاب الله عزوجل فقالت المرأة لقد قرأت مابین لوحی المصحف فما وجدتهٗ فقال: لئن کنت قرأتیه لقد وجدتیه ، قال تعالٰی: ﴿وما آتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا﴾. خط کشیدہ الفاظ کی تحقیق کرتے ہوئے حدیث شریف کا ترجمہ کریں۔ اس حدیث سے ایک دوسرا مسئلہ بھی معلوم ہو رہا ہے وہ لکھیں۔

(ب) ...... سئل أنس بن مالكؓ عن خضاب النبی ﷺ فقال: لوشئت أن أعد شمطاتٍ کن فی رأسه فعلت ، قال :ولم یختضب، وقد اختضب أبو بکر بالحناء والکتم ، واختضب عمر بالحناء بحتاً.

حدیث شریف کا ترجمہ کریں۔ شمطات، حنا اور کتم کا مفہوم بطور خاص لکھیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے خضاب لگانے اور نہ لگانے

کے بارے میں روایات مختلف ہیں ان میں ترجیح یا تطبیق ذکر کریں۔ نیز سیاہ خضاب کا مردوں اور عورتوں کے لئے کیا حکم ہے؟

السؤال الثانی : (**الف**) ...... عن أنس ؓ قال : كان النبی و لا يدخل علی أحد من النساء الا علی أزواجه الا أم سليم فانه كان يدخل عليها ، فقيل له فی ذلك ، فقال: انی أرحمها قتل أخوها معی.

حدیث کا ترجمہ کریں۔ام سلیم کا نام کیا ہے، حضرت انس ؓ سے ان کا کیا رشتہ ہے، ام سلیم کے بھائی جو شہید ہوئے تھے ان کا نام کیا ہے؟ وہ کیسے شہید ہوئے تھے؟ مرد کو غیر محرم عورت کے پاس خلوت میں جانا جائز نہیں۔ پھر حضور ﷺ ام سلیم ؓ کے پاس کیوں جاتے تھے۔ام سلیم ؓ کی فضیلت کا کوئی واقعہ ذکر کریں۔

(**ب**) ...... عن عائشة ؓ قالت قال لی رسول الله ﷺ فی مرضه: أدعی لی أبابكر أباك و أخاك حتی أكتب كتاباً فانی أخاف أن يتمنی متمن ويقول قائل :أنا أولی ، ويأبی الله و المؤمنون الا أبابكر .

حدیث پاک کا ترجمہ کر کے امور ذیل پر روشنی ڈالیں:

(**الف**) حضور پاک ﷺ اپنے مرض الموت میں کیا لکھوانا چاہتے تھے؟ (ب) سیدنا صدیق اکبر ؓ کی خلافت بلافصل اور آپ کے پہلے خلیفہ ہونے کے کیا دلائل ہیں؟ یہ خلافت صریح ارشاد نبوی سے ثابت ہے یا اجماع صحابہ سے؟ (ج) مرض الوفات میں حضور ﷺ نے ابوبکر ؓ کو نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔ کیا مسئلہ خلافت کے لئے اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے؟

السؤال الثالث : (**الف**) ......عن أبی هريرة ؓ قال :قال رسول الله ﷺ: صنفان من أهل النار لم أرهما: قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس ، ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات، رأسهن كأسنمة البخت المائلة ، لايدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وان ريحها ليوجد من مسيرة كذا و كذا.

حدیث شریف کا ترجمہ کریں۔ کاسیات عاریات کا کیا مفہوم ہے؟ دو متضاد صفات کو کیسے جمع فرمایا گیا؟ ممیلات اور مائلات کا مطلب لکھیں، کأسنمة البخت میں وجہ تشبیہ کیا ہے؟ آج کل اس کا مصداق کون سی عورتیں ہیں؟ یہ عورتیں کافر ہوں گی یا فاسق؟ اگر فاسق ہوں تو فسق کی وجہ سے جنت سے ہمیشہ کی محرومی کیسے ہوگی؟ اور اگر کافر ہوں تو گناہ کرنے سے کفر کیسے لازم آیا؟ اس کی وضاحت کریں۔

(**ب**) ...... عن عائشة ؓ قالت: دعی رسول الله ﷺ الی جنازة صبی من الأنصار فقلت: يا رسول الله ﷺ ! طوبی لهذا عصفور من عصافير الجنة لم يعمل السوء ولم يدركه، قال: أو غير ذلك ياعائشة ! ان الله خلق للجنة أهلاً خلقهم لها وهم فی أصلاب آبائهم :وخلق النار أهلاً خلقهم لها وهم فی اصلاب آبائهم. حدیث شریف کا ترجمہ کریں۔اطفال مسلمین اہل جنت میں سے ہیں یا نہیں؟ اگر اہل جنت ہیں تو اس حدیث کا کیا جواب ہے کیونکہ اس حدیث میں جہنمی ہونے کا احتمال ذکر کیا گیا ہے۔ نیز اطفال مشرکین کے جنتی یا جہنمی ہونے کے بارے میں اہل سنت کی کیا تحقیق ہے؟

الجواب ۱٤۱۷ھ

الجواب عن السوال الاول (الف) باب جَهَنَّمَ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنھَا. ج:۲صفحہ نمبر۴۱۶۔(مسلم ج ۲ ص ۲۰۵)

(۱) عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے اللہ کی لعنت ہے گودنے والیوں گدوانے والیوں بالوں کو نوچنے والیوں نچوانے والیوں اور خوبصورتی کیلئے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں پر اللہ کی خلقت و پیدائش میں تبدیلی کرنے والیوں پر یہ حدیث بنواسد کی ایک عورت تک پہنچی جسے ام یعقوب کہا جاتا تھا وہ قرآن پاک پڑھتی تھی اس نے ابن مسعود (راوی حدیث) کے پاس آکر کہا میرے پاس آپ سے یہ کیسی روایت پہنچی ہے کہ آپ نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر لعنت کی ہے ابن مسعودؓ نے کہا مجھے کیا ہوا کہ جسے حضور نے لعنت کی ہے میں لعنت نہ کروں حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں ہے اس نے کہا میں نے پورا قرآن پڑھا اس میں میں نے لعنت نہیں دیکھی ابن مسعودؓ نے کہا اگر تم قرآن پڑھتی تو اس میں ضرور پاتی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو تمہیں رسول نے دیا سو اسے لے لو اور جس سے روکا سو اس سے باز رہو۔

(۲) صفحہ نمبر۴۳۸ (۳) ☆اگر کسی عورت کے داڑھی، مونچھیں یا چہرے پر زائد بال اُگیں تو ان کو صاف کرنا درست ہے۔(نووی) ☆سنت کی اتباع اور بدعت سے اجتناب ضروری ہے۔☆ فاسق پر بوجہ فسق لعنت جائز ہے۔

(ب) باب شَیْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. ج:۱صفحہ نمبر۲۷۲۔

(۱) صفحہ نمبر۲۷۳ (۲) صفحہ نمبر۲۷۴ (۳) صفحہ نمبر۲۷۵۔

الجواب عن السوال الثانی (الف) باب مِنْ فَضَائِلِ اُمِّ سُلَیْمٍ اُمِّ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ ج:۱ص۳۵۶و۳۵۷.

(ب) باب مِنْ فَضَائِلِ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. ج:۱صفحہ نمبر۲۶۶،۲۷۰۔

الجواب عن السوال الثالث (الف) باب جَهَنَّمَ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنھَا. ج:۲صفحہ نمبر۸۸۶،۸۹۶۔

☆اس کی مصداق فاسقہ سافرات متشابہ بالکافرات ہیں☆ جنت سے دخول اولی سے منع ہے۔☆ اور حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

(ب) باب مَعْنٰی کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ وَ حُکْمِ مَوْتٰی اَطْفَالِ الْکُفَّار. ج:۲صفحہ نمبر۶۱۲۔

(۱) صفحہ نمبر۶۱۴

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم الجزء الثانی ۱٤۱۸ھ

السوال الأول (الف) ...... عن انس بن مالکؓ قال کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس وکان اجودالناس و کان اشجع الناس ولقد فزع اهل المدینة ذات لیلة فانطلق ناس قبل الصوت فتلقا هم رسو ل اللہ ﷺ راجعًا وقد سبقهم الی الصوت و هو علی فرس لابی طلحة عری فی عنقه السیف وهو یقول لم تراعوا لم تراعو ا قال وجدناه بحرا او انه لبحر قال و کان فرسًا یبطأ.

حدیث کا ترجمہ کریں۔خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کریں۔اس حدیث سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف مبارکہ

معلوم ہورہے ہیں وہ تحریر کریں۔

(ب)...... قال رسول الله ﷺ رأى عيسى بن مريم عليه السلام رجلا يسرق فقال له عيسٰى عليه السلام سرقت قال كلاً والذى لا اله الا هو فقال عيسٰى عليه السلام امنت بالله وكذبت نفسى.

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث پر اعراب لگائیں۔ اس حدیث سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی کیا فضیلت معلوم ہوتی ہے؟ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے چور کی جھوٹی قسم کی کیسے تصدیق فرمادی وضاحت کریں۔

السوال الثانی (الف)...... قال ابوهريرةؓ سمعت رسول الله ﷺ يقول بينا انا نائم رأيتنى على قليب عليها دلو فنزعت منها ماشاء الله ثم اخذها ابن ابى قحافة فنزع منها ذنوبًا او ذنوبين وفى نزعه ضعف والله يغفرله ثم استحالت غربًا فاخذها ابن الخطاب فلم ارعبقريًاينزع نزع عمر بن الخطاب حتى ضرب الناس بعطن.

حدیث پاک کا ترجمہ کرکے یہ بتلائیں کہ اس خواب میں کس امر کی اطرف اشارہ ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔

(ب)...... عن عبداللهؓ قال قال رسول الله ﷺ خير امتى القرن الذى يلونى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يجئ قوم تسبق شهادته يمينه ويمينه شهادته.

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ اور مفہوم بیان کریں (۲) قرن کے مفہوم میں علماء کے اقوال بتائیں خیر القرون کا مصداق کون ہے، حدیث سے صحابہ کی فضیلت ثابت کریں۔ صحابہ کی فضیلت پر دو آیتیں پیش کریں۔

السوا الثالث (الف)...... قال عطاء بن ابى رباح قال لى ابن عباسؓ الا اريك امرأة من اهل الجنة قلت بلى قال هذه المرأة السوداء أتت النبى ﷺ قالت انى أصرع انى اتكشف فادع الله لى قال ان شئت صبرت ولك الجنة وان شئت دعوت الله ان يعافيك قالت اصبر قالت فانى اتكشف فادع الله ان لا اتكشف فدعالها. ترجمہ کرکے بتلائیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس صحابیہ کو اہل جنت میں سے ہونا کیسے قرار دیا؟ صبر کی فضیلت کو مختصراً بیان کریں۔

(ب)...... ان عائشةؓ زوج النبى ﷺ قالت جاء تنى امرأة ومعها ابنتان لها فسالتنى فلم تجد عندى شيأ غير تمرة واحدة فاعطيتها ايا ها فاخذتها فقسمتها بين ابنتيها فدخل على النبى صلى الله عليه وسلم فحدثته حديثها فقال النبى صلى الله عليه وسلم من ابتلى من البنات بشيءٍ فاحسن اليهن كن له ستراً من النار.

☆ حدیث پاک پر اعراب لگا کر ترجمہ اور مفہوم بیان کریں۔

الجواب ۱٤۱۸ھ

الجواب عن السوال الاول (الف) باب شُجَاعَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ج:۱صفحہ نمبر۱۳۱، ۱۳۲

(ب) باب فَضَآئِلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامِ . ج:۱صفحہ نمبر۲۰۳، ۲۰۵۔

الجواب عن السوال الثانی (الف) باب مِنْ فَضَائِلِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ . ج:۱صفحہ نمبر۳۷۳،۲۸۰۔

(ب) باب فَضْلِ الصَّحَابَۃِ ثُمَّ الَّذِیْنَ ...... ج:۱صفحہ ۴۴۶،۴۴۹۔

الجواب عن السوال الثالث (الف) باب ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِیْمَا یُصِیبُہٗ ... ج:۱صفحہ نمبر۵۰۲۔

(ب) باب فَضْلِ الْاِحْسَانِ اِلَی الْبَنَاتِ. ج:۱صفحہ نمبر۵۵۸،۵۵۹۔

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم الجزء الثانی ۱۴۱۹ھ

السؤال الأول (الف)...... عن انسؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم اتی علی ازواجه وسواق یسوق بهن یقال له انجشة فقال ویحك یا انجشة رویدا سوقك بالقواریر قال ابو قلابة تکلم رسول الله صلی الله علیه وسلم بکلمة لو تکلم بها بعضکم لعبتموها علیه

ترجمی هذا الحدیث الی الاردیة الفصیحة واشرحی لفظ القواریر بمن شبه به رسول الله ﷺ وما هو وجه الشبه؟ وما المراد بقول ابی قلابة لعبتموها علیه.

(ب)...... عن عبدالله بن سرجسؓ قال .... ثم درت خلفه فنظرت الی خاتم النبوة بین کتفیه عندنا غض کتفه الیسریٰ جمعا علیه خیلان کامثال الثالیل.

اکتبی بعد الترجمة معنی ناغض وخیلان و ثالیل وقد ورد فی خاتم النبوة روایات مختلفة ففی بعضها مثل بیضة الحمامة وفی بعضهامثلا زرا لحجلة وفی بعضها مثل جمع الکف وغیر ها فکیف التوفیق بینها.

السؤال الثانی (الف)...... عن سعد بن ابی وقاصؓ قال خلف رسول الله (ﷺ) علی بن ابی طالب فی غزوة تبوك فقال یا رسول الله تخلفنی فی النساء والصبیان فقال اماترضٰی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسٰی غیر انه لانبی بعدی.

اکتبی بعد ترجمه قصة غزوة التبوك وهل وقع فیها القتال ام لا ؟ و بینی الفرق بین الغزوة والسریة واکتبی عدد الغزوات اشرحی قوله (ﷺ)، اما ترضی ان تکون منی الخ.

(ب)...... عن ابی موسیٰؓ قال قال رسول الله ﷺ کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء غیر مریم بنت عمر ان وآسیة امراة فرعون وان فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام.

اکتبی نبذة یسیرة من سیرة هولاء النسوة الثلاثة ثم بینی الاحادیث الصحیحة دالة علی فضل خمس نسوة الثلاث هولاء اللاتی ذکرن و خدیجة الکبریٰ وفاطمة بنت رسول اللّٰه ﷺ فایتهن افضل من سائر النساء.

السؤال الثالث (الف)...... عن همام بن منبه قال هذ اما حدثنا ابو هریرة عن رسول الله ﷺ فذکر احادیث منها وقال رسول الله ﷺ والذی نفس محمد بیده لیاتین علی احدکم یوم ولا یرانی ثم لا ن یرانی

احب اليه من اهله وماله معهم قال ابو اسحٰق المعنى فيه عندى لا ن يرانى معهم احب اليه من اهله و ماله اهو عندى مقدم ومؤخر.

ترجمى هذا الحديث الى الاردية، وبينى ان الامام مسلما الى اى شئ يشير بقوله هذ اما حدثنا ابو هريرة فذكر منها احاديث.

(ب)...... عن مسروق قال دخلت على عائشة وعندها حسان بن ثابتؓ ينشدها شعرا يشبب بابيات له فقال.

حصان رزان ماتزن بريبة وتصبح غرثٰى من لحوم الغوافل

فقالت له عائشةؓ لكنك لست كذلك قال مسروق فقلت لها لم تاذنين له يدخل عليكَ و قد قال الله تعالىٰ والذى تولى كبره منهم له عذاب اليم قالت فاى عذاب اشد من العمى.

ترجمى هذا الحديث الى الاردية وحققى بيت حسانؓ مع شرح الكلمات والمخطوطة ومن هو المراد فى الاية بقوله والذى تولىٰ كبره، فان لم يكن حسان بن ثابت فلم عاب عليه مسروق.

الجواب ۱۴۱۹ھ

الجواب عن السوال الاول (الف) باب رَحْمَتِهٖ ﷺ النِّسَآءَ وَ اَمْرُهٗ بِا لرِّفْقِ بِهِن ج:۱صفحہ نمبر۱۵۲،۱۵۳۔

(ب) باب اِثْبَاتِ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ وَصِفَتِهٖ وَ مَحَلِّهٖ مِنْ جَسَدِهٖ ﷺ ج:۱صفحہ نمبر۱۷۸،۱۷۹۔

الجواب عن السوال الثانى (الف) باب مِّنْ فَضَآئِلِ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍؓ ج:۱صفحہ نمبر۲۸۹،۲۹۶۔

☆ والفرق مشہور بین السرایا والغزوات

(ب) باب مِّنْ فَضَآئِلِ خَدِيْجَةَ (اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ) رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا. ج:۱صفحہ نمبر۳۲۰،۳۲۵۔

الجواب عن السوال الثالث (الف) باب فَضْلِ النَّظْرِ اِلَيْهِ ﷺ وَ تَمَنِّيْهِ . ج:۱صفحہ نمبر۳۰۱۔

(ب) باب فَضَآئِلِ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ. ج:۱صفحہ نمبر۳۹۸،۴۰۲۔

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم الجزء الثانى ۱۴۲۰ھ

السؤال الأول: (الف) ...... عن ابى هريرةؓ ان رسول اللهﷺ قال: مثلى ومثل الأنبياء من قبلى كمثل رجل بنى بنيانا فأحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبيين.

(۱) ترجمى الحديث ثم شكليه (اعراب لگائیں) (۲) اشرح المثال المذكور فى الحديث (۳) اذكرى ادلةً واضحةً دالةً على ختم النبوة.

(ب)...... عن سماك انه سمع جابر بن سمرةؓ يقول كان رسول الله ﷺ قد شمط مقدم رأسه ولحيته وكان اذا ادهن لم يتبين واذا شعث رأسه تبين وكان كثير شعر اللحية فقال رجل وجهه مثل السيف قال لا بل كان مثل الشمس والقمر وكان مستديرًا ورأيت عند كتفه مثل بيضة الحمامة يشبه جسده.

(ا) شكلي العبارة ثم ترجميها (٢) اشرحي الحديث بحيث يتضح المراد (٣) قد ور دت في صفة الخاتم روايات مختلفة فاشرحي صفة الخاتم و محله من جسده ﷺ في ضوء الأحاديث.

السؤال الثاني: (الف)...... عن عائشة قالت ماغرت على نساء النبيﷺ الاعلى خديجةؓ واني لم ادركها قالت وكان رسول الله ﷺ اذا ذبح الشاة فيقول ارسلوبها الىٰ اصدقاء خديجةؓ قالت فاغضبته يومًا فقلت خديجةتب فقال رسول الله ﷺ اني رزقت حبها.

(ا) ترجمي العبارة ترجمة واضحةً. (٢) اذكري قصة تزوج النبيﷺ بخديجة الكبرٰى (٣) اذكري نبذه من احوال خديجةؓ

(ب) ...... عن أبي هريرةؓ انه قال كان جريج يتعبد في صومعة فجاء ت امه قال حميد فوصف لنا أبو رافع صفة أبي هريرة لصفة رسول الله ﷺ امه حين دعته كيف جعلت كفها فوق حاجبيها ثم رفعت رأسها اليه تدعوه فقالت يا جريج انا امك كلمني فصادفته يصلي فقال اللهم امي وصلاتي قال فاختار صلاته.

(ا) ترجمة العبارة (٢) من هو جريج؟ (٣) اكملي قصة جريج المذكورة في هذ ا الحديث هل يجب تقديم بر الوالدين على التطوع بالصلاة وغيرها.

السؤال الثالث: (الف)...... عن عبدالله بن مسعودؓ قال ان محمدًاﷺ قال: الا انبئكم ما العضة هي النميمة القالة بين الناس وان محمدًا ﷺ قال ان الرجل يصدق حتى يكتب صديقا ويكذب حتى يكتب كذابًا.

(ا) ترجمة الحديث (٢) اذكري الفرق بين الغيبة والنميمة والتهمة والكذب (٣) النميمة من ا لكبائر او الصغائر لو كانت من الكبائر فما جواب قوله عليه الصلاة والسلام في حق يعذب في القبر لاجل النميمة "وما يعذبان في كبير"؟

(ب)...... قال ابن جعفر اخبرني عبدالله بن دينار انه سمع عبدالله بن عمرؓ يقولُ قال رسول الله ﷺ ان من الشجر شجرة لا يسقط ورقها وانها مثل المسلم فحدثوني ما هي فوقع الناس في شجر البوادي قال عبدالله ووقع في نفسي انها النخلة فاستحييت ثم قالوا حدثنا ما هي يا رسول الله قال فقال هي النخلة قال فذكرت ذلك لعمر قال لان تكون قلت هي النخلة احب الي من كذا وكذا.

(ا) ترجمی الحدیث (۲) کیف تکون الشجرة مثلا لمسلم اذکری المناسبة بینهما (۳) لماذا استحیی ابن عمر من ان یجیب؟

الجواب ۱٤۲۰ھ

الجواب عن السوال الاول(الف) باب ذِکرِ کَوْنِہٖﷺ خَاتَمَ النَّبِیّینَ. ج:اصفحہ نمبر۱۱۰،۱۱۱۔

(ب) باب اِثْبَاتِ خَاتَمِ النَّبُوَّةِ وَصِفَتِہٖ وَ مَحَلِّہٖ مِنْ جَسَدِہٖ ﷺ ج:اصفحہ نمبر۱۷۸،۱۷۹۔

الجواب عن السوال الثانی (الف) باب مِّنْ فَضَآئِلِ خَدِیْجَةَ (اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَؓ ج:اصفحہ نمبر۳۲۰،۳۲۵۔

(ب) باب تَقْدِیْمِ بِرِّ الْوَالِدَیْنِ عَلَی التَّطَوُّعِ بِالصَّلٰوةِ وَغَیْرِهَا. ج:اصفحہ نمبر۴۷۱،۴۷۴۔

الجواب عن السوال الثالث (الف) باب تَحْرِیْمِ النَّمِیْمَةِ. ج:اصفحہ نمبر۵۳۲۔

(۲) ☆غیبت دوسرے کا عیب ذکر کرنا ☆نمیمہ دوسرے کی بات (فتنہ وفساد کیلئے) نقل کرنا ☆تہمت کسی پر ناحق جرم لگانا ☆ کذب خلاف واقعہ بات کہنا۔ (۳) ☆لیس المعنی انهما لیسا کبیرین فی نفس الامر و فی انفسهما اذ لیس التعذیب الاعلی الکبیرة بل المعنی انهما لم یکونا کبیرتین عندهما اوالمعنی لا یعذبان فی امر یکبر و یشق علی المرأ او علیهما خاصة (کوکب الدری ج ا ص ۹۹)

یعنی یہ دونوں گناہ کبیرہ ہیں لیکن عموماً اس کو برانہیں سمجھا جاتا۔

(ب) باب مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّخْلَةِ. ج:۲صفحہ نمبر۸۴۲،۸۴۳۔

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم الجزء الثانی ۱٤۲۱ھ

السؤال الأول: (الف) ...... عن سعيد بن جبير قال :قلت لا بن عباسؓ أن نوفا البكالی يزعم أن موسیٰ عليه السلام صاحب بنی اسرائيل ليس هو موسی الخضر عليه السلام فقال: كذب عدوالله ......

(ا) من هو نوف البكالی؟ (۲) كيف ساغ لا بن عباس أن يصفه بهذه الصفة الغليظة والظاهر أنه مسلم صالح؟ (۳) عرفی الخضر و اذکری اسمه، ووجه تلقيبه بالخضر ، وهل هونبی أم ولی ؟ وهل هوحی أم ميت ؟ اذكری جميع هذه الأمور فی ضوء الأدلة.

(ب)...... عن عائشةؓ أنها تلعب بالبنات عند رسول اللهﷺ ، قالت: وكانت تأتينی صواحبی ، فكن ينقمعن من رسول الله ﷺ ، قالت :فكان رسول اللهﷺ يسربهن الیّ.

(ا) ترجمی الحديث المذكور ترجمة سلسة (۲) اذکری مايستفاد من هذا الحديث الشريف (۳) اكتبی المميزات(خصوصيات) التی تميزت بها سيدتنا عائشة أزواج النبی ﷺ.

السؤال الثانی: (الف)...... عن عائشةؓ زوج النبی ﷺ أنها كانت تقول :قال رسول الله ﷺ :سددوا

وقاربوا و أبشرو، فانه لن يدخل الجنة أحدًا عمله، قالوا: ولا أنت يا رسول الله ؟ قال: ولا أنا ، الا أن يتغمدني الله منه برحمة، واعلموا أن احب العمل الى الله أدومه وان قل.

(١) ترجمة الحديث المبارك ترجمة واضحةً (٢) اشرحي قوله " سددوا و قاربوا أبشرو" واذكري المناسبة بين هذا القول و بين قوله فانه لن يدخل الجنة أحدًا عمله (٣) لما ذاأمرنا بالعمل وكلفنا بأنواع التكاليف مع أنه لايفيد العمل ؟ (٤) كيف الجمع بين هذا الحديث وبين قوله تعالى "ادخلوا الجنة بما كنتم تعملون" (٥)هل يثبت الثواب والعقاب......؟ اذكري مذهب أهل السنة في هذه المسألة ومن يخالفهم من أهل البدعة.

(ب)...... قالت أم حبيبةؓ زوج النبي ﷺ: اللهم امتعني بزوجي رسول الله ﷺ، وبأبي سفيان وبأخي معاوية قال: فقال النبي ﷺ :قد سألت الله أن يعيذك من عذاب في النار أو عذاب في القبر كان خيرًا أوافضل.

(١) ترجمة الحديث ترجمة واضحة سلسلة (٢) كيف الجمع بين الحديث و بين ماورد أن صلة الرحم تزيد في العمر ، وغير ذلك من الروايات؟ (٣) ماهو مذهب اهل السنة والجماعة في عذا ب القبرهل هو على الروح أم على الجسد أم كليهما؟ وما هو موقف أهل الاعتزال بصدد ذلك.

السؤال الثالث: (**الف**)...... حدثتني عائشةؓ أن رجلا استأذن على النبي ﷺ ، فقال :ائذنوا له، فلبئس ابن العشيرة أو بئس رجل العشيرة فلما دخل عليه ألان له القول، قالت عائشة فقلت: يا رسول الله ، قلت الذي قلت ثم ألنت له القول، قال: يا عائشة، ان شر الناس منزلة عند الله يوم القيامة من ودعهأو تركه الناس اتقاء فحشه.

(١) شكلي الحديث و ترجمي الى الاردية (٢) من هذا الرجل المبهم؟ (٣) اذكري الارتباط والمناسبة بين سؤال عائشة وجواب رسول الله ﷺ (٤) كيف وصفه رسول الله ﷺ بهذه الصفة والظاهر أن هذه غيبة؟ (٥) اذكري الموضع التي تباح فيها الغيبة.

(ب)...... عن النبي ﷺ أن رجلا فيمن كان قبلكم راشه الله مالاً وولدًا ، فقال لولده: لتفعلن ما أمركم به أو لأولين ميراثي غيركم ، اذا أنامت فأحرقوني ، وأكثر على أنه قال ، ثم اسحقوني ، فاذروني في الريح ، فاني لم أبتهر عندالله خيراً ، وان الله يقدر على ان يعذبني، قال: فأخذ منهم ميثاقًا ففعلوا ذلك به وربي ، فقال الله: ما حملك على ما فعلت ، فقال: مخافتك، قال: فما تلافاه غيرها. (١) شكلي الحديث و ترجمه الى الاردية (٢) اذكري تحقيق الكلمات المخطوطة لغةً وصرفًا (٣) اشرحي هذا الحديث شرحاً لا يذر شيئاً من شبهة واشكال.

الجواب ۱۴۲۱ھ

الجواب عن السوال الاول (الف) باب مِنْ فَضَائِلِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَام ۔ ج:۲صفحہ نمبر ۲۴۹،۲۴۶۔

(ب) باب (فِيْ) فَضَائِلِ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ ج:۲صفحہ نمبر ۳۲۷،۳۳۷۔

الجواب عن السوال الثانی (الف) باب لَنْ يَّدْخُلَ اَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهٖ ....ج:۲صفحہ نمبر ۸۵۰،۸۵۲۔

(ب) باب بَيَانِ اَنَّ الْآجَالَ وَالْاَرْزَاقَ وَغَيْرَهَا لَا تَزِيْدُ وَلَا تَنْقُصُ....ج:۲صفحہ نمبر ۶۱۷،۶۱۸۔

الجواب عن السوال الثالث (الف) باب مُدَارَاةِ مَنْ يُّتَّقٰى فُحْشُهٗ۔ ج:۱صفحہ نمبر ۵۱۰۔

(ب) باب فِيْ سِعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَنَّهَا تَغْلِبُ غَضَبَهٗ۔ ج:۲صفحہ نمبر ۷۱۸،۷۲۲۔

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم الجزء الثانی ۱۴۲۲ھ

السؤال الاولؔ (الف)...... عن أنسؓ أن النبی (ﷺ) مرّبقوم يلقحون ، فقال: لو لم تفعلوا لصلح، قال فخرج شيصافمربهم ، فقال: مالنخلكم ؟ قالوا: قلت كذا وكذا ، قال أنتم أعلم بأمر دنياكم.

(۱)"يلقحون" اور "شيصا" کی لغوی تحقیق کیجئے (۲) حدیث کی تشریح کیجئے اور بتائیے کہ کیا دنیوی معاملات میں حضور اکرم (ﷺ) کی اتباع ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔

(ب)...... عن همام بن منبه قال: هذا ماحدثنا أبو هريرةؓ عن رسول الله (ﷺ) ، فذكر أحاديث منها و قال رسول الله (ﷺ) رأى عيسى بن مريم عليه السلام رجلًا يسرق، فقال له عيسى عليه السلام: سرقت، قال: كلا، والذى لااله الاهو ، فقال عيسىٰ عليه السلام آمنت بالله وكذبت نفسى.

(۱) ہمام بن منبہ کون ہیں؟ مختصر حالات لکھئے (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی آنکھوں سے اس شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تھا تو پھر اپنی تکذیب کیسے کردی؟ (۳) کیا جھوٹ کا صدور حضرات انبیاء سے ممکن ہے؟ کیا یہ عصمت کے منافی نہیں پھر حضرت عیسیٰ نے اپنی تکذیب کیسے کی؟ (۴) اس روایت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منقبت اور فضیلت کیسے ثابت ہوئی۔

السؤال الثانی (الف)...... أن المسوربن مخرمةؓ حدثه أنه سمع رسول الله (ﷺ) على المنبر ، وهو يقول: ان بنى هشام بن المغيره استأذنونى أن ينكحوا ابنتهم على بن أبى طالبؓ فلا آذن لهم ثم لا آذن لهم ثم لا آذن لهم الا أن يحب ابن أبى طالبؓ أن يطلق ابنتى وينكح ابنتهم، فانما ابنتى بضعة منى يريبنى مارابها ويؤذينى ما آذاها.

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کیجئے۔ (۲) بنو هشام بن المغیرۃ کون ہیں مختصر تعارف کرائیے۔ (۳) حدیث کی مکمل تشریح کیجئے اور بتائیے کہ جب مردوں کو چار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے تو حضور اکرم (ﷺ) نے حضرت علیؓ کو کیوں منع فرمایا۔

(ب) ...... عن انسؓ قال : كان النبى (ﷺ) لا يدخل على أحد من النساء الا على أزواجه الا أم سليم ، فانه

کان یدخل علیها، فقیل له ذلک ، فقال :انی أرحمها، قتل أخوها معی.

(۱) ام سلیم کون ہیں؟ مختصر تعارف کرائیے (۲) حضور ﷺ ان کے پاس شفقت کی وجہ سے آتے جاتے تھے یا آپ کی ان سے کوئی قرابت تھی اگر کوئی قرابت تھی تو وہ کیا قرابت تھی؟ اور اگر کوئی قرابت نہیں تو آپ ایک اجنبی خاتون کے پاس کیسے آتے جاتے تھے؟

السؤال الثالث (**الف**)...... عن أبی برزة الاسلمیؓ قال :بینما جاریة علی ناقة علیها بعض متاع القوم، اذ بصرت بالنبی (ﷺ) وتضایق بهم الحبل ، فقالت حل اللهم العنها، قال فقال النبی (ﷺ) لا تصاحبنا ناقة علیها لعنة.

(۱) حدیث شریف پر مکمل اعراب لگائیے اور واضح ترجمہ کیجئے (۲) جانور پر لعنت بھیجنا جائز ہے؟ لعنت بھیجنے والوں کے بارے میں جو وعیدیں آئی ہیں ان کو تحریر کیجئے۔(۳)" لاتصاحبنا ناقة علیها لعنة" کا کیا مطلب ہے اور آپ نے یہ کیوں فرمایا؟۔

(**ب**)...... عن أبی هریرةؓ أن رسول الله (ﷺ) قال :اذا قال الرجل هلك الناس فهو أهلكهم :قال أبو اسحاق لا أدری أهلَكهم بالنصب أو أهلكُهم بالرفع.

(۱) حدیث پر اعراب لگائیے اور ترجمہ کیجئے۔(۲) حدیث کا مطلب بتائیے اور واضح کیجئے کہ کیا واعظین و مصلحین لوگوں کے فساد و بگاڑ کو بیان نہیں کر سکتے؟ (۳) ابو اسحاق کون ہیں؟ اور ان کے اس قول کا کیا مطلب ہے؟ واضح کیجئے۔

الجواب ۱۴۲۲ھ

الجواب عن السوال الاول (**الف**) باب وُجُوْبِ امْتِثَالِ اَمْرِهٖ مَا قَالَهٗ شَرْعًا ... ج:۱صفحہ نمبر ۱۹۹،۲۰۰۔

(**ب**) باب فَضَآئِلِ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ ج:۱صفحہ نمبر ۲۰۳،۲۰۵۔

(۱) ابو عقبہ ہمامؒ بن منبہ بن کامل بن سیج البناوی الصنعانی الیمانی۔ مشہور تابعی اور سیدنا ابو ہریرہؓ کے مایہ ناز تلامذہ میں سے ہیں۔ سیدنا عثمانؓ کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے۔ صحابہؓ میں سے ابو ہریرہؓ عبداللہ بن زبیرؓ ابن عباسؓ ابن عمرؓ امیر معاویہؓ سے روایت کیا اور ان کے تین بھائی وہب، معقل، غیلان ہیں اور عبدالرزاق، عبدالوہاب انکے دو بیٹے ہیں اول الذکر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے یحیٰ بن معین کہتے ہیں ہمام ثقہ ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے امام مسلم متعدد بار ان سے حدیثیں لائے ہیں۔ وفات: ابن سعد کہتے ہیں ان کی وفات ۱۳۱ھ میں اور علی بن مدینی کہتے ہیں ۱۳۲ھ میں ہوئی۔ (تہذیب الکمال)

(۲) صفحہ نمبر ۲۲۷ (۳)

الجواب عن السوال الثانی (**الف**) باب مِنْ فَضَآئِلِ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ۔ ج:۱صفحہ نمبر ۳۴۴،۳۵۰۔

(**ب**) باب مِنْ فَضَآئِلِ اُمِّ سُلَیْمٍ اُمِّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ ج:۱صفحہ نمبر ۳۵۶،۳۵۷۔

الجواب عن السوال الثالث (**الف**) باب النَّهْیِ عَنْ لَعْنِ الدَّوَابِّ وَ غَیْرِهَا۔ ج:۱صفحہ نمبر ۵۲۰۔

(**ب**) باب النَّهْیِ عَنْ قَوْلِ هَلَكَ النَّاسُ۔ ج:۱صفحہ نمبر ۵۵۲،۵۵۳۔

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم الجزء الثانی ۱۴۲۳ھ

السؤال الاول (الف)...... عن انس ان النبی ﷺ مرّبقوم يلقحون، فقال لو لم تفعلوا لصلح ، فخرج شيصافمر بهم، فقال:مالنخلكم؟ قالوا:قلت كذا و كذا، قال :انتم اعلم بأمر دنياكم.

(۱) يلقحون اور " شيصا" کی لغوی تشریح کریں۔(۲) مذکورہ حدیث کی تشریح کریں اور یہ بتائیں کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیوی امور میں امتثال حکم ضروری نہیں ہے؟ (۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحی یوحی" اس آیت اور حدیث شریف کے درمیان بظاہر تعارض نظر آرہا ہے اس کو دور کریں۔

(ب)...... أن المسوربن مخرمة حدثه أنه سمع رسول الله ﷺ على المنبر ، وهو يقول: ان بني هشام بن المغيرة استاذنوني أن ينكحو ابنتهم على بن ابى طالب ، فلا آذن لهم ثم لا آذن لهم ثم لا آذن لهم الا أن يحب ابن أبى طالب أن يطلق ابنتي وينكح ابنتهم فانما ابنتى بضعة منى يريبنى مارابها ويؤذيني ما آذاها.

(۱) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کیجئے۔(۲) بتائیے کہ بنوھشام بن المغیرہ کون ہیں؟ (۳) مردوں کو جب چار تک نکاح کی اجازت ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منع کیوں فرمایا؟

السؤال الثانی (الف)...... عن عائشةؓ أنها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله ﷺ ، و كانت تاتيني صواحبي فكن ينقمعن من رسول الله ﷺ قالت:فكان رسول الله ﷺيسرّ بهن الي.

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔(۲) اس حدیث سے جو آداب وفوائد مستنبط ہوتے ہیں ان کو تحریر کریں۔(۳) حضرت عائشہؓ کی خصوصیات بیان کریں جن سے وہ دیگر امہات المؤمنین سے ممتاز ہوجاتی ہیں۔

(ب)...... حدثتنى عائشةؓ أن رجلا استأذن على النبى (ﷺ) فقال ائذنو اله فلبئس ابن العشيرة أو بئس رجل العشيرة. فلما دخل ألان له القول. قالت عائشة:فقلت يا رسول الله قلت له الذي قلت، ثم ألنت له القول! قال يا عائشة، ان شرالناس منزلة عندالله يوم القيامة من ودعه أوتركه الناس اتقاء فحشه.

(۱) حدیث شریف پر مکمل اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے۔(۲) حضور اکرم (ﷺ) نے غائبانہ اس کا ذکر کیا ہے یہ غیبت میں تو داخل نہیں؟ (۳) حضرت عائشہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال وجواب میں مطابقت ظاہر کیجئے۔(۴) کن مقامات میں غیبت کی اجازت ہوتی ہے تفصیل سے لکھئے۔

السؤال الثالث (الف)...... عن سعيد بن جبيرؓ قال قلت لا بن عباس أن نوفا البكالى يزعم ان موسٰى عليه السلام صاحب بنى اسرائيل ليس هو موسٰى صاحب الخضر، فقال: كذب عدو الله ......

(۱) نوف البکالی کے مختصر حالات تحریر کریں۔(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں ''عدو اللہ'' کیسے کہہ دیا حالانکہ بظاہر وہ ایک مسلمان ہیں۔(۳) حضرت خضر علیہ السلام کا اصل نام کیا تھا؟ ان کو ''خضر'' کیوں کہا گیا؟ وہ نبی تھے یا ولی؟ وہ اب تک زندہ

ہیں یا وفات پا چکے؟ تفصیل سے لکھیں۔

(ب)...... عن أبی ہریرۃؓ أن رسول اللّٰہ ﷺ قال اذا قال الرجل ہلك الناس فهو أهلكهم قال أبو اسحاق: لا ادری :أهلكَهم بالنصب أو أهلكُهم بالرفع.

(۱) ترجمہ کریں۔ (۲) ابواسحاق کون ہیں؟ ان کے اس قول کا مطلب بتائیں۔ (۳) حدیث کا مطلب بتائیں اور یہ تحریر کریں کہ کیا علماء و مبلغین زمانہ کے فساد کو بیان نہیں کر سکتے؟

الجواب ۱٤۲۳ھ

الجواب عن السوال الاول (الف) باب وُجُوْبِ امْتِثَالِ اَمْرِهٖ مَا قَالَهٗ شَرْعًا ..... ج:۱صفحہ نمبر ۱۹۹، ۲۰۰۔

(ب) باب مِّنْ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا (بِنْتِ النَّبِیِّ ﷺ) ج:۱صفحہ ۳۴۴، ۳۵۰۔

الجواب عن السوال الثانی (الف) باب (فِیْ) فَضَائِلِ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَؓ ج:۱صفحہ نمبر ۳۲۷، ۳۳۷۔

(ب) باب مُدَارَاةِ مَنْ يُّتَّقٰی فُحْشَهٗ. ج:۱صفحہ نمبر ۵۱۶۔

الجواب عن السوال الثالث (الف) باب مِّنْ فَضَائِلِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَام . ج:۱صفحہ نمبر ۲۳۹، ۲۴۶۔

(ب) باب النَّهْیِ عَنْ قَوْلِ هَلَكَ النَّاسُ. ج:۱صفحہ نمبر ۵۵۲، ۵۵۳۔

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم الجزء الثانی (ضمنی) ۱۳۲٤ھ

السؤال الأول (الف)...... كان رسول الله (ﷺ) ليس بالطويل البائن ولا بالقصير ،.وليس بالأبيض الأمهق ولا بالآدم ولا بالجعد القطط ولا بالسبط ، بعثه اللّٰه على رأس أربعين سنة، فأقام بمكة عشر سنين و بالمدينة عشر سنين ، وتو فاه الله على رأس ستين سنة، وليس فی رأسه ولحيته عشرون شعرة بيضاء.

(۱) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں۔ (۲) حدیث شریف کا با محاورہ ترجمہ کریں۔ (۳) روایات میں حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک ساٹھ تریسٹھ اور پینسٹھ سال وارد ہے ان تمام روایات میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟

(ب)...... كان رسول الله (ﷺ) ضليع الفم أشكل العين منهوس العقبين قال :قلت لسماك:...... ماأشكل العين ؟ قال :طويل شق العين.

(۱) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں۔ (۲) اور بتائیں کہ '' اَشکل '' کے جو معنی یہاں بیان کئے گئے ہیں وہ درست ہیں یا نہیں، اگر درست نہیں تو اس کے صحیح معنی کیا ہیں؟ (۳) احادیث میں حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک وارد ہوا ہے، اختصار کے ساتھ مکمل حلیہ مبارکہ نقل کریں۔

السؤال الثانی (الف)...... قال رسول الله (ﷺ) أنا سيد ولد آدم يوم القيامة، وأول من ينشق عنه القبر ، وأول شافع و أول مشفع.

(۱) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں۔ (۲) حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے بتائیں کہ آپ نے ''انا سید ولد آدم'' کیوں فرمایا اور پھر ''یوم القیامۃ'' کی قید کیوں لگائی؟ (۳) حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا ''لا تخیرونی بین الأنبیاء'' اور یہاں آپ خود تفضیل بیان فرمار ہے ہیں، دونوں باتوں میں تطبیق کی صورت کیا ہوگی؟

(ب) ...... **سمعت النبی (ﷺ) یقول قبل أن یموت بشهر: تسألونی عن الساعة وانما علمها عند اللّٰه، وأقسم باللّٰه ما علی الأرض من نفس منفوسة تأتی علیها مائة سنة.**

(۱) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کیجئے (۲) ''منفوسۃ'' کے کیا معنی ہیں اور اس قید کے لگانے کی وجہ کیا ہے؟

(۳) حضرت خضر علیہ السلام کی حیات میں علماء کا اختلاف ذکر کر کے راجح قول متعین کیجئے۔

السؤال الثالث (الف) ...... قال حسان:

ثکلت بنیتی ان لم تردها — تثیر النقع من کنفی کداء

یبارین الأعنة مصعدات — علی أکتافها الأسل الظماء

تظل جیادنا متمطرات — تلطّمهن بالخمر النساء

(۱) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں۔ (۲) تمام اشعار پر اعراب لگائیں (۳) سلیس ترجمہ اور مفصل تشریح کریں۔

(ب) ...... **قالت الاولی: زوجی لحم جمل غث علی رأس جبل وعر، لاسهل فیرتقی ولا سمین فینتقی، قالت الثانیة: زوجی لا أبث خبره، انی أخاف أن لا أذره، ان أذکره أذکره عجره و بجره، قالت الثالثة: زوجی العشنق، ان أنطق أطلق وان أسکت أعلق.**

(۱) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کیجئے۔ (۲) مذکورہ عبارت کا سلیس اور واضح ترجمہ کریں۔ (۳) یہ بتائیں کہ ان عورتوں نے اپنے شوہروں کی تعریف کی ہے یا مذمت؟

الجواب (ضمنی) ۱۴۲۴ھ

الجواب عن السوال الاول (الف) باب قَدْرِ عُمْرِهٖ ﷺ وَاِقَامَتِهٖ بِمَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ. ج:۱ صفحہ نمبر ۱۸۳،۱۷۹۔

(ب) باب صِفَةِ شَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ وَ حُلْيَتِهٖ ج:۱ صفحہ نمبر ۱۶۶،۱۷۰۔

الجواب عن السوال الثانی (الف) باب تَفْضِيْلِ نَبِيِّنَا ﷺ عَلٰى جَمِيْعِ الْخَلَائِقِ. ج:۱ صفحہ نمبر ۸۶،۸۷۔

(ب) باب بَيَانِ مَعْنٰى قَوْلِهٖ ﷺ عَلٰى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقٰى نَفْسٌ...... ج:۱ صفحہ نمبر ۴۵۱،۴۵۳۔

الجواب عن السوال الثالث (الف) باب فَضَائِلِ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍؓ. ج:۱ صفحہ نمبر ۴۰۰۔

(ب) باب (فِیْ) فَضَائِلِ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَؓ ج:۱ صفحہ نمبر ۳۳۳،۳۴۱۔

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم الجزء الثانی (السنوی) ١٤٢٤ھ

السؤال الأول: (**الف**) ...... قام رسول الله ﷺ يوماً فينا خطيبابماء يدعى خمابين مكة والمدينة، فحمدالله وأثنى عليه ووعظ و ذكر، ثم قال :أما بعد :الا أيها الناس فانما أنا بشر يوشك أن يأتى رسول ربى فأجيب ، وأنا تارك فيكم ثقلين أولهما كتاب الله ، فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله واستمسكو ابه فحث على كتاب الله و رغب فيه، ثم قال :و أهل بيتى أذكر كم الله فى أهل بيتى ، أذكركم الله فى أهل بيتى ، أذكر كم الله فى أهل بيتى ، فقال له حصين:ومن أهل بيته يازيد؟ أليس نساؤه أهل بيته؟ قال:نساؤه أهل بيته ولكن أهل بيته من حرم الصدقة بعده، قال:ومن هم؟ قال هم :آل على ، و آل عقيل ، و آل جعفر ، و آل عباس، وقال: كل هؤلاء حرم الصدقة؟ قال:نعم.

(۱) حدیث شریف پر مکمل اعراب لگائیے اور سلیس ترجمہ کیجئے (۲) پوری حدیث کی تشریح کیجئے اور بتائیے کہ حضرات ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں یا نہیں؟ اگر داخل ہیں تو مسلم کی ایک دوسری روایت میں نفی کیوں کی گئی؟ دونوں روایات میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟ نیز روافض کے ہفوات کی بھرپور تردید کریں۔

(**ب**)...... قال رسول الله ﷺ : جاء ملك الموت الى موسى عليه السلام ، فقال له:اجب ربك ، قال: فلطم موسى عليه السلام عين ملك الموت ، ففقأ ها، قال :فرجع الملك الى الله تعالى فقال: انك أرسلتنى الى عبدلك لا يريد الموت ، وقد فقأعينى قال :فرد الله اليه عينه وقال :ارجع الى عبدى، فقل:الحياة تريد؟ فان كنت تريد الحياة فضع يدك على متن ثور ، فما توارت يدك من شعرة فانك تعيش بها سنة، قال:ثم مه؟ قال؟ ثم تموت، قال:فالآن من قريب ، رب أمتنى من الأرض المقدسة رمية بحجر ......

(۱) حدیث شریف کا سلیس بامحاورہ ترجمہ کیجئے۔ (۲) ملک الموت کو مارنے کی کیا وجہ تھی؟ (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارض مقدسہ میں موت مانگنے کی بجائے اس کے قریب موت کی دعا کیوں کی؟ (۴) بعض ملاحدہ نے اس حدیث کا انکار کیا ہے،ان کے شبہ کی بنیاد واضح کر کے ان کی تردید کیجئے۔

السؤال الثانی : (**الف**)......حدثنا أنس بن مالك قال قال نبى الله (ﷺ) :ان العبد اذا وضع فى قبره و تولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم......

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں۔ (۲) حدیث مذکور سے مستنبط چند فوائد لکھیں۔ (۳) عذاب قبر کے بارے میں اہل سنت اور معتزلہ کے اختلاف کو واضح کر کے دلائل نقل کریں اور اہل سنت کے مذہب کی ترجیح بیان کریں۔

(**ب**)......دعى رسول الله (ﷺ) الى جنازة صبى من الأنصار ، فقلت:يا رسول الله :طوبى لهذا ، عصفور من عصافير الجنة لم يعمل السوء ولم يدركه ، قال أو غير ذلك يا عائشة، ان الله خلق للجنة أهلا، خلقهم لها

وهم فی أصلاب آبائهم، وخلق للنار أهلا، خلقهم لها وهم فی اصلاب آبائهم. (۱) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں۔ (۲) اطفال المسلمین اور اطفال المشرکین کے بارے میں علماء کی رائے کیا ہے، تفصیل سے لکھیں۔ (۳) حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ کی تردید کیوں فرمائی؟ واضح کریں۔

السوال الثالث: (الف)...... عن أبی هریرة أن رسول الله (ﷺ) قال: قال رجل، لم یعمل حسنة قط، لأهله: اذا مات فحرقوه ثم اذروا نصفه فی البر ونصفه فی البحر، فوالله لئن قدر الله علیه لیعذبنه عذابا لا یعذبه أحداً من العالمین، فلما مات الرجل فعلوا ما أمرهم، فامر الله البر فجمع مافیه و أمر البحر فجمع مافیه ثم قال: لم فعلت هذا؟ قال: من خشیتك یا رب وانت أعلم، فغفر الله له. (۱) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (۲) یہ بتائیں کہ جب اس شخص نے اللہ کی قدرت کی نفی کی تو اس کی مغفرت کیسے ہوئی؟

(ب)...... عن أبی هریرة عن رسول الله (ﷺ) أنه قال: لن ینجی أحدکم عمله. قال رجل: ولا ایاك یا رسول الله؟ قال: ولا ایای، الا أن یتغمدنی الله منه برحمة، ولکن سددوا.

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور ''سددوا'' کا مطلب واضح کریں (۲) قرآن کریم میں ہے ﴿ادخلوا الجنة بما کنتم تعملون﴾ مذکورہ حدیث اس جیسی آیات کے معارض ہے اس تعارض کو دور کریں۔ (۳) اصلح للعباد کے وجوب وعدم وجوب کے بارے میں اہل سنت اور معتزلہ کے اختلاف کو ذکر کر کے اہل سنت کے مذہب کو مبرھن اور مدلل کریں۔

الجواب ۱٤۲٤ھ

الجواب عن السوال الاول (الف) باب مِنْ فَضَآئِلِ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ؓ ج:۱صفحہ نمبر۲۹۳،۲۹۸۔

(ب) باب مِنْ فَضَائِلِ مُوْسیٰ عَلَیْهِ السَّلَام . ج:۱صفحہ نمبر۲۱۵،۲۲۱۔

الجواب عن السوال الثانی (الف) باب عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَیِّتِ مِنَ الجَنَّةِ . . ج:۲صفحہ نمبر۹۱۸،۹۲۳۔

(ب) باب مَعْنٰی کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ وَ حُکْمِ مَوْتٰی اَطْفَالِ الْکُفَّار . ج:۲صفحہ نمبر۶۱۲،۶۱۴۔

الجواب عن السوال الثالث (الف) باب فِی سِعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَنَّها ج:۲صفحہ نمبر۷۱۷،۷۲۱۔

(ب) باب لَنْ یَّدْخُلَ اَحَدٌ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهٖ بَلْ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی . ج:۲صفحہ نمبر۸۵۰،۸۵۲۔

الورقة الثانیة: الصحیح لمسلم الجزء الثانی ۱٤۲٥ھ

السؤال الأول (الف) ...... عن موسی بن طلحةؓ عن أبیه قال، مررت مع رسول الله (ﷺ) بقوم علی رؤوس النخل، فقال: ما یصنع هؤلاء؟ فقالوا یلقحون الذکر فی الأنثی فیلقح، فقال رسول الله (ﷺ) ماأظن یغنی ذلك شیئا قال: فأ خبر رسول الله (ﷺ) بذلك فقال: ان کان ینفعهم ذلك فلیصنعوه فا نی انماظننت ظنا فلا تؤ اخذو نی با لظن، اذا حد ثتکم عن الله فخذو ابه فا نی لن اکذب علی الله عزوجل.

(ا) حدیث شریف پر مکمل اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے (۲) اس حدیث سے بعض لوگوں نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات معاملات دنیویہ میں حجت نہیں ہیں، ان کا خیال کہاں تک درست ہے؟ اور اگر ان کا خیال درست نہیں تو بھرپور تحقیقی تردید کیجئے۔

(ب)...... عن أنسؓ أن النبي(ﷺ)دعا بماء فا تی بقدح رحراح فجعل القوم يتو ضأ ون ،فحزرت مابين الستين الى الثمانين قال فجعلت أنظر الى الماء من بين أصابعه .

(ا) "رحراح "اور "حزرت" کے لغوی معنی بیان کریں (۲) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں (۳) حدیث شریف کی تشریح کریں اور ان لوگوں کی تردید جو معجزات کا اس بنا پر انکار کرتے ہیں کہ یہ خلاف فطرت ہے اور خلاف فطرت ناممکن ہے!

السوال الثاني (الف) ......قالت التاسعة زوجی رفيع العماد ، طويل النجاد ، عظيم الرماد قريب البيت من الناد ، قالت العاشرة :زوجي ما لك و ما ما لك خير من ذلك ، له ابل كثيرات المبارك قليلات المسارح ، اذا سمعن صوت المزهر أيقنّ أنهن هوالك .

(ا) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کیجئے (۲) عبارت پر مکمل اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے (۳) مختصر تشریح کیجئے اور بتائیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "أم زرع" حضرت عائشہ کو کیوں سنائی تھی؟

(ب)......كانت عند أم سليم يتيمة ، وهی أم أنس ، فرأى رسول الله (ﷺ)اليتيمة،فقال : آنت هيه ؟ لقد كبرت، لا كبرسنك . فرجعت اليتيمة الى أم سليم تبكی ، فقالت أم سليم :مالك يا بنية! قالت الجارية :دعا علىّ نبی الله(ﷺ) أن لا يكبر سنی، فلا يكبر سنی أبدًا أو قالت قرنی ، فخرجت أم سليم مستعجلة تلوث خمارها حتى لقيت رسول الله(ﷺ) مالك يا أم سليم ؟ فقالت يا نبی الله ، أدعوت على يتيمتی ؟ قال:وما ذالك يا أم سليم ؟ قالت:زعمت أنك دعوت أن لايكبر سنها ولا يكبر قرنها ، قال فضحك رسول الله (ﷺ) ثم قال :يا أم سليم ، أما تعلمين أن شرطی على ربی أنی اشتر طت على ربی فقلت انماانا بشر أرضى كما يرضى البشر، وأغضب كما يغضب البشر ، فأيما أحد دعوت عليه من أمتی بد عوةليس لها بأهل أن يجعلها له طهورًا وزكاة و قربة بها منه يو م القيامة .

(ا) پوری عبارت پر اعراب لگائیے اور سلیس ترجمہ کیجئے (۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہراً بددعا کی ہے ایسا کیوں کیا؟ تفصیل سے حدیث شریف کی تشریح کیجئے۔

السوال الثالث (الف)...... عن أبی سعيد الخدری رضی الله عنه عن النبی (ﷺ)أن رجلا قتل تسعة و تسعين نفسا ، فجعل يسأل:هل له من توبة ، فأتى راهبًا فسأل فقال:ليست لك تو بة ، فقتل الراهب ، ثم جعل يسأل ، ثم خرج من قرية الى قرية فيها قوم صالحون ، فلما كان فی بعض الطريق أدر كه الموت ، فنأى

بصدره ثم مات ، فا ختصمت فیه ملا ئکة الرحمة و ملا ئکة العذاب ، فکان الی القریة الصالحة أقرب منها بشبر ، فجعل من أهلها .

(۱) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کیجئے (۲) قاتل کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں یا اسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہنا ہوگا ؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر کیجئے (۳) اس حدیث میں قاتل کی توبہ کا مقبول ہونا مذکور ہے ، کیا اتنے قتل کرنے کے بعد جو یقیناً حقوق العباد کا تلف کرنا ہے ، مقتولین کی معافی کے بغیر قاتل کی توبہ قبول ہو جائے گی ؟ (۴) کیا توبہ کی قبولیت کیلئے نیکو کاوں کے علاقہ کی طرف ہجرت ضروری ہے ؟

(ب) ......قال النبی (ﷺ) : فی أصحابی اثنا عشر منا فقا ، فیهم ثما نیة لا ید خلون الجنة حتی یلج الجمل فی سمّ الخیاط ، ثما نیة منهم تکفیهم الدبیلة و أربعة لم أحفظ ما قال شعبة فیهم .

(۱) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کیجئے (۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں '' منافق '' کا وجود کیسے ہو سکتا ہے ؟ منافق تو کافر ہوتا ہے !! (۳) منافق کی تعداد تو بہت زیادہ تھی ، یہاں صرف بارہ کیوں ؟ کیا باقی چار جنت میں جائیں گے ؟

الجواب ۱۴۲۵ھ

الجواب عن السوال الاول (الف) باب وُجُوْبِ امْتِثَالِ اَمْرِهٖ مَا قَالَهٗ شَرْعًا ....ج:۱صفحہ نمبر ۱۹۹، ۲۰۰۔

(ب) باب : فِیْ مُعْجِزَاتِ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم . ج:۱صفحہ نمبر ۹۰، ۹۴۔

الجواب عن السوال الثانی (الف) باب (فِیْ) فَضَائِلِ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ ج:۱صفحہ نمبر ۳۳۳، ۳۴۱۔

(ب) باب مَنْ لَعَنَهُ النَّبِیُّ ﷺ اَوْ سَبَّهٗ اَوْ دَعَا عَلَیْهِ وَلَیْسَ هُوَ............ج:۱صفحہ نمبر ۵۲۶، ۵۲۸۔

الجواب عن السوال الثالث (الف) باب قَبُوْلِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَاِنْ کَثُرَ قَتْلُهٗ . ج:۲صفحہ نمبر ۳۸ ۷، ۷۴۰۔

(ب) باب صِفَاتِ الْمُنَافِقِیْنَ وَ اَحْکَامِهِمْ . ج:۲صفحہ نمبر ۷۹۴، ۸۰۱۔

الورقة الثانیة: الصحیح لمسلم الجزء الثانی ۱۴۲۶ھ

السوال الأول (ألف)...... عن ثوبان أن نبی الله (ﷺ) قال : انّی لبعقر حوضی ازود الناس لاهل الیمن اضرب بعصای حتی یرفضّ علیهم فسئل عن عرضه فقال : من مقامی الی عمان ، و سئل عن شرابه ، فقال : اشد بیاضا من اللبن ، وأحلی من العسل ، یغتّ فیه میزابان یمدانه من الجنة أحدهما من ذهب ، والآخر من ورق .

(۱) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی صرفی تحقیق کریں (۱۱) (۲) حدیث شریف پر مکمل اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں (۵)۔ (۳) حوضِ کوثر کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ کیا ہے ؟ اور اس کے کچھ اوصاف جو آپ نے حدیث میں پڑھے ہیں تحریر کریں (۱۸)

(ب)...... عن أنس بن مالك قال : جاء رجل الی رسول الله (ﷺ) ، فقال یا خیر البریة ! فقال رسول الله (ﷺ) :

ذاك ابراهيم عليه السلام.

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ (۵)۔(۲) کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل نہیں؟ پھر یہاں آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو افضل کیوں قرار دیا؟ حضرات علماء کے اقوال تحریر کریں (۱۱)۔(۳) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " **لا تفضلو ابين الأنبياء** " جب کہ آپ نے خود فرمایا "**أنا سيد ولد آدم ولا فخر**" دونوں قسم کی حدیثوں کی تطبیق کے سلسلہ میں حضرات علماء کے اقوال نقل کریں (۱۸)۔

السؤال الثاني (الف)...... **عن جابر قال: قال النبي (ﷺ) اهتزعرش الرحمٰن لموت سعد بن معاذ.**

(۱) حدیث شریف کا واضح ترجمہ کریں (۸) (۲) "**اهتزازِ عرش**" کا کیا مطلب ہے؟ علماء کے اقوال نقل کریں اور یہ بتائیں کہ اس سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت کا کیا تعلق ہے؟ (۲۵)

(ب)...... **عن أبي هريرة أن رسول الله(ﷺ) قال: أتدرون ما الغيبة؟ قالوا: الله رسوله أعلم، قال: ذكرك أخاك بمايكره، قيل: أفرأيت ان كان في أخي ما أقول؟ قال: ان كان فيه ماتقول فقد اغتبته، وان لم يكن فيه فقد بهته.**

(۱) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں (۵)۔(۲) غیبت اور بہتان کی تعریف کریں (۵)۔(۳) وہ کون سے مقامات ہیں جہاں غیبت کی اجازت دی گئی ہے؟ تفصیل سے لکھیں (۲۴)۔

السؤال الثالث (الف)...... **عن أبي هريرة قال: قال رسول الله (ﷺ) اذا قاتل أحدكم أخاه فليجتنب الوجه فان الله عزوجل خلق آدم على صورته.**

(۱) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں (۵)۔(۲) احادیثِ صفات کے بارے میں علماءِ اہل السنۃ والجماعۃ کا کیا موقف ہے واضح کریں (۱۵)۔(۳) "**خلق آدم على صورته**" کی تشریح حضرات علماء کے اقوال کی روشنی میں کریں (۱۳)۔

(ب)...... **قال رسول الله(ﷺ): تحاجت الجنة والنار، فقالت النار أوثرت بالمتكبرين والمتجبرين، وقالت الجنة: فمالي لا يدخلني الا ضعفاء الناس وسقطهم وغرتهم، قال الله للجنة: انما أنت رحمتي أرحم بك من أشاء من عبادي، وقال للنار: انماأنت عذابي أعذب بك من أشاء من عبادي، ولكل واحدة منكما ملؤها، فأما النار فلا تمتلي حتى يضع الله تبارك وتعالى رجله، تقول: قط قط قط، فهنالك تمتلي ويزوى بعضها الى بعض ولا يظلم الله من خلقه أحداً وأما الجنة فان الله ينشئ لها خلقا.**

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (۸)۔(۲) حدیث شریف کی تشریح کریں اور بتائیں خداوند قدوس کے وضعِ قدم یا وضعِ رِجل کے بارے میں علماء کے کیا اقوال ہیں۔(۲۵)

الجواب ۱٤۲٦ھ

الجواب عن السوال الاول (الف)......باب اثباتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا وَصِفَاتِهِ . ج:اصفحہ نمبر۱۲۳،۱۲۸

(ب)......باب من فضائل ابراهيم الخليل ج:اصفحہ نمبر۲۰۶،۲۱۰

الجواب عن السوال الثانی (الف)...... باب فضائل سعد بن معاذ. ج:اصفحہ نمبر۳۷۰،۳۷۱

(ب)...... باب تحريم الغيبة ج:اصفحہ نمبر۵۱۳،۵۱۴

الجواب عن السوال الثالث (الف)...... با ب النهی عن ضرب الوجه ج:اصفحہ نمبر۵۳۹،۵۴۰

(ب)...... باب صفه الجنة والنار ج:۲صفحہ نمبر۸۵۸

الورقة الثانية : صحيح الإمام مسلم ١٤٢٧ھ

السؤال الأول : **(الف)** عن أبی هريرة قال :بينما يهودی يعرض سلعة له أعطی بها شيئا كرهه أو لم يرضه شك عبدالعزيز قال: لاوالذی اصطفی موسی عليه السلام علی البشر ، قال : فسمعه رجل من الأنصار، فلطم وجهه قال: تقول: والذی اصطفی موسی عليه السلام علی البشر و رسول الله ﷺ بين أظهرنا؟ قال: فذهب اليهودی الی رسول الله ﷺ ، فقال: يا أبا القاسم ان لی ذمة وعهدا، وقال: فلان لطم وجهی، فقال رسول الله ﷺ :لم لطمت وجهه؟ قال: قال يا رسول الله والذی اصطفی موسیٰ عليه السلام علی البشر، وأنت بين اظهرنا، قال فغضب رسول الله ﷺ حتی عرف الغضب فی وجهه، ثم قال: لاتفضلوا بين أنبياء الله ، فانه ينفخ فی الصور فيصعق من فی السماوات و من فی الأرض الا من شاء الله ، قال: ثم ينفخ فيه أخری ، فأكون أول من بعث أوفی أول من بعث فاذا موسیٰ عليه السلام آخذ بالعرش، فلا أدری أحوسب بصعقته يوم الطور أو بعث قبلی ولا أقول ان أحدا أفضل من يونس بن متی عليه السلام.

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگا کرمکمل ترجمہ کریں[۱۰] (۲)"لاتفضلوا بين الانبياء " کا کیا مطلب ہے واضح کریں۔[۱۰]
(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہاں جس نفخہ سے استثناء کیا گیا ہے وہ کون سا نفخہ ہے؟ اوران کا استثناء کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ علماء کے اقوال کی روشنی میں جواب تحریر کریں[۱۳]۔

(ب) عن عائشة رضی الله عنها أنها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله ﷺ ، قالت: وكانت تأتينی صواحبی فكن ينقمعن من رسول الله ﷺ ، قالت ، فكان رسول ﷺ يسربهن الی. (۱)"صواحبی " " ينقمعن " اور "يسربهن "کی لغوی اورصرفی تحقیق کریں[۱۰] (۲) سلیس ترجمہ کریں[۵] (۳) لعب بالبنات کا کیا مطلب ہے؟ شریعت میں اس کی کہاں تک گنجائش ہے؟ علماء کے اقوال کی روشنی میں تحریر کریں[۱۸]

السؤال الثانی : **(الف)**...... عن زيد بن اسلم أن عبدالملك بن مروان بعث الی أم الدرداء بأنجاد من

عنده فلماأن كان ذات ليلة قام عبدالملك من الليل ، فدعا خادمه ، فكأنه أبطاعليه، فلعنه ، فلما أصبح قالت له أم الدرداء : سمعتك الليلة لعنت خادمك حين دعوته، فقالت: سمعت أبا الدرداء يقول قال رسول الله ﷺ :لايكون اللعانون شفعاء ولاشهداء يوم القيامة. (۱) پوری عبارت کا ترجمہ کریں[۵] (۲) حدیث شریف کا واضح مطلب بیان کریں اور ''شہداء'' نہ ہونے کے بارے میں علماء کے اقوال تحریر کریں[۲۸]۔ (ب) عن أبی هريرة أنه كان يقول: قال رسول الله ﷺ : مامن مولود الايولد على الفطرة فأبواه يهودانه وينصرانه و يمجسانه كما تنتج البهيمة بهيمة جمعاء ، هل تحسون فيها من جدعاء؟ ثم يقول أبو هريرة: واقرءوا ان ان شئتم فطرة الله التى فطر الناس عليها لاتبديل لخلق الله. (۱) حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں[۵] (۲) ''فطرة'' سے کیا مراد ہے؟ علماء کے اقوال نقل کریں[۱۰] (۳) ایک روایت میں ہے کہ بعض بچے کافر پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام نے جس بچہ کو مار ڈالا تھا اس کے بارے میں یہی وارد ہوا ہے کہ وہ کافر پیدا ہوا تھا، حدیثِ مذکور اور ان روایات میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟[۱۸]

السؤال الثالث: (الف) ...... عن ابن عباس قال: قام فينا رسول الله ﷺ خطيبا بموعظة، فقال، يا أيها الناس، انكم تحشرون الى الله حفاة عراة غرلا، كما بدأنا أول خلق نعيده، وعداً علينا انا كنا فاعلين ، ألا وان أول الخلائق يكسى يوم القيامة ابراهيم عليه السلام، ألا وانه سيجاء برجال من أمتى فيؤخذ بهم ذات الشمال، فأقول: يارب أصحابى، فيقال: انك لاتدرى ما أحدثوا بعدك، فأقول كما قال العبدالصالح: وكنت عليهم شهيداً مادمت فيهم فلما توفيتنى كنت أنت الرقيب عليهم و أنت على كل شئ شهيد ، قال: فيقال لى :انهم لم يزالوا مرتدين على أعقابهم منذ فارقتهم.

(۱) حفاة، عراة، غرل، کی لغوی تحقیق کریں[۵] (۲) ابوداود کی حدیث ہے' ان الميت يبعث فی ثيابه التى يموت فيها' اس حدیث اور مذکورہ حدیث میں جو تعارض ہے اس کو علماء کے اقوال کی روشنی میں رفع کریں[۱۵] (۳) ان أول الخلائق يكسى يوم القيامة ابراهيم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کیا یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں بھی افضلیت کا ثبوت نہیں ہے؟[۱۰] (۴) ''یارب أصحابي'' سے کون لوگ مراد ہیں؟ اور ان پر 'أصحابي' کا اطلاق کیسے درست ہوگا؟[۴]۔ (ب) ...... حدثنا أنس بن مالك قال قال نبى الله ﷺ ان العبد اذا وضع فى قبره وتولى عنه أصحابه انه ليسمع قرع نعالهم ، قال: يأتيه ملكان فيقعدانه، فيقولان له: ماكنت تقول فى هذا الرجل ؟ قال: فأما المؤمن فيقول: أشهد أنه عبدالله ورسوله، قال: فيقال له: انظر الى مقعدك من النار، قد أبدلك الله به مقعداً من الجنة ، قال نبى الله ﷺ :فيراهما جميعا .

(۱) حدیث شریف کا واضح ترجمہ کریں[۵] (۲) قبرستان میں جوتے پہن کر چلنے کا کیا حکم ہے؟ علماء کے مذاہب بیان کریں[۱۵]
(۳) عذاب قبر کی کیا حقیقت ہے؟ اہل السنۃ والجماعۃ کا مذہب کیا ہے؟ تفصیل کے ساتھ مدلل لکھیں[۱۴]

الجواب ۱٤۲۷ھ

الجواب عن السوال الاول(الف) باب من فضائلِ موسیٰ ج:اص:۲۱۶،۲۲۴

(**ب**)باب فضل عائشة ج:اص:۳۲۷،۳۳۷

الجواب عن السوال الثانی (الف)باب النهی عن لعن الدواب وغیرها ج:اص:۵۲۱

(**ب**)باب معنیٰ کل مولود............... ج:۲ ص:۶۰۹،۶۱۳

الجواب عن السوال الثالث (الف)باب فناء الدنیا...... ج:۲ص:۹۰۱،۹۰۳

(**ب**)باب عرض مقعد المیت ج:۲ص:۹۱۸،۹۲۲

؎ آخر میں میری آپ سے اتنی ہے التجا محبوب کے حق میں ذرا آپ کیجئے دعاء

❁❁❁❁❁

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله الودود على ما وفقنا لطبع

هذا الكتاب الجامع لأحاديث النبي الموعود له الشفاعة والمقام المحمود المسمى

بسنن أبي داود

للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني رحمه الله

بتصحيح المحقق اليلمعي صدر المدرسين

شيخ الهند محمود الحسن الديوبندي

MAKTABA-E-REHMANIA

مكتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37221395

الحمد لله

الذي وفقنا لطبع هذا الكتاب المستطاب

الصحيح لمسلم

ووفقنا للسعي جميلا في أداء حقوقه من صحة الكتابة والطباعة والتحقيق والتدقيق

والصلوة والسلام على نبيه المختار

الذي قد أعطي جوامع الكلم ووفق أتباعه المختارين لجمع أحاديثه المباركة منهم

ومع حواشي

الإمام الشيخ أبي الحسن السندي

مع شرح

الإمام الشيخ محي الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي

سنة ٦٣١ - سنة ٦٧٦

مكتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37221395

MAKTABA-E-REHMANIA

قَالَ اللهُ تَعَالَى

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَنَا لِطَبْعِ هٰذَا الْكِتَابِ الْمُسْتَجَابِ

صَحِيْحُ الْبُخَارِيِّ

الجزء الاول

وَوَفَّقَنَا السَّعْيَ الْجَمِيْلَ فِيْ اَدَاءِ حُقُوْقِهٖ مِنْ صِحَّةِ الْكِتَابَةِ وَالطِّبَاعَةِ وَالتَّوْفِيْقِ وَالتَّدْقِيْقِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهِ الْمُخْتَارِ الَّذِيْ قَدْ اُعْطِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَوَفَّقَ اَتْبَاعَهُ الْمُخْتَارِيْنَ لِجَمْعِ اَحَادِيْثِهِ الْمُبَارَكَةِ مِنْهُمْ

مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً

الَّذِيْ جَمَعَهَا وَاَحْسَنَ فِيْ جَمْعِهَا حَتّٰى اَطْبَقَ عُلَمَاءُ الْاَرْضِ بِاَنَّ تَصْنِيْفَهُ الْمَتِيْنَ هُوَ اَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ، وَاَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى تَوْثِيْقِهٖ وَاَمَانَتِهٖ وَضَبْطِهٖ وَصِيَانَتِهٖ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اَنَّهٗ وَفَّقَنَا لِطَبْعِهِ الصَّحِيْحِ مَعَ

حواشی

الْحَافِظِ الشَّيْخِ الْمُحَدِّثِ اَحْمَدَ عَلِيِّ السَّهَارَنْفُوْرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً وَمَعَ حَوَاشِي الْاِمَامِ اَبِي الْحَسَنِ السِّنْدِيِّ رَحِمَهُ اللهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً الشَّهِيْرَةِ الْقَيِّمَةِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ الصَّالِحِيْنَ وَالنُّبَلَاءِ الْعَارِفِيْنَ، وَاَمَّا صَحَّحْنَا مَتْنَهٗ وَحَوَاشِيَهٗ وَفْقَ النُّسَخِ الصَّحِيْحَةِ.

وَقَدْ بَذَلْنَا جُهْدًا بَلِيْغًا وَصَرَفْنَا كَثِيْرًا فِيْ تَصْحِيْحِهٖ وَتَدْقِيْقِهٖ ثُمَّ اَلْحَقْنَا بِهٖ حَلَّ اللُّغَاتِ وَفَوْقَ كُلِّ صَفْحَةٍ لِكَيْ يَسْهَلَ عَلَى الطَّالِبِ الْمُطَالَعَةُ عَلَيْهِ، ثُمَّ اَلْحَقْنَا مَعَ مُقَدِّمَةِ الْمُجَلَّدِ الْاَوَّلِ كِتَابًا

التراجم ابواب البخاری

لِلشَّيْخِ الْمُحَدِّثِ الشَّاهِ وَلِيِّ اللهِ الدِّهْلَوِيِّ رَحِمَهُ اللهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً لِكَيْ يَصِلَ الطَّالِبُ اِلٰى مُرَادِ الْبُخَارِيِّ مِنْ تَرَاجِمِهٖ لِاَنَّهٗ قِيْلَ، فِقْهُ الْبُخَارِيِّ فِي التَّرَاجِمِ وَقَدْ كَثُرَ كَلَامُ الْعُلَمَاءِ فِيْهَا،

والامر المخصوص الزائد

وَالْمِيْزَةُ الْخَاصَّةُ لِهٰذِهِ الطَّبْعَةِ بِاَنَّنَا جَعَلْنَا حَوَاشِيْ كُلِّ صَفْحَةٍ وَفْقَ مَتْنِهٖ لَاسِيَّمَا حَاشِيَةَ السِّنْدِيِّ لِكَيْ يَسْهَلَ عَلَى الطَّالِبِ الْحُصُوْلُ عَلَيْهَا. وَذَكَرْنَا اَسْمَاءَ الرِّجَالِ مَعَ تَرَاجِمِهِمْ وَقَدْ اَضَفْنَا تَرْقِيْمَ الْاَحَادِيْثِ وَالْاَبْوَابِ لِاَوَّلِ مَرَّةٍ فَنَشْكُرُ اللهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَلٰى هٰذَا الطَّبْعِ الْقَدِيْرِ بِالذِّكْرِ. وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْجَدِيْرِ بِالذِّكْرِ. وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

خَادِمُ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ اِلٰى رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ مَقْبُوْلُ الرَّحْمٰن. عَفَا اللهُ عَنْهُ

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743

ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

جامع الترمذي

وفي آخره

شمائل الترمذي

للإمام العلام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي

المحشى

بالحواشي المفيدة القديمة لمولانا المحدث أحمد علي السهارنفوري

مع

العرف الشذي

للعلامة المحدث الكبير مولانا محمد أنور شاه ابن معظم شاه الكشميري

وبهامشه

نفع قوت المغتذي

للعلامة الشيخ علي بن السيد سليمان الدمنتي البجمعوي المغربي الشاذلي المالكي

وفي أوله

التقرير للترمذي

للعلامة الشهير شيخ الهند مولانا محمود حسن بن مولانا ذو الفقار علي الديوبندي

مكتبة رحمانية

إقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743